مدینہ منورہ میں ترتیب دیا جانے والا
ہر قسم کی اسلامی معلومات، ہزاروں عنوانات پر مشتمل

جدید اسلامی انسائیکلوپیڈیا

دینی دسترخوان

تالیف
حضرۃ مولانا عبد القیوم مہاجر مدنی مدظلہ العالی

تقاریظ
فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبد الستار صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا محمد انظر شاہ کشمیری رحمہ اللہ

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان
(0322-6180738, 061-4519240

جدید اسلامی انسائیکلوپیڈیا
مدینہ منورہ میں ترتیب دیا جانیوالا
ہر قسم کی اسلامی معلومات پر مشتمل
مستند مجموعہ

دینی دسترخوان

(اضافہ شدہ جدید ایڈیشن)

تالیف
حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب مہاجر مدنی
مدظلہ العالی

تقاریظ
حضرت مولانا محمد انظر شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ
حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا قاری محمد طاہر مہاجر مدنی رحمہ اللہ
حضرت مفتی مجد القدوس خبیب رومی مدظلہ العالی

جلد دوم

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(0322-6180738, 061-4519240)

دینی دستر خوان

تاریخ اشاعت............ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ
ناشر............ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت............سلامت اقبال پریس ملتان

انتباہ

اس کتاب کی کاپی رائٹ کے جملہ حقوق محفوظ ہیں
کسی بھی طریقہ سے اس کی اشاعت غیر قانونی ہے

قانونی مشیر
قیصر احمد خان
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ ملتان)

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ.... چوک فوارہ.... ملتان　　اسلامی کتاب گھر.. خیابان سرسید عظیم مارکیٹ.... راولپنڈی
ادارہ اسلامیات........ انار کلی........ لاہور　　دارالاشاعت........ اُردو بازار........ کراچی
مکتبہ سید احمد شہید........ اردو بازار...... لاہور　　ادارۃ الانور........ نیو ٹاؤن........ کراچی
مکتبہ رحمانیہ........ اُردو بازار .... لاہور　　مکتبہ دارالاخلاص.... قصہ خوانی بازار...... پشاور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K　　119-121- HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTERE　　BOLTON BLI 3NE. (U.K.)

فہرست مضامین

مذاہب عالم

مخالفین کی نکتہ چینی	۳
دعوت عمل	۳
امید وبیم	۳
ملل قدیمہ	۳
حقیقت اسلام	۴
انچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری	۴
راہ اعتدال	۴
غلط فہمی کا سبب	۵
انتہائی ضلالت	۵
خدا کا تصور	۵
من موہن	۶
رحمن ورحیم	۶
اسمائے الٰہیہ	۶
کتب سابقہ	۸
خدا کا آخری پیغام	۸
رب کا مفہوم	۸
عفو عام کی بشارت	۹
رحمۃ للعالمین ﷺ	۹
المرءُ مع من احب	۱۰
عطائے عمومی	۱۰
محبت الٰہی کی طلب	۱۰
خدا کی رحمت	۱۱
حسن خاتمہ	۱۱
تاریخ مکۃ المکرمہ سے کچھ اہل ذوق کے لئے	۱۱
حضرت آدم علیہ السلام کا قدم مبارک	۱۲
ہمت واستقلال	۱۳
حضور ﷺ کے طائف کے سفر کا قصہ	۱۳
اللہ کا خوف اور ڈر	۱۴
آندھی کے وقت حضور ﷺ	۱۴
حضور ﷺ کے گزر کی حالت	۱۴
حضرت خبیب ؓ کا قتل	۱۵
حضرت حمزہ ؓ کا خوف	۱۶
موت کا شوق	۱۶
حضور ﷺ کا منشاء مبارک	۱۸
حذیفہ ؓ کا جاسوسی کے لئے جانا	۱۹
عورتوں کا دینی جذبہ	۲۰
تسبیحات حضرت فاطمہ ؓ	۲۰
حضرت عائشہ کا صدقہ	۲۰
حضرت عائشہ کو صدقہ سے روکنا	۲۱
معاشرت کے متعلق چند باتیں	۲۱
اصلی انسانی زیور	۲۲

چند دینی باتیں

ایمان واسلام کا بیان	۲۳
معجزات وکرامات برحق ہیں	۲۳
بدعتی سے نفرت	۲۳
بدعتی پر لعنت	۲۳
جن صفات کو خدا تعالیٰ کا وصف نہیں بنایا جاسکتا	۲۴
وہ صفتیں یہ ہیں	۲۴
جن صفتوں سے خداوند تعالیٰ کو موصوف کرنا روا ہے	۲۴
گمراہ فرقوں کے بیان میں	۲۴
۷۳ فرقے فقط ایک جنتی	۲۴
فضیلت حجاز مقدس	۲۴
سنت کو زندہ کرنا	۲۴
وحدت اسلامی	۲۵
قتل مومن کا وبال اور عذاب	۲۵
کسی مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا	۲۶
مسلمان پر ہتھیار اٹھانا	۲۶

مضامین	صفحہ
ایک مسلمان کے قتل کی سزا	۲۶
قتل کرنے والا دوزخ میں	۲۶
قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں	۲۶
تعصب کے بارے میں ارشادات نبویہ	۲۶
علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ	۲۶
عہد اول کے مہاجرین اور انصار	۲۷
محبت والفت کا نسخہ	۲۷
قیامت کے دن حقوق العباد کے فیصلے کس طرح ہونگے	۲۷
مومن کے حقوق	۲۷
لوٹ مار، غصب، چوری، خیانت کرنیوالا مومن نہیں	۲۸
اغواء کر کے رقم وصول کرنا حرام ہے	۲۸
مال حرام کا وبال اور عذاب	۲۸
رشوت لینا اور دینا دلانا باعث لعنت ہے	۲۸
غیر شرعی فیصلے کرنے کی وبا	۲۹
حکومتوں کے عہدے آخرت میں ندامت	۲۹
ورسوائی کا سبب ہوں گے	۲۹
جو شخص عہدے کا طلبگار ہو اسے عہدہ دینا جائز نہیں ہے	۲۹
فیصلوں میں ظلم کرنا جہالت کے ساتھ فیصلے دینا	۲۹
قبروں کو مسجد بنانے کی ممانعت	۲۹
ضرورت سے زیادہ قبر اونچی نہ کی جائے	۲۹
قبروں پر گنبد بنانے کی ممانعت	۳۰
گانے کی آواز سن کر کانوں میں انگلیاں دینا	۳۰
جواء، ڈھول، نشہ آور چیز کی حرمت	۳۰
باجوں اور بتوں کو توڑنے کا حکم	۳۰
آباؤ اجداد پر فخر کرنے کی ممانعت	۳۰
مثنوی	۳۰
لوگوں سے اپنی تعظیم کرانے کی ممانعت	۳۱
شادی بیاہ میں سادگی	۳۱
باعث برکت ہے	۳۱
مہر کی تخفیف موافق سنت ہے	۳۱
بیوہ کا جوڑا ملنے پر تاخیر نہ کرے	۳۱
میت کے غم میں جاہلانہ	۳۱

مضامین	صفحہ
حرکات کی ممانعت	۳۱
سادگی	۳۲
حلال اور چور	۳۴
دادرسی کا عجیب واقعہ	۳۴
ملک الموت کو صدمہ	۳۵
ملانہ شد ہرگز	۳۶
اچھی نیت	۳۶
لونڈی اور غلام کے حقوق کا بیان	۳۸
انبیاء علیہم السلام کے مال میں وراثت نہیں ہوتی	۳۹
اپنے لئے جمع کا صیغہ بولنا جائز ہے بشرطیکہ تکبر نہ ہو	۳۹
پرندوں اور چوپاؤں میں بھی عقل وشعور ہے	۴۰
جنت میں داخل ہونا بغیر فضل خداوندی	۴۰
حاکم کو اپنی رعیت کی خبرگیری ضروری ہے	۴۱
جو جانور کام میں سستی کرے	۴۲
انبیاءؑ عالم الغیب نہیں ہوتے	۴۲
حضرت سلیمان کا خط	۴۴
خط نویسی	۴۴
خط کا جواب دینا بھی سنت انبیاء ہے	۴۵
خطوط میں بسم اللہ لکھنا	۴۵
خط مختصر، جامع، بلیغ اور موثر انداز میں لکھنا چاہیے	۴۶
ملکہ بلقیس کا رد عمل	۴۶
بلقیس کے قاصدوں کی دربار سلیمانی میں	۴۶
کسی کافر کا ہدیہ قبول کرنا	۴۷
بلقیس کی حاضری دربار سلیمانی میں	۴۸
امثال عبرت	۵۱
اختلافی مسائل	۶۵
شیعہ سنی اختلاف	۶۸
حنفی وہابی اختلاف	۷۱
دیوبندی بریلوی اختلاف	۷۴
عالم الغیب	۷۵
حاضر وناظر	۷۶
مختار کل	۷۶

مضامین	صفحہ
غیراللہ کاپکارنا	۷۷
توسل اوردُعاء	۷۸
زیارت قبور	۸۰
قبروں پرچراغ جلانا	۸۱
قبروں پرطواف اورسجدہ وغیرہ	۸۲
قبروں پرمنتیں اورچڑھاوے	۸۲
عیدمیلادالنبی ﷺ	۸۳
سنت اوراہل سنت	۸۷
ایصال ثواب	۹۹
گیارہویں کی رسم	۱۰۰
کھانے پرختم	۱۰۱
قبرپرکھجورکی شاخیں رکھنا	۱۰۱
سنت وجماعت	۱۰۲
بدعت وبدعتیوں کی مذمت	۱۰۳
علم فقہ کاتعارف: شرعیہ کے بعد	۱۰۴
فقہ حنفی کاانداز ترتیب وتدوین	۱۰۵
فقہ حنفی کے علمی ماخذ	۱۰۵
امام عبدالعزیزبن ابی رواڈ	۱۰۵
امام ابوحنیفہ کے علمی وفقہی مجلس مشاورت	۱۰۶
عوام کی تقلید کاحکم	۱۰۶
علامہ ابن تیمیہؒ کاارشاد	۱۰۶
پچیس سالہ تجربہ	۱۰۷
نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ	۱۰۷
مشہورغیرمقلد عالم	۱۰۷
اذان واقامت کے کلمات	۱۰۸
مقتدی بالکل قراءت نہ کرے	۱۰۹
رفع یدین کامسئلہ	۱۱۰
رکعات وتر	۱۱۰
نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ	۱۱۱
فرض نماز کے بعددُعاء کاثبوت	۱۱۱
سجدہ سہو کے بعدسلام پھیراجائے	۱۱۲
رومال وغیرہ کوبغیرباندھے نماز پڑھنا	۱۱۲
خطبہ کے دوران تحیۃ المسجد کاحکم	۱۱۳
جمہورسلف ومحدثین کامسلک	۱۱۳
صحابہ کرام کاعشق نماز	۱۱۴
بزرگان دین کاعشق وشغف نماز کے ساتھ	۱۱۶
نماز میں وساوس کی شکایت	۱۱۷
نماز میں وسوسہ کاایک علاج	۱۱۷
اپنی نماز کوزندگی کی آخری نماز سمجھ	۱۱۸
حضورقلب کے ساتھ نماز پڑھنے کومحال سمجھنا	۱۱۸
وساوس کے بند نہ ہونے پربددل نہ ہو	۱۱۸
امت میں ۷۳ فرقے	
اہل حق کی کثرت	۱۱۹
یہود پرتلبیس ابلیس کابیان	۱۲۴
نصاریٰ پرتلبیس کابیان	۱۲۶
صابی فرقہ پرتلبیس ابلیس کابیان	۱۲۶
مجوس پرتلبیس ابلیس کابیان	۱۲۷
خوبصورت لڑکوں کی طرف دیکھنے کی سزا	۱۲۷
مسلک علماء دیوبند	۱۲۸
نماز دینی شعبوں کاخلاصہ	۱۲۹
توحید	۱۲۹
حضرات انبیاء علیہم السلام	۱۲۹
صحابۂ کرام	۱۳۰
تصوف اورصوفیاء	۱۳۰
فقہ اورفقہاء	۱۳۱
حدیث اورمحدثین	۱۳۱
کلام اورمتکلمین	۱۳۱
سیاست اورخلفاء	۱۳۱
ظاہروباطن کے جامع	۱۳۲
علماء دیوبند کانقطۂ آغاز	۱۳۲
تلک عشرۃ کاملۃ	۱۳۲
دعوت وتبلیغ	
تبلیغی جماعت	۱۳۳

مضامین	صفحہ
مولانا محمد زکریا صاحب	۱۳۶
خوابوں کی تعبیر	
خواب میں آسمان، آفتاب	۱۴۲
قیامت	۱۴۵
جنت	۱۴۵
دینوی آگ	۱۴۵
بارش، بجلی، نہروں، کشتیوں کو خواب میں دیکھنا	۱۴۶
پہاڑ اور ٹیلے	۱۵۰
اگلے دانتوں	۱۵۱
گردن	۱۵۱
انگلیاں	۱۵۱
گھٹنا، پنڈلی قدم	۱۵۲
دولہا	۱۵۳
خون	۱۵۳
نشہ	۱۵۳
نکسیر	۱۵۳
شادی، نکاح، کو خواب میں دیکھنا	۱۵۴
ولادت	۱۵۵
پیوند لگے ہوئے کپڑے	۱۵۷
کاتنے کی چرخی	۱۵۸
رنگی ہوئی چیزیں	۱۵۸
روپے پیسے وغیرہ کی تعبیر کا بیان	۱۵۸
کان کی بالی	۱۵۹
مرد کا خواب میں انگوٹھی کا دیکھنا	۱۵۹
سونے کے ٹکڑے اور برتن	۱۶۰
لوہے تانبے اور سیسے کے ٹکڑے	۱۶۰
قینچی	۱۶۱
تلوار	۱۶۱
نیزہ	۱۶۲
چھری اور تیر و خنجر	۱۶۲
گھوڑوں، خچروں، کو خواب میں	۱۶۳
ٹٹو (گھٹیا قسم کا گھوڑا)	۱۶۳
مضامین	**صفحہ**
کچ کا مکان	۱۶۵
گھر کا دروازہ	۱۶۵
کانٹے دار درخت	۱۶۶
انگور اور انار کے درخت کا باغ	۱۶۶
انگور	۱۶۶
غلہ کے دانے	۱۶۷
زمین میں بیج کا ہونا	۱۶۷
خوشبوئیں	۱۶۷
شربتوں اور دودھ کو خواب میں	۱۶۸
انگور یا کھجور کا شیرہ	۱۶۸
جان پہچان کا آدمی	۱۶۹
بوڑھی عورت	۱۶۹
ایسے خواجہ سرا جنکو جانتا نہیں	۱۶۹
سر کے بال	۱۶۹
تیل لگانا	۱۷۰
انسان کا بھیجا	۱۷۰
آنکھ کی پلکیں	۱۷۰
اونٹ اور گائے، بکری	۱۷۱
اونٹ کے گوشت	۱۷۱
بہت سے بیل	۱۷۲
مینڈھا	۱۷۲
بکری کی چربیاں	۱۷۲
قصاب	۱۷۳
جملہ جنگلی نر جانور	۱۷۳
جنگلی جانوروں کی کھالیں	۱۷۳
شیرنی	۱۷۵
کتیا کا دودھ	۱۷۵
بچھو	۱۷۶
کھٹمل یا مچھر	۱۷۶
پانی کے جانور اور تازہ مچھلی	۱۷۷
شکاری پرندے جیسے گدھ، عقاب	۱۷۸
شتر مرغ مادہ	۱۷۸

مضامین	صفحہ
طوطا	۱۷۸
شہد کی مکھی نر	۱۷۸
پیشہ وکاریگری	۱۷۹
پوستین سینے والا	۱۸۰
لوہار	۱۸۰
باورچی اور گوشت بھوننے والا	۱۸۰
اونٹ کو ذبح کرنے والا	۱۸۰
منجم، کاہن اور جادوگر	۱۸۰
تیل بیچنے والا	۱۸۱
قبروں کو اور زمین کو کھودنے والا	۱۸۱
علوم وفقہ کی کتابیں	۱۸۱
ماتم	۱۸۲
شطرنج	۱۸۲
سورۂ حج	۱۸۳
سورۂ یٰسین	۱۸۴
سورۂ دخان	۱۸۴
سورۂ قمر	۱۸۴
سورۂ طلاق	۱۸۵
سورۂ قیامۃ	۱۸۵
سورۂ انشراح	۱۸۵
سورۂ قریش	۱۸۶
سورۂ فلق	۱۸۶
وصیتیں	
حضرت لقمان	۱۸۸
حجۃ الوداع، حجۃ البلاغ	۱۸۸
حضرت عمر بن خطابؓ کی وصایا	۱۸۹
حضرت عثمان غنی	۱۸۹
امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ	۱۹۰
قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی	۱۹۱
وصیت نامہ	۱۹۱
سید عطاء اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا	۱۹۳
محمد بدر عالم مہاجر مدنی	۱۹۴

مضامین	صفحہ
وصیت کی باتیں	۱۹۶
شہید کربلا	
خلافت اسلامیہ پر ایک حادثہ عظیمہ	۱۹۷
بیعت یزید کا واقعہ	۱۹۷
حضرت عائشہؓ سے شکایت	۱۹۸
بیعت یزید سے انکار	۱۹۸
حضرت معاویہؓ کی وفات	۱۹۹
یزید کا خط ولید کے نام	۱۹۹
اہل کوفہ کے خطوط	۲۰۰
حضرت حسینؓ کو کوفہ کے لئے دعوت	۲۰۰
مسلم بن عقیل کے قتل کا حکم	۲۰۰
حضرت حسینؓ کا خط	۲۰۱
کوفہ میں ابن زیاد	۲۰۱
مسلم بن عقیلؓ کی انتہائی شرافت	۲۰۲
ہانی بن عروہ پر تشدد مار پیٹ	۲۰۲
ابن زیاد کے خلاف ہنگامہ	۲۰۲
ستر سپاہیوں سے تنہا مقابلہ	۲۰۳
مسلم بن عقیلؓ کی حضرت حسینؓ کو کوفہ آنے	۲۰۳
سے روکنے کی وصیت	۲۰۳
حضرت حسین کو روکنے کے لئے	۲۰۴
مسلم بن عقیل اور ابن زیاد	۲۰۴
حضرت حسینؓ کا عزم کوفہ	۲۰۴
ابن عباسؓ کا دوبارہ تشریف لانا	۲۰۵
حضرت حسینؓ کا ارشاد	۲۰۵
حضرت حسینؓ کا خواب	۲۰۶
حضرت حسینؓ کا خط	۲۰۶
حضرت حسینؓ کے ساتھیوں کا مشورہ	۲۰۶
حر بن یزید ایک ہزار کا لشکر	۲۰۷
حضرت حسینؓ کے پیچھے نماز	۲۰۷
میدان جنگ میں حضرت حسینؓ	۲۰۸
حر بن یزید کا اعتراف	۲۰۸
حضرت حسینؓ کا تیسرا خطبہ	۲۰۸

مضامین	صفحہ
حضرت حسینؓ کا خواب	۲۰۹
حضرت علی اکبرؓ	۲۰۹
قتال میں پہل نہیں کروں گا	۲۱۰
حضرت حسینؓ کا پانی بند	۲۱۰
حضرت حسینؓ کا ارشاد	۲۱۰
ابن زیاد کا خط	۲۱۱
حضرت حسینؓ کا آنحضرت ﷺ کو	۲۱۱
خواب میں دیکھنا	۲۱۱
حضرت حسینؓ کی تقریر	۲۱۱
حضرت حسینؓ کی وصیت	۲۱۲
حر بن یزید حضرت حسینؓ کے ساتھ	۲۱۲
حضرت حسینؓ کا لشکر کو خطاب	۲۱۲
بہنوں کی گریہ وزاری	۲۱۲
حضرت حسینؓ کا درد انگیز خطبہ	۲۱۲
گھمسان کی جنگ میں نماز ظہر	۲۱۳
حضرت حسینؓ کی شہادت	۲۱۴
لاش کو روندا گیا	۲۱۴
حضرت حسینؓ اور ان کے رفقاء کے سر	۲۱۴
اہل بیت کوفہ میں	۲۱۵
یزید کے گھر میں ماتم	۲۱۶
یزید کے دربار میں زینبؓ	۲۱۶
اہل بیت کی عورتیں	۲۱۶
علی بن حسین یزید کے سامنے	۲۱۶
اہل بیت کی مدینہ کو واپسی	۲۱۷
شہادت کا اثر فضائے آسمانی پر	۲۱۷
شہادت کے وقت حضور ﷺ کو خواب میں	۲۱۷
حضرت حسینؓ کے بعض حالات وفضائل	۲۱۸
حضرت حسینؓ کی زریں نصیحت	۲۱۸
قاتلان حسین کا عبرتناک انجام	۲۱۸
قاتل حسینؓ اندھا ہو گیا	۲۱۹
منہ کالا ہو گیا	۲۱۹
ہلاکت یزید	۲۱۹
تمام قاتلان حسینؓ کی عبرتناک ہلاکت	۲۱۹
حضرت حسینؓ نے قربانی پیش کی	۲۲۱
ایک تاریخی مکالمہ	۲۲۱
عجیب تاریخی واقعات	
حضرت امام ابوحنیفہ	۲۲۴
حضرت حذیفہ بن یمان	۲۲۴
حضرت عبداللہ بن جابرؓ	۲۲۵
ایک عجیب ایمان افروز واقعہ	۲۲۵
حضرت علیؓ کا مکان	۲۲۷
اصحاب کہف کے غار	۲۲۷
تیسیر ظلیان صاحب	۲۲۸
نجف میں	۲۲۹
جبل المقطم	۲۳۰
امام شافعی رحمہ اللہ	۲۳۰
حضرت یوشع علیہ السلام	۲۳۰
وادی شعیب میں	۲۳۱
ابوعبیدہ بن جراحؓ	۲۳۱
ضرار بن ازورؓ	۲۳۲
زید بن حارثہؓ	۲۳۲
حضرت جعفر طیارؓ	۲۳۲
حضرت عبداللہ بن رواحہؓ	۲۳۳
حضرت بلال حبشیؓ	۲۳۳
ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	۲۳۳
حضرت اسماء بنت یزید	۲۳۳
حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا	۲۳۴
جنات کے حالات	۲۳۵
آدم سے پہلے زمین پر جنات	۲۳۵
جنات میں آٹھ سونی	۲۳۵
ابلیس فرشتوں کی صف میں	۲۳۵
جنات کی ہدایت کے لئے ابلیس کی آمد	۲۳۶
ابلیس کے قاصدوں کا قتل	۲۳۶
آدم کا خمیر اور زمین کا واویلا	۲۳۶

مضامین	صفحہ
درازی عمر اور آدم علیہ السلام	۲۳۶
شیطان کی خفیہ سازش	۲۳۷
ابلیس لعین نمرود کے روپ میں	۲۳۸
شیطان اور قول لوط	۲۳۸
ابلیس اور فرعون	۲۳۸
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دھوکا	۲۳۹
قارون یا شیطان الانس	۲۳۹
ابلیس اور حضرت زکریا علیہ السلام	۲۳۹
شیطان کی بیوی بچوں کے نام	۲۴۰
غزوۂ احد میں شیطان	۲۴۰
شیطان ہمبستری میں	۲۴۰
گھنٹی اور گھونگھرو کے ساتھ	۲۴۰
جنات تین قسم کے ہوتے ہیں	۲۴۱
سات سو سال صحابی جن سے ملاقات	۲۴۲
شعرانی سے ایک جن کی ملاقات	۲۴۲
صحابی جنات کی تعداد کتنی ہے	۲۴۲
جنات انسان عورتوں سے	۲۴۲
خاتم سلیمان اور شیطان	۲۴۲
جنات کا وفد حضور کی خدمت میں	۲۴۳
جن صحابی کی وفات	۲۴۴
ایک صحابی جن کا کفن دفن	۲۴۴
سحر اور جن کے اثرات کا بیان	۲۴۴
سحر کے احکام	۲۴۵
سحر کے اثرات	۲۴۵
بادشاہ وہموش نے بتایا	۲۴۵
جن کے اثرات	۲۴۵
شریر جنات کی تعداد	۲۴۶
ابلیس نامہ	۲۴۷
تاریخ ملتان کے کچھ جواہر	
میسان	۲۵۱
قدیم باشندے	۲۵۲
طوفان نوح	۲۵۲
قاسمی دور	۲۵۲
خضر خان ملتانی	۲۵۳
سلطان حسین لنگاہ	۲۵۳
نصیحت نامہ	۲۵۴
مقبرہ کی آواز	۲۵۴
ہمارا ماضی وحال	۲۵۵
حضرت ام سلیمؓ کی حکایت	۲۵۶
پیشین گوئی	
اشعار قصیدہ	۲۵۷
عجیب گفتگو	
ایک عورت جو ہمیشہ قرآنی آیات سے	۲۶۲
دلچسپ مفید	۲۶۴
وصول۔اصول	۲۶۴
حلیم۔عذاب علیم	۲۶۴
حضرت علیؓ و معاویہؓ	۲۶۴
حقیقی تواضع	۲۶۵
بزرگی کی قیمت	۲۶۵
تکلیف اور حقیقت	۲۶۵
بے موقع ان شاءاللہ	۲۶۵
تین ہزار برس کی مہمانی	۲۶۵
اولاد کے لئے تعویز	۲۶۶
شیطان کی بیعت	۲۶۶
گرگ زادہ۔گرگ شود	۲۶۷
دل شکنی۔شکم شکنی	۲۶۷
حکیم الامت خود اپنی نظر میں	۲۶۷
حضرت تھانوی اور انکے خلفاء	
حضرت تھانویؒ کا ذکر	۲۶۹
حضرت مولانا محمد عیسیٰ الہ آبادیؒ	۲۶۹
حضرت قاری طیب صاحب کا ذکر	۲۷۰
حضرت حکیم الاسلام کی منامی تقریر	۲۷۱
عورتوں کو صدقہ کا حکم	۲۷۱

مضامین	صفحہ
عورتوں کے دومرض	۲۷۱
عزیزالحسن مجذوبؒ	۲۷۲
وصیت نامہ	
ترغیب وصیت	۲۷۵
فارم دستاویز	۲۷۶
عبادات مع فدیہ	۲۷۷
قرضہ واجب الوصول	۲۷۹
تفصیل ترکہ سامان وغیرہ میت	۲۸۰
آخری التجا	۲۸۰
وصیت کنندہ کے دستخط مع انگوٹھا	۲۸۳
شوق وطن	
طاعون کی فضیلت میں	۲۸۴
موت کی ترجیح حیات پر	۲۸۵
بعض مومنین پر شدت موت	۲۸۵
مومن کے لئے عزت وبشارت	۲۸۵
ارواح کی باہمی ملاقات	۲۸۶
تجہیز وتکفین کے وقت	۲۸۶
قبر یعنی عالم برزخ کی نعمتیں	۲۸۷
محشر کی راحت وسہولت	۲۹۱
امید کو اوسط درجہ پر رکھنے کا بیان	۲۹۵
زیادتی عمر کے متعلق تحقیق	۲۹۵
بعض اہل شوق کے قصے	۲۹۵
ارشاد عارف جامی	۲۹۶
بعضے اشعار اہل ذوق	۲۹۶
پیر چنگی کے بے ہوش ہونے کا قصہ	۲۹۷
قاتل سے چشم پوشی	۲۹۸
حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا قصہ	۲۹۸
حضرت بلال رضی اللہ عنہ	۲۹۸
موت کا دل گداز واقعہ	۲۹۹
ایک عاشق کا قصہ	۳۰۱

مضامین	صفحہ
علامات قیامت	
آخرت کی تعریف	۳۰۴
دوزخ کی تعریف	۳۰۴
جزاوسزا کا بیان	۳۰۴
دوبارہ زندہ ہونے کی کیفیت	۳۰۶
یاجوج ماجوج	۳۰۸
قیامت اور علامات قیامت	۳۰۹
فہرست علامات قیامت	۳۱۰
امام مہدی	۳۱۰
فتنہ دجال	۳۱۱
نزول عیسیٰ علیہ السلام	۳۱۲
مقام نزول وقت اور امام مہدی	۳۱۲
قتل دجال اور مسلمانوں کی فتح	۳۱۳
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکات	۳۱۴
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نکاح اور اولاد	۳۱۴
مومنین کی موت اور قیامت	۳۱۵
فتنہ تار	۳۱۵
نار الحجاز	۳۱۵
قیامت کی پہلی علامت	۳۱۶
احوال قبر	
مومن کا اعزاز	۳۲۴
کافر کی ذلت	۳۲۵
قبر میں مومن کا بے خوف ہونا	۳۲۶
منافق اور کافر کو زمین کا بھینچنا	۳۲۶
برزخ والوں پر زندہ کے اعمال	۳۲۷
زمین وآسمان کا مومن سے محبت کرنا	۳۲۷
پیٹ کے مرض میں مرنے والا	۳۲۸
رمضان میں مرنے والا	۳۲۸
ایک شخص کو زمین نے قبول نہ کیا	۳۲۹
انسانوں کا قبروں سے نکلنا	۳۳۹
قبروں سے ننگے اور غیر مختون نکلیں گے	۳۴۰

مضامین	صفحہ
بھکاریوں کی حالت	۳۴۱
جو قرآن شریف بھول گیا ہو	۳۴۱
بے نمازیوں کا حشر	۳۴۱
کنسوئی لینے والے	۳۴۲
زمین غصب کرنے والا	۳۴۲
غصہ پینے والا	۳۴۲
جو حج کرتے ہوئے مرجائے	۳۴۲
عرش کے سایہ میں	۳۴۳
نور کے تاج والے	۳۴۳
روزہ اور قرآن کی شفاعت	۳۴۳
قیامت کا منظر	۳۵۱
دوزخ کی حالت	۳۵۱
پل صراط	۳۵۲
جنت کی نعمتیں	۳۵۲
بائیں ہاتھ میں اعمال	۳۵۲
جہنم کی تفصیل	۳۵۵
دوزخیوں کی حالت	۳۵۶
کم عذاب والے لوگ	۳۵۷
جھوٹی گواہی	۳۵۷
والدین	۳۵۸
مسلمانوں کو رنج دینے کے عذاب	۳۵۹
جنت و دوزخ	
پل صراط کی تفصیل	۳۶۰
جنت کی پہلی نعمت	۳۶۵
جنت کس چیز سے بنی ہے	۳۶۷
جنت کی وسعت	۳۶۷
داخلے کے بعد اہل جنت کا پہلا ناشتہ	۳۶۷
اہل جنت کا قد و قامت	۳۶۸
اہل جنت کی داڑھی نہ ہوگی	۳۶۹
اہل جنت کی عمریں	۳۶۹
اہل جنت کی دل لگی	۳۷۰
جنتیوں کا لباس اور زیور	۳۷۱
حورعین	۳۷۱
حورعین کی ایک خاص دُعاء	۳۷۲
جنت میں حورعین کا ترانہ	۳۷۲
مردوں کے لئے کثرت ازواج	۳۷۲
جنت کا بازار	۳۷۳
اعلان رضامندی	۳۷۳
دوا سے علاج	
دوا اور توکل	۳۷۹
علاج کرانے میں خیال رکھنا	۳۷۹
ہلکے ہلکے علاج	۳۸۱
سر کی بیماریاں	۳۸۱
آنکھ کی بیماریاں	۳۸۱
کان کی بیماریاں	۳۸۱
ناک کی بیماریاں	۳۸۱
نزلہ اور زکام	۳۸۲
زبان کی بیماریاں	۳۸۲
دانت کی بیماریاں	۳۸۲
حلق کی بیماریاں	۳۸۲
سینہ کی بیماریاں	۳۸۲
دل کی بیماریاں	۳۸۲
پیٹ کی بیماریاں	۳۸۷
جگر کی بیماریاں	۳۸۷
تلی کی بیماریاں	۳۸۴
انتڑیوں کی بیماریاں	۳۸۴
گردہ کی بیماری	۳۸۴
مثانہ پھکنے کی بیماریاں	۳۸۴
پیشاب میں جلن ہونا	۳۸۴
پیشاب کا رک جانا	۳۸۴
رحم کی بیماریاں	۳۸۴
ہاتھ پاؤں کا درد	۳۸۵
اختناق الرحم	۳۸۵
کمزوری کے وقت	۳۸۵

مضامین	صفحہ
ورم اور دنبل	۳۸۶
دوا بال اگانے والی	۳۸۶
چوٹ لگنے کا بیان	۳۸۶
زہر کھا لینے کا بیان	۳۸۶
زہریلے جانور	۳۸۶
کیڑے مکوڑوں کے بھگانے کا بیان	۳۸۷
سفر کی ضروری تدبیروں کا بیان	۳۸۷
حمل کی تدبیروں کا احتیاطوں کا بیان	۳۸۷
اسقاط یعنی حمل گر جانے کی تدبیروں کا بیان	۳۸۷
بچوں کی بیماریوں اور علاج کا بیان	۳۸۸
بچہ کا بہت رونا اور نہ سونا	۳۸۸
دواء اور پرہیز	۳۸۸
مفید تدابیر	۳۸۹
سینے کی بیماریاں	۳۸۹
دل کی بیماریاں	۳۸۹
معدہ کی بیماریاں	۳۸۹
جگر اور تلی کی بیماریاں	۳۹۰
اضافہ تلی کا بلا دوا علاج	۳۹۰
آنتوں کی بیماری	۳۹۰
مردوں کی خاص بیماریاں	۳۹۰
چند مفید ہدایات	۳۹۱
بچوں کی بیماریاں	۳۹۱
غذا اور پرہیز	۳۹۱
ضعف دماغ کے لئے	۳۹۱
سینہ اور پھیپھڑوں کے امراض	۳۹۱
معدہ کے امراض کے لئے	۳۹۱
امراض ریح	۳۸۹
ضعف باہ اور ضعف اعصاب	۳۸۹
غذائیں جو ایک ساتھ نہ کھانی چاہئیں	۳۸۹
چند مفید باتیں	۳۸۹
چند مفید طبی چٹکلے	۳۸۹
نسخہ نمک سلیمانی	۳۸۹

مضامین	صفحہ
مسہل کا بیان	۳۹۳
حضرت حکیم الامت"	۳۹۳
مقوی باہ و ممسک	۳۹۳
حب الشفاء عظیم النفع	۳۹۴
حبوب بخار ہر قسم	۳۹۴
عقلمند اور خوبصورت بچہ پیدا	۳۹۴
نسخہ بواسیر ہر قسم کو مفید	۳۹۴
نسخہ بواسیر ہر قسم کو مفید	۳۹۴
چورن ہاضم مجرب ہے	۳۹۵
نسخہ مالش برائے ضعف اعصاب	۳۹۵
تقویت دماغ مفید	۳۹۹
حلوہ مقوی دماغ و باہ و مولد منی	۳۹۶
غذائے مغلظ منی	۳۹۶
حلوائے مقوی باہ دافع جریان	۳۹۷
حب ہیضہ	۳۹۷
سرمہ مقوی بصر	۳۹۷

دعا سے علاج

مضامین	صفحہ
ہیضہ اور ہر قسم کی وبا طاعون وغیرہ	۳۹۸
پھوڑا پھنسی یا ورم	۳۹۸
سانپ کا گھر میں نکلنا یا کہ آسیب ہونا	۳۹۹
چیچک	۳۹۹
ہر طرح کی بیماری	۳۹۹
محتاج اور غریب ہونا	۳۹۹
خاوند کا ناراض یا بے پرواہ رہنا	۴۰۰
مریض کا حال	۴۰۰
برائے سنگین مقدمہ	۴۰۰
برائے اصلاح زوجین مجرب ہے	۴۰۱
دین سے پھر جانے کا بیان	۴۰۱

تعمیر بیت اللہ الکریم

مضامین	صفحہ
تعمیر حضرت شیث علیہ السلام	۴۰۸
تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام	۴۰۸

مضامین	صفحہ
تعمیر قبیلہ جرہم	۴۰۸
تعمیر عمالقہ	۴۰۸
تعمیر قصی بن کلاب	۴۰۸
تعمیر قریش	۴۰۹
تعمیر حضرت عبداللہ بن زبیر	۴۰۹
تعمیر حجاج بن یوسف	۴۰۹
تعمیر سلطان مراد خان	۴۰۹
حمد و نعت	
آغا حشر کاشمیری	۴۱۰
مناجات	۴۱۰
نعت شریف	۴۱۱
حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا	۴۱۲
حسان بن ثابتؓ نے فرمایا	۴۱۲
حضرت رافع بن عمروؓ نے فرمایا	۴۱۲
حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا	۴۱۲
خفاف بن الصلت کے اشعار	۴۱۲
حضرت عامر بن الطفیل	۴۱۳
حضرت سواد بن قارب نے فرمایا	۴۱۳
حضرت طفیل بن عمرو الدوسی نے فرمایا	۴۱۳
حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا	۴۱۳
حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا	۴۱۳
حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا	۴۱۳
حضرت عباس بن مرداسؓ نے فرمایا	۴۱۳
حضرت مجفیہؓ نے فرمایا	۴۱۳
شاہ رکن عالمؒ ملتانی	۴۱۳
عمرو بن الخلیلؓ نے فرمایا	۴۱۴
حضرت عباسؓ نے فرمایا	۴۱۴
مولانا سید یوسف بنوریؒ نے فرمایا	۴۱۴
حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا	۴۱۴
سید احمد کبیر رفاعی نے فرمایا	۴۱۴
نعت	۴۱۵
ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ عارفی	۴۱۵

مضامین	صفحہ
سید عطاء اللہ شاہ بخاری ندیم	۴۱۵
آغا کاشمیری	۴۱۵
مرزا مظہر جانجاناں	۴۱۵
خواجہ باقی باللہ	۴۱۶
مولانا محمد قاسم نانوتوی	۴۱۶
مرزا مظہر جانجاناں	۴۱۶
حاجی جان محمد قدسی	۴۱۶
شمس تبریزی	۴۱۷
شورش کاشمیری	۴۱۷
افق کاظمی امروہوی	۴۱۷
حسرت موہانی	۴۱۷
گوہر ہوشیارپوری	۴۱۷
بہادر شاہ ظفر	۴۱۷
محمد اسمٰعیل شہید دہلوی	۴۱۸
امانت لکھنوی	۴۱۸
علامہ محمد اقبال	۴۱۹
بہادر شاہ ظفر المتوفی	۴۱۹
حضرت مفتی محمد شفیعؒ	۴۱۹
حضرت خواجہ معین الدین چشتی	۴۲۰
بارگاہ رسالت مآبﷺ	۴۲۰
طیبہ کے مسافر	۴۲۰
حاجی امداد اللہ مہاجر مکی	۴۲۰
حضرت خواجہ قدسی	۴۲۱
شورش کاشمیری	۴۲۱
شمع رسالت	۴۲۱
نعت	۴۲۱
دعاء حضرت شیخ الہند	۴۲۲
نعت (مولانا محمد علی جوہر)	۴۲۲
شورش کاشمیری	۴۲۲
اکبر الہ آبادی	۴۲۳
قاری محمد طیب	۴۲۳
مولانا ظفر علی خان	۴۲۳

مضامین	صفحہ
علامہ اقبال	۴۲۳
ساحر صدیقی	۴۲۴
تابش دہلوی	۴۲۴
مولانا الطاف حسین حالی	۴۲۴
حاجی امداد اللہ مہاجر مکی	۴۲۴
سید امین گیلانی	۴۲۵
ہمشیرہ محترمہ مولانا محمد اشرف سلیمانی	۴۲۶
خواجہ غلام فرید	۴۲۶
ختم نبوت ﷺ	۴۲۶
وصف محبوب ﷺ	۴۲۷
سید نفیس الحسینی	۴۲۷
قصدیدہ بردہ شریف	۴۲۸
کلام منظوم	
ضرب محمد	۴۵۱
حضرت صفیہؓ کی دلاوری	۴۵۱
مسلمان عورتیں اپنی حفاظت	۴۵۱
امام حرم نبوی کا تاریخی خطبہ	۴۵۲
حمد وثناء اور درود وسلام	۴۵۲
اللہ کے نزدیک قابل قبول مذہب صرف اسلام ہے	۴۵۲
یہود ونصاریٰ اسلام لائے بغیر نجات نہیں پاسکتے	۴۵۲
یہود ونصاریٰ کی گمراہی کی وجہ	۴۵۳
مسلمانوں کے خلاف ایک خطرناک تحریک	۴۵۳
اس تحریک کا علمی تجزیہ	۴۵۳
ایک اور خطرناک نظریہ	۴۵۴
حق کی حمایت اور باطل سے نفرت فرض ہے	۴۵۴
اس تحریک کے نتائج	۴۵۴
اسلام اور یہودیت میں کوئی تعلق نہیں	۴۵۴
اسلام اور عیسائیت میں کوئی جوڑ نہیں	۴۵۵
شیعیت اور اسلام میں کوئی مناسبت نہیں	۴۵۵
شیعہ کی اسلام سے دوری کی پہلی وجہ	۴۵۵
شیعہ کے گمراہ ہونے کی واضح دلیل	۴۵۵
شیعہ کی اسلام سے دوری کی دوسری وجہ	۴۵۵

مضامین	صفحہ
شیعہ کی اسلام سے دوری کی تیسری وجہ	۴۵۶
شیعہ یہود ونصاریٰ سے زیادہ خطرناک ہیں	۴۵۶
مسلمانو! کفر کے مقابلے میں متحد ہو جاؤ	۴۵۶
صہیونی حکومت کے قیام کے مقاصد	۴۵۶
یہودیوں کی ایک بڑی سازش	۴۵۶
تازہ ترین خوفناک یہودی سازش	۴۵۶
صدام کس سازش کی پیداوار	۴۵۶
جزیرۂ عرب پر یہود ونصاریٰ کی یلغار	۴۵۷
مملکت حرمین کے خلاف بڑی طاقتوں کے عزائم	۴۵۷
امریکہ کو امام مدینہ کا انتباہ	۴۵۷
عالمی طاقتوں کے اہداف	۴۵۷
عالم اسلام کو ترکی سے عبرت لینی چاہیے	۴۵۷
عراق کے مظلوم عوام کا محاصرہ کیوں؟	۴۵۷
صدام کس کا آلہ کار؟	۴۵۷
امریکہ کو خیر خواہانہ نصیحت	۴۵۸
امریکہ افغانستان سے عبرت حاصل کرے	۴۵۸
بھیڑیا کیسے بھیڑوں کا نگہبان ہو سکتا ہے؟	۴۵۸
یہودیوں کو جزیرۂ عرب سے نکالنا	۴۵۸
مسلمانوں پر فرض ہو چکا ہے	۴۵۸
مسلمانوں کی پستی کا علاج	۴۵۸
دعوت وتبلیغ ہر مسلمان کا فریضہ ہے	۴۵۸
مسلمانوں کو چند نصیحتیں	۴۵۹
ترجمہ خطبہ ثانیہ	۴۵۹
حمد وصلوٰۃ	۴۵۹
مسلمانوں کو دعوت عمل	۴۵۹
اسلامی ممالک کی ذمہ داری	۴۵۹
کفار کا مسلمانوں سے بغض وحسد	۴۶۰
دُعاء	۴۶۰
عالمِ اسلام کے تاریخی واقعات	۴۶۲
ایک عالمی تاریخ	
التاریخ	۴۹۰
غرض وغایت	۴۹۰

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
نسب آنحضور ﷺ سے آدمؑ تک	۴۹۰	خلافت بنی امیہ ۹۱ برس (دارالخلافت دمشق)	۵۰۲
حضرت اسمٰعیلؑ	۴۹۰	خلافت بنی عباس (۶۵۶ سال دارالخلافت بغداد)	۵۰۳
زمانہ آنحضور ﷺ سے آدمؑ تک	۴۹۰	سلطنت اندلس	۵۰۶
انبیاء علیہم السلام کی عمریں	۴۹۰	حکومت غزنویہ افغانستان و ہند	۵۰۶
انبیاء و اکابر اسلام کے پیشے	۴۹۱	ہند میں مسلمانوں کی آمد	۵۰۷
قبل مسیح تاریخیں	۴۹۱	حکومت خاندان غلامان (۸۵ سال)	۵۰۷
بعد مسیح تاریخیں	۴۹۲	حکومت شاہان خلجی (۳۳ برس)	۵۰۷
اہم معلومات	۴۹۶	حکومت شاہان تغلق (۹۳ سال)	۵۰۷
عالم اسلام	۴۹۷	تیمور لنگ کا حملہ	۵۰۷
تقاویم	۴۹۷	سیدوں کی حکومت (۳۷ برس)	۵۰۷
مصری تقویم	۴۹۷	حکومت شاہان لودھی (۷۶ سال)	۵۰۷
بابلی تقویم	۴۹۷	سلطنت مغلیہ کا قیام	۵۰۷
یونانی تقاویم	۴۹۷	حکومت خاندان سوری (۱۵ برس)	۵۰۷
رومی تقویم	۴۹۸	انجمن اقوام متحدہ	۵۱۰
عیسوی جولیائی تقویم	۴۹۸	تقسیم ہند و پاک	۵۱۰
عیسوی گریگوروی تقویم	۴۹۸	بنگلہ دیش	۵۱۰
یہودی تقویم	۴۹۸	فتوحات اسلام	۵۱۰
ہندی یا شک تقویم	۴۹۸	حقانیت اسلام کا ایک ثبوت	۵۱۱
ہجری یا اسلامی تقویم	۴۹۸	مختلف دور میں اشیاء کے بھاؤ	۵۱۲
واقعہ اصحاب فیل	۴۹۹	بعہد علاء الدین خلجی	۵۱۲
ظہور قدسی ولادت باسعادت	۴۹۹	بعہد محمد تغلق	۵۱۲
واقعہ اصحاب فیل شنبہ ۱۷/محرم ۲/ مارچ ۵۷۱ء	۴۹۹	بکری کا گوشت	۵۱۲
طلوع آفتاب رسالت	۵۰۰	بعہد فیروز تغلق	۵۱۲
اسلامی ریاست کی ابتداء	۵۰۱	بعہد ابراہیم لودھی	۵۱۲
آنحضورؐ کے چچا	۵۰۱	بعہد اکبر بادشاہ	۵۱۲
آنحضورؐ کی پھوپھیاں	۵۰۱	بعہد دیگر شہنشاہ اکبر	۵۱۲
کنیزیں	۵۰۱	بعہد جہانگیر	۵۱۲
خلافت ابوبکرؓ (دارالسلطنت مدینہ منورہ)	۵۰۱	بعہد عالمگیر	۵۱۲
خلافت فاروق اعظمؓ	۵۰۱	انگریزوں کا منحوس دور	۵۱۲
خلافت عثمان غنیؓ	۵۰۲	عہد وکٹوریہ ۱۸۹۰ء	۵۱۳
خلافت علی مرتضیٰؓ	۵۰۲	عہد جارج پنجم	۵۱۳
خلافت حسن بن علیؓ	۵۰۲	ہندوستانی رقم انگلستان میں	۵۱۳

مضامین	صفحہ
ہندوستانی غلہ انگلستان میں	۵۱۳
ہندوستان کی خوشحالی	۵۱۳
تیرہ بار تعمیر کعبہ	۵۱۴
تین عظیم مسجدیں	۵۱۵
بیت المقدس	۵۱۵
تاریخ بیت المقدس	۵۱۵
مسجد نبوی ﷺ	۵۱۶
قرآن کریم کا ۲۳ سالہ نزول	۵۱۷
قرآن مجید سے متعلق کچھ تاریخیں	۵۱۷
اقسام آیات	۵۱۸
اعجاز قرآن باعداد حروف	۵۱۸
دور نبوت کے مفتیان	۵۱۸
مدینہ کے مفتیان تابعین	۵۱۸
سات قدیم عجائب	۵۱۸
(۱) ڈائنا کا مندر	۵۱۸
(۲) مقبرہ موسولس	۵۱۹
(۳) اسکندریہ کا منارہ	۵۱۹
(۴) مشتری کا مجسمہ	۵۱۹
(۵) روڈس کا بت (کلوس)	۵۱۹
(۶) بابل کے معلق باغ	۵۱۹
(۷) اہرام مصر	۵۱۹
حیات شہداء	۵۱۹
صحابہؓ اور تعداد روایت	۵۲۰
"شیطان" کا معنی ومطلب	۵۲۲
"ابلیس" کا معنی ومطلب	۵۲۲
حکایات گلستان سعدی	
بادشاہی کے لئے ہمدردی اور رحم ضروری ہے	۵۲۳
بچپن کی تربیت طبیعت بن جاتی ہے	۵۲۳
ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی	۵۲۴
جب تک مصیبت نہ آئے عافیت کی قدر	۵۲۴
معلوم نہیں ہوتی	۵۲۴
انسان کی بے بسی	۵۲۴

مضامین	صفحہ
آئین جوانمرداں حق گوئی و بے باکی	۵۲۴
ماتحتوں کے حقوق کی ادائیگی ضروری ہے	۵۲۵
شاہی پر فقیر کی برتری	۵۲۵
بادشاہوں کی رفاقت کا ادب	۵۲۵
قناعت میں نجات ہے	۵۲۵
نوشیرواں عادل	۵۲۶
مخلوق خدا پر ظلم کا انجام	۵۲۶
عہدہ ومنصب پر غرور کا انجام	۵۲۶
مظلوم پر رحم کا انعام	۵۲۶
دوسروں کے لئے گڑھا کھودنے والا خود	۵۲۷
اس میں گرتا ہے	۵۲۷
حق شناسی	۵۲۷
فقیروں کی آہ کا اثر	۵۲۷
ظلوم وجہول انسان	۵۲۸
ایک اللہ والے کی بادشاہ کو تبلیغ	۵۲۸
اللہ والوں کی فکر	۵۲۸
قیدی کی نصیحت	۵۲۹
جہاندیدہ آدمی کا جھوٹ	۵۲۹
ہارون الرشید کا انصاف	۵۲۹
مکافات عمل	۵۲۹
قناعت اختیار کر اور ذلت سے محفوظ رہ	۵۲۹
بے جا گفتگو کرنا بے وقوفی ہے	۵۳۰
وزیر باتدبیر	۵۳۰
فتوحات کا راز	۵۳۰
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی	۵۳۰
غیرت ایمانی	۵۳۰
اللہ والوں کی رحم دلی	۵۳۰
کچھ پہچان پیدا کر	۵۳۱
بناوٹی پرہیزگار	۵۳۱
نزدیکان بے بصر	۵۳۱
معصیت اور مصیبت	۵۳۱
اللہ والوں کی وفاداری	۵۳۱

2

مضامین	صفحہ
جنتی بادشاہ اور دوزخی فقیر	۵۳۲
آزاد درویش	۵۳۲
ریاکاری کا مقتول	۵۳۲
بے جا نصیحت سے پرہیز	۵۳۲
شیخ کی نصیحت	۵۳۲
تصوف کی حقیقت	۵۳۲
انسانیت کا تقاضا	۵۳۳
بادشاہی جہان کے غم کا نام ہے	۵۳۳
رئیس کی ہمدردی	۵۳۳
روزگار کا غم	۵۳۳
عیش پرستی فساد کا سبب ہے	۵۳۳
حقیقی زاہد	۵۳۴
خیرات لینے کا حکم	۵۳۴
اول طعام بعد میں کلام	۵۳۴
عوام سے دور رہنے کا نسخہ	۵۳۴
نصیحت سے نفع اٹھانے کی شرط	۵۳۴
رضائے خداوندی کیلئے تکلیف اٹھانا لازمی ہے	۵۳۴
پہلوان کی کمزوری	۵۳۵
صوفی کی علامت	۵۳۵
سخاوت	۵۳۵
علم اور مال کا فرق	۵۳۵
سوال کی ذلت سے فاقہ کی تکلیف بہتر ہے	۵۳۵
تندرستی کا راز	۵۳۵
کم کھانے کا فائدہ	۵۳۵
ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے	۵۳۵
موقع ومحل کی رعایت	۵۳۶
حاتم طائی سے زیادہ بلند ہمت لکڑہارا	۵۳۶
حکمت الٰہی	۵۳۶
ضرورت کی اہمیت	۵۳۶
ہر حال میں شکر کرنا چاہیے	۵۳۶
لالچی فقیر	۵۳۶
دنیادار کی آنکھ	۵۳۶

مضامین	صفحہ
ایک پہلوان کا سفر	۵۳۷
منہ کھائے آنکھ شرمائے	۵۳۹
ہمسایہ	۵۳۹
چوروں کے سردار کا انعام	۵۳۹
نجات کا طریقہ	۵۳۹
تاجر اور درویش کا فرق	۵۴۰
ہنر کی اہمیت	۵۴۰
دانا استاد	۵۴۰
طبیعتوں کا فرق	۵۴۰
منہ مانگی مصیبت	۵۴۰

حکایات بوستان سعدی

مضامین	صفحہ
شہنشاہی کے سنہری اصول	۵۴۱
خسرو کا شیرویہ کو نصیحت کرنا کہ ظلم سے دور رہ	۵۴۱
تاجروں اور سیاحوں کی حفاظت	۵۴۱
بادشاہ کیلئے تدبر اور حکمت سے کام لینا ضروری ہے	۵۴۲
عادل بادشاہ کی سوچ	۵۴۴
جمشید بادشاہ کی وصیت	۵۴۴
بادشاہ کے لئے پہچان ضروری ہے	۵۴۴
رعایا پر جو بھی ظلم ہے وہ بادشاہ کی طرف سے ہے	۵۴۴
مسکین کی فریاد	۵۴۵
عمر بن عبدالعزیزؒ کی عوام پیروی	۵۴۵
طریقت خدمت خلق کے علاوہ کچھ نہیں	۵۴۵
مخلوق خدا کا دشمن ہمارا دشمن ہے	۵۴۵
صرف اپنا نہیں بلکہ سب کا غم رکھو	۵۴۶
حکومت چلانے کی کامیاب تدبیر	۵۴۶
فقیری اور بادشاہی	۵۴۷
انسانی کھوپڑی کی گفتگو	۵۴۷
برائی کا انجام برا ہے	۵۴۷
ایک بزرگ کی حجاج کو نصیحت	۵۴۷
باپ کی بیٹے کو نصیحت	۵۴۸
بادشاہ کو ظلم سے توبہ کرانے والا بزرگ	۵۴۸
بادشاہ کی حسرت	۵۴۸

مضامین	صفحہ
زمانہ کی تیزی	۵۴۹
ظالم بادشاہ کو ایک دیہاتی کی نصیحت	۵۴۹
خیرخواہ وہ ہے جو عیب بتادے	۵۵۰
ایک درویش کی حق گوئی	۵۵۰
بوسیدہ ہڈیوں کی نصیحت	۵۵۱
اصول حکمرانی	۵۵۱
انتظامی قواعد	۵۵۲
پہلوان کی اپنے بیٹے کو نصیحت	۵۵۲
حکومت کی دو طاقتیں	۵۵۳
دشمن سے کبھی بے خوف نہ ہو	۵۵۳
دشمن سے حفاظت کی تدبیر	۵۵۳
نرمی کا ہتھیار بھی ضرور آزماؤ	۵۵۳
یتیموں پر رحم کرو	۵۵۳
انسانی ہمدردی	۵۵۴
عابد کی حکایت مکار بیباک کے ساتھ	۵۵۴
ضرورت کے وقت کیلئے بچا کر رکھنا ضروری ہے	۵۵۴
ہمسائے کی ہمدردی	۵۵۴
نفلی عبادت سے مخلوق کو راحت پہنچانا افضل ہے	۵۵۵
عبادت وہی عبادت ہے جس میں دوسروں کا	۵۵۵
نقصان نہ ہو	۵۵۵
بے مثال سخاوت	۵۵۵
اللہ کی مخلوق کیساتھ احسان کے معنی میں ایک واقعہ	۵۵۶
حالات کی گردش	۵۵۶
کمزوروں پر رحم کھاؤ	۵۵۶
احسان کے ذریعے دلوں کا شکار	۵۵۷
دوسروں کو کھلانے والے بنو	۵۵۷
بخیل عابد کا قصہ	۵۵۷
حاتم طائی کی سخاوت	۵۵۸
بے مثال سخاوت	۵۵۸
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حاتم کی لڑکی کا قصہ	۵۵۹
بادشاہ کا تحمل	۵۵۹

مضامین	صفحہ
تکبر کی نحوست	۵۵۹
صدقہ بلا کو ٹالتا ہے	۵۶۰
سایہ دار درخت کا اجر	۵۶۰
بروں پر احسان نقصان ہے	۵۶۰
شہزادہ کی محبت میں فقیر زادہ کی فنائیت	۵۶۱
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا طالب	۵۶۱
سچا سائل	۵۶۲
نماز نہ پڑھنے پر باپ کی بیٹے کو نصیحت	۵۶۲
مجھے میرا اللہ پہنچائے گا	۵۶۲
رضا بالقضاء	۵۶۲
شمع اور پروانے کی گفتگو	۵۶۳
عاجزی کا انعام	۵۶۳
حضرت بایزیدؒ کی تواضع	۵۶۳
عقل مند درویش اور متکبر قاضی کا قصہ	۵۶۳
گنجہ کے شہزادے کے توبہ کا قصہ	۵۶۴
نیک آقا اور سرکش غلام کا قصہ	۵۶۵
موت کی طاقت	۵۶۵
ایک کردی اور طبیب کا قصہ	۵۶۶
موت سے چھٹکارا نہیں	۵۶۶
پردہ پوشی کی فضیلت	۵۶۶
سرداروں کو عوام کا کیا علم	۵۶۶
گدھے کی نصیحت	۵۶۷
شرابی کی نصیحت	۵۶۷
سومنات کا مندر اور حضرت شیخ سعدیؒ	۵۶۷
قبر کے کیڑے	۵۶۸

باب ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مذاہب عالم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اسلام: اسلام دنیا میں خدا کا آخری پیغام ہے، وہ دنیا میں مذہب کی تکمیل ہے، وہ اپنے پیغمبر کے الفاظ میں دین الٰہی کی عمارت کا آخری پتھر ہے، وہ فطرت ہے اور فطرت کے مطابق ہے۔ وہ دنیا میں اس وقت صلح و امن کا جھنڈا اڑاتا آیا، جب دنیا خاک و خون میں لتھڑی ہوئی تھی، وہ اس خدا کا منادی ہے جو رحم مجسم، عدل مجسم، نیکی محض، خیر کل اور امن و امان ہے، وہ ظلم و ستم بے اطمینانی واضطراب، شک و شبہ کے طوفانوں سے بھاگ کر مامن وماوئی کے طلب گاروں کو ایک ہی پناہ کی جگہ بتاتا ہے۔

فَفِرُّوۡٓا اِلَی اللّٰہِ (۵۱:۵۰) ہر طرف سے بھاگ کر اللہ کی طرف جاؤ

مخالفین کی نکتہ چینی: اس حقیقت کے باوجود یہ کس قدر افسوس ناک ہے کہ مسیحی مبلغین اور یورپین اور مستشرقین نہایت فخر و غرور اور طعن و طنز کے ساتھ اسلام پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ اس نے خدا کا جو تخیل اپنے پیروؤں کے سامنے پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک جبار، قہار، پرغضب، صاحب جلال و جبروت شہنشاہ ہے جس سے ہمیشہ بندوں کو ڈرتے اور کانپتے رہنا چاہیے اور اسی تخیل کا اثر اسلام کے تمام احکام میں نمایاں ہے۔ برخلاف اس کے عیسائی مذہب، اس کو محبت، پیار، رحمت، شفقت کے پیکر میں جلوہ گر کرتا ہے، اور اسی لئے اس کو باپ کے نام سے پکارتا ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ اس کی نصیحتوں میں نرمی اور رحم و کرم کا جذبہ غالب ہے۔

مستشرقین اسی اعتراض کو اس صورت میں پیش کرتے ہیں کہ چونکہ اسلام ایک جنگجو مذہب ہے۔ اس لئے اس کے تخیل میں خدا کی جباری وقہاری اور غیض وغضب کا تصور سب سے زیادہ ہے اور اسلام کی یہی کمی تھی جس کو تصوف نے آکر پورا کیا اور بجائے اس کے کہ فقہاء کی طرح خدا کی اطاعت کا منبع خشیت اور خوف الٰہی کو قرار دیا جائے انہوں نے خدا کے عشق و محبت کو قرار دیا۔

دعوت عمل: ناآشنایان اسلام کو، اسلام کے متعلق بحث و کاوش کرتے ہوئے یہ نکتہ ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہیے کہ وہ محض تخیلی اور خیال آراء مذہب نہیں ہے بلکہ وہ اس عملی دنیا کا عملی مذہب ہے۔ دنیا میں کروڑوں انسان ہیں۔ ہر انسان کے پیچھے ہزاروں کام ہیں۔ اور انسان کے ہر کام کا تعلق دوسرے انسان سے ہے۔ ان دونوں انسانوں میں کوئی باہمی تعلق ایسا ہونا چاہیے جو ایک کو دوسرے سے پیوستہ کردے۔ ایک کو دوسرے کی طرف جھکا دے اور ایک کا رشتہ دوسرے کے ساتھ جوڑ دے۔ اس تعلق، اس پیوستگی اور اس رشتہ کو جو چیز پیدا کرتی ہے اور قائم رکھتی ہے وہ محبت اور خوف کا جذبہ ہے اسی کی تعبیر دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ وہ نفع کی طرف رغبت اور ضرر سے نفرت کا جذبہ ہے۔

امید و بیم: غرض انسان کی تمام تحریکات کا سرِّ بنیاد محبت، خوف، رغبت نفع اور نفرت ضرر ہے۔ خدا اور اس کی صفات کے متعلق انسان کے جو خیالات اور تصورات ہیں وہ بھی اسی اصول کے ماتحت ہیں، وحشی اقوام کے مذہبی خیالات پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ وہ فطرت کے مناظر اور موجودات کی پرستش اسی اصول کے مطابق کرتے ہیں۔ بعض چیزوں سے وہ ڈرتے ہیں تو وہ ان کی پوجا کرتے ہیں کہ ان کے ضرر سے محفوظ رہیں۔ بعض دوسری اشیاء کے لطف و کرم کے متوقع ہوتے ہیں کہ وہ ان کے منافع سے بہرہ اندوز ہو سکیں...... اب عام انسانی معاملات اور کاروبار پر غور کرو کہ انسان کی موجودہ فطرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ ممکن ہے کہ دنیا کا یہ نظام صرف محبت اور رغبت کے جذبات سے چل سکے؟ اگر ایک دن بھی دنیا کے بازاروں، سلطنتوں کے دفاتر اور قوموں اور جماعتوں کے مجلسوں اور سوسائٹیوں میں تنہا اس پر عمل ہو تو نظام عالم درہم برہم ہو جائے اور اطاعت و فرمانبرداری کا جس پر تنظیم اور ضابطہ داری (ڈسپلن) کا دارومدار ہے خاتمہ ہو جائے۔ اسی طرح اگر صرف نفرت و عداوت اور خوف و خشیت تمام تر عالم کے کاروبار میں دخیل ہو جائے تو یہ دنیا جہنم کا طبقہ بن جائے اور دلوں کی شگفتگی اور انبساط جو ہماری سرگرمیوں اور ولولوں کا مایۂ حیات ہے دفعۃً فنا ہو جائے اس لئے دنیا کے نظام ان دوگونہ جذبات کے بغیر بھی قائم نہیں رہ سکتے اور انسان اپنے ہر عمل میں ان دونوں کے سہارے کا محتاج ہے

ملل قدیمہ: اسلام سے پہلے جو آسمانی مذاہب قائم تھے ان میں افراط و تفریط پیدا ہو گئی تھی اور صراط مستقیم سے وہ تمام تر ہٹ گئے تھے۔ یہودی مذہب کی بناء سر تا پا خوف، خشیت اور سخت گیری پر تھی۔ اس کا خدا

فوجوں کا سپہ سالار اور باپ کا بدلہ پشت ہا پشت تک بیٹوں سے لینے والا تھا۔ یہودیوں کے صحیفوں میں خدا کے رحم وکرم اور محبت وشفقت کا ذکر شاذ و نادر کہیں نظر آئے گا اس کے برعکس عیسائیت تمام تر خدا کے رحم وکرم اور محبت وشفقت کے تذکروں سے معمور ہے اس کے ''اکلوتے بیٹے کا باپ'' تمام انسانوں کا باپ ہے وہ اپنے ''فرزندوں'' کے جرم وخطاء سے غضب ناک نہیں بلکہ پشیمان اور متاسف ہوتا ہے۔

حقیقت اسلام: اس افراط وتفریط کا نتیجہ یہ ہے کہ یہودیت ایک خشک اور بے لذت مذہب بن گیا ہے اور عیسائیت اس قدر تر ہے کہ تر دامنی اس کے نزدیک عیب نہیں۔ ایک گنہگار عورت کو یہودیت سنگسار کرنے کا حکم دیتی ہے لیکن عیسائیت صرف اس قدر کہتی ہے کہ ''جو گنہگار نہ ہو وہ اس عورت کو پتھر مارے'' اور ''اے عورت! جا پھر ایسا نہ کرنا'' اسلام تفصیل کرتا ہے، مجبور و مجنون و مدہوش وغیرہ مستثنیٰ ہیں۔ بے شوہر عورت اور بن بیوی کے مرد کو کوڑے مارے جائیں، شوہر والی عورت اور بیوی والا مرد سنگسار ہوگا۔ یہودی مذہب کسی باز پرس کے بغیر ہر حال میں مرد کو طلاق کی اجازت دیتا ہے۔ ملت عیسوی کسی حال میں طلاق کا فتوی جاری نہیں کرتی۔ اسلام اس کے متعلق تفصیلی احکام رکھتا ہے۔ غرض یہی حال اسلام کا تمام دیگر مسائل میں ہے کہ وہ عیسائیت اور یہودیت کے درمیان ہمیشہ بیچ کی راہ اختیار کرتا ہے اور یہی اسلام کی سب سے بڑی فضیلت ہے۔ قرآن کہتا ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (۲:۱۴۳)

اس طرح اے مسلمانو! ہم نے تم کو بیچ کی امت بنایا کہ لوگوں پر گواہ رہو۔

یہی حال اعتقادیات کا ہے، وہ نہ تو خدا کو محض جبار، قہار، رب الافواج اور صرف بنی اسرائیل یا بنی اسمٰعیل کا خدا مانتا ہے اور نہ اس کو مجسم انسان۔ انسانوں کا باپ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا باپ سمجھتا ہے اور تنہا رحم وکرم اور محبت و شفقت کے صفات سے متصف کرتا ہے۔ وہ خدا کی نسبت یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ اپنے بندوں پر قاہر بھی ہے اور رحمٰن و کریم بھی ہے۔ وہ منتقم اور شدید العقاب بھی ہے اور غفور و رحیم بھی ہے۔ وہ اپنے بندوں کو سزا بھی دیتا ہے اور پیار بھی کرتا ہے بگاڑتا بھی ہے اور نوازتا بھی ہے نفع اور نقصان دونوں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ اس سے ڈرنا بھی چاہیے اور اس سے محبت بھی کرنی چاہیے۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ. (۷:۵۵،۵۶)(اعراف)

(لوگو!) اپنے پروردگار کو گڑگڑا کر چپکے چپکے پکارا کرو، وہ حد سے بڑھ جانے والوں کو پیار نہیں کرتا۔ اور زمین میں اس کی درستی کے بعد فساد نہ پھیلاؤ۔ اور اس کو اس کے عذاب سے، ڈرتے ہوئے اور (اس کے فضل و کرم کی) لو لگاتے ہوئے پکارا کرو۔

اس سے زیادہ پر لطف یہ ہے کہ اسلام خدا سے لوگوں کو ڈراتا ہے۔ مگر اس کو جبار وقہار کہہ کر نہیں بلکہ مہربان ورحیم کہہ کر۔ خدا کے سعید بندوں کی صفت یہ ہے کہ

وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ (یٰس) اور رحم کرنے والے سے بن دیکھے ڈرا

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ (قٓ) اور جو رحم کرنے والے سے بن دیکھے ڈرا۔

نہ صرف انسان بلکہ تمام کائنات کی زبانیں اس کے سامنے گنگ ہیں

وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ (طٰہٰ)

اور رحم والے کے ادب سے تمام آوازیں پست ہوگئیں۔

انچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری: کسی حسین اور محبوب چیز کی نسبت اگر اس کے عاشقوں اور محبت کرنے والوں سے آزادی سے پوچھا جائے کہ اس کی کونسی ادا تم کو پسند آئی اس کے کس حصہ میں تم کو حسن و جمال کا مظہر نظر آتا ہے؟ اس کے کس حسن خوبی نے تم کو فریفتہ کیا ہے؟ تو یقیناً پوری جماعت کا ایک ہی جواب نہ ہوگا، کوئی کسی حسنہ کا نام لے گا۔ کوئی کسی ادا کی تعریف کرے گا، کوئی کسی خوبی کا اپنے کو شیدا بنائے گا۔ اسی طرح دنیا میں جو پیغمبر آئے وہ کئی قسم کے تھے۔ ایک وہ جن کی آنکھوں کے سامنے خدا کے صرف جلال وکبریائی کا جلوہ تھا اور اس لئے وہ صرف خدا کے خوف وخشیت کی تعلیم دیتے تھے۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام دوسرے وہ جو محبت الٰہی میں سرشار تھے اور وہ لوگوں کو اسی خم خانہ عشق کی طرف بلاتے تھے، مثلاً حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

لیکن پیغمبروں میں ایک ہستی آئی جو برزخ کبریٰ منبع جلال و جمال اور جامع مستی و ہوشیاری تھی۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف آپ کی آنکھیں خوف الٰہی سے اشک آلود رہتی تھیں۔ دوسری طرف آپ کا دل خدا کی محبت اور رحم وکرم سے مسرور تھا۔ کبھی ایسا ہوتا کہ ایک ہی وقت میں یہ دونوں منظر لوگوں کو نظر آجاتے چنانچہ جب راتوں کو آپ شوق وولولہ کے عالم میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے قرآن مجید کی لمبی لمبی سورتیں زبان مبارک پر ہوتیں۔ ہر قسم اور ہر معنی کی آیتیں گزر جاتیں، جب کوئی خوف وخشیت کی آیت آتی، پناہ مانگتے اور جب کوئی مہر محبت اور رحم و بشارت کی آیت آتی تو اس کے حصول کی دعا مانگتے۔ (مسند ابن حنبل جلد ۶ ص ۹۳)

راہ اعتدال: الغرض اسلام کا نصب العین یہ ہے کہ خوف وخشیت اور رحم و محبت کے بیچ کی شاہراہ میں انسانوں کو کھڑا کرے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ الایمان بین الخوف و الرجاء ایمان کامل خوف اور امید کے درمیان ہے۔ کہ تنہا خوف خدا کے رحم وکرم سے ناامید اور محض رحم وکرم پر بھروسہ لوگوں کو خودسر اور گستاخ بنا دیتا ہے۔ جیسا کہ اس عملی دنیا کے روزانہ کے کاروبار میں، ہم کو تم کو اور

سب کونظر آتا ہے۔اور مذہبی حیثیت سے عملاً اس کے نتائج کا مشاہدہ یہودیوں اور عیسائیوں میں کیا جاسکتا ہے کہ ایک ناامید محض اور دوسرا سراپا امید ہے۔

عیسائیوں نے خدا سے اپنا رشتہ جوڑا اور اپنے کو فرزند الٰہی کا لقب دیا بعض یہودی فرقوں نے بنی اسرائیل کو خدا کا خانوادہ اور محبوب ٹھہرایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جوڑ پر حضرت عزیر علیہ السلام کو فرزند الٰہی کا رتبہ دیا۔ لیکن اسلام یہ شرف کسی مخصوص خاندان یا خاص قوم کو عطا نہیں کرتا بلکہ وہ تمام انسانوں کو بندگی اور اطاعت کی ایک سطح پر لا کھڑا کرتا ہے۔ مسلمانوں کے مقابلہ میں یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کو دعویٰ تھا۔

نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ۔ہم خدا کے بیٹے اور چہیتے ہیں۔

قرآن مجید نے اس کے جواب میں کہا:

قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ط بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ط

اگر ایسا ہے تو خدا تمکو تمہارے گناہوں کے عذاب کیوں دیتا ہے اس لئے تمہارا دعویٰ صحیح نہیں بلکہ تم بھی انہی انسانوں میں سے ہو جن کو اس نے پیدا کیا۔(مائدہ)

دوسری جگہ قرآن مجید نے تنہا یہودیوں کے جواب میں کہا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (جمعہ)

اے وہ جو یہودی ہو ،اگر تم اپنے اس خیال میں سچے ہو کہ تمام انسانوں کو چھوڑ کر تم ہی خدا کے خاص چہیتے ہو تو موت (یعنی خدا کی ملاقات) کی تمنا کیوں نہیں کرتے۔

اسلام رحمت الٰہی کے تنگ دائرہ کو کسی خاندان اور قوم تک محدود نہیں رکھتا ،بلکہ وہ اس کی وسعت میں انسانوں کی ہر برادری کو داخل کرتا ہے۔ایک شخص نے مسجد نبوی میں آکر دعا کی کہ خدایا! مجھ کو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مغفرت عطا فرما۔آپ نے فرمایا کہ خدا کی وسیع رحمت کو تم نے تنگ کر دیا۔

(صحیح بخاری کتاب الادب)

ایک اور اعرابی نے مسجد میں یہ دعا مانگی کہ خدایا! مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیج۔اور ہماری رحمت میں کسی کو شریک نہ کر۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہما کی طرف خطاب کر کے فرمایا یہ زیادہ گمراہ ہے یا اس کا اونٹ۔(ابوداود، کتاب الادب)

غلط فہمی کا سبب: اسلام کے متعلق عیسائیوں نے جو یہ غلط فہمی پھیلا رکھی ہے کہ اس کا خدا رحم و کرم اور محبت کے اوصاف سے معرّا ہے اس غلط فہمی کا سبب یہ ہے کہ اسلام ،عیسائیت کی اس اصطلاح اور طرز ادا کو سخت ناپسند کرتا ہے جس کے ذریعہ سے وہ خدا کے ان اوصاف کو نمایاں کرتی ہے یعنی باپ اور بیٹے کا لفظ کہ اس سے گمراہی پھیلتی ہے۔یہ گمراہی کچھ عیسائیوں ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اور دوسرے فرقے بھی اس غلطی میں مبتلا ہیں۔

اصل یہ ہے کہ خدا اور بندہ کے باہمی مہر محبت کے جذبات کو یہ فرقے اپنی بولی میں نمایاں کرنا چاہتے ہیں۔یہ جذبات انسانوں کے اندر باہمی رشتوں کے ذریعے نمایاں ہوتے ہیں۔اس بناء پر بعض نادان فرقوں نے اس طریقہ ادا کو خالق و مخلوق کے ربط و تعلق کو ظاہر کرنے کے لیے بہترین اسلوب سمجھا۔چنانچہ کسی نے خالق و مخلوق کے درمیان باپ اور بیٹے کا تعلق پیدا کیا جیسا کہ عیسائیوں میں ہے دوسرے نے ماں کی محبت کا بڑا درجہ سمجھا اس لئے اس تعلق کو ماں اور بیٹے کی اصطلاح سے واضح کیا اور دیویاں اور انسانوں کی ماتائیں بنیں جیسا کہ ہندوؤں کا عام مذہبی تخیل ہے خاص ہندوستان کی خاک میں زن وشوہر کی باہمی محبت کا امتیازی خاصہ ہے جس کی نظیر دوسرے ملکوں میں نہیں مل سکتی اس کی نگاہ میں محبت کا اس سے زیادہ پراثر منظر اور ناقابل شکست پیمان کوئی دوسرا نہیں۔اس لیے یہاں کے بعض فرقوں میں خالق و مخلوق کی محبت کے تعلق کو زن وشو کی اصطلاح سے ادا کیا جاتا ہے سدا سہاگ فقراء اس تخیل کی مضحکہ انگیز تصویر ہیں۔

انتہائی ضلالت: دیکھو! یہ تمام فرقے جنہوں نے خدا اور بندہ کے تعلق کو جسمانی اور مادی رشتوں کے ذریعے ادا کرنا چاہا وہ کس قدر راہ سے بھٹک گئے اور لفظ کے ظاہری استعمال نے نہ صرف ان کے عوام کو بلکہ خواص تک کو گمراہ کر دیا اور لفظ کی اصلی روح کو چھوڑ کر جسمانیت کے ظاہری مغالطوں میں گرفتار ہو گئے۔عیسائیوں نے واقعی عیسیٰ علیہ السلام کو بیٹا سمجھ لیا۔ہندوستان کے بیٹوں نے ماتاؤں کی پوجا شروع کر دی۔سدا سہاگ فقیروں نے چوڑیاں اور ساڑھیاں پہن لیں۔اور خدائے قادر سے شوخیاں کرنے لگے۔اسی لیے اسلام نے جو توحید خالص کا مبلغ تھا ان جسمانی اصطلاحات کی سخت مخالفت کی اور خدا کے لیے ان الفاظ کا استعمال اس نے ضلالت و گمراہی قرار دیا لیکن وہ ان الفاظ کے اصلی معنی اور منشا کو اس مجاز کے پردہ میں جو حقیقت مستور ہے اس کا انکار نہیں کرتا بلکہ وہ ان جسمانی معنوں کو خالق و مخلوق اور عبد و معبود کے ربط و تعلق کے اظہار کے لیے ناکافی اور غیر مکمل سمجھتا ہے اور ان سے بھی زیادہ وسیع معانی کا طالب ہے

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا

تم خدا کو اس طرح یاد کرو جس طرح اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو ، بلکہ اس سے بھی زیادہ یاد کرو۔(بقرہ)

دیکھو! کہ باپ کی طرح کی محبت کو اپنے پروردگار کی محبت کے لیے ناکافی قرار دیتا ہے اور عبد و معبود کے درمیان محبت کے رشتے کو اس سے اور زیادہ مضبوط کرنا چاہتا ہے۔

خدا کا تصور: الغرض رحم و محبت کے اس جسمانی طریقہ تعبیر کی مخالفت سے یہ لازم نہیں آتا۔کہ اسلام سرے سے خالق و مخلوق اور عبد و معبود کے

درمیان محبت اور پیار کے جذبات سے خالی ہے اتنا کون نہیں سمجھتا کہ مذہب کی تعلیمات انسانوں کی بولی میں اتری ہیں۔ان کے تمام خیالات اور تصورات ہی مادی اور جسمانی ماحول کا عکس ہیں اس لیے انکے ذہن میں کسی غیر مادی اور غیر جسمانی ذات کا تصور اور جسمانی تصور کی وساطت کے بغیر براہ راست پیدا نہیں ہوسکتا اور نہ اس کے لئے ان کی لغت کا کوئی ایسا لفظ مل سکتا ہے جو غیر مادی اور غیر جسمانی مفہوم کو اس قدر منزہ اور بلند طریقہ سے بیان کرے جس میں مادیت اور جسمانیت کا مطلق شائبہ نہ ہو انسان ان دیکھی چیزوں کا تصور صرف دیکھی ہوئی چیزوں کی تشبیہ سے پیدا کرتا ہے۔اور اس طرح ان دیکھی چیزوں کا ایک دھندلا سا عکس ذہن کے آئینہ میں اتر جاتا ہے۔

اس ان دیکھی ہستی کی ذات وصفات کے متعلق جس کو تم خدا کہتے ہو، ہر مذہب میں ایک تخیل ہے غور سے دیکھو تو معلوم ہوگا۔ کہ یہ تخیل بھی اس مذہب کے پیروؤں کے گرد وپیش کی اشیاء سے ماخوذ ہے،لیکن ایک بلند تر اور کامل تر مذہب کا کام یہی ہے کہ وہ اس تخیل کو مادیت ،جسمانیت اور انسانیت کی آلائشوں سے اس حد تک پاک ومنزہ کردے جہاں تک بنی نوع انسان کے لیے ممکن ہے خدا کے متعلق باپ اور ماں اور شوہر کا تخیل اس درجہ مادی اور جسمانی اور انسانی ہے کہ اس تخیل کے معتقد کے لیے ناممکن ہے کہ خالص توحید اسلام کے صراط مستقیم پر قائم رہ سکے جیسا کہ تم علانیہ دیکھ رہے ہو۔ اس لئے اسلام نے یہ کیا کہ ان مادی تعلقات اور جسمانی رشتوں کے الفاظ کو خالق ومخلوق کے اظہار ربط وتعلق کے باب میں یک قلم ترک کردیا۔ بلکہ ان کا استعمال بھی شرک وکفر قرار دیا۔ تاہم چونکہ حقائق روحانی کا اظہار بھی انسانوں ہی کی مادی بولی میں کرنا ہے اس لئے اس نے جسمانی ومادی رشتہ کے ان جذبات ،احساسات اور عواطف کو خالق ومخلوق کے تعلقات مابین کے اظہار کے لیے مستعار لے لیا۔ جس کا اظہار دوسرے مذاہب نے ان رشتوں کے ذریعے کرنا چاہا تھا اور اس طرح خالق ومخلوق کے درمیان کوئی جسمانی رشتہ قائم کئے بغیر ربط وتعلق کا اظہار اس نے کیا اور انسانوں کے استعمالات کی لفظی غلطی سے جو گمراہیاں پہلے آچکی ہیں۔ان سے ان کو محفوظ رکھا۔

ہر زبان میں اس خالق ہستی کی ذات کی تعبیر کے لیے کچھ نہ کچھ الفاظ ہیں جن کو کسی خاص تخیل اور نصب العین کی بناء پر مختلف قوموں نے اختیار کیا ہے اور گو انکی حیثیت اب علم اور نام کی ہے تاہم وہ درحقیقت پہلے پہل کسی نہ کسی وصف کو پیش نظر رکھ کر استعمال کئے گئے ہیں۔ ہر قوم نے اس علم اور نام کے لئے اسی وصف کو پسند کیا ہے جو اس کے نزدیک اس خالق ہستی کی سب سے بڑی اور سب سے ممتاز صفت ہوسکتی ہے۔

من موہن: اسلام نے خالق کے لئے جو نام اور علم اختیار کیا ہے وہ لفظ اللہ ہے۔ اللہ کا لفظ اصل میں کس لفظ سے نکلا ہے۔اس میں اہل لغت کا یقیناً اختلاف ہے مگر ایک گروہ کثیر کا یہ خیال ہے کہ یہ وِ لَا ہٗ سے نکلا ہے وِلَا ہٗ اور وَلَہٗ اصل معنیٰ عربی میں اس ''غم ،محبت اور تعلق خاطر'' کے ہیں جو ماں کو اپنی اولاد کے ساتھ ہوتا ہے۔اسی سے بعد کو مطلق ''عشق ومحبت'' کے معنی پیدا ہو گئے اور اسی سے ہماری زبان میں لفظ والہ (شیدا) مستعمل ہے۔اسی لئے اللہ کے معنی ''محبوب اور پیارے'' کے ہیں۔ جس کے عشق ومحبت میں نہ صرف انسان بلکہ کائنات کے دل سرگرداں ،متحیر اور پریشان ہیں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ قرآن مجید کی آیتوں کے ترجمے اکثر ہندی میں فرمایا کرتے تھے اللہ کا ترجمہ وہ ہندی میں ''من موہن'' یعنی ''دلوں کا محبوب'' کیا کرتے تھے۔

رحمٰن ورحیم: قرآن مجید کھولنے کے ساتھ ہی خدا کی جن صفتوں پر سب سے پہلے نگاہ پڑتی ہے۔وہ ''رحمٰن'' اور ''رحیم'' ہیں ان دونوں لفظوں کے تقریباً ایک ہی معنی ہیں یعنی ''رحم والا ،مہربان'' لطف وکرم اور پھر یہی اوصاف بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. (محبوب مہربان رحم والا) قرآن مجید کے ہر سورہ کے آغاز میں پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ ہر نماز میں کئی کئی دفعہ ان کی تکرار ہوتی ہے کیا اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے متعلق اسلام کے تخیل کو واضح کرنے کے لئے کوئی دلیل مطلوب ہے۔

لفظ اللہ کے بعد اسلام کی زبان میں خدا کا دوسرا علم یہی لفظ ''رحمان'' ہے جو رحم وکرم اور لطف ومہر کے معنی میں صفت مبالغہ کا لفظ ہے۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا
فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى

اس کو محبوب کہو مہربان کہو، جو کہہ کر اس کو پکارو اس کے
سب ہی نام اچھے ہیں۔

قرآن مجید نے لفظ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کی صدہا بار کی تکرار کو چھوڑ کر ۵۳ موقعوں پر خدا کو اس نام سے پکارا ہے۔

اسمائے الٰہیہ: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے بیسیوں (اوصافی نام) ہیں۔احادیث میں اس کے ننانوے نام گنائے گئے ہیں۔ان ناموں میں اللہ تعالیٰ کے ہر قسم کے جلالی و جمالی اوصاف آگئے ہیں لیکن استقصا کرو تو معلوم ہوگا کہ ان میں بڑی تعداد ان ہی ناموں کی ہے جن میں اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم اور مہر ومحبت کا اظہار ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ایک نام یا ایک وصف الوَدُوْدُ (سورۃ ذات البروج میں) آیا ہے جس کے معنی ''محبوب اور پیارے'' کے ہیں کہ وہ سرتاپا مہر ومحبت اور عشق اور پیار ہے اس کے سوا خدا کا ایک اور نام اَلْوَلِیُّ ہے۔جس کے لفظی معنی ''یار ،دوست'' کے ہیں۔خدا کا ایک اور نام قرآن مجید میں بار بار استعمال ہوا ہے وہ الرَّءُوْف

ہے۔ رؤف کا لفظ رافت سے نکلا ہے۔ "رافت" کے معنی اس محبت اور تعلق خاطر کے ہیں جو باپ کو اپنی اولاد سے ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں خدا کے لئے ایک اور نام حنانٌ آیا ہے جو حن سے مشتق ہے، حن اور حنین اس سوز دل اور محبت کو کہتے ہیں جو ماں کو اپنی اولاد سے ہوتی ہے۔ یہی الفاظ ان مجازی اور مستعار معنی کو ظاہر کرتے ہیں جو اسلام نے خالق ومخلوق اور عبد و معبود کے ربط وتعلق کے اظہار کے لئے اختیار کئے ہیں دیکھو کہ وہ ان رشتوں کا نام نہیں لیتا ہے لیکن ان رشتوں کے درمیان محبت اور پیار کے جو خاص جذبات ہیں ان کو خدا کے لئے بے تکلف استعمال کرتا ہے اس طرح مادیت اور جسمانیت کا تخیل آئے بغیر وہ ان روحانی معنی کی تلقین کر رہا ہے۔

ان کے علاوہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں اللہ تعالیٰ کے جو اسماء اور صفات مذکور ہیں ان کو بھی اس موقع پر پیش نظر رکھنا چاہیے اس کا نام غَفَّارٌ (بخشش کرنے والا) غَفُوْرٌ (بخشنے والا) سَلَامٌ (امن وسلامتی) ہے کہ وہ سرتا پا اپنے بے پناہ بندوں کے لیے امن اور سلامتی ہے پھر وہ مُؤمِنٌ (امن دینے والا) ہے۔ وہ اَلْعَدْلُ یعنی سرتا پا انصاف ہے۔ اَلْعَفُوُّ (معاف کرنے والا) ہے اَلْوَهَّابُ (عطا کرنے والا) ہے۔ اَلْحَلِيْمُ (برد بار) اَلصَّبُوْرُ (بندوں کی گستاخیوں پر صبر کرنے والا) اَلتَّوَّابُ (بندوں کے حال پر رجوع ہونے والا) اَلْبَرُّ (نیک اور مجسم خیر) اور اَلْمُقْسِطُ (منصف اور عادل) ہے ان میں ہر لفظ پر ٹھہر کر ذرا غور کرو کہ اسلام کا تخیل کس قدر بلند اور برتر ہے......

کتب سابقہ: توراۃ کے اسفار اور انجیل کے صحیفوں میں ایک ایک ورق ڈھونڈو کیا اللہ تعالیٰ کے لئے یہ پرُ محبت اور یہ سراپا مہر وکرم اسماء و صفات کی یہ کثرت تم کو وہاں ملے گی۔ اسلام اللہ تعالیٰ کے لئے ماں اور باپ کا لفظ یہود ونصاریٰ اور ہنود کی طرح استعمال کرنا جائز نہیں سمجھتا۔ مگر اس لطف احساس اور مہر وکرم کے جذبات وعواطف سے وہ بے بہرہ نہیں۔ جن کو یہ فرقے اپنا مخصوص سرمایہ روحانی سمجھتے ہیں۔ مگر بات یہ ہے کہ ان روحانی جذبات اور معنوی احساسات کے ساتھ وہ شرک وکفر کی اس ذلالت اور گمراہی سے بھی انسان کو بچانا چاہتا ہے۔ جو ذرا سی لفظی غلط فہمی سے مجاز کو حقیقت اور استعارہ کو اصلیت سمجھ کر پاک اور سرتا پا روحانی معانی کو مادی اور مجسم یقین کر لیتے ہیں۔ اور اس لئے وہ اس بلندتر توحید کی سطح سے بہت نیچے گر کر سر رشتہ حقیقت کو ہاتھ سے دے بیٹھے ہیں۔

خدا کا آخری پیغام: اسلام متکلم ازل کا آخری پیغام ہے۔ اس لیے ضرورت تھی کہ وہ اس قسم کی لغزشوں سے پاک ومبرا ہو۔ حقائق روحانی کی تعبیر کے لیے یقیناً مادی اور جسمانی استعارات اور مجازات سے چارہ نہیں۔ تاہم ایک دائمی مذہب کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی تعلیم کو ان استعمالات کی غلطیوں اور غلط فہمیوں سے محفوظ رکھے۔ چنانچہ اسلام نے اسی بناء پر ان استعارات اور مجازات کے استعمال میں بڑی احتیاط برتی ہے اور خدا کے مہر وکرم اور عشق ومحبت کے تذکروں کے ساتھ ادب ولحاظ کے قواعد کو فراموش نہیں کر دیا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث روحانی عشق ومحبت کے ان دل آویز اور ولولہ انگیز حکایات سے معمور ہیں۔ بایں ہمہ وہ انسان کو بیٹا اور خدا کو باپ نہیں کہتا۔ کہ عبد ومعبود کے تعلقات کے اظہار کے لیے اس کے نزدیک یہ کوئی بلند ترین تعبیر نہیں۔ وہ خدا کو اَبْ (باپ) کہنے کے بجائے رَب کہہ کر پکارتا ہے وہ اس کو تمام دنیا کا باپ نہیں بلکہ تمام دنیا کا رب کہتا ہے۔

اَب اور رَب ان دونوں لفظوں کا باہمی معنوی مقابلہ کرو تو معلوم ہوگا۔ کہ عیسائیوں اور یہودیوں کا تخیل اسلام کے مطمح نظر سے کس درجہ پست ہے۔ اب یعنی باپ کا تعلق اپنے بیٹے سے ایک خاص کیفیت اور ایک خاص مدت سے لے کر محدود عرصے تک رہتا ہے۔ اس کے وجود میں اس کو یک گونہ تعلق ضرور ہوتا ہے۔ مگر اس کے قیام وبقاء زندگی ضروریات زندگی سامان حیات نشوونما اور ارتقاء کسی چیز میں اس کی ضرورت نہیں ہوتی عہد طفلی تک شاید کچھ اور واسطہ ہو اس کے بعد تو بچہ اپنے والدین سے الگ مستقل بے نیاز زندگی بسر کرتا ہے۔ مگر ذرا غور کرو عبد معبود اور خالق ومخلوق کے درمیان جو ربط وتعلق ہے اس کا انقطاع کسی وقت ممکن ہے کہ بندہ اپنے خدا سے ایک دم ایک لحمہ کے لیے بھی بے نیاز اور مستغنی ہوسکتا ہے کیا یہ تعلق باپ اور بیٹے کے تعلق کی طرح محدود اور مخصوص الاوقات ہے۔

رب کا مفہوم: ربوبیت (پرورش) عبد ومعبود اور خالق ومخلوق کے درمیان اس تعلق کا نام ہے جو آغاز سے انجام تک قائم رہتا ہے جو ایک لحمہ کے لیے منقطع نہیں ہوسکتا۔ جس کے بل اور سہارے پر دنیا اور دنیا کی مخلوقات کا وجود ہے وہ گہوارہ عدم سے لے کر فنائے محض کی منزل تک ہر قدم پر موجودات کا ہاتھ تھامے رہتا ہے وہ ذرہ ہو یا ایتھر، قطرہ آب ہو یا قطرہ خون مضغہ گوشت ہو یا مشت استخوان، شکم مادر میں ہو یا اس سے باہر، بچہ ہو یا جوان، ادھیڑ عمر ہو یا بوڑھا کوئی آن کوئی لحمہ رب کے مہر وکرم اور لطف ومحبت سے استغنا اور بے نیازی نہیں ہوسکتی۔

علاوہ ازیں باپ اور بیٹے کے الفاظ سے مادیت جسمانیت ہم جنسی اور برابری کا تخیل جو پیدا ہوتا ہے اس سے لفظ رب یک قلم پاک ہے اور اس میں ان ضلالتوں اور گمراہیوں کا خطرہ نہیں جن میں نصرانیت اور ہندویت نے ایک عالم کو مبتلا کر رکھا ہے۔

حقیقت ایمان: اب ہم کو ان آیتوں اور حدیثوں کو آپ کے سامنے پیش کرنا ہے جن سے روشن ہو کر اسلام کا مینا اس ازلی وابدی عشق محبت کے نور سے کس درجہ معمور ہے اور وہ خمخانہ الست کی سرشاری کی یاد بھکے ہوئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ دینے کا حکم فرماتے اور مانگنے سے منع فرماتے۔ (طبرانی)

انسانوں کو کس طرح دلا رہا ہے اسلام کا سب سے پہلا حکم ایمان ہے ایمان کی سب سے بڑی خاصیت اور علامت حب الٰہی ہے اور یہ وہ دولت ہے جو اہل ایمان کی پہلی جماعت کو عملاً نصیب ہو چکی تھی۔ زبان الٰہی نے شہادت دی۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (بقرۃ)

جو ایمان لائے ہیں وہ سب سے زیادہ خدا سے محبت رکھتے ہیں۔

اس نشہ محبت کے سامنے باپ ماں اولاد بھائی بیوی جان مال خاندان سب قربان اور نثار ہو جانا چاہئے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَ اَبْنَآؤُکُمْ وَ اِخْوَانُکُمْ وَ اَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ (توبہ)

"اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے تمہارے بھائی تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ دولت جو تم نے کمائی ہے اور وہ سوداگری جس کے مندا پڑ جانے کا تم کو اندیشہ ہے خدا اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تم کو زیادہ محبوب اور پیارا ہے تو اس وقت تک انتظار کرو کہ خدا اپنا فیصلہ لے آئے۔"

ایمان کے بعد بھی اگر نشہ محبت کی سرشاری نہیں ملی تو وہ بھی جادہ حق سے دوری ہے۔ چنانچہ جو لوگ راہ حق سے بھٹکنا چاہتے ہیں ان کو پکار کر سنا دیا گیا۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗٓ (مائدہ)

"مسلمانو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین اسلام سے پھر جائے گا تو خدا کو اس کی کچھ پرواہ نہیں وہ ایسے لوگوں کو لا کھڑا کرے گا۔ جن کو وہ پیار کرے گا اور وہ اس کو پیار کریں گے۔"

آثار و علائم: حضرت مسیح علیہ السلام نے کہا "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے" ہر معنوی اور روحانی حقیقت ظاہری آثار اور جسمانی علامات سے پہچانی جاتی ہے تم کو زید کی محبت کا دعوی ہے مگر نہ تمہارے دل میں اس کی دیدار کی تڑپ ہے نہ تمہارے سینہ میں صدمہ فراق کی جلن اور نہ آنکھوں میں ہجر و جدائی کے آنسو ہیں تو کون تمہارے دعوے کی تصدیق کرے گا۔ اسی طرح خدائی محبت اور پیار کے دعوے دار تو بہتیرے ہو سکتے ہیں۔ مگر اس غیر محسوس کیفیت کی مادی نشانیاں اور ظاہری علامتیں اس کے احکام کی پیروی اور اس کے رسول کی اطاعت ہے۔ خدا کے رسول کو اس اعلان کا حکم ہے۔

اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران)

"اگر تم کو خدا سے محبت ہے تو میری پیروی کرو کہ خدا بھی تم کو پیار کرے گا"۔

طبقات انسانی میں متعدد ایسے گروہ ہیں جن کو خدا کی محبت اور پیار کی دولت ملی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ. خدا نیکی کرنے والوں کو پیار کرتا ہے (مائدہ)

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ خدا توبہ کرنے والوں کو پیار کرتا ہے (البقرہ)

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ خدا توکل کرنے والوں کو پیار کرتا ہے (آل عمران)

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ خدا منصف مزاجوں کو پیار کرتا ہے (مائدہ)

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ خدا پرہیز گاروں کو پیار کرتا ہے (توبہ)

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ خدا ان کو پیار کرتا ہے جو اس کے راستہ میں لڑتے ہیں۔ (صف)

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ اور خدا صبر کرنے والوں کو پیار کرتا ہے۔ (آل عمران)

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّھِّرِیْنَ اور خدا پاک صاف لوگوں کو پیار کرتا ہے۔ (توبہ)

دائمی مسرت: دنیا کے عیش و عشرت، باغ و بہار، شادی و خوشی میں اگر کوئی خیال کا کانٹا سا چبھتا ہے اور ہمیشہ انسان کے عیش و سرور کو مکدر اور منغص بنا کر بے فکری کی بہشت کو فکر و غم کی جہنم بنا دیتا ہے تو وہ ماضی اور حال کی ناکامیوں کی یاد اور مستقبل کی بے اطمینانی ہے پہلے کا نام حزن و غم ہے اور دوسرے کا نام خوف و دہشت ہے۔ غرض غم اور خوف یہی دو کانٹے ہیں جو انسانیت کے پہلو میں ہمیشہ چبھتے رہے ہیں۔ لیکن جو محبوب حقیقت کے طلب گار اور اس کے والہ و شیدا ہیں۔ ان کو بشارت ہے کہ ان کا چمنستان عیش اس خارزار سے پاک ہوگا۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (یونس)

ہاں! خدا کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

محبت کا جو جذبہ بڑے کو چھوٹے کے ساتھ احسان نیکی، درگزر اور عفو اور بخشش پر آمادہ کرتا ہے اور اس کا نام "رحم" اور "رحمت" ہے اسلام کا خدا تمام تر رحم ہے اس کی رحمت کے فیض سے عرصہ کائنات کا ذرہ ذرہ سیراب ہے اس کا نام رحمان رحیم ہے جو کچھ یہاں ہے سب اس کی رحمت کا ظہور ہے وہ نہ ہوتو کچھ نہ ہوا اسی لیے اس کی رحمت سے ناامیدی جرم اور مایوسی گناہ ہے۔ مجرم سے مجرم اور گناہ گار سے گناہ گار کو وہ نوازنے کے لیے ہمہ وقت آمادہ و تیار ہے۔ گناہ گاروں اور مجرموں کو وہ میرے بندے کہہ کر تسلی کا یہ پیام بھیجتا ہے۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ. (زمر)

"اے پیغمبر! میرے ان بندوں کو پیام پہنچا دے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے کہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ اللہ یقیناً تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے کہ وہی بخشش کرنے والا اور رحم کھانے والا ہے"

فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بشارت سناتے ہیں۔ تو کہتے ہیں:

وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْقٰنِطِیْنَ "ناامیدوں میں سے نہ ہو"

خلیل اللہ اس رمز سے ناآشنا نہ تھے کہ مرتبہ خلّت محبت سے مافوق

ہے جواب دیا

وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الضَّالُّونَ

''اپنے پروردگار کی رحمت سے گمراہ لوگوں کے سوا اور کوئی مایوس نہیں ہوتا''۔ خدا کے بندوں کی جانب سے کوئی پابندی عائد نہیں مگر اس نے خود اپنی رحمت کے اقتضا سے اپنے اوپر کچھ چیزیں فرض کر لیں ہیں۔ منجملہ ان کے ایک رحمت ہے خدا مجرموں کو سزا دے سکتا ہے وہ گناہگاروں پر عذاب بھیج سکتا ہے وہ سیہ کاروں کو ان کی گستاخی کا مزہ چکھا سکتا ہے وہ غالب ہے وہ قاہر ہے وہ جبار ہے وہ منتقم ہے لیکن ان سب کے ساتھ وہ غفور و رحیم ہے رحمان و رحیم ہے رؤف عفو ہے اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اس نے اپنے اوپر رحمت کی پابندی خود بخود عائد کر لی ہے اور اپنے اوپر اس کو فرض گردان لیا ہے۔

كَتَبَ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (انعام)

''اللہ نے از خود اپنے اوپر مہربانی کرنے کو لازم کر لیا ہے''۔

قاصد خاص کو حکم ہوتا ہے کہ ہمارے گنہگار بندوں کو ہماری طرف سے سلام پہنچاؤ۔ اور تسلی کا یہ پیغام دو کہ اس کا باب رحمت ہر وقت کھلا رہتا ہے۔

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِن بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

''اے پیغمبر! جب وہ تیرے پاس آئیں جو میری آیتوں پر یقین رکھتے ہیں تو ان کو کہہ کہ تم پر سلامتی ہو تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر از خود اپنے بندوں پر مہربان ہونا لازم کر لیا ہے کہ جو کوئی تم میں سے براہ نادانی برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور نیک بنے۔ تو بے شک وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔ (انعام)

قرآن کی تعلیم کے مطابق اس وسیع عرصہ کائنات کا کوئی ذرہ اس سایہ رحمت سے محروم نہیں۔ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (اعراف)

عفو عام کی بشارت: اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔ بخاری و ترمذی وغیرہ صحیح حدیثوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اس عالم کو پیدا کیا تو اس نے اپنے دست خاص سے اپنے اوپر رحمت کی پابندی عائد کر لی۔ جامع ترمذی میں ہے ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مومن کو یہ معلوم ہوتا کہ خدا کے پاس کتنا عقاب ہے تو وہ جنت کی طمع نہ کرتا۔ اور اگر کافر کو یہ معلوم ہوتا کہ خدا کی رحمت کس قدر بے حساب ہے تو وہ جنت سے مایوس نہ ہوتا یہ اسلام کے تخیل کی صحیح تعبیر ہے بارگاہ احدیت کا آخری قاصد اپنے دربار کی جانب سے گنہگاروں کو بشارت سناتا ہے کہ اے آدم کے بیٹو! جب تک تم مجھ کو پکارتے رہو گے اور مجھ سے آس لگائے رہو گے میں تمہیں بخشتا رہوں گا۔ خواہ تم میں کتنے ہی عیب کیوں نہ ہوں مجھے پرواہ نہیں اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے گناہ آسمان کے بادلوں تک پہنچ جائیں اور پھر تم مجھ سے معافی چاہو تو میں معاف کر دوں خواہ تم میں کچھ ہی عیب ہوں۔ مجھے پرواہ نہیں۔ اے آدم کے بیٹو! اگر پوری سطح زمین بھی تمہارے گناہوں سے بھری ہو پھر تم ہمارے پاس آ ؤ۔ اور میرا کسی کو شریک نہ بناتے ہو تو میں بھی پوری زمین بھر مغفرت لے کر تمہارے پاس آؤں کیا انسانوں کے کانوں نے اس رحمت اس محبت اس عفو عام کی بشارت کسی اور قاصد کی زبان سے بھی سنی ہے؟

حضرت ابو ایوب ﷺ صحابی کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو انہوں نے لوگوں سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کہ اگر تم گناہ نہ کرتے تو خدا اور مخلوق پیدا کرتا جو گناہ کرتی وہ اس کو بخشتا''۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو اپنے رحم و کرم کے اظہار کے لیے گناہگاروں ہی کی تلاش ہے۔ کہ نیکو کاروں کو تو سب ڈھونڈتے ہیں مگر گناہگاروں کو صرف وہی ڈھونڈتا ہے۔

دنیا میں انسانوں کے درمیان جو رحم و کرم اور مہر و محبت کے عناصر پائے جاتے ہیں۔ جن کے بناء پر دوستوں عزیزوں قرابت داروں اولادوں میں میل ملاپ اور رسم و محبت ہے جس کی بناء پر دنیا میں عشق و محبت کے یہ مناظر نظر آتے ہیں۔ تم کو معلوم ہے کہ یہ اس شاہد حقیقی کے سرمایہ محبت کا کتنا حصہ ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے کیے ان میں سے ایک حصہ اپنی مخلوقات کو عطاء کیا جس کے اثر سے وہ ایک دوسرے پر یا ہم پر رحم کیا کرتے ہیں۔ باقی ننانوے حصے خدا کے پاس ہیں۔

(جامع ترمذی باب الدعوات اور دیگر کتب احادیث صحیحہ)

اس لطف کرم اور مہر و محبت کی بشارتیں کس مذہب نے انسانوں کو سنائی ہیں۔ اور کس نے ان گناہگار انسانوں کے مضطرب قلوب کو اس طرح تسلی دی ہے؟ صحیح بخاری میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ ایک شخص شراب خوری کے جرم میں بار بار گرفتار ہو کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا صحابہ نے تنگ آ کر کہا خداوندا! تو اپنی لعنت اس پر نازل کر کہ یہ کس قدر بار لایا جاتا ہے۔ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کی یہ بات ناپسند آئی۔ فرمایا اس پر لعنت نہ کرو اس کو خدا اور اس کے رسول سے محبت ہے تم نے دیکھا کہ اسلام نے گناہگاروں کے لیے بھی خدا کی محبت کا دروازہ کھول رکھا ہے۔

رحمۃ للعالمین: ابن ماجہ میں ہے کہ مدینہ میں ایک غریب مسلمان نے وفات پائی اس کا غم کس نے کیا ہوگا؟ ہاں اس دل نے جو دنیا کا غم خوار بن کر آیا تھا۔ اس کے فراق ظاہری سے چہرہ مبارک پر اندوہ و ملال کے آثار تھے۔ صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اس مرنے والے کی موت کا غم ہے فرمایا کہ ہاں اس کو خدا اور اس کے رسول سے محبت تھی۔ اس غریب میں اس محبت کا اثر یہ تھا۔ کہ وہ ہمیشہ زور زور سے قرآن پڑھا کرتا تھا۔ غریبوں کے دل خدا کی محبت کے خزانے ہیں۔

صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو کسی جماعت کا افسر بنا کر بھیجا وہ جب نماز پڑھاتے تھے تو ہر نماز میں ہر سورۃ کے آخر میں قل ہو اللہ ضرور پڑھا کرتے تھے۔ جب سفر سے یہ جماعت لوٹ کر آئی تو خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس نے یہ واقعہ عرض کیا فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ میں اس لیے کرتا ہوں کہ اس سورۃ میں رحم والے خدا کی صفت بیان ہے تو مجھ کو اس کے پڑھنے سے محبت ہے فرمایا کہ جا کر ان بشارت دو کہ وہ رحم والا خدا بھی ان سے محبت کرتا ہے یہ بشارت اسلام کے سوا کسی اور نے بھی سنائی ہے؟

المرء مع من احب: صحیح بخاری اور مسلم میں متعدد طریقوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک صحابی نے خدمت والا میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی فرمایا کہ تم نے اس کے لیے کیا سامان کر رکھا ہے نادم ہو کر شکستہ دلی سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ۔ میرے پاس نہ تو نمازوں کا نہ روزوں کا اور نہ صدقات کا بڑا ذخیرہ ہے جو کچھ سرمایہ ہے وہ خدا اور رسول کی محبت کا ہے اور بس۔ فرمایا! تو انسان جس سے محبت کرے گا۔ وہ اسی کے ساتھ رہے گا۔ صحابہ نے اس بشارت کو سن کر اس دن بڑی خوشی منائی کہ صرف خدا اور رسول کی محبت تمام نیکیوں کا بدل اور معاوضہ ہے۔

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب خدا کسی بندہ کو چاہتا ہے تو فرشتہ خاص جبرئیل علیہ السلام سے اس کا تذکرہ کرتا ہے کہ میں فلاں بندہ کو پیار کرتا ہوں۔ تو جبرئیل بھی اس کو پیار کرتے ہیں۔ اور آسمان میں پکار دیتے ہیں کہ خدا اس بندے کو پسند کرتا ہے تم بھی پیار کرو۔ تو آسمان والے بھی اس کو پیار کرتے ہیں۔ اور پھر زمین میں اس کو ہر دلعزیزی اور حسن قبول حاصل ہوتا ہے دیکھو کہ اسلام کا خدا اپنے بندوں سے کس اعلان اور اشتہار کے ساتھ محبت کرتا ہے۔

عطائے عمومی: ترمذی میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ اپنی اطاعتوں سے میری قربت کو اس قدر ڈھونڈتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں یہاں تک کہ میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے یہ دولت یہ نعمت یہ سعادت اسلام کے دروازہ کے سوا کہیں اور سے بھی بٹتی ہے؟

۲۔ امام بزار نے مسند میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان لوگوں کو پہچانتا ہوں جو نہ نبی ہیں نہ شہید ہیں لیکن قیامت میں ان کا مرتبہ کی بلندی پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا سے محبت ہے اور جن کو خدا پیار کرتا ہے۔ وہ اچھی باتیں بتاتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔ الخ یہ قابل رشک رتبہ اسلام کے سوا اور کون عطا کرتا ہے.....؟

ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! خدا سے محبت کرو کہ وہ تمہیں اپنی نعمتیں عطاء کرتا ہے اور خدا کی محبت کے سبب مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کے سبب میرے اہل بیت سے محبت کرو'' یہ عشق و محبت کی دعوت محبوب ازلی کے سوا اور کون دے سکتا ہے؟''

محبت الٰہی کی طلب: جو کچھ اسلام کی تعلیم تھی وہ پیغمبر اسلام کی عملی زندگی تھی، عام مسلمانوں میں پیغمبر اسلام کا لقب ''حبیب خدا'' کا ہے۔ دیکھو کہ حبیب و محبوب میں، خلت و محبت کے کیا کیا ناز و نیاز ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خشوع و خضوع کی دعاؤں میں، اور خلوت کی ملاقاتوں میں کیا ڈھونڈتے اور کیا مانگتے تھے کیا چاہتے اور کیا سوال کرتے تھے؟ امام احمد اور بزار نے مسندوں میں، ترمذی نے جامع میں، حاکم نے مستدرک میں، اور طبرانی نے معجم میں متعدد صحابیوں سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعاؤں میں محبت الٰہی کی دولت مانگا کرتے تھے۔ انسان کو اس دنیا میں سب سے زیادہ محبوب اپنی اور اپنے اہل و عیال کی جان ہے۔ لیکن محبوب خدا کی نگاہ میں یہ چیزیں ہیچ تھیں، دعا فرماتے تھے خداوندا!

اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ عَمَلٍ یُّقَرِّبُ اِلٰی حُبِّکَ (احمد و ترمذی حاکم)

''میں تیری پناہ مانگتا ہوں اور جو تجھ سے محبت کرتا ہے اس کی محبت اور اس کام کی محبت جو تیری محبت سے قریب کر دے''۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبُّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ (ترمذی و حاکم)

''الٰہی تو اپنی محبت کو جان سے اہل و عیال سے اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ میری نظر میں محبوب بنا''۔

عرب میں ٹھنڈا پانی، دنیا کی تمام دولتوں اور نعمتوں سے گراں اور قیمتی ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاس اس مادی پانی کی خنکی سے نہیں سیر ہوتی تھی۔ وہ صرف محبت الٰہی کا زلال خالص تھا جو اس تشنگی کو تسکین دے سکتا تھا۔ عام انسان روٹی سے جیتے ہیں مگر ایک عاشق الٰہی (مسیح) کا قول ہے کہ انسان عرف روٹی سے نہیں جیتا پھر وہ کون سی روٹی ہے جس کو کھا کر انسان پھر کبھی بھوکا نہیں ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یَّنْفَعُنِیْ فِیْ حُبِّکَ (ترمذی)

خداوندا! تو مجھے اپنی محبت اور اس کی محبت جو تیری محبت کی راہ میں نافع ہے مجھے روزی کر۔

عام ایمان خدا اور رسول پر یقین کرنا ہے۔ مگر جانتے ہو اس راہ کی آخری منزل کیا ہے؟ صحیحین میں ہے:

مَنْ کَانَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاہُ

یہ کہ خدا اور رسول کی محبت کے آگے تمام ماسوا کی محبتیں ہیچ ہو جائیں

بعض مذاہب کو اپنی اس تعلیم پر ناز ہے کہ وہ انسانوں کو یہ سکھاتے ہیں کہ وہ اپنے خدا کو ماں، باپ سمجھیں اور اس سے اسی طرح محبت کریں جس طرح اپنے والدین سے کرتے ہیں اور چونکہ اسلام نے اس طریقہ تعبیر کو اس بناء پر کہ وہ شرک کا راستہ ہے ممنوع قرار دیا ہے، اس لئے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام محبت الٰہی کے مقدس جذبات سے محروم ہے لیکن جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ یہ نہیں، بلکہ اسلام کی بلندی نظر اور محبت کا علوے معیار ان مذاہب کے پیش کردہ نظر و معیار کو پست تر اور فروتر سمجھتا ہے، قرآن مجید کی یہ آیت پاک بھی اس دعوے کے ثبوت میں پیش کی جا چکی ہے۔

وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا

تم خدا کو اس طرح یاد کرو جس طرح اپنے باپ کو یاد کرتے ہو، بلکہ اس سے بہت زیادہ۔

خدا کی رحمت: احادیث سے ہمارا یہ دعویٰ اور بھی زیادہ واضح ہو جاتا ہے، لڑائی کا میدان ہے، دشمنوں میں بھاگ دوڑ مچی ہے، جس کو جہاں امن کا گوشہ نظر آتا ہے اپنی جان بچا رہا ہے، بھائی بھائی سے، ماں بچے سے، بچہ ماں سے الگ ہے اسی حال میں ایک عورت آتی ہے اس میدان حشر میں اس کا بچہ گم ہو گیا ہے، محبت کی دیوانگی کا یہ عالم ہے کہ جو بچہ بھی اس کو سامنے نظر آ جاتا ہے بچہ کے جوش محبت میں اس کو چھاتی سے لگا لیتی ہے اور اس کو دودھ پلا دیتی ہے، رحمۃ اللعالمین کی نظر پڑتی ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں "کیا یہ ممکن ہے کہ یہ عورت خود اپنے بچے کو اپنے ہاتھ سے دہکتی آگ میں ڈال دے؟" لوگوں نے عرض کیا "ہرگز نہیں" فرمایا تو جتنی محبت ماں کو اپنے بچہ سے ہے خدا کو اپنے بندوں سے اس سے بہت زیادہ محبت ہے۔" (صحیح بخاری، باب رحمۃ الولد)

ایک دفعہ ایک غزوہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لا رہے ہیں ایک عورت اپنے بچہ کو گود میں لے کر سامنے آتی ہے اور عرض کرتی ہے "یا رسول اللہ! ایک ماں کو اپنی اولاد سے جتنی محبت ہوتی ہے، کیا خدا کو اپنے بندوں سے اس سے زیادہ نہیں ہے؟" فرمایا "ہاں! بیشک اس سے زیادہ ہے" بولی تو کوئی ماں تو اپنی اولاد کو خود آگ میں ڈالنا گوارا نہ کرے گی" یہ سن کر فرط اثر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گریہ طاری ہو گیا پھر سر اٹھا کر فرمایا "خدا صرف اس بندہ کو عذاب دیتا ہے جو سرکشی سے ایک کو دو کہتا ہے۔ (سنن نسائی، باب ما یرجیٰ من الرحمۃ)

آپ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے ایک صحابی ایک چادر میں ایک پرندہ کو مع اس کے بچوں کے باندھ کر لاتے ہیں اور واقعہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے ایک جھاڑی سے ان بچوں کو اٹھا کر کپڑے میں لپیٹ دیا ماں نے یہ دیکھا تو میرے سر پر منڈلانے لگی میں نے ذرا سا کپڑے کو کھول دیا تو وہ فوراً آ کر میرے ہاتھ پر بچوں پر گر پڑی، ارشاد ہوا "کیا بچوں کے ساتھ ماں کی اس محبت پر تم کو تعجب ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے جو محبت اس ماں کو اپنے بچوں کے ساتھ ہے خدا کو اپنے بندوں کے ساتھ اس سے بدر جہا زیادہ ہے (مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد باب رحمۃ اللہ)

حسن خاتمہ: ربانی غمخانہ عشق کا آخری ہوشمند سرشار ریاض محبت کی بہار جاوداں کا آخری نغمہ خواں عندلیب نظارہ جمال حقیقت کا پہلا مشتاق مستور ازل کے چہرہ زیر نقاب کا پہلا بند کشا زندگی کے آخری گھنٹوں میں ہے مرض کی شدت ہے بدن بخار سے جل رہا ہے اٹھ کر چل نہیں سکتا لیکن یک بیک وہ اپنے میں ایک خاص اعلان کی طاقت پاتا ہے مسجد نبوی میں جاں نثار حاضر ہوتے ہیں۔ سب کی نظریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ نبوت کے آخری پیغام سننے کی آرزو ہے۔ دفعۃً لب مبارک وا ہوتے ہیں۔ تو یہ آواز آتی ہے۔ لوگو! میں خدا کے سامنے اس بات کی براءت کرتا ہوں۔ کہ انسانوں میں میرا کوئی دوست ہے میرا پیارا صرف ایک ہی ہے وہی جس نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیارا بنایا یہ تو وفات سے پہلے کا اعلان تھا۔ عین حالت نزع میں زبان مبارک پر کلمہ تھا۔ خداوند! بہترین رفیق (صحیح بخاری وفات)

یہ سچ ہے کہ اسلام رحمت الٰہی کے ساتھ غضب الٰہی کا بھی معتقد ہے مگر جانتے ہو کہ اسلام کے عقیدہ میں اس کی رحمت و غضب کا باہمی توازن کیا ہے خدا فرماتا ہے

رحمتی سبقت غضبی میرے غضب سے میری رحمت بڑھ گئی

صلائے عام: اے ربانی عشق و محبت کے طلبگارو! اگر واقعی تمہارے دل فانی محبت سے ہٹ کر کسی باقی کی محبت کے خواہشمند ہیں۔ اگر در حقیقت تمہیں ازلی و ابدی محبوب کی تلاش ہے۔ اگر در اصل تمہارا جسم نہیں بلکہ تمہاری روح کسی کی محبت کی سرشاری کے لئے بے تاب ہے تو آؤ کہ یہ دولت صرف اسلام کے آستانہ پر بٹتی ہے اور اسی کے خزانے سے ملتی ہے۔

تاریخ مکۃ المکرمہ سے کچھ اہل ذوق کے لیے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے یہ محبوب تھا کہ میں بیت اللہ کے اندر داخل ہو کر نماز پڑھوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر حطیم میں مجھے لے جا کر فرمایا کہ جب تیرا بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنے کا خیال ہو تو حطیم میں نماز پڑھ لیا کر! کیونکہ حطیم بھی بیت اللہ ہی کا

ایک حصہ ہے لیکن تیری قوم قریش نے کعبۃ اللہ بناتے وقت اسے (چندہ کی کمی کی وجہ سے) خارج کر دیا تھا۔

۲۔ بہت سے علماء فرماتے ہیں کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور آپ کی کنواری بیٹیوں کی قبور حطیم میں ہیں۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ کی کنواری لڑکیوں کی قبور بیت اللہ کے رکن شامی کے قریب ہیں۔ نیز اسی روایت میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام نے بھی مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور ان حضرات کی قبور زمزم اور حطیم کے درمیان ہیں۔ واللہ اعلم۔ نیز ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ جب کبھی کسی نبی کی امت ہلاک ہو جاتی تو وہ مکہ مکرمہ میں تشریف لا کر آخر دم تک یہیں عبادت کرتے رہتے۔

۳۔ مبارک بن حسان انماطی فرماتے ہیں۔ کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز (رحمۃ اللہ) سے حطیم میں فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے رب کے ہاں گرمی کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی نازل کی کہ میں جنت کا ایک دروازہ کھول دوں گا جس سے جنت کی ہوا قیامت تک تجھ پر جاری رہے گی اور وہیں ان کی وفات ہوگئی۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ وہ جگہ کعبۃ اللہ کے پرنالے اور حطیم کے مغربی دروازے کے درمیان ہے وہیں ان کی قبر مبارک ہے۔

۴۔ یاد رہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنائے کعبہ کے بعد بلکہ اس سے پہلے بھی یوں ہوتا تھا کہ ”جب کبھی کوئی امت ہلاک ہو جاتی تو اس کا نبی مکہ مکرمہ میں تشریف لے آتا اور یہیں وہ اور ان کے ساتھی وفات تک اللہ کی عبادت میں مصروف ہو جاتے۔ چنانچہ حضرت ہود نوح صالح اور شعیب علیہم السلام کی قبور زمزم اور حطیم کے درمیان ہیں“۔ (حدیث)

حضرت عبدالرحمٰن بن سابط فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن حمزہ سلولی سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حج کے لیے آنے والے ننانوے انبیاء علیہم السلام کی قبور رکن مصلی اور زمزم کے علاقے میں ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کا قدم مبارک:

ابن بطوطا اپنے سفرنامے میں فرماتے ہیں کہ ہند کے جزیرہ سراندیپ کے ایک بلند پہاڑ کی سیاہ بلند فراخ چٹان پر حضرت آدم علیہ السلام کا قدم مبارک کا نشان موجود ہے۔

مبارک مجموعہ وظائف

روزمرہ تلاوت کی جانیوالی قرآنی سورتیں مترجم ...مسنون اذکار ...مناجات مقبول مترجم اور مستند وظائف پر مشتمل مبارک مجموعہ اب جیبی سائز میں بھی دستیاب جسے سفر و حضر میں تلاوت کرنا نہایت آسان ہو گیا ہے۔ تمام حرف نہایت واضح خط میں اعلیٰ امپورٹڈ آرٹ پیپر' خوبصورت جلد۔ (مختلف تین ایڈیشنوں میں)

رابطہ کیلئے 0322-6180738

باب۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمت واستقلال

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین کے پھیلانے میں جس قدر تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کی ہیں ان کا برداشت کرنا تو درکنار اس کا ارادہ کرنا بھی ہم جیسے نالائقوں سے دشوار ہے۔ تاریخ کی کتابیں ان واقعات سے بھری ہوئی ہیں۔ مگر ان پر عمل کرنا تو علیحدہ رہا ہم ان کے معلوم کرنیکی بھی تکلیف نہیں کرتے۔ اس باب میں چند قصوں کو نمونہ کے طور پر ذکر کرنا ہے ان میں سب سے پہلے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قصے سے ابتداء کرتا ہوں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر برکت کا ذریعہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طائف کے سفر کا قصہ

نبوت مل جانے کے بعد نو برس تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تبلیغ فرماتے رہے۔ اور قوم کی ہدایت اور اصلاح کی کوشش فرماتے رہے۔ لیکن تھوڑی سی جماعت کے سوا جو مسلمان ہو گئی تھی۔ اور تھوڑے سے ایسے لوگوں کے علاوہ جو باوجود مسلمان نہ ہونے کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتے تھے۔ اکثر کفار مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپکے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہر طرح کی تکلیفیں پہنچاتے تھے اور مذاق اڑاتے تھے اور جو ہو سکتا تھا اس سے درگزر نہ کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب بھی انہی نیک دل لوگوں میں تھے جو باوجود مسلمان نہ ہونے کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر قسم کی مدد فرماتے تھے۔ دسویں سال میں جب ابو طالب کا بھی انتقال ہو گیا تو کافروں کو اور بھی ہر طرح کھلے مہار اسلام سے روکنے اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کا موقع ملا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس خیال سے طائف تشریف لے گئے کہ وہاں قبیلہ ثقیف کی بڑی جماعت ہے۔ اگر وہ قبیلہ مسلمان ہو جائے تو مسلمانوں کو ان تکلیفوں سے نجات ملے اور دین کے پھیلنے کی بنیاد پڑ جائے وہاں پہنچ کر قبیلہ کے تین سرداروں سے جو بڑے درجے کے سمجھے جاتے ہیں گفتگو فرمائی اور اللہ کے دین کی طرف بلایا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یعنی اپنی مدد کی طرف متوجہ کیا مگر ان لوگوں نے بجائے اس کے کہ دین کی بات کو قبول کرتے یا کم سے کم عرب کی مشہور مہمان نوازی کے لحاظ سے ایک نووارد مہمان کی خاطر مدارات کرتے صاف جواب دیدیا۔ اور نہایت بے رخی اور بداخلاقی سے پیش آئے۔ ان لوگوں نے یہ بھی گوارا نہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں قیام فرمالیں جن لوگوں کو سردار سمجھ کر بات کی تھی کہ وہ شریف ہوں گے اور مہذب گفتگو کریں گے۔ ان میں سے ایک شخص بولا کہ او ہو! آپ ہی کو اللہ نے نبی بنا کر بھیجا ہے دوسرا بولا کہ اللہ کو تمہارے سوا کوئی اور ملتا ہی نہیں تھا جس کو رسول بنا کر بھیجتے۔ تیسرے نے کہا کہ میں تجھ سے بات کرنا ہی نہیں چاہتا اس لئے کہ اگر تو واقعی نبی ہے جیسا کہ دعویٰ ہے تو تیری بات سے انکار کر دینا مصیبت سے خالی نہیں اور اگر جھوٹ ہے تو میں ایسے شخص سے بات کرنا نہیں چاہتا۔ اس کے بعد ان لوگوں سے ناامید ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور لوگوں سے بات کرنے کا ارادہ فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمت اور استقلال کے پہاڑ تھے۔ مگر کسی نے بھی قبول نہ کیا بلکہ بجائے قبول کرنے کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے شہر سے فوراً نکل جاؤ اور جہاں تمہاری چاہت کی جگہ ہو وہاں چلے جاؤ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ان سے بالکل مایوس ہو کر واپس ہونے لگے تو ان لوگوں نے شہر کے لڑکوں کو پیچھے لگا دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑائیں، تالیاں پیٹیں پتھر ماریں حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں جوتے خون کے جاری ہونے سے رنگین ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں واپس ہوئے۔ جب راستہ میں ایک جگہ ان شریروں سے اطمینان ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی۔

”اے اللہ! تجھی سے شکایت کرتا ہوں میں اپنی کمزوری اور بے کسی کی اور لوگوں میں ذلت و رسوائی کی۔ اے ارحم الرحمین تو ہی ضعفاء کا رب ہے۔ اور تو ہی میرا پروردگار ہے تو مجھے کس کے حوالے کرتا ہے۔ کسی اجنبی بیگانے کے جو مجھے دیکھ کر ترش رو ہوتا ہے اور منہ چڑھاتا ہے۔ یا کہ کسی دشمن کے جس کو تو نے مجھ پر قابو دیدیا۔ اے اللہ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے تیری حفاظت مجھے کافی ہے۔ میں تیرے چہرے کے اس نور کے طفیل جس سے تمام اندھیریاں روشن ہو گئیں اور جس سے دنیا اور آخرت کے سارے کام درست ہو جاتے ہیں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ پر تیرا غصہ ہو یا تو مجھ سے ناراض ہو تیری ناراضگی کا اس وقت تک دور کرنا ضروری ہے جب تک تو راضی نہ ہو۔ نہ تیرے سوا کوئی طاقت ہے نہ قوت“۔

مالک الملک کی شان قہاری کو اس پر جوش آنا ہی تھا کہ جبرئیل علیہ السلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرد جو کچھ اپنی عورت کو دے وہ صدقہ ہے۔ (الصحیحہ)

نے آ کر سلام کیا اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کی وہ گفتگو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی سنی اور ان کے جوابات سنے اور ایک فرشتے کو جس کے متعلق پہاڑوں کی خدمت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو چاہیں اس کو حکم دیں اس کے بعد اس فرشتے نے سلام کیا اور عرض کیا کہ جو ارشاد ہو میں اس کی تعمیل کروں۔ اگر ارشاد ہو تو دونوں جانب کے پہاڑوں کو ملا دوں جس سے یہ سب درمیان میں کچل جائیں۔ یا جو سزا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تجویز فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحیم وکریم ذات نے جواب دیا کہ میں اللہ سے اس کی امید رکھتا ہوں کہ اگر یہ مسلمان نہ ہوئے تو ان کی اولادوں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو اللہ کی پرستش کریں اور اس کی عبادت کریں۔

اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ کا خوف اور ڈر

دین کے ساتھ اس جانفشانی کے باوجود جس کے قصے ابھی گذرے اور دین کے لئے اپنی جان مال آبرو سب کچھ فنا کر دینے کے بعد جس کا نمونہ ابھی آپ دیکھ چکے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ کا خوف اور ڈر جس قدر ان حضرات میں پایا جاتا تھا۔ اللہ کرے کہ اس کا کچھ شمہ ہم سے سیہ کاروں کو بھی نصیب ہو جائے۔

مثال کے طور پر اس کے بھی چند قصے لکھے جاتے ہیں:

آندھی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ابر، آندھی وغیرہ ظاہر ہوتی تھی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر اس کا اثر ظاہر ہوتا تھا۔ اور چہرہ کا رنگ فق ہو جاتا تھا اور خوف کی وجہ سے کبھی اندر تشریف لے جاتے اور کبھی باہر تشریف لاتے اور یہ دعا پڑھتے رہتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَهَا وَخَیْرَ مَا فِیْهَا وَ خَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ

ترجمہ: "یا اللہ اس ہوا کی بھلائی چاہتا ہوں اور جو اس ہوا میں ہو بارش وغیرہ اس کی بھلائی چاہتا ہوں یا اللہ میں اس ہوا کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں اور جو اس چیز میں ہے اور جس غرض سے بھیجی گئی ہے اس کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں"

اور جب بارش شروع ہو جاتی تو چہرہ پر انبساط شروع ہوتا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگ جب ابر دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ بارش کے آثار معلوم ہوئے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک گرانی محسوس ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا مجھے اس کا کیا اطمینان ہے کہ اس میں عذاب نہ ہو۔ قوم عاد کو ہوا کے ساتھ عذاب دیا گیا۔ اور وہ ابر کو دیکھ کر خوش ہوئے تھے کہ اس ابر میں ہمارے لئے پانی برسایا جائے گا۔ حالانکہ اس میں عذاب تھا۔ (درمنثور)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہاڑوں کو سونا بنا دینے سے انکار:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے رب نے مجھ پر یہ پیش کیا کہ میرے لئے مکہ کے پہاڑوں کو سونا بنا دیا جاوے۔ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ! مجھے یہ تو پسند ہے کہ ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں تو دوسرے دن بھوکا رہوں تا کہ جب بھوکا ہوں تو تیری طرف زاری کروں اور تجھے یاد کروں اور جب پیٹ بھروں تو تیرا شکر ادا کروں تیری تعریف کروں۔ (ترمذی)

فائدہ: یہ اس ذات مقدس کا حال ہے جس کے ہم نام لیوا ہیں اور اسکی امت میں ہونے پر فخر ہے جس کی ہر بات ہمارے لئے قابل اتباع ہے۔

حضرت عمرؓ کے وسعت طلب کرنے پر تنبیہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گزر کی حالت:

بیویوں کی بعض زیادتیوں پر ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ تک ان کے پاس نہ جاؤں گا۔ تا کہ ان کو تنبیہ ہو اور علیحدہ اوپر ایک حجرہ میں قیام فرمایا تھا۔ لوگوں میں یہ شہرت ہوگئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو طلاق دے دی۔ حضرت عمرؓ اسوقت اپنے گھر میں تھے۔ جب یہ خبر سنی تو دوڑے ہوئے تشریف لائے مسجد میں دیکھا کہ لوگ متفرق طور پر بیٹھے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رنج اور غصہ کی وجہ سے رو رہے ہیں۔ بیبیاں بھی سب اپنے اپنے گھروں میں رو رہی ہیں۔ اپنی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے وہ بھی مکان میں رو رہی ہیں۔ فرمایا اب رو رہی ہے۔ کیا میں ہمیشہ اس سے ڈرایا نہیں کرتا تھا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کی کوئی بات نہ کیا کر۔ اس کے بعد مسجد میں تشریف لائے وہاں ایک جماعت منبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی تھوڑی دیر وہاں بیٹھے رہے مگر شدت رنج سے بیٹھا نہ گیا۔ تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ تشریف فرما تھے اس جگہ تشریف لے گئے اور حضرت رباحؓ ایک غلام کے ذریعے سے جو درباری کے زینہ پر پاؤں لٹکائے بیٹھے تھے اندر حاضری کی اجازت چاہی۔ انہوں نے حاضر خدمت ہو کر حضرت عمرؓ کے لیے اجازت مانگی۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا۔ کوئی جواب نہ دیا حضرت رباحؓ نے آ کر یہی جواب حضرت عمرؓ کو دے دیا۔ کہ میں نے عرض کر دیا تھا مگر کوئی جواب نہیں ملا حضرت عمرؓ مایوس ہو کر منبر کے پاس آ بیٹھے۔ مگر بیٹھا نہ گیا تو پھر تھوڑی دیر میں حاضر ہو کر حضرت رباحؓ کے ذریعے اجازت چاہی اسی طرح تین مرتبہ پیش آیا۔ کہ یہ بے تابی سے غلام کے ذریعے اجازت حاضری کی مانگتے ادھر سے جواب میں سکوت اور خاموشی ہی ہوتی۔ تیسری مرتبہ جب لوٹنے لگے تو حضرت رباحؓ نے آواز دی اور کہا کہ تمہیں حاضری کی اجازت ہوگئی۔

حضرت عمرؓ حاضر خدمت ہوئے تو دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ سے بہتر علاج کسی مریض کا نہیں کیا گیا۔ (الکشف)

وسلم ایک بورئیے پر لیٹے ہوئے ہیں جس پر کوئی چیز بچھی ہوئی نہیں ہے۔اس وجہ سے جسم اطہر پر بورئیے کے نشانات بھی ابھر آئے ہیں خوبصورت بدن پر نشانات صاف نظر آیا ہی کرتے ہیں اور سرہانے ایک چمڑے کا تکیہ ہے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی، میں نے سلام کیا اور سب سے اول تو یہ پوچھا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیویوں کو طلاق دے دی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔اس کے بعد میں نے دل بستگی کے طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم قریشی لوگ عورتوں پر غالب رہتے تھے مگر جب مدینہ آئے تو دیکھا کہ انصار کی عورتیں مردوں پر غالب ہیں ان کو دیکھ کر قریش کی عورتیں بھی اس سے متاثر ہوگئیں۔

اس کے بعد میں نے ایک آدھ بات اور کی جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر تبسم کے آثار ظاہر ہوئے میں نے دیکھا کہ گھر کا کل سامان یہ تھا تین چمڑے بغیر دباغت دیئے ہوئے اور ایک مٹھی جو ایک کونے میں پڑے ہوئے تھے میں نے ادھر ادھر نظر دوڑا کر دیکھا تو اس کے سوا کچھ نہ ملا میں یہ دیکھ کر رو دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہ روؤں کہ یہ بورئیے کے نشانات بدن مبارک پر پڑ رہے ہیں۔اور گھر کی کل کائنات یہ ہے جو میرے سامنے ہے۔پھر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر بھی وسعت ہو۔یہ روم وفارس بے دین ہونے کے باوجود اللہ کی عبادت نہیں کرتے ان پر تو یہ وسعت، یہ قیصر و کسریٰ تو باغوں اور نہروں کے درمیان ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور خاص بندہ ہو کر یہ حالت۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جب حق تعالیٰ شانہٗ تمام دنیا کو ایک جگہ جمع فرمائیں گے تو ارشاد ہوگا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو خوشی اور غمی کی حالت میں اللہ کی حمد کرنے والے تھے تو ایک مختصر جماعت اٹھے گی اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو جائے گی۔پھر ارشاد ہوگا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو راتوں میں اپنی خواب گاہوں سے دور رہتے اور اپنے رب کو خوف اور رغبت کے ساتھ یاد کیا کرتے تھے۔تو ایک دوسری مختصر جماعت اٹھے گی اور وہ بھی جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جائے گی پھر ارشاد ہوگا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جن کو تجارت یا بیچنا اللہ کے ذکر سے نہیں روکتا تھا تو ایک تیسری جماعت مختصر سی کھڑی ہوگی اور جنت میں بغیر حساب داخل ہوگی۔اس کے بعد بقیہ لوگوں کا حساب شروع ہو جائے گا۔　　(درمنثور)

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے قتل کے وقت نماز اور زید رضی اللہ عنہ و عاصم رضی اللہ عنہ کا قتل:

احد کی لڑائی میں جو کافر مارے گئے تھے۔ان کے عزیزوں میں انتقام کا جوش زور پر تھا۔سلافہ نے جس کے دو بیٹے تھے اس لڑائی میں مارے گئے تھے منت مانی تھی کہ اگر عاصم رضی اللہ عنہ کا (جنھوں نے اس کے بیٹوں کو قتل کیا تھا) سر ہاتھ آ جائے تو اسکی کھوپڑی میں شراب پیونگی اس لئے اس نے اعلان کیا تھا کہ جو عاصم کا سر لائے گا اس کو سو اونٹ انعام دوں گی۔سفیان بن خالد کو اس لالچ نے آمادہ کیا کہ وہ انکا سر لانے کی کوشش کرے۔ چنانچہ اس نے عضل وقارہ کے چند آدمیوں کو مدینہ منورہ بھیجا ان لوگوں نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم وتبلیغ کے لیے اپنے ساتھ چند حضرات کو بھیجنے کی درخواست کی اور حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجنے کی بھی درخواست کی کہ ان کا وعظ پسندیدہ بتلایا۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمیوں کو ان کے ساتھ کر دیا جن میں حضرت عاصم رضی اللہ عنہ بھی تھے۔راستہ میں جا کر ان لے جانیوالوں نے بد عہدی کی اور دشمنوں کو مقابلے کے لیے بلایا جو دو سو آدمی تھے۔اور ان میں سے سو آدمی مشہور تیر انداز تھے اور بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو مکہ والوں کو خبر لانے کے لیے بھیجا تھا۔راستہ میں بنولحیان کے دو سو آدمیوں سے مقابلہ ہوا یہ مختصر جماعت دس آدمیوں کی یا چھ آدمیوں کی یہ حالت دیکھ کر ایک پہاڑی پر جس کا نام فدفد تھا چڑھ گئی کفار نے کہا کہ ہم تمہارے خون سے اپنی زمین رنگنا نہیں چاہتے صرف اہل مکہ سے تمہارے بدلے میں کچھ مال لینا چاہتے ہیں تم ہمارے ساتھ آ جاؤ۔ہم تم کو قتل نہ کریں گے۔مگر انہوں نے کہا کہ ہم کافر کے عہد میں آنا نہیں چاہتے۔اور ترکش سے تیر نکال کر مقابلہ کیا۔جب تیر ختم ہوگئے تو نیزوں سے مقابلہ کیا۔حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے ساتھیوں سے جوش میں کہا کہ تم سے دھوکہ کیا گیا۔مگر گھبرانے کی بات نہیں۔شہادت کو غنیمت سمجھو تمہارا محبوب تمہارے ساتھ ہے اور جنت کی حوریں تمہاری منتظر ہیں۔

یہ کہہ کر جوش سے مقابلہ کیا اور جب نیزہ بھی ٹوٹ گیا تو تلوار سے مقابلہ کیا۔مقابلوں کا مجمع کثیر تھا آخر شہید ہوگئے۔اور دعاء کی کہ یا اللہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے قصہ کی خبر کردے۔چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی اور اسی وقت اس واقعہ کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوگیا۔اور چونکہ عاصم رضی اللہ عنہ یہ بھی سن چکے تھے کہ سلافہ نے میرے سر کی کھوپڑی میں شراب پینے کی منت مانی ہے۔مرتے وقت دعا کی کہ یا اللہ میرا سر تیرے راستے میں کاٹا جا رہا ہے تو ہی اس کا محافظ ہے۔وہ دعا بھی قبول ہوئی اور شہادت کے بعد جب کافروں نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا اور بعض روایتوں میں بھڑوں کا ایک غول بھیجا۔جنھوں نے ان کے بدن کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔کافروں کا خیال تھا کہ رات کے وقت جب یہ اڑ جائیں گی تو سر کاٹ لیں گے مگر رات کو ایک بارش کی رو آئی اور انکی نعش کو بہا

کر لے گئی اسی طرح سات آدمی یا تین آدمی شہید ہو گئے۔غرض تین باقی رہ گئے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور زید بن وشنہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہ ان تینوں حضرات سے پھر انہوں نے عہد و پیمان کیا کہ تم نیچے آجاؤ ہم تم سے بد عہدی نہ کریں گے یہ تینوں حضرات نیچے اتر آئے۔اور نیچے اترنے پر کفار نے انکی کمانوں سے تانت اتار کر انکی مشکیں باندھیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا دوسروں کیوجہ سے پیاسے مرنا:

ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں اپنے چچازاد بھائی کی تلاش میں نکلا کہ وہ لڑائی میں شریک تھے۔اور ایک مشکیزہ پانی کا میں نے اپنے ساتھ لیا کہ ممکن ہے وہ پیاسے ہوں تو پانی پلاؤں اتفاق سے وہ ایک جگہ اس حالت میں پڑے ہوئے ملے کہ دم توڑ رہے تھے اور جانکنی شروع تھی۔ میں نے پوچھا پانی کا گھونٹ دوں، انہوں نے اشارے سے ہاں کی کہ اتنے میں دوسرے صاحب نے جو قریب ہی پڑے تھے۔اور وہ بھی مرنے کے قریب تھے۔آہ کی میرے چچازاد بھائی نے آواز سنی تو ان کے پاس جانے کا اشارہ کیا میں ان کے پاس پانی لے کر گیا۔وہ ہشام بن ابی العاص رضی اللہ عنہ تھے ان کے پاس پہنچا ہی تھا کہ ان کے قریب ایک تیسرے صاحب اسی حال میں پڑے دم توڑ رہے تھے انہوں نے آہ کی ہشام رضی اللہ عنہ نے مجھے ان کے پاس جانے کا اشارہ کر دیا۔میں ان کے پاس پانی لے کر پہنچا تو ان کا دم نکل چکا تھا ۔ہشام کے پاس واپس آیا تو وہ بھی جاں بحق ہو چکے تھے ان کے پاس سے اپنے بھائی کے پاس لوٹا تو وہ بھی ختم ہو چکے تھے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. (درایہ)

فائدہ:اس نوع کے متعدد واقعات کتب حدیث میں ذکر کیے گئے۔کیا انتہا ہے اس ایثار کی کہ اپنا بھائی آخری دم توڑ رہا ہو اور پیاسا ہو۔ایسی حالت میں کسی دوسری طرف توجہ کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔چہ جائیکہ اس کو پیاسا چھوڑ کر دوسرے کو پانی پلانے چلا جائے اور ان مرنے والوں کی روحوں کو اللہ جل شانہٗ اپنے لطف و فضل سے نوازیں۔کہ مرنے کے وقت بھی جب ہوش حواس بجا ہیں یہ لوگ ہمدردی میں جان دیتے ہیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کفن:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے اور بیدرد کافروں نے آپ کی کان ناک وغیرہ اعضاء کاٹ دیئے۔اور سینہ چیر کر دل نکالا اور طرح طرح کے ظلم کیے۔لڑائی کے ختم پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم شہیدوں کی نعشیں تلاش فرما کر ان کی تجہیز و تکفین کا انتظام فرما رہے تھے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا نہایت صدمہ ہوا۔اور ایک چادر سے ان کو ڈھانک دیا ۔اتنے میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں کہ اپنے بھائی کی حالت کو دیکھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ آخر عورت ہیں ایسے ظلموں کے دیکھنے کا تحمل مشکل ہو گا۔انکے صاحبزادہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اپنی والدہ کو دیکھنے سے منع کر دو انہوں نے والدہ سے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھنے سے منع فرما دیا۔انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ میرے بھائی کے کان ناک وغیرہ کاٹ دیئے گئے۔اللہ کے راستے میں یہ کونسی بڑی بات ہے۔ہم اس پر راضی ہیں۔میں اللہ سے ثواب کی امید رکھتی ہوں۔اور ان شاءاللہ صبر کرونگی ۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر اس کلام کو ذکر کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب سن کر دیکھنے کی اجازت عطا فرما دی۔ آکر دیکھا انا للہ پڑھی اور ان کے لیے استغفار اور دعا کی۔

ایک روایت میں ہے کہ غزوہ احد میں جہاں نعشیں رکھی ہوئی تھیں ایک عورت تیزی سے آرہی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو عورت کو روکو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پہچان لیا کہ میری والدہ ہیں۔ میں جلدی سے روکنے کے لیے بڑھا مگر وہ قوی تھیں ایک گھونسہ میرے مارا اور کہا کہ پرے ہٹ۔میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔تو فوراً کھڑی ہو گئیں۔اس کے بعد دو کپڑے نکالے اور فرمایا کہ میں اپنے بھائی کے لیے کفن لائی تھی۔کہ میں ان کے انتقال کی خبر سن چکی تھی۔ ان کپڑوں میں ان کو کفنا دینا۔ہم لوگ وہ کپڑے لے کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کفنانے لگے کہ برابر میں ایک انصاری شہید پڑے ہوئے تھے جن کا نام حضرت سہیل رضی اللہ عنہ تھا۔ان کا بھی کفار نے یہی حال کر رکھا تھا جیسا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا تھا۔ہمیں اس بات سے شرم آئی کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دو کپڑوں میں کفن دیا جائے اور انصاری کے پاس ایک بھی نہ ہو۔اس لئے ہم نے دونوں کے لیے ایک ایک کپڑا تجویز کر دیا مگر ایک کپڑا ان میں بڑا تھا دوسرا چھوٹا۔تو ہم نے قرعہ ڈالا کہ جو کپڑا جن کے حصہ میں آئیگا وہ ان کے کفن میں لگایا جائے۔قرعہ میں بڑا کپڑا حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آیا۔اور چھوٹا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آیا جو ان کے قد سے بھی کم تھا کہ اگر سر کو ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں کی طرف کیا جاتا تو سر کھل جاتا۔

بہادری اور دلیری اور موت کا شوق

جس کا لازمی نتیجہ بہادری ہے کہ جب آدمی مرنے ہی کے سر ہو جائے تو پھر سب کچھ کر سکتا ہے ساری بزدلی سوچ و فکر زندگی ہی کے واسطے ہے۔ اور جب مرنے کا اشتیاق پیدا ہو جائے تو نہ مال کی محبت رہے نہ دشمن کا خوف۔کاش مجھے بھی ان سچوں کے طفیل یہ دولت نصیب ہوتی۔

ابن جحش رضی اللہ عنہ اور ابن سعد رضی اللہ عنہ کی دعاء:

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے غزوہ احد میں حضرت سعد بن ابی وقاص

رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے سعد رضی اللہ عنہ آؤ مل کر دعا کریں۔ ہر شخص اپنی ضرورت کے موافق دعا کرے اور دوسرا آمین کہے۔ کہ یہ قبول ہونے کے زیادہ قریب ہے۔ دونوں حضرات نے ایک کونے میں جاکر دعا فرمائی اول حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی۔ یا اللہ جب کل کو لڑائی ہو تو میرے مقابلے میں ایک بڑے بہادر کو مقرر فرما جو سخت حملہ والا ہو وہ مجھ پر سخت حملہ کرے اور میں اس پر زوردار حملہ کروں پھر مجھے اس پر فتح نصیب فرما کہ میں اس کو تیرے راستے میں قتل کروں اور اسکی غنیمت حاصل کروں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آمین کہی۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دعا کی اے اللہ کل کو میدان میں ایک بہادر سے مقابلہ کرا جو سخت حملہ والا ہو میں اس پر شدت سے حملہ کروں وہ بھی مجھ پر زور سے حملہ کرے اور پھر وہ مجھے قتل کر دے اور میرے ناک کان کاٹ لے پھر قیامت میں جب تیرے حضور پیش ہوں تو تو کہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ تیرے ناک کان کیوں کاٹے گئے؟ میں عرض کروں یا اللہ تیرے اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کاٹے گئے پھر تو کہے کہ سچ ہے میرے ہی راستہ میں کاٹے گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آمین کہی۔ دوسرے دن لڑائی ہوئی دونوں حضرات کی دعائیں اسی طرح سے قبول ہوئیں جس طرح مانگی تھیں۔ (خمیس)

سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی دعا میری دعا سے بہتر تھی میں نے شام کو دیکھا کہ ان کے ناک کان ایک تاگے میں پروئے ہوئے ہیں۔ احد کی لڑائی میں انکی تلوار بھی ٹوٹ گئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک ٹہنی عطا فرمائی جو ان کے ہاتھ میں جاکر تلوار بن گئی اور عرصہ تک بعد میں رہی اور دوسو دینار کی فروخت ہوئی (اصابہ) دینار سونے کے ایک سکہ کا نام ہے۔

فائدہ: اس قصہ میں جہاں ایک جانب کمال بہادری ہے کہ بہادر دشمن سے مقابلہ کی تمنا ہے وہاں دوسری جانب کمال عشق بھی ہے کہ محبوب کے راستے میں بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی تمنا کرے اور آخر میں جب وہ پوچھیں کہ یہ سب کیوں ہوا؟ تو میں عرض کروں گا کہ تمہارے لیے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے چھ لاکھ حدیثوں میں سے انتخاب کر کے بخاری شریف لکھی ہے۔ جس میں سات ہزار دوسو پچھتر حدیثیں ہیں۔ اور ہر حدیث لکھتے وقت دو رکعت نفل نماز پڑھ کر حدیث لکھی ہے۔ جب یہ بغداد پہنچے تو وہاں کے محدثین نے ان کا امتحان لیا اس طرح کہ دس آدمی متعین ہوئے ان میں سے ہر شخص نے دس دس حدیثیں چھانٹیں جن کو بدل بدل کر ان سے پوچھا۔ یہ ہر سوال کے جواب میں "مجھے معلوم نہیں" کہتے رہے جب دس کے دس پوچھ چکے تو انہوں نے سب سے پہلے والے کو مخاطب کر کے فرمایا تم نے سب سے پہلی حدیث یہ پوچھی تھی تم نے اس طرح بیان کی یہ غلط ہے اور صحیح اس طرح ہے۔ غرض اس طرح سو کی سو حدیثیں ترتیب وار بیان فرمادیں کہ ہر حدیث کو اول اس طرح پڑھتے جس طرح امتحان لینے والے نے پڑھا تھا۔ پھر کہتے کہ یہ غلط ہے اور صحیح اس طرح ہے۔

امام مسلمؒ نے چودہ برس کی عمر میں حدیث پڑھنا شروع کی تھی اسی میں اخیر تک مشغول رہے خود کہتے ہیں کہ میں نے تین لاکھ احادیث میں سے چھانٹ کر مسلم شریف تصنیف کی۔ جس میں بارہ ہزار حدیثیں ہیں۔

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ میں نے پانچ لاکھ احادیث سنی ہیں جن میں سے انتخاب کر کے سنن ابی داؤد تصنیف کی جس میں چار ہزار آٹھ سو حدیثیں ہیں۔

یوسف مزی مشہور محدث ہیں۔ اسماء رجال کے امام ہیں۔ اول اپنے شہر میں فقہ اور حدیث حاصل کیا۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، حلب، حمات، بعلبک، وغیرہ کا سفر کیا۔ بہت سی کتابیں اپنے قلم سے لکھیں تہذیب الکمال دوسو جلدوں میں تصنیف کی۔ اور کتاب الاطراف کی اسی جلدوں سے زیادہ ہیں۔ ان کی عادت شریفہ تھی کہ اکثر چپ رہتے۔ بات کسی سے بہت ہی کم کرتے تھے۔ اکثر اوقات کتاب کے دیکھنے میں مشغول رہتے تھے۔ حاسدوں کی عداوت کا شکار بھی بنے مگر انتقام نہیں لیا۔

ان حضرات کے حالات کا احاطہ دشوار ہے۔ بڑی بڑی کتابیں ان کے حالات اور جانفشانیوں کا احاطہ نہیں کر سکیں۔ یہاں نمونے کے طور پر چند حضرات کے واقعات کا ذکر اس لئے کیا تاکہ یہ معلوم ہو کہ وہ علم حدیث جو آج ساڑھے تیرہ سو برس تک نہایت آب و تاب سے باقی ہے۔ وہ کس محنت اور جان فشانی سے باقی رکھا گیا ہے۔ اور جو لوگ علم حاصل کرنے کا دعوی کرتے ہیں اپنے آپ کو طالب علم کہتے ہیں۔ وہ کتنے محنت اور مشقت اس کے لیے گوارا کرتے ہیں۔ اگر ہم لوگ یہ چاہیں کہ ہم اپنی عیش وعشرت راحت و آرام سیر و تفریح اور دنیا کے دوسرے مشاغل میں لگے رہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک کلام کا یہ شیوع اسی طرح باقی رہے۔ تو ایں خیال است و محال است وجنوں کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

فرمانبرداری اور امتثال حکم

اور یہ دیکھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء مبارک کیا ہے

ویسے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہر فعل فرمانبرداری تھا اور گذشتہ قصوں سے بھی یہ بات خوب روشن ہے لیکن خاص طور سے چند قصے اس باب میں اس لیے ذکر کیے جاتے ہیں۔ کہ ہم لوگ اپنی حالتوں کا اس باب سے خاص طور پر مقابلہ کر کے دیکھیں۔ کہ ہم اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی فرمانبرداری کہاں تک کرتے ہیں۔ جس پر ہم لوگ ہر وقت اس کے بھی منتظر رہتے ہیں کہ وہ برکات و ترقیات وثمرات جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوتے تھے ہمیں بھی حاصل ہوں۔ اگر واقعی ہم لوگ اس چیز کے متمنی ہیں تو ہمیں بھی وہ کرنا چاہیے جو وہ حضرات کر کے دکھلا گئے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زبان کے صدقہ (حسن خلق سے) افضل کوئی صدقہ نہیں۔ (المغنی)

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا چادر کو جلا دینا:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سفر میں ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے اوپر ایک چادر تھی۔ جو کسی قسم کے رنگ میں ہلکی سی رنگی ہوئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا یہ کیا اوڑھ رکھا ہے۔ مجھے اس سوال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناگواری کے آثار معلوم ہوئے۔ گھر والوں کے پاس واپس ہوا تو انہوں نے چولہا جلا رکھا تھا۔ میں نے وہ چادر اس میں ڈال دی، دوسرے روز جب حاضری ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ چادر کیا ہوئی میں نے قصہ سنا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں میں سے کسی کو کیوں نہ پہنا دی عورتوں کے پہننے میں تو کوئی مضائقہ نہ تھا۔ (ابوداؤد)

فائدہ: اگر چہ چادر کے جلا دینے کی ضرورت نہ تھی مگر جس کے دل میں کسی کی ناگواری اور ناراضگی کی چوٹ لگی ہوئی ہو وہ اتنی سوچ کا متحمل ہی نہیں ہوتا۔ کہ اس کی اور صورت بھی ہوسکتی ہے۔ ہاں مجھ جیسا نالائق ہوتا تو نہ معلوم کتنے احتمالات پیدا کرتا کہ یہ ناگواری کس درجہ کی ہے۔ اور دریافت تو کرلوں اور کوئی صورت اجازت کی بھی ہوسکتی ہے یا نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ہی تو ہے منع تو نہیں کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

انصاری کا مکان کوڈھا دینا:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ دولت کدہ سے باہر تشریف لے جارہے تھے راستہ میں ایک قبہ (گنبد دار حجرہ) دیکھا جو اونچا بنا ہوا تھا۔ ساتھیوں سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ فلاں انصاری نے قبہ بنایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سن کر خاموش رہے۔ کسی دوسرے وقت وہ انصاری حاضر خدمت ہوئے اور سلام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض فرمایا سلام کا جواب بھی نہ دیا۔ انہوں نے اس خیال سے کہ شاید خیال نہ ہوا ہو۔ دوبارہ سلام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی اعراض فرمایا اور جواب نہیں دیا وہ اس کے کیسے متحمل ہوسکتے تھے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو وہاں موجود تھے دریافت کیا، پوچھا تحقیق کیا کہ میں آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں کو پھرا ہوا پاتا ہوں۔ خیر تو ہے؟ انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے تھے راستہ میں تمہارا قبہ دیکھا تھا۔ اور دریافت فرمایا تھا کہ یہ کس کا ہے؟ یہ سن کر وہ انصاری فوراً گئے اور اس کو توڑ کر ایسا زمین کے برابر کردیا کہ نام ونشان بھی نہ رہا۔ اور پھر آکر عرض بھی نہیں کیا۔ اتفاقاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا اس جگہ کسی دوسرے موقع پر گزر ہوا تو دیکھا کہ وہ قبہ وہاں نہیں ہے۔ دریافت فرمایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ انصاری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعراض کا کئی روز ہوئے ذکر کیا تھا ہم نے کہہ دیا تھا کہ تمہارا قبہ دیکھا ہے۔ انہوں نے آکر اس کو بالکل توڑ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر تعمیر آدمی پر وبال ہے مگر وہ تعمیر جو سخت ضرورت اور مجبوری کی ہو۔

فائدہ: یہ کمال عشق کی باتیں ہیں۔ ان حضرات کو اس کا تحمل ہی نہیں تھا کہ چہرہ انور کو رنجیدہ دیکھیں۔ یا کوئی شخص اپنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گرانی کو محسوس کرے۔ ان صحابی نے قبہ کو گرایا اور یہ بھی نہیں کہ گرانے کے بعد جتانے کے طور پر آکر کہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کے واسطے گرادیا۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ہی اتفاق سے ادھر کو تشریف لے جانا ہوا تو ملاحظہ فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تعمیر میں روپیہ ضائع کرنا خاص طور سے ناگوار تھا۔ بہت سی احادیث میں اس کا ذکر آیا ہے۔ خود ازواج مطہرات کے مکانات کھجور کی ٹہنیوں کے ملے تھے۔ جن پر ٹاٹ کے پردے پڑے رہتے تھے تاکہ اجنبی نگاہ اندر نہ جاسکے۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہیں سفر میں تشریف لے گئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ ثروت حاصل تھی انہوں نے اپنے مکان پر بجائے ٹٹوں کے کچھ کچی اینٹیں لگالیں۔ واپسی پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا تو دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اس میں بے پردگی کا احتمال رہتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدترین چیز جس میں آدمی کا روپیہ خرچ ہو تعمیر ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میری والدہ اپنے مکان کی ایک دیوار کو جو خراب ہوگئی تھی درست کررہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ موت اس دیوار کے گرنے سے زیادہ قریب ہے۔ (ابوداؤد)

صحابہ رضی اللہ عنہم کا سرخ چادروں کو اتارنا:

حضرت رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے اور ہمارے اونٹوں پر چادریں پڑی ہوئی تھیں جن میں سرخ ڈورے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ سرخی تم پر غالب ہوتی جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فرمانا تھا کہ ہم لوگ ایکدم ایسے گھبرا کر اٹھے کہ ہمارے بھاگنے سے اونٹ بھی ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ اور ہم نے فوراً سب چادریں اونٹوں سے اتارلیں۔ (ابوداؤد)

ارشاد فرمایا کہ حکیم یہ مال سبز باغ ہی ظاہر میں بڑی میٹھی چیز ہے مگر اس کا دستور یہ ہے کہ اگر یہ دل کے استغناء سے ملے تو اس میں برکت ہوتی ہے۔ اور اگر طمع اور لالچ سے حاصل ہو تو اس میں برکت نہیں ہوتی ایسا ہو جاتا ہے کہ جیسے (جوع البقر کی بیماری ہو) کہ ہر وقت کھائے اور پیٹ نہ بھرے۔ حکیم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بعد اب کسی کو نہیں ستاؤں گا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

اپنے زمانہ خلافت میں حکیم ؓ کو بیت المال سے کچھ عطا فرمانے کا ارادہ کیا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عمر ؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں بار بار اصرار کیا مگر انہوں نے انکار ہی فرما دیا۔ (بخاری)

فائدہ: یہی وجہ ہے کہ آجکل ہم لوگوں کے مالوں میں برکت نہیں ہوتی کہ لالچ اور طمع میں گھرے رہتے ہیں۔

حذیفہؓ کا جاسوسی کے لیے جانا

حضرت حذیفہ ؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں ہمارے ایک طرف تو مکہ کے کفار اور ان کے ساتھ دوسرے کافروں کے بہت سے گروہ تھے جو ہم پر چڑھائی کر کے آئے تھے اور حملے کے لیے تیار تھے اور دوسری طرف خود مدینہ منورہ میں بنو قریظہ کے یہود ہماری دشمنی پر تلے ہوئے تھے۔ جن سے ہر وقت اندیشہ تھا کہ کہیں مدینہ منورہ کو خالی دیکھ کر وہ ہمارے اہل وعیال کو بالکل ختم نہ کر دیں ہم لوگ مدینہ منورہ سے باہر لڑائی کے سلسلے میں پڑے ہوئے تھے۔ منافقوں کی جماعت گھر کے خالی اور تنہا ہونے کا بہانہ کر کے اجازت لے کر اپنے گھروں کو واپس جا رہی تھی۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر اجازت مانگنے والے کو اجازت مرحمت فرما دیتے تھے۔ اسی دوران میں ایک رات آندھی اسقدر شدت سے آئی کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنی آئی نہ اس کے بعد۔ اندھیرا اس قدر زیادہ کہ آدمی کو پاس والا آدمی تو کیا اپنا ہاتھ بھی نظر نہیں آتا تھا۔ اور ہوا اتنی سخت کہ اس کا شور بجلی کی طرح گرج رہا تھا۔ منافقین اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے ہم تین سو کا مجمع اسی جگہ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک کا حال دریافت فرما رہے تھے اور اس اندھیری میں ہر طرف تحقیقات فرما رہے تھے اتنے میں میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا میرے پاس نہ تو دشمن سے بچاؤ کے واسطے کوئی ہتھیار نہ سردی سے بچاؤ کے لیے کوئی کپڑا بصرف ایک چھوٹی سی چادر تھی جو اوڑھنے میں گھٹنوں تک آتی تھی اور وہ بھی میری نہیں بیوی کی تھی۔ میں اس کے اوڑھے ہوئے گھٹنوں کے بل زمین سے چمٹا ہوا بیٹھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حذیفہ۔ مگر مجھ سے سردی کے مارے اٹھا بھی نہ گیا اور شرم کے مارے زمین سے چمٹ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اٹھ کھڑا ہو اور دشمنوں کے جتھے میں جا کر ان کی خبر لا کہ کیا ہو رہا ہے۔ میں اس وقت گھبراہٹ، خوف اور سردی کی وجہ سے سب سے زیادہ خستہ حال تھا۔ مگر تعمیل ارشاد میں اٹھ کر فوراً چل دیا۔ جب میں جانے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ وَ عَنْ يَمِيْنِهِ وَ عَنْ شِمَالِهِ وَ مِنْ فَوْقِهِ وَ مِنْ تَحْتِهِ. " یا اللہ آپ اس کی حفاظت فرمائیں۔ سامنے سے اور پیچھے سے دائیں سے اور بائیں سے اوپر سے اور نیچے سے"۔ حذیفہ ؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فرمانا تھا گویا مجھ سے خوف اور سردی بالکل ہی جاتی رہی ہر ہر قدم پر یہ معلوم ہوتا تھا گویا گرمی میں چل رہا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چلتے وقت یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ کوئی حرکت نہ کر کے آئیو۔ چپ چاپ دیکھ کر آ جائیو کہ کیا ہو رہا ہے۔ میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ آگ جل رہی ہے۔ اور لوگ سینک رہے ہیں۔ ایک شخص آگ پر ہاتھ سینکتا ہے اور کوکھ پر پھیرتا ہے اور ہر طرف سے واپس چل دو واپس چل دو کی آوازیں آ رہی ہیں۔ ہر شخص اپنے قبیلے والوں کو آواز دے کر کہتا ہے کہ واپس چلو۔ اور ہوا کی تیزی کی وجہ سے چاروں طرف سے پتھر ان کے خیموں پر برس رہے ہیں۔ خیموں کی رسیاں ٹوٹتی جاتی ہیں اور گھوڑے وغیرہ جانور ہلاک ہو رہے تھے۔ ابوسفیان جو ساری جماعتوں کا اس وقت گویا سردار بن رہا تھا آگ پر ہاتھ سینک رہا تھا میرے دل میں آیا کہ موقع اچھا ہے اس کو نمٹاتا چلوں۔ ترکش سے تیر نکال کر کمان میں بھی رکھ لیا۔ مگر پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد آیا کہ کوئی حرکت نہ کیجیو۔ دیکھ کر چلے آنا۔ اس لیے میں نے تیر ترکش میں رکھ لیا۔ ان کو شبہ ہو گیا کہنے لگے۔ تم میں کوئی جاسوس ہے۔ ہر شخص اپنے برابر والے کا ہاتھ پکڑ لے میں نے جلدی سے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا تو کون ہے؟ وہ کہنے لگا۔ سبحان اللہ تو مجھے نہیں جانتا میں فلاں ہوں۔ میں وہاں سے واپس آیا۔ جب آدھے راستے پر تھا تو تقریباً بیس سوار عمامہ باندھے ہوئے مجھے ملے انہوں نے کہا۔ اپنے آقا سے کہہ دینا اللہ نے دشمنوں کا انتظام کر دیا۔ بےفکر رہیں۔ میں واپس پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھوٹی سی چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ ہمیشہ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کوئی گھبراہٹ کی بات پیش آتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی طرف متوجہ ہو جایا کرتے تھے۔ نماز سے فراغت پر میں نے وہاں کا جو منظر دیکھا تھا عرض کر دیا۔ جاسوس کا قصہ سن کر دندان مبارک چمکنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پاؤں مبارک کے قریب لٹا لیا اور اپنی چادر کا ذرا سا حصہ مجھ پر ڈال دیا۔ میں نے اپنے سینے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تلووں سے چمٹا لیا (درمنثور)

فائدہ: انہی حضرات کا یہ حصہ تھا اور انہی کو زیبا تھا کہ اسقدر سختیوں اور دقتوں کی حالت میں بھی تعمیل ارشاد تن من جان مال سب سے زیادہ عزیز تھی۔ اللہ جل شانہٗ بلا استحقاق اور بلا اہلیت مجھ ناپاک کو بھی ان کے اتباع کا کوئی حصہ نصیب فرما دے۔ تو زہے قسمت۔

☆☆☆☆☆

باب۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عورتوں کا دینی جذبہ

حقیقت یہ ہے کہ اگر عورتوں میں دین کا شوق اور نیک اعمال کا جذبہ پیدا ہو جائے تو اولاد پر اس کا اثر ضروری ہے اس کے برخلاف ہمارے زمانے میں اولاد کو شروع ہی سے ایسے ماحول میں رکھا جاتا ہے جس میں اس پر دین کے خلاف اثر پڑے۔ یا کم از کم یہ کہ دین کی طرف سے بے توجہی پیدا ہو جائے جب ایسے ماحول میں ابتدائی زندگی گذرے گی تو اس کے جو نتائج پیدا ہوں گے وہ ظاہر ہیں۔

تسبیحات حضرت فاطمہؓ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد سے فرمایا میں تمہیں اپنا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ لاڈلی بیٹی تھیں قصہ سناؤں۔ شاگرد نے کہا ضرور۔ فرمایا کہ وہ اپنے ہاتھ سے چکی پیستی تھیں جس کی وجہ سے ہاتھ میں نشان پڑ گئے تھے۔ وہ خود پانی کی مشک بھر کر لاتی تھیں جس کی وجہ سے سینے پر مشک کی رسی کے نشان پڑ گئے تھے اور گھر میں جھاڑو وغیرہ بھی خود ہی دیتی تھیں۔ جس کی وجہ سے تمام کپڑے میلے کچیلے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ غلام باندیاں آئیں میں نے فاطمہ سے کہا کہ تم بھی جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خدمتگار مانگ لو تاکہ تم کو کچھ مدد مل جاوے۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ وہاں مجمع تھا اور شرم مزاج میں بہت زیادہ تھی اس لیے شرم کی وجہ سے سب کے سامنے باپ سے بھی مانگتے ہوئے شرم آئی۔ واپس آ گئیں۔ دوسرے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے ارشاد فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کل تم کس کام کے لیے گئی تھیں۔ وہ شرم کی وجہ سے چپ ہو گئیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی یہ حالت ہے کہ چکی کی وجہ سے ہاتھ میں گٹے پڑ گئے اور مشک کی وجہ سے سینے پر رسی کے نشان ہو گئے۔ ہر وقت کے کاروبار کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے ہیں۔ میں نے ان سے کل کہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خادم آئے ہوئے ہیں۔ ایک یہ بھی مانگ لیں۔ اس لیے گئی تھیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ہی بستر ہے اور وہ بھی مینڈھے کی ایک کھال ہے۔ رات کو اس کو بچھا کر سو جاتے ہیں۔ صبح کو اس پر گھاس دانہ ڈال کر اونٹ کو کھلاتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیٹی صبر کر۔ حضرت موسیٰ اور ان کی بیوی کے پاس دس برس تک ایک ہی بچھونا یعنی بستر تھا۔ وہ بھی حضرت موسیٰ کا چوغا تھا۔ رات کو اسکو بچھا کر سو جاتے تھے۔ تو تقویٰ حاصل کر اور اللہ سے ڈر۔ اور اپنے پروردگار کا فریضہ ادا کرتی رہ اور گھر کے کاروبار کو انجام دیتی رہ۔ اور جب سونے کے واسطے لیٹا کرے تو سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمدللہ ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھ لیا کر۔ یہ خادم سے زیادہ اچھی چیز ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا میں اللہ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی ہوں۔ (ابوداؤد)

فائدہ: یعنی جو اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا میرے بارے میں ہو مجھے بخوشی منظور ہے یہ تھی زندگی دو جہاں کے بادشاہ کی بیٹی کی۔ آج ہم لوگوں میں سے کسی کے پاس دو پیسے ہو جائیں تو اس کے گھر والے گھر کا کام کاج تو درکنار اپنا کام بھی نہ کر سکیں۔ پاخانہ میں لوٹا بھی ماما ہی رکھ کر آئے۔ اس واقعہ میں جو اوپر ذکر کیا گیا صرف سونے کے وقت کا ذکر ہے۔ دوسری حدیثوں میں ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ یہ تینوں کلمے اور ایک مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بھی آیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا صدقہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں دو گونیں درہموں کی بھر کر پیش کی گئیں جن میں ایک لاکھ سے زیادہ درہم تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے طباق منگوایا اور ان کو بھر بھر کر تقسیم کرنا شروع کر دیا اور شام تک سب ختم کر دیے۔ ایک درہم بھی باقی نہ چھوڑا۔ خود روزہ دار تھیں۔ افطار کے وقت باندی سے کہا افطار کے لیے کچھ لے آ۔ وہ ایک روٹی اور زیتون کا تیل لائیں اور عرض کرنے لگیں کیا اچھا ہوتا کہ ایک درہم کا گوشت ہی منگا لیتیں۔ آج ہم روزہ گوشت سے افطار کر لیتے۔ فرمانے لگیں اب طعن دینے سے کیا ہو۔ اس وقت یاد دلاتی تو میں منگا لیتی۔ (تذکرہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کے ساتھ بیابان میں چلنا صدقہ ہے۔ (الکنز)

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اس نوع کے نذرانے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ حضرات کی طرف سے پیش کیے جاتے تھے۔ کیونکہ وہ زمانہ فتوحات کی کثرت کا تھا۔ مکانوں میں غلہ کی طرح سے اشرفیوں کے انبار پڑے رہتے تھے اور اس کے باوجود اپنی زندگی نہایت سادہ اور نہایت معمولی گزاری جاتی تھی حتی کہ افطار کے واسطے بھی ماما کے یاد دلانے کی ضرورت تھی۔ پچاس ہزار روپے کے قریب تقسیم کر دیا اور یہ بھی خیال نہ آیا کہ میرا روزہ ہے اور گوشت بھی منگانا ہے۔ آجکل اس قسم کے واقعات اتنے دور ہو گئے ہیں کہ خود واقعہ کے سچا ہونے میں تردد ہونے لگا۔ لیکن اس زمانہ کی عام زندگی جن لوگوں کی نظر میں ہے ان کے نزدیک یہ اور اس قسم کے سینکڑوں واقعات کچھ بھی تعجب کی چیز نہیں۔ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بہت سے واقعات اس کے قریب قریب ہیں۔ ایک دفعہ روزہ دار تھیں اور گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا۔ ایک فقیر نے آکر سوال کیا خادمہ سے فرمایا کہ وہ روٹی اس کو دے دو۔ اس نے عرض کیا کہ افطار کے لیے گھر میں کچھ بھی نہیں فرمایا کیا مضائقہ ہے وہ روٹی اس کو دے دو۔ اس نے دے دی (مؤطا)

ایک مرتبہ ایک سانپ مار دیا خواب میں دیکھا کوئی کہتا ہے کہ تم نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا فرمایا اگر وہ مسلمان ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کے یہاں نہ آتا۔ اس نے کہا مگر پردے کی حالت میں آیا تھا۔ اس پر گھبرا کر آنکھ کھل گئی اور بارہ ہزار درہم جو ایک آدمی کا خون بہا ہوتے ہیں صدقہ کیے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ ستر ہزار درہم صدقہ کیے۔ اور اپنی کرتہ میں پیوند لگا رہا۔ (طبقات)

ابن زبیرؓ کا حضرت عائشہؓ کو صدقہ سے روکنا:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے وہ ان سے بہت محبت فرماتی تھیں انہوں نے ہی گویا بھانجے کو پالا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس فیاضی سے پریشان ہو کر خود تکلیفیں اٹھائیں اور جو آئے وہ فوراً خرچ کر دیں ایک دفعہ کہہ دیا کہ خالہ کا ہاتھ کسی طرح روکنا چاہیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہ فقرہ پہنچ گیا اس پر ناراض ہو گئیں۔ کہ میرا ہاتھ روکنا چاہتا ہے اور ان سے نہ بولنے کی نذر کے طور پر قسم کھالی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو خالہ کی ناراضگی کا بہت صدمہ ہوا۔ بہت سے لوگوں سے سفارش کرائی مگر انہوں نے اپنی قسم کا عذر فرما دیا آخر جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بہت ہی پریشان ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھیال کے دو حضرات کو سفارشی بنا کر ساتھ ہو لیے۔ جب وہ دونوں پردہ کے پیچھے بیٹھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پردہ کے اندر بیٹھ کر بات چیت فرمانے لگیں۔ تو یہ جلدی سے پردہ میں چلے گئے اور جا کر خالہ سے لپٹ گئے اور بہت روئے اور خوشامد کی وہ دونوں حضرات بھی سفارش کرتے رہے اور مسلمانوں سے بولنا چھوڑنے کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات یاد دلاتے رہے۔

معاشرت کے متعلق چند باتیں

شوہر کی فرمانبرداری عورت پر واجب ہے اور حدیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر میں کسی انسان کے لیے سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ مگر چونکہ ہماری شریعت میں سجدہ تعظیم بھی حرام ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دی اس حدیث سے خیال کرنا چاہیے کہ کس قدر شوہر کی فرمانبرداری کا حکم ہے۔ اور جو عورت شوہر کی نافرمان ہو اور شوہر اس سے ناراض ہو وہ عورت اللہ کی رحمت سے دور رہتی ہے تاوقتیکہ شوہر کو رضامند نہ کرے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کوئی شوہر فرائض کے ادا کرنے سے ناراض ہو تو اس کی پرواہ نہ کرنی چاہیے۔ جیسا کہ حدیث لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں بھی صرف آگاہی کے واسطے یہ مسئلہ ذکر کر دیا ورنہ ان شاء اللہ تعالیٰ تمہیں یہ موقع پیش نہ آوے گا۔ تین وصف جس عورت میں ہوں اس سے کبھی اس کا شوہر ناخوش نہ ہوگا۔ جس کو سعدیؒ نے بوستان کے اس شعر میں جمع کر دیا ہے۔

زن خوب و فرماں برو پارسا   کند مرد درویش را بادشاہ

ان میں آخر کی دو صفتیں اختیاری ہیں اگر کسی عورت میں پہلی صفت نہ بھی موجود ہو تو آخری دو وصف موجود ہونے سے میاں بیوی کے تعلقات خوشگوار رہیں گے اور اگر پہلی صفت موجود ہو اور دو آخری مفقود ہوں تو ایسی عورت دنیا میں بدنام اور آخرت میں اس کے لیے سخت عذاب ہے۔ جو عورت شوہر کی فرمانبردار نہ ہو۔ یا تند مزاج ہو بات بات میں جھگڑا پیدا کرے تو اس کے لیے بھی سعدیؒ نے فرمایا ہے۔

زن بد در سرائے مرد نکو   ہم دریں عالم ست دوزخ او

اور واقعی بات بھی یہی ہے کہ جس گھر میں زن و شوئی کے تعلقات خوشگوار نہیں ہیں۔ وہ گھر مثل جہنم کے ہو جاتا ہے۔ علاوہ اس کے وہ لوگ ان پر ہنستے ہیں خود زن و شوہر کی زندگی وبال جان ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یہ کیفیت ہم نے کہیں کہیں دیکھی ہے اور جس گھر میں زن و شوئی کے تعلقات خوشگوار ہیں وہ گھر اگرچہ غربت و افلاس کا گھر ہو لیکن وہ دولت خانہ اور بادشاہی محل سے بہتر بلکہ نمونہ جنت بن جاتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کبھی شوہر کی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص کسی تنگدست کو مہلت دے اس کے لیے ہر روز صدقہ ہوگا (یعنی ہر روز صدقہ کرنے کا ثواب ہوگا)“ (بیہقی)

خفگی ایسی وجہ سے ہو جو تمہارے خیال میں واجبی نہیں ہے اور ممکن ہو کہ واقعی ایسا ہو تو اس حالت میں بھی تم نہایت تحمل اور وقار سے برداشت کر و حتی کہ تمہاری زبان سے تو کیا کسی اشارے یا ادا سے بھی بات نہ معلوم ہو کہ غصہ بجا ہے تمہارا تحمل آخر کار خود اس کو آگاہ کر دے گا کہ یہ غصہ ناواجب تھا اور اس کا انجام بہت اچھا اور تم پر وفور مہربانی کا سبب ہوگا۔ جبکہ اس برتاؤ سے دشمن بھی دوست ہو جاتا ہے تو شوہر تو شوہر ہی ہے۔

عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں۔ یہ عادت بہت بری ہے۔ شوہر یا خسر کی جانب سے جو کھانے پینے کو ملے اس کو شکر کے ساتھ قبول کرنا چاہئے۔ اور گو کتنا ہی قلیل ہو اس پر بھی شکر واجب ہے۔ لاکھوں ایسے ہوں گے جن کو نہ تم جیسا کھانے کو اور نہ تم جیسا پہننے کو ملتا ہوگا۔ اور نہ تم جیسا آرام ہوگا۔ کھانے پہننے میں، دولت مندی میں ہرگز کسی کی حرص مت کرو۔

خوشدامن کا ادب ہر امر میں مثل اپنی والدہ مشفقہ کے کرو۔ اور ہر حال میں ان کی رضامندی کو مقدم سمجھو۔ خواہ تم کو تکلیف ہو یا راحت۔ مگر ان کے خلاف مرضی ایک قدم مت چلو۔ زبان سے کوئی ایسا لفظ مت نکالو۔ جس سے ان کو کلفت ہو۔ ان سے جب بات کرو اور خطاب کرو تو ایسے الفاظ سے خطاب مت کرو کہ جیسے اپنی برابر والیوں سے خطاب کرتی ہو۔ بلکہ ان الفاظ سے خطاب کرو جو بزرگوں کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے آداب شوہر میں اس کا بیان کر دیا ہے۔ اگر خوشدامن تم کو کسی امر میں تنبیہ کریں تو ان کے کہنے کو خاموشی سے سننا چاہیئے۔ اگر بالفرض ناگوار اور تلخ بھی کہیں جس کی امید نہیں ہے تب بھی اس کو شربت خوشگوار گھونٹ کی طرح پی جاؤ اور ہرگز درشتی سے جواب نہ دو اور ان کی خدمت مثل اپنی والدہ کے کرو۔ اگر کسی کام کو دوسرے کو کہیں تو تم اس کو اپنی طرف سے انجام دو خسر کی تعظیم اور احترام مثل اپنے والد مہربان کے کرو۔ اور جس طرح خوشدامن کے ساتھ کلام کرنے میں ادب کا بیان ہم نے کیا ہے۔ یہاں بھی اسی طرح لحاظ رکھو۔ مثلاً اگر کوئی تم سے دریافت کرے کہ وہ کہاں گئے ہیں تو تم اس کے جواب میں کہو کہ فلاں جگہ تشریف لے گئے ہیں۔ اگر کوئی پوچھے کہ فلاں امر کی نسبت انہوں نے کیا کہا ہے۔ تو تم جواب میں کہو کہ ایسا فرمایا ہے۔ ان کو آرام پہنچانے اور خدمت کرنے میں جہاں تک ممکن ہو سعی کرو کسی تقریب میں جانا ہو یا کسی عزیز سے ملنے جانا تو اپنے خسر و شوہر سے اجازت لو اور اگر وہ موجود نہ ہوں تو اپنی خوش دامن سے اجازت چاہو۔ اگر اجازت دیں تو جاؤ ورنہ مت جاؤ۔

بعد حسن معاشرت مردمان خانہ کے جس کا اوپر ذکر ہوا گھر کی بہبودی اور اسکی رونق کے لیے ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ انتظام خانہ داری اگر عمدہ طور سے ہے تو باوجود قلت معاش کے بھی گھر پر رونق معلوم ہوتی ہے۔ اور اس گھر پر ناداری معلوم نہیں ہوتی۔ اور اگر یہ انتظام درست نہیں ہے تو باوجود دولت مندی کے بھی گھر پر نکبت اور نحوست برستی ہے۔ ہم نے بچشم خود بعض دولتمند گھروں کو دیکھا ہے کہ انتظام خانہ داری کا مستورات میں سلیقہ نہ ہونے سے ان کے گھر کی حالت مفلسوں کے گھروں سے بدتر ہے۔ بہت بڑی بات اس میں اخراجات کا اندازہ اور انکے مواقع کا لحاظ رکھنا ہے۔ اخراجات میں اعتدال اور ان کا حسب موقع استعمال کرنا چاہئے۔ اعتدال سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ آمدنی کے لحاظ سے خرچ زیادہ نہ ہو اور نہ اس قدر کم کہ کنجوسی کی نوبت پہنچے۔

اصلی انسانی زیور

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی اماں جان سے
آپ زیور کی کریں تعریف مجھ انجان سے
کون سے زیور ہیں اچھے یہ جتا دیجئے مجھے
اور جو بد زیب ہیں وہ بھی بتا دیجئے مجھے
یوں کہا ماں نے محبت سے کہ اے بیٹی میری
گوش دل سے بات سن لو زیوروں کی تم ذری
تم کو لازم ہے کرو مرغوب ایسے زیورات
دین و دنیا کی بھلائی جس سے اے جاں آئے ہاتھ
بالیاں ہو ں کان میں اے جان گوش ہوش کی
اور نصیحت لاکھ تیرے جھومکوں میں ہو بھری
کان کے پتے دیا کرتے ہیں کانوں کو عذاب
کان میں رکھو نصیحت دیں جو اوراق کتاب
اور زیور گر گلے کے کچھ تجھے درکار ہوں
نیکیاں پیاری مری تیرے گلے کا ہار ہوں
قوت بازو کا حاصل تجھ کو بازو بند ہو
کامیابی سے سدا تو خرم و خرسند ہو
ہاتھ کے زیور سے پیاری دستکاری خوب ہے
دستکاری وہ ہنر ہے سب کو جو مرغوب ہے
سیم و زر کا پاؤں میں زیور نہ ہو تو ڈر نہیں
راستی سے پاؤں پھسلے گر نہ میری جاں کہیں

☆☆☆☆

باب ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چند دینی باتیں

ایمان واسلام کا بیان

پس ہم ان امور کو بیان کرتے ہیں جو ہمارے دین میں آنے والے پر واجب ہیں جب کوئی اسلام میں داخل ہونا چاہے تو سب سے پہلے کلمہ شہادت پڑھے یعنی: لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

زبان سے کہے اور دین اسلام کے سوا دوسرے تمام مذہبوں سے بیزار ہو اور دل میں یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ یگانہ ہے جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ چونکہ سچا دین خدا کے نزدیک اسلام ہے لہٰذا اللہ جل شانہٗ نے فرمایا: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ

تحقیق دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے اور ارشاد کیا ہے:

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ

جو آدمی اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو چاہے گا۔ وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ پس جب کسی نے کلمہ شہادت پڑھ لیا اور دل سے یقین کر لیا تو وہ اسلام میں داخل ہو گیا اور اسکا قتل کرنا اور اس کی اولاد کو قید کرنا اور اس سے مال کو لوٹ لینا حرام ہو گیا اور خدا کے حقوق میں اس نے جو کوتاہی پہلے کی ہے وہ معاف کی جائے گی جیسا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ

”اے پیغمبر کافروں کو کہہ دے کہ کفر سے باز رہیں جو تقصیر وہ پہلے کر چکے ہیں وہ ان کو بخش دی جائے گی“

اور جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

میں کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے امر کیا گیا ہوں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں۔ پس جب انہوں نے کلمہ توحید پڑھا مجھ سے اپنا خون اور اپنے مال کو بچا لیا۔ سوا ان واجبی حقوق کے جو ان پر عائد ہوتے ہیں۔ اور حساب ان کا اللہ تعالیٰ لے گا۔ اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْاِسْلَامُ یَهْدِمُ مَا قَبْلَهٗ

اسلام اس کے پہلے گناہوں کو دور کر دیتا ہے پس اس پر اسلام کے لیے غسل واجب ہوتا ہے جیسا کہ یہ روایت کی گئی ہے کہ تحقیق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ ابن اثال اور قیس ابن اصم کو فرمایا کہ جس وقت اسلام لائیں غسل کریں اور ایک اور روایت میں آیا ہے کہ اپنے سے کفر کے بالوں کو دور کر اور غسل کر۔ اس کے بعد اس پر نماز واجب ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ایمان قول اور عمل ہے۔ کیونکہ قول دعویٰ ہے اور عمل اسکا گواہ ہے اور قول صورت ہے اور عمل اس کی روح ہے۔

معجزات وکرامات برحق ہیں:

اور اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ نبیوں کے معجزے اور ولیوں کی کرامتیں حق ہیں اور اس پر بھی سب متفق ہیں کہ گرانی اور ارزانی بھی خداوند کریم کی طرف سے ہے۔ نہ مخلوق میں سے کسی کی طرف سے نہ کسی بادشاہ اور نہ حاکم کے اختیار میں ہے اور نہ کسی ستارے کی تاثیر کو اس میں کچھ دخل ہے جیسا کہ فرقہ قدریہ اور نجومی کہتے ہیں۔

بدعتی سے نفرت:

ہر ایک مومن کو سنت اور جماعت کی پیروی کرنی چاہئے۔ پس سنت اس طریقہ کو کہتے ہیں جس پر رسول اللہ چلے اور جماعت وہ بات ہے جس پر چاروں خلفاء صحابہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اتفاق کیا ہے۔ اور یہ لوگ سیدھا راستہ دکھلانے والے ہیں کیونکہ ان کو سیدھا راستہ دکھلایا گیا ہے ان سب پر خداوند کریم کی رحمت ہو اور مناسب یہ ہے کہ اہل بدعت کے ساتھ مباحثہ میں میل جول نہ کیا جاوے اور نہ ان کو سلام کہے کیونکہ ہمارے امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص اہل بدعت کو سلام کرتا ہے گویا وہ ان سے دوستی رکھتا ہے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم آپس میں سلام پھیلاؤ تا کہ تمہارے درمیان محبت بڑھے اور بدعتوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ اور نہ ہی ان کے قریب جاؤ اور نہ ہی ان کے کسی خوشی کے وقت یا ان کی عید کے دن ان کو مبارک باد کہو اور اگر یہ لوگ مر جائیں تو ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو اور اگر کہیں ان کا ذکر ہو تو ان کے حق میں رحمت کے کلمات نہ کہے جائیں۔ بلکہ ان لوگوں سے دور رہیں اور ان سے دشمنی رکھیں اور یہ دشمنی خداوند تعالیٰ کے واسطے ہو اور اس اعتقاد سے ہو کہ اہل بدعت کا مذہب جھوٹا ہے اور ان کی دشمنی سے ہم کو بڑا ثواب اور بہت اجر ملے گا۔

بدعتی پر لعنت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعتی پر لعنت کی ہے اور فرمایا ہے کہ جو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے جسم کے کسی حصہ سے صدقہ کیا اس کو اتنا دیا جائے گا (الجامع)

آدمی دین میں کوئی نئی بات پیدا کرے یا بدعتی کو اپنے ہاں پناہ دے اس پر خداوند تعالیٰ اور اسکے سب فرشتوں اور سب آدمیوں کی لعنت نازل ہوتی ہے۔ اور اسکے صرف و عدل کو خداوند تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔ اور صرف سے فرض مراد ہے اور عدل سے مراد نفل ہے۔ ابوایوب سجستانی روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی آدمی کسی کو سنت نبوی کی خبر دے اور وہ آگے سے جواب دے کہ آپ اس سنت کو اپنے پاس رہنے دیں اور مجھ کو اس سے اطلاع دیجئے کہ قرآن میں کیا حکم دیا گیا ہے۔ تو اس صورت میں وہ آدمی گمراہ ہے۔

جن صفات کو خدا تعالیٰ کا وصف نہیں بنایا جا سکتا وہ صفتیں یہ ہیں:

نادانی، شک، تردد، غلبہ ظن، سہو، نسیان، اونگھ، بیماری، نیند، غفلت، عجز، موت، بہراپن، گونگاپن، شہوت، نفرت، خواہش، غصہ، غم، افسوس، غمگینی، حسرت، لذت، رنج، نفع، ضرر، آرزو، قصد، جھوٹ اور یہ بھی روا نہیں ہے کہ خداوند تعالیٰ کا نام ایمان رکھا جائے۔ اس کے خلاف فرقہ سالیہ کہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کا نام ایمان رکھنا کلام الٰہی سے روا ہے۔

جن صفتوں سے خداوند تعالیٰ کو موصوف کرنا روا ہے:

وہ یہ ہیں خوش ہونا، ہنسنا، غصے ہونا، خفا ہونا، راضی ہونا وہ موجود ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے (خدا تعالیٰ کو اس نے اپنے پاس پایا) اور یہ وصف بھی جائز ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی شے ہے۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ شہادت دینے والی چیزوں سے کونسی شے زیادہ بزرگ ہے۔ کہہ تو خداوند تعالیٰ خداوند کریم کو نفس اور ذات اور عین کہنا بھی جائز ہے مگر آدمی کے اعضاؤں کے ساتھ اس کو تشبیہ نہ دی جائے۔

گمراہ فرقوں کے بیان میں:

کثیر بن عبداللہ بن عمر بن عوف اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ البتہ تم پہلے لوگوں کی راہ پر ان کے قدم بقدم چلو گے اور اگر وہ ایک ہاتھ چلے ہیں تو تم بھی ایک ہاتھ چلو گے۔ اور وہ ایک گز چلے ہیں تو تم بھی ایک ہی گز چلو گے۔ اور اگر وہ سوسما کی مانند بلوں میں گھسے ہیں تو تم بھی ان ہی کی مانند ہی بلوں میں گھسو گے۔ خبردار تمہارا حال وہی ہوگا جو بنی اسرائیل کا ہوا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جدا ہو کر اکہتر فرقوں میں ہو گئے اور یہ سب گمراہ تھے۔ صرف ایک گروہ اسلام پر باقی رہا تھا اور وہ ایک جماعت تھی۔ اور اسی طرح بنی اسرائیل کے بہتر گروہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے الگ ہو گئے اور وہ بھی سب گمراہ ہو گئے مگر ان میں بھی صرف ایک فرقہ سیدھے راستے پر رہا اور وہ بھی ایک جماعت تھی۔ پس تم بھی تہتر گروہ ہو جاؤ گے اور یہ سب گمراہ ہوں گے مگر ان سب میں صرف ایک ہی فرقہ اسلام پر رہے گا۔

۷۳ فرقے فقط ایک جنتی:

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بنی اسرائیل کے اکہتر فرقے ہو گئے اور ان میں سے ایک کے سوا باقی سب دوزخی ہیں۔ اور قریب ہے کہ میری امت کے تہتر گروہ ہو جائیں گے اور ان میں سے ایک گروہ کے علاوہ باقی سب آگ میں جلیں گے۔ اصحابوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جو ایک گروہ بہشتی ہے اس کی کیا صفت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس طریق پر ہوگا جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں اور جس تفرقہ کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ نہ تو آپ کے زمانہ میں ہوا اور نہ حضرت ابوبکر عثمان و علی کے زمانے میں ہوا۔ بلکہ یہ اختلاف اصحابوں اور تابعین کے وفات پا جانے کے کئی سال بعد ہوا ہے۔

فضیلت حجاز مقدس:

کثیر بن عبداللہ بن عوف اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ البتہ حجاز میں دین واپس آئے گا جیسا کہ سانپ اپنے سوراخ میں گھستا ہے اور البتہ حجاز میں اکثر لوگ دین کی اس طرح تلاش کریں گے جیسا کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا کر ہرنوں کو تلاش کرتے ہیں۔ البتہ دین غریب ظاہر ہوا اور پھر بہت جلد پھر غریب ہو جائے گا اور غریبوں کے لئے یہ خوشخبری ہے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ غریب لوگ کون ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد دین کو لوگ خراب کر دیں گے اور جو خراب شدہ سنتوں کو درست کریں گے وہ غریب ہی ہوں گے۔

سنت کو زندہ کرنا:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر زمانہ میں میری ایک سنت کو لوگ نیست و نابود کریں گے اور ایک بدعت کو رواج دیا کریں گے۔ اور حارث رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فتنوں کا ذکر کیا جو آخر زمانہ میں پیدا ہوں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس فتنہ سے کیونکر خلاصی ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کتاب اللہ سے کیونکہ وہ حکمت اور دین اور دنیا کی اصلاح پر شامل ہے اور وہ ایسی سیدھی راہ ہے کہ جو اس پر چلے گا وہ لوگوں کے بہکانے سے بہک نہیں سکے گا۔ اور جب جنوں کی قوم نے اس کو سنا تو انہوں نے بھی کہا کہ ہم نے قرآن کو سنا ہے اور وہ تعجب میں لاتا ہے۔ جس

نے اس کلام سے کہا ہے اس نے سچ کہا ہے اور جس نے اس کے ساتھ حکم کیا ہے اس نے انصاف کیا ہے اور عبدالرحمٰن بن عمرؓ عرباض بن ساریہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی اور بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت کی وہ ایسی مؤثر اور رقت آمیز تھی کہ ہمارے آنسو نکل پڑے اور اس سے دلوں میں خوف بھر گیا اور سوز اور گداز پیدا ہوا۔ اس وقت ہم نے عرض کی کہ اے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نصیحت ایسی معلوم ہوتی ہے گویا کہ رخصت اور وداع کرنیوالی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب دیا کہ میں تم کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ پرہیز گاری اختیار کرو اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو۔ خواہ وہ حاکم حبشی غلام ہی ہو۔ جو آدمی میرے بعد زندہ رہے گا وہ میرے پیچھے دین میں بہت اختلاف دیکھے گا۔ اور تم کو مناسب ہے کہ میری سنت پر قائم رہو۔ اور خلفائے راشدین کی سنت پر جو میرے بعد سیدھا راستہ دکھانے والے ہیں۔ اور اس کو اپنے دانتوں سے مضبوط پکڑو اور میرے دین میں کوئی نئی بات پیدا نہ کرو۔ اس سے پرہیز رکھو۔ یہ بدعت ہے اور کوئی بدعت ہو اس کا اختیار کرنا گمراہی ہے اور ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی اس کی پیروی کرے گا۔ جو لوگوں کو سیدھے راستے پر چلاتا ہے تو پیروی کرنے والے کو ہی ثواب اور اجر ملے گا جو سیدھے راستے پر چلانے والے کو ملے گا۔ اور اس کے اجر سے کچھ کم نہیں ہوگا۔ اور جو آدمی اس کی پیروی کرے گا جو لوگوں کو گمراہی کی طرف بلاتا ہے تو اس کو بھی ویسی ہی سزا دی جائے گی جیسی کہ گناہوں کی طرف بلانے والے کو ملے گی اور اس کے گناہوں میں بھی کچھ کمی نہیں ہوگی۔

وحدت اسلامی

قتل مومن کا وبال اور عذاب:

سورہ نساء میں فرمایا:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا.

اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے۔ ہمیشہ اس میں رہنا ہوگا۔ اس پر اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہوگی۔ اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار فرمایا ہے۔

آیت بالا میں مومن کو قتل کرنے والے کے لئے جن باتوں کا ذکر ہے۔ ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ قاتل دوزخ میں داخل ہوگا۔ اور اس میں ہمیشہ رہے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اس پر غصہ ہوگا تیسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہوگی۔ اور چوتھی بات یہ ہے کہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے بڑا عذاب تیار فرمایا ہے۔

قرآن مجید میں جگہ جگہ قتل نفس سے منع فرمایا۔ سورۂ انعام میں فرمایا:

لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ.

اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے۔ اس کو قتل مت کرو۔ ہاں مگر حق کے ساتھ اللہ نے اس کا تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ سات گناہ کونسے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ یہ ہیں (۱) اللہ کے ساتھ شریک بنانا (۲) جادو کرنا (۳) کسی جان کو قتل کرنا۔ جس کا قتل اللہ نے حرام کیا ہو ہاں اگر حق کے ساتھ قتل ہو تو یہ درست ہے۔ مثلاً یہ کہ اس نے کسی کو قتل کیا ہو تو قصاص میں حکم شرعی کے مطابق قتل کیا جائیگا۔ (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) میدان جہاد سے پشت پھیر کر چل دینا (۷) پاک دامن باایمان عورتوں کو تہمت لگانا جن کو برائی کا دھیان تک نہیں۔

آیت اور حدیث میں یہ جو لفظ الا بالحق فرمایا ہے کہ (مسلمان کو قتل نہ کرو مگر حق کے ساتھ) اس کی تشریح ایک حدیث میں وارد ہوئی ہے اور وہ اس طرح سے ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے اندر کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ہے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دیتا ہو مگر تین شخصوں کا اول وہ شخص جو اسلام چھوڑ دے (یعنی مرتد ہو جائے اسلام کے بعد کفر اختیار کر لے) جماعت مسلمان سے جدا ہو جائے۔ دوسرا وہ شخص جس نے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کیا ہو۔ (اس کو رجم کیا جائے یعنی پتھروں سے مار دیا جائے گا) تیسرا وہ شخص جو کسی کو قتل کر دے اس کے بدلے اسکو قتل کر دیا جائے گا“۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: لَزَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ (مشکوۃ المصابیح ص ۳۰۰)

ساری دنیا کا ختم ہو جانا ایک مسلمان آدمی کے قتل کے مقابل میں اللہ کے نزدیک معمولی چیز ہے (رواہ ابن ماجہ)

جس شخص نے کسی مومن کے قتل پر آدھے کلمے سے بھی مدد کی تو قیامت کے دن اللہ سے وہ اس حال میں ملاقات کرے گا۔ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کہ یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعلیٰ ترین صدقہ یہ ہے کہ ایک مسلمان علم سیکھے اور دوسرے مسلمان کو سکھائے (سنن ابن ماجہ)

اِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَاَمْوَالَکُمْ حَرَامٌ عَلَیْکُمْ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِ کُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِ کُمْ هٰذَا. (مشکوٰۃ المصابیح ۲۲۵)

"بلاشبہ تمہارے خون اور تمہارے مال آپس میں ایک دوسرے پر حرام ہیں جیسا کہ آج کے دن کی بے حرمتی تمہارے اس مہینہ میں اس شہر میں حرام ہے"۔

عنقریب تم اپنے رب سے ملاقات کرو گے سو وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں دریافت کرے گا۔ پھر فرمایا کہ خبردار میرے بعد تم گمراہ مت ہو جانا کہ آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مارا کرو۔

اور ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔

لَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِیْ کُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

"کہ تم ہرگز میرے بعد کافر مت ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارا کرو"۔ (مشکوٰۃ المصابیح ۳۰۷)

کسی مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا یُشِیْرُ اَحَدُکُمْ عَلٰی اَخِیْهِ بِا لسِّلَاحِ فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ لَعَلَّ الشَّیْطَانُ یَنْزِعُ فِیْ یَدِهٖ فَیَقَعُ فِیْ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ (رواہ البخاری ومسلم)

تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی پر ہتھیار سے اشارہ نہ کرے اسے نہیں معلوم کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ سے نکال دے۔ (جو مسلمان بھائی کے قتل کا سبب بن جائے) پھر اشارہ کرنے والا دوزخ کے گڑھے میں گر پڑے۔

مسلمان پر ہتھیار اٹھانا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا (رواہ البخاری وزاد مسلم)

مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا (مشکوٰۃ المصابیح ۳۰۵)

"جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھالے وہ ہم میں سے نہیں اور جو شخص ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں"۔

ایک مسلمان کے قتل کی سزا

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ اَنَّ اَهْلَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اشْتَرَکُوْا فِیْ دَمِ مُؤْمِنٍ لَاَکَبَّهُمُ اللّٰهُ فِی النَّارِ (رواہ الترمذی) (المشکوٰۃ ص ۳۰۰)

"کہ آسمان و زمین والے سب اگر کسی مومن کے قتل میں شریک ہو جائیں تو اللہ ان سب کو اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دے گا"۔

قتل کرنے والا دوزخ میں:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "قاتل اور مقتول دونوں کو قیامت کے دن لایا جائے گا مقتول عرض کرے گا کہ اے رب اس سے پوچھئے کہ اس نے مجھے قتل کیوں کیا۔ قاتل کہے گا اے رب مجھے فلاں شخص نے حکم دیا تھا۔ پھر قتل کرنے والے اور قتل کا حکم دینے والے دونوں کے ہاتھ پکڑ کر دونوں دوزخ میں پھینک دیئے جائیں گے"

قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں:

فتنوں کے زمانہ میں قتل کی بھرمار کا یہ عالم ہو جاتا ہے کہ عصبیت کی بنیاد پر ہر فریق کا ہر شخص دوسرے فریق کے ہر شخص کو قتل کرنے کے لئے فکر مند رہتا ہے اور جہاں جس کو موقع ملتا ہے۔ وہیں قتل کر دیتا ہے۔ اس قتل کی اندھیر نگری میں قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں چلے جاتے ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الفتن ص ۴۹۸)

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب دو مسلمان اپنی تلوار لے کر ایک دوسرے کے مقابلے میں آجائیں سو وہ دونوں دوزخی ہیں۔ کسی نے عرض کیا کہ قاتل کا دوزخی ہونا سمجھ میں آتا ہے مقتول کیوں دوزخ میں گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس لئے کہ وہ بھی دوسرے شخص کے قتل کا ارادہ کر چکا تھا۔

مطلب یہ ہوا کہ قتل کے ارادے سے تو دونوں نکلے تھے۔ اپنی نیت کی وجہ سے وہ دونوں دوزخ میں گئے یہ اور بات ہے کہ ایک کو موقع مل گیا اس نے قتل کر دیا۔ دوسرے کا داؤ نہ چلا وہ مقتول ہو گیا۔ جو شخص قتل ہوا وہ اپنی نیت کی وجہ سے دوزخ میں گیا کیونکہ وہ بھی جاہلانہ جذبات اور تعصبات کی وجہ سے قتل کرنے کے لئے نکلا تھا۔ اللہ کی رضا کے لئے جنگ کرنا اس کا مقصد نہ تھا۔

تعصب کے بارے میں ارشادات نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

عصبیت کے بارے میں رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَیْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰی عَصَبِیَّةٍ وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ قَتَلَ عَصَبِیَّةً لَیْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰی عَصَبِیَّةٍ. (رواہ ابوداؤد)

وہ شخص ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی دعوت دے اور وہ شخص ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی بنیاد پر جنگ کرے اور وہ شخص ہم میں سے نہیں جو عصبیت پر مر جائے۔

یہ عصبیت اسلام کے مزاج کے بالکل خلاف ہے۔ (رواہ مسلم کمافی المشکوٰۃ ص ۳۱۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص امام المسلمین کی فرمانبرداری سے نکل گیا۔ اور جماعت سے علیحدہ ہو گیا پھر مر گیا تو جاہلیت والی موت مرا۔

اور جو شخص ایسے جھنڈے کے نیچے جنگ کرے جس میں حق اور ناحق کا پتہ نہ ہو جو تعصب کی وجہ سے غصہ ہوتا ہو اور تعصب کی دہائی دیتا ہو اور تعصب کی وجہ سے مدد کرتا ہو پھر وہ قتل ہو گیا تو اس کا یہ قتل ہونا جاہلیت کے طریقے پر قتل ہونا ہے۔ اور جو شخص میری امت پر تلوار لے کر نکلا جو نیک اور بد کو مارتا چلا جاتا ہے اور مومن کے قتل سے پرہیز نہیں کرتا اور جو معاہدے والے کا عہد پورا نہیں کرتا تو ایسا شخص مجھ سے نہیں ہے اور نہ میں اس سے ہوں۔

عہد اول کے مہاجرین اور انصار:

چونکہ یہ حضرات دین اسلام پر چلنے کے لئے ہجرت کر کے آئے تھے اور اسلامی جذبہ کی وجہ سے اپنے اموال اور املاک اور جائیدادوں کو بلکہ اعزہ اور اقربا کو چھوڑ کر آ گئے تھے۔ اس لئے اہل مدینہ نے ان کی بہت قدر کی اور ایسی نصرت اور مدد کی کہ حضرات مہاجرین کرام رضی اللہ عنہم نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں نے محنت اور مشقت میں تو ہمیں شریک کیا نہیں اور اپنے باغوں اور کھیتوں کی پیداوار میں ہمیں شریک کر لیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سارا ثواب یہی لے جائیں گے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر انہیں اپنی دعاؤں میں شریک رکھو اور ان کے حق میں اچھے کلمات کہتے رہو تو پھر ایسی بات نہیں ہے۔ (رواہ الترمذی کمافی المشکوٰۃ ص ۲۶۱)

محبت والفت کا نسخہ:

ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ میں جب اس پر عمل کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت فرمائے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا:

اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِيمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ. (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۴۳)

کہ تو دنیا سے بے رغبت ہو جا اللہ تجھ سے محبت فرمائے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے رغبت ہو جا تجھ سے لوگ محبت کریں گے۔

قیامت کے دن حقوق العباد کے فیصلے کس طرح ہونگے:

بہت سے لوگ نمازیں خوب پڑھتے ہیں۔ ذکر و تسبیح میں بھی مشغول ہوتے ہیں۔ مشائخ سے مرید بھی ہوتے ہیں۔ لیکن دنیا داری، زمین داری، چودھراہٹ اور سرداری کی وجہ سے لوگوں پر طرح طرح کے ظلم بھی کرتے ہیں۔ قتل کرنے کرانے سے مال چھیننے سے باز نہیں آتے۔ عصبیت کے سیلاب میں بھی بہہ جاتے ہیں۔ قیامت کے دن جو فیصلے ہوں گے اس وقت مظالم کے عوض یہ سب نیکیاں مظلوموں کو دے دی جائیں گی اس وقت جو تباہی ہوگی حدیث ذیل میں مذکور ہے اس پر توجہ دیں۔ (رواہ المسلم) (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۳۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا کیا تم جانتے ہو مفلس (غریب بے پیسے والا) کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم تو مفلس اسے سمجھتے ہیں جس کے پاس درہم نہ ہو جس کے پاس مال اور سامان نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز روزہ زکوٰۃ لے کر آئے گا اور ساتھ ہی اس حال میں آئے گا۔ کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی۔ اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال کھایا ہوگا۔ کسی کا خون بہایا ہوگا۔ اور کسی کو مارا ہوگا۔ لہٰذا اس کی نیکیاں کچھ اس کو دیدی جائیں گی۔ (اور کچھ اس کو دیدی جائیں گی) پس اگر اس کی نیکیاں لوگوں کے حقوق اداء ہونے سے پہلے ختم ہو گئیں تو ان لوگوں کے گناہ اس کے سر ڈال دئے جائیں گے پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا“۔ (رواہ مسلم کمافی المشکوٰۃ ص ۴۳۴)

سب مسلمان آپس میں شخص واحد کی طرح ہیں کسی شخص کی آنکھ میں تکلیف ہو تو اس کے سارے بدن میں تکلیف ہوگی اگر اس کے سر میں تکلیف ہو تو سارے جسم کو تکلیف ہوگی۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا

(مشکوٰۃ ص ۴۲۲ عن البخاری ومسلم)

آپس میں عمارت کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے

(رواہ المسلم کمافی مشکوٰۃ ص ۴۲۲)

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو بغیر مدد کے چھوڑے اور نہ اس کو حقیر جانے اس کے بعد تین مرتبہ اپنے سینے کی صرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہے یہاں ہے۔ (پھر فرمایا) کسی شخص کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے (مزید فرمایا) کہ مسلمان کا مسلمان پر سب کچھ حرام ہے۔ اس کا خون بھی اس کا مال بھی اس کی آبرو بھی۔

مومن کے حقوق:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ يَعُوْدُهٗ اِذَا مَرِضَ وَيَشْهَدُ اِذَا مَاتَ وَيُجِيْبُ اِذَا دَعَاهُ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِذَا لَقِيَهٗ وَيُشَمِّتُهٗ اِذَا عَطَسَ وَيَنْصَحُ لَهٗ اِذَا غَابَ اَوْ شَهِدَ. (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۹۷)

”مومن پر مومن کے چھ حق ہیں جب مریض ہو تو اس کی عیادت کرے۔ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ میں حاضر ہو۔ جب وہ دعوت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی آسودہ حال ہو۔ یا ہٹا کٹا اور کما سکنے والا ہو صدقہ میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ (رواہ البخاری ومسلم)

دے تو اسے قبول کرے جب اس سے ملاقات ہو تو سلام کرے جب اسے چھینک آئے (اور وہ الحمدللہ کہے) تو اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہے۔ اور اس کی خیرخواہی کرے غائب یا سامنے موجود ہو"۔

اس حدیث میں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر جو حقوق بتائے ہیں۔اس میں یہ بھی ہے۔

وَيَنْصَحُ لَهٗ اِذَا غَابَ اَوْ شَهِدَ

کہ مسلمان بھائی سامنے موجود ہو یا غائب ہو یا دوسرا مسلمان اس کی خیرخواہی کرے۔ ہر حالت میں مسلمان کی خیرخواہی کرنا حقوق اسلامیہ میں شامل ہے۔

لوٹ مار، غصب، چوری، خیانت کرنیوالا مومن نہیں:

حدیث: "وہ شخص ہم میں سے نہیں جو لوٹنے کا کام کرے یا (کسی کا مال) چھینے یا چھیننے کا مشورہ دے" (مجمع الزوائد ص ۲۴۷ ج ۵)

غور کریں کہ لوٹنے والے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے ہیں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ دنیا کا ہرا بھرا مال نفس کو اچھا لگتا ہے لیکن لوٹنے والا یہ نہیں سوچتا کہ رحمۃ للعٰلمین مجھے اپنی امت سے خارج فرمارہے ہیں۔

اغواء کر کے رقم وصول کرنا حرام ہے:

ڈکیتی اور لوٹ مار کی ایک یہ صورت نکلی ہے کہ کسی شخص کو یا اس کی اولاد کو یا متعلقین میں سے کسی کو اغواء کرلیا جاتا ہے اور پھر اطلاع بھیجتے ہیں کہ اتنی رقم دی جائے تو ہم چھوڑ دیں گے۔ مجبور ہو کر لوگ رقم دے دیتے ہیں اور اپنے آدمی کو چھڑا لیتے ہیں۔ یہ اغواء کرنا اور رقم لے لینا سب حرام ہے۔ اور یہ عمل حدیث: مَلْعُوْنٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا اَوْ مَكَرَبِهٖ کے ذیل میں آجاتا ہے۔

اَلَا لَا تَظْلِمُوْا اَلَا لَا يَحِلُّ مَالَ امْرَءٍ اِلَّا بِطِيْبِ نَفْسٍ مِنْهُ (مشکوۃ المصابیح ص ۲۵۵)

یعنی خبردار ظلم نہ کرو خبردار کسی شخص کا مال اس کے نفس کی خوشی کے بغیر حلال نہیں۔

ہر سمجھدار آدمی یہ جانتا ہے کہ جب کسی کو اغواء کرلیا تو اپنی جان یا اپنے بچے کی جان چھڑانے کے لئے جو رقم دے گا وہ طیب نفس سے اور اندر کی خوشی سے نہ ہوگی۔ وہ تو مصیبت میں پڑنے کی وجہ سے دے رہا ہے۔ کسی بھی طرح کے دباؤ سے کسی کا کوئی بھی پیسہ لے لیا جائے تو وہ حرام ہوتا ہے۔

مال حرام کا وبال اور عذاب:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: لَا يَكْسِبُ عَبْدٌ مَالَ حَرَامٍ فَيَتَصَدَّقُ مِنْهُ فَلَا يُقْبَلُ مِنْهُ وَيُنْفِقُ مِنْهُ فَلَا يُبَارَكُ لَهٗ فِيْهِ وَلَا يَتْرُكُهٗ خَلْفَ ظَهْرِهٖ اِلَّا كَانَ زَادَهٗ اِلَى النَّارِ (مشکوۃ المصابیح ص ۲۴۲)

جو کوئی بندہ مال حرام کما کر اس میں سے صدقہ کرے گا تو صدقہ قبول نہ ہوگا۔ اور اس میں سے خرچ کرے گا تو برکت نہ ہوگی۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ (مشکوۃ المصابیح ص ۲۴۲)

جنت میں وہ گوشت داخل نہ ہوگا جو حرام سے پلا بڑھا ہو اور ہر وہ گوشت جو حرام سے پلا بڑھا ہو دوزخ اس کی زیادہ مستحق ہے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِيَ بِالْحَرَامِ (مشکوۃ المصابیح ص ۲۴۳)

وہ جسم جنت میں داخل نہ ہوگا جس کو حرام سے غذا دی گئی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنِ اشْتَرٰى ثَوْبًا بِعَشْرَةِ دَرَاهِمَ وَفِيْهِ دِرْهَمٌ حَرَامٌ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ لَهٗ صَلٰوةً مَادَامَ عَلَيْهِ (مشکوۃ المصابیح ص ۲۴۳)

جس شخص نے دس درہم میں ایک کپڑا خریدا جس میں ایک درہم حرام کا تھا تو جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ایک نماز بھی قبول نہ فرمائے گا۔

رشوت لینا اور دینا دلانا باعث لعنت ہے:

رشوت لینے دینے کا رواج بھی بہت زیادہ ہوگیا ہے۔ مسلمان، مسلمان کا کام بغیر رشوت کے نہیں کرتا۔ رشوت کا مال حرام بھی ہے اور اس میں مسلمان کو ضرر دینے کا پہلو بھی ہے اور باعث لعنت بھی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور لینے والے پر لعنت کی۔ اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ان کے درمیان میں آتا جاتا ہے یعنی واسطہ بنتا ہے اس پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۳۲۶)

سورۂ اعراف میں فرمایا: "اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا"۔

اسلامی قوانین پر عمل کریں۔ ایمان وتقویٰ کی زندگی گذاریں تو حسب وعدہ خداوندآسمان وزمین کی برکتیں بھرپور طریقے پر سامنے آجائیں لیکن لوگوں کا یہ حال ہے کہ مسلمانی کا دعویٰ کرتے ہیں اور اسلامی نظام کے نافذ کرنے میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں اور اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ حدود وقصاص کو ظالمانہ بتاتے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ ہم احکام قرآنیہ کو ظالم بتا کر کافر ہوگئے۔ کہ اللہ کی حدود میں سے کسی حد کو قائم کرنا اللہ کے شہر میں چالیس رات بارش ہونے سے بہتر ہے۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۳۱۳)

دشمنانِ اسلام جب سے صلیبی جنگوں میں شکست کھا چکے ہیں اس وقت سے انہوں نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے اور آپس میں لڑانے کا منصوبہ بنایا ہے اور جو جہاد کافروں سے ہوتا تھا اس کا رخ موڑ کر مسلمانوں میں آپس کی مارکاٹ اور سر پھٹول کی طرف موڑ دیا۔ اور اب وہ اطمینان سے اپنی اپنی حکومتیں لیے بیٹھے ہیں۔ انہیں اس کی بہت خوشی ہے کہ مسلمانوں نے شرعی جہاد چھوڑ دیا ہے۔

غیر شرعی فیصلے کرنے کی وبا:

غیر شرعی فیصلے کرنا اور غیر شرعی فیصلے کروانا۔ اے ایمان والو اللہ کے لیے (احکام) کی پوری پابندی کرنے والے، انصاف کی شہادت ادا کرنے والے ہو جاؤ۔ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس کام پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو وہ قریب تر ہے تقویٰ سے اور اللہ سے ڈرو بلاشبہ اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔

اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم رہنے والے اللہ کے لیے گواہی دینے والے ہو جاؤ اگرچہ گواہی تمہاری اپنی ذات پر یا والدین پر یا دوسرے رشتہ داروں پر ہو اگر وہ شخص امیر ہے یا غریب ہے۔ جس کے لیے گواہی دے رہے ہو تو اللہ تعالیٰ کو ان سے زیادہ تعلق ہے۔ (وہ ان کی مصلحت دیکھتا ہے تم کسی کی رعایت کر کے حق کے خلاف گواہی نہ دو۔ نہ امیر کی امیری دیکھو نہ غریب کی غریبی اور اگر تم کج بیانی کرو گے یا شہادت سے اعراض کرو گے تو (سمجھ لو) کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔

حکومتوں کے عہدے آخرت میں ندامت ورسوائی کا سبب ہوں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْاَمَارَةِ وَسَتَكُوْنُ نِدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَ بِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ (رواہ البخاری کمافی المشکوٰۃ ص ۳۲۰)

بلاشبہ تم امیر بننے کی حرص کرو گے اور یہ امارت قیامت کے دن ندامت ہوگی کیونکہ دودھ پلانے والی اچھی لگتی ہے اور دودھ چھڑانے والی بری معلوم ہوتی ہے۔

جو شخص عہدے کا طلبگار ہو اسے عہدہ دینا جائز نہیں ہے:

جو لوگ حکومتیں حاصل کرنے کے لیے امیدوار بنتے ہیں ان کو تو حکومت دینا جائز ہی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَنَا وَاللّٰهِ لَا نُوَلِّيْ عَلٰى هٰذَا الْعَمَلِ اَحَدًا سَاَلَهٗ وَلَا اَحَدًا اَحْرَصَ عَلَيْهِ (رواہ البخاری کمافی المشکوٰۃ ص ۳۲۰)

اللہ کی قسم ہم اپنے اس عمل کو (یعنی حکومت کے کاموں کو) کسی ایسے شخص کو نہ سونپیں گے جو اس عہدہ کو مانگے یا عہدہ کا حرص کرے۔

(رواہ احمد کمافی المشکوٰۃ ص ۳۲۲)

جو بھی کوئی شخص دس افراد یا اس سے زیادہ کا امیر بنا، قیامت کے دن اللہ کا حکم اس کے پاس اس حال میں آئے گا کہ اس کا ہاتھ اس کی گردن میں بندھا ہوا ہوگا۔ اس کی نیکی یا تو اسے چھڑا لے گی یا اس کا گناہ اس کو ہلاک کر دے گا۔ امارت اول میں ملامت ہے درمیان میں ندامت ہے اور قیامت کے دن رسوائی ہے۔ (رواہ مسلم کمافی المشکوٰۃ ص ۳۲۲)

حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن ہر دھوکہ دینے والے کے لیے ایک جھنڈا ہوگا اس کے پاخانہ کے مقام پر نصب کیا جائے گا۔ وہ اس کے دھوکے کے بقدر بلند کیا جائے گا۔ (پھر فرمایا) کہ خبردار جو شخص عوام کا امیر ہو اس کے غدر یعنی دھوکے سے بڑھ کر کسی کا غدر نہیں۔

فیصلوں میں ظلم کرنا جہالت کے ساتھ فیصلے دینا:

حکومت کے سپرد کردہ کاموں میں قاضی اور حاکم کا عہدہ بھی بہت سے لوگ خوشی خوشی جج اور مجسٹریٹ بن جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں ایک حدیث نقل کی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۲۴ از ابوداؤد وابن ماجہ)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فیصلہ کرنے والے تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک جنت میں ہوگا اور دو دوزخ میں ہوں گے۔ پس جو جنت میں ہوگا وہ شخص ہوگا جس نے حق کو پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا اور (ان میں سے) ایک وہ ہے جس نے حق کو پہچانا اور ظلم کا فیصلہ کیا سو یہ شخص دوزخ میں ہوگا اور (ان میں سے) ایک وہ ہے جو جہالت کے ساتھ لوگوں کے درمیان فیصلے کرتا ہے (اس کو حق اور ناحق کا کچھ پتہ نہیں) سو یہ (بھی) دوزخ میں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ شانہٗ سب کو سمجھ دے اور راہ مستقیم پر چلائے۔

قبروں کو مسجد بنانے کی ممانعت:

حضرت جندب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ کہ دیکھو تم سے پہلے لوگ اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا کرتے تھے۔ خبردار تم قبروں کو مسجدیں نہ بنانا میں تمہیں اس بات سے روکتا ہوں۔

حضرت ابو مرثد غنوی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قبروں پر بیٹھو اور نہ ان کی طرف نماز پڑھو۔

ضرورت سے زیادہ قبر اونچی نہ کی جائے:

حضرت ابو ہیاج اسدی کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس پر نہ بھیجوں جس کام پر مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا کہ تم ہر مورت کو مٹائے بغیر ہر قبر کو برابر کیے بغیر نہ چھوڑو۔ (مسلم)

قبروں پر گنبد بنانے کی ممانعت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پکا بنانے سے ان پر گنبد بنانے سے اور ان پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔(مسلم)

گانے کی آواز سن کر کانوں میں انگلیاں دینا:

نافع کا بیان ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک رستے پر جا رہا تھا آپ نے گانے کی آواز سن کر کانوں میں انگلیاں دے لیں اور راستہ سے دوسری جانب دور ہٹ گئے۔ پھر دور ہو جانے کے بعد مجھ سے کہا کہ نافع اب تو آواز نہیں آ رہی میں نے کہا نہیں۔ آخر کانوں سے انگلیاں علیحدہ کر کے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بانسری کی آواز سن کر ایسا ہی کیا تھا (کانوں میں انگلیاں دے لی تھیں) نافع کا بیان ہے کہ اس زمانے میں میں بچہ تھا۔(مسند احمد، ابو داؤد)

جواء، ڈھول، نشہ آور چیز کی حرمت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاد رکھو کہ اللہ پاک نے شراب کو، جوئے کو، ڈھول کو حرام کیا۔ اور فرمایا جو چیز نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے۔(بیہقی در شعب الایمان)

باجوں اور بتوں کو توڑنے کا حکم:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک نے مجھے رحمۃ للعالمین اور دنیا کا رہنما بنا کر بھیجا اور میرے عزت و جلال والے رب نے حکم فرمایا کہ میں تار والے اور نے والے باجوں کو توڑوں اور بتوں کو صلیب (چلیپا) کو اور جاہلیت کی رسموں کو مٹادوں۔(مسند احمد)

آباؤ اجداد پر فخر کرنے کی ممانعت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ اپنے مردہ باپ دادے پر فخر کرتے ہیں وہ باز آ جائیں وہ جہنم کے کوئلے تھے ورنہ وہ خدا کے نزدیک گوبر کے کیڑے سے بھی زیادہ بدتر ہو جائیں گے جو اپنی ناک سے گوبر لڑھکاتا ہے، اللہ پاک نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا پر فخر کرنا دور کر دیا ہے اور اب انسان یا تو پرہیزگار مومن ہے یا بدکار فاجر ہے سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے۔(ترمذی)

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسب مال ہے اور کرم تقویٰ ہے۔(ترمذی۔ ابن ماجہ)

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے یہ نسب اس لیے نہیں ہیں کہ تم اوروں کو برا بھلا کہو تم سب نقصان میں برابر برابر ہو اور اولاد آدم ہو کسی کو کسی پر بڑائی نہیں بجز دین داری اور پرہیزگاری کے۔ انسان کی برائی کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وہ بیہودہ، زبان دراز اور بخیل نہ ہو (مسند احمد، بیہقی در شعب الایمان)

مثنوی

اب تو فضل و علم سے ہیں وہ بری
نام لیں اجداد کا پر ہر گھڑی
فخر سے کرتا ہے کوئی یوں بیاں
تھے مرے دادا جو حضرت تھے فلاں
کوئی کہتا پیر زادہ ہوں قدیم
خواجہ زادہ ہوں کوئی کہتا لئیم
قاضی زادہ کوئی کہتا آپ کو
کوئی کہتا مفتی اپنے آپ کو
مولوی صاحب بڑے مشہور عام
کوئی کہتا ہے چچا میرے کا نام
کوئی کرتا شیخ صدیقی بیان
صدق کو پر بو نہیں اس میں عیاں
کوئی فاروقی پہ ہے نازاں بشر
باطل و حق میں نہیں فارق مگر
کوئی ذی النورین پر مغرور ہے
خود حیا و حلم سے بے نور ہے
کوئی لیتا حیدر و زہرا کا نام
زہد و تقویٰ سے نہیں کچھ اس کو کام
ہے کسی کو قادری ہونے پہ خبط
گو کہ اس کو کچھ نہیں قادر سے ربط
خود معین الدین نہیں تھے بے نماز
پر معین الدین چشتی پر ہے ناز
نقشبندی پر ہے کوئی نقشبند
بند ہے ہر نقش کا پر خود پسند
ہے عوارف سے نہ کچھ عارف مگر
ناز کرتا سہروردی نام پر
نام سے ان کے فقط یہ شاد ہیں
صورت و سیرت سے گو آزاد ہیں
باپ اک جاہل کے فاضل ہو بھلا
فضل سے اسکے اسے پر کیا ملا
زشت رو سے ناز کب ہو یہ پسند
حسن بتلا دے اگر ماں کا دو چند

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کوئی اپنے بھائی یا دوست سے ملتا ہے کیا اس کے لیے جھک جائے۔ فرمایا نہیں۔ بولا اسے چمٹا لے اور بوسہ دے فرمایا نہیں بولا کیا پکڑ کر اس سے مصافحہ کرے فرمایا ہاں۔ (ترمذی)

لوگوں سے اپنی تعظیم کرانے کی ممانعت

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو یہ بات اچھی معلوم ہو کہ لوگ اس کے سامنے تصویروں کی طرح کھڑے رہیں وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لاٹھی پر ٹیک لگا کر باہر تشریف لائے۔ ہم آپ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوگئے۔ فرمایا عجمیوں کی طرح نہ کھڑے ہوا کرو کہ بعض بعض کی تعظیم حد سے زیادہ کرتے ہیں۔ (ابوداؤد)

شادی بیاہ میں سادگی باعث برکت ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑی برکت والا وہ نکاح ہے جو تکلیف میں آسان ہو۔ (بیہقی در شعب الایمان)

یعنی جس نکاح میں جسقدر کم مشقت ہوگی اتنی ہی اس میں برکت ہو گی کہ بیٹی اور بیٹے والوں کو نکاح کے اسباب جمع کرنے میں تکلیف نہ ہو اور تھوڑا مہر باندھا جائے۔ جس قدر تکلیف بڑھے گی اسی قدر برکت گھٹے گی اور جس میں تکلیف ہو اس میں نحوست ہی نحوست ہوگی۔

مہر کی تخفیف موافق سنت ہے

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر کتنا تھا۔ فرمایا ازواج مطہرات کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ (پانچ سو درہم) تھا (مسلم)

بیوہ کا جوڑا ملنے پر تاخیر نہ کرے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی رضی اللہ عنہ تین کاموں میں دیر نہ کرنا۔ وقت آنے پر نماز میں دیر نہ کرنا، جب جنازہ لے آیا گیا ہو تو جنازے کی نماز میں دیر نہ کرنا اور جب بیوہ کا جوڑا (بر) مل جائے تو اس میں دیر نہ کرنا۔ (ترمذی)

معلوم ہوا کہ جو عورت نکاح کے قابل ہو اور بیوہ ہو جائے اور کوئی اس کے جوڑ کا مرد مل جائے تو اس کے نکاح میں دیر نہ کی جائے۔ دیر کرنا بالکل اسی طرح معیوب سمجھو جس طرح جنازہ پڑا رکھنا اور نماز میں دیر کرنا معیوب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا جو عتبہ بن ابولہب کے نکاح میں تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح کرا دیا اس طرح حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحب زادی ہیں۔ پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ان کی شہادت کے بعد انہوں نے عون بن جعفر رضی اللہ عنہ سے نکاح کرلیا۔ عون کے بعد تیسرا نکاح محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ سے کرلیا۔ اور محمد رضی اللہ عنہ کے بعد چوتھا نکاح عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے کرلیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا جو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ پھر ان کی شہادت کے بعد مغیرہ بن نوفل رضی اللہ عنہ سے نکاح ثانی کیا۔

علاوہ ازیں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ تمام ازواج مطہرات بیوہ تھیں۔ جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا۔ کسی کا پہلا۔ کسی کا دوسرا اور کسی کا تیسرا شوہر مر چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں، نواسیوں اور بیٹیوں کی تو یہ حالت ہو اور ہم نکاح ثانی کو برا سمجھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشدامن ام رومان رضی اللہ عنہا پہلے عبداللہ بن مخبرہ کے نکاح میں تھیں۔ پھر نکاح ثانی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیا۔ جن سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اسی طرح اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا پہلے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے نکاح میں تھیں ان کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا جن سے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تیسرا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا یہ ان معزز سیدانیوں کا حال ہے جو شرافت کی کانیں ہیں پھر جو کوئی نکاح ثانی کو معیوب اور شرافت کے خلاف سمجھے اس کے ایمان میں نقصان ہے کیونکہ وہ خود شریف نہیں کمینہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کی عزت و شرافت نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو غیرت نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کا، نواسیوں کا، اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کی بیویوں کا یہی حال رہا کہ جب شوہر مر گیا تو انہوں نے دوسرا شوہر کرلیا، اگر خدانخواستہ نکاح ثانی بے عزتی کی بات ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کس طرح منظور فرماتے۔

میت کے غم میں جاہلانہ حرکات کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں جس نے رخساروں پر طمانچے مارے۔ گریبان پھاڑا اور جاہلیت والوں کی طرح ارمان کر کے چیخا۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس سے بیزار ہوں جو سر کے بال نوچے۔ زور زور سے روئے اور گریبان پھاڑے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا میری امت جاہلیت کی رسموں میں سے چار رسمیں نہیں چھوڑے گی اوران میں سے نوحہ کرنے کو بھی بیان کیا اور فرمایا کہ اگر نوحہ کرنے والی موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس کا پائجامہ گندھک کا اور کرتہ خارش کا ہوگا۔ (مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جنازے کے ساتھ جانے سے منع فرمایا جس کے ساتھ نوحہ کرنے والی عورت بھی ہو۔ (مسند احمد، ابن ماجہ)

طبرانی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن نوحہ کرنے والیوں کی دوزخ میں دو قطاریں ایک سیدھی جانب اور دوسری الٹی جانب کردی جائے گی پھر دوزخیوں پر کتوں کے رونے کی طرح نوحہ کریں گی۔

سادگی

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنتے نہیں؟ پرانے کپڑے پہننا سیدھی سادھی وضع میں رہنا مسلمان کی نشانی ہے۔ (ابوداؤد)

کسی صحابہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں میں سے ایک شخص اپنے باپ سے سنی ہوئی حدیث بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عجز وانکساری کی وجہ سے زینت والا کپڑا چھوڑ دیا اللہ اس کو عزت وبزرگی کا جوڑا پہنائے گا۔ (ابوداؤد)

عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ پیو، خیرات کرو اور پہنو بشرطیکہ اصراف اور غرور پیدا نہ ہو۔ (احمد، نسائی، ابن ماجہ)

عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے فضالہ بن عبید سے پوچھا کیا بات ہے تمہارے بال بکھرے ہوئے کیوں رہتے ہیں بولے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت عیش وآرام سے منع کیا ہے۔ میں نے کہا تم ننگے پاؤں کیوں رہتے ہو بولے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی جوتا پہننے کا حکم فرماتے تھے۔ (ابوداؤد)

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جب آپ نے دروازے کے دونوں بازوؤں پر ہاتھ رکھا تو گھر کے ایک کونے میں پردہ لگا ہوا دیکھا۔ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس جانے لگے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فوراً آکر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ واپس کیوں جارہے ہیں۔ فرمایا کہ نبی کی یا میری یہ شان نہیں کہ مزین گھر میں جاؤں۔ (احمد، ابن ماجہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اسی میں سے ہے۔ (مسند احمد، ابوداؤد)

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور مشرکوں کے درمیان ٹوپیوں پر پگڑیاں باندھنے سے فرق ہوتا ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودی اور عیسائی داڑھیاں نہیں رنگتے تم ان کی مخالفت کرو۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں وہی ریشم پہن سکتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے جو دو سرخ کپڑے پہنے ہوئے تھے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سلام کا جواب نہیں دیا۔ (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے ایک تصویروں والا پردہ خریدا جب اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر کھڑے رہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے کراہت محسوس کرلی میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری توبہ ہے میں نے کیا قصور کیا ہے۔ فرمایا یہ پردہ کیسا ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے اس کو اس لیے خریدا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھیں اور تکیہ بنائیں۔ فرمایا یاد رکھو یہ تصویروں والے عذاب میں مبتلا ہوں گے ان سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا۔ اسے زندہ کرو اور فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں اس گھر میں فرشتے نہیں آتے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل نے آکر کہا کہ میں کل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا لیکن دروازہ پر ایک مجسمے کی وجہ سے اور گھر میں تصویروں والے پردے کی وجہ سے داخل نہ ہوسکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرما کر تصویروں کے سراڑوا دیں تاکہ وہ درختوں جیسی رہ جائیں اور پردے کو پھاڑ کر گدے بنادیں تاکہ پاؤں کے نیچے وہ روندی جاتی رہیں اور کتے کو نکلوا دیں اور آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بن ابی علقمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حفصہ بنت عبدالرحمان رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں وہ باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو پھاڑ دیا اور موٹے کپڑے کا دوپٹہ اڑھا دیا۔ (مؤطا امام مالک)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کی مدارات کرنا بھی صدقہ میں داخل ہے۔ (الطبرانی فی الکبیر)

4

وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتار کر پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی آگ کی چنگاری کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اسے ہاتھ میں ڈال لیتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی اٹھا لو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ بولا خدا کی قسم اب میں کبھی اس کو نہیں اٹھاؤں گا جبکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھینک دیا۔ (مسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدھے ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونا لے کر فرمایا۔ کہ وہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ (ابوداؤد، مسند احمد، نسائی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک نے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں لعنت فرمائی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ایک عربی کمان تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں فارسی کمان ہے۔ فرمایا یہ کیا ہے۔ اس کو پھینک دو اور ایسی کمان یا اس جیسی کمان لیا کرو اور تیر بھی کہ اس سے اللہ پاک تمہارے دین کی مدد فرمائے گا۔ اور تمہیں ملکوں کی حکومت عطا فرمائے گا۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض اونٹ شیطانوں کے ہوتے ہیں میں نے دیکھا کہ بعض لوگ اپنے ساتھ سانڈھیاں لے کر نکلتے ہیں جن کو فربہ بنا رکھا ہے نہ خود اس پر سوار ہوتے ہیں اور جب اپنے کسی بھائی کے پاس گزرتے ہیں جو چلنے سے تھک گیا ہے تو اس کو بھی سوار نہیں کرتے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھوڑوں کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا گھوڑے تین قسم کے ہیں بعض گھوڑے انسان کے لیے گناہ کا سبب ہیں بعض گھوڑے عیبوں پر پردہ ڈالتے ہیں اور بعض گھوڑے ثواب کا باعث ہیں۔ گناہ والے گھوڑے وہ ہیں جو نام و نمود بڑائی اور مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے پالے جاتے ہیں۔ پردہ پوشی والے گھوڑے وہ ہیں جو اللہ کی راہ میں پالے جاتے ہیں اور ان کی سواری اور گردن میں اللہ کا حق بھولا نہیں جاتا کہ عاریت میں دے دیے جاتے ہیں۔ زکوٰۃ بھی نکالی جاتی ہے اور ان کے کھانے پینے کی دیکھ بھال بھی رکھی جاتی ہے اور ثواب والے گھوڑے وہ ہیں جن کو جہاد کے لیے پالا جائے۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام خرچ اللہ کی راہ میں شمار ہوتے ہیں علاوہ عمارت کے خرچ کے کیونکہ اس میں بھلائی نہیں۔ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بلند گنبد دیکھا پوچھا یہ کیا ہے۔ صحابہ بولے کہ یہ فلاں انصاری کا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے اور دل میں بات رکھی، آخر کار جب اس کا مالک آیا اور اس نے لوگوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی دفعہ سلام کرنے کے باوجود اعراض کیا اور سلام کا جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے غصہ کو تاڑ گیا۔ آخر کار اس نے اپنے ساتھیوں سے شکایت کی اور کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض دیکھتا ہوں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جا رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا گنبد دیکھا آخر کار اس شخص نے گنبد منہدم کرا کے ہموار کر دیا۔ پھر ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے آپ نے وہ گنبد نہیں دیکھا۔ پوچھا گنبد کا کیا ہوا بولے کہ اس کے مالک نے ہم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کی شکایت کی ہم نے اسے وجہ بتا دی۔ آخر کار اس نے منہدم کرا دیا۔ فرمایا یاد رکھو ہر عمارت اس کے مالک پر وبال ہے مگر جس کے بغیر چارہ ہی نہ ہو۔ (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ہیجڑا لایا گیا جس نے ہاتھ پاؤں پر مہندی لگا رکھی تھی۔ فرمایا یہ شخص کیا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بولے اس نے اپنے آپ کو عورتوں کی طرح بنایا ہے۔ آخر کار وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے بقیع کی طرف نکال دیا گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اس کو قتل نہ کر دیں۔ فرمایا مجھے نمازیوں کے قتل سے روک دیا گیا ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو زعفران لگانے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری مسلم)

حضرت یعلی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر زعفران لگا ہوا دیکھا فرمایا کہ تمہاری بیوی ہے۔ میں بولا نہیں فرمایا اسے دھو ڈالو۔ پھر دھو ڈالو۔ اور پھر مت لگانا۔ (ترمذی، نسائی)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جس کے جسم پر کچھ زعفران لگا ہوا ہو۔ (ابوداؤد)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سفر سے گھر لوٹ کر آیا میرے ہاتھ پھٹ گئے تھے۔ گھر والوں نے زعفران والی خوشبو لگا دی۔ میں نے صبح جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب نہیں اور فرمایا کہ جاؤ یہ جسم سے دھو آؤ۔ (ابوداؤد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان جس چیز سے اپنی عزت کو بچاتا ہے وہ اس کیلئے بمنزلہ صدقہ کے ہے (ابوداؤد الطیالسی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کی خوشبو ظاہر بو والی اور پوشیدہ رنگ والی ہوتی ہے اور عورتوں کی خوشبو ظاہری رنگ والی اور پوشیدہ بو والی ہوتی ہے۔

(ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکوں کی مخالفت کرو داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کم کرو۔ (بخاری مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بستر مرد کے لیے، ایک عورت کے لیے اور ایک مہمان کے لیے کافی ہے اور چوتھا شیطان کے لیے ہے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا مگر تیسرے روز کی اجازت دی۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک خوبصورت عورت باجماعت نماز پڑھا کرتی تھی۔ کسی نوجوان کی نظر پڑی تو اس پر عاشق ہو گیا۔ اس نے عورت کو ملاقات کا پیغام بھیجا وہ سمجھ گئی کہ یہ شخص فتنے میں مبتلا ہو گیا ہے۔ وہ عورت کامل الایمان تھی کہنے لگی کہ میں تجھے ملاقات کا موقع اس شرط پر دینے کو تیار ہوں کہ تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے چالیس دن تک نماز ادا کرو۔ اور یہ اس حالت میں ہو کہ تمہاری تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو۔ اس شخص نے اسے نہایت آسان کام سمجھتے ہوئے نماز باجماعت شروع کر دی ابھی بارہ روز ہی گذرے تھے کہ اس میں تبدیلی آنا شروع ہو گئی۔ جب چالیس دن مکمل ہو گئے تو اس شخص کی کایا ہی پلٹ چکی تھی۔ اب اس عورت نے پیغام بھیجا کہ تم نے شرط پوری کر دی ہے تم آکر ملاقات کر سکتے ہو۔ نوجوان نے جواب دیا کہ اب میری ملاقات اللہ تعالیٰ سے ہو چکی ہے تمہاری ملاقات کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ چالیس دن کے چلہ کا اس نوجوان پر یہ اثر ہوا کہ اس کے بعد عورت نے اس واقعہ کا ذکر اپنے خاوند سے کیا اور اس نے سارا واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سنایا آپ نے فرمایا صَدَقَ اللّٰہُ تعالیٰ اللہ تعالیٰ نے بالکل سچ فرمایا:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ اور نماز بھی ایسی جو امیر المومنین کے پیچھے ادا کی گئی ہو۔ سبحان اللہ! اس کا کیا ہی اثر ہوگا۔ بہر حال چالیس کے عدد کا یہ خاص اثر ہے۔ (معالم العرفان ص ۲۱۲)

حلال اور چور:

مولانا محمد اسحٰق صاحب اور مولانا محمد یعقوب صاحب جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو دروازے پر جوتے چھوڑ جاتے مگر باوجود اس کے کہ جوتے کا محفوظ رہنا نہایت مشکل ہے اور سینہ کے سامنے سے اور سر کے سامنے سے خاص حرم کے اندر جوتا اٹھ جاتا ہے۔ ان کا جوتا کبھی چوری نہیں ہوا۔ یہ واقعہ دیکھ کر لوگ متعجب ہوتے اور ان حضرات سے پوچھتے کہ کیا وجہ ہے کہ آپ حضرات کا جوتا چوری نہیں ہوتا وہ فرماتے کہ جب ہم جوتا اتارتے ہیں تو چور کے لیے اس کو حلال کر جاتے ہیں اور چونکہ چور کی قسمت میں حلال مال نہیں اس لیے وہ انہیں نہیں لے جا سکتا۔ یہ قصہ بیان فرما کر امیر شاہ خان صاحب نے فرمایا کہ میں نے یہ قصہ مولانا محمود حسن صاحبؒ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ اصل میں شاہ عبدالقادر صاحبؒ کی تعلیم تھی کہ جب شاہ صاحب کے زمانہ میں اکبری مسجد میں جوتے چوری ہونے لگے تو شاہ صاحب نے لوگوں سے فرمایا کہ تم اپنے جوتے چوروں کے لیے حلال کر دیا کرو پھر وہ انہیں نہیں لے جائیں گے۔ (ارواح ثلاثہ ص ۹۵)

دادرسی کا عجیب واقعہ:

ایک رات سلطان محمود غزنوی (المتوفی ۱۰۳۰ء، ۴۲۱ھ) سو رہا تھا کہ یکا یک اس کی آنکھ کھل گئی پھر لاکھ چاہا کہ دوبارہ نیند آجائے مگر نیند کوسوں دور نکل چکی تھی۔ بستر پر تڑپتا اور کروٹیں بدلتا رہا۔ جب کسی طرح آنکھ نہ لگی تو خدا ترس بادشاہ کو خیال آیا کہ شاید کوئی مظلوم فریاد لایا ہے یا کوئی فقیر بھوکا آیا ہے اس لیے نیند اچٹ گئی ہے۔ غلام کو حکم دیا "باہر جا کر دیکھو کون ہے" غلام نے باہر جا کر دیکھا تو کوئی نہ تھا۔ واپس آکر کہا "جہاں پناہ! کوئی شخص نہیں" محمود نے پھر سوچا کہ سو رہے مگر نیند نہ آئی تھی نہ آئی وہی بے چینی اور گھبراہٹ پیدا ہو گئی۔ غلاموں کو دوبارہ کہا "اچھی طرح دیکھ آؤ کون دادخواہ آیا ہے" غلام دوڑے ہوئے گئے ادھر ادھر دیکھا اور واپس آکر بولے: "حضور کوئی نہیں"۔

سلطان کو شبہ ہوا کہ شاید غلام تلاش کرنے سے جی چراتے ہیں۔ غصہ میں خود کھڑا ہوا اور تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے باہر آ گیا۔ بہت تلاش کی مگر کوئی شخص نظر نہ آیا۔ قریب ہی ایک مسجد تھی اس کے دروازہ پر آکر اندر کی طرف جھانکا تو آہستہ آہستہ کسی کے رونے کی آواز آئی۔ قریب پہنچ کر دیکھا تو ایک شخص فرش پر پڑا ہوا نظر آیا۔ اس کا منہ زمین سے لگا ہوا تھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آہیں بھر رہا تھا اور چپکے چپکے کہہ رہا تھا:

اے کہ از غم ندیدہ خواری
از غم ما کجا خبرداری
خفتہ ماندی چو بخت ماہمہ شب
تو چہ دانی زرنج بیداری

پھر کہنے لگا۔ سلطان کا دروازہ بند ہے تو کیا سبحان کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے۔ اگر محمود ولی سو رہا ہے تو حرج نہیں معبود ازلی تو جاگ رہا ہے۔

محمود یہ سن کر اس کے بالکل قریب پہنچ کر بولا۔ محمود کی شکایت کیوں

کرتا ہے وہ تو ساری رات تیری تلاش میں بے چین رہا۔ بتا تجھے کیا تکلیف ہے؟ کس نے ستایا ہے؟ کیوں اور کس غرض سے آیا ہے؟ یہ سن کر وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا اور پھوٹ پھوٹ کر روتا ہوا بولا: ''حضور! ایک درباری کے ہاتھوں ستایا ہوا ہوں مگر اس کا نام نہیں جانتا۔ اس نے میری عزت خاک میں ملا دی۔ آدھی رات کو مستی کے عالم میں میرے گھر آتا ہے اور میری شریک زندگی کی عصمت کو داغدار کرنے کی کوشش کرتا ہے اگر آپ نے اس تلوار کی آب سے اس داغ کو نہ دھویا تو کل قیامت کے دن میرا ہاتھ ہوگا اور آپ کا گریبان''۔ یہ سن کر محمود کو مذہبی غیرت اور شاہی حمیت کے جوش سے پسینہ آ گیا۔ غصہ سے کانپتی ہوئی آواز سے بولا ''بتا کیا اس وقت بھی وہ ملعون وہیں ہوگا؟'' اس شخص نے جواب دیا ''اب تو بہت رات گذر چکی ہے شاید چلا گیا ہو۔ لیکن مجھے ڈر ہے کہ وہ پھر آئے گا''۔ سلطان نے کہا ''اچھا اس وقت تو جا مگر جس روز جس وقت وہ آئے تو مجھے اطلاع کرو''۔ اس شخص نے سلطان کو دعا دی اور رخصت ہو کر چلا ہی تھا کہ سلطان نے ٹھہرنے کا حکم دیا اور پہرہ داروں سے کہا کہ: ''دیکھو یہ جس وقت آئے خواہ میں سوتا ہوں یا جاگتا ہوں فوراً اس کو مجھ تک پہنچا دو''۔

اتنا کہہ کر محمود اندر آیا اور وہ شخص اپنے گھر چلا گیا۔ تیسری رات وہ شخص شاہی محل سرا کے دروازے پر پہنچا۔ پہریداروں نے اس کی شکل دیکھتے ہی سلطان کی خدمت میں پہنچا دیا۔ سلطان جاگ رہا تھا تلوار لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ بولا چلو۔ رات کو اس شکار کرنے والی لومڑی تک مجھے لے چلو۔ یہ سن کر وہ شخص آگے ہو لیا۔ اور سلطان اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ گھر پہنچ کر اس شخص نے سلطان کو وہ جگہ بتائی جہاں وہ ظالم شخص خزانہ کا سانپ بنا ہوا سو رہا تھا۔ سلطان نے تلوار کا ایک بھرپور ہاتھ ایسا جمایا کہ تمام فرش پر انصاف کا لالہ زار کھل گیا اس کے بعد سلطان مڑا اور مظلوم صاحب خانہ کو بلا کر فرمایا۔ اب تو محمود سے خوش ہو۔ یہ کہہ کر محمود نے مصلے منگوایا اور ایک طرف بچھا کر دو رکعت شکرانہ کی نماز پڑھی۔ پھر اس شخص سے مخاطب ہو کر پوچھا: ''گھر میں کچھ کھانے کو ہو تو لاؤ''۔ اس شخص نے جواب دیا: ''ایک چیونٹی سلیمان کی کیا خاطر کر سکتی ہے۔ جو کچھ ہے حاضر کرتا ہوں'' یہ کہہ کر دستر خوان ڈھونڈھ کر سوکھی روٹی کے کچھ ٹکڑے لیے ہوئے آیا۔ اور سلطان کے سامنے رکھ دیے۔ سلطان نے اس رغبت اور شوق سے یہ ٹکڑے کھائے کہ شاید عمر بھر میں کوئی لذیذ غذا اس طرح نہ کھائی ہوگی۔ کھانے سے فارغ ہو کر سلطان نے اس شخص سے کہا معاف کرنا۔ میں نے تمہیں کھانے کے لئے تکلیف دی۔ لیکن سنو بات یہ ہے: جس روز تم ملے اور اپنا دکھڑا سنایا اس وقت میں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک اس خبیث کے سر کو اس کے شانے سے جدا کر کے تمہارا گھر پاک نہ کر دوں گا رزق کو حرام سمجھوں گا۔ پھر دو رکعت نماز میں نے شکرانہ میں پڑھی۔ جس پر تم حیران ہو رہے ہو گے۔ لیکن سنو! اس شخص کے متعلق مجھے اندیشہ تھا کہ میرے بیٹوں میں سے کوئی ہوگا۔ میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ میرے درباریوں اور مصاحبوں کو اتنی جراءت نہیں ہوسکتی کہ وہ میرے مزاج سے واقف ہوتے ہوئے ایسی حرکت کریں۔ میں جس قدر زیادہ سوچتا گیا اسی قدر میرا یقین بڑھتا گیا۔ کہ اتنی بڑی گستاخی کی ہمت صرف بادشاہ کی اولاد کو ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہ عام طور پر غرور کے نشے میں مست رہتے ہیں۔ چنانچہ میں تمہارے ساتھ یہاں اپنے کسی فرزند کو قتل کرنے کے ارادے سے آیا تھا۔ جب میں نے صورت دیکھی تو معلوم ہوا کہ یہ میرا فرزند نہیں کوئی غیر شخص ہے اس لیے میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ (جوامع الحکایات ولوامع الروایات۔ از سدید الدین محمد عوفی ورق ۹۴)

ملک الموت کو صدمہ:

کہتے ہیں کہ ملک الموت نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا کہ اے مولا کریم میں نے کروڑوں لوگوں کی جانیں قبض کی ہیں۔ مگر دو جانیں ایسی ہیں کہ جنہیں قبض کرتے وقت مجھے بڑا ہی صدمہ ہوا۔ میں نے تیرے حکم کی تعمیل ضروری تھی مگر نہایت ہی دکھ کے ساتھ۔ یہ دونوں ماں بیٹا تھے۔ واقعہ یوں ہوا کہ جہاز غرق ہو گیا اور ایک عورت اپنے شیر خوار بچے کے ساتھ ایک تختے کا سہارا لینے میں کامیاب ہوگئی۔ تختہ دریا میں بہہ رہا تھا اور ماں بیٹا اس پر سوار تھے۔ مولا کریم! اچانک تیرا حکم ہوا اور میں نے ماں کی جان اس تختے پر نکال لی۔ میرے لئے پریشان کن بات یہ تھی کہ ماں مر چکی ہے اب بچے کا کیا حشر ہوگا۔ بچہ ایک ٹوٹے ہوئے تختے پر سوار ہے اور تختہ ہر آن پانی کی لہروں کے تھپیڑے کھا رہا ہے۔ جو کسی بھی وقت کسی تیز لہر کی زد میں آ کر الٹ سکتا تھا۔ بچے کے لئے نہ خوراک کا انتظام ہے نہ کسی نگہداشت کا بندوبست۔ دریا کے کنارے دھوبی کپڑے دھو رہے تھے۔ اچانک کسی کی تختے پر نظر پڑی تو تختے کو کھینچ لائے۔ بڑے حیران ہوئے کہ ماں مر چکی ہے اور بچہ بے یار و مددگار تختے پر زندہ سلامت موجود ہے۔ وہ لوگ اس بچے کو اپنے سردار کے پاس لے گئے سردار بیچارا بے اولاد تھا۔ خوبصورت بچہ دیکھ کر اس کا دل آ گیا۔ اور اس نے بچے کو اپنی نگرانی میں لے کر اسے اپنا بیٹا بنا لیا۔ یہ بچہ آٹھ نو سال کی عمر کا تھا کہ اپنے ساتھی بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اتنے میں بادشاہ وقت کی سواری کی آمد کا شور اٹھا سب لوگ ادھر ادھر بھاگ گئے۔ مگر یہ بچہ اکیلا سڑک پر کھڑا رہ گیا۔ بادشاہ کی سواری گذر گئی۔ اس کے پیچھے اس کا عملہ پیدل آ رہا تھا۔ ان میں سے ایک سپاہی کو راستے میں کہیں سرمہ کی ایک پڑیا مل گئی۔ اتفاق سے اس کی نظر کمزور تھی۔ اور سرمہ کی اسے ضرورت بھی تھی۔ لہٰذا اس نے وہ سرمہ بحفاظت اپنے پاس رکھ لیا۔ آنکھ میں لگانے سے پہلے اسے خیال آیا کہ یہ سرمہ کوئی ضرر نہ پہنچائے خود لگانے سے پہلے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم (انبیاء کرام) کسی کو وارث نہیں کرتے جو کچھ ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہوتا ہے (البخاری)

کسی دوسرے شخص پر آزمالینا چاہئے۔قریب ہی وہ بچہ کھڑا تھا۔اس نے اسی پر آزمانا چاہا۔بچے نے سرمہ اپنی آنکھوں میں لگالیا مگر جوں ہی سرمہ اس نے لگایا اسے زمین کی تہہ میں موجود چیزیں بھی نظر آنے لگیں۔اس نے دیکھا کہ زمین کے اندر بہت سے خزانے پوشیدہ ہیں۔بچہ ہوشیار تھا۔اس نے چیخنا شروع کر دیا کہ سرمہ لگانے کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں سخت تکلیف پیدا ہوگئی ہے۔جب سپاہیوں نے یہ صورت حال دیکھی تو سرمہ وہیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔بچہ سرمہ کی پڑیا لے کر گھر پہنچا اور خوشی خوشی باپ کو سارا واقعہ بتادیا۔سردار بڑا خوش ہوا کہنے لگا کہ ہمارے پاس آدمی بھی ہیں اور گدھے بھی ہیں تم سرمہ لگاؤ ہم تمہارے ساتھ چلتے ہیں جہاں کہیں خزانہ پاؤ ہمیں بتاؤ ہم نکال لیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔بچے کے بتانے پر وہ لوگ خزانہ نکالنے لگے۔اور تھوڑے عرصے میں وہ امیر آدمی بن گیا۔بچہ جوان ہوا تو اس نے پرزے نکالنے شروع کئے۔دولت کی فراوانی تھی۔زمین کے تمام خزانے اس کی نظروں میں تھے۔اس نے آہستہ آہستہ بہت سے آدمی اپنے ساتھ ملالئے۔اس کے بعد تمام سرداروں کو ادھر ادھر کر دیا اور خود سردار بن گیا۔آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس نے بادشاہ کے ساتھ بھی ٹکر لے لی۔اسے مغلوب کر کے خود بادشاہ بن گیا۔

اس بچہ کا نام شداد تھا اور یہ وہی بچہ تھا جس کی ماں تختہ پر ہی مرگئی تھی۔اور یہ اکیلا دریا کی لہروں کے ساتھ بہہ رہا تھا۔کہتے ہیں کہ جب یہ برسر اقتدار آیا تو اس نے حکم دیا کہ ایک ایسا کمال درجے کا شہر آباد کیا جائے جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی ہو اس میں ایک عالی شان باغ ہو۔جس میں دنیا کی ہر چیز میسر ہو۔جب وہ باغ ہر لحاظ سے مکمل ہو گیا تو شداد نے ارادہ کیا کہ جاکر اس کا نظارہ کرے۔مگر ابھی وہ دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ ملک الموت کو حکم ہوا اور اس نے وہیں اس کی جان قبض کر لی۔اسے اتنا موقع بھی نہ دیا کہ اپنے بے مثال باغ کو ایک نظر دیکھ سکتا۔ملک الموت نے کہا کہ اے مولا کریم! اس شخص کی روح قبض کرتے وقت بھی مجھے نہایت صدمہ پہنچا کہ وہ شخص ہر چیز تیار کر کے اسے دیکھ بھی نہ سکا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ یہ وہی بچہ ہے جس کی ماں تختے پر مرگئی تھی اور تجھے اس پر ترس آیا تھا۔اس بچے نے بڑے ہو کر نافرمانی کی خدا کے حکم سے بغاوت کی۔سرکشی اختیار کی۔مگر ہم نے اسے خود ساختہ جنت میں قدم رکھنے کی مہلت نہ دی اور اسے باہر ہی ہلاک کر دیا۔اسی باغ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ دنیا میں موجود ہے مگر انسانی نظروں سے اوجھل ہے۔امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک صحابی کا اونٹ گم ہو گیا وہ اونٹ کی تلاش میں کہیں اس علاقے میں جانکلا تو اللہ تعالیٰ نے اسے وہ سب کچھ دکھا دیا تھا۔وہ صحابی وہاں کی کوئی نشانی بھی ساتھ لایا تھا۔اس نے یہ واقعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیان کیا۔انہوں نے کافی تلاش کرایا مگر کسی کو نہ ملا۔اللہ تعالیٰ نے غائب کر دیا۔

ملا نہ شد ہر گز:

شاہ اسماعیل شہیدؒ، شاہ عبدالغنیؒ کے بیٹے اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے پوتے تھے۔قرآن پاک کے علاوہ تیس ہزار حدیثیں زبانی یاد تھیں۔صبح کی نماز پڑھ کر قرآن پاک کی تلاوت شروع کرتے اور سورج نکلنے تک ختم کر لیتے۔ادھر عصر کے بعد شروع کرتے اور مغرب کی اذان کے ساتھ ختم کر لیتے۔اللہ تعالیٰ نے اس قدر انعام فرمایا تھا۔

ایک مرتبہ آپ کے ہاتھ میں شیخ عبدالحق محدث کا وہ رسالہ آگیا۔جس میں نماز کی ترکیب لکھی ہوئی تھی۔چنانچہ اس طریقے کے مطابق نماز پڑھنے کی کوشش کرتے تھے۔آپ کی خواہش تھی کہ رات کے وقت ایسی نماز پڑھنے کی توفیق میسر آجائے جس کے دوران کوئی وسوسہ نہ آئے اسی کوشش میں رات بھر سو رکعات نماز ادا کی۔مگر مقصد حاصل نہ ہوا۔اس بات کا ذکر آپ نے سید احمد شہید بریلویؒ سے کیا کہ شیخ عبدالحق محدثؒ کے رسالہ میں مذکور طریقے سے نماز پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں۔مگر کامیابی نہیں ہورہی۔سید صاحب نے فرمایا کہ محض کتاب پڑھ کر مقصد حاصل نہ ہوگا۔آؤ میرے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرلو۔چنانچہ جب سید صاحب کی اقتداء میں نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے حضور قلب عطاء کیا اور مطلوبہ کیفیت حاصل ہوگئی۔اس واقعہ کا ذکر آپ نے حضرت مولانا عبدالحئی صاحبؒ سے بھی کیا کہ حضور قلب کے لئے انہوں نے کتنی کوشش کی مگر یہ چیز سید احمد شہیدؒ کے ساتھ نماز پڑھنے سے حاصل ہوئی۔یہ سن کر مولانا عبدالحئی صاحبؒ کو بھی اشتیاق پیدا ہوا۔سید صاحب نے عرض کیا تو انہوں نے انہیں اپنے پیچھے نماز پڑھائی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی وہی کیفیت عطا کر دی۔یہی وجہ ہے کہ دونوں صاحبان یعنی شاہ اسماعیل شہیدؒ اور مولانا عبدالحئیؒ ہمیشہ سید احمد بریلویؒ کے ہمراہ رہے۔شاہ اسماعیلؒ کو تو اللہ نے شہادت کا مرتبہ عطاء کیا مگر مولانا عبدالحئیؒ اسی سفر کے دوران سرحد کے علاقے پنج تار میں جاکر بیمار ہوئے۔اور وہیں پر داعی اجل کو لبیک کہا۔

اچھی نیت:

امام رازیؒ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا واقعہ بیان کیا ہے کہتے ہیں کہ ایک ایماندار آدمی بھوک میں مبتلا تھا سفر پر جارہا تھا۔راستے میں ریت کے بڑے بڑے ٹیلے نظر آئے اس نے کہا کاش میرے پاس ریت کے ان ٹیلوں کے برابر اناج ہوتا تو میں سب بھوکوں میں تقسیم کر دیتا۔چونکہ خود اس وقت بھوکا تھا اسے بھوک کی تکلیف محسوس ہوئی تو اس نے دوسرے بھوکوں کو خیال میں لاتے ہوئے یہ بات کی۔کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی بات پسند

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مال خیانت کا صدقہ خدا قبول نہیں کرتا۔(مسلم)

آئی۔ چنانچہ اس وقت کے نبی پر وحی بھیجی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے تیری اس خالص نیت کو قبول کر کے تجھے ریت کے ٹیلوں کے برابر غلہ تقسیم کرنے کا ثواب عطاء کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تیرا یہ صدقہ قبول کر لیا ہے۔ جیسی تمہاری اچھی نیت تھی ہم نے ویسا ہی اچھا اجر عطاء کیا ہے۔

حکایت:

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قبرستان جنۃ البقیع کی جانب تشریف لے گئے ایک قبر سے نالہ و فریاد اور چیخ و پکار حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع مبارک میں پہنچی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ:

النار فوقی و النار من تحتی و النار عن یمینی و النار عن شمالی

"یعنی ہائے کیا کروں میرے اوپر سے آگ ہے، نیچے آگ ہے داہنی جانب آگ ہے، بائیں جانب آگ ہے۔ ہر چاروں طرف آگ ہی آگ۔" یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ جن جن لوگوں کے مردے اس قبرستان میں دفن ہوں۔ وہ گھروں سے نکل کر اپنے اپنے عزیزوں کی قبر کے پاس آ کر کھڑے ہو جائیں چنانچہ لوگ گھروں سے نکل کر اپنے اپنے مردہ عزیزوں کی قبروں کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ سب کے بعد میں ایک بوڑھی عورت لاٹھی ہاتھ میں لئے ہوئے آئی اور ایک قبر کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی افضل البشر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ اس قبر میں تیرا کون عزیز دفن ہے؟ اس نے کہا کہ میرا بیٹا ہے لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سے بیزار ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو اس سے خوش نہ ہو گی؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سے ہرگز خوش نہیں ہوں گی۔ اس نے مجھ کو بہت ستایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ الٰہی درمیان سے حجاب اٹھا لے۔ تاکہ یہ بڑھیا بھی اپنے لڑکے کا عذاب دیکھ لے اس وقت حجاب دور ہو گیا۔ اور اس کی ماں نے اپنے لڑکے کی قبر کو دہکتی ہوئی آگ سے بھرا ہوا دیکھا اور یہ دیکھا کہ اس کا لڑکا اسی آگ میں جل رہا ہے۔ اپنے لڑکے کا یہ حال دیکھ کر وہ گھبرا گئی اور دعا کرنے لگی کہ یا اللہ اب میں اس سے خوش ہو گئی تو بھی خوش ہو جا اور میرے بچے سے عذاب کو اٹھا لے چنانچہ جب ماں ہی خوش ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس عذاب کو بھی اٹھا لیا جو اس کی حق تلفی کی وجہ سے ہو رہا تھا یہ معاملہ اس لئے ہوا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ماں کو ستانا بہت ہی برا ہے۔ اور ماں باپ کی دعا یا بددعا اولاد کے حق میں قبول ہو جاتی ہے۔

حکایت:

بیان کیا جاتا ہے کہ مالک بن دینار نے خواب دیکھا۔ کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ حرم شریف کے حجرہ میں ایک جوان ہے تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں اس کے لئے کوئی حصہ نہیں ہے۔ حضرت مالک بن دینارؒ خواب سے بیدار ہوئے اور حرم کی طرف چلے دیکھا کہ ایک جوان ایک نہایت تنگ و تاریک حجرہ میں زار و قطار رو رہا ہے جیسے ہی اس کی نظر مالک بن دینارؒ پر پڑی اس نے پوچھا کہ اے مالک بن دینار آپ کیا پیغام لائے ہیں؟ مالک بن دینارؒ کو تعجب ہوا پوچھا کہ تجھ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں کوئی پیغام لایا ہوں۔ اس نے کہا اے مالکؒ برسوں گذر گئے مجھ سے برابر یہی کہا جا رہا ہے کہ خدا کی رحمت سے تیرے لئے کوئی حصہ نہیں ہے۔ مالک بن دینارؒ نے پوچھا آخر کیا بات ہے؟ تجھ سے ایسا کونسا گناہ صادر ہوا جس پر تجھ سے یہ کہا جا رہا ہے۔ جوان نے کہا میں ایک دفعہ مست تھا اور اسی حالت میں اپنے باپ کو ایک گھونسہ مار دیا تھا جس کی وجہ سے اس کا ایک دانت ٹوٹ گیا تھا۔ اس کو پانچ برس کا عرصہ گذرتا ہے اسی وقت سے میں اپنے اس گناہ کے غم میں رو رہا ہوں۔ کہ دیکھئے کل کو روز قیامت مجھے اس جرم کی کیا سزا بھگتنی پڑے۔ مالک بن دینارؒ نے کہا اے جوان تیرا باپ کون ہے اور کہاں ہے؟ اس نے کہا وہ فلاں قبیلے کا ہے۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ امسال حج کے لئے آیا ہے۔ مالک اس پتہ اور نشان پر تلاش کرتے ہوئے حرم میں گئے۔ دیکھا کہ اس کا باپ کعبہ کی پشت پر کھڑا ہے اپنا دانت ہتھیلی پر لئے ہوئے ہے برہنہ سر ہے۔ اور یوں فریاد کر رہا ہے۔ کہ الٰہی! میرے دانت کو دیکھ مالک بن دینار کہتے ہیں کہ یہ منظر دیکھ کر مجھے رونا آ گیا میں نے اس سے کہا کہ اے پیر مرد! اگر تیرے لڑکے نے تجھ کو طمانچہ مار دیا ہے اور تیرا دانت ٹوٹ گیا ہے۔ اور اس کے سبب یہ فریاد کر رہا ہے۔ تو ٹھیک ہے (اس نے بہت بے جا کام کیا) لیکن تجھ کو بھی کچھ اپنے لڑکے کی حال کی خبر ہے؟ سن پانچ سال ہو گئے وہ مارے ندامت کے گریہ و زاری کر رہا ہے۔ اور اس کا سارا حال بیان کیا حال سن کر شفقت پدری کو جوش آیا اور اپنے لڑکے کے حال زار پر اس کو رحم آ گیا اس کیلئے دعا کی مالک بن دینارؒ خوش ہو گئے اور جوان کے پاس آ کر اس کو باپ کے دعا کرنے کی خوشخبری سنائی یہ سن کر وہ جوان اور زیادہ رونے لگا اور کہا کہ اے مالک تم سے میری ایک اور خواہش ہے انہوں نے فرمایا کہو کیا ہے؟ اس نے کہا آج اگر میرا باپ مجھ سے خوش نہ ہوتا تو کل کو میرے گلے میں آتشیں طوق اور زنجیر ڈال کر دوزخ کی جانب کھینچ کر لے جاتے لہٰذا تم آج یہ کرو کہ ایک رسی لاؤ اور اس کو میری گردن میں ڈالو اور مجھ کو اس میں باندھ کر کھینچتے ہوئے میرے والد کے سامنے پیش کرو اور کہو کہ گناہگار کو لائے ہیں مالک بن دینار کہتے ہیں کہ اس کی خواہش کے مطابق اس جوان کو میں نے اس طرح سے کھینچ کر اس کے باپ کے روبرو پیش کر دیا باپ نے اپنے بیٹے کو اس حال میں دیکھا تو دوڑ کر آیا اور اپنے ہاتھ سے اس کے گلے کی رسی کھولی اور اس کو گلے سے لگایا اور کہا کہ اے جان پدر میں تجھ سے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محتاج آدمی کو صدقہ دینا فقط صدقہ ہے۔ مگر قریبی رشتہ دار کو جو مسکین ہو صدقہ دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی ہے۔ (الترمذی)

خوش ہو گیا اللہ تعالیٰ بھی تجھ سعادت مند سے خوش ہو جائے۔
اس واقعہ کو بھی بنظر عبرت دیکھو افسوس صد افسوس ہے ان لوگوں کے حال پر جن کے والدین ان سے راضی نہ ہوں اور خوش نصیب ہیں وہ سعادت مند جو اپنے والدین کو اپنے سے خوش کیے ہوئے ہے یا اللہ تو اپنے فضل و کرم سے ہم کو بھی اپنے والدین کو خوش کرنے کی توفیق عطاء فرما تا کہ تو بھی ہم سے راضی ہو۔ دار المجالس کی حکایات ختم ہوئیں۔ اب پھر کتاب کے اصل مضمون کی جانب عود کرتا ہوں۔

لونڈی اور غلام کے حقوق کا بیان:

جانو کہ ملک دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک ملک نکاح جس کو ملک متعہ کہتے ہیں اور دوسرے ملک رقبہ جس کو ملک یمین بھی کہتے ہیں۔ ان میں سے ملک نکاح کے حقوق اور مہر وغیرہ کا بیان تو پہلے آ چکا ہے لیکن ملک یمین یعنی غلام کے حقوق کا بیان یہ ہے کہ ان کے بھی حقوق ہیں جن کی ادائیگی فراغ معیشت اور صلاح آخرت کی تحصیل کے لئے ضروری ہے۔ یعنی ان کے حقوق ادا کر کے ان کو خوش رکھا جائے گا تو دنیوی امور خوب انجام دیں گے اور ان کی وجہ سے مالک اخرت کے امور کر بفراغ انجام دے سکے گا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وصیت تھی کہ اپنے مملوک کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ ان کو وہی کھلاؤ جو خود کھاؤ۔ وہی پہناؤ جو خود پہنو اور ان کو ایسے امور کی تکلیف نہ دو۔ جس کا وہ سہارا نہ کر سکیں نیز فرمایا کہ جو غلام پسند ہو اس کو آرام سے رکھو اور جو نہ پسند ہو اس کو فروخت کر دو اور اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکر ادا کرو کہ اس کو تمہارا غلام بنایا اگر چاہتا تو معاملہ برعکس بھی تو ہو سکتا تھا۔ کہ اس کو آقا بناتا اور تم کو اس کا غلام۔

روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہر روز اپنے غلاموں کی کتنی خطائیں معاف کیا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا سا سکوت اختیار فرمایا پھر فرمایا کہ ہر روز ستر بار معاف کیا کرو۔ نیز آتا ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی لونڈی نے ان سے کہا کہ میں نے ایک سال تک مسلسل آپ کو زہر دیا مگر زہر کا آپ پر کچھ اثر نہ ہوا حضرت ابوالدرداء نے پوچھا کہ یہ تو بتا کہ تو زہر کیوں دیتی تھی ؟ اس نے کہا کہ آپ کی غلامی سے خلاصی پانے کے لئے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اچھا جا میں نے تجھ کو خدا تعالیٰ کے لیے آزاد کیا۔

اسی طرح سے آتا ہے قیس بن عاصم کی باندی کے ہاتھ سے اس کے چھوٹے بچے کے سر پر کوئی گرم چیز (سالن وغیرہ کی قسم کی) گر پڑی۔ جس کی وجہ سے وہ اسی وقت مر گیا۔ وہ لونڈی بہت ڈر گئی کہ دیکھنا چاہئے کہ اب میرا کیا حشر ہوتا ہے۔ قیس نے اس کی پریشانی کو محسوس کیا اور سمجھا کہ بدون آزاد کیے ہوئے اس کے قلب سے یہ خوف جائے گا نہیں۔ چنانچہ اس کو آزاد کر دیا۔ سبحان اللہ۔ یہ بات انتہائی حلم و صبر اور رضا بالقضاء کی ہے۔

اصمعی کہتے ہیں کہ ایک بدوی قبر اطہر کے سامنے آ کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا اللہ یہ آپ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور میں آپ کا غلام اور شیطان آپ کا دشمن اگر آپ میری مغفرت فرمادیں گے تو آپ کے محبوب کا دل خوش ہو جائے گا۔ اور آپ کا غلام کامیاب ہو جائے گا۔ اور آپ کا دشمن خائب و خاسر ہوگا۔ اگر آپ مغفرت نہ فرماویں گے۔ تو آپ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوگا اور آپ کا دشمن خوش ہو جائے گا۔ اور آپ کا غلام ہلاک ہو جائے گا۔ الٰہی عرب کے کریم لوگوں کا دستور ہے۔ کہ جب ان میں کوئی بڑا سردار مر جاتا ہے تو اس کی قبر پر غلاموں کو آزاد کرتے ہیں۔ یہ مقدس ہستی سارے جہانوں کی سردار ہے تو اس قبر مقدس پر مجھے آگ سے آزادی عطاء فرما۔

اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے یہ سن کر اس عربی سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے اس حسن سوال اور طرز دعا پر ضرور تیری مغفرت فرمائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حاتم اصمؒ جو مشہور بزرگ ہیں اور انہوں نے چالیس سال تک ایک قبر میں چلہ کیا اور بے ضرورت کسی سے بات نہ کی۔ جب بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو صرف یہ عرض کیا: ''الٰہی ہم تیرے نبی کی قبر شریف کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ تو ہمیں ناکام و نامراد واپس نہ کیجیو۔
غیب سے آواز آئی: ''ہم نے تمہیں اپنے حبیب کی زیارت اس لئے نصیب کی تا کہ اس کو قبول کریں۔ جاؤ ہم نے تمہاری اور تمہارے ساتھ تمام حاضرین کی مغفرت کر دی''۔

بعض اوقات الفاظ اگرچہ مختصر ہوں مگر جب اخلاص سے نکلتے ہیں تو سیدھے ملاء اعلیٰ پر پہنچتے ہیں۔

شیخ ابراہیم بن شیبان فرماتے ہیں میں حج سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوا اور قبر اطہر پر حاضر ہو کر بارگاہ رسالت میں سلام عرض کیا تو حجرہ شریف کے اندر سے جواب میں وعلیک السلام سنا۔

سید نور الدین یحییٰ شریف غصیف الدین نے اپنے والد ماجد کے متعلق لکھا ہے کہ جب وہ روضہ اطہر پر حاضر ہوئے اور عرض کیا السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ تو قبر شریف میں سے جواب ملا وعلیک السلام یا ولدی جس کو تمام حاضرین نے سنا۔

شیخ ابونصر عبدالواحد بن عبدالملک بن محمد بن ابی السعد الکرخی فرماتے ہیں کہ میں حج سے فراغت کے بعد بارگاہ رسالت میں زیارت کے لئے حاضر ہوا حجرہ شریف کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ابوبکر دیار بکری حاضر ہوئے اور مواجہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دروازہ پر آ کر مانگنے والا مومن کے لئے اللہ کی طرف سے ہدیہ ہوتا ہے (اس کو خیرات دی جائے)۔ (تاریخ بغداد للخطیب)

تو میں نے اور دیگر تمام حاضرین نے حجرہ شریف کے اندر سے یہ آواز سنی و علیک السلام یا ابا بکر۔

مشہور بزرگ سید احمد رفاعی جب ۵۵۵ھ میں حج سے فارغ ہو کر زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو قبر اطہر کے سامنے کھڑے ہو کر دو شعر پڑھے:

فِیْ حَالَةِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ كُنْتُ اُرْسِلُهَا
تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَهِیَ نَائِبَتِیْ

دوری کی حالت میں اپنی روح کو خدمت اقدس میں بھیجتا تھا۔ جو میری نیابت میں آستانہ مبارک کو چومتی تھی۔

وَهٰذِهٖ دَوْلَةُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ
فَامْدُدْ يَمِيْنَكَ كَیْ تَحْظٰی بِهَا شَفَتِیْ

اب جسم کی حاضری کی باری آئی ہے پس اپنا دست مبارک بڑھائیں تاکہ میرے ہونٹ اس کو بوسہ دیں۔

اس پر دست مبارک ظاہر ہوا اور انہوں نے اس کو بوسہ دیا۔

حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ میں سفر میں پیاس کی شدت سے بے ہوش ہو کر گر گیا۔ اس حالت میں کسی نے میرے منہ پر پانی ڈالا میں نے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ ایک حسین وجمیل شخص گھوڑے پر سوار کھڑا ہے اس نے مجھے پانی پلایا اور کہا میرے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔ تھوڑی دیر چلے تھے کہ انہوں نے کہا: "کیا یہ آبادی ہے؟"

میں نے کہا: "یہ تو مدینہ منورہ آ گیا"

انہوں نے کہا: "اب تم اتر جاؤ اور جب روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہونا تو عرض کرنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی خضر نے بھی سلام عرض کیا ہے۔"

شیخ ابو عمران واسطی فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ سے بارگاہ رسالت کی زیارت کے ارادہ سے روانہ ہوا تو مجھے اس قدر شدید پیاس معلوم ہوئی کہ زندگی سے مایوس ہو گیا اور اپنی جان سے ناامید ہو کر ایک کیکر (ببول) کے درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ دفعۃً ایک شہسوار سبز گھوڑے پر سوار میرے پاس پہنچا اس گھوڑے کا لگام بھی سبز تھا اور زین بھی سبز تھی اور سوار کا لباس بھی سبز تھا۔ اور ہاتھ میں سبز گلاس تھا۔ جس میں سبز رنگ کا شربت تھا وہ شربت انہوں نے مجھے پینے کے لئے دیا اور میں نے اس میں سے تین مرتبہ پیا مگر گلاس سے کچھ کم نہ ہوا۔ پھر انہوں نے مجھ سے دریافت کیا: "کہ تم کہاں جا رہے ہو۔"

میں نے کہا: "مدینہ منورہ حاضری کا ارادہ ہے تاکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفقاء کی خدمت میں سلام عرض کروں"۔

انہوں نے فرمایا: "جب تم مدینہ پہنچ جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کر چکو تو یہ بھی عرض کر دینا کہ رضوان آپ تینوں کی خدمت میں سلام عرض کرتے تھے۔"

رضوان اس فرشتہ کا نام ہے جو جنت کے ناظم ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کے مال میں وراثت نہیں ہوتی

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ

وَرِثَ سے وراثت علم اور نبوت مراد ہے۔ وراثت مال نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ لَا نَرِثُ وَلَا نُوْرَثُ

یعنی انبیاء نہ وارث ہوتے ہیں نہ مورث۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، سے ترمذی اور ابوداؤد میں روایت ہے:

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلٰكِنْ وَّرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ

یعنی علماء انبیاء کے وارث ہیں لیکن انبیاء میں وراثت علم اور نبوت کی ہوتی ہے مال کی نہیں ہوتی۔ حضرت ابو عبداللہ کی روایت اس مسئلہ کو اور زیادہ واضح کر دیتی ہے۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سلیمان علیہ السلام کے وارث ہوئے ہیں۔ (روح عن الکلینی)

عقلی طور پر بھی یہاں وراثت مال مراد نہیں ہو سکتی کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات کے وقت آپ کی اولاد میں انیس بیٹوں کا ذکر آتا ہے۔ اور اگر وراثت سے مال مراد ہو تو یہ سب کے سب بیٹے وارث ٹھہریں گے پھر وراثت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی تخصیص کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔ اس سے ثابت ہوا کہ وراثت سے وہ مراد ہے جس میں بھائی شریک نہ تھے۔ بلکہ حضرت سلیمان علیہ السلام وارث بنے اور وہ صرف علم اور نبوت کی وراثت ہی ہو سکتی ہے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کا ملک وسلطنت بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطاء فرما دیا اور اس میں مزید اضافہ اس کا کر دیا کہ آپ کی حکومت جنات اور وحوش وطیور تک عام کر دی ہوا کو آپ کے لیے مسخر کر دیا۔ ان دلائل کے بعد طبری کی روایت غلط ہو جائے گی جس میں انہوں نے بعض ائمہ اہل بیت کے حوالے سے مال کی وراثت مراد لی ہے۔ (روح)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے درمیان ایک ہزار سات سو سال کا فاصلہ ہے۔ اور یہود یہ فاصلہ ایک ہزار چار سو سال کا بتلاتے ہیں سلیمان علیہ السلام کی عمر پچاس سال سے کچھ اوپر ہوئی ہے۔ (قرطبی)

اپنے لئے جمع کا صیغہ بولنا جائز ہے بشرطیکہ تکبراً نہ ہو

عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا الخ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت شوہر کے مال سے شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو خیرات ہدیہ نہیں دے سکتی (الکامل لابن عدی)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے باوجود اکیلے ہونے کے اپنے لئے جمع کا صیغہ شاہانہ محاورہ کے طور پر استعمال کیا ہے۔ تا کہ رعایا پر رعب پڑے اور رعایا اطاعت خداوندی اور اطاعت سلیمان علیہ السلام میں سستی نہ کریں۔ اسی طرح امراء حکام اور افسران کو اپنی رعایا کی موجودگی میں اپنے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ جبکہ وہ سیاسۃً اور اظہار نعمت کی غرض سے ہو تکبر و تعلیٰ کے لئے نہ ہو۔

پرندوں اور چوپاؤں میں بھی عقل و شعور ہے:

اس واقعہ سے ثابت ہوا ہے کہ پرندے، چرندے اور تمام حیوانات میں بھی عقل و شعور کسی درجہ میں موجود ہے۔ البتہ ان کی عقول اس درجہ کی نہیں کہ ان کو احکام شرع کا مکلف بنایا جاتا اور انسان و جنات کو عقل و شعور کا وہ کامل درجہ عطا ہوا ہے جس کی بناء پر وہ اللہ تعالیٰ کے مخاطب ہو سکیں اور ان پر عمل کر سکیں۔ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ کبوتر سب پرندوں میں سب سے زیادہ عقل مند ہے ابن عطیہ نے فرمایا کہ چیونٹی ذہین عقل مند جانور ہے۔ اس کی قوت شامہ بڑی تیز ہے جو کوئی دانہ اس کے قبضہ میں آتا ہے اس کے دو ٹکڑے کر دیتی ہے تا کہ اُگے نہیں اور سردی کے زمانے کے لیے اپنی غذا کا ذخیرہ جمع کرتی ہے۔ (قرطبی)

فائدہ: آیت میں منطق الطیر یعنی پرندوں کی بولی کی تخصیص ہدہد کے واقعہ کی وجہ سے ہے جو پرندہ ہے ورنہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندے، چرندے اور تمام حشرات الارض کی بولیاں سکھائی گئی تھیں جیسا کہ اگلی آیت میں چیونٹی کی بولی سمجھنے کا ذکر موجود ہے۔ امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں اس مقام پر مختلف پرندوں کی بولیاں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا اس پر یہ فرمانا کہ یہ پرندہ یہ بات کہہ رہا ہے تفصیل سے نقل کیا ہے اور تقریباً ہر پرندہ کی بولی کوئی نصیحت کا جملہ ہے۔

اُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ لفظ کل اصل لغت کے اعتبار سے تمام افراد جنس کو عام ہوتا ہے مگر بسا اوقات عموم کلی مراد نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی خاص مقصد کی حد تک عموم مراد ہوتا ہے۔ جیسا یہاں مراد ان اشیا کا عموم ہے جن کی سلطنت و حکومت میں ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ ہوائی جہاز، موٹر، ریل وغیرہ ان کے پاس نہ تھے۔

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ وزع۔ سے مشتق ہے۔ جس کے لفظی معنی روکنے کے ہیں مطلب اس جگہ یہ ہے کہ مجھے اس کی توفیق دیجئے کہ میں شکر نعمت کو ہر وقت ساتھ رکھوں اس سے کسی وقت جدا نہ ہوں۔ جس کا حاصل مداومت اور پابندی ہے اس سے پہلی آیت میں

فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ اسی معنی میں آیا ہے کہ لشکر کو کثرت کی وجہ سے انتشار سے بچانے کے لئے روکا جاتا تھا۔

وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ. یہاں رضا بمعنی قبول ہے معنی یہ ہیں کہ یا اللہ مجھے ایسے عمل صالح کی توفیق دیجئے جو آپ کے نزدیک مقبول ہو۔ روح المعانی میں اس سے اس پر استدلال کیا ہے کہ عمل صالح کے لئے قبولیت لازم نہیں ہے بلکہ قبولیت کچھ شرائط پر موقوف ہوتی ہے اور فرمایا کہ صالح اور مقبول ہونے میں نہ عقلاً کوئی لزوم ہے نہ شرعاً۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے کہ اپنے اعمال صالح کے مقبول ہونے کی دعا بھی کرتے تھے۔ جیسے حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کے وقت دعا فرمائی۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا. اس سے معلوم ہوا کہ جو عمل نیک ہے صرف اسی کو کر کے بے فکر ہونا نہیں چاہئے اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا کرے کہ اس کو قبول فرماوے۔

عمل صالح اور مقبول ہونے کے باوجود جنت میں داخل ہونا بغیر فضل خداوندی کے نہیں ہوگا:

وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ عمل صالح اور اس کے قبول ہونے کے باوجود جنت میں داخل ہونا خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے اعمال کے بھروسہ پر جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں میں بھی لیکن مجھے میرے خدا کی رحمت اور فضل گھیرے ہوئے ہے۔ (روح المعانی)

حضرت سلیمان علیہ السلام بھی ان کلمات میں دخول جنت کے لیے فضل ربی کی دعا فرما رہے ہیں یعنی اے اللہ مجھے وہ فضل بھی عطا فرما جس سے جنت کا مستحق ہو جاؤں۔

(اور ایک بار یہ قصہ ہوا کہ) سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی حاضری لی تو (ہدہد کو نہ دیکھا) فرمانے لگے کہ کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا کیا کہیں غائب ہو گیا ہے۔ (اور جب معلوم ہوا کہ واقع میں غائب ہے تو فرمانے لگے کہ) میں اس کو (غیر حاضری پر) سخت سزا دوں گا یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا وہ کوئی صاف دلیل اور غیر حاضری کا عذر میرے سامنے پیش کر دے۔ (تو خیر چھوڑ دوں گا) تھوڑی دیر بعد وہ آ گیا۔ اور سلیمان علیہ السلام سے کہنے لگا کہ ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں ہوئی۔ اور (اجمالی بیان اس کا یہ ہے کہ) میں آپکے پاس قبیلہ سباء کی ایک پختہ خبر لایا ہوں (جس کا تفصیلی بیان یہ ہے کہ) میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ ان لوگوں پر بادشاہی کر رہی ہے اور اس کو (بادشاہ کے لوازم میں سے) ہر قسم کا سامان حاصل ہے اور اس کے پاس ایک بڑا تخت ہے۔ (اور مذہبی حالت ان کی یہ ہے کہ) میں نے اس (عورت) کو اور اس کی قوم کو دیکھا کہ وہ خدا (کی عبادت) کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور شیطان نے ان کے (ان) اعمال (کفر) کو ان کی نظر میں مرغوب کر رکھا ہے۔

(اوران اعمال بدکومزین کرنے کے سبب) ان کوراہ (حق) سے روک رکھا ہے اس لئے وہ (راہ حق) پرنہیں چلتے کہ اس خدا کو سجدہ نہیں کرتے جو (ایسا قدرت والا ہے کہ) آسمان اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو (جن سے بارش اور زمین کی نباتات بھی ہیں) باہر لاتا ہے اور (ایسا جاننے والا ہے کہ) تم لوگ (یعنی تمام مخلوق) جو کچھ (دل میں) پوشیدہ رکھتے ہو اور جو کچھ (زبان اور جسم کے اعضاء سے) ظاہر کرتے ہو وہ سب کو جانتا ہے (اس لئے) اللہ ہی ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے (یہ سن کر) فرمایا کہ ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا تو جھوٹوں میں سے ہے (اچھا) میرا یہ خط لے جا اور اس کو ان کے پاس ڈال دینا۔ پھر (ذرا وہاں سے) ہٹ جانا پھر دیکھنا کہ آپس میں کیا سوال جواب کرتے ہیں (پھر تو یہاں چلے آنا وہ لوگ جو کچھ کاروائی کریں گے اس سے تیرا سچ جھوٹ معلوم ہو جاوے گا)

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ (تفقد) کے لفظی معنی کسی مجمع کے متعلق حاضر وغیر حاضر کی تحقیق کرنے کے ہیں۔ اس لیے اس کا ترجمہ خبر گیری اور نگہبانی سے کیا جاتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے انسانوں کے علاوہ جنات اور وحوش وطیور پر حکومت عطاء فرمائی تھی اور جیسا کہ حکمرانوں کا اصول ہے کہ رعایا کے ہر طبقہ کی نگرانی اور خبر گیری حاکم کے فرائض میں سے ہے اس کے مطابق اس آیت میں بیان فرمایا: تَفَقَّدَ الطَّيْرَ

یعنی سلیمان علیہ السلام نے اپنی رعایا کے طیور کا معائنہ فرمایا اور یہ دیکھا کہ ان میں کون حاضر ہے کون غیر حاضر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ بھی کہ صحابہ کرام کے حالات سے باخبر رہنے کا اہتمام فرماتے تھے جو شخص غیر حاضر ہوتا۔ اگر بیمار ہے تو عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تھے تیمارداری کرتے تھے اور کسی تکلیف میں مبتلا ہے تو اس کے لیے تدبیر فرماتے تھے۔

حاکم کو اپنی رعیت کی اور مشائخ کو اپنے شاگردوں اور مریدوں کی خبر گیری ضروری ہے:

آیت مذکورہ سے ثابت ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی رعایا کے ہر طبقہ پر نظر رکھتے اور ان کے حالات سے اتنے باخبر رہتے تھے کہ ہدہد جو طیور میں چھوٹا اور کمزور بھی ہے اور اس کی تعداد بھی دنیا میں بہ نسبت دوسرے طیور کے کم ہے وہ بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوا۔ بلکہ خاص ہدہد کے متعلق جو سوال آپ نے فرمایا اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ زمرہ طیور میں کم تعداد اور کمزور ہے اس لیے اپنی رعیت کے کمزوروں پر نظر رکھنے کا زیادہ اہتمام فرمایا۔ صحابہ کرام میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس سنت انبیاء کو پوری طرح جاری کیا۔ راتوں کو مدینہ منورہ کی گلیوں میں پھرتے تھے کہ سب لوگوں کے حالات سے باخبر رہیں۔ جس شخص کو کسی مصیبت وتکلیف میں گرفتار پاتے اس کی امداد فرماتے تھے جس کے بہت سے واقعات ان کی سیرت میں مذکور ہیں۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ:

"اگر دریائے فرات کے ایک کنارہ پر کسی بھیڑیئے نے کسی بکری کے بچے کو پھاڑ ڈالا تو اس کا بھی عمر رضی اللہ عنہ سے سوال ہوگا" (قرطبی)

یہ تھے وہ اصول جہانبانی وحکمرانی جو انبیاء علیہم السلام نے لوگوں کو سکھائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو عملاً جاری کر کے دکھلایا اور جس کے نتیجے میں پوری مسلم اور غیر مسلم رعایا امن واطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتی تھی اور ان کے بعد زمین وآسمان نے ایسے عدل وانصاف اور عام دنیا کے امن وسکون اور اطمینان کا یہ منظر نہیں دیکھا۔

مَالِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ

سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے کیا ہو گیا کہ میں ہدہد کو مجمع میں نہیں دیکھتا۔

اپنے نفس کا محاسبہ:

یہاں موقع تو یہ فرمانے کا تھا کہ ہدہد کو کیا ہو گیا کہ وہ مجمع میں حاضر نہیں۔ عنوان شاید اس لیے بدلا کہ ہدہد اور تمام طیور کا مسخر ہونا حق تعالیٰ کا ایک انعام خاص تھا۔ ہدہد کی غیر حاضری پر ابتداء میں یہ خوف دل میں پیدا ہوا کہ شاید میرے کسی قصور سے اس نعمت میں کمی آئی کہ ایک صنف طیور کی یعنی ہدہد غائب ہو گیا اس لیے اپنے نفس سے سوال کیا کہ ایسا کیوں ہوا جیسا کہ مشائخ صوفیہ کا معمول ہے کہ جب ان کو کسی نعمت میں کمی آئے یا کوئی تکلیف وپریشانی لاحق ہو تو اس کے ازالہ کے لیے مادی اسباب کی طرف توجہ کرنے سے پہلے اپنے نفس کا محاسبہ کرتے تھے کہ ہم سے اللہ تعالیٰ کے حق شکر میں کونسی کوتاہی ہوئی جس کے سبب یہ نعمت ہم سے لے لی گئی۔ قرطبی نے اس جگہ بحوالہ ابن عربی ان بزرگوں کا یہ حال نقل کیا ہے۔

اِذَا فَقَدُوْا مَالَهُمْ تَفَقَّدُوْآ اَعْمَالَهُمْ.

"یعنی ان حضرات کو جب اپنی مراد میں کامیابی نہیں ہوتی تو یہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے ہیں کہ ہم سے کیا قصور سرزد ہوا"۔

اس ابتدائی محاسبہ نفس اور غور وفکر کے بعد فرمایا:

اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ اس جگہ حرف ام بمعنی بل ہے (قرطبی) معنے یہ ہیں کہ یہ بات نہیں کہ ہدہد کے دیکھنے میں میری نظر نے خطا کی بلکہ وہ حاضر ہی نہیں۔

طیور سے ہدہد کی تخصیص کی وجہ اور ایک اہم عبرت:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ تمام پرندوں میں ہدہد کی تفتیش کی کیا وجہ پیش آئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام نے کسی ایسے مقام میں قیام فرمایا جہاں پانی نہیں تھا۔ اور اللہ تعالیٰ

نے ہدہد کو یہ خاصیت عطا فرمائی ہے کہ وہ زمین کے اندر کی چیزوں کو اور زمین کے اندر بہنے والے چشموں کو دیکھ لیتا ہے۔ مقصود حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ تھا کہ ہدہد سے یہ معلوم کریں کہ اس میدان میں پانی کتنی گہرائی میں ہے اور کس جگہ زمین کھود کر پانی نکالو اور بڑی جلدی کھود کر پانی نکال لیتے تھے اور ہدہد اپنی تیز نظر اور بصیرت کے باوجود شکاری کے جال میں پھنس جاتا ہے اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

قِفْ یَا وَقَافُ کَیْفَ یَرَی الْھُدْھُدُ بَاطِنَ الْاَرْضِ
ھُوَ لَا یَرَی الْفَخَّ حِیْنَ یَقَعُ فِیْهِ (قرطبی)

"جاننے والو اس حقیقت کو پہچانو کہ ہدہد زمین کی گہرائی کی چیزوں کو دیکھ لیتا ہے مگر زمین کے اوپر پھیلا ہوا جال اس کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے جس میں پھنس جاتا ہے"

مقصد یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے جو امر تکلیف یا راحت کا کسی کے لیے مقدر کر دیا تو تقدیر الٰہی نافذ ہو کر رہتی ہے۔ کوئی شخص اپنے فہم وبصیرت یا زور وزر کی طاقت کے ذریعہ اس سے بچ نہیں سکتا۔

لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِیْدًا اَوْ لَاَذْبَحَنَّهٗ ابتدائی غور وفکر کے بعد یہ حاکمانہ سیاست کا مظاہرہ ہے کہ غیر حاضر رہنے والے کو سزا دی جائے۔

جو جانور کام میں سستی کرے اسکو معتدل سزا دینا جائز ہے

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے حق تعالیٰ نے جانوروں کو ایسی سزائیں دینا حلال کر دیا تھا جیسا کہ عام امتوں کے لیے جانوروں کو ذبح کر کے ان کے گوشت پوست وغیرہ سے فائدہ اٹھانا اب بھی حلال ہے۔ اسی طرح پالتو جانور گائے، بیل، گدھا، گھوڑا اور اونٹ وغیرہ اپنے کام میں سستی کرے اس کو تادیب کے لیے بقدر ضرورت مارنے کی معتدل سزا اب بھی جائز ہے۔ دوسرے جانوروں کو سزا ہماری شریعت میں ممنوع ہے۔ (قرطبی)

اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ۔ یعنی اگر ہدہد نے اپنی غیر حاضری کا کوئی عذر پیش کر دیا تو وہ اس سزا سے محفوظ رہے گا اس میں اشارہ ہے کہ حاکم کو چاہیے کہ جن لوگوں سے کوئی قصور وعمل میں غلطی سرزد ہو جائے ان کو عذر پیش کرنے کا موقع دے۔ عذر صحیح ثابت ہو تو سزا کو معاف کر دے اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ۔ یعنی ہدہد نے اپنا عذر بتلاتے ہوئے کہا کہ مجھے وہ چیز معلوم ہے جو آپ کو نہیں۔ یعنی میں ایک ایسی خبر لایا ہوں جس کا آپ کو پہلے علم نہیں تھا۔

انبیاءؑ عالم الغیب نہیں ہوتے:

امام قرطبی نے فرمایا کہ اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ انبیاءؑ عالم الغیب نہیں ہوتے جس سے ان کو ہر چیز کا علم ہو سکے

وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ، سباء۔
یمن کا ایک مشہور شہر جس کا ایک نام مارب بھی ہے اس کے اور یمن کے دارالحکومت صنعاء کے درمیان تین دن کی مسافت تھی۔

کیا چھوٹے آدمی کو یہ حق ہے کہ اپنے بڑوں سے کہے کہ مجھے آپ سے زیادہ علم ہے:

ہدہد کی مذکورہ گفتگو سے بعض لوگوں نے اس پر استدلال کیا ہے کہ کوئی شاگرد اپنے استاد سے یا غیر عالم سے کہہ سکتا ہے کہ اس مسئلے کا علم مجھے آپ سے زیادہ ہے بشرطیکہ اس کو اس مسئلے کا واقعی طور پر مکمل علم دوسروں سے زائد ہو مگر روح المعانی میں فرمایا کہ یہ طرز گفتگو اپنے مشائخ اور بڑوں کے سامنے خلاف ادب ہے اس سے احتراز کرنا چاہیے اور ہدہد کے قول سے اس پر استدلال اس لئے نہیں ہو سکتا کہ اس نے یہ بات اپنے آپ کو سزا سے بچانے اور عذر کے قوی ہونے کے لیے کہی ہے تاکہ اس کی غیر حاضری کا عذر پوری طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے آ جائے ایسی ضرورت میں ادب کی رعایت رکھتے ہوئے کوئی بات کی جائے تو مضائقہ نہیں۔

اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُھُمْ۔ یعنی میں نے ایک عورت کو پایا جو قوم سبا کی مالک ہے یعنی ان پر حکومت کرتی ہے اس عورت یعنی ملکہ سبا کا نام تاریخ میں بلقیس بنت شراحیل بتلایا گیا ہے اور بعض روایات میں ہے کہ اس کی والدہ جنات میں سے تھیں جس کا نام ملعمہ بنت شیصان بتلایا جاتا ہے۔ (رواہ وہیب بن جریر عن خلیل ابن احمد قرطبی)

اور ان کا دادا ہداہد پورے ملک یمن کا ایک عظیم الشان بادشاہ تھا جس کی اولاد میں سے چالیس لڑکے ہوئے سب کے سب ملوک اور بادشاہ بنے ان کے والد شراحیل نے ایک جنیہ عورت سے نکاح کر لیا تھا ان کے بطن سے بلقیس پیدا ہوئی۔ جنیہ سے نکاح کرنے کی مختلف وجوہ بیان کی گئی ہیں ایک یہ ہے کہ یہ اپنی حکومت وسلطنت کے غرور میں لوگوں سے کہتا تھا تم میں کوئی میرا کفو نہیں اس لئے میں نکاح ہی نہیں کروں گا کیونکہ غیر کفو میں نکاح مجھے پسند نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے اس کا نکاح ایک جنیہ عورت سے کرا دیا (قرطبی)

شاید یہ اسی فخر وغرور کا نتیجہ تھا کہ اس نے انسانوں کو جو درحقیقت کفو تھے حقیر وذلیل سمجھا اور اپنا کفو تسلیم نہ کیا تو قدرت نے اس کا نکاح ایک ایسی عورت سے مقدر کر دیا جو نہ اس کی کفو تھی نہ اس کی جنس وقوم سے تھی۔

کیا انسان کا نکاح جنی عورت سے ہو سکتا ہے:

اس معاملے میں بعض لوگوں نے تو اس لئے شبہ کیا ہے کہ جنات کو انسانوں کی طرح توالد وتناسل کا اہل نہیں سمجھا ابن عربی نے اپنی تفسیر میں فرمایا ہے کہ یہ خیال باطل ہے۔ احادیث صحیحہ سے جنات میں توالد وتناسل اور مرد وعورت کی تمام وہ خصوصیات جو انسانوں میں ہیں جنات میں بھی موجود ہونا ثابت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی حیات میں ایک درہم خیرات کرنا مرنے کے وقت سو درہم کے خیرات کرنے سے بہتر ہے۔ (ابوداؤد)

دوسرا سوال شرعی حیثیت سے ہے کہ کیا عورت جنیہ کسی انسان مرد کے لیے نکاح کر کے حلال ہو سکتی ہے اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ بہت سے حضرات نے جائز قرار دیا بعض نے غیر جنس مثل جانوروں کے ہونے کی بناء پر حرام فرمایا ہے اس مسئلے کی تفصیل ''آ کام المرجان فی احکام الجان'' میں مذکور ہے اس میں بعض ایسے واقعات بھی ذکر کیے ہیں کہ مسلمان مرد سے مسلمان جنیہ کا نکاح ہوا اور اس سے اولاد بھی ہوئی یہاں یہ مسئلہ اس لیے زیادہ قابل بحث نہیں کہ نکاح کرنیوالا بلقیس کا والد مسلمان ہی نہ تھا اس کے عمل کا کوئی استدلال جواز عدم جواز پر نہیں ہو سکتا اور چونکہ شرع اسلام میں اولاد کی نسبت باپ کی طرف ہوتی ہے اور بلقیس کے والد انسان تھے اس لیے بلقیس انسان ہی قرار پائے گی۔ اس لیے بعض روایات میں جو حضرت سلیمانؑ کا بلقیس سے نکاح کرنا مذکور ہے اگر وہ روایت صحیح ہو تو بھی اس سے نکاح جنیہ کا کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا کیونکہ بلقیس خود جنیہ نہ تھی اگر چہ اس کی والدہ جنیہ ہو۔ واللہ اعلم اور نکاح سلیمان علیہ السلام کے متعلق مزید بیان آگے آئے گا۔

کیا کسی عورت کا بادشاہ ہونا یا کسی قوم کا امیر و امام ہونا جائز ہے:

صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس نے اپنے ملک کا بادشاہ کسریٰ کی بیٹی کو بنا دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ اِمْرَاَةً. یعنی وہ قوم کبھی فلاح نہ پائے گی جس نے اپنے اقتدار کا مالک عورت کو بنا دیا اسی لیے علمائے امت اس پر متفق ہیں کہ کسی عورت کو امامت و خلافت یا سلطنت و حکومت، سپرد نہیں کی جا سکتی۔ بلکہ نماز کی امامت کی طرح امامت کبریٰ بھی صرف مردوں کو سزاوار ہے رہا بلقیس کا ملکہ سباء ہونا۔ تو اس سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہو سکتا۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے خود اس سے نکاح کیا اور پھر اس کو حکومت و سلطنت پر برقرار رکھا اور یہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔ جس پر احکام شرعیہ میں اعتماد کیا جا سکے۔

وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ.

مراد یہ ہے کہ سب ضروری سامان جو کسی بادشاہ و امیر کو در کار ہوتا ہے اور اپنے زمانے کے مطابق ہو سکتا ہے موجود تھا۔ جو چیزیں اس زمانے میں ایجاد ہی نہ ہوئیں تھیں ان کا نہ ہونا اس آیت کے منافی نہیں۔

وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ.

عرش کے لفظی معنی تخت سلطنت کے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ عرش بلقیس کا طول اسی ہاتھ اور عرض چالیس ہاتھ تھا جس پر موتی اور یاقوت احمر، زبرجد، اخضر کا کام تھا اور اس کے پائے موتیوں اور جواہرات کے تھے اور پردے ریشم اور حریر کے اندر باہر یکے بعد دیگرے سات مقفل عمارتوں میں محفوظ تھا۔

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ.

معلوم ہوا کہ اس کی قوم نجوم پرست تھی آفتاب کی عبادت کرتی تھی بعض نے فرمایا کہ مجوس میں سے تھی جو آگ اور ہر روشنی کی پرستش کرتے ہیں۔ (قرطبی)

اَلَّا يَسْجُدُوْا. کا تعلق زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ يَا صَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ سے ہے یعنی شیطان نے ان کے ذہنوں میں یہی بٹھلا دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہ کریں یا یہ کہ ان کو حق کے راستہ سے اس طرح روک دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہ کریں۔

تحریر اور خط بھی عام معاملات میں حجت شرعیہ ہے:

اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا. حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سباء کے نام خط بھیجنے کو اس پر اتمام حجت کے لیے کافی سمجھا اور اسی پر عمل فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ عام معاملات میں تحریر و خط قابل اعتبار ثبوت ہے۔ فقہاء رحمہم اللہ نے صرف ان مواقع میں خط کو کافی نہیں سمجھا جہاں شہادت شرعیہ کی ضرورت ہے کیونکہ خط اور ٹیلی فون وغیرہ کے ذریعہ شہادت نہیں لی جا سکتی۔ شہادت کا مدار شاہد کا عدالت کے سامنے آ کر بیان دینے پر رکھا گیا جس میں بڑی حکمتیں مضمر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل بھی دنیا کی کسی عدالت میں خط اور ٹیلی فون پر شہادت لینے کو کافی نہیں سمجھا جاتا۔

مشرکین کو خط لکھنا اور ان کے پاس بھیجنا جائز ہے:

دوسرا مسئلہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس خط سے ثابت ہوا کہ تبلیغ دین اور دعوت اسلام کے لیے مشرکین اور کفار کو خطوط لکھنا جائز ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مختلف کفار کو خطوط بھیجنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

انسانی اخلاق کی رعایت ہر مجلس میں چاہیے اگر چہ وہ مجلس کفار ہی کی ہو

فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ.

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد سے نامہ بری کا کام لیا تو اس کو یہ ادب مجلس بھی سکھایا کہ خط ملکہ سباء کو پہنچا کے وہیں سر پر سوار نہ رہے بلکہ وہاں سے ذرا ہٹ جائے جو عام شاہی مجلسوں کا طریقہ ہے اس میں آداب معاشرت اور انسانی اخلاق کا عام مخلوقات کے ساتھ مطلوب ہونا معلوم ہوا۔

(سلیمان علیہ السلام نے ہدہد سے گفتگو کر کے بلقیس کے نام ایک خط لکھا جس کا مضمون آگے قرآن میں مذکور ہے اور ہدہد کے حوالہ کیا وہ اس کو چونچ میں لے کر چلا گیا اور اکیلے یا مجلس کے پاس ڈال دیا) بلقیس نے

(پڑھ کر اپنے سرداروں کو مشورہ کے لیے جمع کیا اور) کہا اے اہل دربار میرے پاس ایک خط (جس کا مضمون نہایت) باوقعت (اور عظیم الشان ہے) ڈالا گیا ہے۔ (باوقعت اس لیے کہا کہ حاکمانہ مضمون ہے جس میں باوجود انتہائی اختصار کے اعلیٰ درجے کی بلاغت ہے اور) وہ سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے۔ اور اس میں یہ (مضمون) ہے۔ اول بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (اور اس کے بعد یہ کہ) تم لوگ (یعنی بلقیس اور سب ارکان بادشاہت جن کے ساتھ عوام بھی وابستہ ہیں) میرے مقابلہ میں تکبر مت کرو اور میرے پاس تابعدار ہو کر چلے آؤ (مقصود تمام کو دعوت دینا ہے اور یہ لوگ سلیمان علیہ السلام کا یا تو پہلے حال سن چکے ہوں گے کہ سلیمان علیہ السلام ان لوگوں کو نہ جانتے ہوں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بڑے چھوٹوں کو نہیں جانتے اور چھوٹے بڑوں کو جانا کرتے ہیں۔ اور یا خط آنے کے بعد تحقیق کر لیا ہو گا اور خط کے مضمون کی اطلاع دینے کے بعد) بلقیس نے (یہ) کہا کہ اے اہل دربار تم مجھ کو میرے اس معاملے میں رائے دو (کہ مجھ کو سلیمان علیہ السلام کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے) اور میں (کبھی) کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ تم میرے پاس موجود نہ ہو (اور اس میں شریک و مشیر نہ ہو) وہ کہنے لگے کہ ہم (اپنی ذات سے ہر طرح سے حاضر ہیں۔ (اگر مقابلہ اور لڑنا مصلحت سمجھا جاوے تو ہم) بڑے طاقتور اور بڑے لڑنے والے ہیں (اور آگے) اختیار تم کو ہے۔ سو تم ہی (مصلحت) دیکھ لو جو کچھ (تجویز کر کے) حکم دینا ہو بلقیس کہنے لگی کہ (میرے نزدیک لڑنا تو مصلحت نہیں کیونکہ سلیمان علیہ السلام بادشاہ ہیں اور) بادشاہوں کا (قاعدہ ہے کہ وہ) جب کسی بستی میں (مخالفانہ طور پر) داخل ہوتے ہیں تو اس کو تہہ و بالا کر دیتے ہیں اور اسکے رہنے والوں میں جو عزت دار ہیں ان کو (ان کا زور گھٹانے کے لیے) ذلیل (وخوار) کیا کرتے ہیں اور (ان سے لڑائی کی جاوے تو ممکن ہے ان ہی کو غلبہ ہو تو پھر) یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔ (تو بے ضرورت پریشانی میں پڑنا خلاف مصلحت ہے لہٰذا جنگ کو تو ابھی ملتوی کیا جاوے) اور (سردست یوں مناسب ہے کہ) میں ان لوگوں کے پاس کچھ ہدیہ (کسی آدمی کے ہاتھ بھیجتی ہوں) پھر دیکھوں گی وہ بھیجے ہوئے (وہاں سے) کیا (جواب) لے کر آتے ہیں (اس وقت دوبارہ غور کیا جائے گا چنانچہ ہدیوں اور تحفوں کا سامان درست ہوا اور قاصد اس کو لے کر روانہ ہوا) جب وہ قاصد سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچا (اور ہدیے پیش کیے) تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کیا تم لوگ (یعنی بلقیس والے) مال سے میری امداد کرنا چاہتے ہو۔ اس لئے ہدیے لائے ہو سو (سمجھ رکھو کہ) اللہ نے جو کچھ مجھے دے رکھا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو اللہ نے تم کو دے رکھا ہے (کیونکہ تمہارے پاس صرف دنیا ہے اور میرے پاس دین بھی اور دنیا بھی تم سے زیادہ لہٰذا میں تو ان چیزوں کا حریص نہیں ہوں) ہاں تم ہی اپنے ہدیے پر فخر کرتے ہو گے (لہٰذا یہ ہدیے ہم نہ لیں گے) تم (ان کو لے کر) ان لوگوں کے پاس لوٹ جاؤ (اگر وہ اب بھی ایمان لے آویں تو درست ورنہ) ہم ان پر ایسی فوجیں بھیجتے ہیں کہ ان لوگوں سے ان کا ذرا مقابلہ نہ ہو سکے گا اور ہم ان کو وہاں سے ذلیل کر کے نکال دیں گے اور وہ (ذلت کے ساتھ ہمیشہ کے لیے) ماتحت (اور رعایا) ہو جاویں گے (یہ نہیں کہ نکالنے کے بعد آزادی سے چھوڑ دیئے جاویں کہ جہاں چاہیں چلے جاویں بلکہ ہمیشہ کی ذلت ان کے لیے لازمی ہو جاوے گی)

قَالَتْ يَٰٓأَيُّهَا الْمَلَؤُا إِنِّيٓ أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَٰبٌ كَرِيمٌ.

کریم کے لفظی معنی معزز و مکرم کے ہیں۔ اور محاورہ میں کسی خط کو معزز مکرم جب کہا جاتا ہے جبکہ اس پر مہر لگائی گئی ہو۔ اسی لیے اس آیت میں کتاب کریم کی تفسیر حضرت ابن عباس، قتادہ زہیر وغیرہ نے کتاب مختوم سے کی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے خط پر اپنی مہر ثبت فرمائی تھی ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ملوک عجم کی یہ عادت معلوم ہوئی کہ جس خط پر مہر نہ ہو اس کو نہیں پڑھتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بادشاہوں کے خطوط کے لیے مہر بنوائی اور قیصر و کسریٰ وغیرہ کو جو خطوط تحریر فرمائے ان پر مہر ثبت فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ خط پر مہر لگانا مکتوب الیہ کا بھی اکرام ہے اور اپنے خط کا بھی۔ آج کل عادت خط کو لفافہ بند کر کے بھیجنے کی ہو گئی ہے۔ یہ بھی مہر کے قائم مقام ہے۔ جس جگہ مکتوب الیہ کا اکرام منظور ہوا کھلا خط بھیجنے کے بجائے لفافہ میں بند کر کے بھیجنا اقرب الی السنۃ ہے۔

حضرت سلیمان کا خط کس زبان میں تھا:

حضرت سلیمان علیہ السلام گو عربی نہ تھے لیکن عربی زبان جاننا اور سمجھنا آپ سے کوئی بعید بھی نہیں۔ جب کہ آپ پرندوں تک کی زبان جانتے تھے اور عربی زبان تو تمام زبانوں سے افضل و اشرف ہے لہٰذا ہو سکتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے عربی میں خط لکھا ہو۔ کیونکہ مکتوب الیہ (بلقیس) عربی النسل تھی اس نے خط کو پڑھا بھی اور سمجھا بھی اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے خط اپنی ہی زبان میں تحریر فرمایا ہو اور بلقیس کے پاس حضرت سلیمان علیہ السلام کی زبان کا ترجمان ہو جس نے خط پڑھ کر سنایا اور سمجھایا ہو۔ (روح)

خط نویسی

إِنَّهُۥ مِن سُلَيْمَٰنَ وَإِنَّهُۥ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ.

قرآن کریم نے انسانی زندگی کا کوئی پہلو نہیں چھوڑا جس پر ہدایات نہ دی ہوں۔ خط و کتابت اور مراسلت کے ذریعہ باہمی گفت و شنید بھی انسان کی اہم ضروریات میں داخل ہے۔ اس سورت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا مکتوب بنام ملکہ سباء (بلقیس) پورا کا پورا نقل فرمایا گیا یہ ایک پیغمبر و رسول

کا خط ہے اور قرآن کریم نے اس کو بطور استحسان کے نقل کیا ہے اس لیے اس خط میں جو ہدایات خط و کتابت مقابلے میں پائی جاتی ہے وہ مسلمانوں کے لیے بھی قابل اتباع ہیں۔

کاتب اپنا نام پہلے لکھے پھر مکتوب الیہ کا:

سب سے پہلے ایک ہدایت تو اس خط میں یہ ہے کہ خط کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے نام سے شروع کیا مکتوب الیہ کا نام کس طرح لکھا قرآن کریم کے الفاظ میں وہ مذکور نہیں مگر اتنی بات اس سے معلوم ہوئی کہ خط لکھنے والے کے لیے سنت انبیاء یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنا نام لکھے جس میں بہت سے فوائد ہیں مثلاً خط پڑھنے سے پہلے ہی مکتوب الیہ کے علم میں آ جائے کہ میں کس کا خط پڑھ رہا ہوں تا کہ وہ اسی ماحول میں خط کے مضمون کو پڑھے۔ اور غور کرے مخاطب کو یہ تکلیف نہ اٹھانی پڑے کہ کاتب کا نام خط میں تلاش کرے کہ کس کا خط ہے کہاں سے آیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے مکاتیب منقول اور شائع شدہ عالم میں موجود ہیں ان سب میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی طریقہ اختیار فرمایا ہے:

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِه۔ سے شروع فرمایا گیا ہے۔

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوسکتا ہے کہ جب کوئی بڑا آدمی اپنے چھوٹے کو خط لکھے اس میں تو اپنے نام کی تقدیم پر کوئی اشکال نہیں۔ لیکن کوئی چھوٹا اپنے باپ، استاد، شیخ یا اور کسی بڑے کو خط لکھے اس میں اپنے نام کو مقدم کرنا کیا اس کے ادب کے خلاف نہ ہوگا اور اس کو ایسا کرنا چاہیے یا نہیں اس معاملہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل مختلف رہا ہے۔ اکثر حضرات نے اتباع سنت نبوی کو ادب پر مقدم رکھ کر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خطوط لکھے ان میں بھی اپنے نام کو مقدم لکھا ہے۔ روح المعانی میں بحر محیط کے حوالہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

مَاكَانَ اَحَدٌ اَعْظَمَ حُرْمَةً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَكَانَ اَصْحَابُ اِذَا كَتَبُوْا اِلَيْهِ كِتَاباً بَدَاءُ وْا بِاَنْفُسِهِمْ قُلْتُ وَكِتَابُ عَلَاءِ الْحَضْرَمِيِّ يَشْهَدُ لَهٗ عَلٰى مَارُوِيَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تو کوئی انسان قابل تعظیم نہیں۔ مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب آپ کو بھی خط لکھتے تو اپنا نام ہی شروع میں لکھا کرتے تھے اور حضرت علاء حضرمی کا خط جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام معروف ہے اور اسپر شاہد ہے

البتہ روح المعانی میں مذکورہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ سب کلام افضلیت میں ہے جواز میں نہیں۔ اگر کوئی شخص مکتوب الیہ کے نام سے شروع کردے تو اس کے جواز میں کسی کو کلام نہیں کیونکہ امت میں یہ طریقہ بھی چلا آرہا ہے کہ اس پر نکیر نہیں کی گئی۔ (روح المعانی وقرطبی)

خط کا جواب دینا بھی سنت انبیاء ہے:

تفسیر قرطبی میں ہے کہ جس شخص کے پاس کسی کا خط آئے اس کے لیے مناسب ہے کہ اس کا جواب دے کیونکہ غائب کا خط حاضر کے سلام کے قائم مقام ہے اس لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے کہ وہ خط کے جواب کو جواب سلام کی طرح واجب قرار دیتے تھے۔ (قرطبی)

خطوط میں بسم اللہ لکھنا:

حضرت سلیمان علیہ السلام کے مذکورہ خط سے نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مکاتیب سے ایک مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ خط کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنا سنت انبیاء ہے۔ رہا یہ مسئلہ کہ بسم اللہ کو اپنے نام سے پہلے لکھے یا بعد میں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب اس پر شاہد ہیں کہ بسم اللہ کو سب سے مقدم اس کے بعد کاتب کا نام، پھر مکتوب الیہ کا نام لکھا جائے۔ اور قرآن کریم میں جو حضرت سلیمانؑ کا نام پہلے اور بسم اللہ بعد میں مذکور ہے اس کے ظاہر سے جواز اس کا بھی معلوم ہوتا ہے کہ بسم اللہ اپنے نام کے بعد لکھی جائے۔ لیکن ابن ابی حاتم نے یزید بن رومان سے نقل کیا ہے کہ دراصل حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے خط میں اس طرح لکھا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوٗدَ اِلٰى بِلْقِيْسَ اِبْنَةِ ذِيْ شَرْحٍ وَ قَوْمِهَا اَنْ لَّا تَعْلُوْا الخ

بلقیس نے جب یہ خط اپنی قوم کو سنایا تو اس نے قوم کی آگاہی کے لیے سلیمان علیہ السلام کا نام پہلے ذکر کردیا۔ قرآن کریم میں جو کچھ آیا ہے وہ بلقیس کا قول ہے۔ قرآن کریم میں اس کی تصریح نہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اصل خط میں بسم اللہ مقدم تھی یا سلیمان علیہ السلام کا نام اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا نام لفافہ کے اوپر لکھا ہوا اور اندر بسم اللہ سے شروع ہو۔ بلقیس نے جب اپنی قوم کو خط سنایا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کا نام پہلے ذکر کردیا

مسئلہ: خط نویسی کی اصل سنت تو یہی ہے کہ ہر خط کے شروع میں بسم اللہ لکھی جائے لیکن قرآن وسنت کے نصوص واشارات سے حضرات فقہاء نے یہ کلیہ قاعدہ لکھا ہے کہ جس جگہ بسم اللہ یا اللہ تعالیٰ کا کوئی نام لکھا جائے اگر اس جگہ اس کاغذ کے بے ادبی سے محفوظ رکھنے کا کوئی اہتمام نہیں۔ بلکہ وہ پڑھ کر ڈال دیا جاتا ہے تو ایسے خطوط اور ایسی ہی چیز میں بسم اللہ یا اللہ تعالیٰ کا کوئی نام لکھنا جائز نہیں۔ کہ وہ اس طرح اس بے ادبی کے گناہ کا شریک ہوجائے گا آج کل جو عموماً ایک دوسرے کو خطوط لکھے جاتے ہیں ان کا حال سب جانتے ہیں کہ نالیوں اور گندگیوں میں پڑے نظر آتے ہیں اس لیے مناسب یہ ہے کہ ادائے سنت کے لیے زبان سے بسم اللہ کہہ لے تحریر میں نہ لکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ دینے میں سبقت لے جایا کرو۔ یعنی شوق سے صدقہ دیا کرو کیونکہ اس سے بلائیں جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

ایسی تحریر جس میں کوئی آیت قرآنی لکھی ہو کیا کسی کافر مشرک کے ہاتھ میں دینا جائز ہے:

یہ خط حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو اس وقت بھیجا ہے جب کہ وہ مسلمان نہیں تھیں حالانکہ اس خط میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم لکھا ہوا تھا جس سے معلوم ہوا کہ ایسا کرنا جائز ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطوط ملوک عجم کو لکھے ہیں وہ مشرک تھے ان میں بھی بعض آیات قرآنی لکھی ہیں وہ وجہ دراصل یہ ہے کہ قرآن کریم کا کسی کافر کے ہاتھ دینا جائز نہیں لیکن ایسی کوئی کتاب یا کاغذ جس میں کسی مضمون کے ضمن میں کوئی آیت آ گئی ہے وہ عرف میں قرآن نہیں کہلاتا۔ اس لیے اس کا حکم بھی قرآن کا حکم نہیں ہوگا وہ کسی کافر کے ہاتھ میں دے سکتے ہیں اور بے وضو کے ہاتھ میں بھی۔

(عالمگیری کتاب الحظر والاباحۃ)

خط مختصر، جامع، بلیغ اور موثر انداز میں لکھنا چاہیے:

حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس والا نامہ کو دیکھیے۔ کہ چند سطروں میں تمام اہم اور ضروری مضامین بھی جمع کر دیے اور بلاغت کا اعلیٰ معیار بھی قائم ہے۔ کافر کے مقابلہ میں اپنی شاہانہ شوکت کا اظہار بھی ہے اس کے ساتھ حق تعالیٰ کی صفات کمال کا بیان اور اسلام کی طرف دعوت بھی۔ اور ترفع وتکبر کی مذمت بھی۔ درحقیقت یہ خط بھی اعجاز قرآنی کا ایک نمونہ ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خط نویسی میں تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت بھی وہی ہے کہ تحریر میں طول نہ ہو مگر ضروری کوئی مضمون چھوٹنے بھی نہیں (روح المعانی)

اہم امور میں مشورہ کرنا سنت ہے اسمیں دوسروں کی رائے سے فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے اور لوگوں کی دلجوئی بھی ہوتی ہے:

قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ (النمل)

فتویٰ سے مشتق ہے جس کا معنی ہیں کسی خاص مسئلہ کا جواب دینا یہاں مشورہ دینا اور اپنی رائے کا اظہار کرنا مراد ہے۔ ملکہ بلقیس کو جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط پہنچا تو اس نے اپنے ارکان حکومت کو جمع کر کے اس واقعہ کا اظہار کیا اور ان سے مشورہ طلب کیا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ اس نے ان کی رائے دریافت کرنے سے پہلے ان کی دلجوئی اور ہمت افزائی کے لیے یہ بھی کہا کہ "میں کسی معاملہ کا فیصلہ تمہارے بغیر نہیں کرتی" اسی کا نتیجہ تھا کہ فوج اور وزراء نے اس کے جواب میں اپنی مستعدی کے ساتھ تعمیل کے لیے ہر قسم کی قربانی پیش کر دی۔ نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ بلقیس کی مجلس شوریٰ کے ارکان تین سو تیرہ تھے۔ اور ان میں ہر ایک آدمی دس ہزار آدمیوں کا امیر اور نمائندہ تھا (قرطبی)

اس سے معلوم ہوا کہ اہم امور میں مشورہ لینے کا دستور پرانا ہے اسلام نے مشورہ کو خاص اہمیت دی اور عمال حکومت کو مشورہ کا پابند کیا یہاں تک کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو وحی الٰہی کے مورد تھے اور آسمانی ہدایات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتی تھیں اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مشورہ کی درحقیقت ضرورت نہ تھی مگر امت کے لیے سنت قائم کرنے کے واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا۔ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ یعنی آپ اہم امور میں صحابہ کرام سے مشورہ لیا کریں۔ اس میں صحابہ کرام کی دلجوئی اور عزت افزائی بھی ہے اور آئندہ آنے والے عمال حکومت کو اس کی تاکید بھی کہ مشورہ سے کام کیا کریں۔

مکتوب سلیمانی کے جواب میں ملکہ بلقیس کا ردعمل:

ارباب حکومت کو مشورہ میں شریک کر کے ان کا تعاون حاصل کر لینے کے بعد ملکہ بلقیس نے خود ہی ایک رائے قائم کی۔ جس کا حاصل یہ تھا کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا امتحان لے اور تحقیق کرے کہ وہ واقعی اللہ کے رسول اور نبی ہیں اور جو کچھ حکم دے رہے ہیں وہ اللہ ہی کے احکام کی تعمیل ہے یا وہ ایک ملک گیری کے خواہشمند بادشاہ ہیں۔ اس امتحان سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر وہ واقعی نبی ورسول ہیں تو ان کے حکم کا اتباع کیا جائے اور مخالفت کی کوئی صورت اختیار نہ کی جائے۔ اور اگر بادشاہ ہیں اور ملک گیری کی ہوس میں ہمیں اپنا غلام بنانا چاہتے ہیں تو پھر غور کیا جائے گا کہ ان کا مقابلہ کس طرح کیا جائے اس امتحان کا طریقہ اس نے یہ تجویز کیا کہ سلیمان علیہ السلام کے پاس کچھ ہدیے تحفے بھیجے اگر وہ ہدیے تحفے لے کر راضی ہو گئے تو علامت اس کی ہو گی کہ وہ ایک بادشاہ ہی ہیں اور اگر وہ واقعہ میں نبی ورسول ہیں تو وہ اسلام وایمان کے بغیر کسی چیز پر راضی نہ ہوں گے یہ مضمون ابن جریر نے متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، مجاہد، ابن جریج، ابن وہب سے نقل کیا ہے اسی کا بیان اس آیت میں ہے۔ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ۔ یعنی میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے ارکان دولت کے پاس ایک ہدیہ بھیجتی ہوں پھر دیکھوں گی کہ جو قاصد یہ ہدیہ لے کر جائیں گے۔ وہ واپس آ کر کیا صورتحال بیان کرتے ہیں۔

بلقیس کے قاصدوں کی دربار سلیمانی میں حاضری:

تاریخی اسرائیلی روایات میں بلقیس کی طرف آنے والے قاصدوں اور تحفوں کی بڑی تفصیلات مذکور ہیں۔ اتنی بات پر سب روایات متفق ہیں کہ تحفہ میں کچھ سونے کی اینٹیں تھیں، کچھ جواہرات اور ایک سو غلام اور ایک سو کنیزیں تھیں۔ مگر کنیزوں کو مردانہ لباس میں اور غلاموں کو زنانہ لباس میں

بھیجا گیا تھا۔ اور ساتھ ہی بلقیس کا ایک خط بھی تھا۔ جس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتحان کے لئے کچھ سوالات بھی تھے۔ تحفوں کے انتخاب میں بھی ان کا امتحان مطلوب تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس کے تحفوں کی تفصیلات ان کے پہنچنے سے پہلے ہی بتلا دی تھیں۔ سلیمان علیہ السلام نے جنات کو حکم دیا کہ دربار سے نو فرسخ تقریباً تیس میل کی مسافت میں سونے چاندی کی اینٹوں کا فرش کر دیا جائے۔ اور راستے میں دوطرفہ عجیب الخلقت جانوروں کو کھڑا کر دیا جائے۔ جن کا بول و براز بھی سونے چاندی کے فرش پر ہو۔ اسی طرح اپنے دربار کو خاص اہتمام سے مزین فرمایا۔ دائیں بائیں چار چار ہزار سونے کی کرسیاں ایک طرف علماء کے لئے اور دوسری طرف وزراء اور اعمال سلطنت کے لئے بچھائی گئیں۔ جواہرات سے پورا ہال مزین کیا گیا۔ بلقیس کے قاصدوں نے جب سونے کی اینٹوں پر جانوروں کو کھڑا دیکھا تو اپنے تحفے سے شرما گئے۔ بعض روایات میں ہے کہ اپنی سونے کی اینٹیں وہیں ڈال دیں۔ پھر جوں جوں آگے بڑھتے گئے۔ دوطرفہ وحوش و طیور کی صفیں دیکھیں۔ پھر جنات کی صفیں دیکھیں تو بے حد مرعوب ہو گئے۔ مگر جب دربار تک پہنچے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے حاضر ہوئے تو آپ خندہ پیشانی سے پیش آئے ان کی مہمانی کا اکرام کیا مگر ان کے تحفے واپس کر دیئے۔ اور بلقیس کے سب سوالات کے جوابات دیئے۔ (ملخصاً از تفسیر قرطبی)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہدیہ بلقیس کی واپسی

قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰىنِ ءَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ.

یعنی بلقیس کے قاصد اس کے ہدایا اور تحفے لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے قاصدوں سے فرمایا کہ کیا تم مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو۔ مجھے اللہ نے جو مال و دولت دیا ہے۔ وہ تمہارے مال و سامان سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ اس لئے میں یہ مال کا ہدیہ قبول نہیں کرتا اس کو واپس لے جاؤ اور اپنے ہدیہ پر تم ہی خوش رہو۔

کسی کافر کا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے یا نہیں اس کی تفصیل و تحقیق:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کا ہدیہ قبول نہیں فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر کا ہدیہ قبول کرنا جائز نہیں یا بہتر نہیں۔ اور تحقیق اس مسئلے میں یہ ہے کہ کافر کا ہدیہ قبول کرنے میں اگر اپنی یا مسلمانوں کی کسی مصلحت میں خلل آتا ہو۔ یا ان کے حق میں رائے کی کمزوری پیدا ہوتی ہو۔ تو ان کا ہدیہ قبول کرنا درست نہیں (روح المعانی)
ہاں اگر کوئی دینی مصلحت اس ہدیہ کے قبول کرنے کی داعی ہو مثلاً اس کے ذریعے کافر کے مانوس ہو کر اسلام سے قریب آنے پر مسلمان ہونے کی امید ہو۔ یا اس کے کسی شر و فساد کو اس کے ذریعے دفعہ کیا جا سکتا ہو تو قبول کرنے کی گنجائش ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اس معاملے میں بھی رہی ہے کہ بعض کفار کا ہدیہ قبول فرمالیا اور بعض کا رد کر دیا۔ عمدۃ القاری شرح بخاری کتاب الھبۃ میں اور شرح سیر کبیر میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ براء کا بھائی عامر بن ملک مدینہ منورہ میں کسی ضرورت سے پہنچا جبکہ وہ مشرک و کافر تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو گھوڑے اور دو جوڑے کپڑے کا ہدیہ پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہدیہ یہ فرما کر واپس کر دیا کہ ہم مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتے۔ اور عیاض بن حمار مجاشعی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ہدیہ پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سوال کیا کہ تم مسلمان ہو اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہدیہ بھی یہ کہہ کر رد فرما دیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے عطایا لینے سے منع فرمایا ہے۔ اس کے بالمقابل یہ روایات بھی موجود ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مشرکین کے ہدایا قبول فرمائے ایک روایت میں ہے کہ ابوسفیان نے بحالت شرک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چمڑا ہدیہ میں بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا اور ایک نصرانی نے ایک ریشمی حریر کا بہت چمکتا ہوا کپڑا ہدیہ میں پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا۔

شمس الائمہ اس کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک سبب یہ تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض کا ہدیہ رد کر دینے میں اس کا اسلام کی طرف مائل ہونے کی امید نہ تھی وہاں رد کر دیا۔ اور بعض کا ہدیہ قبول کرنے میں اس کے مسلمان ہو جانے کی امید تھی۔ تو قبول کر لیا۔ (از عمدۃ القاری کتاب الھبۃ)

اور بلقیس نے جو رد ہدیہ کو نبی ہونے کی علامت قرار دیا اس کا سبب یہ نہ تھا۔ کہ نبی کے لئے ہدیہ قبول کرنا مشرک کا جائز نہیں۔ بلکہ سبب یہ تھا کہ اس نے اپنا ہدیہ در حقیقت ایک رشوت کی حیثیت سے بھیجا تھا کہ اس کے ذریعہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حملے سے محفوظ رہے۔

(غرض وہ قاصد اپنے ہدایا لے کر واپس گیا اور سارا قصہ بلقیس سے بیان کیا تو حالات سے اس کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے علم اور نبوت کے کمالات کا یقین ہو گیا اور حاضر ہونے کے ارادہ سے اپنے ملک سے چلی) سلیمان (علیہ السلام) کو وحی سے یا اور کسی پرندے وغیرہ سے اس کا چلنا معلوم ہوا تو انہوں) نے (اپنے درباروالوں سے) فرمایا کہ اے درباروالو تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اس (بلقیس) کا تخت پہلے اس کے کہ وہ میرے پاس مطیع ہو کر آویں حاضر کر دے۔ (مسلمین کی قید اظہار واقعہ کے لئے ہے کیونکہ وہ لوگ اسی قصد سے آ رہے تھے تخت کا منگانا غالباً اسی غرض سے ہے کہ وہ لوگ میرا معجزہ بھی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر آسمان اور زمین میں نہایت برگزیدہ و عمدہ ہیں۔ (مسند الفردوس)

دیکھ لیں۔ کیونکہ اتنا بڑا تخت اور پھر اس کا ایسے سخت پہروں میں اس طور پر اچانک آ جانا کہ اطلاع تک نہ ہو عادت بشریہ سے باہر ہے۔ اگر جنوں کی تسخیر یعنی تابع ہونے سے ہو تب بھی جنوں کا خود بخود تابع ہو جانا بھی ایک معجزہ ہی ہے۔ اور اگر کسی ولی امت کی کرامت کے ذریعہ ہے۔ تو ولی کی کرامت بھی نبی کا معجزہ ہوتا ہے۔ اور اگر بغیر کسی واسطے کے ہے تو پھر معجزہ ہونا ظاہر ہے۔ بہر حال ہر طور پر یہ معجزہ نبوت کی دلیل ہے لہٰذا مقصود یہ ہوگا کہ اندرونی کمالات کے ساتھ ساتھ یہ معجزہ کے کمالات بھی دیکھ لیں تا کہ ایمان واطمینان زیادہ ہو) ایک قوی ہیکل جن نے جواب (میں) عرض کیا کہ میں اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا۔ پہلے اس کے کہ آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں اور (گو وہ بہت بھاری ہے مگر) میں اس (کے لانے) میں طاقت رکھتا ہوں۔ (اور گو بڑا قیمتی اور موتیوں سے مزین ہے مگر میں) امانت دار (بھی) ہوں (اس میں کوئی خیانت نہ کروں گا)۔ جس کے پاس کتاب (الٰہی یعنی تورات کا یا اور وحی کی ہوئی کسی کتاب کا جس میں اللہ کے ناموں کی تاثیرات ہوں اس) کا علم تھا۔ (اقرب یہ ہے کہ اس سے خود سلیمان علیہ السلام مراد ہیں غرض) اس (علم والے) نے (اس جن سے) کہا کہ (بس تجھ میں تو اتنی ہی قوت ہے) اور میں اس کو تیرے سامنے تیری آنکھ جھپکنے سے پہلے لا کھڑا کر سکتا ہوں۔ (کیونکہ معجزہ کی طاقت سے لاؤں گا۔ چنانچہ آپ نے حق تعالیٰ سے دعا کی ویسے ہی یا کسی اسم الٰہی کے ذریعے وہ تخت فوراً سامنے آ موجود ہو)۔ جب سلیمان علیہ السلام نے اس کو اپنے روبرو دیکھا (تو خوش ہو کر شکر کے طور پر) کہنے لگے کہ یہ بھی میرے پروردگار کا ایک فضل ہے۔ (کہ میرے ہاتھ سے یہ معجزہ ظاہر کیا) تا کہ وہ میری آزمائش کرے کہ میں شکر کرتا ہوں یا (خدانخواستہ) ناشکری کرتا ہوں۔ اور ظاہر ہے کہ جو شخص شکر ادا کرتا ہے۔ وہ اپنے ہی نفع کے لئے شکر کرتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ کا کوئی نفع نہیں) اور (اسی طرح) جو ناشکری کرتا ہے (وہ بھی اپنا ہی نقصان کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں کرتا کیونکہ) میرا رب غنی ہے کریم ہے (اس کے بعد) سلیمان علیہ السلام نے (بلقیس کی عقل آزمانے کیلئے) حکم دیا کہ اس (کی عقل آزمانے) کے لیے اس کے تخت کی صورت بدل دو۔ (جس کے بہت سے طریقہ ہو سکتے ہیں مثلاً موتیوں کی جگہیں بدل دو۔ یا کسی اور طرح) ہم دیکھیں کہ اس کو اس کا پتہ لگتا ہے یا اس کا انہیں میں شمار ہے جن کو (ایسی باتوں کا) پتہ نہیں لگتا۔ (پہلی صورت میں معلوم ہوگا کہ وہ عقلمند ہے اور عقلمند سے حق بات سمجھنے کی زیادہ امید ہے اور اس کے حق کو پہچاننے کا اثر دور تک بھی پہنچے گا۔ اور دوسری صورت میں اس سے حق پہچاننے کی امید کم ہے)

بلقیس کی حاضری دربار سلیمانی میں:

قرطبی نے تاریخی روایات کے حوالہ سے لکھا ہے کہ بلقیس کے قاصد خود بھی مرعوب و مبہوت ہو کر واپس ہوئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا اعلان جنگ بھی سنا دیا تو بلقیس نے اپنی قوم سے کہا کہ پہلے بھی میرا یہی خیال تھا کہ سلیمان علیہ السلام دنیا کے بادشاہوں کی طرح بادشاہ نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے کوئی خاص منصب بھی ان کو ملا ہے۔ اور اللہ کے نبی ورسول سے لڑنا اللہ کا مقابلہ ہے جس کی ہم میں طاقت نہیں۔ یہ کہہ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضری کی تیاری شروع کر دی۔ بارہ ہزار سرداروں کو اپنے ساتھ لیا جن کے تحت ایک ایک لاکھ افواج تھیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے ایسا رعب وجلال عطاء فرمایا تھا کہ ان کی مجلس میں کوئی ابتداء گفتگو کی جراءت نہ کر سکتا تھا۔ ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام نے دور سے غبار اٹھتا ہوا دیکھا تو حاضرین سے سوال کیا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ اے نبی اللہ! ملکہ بلقیس اپنے ساتھیوں کے ساتھ آ رہی ہیں بعض روایات میں ہے کہ اس وقت وہ دربار سلیمانی سے ایک فرسخ تقریباً تین میل کے فاصلے پر تھی۔ اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے جنود وعساکر کو مخاطب کر کے فرمایا:

يَاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ.

حضرت سلیمان علیہ السلام کو چونکہ یہ اطلاع مل گئی تھی۔ کہ بلقیس ان کی دعوت سے متاثر ہونے کی بناء پر مطیع بن کر آ رہی ہے۔ تو ارادہ فرمایا کہ وہ شاہانہ قوت وشوکت کے ساتھ ایک پیغمبرانہ معجزہ بھی دیکھ لے۔ تو اس کے ایمان لانے کیلئے زیادہ معین ہوگا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے تسخیر جنات کا عام معجزہ عطاء فرمایا ہوا تھا۔ شاید حق تعالیٰ کی طرف سے اشارہ پا کر انہوں نے یہ ارادہ فرمایا کہ کسی طرح بلقیس کا تخت شاہی اس کے یہاں پہنچنے سے پہلے حاضر ہو جائے۔ اس لئے حاضرین کو جن میں جنات بھی تھے خطاب فرما کر یہ تخت لانے کے لیے فرما دیا اور اس کے تمام اموال و دولت میں تخت شاہی کا انتخاب بھی شاید اسی لئے کیا گیا کہ وہ اس کی سب سے زیادہ محفوظ چیز تھی جس کو سات محلات شاہی کے وسط میں ایک محفوظ محل کے اندر مقفل کر کے رکھا تھا۔ کہ اس کے اپنے آدمیوں کا بھی وہاں تک گذر نہ تھا۔ اس کا بغیر دروازہ یا قفل توڑے ہوئے منتقل ہو جانا اور اتنی مسافت بعیدہ پر پہنچ جانا حق تعالیٰ شانہٗ کی قدرت کاملہ سے ہو سکتا ہے یہ اس کو حق تعالیٰ شانہٗ کی قدرت عظیمہ پر یقین کا سب سے بڑا ذریعہ ہو سکتا تھا۔ اس کے ساتھ اس پر بھی یقین لازم تھا کہ سلیمان علیہ السلام کو حق تعالیٰ ہی کی طرف سے کوئی خاص منصب حاصل ہے۔ کہ ان کے ہاتھ پر ایسی فوق العادت چیزیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ (ذکرہ واختارہ ابن جریر)

قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ.

مسلمین مسلم کی جمع ہے جس کے لغوی معنی مطیع وفرمانبردار کے ہیں۔

5 اصطلاح شرع میں مومن کو مسلم کہا جاتا ہے۔ یہاں بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کے لغوی معنی سے مراد ہیں یعنی مطیع وفرمانبردار کیونکہ ملکہ بلقیس کا اسلام لانا اس وقت ثابت نہیں بلکہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر ہونے اور کچھ گفتگو کرنے کے بعد مسلمان ہوئی ہے۔ جیسا کہ خود قرآن کریم کے آنے والے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے۔ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ. یعنی کہا اس شخص نے جس کے پاس علم تھا۔ کتاب میں سے یہ کون شخص تھا۔ اس کے متعلق ایک احتمال تو وہ ہے جو خلاصہ تفسیر میں لکھا گیا ہے کہ خود حضرت سلیمان علیہ السلام مراد ہیں۔ کیونکہ کتاب اللہ کا سب سے زیادہ علم انہیں کو حاصل تھا۔ اس صورت میں یہ سارا معاملہ بطور معجزہ کے ہوا اور یہی مقصود تھا کہ بلقیس کو پیغمبرانہ اعجاز کا مشاہدہ ہو جائے اور کوئی اشکال اس معاملے میں نہ رہے۔ مگر اکثر آئمہ تفسیر قتادہ وغیرہ سے ابن جریر نے نقل کیا ہے اور قرطبی نے اسی کو جمہور کا قول قرار دیا ہے۔ کہ یہ کوئی شخص حضرت سلیمان علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھا۔ ابن اسحاق نے اس کا نام آصف بن برخیا بتلایا ہے۔ اور یہ کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا دوست تھا۔ اور بعض روایات کے اعتبار سے ان کا خالہ زاد بھائی بھی تھا۔ جس کو اسم اعظم کا علم تھا۔ جس کا خاصہ یہ ہے کہ اس کیساتھ اللہ تعالیٰ سے جو دعا بھی کی جائے قبول ہوتی ہے۔ اور جو کچھ مانگا جائے اللہ کی طرف سے عطاء کر دیا جاتا ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اسم اعظم کا علم نہیں تھا۔ کیونکہ یہ کچھ بعید نہیں تھا۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مصلحت اس میں دیکھی ہو کہ یہ عظیم کارنامہ ان کی امت کے کسی آدمی کے ذریعے ظاہر ہو۔ جس سے بلقیس پر اور زیادہ اثر پڑے۔ اس لئے بجائے خود یہ عمل کرنے کے اپنے اصحاب کو خطاب فرمایا۔ اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ (کذا فی فصوص الحکم)

اس صورت میں یہ واقعہ آصف بن برخیاء کی کرامت ہوگی۔

معجزہ اور کرامت میں فرق:

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح معجزہ میں اسباب طبعیہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ وہ براہ راست حق تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى.

اسی طرح کرامت میں بھی اسباب طبعیہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ براہ راست حق تعالیٰ کی طرف سے کوئی کام ہو جاتا ہے اور معجزہ اور کرامت دونوں خود صاحب معجزہ وکرامت کے اختیار میں بھی نہیں ہوتے۔ ان دونوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ اس کا کوئی خارق عادت کام اگر کوئی صاحب وحی نبی کے ہاتھ پر ہو۔ تو معجزہ کہلاتا ہے۔ غیر نبی کے ذریعے اس کا ظہور ہو تو کرامت کہلاتی ہے۔ اس واقعہ میں اگر یہ روایت صحیح ہے کہ یہ عمل حضرت سلیمان کے اصحاب میں سے آصف بن برخیا کے ذریعہ ہوا تو ان کی یہ کرامت کہلائے گی۔ اور ہر ولی کے کمالات چونکہ اس کے رسول وپیغمبر کے کمالات کا عکس اور انہی سے مستفاد ہوتے ہیں۔ اس لئے امت کے لئے اولیاء اللہ کے ہاتھوں جتنی کرامتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ سب رسول کے معجزات میں شمار ہوتے ہیں۔

تخت بلقیس کا واقعہ کرامت تھی یا تصرف:

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے اس کو آصف بن برخیا کا تصرف قرار دیا ہے۔ تصرف اصطلاح میں خیال ونظر کی طاقت استعمال کر کے حیرت انگیز کام صادر کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ جس کے لئے نبی یا ولی بلکہ مسلمان ہونا بھی شرط نہیں۔ مسمریزم جیسا ایک عمل ہے۔ صوفیائے کرام نے اصلاح مریدین کے لئے کبھی کبھی اس کو استعمال کیا ہے ابن عربی نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام چونکہ تصرف کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اس لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ کام آصف بن برخیا سے لیا۔ مگر قرآن کریم نے اس تصرف کو علم من الکتاب کا نتیجہ بتلایا ہے۔ اس سے ترجیح اس کو ہی ہوتی ہے کہ یہ کسی دعا یا اسم اعظم کا اثر تھا۔ جس کا تصرف سے کوئی واسطہ نہیں وہ کرامت ہی کے مفہوم میں داخل ہے۔ رہا شبہ ان کا یہ کہنا کہ:

اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ.

یعنی میں یہ تخت آنکھ جھپکنے سے پہلے لا دوں گا۔ یہ علامت اس کی ہے کہ یہ کام اس کے قصد واختیار سے ہوا جو علامت تصرف کی ہے کیونکہ کرامت ولی کے اختیار میں نہیں ہوتی۔ تو اس کا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ اطلاع کر دی ہو۔ کہ تم ارادہ کرو گے تو ہم یہ کام اتنی جلدی کر دیں گے یہ تقریر حضرت سیدی حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کی ہے۔ جو احکام القرآن میں سورہ نمل کی تفسیر لکھنے کے وقت حضرتؒ نے ارشاد فرمائی تھی۔ اور تصرف کی حقیقت اور اس کے احکام پر حضرتؒ کا ایک مستقل رسالہ بنام التصرف عربی زبان میں تھا۔ جس کا اردو ترجمہ احقر نے لکھا تھا۔ وہ جداگانہ شائع ہو چکا ہے۔

(سلیمان علیہ السلام نے یہ سب سامان کر رکھا تھا۔ پھر بلقیس پہنچی) سو جب بلقیس آئی تو اس سے (تخت دکھا کر) کہا گیا (خواہ سلیمان علیہ السلام نے خود کہا ہو یا کسی سے کہلوایا ہو) کہ کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے؟ وہ کہنے لگی کہ ہاں ہے تو ویسا ہی (بلقیس سے اس طور پر اس لیے سوال کیا کہ ہیئت تو بدل دی گئی تھی اپنی اصل کے اعتبار سے تو وہی تخت تھا۔ اور صورت وہ نہ تھی۔ اس لئے یوں نہ کہا کہ کیا یہی تمہارا تخت ہے بلکہ یہ کہا کہ ایسا ہی تمہارا تخت ہے اور بلقیس اس کو پہچان گئی اور اس کے بدل دینے کو بھی سمجھ گئی۔ اس لئے جواب بھی مطابق سوال کے دیا)۔ اور (یہ بھی کہا کہ) ہم لوگوں کو تو اس واقعہ سے پہلے ہی (آپ کی نبوت کی) تحقیق ہو چکی تھی اور ہم (اسی وقت سے دل سے) مطیع ہو چکے ہیں (جب قاصد سے آپ کے کمالات معلوم

ہوئے تھے۔اس معجزہ کی چنداں حاجت نہ تھی) اور (چونکہ اس معجزہ سے قبل تصدیق واعتقاد کر لینا کمال عقل کی دلیل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس کے عاقل ہونے کی تقریر فرماتے ہیں۔ کہ فی الواقع وہ تھی سمجھدار مگر چند روز تک جو ایمان نہ لائی تو وجہ اس کی یہ ہے کہ) اس کو (ایمان لانے سے) غیر اللہ کی عبادت نے (جس کی اس کو عادت تھی) روک رکھا تھا۔ (اور وہ عادت اس لئے پڑ گئی تھی کہ) وہ کافر قوم میں کی تھی۔ (پس جو سب کو دیکھا وہی آپ کرنے لگی۔ اور قومی عادات اکثر اوقات انسان کے سوچنے سمجھنے میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ مگر چونکہ عاقل تھی اس لئے جب تنبیہ کی گئی تو سمجھ گئی اس کے بعد سلیمان علیہ السلام نے یہ چاہا کہ علاوہ اعجاز وشان نبوت دکھلانے کے اس کو ظاہری شان سلطنت بھی دکھلا دی جائے۔ تاکہ اپنے کو دنیا کے اعتبار سے بھی عظیم نہ سمجھے۔ اس لئے ایک شیش محل بنوا کر اس کے صحن میں حوض بنوایا اور اس میں پانی اور مچھلیاں بھر کر اس کو شیشہ سے پاٹ دیا۔ اور شیشہ ایسا شفاف تھا کہ ظاہر نظر میں نظر نہ آتا تھا۔ اور وہ حوض ایسے موقع پر تھا۔ کہ اس محل میں جانے والے کو لامحالہ اس پر سے عبور کرنا پڑے۔ چنانچہ اس تمام سامان کے بعد) بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو۔ (ممکن ہے وہی محل قیام کے لئے تجویز کیا ہو۔ غرض وہ چلیں راہ میں حوض آیا) تو جب اس کا صحن دیکھا تو اس کو پانی (سے بھرا ہوا) سمجھا اور (چونکہ قرینہ سے پایاب گمان کیا اس لئے اس کے اندر گھسنے کے لئے دامن اٹھائے) اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں۔ (اس وقت) سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو محل ہے جو (سب کا سب مع صحن) شیشوں سے بنایا گیا ہے۔ اور یہ حوض بھی شیشہ سے پٹا ہوا ہے۔ دامن اٹھانے کی ضرورت نہیں اس وقت بلقیس کو معلوم ہو گیا کہ یہاں پر دنیوی صنعت کاری کے عجائب بھی ایسے ہیں جو آج تک میں نے آنکھ سے نہیں دیکھے۔ تو ان کے دل میں ہر طرح سے سلیمان کی عظمت پیدا ہوئی اور بے ساختہ کہنے لگی کہ اے میرے پروردگار میں نے (اب تک) اپنے نفس پر ظلم کیا تھا۔ (کہ شرک میں مبتلا تھی) اور میں (اب) سلیمان علیہ السلام کے ساتھ (یعنی ان کے طریق پر) ہو کر رب العالمین پر ایمان لائی۔

کیا بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کے نکاح میں آ گئی تھیں:

آیات مذکورہ میں بلقیس کا واقعہ اسی پر ختم ہو گیا کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گئی۔ اس کے بعد کیا حالات پیش آئے۔ قرآن کریم نے اس سے سکوت کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی شخص نے جب عبد اللہ ابن عیینہ سے پوچھا کہ کیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے ساتھ نکاح کر لیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کا معاملہ اس پر ختم ہو گیا:

اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

مطلب یہ تھا کہ قرآن نے یہیں تک اس کا حال بیان کیا ہے۔ اس کے بعد کا حال بتلانا قرآن نے چھوڑ دیا تو ہمیں بھی اس کی تفتیش میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ مگر ابن عساکر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس کے بعد بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کے نکاح میں آ گئی اور اس کو اس کے ملک پر برقرار رکھ کر یمن واپس بھیج دیا۔ ہر مہینے حضرت سلیمان علیہ السلام وہاں تشریف لاتے اور تین روز کا قیام فرماتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے لئے یمن میں تین عمدہ محلات ایسے تیار کرا دیئے تھے جس کی مثال ونظیر نہیں تھی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (از معارف القرآن مفتی صاحب)

گلدستۂ احادیث

عقائد، عبادات، اخلاقیات، معاشرت اور حدود سے متعلق تقریباً دس ہزار عام فہم احادیث کا ذخیرہ قرآن کریم کی عام فہم مقبول تفسیر ''گلدستہ تفاسیر'' کے بعد مولف حضرت مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہ کا احادیث مبارکہ پر مشتمل پہلا مجموعہ۔ احادیث کی ضخیم عربی کتب سے لے کر اردو کی مستند کتب ورسائل سے مبارک انتخاب۔ رابطہ کیلئے 0322-6180738

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عاص کے دونوں بیٹے ہشام وعمرو مومن ہیں۔ (رموز الحقائق)

باب۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امثال عبرت

ازافادات: حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

حکایت (۱): حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ شب کے وقت گھر میں چراغ گل ہوگیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بھی کوئی مصیبت ہے یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ معلوم تو تھا کہ اناللہ مصیبت کے وقت پڑھا جاتا ہے۔ لیکن ان کو اس واقعہ کی مصیبت ہونے میں تامل تھا۔ کیونکہ ظاہراً یہ واقعہ معمولی بات تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بات مومن کو ناگوار ہو وہ مصیبت ہے۔ اور چراغ کے گل ہونے سے قصداً نہ ہونا گواری ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ بھی مصیبت ہے۔ (نسیان النفس وعظ سوم)

حکایت (۲): ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ کسی شخص کی مکان پر گئے۔ اور دروازہ پر جا کر آواز دی گھر میں سے جواب آیا کہ وہ نہیں ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کہاں گئے جواب آیا کہ معلوم نہیں لکھا ہے کہ اپنے اس سوال پر کہ کہاں گئے ہیں تیس برس تک روتے رہے۔ کہ میں نے ایک لایعنی سوال کیوں کیا۔ (وعظ ایضاً)

حکایت (۳): مولانا محمد نعیم صاحب لکھنوی فرنگی محلی کے پاس ایک رنگریز آیا کہنے لگا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں آپ کی کیا تحقیق ہے مولانا نے فرمایا کہ میاں تم جا کر کپڑے رنگو جب تمہارے پاس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقدمہ آئے گا تو لینے سے انکار کر دینا۔ اور یہ کہہ دینا کہ میں نے اس کی تحقیق کی تھی مگر مجھے کسی نے بتلائی نہیں۔ ایک اور صاحب ایک مولوی صاحب کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کی بابت دریافت کرتے ہوئے آئے کہ وہ ایماندار تھے یا نہیں انہوں نے فرمایا کہ تم کو نماز کے فرائض معلوم ہیں یا نہیں کہنے لگا کہ نہیں مولوی صاحب نے کہا کہ غضب کی بات ہے کہ نماز جس کا سوال سب سے اول قیامت میں ہو گا۔ اس کے وہ فرائض جن سے دن میں پانچ مرتبہ کام پڑتا ہے۔ اور جن کے معلوم نہ ہونے سے احتمال ہے کہ وہ فوت ہو جائیں تو نماز ہی نہ ہو ان کی تم کو خبر نہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا ایمان جس کی بابت یقیناً ہم سے نہ قیامت میں سوال ہوگا نہ دنیا کا کوئی کام اس علم پر موقوف ہے اسکی تحقیق کی جاتی ہے۔ (وعظ ایضاً)

حکایت (۴): ایک شخص نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ بزرگوں کی شان اور ان کے حالات کس طرح مختلف ہوتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا فلاں مسجد میں تین بزرگ بیٹھے ہیں ان کے پاس جاؤ معلوم ہو جائے گا کہ بزرگوں کے حالات میں کیا فرق ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ شخص گیا اور جا کر دیکھا کہ کوئی بے ادب آیا اور ان بزرگوں میں سے ایک کے چپت رسید کیا انہوں نے اٹھ کر اتنے ہی زور سے ایک چپت اس کے بھی ماردیا اور پھر بیٹھ کر وہیں مشغول ہو گئے اس کے بعد وہ دوسرے بزرگ کی طرف متوجہ ہوا اور ایک چپت ان کے بھی ماردیا۔ وہ بولے بھی نہیں اور اپنے کام میں لگے رہے۔ اور ان کے بعد تیسرے کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ایک چپت ان کے مارا انہوں نے اٹھ کر فوراً اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اس کو دبانا اور پیار کرنا شروع کیا۔ کہنے لگے تمہارے ہاتھ میں بہت چوٹ لگی ہوگی۔ یہاں سے یہ تماشہ دیکھ کر ان بزرگ کے پاس گیا اور تمام ماجرا بیان کیا۔ کہنے لگے کہ بس اتنا ہی فرق ان تینوں کے حالات اور شان میں بھی ہے۔ تو دیکھ لیجئے کہ جو غیر صابر تھے وہ انتقام لیے بغیر نہ رہ سکے۔ وہ بھی لایعنی کے مرتکب نہیں ہوئے۔ یعنی مارنے والے سے یہ سوال تک بھی نہیں کیا کہ تو نے ایسی حرکت کیوں کی۔ بلکہ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا پر عمل کر کے ایک چپت خود بھی اس کو ماردیا پھر اپنے کام میں لگ گئے۔ آج یہ حالت ہے کہ اگر ایک ذرا سی بات کسی کو کہہ دیجئے۔ پھر دیکھیے کیا قیامت قائم ہوتی ہے بلکہ بلاوجہ بھی لوگ سر ہو جاتے ہیں۔

حکایت (۵): میں نے اپنے استاد علیہ الرحمہ سے سنا ہے کہ ایک شخص شطرنج کھیل رہے تھے۔ اور ان کا لڑکا بیمار پڑا ہوا تھا۔ اثنائے شغل میں کسی نے آکر اطلاع کی کہ لڑکے کی حالت بہت خراب ہے کہنے لگے اچھا آتے ہیں اور پھر شطرنج میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر میں پھر کسی نے آکر کہا کہ وہ مر رہا ہے۔ کہنے لگے کہ اچھا آتے ہیں۔ یہ کہہ کر پھر شطرنج میں مشغول ہو گئے۔ اس کے بعد کسی نے آکر کہا کہ لڑکے کا انتقال ہو گیا کہنے لگے اچھا آتے ہیں۔ یہ سوال و جواب سب کچھ ہو گیا لیکن ان کو اٹھنے کی توفیق نہ ہوئی۔ جب شطرنج بازی ختم ہوئی تو آپ کی آنکھیں کھلیں اور ہوش آیا لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ فرمائیے کہ جس کھیل کا انجام یہ ہو اس کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے۔ (وعظ ایضاً)

ایک شخص کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ فلاں شخص آپ کو یوں کہتا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر اور عمر اہل جنت کے چراغ ہیں۔ (کشف الخفاء)

تھا۔حضرت نے فرمایا کہ اس نے تو پس پشت کہا لیکن تم اس سے زیادہ بے حیا ہو میرے منہ پر کہتے ہو۔(وعظ ایضاً)

حکایت (۶): مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلوی کی مشہور کرامت تھی کہ مولاناؒ کو مشتبہ کھانا کبھی ہضم نہیں ہوا اس وقت نکل جاتا تھا اور نہ ظلمت اور پریشانی قلب تو ضرور ہوتی تو کھانا ایسا ہونا چاہیے کہ جس میں حکومت وغیرہ کسی چیز کا واسطہ نہ ہو کیونکہ دعوت واجب تو ہے نہیں مستحب ہے۔اور حرام کھانا کھلانا حرام ہے۔تو جس کے پاس حلال کھانا نہ ہو اس کو کسی کی دعوت نہ کرنا چاہیئے۔ اور اس کی ضرورت کیا ہے کہ مرغن ہی کھلاؤ۔(تعظیم الشعائر واعظ اول جلد ششم)

حکایت (۷): ایک بزرگ سے کسی نے یزید کے بارے میں پوچھا تھا کہ یزید کیسا تھا فرمایا کہ یزید شعر گوئی میں بڑا ماہر تھا۔دیکھیئے اس شیخ نے یزید کی بھی ایک مدح کی اس لیے کہ ان حضرات کو بجز اپنے عیوب کے دوسرے کے عیوب میں سے کچھ نظر نہ آتا تھا۔(التصدی للغیر)

حکایت (۸): ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ ان کی یہ حالت تھی کہ جب کوئی ان کو گھر پر جا کر آواز دیتا تو کم سے کم نصف گھنٹہ میں تو باہر آتے۔ اس کی وجہ تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ جس وقت پکارنے کی آواز گھر میں پہنچتی ہے تو وہ آئینہ اور کنگھا طلب کرتے ہیں اور نہایت تکلف سے بالوں کو درست کر کے مانگ نکال کر داڑھی میں کنگھا کر کے ایک ایک بال کو موزوں بنا کر غرض دلہا بن کر باہر تشریف لاتے تھے۔(ع جنون وخبط نہ کہیئے اس تو کیا کہیے ۱۲ جامع) اکثر متکلفین کو دیکھا ہے کہ ان کے پاس ایک دو جوڑ محض اس کام کے لیے رہتا ہے کہ جب باہر نکلیں اور جب واپس آئیں تو پھر وہی لنگوٹی یا سڑے ہوئے کپڑے ان کا لباس گویا ہاتھی کے دانت ہیں کھانے کے اور دکھانے کے اور۔اور ان لوگوں کو شیطان نے یہ دھوکہ دیا ہے کہ

ان اللہ جمیل یحب الجمال

اور جب اللہ تعالیٰ کو جمال پسند ہے تو ہم کو بھی جمیل بن کر رہنا چاہیئے۔ لیکن میں ان سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اگر یہ تزین محض جہان کی وجہ سے ہے تو اس کی کیا وجہ کہ محض جلوت میں یہ تکلف کا لباس پہنا جاتا ہے۔کیا خلوت میں خدا تعالیٰ کو جمال پسند نہیں صاحبو! یہ سب نفس کی توجیہات اور نکات بعد الوقوع ہیں (وعظ ایضاً)

حکایت (۹): کانپور میں جس زمانہ میں میرا قیام تھا ایک مرتبہ میں مدرسہ میں پڑھاتا تھا کہ ایک شخص آ کر بیٹھے ان کے بدن پر صرف ایک لنگی اور ایک چادر تھا۔اس ہیئت کو دیکھ کر کسی نے ان کی طرف توجہ نہ کی۔لیکن جب انہوں نے گفتگو شروع کی تو معلوم ہوا کہ بہت بڑے فاضل ہیں پھر تو ان کی اس قدر وقعت ہوئی کہ ہر ہر طالب علم ان پر جھکا جاتا تھا۔(وعظ ایضاً)

حکایت (۱۰): سیر کی روایت میں ہے کہ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کے لیے ساحرین کو جمع کیا تو وہ لوگ اس لباس میں آئے تھے جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لباس تھا۔آخر مقابلہ ہوتے ہی تمام ساحرین مسلمان ہو گئے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خداوندی میں عرض کیا کہ یا الٰہی یہ سامان فرعون کے اسلام کے لیے ہوا تھا کیا سبب کہ اس پر فضل نہ ہوا اور ساحرین کو توفیق ایمان کی ہو گئی۔ارشاد ہوا اے موسیٰ علیہ السلام یہ تمہاری سی صورت بن کر آئے تھے۔ہماری رحمت نے پسند نہ کیا کہ ہمارے محبوب کے ہم وضع لوگ دوزخ میں جائیں۔اس لیے ان کو توفیق ہو گئی اور فرعون کو چونکہ اتنی مناسبت بھی نہ تھی۔اس لیے اس کو یہ دولت نصیب نہ ہو سکی۔اس حکایت سے احتجاج مقصود نہیں کہ اس کے ثبوت۔ میں کلام کرنے لگو۔ بلکہ صرف تائید منظور ہے اگر یہ حکایت صحیح نہ ہو تو بھی اصل مضمون دلائل سے ثابت ہے۔کسی حکایت کا عدم ثبوت مضر نہیں۔(وعظ ایضاً)

حکایت (۱۱): مجھے تھانہ بھون کی ایک حکایت یاد آئی کہ ایک طالب علم کے حجرہ میں چوہے نے زمین کھود کر بہت سی مٹی نکال دی تھی اور وہ کئی روز تک اسی طرح رہی۔لیکن اس کو بھٹ بند کرنے یا مٹی پھینکنے کی توفیق نہ ہوئی۔ اتفاق سے ایک صاحب جو حاجی بھی ہیں۔اس طرف کو جو گذرے تو انہوں اس کو درست کر دیا۔چند روز کے بعد چوہے نے پھر کھود ڈالی اور پھر مٹی اس طرح جمع ہو گئی۔کسی شخص نے دیکھ کر اس طالب علم سے کہا کہ اس کو ٹھیک کر دو۔تو آپ فرماتے ہیں کہ حاجی جی ٹھیک کر دیں گے گویا حاجی صاحب ان کے نوکر ہیں کہ وہ آ کر ان کے حجرہ کو صاف کیا کریں۔(وعظ ایضاً)

حکایت (۱۲): کلکتہ میں ایک ملحد نے مولانا شہید دہلوی سے کہا تھا کہ غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی رکھنا خلاف فطرت ہے کیونکہ اگر فطرت کے موافق ہوتی تو ان کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت بھی ہوتی مولانا شہید نے فرمایا اگر خلاف فطرت ہونے کی یہی وجہ ہے تو دانت بھی تو خلاف فطرت ہیں ان کو بھی توڑ ڈالو کیونکہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت دانت بھی نہیں تھے۔(وعظ ایضاً)

حکایت (۱۳): خدا تعالیٰ نے شادی کا ایک نمونہ (یعنی حضرت فاطمۃ الزہرا کی شادی) ہم کو دکھلایا ہے کہ اس میں نہ مہمان آنے تھے نہ لال خط گیا تھا نہ ڈوم گیا تھا نہ نائی، نہ واسطے سے پیغام پہنچا بلکہ پیغام خود دولہا صاحب لے کر گئے تھے۔اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بھیجے ہوئے تھے اول حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا سے حضرات شیخین نے پیغام دیا تھا لیکن ان کی عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر فرما دیا۔اللہ اکبر صاحبو! غور کرنے کی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو کیسے کیسے گہرے امور پر مطلع فرمایا ہے یعنی حضرات شیخین سے انکار فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتلا دیا کہ اپنی اولاد کے لیے شوہر کی ہم عمری کا لحاظ بھی ضرور کرو۔ایک نوجوان عورت کی شادی ایک بوڑھے مرد سے ہو گئی تھی وہ کہتی تھی کہ جب وہ

میرے سامنے آتے ہیں تو مجھ کو بہت شرم آتی ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے دادا آ گیا۔ اکثر عورتیں عمروں میں تفاوت ہونے کی وجہ سے آوارہ ہو جاتی ہیں کیونکہ ان کا دل نہیں ملتا۔ بتلائیے حضرات شیخین سے زیادہ کون ہوگا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محض عمر کی تفاوت کی وجہ سے انکار فرمادیا۔ جب دونوں صاحبوں کو اس شرف سے مایوسی ہوئی تو ان دونوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں کو اس خاص وجہ سے انکار فرمادیا ہے تم کم عمر ہو بہتر ہے کہ تم پیغام دو۔ جو لوگ شیخین پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عداوت رکھنے کا الزام رکھتے ہیں ان کو اس واقعہ میں غور کرنا چاہیے غرض حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے اور خاموش بیٹھ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے۔ جس غرض سے تم آئے ہو اور مجھے خداتعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح تم سے کر دوں منظوری کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ چلے آئے۔ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چار اصحاب کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور نکاح پڑھ دیا چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجلس نکاح میں موجود نہ تھے اس لیے یہ فرمادیا کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ منظور کریں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب خبر ہوئی تو آپ نے منظور کیا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ایمن کے ساتھ حضرت فاطمہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر روانہ کر دیا نہ ڈولا تھا نہ برات تھی اگلے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے اور حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا سے پانی مانگا انہوں نے اٹھ کر پانی دیا آج ہم نے اس سادگی ہی کو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ نکاح کے بعد ایک مدت تک دلہن منہ پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہتی ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ بجائے منہ پر ہاتھ کے ہاتھ پر منہ رکھنا چاہیے بہر حال جو کچھ بھی کہا جائے منہ ڈھکا ہوتا ہے اور وہ اس قدر پابند بنائے جاتیں ہیں کہ نماز وغیرہ کچھ بھی نہیں پڑھ سکتی۔ جس طرح بندہ کو خدا کے ہاتھ میں ہونا چاہیے تھا اسی طرح وہ نائن کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ (وعظ ضرورۃ الاعتناء بالدین جلد سوم)

حکایت (۱۴): ضلع بلند شہر کے ایک رئیس کا انتقال ہو گیا ان کے صاحبزادہ نے رسم چالیسواں کو توڑنا چاہا۔ لیکن اس کی یہ صورت اختیار نہیں کی کہ کچھ نہ کریں بلکہ یہ کہا کہ حسب رسم تمام برادری کی دعوت کی اور بہت سے عمدہ عمدہ مرغن کھانے پکوائے بڑے لوگوں پر ایک بھی آفت ہے کہ جب تک وہ گھی کی نہر نہ بہا دیں اس وقت تک انکا کچھ کرنا سمجھا ہی نہیں جاتا غرباء الحمدللہ اس سے بری ہیں میں جب ڈھاکہ گیا تو وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہاں سیر بھر گوشت میں سیر بھر گھی کھاتے ہیں۔ میں نے کہا کہ صاحب گھی کوئی زیادہ کھانے کی چیز نہیں ورنہ جنت میں گھی کی بھی ایک نہر ہوتی۔ جیسے دودھ شہد کی نہریں جنت میں ہیں۔ غرض جب سب لوگ جمع ہو گئے تو ہاتھ دھلوا کر کھانا چنوا دیا اور سب کو بٹھلا دیا۔ اجازت شروع سے پہلے کہنے لگا کہ صاحبو! آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد ماجد کا انتقال ہو گیا ہے اور والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ جانا جیسے عظیم الشان صدمے کا باعث ہوتا ہے ظاہر ہے تو صاحبو! کیا یہی انصاف ہے کہ ایک تو میرا باپ مرے اور اوپر سے تم لوگ مجھے لوٹنے کے لیے جمع ہو تم کو کچھ شرم بھی آتی ہے۔ اس کے بعد کہا کہ کھائیے لیکن سب اسی وقت اٹھ گئے اور یہ رائے ہوئی کہ ان رسومات کے متعلق علیحدہ بیٹھ کر غور کرنا چاہیے چنانچہ بہت سے آدمی جمع ہوئے اور بالاتفاق رائے ان کو موقوف کر دیا اور کھانا سب فقراء کو تقسیم کر دیا گیا۔ (وعظ ضرورۃ الاعتناء بالدین)

حکایت (۱۵): ہمارے جوار میں ایک قصبہ کرانہ ہے وہاں کے ایک حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک گوجر آیا۔ اس کا باپ بیمار ہو رہا تھا کہنے لگا حکیم صاحب جس طرح ہو سکے اب کی مرتبہ تو اس کو اچھا ہی کر دیجئے۔ کیونکہ قحط بہت ہو رہا ہے اگر بڈھا مر گیا تو مرنے کا تو چنداں غم نہیں مگر چاول بہت گراں ہیں۔ برادری کو کس طرح کھلاؤں گا۔ (وعظ ایضاً)

حکایت (۱۶): ایک مسلمان کلکٹر ہو گئے تھے ان کو اسلام سے اس قدر وحشت ہوئی کہ اپنے اصلی نام کو بھی باقی نہ رکھا۔ اس کو کانٹ چھانٹ کر انگریزی ناموں کے طرز پر بنایا اور لطف یہ ہے کہ پھر اپنے کو مسلمان بھی کہتے تھے (وعظ ایضاً)

حکایت (۱۷): حضرت جنیدؒ کی حکایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص کو سوال کرتے دیکھا جو کہ صحیح تندرست تھا۔ آپ نے دل میں فرمایا یہ شخص صحیح سالم ہے پھر سوال کرتا ہے۔ رات کو آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آپ کے پاس مردار لایا۔ اور کہا کہ اس کو کھائیے انہوں نے کہا کہ یہ تو مردہ ہے کیوں کر کھاؤں۔ اس شخص نے جواب دیا آج صبح تم نے اپنے ایک بھائی کا گوشت کھایا تو اس کے کھانے میں کیوں تامل ہے تو انہوں نے کہا کہ میں نے تو غیبت نہیں کی۔ اس نے جواب دیا گو زبان سے غیبت نہیں کی لیکن دل میں اس کو حقیر تو سمجھا اور دل ہی سے تو سب کچھ ہو جاتا ہے۔ آخر جنیدؒ بہت گھبرائے اور اس فقیر کے پاس پہنچے وہ کوئی کامل شخص تھا ان کو دیکھتے ہی کہا۔ وَ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ سو ان گناہوں کی طرف کبھی ہمارا ذہن نہیں جاتا کہ یہ بھی گناہ ہیں اسی طرح بعض جوارح کے ایسے گناہ ہیں کہ ان کو گناہ نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ نہایت بے تکلف کیا جاتا ہے۔ جیسے زبان کے اکثر گناہ اسی طرح اپنے کو بڑا سمجھنا اسکو بھی ہم لوگ گناہ نہیں سمجھتے بلکہ خود بینی اور خودداری کو عزت سمجھتے ہیں۔ اور ضروری جانتے ہیں (وعظ تفصیل؟)

حکایت (۱۸): حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں ایک چور پکڑا ہوا آیا۔ آپ نے قطع ید کا حکم دیا اس نے کہا کہ امیرالمومنین میں نے پہلی ہی مرتبہ ایسا کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو غلط کہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی یہ

عادت نہیں ہے کہ کبھی اول گناہ پر نہیں پکڑتے آخر جو تحقیق کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ بڑا عیار ہے۔ مولانا فرماتے ہیں

حلم حق با تو مواسا ہا کند　　چونکہ از حد بگذری رسوا کند

(وعظ اتحادنا بالغیر وعظ چہارم جلد ۴)

حکایت (۱۹): ایک بادشاہ کی حکایت سنی ہے کہ اس کے سامنے ایک بیوہ عورت نکلی جو کہ بے انتہا بدصورت اور نفرت کی ہیئت ولباس رکھتی تھی اور اس کو حمل تھا۔ اس نے وزیر سے کہا کہ تحقیق کرو یہ حمل کس کا ہے۔ اس کی طرف کس کو رغبت ہوئی ہوگی۔ وزیر تحقیق کرتے کرتے پریشان ہو گیا۔ عتاب شاہی بڑھنے لگا۔ ایک روز اسی پریشانی سے سڑک پر گزر رہا تھا کہ دیکھتا ہے کہ ایک شخص نہایت ہی تکلف کا لباس پہنے ہوئے ایک گندے پرنالے کے نیچے جس میں پیشاب وغیرہ گرتا تھا۔ دوات لیے ہوئے کھڑا اس میں پانی ڈال رہا ہے۔ سخت حیرت ہوئی اور اس کو گرفتار کرلیا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ انہی صاحب کا اس عورت کو حمل ہے۔

حکایت (۲۰): ایک بزرگ تھے وہ بات کرنے کے وقت مردوں کو بھی نہ دیکھتے تھے۔ ان سے کسی نے اس کی وجہ پوچھی فرمایا۔ دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو وہ لوگ جن کو پہچانتا ہوں اور دوسرے وہ جن کو نہیں پہچانتا ہوں تو ان کو بلا دیکھے آواز سے پہچان جاتا ہوں۔ دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ جن کو نہیں پہچانتا ان کے دیکھنے سے کیا فائدہ۔

سُبْحَانَ اللهِ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيْهِ پر عمل اس کو کہتے ہیں۔

حکایت (۲۱): ایک بزرگ طواف کر رہے تھے اور ایک چشم تھے اور کہے جاتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ غَضَبِکَ کسی نے پوچھا کہ اسقدر کیوں ڈرتے ہو کیا بات ہے کہا میں نے ایک لڑکے کو بری نظر سے دیکھ لیا تھا۔ غیب سے چپت لگا اور آنکھ پھوٹ گئی۔ اس لیے ڈرتا ہوں کہ پھر عود نہ ہو جائے۔

حکایت (۲۲): ایک بزرگ کی کیفیت یہ تھی کہ حسین لڑکے ان کی خدمت کرتے تھے اور گاہ گاہ ان کو پیار بھی کرتے تھے۔ ایک روز ان کے ایک مرید نے بھی ایک لڑکے کو پیار کرلیا۔ پیر سمجھ گئے کہ اس نے میرا اتباع کیا ہے۔ ایک روز بازار گئے لوہار کی دکان پر دیکھا کہ لوہا سرخ انگارے ہو رہا ہے۔ پیر صاحب نے جا کر فوراً اس کو پیار کرلیا اور اس مرید سے فرمایا آیئے تشریف لایئے اس کو بھی پیار کیجیے۔ پھر تو یہ گھبرائے اس وقت انہوں نے ان کو ڈانٹا کہ خبردار ہم پر اپنے کو مت قیاس کرو۔

حکایت (۲۳): حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس باب میں یہ تھی کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف تھے۔ حضرت صفیہ جو کہ ازواج مطہرات میں ہیں وہاں تشریف لائیں واپسی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پہنچانے کے لیے ان کے ساتھ دروازہ تک کہ وہ مسجد ہی کی طرف تھا تشریف لائے۔ سامنے دیکھا کہ دو شخص آ رہے ہیں۔ فرمایا کہ عَلٰی رِسْلِکُمَا یعنی اپنی جگہ ٹھہر جاؤ۔ یہاں پردہ ہے اور اس کے بعد فرمایا اِنَّهَا صَفِيَّةُ یعنی یہ عورت صفیہ تھی کوئی اجنبیہ نہ تھی۔ فَکَبُرَ عَلَيْهِمَا ذٰلِکَ یعنی بات ان دونوں پر بہت بھاری ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا گمان ہو سکتا ہے۔ فرمایا کہ شیطان ابن آدم کے اندر بجائے خون کے دوڑتا ہے۔ مجھے خیال ہوا کہ کبھی وہ تمہارے ایمان کو نہ تباہ کر دے۔ پس جو لوگ ارشاد کی شان لیے ہوئے ہیں۔ وہ ایہام سے بھی بچتے ہیں۔ ایسے حضرات قابل بیعت ہیں۔ باقی جن کا ظاہر شریعت کے موافق نہ ہو ان میں بعض تو ایسے ہیں کہ مکار ہیں باطن بھی ان کا موافق نہیں ہے۔ مردود ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ باطن ان کا بالکل شریعت کے موافق ہوتا ہے۔ لیکن ظاہر ان کا ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ ان پر اعتراض نہ کرے۔ غرض مرشد ایسے کو بناوے جو ظاہر و باطن پاک وصاف ہو۔

حکایت (۲۴): ٹونک کا واقعہ ہے ایک رئیس نے ڈاڑھی منڈوا رکھی تھی۔ ایک عالم نے اس پر اعتراض کیا اور وہ رئیس متاثر بھی ہوئے اتفاق سے مجمع میں ایک دوسرے صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے اور یہ مولوی کہلاتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ داڑھی ہرگز نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ اس میں جوئیں پڑ جاتی ہیں اور وہ زنا کرتی ہیں۔ فرمایئے اس رئیس کی نظر میں کیا وقعت ان عالم کی رہی ہوگی۔

حکایت (۲۵): شیطان کا شیرہ۔ شیطان کو کسی نے کہا کہ تو بڑا ملعون ہے گناہ کراتا ہے۔ اس نے کہا میں کیا گناہ کراتا ہوں میں تو ایک ذرا سی بات کرتا ہوں۔ لوگ اس کو بڑھا دیتے ہیں۔ دیکھو میں تم کو تماشا دکھلاتا ہوں۔ ایک دکان پر پہنچے ایک انگلی شیرہ کی بھر کر دکان میں لگا دی۔ اس پر ایک مکھی آ بیٹھی۔ ایک چھپکلی اس پر جھپٹی۔ اس پر دکاندار کی بلی دوڑی اس پر ایک خریدار کا جو کہ فوجی سوار تھا کتا لپکا۔ دکاندار نے اس کتے کو ایک لکڑی ماری سوار کو غصہ آیا اس نے دکاندار کے ایک تلوار ماردی۔ بازار والوں نے اس کے انتقام میں سوار کو قتل کر ڈالا فوج میں خبر ہوئی فوج والوں نے بازار کو گھیر کر قتل عام شروع کر دیا۔ بادشاہ وقت نے دوسری فوج سے ان ظالموں کو سزا قتل کرنا شروع کیا ایک گھنٹے میں تمام شہر میں خون کے ندی نالے بہہ گئے۔ شیطان نے کہا۔ دیکھا میں نے کیا کیا تھا اور لوگوں نے اس کو کہاں تک پہنچا دیا۔

حکایت (۲۶): حکایت ہے کہ ایک ولایتی صاحب کسی مسجد میں ٹھہرے تھے۔ جب رات کو تہجد پڑھنے کھڑے ہوئے تو دیکھا کہ ایک مسافر جو وہاں سو رہا تھا۔ خراٹے لے رہا ہے۔ آپ نے اس کو کئی دفعہ اٹھا اٹھا کر بٹھا دیا اور کہا کہ تم کس طرح سوتے ہو۔ ہمارے خشوع میں خلل پڑتا ہے۔ وہ بیچارہ تھکا ہوا تھا پھر سو گیا۔ آپ کو غصہ آیا نکالا چھرا اس کا کام تمام

کر دیا۔ اچھا خشوع حاصل کیا کہ بے چارے کی جان ہی لے ڈالی۔

حکایت (۲۷): ایک قصہ ضد کا مجھے یاد آیا کہ دہلی میں ایک شخص نے حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب کی بھی دعوت کی اور بعض ان کے مخالفین کی بھی۔ اور ہر ایک کو دوسرے کی خبر نہ ہونے دی۔ جب سب جمع ہو گئے اور کھانا سامنے آیا تو میزبان نے کہا صاحب یہ شیخ سدو کا بکرا میں نے پکایا ہے اب جس کا جی چاہے کھائے اور جس کا جی چاہے نہ کھائے۔ شاہ اسحاق صاحب تو شیخ سدو کے بکرے کو حرام فرماتے تھے۔ انہوں نے ہاتھ کھینچ لیا اور ان کے ساتھ ان کے مخالفین نے بھی ہاتھ کھینچ لیا۔ صاحب خانہ نے ان سے پوچھا کہ آپ تو جائز کہتے ہیں آپ نے کیوں ہاتھ روکا۔ کہنے لگے بھائی ہے حرام ہی مگر ان کی ضد میں اس کو حلال کہہ دیتے ہیں۔ (اشرف المواعظ حصہ اول مواعظ النور)

حکایت (۲۸): حضرت عیسی علیہ السلام نے ایک بار وعظ بیان فرمایا بعضوں نے متاثر ہو کر کپڑے پھاڑ ڈالے۔ اسی وقت وحی نازل ہوئی کہ ان سے فرما دیجئے کہ دلوں کو پھاڑو۔ کپڑے پھاڑنے سے کیا ہوتا ہے۔ مگر اس سے سب کپڑے پھاڑنے والوں پر اعتراض مقصود نہیں۔

حکایت (۲۹): کانپور میں ایک صاحب نے کسی کے مکان پر مولد پڑھا۔ آپ کے پاس کرتا پرانا تھا جی چاہا کہ نذرانے کے ساتھ صاحب خانہ سے ایک کرتہ بھی وصول کریں۔ آپ نے بیان کرتے کرتے ایک موقع پر پہنچ کر نہایت زور سے ایک وجدی حالت پیدا کی اور کرتہ پھاڑ ڈالا۔ آخر صاحب خانہ نے نذرانہ بھی دیا اور شرم کے مارے ایک کرتہ بھی بنا دیا۔ (ایضا)

حکایت (۳۰): میں ایک جگہ بیان کرنے کی لیے گیا اس روز اتفاق سے مجھے زکام ہو رہا تھا بیان سننے کے بعد صاحب خانہ نے یہ اعتراض کیا کہ خوش الحان نہیں ہیں۔ میں نے دل میں کہا کہ بھائی میں ڈوم کا لڑکا نہیں ہوں کہ مجھ مین خوش الحانی ہوتی۔ خدا کا شکر ہے کہ میں ایک شریف کی اولاد ہوں۔ مجھے خوش الحانی اور بد الحانی سے کیا واسطہ۔ (وعظ ایضا)

حکایت (۳۱): ایک بادشاہ ذی حشمت و شوکت تھے۔ لیکن ان کے بھائی لنگی باندھے ہوئے پھرا کرتے تھے۔ بادشاہ کو شرم آتی تھی کہ میں اتنا بڑا بادشاہ اور میرا بھائی صرف لنگی باندھے ہوئے پھرتا ہے ان کو بلا کر بادشاہ نے کہا کہ بھائی مجھے شرم آتی ہے تم پائجامہ تو پہن لو۔ انہوں نے کہا ایک شرط سے۔ جب کرتہ بھی ہو۔ کہا کرتے بہت۔ کہا کرتے کے ساتھ ٹوپی بھی ہو۔ بادشاہ نے کہا ٹوپی بہت۔ کہا جوتا بھی ہونا چاہیئے۔ بادشاہ نے کہا جوتے بھی بہت۔ کہا کہ یہ سب چیزیں ہوں تو ایک سواری بھی ہونا چاہیئے۔ بادشاہ نے کہا سواری بھی ہے انہوں نے کہا سواری گھوڑے کی اور اصطبل اور سائیس بھی ہونا چاہیئے۔ بادشاہ نے کہا یہ سب چیزیں بھی موجود ہیں۔ پھر کہا ایک مکان رہنے کے واسطے بادشاہ نے کہا بڑے بڑے عالیشان مکان آپ کے رہنے کے واسطے موجود ہیں۔ کہا پھر ایک سلطنت بھی ہونی چاہیئے۔ بادشاہ نے کہا سلطنت بھی حاضر ہے شوق سے تخت پر بیٹھیے اور حکمرانی کیجئے۔ یہ سب پوچھ کر بادشاہ سے کہنے لگے کہ میں پائجامہ ہی کیوں پہنوں کہ جس میں اتنے جھگڑے اور بکھیڑے ہوں۔ (وعظ تذکیر الآخرۃ)

حکایت (۳۲): مدرسہ جامعہ العلوم میں ایک طالب علم نے کسی دوسرے طالب علم کی کتاب چوری کی۔ ایک شخص کہنے لگے کہ دیکھو طالب علم بھی چوری کرتے ہیں۔ میں نے کہا ہرگز طالب علم چوری نہیں کرتے وہ کہنے لگے کہ آپ انکار کرتے ہیں صریح چوری ظاہر ہوئی۔ میں نے کہا طالب علم چوری نہیں کرتے بلکہ بعض چور طالب علمی کرتے ہیں۔ جو طالب علم ہو گا وہ علم کا طالب ہو گا وہ چوری کیوں کرتا۔ حقیقت میں ذرا سا فرق ہے کہ اس کے پیش نظر ہونے سے اشتباہ ہو جاتا ہے۔ جیسے زار روس سنا ہے بائیسکل سے گر کر مر گیا تھا تو ڈاکٹروں میں اختلاف ہوا کہ گر کر مرا یا مر کر گرا۔ (وعظ ایضا)

حکایت (۳۳): کسی شخص نے ایک صحابی سے اپنے فقر و فاقہ و غربت کی شکایت کی۔ انہوں نے پوچھا تمہارے رہنے کے لیے گھر بھی ہے اور بیوی بھی ہے عرض کیا کہ گھر بھی ہے اور بیوی بھی ہے۔ فرمایا کہ تم غریب کہاں ہوئے۔ تو تو امیر ہو تو انہوں نے عرض کیا ایک غلام بھی ہے۔ فرمایا پھر تو بادشاہ ہو۔ (التذکیر و وعظ الظلم)

حکایت (۳۴): بنی اسرائیل میں ایک سپاہی نے ایک مچھلی والے کی ایک مچھلی چھین لی۔ مچھلی والے نے کہا کہ اے اللہ میں اس سے یہاں ہی بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ وہ سپاہی مچھلی گھر لایا اور بیوی سے کہا کہ اس کو مسلم تلو۔ چنانچہ وہ تلی گئی جب سامنے آئی تو جب اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس مچھلی نے ہاتھ میں کاٹ لیا اور اس میں شدت کا درد پیدا ہو گیا۔ اطباء کی رائے ہوئی جب تک ہاتھ نہ کٹے گا اچھا نہ ہو گا۔ چنانچہ ہاتھ کاٹ ڈالا گیا۔ ہاتھ کٹنے کے بعد وہ اور آگے سرایت کر گیا۔ کسی اہل دل نے کہا کہ جب تک مچھلی والے سے دعا نہ کراؤ گے اس وقت تک آرام نہ ہو گا۔ اس کو تلاش کیا وہ مل گیا اس نے دعا کی درد تو فوراً جاتا رہا اور صبح کو جب سو کر اٹھا ہاتھ بھی صحیح سالم پایا۔ (وعظ ایضا)

حکایت (۳۵): حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ابو بکر کثرۃ صلوٰۃ و صیام سے نہیں بڑھے بلکہ ان کے قلب میں ایک شے ہے جس کی وجہ سے ان کو فضیلت ہے۔ ایک عالم تاریخ سے نقل کرتے تھے کہ ان کی بیوی سے پوچھا گیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ گھر میں کیا کرتے تھے۔ کہا کچھ نہیں۔ اتنی بات تھی کہ شب کو مراقب بیٹھ جاتے تھے اور تھوڑی دیر میں ایک آہ کرتے تھے جس میں جلے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اہل میں سے مجھے سب سے پیاری فاطمہ ہے۔ (کنز العمال)

ہوئے گوشت کی بو آتی تھی۔ غرض ابوبکر صدیق ﷛ کی کوئی ظاہری وضع یا حالت ممتاز نہ تھی اس طرح کاملین عوام سے کم ممتاز ہوتے ہیں۔ (وعظ ایضاً)

حکایت (۳۶): شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ مجھ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں پر مجبور فرمایا اور میرا جی نہ چاہتا تھا اول تو ان مذاہب اربعہ سے خارج ہونے کو منع فرمایا۔ دوسرے یہ کہ حضرت علی ﷛ کو صحابہ ﷛ سے افضل جاننے کو جی چاہتا تھا اس سے روکا اور افضلیت شیخین پر مجبور کیا تیسرے ترک اسباب میری اصلی خواہش تھی۔ مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تثبت بالاسباب پر مجبور فرمایا۔ پس اسباب ظاہری کو اختیار کرنا سنت ہے۔ (وعظ ایضاً)

حکایت (۳۷): ایک عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرا لڑکا شرارت بہت کرتا ہے کوئی تعویذ دے دو۔ میں نے کہا اس کا تعویذ ڈنڈا ہے۔ تھوڑے دنوں میں یہ بھی کہنے لگیں گی کہ ایسا تعویذ دو کہ جس سے روٹی بھی کھانا نہ پڑے آپ سے آپ پیٹ بھر جایا کرے۔ (وعظ ایضاً)

حکایت (۳۸): حضرت شیخ عبدالحق ردولوی بچپن میں رات کو اٹھ کر تہجد پڑھتے تھے اور ذکر اللہ کیا کرتے تھے۔ ماں دیکھ کر کڑھتی تھیں اور مزاحمت کرتی تھیں اگرچہ برائے شفقت ہی کرتی تھیں لیکن شیخ نے فرمایا کہ ماں کدھر سے ہے۔ یہ تو راہزن اور ڈاکو ہے اس جگہ کا رہنا چھوڑ دیا۔ اور دہلی تشریف لے آئے۔ (اشرف المواعظ حصہ دوم وعظ الخلط)

حکایت (۳۹): ایک دوست نے مجھ کو لکھا ہے کہ میں جب حج کرنے نہیں گیا تھا تو رونا بھی آتا تھا اور جب سے حج کر آیا ہوں رونا نہیں آتا۔ اس کا بہت افسوس ہے۔ میں نے لکھا کہ مراد دل کا رونا ہے وہ تم کو حاصل ہے (اشرف المواعظ حصہ دوم وعظ المباح)

حکایت (۴۰): حضرت ؒ کا معمول تھا کہ جب ساتھ میں کھانے کے لیے بیٹھتے تو اخیر تک کھاتے رہتے تھے۔ اور کھاتے تھے اووروں سے کم تو حضرات بزرگان دین کیا کرتے ہیں کہا نہیں کرتے۔ اور حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی کے پاس اللہ کے واسطے کوئی شے لاوے تو ضرور کھانا چاہئے اس سے نور پیدا ہوتا ہے۔ (وعظ ایضاً)

حکایت (۴۱): ایک دوست بیان کرتے تھے کہ ہم کو ایک مرتبہ ایک اسلامی یعنی مسلمانوں کے ہوٹل میں کھانا کھانے کا اتفاق ہوا۔ ہوٹل میں میز کرسی پر کھانا کھاتے ہیں۔ چنانچہ میز پر کھانا چن دیا گیا ہم نے عمر بھر میں اسطرح کھانا نہ کھایا تھا اس لیے کہ تشبہ ہے نصاریٰ کے ساتھ دو طرح سے اس تشبہ کو توڑا ایک تو یہ کیا کہ اپنے ہاتھ میں برتن کھانے کا لے لیا وہ لوگ ہاتھ میں لے کر نہیں کھاتے بلکہ میز پر رکھا ہوا کھاتے ہیں دوسرے یہ کیا کہ سب نے ملکر ایک برتن میں کھایا۔ اور وہ مل کر نہیں کھاتے۔ اپنے اپنے سامنے سے کھاتے ہیں۔ (وعظ الطہور)

حکایت (۴۲): حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ملاقات ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کثیر التبسم تھے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کثیر البکاء تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے یحییٰ علیہ السلام کیا تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بالکل ناامید ہو گئے ہو کہ کسی وقت تمہارا رونا ختم ہی نہیں ہوتا۔ حضرت یحییٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام کیا تم خدا کے قہر سے بالکل مامون ہو۔ کہ تم کو ہر وقت ہنسی ہی آتی رہتی ہے۔ آخر ایک فرشتہ آیا اور کہا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم تم دونوں میں فیصلہ کرتے ہیں۔ اے عیسیٰ علیہ السلام جلوت میں تو ایسے ہی رہو جیسے اب رہتے ہو لیکن خلوت میں یحییٰ علیہ السلام کی طرح گریہ وزاری کیا کرو۔ اور اے یحییٰ علیہ السلام خلوت میں تو ایسے ہی رہو جیسے اب رہتے ہو لیکن لوگوں کے سامنے کچھ تبسم بھی کر لیا کرو۔ کہ لوگوں کو میری رحمت سے مایوسی نہ ہو جائے۔ جب کہ نبی کا یہ حال ہے تو ہم کو نجات کی کیا امید ہے۔ (وعظ تفاضل الاعمال)

حکایت (۴۳): ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ وہ کسی اپنے مرید کے گھر گئے وہاں ان کے گھر روشندان دیکھا پوچھا یہ کیوں رکھا ہے اس نے جواب دیا کہ روشنی کے واسطے۔ انہوں نے فرمایا روشنی تو بدون نیت روشنی کے بھی آتی ہے۔ اگر اس کے رکھنے میں نیت کر لیتا کہ اس میں سے اذان کی آواز آیا کرے گی تو تجھے اس کا ثواب بھی ملتا۔ اور روشنی تو خود ہی آ جاتی۔ مطلب یہ ہے کہ نیت صالح رکھنے سے سب اعمال دنیوی قابل ثواب بن جاتے ہیں پس ایسی دنیا منافی دین نہیں (وعظ ایضاً)

حکایت (۴۴): ایک متمول کی حکایت ہے کہ وہ ایک روز اپنے خزانے کو دیکھنے گیا جو زمین میں بڑے مکان میں تھا۔ وہ مکان گاہ گاہ کھلتا تھا۔ اتفاق سے اس کو وہاں دیر لگ گئی اور کسی کو خبر تھی نہیں۔ ملازموں نے دروازہ بند کر لیا اور وہ بہت بڑا مکان تھا۔ اور دروازوں کا سلسلہ بڑی دور تک تھا اور یہ اتنی دور تھا کہ وہاں سے آواز باہر نہیں آ سکتی تھی۔ الغرض وہ یہودی وہاں جواہرات کے ڈھیروں میں بھوکا پیاسا مر گیا۔ اس وقت کوئی اس سے پوچھتا کہ تو اس کے نزدیک ایک بسکٹ اور پانی کے گلاس کے سامنے سارا خزانہ ہیچ تھا۔ ایسی ہی حکایت ہے کہ کسی بھوکے کو ایک تھیلی ملی۔ کھول کر دیکھا تو اشرفیاں۔ پھینک کر زمین پر دے ماری اور افسوس کیا کہ اگر یہ گیہوں کے دانے ہوتے تو کچھ کام آتے۔ (استخفاف المعاصی وعظ پنجم)

حکایت (۴۵): ایک یورپ کے بادشاہ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ اس نے یہ اعتراض کیا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر صرف مجھے ایک شبہ ہے اور کچھ نہیں وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ سے مزاح فرمایا کرتے تھے۔ اور مزاح وقار کے خلاف ہے۔ اور وقار لوازم نبوت سے ہے۔ میں نے جواب دیا کہ مطلق مزاح وقار کے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ کو سب لوگوں سے زیادہ عائشہ پسند ہیں۔ (کنز العمال)

خلاف نہیں۔ بلکہ خلاف وہ ہے جس میں کوئی معتدبہ مصلحت نہ ہو۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاح میں مصلحت وحکمت تھی۔ وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے ہیبت اور رعب ایسا عطا فرمایا تھا کہ بڑے بڑے شان وشوکت اور جراءت والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ابتداء کلام نہ کر سکتے تھے۔ جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے۔ پس اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایسی بے تکلفی کا برتاؤ نہ فرماتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو جراءت نہ ہوتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ دریافت کریں اور ہیبت اور رعب کی وجہ سے الگ الگ رہتے اور اس حالت میں ہدایت کا ایک بڑا باب کہ استفسار ہے بند ہو جاتا۔ اور تعلیم وتعلم کا بڑا حصہ مسدود ہو جاتا۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مزاح فرماتے تھے۔ تاکہ بے تکلفی سے جو چاہیں پوچھیں۔ پھر مزاح بھی تین قسم کا ہوتا ہے۔ ایک مزاح وہ جو ہلکے پن اور چھچھورے پن کی دلالت کرتا ہے۔ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پاک ہیں۔ ایک مزاح وہ ہے جس سے کسی کو تکلیف پہنچے۔ اور تیسرے وہ کہ وقار اور متانت سے ہو اور خلاف حق اس میں نہ ہو چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح اسی قسم کا ہوتا تھا۔ جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

حکایت (۴۶): حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ کی حکایت ہے کہ ان کو ایک شخص نے کچھ نذر کی۔ آپ نے کچھ عذر فرمایا۔ اس لیے کہ اس میں کچھ شبہ تھا۔ اگرچہ وہ شے فتویٰ کی رو سے جائز تھی۔ مگر تقویٰ کے اعتبار سے اس کا لینا درست نہ تھا اور حکم شرعی یہ ہے کہ اگر تقویٰ کے اس خاص درجے پر عمل کرنے سے دوسرے کی دل شکنی ہو تو فتویٰ پر عمل کرنا چاہیے ایسے موقع پر تقویٰ کی حفاظت جائز نہیں۔

حکایت (۴۷): ایک دلہن ایک جگہ ڈیڑھ ہزار کا صرف کپڑا ہی کپڑا جہیز میں لائی تھی۔ شاید یہ کپڑا اس کے مرنے تک بھی ختم نہ ہوا ہو۔ اور اکثر ایسا ہی ہوا ہے کہ دلہن مر گئی ہے اور یہ سب سامان ہزاروں روپے کا ضائع ہوا۔ پھر علاوہ دلہن کے کپڑوں کے تمام کنبہ کے جوڑے بنائے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ ان کو پسند بھی نہیں آتے۔ اور ان میں عیب نکالے جاتے ہیں۔ کس قدر بے لطفی ہوتی ہے۔ اور اس پر دعویٰ یہ کہ ہم نے رسمیں چھوڑ دیں۔

حکایت (۴۸): ایک صحابی نماز میں قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ ان کے ایک تیر آ کر لگا لیکن قرآن شریف پڑھنا ترک نہیں کیا۔ آخر ایک دوسرے صحابی سوتے تھے جاگنے کے بعد انہوں نے اس حالت کو دیکھا۔ اور بعد سلام اس سے پوچھا تو فرمانے لگے کہ جی نہ چاہا کہ تلاوت کلام کو قطع کروں۔ غرض محبت ایسی چیز ہے لیکن چونکہ ہم نے محبت کا مزہ چکھا نہیں اس لیے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ لوگ مصیبت میں ہیں اور واقع میں وہ مصیبت میں نہیں کیونکہ مصیبت نام ہے حقیقت مصیبت کا نہ کہ صورت مصیبت کا۔ (وعظ ایضاً)

حکایت (۴۹): ایک مرتبہ میں پڑھ رہا تھا کہ ایک صاحب میری پشت کی طرف آ کر بیٹھ گئے میں نے ان کو منع کیا جب نہ مانے تو میں ان کی پشت کی طرف جا کر بیٹھ گیا۔ گھبرا کر فوراً کھڑے ہو گئے میں نے کہا کہ جناب پشت کی طرف بیٹھنا اگر بری بات ہے تب تو آپ باوجود منع کرنے کے اس سے باز کیوں نہ آئے۔ اور اگر اچھی بات ہے تو مجھے کیوں نہیں کرنے دیتے۔ اور میں نے کہا کہ آپ اندازہ کیجئے کہ میری پشت کی جانب بیٹھنے سے آپ کو کس قدر گرانی ہوئی اس سے میری تکلیف کا اندازہ کر لیجئے۔ اگر بجائے میرے کوئی دوسرا اسی طرح بیٹھ جائے تب بھی گرانی یقینی ہے۔ گو میرے بیٹھنے اور اس کے بیٹھنے میں کچھ تفاوت ہو۔ مگر ایذاء رسانی کا تو کوئی جز بھی بلا ضرورت جائز نہیں۔ (وعظ ایضاً)

حکایت (۵۰): حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ وہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے ایک پرندہ اس میں اڑ کر آ گیا اور چونکہ باغ نہایت ہی گنجان تھا باہر نکل جانے کے واسطے اس کو کوئی راستہ نہ ملا پریشان ادھر ادھر پھرنے لگا۔ اس پرندے کی یہ حالت دیکھ کر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے دل میں باغ کے گنجان ہونے پر گونہ مسرت پیدا ہوئی اور یہ خیال ہوا کہ ماشاء اللہ میرا باغ کس قدر گنجان اور اسکے درخت ایک دوسرے سے کیسے پیوستہ ہیں کہ کسی پرندے کو با آسانی نکل جانے کی جگہ نہیں ملتی۔ یہ خیال آ تو گیا لیکن چونکہ دل میں عظمت ومحبت خداوندی معراج کمال پر تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پر برکت سے فیض یاب تھے اس لیے فوراً ہی تنبیہ ہوا اور دل میں سوچا کہ اے طلحہ تیرے دل میں مال کی یہ محبت کہ حالت نماز میں تو ادھر متوجہ ہوا۔ آخر نماز کے بعد بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے باغ نے آج مجھے عین نماز کی حالت میں خدا سے مشغول کر کے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ لہٰذا اس کو میں اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتا۔ اور اس شغل عن الحق کے کفارہ میں میں اس کو وقف کرتا ہوں۔ آخر اس کو وقف کر دیا۔ جب دل کو اطمینان ہوا۔ ان حضرات کی یہ شان ہے۔

حکایت (۵۱): سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا اس سے فرمایا کہ تو چوری کرتا ہے اس نے کہا کَلَّا وَاللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ یعنی ہرگز نہیں قسم ہے اس ذات کی کوئی معبود نہیں سوائے اس کے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ صَدَقْتُ رَبِّیْ وَکَذَّبْتُ عَیْنِیْ۔ یعنی میں اپنے رب کی تصدیق اور اپنی آنکھ کی تکذیب کرتا ہوں۔ میری آنکھ نے غلط دیکھا تو سچا ہے۔ شاید کوئی خشک مغز اس کو غلو فی الدین سمجھے یا کوئی یوں کہے کہ یہ تو استغراق یا غلبہ حال ہے سو یاد رکھو کہ انبیاء علیہم السلام میں نہ تو غلو فی الدین ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے اور وہ مغلوب الحال بھی نہیں ہوتے۔ بلکہ اپنے حال پر غالب ہوتے ہیں۔ (وعظ ایضاً)

حکایت (۵۲): ایک اللہ والے نے اپنے صاحب زادے کی تربیت کی تھی۔ جب اس کو ہوش آنے لگا انہوں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش سے محبت کرو جس نے ان سے محبت کی خدا اس سے محبت کریگا (مجمع الزوائد)

کہ اس کو کوئی شے تم اپنے ہاتھ سے مت دیا کرو بلکہ ایک جگہ مقرر کر دو اور اس کو کہہ دو اللہ سے مانگو اللہ تعالیٰ دیں گے۔اور فلاں جگہ بھیج دیں گے۔ چنانچہ جب وہ شے مانگتا بھی کہہ دیتے کہ اللہ سے مانگو۔اور مانگتا۔غرض اس کے ذہن میں راسخ ہوگیا کہ جو کچھ دیتے ہیں اللہ دیتے ہیں۔ماں باپ دینے والے نہیں۔ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ وہاں کوئی شے نہ تھی اور بچے نے حسب معمول کوئی شے مانگی۔ماں باپ نے جواب دیا کہ اللہ سے مانگو۔اس نے مانگا۔وہاں گیا تو اس جگہ وہ شے رکھی ہوئی تھی۔اس روز وہ بزرگ بہت خوش ہوئے۔کہ اب اس کا توکل صحیح ہوگیا۔میرا مقصود یہ نہیں کہ سب لڑکے ایسے ہی بن سکتے ہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ بزرگان دین شروع ہی سے بچوں کی تربیت کرتے تھے۔(دعوات عبدیت)

حکایت (۵۳): ایک بزرگ تھے۔ایک شخص ان کو برا کہتا تھا۔وہ اس کو روپیہ پیسہ بھی دیتے تھے۔اس نے جب یہ دیکھا کہ یہ تو میرے ساتھ احسان کرتے ہیں تو برا کہنا چھوڑ دیا۔انہوں نے دینا بھی چھوڑ دیا۔انہوں نے پوچھا حضرت یہ کیا بات ہے۔فرمایا تم نے مجھ کو دینا چھوڑ دیا ہم نے تم کو دینا چھوڑ دیا۔(وعظ ایضا)

حکایت (۵۴): حضرت غوث اعظمؒ کا واقعہ ہے کہ ان کو کسی نے ایک آئینہ چینی نہایت بیش قیمت لا کر دیا۔آپ نے غلام کے سپرد کیا۔کہ جب ہم مانگا کریں تو ہم کو دے دیا کرو۔ایک روز اتفاق سے خادم کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا۔خادم ڈرا اور حاضر ہو کر عرض کیا۔

؎ از قضاء آئینہ چینی شکست

آپ نے بے ساختہ نہایت خوش ہو کر فرمایا

؎ خوب شد اسباب خود بینی شکست

اور مال تو کیا چیز ہے اولاد کے مرجانے پر بھی یہ حضرات پریشان نہیں ہوتے یہ دوسری بات ہے کہ طبعی رنج ہو۔سو یہ کوئی مذموم نہیں۔انبیاء علیہم السلام کو بھی ہوا ہے۔

حکایت (۵۵): حضرت شیخ عبدالقدوس پر تین تین دن فاقہ گذر جاتے تھے اور جب بیوی پریشان ہو کر عرض کرتیں کہ حضرت اب تو تاب نہیں رہی۔فرماتے کہ تھوڑا صبر اور کرو۔جنت میں ہمارے لیے عمدہ عمدہ کھانے تیار ہو رہے ہیں۔لیکن بیوی بھی ایسی نیک ملی تھیں کہ وہ نہایت خوشی سے اس پر صبر کرتیں۔

حکایت (۵۶): ایک عورت کے یہاں ایک شادی تھی۔اس احمق نے باوجود سب کی فہمائش کے رسوم شادی پوری کرنے کے لیے اپنی جائیداد فروخت کر دی اور روپیہ نقد لا کر گھر میں رکھا رات کو تمام روپے چور لے گئے گناہ بھی ہوا اور مقصود بھی حاصل نہ ہوا اس لیے کہ جب آدمی پکا ارادہ وہ گناہ کا کر لیتا ہے تو وہ گناہ بھی لکھا جاتا ہے۔بڑا سخت دھوکا ہے۔

حکایت (۵۷): جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی غرباء کی دعوت منظور فرما لیتے تھے چنانچہ ایک درزی کے یہاں چلے گئے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ ساتھ تھے۔آخر وہ درزی کپڑے سینے بیٹھ گئے آج کل اس کو بے تہذیبی سمجھتے ہیں کہ مہمان کے سر پر مسلط کیوں نہ ہوا۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے کھا رہے تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتے دیکھ کر اس روز سے مجھے کدو سے محبت ہوگئی۔آپ نے دیکھا محبت ایسی چیز ہے۔ہم کو یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ ہم کو محبت نہیں ہے ورنہ محبت وہ چیز ہے کہ محبوب کی ہر ہر ادا محبوب ہو جاتی ہے۔

حکایت (۵۸): حضرت نجم الدین کبری کی حکایت ہے کہ ان کے سامنے کسی نے یہ پڑھ دیا جاں بدہ جاں بدہ جاں بدہ آپ نے فرمایا کہ محبوب جان طلب کر رہا ہے مگر افسوس کوئی جان دینے والا نہیں اور پھر فرمایا جاں دادم جاں دادم جاں دادم اور یہ کہتے ہی جان نکل گئی۔

حکایت (۵۹): مجدد صاحب کی حکایت لکھی ہے کہ آپ کے زمانہ میں ایک شیخ تھے آپ کو مکشوف ہوا کہ ان کا نام اللہ تعالیٰ کے یہاں اشقیاء میں لکھا ہوا ہے تو باوجود یہ کہ ہمعصری میں ایک قسم کی منافست ہوتی ہے لیکن آپ نے ان کو اطلاع کیے بغیر برابر ان کی لئے دعا کی کہ اے خدا ان کا نام اشقیاء سے محو کر کے سعداء کی فہرست میں لکھ دیجئے۔دیکھئے ان بزرگ کے ساتھ کتنی بڑی ہمدردی کی لیکن ان کو خبر بھی نہ ہونے دی نہ ہم عصری کی وجہ سے آپ کے قلب میں کسی قسم کی منافست کی شان پیدا ہوئی۔

حکایت (۶۰): اکبر شاہ کی حکایت ہے کہ ایک مرتبہ شکار میں گئے اور ساتھیوں سے بچھڑ کر کہیں دور نکل گئے ایک دیہاتی نے ان کو مہمان رکھا اکبر ان سے بہت خوش ہوئے اور کہا کہ دارالسلطنت میں آنا۔چنانچہ وہ دہلی آیا۔اکبر اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔نماز سے فارغ ہو کر دعا مانگی۔دیہاتی نے یہ حالت دیکھی جب دعا سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ تم کیا کر رہے تھے۔اکبر نے کہا کہ خدا تعالیٰ سے دعا کر رہا تھا۔اور مراد مانگ رہا تھا کہنے لگا کہ تم کو بھی مانگنے کی ضرورت پڑتی ہے۔اکبر نے کہا بیشک۔کہنے لگا کہ پھر میں اس سے کیوں نہ مانگوں جس سے تم کو بھی مانگنے کی ضرورت پڑتی ہے۔اہل علم کو چاہیئے کہ اگر دین کی خدمت کریں تو نہ اس لیے کہ ہم کو نذرانہ ملے گا۔خدا کی قسم خدا کا نام ان دونوں عالم سے بھی زیادہ بیش قیمت ہے۔خوب کہا ہے

ہر دو عالم قیمت خود گفتہ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

حکایت (۶۱): ایک یہودی کا کچھ قرضہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ہوگیا تھا وہ ایک روز آ کر مانگنے لگا اور کہنے لگا کہ آج تو میں بغیر لئے آپ کو کہیں جانے نہ دوں گا۔بعض صحابہ رضی اللہ عنہم برہم ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خاموش رہو صاحب حق کو کہنے کا حق ہے۔چنانچہ

حضور ﷺ تشریف لے گئے اور رات بھر مسجد میں رہے جب صبح ہوئی تو یہودی سامنے آ کر بیٹھا اور کہا

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو آپ کا امتحان لیتا تھا اس لیے کہ میں نے کتبِ سماویہ میں پڑھا تھا کہ نبی آخرالزمان کی یہ علامت ہے کہ وہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیں گے اور میں مسلمان ہوتا ہوں اور مسلمان ہوتے ہی اس مال و دولت سے ایسی نفرت ہوگئی کہ کل مال اپنا اللہ کی راہ میں دے دیا۔

حکایت (۶۲): اویس قرنی ﷺ کا قصہ ہے کہ انہوں نے باوجود شدت اشتیاق زیارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم شرعی سن کر کہ والدہ کی خدمت چھوڑنا نہ چاہیے تمام عمر زیارت نہیں کی مجھے تعجب ہے ان لوگوں پر جو کہ زیارت فی المنام کی تمنا کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت احکام نہیں کرتے ہیں۔

حکایت (۶۳): ہامان ارمنی کے دربار میں جب حضرت خالد ﷺ سو آدمیوں کو ہمراہ لے کر تشریف لے گئے تھے ہامان ارمنی نے حریر کا فرش بچھایا تھا حضرت خالد ﷺ نے اسکو اٹھا دیا ہامان ارمنی نے کہا اے خالد میں نے تمہاری عزت کے لیے فرش بچھایا تھا حضرت خالد ﷺ نے فرمایا کہ خدا کا فرش بچھایا ہوا تیرے فرش سے بہت اچھا ہے اب غور کیجئے کہ حضرت خالد ﷺ صرف سو آدمیوں کے ساتھ ہیں اور ہامان ارمنی کے ساتھ دس لاکھ فوج ہے۔ لیکن حضرت خالد ﷺ کیا گفتگو کرتے ہیں ہامان ارمنی نے کہا کہ اے خالد میرا جی چاہتا ہے کہ تم کو بھائی بنا لوں حضرت خالد ﷺ نے فرمایا بہتر ہے کہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ہامان ارمنی نے کہا کہ یہ تو نہیں ہوسکتا حضرت خالد ﷺ نے فرمایا کہ اس حالت میں ہم نے حقیقی بھائیوں کو چھوڑ دیا تجھ کو کیا بھائی بناتے پھر حضرت خالد ﷺ نے فرمایا کہ ہامان تم مسلمان ہو جاؤ ورنہ وہ دن قریب نظر آ رہا ہے کہ تو حضرت عمر ﷺ کے سامنے اس طرح حاضر کیا جاوے گا کہ تیرے گلے میں رسی ہوگی اور تجھ کو ایک شخص گھسیٹتا ہوگا اس پر ہامان ارمنی آگ بگولا ہو گیا غضبناک ہو کر کہا کہ پکڑو ان لوگوں کو حضرت خالد ﷺ فوراً کھڑے ہو گئے اور ہمراہیوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ خبردار ایک دوسرے کو مت دیکھنا کہ اب ان شاء اللہ تعالیٰ حوض کوثر پر ملاقات ہو گی اور فوراً میان سے تلوار کھینچ لی یہ ہیبت دیکھ کر ہامان مرعوب ہو گیا اور کہنے لگا میں تو ہنسی کرتا تھا جب حضرت ﷺ درست ہو کر بیٹھے یہ ہے اولوالعزمی۔

حکایت (۶۴): ایک صاحب نے اہل حق کی نسبت کہا تھا کہ میں ان کا اس قدر مخالف ہوں کہ اگر کسی چیز کو حلال کہیں گے میں اس کو حرام کہوں گا اور بالعکس ان اہل حق نے جواب دیا کہ میں ماں سے نکاح کرنے کو حرام کہتا ہوں اب آپ اس کو حلال کیجئے اور میں تو کلمہ شہادت کو حلال کہتا ہوں آپ اس کو حرام کیجئے وہ مدعی صاحب دم بخود رہ گئے۔

حکایت (۶۵): حضرت مولانا شہید صاحب بہت تیز مشہور ہیں لیکن اپنی نفس کے لیے کسی پر تیزی نہ فرماتے تھے ایک شخص نے مجمع عام میں مولانا سے پوچھا کہ مولانا میں نے سنا ہے کہ آپ حرام زادہ ہیں بہت متانت اور نرمی سے فرمایا کہ کسی نے تم سے غلط کہا ہے۔ شریعت کا قاعدہ ہے اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ سو میرے والدین کے نکاح کے گواہ اب تک موجود ہیں ایسی باتوں کا یقین نہیں کیا کرتے وہ شخص پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ مولانا میں نے امتحاناً ایسا کیا تھا مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ کی تیزی سب اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے۔ اہل اللہ کی یہ حالت ہوتی ہے کہ ان کی ذات کو جس قدر کوئی کہے وہ اپنے کو اس سے بدتر جانتے ہیں۔ (وعظ ایضاً)

حکایت (۶۶): حضرت سید احمد رفاعی کی حکایت ہے انہوں نے دیکھا کہ ایک کتا خارشی جا رہا ہے خارش کی وجہ سے اس کو سخت تکلیف ہے فوراً اس کو لے کر ایک طبیب کے پاس پہنچے اور نسخہ لکھوا کر دونوں وقت اپنے ہاتھ سے اس کو دوا لگاتے تھے حتیٰ کہ وہ تندرست ہو گیا لیکن کوئی ذہین آدمی اس سے کتا پالنے کی اجازت کا استنباط نہ کرے غرض شاہ صاحب نے جب دیکھا کہ یہ اب اچھا ہو گیا اور سوکھ کر چلنے پھرنے لگا اور محلہ والوں سے فرمایا کہ اگر کوئی اس کو کھلانے پلانے کی ذمہ داری کر لے تو فبہا ورنہ ہم اس کو اپنے ساتھ لے جائیں ایک شخص ذمہ دار ہو گیا یہ قصہ تو گزر چکا۔ اس کے بعد ایک مرتبہ شاہ صاحب ایک موقع پر تشریف لے جا رہے تھے اور راستہ بہت چھوٹا تھا صرف ایک پگڈنڈی تھی کہ جس پر ایک آدمی بمشکل چل سکتا تھا اس کے اردگرد کیچڑ تھا سامنے سے دیکھا کہ ایک کتا آ رہا ہے جب چلتے چلتے کتے کا آمنا سامنا ہوا تو یہ منتظر کتا نیچے اترے تو میں آگے چلوں اور کتا منتظر کہ یہ اترے تو میں چلوں جب اس انتظار میں دیر ہو گئی تو شاہ صاحب نے کتے سے کہا کہ تو نیچے اتر کتے نے کہا کہ افسوس درویشی کا دعویٰ اور یہ حالت پہلے درویشوں کا مذہب ایثار کا ہوتا تھا اب ایسے درویش ہیں کہ اختیار کا مذہب رکھتے ہیں اپنے نفس کو دوسروں پر ترجیح دیتے ہیں۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ تہمت نہ لگا یہ وجہ نہیں جو تو کہتا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ میں مکلف ہوں تو مکلف نہیں میں اگر اتروں تو کپڑے سب نجس ہو جائیں گے بے دھلے نماز کیسے پڑھوں گا اور دھونے میں بے حد کلفت ہو گی اور تو اگر اترا تو سوکھ کر پھر صاف ہو جائے گا کتے نے کہا کہ یہ ٹھیک ہے لیکن تمہارے اترنے میں تو صرف ظاہری نجاست میں آلودگی ہو گی جو ایک لوٹا پانی سے دھل سکتی ہے اور اگر میں اتر گیا تو تم کو یہ خیال ضرور ہو گا کہ میں اس کتے سے افضل اور اشرف ہوں اور یہ گندگی وہ ہے جو هفت قلزم سے بھی نہ جاوے گی اب اختیار ہے جس نجاست کو چاہو اختیار کر لو شاہ صاحب پر

ایک حالت طاری ہوگئی اور فوراً اتر گئے کتا نکل گیا اور اس کے الہام ہوا کہ اے سید احمد جو علم تم کو آج دیا گیا ہے یہ کبھی میسر نہ ہوا تھا خبر ہے کہ اس کی کیا وجہ ہے تم نے اس کتے کی بنی نوع پر ایک مرتبہ احسان کیا تھا ہم نے نہ چاہا کہ تمہارا احسان اس پر رہے اسلئے ہم نے اس کے ایک بھائی سے تم کو اس کا بدلہ دلوا دیا یہ معلوم ہوا کہ ان پر اور زیادہ رقت طاری ہوئی بہر حال حضرت اہل اللہ ذرا سی نیکی سے نہیں چوکتے۔ (وعظ ایضاً)

حکایت (۶۷): مولانا اسماعیل صاحب شہید نے وعظ فرمایا ایک شخص نے کہا سبحان اللہ آپ کا کیسا علم ہے مولانا نے فرمایا کیا علم ہے میں تو ادنیٰ ساطالبعلم ہوں اس شخص نے کہا کہ یہ آپ کی تواضع ہے فرمایا کہ نہیں یہ تو بڑا تکبر ہے اسلئے کہ اس بات کا کہنے والا اس بات کا مدعی ہے کہ میں بڑا صاحب بصیرت ہوں میری نظر اتنی دور تک پہنچی ہوئی ہے کہ اس کے مقابلے میں یہ میرا علم کوئی چیز نہیں ایک تو یہ لوگ تھے کہ آپ اپنی تواضع کو بھی تکبر جانتے تھے ایک ہم ہیں کہ تکبر کو تکبر نہیں سمجھتے۔

حکایت (۶۸): حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مسجد میں عورتیں بھی نماز کو آیا کرتیں تھیں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے تھے کہ ان کے پاس بقدر کفایت بھی کپڑا نہ تھا تھوڑا سا کپڑا ہوتا تھا کہ اس کو آگے سے لپیٹ کر گرہ لگا لیتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو حکم فرمایا تھا جب تک مرد سیدھے نہ کھڑے ہو جاویں تم سجدے سے مت اٹھا کرو تا کہ بدن پر نظر نہ پڑ جاوے یہ لوگ تھے غریب اور یہ تھے فقراء مساکین آجکل بتلائے کہ ایسا کون ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

حکایت (۶۹): حضرت جنید کو ایک مرتبہ خلیفہ وقت نے کسی بات پر برہم ہو کر بلا بھیجا۔ حضرت شبلی ساتھ تھے جب روبرو ہوئے تو خلیفہ نے برا بھلا کہنا شروع کیا حضرت شبلی چونکہ نوجوان تھے۔ نیز ان کے پیر کو برا بھلا کہا جا رہا تھا آپ کو جوش آیا قالین پر ایک شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی آپ نے اس پر نظر ڈالی تو وہ شیر مجسم ہو کر خلیفہ کی طرف خشم آگیں نظر سے دیکھنے لگا حضرت جنید کی جو اس پر نظر پڑی تو آپ نے حضرت شبلی کو گھور کر دیکھا اور اس شیر کو تھپک دیا وہ مثل سابق شیر قالین ہو گیا تھوڑی دیر میں حضرت شبلی نے پھر اشارہ کیا تو وہ پھر مجسم ہو کر سامنے ہوا اس مرتبہ خلیفہ وقت کی نگاہ اس پر پڑی خوف کے مارے تھرا گیا اور دست بستہ اپنی جرات کی معافی چاہی حضرت جنید نے اس شیر کو مثل سابق کر دیا اور خلیفہ وقت سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ کچھ اندیشہ نہ کریں آپ کو کچھ گزند نہیں پہنچ سکتی آپ خلیفہ وقت ہیں آپ کی اطاعت اور ادب ہم پر واجب ہے یہ لڑکا ہے آداب شاہی سے واقف نہیں ہیں۔ آپ کا جو دل چاہے کہیے۔

حکایت (۷۰): میں نے ایک کتاب نشر الطیب لکھی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں اس کے لکھنے کے زمانہ میں خود تھانہ بھون میں طاعون تھا تو میں نے یہ تجربہ کیا کہ جس روز اس کا کوئی حصہ لکھا جاتا تھا اس روز کوئی حادثہ نہیں سنا جاتا تھا اور جس روز وہ ناغہ ہو جاتی تھی اس روز دو چار اموات سننے میں آتی تھیں ابتدا میں تو میں نے اس کو اتفاق پر محمول کیا لیکن جب کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ تو مجھے خیال ہوا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کی برکت سے ہے۔ آخر میں نے التزام کیا کہ روزانہ اس کا حصہ کچھ لکھ لیتا تھا آج کل بھی لوگوں نے مجھے طاعون ہونے کے متعلق اطراف وجوانب سے لکھا ہے تو میں نے ان کو یہی جواب میں لکھا کہ نشر الطیب پڑھا کرو مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجلس منعقد کی جاوے اس میں مٹھائی منگائی جاوے اور ایک شخص بیٹھ کر پڑھے اور سب بیٹھ کر سنے کیونکہ ان التزامات میں تو علاوہ اور مذکورہ خرابیوں کے ایک یہ مشکل ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دوسرے وظائف کی طرح روزمرہ اس کا بھی وظیفہ مقرر کر لیا جاوے یہ نہیں کہ سال بھر میں ایک دو دفعہ مقررہ تاریخوں پر عمل کر لیا اہل محرم کی طرح اور پھر سال بھر تک کروٹ نہ لی (اشرف المواعظ واعظ النور)

حکایت (۷۱): قوت جسمانیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں اس درجہ تھی کہ رکانہ ایک پہلوان تھے اور ان میں ایک ہزار مردوں کے مقابلہ کی قوت مشہور تھی اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ شرط کی کہ اگر آپ مجھ کو پچھاڑ دیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤں گا۔ کوئی پوچھے نبوت کے لیے پہلوانی بھی لازم ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمایا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اٹھا کر پھینک دیا اس نے کہا اس مرتبہ تو ایسا ہو گیا دوبارہ گرا دیجئے تو جانوں آپ نے پھر پھینک دیا وہ ایمان لے آیا۔

حکایت (۷۲): ایک بزرگ کی خدمت میں چند آدمی جو سفر کرنے والے تھے ملنے اور رخصت ہونے آئے جب وہ جانے لگے تو انہوں نے عرض کیا کہ حضرت ہم کو کچھ وصیت کیجئے ان بزرگ نے فرمایا ہاتھی کا گوشت مت کھانا انہوں نے عرض کیا کہ حضرت ہم کو ہاتھی کا گوشت کھانے کا خطرہ بھی نہیں گزرتا یہ آپ نے کیوں فرمایا فرمایا کہ میرے منہ سے اس وقت ایسا ہی نکلا واللہ اعلم کیا وجہ ہے وہ لوگ رخصت ہو گئے اتفاقاً راستہ بھول گئے اور ایک بیابان میں پہنچے اور بھوک و پیاس سے بے تاب ہوئے اتفاق سے ایک ہاتھی کا بچہ سامنے سے دیکھائی دیا سب نے اتفاق کیا کہ اس کو کاٹ کر کھانا چاہیئے ایک نے ان میں سے منع کیا کہ تم کو کیا حضرت کی وصیت یاد نہیں انہوں نے کچھ پرواہ نہیں کی اور سب نے خوب اس کا گوشت کھایا لیکن اس ایک نے نہیں کھایا اور گوشت کھا کر سو رہے کیوں کہ تھکے ماندے ہو رہے تھے مگر جس نے نہیں کھایا تھا اس کو نیند نہیں آئی جاگتا رہا تھوڑی دیر میں ایک جماعت ہاتھیوں کی آئی اور ان میں ایک ہتھنی بھی تھی اس نے اپنے بچے کو تلاش کرنا شروع کیا تلاش کرتے کرتے وہاں بھی آئی جہاں یہ لوگ سوتے تھے اور ان سونے والوں میں ایک کا منہ سونگھا تو اس کو گوشت کی بو آئی اس نے ایک ٹانگ پر پاؤں رکھا اور دوسری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عباس کی ذات میں میری حفاظت کرو تحقیق وہ میرا چچا اور میرے باپ کی ہم شاخ ہے (طبرانی)

سونڈ سے پکڑ کر اس کو چیر ڈالا اسی طرح سب کا کام تمام کر دیا پھر آخر میں اس کے پاس آئی چونکہ اس کے منہ سے بو نہ آئی اس کو سونڈ سے اٹھا کر کمر پر بٹھالیا اور ایک جانب کو لے چلی اور ایک میوہ دار درخت کے نیچے لے گئی اور ٹھہر گئی اس نے خوب سیر ہو کر میوہ کھائے اس کے بعد اس کو راستہ پر چھوڑ آئی ان حضرات کی شان یہ ہوتی ہے۔

حکایت (۷۳): ایک عالم حافظ محمد عظیم اللہ صاحب پشاور کے تھے اور سنا ہے کہ صاحب نسبت بھی تھے نابینا بھی اور خود قصداً نابینا ہوئے تھے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی دو درخواستیں کیں ایک تو یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر پھر کسی کو نہ دیکھوں اور دوسری کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ دیکھ لیا کروں چنانچہ جس وقت اٹھے نابینا تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے برابر مشرف ہوتے رہتے تھے۔ ایک میرے ہم نام تھے مولوی اسحاق علی صاحب کے نانا وہاں صوبہ دار تھے وہ بیان کرتے تھے کہ اگر کوئی ان سے دس برس بعد ملتا تو ہاتھ میں ہاتھ لیتے ہی پہچان لیتے کہ فلاں شخص ہے اس قدر قوی حافظ تھا یا اسے کرامت کہیے۔ (ایضاً)

حکایت (۷۴): ایک زانی کی حکایت ہے کہ وہ زنا کر کے غسل کر رہا تھا غسل کا پانی نالی سے بہہ رہا تھا ایک بزرگ کا گزر ہوا اس پانی کو دیکھ کر فرمایا اس میں زنا بہہ رہا ہے پوچھا حضرت آپکو کیونکر معلوم ہوا فرمایا کوئی زانی غسل کر رہا ہے مجھے پانی کے ہر قطرہ میں زنا کی تصویر نظر آتی ہے۔ (ہفت وعظ دوم)

حکایت (۷۵): حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک جبہ طیلسانی کسروی نکالا جس کا گریبان اور دونوں چاک پر ریشم کی سنجاف لگی ہوئی تھی اور کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا ان کی وفات کے بعد میں نے ان سے لے لیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے اور ہم اس کو پانی میں دھو کر وہ پانی بیماروں کو پلا دیتے ہیں شفا حاصل کرنے کے لیے۔

حکایت (۷۶): مجھ کو شاہ عبدالعزیز صاحب کی حکایت یاد آ گئی کہ شاہ صاحب جامع مسجد میں آتے تو عمامہ آنکھوں پر جھکا لیا کرتے تھے اور ادھر ادھر نظر نہ فرماتے تھے ایک شخص نے اس کا سبب دریافت کیا شاہ صاحب نے اپنا عمامہ اس کے سر پر رکھ دیا دیکھا کہ تمام مسجد میں بجز دو چار آدمیوں کے سب گدھے کتے بندر بھیڑیے پھر رہے ہیں۔ فرمایا کہ اسی وجہ سے میں اس صورت میں آتا ہوں کہ مجھ کو سب کتے بندر وغیرہ نظر آتے ہیں اور طبیعت پریشان ہوتی ہے۔

حکایت (۷۷): حضرت سلیمان علیہ السلام جو کہ نبی معصوم مقبول ہیں انہوں نے جب بیت المقدس کی تعمیر شروع کرائی اور اختتام تعمیر سے قبل آپ کی وفات کا وقت آ گیا تو آپ نے یہ تمنا کی کہ بیت المقدس کی تعمیر تیار ہو جانے تک مہلت دی جائے لیکن قبول نہ ہوئی غور کیجئے نبی کی درخواست اور بیت المقدس کی تعمیر کے لیے مگر نامنظور ہوئی آخر آپ نے یہ درخواست کی کہ مجھے اس طرح موت دی جائے کہ جنات کو میری موت کی اطلاع اس وقت تک نہ ہو کہ تعمیر پوری نہ ہو جائے چنانچہ یہ درخواست منظور ہوئی اور آپ حسب عادت اپنے عصاء پر سہارا لے کر کھڑے ہو گئے اور اسی حالت میں روح قبض ہو گئی اور سال بھر تک آپ کی لاش اسی طرح کھڑی رہی جنات نے آپ کو زندہ سمجھ کر کام جاری رکھا حتیٰ کہ جب تعمیر پوری ہو گئی اسوقت آپ کی لاش زمین پر گر گئی اور جنات کو اسی وقت آثار سے معلوم ہو گیا کہ آپ کے انتقال کو اس قدر زمانہ گزر گیا ہے۔ (وعظ ایضاً)

سچی کہانیاں

پہلی کہانی: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی جنگل میں تھا یکایک اس نے ایک بدلی میں یہ آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دے۔ اس آواز کے ساتھ وہ بدلی چلی اور ایک سنگستان میں خوب پانی برسا اور تمام پانی ایک نالہ میں جمع ہو کر چلا۔ یہ شخص اس پانی کے پیچھے ہو لیا دیکھتا کیا ہے کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا ہوا بیلچہ سے پانی پھیر رہا ہے اس نے اس باغ والے سے پوچھا اے بندہ خدا تیرا نام کیا ہے اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بدلی میں سنا تھا پھر باغ والے نے اس سے پوچھا اے بندہ خدا تو میرا نام کیوں دریافت کرتا ہے اس نے کہا میں نے اس بدلی میں جس کا یہ پانی ہے ایک آواز سنی کہ تیرا نام لے کر کہا کہ اس کے باغ کو پانی دے تو اس میں کیا عمل کرتا ہے کہ اس قدر مقبول ہے، اس نے کہا، جب تو نے پوچھا تو مجھے کہنا ہی پڑا میں اس کل پیداوار کو دیکھتا ہوں، اس میں سے ایک تہائی خیرات کر دیتا ہوں، ایک تہائی اپنے لیے اور بال بچوں کے لیے رکھ لیتا ہوں، اور ایک تہائی پھر اسی باغ میں لگا لیتا ہوں۔

فائدہ: سبحان اللہ کیا خدا کی رحمت ہے، کہ جو اس کی اطاعت کرتا ہے۔ اس کے کام غیب سے اس طرح سرانجام ہو جاتے ہیں کہ اس کو خبر بھی نہیں ہوتی بے شک سچ ہے جو اللہ کا ہو گیا اس کا اللہ ہو گیا۔

دوسری کہانی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے۔ ایک کوڑھی، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ خداوند تعالیٰ نے ان کو آزمانا چاہا اور ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ پہلے وہ کوڑھی کے پاس آیا اور پوچھا تجھ کو کیا چیز پیاری ہے اس نے کہا مجھے اچھی رنگت اور خوبصورت کھال مل جاوے اور یہ بلا جاتی رہے۔ جس سے لوگ مجھ کو اپنے پاس بیٹھنے نہیں دیتے اور گھن کرتے ہیں۔ اس فرشتہ نے اپنا ہاتھ اس کے بدن پر پھیر دیا اسی وقت چنگا ہو گیا اور اچھی کھال اور خوبصورت رنگت نکل آئی۔ پھر پوچھا تجھ کو کون سے مال سے زیادہ رغبت ہے اس نے کہا اونٹ

سے۔ پس ایک گابھن اونٹنی بھی اس کو دے دی اور کہا! اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔ پھر گنجے کے پاس آیا اور پوچھا تجھ کو کون سے چیز پیاری ہے۔ کہا میرے بال اچھے نکل آئیں اور یہ بلا مجھ سے جاتی رہے۔ کہ لوگ جس سے گھن کرتے ہیں فرشتے نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیر دیا، فوراً اچھا ہو گیا اور اچھے بال نکل آئے۔ پھر پوچھا تجھ کو کونسا مال پسند ہے۔ اس نے کہا گائے۔ پس اس کو ایک گابھن گائے دے دی اور کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت بخشے۔ پھر اندھے کے پاس آیا اور پوچھا۔ تجھ کو کیا چیز چاہیئے۔ کہا اللہ تعالیٰ میری نگاہ درست کر دے کہ سب آدمیوں کو دیکھوں۔ اس فرشتے نے آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیا اللہ تعالیٰ نے اس کی نگاہ درست کر دی پھر پوچھا۔ تجھ کو کیا مال پیارا ہے کہا۔ بکری پس اس کو ایک گابھن بکری دے دی۔ تینوں کے جانوروں نے بچے دیے۔ تھوڑے دنوں میں اس کے اونٹوں سے جنگل بھر گیا اور اس کی گائیوں سے اور اس کی بکریوں سے۔ پھر وہ فرشتہ خدا کے حکم سے اسی پہلی صورت میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں۔ میرے سفر کا سب سامان چک گیا۔ آج میرے پہنچنے کا کوئی وسیلہ نہیں سوائے خدا کے اور پھر تیرا۔ میں اس اللہ کے نام پر جس نے تجھ کو اچھی رنگت اور عمدہ کھال عنایت فرمائی، تجھ سے ایک اونٹ مانگتا ہوں کہ اس پر سوار ہو کر اپنے گھر پہنچ جاؤں۔ وہ بولا یہاں سے چل دور ہو۔ مجھے اور بہت سے حقوق ادا کرنے ہیں۔ تیرے دینے کی اس میں گنجائش نہیں۔ فرشتہ نے کہا شاید تجھ کو تو میں پہچانتا ہوں۔ کیا تو کوڑھی نہیں تھا کہ لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے اور کیا تو مفلس نہ تھا پھر تجھ کو خدا نے اس قدر مال عنایت فرمایا۔ اس نے کہا واہ کیا خوب۔ یہ مال تو میری کئی پشتوں سے باپ دادا کے وقت سے چلا آتا ہے۔ فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو خدا تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا پہلے تھا۔ پھر گنجے کے پاس اس پہلی صورت میں آیا اور اس طرح اس سے بھی سوال کیا اور اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ فرشتہ نے کہا، اگر تو جھوٹا ہو تو خدا تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا پہلے تھا۔ پھر اندھے کے پاس اسی پہلی صورت میں آیا اور کہا، میں مسافر ہوں بے سامان ہو گیا ہوں۔ آج بجز خدا کے اور پھر تیرے کوئی میرا وسیلہ نہیں ہے۔ میں اس کے نام پر جس نے دوبارہ تجھ کو نگاہ بخشی تجھ سے ایک بکری مانگتا ہوں کہ اس سے اپنی کارروائی کر کے سفر پورا کروں۔ اس نے کہا بے شک میں اندھا تھا۔ خداوند تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے مجھ کو نگاہ بخشی، جتنا تیرا جی چاہے لے جا اور جتنا چاہے چھوڑ جا۔ خدا کی قسم کسی چیز سے میں تجھ کو منع نہیں کرتا۔ فرشتے نے کہا کہ تو اپنا مال اپنے پاس رکھ مجھ کو کچھ نہیں چاہیئے۔ فقط تم تینوں کی آزمائش منظور تھی سو ہو چکی۔ خدا تجھ سے راضی ہوا اور ان دونوں سے ناراض۔

فائدہ: خیال کرنا چاہیئے کہ ان دونوں کو ناشکری کا کیا نتیجہ ملا کہ تمام نعمت چھن گئی۔ اور جیسے تھے ویسے ہی ہو گئے اور خدا ان سے ناراض ہوا۔ دنیا اور آخرت دونوں میں نامراد رہے۔ اور اس شخص کو شکر کی وجہ سے کیا عوض ملا کہ نعمت بحال رہی اور خدا اس سے خوش ہوا۔ اور وہ دنیا اور آخرت دونوں میں شاد و بامراد ہوا۔

تیسری کہانی: ایک بار حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس کہیں سے کچھ گوشت آیا اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت بہت اچھا لگتا تھا۔ اس لیے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خادمہ سے فرمایا کہ یہ گوشت طاق میں رکھ دے شاید حضرت نوش فرماویں۔ اس نے طاق میں رکھ دیا اتنے میں ایک سائل آیا اور دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی بھیجو اللہ کے نام پر خدا برکت کرے۔ گھر سے جواب دیا۔ خدا تجھ کو بھی برکت دے۔ اس لفظ میں یہ اشارہ کہ کوئی چیز دینے کی موجود نہیں ہے۔ وہ سائل چلا گیا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ انہوں نے کہا ہاں ہے۔ اور خادمہ سے کہا۔ جاؤ وہ گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے لے آ۔ وہ گوشت لینے گئی، دیکھتی کیا ہے کہ وہاں گوشت کا تو نام بھی نہیں ہے۔ فقط ایک (سفید) پتھر کا ٹکڑا رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چونکہ تم نے سائل کو نہ دیا تھا اس لیے وہ گوشت پتھر بن گیا۔

چوتھی کہانی: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تھی کہ فجر کی نماز پڑھ کر اپنے یار و اسباب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے رات کو کسی نے کوئی خواب تو نہیں دیکھا۔ اگر کوئی دیکھتا تو عرض کر دیا کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ تعبیر ارشاد فرما دیا کرتے تھے۔ عادت کے موافق ایک بار سب سے پوچھا کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے ان سب نے عرض کی کہ کوئی نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے کہ دو شخص میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو ایک زمین مقدس کی طرف لے چلے۔ دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور ہے۔ اس بیٹھے ہوئے کے کلے کو اس سے چیر رہا ہے۔ یہاں تک کے گدی تک جا پہنچتا ہے پھر دوسرے کلے کے ساتھ بھی یہی معاملہ کر رہا ہے اور پھر وہ کلہ اس کا درست ہو جاتا ہے پھر اس کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ وہ دونوں شخص بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک ایسے شخص پر گذر ہوا جو لیٹا ہوا ہے اس کے سر پر ایک شخص ہاتھ میں بڑا بھاری پتھر لیے کھڑا ہے۔ اس سے اس کا سر نہایت زور سے پھوڑتا ہے۔ جب وہ پتھر اس کے سر پر دے مارتا ہے پتھر لڑھک کر دور جا گرتا ہے۔ جب وہ اسکے اٹھانے کے لیے جاتا ہے تو اب تک لوٹ کر اس کے پاس نہیں آنے پاتا کہ اسکا سر پھر اچھا خاصا جیسا تھا ویسا ہی ہو جاتا ہے اور وہ پھر اس کو اسی طرح پھوڑتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے یہاں تک ایک غار پر پہنچے۔ جو مثل تنور کے تھا۔ نیچے سے فراخ تھا اور اوپر تنگ۔ اس میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میرے صحابہ کو گالی دینے والوں کو دیکھو تو ان پر لعنت کرو۔ (ترمذی)

آگ جل رہی ہے اور اس میں بہت سے ننگے مرد اور عورتیں بھرے ہوئے ہیں۔ جس وقت وہ آگ اوپر کو اٹھتی اس کے ساتھ وہ بھی سب اٹھ آتے ہیں۔ یہاں تک کہ قریب نکلنے کے ہو جاتے ہیں پھر جس وقت بیٹھتی ہے، وہ بھی نیچے چلے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے اس کے بیچ میں ایک شخص کھڑا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک شخص کھڑا ہے اور اس کے سامنے بہت سے پتھر پڑے ہیں وہ نہر کے اندر والا شخص نہر کے کنارے کی طرف آتا ہے۔ جس وقت وہ نکلنا چاہتا ہے کنارہ والا شخص اس کے منہ پر ایک پتھر مار کر اس کو ہٹا دیتا ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ وہ دونوں بولے۔ آگے چلو۔ ہم آگے چلے۔ یہاں تک کہ ایک ہرے بھرے باغ میں پہنچے اس میں ایک بڑا درخت ہے اور اس کے نیچے ایک بوڑھا آدمی اور بہت سے بچے بیٹھے ہیں اور درخت کے قریب ایک اور شخص بیٹھا ہوا ہے اس کے سامنے آگ جل رہی ہے۔ وہ اس کو دھونک رہا ہے پھر وہ دونوں مجھ کو چڑھا کر درخت کے اوپر لے گئے اور ایک گھر درخت کے بیچ میں نہایت عمدہ بن رہا تھا اس میں لے گئے میں نے ایسا گھر کبھی نہیں دیکھا اس میں مرد بوڑھے جوان عورتیں اور بچے بہت سے ہیں۔ پھر اس سے باہر لا کر اور اوپر لے گئے۔ وہاں ایک گھر پہلے گھر سے بھی عمدہ تھا اس میں لے گئے اس میں بوڑھے اور جوان تھے۔ میں نے ان دونوں شخصوں سے کہا تم نے مجھ کو تمام رات پھرایا۔ اب بتاؤ کہ یہ سب کیا اسرار تھے۔ انہوں نے کہا کہ وہ شخص جو تم نے دیکھا تھا کہ اس کے کلے چیرے جاتے تھے وہ شخص جھوٹا ہے کہ جھوٹی باتیں کہا کرتا تھا اور وہ باتیں تمام جہان میں مشہور ہو جاتی تھیں اس کے ساتھ قیامت تک یونہی کرتے رہیں گے۔ اور جس کا سر پھوڑتے ہوئے دیکھا وہ وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو علم قرآن دیا رات کو اس سے غافل ہو کر سو رہا اور دن کو اس پر عمل نہ کیا۔ قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ رہے گا۔ اور جن کو تم نے آگ کے غار میں دیکھا وہ زنا کرنے والے لوگ ہیں اور جن کو خون کی نہر میں دیکھا وہ سود کھانے والا ہے۔ اور درخت کے نیچے جو بوڑھے شخص تھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ان کے گرد اگرد جو بچے دیکھے وہ لوگوں کی نابالغ اولاد ہے اور جو آگ دھونک رہا تھا وہ مالک داروغہ دوزخ کا ہے اور پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے وہ عام مسلمانوں کا ہے اور یہ دوسرا گھر شہیدوں کا ہے اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ پھر بولے سر اوپر اٹھاؤ میں نے سر اٹھایا۔ تو میرے اوپر ایک سفید بادل نظر آیا۔ بولے یہ تمہارا گھر ہے میں نے کہا مجھ کو چھوڑ دو میں اپنے گھر میں داخل ہوں۔ بولے ابھی تمہاری عمر باقی ہے پوری نہیں ہوئی۔ اگر پوری ہو چکتی تو ابھی چلے جاتے۔

فائدہ: جاننا چاہیئے کہ خواب انبیاء کا وحی ہوتا ہے یہ تمام واقعے سچے ہیں اس حدیث سے کئی چیزوں کا حال معلوم ہوا اوّل جھوٹ کا کہ کیسی سخت سزا ہے دوسرے عالم بے عمل کا تیسرے زنا کا چوتھے سود کا۔ خدا سب مسلمانوں کو ان کاموں سے محفوظ رکھے۔

مرنے کا شرعی دستور العمل

نزع کے وقت سورۂ یٰسین پڑھو اور قریب موت داہنی کروٹ پر قبلہ رخ لٹاؤ کہ مسنون ہیں۔ جب کہ مریض کو تکلیف نہ ہو ورنہ اس کے حال پر چھوڑ دو اور چت لٹانا بھی جائز ہے کہ پاؤں قبلہ کی طرف ہوں۔ اور سر کسی قدر اونچا کر دیا جائے اور پاس بیٹھنے والے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کسی قدر بلند آواز سے پڑھتے رہیں۔ میت کو کلمہ پڑھنے کے لیے کہیں نہیں۔ کبھی وہ ضد میں آ کر منع کر دے۔ مرنے پر ایک چوڑی پٹی لے کر ٹھوڑی کے نیچے کو نکال کر سر پر لا کر گرہ دے دو آنکھیں بند کر دو۔ اور پیروں کے انگوٹھے ملا کر دھجی سے باندھ دو۔ اور ہاتھ دائیں بائیں رکھو۔ سینے پر نہ رہیں اور لوگوں کو مرنے کی خبر کرو اور دفن میں بہت جلدی کرو سب سے پہلے قبر کا بندوبست کرو اور کفن دفن کے لیے سامان ذیل کی فراہمی کر لو جس کو اپنے اپنے موقع پر صرف کرو تفصیل اس کی یہ ہے۔ گھڑے دو عدد۔ اگر گھر میں برتن موجود ہوں تو کورے کی حاجت نہیں۔ لوٹا اگر موجود ہو تو حاجت نہیں۔ تختہ غسل کا اکثر مساجد میں رہتا ہے۔ لوبان ایک تولہ، روئی آدھی چھٹانک، گل خیرو ایک چھٹانک، کافور چھ ماشہ، تختہ یا لکڑی برائے پٹاؤ قبر بقدر پیمائش قبر۔ بوریا ایک عدد بقدر قبر۔ کفن جس کی ترکیب مرد کے لیے یہ ہے۔ کہ مردے کے قد کے برابر ایک لکڑی لو اور اس میں ایک نشان کندھے کے مقابل لگا لو ایک تاگا سینے کے مقابل رکھ کر جسم کی گولائی میں کو نکالو۔ کہ دونوں سرے اس تاگے کے دونوں طرف کی پسلیوں پر پہنچ جاویں اور اس کو وہاں سے توڑ کر رکھ لو۔ پھر ایک کپڑا لو جس کا عرض اس تاگے کے برابر یا قریب برابر کے ہو اگر عرض اس قدر نہ ہو تو اس میں ایک جوڑ لگا کر پورا کر لو اور اس لکڑی کے برابر ایک چادر پھاڑ لو۔ اس کو ازار کہتے ہیں اسی طرح دوسری چادر پھاڑو جو عرض میں اسی قدر رہو البتہ طول میں ازار اس سے چار گرہ زائد ہو اس کو لفافہ کہتے ہیں پھر ایک کپڑا لو جس کا عرض بقدر چوڑائی جسم مردہ کے ہو اور لکڑی کے نشان سے اخیر تک جس قدر طول ہے اس کا دوگنا پھاڑ لو اور دونوں سرے کپڑے کے ملا کر اتنا چاک کھولو کہ سر کی طرف سے گلے میں آ جاوے۔ اس کو قمیص یا کفنی کہتے ہیں عورت کے لیے یہ کپڑے تو ہیں ہی اس کے علاوہ دو اور ہیں ایک سینہ بند دوسرا سر بند۔ جسے اوڑھنی کہتے ہیں۔ سینہ بند زیر بغل سے گھٹنے تک اور تاگے مذکور کے بقدر چوڑا سر بند نصف ازار سے تین گرہ زیادہ لمبا اور بارہ گرہ چوڑا۔ یہ تو کفن ہوا اور کفن مسنون اسی قدر رہے۔ اور بعض چیزیں کفن کے متعلقات سے ہیں جن کی تفصیل ذیل میں ہے۔

تہبند، بدن کی موٹائی سے تین گرہ زیادہ۔ بڑے آدمی کے لیے سوا گز طول کافی ہے اور عرض میں ناف سے پنڈلی تک چودہ گرہ عرض کافی ہے یہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا بڑا سخی جعفر (طیار) ہے۔ (ابن عساکر)

دونوں ہونے چاہئیں۔ دستانہ چھ گرہ اور تین گرہ عرض ہو بقدر پنجہ دست بنا لیں۔ یہ بھی دو عدد ہوں۔ چادر عورت کے گہوارہ کی جو بڑی عورت کے لیے ساڑھے تین گز طول اور دو گز عرض کافی ہے۔

تنبیہ: کفنی اور اس کی متعلقات کا بندوبست بھی گھڑوں وغیرہ کے ساتھ کر دیں مرتے وقت پیشانی پر پسینہ آنا اور آنکھوں سے پانی بہنا اور ناک کے نتھنوں کے پردوں کا کشادہ ہو جانا اچھی موت کی علامت ہے اور فقط پیشانی پر پسینہ آنا بھی اچھی موت کی نشانی ہے۔ (تذکرۃ الموتی والقبور از جامع ترمذی وغیرہ)

مثنوی

حضرت عزیزان علی رامیتنی قدس سرہ فرماید

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نشاید داد دست

بہت سے ایسے آدمی بھی ہیں جن کی صورت انسانوں کی سی ہے لیکن در حقیقت وہ شیطان ہیں لہٰذا ہر ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہ دیدینا چاہیئے حضرت عزیزان علی رامیتنی قدس سرہ نے فرمایا

رباعی

ہر کہ نشستی و نہ شد جمع دلت
وز تو نہ رمید صحبت آب و گلت
زنہار ز صحبتیش گریزاں می باش
ورنہ نہ کند روح عزیزان بحلت

ہر وہ شخص کہ جس کے ساتھ تو بیٹھے اور تجھے اطمینان میسر نہ ہوا اور تجھ سے دنیا کی محبت دور نہ ہوئی لازماً اسکی صحبت سے گریز کر اگر انکی صحبت سے گریز نہ کرے گا تو پاک لوگوں کی روح سے تجھے فیض حاصل نہ ہوگا۔

عالمی واسلامی تاریخ پر پہلی منفرد کتاب

عالمی تاریخ

تاریخ کی تمام مستند کتب کا عطر اور ہزاروں صفحات کا خلاصہ ہے۔
قرآن کریم اور قراء کرام کے تاریخی واقعات
تاریخ کی اہم شخصیات جنہوں نے اپنے دور میں وقت کا رخ بدل دیا۔
سینکڑوں تاریخی واقعات جو اپنے اندر بے شمار اصلاحی پہلو رکھتے ہیں۔
روئے زمین کے مقدس و متبرک مقامات کا تاریخی تذکرہ
اور عالمی تاریخی مقامات کی دلچسپ تاریخی معلومات۔
اہل علم اور سلاطین کے تاریخی کارنامے جو عزم و عزیمت کا مشعل راہ باب ہے۔
نیز غیر مسلم سلاطین کے واقعات
آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک کی مکمل سن وار تاریخ انبیاء علیہم السلام کی عمریں' پیشے اور دیگر معلومات' قبل المسیح اور بعد المسیح کے تمام حکمرانوں کی مکمل سن وار تاریخ۔
دنیا کی اہم حکومتوں کے دلچسپ واقعات۔ حکمت و دانش کے حیران کن تاریخی واقعات۔
دجال کے بارہ میں جدید ترین تاریخی معلومات۔ رابطہ کیلئے 0322-6180738

6

باب ٦

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اختلافی مسائل

گلدستۂ آداب وہزار ہا تسلیمات!

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

گرامی قدر جناب مولانا صاحب

میں، میرا ایک سگا بھائی، ایک خالہ زاد بھائی، پانچ سگے چچے اور بہت سے قریبی رشتہ دار یہاں دوبئ اور شارجہ میں عرصہ سے مقیم ہیں۔ ہم سب لوگ سوائے ایک یا دو کے سختی کے ساتھ نماز کے پابند ہیں اور اپنی فراغت کے بیشتر لمحے مذہبی سوچ بچار اور بحث مبحث پر ہی صرف کرتے ہیں۔ ہم میں سے اکثر تعلیم یافتہ ہیں۔ اور تھوڑی بہت مذہبی سوجھ بوجھ بھی رکھتے ہیں۔ تقریباً ہم سب کے پاس مختلف عقائد رکھنے والے علماء کرام کی تحریر کردہ کتب موجود ہیں۔ جن کا ہم بغور مطالعہ کرتے ہیں۔ رشتوں کے لحاظ سے جتنے ہم قریب ہیں اتنے ہی مذہبی اختلافات ہمارے درمیان موجود ہیں۔ ہم ایک دوسرے کے عقائد پر بڑی سخت نکتہ چینی کرتے ہیں۔ جیسا کہ آج کل اپنے وطن عزیز میں ہو رہا ہے۔ ایک دوسرے کے پسندیدہ علمائے کرام پر تنقید کرتے ہیں۔ اور بڑھ چڑھ کر خامیاں بیان کرتے ہیں۔ ہم میں سے اکثریت سنی عقیدے والوں کی ہے۔ جو اپنے آپ کو سچا عاشق رسول کہتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے وہ اپنے آپ کو افضل تصور کرتے ہیں۔ جیسا کہ آج کل پاکستان میں نورانی میاں صاحب اپنے آپ کو یعنی اپنی جماعت کو ''سواد اعظم'' کہتے ہیں باقی چند جو دوسرے فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو عربوں کی دیکھا دیکھی صرف فرض نماز ہی ادا کرتے ہیں۔ اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ چونکہ اسلام کی ابتداء یہاں ہی سے شروع ہوئی اس لیے یہ لوگ صحیح ہیں ہم میں سے ایک گروپ ایسا بھی ہے جو مولانا مودودی صاحب کے علاوہ پاکستان میں کسی اور کو عالم ہی نہیں مانتا اور اس کا کہنا ہے کہ زیارتوں پر فاتحہ پڑھنا حضرت غوث پاک کی گیارھویں دینا اور ختم شریف پڑھوانا سب شرک ہے وغیرہ۔ بہرحال ہم سب لوگ جب کسی موضوع پر بحث کرتے ہیں۔ تو مجھے ثالث مقرر کیا جاتا ہے کیونکہ میں کسی بھی فرقے کو غلط یا کسی عالم کو برا نہیں کہتا۔ اس لیے میرے باقی ساتھی میرا فیصلہ بخوشی تسلیم کر لیتے ہیں۔ اور اس طرح ہماری بحث کافی حد تک کسی انجام کو پہنچتی ہے۔ مگر بعض سوالات ایسے ہوتے ہیں۔ جو میں معلومات نہ ہونے کی وجہ سے حل نہیں کر پاتا۔ چونکہ ''جنگ'' میں میں آپ کا کالم بڑی پابندی اور بڑی توجہ سے پڑھتا ہوں اس لیے میں نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر کے چند ضروری مسائل جن پر ہم لوگ آج تک متفق نہیں ہوئے ہیں پوچھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

۱۔ سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی، اور وہابی، فرقوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔ ان میں اختلافات کیا ہیں ان میں سب سے افضل کون سا فرقہ ہے اور اس میں کتنے فرق ہیں۔ نیز اماموں کے نام معہ صفات کے تحریر فرمائیں۔

۲۔ نماز میں صرف فرض ادا کرنا کہاں تک درست ہے یہاں کے ایک بہت بڑے خطیب صاحب سے جو مصری ہیں۔ میں نے یہ دریافت کیا کہ آپ بہت بڑے عالم ہیں آپ صرف نماز جمعہ میں دو فرض ہی کیوں ادا کرتے ہیں۔ جب کہ سنت اور نفل بھی ہیں۔ انہوں نے مجھے یہ جواب دیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حجرہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے میں تھا وہ وہاں سے اٹھ کر مسجد میں جاتے تھے اور دو فرض نماز جمعہ جماعت کے ساتھ پڑھا کر واپس حجرے میں چلے جاتے تھے اور حجرے میں جا کر وہ کیا پڑھتے تھے یہ کسی کو کچھ معلوم نہیں۔ اس لیے میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ادا کر رہا ہوں۔

آپ مہربانی کر کے اس مسئلے پر تفصیل سے روشنی ڈالیں کہ آیا یہ خطیب صاحب درست فرماتے ہیں؟ اگر نہیں تو صحیح مسئلہ کیا ہے؟

۳۔ زیارتوں پر فاتحہ خوانی کرنا، گیارھویں شریف دینا اور ختم شریف (یعنی کسی کی مغفرت کے لیے قرآن خوانی یا ذکر الٰہی کرانا) پڑھانا شرک ہے؟ قرآن وسنت کے حوالے دے کر واضح کریں۔ پہلے سوال کے بارے میں اتنا عرض ہے کہ اس کا جواب ہماری زندگیوں کو بدل سکتا ہے کیونکہ ہم سب اس بات پر متفق ہو گئے ہیں کیونکہ جو کچھ بھی آپ قرآن و سنت کے بارے میں لکھیں گے ہم اس پر عمل کریں گے اس لیے آپ مہربانی فرما کر ہمیں ایک صحیح راستہ دکھائیں۔

آپ کا دعا گو!

محمد کریم دبئی یو اے ای

جواب: آپ اور آپ کے رفقاء کی دین سے دلچسپی لائق مبارک باد ہے مگر میرا مشورہ یہ ہے کہ اس دلچسپی کا رخ بحث و مباحثہ سے ہٹا کر دین کے سیکھنے سکھانے اس کے عملی تقاضوں کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں کو اپنی اور دوسروں کی زندگی میں لانے کی طرف پھیرنا چاہیے۔

اور میرا یہ معروضہ دو وجوہات پر مبنی ہے ایک یہ کہ بحث و مباحثہ سے انسان کی قوت عمل مفلوج ہو جاتی ہے۔ مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ، اور متدرک حاکم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوْا عَلَيْهِ اِلَّا اُوْتُوا الْجَدَلَ"

جو قوم ہدایت سے ہٹ کر گمراہ ہو جاتی ہے اسے جھگڑا دے دیا جاتا ہے۔

پس کسی قوم کا بحث مباحثوں اور جھگڑوں میں الجھ کر رہ جانا اس کے حق میں کسی طرح نیک فال قرار نہیں دیا جاسکتا۔

وجہ یہ ہے کہ بحث و مباحثہ میں عام طور سے سمجھنے سمجھانے کا جذبہ مغلوب ہو جاتا ہے اور اپنی اپنی بات منوانے کا جذبہ غالب آ جاتا ہے۔

آپ کا پہلا سوال اگر چہ لفظوں میں بہت ہی مختصر ہے مگر اس کا جواب ایک ضخیم کتاب کا موضوع ہے یہ ناکارہ نہ اتنی صلاحیت رکھتا ہے اور نہ اتنی فرصت ہے کہ اس مختصری فرصت میں اس موضوع کا حق ادا کر سکے تاہم آپ کے حکم کی تعمیل میں چند سطور لکھتا ہوں۔ اگر آپ اور آپ کے رفقاء کے لیے کسی درجہ میں مفید ہوں تو یہ اس ناکارہ کی سعادت ہوگی ورنہ۔ "کالائے بد بریش خاوند"

سب سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ "دین حق" کیا ہے، جس کو معیار بنا کر ہم اس بات پر غور کر سکیں کہ کونسا فرقہ حق پر ہے یا حق سے قریب تر ہے؟

میں آپ اور سب مسلمان جانتے ہیں۔ "دین حق" وہ پیغام الٰہی ہے جو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لیکر آئے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء نے عمل کیا اور جس کی قیامت تک حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔ یہ دین حق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل اور ائمہ مجتہدین کی تشریحات کی صورت میں محفوظ کر دیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

اس امت کے پاس آج بھی یہ ساری چیزیں بالکل صحیح سالم اسی طرح محفوظ ہیں کہ گویا آج کے لیے ہی یہ دین نازل کیا گیا تھا۔

دوسری بات جس کا سمجھ لینا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ امت میں دو قسم کے اختلافات ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں قسم کے اختلافات سے مطلع بھی کیا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے بارے میں امت کو ہدایات بھی عطا فرمائیں۔

پہلی قسم کا اختلاف وہ ہے جو اجتہادی مسائل میں صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین اور ائمہ مجتہدین کے درمیان رونما ہوا اور جو آج حنفی شافعی۔ مالکی اور حنبلی اختلاف کے نام سے مشہور ہے۔ یہ اختلاف خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں بھی کبھی کبھی رونما ہو جاتا تھا۔ مثلاً ایک موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بنو قریظہ کی بستی میں پہنچنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

لَايُصَلِّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْعَصْرَ اِلَّافِي بَنِيْ قُرَيْظَةَ

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنو قریظہ پہنچ کر۔

اتفاق سے وہاں پہنچنے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو تاخیر ہوگئی اور نماز عصر کا وقت ضائع ہونے لگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشورہ کیا کہ کیا ہونا چاہیے؟ مشورہ میں دو فریق بن گئے ایک کی رائے یہ تھی کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف فرمادیا ہے کہ بنو قریظہ پہنچنے سے پہلے عصر کی نماز نہ پڑھی جائے تو اب راستے میں نماز پڑھنے کا کیا جواز ہے؟ اس لیے خواہ نماز قضا ہو جائے مگر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل ضروری ہے مگر دوسرے فریق کی رائے یہ تھی کہ اس حکم کا منشائے مبارک یہ تھا کہ ہمیں عصر کا وقت ختم ہونے سے پہلے پہلے بنو قریظہ پہنچ جانا چاہیے اور عصر کی نماز وہاں پہنچ کر پڑھنی چاہیے لیکن اب جب کہ ہم غروب سے پہلے وہاں نہیں پہنچ سکتے تو نماز عصر قضا کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ اگر ہم سے وہاں پہنچنے میں تاخیر ہوگئی ہے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ اب ہمیں نماز عصر قضا کر کے اپنی کوتاہی میں مزید اضافہ کر لینا چاہیے۔ الغرض پہلے فریق نے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل میں عصر کی نماز قضا کرنا گوارا کیا مگر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر سے ہٹنا گوارا نہیں کیا اور دوسرے فریق نے منشائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل ضروری سمجھی راستے میں اتر کر نماز عصر پڑھی اور پھر بنو قریظہ پہنچے۔ جب بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ واقعہ پیش ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فریق کو عتاب نہیں فرمایا بلکہ دونوں کی تصویب فرمائی کیونکہ دونوں منشائے نبوی کی تعمیل میں کوشاں تھے اس قسم کی اور بھی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں۔ الغرض ایک اختلاف یہ ہے کہ جسکو "اجتہادی اختلاف" کہا جاسکتا ہے۔

یہ اختلاف نہ صرف ایک فطری اور ناگزیر چیز ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو "رحمت" فرمایا ہے۔ اور جس شخص کو حق تعالیٰ نے ذرا بھی نور بصیرت عطا کیا ہوا اس کو اس اختلاف کا "رحمت" ہونا کھلی آنکھوں نظر آتا ہے۔ فرصت اس کی متحمل نہیں ورنہ اس پر مزید روشنی ڈالتا۔ الغرض یہ اختلاف بالکل صحیح ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ جس امام مجتہد سے اعتقاد ہو اس کے اجتہاد پر عمل کیا جائے اور باقی بزرگوں کے بارے میں ادب و احترام کو ملحوظ رکھا جائے۔ کیونکہ یہ تمام حضرات اعلیٰ درجہ کے ماہرین دین بھی تھے اور صاحب باطن عارف باللہ بھی۔ بعد کے لوگوں میں سے کوئی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں زیادہ سلامتی اور امانت دار عمرو بن عاص ہے۔ (ترمذی)

شخص نہ ان کے پائے کا عالم ہوا اور نہ نور معرفت میں کوئی ان کی ہمسری کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے اکابر اولیاء اللہ مثلاً حضرت پیران پیر مرشد شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ، شیخ محی الدین ابن عربیؒ، خواجہ علی ہجویری گنج بخشؒ، بابا فرید الدین شکر گنجؒ، مجدد الف ثانیؒ سب ان ائمہ مجتہدین کے پیروکار ہوئے ہیں۔

دوسری قسم کا اختلاف ''نظریاتی اختلاف'' کہلاتا ہے۔ اور یہی آپ کے سوال کا موضوع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اختلاف کی بھی پیش گوئی فرمائی تھی اور اس اختلاف میں حق و باطل کو جانچنے کا معیار بھی مقرر فرمایا تھا۔ چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

''بنو اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹے تھے اور میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹے گی۔ یہ سب کے سب سوائے ایک کے جہنم میں جائیں گے عرض کیا گیا یارسول اللہ! یہ نجات پانے والا فرقہ کون سا ہے؟ فرمایا:

مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ

جو لوگ اس راستے پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔

ایک دوسری حدیث میں فرمایا:

''۷۲ دوزخ میں جائیں گے اور ایک جنت میں اور یہ ''الجماعت'' یعنی برحق جماعت ہے۔ اور کچھ لوگ نکلیں گے جن میں خواہشات اور غلط نظریات اس طرح سرایت کر جائیں گے جس طرح باؤلے کتے کے کاٹے ہوئے شخص کی بیماری ہوتی ہے کہ اس کا کوئی جوڑ اور رگ و ریشہ ایسا نہیں رہتا جس میں یہ بیماری سرایت نہ کر جائے۔''

ایک اور حدیث میں ہے:

''جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا۔ اس لئے میرے طریقہ کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدینؓ کے طریقہ کو لازم پکڑو! اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑلو۔ اور دیکھو! جو باتیں نئی نئی ایجاد کی جائیں گی ان سے احتراز کیجیو اس لئے کہ ہر وہ چیز (جو دین کے نام پر) نئی ایجاد کی جائے وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط کھینچ کر فرمایا: ''یہ تو اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے''۔ اور اس کے دائیں بائیں کچھ لکیریں کھینچ کر فرمایا: ''یہ وہ راستے ہیں جن میں ہر ایک پر ایک شیطان بیٹھا لوگوں کو ورغلا رہا ہے کہ ادھر آؤ یہ صحیح راستہ ہے۔'' اس موضوع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے ارشادات ہیں جن کو اس وقت جمع کرنا میرے لئے ممکن نہیں۔ اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ ان ارشادات مقدسہ سے واضح طور پر حسب ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

اور جو شخص مخالفت کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب کہ اس کے سامنے ہدایت کھل چکی ہے اور چلے مومنین کا راستہ چھوڑ کر ہم اس کو دھکا دیں گے جدھر وہ جاتا ہے اور اس کو دوزخ میں جھونک دیں گے۔ اور وہ ہے بہت برا ٹھکانا۔

اس آیت کریمہ میں جن ''المومنین'' کے راستے کی نشاندہی کی گئی اس سے جماعت صحابہؓ مراد ہے۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام امور کو جو دین کے نام پر بعد میں ایجاد کئے گئے۔ ''بدعت'' فرمایا۔

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعات اور گمراہیوں کے ایجاد کرنے کی علت بھی بیان فرمائی یعنی غلط خواہشات کی پیروی۔ اور یہ ایسا مرض ہے کہ آدمی کے دل و دماغ ہی کو مسخ نہیں کرتا بلکہ جس طرح باؤلے کتے کے کاٹنے کا زہر آدمی کے سارے بدن میں سرایت کر جاتا ہے۔ اور وہ اچھا بھلا آدمی ہونے کے باوجود غیر انسانی حرکات پر اتر آتا ہے۔ اس طرح جس شخص کو غلط نظریات کے باؤلے کتے نے کاٹ کھایا ہو اس کے رگ و ریشہ میں بھی خود رائی کا زہر سرایت کر جاتا ہے۔ اور اسے اپنے خود تراشید نظریات کے سوا تمام دنیا افسانہ غلط نظر آنے لگتی ہے۔

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو ہدایت فرمائی کہ ان اختلافات کے ظہور کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین۔۔۔۔ جن کا ہدایت پر ہونا ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے۔۔۔۔ کے طریقہ پر سختی سے قائم رہیں اسے دانتوں کی کچلیوں سے مضبوط پکڑ لیں، بدعات و خواہشات کے ہزاروں جھکڑ چلیں اور نئے نئے خوش نما قسم کے نظریات کی لاکھوں بجلیاں کوندیں مگر امت کے ہاتھ سے یہ مضبوط رشتہ ہرگز نہیں چھوٹنا چاہئے۔

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتایا کہ ''اللہ تعالیٰ کا راستہ'' وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔ اور جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چلے۔ یہ راستہ قیامت تک رہے گا۔ لیکن اس ''خدائی راستے'' کے بالمقابل کچھ شیطانی راستے بھی نکلیں گے اور ہر راستہ پر ایک شیطان بیٹھا لوگوں کے مزاج اور ان کی نفسیات کے مطابق دلائل بھی دے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے راستے کو نعوذ باللہ فرسودہ اور رجعت پسندانہ بھی بتائے گا۔ مگر امت کو آگاہ رہنا چاہئے۔ کہ خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ٹھیک راستہ وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔

جس پر صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدینؓ چلے اور جس کی پیروی ہمیشہ سلف وصالحین اور اولیائے امت کرتے آئے۔ اس ایک راستے کے سوا باقی سب شیطان کے ایجاد کئے ہوئے راستے ہیں۔ اور جو لوگ ان میں سے کسی راستے کی دعوت دیتے ہیں وہ شیطان کے ایجنٹ بلکہ مجسم شیطان ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ صراط مستقیم کو چھوڑ کر ان پگڈنڈیوں پر نکل پڑے گا اسے معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کسی اندھیرے غار میں کسی اژدھا کے منہ میں جائے

گا۔ یا کسی لق ودق صحرا میں بھٹک کر کسی بھیڑیئے کا تر نوالہ بن کر رہ جائے گا۔

حصہ اصول وقواعد جو قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں صراحتہً ذکر کئے گئے ہیں اگر اچھی طرح ذہن نشین کر لئے جائیں تو ایک متوسط ذہن کے آدمی کو یہ سمجھ لینا زیادہ مشکل نہیں ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن فرقوں اور جماعتوں کے بارے میں سوال فرمایا ہے ان میں سے حق پر کون ہے؟ اور نہ میرے لئے اس بات کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ میں ہر ایک کا تجزیہ کر کے بتاؤں۔ لیکن آپ کی آسانی کے لئے مختصراً اپنا تجزیہ بھی پیش کرتا ہوں۔

شیعہ سنی اختلاف:

یہ تو آپ کو اور ہر مسلمان کو علم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بابرکت دور میں امت میں نظریاتی اختلاف کا کوئی وجود نہیں تھا بلکہ پوری امت اسلامیہ اختلاف کی وباء سے محفوظ اور کفر کے مقابلے میں یک جان اور یک قالب تھی۔ نظریاتی اختلاف کی ابتداء پہلی بار سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آخری زمانہ خلافت میں ہوئی۔ اور یہی شیعہ مذہب کا نقطہ آغاز تھا...... پہلے پہل اس کی بنیاد بہت سادہ سی تھی۔ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز و قریب ہیں اس لئے وہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت اور جانشینی کے زیادہ مستحق ہیں۔ یہ نظریہ بظاہر سادہ اور خوش نما ہونے کے باوجود اسلام کی دعوت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیئس سالہ تعلیم کے خلاف تھا۔ اس لئے کہ اسلام نے نسلی امتیاز اور خاندانی غرور کے سارے بتوں کو پاش پاش کر کے عزت وشرافت اور سیادت وبزرگی کا مدار ''تقویٰ'' پر رکھا تھا۔ اور تقویٰ کی صفت میں ابو بکر رضی اللہ عنہ چونکہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی پوری جماعت میں سب سے فائق اور سب کے سرتاج تھے (چنانچہ قرآن مجید سورہ واللیل میں انہی کو ''الاتقیٰ'' یعنی سب سے زیادہ متقی فرمایا گیا ہے) اس لئے وہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کے سب سے زیادہ مستحق تھے۔ کوفہ کی جامع مسجد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے برسرِ منبر یہ سوال کیا گیا کہ آپ لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ کیوں بنایا؟ آپ نے فرمایا کہ دین کے کاموں میں سب سے اہم تر نماز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الوفات میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو ہمارا ''امام نماز'' بنایا تھا۔ باوجودیکہ میں وہاں موجود تھا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو میری موجودگی کا علم بھی تھا مگر اس کام کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یاد نہیں فرمایا بلکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخصیت کو ہمارے دین کی امامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ ہم نے دنیا کی امامت وقیادت کے لئے بھی اس کو چن لیا۔

الغرض یہ تھی وہ غلط بنیاد جس پر شیعہ نظریات کی عمارت کھڑی کی گئی۔ ان عقائد ونظریات کے اولین موجد وہ یہودی الاصل منافق تھے (عبداللہ بن سبا، اور اس کے رفقاء) جو اسلامی فتوحات کی یلغار سے جل بھن کر کباب ہو گئے تھے انہیں اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلاب کا رخ موڑنے کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ زہریلے نظریات کا بیج بو کر امت اسلامیہ کی وحدت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ جب مسلمان آپس میں دست و گریباں ہوں گے تو ان میں کفر کو للکارنے کی تب وتاب باقی نہیں رہے گی۔ چنانچہ انہوں نے ''حب علی'' کے خول میں مکروہ ترین عقائد نظریاتی اختلاف کا ہائیڈروجن بم اسلام کے مرکز پر گرا دینا چاہا۔ اگر اسلام خدا تعالیٰ کا آخری دین نہ ہوتا اور اللہ تعالیٰ نے تا قیامت اس کی حفاظت کا وعدہ نہ فرمایا ہوتا تو قریب تھا کہ اسلامی قلعہ بھک سے اڑ جاتا۔ اور جس طرح سینٹ پال یہودی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کو مسخ کر دیا تھا اسی طرح یہودی سازش اسلام کا حلیہ بگاڑنے میں بھی کامیاب ہو جاتی لیکن صحابہ وتابعین اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شدت سے اس فتنہ کی سرکوبی کی، نتیجہ یہ کہ شیعہ عقائد ونظریات ''تقیہ'' کی نقاب اوڑھنے پر مجبور ہو گئے۔

بعد میں شیعوں میں بہت سے فرقے ہوئے۔ جن کی تفصیل حضرت پیران پیر شاہ عبدالقادر جیلانی کی کتاب ''غنیۃ الطالبین'' اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی کتاب ''تحفہ اثناعشریہ'' میں دیکھی جا سکتی ہے۔ انہی میں سے ایک فرقہ ''شیعہ امامیہ'' یا شیعہ اثناعشریہ'' کہلاتا ہے اور یہی فرقہ آج کل عام طور سے ''شیعہ'' کہلاتا ہے ان کے عقائد کی تفصیل کا اس وقت موقعہ نہیں۔ البتہ ان کے چند اصول حسب ذیل ہیں:

(۱) نظریہ امامت ...... شیعہ مذہب کی اصل الاصول بنیاد ''عقیدہ امامت'' ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی جانب سے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث کیا جاتا تھا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اماموں کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کیا جائے گا۔ وہ شیعہ عقیدے میں نبی کی طرح ہر غلطی سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں۔ ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ ان کی اطاعت ہر بات میں نبی کی طرح فرض ہے۔ وہ نبی کی طرح احکام شریعت نافذ کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ قرآن حکیم کے جس حکم کو چاہیں منسوخ یا معطل بھی کر سکتے ہیں۔

گویا اسلامی عقیدہ میں جو مفہوم، جو حیثیت اور جو مرتبہ ایک مستقل صاحب شریعت نبی کا ہے ٹھیک وہی مفہوم، وہی حیثیت اور وہی مرتبہ شیعوں کے نزدیک ''امام معصوم'' کا ہے۔

شیعوں کا یہ ''نظریہ امامت'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے خلاف ایک بغاوت اور اسلام کی ابدیت کے خلاف ایک کھلی سازش ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دور قدیم سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک جن جن لوگوں نے نبوت و رسالت کے جھوٹے دعوے کئے انہوں نے اپنے دعووں کا مصالحہ شیعوں کے ''نظریات امامت'' ہی سے مستعار لیا۔

شیعہ مذہب کا نظریہ امامت فطری طور پر غلط تھا۔ یہی وجہ ہے کہ شیعہ مذہب بھی اس کا بوجھ زیادہ دیر تک نہ اٹھا سکا، بلکہ اس نے ''اماموں'' کا سلسلہ ''بارہویں امام'' پر ختم کر کے اسے (۲۶۰ھ) میں کسی نامعلوم غار (سرمن راء کے غار) میں ہمیشہ کے لئے غائب کر دیا۔ آج ان کو ساڑھے گیارہ صدیاں گزرتی ہیں مگر کسی کو کچھ خبر نہیں کہ ''بارہویں امام'' کہاں ہیں اور کس حالت میں ہیں۔

میں شیعہ کے ''نظریہ امامت'' پر جتنا غور کرتا ہوں میرے یقین میں اتنا ہی اضافہ ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ یہودیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ضرب لگانے اور امت میں جھوٹے مدعیان نبوت کے دعویٰ نبوت و امامت کا چور دروازہ کھولنے کے لئے گھڑا...... غور فرمایئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک چھ صدیوں کا طویل عرصہ گزرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ہادی مبعوث نہیں کیا جاتا ادھر جب ختم نبوت کا آفتاب صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کی ساری دنیا کو منور کرنے کے بعد رخصت ہوتا ہے۔ تو شیعہ عقیدہ کے مطابق خدا ایک دن کیا ایک لمحہ کا بھی وقفہ نہیں کرتا۔ بلکہ فوراً ایک ''امام معصوم'' کھڑا کر کے اسے شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلال وحرام کو بدلنے اور قرآن کو منسوخ کرنے کے اختیارات دے دیتا ہے...... اور پھر ایک نہیں لگاتار بارہ امام اسی شان سے بھیجتا رہتا ہے اور جب اسلام پر اڑھائی صدیوں کا مایہ ناز دور گزر جاتا ہے تو خدا یکایک ''اماموں کا سلسلہ بند کر دیتا ہے'' بلکہ بارہوں امام جو بھیجا جا چکا تھا اسے بھی دو سال ہی کی عمر میں ہمیشہ کے لئے غائب کر دیتا ہے۔ کیا ایک ایسا شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت پر ایمان رکھتا ہو جس کے نزدیک اسلام مٹنے، بدلنے اور مسخ ہونے کے لئے نہیں بلکہ قیامت تک اپنی اصلی حالت میں باقی رہنے اور چمکنے کے لئے آیا ہو وہ شیعوں کے ''نظریہ امامت'' کو ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت کر سکتا ہے؟

شیعہ مذہب جن اکابر کو ''امام معصوم'' کہتا ہے۔ انہوں نے نہ کبھی ''امامت'' کا دعویٰ کیا۔ نہ مخلوق خدا کو اپنی اطاعت کی دعوت دی بلکہ وہ سب کے سب اہل سنت کے اکابر اور مسلمانوں کی آنکھوں کا نور تھے ان کا دین و مذہب ان کا طور طریق اور ان کی عبادت کبھی شیعوں کے اصول وعقائد کے مطابق نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ سب صحابہ و تابعین کے طریقہ پر تھے۔ وہی دین جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے تھے۔ اور جس پر ساری دنیا کے مسلمان عمل پیرا تھے یہ اکابر بھی ساری دنیا کے سامنے اسی پر عمل کرتے تھے۔ مگر شیعہ مذہب ہمیں بتاتا ہے۔ کہ اندر سے ان کے عقائد کچھ اور تھے۔ مگر از راہ تقیہ وہ مسلمانوں کے مطابق عمل کرتے تھے۔ گویا شیعوں کے نزدیک خدا نے امام معصوم بنا کر بھیجا بھی تو ایسے لوگوں کو جو دنیا کو کوئی ہدایت نہ دے۔ بلکہ ساری عمر لباس تقیہ میں ملبوس رہے۔ اور بارہویں امام تو ایسے غائب ہوئے کہ آج تک ان کا کہیں سراغ نہیں۔ اس سے معلوم ہوا ہو گا۔ کہ شیعوں کا نظریہ امامت نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت پر ضرب لگاتا ہے بلکہ یہ سراسر عقل کے بھی خلاف ہے اور یہ خدا کی تعلیم نہیں بلکہ کسی یہودی دماغ کی ایجاد ہے۔

۲۔ شیعوں کا دوسرا سب سے بڑا اصول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض وعداوت ہے۔ شیعوں کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی (جن میں خود حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں)۔ وہ نعوذ باللہ اس فعل کی وجہ سے سب کے سب کافر اور مرتد ہو گئے تھے۔ کیونکہ انہوں نے امام معصوم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ اور چونکہ تینوں خلفاء کے زمانہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی مسلمانوں کو اپنی بیعت کی دعوت نہیں دی بلکہ خود ان تین حضرات کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ اس لیے شیعہ صاحبان حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی خفا ہیں۔

شیعوں کا یہ نظریہ جس قدر باطل اور غلط ہے۔ اس پر تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں اس عقیدے کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں تشریف لانا نعوذ باللہ بالکل لغو بے کار اور بے سود ثابت ہوا۔ اسلام کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ قیامت تک انسانیت کی رہنمائی کے لیے آیا ہے۔ مگر شیعہ عقیدہ یہ کہتا ہے کہ بالکل غلط ہے۔ اسلام تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک دن بھی آگے نہیں چلا بلکہ وہ پوری کی پوری جماعت جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تئیس سال کی مسلسل محنت کے بعد تیار کی تھی۔ اور جن کو اپنے درمیان آنے والی امت کے درمیان واسطہ بنایا تھا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے دن ہی نعوذ باللہ مرتد ہو گئی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب اسلام کی نفی کا نام ہے۔ یعنی اگر شیعہ عقیدہ صحیح ہے تو اسلام...... معاذ اللہ...... غلط اور باطل ہونے میں کسی عاقل کو شبہ نہیں ہونا چاہیے۔

شیعہ مذہب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشینوں پر حملہ کر کے خود اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ایک ایسا حملہ کیا ہے جس کی مثال انسانی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ تفسیر مظہری میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے استاد امام شعبیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر یہودیوں سے پوچھو کہ تمہاری امت میں سب سے افضل ترین کون لوگ ہوئے ہیں؟ تو وہ فوراً کہیں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے آل یٰسین صبر کرو تحقیق تمہاری وعدہ گاہ جنت ہے۔ (مجمع)

کے رفقاء اور ان کے صحابی .... اور اگر عیسائیوں سے پوچھو کہ تمہاری جماعت میں سب سے بزرگ تر کون ہیں تو وہ فوراً بول اٹھیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواری ..... لیکن اگر شیعوں سے پوچھو کہ امت محمدیہ میں سب سے بدترین مخلوق کون ہے؟ تو ان کا جواب ہوگا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ.......... نعوذ باللہ استغفر اللہ

بہرحال شیعوں کا نظریہ امامت اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے خلاف ایک بغاوت تھا۔ تو ان کا نظریہ تبرا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے خلاف ایک کھلی بغاوت ہے۔ اور کوئی شخص جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو۔ یہ تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیار کی ہوئی پوری جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنکھیں بند کرتے ہی نعوذ باللہ گمراہ اور مرتد ہوگئی تھی۔

(۳) شیعوں کا تیسرا عقیدہ اول الذکر دونوں عقیدوں سے بدتر مگر دو دونی چار کی طرح اول الذکر دو عقیدوں کا لازمی نتیجہ ہے۔ اور وہ ہے تحریف قرآن۔

مسلمان تو مسلمان آج تک کسی کافر کو بھی یہ کہنے کی جرأت نہیں ہوئی (اور نہ بقائمی عقل وخرد کوئی اس کی جرات کر سکتا ہے) کہ مسلمانوں کے پاس قرآن مجید کے نام سے جو مقدس کتاب محفوظ چلی آتی ہے۔ اور جس کے ہر زمانے میں لاکھوں حافظ موجود رہے ہیں وہ ٹھیک کتاب نہیں جو مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔..... لیکن آفرین ہے شیعہ مذہب کے موجدوں کو انہوں نے یہ عقیدہ بھی شیعوں سے منوا لیا۔ شیعہ مذہب کہتا ہے کہ قرآن کریم جو موجودہ شکل میں مسلمانوں کے پاس ہے وہ اصل قرآن نہیں۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا۔ بلکہ یہ صحیفہ عثمانی ہے.........

''اصلی تے وڈا قرآن'' بارہویں امام کے ساتھ کسی نامعلوم غار میں دفن ہے۔ شیعوں کا یہ ایسا عقیدہ ہے کہ سوائے دو چار کے ان کے تمام امام مجتہد اور علماء اس کو مانتے آئے ہیں۔ اور ان کی کتابوں میں ان کے معصوم اماموں کی دو ہزار سے زیادہ روایتیں اس پر متفق ہیں...... اور ہونا بھی یہی چاہئے تھا کہ جب شیعوں کے بقول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد معاذ اللہ سارے صحابہ رضی اللہ عنہم مرتد ہوگئے تھے تو ان کے ذریعے سے حاصل شدہ قرآن کریم پر ایمان کیسے ہو سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ جن دو چار شیعہ علماء نے کہا کہ قرآن صحیح سالم محفوظ چلا آ رہا ہے ان کو سب سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت و بزرگی پر ایمان لانا پڑا۔ گویا شیعہ مذہب کی صداقت پر ایمان رکھتے ہوئے کوئی شخص قرآن پر ایمان لا ہی نہیں سکتا .... اور نہ ہی کسی شیعہ کا قرآن کریم پر ایمان لانا ممکن ہے۔

شیعوں کے عقائد و نظریات اور بھی بہت ہیں۔ مگر زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ صرف انہی تین عقیدوں پر غور کر کے دیکھا جا سکتا ہے کہ شیعہ مذہب کو اسلام سے کیا نسبت ہے؟

میں نے اوپر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا تھا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال دینے کے لئے ایک خط کھینچ کر فرمایا کہ: ''یہ تو خدا کا راستہ ہے'' اور اس کے اردگرد کچھ خطوط کھینچ کر فرمایا کہ ''یہ وہ راستے ہیں جن میں سے ہر ایک پر ایک شیطان بیٹھا لوگوں کو اس کی دعوت دے رہا ہے''۔

اس ارشاد کی روشنی میں میں عرض کروں گا کہ شیعہ مذہب خدا تعالیٰ کے راستے کے مقابلہ میں وہ سب سے پہلا راستہ ہے جو شیطان نے خدا کی مخلوق کو گمراہ کرنے کے لئے اپنے یہودی ایجنٹوں کے ذریعہ ایجاد کیا۔

شیعہ مذہب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پہلے دن سے امت کا تعلق اس کے مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کاٹ دینا چاہا۔ اس نے اسلام کی ساری بنیادوں کو اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی۔ اور اسلام کے بالمقابل ایک نیا دین تصنیف کر ڈالا۔ آپ نے سنا ہوگا کہ شیعہ مذہب اسلام کے کلمہ پر راضی نہیں بلکہ اس میں ''علی ولی اللہ، وصی رسول اللہ، خلیفہ بلافصل'' کی پیوند کاری کرتا ہے۔ بتایئے جب اسلام کا کلمہ اور قرآن بھی شیعوں کے لئے لائق تسلیم نہ ہو۔ تو کسی چیز کی کسر باقی رہ جاتی ہے؟ اور یہ ساری نحوست ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغض و عداوت کی۔ جس سے ہر مومن کو اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وحی الٰہی سے پہلے مخاطب ہیں۔ ان کی سیرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک حصہ ہے۔ ان کا اخلاق و کردار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل ہے۔ اور وہ آنے والی پوری امت کے سردار، معلم اور مرشد ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دین اسلام کی امانت ان کے سپرد کر کے دنیا سے رحلت فرما ہوئے۔ اور بعد میں آنے والی امت کو جو کچھ ملا انہی اکابر کے طفیل اور انہی کی جوتیوں کے صدقے سے ملا، اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے تعلق کی بنا پر ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عداوت دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت ہے۔ ان کی محبت جزو ایمان ہے اور ان کی شان میں گستاخی نہ صرف محسن کشی ہے بلکہ سلب ایمان کی موجب ہے۔ اس لئے میرا عقیدہ اہل سنت کے مطابق یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل و اصحاب دونوں کی خاک پا کو اکسیر سعادت اور منبع برکت سمجھا جائے۔

جس شخص کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی تعلق ہو گا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کو محبوب رکھے گا۔ چہ جائیکہ وہ اکابر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہوئے اور ہم کو انہی کی قربانیوں کے طفیل دولت ایمان نصیب ہوئی اس لئے جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ذات کو تنقید کا نشانہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر و عمر کی عزت کرو کہ انکو خدا نے میری بچی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے (مسند الفردوس للدیلمی)

بنانے والے میرے نزدیک گمراہ ہیں۔ اسی طرح میں ان لوگوں کی رائے کو صریح گمراہی سمجھتا ہوں۔ جو حضرت علیؓ کی شان میں کسی ادنیٰ گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں یا یزید کی حمایت میں حضرت حسینؓ کے بارے میں یاوہ گوئی کرتے ہیں۔ میں تمام آل و اصحاب کی محبت و عظمت کو جزو ایمان سمجھتا ہوں اور ان میں سے کسی ایک بزرگ کی تنقیص، خواہ اشارے کنائے کے رنگ میں ہو، اسے سلب ایمان کی علامت سمجھتا ہوں۔ یہ میرا عقیدہ ہے۔ اور میں اسی عقیدہ پر اپنے خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔

حنفی، وہابی اختلاف:

دوسرا اختلاف جس کے بارے میں آپ نے دریافت فرمایا ہے۔ وہ "حنفی اور وہابی اختلاف" ہے۔ اور آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ان میں سے حق پر کون ہے؟ اس اختلاف کی نوعیت سمجھنے کے لئے چند امور کا سمجھ لینا ضروری ہے۔

(۱) میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ امت میں "نظریاتی اختلاف" تو بلاشبہ ایک فتنہ ہے مگر فروعی مسائل میں "اجتہادی اختلاف" نہ صرف ایک ناگزیر اور فطری چیز ہے۔ بلکہ بارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "یہ امت کے لئے ایک رحمت ہے۔ بشرطیکہ اس میں شدت کا نقطہ لگا کر "زحمت" میں تبدیل نہ کر لیا جائے۔

(۲) آپ یہ بھی معلوم کر چکے ہیں کہ جن اکابر امت کو ائمہ اجتہاد تسلیم کیا گیا ہے وہ نہ صرف قرآن و سنت کے ماہر تھے۔ بلکہ بعد کی پوری امت سے بڑھ کر شریعت کے نکتہ شناس تھے۔ علم و فضل، دیانت و امانت، فہم و بصیرت، زہد و تقویٰ اور خدا شناسی میں ان سے بڑھ کر کوئی شخص اس امت میں پیدا نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ جن بزرگوں کو علم کے بڑے بڑے پہاڑ اور کشف و الہام کے بڑے بڑے دریا کہا جاتا ہے۔ وہ سب ان ائمہ اجتہاد کے پیروکار تھے۔ ایسے باکمال بزرگوں کا ان کی پیروی کرنا ان کے بلندی مرتبہ کی دلیل ہے۔

(۳) ائمہ اجتہاد بہت سے اکابر ہوئے مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ نے امت کے سواد اعظم کو چار بزرگوں کے اجتہاد پر جمع کر دیا ہے۔ یعنی امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، اور امام احمد بن حنبلؒ۔

چوتھی صدی کے بعد جتنے اکابر علماء و مشائخ ہوئے ہیں وہ سب انہی چار میں سے کسی ایک کے پیرو تھے۔ گویا پوری امت کے ارباب علم و فضل اور ارباب قلوب و مکاشفہ ان اکابر کی قیادت و سیادت پر متفق ہیں۔ اور کوئی قابل ذکر عالم اور بزرگ ایسا نہیں ملے گا جو ان میں سے کسی ایک کا متبع نہ ہو۔

۴۔ ان بزرگوں میں بہت سے فروعی مسائل میں اختلاف بھی ہے۔ مگر اپنی اپنی جگہ سب برحق ہیں۔ اس لئے شریعت مطہرہ پر عمل کرنے کے لئے ان میں سے جس کے اجتہاد کی پیروی بھی کی جائے صحیح ہے۔ مگر ان میں سے کسی کی بے ادبی و گستاخی جائز نہیں۔ کیونکہ کسی عالم کی گستاخی دراصل علم کی توہین ہے اور علم شریعت کی بے حرمتی بارگاہ خداوندی میں ناقابل معافی ہے۔

۵۔ شریعت مطہرہ کا بیشتر حصہ وہ ہے جس پر یہ چاروں امام متفق ہیں اور بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ان چاروں بزرگوں کا کسی مسئلہ پر اتفاق کرنا "اجماع امت" کی علامت ہے۔ یعنی جس مسئلہ پر ائمہ اربعہ متفق ہوں سمجھ لینا چاہئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لیکر آج تک کی پوری امت اس پر متفق چلی آئی ہے...... اس لئے ائمہ اربعہ کے اتفاقی مسئلہ سے باہر نکلنا جائز نہیں...... میں اس کی مثال یہ دیا کرتا ہوں کہ پاکستان کے چاروں ہائی کورٹ قانون کی جس تشریح پر متفق ہو جائیں وہی قانون کی صحیح اور مسلمہ تعبیر ہوگی۔ اور کسی ایسے شخص کو جو قانون پاکستان کا وفادار، اس متفقہ تشریح کے خلاف قانون کی تشریح کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص ایسی حماقت کرے گا تو اس کی تشریح پاکستان کے کسی شہری کے لئے لائق تسلیم نہیں ہو گی۔ ٹھیک اسی طرح سمجھنا چاہئے کہ ائمہ اربعہ امت اسلامیہ کے چار ہائی کورٹ ہیں۔ ان کی حیثیت واضع قانون کی نہیں۔ بلکہ قانون کے شارح کی ہے۔ اور ان کی متفقہ تشریح سے انحراف کا کسی کو حق نہیں ہے۔

اس تمہید کے بعد گذارش ہے کہ "حنفی وہابی اختلاف" دو قسم کا ہے۔ ایک تو چند فروعی مسائل کا اختلاف ہے۔ مثلاً نماز میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟ دونوں قدموں کے درمیان فاصلہ کتنا ہونا چاہئے؟ رفع یدین کیا جائے یا نہیں؟ آمین اونچی کہی جائے یا آہستہ؟ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھی جائے یا نہیں؟ وغیرہ۔

ان مسائل کی تعداد خواہ کتنی زیادہ ہو میں ان کو فروعی اختلاف سمجھتا ہوں۔ اور دونوں فریقوں میں سے جس کی جو تحقیق ہو اس کے لئے اسی پر عمل کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اگر اہل حدیث ہمارے امام ابوحنیفہؒ کی تحقیق پر مطمئن نہیں تو انہیں اس پر کیوں مجبور کیا جائے۔ اسی طرح اگر ہمارے نزدیک اہلحدیث حضرات کی تحقیق لائق اطمینان نہیں تو کوئی ضروری نہیں کہ ہم ان کی تحقیق پر ہی عمل کریں۔ جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ یہ فروعی اختلافات حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، سلف صالحین اور ائمہ ہدیٰ کے درمیان بھی رہے ہیں۔ اور یہ اختلاف اگر اپنی حد کے اندر رہے تو سراپا رحمت ہے۔ کہ امت کے کسی نہ کسی فرد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت کو کسی نہ کسی شکل میں محفوظ کر دیا ہے...... لیکن میں ان مسائل میں تشدد کو روا نہیں سمجھتا۔ جس کے ذریعہ سے ایک فریق دوسرے فریق کے خلاف زبان طعن دراز کرے۔ اور ان فروعی مسائل کی بناء پر ایک دوسرے کو گمراہ بتایا جائے۔

اس تشدد کے بعد یہ اختلاف رحمت نہیں رہے گا۔ بلکہ زحمت بن جائے گا۔ اور امت کی عملی توتیں ان فروعی مسائل میں خرچ ہو کر ختم ہو جائیں گی۔ ہر ایک چیز اپنی حد کے اندر رہے تو اچھی لگتی ہے۔ اور جب حد سے نکل جائے تو مذموم بن جاتی ہے۔ اور یہی حال ان فروعیات کا ہے۔

حنفی وہابی اختلاف کی دوسری قسم وہ ہے جس کو میں نظریاتی اختلاف سمجھتا ہوں۔ اور اس میں میری رائے اہلحدیث حضرات (جن کو آپ نے وہابی لکھا ہے اور عام طور پر انہیں غیر مقلد کہا جاتا ہے) کے ساتھ متفق نہیں۔ بلکہ میں ان کے موقف کو غلط سمجھتا ہوں۔ اصولی طور پر یہ اختلاف دو نکتوں میں ہے۔ اول یہ کہ اہل حدیث حضرات کے نزدیک کسی معین امام کی اقتداء نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ ہر شخص کو قرآن وحدیث سے جو بات سمجھ آئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔ یہ مسئلہ ''تقلید اور ترک تقلید'' کے عنوان سے مشہور ہے۔ جو ایک بہت ہی معرکۃ الاراء مسئلہ ہے۔ جس پر چند معروضات پیش کر دینا کافی سمجھتا ہوں۔

ا۔ تقلید کے معنی ہیں کسی لائق اعتماد آدمی کی بات کو بغیر مطالبہ دلیل تسلیم کر لینا۔ جس آدمی کی بات مانی جا رہی ہے اگر وہ سرے سے لائق اعتماد نہیں تو ظاہر ہے کہ اس کی بات ماننا ہی غلط ہوگا۔ اور اگر وہ اپنے فن کا ماہر ہے تو ایک عام آدمی کا اس سے دلیل کا مطالبہ کرنا غلط ہوگا اس کی مثال ایسے سمجھ لیجئے کہ آپ کسی طبیب یا ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں اور وہ آپ کے لئے کوئی نسخہ تجویز کرتا ہے وہ طبیب اپنے فن کا ماہر ہی نہیں بلکہ محض عطائی ہے۔ تو آپ کا اس کے پاس تشریف لے جانا ہی غلط ہوگا اور اگر وہ اپنے فن کا مستند ماہر ہے تو اس کے تجویز کردہ نسخہ کی ایک ایک چیز کے اجزاء کے بارے میں آپ کا بحث کرنا اور ایک ایک بات کے لئے دلیل کا مطالبہ کرنا قطعاً نادرست اور ناروا ہوگا۔

وجہ یہ ہے کہ عام آدمی کسی ماہر کے پاس جاتا ہی اس وقت ہے جب وہ مسئلہ اس کی عقل وفہم کی سطح سے اونچا ہو..... ٹھیک اسی طرح دین وشریعت کا معاملہ سمجھنا چاہئے۔ پس دین کے وہ مسائل جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر چلے آرہے ہیں۔ اور جن کو ہر شخص جانتا ہے کہ دین کا مسئلہ یہ ہے اس کے بارے میں کسی مسلمان کو نہ کسی عالم کے پاس جانے کی ضرورت پیش آتی ہے اور نہ کوئی جاتا ہے۔ دینی مسائل میں اہل علم کی طرف رجوع کی ضرورت اسی وقت لاحق ہوتی ہے جب کہ ہم ایسے عام لوگوں کی ذہنی سطح سے وہ مسئلہ اونچا ہو۔ ایسی حالت میں دو صورتیں ممکن ہیں ایک تو یہ ہے کہ ہم خود قرآن اور حدیث کھول کر بیٹھ جائیں اور ہماری عقل وفہم میں جو بات آئے اسے دین سمجھ کر اس پر عمل کرنے لگیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جو حضرات قرآن و سنت کے ماہر ہیں ان سے رجوع کریں۔ اور انہوں نے اپنی مہارت طویل تجربہ اور خداداد بصیرت سے قرآن وحدیث میں غور کرنے کے بعد جو نتیجہ اخذ کیا ہے اس پر اعتماد کریں۔ پہلی صورت خودرائی کی ہے اور دوسری صورت کو تقلید کہا جاتا ہے۔ جو عین تقاضائے عقل وفطرت کے مطابق ہے۔ ماہرین شریعت کی تحقیقات سے صرف نظر کرتے ہوئے ایک ایک مسئلہ کے لئے قرآن وحدیث میں غور کرنے والے عامی شخص کی مثال ایسی ہوگی کہ کوئی شخص بہت سی پیچیدہ بیماریوں میں مبتلا ہو جائے اور ماہرین فن سے رجوع کرنے کو بھی اپنی کسر شان سمجھے اور اس مشکل کا حل وہ یہ تلاش کرے کہ طب کی مستند اور اچھی اچھی کتابیں منگوا کر ان کا مطالعہ شروع کر دے۔ اور پھر اپنے حاصل مطالعہ کا تجربہ خود اپنی ذات پر کرنے لگے۔ مجھے توقع ہے کہ اول تو کوئی عقلمند ایسی حرکت کرے گا نہیں اور اگر کوئی شخص واقعی اس خوش فہمی میں مبتلا ہو کہ وہ ماہرین فن سے رجوع کئے بغیر اپنے پیچیدہ امراض کا علاج اپنے مطالعہ کے زور سے کر سکتا ہے۔ تو اسے صحت کی دولت تو نصیب نہیں ہوگی البتہ اسے اپنے کفن دفن کا انتظام پہلے سے کر رکھنا چاہئے۔ پس جس طرح طب میں خود رائی آدمی کو قبر میں پہنچا کر چھوڑتی ہے اسی طرح دین میں خودرائی آدمی کو گمراہی اور زندقہ کے غار میں پہنچا کر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے سامنے جتنے گمراہ اور ملحد فرقے ہوئے ان سب نے اپنی مشق کا آغاز خودرائی اور ترک تقلید سے کیا۔ مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم اس خودرائی اور ترک تقلید کا ماتم کرتے ہوئے بالکل صحیح لکھتے ہیں۔

''پچیس برس کے تجربے سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق (ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں) اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ کفر وارتداد کے اسباب اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دین داروں کے بے دین ہو جانے کے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔ گروہ اہل حدیث میں جو بے علم یا کم علم ہو کر ترک مطلق تقلید کے مدعی ہیں وہ ان نتائج سے ڈریں اس گروہ کے عوام آزاد اور خود مختار ہوتے جاتے ہیں۔ (اشاعۃ السنہ نمبر ۴ جلد ۱۱ مطبوعہ ۱۸۸۸ء)

۲۔ یہیں سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی ہوگی کہ عام آدمی کو ایک معین امام کی تقلید ہی کیوں ضروری ہے۔ جو شخص قرآن وحدیث کا اس قدر ماہر ہو کہ وہ خود مرتبہ اجتہاد کو پہنچ گیا ہو وہ عامی نہیں بلکہ خود مجتہد ہے اس کو کسی دوسرے ماہر فن کی تقلید نہ صرف یہ کہ ضروری نہیں بلکہ جائز نہیں۔ مگر آجکل کے ہم جیسے طالب علموں کے بارے میں یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے۔ کہ وہ اردو تراجم کی مدد سے مرتبہ اجتہاد کو پہنچ گئے ہیں)۔

اور جو شخص خود درجہ اجتہاد پر فائز نہ ہو اس نے خواہ کتنی کتابیں پڑھ رکھی ہوں وہ عامی ہے اور اس کو بہر حال کسی مجتہد کے قول کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ اب اگر وہ ایک ''متعین امام'' پر اعتماد کر کے اس کے مسائل پر

عمل کرے۔ تو شرعاً اس پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس نے اسے پورا کر دیا لیکن اگر وہ کسی ایک امام کی بجائے جس امام کی جو بات پسند آئے گی اسے قبول کرے گا۔ تو سوال یہ ہے کہ اس کے پسند وناپسند کا معیار کیا ہوگا؟ اگر کہا جائے کہ قرآن وحدیث اس کا معیار ہے اور یہ شخص جس امام کے قول کو قرآن وحدیث کے مطابق پاتا ہے اسی کو اختیار کرتا ہے۔ تو اس نے درحقیقت اپنی فہم کو معیار بنایا۔ اس لئے ہم کہیں گے کہ اگر وہ واقعی قرآن و حدیث کا ماہر ہے اور اس کا فہم قرآن وحدیث حجت ہے۔ تو اس کو کسی امام کی تقلید کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ خود مجتہد مطلق ہے۔ اور اگر وہ قرآن و حدیث کا ماہر نہ ہونے کے باوجود اپنی عقل وفہم کو معیار بناتا ہے تو پھر وہ خود رائی کا شکار ہے جو اس کے دین کے لئے مہلک ہو سکتی ہے۔

۳۔ بہت سے اکابر اولیاء اللہ کا معمول تھا کہ ائمہ کے اقوال کو جمع کرتے اور ہر مسئلے میں ایسے قول کو اختیار کرتے تھے جس میں زیادہ سے زیادہ احتیاط نظر آئے۔ مثلاً ایک امام کے نزدیک ایک چیز ضروری ہے اور دوسرے کے نزدیک ضروری نہیں۔ تو وہ حضرات ضروری والے قول پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ اسی طرح مثلاً ایک امام کے نزدیک ایک چیز مکروہ ہے اور دوسرے کے نزدیک مکروہ نہیں۔ تو وہ حضرات کراہت کے قول پر عمل کرتے ہوئے اس سے پرہیز کرتے تھے...... یہ تو خدا ترس بندوں کی شان تھی۔ مگر اب ترک تقلید کا مطلب یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ جس امام کا جو مسئلہ خواہش نفس کے مطابق نظر آئے اس پر عمل کرو۔ یہ دراصل قرآن و حدیث کی پیروی نہیں بلکہ خواہش نفس کی پیروی ہے۔ گو شیطان نے اسے قرآن وحدیث کی پیروی کا رنگ دے دیا ہے۔

۴۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ چوتھی صدی سے پہلے معین امام کی تقلید کا رواج نہیں تھا۔ بلکہ ہوتا یہ تھا کہ جس شخص کو مسئلہ دریافت کرنے کی ضرورت ہوتی وہ کسی بھی عالم سے مسئلہ پوچھ لیتا اور اس پر عمل کرتا۔ لیکن چوتھی صدی کے بعد حق تعالیٰ شانہٗ نے امت کو ائمہ اربعہ کی اقتداء پر جمع کر دیا۔ اور ایک معین امام کی تقلید کو لازم سمجھا جانے لگا۔ اس زمانے میں یہی خیر کی بات تھی اس لئے کہ اب لوگوں میں دیانت وتقویٰ کی کمی آ گئی تھی۔ اگر ایک معین امام کی تقلید کی پابندی نہ ہوتی تو ہر شخص اپنی پسند کے مسائل چن چن کر ان پر عمل کیا کرتا اور دین ایک کھلونا بن کر رہ جاتا۔ پس اس خود رائی کا ایک ہی علاج تھا کہ نفس کو کسی ایک ماہر شریعت کے فتویٰ پر عمل کرنے کا پابند کیا جائے۔ اور اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

۵۔ اہلحدیث حضرات کی جانب سے کہا جاتا ہے کہ چونکہ تقلید کا رواج کئی صدیوں بعد ہوا اسلئے وہ بدعت ہے۔ مگر تقلید کو بدعت کہنا ان کی غلطی ہے۔ اس لئے کہ اول تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ ان اہل حدیث حضرات کے سوا جن کا وجود تیرہویں صدی میں بھی نہیں تھا۔ باقی پوری امت محمدیہ گمراہ ہوگئی۔ نعوذ باللہ اور یہ ٹھیک وہی نظریہ ہے جو شیعہ مذہب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں پیش کرتا ہے اور چونکہ اسلام قیامت تک کے لئے آیا ہے اس لئے پوری امت کا ایک لمحہ کے لئے بھی گمراہی پر متفق ہونا باطل ہے۔

دوسرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں بھی یہ دستور تھا کہ ناواقف اور عامی لوگ اہل علم سے مسائل پوچھتے اور ان کے فتویٰ پر بغیر طلب دلیل عمل کرتے تھے۔ اسی کو تقلید کہا جاتا ہے۔ گویا تقلید کا لفظ اس وقت اگرچہ استعمال نہیں ہوتا تھا مگر تقلید کے معنی پر لوگ اس وقت بھی عمل کرتے تھے۔ سو آپ اس کا نام اب بھی تقلید نہ رکھئے۔ اقتداء واتباع رکھ لیجئے۔

تیسرے فرض کرو اس وقت تقلید کا رواج نہیں تھا۔ تب بھی اس کو بدعت نہیں کہا جا سکتا۔ اس لئے کہ دین وشریعت پر چلنا تو فرض ہے اور میں اوپر بتا چکا ہوں کہ آج جو شخص تقلید کے بغیر شریعت پر چلنے کی کوشش کرے گا وہ کبھی نفس شیطان کے مکر سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے بغیر خطرات کے دین پر چلنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے کسی ایک ماہر شریعت امام کی پیروی۔ معروضی طور پر دیکھا جائے تو اہلحدیث حضرات بھی معدودے چند مسائل کے سوا اہل ظاہر محدثین ہی کی پیروی کرتے ہیں۔ اس لئے گو انہیں ''تقلید'' کے لفظ سے انکار ہے مگر غیر شعوری طور پر ان کو بھی اس سے چارہ نہیں۔ اس لئے کہ دین کوئی عقلی ایجاد نہیں۔ بلکہ منقولات کا نام ہے اور منقولات میں ہر بعد میں آنے والے طبقہ کو اپنے سے پہلے طبقہ کے نقش قدم پر چلنا لازم ہے یہ فطری چیز ہے جس کے بغیر شریعت پر عمل کرنا ممکن نہیں۔

۶۔ اہل حدیث حضرات کا مولد ومنشا غیر منقسم ہندوستان ہے۔ چونکہ یہاں پہلے سے حنفی مذہب رائج تھا۔ اس لئے ان کے اعتراضات کا اول و آخر نشانہ حنفی مذہب بنا۔ اسی پر بس نہیں بلکہ انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کی کسر شان میں بھی کسر نہ چھوڑی۔ اگرچہ اہل حدیث کا بہت سے سنجیدہ طبقہ خصوصاً ان کے اکابر وبزرگ حضرت امام کی بے ادبی کو روا نہیں سمجھتے مگر ان کا نوعمر خام علم، خام فہم طبقہ ''علم بالحدیث'' کے معنی ہی حضرت امام کی بے ادبی وگستاخی کرنے کو سمجھتا ہے۔ میں ان حضرات کے اس طرز عمل کو خود ان کے حق میں نہایت خطرناک سمجھتا ہوں۔ کیونکہ حضرت امام کی بلندی شان کے لئے یہی کافی ہے کہ مجدد الف ثانی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جیسے اکابرین ان کے مقلد ہوئے۔ اس لئے چند خوش فہم لوگوں کی تنقید سے حضرت امام کی بلندی مرتبت میں تو کوئی فرق نہیں آئے گا۔ البتہ سلف صالحین اور خاصان خدا کی اہانت کرنے پر خدا تعالیٰ کا جو وبال نازل ہوا کرتا ہے۔ وہ ان حضرات کے لئے خطرے کی چیز ضرور ہے۔ اہل

حدیث حضرات کے نظریاتی اختلاف کا دوسرا نکتہ یہ ہے کہ یہ حضرات بعض اوقات شوق اجتہاد میں اجماع امت سے بھی بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ یہاں اس کی دو مثالیں عرض کرتا ہوں۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ بیس رکعت تراویح کا دستور مسلمانوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے آج تک چلا آ رہا ہے اور چاروں ائمہ دین بھی اس پر متفق ہیں۔ لیکن اہل حدیث حضرات اس کو بلا تکلف بدعت کہہ دیتے ہیں۔ اور اس مسئلے میں میں نے بعض حضرات کو اپنے کانوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ناروا الفاظ کہتے سنا ہے۔

دوم: دوسرا مسئلہ تین طلاق بلفظ واحد کا ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک لفظ یا ایک مجلس میں تین طلاق دے ڈالے تو تین طلاقیں ہی شمار ہوں گی۔ یہ فتویٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین نے اس فتویٰ کو قبول کیا۔ مجھے کسی صحابی و تابعی کا علم نہیں جس نے اس فتویٰ سے اختلاف کیا ہو۔ یہی مذہب ائمہ اربعہ کا ہے۔ جن کے اتفاق کو میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے حوالے سے اجماع امت کی علامت بتا چکا ہوں۔ لیکن اہل حدیث حضرات بڑی جراءت سے ایسی تین طلاقوں کے ایک ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ مجھے یہاں ان دونوں مسائل میں ان کے شبہات سے بحث نہیں۔ بلکہ صرف یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ حضرات ان دونوں مسائل میں اجماع امت سے ہٹ کر شیعوں کے نقش قدم پر ہیں۔ اور حضرات خلفاء راشدین کی پیروی کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو دیا تھا۔ اس کا رشتہ ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ میں اس تصور کو ساری گمراہیوں کی جڑ سمجھتا ہوں۔ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، ائمہ ہدیٰ اور اکابر امت نے فلاں مسئلہ صحیح نہیں سمجھا اور آج کے کچھ زیادہ پڑھے لکھے لوگوں کی رائے ان اکابر کے مقابلے میں زیادہ صحیح ہے۔ نعوذ باللہ۔

۳۔ دیوبندی بریلوی اختلاف:

تیسرا اختلاف جس کے بارے میں آپ نے میری رائے طلب کی ہے وہ دیوبندی بریلوی اختلاف ہے۔ اور آپ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ان میں سے حق پر کون ہے؟

میرے لئے دیوبندی بریلوی اختلاف کا لفظ ہی موجب حیرت ہے۔ آپ سن چکے ہیں کہ شیعہ سنی اختلاف تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ماننے یا نہ ماننے کے مسئلے پر پیدا ہوا اور حنفی وہابی اختلاف ائمہ ہدیٰ کی پیروی کرنے نہ کرنے سے پیدا ہوا۔ لیکن دیوبندی اور بریلوی اختلاف کی کوئی بنیاد میرے علم میں نہیں۔ اس لئے کہ یہ دونوں فریق امام ابوحنیفہؒ کے ٹھیٹھ مقلد ہیں۔ عقائد میں دونوں فریق امام ابوالحسن اشعری اور امام ابومنصور ماتریدی کو امام و مقتدا مانتے ہیں۔ تصوف و سلوک میں دونوں فریق اولیاء اللہ کے چاروں سلسلوں قادری چشتی سہروردی نقشبندی میں بیعت کرتے کراتے ہیں۔

الغرض یہ دونوں فریق اہل سنت والجماعت کے تمام اصول و فروع میں متفق ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین اور ائمہ مجتہدین کی عظمت کے قائل ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے مقلد اور مجدد الف ثانی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تک سب اکابر کے عقیدت مند ہیں۔ اور اکابر اولیاء اللہ کی کفش برداری کو سعادت دارین جانتے ہیں اس لئے ان دونوں کے درمیان مجھے اختلاف کی کوئی صحیح بنیاد نظر نہیں آتی۔ تاہم میں اس سے انکار نہیں کرتا کہ ان کے درمیان چند امور میں اختلاف ہے۔ اس لئے میں کسی فریق کا نام لئے بغیر قرآن و سنت اور فقہ حنفی کی تصریحات کی روشنی میں ان کے مختلف فیہ مسائل کے بارے میں اپنا نقطہ نظر پیش کر دینا کافی سمجھتا ہوں۔

ان دونوں کے درمیان جن نکات میں اختلاف ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے یا بشر؟
۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تھے یا نہیں؟
۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر ناظر ہیں یا نہیں؟
۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختار کل ہیں یا نہیں؟ یعنی اس کائنات کے تمام اختیارات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضے میں ہیں یا اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں

ان مسائل میں جس فریق کا عمل قرآن کریم ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم اور فقہ حنفی کے مطابق ہوگا میں اسے برحق سمجھتا ہوں اور دوسرے کو غلطی پر۔ اب میں نہایت ہی اختصار کے ساتھ ان متنازعہ فیہ مسائل کے بارے میں اپنا نقطہ نظر پیش کرتا ہوں۔

۱۔ نور اور بشر: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں میرا عقیدہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے لحاظ سے نہ صرف نوع بشر میں داخل ہیں بلکہ افضل البشر ہیں۔ نہ صرف انسان ہیں بلکہ نوع انسانی کے سردار ہیں۔ نہ صرف حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے ہیں بلکہ آدم و اولاد آدم کے لئے سرمایہ صد افتخار ہیں...... صلی اللہ علیہ وسلم...... خود ارشاد نبوی ہے اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (مشکوٰۃ ص ۵۱۱) ترجمہ: میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا قیامت کے دن۔

اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بشر انسان اور آدمی ہونا نہ صرف آپ کے لئے طرہ افتخار ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر ہونے انسانیت و بشریت رشک ملائکہ ہے۔

جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نوع کے اعتبار سے بشر ہیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم صف ہدایت کے لحاظ سے ساری انسانیت کے لئے مینارہ نور ہیں۔ یہی "نور" ہے جس کی روشنی میں انسانیت کو خدا تعالیٰ کا راستہ مل سکتا ہے اور جس کی روشنی ابد تک درخشندہ و تابندہ رہے گی۔

لہٰذا میرے عقیدے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیک وقت نور بھی ہیں اور بشر بھی۔اور میرے نزدیک نور و بشر کو دو خانوں میں بانٹ کر ایک کی نفی اور دوسرے کا اثبات غلط ہے۔

بشر اور انسان دونوں ہم معنی لفظ ہیں۔اور بشریت کی نفی کے معنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ دائرہ انسانی سے خارج کرنا ہے۔حالانکہ قرآن کریم میں سینکڑوں جگہ انبیاء کرام کے بنی نوع انسان میں سے ہونے کی صراحت کی گئی ہے۔ادھر تمام اہل سنت والجماعت اس پر متفق ہے۔کہ صرف نوع انسان ہی میں سے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔اہل سنت کے عقائد کی مشہور کتاب ”شرح عقائد نسفی“ میں رسول کی تعریف یہ کی گئی ہے۔

اِنْسَانٌ بَعَثَهُ اللّٰهُ لِتَبْلِيْغِ الرِّسَالَةِ وَالْاَحْكَامِ

ترجمہ: رسول وہ انسان ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے پیغامات و احکام بندوں تک پہنچانے کے لئے کھڑا کرتا ہے۔

اور فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتاویٰ عالمگیری ص ۲۶۳ جلد ۲ میں ”فصول عمادیہ“ کے حوالے سے لکھا ہے کہ جو شخص کہے کہ میں نہیں جانتا کہ حضور انسان تھے کہ جن وہ مسلمان نہیں۔الغرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انسان اور بشر ہونا ایک ایسی حقیقت ہے۔جس کا کوئی شخص بشرط سلامتی عقل ہرگز انکار نہیں کرسکتا۔

بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نور میں سے نور تھے۔جو لباس بشریت میں جلوہ گر ہوئے۔اور بعض کہتے ہیں کہ احد اور احمد میں صرف م کا پردہ ہے۔نعوذ باللہ یہ بعینہ وہ عقیدہ ہے جو عیسائی حضرات عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں رکھتے ہیں کہ وہ خدا تھے جو لباس بشریت میں آئے اسلام میں ایسے لغو اور باطل عقائد کی کوئی گنجائش نہیں۔خدا اور بندہ خدا کو ایک کہنا اس سے زیادہ لغو اور بے ہودہ بات کیا ہوسکتی ہے؟ پہلی امتوں نے اس قسم کے غلو سے اپنے دین کو برباد کیا۔اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے بارے میں اس غلو کا اندیشہ تھا۔اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو ہدایت فرمائی کہ ”میری تعریف میں ایسا مبالغہ نہ کی جئو۔جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ انہیں خدا اور خدا کا بیٹا بنا ڈالا۔میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہیو“ (صلی اللہ علیہ وسلم) (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۰۰۹)

اس ارشاد مقدس کی روشنی میں میرا عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کمالات و خصوصیات میں تمام کائنات میں سب سے اعلیٰ اور اشرف اور یکتا ہیں۔کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہیں۔مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہر حال انسان ہیں۔خدا نہیں۔یہی اسلام کی تعلیم ہے۔اور اسی پر میرا ایمان ہے۔

۲۔عالم الغیب:

میرا عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ شانہٗ نے وہ علوم عطاء کئے جو کسی مقدس نبی اور کسی مقرب فرشتے کو عطاء نہیں کئے گئے۔بلکہ تمام اولین و آخرین کے علوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہیں۔حق تعالیٰ شانہٗ کی ذات و صفات گزشتہ و آئندہ کے بے شمار واقعات برزخ اور قبر کے حالات میدان حشر کے نقشے جنت و دوزخ کی کیفیت الغرض وہ تمام علوم جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے شایانِ شان تھا وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء کئے گئے۔اور ان کا اندازہ حق تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔اسی کے ساتھ میرا عقیدہ یہ ہے کہ جس طرح ساری کائنات کے علوم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم مقدسہ سے کوئی نسبت نہیں۔یہی حیثیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی حق تعالیٰ کے علم محیط کے مقابلے میں ہے۔

صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک چڑیا کو دریا کے کنارے پانی پیتے ہوئے دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا مَا عِلْمِیْ وَعِلْمُکَ مِنْ عِلْمِ اللّٰہِ اِلَّا مِثْلَ مَا نَقَصَ ھٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنْ ھٰذَا الْبَحْرِ (ص ۶۸۸ جلد ۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں میرے اور آپ کے علم کی مثال اس قطرے کی ہے جو اس چڑیا نے اس دریا سے کم کیا ہے۔

اور یہ مثال بھی محض سمجھانے کے لئے ہے۔ورنہ مخلوق کے محدود علم کو اللہ تعالیٰ کے غیر محدود علم کے ساتھ کیا نسبت؟ (حاشیہ صحیح بخاری ۴۸۲ جلد ۱)

یہی سبب ہے کہ قرآن کریم میں جگہ جگہ ”عالم الغیب“ کا لفظ اللہ تعالیٰ کی خاص صفت کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔اور بہت سی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ”عالم الغیب“ ہونے کی نفی کی گئی ہے۔بیسویں پارے کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفات الوہیت ذکر کرتے ہوئے آخر میں فرمایا گیا۔قُلْ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ

ترجمہ: فرما دیجئے کہ آسمانوں اور زمین میں جتنی مخلوق بھی موجود ہے ان میں سے کوئی غیب نہیں جانتا اللہ کے سوا اور ان کو خبر دو کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔(النمل ۶۵)

اسی طرح بہت سی احادیث میں بھی یہ مضمون ارشاد ہوا ہے۔کہ ان آیات و احادیث کو نقل کیا جائے تو اس کے لئے ایک ضخیم کتاب بھی کافی نہیں ہوگی اور ہمارے تمام ائمہ اہل سنت اور ائمہ احناف کا یہی مسلک ہے۔کہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو ”عالم الغیب“ کہنا صحیح نہیں۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے۔کہ جو شخص یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے۔اس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا ہے۔(صحیح بخاری، مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۱)

......اور فقہ حنفی کی مشہور کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہے ”جس شخص نے کسی عورت سے گواہوں کے بغیر نکاح کیا اور یہ کہا کہ ہم خدا اور رسول صلی اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو اس کو ذلیل کر جو علی کو ذلیل کرے۔(طبرانی)

علیہ وسلم کو گواہ بناتے ہیں تو وہ کافر ہو جائے گا۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۲۶۶ جلد ۲)
اور اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس شخص نے رسول اللہ کو عالم الغیب سمجھا اور ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ (فتاویٰ قاضی خان برحاشیہ عالمگیری ص ۲۴۳ جلد ۱، البحر الرائق ۱۸ جلد ۳)

بعض لوگ بڑی ڈھٹائی سے یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں۔ ایسا کلمہ کفر سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دراصل یہ مسکین یہی جانتے ہی نہیں کہ عالم الغیب کسے کہتے ہیں۔ ہمارے ائمہ احناف کی مشہور تفسیر ''مدارک'' میں لکھا ہے کہ

''والغیب هو مالم یقم علیه دلیل و لا اطلع علیه مخلوق''

ترجمہ: یعنی ''غائب'' ان چیزوں کو کہا جاتا ہے جن پر کوئی دلیل قائم نہیں اور نہ کسی مخلوق کو ان کی اطلاع ہے۔

پس جن امور کا علم انبیاء کرام علیہم السلام کو بذریعہ وحی عطاء کر دیا جاتا ہے یا جو چیزیں اولیاء کرام کو بذریعہ الہام یا کشف معلوم ہو جاتی ہیں۔ ان پر غائب کا اطلاق نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم مبارکہ اس قدر ہیں کہ ان کی وسعت کا اندازہ کسی انسان کسی جن اور کسی فرشتے کو نہ ہوا ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ لیکن نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم علم الٰہی کے مساوی ہیں اور نہ قرآن کریم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہ حنفی کی روشنی میں اللہ کے سوا کسی کو ''علم غیب'' کہنا صحیح ہے۔

۳۔ حاضر و ناظر:

اس نکتہ پر غور کرنے سے سب سے پہلے حاضر و ناظر کا مطلب سمجھ لینا ضروری ہے۔ یہ دونوں عربی کے لفظ ہیں جن کے معنی ''موجود اور دیکھنے والا'' اور جب ان دونوں کو ملا کر استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے مراد ہوتی ہے ''وہ شخصیت جس کا وجود کسی خاص جگہ میں نہیں۔ بلکہ اس کا وجود بیک وقت ساری کائنات کو محیط ہے اور کائنات کی ایک ایک چیز کے تمام حالات اول سے آخر تک اس کی نظر میں ہیں'' میرا عقیدہ ہے کہ ''حاضر و ناظر'' کا یہ مفہوم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر صادق آتا ہے اور یہ صرف اسی کی شان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روضہ اطہر میں استراحت فرما ہیں۔ اور دنیا بھر کے مشتاقان زیارت وہاں حاضری دیتے ہیں۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ کہ آپ ہر جگہ موجود ہیں اور کائنات کی ایک ایک چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ہے۔ بداہت عقل کے اعتبار سے بھی صحیح نہیں۔ چہ جائیکہ یہ شرعاً درست ہو۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اس کو کسی دوسری شخصیت کے لئے ثابت کرنا غلط ہے۔

اور اگر ''حاضر ناظر'' ماننے والوں کا یہ مطلب ہے کہ اس دنیا سے رحلت فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح طیبہ کو اجازت ہے کہ جہاں چاہیں تشریف لے جائیں تو اول تو اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر جگہ ''حاضر و ناظر'' ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ پاکستان کے ہر شخص کو اجازت ہے کہ وہ ملک کے جس حصے میں جب چاہے آجا سکتا ہے۔ کیا اس اجازت کا کوئی شخص یہ مطلب سمجھے گا کہ پاکستان کا ہر شہری پاکستان میں ''حاضر و ناظر'' ہے؟ کسی جگہ جانے کی اجازت ہونے سے وہاں واقعۃً حاضر ہونا تو لازم نہیں آتا۔ اس کے علاوہ جب کسی خاص جگہ (مثلاً کراچی) کے بارے میں کہا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں حاضر ہیں تو یہ مستقل دعویٰ ہے جس کی دلیل کی ضرورت ہوگی۔ چونکہ اس کی کوئی دلیل شرعی موجود نہیں اس لئے بغیر دلیل شرعی کے اس کا عقیدہ رکھنا ناجائز ہوگا۔ بعض لوگ نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بلکہ تمام اولیاء اللہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔ مجھے ان حضرات کی سخاوت پر تعجب ہوتا ہے۔ کہ وہ کتنی فیاضی سے اللہ تعالیٰ شانہٗ کی صفات اس کی مخلوق میں تقسیم کرتے پھرتے ہیں۔ بہر حال ائمہ اہل سنت کے نزدیک یہ جسارت قابل برداشت نہیں۔ فتاویٰ بزازیہ میں فرماتے ہیں۔ **قال علماء نا من قال ارواح المشائخ حاضرة تعلم یکفر** (بزازیہ برحاشیہ عالمگیری ص ۳۲۶ جلد ۶)

ترجمہ: ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہے کہ بزرگوں کی روحیں حاضر ہیں اور وہ سب کچھ جانتی ہیں ایسا شخص کافر ہے۔

۴۔ مختار کل:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خدائی صفات ثابت کرنے کا صاف صاف نتیجہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائی اختیارات میں بھی حصہ دار ٹھہرایا جائے۔ چنانچہ بعض لوگوں نے یہ عقیدہ بھی بڑی شدومد سے پیش کیا ہے کہ اس کارخانہ عالم کے متصرف و مختار حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اختیارات عطاء کر دیئے ہیں۔

اس لئے یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''مختار کل'' کا خطاب دیتے ہیں۔ لیکن قرآن کریم، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عقائد اہلسنت میں اس عقیدے کی کوئی گنجائش نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کے کل یا بعض اختیارات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا کسی اور کو دیئے ہیں۔ اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ پوری کائنات کا نظام صرف اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اور اس میں اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔ موت و حیات، صحت مرض، عطاء و بخشش سب اسی کے ہاتھ میں ہے یہی وجہ ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک سارے انبیاء اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجائیں اور دعائیں کرتے اور اسی کو ہر قسم کے نفع اور نقصان کا مالک سمجھتے رہے ہیں۔ یہی حال تمام اکابر اولیاء اللہ کا ہے۔ کسی نبی یا ولی اور صدیق و شہید نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اسے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں اس (حسین) سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ (احمد)

کائنات میں تصرف کا حق دے دیا گیا ہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بارے میں جو عقیدہ تھا وہ یہ ہے:

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: اے لڑکے! تو اللہ کے حقوق کی حفاظت کر، اللہ تیری حفاظت کرے گا۔ تو اللہ کے حقوق کی حفاظت کر تو اس کو اپنے سامنے پائے گا۔ اور جب کچھ مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ۔ اور جب مدد کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر۔ اور یقین رکھ کہ ساری جماعت اگر تجھے کوئی نفع پہنچانے پر جمع ہو جائے تو تجھے کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے۔ اور اگر ساری جماعت تجھے کوئی نقصان پہنچانے پر جمع ہو جائے تو تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے (مشکوٰۃ شریف ص ۴۵۳)

شیخ ملا علی القاری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں ''اللہ سے مانگ'' یعنی صرف اللہ سے مانگ۔ اس لئے کہ عطیات کے خزانے اسی کے پاس ہیں۔ اور عطاء و بخشش کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ ہر نعمت یا نقمت، خواہ دنیا کی ہو یا آخرت کی جو بندے کو پہنچتی ہے یا اس سے دفع ہوتی ہے۔ وہ بغیر کسی شائبہ غرض یا ضمیمہ علت کے صرف اسی کی رحمت سے ملتی ہے۔ کیونکہ وہ جواد مطلق ہے اور وہ ایسا غنی ہے کہ کسی کا محتاج نہیں۔ اس لئے امید صرف اسی کی رحمت سے ہونی چاہئے۔ بڑی بڑی مہمات میں التجا اسی کی بارگاہ میں ہونی چاہئے۔ اور تمام امور میں اعتماد اسی کی ذات پر ہونا چاہئے۔ اس کے سوا کسی سے نہ مانگے، کیونکہ اس کے سوا کوئی دوسرا نہ دینے پر قادر ہے نہ روکنے پر نہ مصیبت ٹالنے پر نہ نفع پہنچانے پر کیونکہ اس کے ماسوا خود اپنی ذات کے نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ وہ موت و حیات اور جی اٹھنے کی قدرت رکھتے ہیں''۔

اور آگے ''ساری جماعت'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بے شک ساری امت یعنی تمام مخلوق خاص و عام انبیاء و اولیاء اور ساری امت بالغرض اس بات پر متفق ہو جائیں کہ دنیا یا آخرت کے کسی معاملے میں تجھے کسی چیز کا نفع پہنچائیں تو تجھے نفع پہنچانے پر قادر نہیں''

(مرقاۃ المفاتیح ص ۹۱ جلد ۵)

اور حضرت پیران پیر شاہ عبد القادر جیلانی ''الفتح الربانی'' کی مجلس نمبر ۱۶ میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: بے شک مخلوق عاجز اور عدم محض ہے۔ نہ ہلاکت ان کے ہاتھ میں ہے اور نہ ملک، نہ مالداری ان کے قبضے میں ہے نہ فقر، نہ نقصان ان کے ہاتھ میں ہے اور نہ نفع، نہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کے پاس کوئی ملک ہے نہ اس کے سوا کوئی قادر ہے۔ نہ اس کے سوا کوئی دینے والا ہے نہ روکنے والا۔ نہ کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے۔ نہ اس کے سوا کوئی زندگی دینے والا ہے نہ موت۔ یہی عقیدہ تمام اولیاء اللہ اور تمام اکابر اہل سنت کا ہے۔

۵۔ غیر اللہ کو پکارنا:

ان میں ایک مشہور مسئلہ یہ ہے ''یا رسول اللہ'' کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلے میں میری رائے یہ ہے کہ ''یا رسول اللہ'' کہنے کی کئی صورتیں ہیں۔ اور سب کا حکم ایک نہیں۔ مثلاً ایک صورت یہ کہ شعراء اپنے تخیل میں جس طرح کبھی باد صبا کو خطاب کرتے ہیں۔ اور کبھی پہاڑوں اور جنگلوں، کو کبھی حیوانات اور پرندوں کو ان میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ جن کو وہ خطاب کر رہے ہیں وہ ان کی بات سنتے اور اس کا جواب دیتے ہیں۔ بلکہ یہ محض ایک ذہنی پرواز اور تخیلاتی چیز ہوتی ہے۔ جن پر واقعاتی احکام جاری نہیں ہوتے۔ اسی طرح شعراء کے کلام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا دیگر مقبولان الٰہی کو تخیلاتی طور پر جو خطاب کیا جاتا ہے میں اس کو صحیح اور درست سمجھتا ہوں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جس طرح عشاق اپنے محبوبوں کو خطاب کرتے ہیں اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محض اظہار محبت کے لئے خطاب کیا جائے۔ واقعۃً ندا مقصود نہ ہو۔ یا جس طرح کسی مادر شفیق کا بچہ فوت ہو جائے تو وہ اس کا نام لیکر پکارتی ہے۔ وہ جانتی ہے کہ اس کی آہ و بکا کی آواز بچے کی قبر تک نہیں پہنچ رہی۔ اس کے باوجود وہ اپنی ممتا کی وجہ سے ایسا کرنے پر گویا مجبور ہے۔ اسی طرح جو عشاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق میں واقعی جل بھن گئے ہوں اور انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنے کیلئے بغیر کسی کروٹ چین ہی نہ آئے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کی آہ و بکا سامع مبارک تک نہیں پہنچتی۔ ان کا ''یا رسول اللہ'' کہنا بھی جائز ہوگا بشرطیکہ عقیدے میں فساد نہ ہو۔

ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص ''الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' کے صیغے سے درود شریف پڑھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے اس درود کو بارگاہ اقدس میں پہنچا دیں گے۔ اس کے اس فعل کو بھی ناجائز نہیں کہا جا سکتا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ مَنْ صَلّٰی عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُهٗ (مشکوٰۃ شریف ص ۸۷)

ترجمہ: جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھے۔ میں اسے خود سنوں گا اور جو شخص مجھ پر دور سے درود شریف پڑھے وہ مجھے پہنچایا جائے گا۔

ایک اور حدیث میں ہے

اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنِيْ مِنْ اُمَّتِيَ السَّلَامَ (مشکوٰۃ شریف ص ۸۶)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین پر پھرتے رہتے ہیں

اور میری امت کا سلام مجھ پر پہنچاتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے:

لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِيْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِیْ حَيْثُ كُنْتُمْ (حوالہ بالا)

ترجمہ: اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور میری قبر کو عید میلہ نہ بنالینا۔ اور مجھ پر صرف درود شریف پڑھا کرو کیونکہ تم جہاں سے بھی درود پڑھو۔ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

اگرچہ اس کے لئے بھی صحیح طریقہ یہی ہے کہ درود وسلام بھیجنے کا جو طریقہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اس کو اختیار کرے۔ غائبانہ درود میں خطاب کے صیغے استعمال نہ کرے۔ اس کے باوجود اگر ان کے عقیدے میں بگاڑ پیدا ہونے کا اندیشہ نہیں تو اس کے "یا رسول اللہ" کہنے کو ناجائز نہیں کہا جائے گا۔ ہاں اگر فساد عقیدہ کا اندیشہ ہو تو ناجائز کہے بغیر چارہ نہیں۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اس نیت سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ ہر شخص کی بات ہر جگہ سنتے ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حاضر ناظر ہیں اور ہر شخص کی ہر جگہ سنتے ہیں میں اس صورت کو صحیح نہیں سمجھتا۔

یہ عقیدہ جیسا کہ پہلے بتا چکا ہوں غلط ہے اور قرآن کریم، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہ حنفی میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ چونکہ عوام حدود کی رعایت کم ہی رکھا کرتے ہیں۔ اس لئے سلف صالحین اس معاملے میں بڑی احتیاط فرماتے تھے۔ صحیح بخاری میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے۔ "جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے ہم التحیات میں "السلام علیک ایھا النبی" پڑھا کرتے تھے۔ مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو ہم اس کی بجائے علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے۔ (ص ۹۲۶ جلد ۲)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا مقصد اس سے یہ بتانا تھا کہ "التحیات" میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کے صیغے سے سلام کیا جاتا ہے وہ اس عقیدہ پر مبنی نہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و موجود ہیں۔ اور ہر شخص کے سلام کو خود سماعت فرماتے ہیں...... نہیں! بلکہ یہ خطاب کا صیغہ اللہ تعالیٰ کے سلام کی حکایت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں فرمایا تھا۔

"یا رسول اللہ! کہنے کی پانچویں صورت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر مواجہہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر پڑھے "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ"۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روضہ اطہر میں حیات ہیں اور ہر زائر کے سلام کو سماعت فرماتے اور اس کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔ اس لئے وہاں جا کر خطاب کرنا نہ صرف جائز بلکہ احسن ہے۔

یہ ہیں وہ چند صورتیں جن میں سے ہر ایک کا حکم میں عرض کر چکا ہوں۔ اب ہمارے یہاں جو لوگ "یا رسول اللہ" کہتے ہیں وہ کس نیت، کیسی کیفیت اور کس مقصد سے کہتے ہیں ان کا فیصلہ آپ خود کر سکتے ہیں۔ البتہ یہاں دو مسئلے اور عرض کر دینا ضروری ہیں۔ ایک یہ کہ شیعہ صاحبان نے "نعرہ حیدری: یا علی رضی اللہ عنہ" ایجاد کیا تھا۔ بعض لوگوں نے اس کی تقلید میں "نعرہ رسالت: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" اور "نعرہ غوثیہ: یا غوث" ایجاد کر لیا۔ مگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ ہدیٰ کی زندگی میں کہیں نظر نہیں آیا کہ اللہ اکبر کے سوا مسلمانوں نے کسی اور کا نعرہ لگایا ہو۔ نہ قرآن کریم، حدیث نبوی اور فقہ حنفی، یا کسی میں اس کا ذکر ہے۔ اس لئے میں اسے شیعوں کی تقلید سمجھتا ہوں۔ جس سے اہل سنت والجماعت بالکل بری ہیں۔

نیز ارشاد الطالبین فارسی ص ۱۹ میں فرماتے ہیں کہ

ترجمہ: مگر یہ کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ محمد رسول اللہ کا نام اذان، اقامت اور کلمہ شہادت وغیرہ میں ذکر عبادت ہے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ایسے طریقے پر کرنا جو شریعت میں نہیں آیا۔ مثلاً یہ کہ کوئی شخص یا محمد یا محمد کا وظیفہ پڑھنے لگے۔ یہ جائز نہیں۔

۶۔ توسل اور دعا:

ایک اہم نزاعی مسئلہ یہ ہے کہ آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگان دین کا توسل پکڑنا جائز ہے یا نہیں۔ اس میں میرا مسلک یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دیگر مقبولان الٰہی کے طفیل اور وسیلے سے دعا مانگنا جائز ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ اے اللہ اپنے نیک اور مقبول بندوں کے طفیل میری یہ دعا قبول فرما یا میری فلاں مراد پوری فرما دے۔

وسیلہ کی دوسری صورت:

بعض لوگ وسیلہ کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ ہم لوگوں کی رسائی خدا تعالیٰ کے دربار تک نہیں ہو سکتی اس لئے ہمیں جو درخواست کرنی ہو اس کے مقبول بندوں کے سامنے پیش کریں اور جو کچھ مانگنا ہو ان سے مانگیں۔ چنانچہ یہ لوگ اپنی مرادیں اولیاء اللہ سے مانگتے ہیں۔ اور ان کا خیال ہے کہ یہ اکابر بعطائے الٰہی ان کی مرادیں پوری کرنے پر قادر ہیں۔ میں نے خواجہ بہاؤالحق زکریا ملتانی، خواجہ فرید الدین گنج شکر، خواجہ علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش، سلطان الہند خواجہ نظام الدین اولیاء اور دیگر اکابر اولیاء اللہ (قدس اللہ اسرارہم) کے مزارات پر لوگوں کو ان بزرگوں سے دعائیں مانگتے دیکھا ہے۔ میں اس فعل کو خالص جہالت سمجھتا ہوں اور یہ دراصل دو غلطیوں کا مجموعہ ہے۔ ایک یہ کہ ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی بارگاہ

عالی کو بھی دنیا کے شاہی درباروں پر قیاس کرلیا ہے۔ گویا جس طرح دنیا کے بادشاہوں تک ہر شخص کی رسائی نہیں ہوسکتی بلکہ امراء و وزراء کی وساطت اور چپڑاسیوں اور دربانوں کی منت کشی کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح خدا کے دربار میں کوئی شخص براہ راست عرض و معروض نہیں کرسکتا بلکہ اس کو درمیانی واسطوں کا سہارا ڈھونڈنے کی ضرورت ہے۔

مگر خدا تعالیٰ کو دنیا کے بادشاہوں پر قیاس کرنا سراسر غلط ہے اس لئے کہ بادشاہ اور رعایا کے درمیان واسطوں کی ضرورت تو اس لئے پیش آتی ہے کہ وہ رعایا کی داد و فریاد خود نہیں سن سکتے۔ اور نہ ہر شخص اپنی آواز براہ راست ان تک پہنچا سکتا ہے۔ اس کے برعکس حق تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ دنیا کے سارے انسانوں فرشتوں جنات اور حیوانات میں سے ایک ایک کی آواز وہ اس طرح سنتے ہیں کہ گویا باقی ساری کائنات خاموش ہے اور صرف وہی ایک گفتگو کررہا ہے۔ حدیث میں ارشاد ہے کہ نہایت تاریک رات میں سنگ سیاہ پر بھوری چیونٹی کے چلنے کی آواز بھی خدا تعالیٰ سنتے ہیں۔

پھر دنیا کے بادشاہوں تک ہر آدمی کی رسائی ممکن نہیں، مگر خدا تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ ہر شخص سے اس کی رگ گردن سے بھی قریب تر ہیں۔ ایک بار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

اَقَرِیْبٌ رَبُّنَا فَنُنَاجِیْهِ اَمْ بَعِیْدٌ فَنُنَادِیْهِ ؟

ترجمہ: ہمارا رب ہم سے قریب ہے کہ ہم اسے آہستہ پکاریں یا دور ہے کہ زور سے پکاریں؟

اس پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرہ:۱۸۶) (تفسیر ابن کثیر ص ۲۱۷ ج ۱)

ترجمہ: اور جب میرے بندے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے بارے میں دریافت کریں (کہ میں ان سے نزدیک ہوں یا دور؟) تو (ان کو بتایئے کہ) میں نزدیک ہوں۔ میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۲۱۷ ج ۱)

دوسری غلطی ان لوگوں سے یہ ہوئی کہ انہوں نے یوں سمجھ لیا کہ جس طرح شاہان دنیا کچھ مناسب و اختیارات گورنروں اور ماتحت افسروں کو تفویض کر دیتے ہیں اور اس تفویض کے بعد انہیں زیر اختیار معاملوں میں بادشاہ سے رجوع کی ضرورت نہیں رہتی۔ بلکہ وہ اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے ان امور میں خود ہی فیصلے کیا کرتے ہیں۔ کچھ یہی صورت حق تعالیٰ شانہ کی بادشاہی میں بھی ہوگی۔ اس نے بھی اس کائنات میں تصرف کے لئے کچھ اختیارات نبیوں، ولیوں، اماموں اور شہیدوں کو عطا کردیئے ہوں گے، اور خدائی کے جو محکمے باعطائے الٰہی ان بزرگوں کے سپرد کردیئے گئے ہیں وہ ان میں خود مختار ہیں۔ جو چاہیں کریں اور جس کو چاہیں دیں یا نہ دیں۔

لیکن یہ غلطی پہلی غلطی سے بھی بدتر ہے۔ اس لئے کہ دنیا کے بادشاہ یا سربراہان ممالک جو اختیارات اپنے ماتحت گورنروں یا افسروں کے حوالے سے کردیتے ہیں اس کی وجہ ان کا عجز و قصور ہے۔ کہ وہ اپنی قلمرو کے ہر چھوٹے بڑے کام کو خود کرنے سے قاصر اور معاونین کے محتاج ہیں۔ وہ اپنے گورنروں اور افسروں کی مدد کے بغیر نظام مملکت نہیں چلا سکتے۔ اس کے برعکس حق تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ اسے کائنات کے ایک ایک ذرے کا علم بھی ہے اور اس پر قدرت بھی۔ کائنات کی کوئی چھوٹی بڑی چیز اس کے علم سے باہر نہ ہے اور نہ اس کے حکم قضا و قدر سے آزاد ہے۔

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ دعا عبادت کا مغز ہے (ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے

اَلدُّعَاءُ هُوَالْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَاءَ " وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ " (مشکوٰۃ ص ۱۹۴)

ترجمہ: دعا ہی اصل عبادت ہے یہ ارشاد فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: ''اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا سنوں گا۔'' (مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۴)

ایک اور حدیث میں ہے: لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمَ عَلَی اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۴)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا سے زیادہ کوئی چیز قابل قدر نہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۴)

یہ کہ آیا سلف صالحین کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ اہل قبور سے دعا کی درخواستیں کیا کرتے ہیں یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو حضرات ''سماع موتی'' کے قائل نہیں تھے ان کا معمول تو ظاہر ہے یہ نہیں ہوسکتا تھا۔ اور جو حضرات اس کے قائل تھے ان میں سے بھی کسی کے بارے میں مجھے یہ معلوم نہیں کہ ان کا یہ معمول رہا ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عمرہ کے لئے تشریف لے جارہے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

یَا اَخِیْ لَا تَنْسَنَا مِنْ دُعَائِکَ (مسند احمد ص ۹۳ ج ۱ ص ۵۹ ج ۲)

ترجمہ: میرے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں مت بھولنا۔

مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی نبی و صدیق کی قبر پر جاکر ان سے دعا کی فرمائش کی ہو۔ اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین بھی ایک دوسرے سے دعا کی درخواست کیا کرتے تھے۔ مگر کسی سے یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے کسی شہید کی قبر پر جاکر ان سے دعا کی درخواست کی ہو۔

امام ربانی مجدد الف ثانی (قدس سرہ) کا ارشاد ہے:

ترجمہ: یہ فقیر ان بدعتوں میں کسی بدعت میں حسن اور نورانیت کا مشاہدہ نہیں کرتا۔ اور بدعتوں میں سوائے ظلمت وکدورت اور کوئی چیز نظر نہیں آتی۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ "ہرنئی چیز (جو دین کے نام سے ایجاد کی جائے) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے نقل کر کے حضرت مجدد فرماتے ہیں۔

ترجمہ: جب ہرنئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ پس بدعت میں حسن وخوبی کے کیا معنی؟

اس ناکارہ کے نزدیک حضرت مجدد کا یہ ارشاد آب زر سے لکھنے کے لائق ہے اور اس باب میں "قول" فیصل کی حیثیت رکھتا ہے۔

۷۔ زیارت قبور

قبروں کی زیارت اور ان پر بجالائے جانے والے اعمال کا مسئلہ بھی محل نزاع ہے اس سلسلے میں میں اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کے لیے چند امور عرض کردینا چاہتا ہوں۔

(۱) جاہلیت کی قبر پرستی سے نفرت دلانے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا میں امت کو قبروں پر جانے سے منع فرمادیا تھا۔ اور جب اس رسم کی بخوبی اصلاح ہوگئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت قبور کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا:

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْأٰخِرَةَ (مشکوۃ شریف ص۱۵۴)

میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا۔ (اب وہ ممانعت منسوخ کی جاتی ہے) پس ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ دنیا سے بے رغبت کرتی ہیں۔ اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔

اس لیے قبرستان میں جانے کی اجازت ہے۔ البتہ دو مسئلوں میں اختلاف ہے ایک یہ کہ یہ اجازت مردوں اور عورتوں سب کو ہے یا صرف مردوں کو؟ بعض اکابر کی رائے یہ ہے کہ عورتوں کو اجازت نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے بارے میں خصوصیت سے فرمایا ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ (مشکوۃ شریف ص۱۵۴)

"اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جاتی ہیں"

اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ ارشاد اجازت سے پہلے کا ہے۔ اور اب مردوں کی طرح عورتوں کی بھی اجازت ہے صحیح یہ ہے کہ عورتوں کو ممانعت اس بناء پر کی گئی ہے۔ کہ یہ کم صبری اور کم علمی کی بناء پر وہاں جاکر جزع فزع نیز بدعات اور غیر شرعی حرکات کا ارتکاب کرنے سے باز نہیں رہ سکتیں۔ چونکہ ان کے جانے میں فتنے کا احتمال غالب تھا۔ اس لیے ان کو خصوصیت سے منع کردیا گیا۔ تاہم اگر کوئی عورت وہاں جاکر کسی بدعت اور غیر شرعی حرکت کی مرتکب نہ ہو تو اس کو اجازت ہے مگر بوڑھی عورتیں جاسکتی ہیں جوان عورتوں کو نہیں جانا چاہیے۔

(فتاویٰ شامی ص۲۴۲ ج۲ طبع جدید مصر)

دوم: یہ کہ صرف اپنے شہر کے قبرستان کی زیارت کے لیے جانا صحیح ہے یا دوسرے شہروں میں اولیاء اللہ اور صالحین کی قبروں کی زیارت کے لیے جانے کی بھی اجازت ہے؟ بعض اکابر کا ارشاد ہے کہ آدمی دوسرے شہر میں گیا ہوا ہو۔ تو وہاں کی قبور کی بھی زیارت کرسکتا ہے مگر صرف قبور کی زیارت کے لیے جانا صحیح نہیں۔ لیکن امام غزالی اور دوسرے بہت سے اکابر فرماتے ہیں کہ اس کی بھی اجازت ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہاں جاکر کوئی خلاف شرع کام نہ کرے۔ (حوالہ بالا)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیارت قبور کا طریقہ یہ بتایا ہے۔ کہ جب آدمی قبرستان جائے تو اہل قبور کو ان الفاظ میں سلام کہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَقَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ. اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ. نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ" (مشکوۃ شریف ص۱۵۴)

اس کے بعد ان کے لیے دعائے مغفرت کرے۔ اور کچھ پڑھ کر ان کو ایصال ثواب کرے۔ حدیث شریفہ میں بعض خاص خاص صورتوں کے فضائل بھی آئے ہیں۔ بہر حال درود شریف، سورہ فاتحہ، آیت الکرسی، سورہ اخلاص اور دیگر جتنی سورتیں چاہے پڑھ کر ان کا ثواب بخشے۔ قبر پر یا تو بغیر ہاتھ اٹھائے دعا کرنی چاہیے یا قبر کی طرف پشت اور قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا کی جائے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص۳۵۰ ج۵ کتاب الکراہیۃ)

۳۔ زیارت قبور کا اہم ترین مقصد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ یہ ہے کہ قبروں کا منظر دیکھ کر دنیا کی بے ثباتی کا یقین تازہ ہو۔ آدمی ان سے عبرت پکڑے۔ اپنی موت اور قبر کو یاد کرے۔ اور آخرت کی تیاری کے لیے اپنے نفس کو آمادہ کرے۔ دوسرا مقصد اہل قرابت کا حق ادا کرنا۔ اور ان کو دعائے مغفرت اور ایصال ثواب سے نفع پہنچانا ہے۔ اور اہل اللہ کی قبروں کی زیارت سے ان کے فیوض و برکات سے خود مستفید ہونا اور جس راستے پر چل کر وہ مقبول بارگاہ خداوندی ہوئے ہیں۔ اس راستے پر چلنے کا عزم کرنا ہے

(۴) شریعت نے قبروں کے معاملے میں افراط وتفریط کو روا نہیں رکھا۔ چنانچہ ان کی بے حرمتی سے منع فرمایا ہے۔ اور ان کی تعظیم میں مبالغہ وغلو کرنے سے بھی منع فرمایا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ کرنے ان پر قبے تعمیر کرنے اور ان پر بیٹھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (مشکوۃ شریف ص۱۴۸)

7 ایک حدیث میں ہے کہ نہ قبروں پر بیٹھو اور نہ ان کی طرف نماز پڑھو ......ایک اور حدیث میں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص آگ کے انگارے پر بیٹھ جائے جس سے اس کے کپڑے جل جائیں اور آگ اس کے بدن تک پہنچ جائے یہ اس کے لئے بہتر ہے بنسبت اس کے کہ کسی قبر پر بیٹھے۔

(۵) ایک اور حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ کرنے ان پر کچھ لکھنے اور ان کو روندنے کی ممانعت فرمائی ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم صحابی رضی اللہ عنہ کو قبر سے ٹیک لگاتے ہوئے دیکھ کر فرمایا ''قبر والے کو ایذا نہ دے''۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۸، ۱۴۹)

۶۔ ان احادیث طیبہ سے واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قبروں کی اہانت اور بے حرمتی بھی منظور نہیں اور ان کی بے جا تعظیم بھی...... البتہ اگر قبر پر کوئی خلاف شریعت حرکت کی گئی ہو تو اس کا ازالہ ضروری ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس مہم پر روانہ فرمایا تھا کہ جس تصویر یا مورتی کو دیکھوں اس کو مٹا ڈالوں۔ اور جس قبر کو اونچا دیکھوں اس کو برابر کر دوں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۸)

ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پختہ قبریں بنانا یا ان پر قبے تعمیر کرنا جائز نہیں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں رفقاء (حضرت ابوبکر وعمرؓ) کی قبور شریفہ بھی پختہ نہیں۔ بلکہ کچی ہیں (مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۹)

۷۔ اب ان اعمال کا جائزہ لیجئے جو ہمارے ناواقف عوام اولیاء اللہ کی قبروں پر بجالاتے ہیں۔ مثلاً قبروں پر غلاف ڈالنا، ان پر چراغ جلانا، ان کو سجدہ کرنا، ان کا طواف کرنا، ان کو چومنا، ان پر پیشانی اور آنکھیں ملنا، ان کے سامنے دست بستہ اس طرح کھڑے ہونا جس طرح نمازی خدا کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوتا ہے۔ ان کے سامنے رکوع کی طرح جھکنا، ان پر منتیں ماننا اور چڑھاوے چڑھانا وغیرہ وغیرہ۔ اگر آپ کو کبھی بزرگوں کے مزارات پر جانے کا اتفاق ہوا ہوگا تو آپ نے یہ سارے منظر اپنی آنکھوں سے دیکھے ہوں گے۔ حالانکہ ہمارے اہل سنت اور ائمہ احناف کی کتابوں میں ان تمام امور کو ناجائز لکھا ہے۔

۸۔ پختہ مزارات اور ان کے قبے:

قبروں کو پختہ کرنے کی ممانعت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اوپر نقل کر چکا ہوں، ہمارے ائمہ اہل سنت نے انہی ارشادات کی روشنی میں اسکے حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ امام محمد (جو ہمارے امام ابو حنیفہ کے شاگرد اور ان کے مذہب کے مدون ہیں) فرماتے ہیں:

ولا نر ی ان یزاد علی ماخرج منه ونکره ان یجصص اویطین ......ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن تربیع القبور و تجصیصها قال محمد :وبه ناخذ و هو قول ابی حنیفة (کتاب الآثار ص ۹۶)

اور ہم اس کو صحیح نہیں سمجھتے کہ جو مٹی قبر سے نکلے اس سے زیادہ ڈالی جائے۔ اور ہم قبریں پختہ بنانے اور ان کی لپائی کو مکروہ جانتے ہیں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو مربع بنانے اور انہیں پختہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ہمارا یہی مذہب ہے اور یہی حضرت امام ابوحنیفہ کا ارشاد ہے۔ (کتاب الآثار ص ۹۶)

چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہر اونچی قبر کو منہدم کر کے اسے برابر کرنے کا حکم دیا تھا۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے مطابق میں نے مکہ مکرمہ میں ائمہ کو قبروں پر بنائی گئی عمارتوں کے منہدم کرنے کا حکم دیتے ہوئے دیکھا ہے...... (شرح مسلم نووی ص ۳۱۲ ج ۱)

اس سے معلوم ہوا ہوگا کہ حضرات اولیاء اللہ کے مزارات پر جو گنبد اور قبے بنے ہوئے ہیں۔ وہ اکابر اس سے بالکل بری ہیں۔ انہوں نے نہ صرف اس فعل کو کبھی پسند فرمایا۔ نہ اس کی اجازت دی ہے۔ اور نہ اس کی وصیت فرمائی ہے اس کی ذمہ داری ان دنیادار امراء و سلاطین پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مقدسہ کی مخالفت کر کے اس فعل شنیع کو روا رکھا، اور اب تو لوگوں نے قبر کے پختہ ہونے اور اس پر شاندار روضہ تعمیر ہونے کو ولایت کا معیار سمجھ لیا ہے۔ ایسے بہت سے واقعات آپ کے علم میں ہوں گے کہ کسی تاجر قبر نے خواب یا الہام کا حوالہ دیکر کسی جگہ جعلی قبر بنا ڈالی اور لوگوں نے اس کی پرستش شروع کر دی۔ انا لله و انا الیه راجعون. بہر حال حنفی مذہب کی قریباً تمام معتبر کتابوں مثلاً عالمگیری، قاضی خان، سراجیہ، درمختار، کبیری وغیرہ میں اس فعل کو ناجائز لکھا ہے۔

۹۔ قبروں پر چراغ جلانا:

قبروں پر چراغ اور قندیل روشن کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف ممانعت فرمائی ہے بلکہ ایسا کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم زَائِرَاتَ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسِّرَاجَ (مشکوٰۃ شریف ص ۷۱)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو قبروں پر جاتی ہیں اور ان لوگوں پر جو قبروں کو سجدہ گاہ بناتے ہیں اور ان پر چراغ جلاتے ہیں۔

''اولیاء اللہ کی قبروں کو اونچا کرنا ان پر گنبد بنانا، ان کا عرس وغیرہ کرنا چراغ روشن کرنا یہ ساری چیزیں بدعت ہیں ان میں بعض حرام ہیں۔ اور بعض مکروہ۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر شمع جلانے والوں پر اور سجدہ کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ میری قبر کو عید اور مسجد نہ بنا لینا۔ مسجد میں سجدہ کیا کرتے تھے اور عید کا دن مجمع کے لیے سال میں ایک دن مقرر کیا گیا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوعبیدہ بن جراح اس امت کا امین ہے۔ (ابن حبان)

......رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس مقصد کے لیے بھیجا تھا کہ اونچی قبروں کو برابر کردیں اور جہاں تصویر دیکھیں اسے مٹادیں

۱۰۔قبروں پر طواف اور سجدہ وغیرہ:

ناواقف لوگ قبروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ان کا طواف کرتے ہیں ان کے آستانے کو چومتے ہیں۔یہ تمام افعال شرعاً ناجائز ہیں۔اور ہمارے ائمہ اہل سنت نے ان کو حرام وناجائز ہونے کی تصریح کی ہے۔اس لیے کہ طواف، سجدہ، رکوع، ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا یہ سب عبادت کی شکلیں ہیں۔اور ہماری شریعت نے قبروں کی ایسی تعظیم کی اجازت نہیں دی ہے کہ پوجا کی حد تک پہنچ جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ پہلی امتیں اسی غلو سے گمراہ ہوئی ہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ان افعال سے بچنے کی تاکید اور وصیت فرمائی ہے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آخری ایام میں فرماتے تھے:

لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ (مشکوۃ شریف ص ۶۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ سنو! تم سے پہلے لوگ اپنے نبیوں ولیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا کرتے تھے خبردار! تم قبروں کو سجدہ کی جگہ نہ بنانا میں تمہیں منع کرتا ہوں۔(حوالہ بالا)

"یہود و نصاریٰ کے ملعون ہونے کا سبب یا تو یہ تھا کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کی خاطر ان کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے اور یہ شرک جلی ہے ...... یا اسلیے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے مدفن میں اللہ تعالیٰ کی نماز پڑھتے تھے۔اور نماز کی حالت میں قبروں کی طرف منہ کرتے اور ان پر سجدہ کرتے تھے۔ان کا خیال تھا کہ وہ بیک وقت دو نیک کام کررہے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی اور انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم میں مبالغہ بھی۔اور یہ شرک خفی تھا۔کیونکہ یہ فعل مخلوق کی ایسی تعظیم کو متضمن تھا کہ جس کی اجازت نہیں دی گئی...... پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس سے منع فرمایا یا تو اس لیے کہ یہ فعل یہودیوں کی سنت کے مشابہ ہے یا اس لیے کہ اس میں شرک خفی پایا جاتا ہے"۔(حاشیہ:مشکوۃ شریف ص ۶۹)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی "الفوز الکبیر" میں فرماتے ہیں:

"اگر تم مشرکین کے عقائد و اعمال کی پوری تصویر دیکھنا چاہو تو اس زمانے کے عوام اور جہلا کو دیکھو کہ وہ مزارات و آثار پر جاکر طرح طرح کے شرک کا ارتکاب کس طرح کرتے ہیں۔اس زمانہ کی آفتوں میں سے کوئی آفت نہیں جس میں اس زمانے میں کوئی نہ کوئی قوم مبتلا نہیں۔ان کے مثل اعتقاد نہیں رکھتی۔خدا تعالیٰ ہمیں ایسے عقیدوں اور عملوں سے بچائے۔

اور ارشاد الطالبین (ص ۸۱) میں فرماتے ہیں:

"وگرد قبور گردیدن جائز نیست۔کو طواف بیت اللہ حکم نماز دارد، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف البیت صلوٰۃ طواف بیت اللہ حکم نماز دارد"

ترجمہ:"اور قبروں کے گرد چکر لگانا جائز نہیں کیونکہ بیت اللہ کا طواف نماز کا حکم رکھتا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بیت اللہ کا طواف نماز ہے۔"

۱۱۔قبروں پر منتیں اور چڑھاوے:

بہت سے لوگ نہ صرف اولیاء اللہ سے مرادیں مانگتے ہیں، بلکہ ان کی منتیں بھی مانتے ہیں اگر ان کا فلاں کام ہوجائے تو ان کی قبر پر غلاف یا شرینی چڑھائیں گے یا اتنی رقم ان کی نذر کریں گے۔اس سلسلہ میں چند مسائل معلوم کرلینا ضروری ہیں۔

(۱) منت مانگنا اور نذر دینا عبادت ہے۔اور غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں۔ہمارے حنفیہ کی مشہور کتاب درمختار میں ہے:

ترجمہ:"جاننا چاہیے کہ اکثر عوام کی طرف سے مُردوں کے نام جو نذر مانی جاتی ہے۔اور اولیائے کرام کی قبروں پر روپے پیسے، شمع تیل وغیرہ، ان کے تقرب کی خاطر جو لائے جاتے ہیں وہ بالاجماع باطل اور حرام ہیں۔اور لوگ اس میں بکثرت مبتلا ہیں۔خصوصاً اس زمانے میں اور اس مسئلہ کو علامہ قاسم نے "درالبحار" کی شرح میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔"

علامہ شامی فرماتے ہیں کہ ایسی نذر کے باطل اور حرام ہونے کی کئی وجوہ ہیں"ایک یہ کہ نذر مخلوق کے لئے ہے۔اور مخلوق کے نام کی منت ماننا جائز نہیں۔کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت مخلوق کی نہیں ہوتی۔دوم یہ کہ جس کے نام کی منت مانی گئی ہے وہ میت ہے اور مُردہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا...... سوم یہ کہ اگر نذر ماننے والے کا خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا مرا ہوا شخص بھی تکوینی امور میں تصرف رکھتا ہے تو اس کا یہ عقیدہ کفر ہے۔(درالمختار ص ۱۳۹)

(۲) اگر کسی شخص نے ایسی نذر مان لی ہو تو اس کا پورا کرنا جائز نہیں۔اگر پورا کرے گا تو گنہگار ہوگا۔فتاویٰ عالمگیری، بحرالرائق اور دیگر فتاویٰ میں اس کی تصریح موجود ہے کہ اگر کسی معصیت کی نذر مانی ہو تو وہ صحیح نہیں اور نہ اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔(فتاویٰ عالمگیری ص ۲۰۸ ج ۱)

(۳) اگر کسی شخص نے ایسی نذر مانی اور اسے پورا بھی کردیا تو وہ چیز غیر اللہ کے لئے نامزد ہونے کی وجہ سے حرام ہوگی۔اور اس کا استعمال کسی شخص کے لئے بھی جائز نہیں ہوگا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ مکتوبات شریفہ دفتر سوم میں تحریر فرماتے ہیں:"جو جانور کہ بزرگوں کے نام پر دیتے ہیں اور ان کی قبروں پر جاکر ان جانوروں کو ذبح کرتے ہیں۔فقہی روایات میں اس امر کو بھی شرک

میں داخل کیا ہے اور اس سے بچنے کی بہت تاکید کی ہے۔ اور اس ذبح کو ان ذبیحوں کی جنس میں شمار کیا جاتا ہے جو جنات کے نام پر ذبح کئے جاتے ہیں اور شرعاً منع اور شرک کے دائرے میں داخل ہیں۔

(۴) اور اگر کسی شخص نے منت اللہ تعالیٰ کے لئے مانی ہو اور محض اس بزرگ کی روح کو ایصال ثواب مقصود ہو۔ یا وہاں کے فقراء کو نفع پہنچانا مقصود ہو تو اس کو حرام اور شرک نہیں کہا جائے گا۔ مگر عوام اس مسئلہ میں اور اس سے پہلے مسئلہ میں کوئی تمیز نہیں کرتے اس لئے اس سے بھی پرہیز کرنا ضروری ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی اوپر جو عبارت لکھی گئی ہے اس کے بعد فرماتے ہیں۔

''اس عمل سے بھی پرہیز کرنا چاہیے کہ شرک کا شائبہ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام کی منت ماننے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ کیا ضروری ہے کہ حیوان کے ذبح ہی کی منت مانی جائے اور اس کی ذبح کا ارتکاب کیا جائے۔ اور جنات کے نام ذبح کئے گئے جانور کے ساتھ اس کو ملحق کیا جائے اور جنات کی پرستش کرنے والوں سے مشابہت کی جائے۔''

اگر کسی شخص نے یہ نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو میں اللہ تعالیٰ کے نام پر اتنے روپے کی شرینی یا اتنا کپڑا یا اتنا غلہ...... خواجہ بہاء الحق زکریا ملتانی کی خانقاہ کے فقیروں میں تقسیم کروں گا۔ اور اس کا ثواب حضرت خواجہ قدس سرہ کو پہنچاؤں گا۔ تو اس کی نذر صحیح ہے۔ لیکن اگر اس کا وہ کام پورا ہو جائے تو ضروری نہیں ہے کہ انہی فقیروں پر یہ چیز تقسیم کرے، جن کا اس نے نام لیا تھا۔ بلکہ اتنی شیرینی اتنا غلہ۔ اتنا روپیہ وغیرہ خواہ کسی بھی فقیر کو دے دے اس کی نذر پوری ہو جائے گی۔ اور اس کا ثواب حضرت خواجہ کو پورا ملے گا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی اسی مکتوب ۴۱ دفتر سوم میں آگے لکھتے ہیں:

''اسی (نذر لغیر اللہ) کی قسم سے عورتوں کے وہ روزے بھی ہیں جو وہ پیروں اور بیبیوں کی نیت سے رکھتی ہیں۔ اکثر ان کے نام اپنی طرف سے گھڑ کر ان کے نام پر اپنے روزوں کی نیت کرتی ہیں اور افطار کے وقت ہر خاص روزہ کے لئے ایک مخصوص طریقہ مقرر کرتی ہیں اور ان روزوں کے لئے دنوں کا تعین بھی کرتی ہیں۔ اپنے مقاصد و مطالب کو ان روزوں کے ساتھ وابستہ کرتی ہیں اور ان روزوں کے وسیلے سے ان پیروں اور بیبیوں سے اپنی مرادیں مانگتی ہیں۔ اور اپنی مرادوں کا پورا ہونا انہی کی طرف سے سمجھتی ہیں اور یہ عبادت میں شرک ہے اور غیر اللہ عبادت کے وسیلے سے اس غیر اللہ سے اپنی مرادیں مانگنا ہے۔ اس فعل کی برائی کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔ جب اس فعل کی برائی ظاہر کی جائے تو بعض عورتیں جو کہا کرتی ہیں کہ ''ہم یہ روزے خدا کے لئے رکھتی ہیں اور ان کا ثواب پیروں کو بخشتی ہیں''۔ یہ نرا بہانہ ہے۔ اگر یہ اس بات میں سچی ہیں تو ان روزوں کے لئے دنوں کا تعین کس لئے؟ اور افطار کے لئے خاص قسم کے کھانوں کی تخصیص اور طرح طرح کی شکلوں کی تعیین کیسی؟

ترجمہ: ''منتیں نہ مانا کرو کیونکہ منت تقدیر کے مقابلے میں کچھ کام نہیں آتی۔ اس کے ذریعہ سے تو بخیل کا مال نکالا جاتا ہے'' (مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۷)

۱۲۔ عید میلاد النبیؐ:

۱۲ ربیع الاول کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ''جشن عید'' منایا جاتا ہے۔ اور آجکل اسے اہل سنت کا خاص شعار سمجھا جانے لگا ہے۔ اس کے بارے میں بھی چند ضروری نکات عرض کرتا ہوں۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر ایک اعلیٰ ترین عبادت بلکہ روح ایمان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک ایک واقعہ سرمہ چشم بصیرت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صغر سنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شباب، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاد، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر وفکر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت ونماز، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وشمائل، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت وسیرت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد وتقویٰ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم وخشیت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلح وجنگ، خفگی وغصہ، رحمت وشفقت، تبسم ومسکراہٹ۔ الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا اور ایک ایک حرکت وسکون امت کے لئے اسوۂ حسنہ اور اکسیر ہدایت ہے اور اس کا سیکھنا سکھانا، اس کا مذاکرہ کرنا، دعوت دینا امت کا فرض ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والی شخصیات اور چیزوں کا تذکرہ بھی عبادت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احباب واصحاب، ازواج واولاد، خدام وعمال، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس وپوشاک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتھیاروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑوں، خچروں اور ناقہ کا تذکرہ بھی عین عبادت ہے۔ کیونکہ یہ دراصل ان چیزوں کا تذکرہ نہیں۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کا تذکرہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے دو حصے ہیں۔ ایک ولادت شریفہ سے لیکر قبل از نبوت تک کا۔ اور دوسرا بعثت سے لیکر وصال شریف تک کا۔ پہلے حصے کے جستہ جستہ بہت سے واقعات اور حیات طیبہ کا دوسرا حصہ...... جسے قرآن کریم نے امت کے لئے ''اسوۂ حسنہ'' فرمایا ہے...... اس کا مکمل ریکارڈ حدیث وسیرت کی شکل میں محفوظ ہے اور اس کو دیکھنے سے ایسا لگتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہمہ خوبی وزیبائی گویا ہماری آنکھوں کے سامنے چل پھر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آراء کی

ایک ایک ادا اس میں صاف جھلک رہی ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم
بلا مبالغہ یہ اسلام کا عظیم ترین اعجاز اور اس امت مرحوم کی بلند ترین سعادت ہے۔ کہ ان کے پاس ان کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا پورا ریکارڈ موجود ہے اور وہ ایک ایک واقعہ کے بارے میں دلیل وثبوت کے ساتھ نشاندہی کر سکتی ہے۔ کہ یہ واقعہ کہاں تک صحیح ہے؟.......... اس کے برعکس آج دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جن کے پاس ان کے ہادی کی زندگی کا صحیح اور مستند ریکارڈ موجود ہو...... یہ نکتہ ایک مستقل مقالے کا موضوع ہے اس لئے یہاں صرف اسی قدر اشارے پر اکتفاء کرتا ہوں۔

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو بیان کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے ایک ایک نقشے کو اپنی زندگی کے ظاہر و باطن پر اسی طرح آویزاں کیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر امتی کی صورت وسیرت، چال ڈھال، رفتار و گفتار، راہ و کردار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مرقع بن جائے۔ اور دیکھنے والوں کو نظر آئے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہے۔ آپ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ سنا ہوگا کہ ان کے آخری لمحات حیات میں ایک نوجوان ان کی عیادت کے لئے آیا۔ واپس جانے لگا تو حضرت نے فرمایا برخوردار تمہاری چادر ٹخنوں سے نیچی ہے۔ اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے...... ان کے صاحبزادے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے اپنانے کا اس قدر شوق تھا کہ جب حج پر تشریف لے جاتے تو جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفر حج میں پڑاؤ کیا تھا وہاں اترتے۔ جس درخت کے نیچے آرام فرمایا تھا۔ اس درخت کے نیچے آرام کرتے اور جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فطرتی ضرورت کے لئے اترتے تھے خواہ تقاضا نہ بھی ہوتا تب بھی وہاں اترتے۔ اور جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے تھے اس کی نقل اتارتے...... رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جن کے دم قدم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ صرف اوراق کتب کی زینت نہیں رہی۔ بلکہ جیتی جاگتی زندگی میں جلوہ گر ہوئی۔ اور اس کی بوئے عنبرین نے مشام عالم کو معطر کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام بہت سے ایسے ممالک میں پہنچے جن کی زبان نہیں جانتے تھے۔ نہ وہ انکی لغت سے آشنا تھے مگر ان کی شکل وصورت اخلاق و کردار اور اعمال و معاملات کو دیکھ کر علاقوں کے علاقے اسلام کے حلقہ بگوش اور جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بے دام بن گئے۔ یہ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کشش تھی۔ جس کا پیغام ہر مسلمان اپنے اعمال سے دیتا تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۴۔ سلف صالحین نے کبھی سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے نہیں کئے اور نہ میلاد کی محفلیں سجائیں اس لئے کہ وہاں ہر روز ''روز عید'' اور ہر شب ''شب برات'' کا قصہ تھا۔ ظاہر ہے کہ جب ان کی پوری زندگی ''سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی جب ان کی ہر محفل ومجلس کا موضوع ہی سیرت طیبہ تھا۔ اور جب ان کا ہر قول وعمل سیرت النبی کا مدرسہ تھا تو ان کو اس نام کے جلسوں کی نوبت کب آسکتی تھی۔ لیکن جوں جوں زمانہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور سے بعد ہوتا گیا عمل کی بجائے قول کا اور کردار کی بجائے گفتار کا سکہ چلنے لگا...... الحمدللہ یہ امت کبھی بانجھ نہیں ہوئی۔ آج اس گئے گزرے دور میں بھی اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے موجود ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ کا آئینہ سامنے رکھ کر اپنی زندگی کے گیسو کا کل سنوارتے ہیں۔ اور ان کے لئے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت ملک سلیمان اور گنج قارون سے زیادہ قیمتی ہے۔ لیکن مجھے شرمساری کے ساتھ یہ اعتراف کرنا چاہئے کہ ایسے لوگ کم ہیں جب کہ ہم میں سے اکثریت مجھ ایسے بدنام کنندہ گوڑوں اور نعرہ بازوں کی ہے جو سال میں ایک دو بار سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے لگا کر یہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ ان کے ذمے ان کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حق تھا وہ قرض انہوں نے پورا ادا کر دیا اور اب ان کے لئے شفاعت واجب ہو چکی ہے۔ مگر ان کی زندگی کے کسی گوشے میں دور دور تک سیرت طیبہ کی کوئی جھلک دکھائی نہیں دیتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت کے ایک ایک نشان کو انہوں نے اپنی زندگی کے دامن سے کھرچ کھرچ کر صاف کر ڈالا ہے۔ اور روزمرہ نہیں بلکہ ہر لحہ اس کی مشق جاری رہتی ہے۔ مگر ان کے پتھر دل کو کبھی احساس تک نہیں ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سنتوں اور اپنے طریقوں کے مٹنے سے کتنی تکلیف اور اذیت ہوتی ہوگی۔ وہ اس خوش فہمی میں ہیں کہ بس قوالی کے دو چار نغمے سننے، نعت شریف کے دو چار شعر پڑھنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا ہو جاتا ہے۔

۵۔ میلاد کی محفلوں کے وجود سے امت کی چھ صدیاں خالی گزرتی ہیں اور ان چھ صدیوں میں جیسا کہ میں ابھی عرض کر چکا ہوں مسلمانوں نے کبھی ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے نام سے کوئی جلسہ یا ''میلاد'' کے نام سے کوئی محفل نہیں سجائی۔ ''محفل میلاد'' کا آغاز سب سے پہلے ۶۰۲ھ میں سلطان ابو سعید مظفر اور ابو الخطاب ابن وحیہ نے کیا۔ جس میں تین چیزیں بطور خاص ملحوظ تھیں۔

۱۔ ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ کا تعین ۲۔ علماء وصلحاء کا اجتماع

۳۔ اور ختم محفل پر طعام کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب۔ ان دونوں صاحبوں کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ کس قماش کے آدمی تھے؟ بعض مؤرخین نے ان کو فاسق وکذاب لکھا

ہے۔اور بعض نے عادل وثقہ۔واللہ اعلم۔

جب یہ نئی رسم نکلی تو علماء امت کے درمیان اس کے جواز وعدم جواز کی بحث چلی۔علامہ فاکہانی اور ان کے رفقاء نے ان خود ساختہ قیود کی بناء پر اس میں شرکت سے عذر کیا اور اسے بدعت سیئہ قرار دیا۔اور دیگر علماء نے سلطان کی ہمنوائی کی اور ان قیود کو مباح سمجھ کر اس کے جواز واستحسان کا فتویٰ دیا۔جب ایک بار یہ رسم چل نکلی تو نہ صرف علماء وصلحاء تک محدود رہی بلکہ عوام کے دائرے میں آکر ان کی نئی نئی اختراعات کا تختہ مشق بنتی چلی گئی۔آج ہمارے سامنے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ترقی یافتہ شکل موجود ہے۔اور ابھی خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس میں مزید کتنی ترقی مقدر ہے۔اب ہمیں اس کا جائزہ لینا ہے۔

۶۔سب سے پہلے دیکھنے کی بات تو یہ ہے کہ جو فعل صحابہ رضوان علیہم اجمعین وتابعینؒ کے زمانے میں کبھی نہیں ہوا بلکہ جس کے وجود سے اسلام کی چھ صدیاں خالی چلی آئی ہیں۔آج وہ "اسلام کا شعار" کہلاتا ہے۔اسی شعار اسلام کو زندہ کرنے والے "عاشقان رسول" کہلاتے ہیں۔اور جو لوگ اس نوایجاد شعار اسلام سے ناآشنا ہوں ان کو دشمن رسول تصور کیا جاتا ہے۔انا للہ وانا الیہ راجعون

کاش ان حضرات نے کبھی یہ سوچا ہوتا کہ چھ صدیوں کے جو مسلمان ان کے خود تراشیدہ "شعار اسلام" سے محروم رہے ان کے بارے میں کیا کہا جائے گا۔کیا وہ سب نعوذ باللہ دشمنان رسول تھے؟ اور پھر انہوں نے اس بات پر کبھی غور کیا ہوتا کہ اسلام کی تکمیل کا اعلان تو حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن ہو گیا تھا۔اس کے بعد وہ کونسا پیغمبر آیا تھا جس نے ایک ایسی چیز کو ان کے لئے شعار اسلام بنا دیا۔جس سے چھ صدیوں کے مسلمان ناآشنا تھے؟ کیا اسلام میرے یا کسی کے ابا کے گھر کی چیز ہے کہ جب چاہو اس کی کچھ چیزیں حذف کردو اور جب چاہو اس میں کچھ اور چیزوں کا اضافہ کر ڈالو؟

۷۔دراصل اسلام سے پہلے قوموں میں اپنے بزرگوں اور بانیان مذہب کی برسی منانے کا معمول تھا۔جیسا کہ عیسائیوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم ولادت پر "عید میلاد" منائی جاتی ہے۔اس کے برعکس اسلام نے برسی منانے کی رسم کو ختم کر دیا تھا۔اور اس میں دو حکمتیں تھیں۔ایک یہ کہ سالگرہ کے موقع پر جو کچھ کیا جاتا ہے وہ اسلام کی دعوت اور اس کی روح اور مزاج سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔اسلام اس کی ظاہری سج دھج نمود ونمائش اور نعرہ بازی کا قائل نہیں۔وہ اس شور وشغب اور ہاؤ ہو سے ہٹ کر اپنی دعوت کا آغاز دلوں کی تبدیلی سے کرتا ہے اور عقائد حقہ اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کی تربیت ہے۔" انسان سازی" کا کام کرتا ہے اس کی نظر میں یہ ظاہری مظاہرے ایک کوڑی کی قیمت بھی نہیں رکھتے جن کے بارے میں کہا گیا ہے۔

ع جگمگاتے ہیں در ودیوار دل بے نور ہیں۔

دوسری حکمت یہ ہے کہ اسلام دیگر مذاہب کی طرح کسی خاص موسم میں برگ وبار نہیں لاتا۔بلکہ وہ تو ایسا سدابہار شجرہ طوبیٰ ہے۔جس کا پھل اور سایہ دائم وقائم ہے۔گویا اس کے بارے میں قرآنی الفاظ ہیں۔اکلھا دائم و ظلھا کہنا بجا ہے۔اس کی دعوت اور اس کا پیغام اور کسی تاریخ کا مرہون منت نہیں ہے۔بلکہ آفاق وازمان کو محیط ہے۔

اور پھر دوسری قوموں کے پاس تو دو چار ہستیاں ہوں گی جن کی سالگرہ منا کر وہ فارغ ہو جاتے ہیں۔اس کے برعکس اسلام کے دامن میں ہزاروں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں ایسی قدآور ہستیاں موجود ہیں جو ایک سے ایک بڑھ کر ہیں۔جن کی عظمت کے سامنے آسمان کی بلندیاں ہیچ اور نورانی فرشتوں کا تقدس گرد راہ ہے۔اسلام کے پاس کم وبیش سوا لاکھ کی تعداد تو ان انبیاء کی ہے جو انسانیت کے ہیرو ہیں۔اور جن میں سے ایک ایک کا وجود کائنات کی ساری چیزوں پر بھاری ہے۔پھر انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قافلہ ہے۔ان کی تعداد بھی سوا لاکھ سے کیا کم ہو گی۔پھر اس کے بعد ہر صدی کے وہ لاکھوں اکابر اولیاء اللہ ہیں جو اپنے اپنے وقت میں رشد وہدایت کے مینارہ نور ہیں۔اور جن کے آگے بڑے بڑے جابر بادشاہوں کی گردنیں جھک جاتی تھیں۔اب اگر اسلام شخصیتوں کی سالگرہ منانے کا دروازہ کھول دیتا ہے تو غور کیجئے اس امت کو سال بھر میں سالگرہوں کے علاوہ کسی اور کام کے لئے ایک لمحہ کی بھی فرصت ہوتی؟

چونکہ یہ چیز ہی اسلام کی دعوت اور اس کے مزاج کے خلاف تھی اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کے بعد چھ صدیوں تک امت کا مزاج اس کو قبول نہ کر سکا۔اگر آپ نے اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ اسلامی تاریخ میں چھٹی صدی وہ زمانہ ہے جس میں فرزندان تثلیث نے صلیبی جنگیں لڑیں اد مسیحیت کے ناپاک اور منحوس قدموں نے عالم اسلام کو روند ڈالا۔ادھر مسلمانوں کا اسلامی مزاج داخلی وخارجی فتنوں کی مسلسل یلغار سے کمزور پڑ گیا تھا۔ادھر مسیحیت کا عالم اسلام پر فاتحانہ حملہ ہوا اور مسلمانوں میں مفتوح قوم کا سا احساس کمتری پیدا ہوا۔اس لئے عیسائیوں کی تقلید میں یہ قوم بھی سال بعد اپنے مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے "یوم ولادت" کا جشن منانے لگی۔یہ قوم کے کمزور اعصاب کی تسکین کا ذریعہ تھا۔تاہم جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں امت کے مجموعی مزاج نے اس کو قبول نہیں کیا۔بلکہ ساتویں صدی کے آغاز سے لیکر آج تک علماء امت نے اسے "بدعت" قرار دیا۔اور اسے "ہر بدعت گمراہی ہے" کے زمرے میں شمار کیا۔

۸۔اگرچہ "میلاد" کی رسم ساتویں صدی کے آغاز سے شروع ہو چکی تھی اور لوگوں نے اس میں بہت سے امور کے اضافے بھی کئے۔لیکن کسی

کو یہ جراءت نہیں ہوئی کہ اسے عید کا نام دیتا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ میری قبر کو ''عید'' نہ بنانا۔

ستم یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت میں تو اختلاف ہے۔ بعض ۹ ربیع الاول بتاتے ہیں بعض ۸ ربیع الاول اور مشہور ۱۲ ربیع الاول ہے۔ لیکن اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریفہ ۱۲ ربیع الاول ہی کو ہوئی۔ گویا ہم نے ''جشن عید'' کے لئے دن بھی تجویز کیا تو وہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے داغ مفارقت دے گئے۔ اگر کوئی ہم سے یہ سوال کرے کہ تم لوگ ''جشن عید'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت طیبہ مناتے ہو یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خوشی میں؟ (نعوذ باللہ) تو شاید اس کا جواب دینا بھی مشکل ہوگا۔ بہر حال میں اس دن کو ''عید'' کہنا معمولی بات نہیں سمجھتا بلکہ اس کو صاف صاف تحریف فی الدین سمجھتا ہوں۔ اس لئے کہ ''عید'' اسلامی اصطلاح ہے اور اسلامی اصطلاحات کو اپنی خود رائی سے غیر منقول جگہوں پر استعمال کرنا دین میں تحریف ہے۔

۹۔ اور پھر یہ ''عید'' جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مطابق منائی جاتی ہے وہ بھی لائق شرم ہے۔ بے ریش لڑکے غلط سلط نعتیں پڑھتے ہیں۔ موضوع اور منگھڑت قصے اور کہانیاں جن کا حدیث وسیرت کی کسی کتاب میں کوئی وجود نہیں بیان کی جاتی ہیں۔ شور وشغب ہوتا ہے۔ نمازیں غارت ہوتی ہیں اور نہ معلوم کیا کیا ہوتا ہے۔ کاش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جو بدعت ایجاد کی گئی تھی اس میں کم از کم آپ کی عظمت وتقدس ہی کو ملحوظ رکھا جاتا۔ غضب یہ کہ سمجھایہ جاتا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان خرافاتی محفلوں میں بنفس نفیس تشریف بھی لاتے ہیں۔ فیا غربۃ الاسلام۔ (ہائے۔ اسلام کی بے چارگی)

۱۰۔ اب میں اس ''عید میلاد النبی'' کا آخری کارنامہ عرض کرتا ہوں۔ کچھ عرصہ سے ہمارے کراچی میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر اور بیت اللہ شریف کی شبیہ بنائی جاتی ہے اور جگہ جگہ بڑے بڑے چوکوں میں سانگ بنا کر رکھے جاتے ہیں۔ لوگ ان سے تبرک حاصل کرتے ہیں اور بیت اللہ کی خود ساختہ شبیہ کا طواف بھی کرتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ مسلمانوں کے ہاتھوں اور علماء کی نگرانی میں کرایا جارہا ہے۔ فیا اسفاہ......

ذرا سوچئے! جو مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر ایک چراغ جلانے کو فضول خرچی کی وجہ سے ممنوع اور ایسا کرنے والوں کو ملعون قرار دیتا ہے اس کا ارشاد اس ہزاروں لاکھوں روپے کی فضول خرچی کرنے والوں کے بارے میں کیا ہوگا؟ اور پھر یہ بھی دیکھئے کہ یہ فضول خرچی وہ غربت زدہ قوم کر رہی ہے جو روٹی کپڑا مکان کے نام پر ایمان تک کا سودا کرنے کو تیار ہے۔ اس فضول خرچی کی بجائے اگر یہی رقم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایصال ثواب کے لئے غرباء ومساکین کو چپکے سے نقد دے دی جاتی تو نمائش تو بلاشبہ نہ ہوتی مگر اس رقم سے سینکڑوں اجڑے گھر آباد ہو سکتے تھے۔ ان سینکڑوں بچیوں کے ہاتھ پیلے کئے جاسکتے تھے جو اپنے والدین کے لئے سوہان روح بنی ہوئی ہیں۔ کیا یہ فضول خرچی اس قوم کے رہنماؤں کو سجتی ہے۔ جس کے بہت سے افراد وخاندان نان شبینہ سے محروم اور جان وتن کا رشتہ قائم رکھنے سے قاصر ہوں؟ اور پھر یہ سب کچھ کیا بھی جارہا ہے کس ہستی کے نام پر؟ جو خود تو پیٹ پر پتھر بھی باندھ لیتے تھے مگر جانوروں تک کی بھوک پیاس سن کر تڑپ جاتے تھے۔ آج کیمونزم اور لادین سوشلزم اسلام کو دانت دکھلا رہا ہے۔ جب ہم دنیا کی مقدس ترین ہستی کے نام پر یہ سارا کھیل کھیلیں گے تو لادین طبقے دین کے بارے میں کیا تاثر لیں گے؟ فضول خرچی کرنے والوں کو قرآن کریم نے ''اخوان الشیاطین'' فرمایا تھا۔ مگر ہماری فاسد مزاجی میں اس کو اعلیٰ ترین نیکی اور اسلامی شعار بناڈالا۔

ع ''بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبیت''

دوسرے اس فعل میں شیعوں اور رافضیوں کی تقلید ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ رافضی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سالانہ برسی منایا کرتے ہیں اور اس موقعہ پر تازیہ علم اور دلدل وغیرہ نکالا کرتے ہیں انہوں نے جو کچھ حسین اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کیا وہی ہم نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کرنا شروع کر دیا۔ انصاف کیجئے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر اور بیت اللہ شریف کا سوانگ بنا کر اسے بازاروں میں پھرانا اور اس کے ساتھ روضہ اطہر اور بیت اللہ کا سا معاملہ کرنا صحیح ہے تو روافض کا تعزیہ اور دلدل کا سوانگ رچانا کیوں غلط ہے۔ افسوس ہے کہ جو ملعون بدعت رافضیوں نے ایجاد کی تھی ہم نے ان کی تقلید کر کے اس پر مہر تصدیق ثبت کرنے کی کوشش کی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ ''میری قبر کو عید نہ بنا لینا'' اس میں تحریف کا دروازہ بند کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ یہود ونصاریٰ نے اپنے نبیوں کی قبروں کے ساتھ یہی کیا تھا اور انہیں حج کی طرح عید اور موسم بنا لیا تھا۔'' (حجۃ اللہ البالغہ)

اور ''البحر الرائق'' کفایہ شرح ہدایہ اور معراج الدرایہ میں ہے کہ ''جو شخص کعبہ شریف کے علاوہ کسی اور مسجد کا طواف کرے اس کے حق میں کفر کا اندیشہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ''جشن عید میلاد'' کے نام پر جو خرافات رائج کر دی گئی ہیں۔ اور جن میں ہر آئے سال مسلسل اضافہ کیا جارہا ہے۔ یہ اسلام کی دعوت اس کی روح اسکے مزاج کے یکسر منافی ہے۔ میں اس تصور سے پریشان ہو جاتا ہوں کہ ہماری ان خرافات کی روئیداد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں پیش ہوتی ہوگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا

گزرتی ہوگی؟ اور اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ہمارے درمیان موجود ہوتے تو ان چیزوں کو دیکھ کر ان کا کیا حال ہوتا؟ بہر حال میں اس کو نہ صرف "بدعت" بلکہ "تحریف فی الدین" تصور کرتا ہوں۔

۱۳۔ سنت اور اہل سنت:

دیوبندی بریلوی اختلاف کے اہم مسائل پر کتاب وسنت اور ائمہ اہل سنت کا نکتہ نظر آپ کے سامنے آچکا ہے۔ چونکہ گزشتہ سطور میں کئی جگہ سنت وبدعت کا ذکر آیا ہے۔ اس لئے مناسب ہوگا کہ میں سنت اور بدعت کے بارے میں چند امور عرض کردوں تا کہ آپ کو یہ معلوم کرنے میں دقت پیش نہ آئے کہ اہل سنت کون ہیں۔

۱۔ سنت وبدعت باہم متقابل ہیں۔ جب کہا جائے کہ فلاں چیز سنت ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ "بدعت" نہیں اور جب کہا جائے کہ یہ چیز "بدعت" ہے تو اس کے دوسرے معنی یہ ہوتے ہیں کہ یہ چیز خلاف سنت ہے۔

۲۔ میرا آپ کا اور تمام مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ایک طرف گزشتہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتیں منسوخ ہو گئیں تو دوسری طرف آئندہ قیامت تک کے لئے نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات گرامی ہے جس کے ذریعہ حق تعالیٰ شانہٗ کی پسند ناپسند معلوم ہو سکتی ہے اس کے سوا کوئی اور راستہ نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پسند وناپسند کا جو آئین دیا۔ اس کا نام دین شریعت ہے۔ جس کی تکمیل کا اعلان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے تین مہینے پہلے میدان عرفات میں کر دیا اب نہ اس دین میں کمی ہو سکتی ہے اور نہ کسی اضافے کی گنجائش ہے۔

(۳) ایک حدیث میں ارشاد ہے میرے صحابہ کی عزت کرو۔ کیونکہ وہ تم میں سب سے پسندیدہ لوگ ہیں۔ پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔ پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔ اس کے بعد جھوٹ کا ظہور ہوگا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۵۴)

ایک اور حدیث میں ہے کہ میرا جو صحابی کسی زمین میں فوت ہوگا۔ وہ قیامت کے دن لوگوں کا قائد اور نور بن کر اٹھے گا۔ (حوالہ بالا)

(۴) الغرض کسی چیز پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا تعامل اس کے سنت ہونے کی دلیل ہے۔ اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین زمانے کے لوگوں کو خیر القرون کے لوگ فرمایا ہے۔ یعنی میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے شاگرد ان کے شاگردوں کے شاگرد (ان کو تابعین اور تبع تابعین کہا جاتا ہے) اس لیے ان تین زمانوں میں بغیر کسی روک ٹوک کے جس چیز پر مسلمانوں کا عمل درآمد رہا وہ سنت کے دائرے میں آتی ہے۔

(۵) اسی طرح مثلاً قرآن کریم اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جہاد کے بہت سے فضائل آئے ہیں۔ تو جن ذرائع سے جہاد کیا جاتا ہے۔ اور جو ہتھیار جہاد میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ ان کو اختیار کرنا محض اس لیے بدعت نہیں کہلائے گا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک دور میں یہ آلات وذرائع نہیں تھے کیونکہ خود مقصود بالذات نہیں نہ ان کو بذات خود دین سمجھ کر کیا جاتا ہے

اسی طرح سفر حج بہت بڑی عبادت ہے۔ مگر سفر کے جدید ذرائع اختیار کرنا بدعت نہیں۔ کیونکہ ہوائی جہاز یا بحری جہاز میں بیٹھنے کو بذات خود عبادت نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ عبادت کے حصول کا ذریعہ تصور کیا جاتا ہے۔

(۶) بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک اعتقادی دوسری عملی .... اعتقادی بدعت کا یہ مطلب ہے کہ کوئی شخص یا گروہ ایسے عقائد ونظریات رکھے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین کے خلاف ہوں۔

عملی بدعت یہ کہ کسی عقیدے میں تو تبدیلی نہ ہو۔ مگر بعض اعمال ایسے اختیار کیے جائیں جو سلف صالحین سے منقول نہیں۔

(۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعت کی جتنی مذمت فرمائی ہے شائد کفر وشرک کے بعد کسی اور چیز کی اتنی برائی بیان نہیں فرمائی...... اس سلسلہ کی ایک دو حدیثیں میں مضمون کے شروع میں نقل کر چکا ہوں۔ اور اگر مزید نقل کروں گا تو یہ مضمون مزید طویل ہو جائے گا۔ ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ بدعت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مردود وملعون اور ضلالت و گمراہی فرمایا ہے۔ اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جو شخص بدعت ایجاد کرے یا اس میں مبتلا ہو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں کس قدر ذلیل آدمی ہے۔ ایک اور حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ اس کا کوئی فرض ونفل اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ جس شخص نے کسی صاحب بدعت کی توقیر کی اس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد دی۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص الجماعت سے ایک بالشت بھی دور ہٹا اس نے اسلام کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۱)

ان ارشادات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بظاہر معمولی سی بدعت سے بھی کس قدر نفرت تھی۔

رہا یہ کہ بدعت اس قدر مبغوض چیز کیوں ہے۔

الغرض جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین نے نہیں کیا آج جو شخص اس کو عبادت اور دین بتاتا ہے۔ وہ نہ صرف سلف صالحین پر بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین پر حملہ کرتا ہے پس ایسے شخص کے مردود ہونے میں کیا شبہ ہے؟

جب کوئی قوم کوئی سی بدعت ایجاد کر لیتی ہے۔ تو اس کی مثل سنت اس

سے اٹھالی جاتی ہے۔ اس لیے چھوٹی سے چھوٹی سنت پر عمل کرنا بظاہر اچھی سے اچھی بدعت ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔

اور سنت سے اس محرومی کا سبب یہ ہے کہ بدعت میں مبتلا ہونے کے بعد قلب کی نورانیت وصلاحیت زائل ہو جاتی ہے۔ آدمی حق و باطل کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔ اس کی مثال اسی اناڑی کی سے ہو جاتی ہے۔ جس کو کسی نو سرباز نے روپیہ بڑھانے کا جھانسہ دے کر اس سے اصلی نوٹ چھین لیے ہوں۔ اور جعلی نوٹوں کی گڈی اس کے ہاتھ میں تھما دی ہو۔ وہ احمق خوش ہے کہ اسے ایک کے بدلے میں سول گئے مگر یہ خوشی اسی وقت تک ہے جب تک وہ انہیں لے کر بازار کا رخ نہیں کر لیتا۔

بازار جاتے ہی اس کو نہ صرف کاغذ کے ان بے قیمت پرزوں کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ بلکہ جعلی کرنسی کے الزام میں اسے ہتھکڑی بھی لگا دی جائے گی......... خوب سمجھ لیجئے کہ آخرت کے بازار میں صرف اور صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا سکہ چلے گا۔ اور جن لوگوں نے بدعتوں کی جعلی کرنسیوں کے انبار لگا رکھے ہیں وہاں ان کی قیمت ایک کوڑی بھی نہ ہو گی۔ بلکہ سکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں جعلی کرنسی بنانے اور رکھنے کے الزام میں پابند سلاسل کر دیئے جائیں گے۔

اور امام ربانی مجدد الف ثانی لکھتے ہیں

بندہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ سے تضرع اور زاری التجا و افتقار اور ذلت وانکسار کے ساتھ خفیہ اور اعلانیہ درخواست کرتا ہے۔ کہ دین میں جو نئی بات پیدا کی گئی ہے اور جو بدعت بھی گھڑ لی گئی ہے۔ جو کہ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانے میں نہیں تھی۔ اگر چہ وہ چیز روشنی میں سفید وصبح کی طرح ہو۔ اللہ تعالیٰ اس بندہ ضعیف اور اس کے متعلقین کو اس نئے ایجاد شدہ کام میں گرفتار نہ فرمائے۔ اور اس کے حسن پر فریفتہ نہ کرے۔ بطفیل سید مختار اور آل ابرار۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ ناکارہ حضرت مجدد کی یہ دعا اپنے لیے آپ کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے دہراتا ہے۔

پس جو لوگ بدعات ایجاد کرتے ہیں۔ وہ دراصل دین اسلام کے چہرہ کو مسخ کرتے ہیں۔ اور اس میں تحریف اور تغیر و تبدل کا راستہ کھولتے ہیں مگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کی حفاظت کا خود وعدہ فرمایا ہے اس لیے اپنی رحمت سے اس بات کا خود ہی انتظام فرما دیا ہے۔ کہ یہ دین ہر دور میں انسانی خواہشات کی آمیزش اور بدعات کی ملاوٹ سے پاک ہے اور اہل بدعت جب بھی اس کے حسین چہرے پر بدعات کی گرد و غبار ڈالنے کی کوشش کریں علمائے ربانیین کی ایک جماعت فوراً اسے جھاڑ پونچھ کر صاف کر دے۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ہر آئندہ نسل میں اس علم کے حامل ایسے عادل لوگ ہوتے رہیں گے۔ جو اس غلو کرنے والوں کی تحریف باطل پرستوں کے غلط دعووں اور جاہلوں کی تاویلوں کو صاف کرتے رہیں گے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۶)

(۸) شاید آپ دریافت کریں گے کہ یہ لوگ دین میں نئی نئی جدتیں کیوں نکالتے ہیں؟ اور ان کو خدا کا خوف اس سے کیوں مانع نہیں ہوتا؟ اس کو سمجھنے کے لیے مناسب ہو گا کہ ایجاد بدعت کے اسباب ومحرکات کا مختصر سا جائزہ لیا جائے۔

عوام کی نظریں چونکہ ظاہری سطح تک محدود ہوتی ہیں۔ اس لیے وہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے عاشق نہیں ہوتے جس قدر کہ بدعات و خرافات پر فریفتہ ہوتے ہیں.......... اور جو لوگ عوام کی اس نفسیاتی کمزوری سے آگاہ ہیں انہیں بدعات کی ایجاد کے لیے تیار شدہ فصل مل جاتی ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ شیطان جب راندہ درگاہ ہوا تو اس لعین نے قسم کھا کر کہا کہ یا اللہ! آپ نے آدم علیہ السلام کی وجہ سے مجھے مردود بنا دیا ہے میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ جب تک دم میں دم ہے اس کی اولاد کو گمراہ کروں گا۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ میں بھی اپنی عزت اور بلندی مرتبت کی قسم کھاتا ہوں کہ انہوں نے خواہ کتنے ہی بڑے بڑے گناہ کیے ہوں جب تک میری بارگاہ میں آ کر معافی مانگتے رہیں گے کہ یا اللہ ہم سے حماقت ہوئی۔ معاف کر دیجئے میں ان کو معاف کرتا رہوں گا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۴)

الغرض توبہ واستغفار نے شیطان کی کمر توڑ رکھی تھی۔ اور اسے بڑے بڑے پاپ کرانے کے بعد بھی انسانوں کے بارے میں یہ خطرہ رہتا تھا کہ:

تر دامنی پہ اپنی اے زاہد نہ جائیو!
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ آخری زمانے میں بہت سے جھوٹے دجال فریبی ہوں گے وہ تمہیں ایسی باتیں سنائیں گے جو نہ کبھی تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے۔ ان سے بچتے رہو۔ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنے میں نہ ڈال دیں۔ (مشکوٰۃ ص ۲۸)

(۹) اب میں چند اصول عرض کرتا ہوں جن سے سنت وبدعت کے امتیاز میں مدد مل سکے گی.......... اس کا اصل الاصول تو میں اوپر عرض کر چکا ہوں۔ کہ جو چیز سلف صالحین کے زمانے میں نہیں تھی اسے دین سمجھ کر اختیار کرنا بدعت کہلاتا ہے۔ تاہم اس اصول کو چند ذیلی اصولوں کے تحت ضبط کیا جا سکتا ہے۔

اوّل: شریعت نے ایک چیز ایک موقعہ پر تجویز کی ہے جب ہم محض اپنی رائے اور خواہش سے اس کو دوسرے موقعہ پر تجویز کریں گے۔ تو وہ بدعت بن جائے گی۔ مثلاً درود شریف نماز کے آخری التحیات میں پڑھا جاتا ہے اگر ہم اجتہاد لڑائیں کہ درود شریف کوئی بری چیز تو نہیں اگر اس کو

پہلی التحیات میں پڑھ لیا جائے تو کیا حرج ہے تو ہمارا یہ اجتہاد غلط ہوگا۔ اور پہلی التحیات میں درود شریف پڑھنا بدعت کہلائے گا۔ فقہاء امت نے تصریح کی ہے کہ اگر کوئی شخص بھولے سے پہلی التحیات میں درود شریف شروع کرے تو اگر صرف اللہم صلی علیٰ تک پڑھا تو سجدہ سہو واجب نہیں ہو گا۔ کیونکہ فقرہ مکمل نہیں ہوا۔ لیکن اگر علیٰ محمد تک پڑھ لیا ہے۔ تو سجدہ سہو واجب ہو جائے گا۔ اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز دوبارہ لوٹانی ہوگی۔

یا مثلاً کوئی شخص یہ اجتہاد کرے کہ ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' روضہ اقدس پر پڑھا جاتا ہے۔ اگر کوئی اپنے وطن میں بیٹھا یہی پڑھتا رہے تو کیا حرج ہے؟ اس کا یہ اجتہاد بھی ''بدعت'' کہلائے گا۔ اس لئے کہ فقہائے امت نے ان الفاظ کے ساتھ سلام بھیجنے کا ایک خاص موقعہ مقرر کر دیا ہے۔ اگر اس موقعہ کے علاوہ بھی یہ صحیح ہوتا تو شریعت اس کی اجازت دیتی اور سلف صالحین اس پر عمل کرتے۔

اسی کی ایک مثال یہ ہے کہ حضرت سالم بن عبید صحابی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک صاحب کو چھینک آئی تو اس نے کہا ''السلام علیکم'' آپ نے فرمایا ''تجھ پر بھی اور تیری ماں پر بھی'' وہ صاحب اس سے ذرا بگڑے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تو وہی بات کہی ہے جو ایسے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں کسی کو چھینک آتی اور وہ..... ''السلام علیکم'' کہتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے۔ ''تجھ پر بھی اور تیری ماں پر بھی'' ......اور پھر ارشاد فرماتے کہ جب کسی کو چھینک آئے اسے ''الحمدللہ'' کہنا چاہئے۔ سننے والوں کو ''یرحمک اللہ'' کہنا چاہئے اور اسے جواب میں پھر ''یغفر اللہ لی ولکم'' کہنا چاہئے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۶)

مطلب یہ کہ ''السلام علیکم'' کا جو موقعہ شریعت نے تجویز کیا ہے اس سے ہٹ کر دوسرے موقعہ پر سلام کہنا ''بدعت'' کہلاتا ہے۔

اسی کی ایک مثال قبر پر اذان کہنا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ شریعت نے نماز پنجگانہ اور جمعہ کے سوا عیدین، کسوف و خسوف، استسقاء اور جنازہ کی نمازوں کے لئے اذان و اقامت تجویز نہیں کی۔ اب اگر کوئی شخص اجتہاد کرے کہ جیسے پانچ نمازوں کے اعلان و اطلاع کے لئے اذان کی ضرورت ہے وہی ضرورت یہاں بھی موجود ہے۔ لہٰذا ان نمازوں میں اذان کہنی چاہئے تو اس کا یہ اجتہاد صریح غلط ہوگا۔ اس لئے کہ جو مصلحت اس کی عقل شریف میں آتی ہے اگر وہ لائق اعتبار ہوتی تو شریعت ان موقعوں پر بھی ضرور اذان کا حکم دیتی۔

اس کی ایک مثال نمازوں کے بعد مصافحہ کا رواج ہے۔ شریعت نے باہر سے آنے والے کے لئے سلام اور مصافحہ مسنون ٹھہرایا ہے۔ مگر مجلس میں بیٹھے بیٹھے لوگ اچانک ایک دوسرے سے مصافحہ و معانقہ کرنے لگیں۔ سلف صالحین میں اس لغو حرکت کا رواج نہیں تھا۔ بعد میں نہ جانے کس مصلحت کی بناء پر بعض لوگوں میں فجر، عصر، عیدین اور دوسری نمازوں کے بعد مصافحہ کا رواج چل نکلا۔ جس پر علماء اہل سنت کو اس کے ''بدعت'' ہونے کا فتویٰ دینا پڑا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ باب المصافہ میں لکھتے ہیں۔

یہ جو لوگ عام نمازوں کے بعد یا نماز جمعہ کے بعد مصافحہ کرتے ہیں یہ کوئی سنت نہیں ''بدعت'' ہے۔ (اشعۃ اللمعات ص ۲۲ ج ۴)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے سوال کیا گیا کہ ربیع الاول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کے ایصال ثواب کے لئے اور محرم میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت کے ایصال ثواب کے لئے کھانا پکانا صحیح ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں:

''اس کام کے لئے دن وقت اور مہینہ مقرر کر لینا بدعت ہے ہاں! اگر ایسے وقت عمل کیا جائے جس میں ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ مثلاً ماہ رمضان کہ اس میں بندہ مومن کا عمل ستر گناہ بڑھ جاتا ہے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب فرمائی ہے۔ بقول امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو چیز کہ صاحب شریعت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کی ترغیب نہیں دی اور اس کا وقت مقرر نہیں فرمایا وہ فعل عبث ہے۔ اور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مخالف رہے...... اور جو چیز مخالف سنت ہو وہ حرام ہے، ہرگز روا نہ ہوگی اور اگر کسی کا جی چاہتا ہے تو خفیہ طور پر خیرات کر دے، جس دن بھی چاہے۔ تاکہ نمود و نمائش نہ ہو۔

اسی قاعدے کی بناء پر علماء اہل سنت نے تیجا، ساتواں، نواں، چالیسواں کرنے کی رسم کو بدعت کہا ہے۔

جہری نمازوں میں بھی سبحانک اللہم۔ اعوذ باللہ آہستہ پڑھی جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص ان کی بھی جہراً قراءت کرنے لگے تو یہ جائز نہیں۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے نے ان سے دریافت کیا کہ نماز میں سورۃ فاتحہ سے پہلے بلند آواز سے بسم اللہ شریف پڑھنا کیسا ہے؟ فرمایا۔ بیٹا! یہ بدعت ہے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے وہ بلند آواز سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھا کرتے تھے۔

یا مثلاً شریعت میں نماز جنازہ کا ایک خاص طریقہ تجویز فرمایا ہے مگر نماز جنازہ کے بعد اجتماعی دعا کرنے کی تعلیم نہیں دی۔ اور نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین اس موقعہ پر اجتماعی دعا کیا کرتے تھے۔ اس لئے جنازہ کے بعد اجتماعی دعا کرنا اور اس کو ایک سنت بنا دینا بدعت ہوگا۔ جنازے کے بعد دعا کرنی ہو تو نماز جنازہ کے بعد فوراً کسی تاخیر کے بغیر جنازہ اٹھاتے اور لے جاتے ہوئے ہر شخص اپنے طور پر دعا کرے۔

دعا مانگنا ہو تو قبر پر خوب مانگی جائے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

جنازے کی جو کیفیت منقول ہے اس میں ردو بدل کی اجازت نہیں۔ (ناشر)

مجھے توقع ہے کہ موٹی موٹی بدعات انہی اصولوں کے ذیل میں آجاتی ہیں اوران سب کا اصل الاصول وہی ہے جو پہلے عرض کر چکا ہوں۔ یعنی جو فعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعینؒ سے منقول نہ ہو۔ اسے دین کی حیثیت سے کرنا بدعت ہے۔ اس لئے اسی پر اکتفاء کرتے ہوئے یہاں چند ضروری فوائد لکھ دینا چاہتا ہوں۔

اول: بعض لوگ غلط سلط روایات سے بعض بعض بدعات کا جواز ثابت کیا کرتے ہیں اس لئے وہ قاعدہ یاد رکھنا چاہئے جو صاحب درمختار نے خیر عملی سے اور ابن عابدین شامی نے تقریب سیوطی سے نقل کیا ہے کہ کمزور روایت پر عمل کرنے کی تین شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ روایت بہت زیادہ کمزور نہ ہو مثلاً اس کو کوئی راوی جھوٹا یا جھوٹ سے متہم ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ چیز شریعت کے کسی عام اصول کے تحت داخل ہو۔ تیسرے یہ کہ اس کو سنت نہ سمجھا جائے۔ (ردالمختار ص ۱۲۸ ج۱)

بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ اذان واقامت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر انگوٹھے چومتے ہیں۔ اوراس کے ثبوت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی جاتی ہے۔ بدقسمتی سے اس میں مذکورہ بالا تین شرطوں میں سے ایک بھی نہیں پائی جاتی۔

اول تو وہ روایت ایسی مہمل ہے کہ ماہرین علم حدیث نے اس کو موضوع اور من گھڑت کہا ہے۔

دوسرا یہ روایت اصل دین میں سے کسی اصل کے تحت داخل نہیں۔

تیسرے اس کو کرنے والے نہ صرف سنت سمجھتے ہیں بلکہ دین کا اعلیٰ ترین شعار تصور کرتے ہیں اور علامہ شامی اور دیگر اکابر نے ایسا کرنے کو افتراء علی الرسول قرار دیا ہے۔

جس شخص نے یہ روایت گھڑی ہے اس نے اپنی کم عقلی کی وجہ سے یہ نہیں سوچا کہ اذان واقامت دن میں ایک مرتبہ نہیں بلکہ روزانہ دس مرتبہ دہرائی جاتی ہے۔ اگر اذان واقامت کے وقت انگوٹھے چومنا سنت ہوتا تو جس طرح اذان واقامت مسلمانوں میں متواتر چلی آتی ہے اور میناروں پر گونجتی ہے اسی طرح یہ عمل بھی مسلمانوں میں متواتر ہوتا۔ حدیث کی ساری کتابوں میں اس کو درج کیا جاتا اور مشرق سے مغرب تک پوری امت اس پر عمل پیرا ہوتی۔

دوم جو عمل بذات خود مباح ہو مگر اس میں بدعت کی آمیزش ہو جائے یا اس کو سنت سمجھا جانے لگے تو اس کا کرنا جائز نہیں۔

ترجمہ: سجدہ شکر مستحب ہے اسی پر فتویٰ ہے لیکن نمازوں کے بعد مکروہ ہے۔ کیونکہ جاہل لوگ اس کو سنت یا واجب سمجھ بیٹھیں گے اور ہر مباح جس کا یہ نتیجہ ہو وہ مکروہ ہے۔

علامہ شامی اس پر یہ اضافہ کرتے ہیں کہ وہ مکروہ تحریمی ہے اس لئے کہ یہ ایک ایسی بات کو، جو دین نہیں، دین میں ٹھونسنے کے مترادف ہے۔

(ردالمختار ص ۱۲۰، ج۲)

سوم: ایک چیز بذات خود مستحب اور مندوب ہے۔ مگر اس کا ایسا التزام کرنا کہ رفتہ رفتہ اس کو ضروری سمجھا جانے لگے اور اس کے تارک کو ملامت کی جانے لگے تو وہ فعل مستحب کی بجائے گناہ اور بدعت بن جاتا ہے۔

مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد اکثر و بیشتر داہنی جانب سے گھوم کر مقتدیوں کی طرف متوجہ ہوا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما لوگوں کو نصیحت فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ لگالے کہ دائیں جانب سے گھومنے ہی کو ضروری سمجھنے لگے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ بسا اوقات بائیں جانب سے گھوم کر متوجہ ہوا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ ص ۸۵)

چہارم: جس فعل میں کفار و فجار اور اہل بدعت کا تشبہ پایا جائے اس کا ترک لازم ہے۔ کیونکہ بہت سی احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار و فجار کی مشابہت سے منع فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں ہے: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (مشکوٰۃ ص ۳۷۵)

ترجمہ: جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے وہ انہی میں شمار ہوگا

اسی قاعدے کے تحت علمائے اہل سنت نے محرم میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے "تذکرہ شہادت" سے منع کیا ہے۔ اصول الصفار اور جامع الرموز میں ہے کہ:

ترجمہ: آپ سے دریافت کیا گیا کہ آیا دس محرم کو شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا تذکرہ جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا جائز نہیں کیونکہ یہ رافضیوں کا شعار ہے۔

(بحوالہ الجنۃ کالاحل السنۃ ص ۱۴۰) (امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۵۴)

ترجمہ: وصولی الی اللہ کا دوسرا راستہ (جو ولایت سے بھی قریب تر ہے) اس فقیر کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرنا اور بدعت کا نام و رسم سے بھی اجتناب کرنا ہے۔ آدمی جب تک بدعت سیئہ کی طرح بدعت حسنہ سے بھی پرہیز نہ کرے۔ اس دولت کی بو بھی اس کے مشام جان تک نہیں پہنچ سکتی۔ اور یہ بات آجکل از بس دشوار ہے۔ کیونکہ جہاں کا جہان دریائے بدعت میں ڈوبا ہوا اور بدعت کی تاریکیوں میں آرام پکڑے ہوئے ہے۔ کس کی مجال ہے کہ بدعت کی مخالفت کا دم مارے؟ یا کسی سنت کو زندہ کرنے میں لب کشائی کرے۔

۱۴۱۔ مولانا مودودیؒ:

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ آپ کے رفقاء میں ایک گروہ مولانا مودودی کا مداح ہے۔ اور یہ حضرات مولانا موصوف کے سوا کسی کو عالم ہی

نہیں جانتے اس بارے میں بھی آپ میری رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

میں اپنی ناچیز رائے کا اظہار اپنے دو مضامین ''تنقید اور حق تنقید'' اور ''الامام المجاہد'' میں کر چکا ہوں۔ تاہم آپ کے حکم کی تعمیل میں یہاں بھی کچھ مختصراً عرض کرتا ہوں۔

مولانا مودودی کی تمام ذاتی خوبیوں اور صلاحیتوں کا کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے مجھے موصوف سے بہت سی باتوں میں اختلاف ہے۔ جزئیات تو بے شمار ہیں مگر چند کلیات حسب ذیل ہیں۔

اول: مولانا مودودی کے قلم کی کاٹ اور شوخی ان کی سب سے بڑی خوبی سمجھی جاتی ہے۔ مگر اس ناکارہ کے نزدیک ان کی سب سے بڑی خامی شاید یہی ہے۔ ان کا قلم مومن اور کافر دونوں کے خلاف یکساں کاٹ کرتا ہے۔ اور وہ کسی فرق و امتیاز کا روادار نہیں۔ جس طرح وہ ایک لادین سوشلسٹ کے خلاف چلتا ہے ٹھیک اسی طرح ایک مومن مخلص اور خادم دین کے خلاف بھی، وہ جس جراءت کے ساتھ اپنے کسی معاصر پر تنقید کرتے ہیں (جس کا انہیں کسی درجہ میں حق ہے) اسی ''عبارت'' کے ساتھ وہ سلف صالحین کے کارناموں پر بھی تنقید کرتے ہیں...... وہ جب تہذیب جدید اور الحاد و زندقہ کے خلاف قلم اٹھاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کا شیخ الحدیث گفتگو کر رہا ہے۔ اور دوسرے ہی لمحے جب وہ اہل حق کے ساتھ خامہ فرسائی کرتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ مولانا نے مسٹر پرویز یا غلام احمد قادیانی کا قلم چھین لیا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ نبوت و رسالت کا مقام کتنا نازک ہے؟

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

کسی نبی علیہ السلام کے بارے میں کوئی ایسی تعبیر روا نہیں جو ان کے مقام رفیع کے شایان شان نہ ہو۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے۔ پورا ذخیرہ حدیث دیکھا جائے تو ایک لفظ ایسا نہیں ملے گا جس میں کسی نبی کی شان میں کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ کمی کا شائبہ پایا جاتا ہو۔ لیکن مولانا مودودی کا قلم حریم نبوت تک پہنچ کر بھی ادب نا آشنا رہتا ہے۔ اور بڑی بے تکلفی سے فرماتے ہیں۔

الف: موسیٰ علیہ السلام کی مثال اس جلد باز فاتح کی سی ہے جو اپنے اقتدار کا استحکام کئے بغیر مارچ کرتا ہوا چلا جائے اور پیچھے جنگل کی آگ کی طرح مفتوحہ علاقہ میں بغاوت پھیل جائے۔ (رسالہ ترجمان القرآن ج ۲۹ عدد ۴ ص ۵)

ب: حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے عہد کی اسرائیلی سوسائٹی کے عام رواج سے متاثر ہو کر اوریا سے طلاق کی درخواست کی تھی۔

(تفہیمات حصہ دوم ص ۴۲ طبع دوم)

پ: ''حضرت داؤد علیہ السلام کے فعل میں خواہش نفس کا کچھ دخل تھا۔ اس کا حاکمانہ اقتدار کے نامناسب استعمال سے بھی کوئی تعلق تھا اور کوئی ایسا فعل تھا جو حق کے ساتھ حکومت کرنے والے کسی فرمانروا کو زیب نہ دیتا تھا''

(تفہیم القرآن جلد ۴ سورۂ ص، ص ۳۲۷ طبع اکتوبر ۱۹۶۶ء)

د: نوح علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''بسا اوقات کسی نازک نفسیاتی موقع پر نبی جیسا اعلیٰ و اشرف انسان بھی تھوڑی دیر کے لئے اپنی بشری کمزوری سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ انہیں متنبہ فرماتا ہے کہ جس بیٹے نے حق کو چھوڑ کر باطل کا ساتھ دیا اس کو محض اس لئے اپنا سمجھنا کہ وہ تمہاری صلب سے پیدا ہوا ہے محض ایک جاہلیت کا جذبہ ہے تو وہ اپنے دل سے بے پرواہ ہو کر اس طرز فکر کی طرف پلٹ آتے ہیں جو اسلام کا مقتضا ہے۔''

(تفہیم القرآن ج ۲ ص ۳۴۴ طبع سوم ۱۹۶۴ء)

ہ: سیدنا یوسف علیہ السلام کے ارشاد اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ۔ (مجھے زمین مصر کے خزائن کا نگران مقرر کر دیجئے) کے بارے میں فرماتے ہیں: ''یہ محض وزیر مالیات کے منصب کا مطالبہ نہیں تھا جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ بلکہ یہ ڈکٹیٹر شپ کا مطالبہ تھا اور اس کے نتیجے میں سیدنا یوسف علیہ السلام کو جو پوزیشن حاصل ہوئی وہ قریب قریب وہی پوزیشن تھی جو اس وقت اٹلی میں مسولینی کو حاصل ہے۔ (تفہیمات حصہ دوم ص ۱۲۲ طبع پنجم ۱۹۷)

و: ''حضرت یونس علیہ السلام سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہو گئی تھیں۔ غالباً انہوں نے بے صبر ہو کر قبل از وقت اپنا مستقر بھی چھوڑ دیا تھا۔'' (تفہیم القرآن جلد ۲ سورۂ یونس حاشیہ ص ۳۱۲، ۳۱۳ طبع سوم ۱۹۶۴ء)

ممکن ہے مولانا مودودی اور ان کے مداحوں کے نزدیک ''جلد باز فاتح'' ''خواہش نفس کی بناء پر'' ...... ''حاکمانہ اقتدار کا نامناسب استعمال'' ''بشری کمزوریوں سے مغلوب'' ''جذبہ جاہلیت کا شکار'' ''فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں'' اور ''ڈکٹیٹر شپ'' جیسے الفاظ میں سوئے ادب کا کوئی پہلو نہ پایا جاتا ہو۔ اس لئے وہ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں ایسے الفاظ کا استعمال صحیح سمجھتے ہوں۔ لیکن اس کا فیصلہ دو طرح ہو سکتا ہے۔ ایک یہ کہ اس قسم کے الفاظ اگر خود مولانا موصوف کے حق میں استعمال کئے جائیں تو ان کو یا ان کے کسی مداح کو ان سے ناگواری تو نہیں ہوگی؟ مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ مولانا ڈکٹیٹر ہیں اپنے دور کے ہٹلر ہیں۔ اور مسولینی ہیں وہ خواہش نفس سے کام کرتے ہیں۔ جذبہ جاہلیت سے مغلوب ہو جاتے ہیں حاکمانہ اقتدار کا نامناسب استعمال کر جاتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہیاں کی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ تو میرا خیال ہے کہ مولانا کا کوئی عقیدت مندان ''الزامات'' کو برداشت نہیں کرے گا۔ اگر یہ الفاظ مولانا مودودی کی ذات سیادت مآب کے شایان شان نہیں بلکہ یہ مولانا کی تنقیص

اور سوئے ادب ہے تو انصاف فرمائیے کہ کیا ایسے الفاظ انبیاء علیہم السلام کی شان میں زیبا اور شائستہ ہیں؟ اسی نوعیت کا ایک فقرہ اور سن لیجئے۔

''یہاں اس بشری کمزوری کی حقیقت کو سمجھ لینا چاہئے جو آدم علیہ السلام سے ظہور میں آئی۔ بس ایک فوری جذبے نے جو شیطانی تحریض کے زیر اثر ابھر آیا تھا۔ ان پر ذہول طاری کر دیا۔ اور ضبط کی گرفت ڈھیلی ہوتے ہی وہ طاعت کے مقام بلند سے معصیت کی پستی میں جا گرے۔

(تفہیم القرآن ص ۱۳۳ جلد دوم)

اس عبارت سے سیدنا آدم علیہ اسلام کا اسم گرامی حذف کر کے اس کی جگہ اگر مولانا مودودی کا نام لکھ دیا جائے تو میرا اندازہ ہے کہ ان کے حلقہ میں کہرام مچ جائے گا۔ اور پاکستان میں طوفان برپا ہو جائے گا۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ فقرہ شائستہ نہیں بلکہ گستاخی اور سوئے ادب ہے۔

اسی کی ایک مثال امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے حق میں موصوف کا یہ فقرہ ہے۔ ''وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کچھ زیادہ جری ہو گئی تھیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زبان درازی کرنے لگی تھیں'' (ہفت روزہ ایشیاء لاہور مؤرخہ ۱۹ نومبر ۱۹۷۶)

یہ تو ظاہر ہے کہ مولانا محترم کی اہلیہ محترمہ امہات المومنین سے بڑھ کر مہذب اور شائستہ نہیں نہ وہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مقدس ہیں۔ اب اگر ان کو کوئی عقیدت مند یہ کہہ ڈالے کہ مولانا کی اہلیہ مولانا کے سامنے زبان درازی کرتی ہیں تو مولانا اس فقرے میں اپنی خفت اور ہتک عزت محسوس فرمائیں گے۔ پس جو فقرہ خود مولانا کے حق میں گستاخی تصور کیا جاتا ہے میں نہیں سمجھتا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور امہات المومنین کے حق میں سوئے ادب کیوں نہیں۔

۲۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد انسانیت کا سب سے مقدس گروہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔ خصوصاً حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا منصب تو انبیائے کرام علیہم السلام اور امت کے درمیان برزخ کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے ''تحدید و احیائے دین'' ''خلافت وملوکیت'' اور تفہیم القرآن وغیرہ میں خلیفہ مظلوم سیدنا عثمان ذی النورین حضرت علی حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت عائشہ حضرت معاویہ حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت عمرو بن عاص، حضرت عقبہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں مولانا مودودی کی قلم سے جو کچھ نکلا ہے اور جس کی صحت پر ان کو اصرار ہے۔ اسے خالص رفض و تشیع سمجھتا ہوں اور مولانا کی ان تحریروں کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وہ جس طرح بارگاہ نبوت کے ادب ناشناس ہیں اسی طرح مقام صحابیت کی رفعتوں سے بھی نا آشنا ہیں۔ کاش انہوں نے امام ربانی مجدد الف ثانی کا ایک ہی فقرہ یاد رکھا ہوتا۔

ترجمہ: کوئی ولی کسی صحابی ﷺ کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔ اویس قرنی اپنی تمام تر بلندی شان کے باوجود چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف صحبت سے مشرف نہ ہو سکے۔ اس لئے کسی ادنی صحابی ﷺ کے مرتبہ کو بھی نہ پہنچ سکے۔ کسی شخص نے امام عبداللہ بن مبارک ؒ سے دریافت کیا کہ حضرت معاویہ ﷺ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز؟ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حضرت معاویہ ﷺ کے گھوڑے کی ناک میں جو غبار داخل ہوا وہ بھی عمر بن عبدالعزیز سے کئی گنا بہتر ہے۔ اس شرف مصاحبت سے بڑھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ مدرسہ نبوت کے ایسے طالب علم تھے جن کے معلم وہادی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کا نصاب تعلیم ملاء اعلیٰ میں مرتب ہوا تھا۔ جن کی تعلیم وتربیت کی نگرانی براہ راست وحی آسمانی کر رہی تھی اور جن کا امتحان علام الغیوب نے لیا۔ اور جب ان کی تعلیم وتربیت کا ہر پہلو سے امتحان ہو چکا تو حق تعالیٰ شانہٗ نے انہیں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی ڈگری عطا فرما کر آنے والی پوری انسانیت کی تعلیم وتربیت اور تلقین وارشاد کا منصب ان کو تفویض کیا اور کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کی مسند ان کے لئے آراستہ فرمائی۔ اگر آپ غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت ایسی ہے جن کی تعلیم وتربیت بھی وحی الٰہی کی نگرانی میں ہوئی اور ان کو سند فضیلت بھی خود خداوند قدوس نے عطا فرمائی۔ مولانا مودودی کے عقیدت کیش یہ کہہ کر دل بہلا لیتے ہیں کہ مولانا نے جو کچھ لکھا تاریخ کے حوالے سے لکھا ہے اور یہ ان کے قلم کا شاہکار ہے کہ انہوں نے منتشر ٹکڑوں کو جوڑ کر ایک مربوط تاریخ مرتب کر ڈالی۔ میں ان کی خدمت میں باادب گذارش کروں گا کہ ان کا یہ بہلاوہ بہ چند وجوہ غلط ہے:

اول: مولانا کا یہ قلمی شاہکار نہ تاریخی صداقت ہے نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کی صحیح تصویر بلکہ یہ ایک ''افسانہ'' ہے۔ جس میں مولانا کے ذہنی تصورات ونظریات نے رنگ آمیزی کی ہے۔ آج کل ''افسانہ نگاری'' کا ذوق عام ہے عام طبائع تاریخی صداقتوں میں اتنی دلچسپی نہیں لیتی۔ جتنی کہ رنگین افسانوں میں اس لئے مولانا کی جولانی طبع نے صحابہ کرام پر بھی ''خلافت وملوکیت'' کے نام سے ایک افسانہ لکھ دیا۔ جس کا حقائق کی دنیا میں کوئی وجود نہیں۔ آج اگر کوئی صحابی دنیا میں موجود ہوتا تو شیخ سعدی کی زبان میں مولانا کے قلم سے یہ شکایت ضرور کرتا۔

بخندید و گفت آں نہ شکل من است
ولیکن قلم در کف دشمن است

اگر مولانا کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پاس ادب ملحوظ ہوتا تو قرآن کریم کے صریح اعلان رضی اللہ عنہم ورضوعنہ کے بعد وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بلند وبالا شخصیتوں کو افسانہ نگاری کا موضوع نہ بناتے۔

کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انسان ہی تھے فرشتے نہیں تھے۔ وہ معصوم عن الخطاء نہیں تھے ان سے لغزشیں اور غلطیاں کیا بڑے بڑے گناہ ہوئے ہیں۔ یہ کہاں کا دین و ایمان ہے کہ ان کی غلطی کو غلطی نہ کہا جائے۔ میں پہلے تو یہ عرض کروں گا۔ کہ مولانا مودودی کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی غلطیاں چھانٹنے کے لئے واقدی اور کلبی کا سہارا ڈھونڈنے کی ضرورت پڑی ہے۔ لیکن خدائے علام الغیوب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہر ظاہر وباطن سے باخبر تھے۔ ان کے قلب کی ایک ایک کیفیت اور ذہن کے ایک ایک خیال سے واقف تھے وہ یہ بھی جانتے تھے کہ یہ انسان ہیں معصوم نہیں۔ انہیں یہ علم تھا کہ آئندہ ان سے کیا کیا لغزشیں صادر ہوں گی ان تمام امور کا علم محیط رکھنے کے باوجود جب اللہ تعالیٰ نے ان کو رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا اعزاز عطا فرمایا تو ان کی غلطیاں بھی

ع این خطاء از صد ثواب اولیٰ تر است

کا مصداق ہیں۔ اس کے بعد مولانا کو ان اکابر کی خردہ گیری وعیب چینی کا کیا حق پہنچتا ہے؟ کیا یہ خدا تعالیٰ سے صریح مقابلہ نہیں کہ وہ تو ان تمام لغزشوں کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اپنی رضائے دائمی کا اعلان فرما رہے ہیں۔ مگر مولانا مودودی ان اکابر سے راضی نامہ کرنے پر تیار نہیں؟ دوسری گذارش میں یہ کروں گا کہ چلیئے فرض کر لیجئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے غلطیاں ہوئی ہوں گی مگر سوال یہ ہے کہ آپ چودہ سو سال بعد ان اکابر کے جرائم کی دستاویز مرتب کر کے اپنے نامہ اعمال کی سیاہی میں اضافے کے سوا اور کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ خود مولانا مودودی کو اعتراف ہے کہ ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنے والا میرے نزدیک فاسق ہی نہیں بلکہ اس کا ایمان بھی مشتبہ ہے'' مَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي اَبْغَضَهُمْ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھنے کی بناء پر ان سے بغض رکھا۔ (ترجمان القرآن اگست ۱۹۶۱)

جن لوگوں نے مولانا کی کتاب خلافت وملوکیت پڑھی وہ شہادت دیں گے کہ اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صاف صاف برا بھلا کہا گیا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مصنف کا بغض اور نفرت بالکل عیاں ہے۔ مثلاً ''قانون کی بالاتری کا خاتمہ'' کے زیر عنوان مولانا مودودی لکھتے ہیں

الف: ''ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے ان کے گورنر خطبوں میں برسر منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ مسجد نبوی میں منبر رسول پر عین روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔ کسی کے مرنے کے بعد ان کو گالیاں دینا شریعت تو درکنار انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خاص طور پر جمعہ کے خطبے کو اس گندگی سے آلودہ کرنا تو دین واخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا'' (خلافت وملوکیت ص ۱۷۴)

ب: مال غنیمت کی تقسیم کے معاملے میں بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح احکام کی خلاف ورزی کی۔ کتاب وسنت کی رو سے پورے مال کا پانچواں حصہ بیت المال میں داخل ہونا چاہئے اور باقی چار حصے اس فوج میں تقسیم کئے جانے چاہئیں جو لڑائی میں شریک ہوئی ہو۔ لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ مال غنیمت میں سے چاندی سونا ان کے لئے الگ نکال لیا جائے پھر باقی مال شرعی قاعدے سے تقسیم کیا جائے۔ (حوالہ بالا)

ج: ''زیاد بن سمیہ کا استلحاق بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ان فعل میں سے ہے جن میں انہوں نے سیاسی اغراض کے لئے شریعت کے ایک مسلم قاعدے کی خلاف ورزی کی۔ یہ ایک صریح ناجائز فعل تھا۔ (ص ۱۷۵)

د: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنر کو قانون سے بالاتر قرار دیا اور ان کی زیادتیوں پر شرعی احکام کے مطابق کاروائی کرنے سے صاف صاف انکار کر دیا (ایضا)

مولانا مودودی کی ان عبارتوں میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بدنام کرنے کے لئے جو کچھ لکھا ہے وہ قطعاً خلاف واقعہ ہے۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ شیعوں کے ایک عالم محقق طوسی نے اپنی کتاب تجرید العقائد کے آخر میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تبراء کیا۔ مرنے لگا تو غلام احمد قادیانی کی طرح منہ کے راستے سے نجاست نکل رہی تھی۔ ''رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔ ہر ایک کو خدا کے بتلائے ہوئے اسی معیار کامل پر جانچے اور پرکھے اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں ہے اس کو اسی درجہ پر رکھے۔''

(ص ۲۴ طبع سوم ۱۹۶۲ء)

اپنی مشہور کتاب ''تجدید واحیائے دین'' میں خلافت راشدہ کے زیر عنوان تحریر فرماتے ہیں: ''خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سارا کام ۲۳ سال کی مدت میں پایہ تکمیل کو پہنچا دیا۔ آپ کے بعد ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما دو ایسے ''کامل لیڈر'' اسلام کو میسر آئے جنہوں نے اسی جامعیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل بدر تمام بہشت میں جائیں گے۔ (الدیلمی)

کے ساتھ آپ کے کام کو جاری رکھا۔ پھر زمام قیادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف منتقل ہوئی۔ اور ابتداء چند سال تک وہ پورا نقشہ بدستور جمارہا جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم کیا تھا'' (ص ۳۶ طبع ششم ۱۹۵۵ء)

اس کے بعد ''جاہلیت کا حملہ'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''مگر ایک طرف حکومت اسلامی کی تیز رفتار وسعت کی وجہ سے کام روز بروز زیادہ سخت ہوتا جارہا تھا۔ اور دوسری طرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جن پر اس کار عظیم کا بار رکھا گیا تھا، ان تمام خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان کے جلیل القدر پیش روؤں کو عطا ہوئی تھیں۔ اس لئے ان کے زمانہ خلافت میں جاہلیت کو اسلامی نظام اجتماعی میں گھس آنے کا موقع مل گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنا سر دے کر اس خطرے کا راستہ روکنے کی کوشش کی۔ مگر وہ نہ رکا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے اسلام کے سیاسی اقتدار کو جاہلیت کے تسلط سے بچانے کی انتہائی کوشش کی مگر ان کی جان کی قربانی بھی اس انقلاب معکوس کو نہ روک سکی۔ آخر خلافت علی منہاج النبوت کا دور ختم ہوگیا۔ ملک عضوض نے اس کی جگہ لے لی اور اس طرح حکومت کی اساس اسلام کی بجائے پھر جاہلیت پر قائم ہوگئی۔

حکومت پر قبضہ کرنے کے بعد جاہلیت نے مرض سرطان کی طرح اجتماعی زندگی میں اپنے ریشے بتدریج پھیلانے شروع کر دیئے کیونکہ اقتدار کی کنجی اب اسلام کی بجائے اس کے ہاتھ میں تھی اور اسلام زور حکومت سے محروم ہونے کے بعد اس کے اثر و نفوذ کو بڑھنے سے نہ روک سکتا تھا۔ سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ جاہلیت بے نقاب ہو کر سامنے نہ آئی تھی بلکہ ''مسلمان'' بن کر آئی تھی۔ کھلے دہریے یا مشرکین و کفار سامنے ہوتے تو شائد مقابلہ آسان ہوتا، مگر وہاں تو آگے آگے توحید و رسالت کا اقرار صوم و صلوٰۃ پر عمل، قرآن و حدیث سے استشہاد تھا اور اس کے پیچھے جاہلیت اپنا کام کر رہی تھی''۔ (ص ۳۶، ۳۷)

یہ نقشہ مولانا موصوف، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بیس پچیس سال بعد کا کھینچ رہے ہیں۔ جب بقول ان کے ''جاہلیت'' نے اسلام کا نقاب اوڑھ کر اقتدار کی کنجیاں اپنے ہاتھ میں لے لیں اور عالم اسلام میں اسلام کی بجائے جاہلیت کا سکہ چلنے لگا تو اسلام اور مسلمانوں پر کیا گزری؟ اس کی داستان مولانا ہمیں یوں سناتے ہیں:

جاہلی امارت کی مسند اور جاہلی سیاست کی راہنمائی پر ''مسلمان'' کا جلوہ افروز ہونا جاہلی تعلیم کے مدرسہ میں ''مسلمان'' کا معلم ہونا، جاہلیت کی سجادہ پر ''مسلمان'' کا مرشد بن کر بیٹھنا وہ زبردست دھوکا ہے جس کے فریب میں آنے سے کم ہی لوگ بچ سکتے ہیں۔

اس معکوس انقلاب کا سب سے زیادہ خطرناک پہلو یہی تھا کہ اسلام کا نقاب اوڑھ کر تینوں قسم کی جاہلیتوں نے اپنی جڑیں پھیلانی شروع کر دیں۔ اور اس کے اثرات روز بروز پھیلتے چلے گئے۔

۱۔ جاہلیت خالصہ نے حکومت اور دولت پر تسلط جمایا۔ نام خلافت کا تھا اور اصل میں وہی بادشاہی تھی جس کو اسلام مٹانے کے لئے آیا تھا۔ بادشاہوں کو اِلٰہ کہنے کی ہمت کسی میں باقی نہ تھی اس لئے ''السلطان ظل اللہ'' کا بہانہ تلاش کیا گیا۔ اور اس بہانے سے وہی مطاع مطلق کی حیثیت بادشاہوں نے اختیار کی جو اِلٰہ کی ہوتی ہے۔

۲۔ جاہلیت مشرکانہ نے عوام پر حملہ کیا اور توحید کے راستہ سے ہٹا کر ان کو ضلالت کی بے شمار راہوں میں بھٹکا دیا۔ ایک صریح بت پرستی تو نہ ہو سکتی تھی باقی کوئی قسم شرک کی ایسی نہ رہی جس نے مسلمانوں میں رواج نہ پایا۔

۳۔ جاہلیت راہبانہ نے علماء و مشائخ زہاد و پاکباز لوگوں پر حملہ کیا اور ان میں وہ خرابیاں پھیلانی شروع کر دیں جن کی طرف میں پہلے اشارہ کر آیا ہوں۔ اس جاہلیت کے اثر سے اشراقی فلسفہ راہبانہ اخلاقیات اور زندگی کے ہر پہلو میں مایوسانہ نقطہ نظر مسلم سوسائٹی میں پھیلا اور اس نے نہ صرف ادبیات اور علوم کو متاثر کیا بلکہ فی الواقع سوسائٹی کے اچھے عناصر کو ''مارفیا کا انجکشن'' دے کر سست کر دیا۔ بادشاہی کے جاہلی نظام کو مضبوط کیا۔ اسلامی علوم و فنون میں جمود اور تنگ خیالی پیدا کی اور ساری دین داری کو چند خاص مذہبی اعمال میں محدود کر کے رکھ دیا''۔ (ص ۳۸-۴۱)

مولانا کی اس ساری داستان سرائی کو ایک بار پھر پڑھیئے اور دل پر ہاتھ رکھ کر بتایئے کہ جب صحابہ و تابعین کی موجودگی میں جاہلیت نے اسلام کو پچھاڑ دیا اور اقتداء کی کنجیاں تب سے اب تک اسلام کو واپس نہیں مل سکیں تو امت مسلمہ سے زیادہ ناکام کوئی امت ہو سکتی ہے؟ آج کے دہریے، کیمونسٹ اور لادین عناصر جو اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں کیا وہی سب کچھ خود مولانا مودودی نہیں فرما رہے؟

اس کے بعد ''مولانا مجددین کی ضرورت'' کے عنوان سے ہمیں بتاتے ہیں کہ:

''انہی تینوں اقسام کی جاہلیت کے ہجوم سے اسلام کو نکالنا اور پھر سے چمکا دینا وہ کام تھا جس کے لئے دین کو مجددین کی ضرورت پیش آئی (ص ۴۱)

اور پھر ص ۴۸ سے ۵۰ تک ''کار تجدید'' کے عنوان سے مولانا ان شعبوں کی تفصیل بتاتے ہیں جن میں تجدید کا کام ہونا چاہئے۔ وہ انہی کے الفاظ میں حسب ذیل ۹ شعبے ہیں۔ (۱) اپنے ماحول کی صحیح تشخیص (۲) اصلاح کی تجویز (۳) خود اپنے حدود کا تعین (۴) ذہنی انقلاب (۵) عملی اصلاح کی کوشش (۶) اجتہاد فی الدین (۷) دفاعی جدوجہد (۸) احیائے نظام اسلامی (۹) عالمگیر انقلاب کی کوشش۔ ان نو شعبوں کی تشریح کے بعد وہ بتاتے ہیں کہ:

''ان شعبوں پر غائر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی تین مدات

تو ایسی ہیں جو ہر اس شخص کے لئے ناگزیر ہیں جو تجدید کی خدمت انجام دے۔لیکن باقی چھ مدیں ایسی ہیں جن کا جامع ہونا مجدد ہونے کے لئے شرط نہیں بلکہ جس نے ایک یا دو تین یا چار شعبوں میں کوئی نمایاں کارنامہ انجام دیا ہو وہ بھی مجدد قرار دیا جاسکتا ہے۔البتہ اس قسم کا مجدد جزوی ہوگا کامل مجدد نہ ہوگا۔کامل مجدد صرف وہ شخص ہوسکتا ہے جو ان تمام شعبوں میں پورا کام انجام دے کر وراثت نبوت کا حق ادا کرے''۔(ص ۵۰)

سوال یہ ہے کہ اسلام کو جاہلیت کے نرغے سے نکالنے کے لئے اس امت میں کوئی کامل مجدد بھی ہوا یا نہیں؟ اور کسی بندہ خدا کو بھی وراثت نبوت کا حق ادا کرنے کی توفیق ملی یا نہیں؟ اس کا جواب مولانا مودودی نفی میں دیتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ:

''تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی کامل مجدد پیدا نہیں ہوا قریب تھا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ اس منصب پر فائز ہو جاتے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ان کے بعد جتنے مجدد پیدا ہوئے ان میں سے ہر ایک نے کسی خاص شعبے میں یا چند شعبوں میں ہی کام کیا۔مجدد کامل کا مقام ابھی تک خالی ہے۔مگر عقل چاہتی ہے فطرت مطالبہ کرتی ہے اور دنیا کے حالات کی رفتار متقاضی ہے کہ ایسا ''لیڈر'' پیدا ہو خواہ اس دور میں پیدا ہو یا زمانے کی ہزاروں گردشوں کے بعد پیدا ہو۔اس کا نام ''الامام المہدی'' ہوگا۔(ص ۵۱)

یہ ہے وہ خلاصہ جو میں نے ابتدا میں عرض کیا تھا کہ مودودی کی تنقیدی نظر میں آج تک کوئی مرد کامل اس امت میں پیدا نہیں ہوا ظاہر ہے کہ آپ کسی شخص پر اعتماد تو جبھی کریں گے جب کہ اسے کسی درجہ میں بھی ''معیاری آدمی'' سمجھیں گے۔جب مولانا کے نزدیک امت میں کوئی معیاری آدمی ہوا ہی نہیں تو وہ پوری امت کو تنقید سے بالاتر کیوں سمجھیں گے اور اس پر اعتماد کیوں کریں گے؟

البتہ مولانا مودودی اور ان کے رفقاء کی ہمت لائق داد ہے۔مولانا ہمیں بتاتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ابتدائی دور سے لیکر اسلام پر جاہلیت کا قبضہ چلا آتا ہے۔بادشاہ ''اللہ'' بنے بیٹھے ہیں عوام مشرکانہ جاہلیت کے دام میں گرفتار ہیں۔علماء مشائخ لوگوں کو ''مارفیا'' کے انجکشن دے رہے ہیں۔اسلام جاہلیت کے چنگل میں پھڑ پھڑا رہا ہے۔مگر کوئی صحابیؓ، کوئی تابعی، کوئی امام، کوئی محدث، کوئی مجدد ایسا نہیں اٹھتا جو آگے بڑھ کر جاہلیت سے اقتدار کی کنجیاں چھین لے۔گویا چودہ سو سال کی پوری امت وراثت نبوت کا حق ادا کرنے سے محروم ہے۔

''جو مقصد اصل انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا تھا اس کے لئے یہ دونوں چیزیں ناکافی تھیں۔نہ یہ بات کافی تھی کہ اقتدار جاہلیت کے ہاتھ میں ہو اور اسلام محض ایک ثانوی قوت کی حیثیت سے کام کرے اور نہ یہی بات کافی تھی کہ چند افراد یہاں اور چند وہاں محدود انفرادی زندگیوں میں اسلام کے حامل بنے رہیں۔اور وسیع تر اجتماعی زندگی میں اسلام اور جاہلیت کے مختلف النوع مرکبات پھیلے رہیں۔لہٰذا دین کو ہر دور میں ایسے طاقتور اشخاص، گروہوں اور اداروں کی ضرورت تھی اور ہے جو زندگی کی بگڑی ہوئی رفتار کو بدل کر پھر سے اسلام کی طرف پھیر دیں''۔(تجدید و احیائے دین ص ۴۲)

۴۔پوری امت کو اپاہج اور ناکارہ باور کرانے کے بعد امت کے جلیل القدر قائدین کے کارناموں میں کیڑا نکالنا بھی ضروری تھا۔تاکہ نئی نسل کے دل و دماغ میں کسی بزرگ کی عقیدت و احترام کا داغ دھبہ باقی نہ رہے۔اور خدانخواستہ مولانا کا کوئی نیازمند اسلاف امت میں سے کسی کی ذہنی غلامی کا شکار نہ ہو جائے۔چنانچہ مولانا نے یہ فریضہ بھی بڑی بلند آہنگی سے انجام دیا۔امت اسلامیہ میں چند ہی افراد ایسے تھے جن کا تجدیدی کارنامہ مولانا کے نزدیک لائق ذکر تھا۔یعنی خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیزؒ، ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام غزالی، امام ابن تیمیہ، امام ربانی مجدد الف ثانی، امام الہند شاہ ولی اللہ دہلوی، امیر المؤمنین سید احمد شہید بریلوی اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید قدس اللہ اسرارہم۔

سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ کے بارے میں تو مولانا کا ارشاد پہلے گذر چکا ہے کہ ''قریب تھا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ اس منصب پر فائز ہوتے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے'' ائمہ اربعہ کا کارنامہ ان کے نزدیک صرف یہ ہے کہ انہوں نے اصول دین سے اسلام کے قوانین کو تفصیلی شکل میں مرتب کر دیا۔لیکن مولانا کے بقول انبیاء علیہم السلام کے مشن کے لئے انہوں نے کچھ نہیں کیا۔گویا کرنے کا جو اصلی کام تھا اس کو انہوں نے ہاتھ بھی نہیں لگایا۔امام غزالی کے بارے میں ارشاد ہے ''امام غزالی کے تجدیدی کام میں علمی، وفکری حیثیت سے چند نقائص بھی تھے اور وہ تین عنوانات میں تقسیم کئے جاسکتے ہیں۔ایک قسم ان نقائص کی جو حدیث کے علم میں کمزور ہونے کی وجہ سے ان کے کام میں پیدا ہوئے۔دوسری قسم ان نقائص کی جو ان کے ذہن پر عقلیات کے غلبہ کی وجہ سے تھے اور تیسری قسم ان نقائص کی جو تصوف کی طرف ضرورت سے زیادہ مائل ہونے کی وجہ سے تھے''۔(تجدید و احیائے دین ص ۷۸)

امام غزالی کے بعد شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا نام آتا ہے ان کے تجدیدی کام کا اختتام یہاں ہوتا ہے۔

''تاہم یہ واقعہ ہے کہ وہ کوئی ایسی سیاسی تحریک نہ اٹھا سکے جس سے نظام حکومت میں انقلاب برپا ہوتا اور اقتدار کی کنجیاں جاہلیت کے قبضے سے نکل کر اسلام کے ہاتھ میں آجاتیں''۔(ص ۸۶)

ابن تیمیہ کے بعد مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، سید احمد شہید اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید کے تجدیدی کارناموں کی تفصیل ذکر کرنے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا (رضی اللہ عنہ) (الحاکم)

کے بعد ارشاد ہوتا ہے:

"پہلی چیز جو مجھ کو حضرت مجدد الف ثانی کے وقت سے شاہ صاحب اور ان کے خلفاء تک کے تجدیدی کام میں کھٹکی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے تصوف کے بارے میں مسلمانوں کی بیماری کا پورا اندازہ نہیں لگایا۔ اور نادانستہ ان کو پھر وہی غذا دے دی جس سے مکمل پرہیز کرانے کی ضرورت تھی۔ حاشا کہ مجھے فی نفسہ اس تصوف پر اعتراض نہیں ہے جو ان حضرات نے پیش کیا۔ وہ بجائے خود اپنی روح کے اعتبار سے اسلام کا اصل تصوف ہے۔ اور اس کی نوعیت احسان سے کچھ مختلف نہیں لیکن جس چیز کو میں لائق پرہیز کہہ رہا ہوں وہ متصوفانہ رموز و اشارات اور متصوفانہ زبان کا استعمال اور متصوفانہ طریقے سے مشابہت رکھنے والے طریقوں کو جاری رکھنا ہے"۔ (ص ۱۳۱)

"مسلمانوں کے اس مرض سے نہ صرف مجدد ناواقف تھے نہ شاہ صاحب۔ دونوں کے کلام میں اس پر تنقید موجود ہے۔ مگر غالباً اس مرض کی شدت کا انہیں پورا اندازہ نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں بزرگوں نے ان بیماروں کو پھر وہی غذا دے دی جو اس مرض میں مہلک ثابت ہو چکی تھی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ دونوں کا حلقہ پھر اسی پرانے مرض سے متاثر ہوتا چلا گیا"۔ (ص ۱۳۲)

"اگر چہ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ نے اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ کر ٹھیک وہی روش اختیار کی جو ابن تیمیہ کی تھی لیکن شاہ ولی اللہؒ کے لٹریچر میں تو یہ سامان موجود تھا جس کا کچھ اثر شاہ اسمٰعیل شہید کی تحریروں میں بھی باقی رہا۔ اور پیری مریدی کا سلسلہ بھی سید صاحب کی تحریک میں چل رہا تھا۔ اس لئے "مرض صوفیت" کے جراثیم سے یہ تحریک پاک نہ رہ سکی۔ (ص ۱۳۴)

علم تفسیر کے بارے میں وہ لکھتے ہیں: "قرآن کے لئے کسی تفسیر کی حاجت نہیں۔ ایک اعلیٰ درجہ کا پروفیسر کافی ہے۔ جس نے قرآن کا بنظر غائر مطالعہ کیا ہو جو جدید طرز پر قرآن پڑھانے اور سمجھانے کی اہلیت رکھتا ہو۔ وہ اپنے لیکچروں سے انٹرمیڈیٹ میں طلباء کے اندر قرآن فہمی کی ضروری استعداد پیدا کرے گا۔ پھر بی اے میں ان کو پورا قرآن اس طرح پڑھا دے گا کہ وہ عربیت میں ہی کافی ترقی کر جائیں گے۔ اور اسلام کی روح سے بھی بخوبی واقف ہو جائیں گے"۔ (تنقیحات ص ۱۹۳ طبع چہارم)

علم حدیث کے بارے میں تفہیمات میں صفحہ ۲۸۷ سے ص ۲۹۸ "مسلک اعتدال" کے عنوان سے مولانا کا ایک مضمون ہے اس میں موصوف نے جن خیالات کا اظہار فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ کسی حدیث کا صحیح ہونا حضرات محدثین کی تصریح پر موقوف نہیں بلکہ دراصل مزاج شناسی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے۔

مشہور منکر حدیث مسٹر غلام احمد پرویز نے ایک موقع پر لکھا تھا کہ حدیث کے بارے میں میری رائے بھی اس سے زیادہ سخت نہیں جو مولانا نے ظاہر فرمائی ہے۔ مولانا کی رائے کا خلاصہ انہی کے الفاظ میں یہ ہے:

"محدثین رحمہم اللہ کی خدمات مسلّم اور یہ بھی مسلّم کہ نقد حدیث کے لئے جو مواد انہوں نے فراہم کیا ہے وہ صدر اول کے اخبار و آثار کی تحقیق میں بہت کار آمد ہے۔ کلام اس میں نہیں بلکہ صرف اس امر میں ہے کہ کلیۃ ان پر اعتماد کرنا کہاں تک درست ہے؟ وہ بہر حال تھے تو انسان ہی۔ انسانی علم کے لئے جو حدیں فطرتاً اللہ نے مقرر کر رکھی ہیں ان سے آگے تو وہ نہیں جا سکتے تھے۔ انسانی کاموں میں جو نقص فطری طور پر رہ جاتا ہے۔ اس سے تو ان کے کام بھی محفوظ نہ تھے پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ جس کو وہ صحیح قرار دیتے ہیں وہ حقیقت میں بھی صحیح ہے؟" (ص ۲۹۲ طبع چہارم)

چنانچہ مولانا لکھتے ہیں "اول تو رواۃ کی سیرت اور ان کے حافظے اور ان کی دوسری باطنی خصوصیات کے متعلق بالکل صحیح علم حاصل ہونا مشکل ہے۔ دوسرے خود وہ لوگ جو ان راویوں کے متعلق رائے قائم کرنے والے تھے انسانی کمزوریوں سے مبرا نہ تھے"۔ (ص ۲۹۲، ۲۹۳)

اس ضمن میں آگے لکھتے ہیں: "ان سب سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ بسا اوقات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جایا کرتا تھا اور وہ ایک دوسرے پر چوٹیں کر جایا کرتے تھے"۔ (ص ۲۹۴)

مولانا مودودی اسلاف امت کی اتباع کو جو تریاق ایمان ہے ہر گناہ سے بڑا گناہ ٹھہراتے ہیں اور "ذہنی غلامی" کہہ کر اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو: "میرے نزدیک صاحب علم آدمی کے لئے تقلید ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی کچھ شدید تر چیز ہے مگر یہ یاد رہے کہ اپنی تحقیق کی بناء پر کسی ایک سکول کے طریقے اور اصول کی اتباع کرنا اور چیز ہے۔ اور تقلید کی قسم کھا بیٹھنا بالکل دوسری چیز ہے۔ اور یہی آخری چیز ہے۔ جسے میں صحیح نہیں سمجھتا" (رسائل و مسائل ص ۲۴۴ ج ۱ طبع سوم ۱۹۵۷ء)

مولانا کی یہ رائے بھی خود رائی ہے۔ اور اس غلط رائے کا اصل منشا یہ غلطی ہے۔ کہ مولانا ہر حرف خواں کو صاحب علم سمجھتے ہیں اور ہر صاحب علم کو مجتہد کا منصب تفویض کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین فرائض نبوت بیان کئے گئے ہیں۔ (۱) آیات کی تلاوت (۲) کتاب وحکمت کی تعلیم (۳) تزکیہ۔

یہ تینوں فرائض اپنی جگہ اہم ترین مقاصد ہیں مگر ان میں بھی الاہم فالاہم کی ترتیب ہے۔ چنانچہ تلاوت آیات تمہید ہے تعلیم کتاب وحکمت کی اور تعلیم کتاب وحکمت تمہید ہے تزکیہ کی۔ گویا نبوت کا کام تلاوت آیات سے شروع اور تزکیہ پر ختم ہوتا ہے۔ اس لئے مقاصد نبوت میں سب سے بڑا سب سے عالی، سب سے اہم، اور غایت لغایات مقصد تزکیہ ہے۔ جسے دوسرے الفاظ میں تعمیر سیرت یا انسان سازی کہا جاتا ہے۔ بلاشبہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میرے اصحاب میں میری محافظت کی وہ میرے پاس حوض پر آ سکے گا (مجمع)

8 تلاوت آیات بھی ایک اہم مقصد ہے کوئی شک نہیں کہ کتاب وحکمت کی تعلیم بھی بہت بڑا عالی شان منصب ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی بیک وقت ان تمام فرائض کی متکفل تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خود قرآن کریم کے الفاظ بھی پڑھاتے تھے۔ اس کے مفہوم ومعانی اور احکام ومسائل کی تعلیم بھی دیتے تھے اور ان کا تزکیہ اور اصلاح وتربیت فرماتے تھے۔

۴۔ چونکہ مولانا مودودی کی نظر میں پوری امت نالائق اعتماد اور اس کے ذریعہ حاصل ہونے والے سارے علوم محل نقد ونظر تھے اس لئے مولانا کو دین فہمی کے لئے صرف اپنے علم وفہم اور اپنی صلاحیتوں پر انحصار کرنا پڑا وہ لکھتے ہیں: ''میں اپنا دین معلوم کرنے کیلئے چھوٹے یا بڑے علماء کی طرف دیکھنے کا محتاج نہیں ہوں بلکہ خود خدا کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے معلوم کرسکتا ہوں۔ کہ دین کے اصول کیا ہیں اور یہ بھی تحقیق کرسکتا ہوں کہ اس ملک میں جو لوگ دین کے علمبردار سمجھے جاتے ہیں وہ کسی خاص مسئلہ میں صحیح مسلک اختیار کررہے ہیں یا غلط؟ اس لئے میں اپنی جگہ مجبور ہوں کہ جو کچھ قرآن وسنت سے حق پاؤں اسے حق سمجھوں بھی اور اس کا اظہار بھی کردوں'' (روئداد اجتماع جماعت اسلامی الہ آباد ص ۴۳ ترجمان القرآن مئی ۱۹۴۶ء)

''میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کی بجائے ہمیشہ قرآن وسنت ہی سے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے میں نے کبھی یہ معلوم کرنے کے لئے کہ خدا کا دین مجھ سے اور ہر مومن سے کیا چاہتا ہے یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کی کہ فلاں فلاں بزرگ کیا کہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں بلکہ صرف یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ قرآن مجید کیا کہتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہا'' (روئداد جماعت اسلامی حصہ سوم صفحہ ۱۰ طبع سوم مارچ ۱۹۶۳ء)

بغیر واسطہ اسلاف کے دین فہمی کی کوشش ہی دراصل ان تمام فتنوں کی جڑ ہے۔ جو آج ہمارے گردوپیش میں منڈلا رہے ہیں۔

۵۔ مولانا مودودی کے نزدیک دین اسلام ایک سیاسی تحریک کا نام ہے۔ جو زمین پر خدا کا اقتدار اعلیٰ قائم کرنے کے لئے برپا کی گئی ہے۔

مولانا لکھتے ہیں: ''اسلامی تحریک میں ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ تنہا لیڈر ہیں جن کی زندگی میں ہم کو اس تحریک کی ابتدائی دعوت سے لیکر اسلامی سٹیٹ کے قیام تک اور قیام کے بعد اس سٹیٹ کی شکل ودستور تک ایک ایک مرحلے اور ایک ایک پہلو کی پوری پوری تفصیلات اور نہایت مستند تفصیلات ملتی ہیں''۔

مولانا لکھتے ہیں: ''سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کرلیجئے کہ اسلام محض چند منتشر خیالات اور منتشر طریق ہائے عمل کا مجموعہ نہیں ہے۔ جس میں ادھر ادھر سے مختلف چیزیں ملا کر جمع کردی گئی ہوں۔ بلکہ یہ ایک باضابطہ نظام ہے۔ جس کی بنیاد چند مضبوط اصولوں پر رکھی گئی ہے۔ اس کے بڑے بڑے ارکان سے لیکر چھوٹے چھوٹے جزئیات تک ہر چیز اس کے بنیادی اصولوں کے ساتھ ایک منطقی ربط رکھتی ہے۔ انسانی زندگی کے تمام مختلف شعبوں کے متعلق اس نے جتنے قاعدے اور ضابطے مقرر کئے۔ ان سب کی روح اور ان کا جوہر اس کے اصول اولیہ ہی سے ماخوذ ہے۔ ان اصول اولیہ سے پوری اسلامی زندگی اپنی مختلف شاخوں کے ساتھ بالکل اسی طرح نکلتی ہے۔ جس طرح درخت میں آپ دیکھتے ہیں کہ بیج سے جڑیں، جڑوں سے تنا اور تنا سے شاخیں اور شاخوں سے پتیاں پھوٹتی ہیں اور خوب پھیل جانے کے باوجود اس کی ایک ایک پتی اپنی جڑ کے ساتھ مربوط رہتی ہے۔ پس آپ اسلامی زندگی کے جس شعبہ کو سمجھنا چاہیں آپ کے لئے ناگزیر ہے کہ اس کی جڑ کی طرف رجوع کریں کیونکہ اس کے بغیر آپ اس کی روح کو نہیں پاسکتے'' (اسلامی ریاست ص ۲۰، ۲۱ طبع اول مارچ ۱۹۶۲ء)

مولانا کے نزدیک سیاسی اقتدار قائم کرنا ہی اصل عبادت ہے۔ اور نماز روزہ وغیرہ عبادات کی حیثیت محض فوجی مشقوں کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''یہ ہے اس عبادت کی حقیقت جس کے متعلق لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ وہ محض نماز روزہ اور تسبیح وتہلیل کا نام ہے۔ اور دنیا کے معاملات سے اسے کوئی سروکار نہیں۔ حالانکہ دراصل صوم وصلوٰۃ اور حج وزکوٰۃ اور ذکر وتسبیح انسان کو اس بڑی عبادت کے لئے مستعد کرنے والی تمرینات ہیں''

(تفہیمات طبع چہارم صفحہ ۵۶)

''مسلمانوں میں جو لوگ الامام المہدی کے قائل ہیں وہ بھی ان مجتہد دین سے جو اس کے قائل نہیں اپنی غلط فہمیوں میں کچھ پیچھے نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ امام مہدی کوئی اگلے وقتوں کے مولویانہ وصوفیانہ وضع قطع کے آدمی ہوں گے۔ تسبیح ہاتھ میں لئے یکا یک کسی مدرسے یا خانقاہ کے حجرے میں برآمد ہوں گے۔ آتے ہی انا المہدی کا اعلان کریں گے علماء اور مشائخ کتابیں لئے پہنچ جائیں گے اور لکھی ہوئی علامتوں سے ان کے جسم کی شناخت وغیرہ کا مقابلہ کرکے انہیں شناخت کرلیں گے پھر بیعت ہوگی اور اعلان جہاد کردیا جائے گا۔ چلے کھینچے ہوئے درویش اور پرانی طرز کے ''بقیۃ السلف'' ان کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے تلوار تو محض شرط پوری کرنے کے لئے برائے نام چلانی پڑے گی۔ اصل میں سارا کام برکت اور روحانی تصرف سے ہوگا۔ پھونکوں اور وظیفوں کے زور سے میدان جیتے جائیں گے۔ جس کافر پر نظر ماردیں گے تڑپ کر بے ہوش ہوجائے گا اور محض بددعا کی تاثیر سے ٹینکوں اور ہوائی جہازوں میں کیڑے پڑ جائیں گے'' (ص ۵۵) طبع ششم مارچ ۱۹۵۵ء)

میں کسی طرح یقین نہیں کرپاتا کہ ایسی سوقیانہ افسانہ طرازی کسی عالم دین کے قلم سے بھی نکل سکتی ہے مگر مولانا کو اہل اللہ کی شکل وصورت سے جو

نفرت ہے اوران کے اعمال واشغال سے جو بغض وعداوت ہے۔اس نے انہیں ایسے غیر سنجیدہ مذاق پر مجبور کر دیا ہے۔اب ذرا ''الامام المھدیٰ'' کے بارے میں مولانا کی رائے بھی سن لیجئے۔ارشاد ہوتا ہے:

''میرا اندازہ ہی ہے کہ آنے والے اپنے زمانے میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا وقت کے تمام علوم جدیدہ پر اس کو مجتہدانہ بصیرت حاصل ہوگی۔زندگی کے سارے مسائل مہمہ کو وہ خوب سمجھتا ہوگا۔عقلی و ذہنی ریاست سیاسی تدبر اور جنگی مہارت کے اعتبار سے وہ تمام دنیا پر اپنا سکہ جمادے گا۔اور اپنے عہد کے تمام جدیدوں سے بڑھ کر جدید ثابت ہو گا۔مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی جدتوں کے خلاف مولوی اور صوفی صاحبان ہی سب سے پہلے شورش برپا کریں گے۔(ص ۵۵)

اس کے بعد مولانا ہمیں بتاتے ہیں کہ عرب میں جب قرآن پیش کیا گیا تو اس وقت ہر شخص جانتا تھا کہ ان الفاظ کا اطلاق کس مفہوم پر ہوتا ہے۔اور صرف مسلمان ہی نہیں کافر تک قرآن کی ان اصطلاحات کے عالم تھے۔

''لیکن بعد کی صدیوں میں رفتہ رفتہ ان سب الفاظ کے وہ اصل معنی جونزول قرآن کے وقت سمجھے جاتے تھے بدلتے چلے گئے یہاں تک کہ ہر ایک اپنی پوری وسعتوں سے ہٹ کر نہایت محدود بلکہ مبہم مفہومات کے لئے خاص ہوگیا اس کی ایک وجہ تو خالص عربیت کے ذوق کی کمی تھی اور دوسری وجہ یہ تھی کہ اسلام کی سوسائٹی میں جو لوگ پیدا ہوئے تھے ان کے لئے الٰہ اور رب اور دین اور عبادت کے وہ معانی باقی نہ رہے تھے جو نزول قرآن کے وقت غیر مسلم سوسائٹی میں رائج تھے۔انہی دونوں وجوہ سے دور اخیر کی کتب لغت وتفسیر میں اکثر قرآنی الفاظ کی تشریح اصل معانی لغوی کی بجائے ان معانی سے کی جانے لگی۔جو بعد میں مسلمان سمجھتے تھے''۔(ص ۱۲)

اور ان چار بنیادی اصطلاحوں سے امت کی غفلت وجہالت کا نتیجہ کیا ہوا؟

''پس یہ حقیقت ہے کہ محض ان چار بنیادی اصطلاحوں کے مفہوم پر پردہ پڑ جانے کی بدولت قرآن کی تین چوتھائی سے زیادہ تعلیم بلکہ حقیقی روح نگاہوں سے مستور ہوگئی''۔(ص ۱۴ طبع دہم)

ممکن ہے مولانا کے نیازمندوں کے نزدیک ان کی یہ تحقیق ایک لائق قدر علمی انکشاف کہلانے کی مستحق ہو مگر میں اسے قرآن کریم کے حق میں گستاخی اور امت اسلامی کے حق میں سوئے ظن سمجھ پاتا ہوں۔

اول: یہ کہ انہوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ

ترجمہ: بے شک ہم نے ہی یہ ''الذکر'' نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اور اس حفاظت سے قران کریم کے صرف الفاظ ونقوش کی حفاظت مراد نہیں بلکہ اس کے مفہوم ومعانی اس کی دعوت وتعلیم اس کے پیش کردہ عقائد واعمال کی حفاظت مراد ہے۔

دوسرے مولانا نے اس پر بھی غور نہیں کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم غیر متبدل شکل میں قیامت تک دائم وقائم رہے۔اور اس کا سلسلہ ایک لمحہ کے لئے ٹوٹنے نہ پائے۔کیونکہ اگر ایک لمحے کے لئے بھی کسی مسئلہ میں تعلیم نبوت اٹھ جائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے درمیان ایک ایسا خلا پیدا ہو جاتا ہے۔جس کو پاٹنا ممکن نہیں۔اور اس منطق سے دین اسلام کی ایک ایک چیز مشکوک ہو کر رہ جاتی ہے۔لیکن مولانا بتاتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد قرآن کی تین چوتھائی سے زیادہ تعلیم گم ہوگئی۔مولانا کا یہ نظریہ بالواسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت اور دین اسلام کی حقانیت کے دوام وبقاء کا انکار ہے۔

مسٹر غلام احمد پرویز اور قادیانیوں کی مثال ہمارے سامنے ہے۔پرویز کا کہنا ہے کہ قرآن کریم میں جہاں جہاں اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا ذکر آیا ہے اس سے مراد ہے کہ مرکز ملت کی اطاعت......اللہ و رسول کا جو مطلب ملا سمجھتا ہے یہ عجمی ذہن کی پیداوار ہے''نعوذ باللہ۔

مختصراً چند امور کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔

اول: علمائے امت کے نزدیک حدیث اور سنت دونوں ہم معنی لفظ ہیں۔لیکن مسٹر غلام احمد پرویز اور ڈاکٹر فضل الرحمٰن وغیرہ سنت اور حدیث کے درمیان فرق کرتے ہیں۔مولانا مودودی صاحب کا نظریہ بھی یہی ہے کہ سنت اور حدیث دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔رہا یہ کہ ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے اس کی پوری توضیح شاید مولانا خود بھی نہ کرسکیں۔

(دیکھئے رسائل ومسائل حصہ اول ص ۳۱۰)

دوم: مولانا کو ''فنا فی الرسول'' اور مزاج شناس رسول ہونے کا دعویٰ ہے اس لئے روایات حدیث کے صحیح ہونے نہ ہونے کا فیصلہ بھی خود انہی پر منحصر ہے۔وہ لکھتے ہیں: ''جس شخص کو اللہ تعالیٰ تفقہ کی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے اس کے اندر قرآن اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غائر مطالعہ سے ایک خاص ذوق پیدا ہو جاتا ہے جس کی کیفیت بالکل ایسی ہے جیسے ایک پرانے جوہری کی بصیرت۔کہ وہ جواہر کی نازک سے نازک خصوصیات تک کو پرکھ لیتی ہے اس کی نظر بحیثیت مجموعی شریعت حقہ کے پورے سسٹم پر ہوتی ہے اور وہ اس سسٹم کی طبیعت کو پہچان جاتا ہے۔اس کے بعد جب جزئیات اس کے سامنے آتے ہیں تو اس کا ذوق اسے بتادیتا ہے کہ کون سی چیز اسلام کے مزاج اور اسکی طبیعت سے مناسبت رکھتی ہے اور کون سے نہیں رکھتی......روایت پر جب وہ نظر ڈالتا ہے تو ان میں بھی

یہی کسوٹی ردوقبول کا معیار بن جاتی ہے۔ اسلام کا مزاج عین ذات نبوی کا مزاج ہے جو شخص اسلام کے مزاج کو سمجھتا ہے۔ اور جس نے کثرت کے ساتھ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کا گہرا مطالعہ کیا ہوتا ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا مزاج شناس ہو جاتا ہے کہ روایات کو دیکھ کر خود بخود اس کی بصیرت اسے بتادیتی ہے۔ کہ ان میں سے کون سا قول یا کون سا فعل میرے سرکار کا ہوسکتا ہے۔ اور کون سی چیز سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اقرب ہے۔ یہی نہیں بلکہ جن مسائل میں اس کو قرآن وسنت سے کوئی چیز نہیں ملتی ان میں بھی وہ کہہ سکتا ہے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فلاں مسئلہ پیش آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا فیصلہ یوں فرماتے یہ اس لئے کہ اس کی روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں گم اور اس کی نظر بصیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متحد ہو جاتی ہے۔ اس کا دماغ اسلام کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے اور اسی طرح دیکھتا ہے اور سوچتا ہے جس طرح اسلام چاہتا ہے۔ کہ دیکھا اور سوچا جائے۔

اس مقام پر پہنچ جانے کے بعد انسان اسناد کا بہت زیادہ محتاج نہیں رہتا وہ اسناد سے مدد ضرور لیتا ہے مگر اس کے فیصلے کا مدار اس پر نہیں ہوتا وہ بسا اوقات ایک غریب، ضعیف، منقطع السند مطعون فیہ حدیث کو بھی لیتا ہے۔ اسلئے کہ اس کی نظر افتادہ پتھر کے اندر ہیرے کی جوت دیکھ لیتی ہے اور بسا اوقات وہ ایک غیر معلل، غیر شاذ، متصل السند، مقبول حدیث سے بھی اعراض کر جاتا ہے۔ اس لئے اس جام زریں میں جو بادہ معنی بھری ہوئی ہے۔ اور اسے طبیعت اسلام اور مزاج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مناسب نظر نہیں آتی۔ (تفہیمات طبع چہارم ۱۹۶۲ء پٹھان کوٹ ص ۲۹۶، ۲۹۷)

سوم: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو اہل علم نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک قسم سنن ہدیٰ کہلاتی ہے۔ جو امور دینیہ سے متعلق ہے اور جن کی پیروی امت کے لئے لازم ہے۔ دوسرا حصہ سنن عادیہ کا ہے۔ یعنی وہ کام جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی تشریع حکم کے طور پر نہیں بلکہ عام انسانی عادت کے تحت کئے ان کی پیروی اگرچہ لازم نہیں تاہم امور عادیہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی جس حد تک ممکن ہو سرمایہ سعادت ہے۔ اور اگر کسی اہم امر میں آپ کی پیروی نہ کر سکیں تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ لائق اقتداء نہیں بلکہ اس کی وجہ ہماری استعداد کا نقص ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں: ''چونکہ اصل سعادت یہی ہے کہ تمام حرکات و سکنات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا جائے اس لئے سمجھ لو کہ تمام افعال کی دو قسمیں ہیں اول عبادات، جیسے نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ۔ دوم عادات مثلاً کھانا پینا، سونا، اٹھنا، بیٹھنا وغیرہ اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ دونوں قسم کے افعال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کریں۔ (تبلیغ دین ص ۳۹)

اس کے برعکس مولانا مودودی نے معاشرتی وتمدنی امور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا مذاق نہایت بھونڈے الفاظ میں اڑایا ہے۔ مولانا لکھتے ہیں کہ اکثر دیندار غلطی سے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالح کی پیروی کا مفہوم یہ لیتے ہیں کہ ''جیسا لباس وہ پہنتے تھے ویسا ہی ہم پہنیں۔ جس قسم کے کھانے وہ کھاتے تھے اسی قسم کے کھانے ہم بھی کھائیں جیسا طرز معاشرت ان کے گھروں میں تھا بعینہ وہ ہی طرز معاشرت ہمارے گھروں میں بھی ہو۔

مولانا کے نزدیک اتباع سنت کا یہ مفہوم صحیح نہیں۔ بلکہ:

''اتباع کا یہ تصور جو دور انحطاط کی کئی صدیوں سے دین دار مسلمانوں کے دماغوں پر مسلط رہا۔ درحقیقت روح اسلام کے بالکل منافی ہے۔ اسلام کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ ہم ''جیتے جاگتے آثار قدیمہ'' بن کر رہیں۔ اور اپنی زندگی کو قدیم تمدن کا ایک تاریخی ڈرامہ بنائے رکھیں۔

(تنقیحات ص ۲۰۹، ۲۱۰ پانچواں ایڈیشن)

ترجمہ: اور اجماع کا لفظ جو تم نے علماء کی زبان سے سنا ہوگا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک زمانے کے سارے مجتہد بایں طور پر ایک فرد بھی باہر نہ رہے۔ کسی مسئلہ پر اتفاق کرلیں۔ کیونکہ یہ صورت نہ صرف یہ کہ واقعہ نہیں بلکہ عادۃً بھی ممکن نہیں۔ بلکہ اجماع کے معنی یہ ہیں کہ خلیفہ ذورائے لوگوں سے مشورہ کر کے یا بغیر مشورے کے کسی چیز کا حکم کرے اور وہ حکم نافذ ہو جائے۔ یہاں تک کہ وہ شائع ہو جائے اور دنیا میں اس کے پاؤں جم جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لازم پکڑو میری سنت کو اور میرے بعد میرے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت کو۔

مگر ارشاد نبوی کے برعکس مولانا مودودی کی رائے یہ ہے کہ

''خلفائے راشدین کے فیصلے بھی اسلام میں قانون قرار نہیں پائے۔ جو انہوں نے قاضی کی حیثیت سے کئے تھے۔'' (ترجمان القرآن جنوری ۵۸ء)

قرآن کریم، سنت نبوی، خلفائے راشدین کی سنت (جو اجماع امت کی اصل بنیاد ہے) کے بارے میں مولانا مودودی کے ان نظریات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ کہ اصول دین اور شریعت اسلامیہ کے ماخذ کے بارے میں ان کا ذہن کس قدر الجھا ہوا ہے۔ باقی رہا اجتہاد! تو مولانا اپنے سوا کسی کے اجتہاد کو لائق اعتماد نہیں جانتے۔ اس لئے ان کی دین فہمی کا سارا مدار خود ان کی عقل وفہم اور صلاحیت اجتہاد پر ہے۔

۱۵۔ ایصال ثواب:

(۱) ایصال ثواب کی حقیقت یہ ہے کہ آپ کوئی نیک عمل کریں اور وہ اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ان دونوں (ابوبکرؓ عمرؓ) کی اقتداء کرنا (ترمذی)

تعالیٰ کے یہاں قبول ہو جائے تو اس پر جو ثواب آپ کو ملنے والا تھا آپ یہ نیت یا دعا کر لیں کہ اس عمل کا ثواب فلاں زندہ یا مرحوم کو عطاء کر دیا جائے۔ ایصال ثواب کی یہ حقیقت معلوم ہونے سے آپ کو تین مسئلے معلوم ہو جائیں گے۔

ایک یہ کہ ایصال ثواب کسی ایسے عمل کا کیا جا سکتا ہے۔ جس پر آپ کو خود ثواب ملنے کی توقع ہو ورنہ اگر آپ ہی کو اس کا ثواب نہ ملے تو آپ دوسرے کو کیا بخشیں گے؟ پس جو عمل کہ خلاف شرع یا خلاف سنت کیا جائے وہ ثواب سے محروم رہتا ہے۔ اور ایسے عمل کے ذریعہ ثواب بخشنا خوش فہمی ہے۔

دوم: یہ کہ ایصال ثواب زندہ اور مردہ دونوں کو ہو سکتا ہے۔ مثلاً آپ دو رکعتیں پڑھ کر اس کا ثواب اپنے والدین کو یا پیر و مرشد کو ان کی زندگی میں بخش سکتے ہیں اور ان کی وفات کے بعد بھی...... عام رواج مردوں کو ایصال ثواب کا اس وجہ سے ہے کہ زندہ آدمی کے اپنے اعمال کا سلسلہ جاری ہے جب کہ مرنے کے بعد صدقہ جاریہ کے سوا آدمی کے...... اپنے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے مرحوم کو ایصال ثواب کا محتاج سمجھا جاتا ہے۔ یوں بھی زندوں کی طرف سے مردوں کے لئے کوئی تحفہ اگر ہو سکتا ہے تو ایصال ثواب ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ قبر میں مردے کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص دریا میں ڈوب رہا ہو اور لوگوں کو مدد کے لئے پکار رہا ہو۔ اسی طرح مرنے والا اپنے ماں باپ، بہن بھائی اور دوست احباب کی طرف سے دعا کا منتظر رہتا ہے۔ اور جب وہ اس کو پہنچتی ہے تو اسے دنیا اور دنیا کی ساری چیزوں سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اور حق تعالیٰ شانہ زمین والوں (یعنی زندوں) کی دعاؤں کی بدولت اہل قبور کو پہاڑوں برابر رحمت عطا فرماتے ہیں۔ اور مردوں کے لئے زندوں کا تحفہ استغفار ہے۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ ص ۲۰۶)

ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کا درجہ بلند فرما دیتے ہیں تو وہ عرض کرتا ہے کہ یا الٰہی! "مجھے یہ درجہ کیسے ملا؟" ارشاد ہوتا ہے "تیرے لئے تیرے بیٹے کی استغفار کی بدولت" (رواہ احمد، مشکوٰۃ ص ۲۰۶)

سوم: تیسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ جس عمل کا ثواب کسی کو بخشنا منظور ہو یا تو اس کام کے کرنے سے پہلے اس کی نیت کر لی جائے یا عمل کرنے کے بعد دعا کر لی جائے کہ حق تعالیٰ شانہ اس عمل کو قبول فرما کر اس کا ثواب فلاں صاحب کو عطا فرمائیں۔

(۲) میت کو ثواب صرف نفلی عبادات کا بخشا جا سکتا ہے، فرائض کا ثواب کسی دوسرے کو بخشنا صحیح نہیں۔

(۳) جمہور امت کے نزدیک ہر نفلی عبادت کا ثواب بخشنا صحیح ہے۔ مثلاً دعاء و استغفار، ذکر و تسبیح درود شریف، تلاوت قرآن مجید، نفلی نماز و روزہ، صدقہ و خیرات و حج و قربانی وغیرہ۔

(۴) یہ سمجھنا صحیح نہیں کہ ایصال ثواب کے لئے جو چیز صدقہ و خیرات کی جائے وہ بعینہ میت کو پہنچتی ہے۔ نہیں! بلکہ صدقہ و خیرات کا جو ثواب آپ کو ملنا تھا ایصال ثواب کی صورت میں وہی ثواب میت کو ملتا ہے۔

۱۶۔ گیارھویں کی رسم:

ہر قمری مہینے کی گیارھویں رات کو حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی شیخ المشائخ شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کے نام پر جو کھانا تیار کیا جاتا ہے وہ "گیارھویں شریف" کے نام سے مشہور ہے۔ اس سلسلہ میں چند امور لائق توجہ ہیں۔

اول: گیارھویں شریف کا رواج کب سے شروع ہوا؟ مجھے تحقیق کے باوجود اس کی صحیح تاریخ معلوم نہیں ہو سکی، تاہم اتنی بات تو معلوم ہے کہ سیدنا شاہ عبدالقادر جیلانی (نور اللہ مرقدہ) جن کے نام کی گیارھویں دی جاتی ہے۔ ان کی ولادت ۴۷۰ھ میں ہوئی اور نوے سال کی عمر میں ان کا وصال ۵۶۱ھ میں ہوا۔ ظاہر ہے کہ گیارھویں کا رواج ان کے وصال کے بعد ہی کسی وقت شروع ہوا ہو گا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ و تابعین۔ ائمہ دین خصوصاً امام ابو حنیفہ اور خود حضرات پیران پیر اپنی گیارھویں نہیں دیتے ہوں گے؟

اب آپ خود ہی فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ جس عمل سے اسلام کی کم از کم چھ صدیاں خالی ہوں کیا اسے اسلام کا جز تصور کرنا اور اسے ایک اہم ترین عبادت کا درجہ دے ڈالنا صحیح ہو گا؟ اور آپ اس بات پر بھی غور فرما سکتے ہیں کہ جو لوگ گیارھویں نہیں دیتے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ و تابعین، امام ابو حنیفہ اور خود حضرت غوث پاک کے نقش قدم پر چل رہے ہیں یا وہ لوگ جو ان اکابر کے عمل کے خلاف کر رہے ہیں؟

دوم: اگر گیارھویں دینے سے حضرت غوث اعظم کی روح پر فتوح کو ثواب پہنچانا مقصود ہے تو بلا شبہ یہ مقصد بہت ہی مبارک ہے، لیکن جس طرح یہ ایصال ثواب کیا جاتا ہے اس میں چند خرابیاں ہیں۔

ایک یہ کہ ثواب تو جب بھی پہنچایا جائے، پہنچ جاتا ہے شریعت نے اس کے لئے کوئی دن کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا، مگر یہ حضرات گیارھویں رات کی پابندی کو کچھ ایسا ضروری سمجھتے ہیں گویا خدائی شریعت ہے...... اور اگر اس کی بجائے کسی اور دن ایصال ثواب کرنے کو کہا جائے تو یہ حضرات اس پر کسی طرح راضی نہیں ہوں گے۔ ان کے اس طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایصال ثواب مقصود نہیں، بلکہ ان کے نزدیک یہ ایسی عبادت ہے جو صرف اس تاریخ کو ادا کی جا سکتی ہے۔ الغرض ایصال ثواب کے لئے گیارھویں تاریخ کا التزام کرنا ایک فضول حرکت ہے۔ جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔ اور اسی کو ضروری سمجھ لینا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں گویا اپنی شریعت بنانا ہے۔

تیسرے، ثواب تو صرف اتنے کھانے کا ملے گا، جو فقراء و مساکین

کو کھلا دیا جائے، مگر گیارہویں شریف پکا کر لوگ زیادہ تر خود ہی کھا پی لیتے ہیں یا اپنے عزیز و اقارب و احباب کو کھلا دیتے ہیں، فقراء و مساکین کا حصہ اس میں بہت ہی کم ہوتا ہے۔ اس کے باوجود یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ جتنا کھانا پکایا گیا پورے کا ثواب حضرت پیران پیر کو پہنچ جاتا ہے۔ یہ بھی قاعدہ شرعیہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ شرعاً ثواب تو اس چیز کا ملتا ہے جو بطور صدقہ کسی کو دے دی جائے۔ صرف کھانا پکانا تو کوئی ثواب نہیں۔

چوتھے، بہت سے لوگ گیارہویں کے کھانے کو تبرک سمجھتے ہیں، حالانکہ ابھی معلوم ہو چکا کہ جو کھانا خود کھا لیا گیا وہ صدقہ ہی نہیں۔ اور نہ حضرت پیران پیر کے ایصال ثواب سے اس کو کچھ تعلق ہے اور کھانے کا جو حصہ صدقہ کر دیا گیا اس کا ثواب بلاشبہ پہنچے گا لیکن صدقہ کو تو حدیث پاک میں "اَوْ سَاخُ النَّاسِ" (لوگوں کا میل کچیل) فرمایا گیا ہے۔ اسی بناء پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے لئے صدقہ جائز نہیں۔ پس جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "میل کچیل" فرما رہے ہوں اس کو "تبرک" سمجھنا اور بڑے بڑے مالداروں کا اس کو شوق سے کھانا اور کھلانا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف نہیں؟ اور پھر اس پر بھی غور فرمایئے کہ ایصال ثواب کے لئے اگر غلہ یا کپڑا دیا جائے کیا اس کو بھی کسی نے کبھی "تبرک" سمجھا ہے؟ تو آخر گیارہویں شریف کو دیا گیا کھانا کس اصول شرعی سے تبرک بن جاتا ہے؟

پانچویں، بہت سے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ گیارہویں نہ دینے سے ان کے جان و مال کا (خدانخواستہ) نقصان ہو جاتا ہے، یا مال میں بے برکتی ہو جاتی ہے، گویا نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جیسے قطعی فرائض میں کوتاہی کرنے سے کچھ نہیں بگڑتا، مگر گیارہویں شریف میں ذرا کوتاہی ہو جائے تو جان مال کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ ایک ایسی چیز کا شرع شریف میں اور امام ابوحنیفہؒ کی فقہ میں کوئی ثبوت نہ ہو جب اس کا التزام فرائض شرعیہ سے بھی بڑھ جائے اور اس کے ساتھ ایسا اعتقاد جم جائے کہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض کے ساتھ ایسا اعتقاد نہ ہو تو اس کے مستقل شریعت ہونے میں کوئی شبہ رہ جاتا ہے؟ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

۱۷۔ کھانے پر ختم:

بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ ایصال ثواب کے لئے جو کھانا دیتے ہیں اس پر میانجی سے کچھ پڑھواتے ہیں۔ اور اس کو بعض لوگ "فاتحہ شریف" اور بعض "ختم شریف" کہتے ہیں۔ بادی النظر میں یہ عمل بہت اچھا معلوم ہوتا ہے اور لوگ اس کے اسی ظاہری حسن کے عاشق ہیں، مگر اس میں چند امور توجہ طلب ہیں۔

اول: حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین میں اس کا رواج نہیں تھا اس لیے بلاشبہ یہ طریقہ خلاف سنت ہے اور آپ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے حوالے سے سن چکے ہیں کہ جو چیز خلاف سنت ہو وہ مذموم اور قابل ترک ہے اگر شریعت کی نظر میں یہ طریقہ مستحسن ہوتا تو سلف صالحین اس سے محروم نہ رہتے۔

کہا جاتا ہے کہ اگر کھانے پر سورتیں پڑھ لی جائیں تو کیا حرج ہے؟ حالانکہ اس سے بڑھ کر کیا حرج ہو گا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ آپ کی سنت اور شریعت کے خلاف ہے۔

اور مولانا عبیداللہ نومسلم نے جو پہلے ہندوؤں کے پنڈت تھے بعد میں حق تعالیٰ نے نور ایمان نصیب فرمایا ("تحفۃ الہند" میں بھی ہندوانہ ایصال ثواب کے طریقوں کی نشاندہی کی ہے)۔ وہ لکھتے ہیں:

"برہمن کے مرنے کے بعد گیارہواں دن، اور کھتری کے مرنے کے بعد تیرھواں دن، اور ویش یعنی بنیئے وغیرہ کے مرنے کے بعد پندرھواں یا سولھواں دن اور شودر یعنی بالدھی وغیرہ کے مرنے کے بعد تیسواں یا اکتیسواں دن ہے.........ازاں جملہ ایک چھ ماہی کا دن ہے یعنی مرنے کے چھ مہینے کے بعد.........ازاں جملہ برسی کا دن ہے اور ایک دن گائے کو بھی کھلاتے ہیں......ازاں جملہ اسوج کے مہینے کے نصف اول میں ہر سال اپنے بزرگوں کو ثواب پہنچاتے ہیں۔ لیکن جس تاریخ میں کوئی مرا اس تاریخ میں ثواب پہنچانا ضروری جانتے ہیں۔ اور کھانے کے ثواب پہنچانے کا نام سرادھ ہے اور سرادھ کا کھانا تیار ہو جائے تو اول اس پر پنڈت کو بلوا کر کچھ وید پڑھواتے ہیں۔ جو پنڈت اس کھانے پر وید پڑھتا ہے تو وہ اس کی زبان میں "اکھشر من" کہلاتا ہے۔ اور اسی طرح اور بھی دن مقرر ہیں"۔ (ص ۹۱۔ بحوالہ راہ سنت)

۱۸۔ قبر پر کھجور کی شاخیں رکھنا:

رہی وہ حدیث جو شاہ صاحب نے پیش کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شاخ خرما کو دو حصوں میں چیر کر انہیں دو معذب اور مقہور قبروں پر گاڑ دیا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ جب تک یہ خشک نہیں ہوں گی امید ہے ان قبروں کو عذاب کی تخفیف رہے گی اس سلسلہ میں چند امور لائق توجہ ہیں۔

اول: یہ کہ یہ واقعہ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایت سے مروی ہے۔ امام نووی اور قرطبی کی رائے یہ ہے کہ یہ تمام روایات ایک ہی قصہ کی حکایت ہیں۔ لیکن حافظ ابن حجر اور علامہ عینی کی رائے ہے کہ یہ تین الگ الگ واقعات ہیں۔ اس امر کی تنقیح اگرچہ بہت دشوار ہے کہ یہ ایک واقعہ ہے یا متعدد واقعات۔ لیکن قدر مشترک سب روایات کا یہ ہے کہ قبروں پر شاخیں گاڑنا عام معمول نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تھا۔ بلکہ مقہور و معذب قبروں پر شاخیں گاڑنے کے ایک دو واقعے ضرور پیش آئے۔

دوم: اس میں بھی کلام ہے کہ یہ قبریں مسلمانوں کی تھیں یا کافروں کی؟ ابو موسیٰ مدینی کہتے ہیں۔ کہ یہ کافروں کی قبریں تھیں اور بعض حضرات

نے فرمایا ہے کہ یہ مسلمانوں کی قبریں تھیں۔ حافظ فرماتے ہیں کہ حدیث جابر میں بظاہر کافروں کی قبروں کا واقعہ ہے اور حدیث ابن اعباس رضی اللہ عنہما میں مسلمانوں کی قبروں کا۔ (فتح الباری ج ۱ص ۲۵۶)

یہ قبریں کافروں کی ہوں یا مسلمانوں کی؟ اتنی بات واضح ہے اور حدیث میں اس کی تصریح ہے کہ شاخیں گاڑنے کا عمل ان قبروں پر کیا گیا جن کا مقہور و معذب ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی قطعی یا کشف صحیح سے معلوم ہوگیا۔ عام مسلمانوں کی قبروں پر نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شاخیں گاڑیں۔ اور نہ اس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ تابعین کے زمانے میں رواج عام ہوا۔ جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ قبر پر شاخ گاڑنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت عامہ اور سنت مقصودہ نہیں تھی۔

سنت و جماعت کو لازم پکڑنے کی تاکید

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مقام جابیہ میں لوگوں سے فرمایا کہ جس طرح میں تم میں کھڑا ہوں اسی طرح ہم میں کھڑے ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا پس فرمایا کہ تم میں سے جس کو وسط جنت مرغوب ہو اس کو چاہئے کہ طریقہ جماعت کو لازم پکڑے رہے کیونکہ شیطان اکیلے کے ساتھ ہے اور وہ دو سے دورتر ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ایک خط سیدھا کھینچا۔ پھر فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی راہ مستقیم ہے پھر اس کے دائیں بائیں خطوط کھینچے پھر فرمایا کہ یہ کج راہیں ہیں ان میں سے کوئی راہ خالی نہیں جس پر ایک شیطان نہ ہو۔ جو اپنی راہ کی طرف بلاتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ.

ترجمہ: ''بیشک یہی میری سیدھی راہ ہے تم اس کی پیروی کرو اور دیگر راہوں پر نہ چلنا کہ وہ تم کو میری راہ سے جدا کر کے بچلا دیں۔''

معاذ بن جبلؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان آدمیوں کا بھیڑیا ہے (یعنی جس کو جماعت راہ سے جدا پاتا ہے ہلاک کر دیتا ہے) جیسے بکریوں کا بھیڑیا جس بکری کو گلہ سے دور اور بھٹکی پاتا ہے پکڑ لیتا ہے پس خبردار تم پھوٹ کر مختلف رستہ چلنے سے بچنا۔ اور تم پر واجب ہے کہ جماعت و عامۃ مومنین و مسجد کو لازم پکڑو۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سے دو بہتر ہیں اور دو سے تین اور تین سے چار بہتر ہیں۔ پس تم پر واجب ہے کہ جماعت کو لازم پکڑو کیوں کہ یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو سوائے ہدایت کے جمع کرے۔ (یعنی ہدایت پر ہی متفق کرے گا)۔

فائدہ: اگر ایک شخص رات دن میں نمازیں پڑھے اور طریقہ سنت پر نہ ہو تو اس سے وہ شخص بہتر ہے جو ظاہر و باطن میں طریقہ سنت کے موافق فرائض و سنتیں ادا کرتا ہو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جو کوئی طریقہ سنت پر ہو کہ بدعت سے منع کرتا ہو اور طریقہ رسالت کی وصیت کرتا ہو تو ایسے شخص کو دیکھنا عبادت ہے۔

فائدہ: کیونکہ یہ ولی ہے اس کے دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آئے گا اور اللہ تعالیٰ کی یاد اچھی عبادت ہے۔

ابوالعالیہؒ تابعی نے فرمایا کہ تم پر واجب ہے کہ وہ پہلا طریقہ اختیار کرو جس پر اہل ایمان پھوٹ پڑنے سے پہلے متفق تھے عاصم نے کہا کہ میں نے ابوالعالیہؒ کا یہ قول حسن بصریؒ سے بیان کیا تو کہا کہ ہاں واللہ ابوالعالیہؒ نے سچ کہا اور تمکو اچھی نصیحت فرمائی امام اوزاعیؒ نے کہا کہ طریقہ سنت پر اپنے جی کو تھامے رہ اور جہاں صحابہ رضی اللہ عنہم ٹھہر گئے تو بھی وہاں ٹھہر جا۔ اور جہاں انہوں نے کلام کیا وہاں تو کلام کر اور جس چیز سے وہ رک رہے تو بھی رک رہ۔ اور اپنے دین کے سلف (صحابہ رضی اللہ عنہم) کی راہ چل کیوں کہ جہاں ان کی سمائی ہوئی تیری بھی سمائی ہوگی۔

فائدہ: یعنی تو بھی جنت عالیہ میں انکے ساتھ پہنچ جائے گا۔

امام اوزاعیؒ نے یہ بھی بیان کیا کہ میں نے رب العزت جل جلالہ کو خواب میں دیکھا مجھ سے فرمایا کہ اے عبدالرحمٰن تو ہی میری راہ میں نیک باتوں کی تقلید کرتا ہے اور بری باتوں سے منع کرتا ہے تو میں نے عرض کیا کہ اے رب یہ تیرے ہی فضل سے مجھے نصیب ہوا ہے اور میں نے التجا کی کہ اے رب تو مجھے اسلام پر موت دیجیو۔ فرمایا بلکہ اسلام اور سنت پر۔

فائدہ: یعنی اسلام اور سنت پر موت کی آرزو کر۔ کیونکہ میں تجھے اپنے پسندیدہ اسلام پر اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سنت پر وفات دوں گا۔

اسفیان ثوریؒ فرماتے تھے کہ کوئی قول ٹھیک نہیں جب تک اس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ پھر کوئی قول و عمل ٹھیک نہیں ہوتا جب تک کہ نیت صحیح نہ ہو۔ اور کوئی قول عمل و نیت ٹھیک نہیں ہوتی جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سنت کے مطابق نہ ہو۔

فائدہ: صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد حدیث شریف سے طریقہ رسالت معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ متقی ظاہر و باطن کی موافقت سے ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر خالی ظاہری اعمال میں موافق ہوا اور باطنی خوف و عظمت الٰہی و شوق آخرت و دائمی یاد سے غافل ہو تو گویا بے نیت ہے اور ایسے لوگ ہمیشہ سے بہت کم ہیں۔

یوسف بن اسباط نے کہا کہ مجھ سے سفیان ثوریؒ نے فرمایا کہ اے

یوسف اگر تجھے خبر ملے کہ فلاں شخص سرحد مشرق میں سنت کے طریقہ پر مستقیم ہے تو اس کو سلام بھیج اور اگر تجھے خبر ملے ایک شخص دیگر سرحد مغرب میں طریقہ سنت پر مستقیم ہے تو اس کو سلام بھیج کہ اہل سنت والجماعت بہت کم رہ گئے ہیں۔

امام سفیان ثوریؒ نے (اپنے علماء شاگردوں سے) فرمایا کہ اہل سنت کے حق میں بھلائی کرنے کی وصیت قبول کرو۔ کہ یہ پردیسی بیچارے بہت کم ہیں۔ امام ابوبکر بن عیاش نے فرمایا کہ جس طرح شرک و باطل دینوں کی بنسبت اسلام نادر عزیز ہے اسی طرح اسلام میں بدعتی فرقوں کی بہ نسبت فریق سنت نادر عزیز بلکہ بہت نادر عزیز ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے تھے کہ جب میں کسی شخص کو جو حدیث وسنت والا ہو دیکھتا ہوں تو ایسا ہے گویا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کو دیکھ لیا۔ شیخ جنیدؒ فرماتے تھے کہ راہیں سب خلق پر بند ہیں سوائے اس شخص کے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان قدم کی پیروی کی پس جس نے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور آپ کا طریقہ لازم پکڑا تو نیکیوں کی سب راہیں اس پر کھلی ہیں۔ شیخ جنیدؒ سے دوسری روایت اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب حاصل کرنے کی راہ سب خلق پر مسدود ہے۔ سوائے ان مومنوں کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے اور آپ کے طریقہ سنت کے تابع ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ "یعنی بے شک تمہارے واسطے نیک طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہے"

ہر قسم کی بدعت و بدعتیوں کی مذمت کے بیان میں

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔ (صحیحین)

ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں حوض کوثر پر تمہارا امیر منزل ہوں گا اور ضرور کچھ قوم میں آویں گی وہ مجھ تک پہنچنے سے پہلے ہی روک لی جاویں گی تو میں کہوں گا اے رب یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ تو مجھ سے کہا جائے گا کہ تجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے تیرے بعد کیا نیا طریقہ نکالا تھا یہ حدیث صحیحین میں ہے۔

معمرؒ کہتے ہیں کہ طاؤسؒ (تابعی) بیٹھے تھے اور ان کے پاس ان کا بیٹا بیٹھا تھا اتنے میں ایک شخص فرقہ معتزلہ میں سے آیا۔ اور ایک شرعی بات میں بداعتقادی کی گفتگو کرنے لگا۔ طاؤسؒ نے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں دے لیں۔ اور بیٹے سے کہا کہ اے فرزند تو بھی اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں دے لے تاکہ تو اس کی گفتگو کچھ نہ سنے۔ اس لئے کہ یہ دل ضعیف ہے۔ پھر کہا کہ اے فرزند خوب زور سے کان بند کر لے۔ پھر برابر یہی کہتے رہے۔ کہ اے فرزند خوب زور سے کان بند کئے رہنا یہاں تک کہ وہ معتزلی گمراہ اٹھ کر چلا گیا۔

چنانچہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے بدعتی کی توقیر کی تو اس نے اسلام کی بنیاد ڈھانے میں مدد دی۔ محمد بن الفضیر الجاریؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے بدعتی کی بات سننے کو کان لگائے تو اس سے حفاظت الٰہی نکال لی جاتی ہے اور وہ اپنے نفس کے بھروسے پر چھوڑا جاتا ہے۔ لیث بن سعدؒ فرماتے تھے کہ اگر میں بدعتی کو دیکھوں کہ پانی پر چلتا ہے تو بھی اسے قبول نہ کروں۔ امام شافعیؒ نے جب امام لیثؒ کا یہ کلام حکمت سنا تو فرمایا کہ امام لیثؒ نے پھر کم کہا اور میں تو اگر بدعتی کو دیکھوں کہ ہوا پر اڑتا پھرتا ہے تو بھی اس کو قبول نہ کروں۔ بشر الحافیؒ فرماتے تھے کہ میں نے مریسی (بدعتی پیشوا) کے مرنے کی خبر بیچ بازار میں سنی۔ اگر وہ مقام شہرت نہ ہوتا تو یہ موقع تھا کہ میں شکر کر کے اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کرتا کہ الحمد للہ الذی اماتہ یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے اس مفسد بدعتی کو موت دی اور تم لوگ بھی ایسا ہی کہا کرو۔

بعض مسائل جن میں بعض اہل حدیث حضرات بلا وجہ صراط مستقیم سے پھسلتے ہیں۔

اجماع:

علماء وفقہاء امت کا کسی مسئلہ میں متفق ہونا اجماع کہلاتا ہے۔ واضح رہے اجماع کا مرتبہ قرآن وسنت کے بعد ہے۔ اجماع کا تعلق ایسے نئے مسائل سے ہے جن کے اصول وقواعد قرآن وسنت میں ذکر ہوں۔ لیکن تفصیلات اور کیفیت کا تعین نہ ہو یا پھر ایک ہی مسئلہ کی کیفیت میں مختلف قسم کے نصوص وارد ہوں۔ اور ناسخ منسوخ کا تعین نہ ہو تو شواہد وقرائن کی روشنی میں علماء امت ایک جانب کو متعین کر دیتے ہیں۔ جیسے تکبیرات جنازہ کی تعداد میں اختلاف تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں چار تکبیروں پر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو گیا۔

(الف): اجماع کی حجیت قرآن وسنت سے ثابت ہے۔

ارشاد ربانی ہے وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (النساء ۱۱۵)

اور جو کوئی بعد اس کے کہ اس پر ہدایت کی راہ کھل چکی ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گا اور مومنین کے رستہ کے علاوہ کسی اور رستہ کی پیروی کرے گا، ہم اسے کرنے دیں گے جو کچھ وہ کرتا ہے اور پھر ہم اسے جہنم میں جھونکیں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

(ب): ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ......اِنَّ اللّٰہَ لَا یُجْمِعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَ یَدُاللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِی النَّارِ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں ہونے دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ جو جماعت سے نکل گیا وہ جہنم میں ڈال دیا گیا۔

(ج): ابن قیم فرماتے ہیں: و لم یزل ائمۃ الاسلام علی تقدیم الکتاب علی السنۃ والسنۃ علی الا جماع، وجعل الاجماع فی المرتبہ الثالثۃ

ہمیشہ سے تمام ائمہ اسلام کا یہی مذہب رہا ہے کہ قرآن کا درجہ سنت سے پہلے ہے۔ اور سنت کا مقام اجماع پر مقدم ہے اور اجماع تیسرے نمبر پر ہے۔

(د): خود علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں: والاجماع القطعی حجۃ و منکرہ کافر

کہ اجماع قطعی حجت اور دلیل ہے اور جو شخص اس کو حجت نہ مانے وہ کافر ہے: قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اور جو شخص رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گا بعد اس کے اس کو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا دینی راستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ ہو لیا تو ہم اس کو دنیا میں جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور آخرت میں اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور بری جگہ ہے جانے کی۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوْا عَلَيْهِ اِلَّا اُوْتُوا الْجَدَلَ (ابن ماجہ)

نہیں گمراہ ہوتی کوئی قوم ہدایت کے بعد مگر ان کو جھگڑے میں ڈال دیا جاتا ہے۔

پھر یہ مسائل صدر اول سے مختلف فیہ چلے آتے ہیں اور ان پر دور اول سے آج تک اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ مزید کچھ لکھنا محض اضاعت وقت معلوم ہوتا ہے۔

پھر اس سے بھی شرم آتی ہے کہ آدمی ایک ایسے پرفتن دور میں جبکہ اسلام کے قطعی و بنیادی مسائل میں تشکیک کا سلسلہ جاری ہے۔ اور قلوب سے ایمان ہی رخصت ہوتا جا رہا ہے۔

۴۔ قیاس (چوتھی بنیاد):

دو چیزوں میں ظاہری یا معنوی برابری کرنے کو قیاس کہتے ہیں وہ یوں کہ ایک نیا مسئلہ یا اس کی کوئی نئی صورت و کیفیت پیدا ہو جائے جس کا ذکر قرآن و سنت میں نہیں ہے البتہ اس کے مشابہ ایک اور مسئلہ مذکور ہے۔ تو اس نئے مسئلہ کو پھر سابقہ مسئلہ پر قیاس کر کے اس پر بھی وہ حکم لگائیں گے جیسا کہ نشہ آور مشروب یا کھانا تیار کیا گیا ہو تو اس کا تذکرہ قرآن و سنت میں نہیں ملے گا۔ البتہ شراب کی حرمت قرآن و سنت میں موجود ہے۔ چونکہ نشہ آور ہے۔ لہٰذا یہ مشروب بھی حرام ہے۔ کیونکہ نشہ آور چیز حرام ہے۔ گویا نئی نشہ آور چیز کو سابقہ نشہ آور چیز پر قیاس کر کے اس پر بھی وہی حکم لگا دیا گیا۔

۱۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ کسی نئے حکم کو ثابت کرنے کا نام قیاس نہیں بلکہ قرآن و سنت میں پہلے سے موجود حکم کو ظاہر کرنے کا نام قیاس ہے۔ حضرات فقہاؒ کی اصطلاح میں کہتے ہیں کہ قیاس مظہر حکم ہے۔ مثبت حکم نہیں ہے۔

۲۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ قیاس کا براہ راست تعلق قرآن و سنت سے ہے۔

۳۔ نیز معلوم ہوا کہ جو مسائل قرآن و سنت و اجماع سے ثابت ہیں ان میں قیاس نہیں چلتا۔

دلیل قرآنی

قرآن کریم میں قیاس کی طرف یوں اشارہ کیا گیا ہے کہ:

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ. الآیۃ (النساء ۵۹)

پھر اگر تم میں باہمی اختلاف ہو جائے کسی چیز میں تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا لیا کرو۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے لگے تو پوچھا "اگر کوئی فیصلہ کرنا پڑا تو کیسے کرو گے" حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔

اگر کتاب اللہ میں نہ ملا تو پھر؟ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کروں گا۔

اگر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ ملا تو پھر؟ اپنی رائے کے ساتھ اجتہاد کر کے فیصلہ کروں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ترتیب اور اس جواب سے خوش ہو کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا "تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندہ کو ایسی چیز کی توفیق دی جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں"۔ (ابوداؤد، ترمذی)

علم فقہ کا تعارف: دلائل شرعیہ کے مختصر ذکر کے بعد

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ سطور میں علم فقہ کا مختصر تعارف کرا دیا جائے۔ نیز فقہ حنفی کا انداز ترتیب و تدوین، فقہ حنفی کے علمی ماخذ اور امام ابو حنیفہؒ کا بلند پایہ علمی مقام واضح کیا جائے اس سے بہت سی غلط فہمیوں کو ختم کرنے میں مدد ملے گی۔ چونکہ بعض سطحی علم اور ظاہری انداز فکر رکھنے والے لوگ مختلف غلط فہمیوں کا شکار ہیں۔

گزشتہ صفحات سے معلوم ہو گیا کہ اہل السنت والجماعت کے نزدیک شرعی دلائل قرآن و سنت، اجماع و قیاس ہیں۔ مسلمان کی زندگی میں پیش

آنے والے مسائل اور احکام کو انہی دلائل کی روشنی میں مرتب و مدون کر دیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان دلائل کا ذکر بھی موجود ہے۔ اس مرتب و مدون مجموعہ کا نام علم فقہ ہے۔ فقہ کی تعریف سے اس امر کا بخوبی اندازہ ہو سکے گا۔

(ب): فقہ حنفی کا انداز ترتیب و تدوین

امام ابو حنیفہؒ اور دیگر فقہاء حنفیہؒ نے فقہ کی تدوین میں جس سنہری ترتیب کو بطور اصول پیش نظر رکھا ہے اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ: ''سب سے پہلے میں قرآن کریم کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ جو چیز قرآن کریم میں نہ ملے اس کو سنت سے اور ان آثار سے لیتا ہوں جو سند صحیح کے ساتھ منقول ہیں۔ اگر کتاب و سنت میں کوئی مسئلہ نہ ملے تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال کی طرف رجوع کرتا ہوں اور ان کے اقوال سے باہر نہیں جاتا۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد جب تابعین کی باری آتی ہے تو مجھے بھی اختیار ہے کہ میں اجتہاد کروں۔

کتاب ابو جعفر الی ابی حنیفہؒ

ویقول بلغنی انک تقدم القیاس علی الحدیث فرد علیه قائلا لیس الامر کما بلغک یا امیر المومنین انما اعمل اولا بکتاب اللہ ، ثم بسنة رسوله ثم باقضیة الخلفاء الاربعة ثم باقضیة بقیة الصحابة ثم اقیس بعد ذلک اذا اختلفوا۔

عباسی خلیفہ ابو جعفر نے امام ابو حنیفہؒ کو لکھا: ''مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ قیاس کو حدیث پر مقدم کرتے ہیں''۔ امام نے جواب میں لکھا: ''اے امیر المومنین آپ کو جو افواہ پہنچی ہے وہ حقیقت نہیں میں اولا کتاب اللہ پر عمل کرتا ہوں پھر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتا ہوں پھر خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کے فیصلوں کی طرف رجوع کرتا ہوں اگر پھر بھی مطلوبہ حکم نہ ملے تو بقیہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فیصلوں کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اس کے بعد والے مرحلے میں اگر اختلاف ہو تو پھر میں قیاس سے کام لیتا ہوں۔

فقہ حنفی کے علمی ماخذ:

کوفہ میں پندرہ سو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم تشریف لائے جن کے علوم کوفہ میں پھیلے۔ اس طرح کوفہ مرکز علوم کتاب و سنت بن گیا۔ ابن سعد نے طبقات میں جن مشہور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام ذکر کیے ہیں ان حضرات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، سعد بن زید رضی اللہ عنہ، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، براء بن عازب رضی اللہ عنہ، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ، خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ان سب حضرات کے علوم کوفہ اور گرد و نواح میں پھیلے جبکہ اہل کوفہ پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا علمی رنگ خوب چڑھا۔ کوفہ کے سات بڑے علماء فقہا آپ ہی کے شاگرد ہیں۔ جن میں حضرت علقمہ بن قیس نخعیؒ المتوفی ۶۲ھ سب سے نمایاں ہیں۔ حضرت علقمہ کے بعد یہ علمی قیادت حضرت ابراہیم نخعیؒ کے سپرد ہوئی۔ جنہیں علماء و فقہاء کوفہ کی زبان کا لقب دیا گیا۔ حضرت ابراہیمؒ کے بعد حضرت حمادؒ اس منصب پر فائز ہوئے۔ تا آنکہ ۱۵۰ھ میں امام ابو حنیفہؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مرکز کو سنبھالا۔

کوفہ کے اہم علمی مرکز ہونے کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ کہ امام حاکم نے اپنی کتاب ''معرفۃ الحدیث'' میں مشہور علماء و تابعین و تبع تابعین کا ذکر کیا ہے جو اس قابل ہیں کہ مشرق و مغرب سے آ کر ان سے علوم حدیث کو پڑھا جائے۔ اس میں مدینہ منورہ کے ۴۰ مکہ مکرمہ کے ۱۲ اور کوفہ کے ۲۰۱ علماء کا ذکر کیا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا علمی مقام:

ا۔ گذشتہ سطور سے کوفہ کے علمی مرکزیت واضح ہوئی نیز کہ اس میں کس قدر جلیل القدر علماء موجود تھے۔ امام بخاریؒ کے استاد یحییٰ بن آدم کہتے ہیں کہ: ''امام ابو حنیفہؒ نے اپنے شہر کے علوم حدیث کا پورا ذخیرہ جمع کر لیا تھا۔ اور اس میں آپ کی مخصوص توجہ ان احادیث کی طرف ہوتی تھی۔ جن کا تعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زندگی سے ہوتا۔

(ج) امام ابو حنیفہؒ نے صرف اہل کوفہ کے علم پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علماء سے بھی استفادہ کیا۔ خصوصاً سفر ہائے حج کے دوران واضح رہے کہ آپ نے زندگی میں ۵۵ دفعہ حج کیا۔

(د) یہی وجہ ہے کہ علامہ صالحیؒ نے عقود الجمان میں اور ابن حجرؒ نے ''الخیرات الحسان'' میں ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے اساتذہ کو شمار کیا گیا تو ان کی تعداد چار ہزار تک پہنچ گئی۔

امام عبدالعزیز بن ابی روادؒ (م ۱۵۹ھ)

(ص) جو شخص امام ابو حنیفہؒ سے محبت رکھے وہ سنی ہے۔ اور جو ان سے بغض رکھے وہ بدعتی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: ''ہمارے پاس لوگوں کے جانچنے کے لئے ابو حنیفہؒ معیار ہیں جو ان سے محبت اور دوستی رکھے وہ اہل سنت میں سے ہے۔ اور جو ان سے بغض رکھے۔ ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بدعتی ہے۔ (الخیرات الحسان ص ۳۲)

امام حفص بن غیاثؒ (م ۱۹۵ھ)

حضرت امام ابو حنیفہ کا کلام بال سے زیادہ باریک ہے۔ اور اس میں عیب چینی صرف جاہل ہی کر سکتا ہے۔ (مناقب ذہبی ص ۲۰)

امام سفیان بن عیینہ (م ۱۹۵ھ)

میری آنکھوں نے ابو حنیفہ جیسا شخص نہیں دیکھا۔

علی بن عاصم الواسطی (م ۲۰۱ھ)

اگر امام ابو حنیفہ کی عقل کا نصف اہل زمین کی عقل سے موازنہ کیا جائے تب بھی حضرت امام کا پلہ بھاری رہے گا۔

(مناقب ذہبی ص ۲۳) امام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد غزالی شافعی (م ۵۰۵)

اللہ کی قسم! جو طالب غالب مدرک مہلک ضار اور نافع ہے اور جس کے سوا کوئی معبود نہیں میرا عقیدہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے معانی فقہ کے حقائق میں سب سے زیادہ غوطہ زن ہیں۔"

دوسری جگہ مشہور اہل حدیث عالم حضرت مولانا حافظ محمد عبدالمنان وزیر آبادی کے حالات میں لکھتے ہیں:

"آپ ائمہ دین کا بہت ادب کرتے تھے چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ائمہ دین اور خصوصاً امام ابو حنیفہ کی بے ادبی کرتا ہے اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔" (تاریخ اہل حدیث ص ۴۳۷)

امام ابو حنیفہ کی علمی وفقہی مجلس مشاورت

اس عظیم مجلس مشاورت کی تفصیلات ڈاکٹر سباعی نے السنۃ میں ابو زہرہ نے کتاب ابو حنیفہ میں اور ڈاکٹر مصطفیٰ نے الائمۃ الاربعہ میں بیان کی ہیں۔ مختصر آیہ کہ امام ابو حنیفہ نے تدوین فقہ میں اپنے ذاتی علوم پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ چالیس چوٹی کے علماء پر مشتمل ایک مجلس قائم کی جس میں ہر ہر مسئلہ پر تفصیلی گفتگو ہوتی۔ اور پھر آخر میں جو حکم دلائل سے ثابت ہو جاتا اس کو لکھا جاتا۔ حتٰی کہ کبھی ایک مسئلہ پر تین تین دن بحث وتمحیص ہوتی رہتی۔ نیز اس قدر احتیاط تھی کہ اگر ایک رکن بھی موجود نہ ہوتا تو اس کا انتظار کیا جاتا۔ اور اس سے مشورہ کر کے مسئلہ کو آخری شکل دی جاتی۔ اس مجلس میں اس دور کے بڑے بڑے مفسرین، محدثین وفقہا شامل تھے۔

آخر میں اس جملہ پر ہم اس موضوع کو مکمل کرتے ہیں کہ "جس فقہ حنفی کی بنیاد قرآن وسنت اجماع وقیاس ہوں جس کی تدوین میں ایسے جلیل القدر علماء شامل ہوں ہر ہر مسئلہ میں اس قدر غور وخوض واحتیاط سے کام لیا گیا ہو۔ اور خیر القرون میں جس کی تدوین مکمل ہوئی ہو۔ جسے اللہ رب العزت نے مشرق ومغرب عرب وعجم میں شرف قبولیت سے نوازا ہو۔ وہ اپنی افادیت اور بقاء میں کسی تصدیق وتحسین کسی حمد وثناء کی محتاج نہیں اور نہ ہی کسی کی تائید یا تردید سے اس کے جمال میں کچھ فرق آئے گا۔

اجتہاد کہتے ہیں کہ کسی چیز کی تلاش میں اپنی پوری طاقت خرچ کرنا اور اس سے مراد یہ ہے کہ کسی مسئلہ کو قیاس کے واسطہ سے کتاب وسنت کی طرف لوٹانا۔

امام غزالی اصطلاحی تعریف کرتے ہیں کہ: الاجتهاد بذل المجتهد وسعه فی طلب العلم باحكام الشريعة

احکام شریعہ کا علم حاصل کرنے کے لیے مجتہد کا اپنی توانائیوں کو صرف کرنا اجتہاد کہلاتا ہے۔

(۱) عوام کو تقلید کا حکم

جو شخص عالم نہیں اسے چاہیے کہ عالم سے پوچھ لیا کرے۔ جو شخص مجتہد نہیں یقیناً اسے مجتہد سے پوچھ کر عمل کرنا چاہئے۔ ارشاد ربانی ہے:

دلیل نمبر ۱: فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل ۴۳)

اگر تم خود نہیں جانتے تو ان لوگوں سے پوچھ لیا کرو جو جانتے ہیں۔

علامہ آمدیؒ الاحکام میں فرماتے ہیں: "یہ خطاب ہر مکلّف کو ہے۔ لہٰذا جو چیز بھی کسی کو معلوم نہ ہو۔ وہ دوسرے سے سوال کرے

ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ "علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیت سے مراد عوام ہیں"۔

علامہ ابن تیمیہؒ کا ارشاد:

جمہور علماء امۃ کا یہی مسلک ہے کہ اجتہاد اور تقلید اپنی جگہ جائز ہے۔ ہر شخص پر اجتہاد واجب اور تقلید حرام نہیں۔ اور ہر شخص پر تقلید واجب اور اجتہاد حرام نہیں۔ بلکہ جو شخص اجتہاد کا اہل ہے اس کے لیے اجتہاد جائز ہے اور جو شخص اجتہاد کا اہل نہیں۔ اس کے لیے تقلید جائز ہے۔ اب یہ کہ جو شخص اجتہاد کا اہل ہے وہ تقلید کر سکتا ہے یا نہیں۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ صحیح مسلک یہی ہے کہ اس کے لیے بھی تقلید جائز ہے۔ چونکہ عملاً اس نے اجتہاد نہیں کیا۔ یا تو اس لیے کہ متعلقہ مسئلہ میں وارد شدہ دلائل برابر ہیں یا قلت وقت کی وجہ سے وہ اجتہاد نہ کر سکا۔ یا اس کو ایک مسئلہ میں خاص دلیل نہیں ملی۔ بہرحال جب وہ عملاً اجتہاد سے عاجز ہو۔ تو جو چیز اس پر واجب تھی۔ (اجتہاد) وہ ساقط ہو گئی۔ اور اب وہ اس کے متبادل پر عمل کرے گا۔ اور وہ تقلید ہے۔ جیسے کہ کوئی شخص پانی کے ساتھ وضو کرنے سے عاجز ہو جائے تو تیمم کرے۔ (فتاویٰ ج ۲۰ ص ۲۰۳)

شاہ ولی اللہ کا ارشاد:

حضرت شاہ صاحبؒ عقد الجید میں فرماتے ہیں کہ تقلید دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک واجب ہے اور دوسری حرام ہے۔

تقلید واجب یہ ہے کہ جو شخص کتاب وسنت کے علوم سے واقف نہیں۔ وہ نہ تو خود مسائل کا حکم تلاش کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی استنباط کر سکتا ہے۔ ایسے شخص کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ کسی فقیہ سے پوچھ لے کہ اس مسئلہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تعلیمات ہیں؟ اور پھر اس پر عمل کرے۔ چاہے یہ مسئلہ کسی نص میں صراحۃً مذکور ہو یا استنباط شدہ ہو۔ یا کسی منصوص حکم پر قیاس کیا گیا ہو۔ اس طرح درحقیقت وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر ہی عمل پیرا ہے۔

اور اس کیفیت کے صحیح ہونے پر ہر صدی کے علماء کا اتفاق ہے۔اور اس تقلید کی صحیح علامت یہ ہے کہ مجتہد کے قول پر عمل کرنا مشروط ہے۔اس شرط کے ساتھ کہ وہ سنت کے مطابق ہو اس لیے اگر کہیں یہ مسئلہ سنت کے خلاف نکل جائے تو سنت پر عمل کیا جائے گا۔اور حضرات ائمہ نے اس کا حکم دیا ہے۔

اور تقلید حرام یہ ہے کہ مجتہد کا یہ سمجھنا کہ وہ ایسے مقام پر فائز ہے کہ غلطی کر ہی نہیں سکتا حتی کہ اگر کوئی صحیح حدیث اس کے مخالف ہو تو پھر بھی مجتہد کی بات کو نہ چھوڑے۔

علامہ وحید الزمانؒ کا ارشاد:

علامہ موصوف بھی عوام کے لیے نفس تقلید کو لازمی قرار دیتے ہیں ہاں اگر کسی مسئلہ میں نصوص کی مخالفت لازم آتی ہو۔تو ایسے موقع پر عمل نہ کرے۔وہ لکھتے ہیں

و لا بد للعامی من تقلید مجتهد او مفتی.

کہ عام آدمی (غیر مجتہد) کے لیے کسی مجتہد یا بڑے عالم کی تقلید ضروری ہے۔

خلاصہ کلام: گذشتہ سطور میں دلائل شرعیہ کی روشنی میں اجتہاد و تقلید کی حقیقت واضح ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱۔اجتہاد کرنا دلائل شریعت سے ثابت ہے۔

۲۔جس شخص میں اجتہاد کی شرائط موجود ہوں وہی اجتہاد کا اہل ہے۔

۳۔جو شخص قرآن وسنت سے ناواقف ہے وہ لازماً مجتہدین پر اعتماد کر کے ان کی تقلید کرے۔

عام علماء اور عوام کو مجتہدین کی تقلید سے روکنا معتزلہ کا مذہب ہے۔

۱۔مولانا محمد حسین صاحب بٹالویؒ کا پچیس سالہ تجربہ:

(مشہور غیر مقلد عالم)

پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں کفر ارتداد وفسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دیندار کے بے دین ہو جانے کے لیے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے گروہ اہل حدیث جو بے علم یا کم علم ہو کر تقلید کے مدعی ہیں وہ ان نتائج سے ڈریں۔اس گروہ کے عوام آزاد اور خود مختار ہوتے جا رہے ہیں (اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ جلد نمبر ۱۱ مطبوعہ ۱۸۸۸)

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ کا بے باک تجزیہ:

ایک دفعہ امام غزالیؒ زائد بن احمد کی مجلس میں حاضر ہوئے۔تو یہ حدیث سنی۔

"مِنْ حُسْنِ اسْلَامِ الْمَرءِ تَرْکُهُ مَا لَا یَعْنِیْهِ"

اور فرمایا کہ فی الحال یہی کافی ہے کہ اس پر عمل کر کے مزید سنوں گا۔ نواب صدیق حسن خان اس واقعہ کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ یہ تو عقل مندوں کا حال تھا۔جب کہ آج کل جاہلوں کا ایک گروہ ہے جس کی حدیث دانی کا بیشتر حصہ اس سے عبارت ہے کہ حضرات محدثین و مجتہدین کے اختلافی مسائل میں سے عبادات پر زیادہ زور دیتے ہیں۔لیکن روزمرہ زندگی کے معاملات کو یکسر نظر انداز کیے ہوئے ہیں۔ان کی اتباع کا دار و مدار ان اختلافی مسائل کو ہوا دینے پر ہے۔اس لیے یہ لوگ اہل حدیث کے صحیح راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں۔انہیں معاملات سے متعلق احادیث کا کچھ فہم نہیں۔

۵۔اہل حدیث حضرات کی جانب سے کہا جاتا ہے کہ چونکہ تقلید کا رواج کئی صدیوں بعد ہوا ہے اس لیے وہ بدعت ہے مگر تقلید کو بدعت کہنا ان کی غلطی ہے۔اس لیے کہ اول تو اس سے یہ لازم آئے گا۔کہ ان اہل حدیث حضرات کے سوا جن کا وجود تیرھویں صدی میں بھی نہیں تھا..........
باقی پوری امت محمدیہ گمراہ ہو گئی۔نعوذ باللہ اور یہ ٹھیک وہی نظریہ ہے جو شیعہ مذہب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں پیش کرتا ہے اور چونکہ اسلام قیامت تک کے لیے آیا ہے اس لیے پوری امت کا ایک لمحہ کے لیے بھی گمراہی پر متفق ہونا باطل ہے۔

اہل حدیث حضرات کے نظریاتی اختلاف کا دوسرا نقطہ یہ ہے کہ یہ حضرات بعض اوقات شوق اجتہاد میں "اجماع امت" سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔یہاں اس کی دو مثالیں عرض کرتا ہوں۔

اوّل: آپ کو معلوم ہو گا کہ بیس تراویح کا دستور مسلمانوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے آج تک چلا آ رہا ہے۔اور چاروں ائمہ دین بھی اس بات پر متفق ہیں لیکن اہل حدیث حضرات اس کو بلا تکلف بدعت کہہ دیتے ہیں۔اور اس مسئلہ میں میں نے بعض حضرات کو اپنے کانوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ناروا الفاظ کہتے ہوئے سنا ہے۔

دوسرا مسئلہ: تین طلاق بلفظ واحد کا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک لفظ یا ایک مجلس میں تین طلاق دے ڈالے تو تین ہی طلاقیں شمار ہوں گی۔یہ فتویٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔اور تمام صحابہ وتابعین نے اس فتویٰ کو قبول کیا تھا۔مجھے کسی صحابی وتابعی کا علم نہیں جس نے اس فتوے سے اختلاف کیا ہو۔ یہی مذہب ائمہ اربعہ کا ہے۔(جن کے اتفاق کو میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے حوالے سے اجماع امت کی علامت بتا چکا ہوں۔لیکن اہل حدیث حضرات بڑی جراءت سے ایسی تین طلاقوں کے ایک ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں۔

قاضی عبدالواحد صاحب خانپوری (مشہور غیر مقلد عالم)

پس اس زمانے میں چھوٹے اہل حدیث مبتدعین مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ماجاء الرسول سے جاہل ہیں۔وہ صفت میں وارث اور خلیفہ

ہوتے۔شیعہ وروافض کے یعنی جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفرونفاق کے تھے۔اور مدخل ملاحدہ وزنادقہ کا تھے۔اسلام کی طرف اس طرح یہ جاہل بدعتی اہل حدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں۔ ملاحدہ زنادقہ منافقین کے بعینہ مثل شیعوں کے .... مقصود یہ ہے کہ رافضیوں میں ملاحدہ تشیع ظاہر کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حسنین رضی اللہ عنہما کے غلو کے ساتھ تعریف کر کے سلف کو ظالم کہہ کر گالی دیں۔اور پھر جس قدر الحاد وزندقہ پھیلائیں۔کچھ پرواہ نہیں۔اس طرح ان جہال بدعتی کاذب اہل حدیث میں ایک دفعہ رفع یدین کر کے تقلید کا رد کر لے اور سلف کی ہتک کرے۔مثل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جن کی امامت فی الفقہ اجماع امت کے ساتھ ثابت ہے۔اور پھر جس قدر کفر بدعتی اور الحاد اور زندیقیت ان میں پھیلا دے بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں۔اور ایک ذرہ چیں بجبیں بھی نہیں ہوتے اگر چہ علماء وفقہا اہل سنت ہزار دفعہ ان کو متنبہ کریں۔ہرگز نہیں سنتے

سبحان اللہ ما شبه اللیلة با لبارحة

اور سراس کا یہ ہے کہ وہ مذہب وعقائد اہل السنۃ والجماعت سے نکل کر اتباع سلف سے مستنکف ومتکبر ہو گئے۔

(قاضی عبدالواحد اظہار کفر ثناء اللہ بجمیع اصول آمنت باللہ ص ۲۶۲)

(ب) ارشاد نبوی ہے: هُوَ الطُّهُوْرُ مَاءُهٗ (ترمذی)

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سمندر کے پانی کی بابت پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سمندر کا پانی پاک ہے۔

ناپاک پانی: اس سے مراد وہ پانی ہے جو اپنی طبعی حالت پر نہ ہو۔ بلکہ اس کا رنگ ذائقہ یا بو بدل گئی ہو۔اور اس پر علماء کا اجماع ہے علامہ شوکانی لکھتے ہیں۔

الاجماع علی ان المغیر بالنجا سة ریحاً اولونا او طعما نجس (نیل الاوطار ج۱ص ۳۵)

نجاست کی وجہ سے جس پانی کی بورنگ یا ذائقہ بدل جائے اس کے ناپاک ہونے پر امت کا اجماع ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذی کی بابت پوچھا۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مذی نکلے تو وضو کافی ہے اور منی نکلے تو غسل کرنا ہوگا۔

حضرت معاذہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ”کیا سبب ہے کہ حائضہ عورت روزہ قضا کرتی ہے نماز نہیں“۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”کیا تم حروریہ ہو؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں لیکن میں مسئلہ کی وضاحت چاہتی ہوں۔آپ نے فرمایا جب ہماری یہ حالت ہوتی تو بس ہمیں روزہ قضا کرنے کا حکم دیا جاتا تھا نماز کی قضا کا نہیں۔“

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم حضرات تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور ان کے بعد تمام علماء کا اجماع ہے کہ ”نفاس والی عورتیں چالیس دن کی نماز چھوڑ دیں گی۔البتہ جو عورت اس مدت سے پہلے ہی طہر محسوس کرے وہ غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے۔

وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ (مسلم وجوب غسل الرجلین)

ایسی خشک ایڑیوں کے لیے ہلاکت ہو آگ سے..........

جب ایڑیاں خشک رہ جانے پر اتنی سخت وعید آئی ہے تو جرابوں پر مسح کرنے سے پورا پاؤں خشک رہ جاتا ہے۔

اور خود غیر مقلد عالم مولانا ابوسعد شرف الدین بھی معترف ہیں کہ ”یہ (جرابوں پر مسح) نہ قرآن سے ثابت ہوا نہ حدیث مرفوع صحیح سے نہ اجماع نہ قیاس صحیح سے نہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے فعل سے اور اس کے دلائل سے اور غسل رجلین (پاؤں دھونا) نص قرآنی سے ثابت ہے لہٰذا خف چرمی (موزہ) کے سوا جراب پر مسح کرنا ثابت نہیں۔(ثناء اللہ امرتسری) (فتاویٰ ثنائیہ ج۱ص ۴۲۳)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مؤذن بارگاہ رسالت نے ظہر کی اذان دینی چاہی۔تو ارشاد نبوی ہوا کہ موسم کو ٹھنڈا ہونے دو ٹھنڈا ہونے دو یا فرمایا کہ مزید انتظار کرو۔مزید انتظار کرو۔چونکہ گرمی کی شدت جہنم کے اثرات میں سے ہے لہٰذا جب گرمی شدت اختیار کر جائے تو موسم ٹھنڈا ہونے پر نماز پڑھا کرو۔(یونہی ہم نماز کو مؤخر کرتے رہے) تا آنکہ ہمیں ٹیلوں کے سائے بھی نظر آنے لگے۔(بخاری باب ابراد الظہر فی شدۃ الحر)

اذان واقامت کے کلمات

ایک روایت میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلی حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ صاحب واقعہ سے نقل کرتے ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اذان واقامت دونوں میں دو،دو مرتبہ الفاظ تھے۔(ترمذی ص ۲۷ ج۱)

امانی الاحبار شرح معانی الاثار (ص ۲۲۵۔جلد۲) میں مصنفہ ابن ابی شیبہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ ہوتے ہیں۔اور اقامت کے بھی۔اور آپ ایک موذن کے پاس آئے۔جو ایک ایک مرتبہ اقامت کے کلمات کہتا تھا۔تو آپ نے فرمایا کہ تو نے اس کو دو دو مرتبہ کیوں نہ کہا۔تیری ماں نہ رہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اگر مجھے امت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا خدشہ نہ ہوتا تو میں ضرور حکم دیتا کہ نماز عشاء کو رات کے ایک تہائی یا نصف حصہ تک مؤخر کیا کریں۔(حسن صحیح) ترمذی: تاخیر صلوٰۃ العشاء

ا۔خود مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں

صحیح مسنون طریقہ نماز کا وہی ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بالدوام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں زیادہ فرمانبردار تم میں زیادہ اجر والی ہیں۔(الدیلمی)

ثابت ہوا ہے۔ یعنی بدن پر کپڑے اور سر ڈھکا ہوا ہو۔ پگڑی سے یا ٹوپی سے۔
ثناء اللہ امرتسری: فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۵۲۵ (ترمذی۔ ماجاء فی وضع الیمین علی الشمال)

حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ کے والد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھاتے وقت اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑا کرتے تھے۔ (ابوداؤد وضع الیمنی علی الیسریٰ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ نماز میں ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر ناف کے نیچے باندھا جائے۔ (ابوداؤد رفع الیدین فی الصلوٰۃ)

حضرت عاصم بن کلیب فرماتے ہیں کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں ہاتھ کو اس طرح رکھا کہ بائیں ہاتھ کی پشت اور گٹے اور کلائی پر تھا۔ (جوہر النقی۔ باب وضع الیدین علی الصدر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تین چیزیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق نبوت میں سے ہیں۔
۱۔ وقت ہونے پر جلدی افطار کر لینا۔ ۲۔ سحری آخری وقت میں کھانا۔
۳۔ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھنا۔
(ترمذی ماجاء فی ترک الجہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمہور صحابہ کا عمل بھی یہی تھا۔ جن میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ بھی ہیں۔ اور ان کے بعد تابعین کا مسلک بھی یہی تھا۔ سفیان ثوری، ابن المبارک، امام احمد، اسحاق یہ سب کے سب تسمیہ اونچی پڑھنے کے قائل نہ تھے۔ بلکہ کہتے تھے کہ تسمیہ آہستہ پڑھی جائے۔ (جامع المسانید ج ۱ ص ۳۴۷)

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھا کرتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۸۰)

حضرت بشیر بن جابر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تو انہوں نے محسوس کیا کہ بعض لوگ امام کے ساتھ پڑھتے ہیں نماز کے بعد آپ نے ایسے لوگوں کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا کہ 'اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو۔ اور خاموش رہو۔ اس کے باوجود تم اس بات کو نہیں سمجھتے۔ کیا اب بھی تمہارے سمجھنے کا وقت نہیں آیا۔

اس تفصیل سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ یہ آیت نماز کے بارہ میں نازل ہوئی۔ لہٰذا جب امام قرآن پڑھ رہا ہو۔ تو مقتدی خاموش رہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کا امام کا مقصد ہی یہ ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔ اور اس کی اقتداء یہ ہے کہ جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ اور جب وہ پڑھنے لگے تو تم خاموش ہو جاؤ۔ اور جب وہ **غیر المغضوب علیھم و لاالضالین** کہے تو تم آمین کہو۔ جب وہ رکوع کرے۔ تو تم بھی رکوع کرو۔

امام مسلمؒ کے شاگرد ابوبکر نے امام مسلم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی بابت پوچھا تو امام نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ یعنی جس میں وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا کا جملہ آیا ہے وہ میرے نزدیک صحیح ہے۔
(مسلم شریف) (صحیح مسلم شریف التسمیع والتامین)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قرآن پڑھنے والا **غیر المغضوب علیھم والضالین** کہے اور اس کے مقتدی آمین کہیں۔ تو جس کی آمین آسمان والوں کی آمین سے موافق ہوگی اس کے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قراءت کیا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے مجھ پر قراءت گڑبڑ کر دی۔ (مجمع الزوائد ص ۱۱۰ ج ۲)

۲۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "امام اسی لئے تو مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش ہو جاؤ اور جب وہ **غیر المغضوب علیھم و لاالضالین** کہے تو تم آمین کہو۔ الخ (نسائی ص ۱۴۶ ج ۱، ابوداؤد ص ۵۹ ج ۱، ابن ماجہ ص ۶۱)

امام احمدؒ نے فرمایا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ و تابعین ہیں۔ یہ اہل حجاز میں امام مالک ہیں۔ اور یہ اہل اعراق میں امام ثوری ہیں۔ یہ اہل شام میں امام اوزاعیؒ ہیں اور یہ اہل مصر میں امام لیثؒ ہیں۔ ان میں سے کسی نے یہ فتویٰ نہیں دیا کہ جب امام قراءت کرے اور مقتدی قراءت نہ کرے تو مقتدی کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔
(المغنی ص ۵۶۴ ج ۱ مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۲۷۸)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فتویٰ دیا کرتے تھے کہ جو شخص جماعت کو رکوع کی حالت میں پائے وہ تکبیر کہہ کر رکوع کر لے تو اس نے اس رکعت کو پالیا۔ البتہ اگر وہ سجدہ کی حالت میں شریک ہو تو اس کی یہ رکعت شمار نہیں ہوگی۔

مقتدی بالکل قراءت نہ کرے:

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَاَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْاِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْاِمَامِ فِيْ شَيْءٍ (صحیح مسلم سجود التلاوۃ)

حضرت عطاء بن یسار نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ امام کے ساتھ ساتھ مقتدی کو بھی قراءت کرنی چاہئے یا نہیں تو صحابی رسول

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ بیٹیوں کے صابر طالب ثواب باپ کو پسند کرتا ہے۔ (الجامع)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ کسی نماز میں بھی مقتدی کو امام کے ساتھ قراءت نہیں کرنی چاہئے۔

مَنْ قَالَ لَا يَقْرَءَ خَلْفَ الْإِمَامِ (سنن بیہقی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص امام کی اقتداء میں نماز پڑھے اس کے لئے امام کی قراءت کافی ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہی قول صحیح ہے۔

نوٹ: آجکل کچھ لوگ فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں بہت مبالغہ آرائی سے کام لے رہے ہیں اور یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے پاس امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ لہٰذا اس مسئلے کو قدرے تفصیل سے بیان کر دیا اور مخالفین کے اہم دلائل کا تجزیہ بھی کر دیا تا کہ انصاف پسند طبائع اصل حقیقت حال کا اندازہ کر سکیں۔

(مسلم: النہی عن مبادرۃ الامام بالتکبیر وغیرہ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تعلیم دیتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں امام سے جلدی نہ کرو جب وہ تکبیر کہے پھر تم تکبیر کہو اور جب وہ ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لک الحمد کہو''

کتاب مصنفہ عبدالرزاق میں ہے

عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے مشائخ نے بتایا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ جو شخص امام کے پیچھے قراءت کرے اس کی نماز نہیں اور موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ وعثمان رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قرات کرنے سے منع کیا کرتے تھے۔

(ص ۱۳۹ ج ۱)

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما امام کے پیچھے قراءت کرنے سے منع کیا کرتے تھے۔ (ص ۱۴۰ ج ۲)

محمد بن عجلان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص امام کے ساتھ قرات کرے وہ فطرت پر نہیں۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کا منہ مٹی سے بھرا جائے۔ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے قرات کرتا ہے میرا جی چاہتا ہے کہ اس کے منہ میں پتھر ہو۔ (ص ۱۳۸ ج ۲)

مسئلہ آمین

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (الاعراف ۵۵)

اللہ سے دعا کرو گڑگڑا کر اور خفیہ وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اس آیت کی ذیل میں ابن کثیر نقل فرماتے ہیں۔

قرآن کریم کی کسی ایک آیت سے بھی اونچی آمین کا ثبوت نہیں ملتا۔
کسی صحیح حدیث میں اونچی آمین کہنے کا حکم نہیں دیا گیا۔
اونچی آمین کی بابت جو روایات بیان کی جاتی ہیں سب ضعیف ہیں۔

(جامع المسانید ص ۳۵۵)

رفع یدین کا مسئلہ

حضرت علقمہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھاؤں؟ پھر آپ نے نماز پڑھائی۔ پس پہلی مرتبہ کے سوا رفع یدین نہیں کیا۔

(ترمذی ص ۳۵ ج ۱، نسائی ص ۱۶۱ ج ۱، ابوداؤد ص ۱۰۹ ج ۱)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس گھر سے باہر تشریف لائے تو فرمایا کیا بات ہے تمہیں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں گویا وہ بدکے ہوئے گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ نماز میں سکون اختیار کرو۔ (صحیح مسلم ص ۱۸۸ جلد ا سنن نسائی ص ۱۷۶ ج ۱، ابوداؤد ص ۱۴۳ ج ۱)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو کانوں کے قریب تک ہاتھ اٹھاتے اس کے بعد نہیں اٹھاتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ پھر نماز سے فارغ ہونے تک رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(ابوداؤد ص ۱۰۹ ج ۱، مصنفہ عبدالرزاق ص ۷۰ ج ۲، طحاوی ۱۱۰ ج ۱ مصنفہ ابن ابی شیبہ ص ۲۳۶ ج ۱)

حضرت اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں وہ نماز کے شروع کے علاوہ کسی جگہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

حضرت اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

۱۔ مشہور غیر مقلد عالم سید نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں علماء حقانی پر پوشیدہ نہیں کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے میں لڑنا جھگڑنا تعصب اور جہالت سے خالی نہیں ہے۔ کیونکہ مختلف اوقات میں رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں۔ اور دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں۔ آگے دلائل کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ قصہ مختصر کہ رفع یدین کا ثبوت اور عدم ثبوت دونوں مروی ہیں۔

(فتاوی نذیریہ ج ا ص ۱۴۱، ۱۴۳)

رکعات وتر

امام ابوحنیفہؒ امام محمد باقرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء اور فجر کے مابین تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ آٹھ نفل

تین رکعت وتر اور دو رکعت سنت فجر (موطا امام محمد ص ۱۴۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وتر کی تین رکعتیں ہیں جیسے نماز مغرب کی تین رکعتیں ہیں۔
(مجمع الزوائد ص ۲۴۲ ج ۲)

ابو الزناد فرماتے ہیں کہ خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیزؒ نے فقہا کے قول کے مطابق فیصلہ کیا تھا کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں جن کے صرف آخر میں سلام پھیرا جاتا ہے۔ (طحاوی ص ۱۴۵ ج ۱)

حضرت عمرؓ کے حکم سے تراویح کی باقاعدہ جماعت کا اہتمام شروع ہوا۔ (موطاء امام مالک ص ۴۰)

حضرت حافظ موفق ابن قدامہ المغنی ص ۱۶۷ ج ۲ میں حضرت عمرؓ کے ان آثار کو نقل کر کے لکھتے ہیں

وَ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهُ اَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً و هذا كالا جماع

اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو رمضان میں بیس تراویح پڑھانے کا حکم فرمایا اور یہ بمنزلہ اجماع کے ہے۔

چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے تعامل کو "کالا جماع" تصور کرتے ہوئے ائمہ اربعہ تراویح کی بیس رکعت پر متفق ہیں اور ائمہ اربعہ کا کسی مسئلے پر اتفاق بجائے خود اجماع کی دلیل ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھا کرتے تھے اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔ (نصب الرایہ ص ۱۲۴ ج ۲)

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اپنی والدہ ام عبد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بھیجا۔ وہ امہات المؤمنین کے پاس رات رہیں۔ پھر انہوں نے مجھے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے پہلے قنوت پڑھی تھی۔ (ابن ابی شیبہ ص ۳۰۲ ج ۲)

نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ

امام مالک سعید مقبری سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ابو ہریرہؓ سے پوچھا کہ جنازہ کی نماز کیسے پڑھی جاتی ہے۔ انہوں نے فرمایا بخدا! میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ میں جنازہ کے گھر سے اس کے ساتھ ہو لیتا ہوں۔ جب جنازہ نماز کے لئے رکھا جائے تو میں تکبیر کہہ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں۔ پھر یہ دعا پڑھتا ہوں (موطا امام مالک ص ۷۹)

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہمارا اس پر عمل ہے۔ جنازہ میں قرات نہیں اور یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔

ا۔ امام طحاویؒ نے "باب التکبیر علی الجنائز" میں حضرت ابراہیم نخعی کی روایت سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تکبیرات جنازہ میں اختلاف تھا۔ حضرت عمرؓ نے انہیں کسی ایک صورت پر متفق کرنے کے لئے مشورہ فرمایا۔ پس ان سب کا اس پر اتفاق ہوا کہ جنازہ کی تکبیریں اتنی ہوں جتنی عیدین کی نماز میں ہیں یعنی چار۔
(التمہید ج ۹ ص ۲۲۶)

حضرت حسنؓ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بابت فرماتے ہیں کہ ان میں رفع یدین کے قائلین ان صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی کوئی اعتراض نہیں کرتے تھے جنہوں نے رفع یدین کو چھوڑ دیا تھا اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رفع یدین کرنا کوئی ضروری نہیں ہے۔

اب اس مسئلہ پر شدت اختیار کرنا اور رفع یدین نہ کرنے والوں پر اعتراض کرنا اب حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی اعتراض کرنا ہے۔ نیز جب حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم بھی رفع یدین نہ کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم پر کوئی اعتراض نہیں کرتے تھے تو آج کے دور میں جو شخص بھی رفع یدین نہ کرنے والوں پر اعتراض کرے گا وہ حضرات صحابہ کے طریقے سے ہٹا ہوا ہے۔ (ترمذی ماجاء فی التسبیح فی الرکوع)

حضرت حذیفہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی آپ رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کہتے تھے۔
(مسلم: صفۃ الجلوس فی الصلاۃ)

فرض نماز کے بعد دعا کا ثبوت

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کے لئے بیٹھتے تو دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھتے اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے اور اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور انگوٹھے کو درمیانی انگلی سے ملا لیتے۔

(ا) حافظ عبداللہ روپڑی صاحب فرماتے ہیں: "فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر جو دعا مانگی جاتی ہے وہ شرعاً درست ہے۔
(عبداللہ روپڑی: فتاویٰ اہل حدیث ج ۲ ص ۱۹۰)

(ب) نیز میاں نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں: "صاحب فہم پر مخفی نہیں کہ بعد نماز فرائض کے ہاتھ اٹھا کر کے دعا مانگنا جائز مستحب ہے۔ اور زید مخطی ہے (جو اس کو بدعت کہتا ہے)

(ج) مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: "بعد نماز کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بعض روایات میں ثابت ہے۔

(ثناء اللہ امرتسری: فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ص ۵۲۷، مجمع الزوائد ج ۱۰ص ۱۶۹)

حضرت محمد بن ابی یحییٰ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز مکمل کرنے سے پہلے ہی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہا ہے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے۔ (اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں)

(طحاوی۔ باب السجو والسہو فی الصلوٰۃ)

سجدہ سہو کے بعد سلام پھیرا جائے:

حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ بھول یہ ہے کہ نمازی بیٹھنے کی بجائے کھڑا ہو جائے (یا تین چار رکعتوں والی نماز میں دو رکعت کے بعد سلام پھیر دے تو ایسا شخص سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرے۔ (ابوداؤد سجدتی السہو فیہما تشہد وتسلیم)

حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے ساتھ نماز پڑھی اور اس میں کچھ بھول گئے۔ تو آپ نے دو سجدہ سہو کر کے تشہد پڑھی پھر سلام پھیرا۔ اس روایت سے معلوم ہو گیا کہ سجدہ سہو سلام کے بعد ہے۔ اور سجدہ سہو کے بعد پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرا جاتا ہے۔

کپڑے یا رومال وغیرہ کو بغیر باندھے

یونہی لٹکا کر نماز پڑھنا: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّدْلِ فِی الصَّلٰوةِ

(ترمذی ماجاء فی کراہیۃ السدل فی الصلوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑا وغیرہ لٹکا کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں، انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہما حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما نے فجر کے بعد وتر پڑھے۔ (یعنی بروقت نہ پڑھ سکے تو فجر کے بعد بطور قضاء پڑھے) حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم رکوع سے قبل دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

اور یہی منقول ہے حضرت ابن عباس، حضرات براء، حضرت ابوموسیٰ، حضرت انس رضوان اللہ علیہم اجمعین اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے۔

دعائے قنوت کے لئے تکبیر کہہ کر ہاتھ اٹھائے پھر باندھ لے اور دعائے قنوت پڑھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ كَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا قَنَتَ فِی الْوِتْرِ

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۲ص ۳۰۷)

حضرت عبداللہؓ نماز وتر میں دعائے قنوت سے پہلے رفع یدین کرتے تھے۔

قعدہ اولیٰ اور سلام:

دو رکعتوں کے بعد بیٹھے اور تشہد کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو۔ پھر تیسری رکعت مکمل کر کے سلام پھیرے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهٗ كَانَ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا فَصْلَ فِیْهِنَّ (زاد المعاد ص ۱۱۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے تھے اور دوران وتر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

حضرت ابو عثمان نہندی فرماتے ہیں کہ ہم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں فجر سے پہلے کی دو رکعت پڑھے بغیر آیا کرتے تھے۔ جبکہ حضرت عمرؓ نماز پڑھا رہے ہوتے۔ ہم مسجد کے آخر میں دو رکعتیں پڑھ لیتے پھر لوگوں کے ہمراہ نماز میں شریک ہو جاتے۔

(ترمذی) (طحاوی الرجل یدخل المسجد والامام فی صلاۃ الفجر)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے فجر کی دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں وہ سورج نکلنے کے بعد پڑھ لے۔

(موطا امام مالک)

امام مالک فرماتے ہیں کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی فجر کی دو رکعتیں فوت ہو گئیں تو آپ نے سورج نکلنے کے بعد انہیں قضا پڑھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی ایک رات مسجد میں نماز تراویح پڑھی لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر دوسری رات کی نماز میں شرکاء زیادہ ہو گئے۔ تیسری یا چوتھی رات آپ نماز تراویح کے لئے مسجد میں تشریف نہ لائے اور صبح کو فرمایا میں نے تمہارا شوق دیکھ لیا اور میں اسی ڈر سے نہ آیا کہ کہیں یہ نماز تم پر رمضان میں فرض نہ کر دی جائے۔ (مسلم الترغیب فی الصلوٰۃ التراویح)

حضرت عمرؓ نے سب صحابہ رضی اللہ عنہم کو حضرت ابی بن کعبؓ کی امامت میں جمع کیا اور حضرت عمرؓ خلفاء راشدین میں سے ہیں جن کی بابت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری سنت اور میری ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرو اور اسی کو داڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑے رکھو۔

حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم رمضان میں بیس رکعات پڑھتے تھے اور ایک سو سے زائد آیات والی سورتیں پڑھتے تھے۔ اور حضرت عثمانؓ کے دور میں تو بعض لوگ شدت قیام کی وجہ سے لاٹھیوں کا سہارا لیا کرتے تھے۔

9

عہد علی ؓ:

خلیفہ راشد حضرت علی ؓ نے بھی اپنے مبارک دور خلافت میں بیس تراویح پڑھنے کا حکم دیا۔ (بیہقی، عدد رکعت القیام فی رمضان)

حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ حضرت علی ؓ نے رمضان میں قراء حضرات کو بلایا اور ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ وتر حضرت علی ؓ پڑھاتے تھے۔

(ملخص فتح الباری ج ۲ ص ۴۸۱ کتاب الوتر)

ابن حجرؒ نے حضرت ابی بن کعب ؓ کی روایت نقل کی ہے اس میں ہے کہ آپ تین وتروں کے آخر میں سلام پھیرا کرتے تھے اور حضرت عمر ؓ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ وہ تین وتر پڑھتے تھے اور صرف آخر میں سلام پھیرتے تھے۔

سنت فجر:

حضرت ابو درداء ؓ کا ارشاد ہے۔ کہ میں لوگوں کے پاس جاتا ہوں جبکہ وہ نماز فجر میں صفیں باندھے کھڑے ہوں۔ تو میں پہلے سنت فجر کی دو رکعتیں پڑھتا ہوں پھر جماعت میں شریک ہوتا ہوں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کبھی آتے ہی جماعت میں داخل ہو جاتے اور کبھی مسجد کے ایک گوشے میں سنتیں پڑھ لیتے۔ (ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۵۱)

خطبہ کے دوران تحیۃ المسجد کا حکم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سلیک ؓ کو دو رکعتیں پڑھنے کا حکم فرمایا تو خطبہ سے رک گئے۔ یہاں تک کہ جب وہ دو رکعتوں سے فارغ ہوئے تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے کی طرف رجوع فرمایا۔

(ابن ابی شیبہ ص ۲۱۰ دار قطنی ص ۱۶۹)

مسافت قصر:

کم از کم کتنے لمبے سفر میں قصر کی اجازت ہے؟ اس سلسلہ کی اکثر روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ سفر ہو تو قصر کرے ورنہ نہیں۔ کیونکہ اکثر روایات میں چار برد کا لفظ آتا ہے اور ایک برد بارہ میل کا ہوتا ہے۔ (مختار الصحاح للرازی)

جمہور سلف و محدثین کا مسلک:

حضرات غیر مقلدین کے معروف مفتی مولانا ابو سعید شرف الدین مسافت قصر کی بابت مختلف روایات کے ذکر و تجزیہ کے بعد فتاویٰ ثنائیہ میں لکھتے ہیں۔ ”خلاصہ یہ ہے کہ مسافت قصر اڑتالیس میل ہی صحیح ہے نو میل غلط ہے۔ ھذا واللہ اعلم

قال النووی قال الجمهور لا یجوز القصر الا فی سفر یبلغ مرحلتین. (المنتقی ص ۲۴۲)

یعنی جمہور سلف و محدثین کا مسلک اڑتالیس میل کے سفر پر قصر ہے اس سے کم پر نہیں۔ (ثناء اللہ امرتسری: فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۴۶۲)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا اِلَّا بِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ (نسائی)

حضرت عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک بروقت نماز پڑھنے کی تھی مگر مزدلفہ اور عرفات میں جمع کر کے پڑھتے تھے۔

كَتَبَ عُمَرُ اِلٰى عَامِلٍ لَهٗ ثَلَاثٌ مِنَ الْكَبَائِرِ اَلْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ اِلَّا فِيْ عُذْرٍ وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَالنُّهْبٰى۔ (بیہقی ذکر الاثر فی ان الجمع من غیر عذر)

حضرت عمر ؓ نے اپنے ایک گورنر کو لکھا کہ تین گناہ بہت بڑے ہیں۔ بلا عذر دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا۔ میدان جنگ سے بھاگنا اور کسی کی چیز چھیننا۔ (بخاری، کتاب الحج، من صلی الفجر بجمع)

العشاء حین یغیب الشفق (مسلم جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر)

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر کی جلدی ہوتی تو آپ ظہر کو عصر کے ابتدائی وقت تک مؤخر کرتے۔ اور دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے اس طرح غروب شفق تک مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ جمع کر کے پڑھتے۔

رفع یدین:

پہلی تکبیر کے علاوہ رفع یدین نہ کرے۔ رُوِیَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ تَكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ لَا يَرْفَعُ بَعْدُ وَكَانَ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا. وَ رُوِیَ ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَیْضاً (مصنف عبدالرزاق۔ رفع یدین فی التکبیر)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے منقول ہے۔ وہ نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے بعد میں نہیں کل چار تکبیریں کہتے تھے۔

خود علامہ وحید الزمان بھی یہی کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

ولا یرفع یدیه الا فی التکبیرة الاولیٰ (نزل الابرار ج ۱ ص ۱۷۴)

نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر کہتے وقت ہاتھ اٹھائے بعد میں نہیں۔

ران ستر ہے:

حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ اپنی ران نہ کھولو اور نہ کسی زندہ یا مردہ کی ران کی طرف نظر کرو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ران ستر ہے۔ (بخاری تعلیقا ج ا ص ۵۳، ترمذی ج ۲ ص ۱۰۳)

گاؤں میں جمعہ:

مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۶۸ میں حضرت علی ؓ سے یہ بھی نقل کیا کہ وہ بصرہ، کوفہ مدینہ، بحرین شام الجزیرہ جیسے شہروں کو شہر شمار کرتے تھے۔

مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۰۱ میں حضرت حذیفہ ؓ کا ارشاد نقل کیا ہے۔ **لیس علی اھل القری جمعۃ الجمعۃ علی اھل الامصار مثل المدائن**

یعنی بستی والوں پر جمعہ نہیں۔ جمعہ شہر والوں پر ہے۔ جیسے شہر مدائن۔

صحیح بخاری ج ا ص ۱۲۳ میں حضرت انس ؓ بصرہ۔ سے چھ میل زاویہ میں قیام پذیر تھے۔ کبھی جمعہ کے لئے بصرہ تشریف لاتے کبھی نہیں۔

صحیح بخاری ج ا ص ۱۲۳ میں حضرت عطاء کا قول نقل ہے کہ جمعہ قریہ جامعہ میں ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام ؓ کا عشقِ نماز

اس مقالہ میں نماز کے متعلق جن اصولی باتوں کے ذکر کا ارادہ کیا گیا تھا۔ الحمد للہ قلم ان کی تحریر سے فارغ ہو چکا ہے اب آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو عشق اور شغف تھا اور نمازوں میں ان کی جو حالت اور کیفیت ہوا کرتی تھی اس کی بھی کچھ جھلک ان اوراق میں دکھائی جائے۔ کیا عجب کہ یہاں تک کی ترغیب وترہیب سے بھی جن دلوں پر کوئی اثر نہ ہوا ہو مقبولین کے احوال کا تذکرہ ان کو بھی متاثر کر سکے۔ کہتے ہیں کہ قول سے زیادہ تاثیر وطاقت صادقین کے احوال وکیفیات میں ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو تعلق خاطر تھا۔ اور قلب مبارک اور روح منور کو جو خاص کیفیت نماز میں حاصل ہوتی تھی۔ اس کا بہت کچھ اندازہ آپ کے مشہور ارشاد ”قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ“ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے، سے کیا جا سکتا ہے۔ نیز احادیث میں ہے کہ جب نماز کا وقت قریب ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال ؓ سے ارشاد فرماتے۔ قُمْ یَا بِلَالُ اَرِحْنِیْ بِالصَّلٰوۃِ بلال اٹھو نماز کا بندوبست کر کے میرے دل کو چین وآرام پہنچاؤ۔

حضرت بلال ؓ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اس لئے تھا کہ وہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن ہونے کے علاوہ آج کل کی اصطلاح میں گویا مہتمم جماعت بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق نماز کا اس سے بھی زیادہ واضح اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ قبل از ہجرت طائف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب لرزہ خیز ایذائیں پہنچائی گئیں اور اسی طرح جب غزوۂ احد وغیرہ میں دشمنوں کے ہاتھ سے آپ سخت زخمی ہوئے تو دوسروں کے درخواست کرنے پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں بددعا نہیں فرمائی بلکہ ان کی ہدایت اور انجام بخیر ہی کے واسطے دعا کی۔

لیکن غزوۂ احزاب میں جب دشمنوں نے ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کی نماز پڑھنے کی مہلت نہ دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ نماز قضا ہو گئی تو اتنی سخت بددعا زبان مبارک سے نکلی کہ ایسی بددعا کسی دوسرے موقع پر کسی بڑے موذی کے حق میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی ہو گی۔ حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

شَغَلُوْنِیْ عَنِ صَلٰوۃِ الْوُسْطٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ مَلَاءَ اللّٰہُ بُیُوْتَھُمْ وَ قُبُوْرَ ھُمْ نَارًا

ان لوگوں نے مجھے عصر کی نماز نہیں پڑھنے دی۔ اللہ ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔

اور متعدد روایات میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس قدر نماز پڑھتے تھے کہ پاؤں میں ورم آ جاتا تھا۔ ظاہر ہے کہ نماز کے ساتھ کسی خاص عشق وشغف، اسی کا یہ نتیجہ تھا۔ نیز چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رات میں اس طرح سے نوافل پڑھتا دیکھا کہ پہلی رکعت میں پوری سورہ بقرہ پڑھی اور وہ بھی اس طرح کہ جہاں رحمت کی کوئی آیت آتی وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر کر اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا کرتے اور جہاں کہیں قہر وعذاب کی آیت آتی تو ٹھہر کر اس سے پناہ مانگتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طویل قیام کے بقدر ہی طویل رکوع کیا اور پھر اسی قدر لمبا سجدہ کیا۔ پھر دوسری رکعت میں اسی طرح سورۂ آل عمران پڑھی اور پھر تیسری اور چوتھی رکعت میں سوۂ نساء اور سورۂ مائدہ پڑھی۔ گویا اس طرح چار رکعتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا چھ پارے پڑھے اور معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت ہمیشہ ترتیل سے ہوتی تھی اور جیسا کہ گزرا اس نماز میں رحمت وعذاب کی آیتوں پر ٹھہر ٹھہر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتے تھے پھر ہر رکعت کے رکوع وسجدے بھی قیام کی طرح طویل طویل ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی یہ کیفیت دراصل اسی ”قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ“ والی باطنی حالت کا ایک ظاہری کرشمہ تھا۔ کاش اللہ تعالیٰ ہم محروموں کو بھی اس کا کوئی ذرہ نصیب فرما دے۔

حضرت ابو بکر صدیق ؓ اور ان کے نواسہ عبداللہ بن زبیر ؓ کے متعلق منقول ہے کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ایسے بے حس و

حرکت ہو جاتے تھے کہ گویا ایک لکڑی ہے جو زمین میں گاڑ دی گئی ہے۔

حضرت عمرؓ کو جب خنجر سے زخمی کیا گیا تو ایک وقت آپ پر غشی کی سی کیفیت طاری تھی۔ اس حالت میں کسی نے آپ کو نماز پڑھنا یاد دلایا تو فرمایا۔

نَعَمْ لَا حَظَّ فِی الْاِسْلَامِ لِمَنْ لَا صَلٰوۃَ لَہٗ (ہاں! نماز ضرور پڑھنی ہے جس نے نماز نہیں پڑھی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں) پھر آپ نے اسی حال میں نماز ادا کی۔ اور آپ کے زخم سے خون کا گویا فوارہ جاری تھا۔

اور اسی موقع پر بعض کتابوں میں حضرت فاروق اعظمؓ سے یہ درد انگیز اور حسرت آمیز الفاظ بھی نقل کئے گئے ہیں۔ لَاحَظَّ فِی الْحَیَاۃِ وَ قَدْ عَجَزْتُ عَنِ الصَّلٰوۃِ (جب میں نماز پڑھنے سے بھی عاجز ہو گیا ہوں تو زندہ رہنے میں کوئی لطف نہیں)

ایک غزوہ کا واقعہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطرے کے موقع پر رات کو پہرہ دینے کے واسطے دو صحابہ کو متعین فرمایا۔ ان میں سے ایک مہاجر تھے اور دوسرے انصاری۔ ان صاحبوں نے ڈیوٹی کو نصف نصف تقسیم کر لیا۔ یعنی طے کیا ہر ایک آدھی رات پہرہ دے اور دوسرا اس وقت میں سوئے۔ اس تقسیم کے مطابق انصاری صحابی نے رات کے پہلے حصے میں پہرہ دینا شروع کیا اور مہاجر ساتھی سو گئے۔ پھر ان انصاری بزرگ نے بجائے خالی جاگنے کے یہ بہتر سمجھا کہ نماز میں مشغول رہ کر یہ وقت گزارا جائے۔ چنانچہ انہوں نے نماز شروع کر دی۔ دشمن کی جانب سے کوئی شخص آیا اس نے آدمی کھڑا دیکھ کر تیر مارا۔ جب یہاں کوئی حرکت نہ ہوئی اور نہ کوئی آواز نکلی تو یہ سمجھ کر کہ نشانہ خطا ہو گیا دوسرا اور پھر اسی طرح تیسرا تیر مارا۔ اور یہاں ہر تیر ان کے جسم میں پیوست ہوتا رہا اور یہ اس کو جسم سے نکال نکال کر پھینکتے رہے اور نماز میں مشغول رہے پھر اطمینان سے رکوع کیا پھر سجدہ کیا اور نماز پوری کر کے مہاجر ساتھی کو جگایا۔ انہوں نے اٹھ کر دیکھا کہ ایک چھوڑ تین تین جگہ سے خون جاری ہے۔ انہوں نے ماجرا پوچھا اور کہا کہ تم نے مجھے شروع ہی میں کیوں نہیں اٹھا دیا۔ ان انصاری بزرگ نے جواب دیا میں نے ایک سورت (سورۂ کہف) شروع کر رکھی تھی۔ میرا دل نہ چاہا کہ اس کو ختم کرنے سے پہلے رکوع کروں۔ لیکن پھر مجھے یہ خطرہ ہوا کہ اگر اسی طرح پے در پے تیر لگتے رہے اور میں مر گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہرہ داری کی جو خدمت میرے سپرد کی ہے وہ فوت ہو جائے گی اس خیال سے میں نے رکوع کر دیا اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا تو سورت ختم کرنے سے پہلے رکوع نہ کرتا اگرچہ مر ہی کیوں نہ جاتا۔

حضرت ابوطلحہ انصاریؓ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک دن یہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک پرندہ اڑا اور کچھ دیر تک باغ کے اندر چکر لگاتا رہا ان کی نگاہ اس پر پڑی اور اس کے ساتھ ساتھ تیرتی رہی۔ خیال کے اس بٹ جانے کی وجہ سے نماز میں سہو ہو گیا یاد نہ رہا کہ کونسی رکعت ہے۔ فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ میری نماز میں یہ خلل اس باغ کی وجہ سے پڑا میں اب اس کو اپنی ملک سے نکالتا ہوں۔ اور راہ خدا میں دیتا ہوں۔ جس مد میں بھی آپ مناسب سمجھیں اس کو لگا دیں۔ کتب سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوطلحہؓ کا یہ باغ کئی لاکھ درہم کی مالیت کا تھا۔

اسی طرح ایک واقعہ ایک دوسرے انصاری صحابی کا بھی ہے جو حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں پیش آیا تھا۔ وہ ایک دن اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ کھجوروں کے پکنے کا خاص موسم تھا اور خوشے کھجوروں کے بوجھ سے جھکے پڑتے تھے۔ ان کی نگاہ خوشوں پر پڑی اور وہ منظر ان کو بھلا معلوم ہوا خیال کے ادھر لگ جانے سے ان کو بھی سہو ہو گیا اور یاد نہیں رہا کہ کتنی رکعت پڑھ چکے ہیں۔ نماز میں بس اتنا سا خلل آ جانے سے اس قدر صدمہ ہوا کہ اسی وقت طے کر لیا کہ اس باغ کو اپنے پاس نہیں رکھوں گا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ماجرا ظاہر کر کے عرض کیا کہ میں اس کو راہ خدا میں خرچ کرنا چاہتا ہوں۔ اب یہ آپ کے حوالہ ہے اس کا جو چاہیں کریں اور جہاں چاہیں لگا دیں۔ چنانچہ انہوں نے پچاس ہزار درہم میں اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت دینی کاموں میں صرف فرما دی۔

حضرت خبیبؓ کا مشہور واقعہ ہے کہ جب وہ کافروں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو گئے اور ایک مدت تک قید میں رکھنے کے بعد قتل کرنے کے واسطے ان کو مقتل میں لایا گیا تو سولی پر چڑھانے کے وقت ان سے پوچھا گیا کہ تمہاری اگر کوئی خاص تمنا ہو تو کہو انہوں نے کہا ہاں ایک تمنا ہے اگر تم پوری کر سکو اور وہ صرف یہ ہے کہ دنیا سے جانے کا وقت ہے اور اللہ کے دربار میں حاضری قریب ہے اگر تم مہلت دو تو دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ چنانچہ مہلت دی گئی اور انہوں نے بڑے اطمینان اور کامل خشوع کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی اور فرمایا اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ سمجھو گے کہ موت کے ڈر سے دیر کرنا چاہتا ہے تو دو رکعت اور پڑھتا۔ اس کے بعد سولی پر لٹکا دیئے گئے رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

کتب حدیث وسیر کے یہ مشہور و معلوم واقعات ہیں انہی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام کے ان پہلوٹے فرزندوں کو نماز کے ساتھ کیسا عشق اور شغف تھا اور یہ تو وہ برگزیدہ ہستیاں تھیں جنہوں نے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اکتساب فیض کیا تھا اور دوسری دینی روحانی کیفیات کی طرح ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی "قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ" والی کیفیت کو بھی اپنے باطن میں اتار لیا تھا اس لئے ان کا یہ حال ہونا ہی چاہئے تھا۔ لیکن بعد کے زمانوں میں بھی بہت سے اللہ کے ایسے بندے گذرے ہیں جو نماز کے ساتھ اسی طرح کا عشق وشغف رکھتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمرہ میں تیرا ثواب بقدر تیرے خرچ کرنے کے ہے۔ (الترغیب)

زمانہ مابعد کے بزرگان دین کا عشق وشغف نماز کیساتھ

ثابت بنانی مشہور محدث ہیں وہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہوسکتی ہوتو مجھے بھی ہوجائے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کے مشہور خلیفہ خواجہ عبدالواحد لاہوری سے منقول ہے کہ ایک دن فرمایا کیا جنت میں نماز نہ ہوگی؟ کسی نے عرض کیا حضرت! جنت تو دارالجزاء ہے نہ کہ دارالعمل۔ پھر وہاں نماز کیوں ہونے لگی۔ یہ سن کر بڑے درد کے ساتھ اور روتے ہوئے فرمایا پھر بغیر نماز کے وہاں کیسے گذرے گی۔ اہل اللہ کے تذکروں میں نماز کے ساتھ خاصان خدا کے عشق وشغف کے بڑے بڑے اثر انگیز اور سبق آموز واقعات کثرت سے ملتے ہیں۔ مخدومنا حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ (شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور) نے اپنے رسالہ ''فضائل نماز'' میں بھی اسی قبیل کے بہت سے واقعات نقل کئے ہیں۔ اہل شوق وہاں مطالعہ فرمائیں۔ اب ہم اس سلسلے کو یہیں ختم کرتے ہیں۔ زندہ اور بیدار دل رکھنے والوں کیلئے مذکورہ صدر چند واقعات ہی کافی ہیں۔

درخانہ اگر کس است یک حرف بس است

''قُرَّةُ عَيْنِىْ فِى الصَّلٰوةِ'' والی کیفیت کا راز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ''قُرَّةُ عَيْنِىْ فِى الصَّلٰوةِ'' والی نسبت سے حصہ پانے والے اصحاب احسان اور مقربین کو نماز میں جو کیفیات حاصل ہوتی ہیں۔ اگرچہ وہ تحریر وبیان کے دائرے سے باہر ہی کی چیزیں ہیں اور ان کا صحیح ادراک بھی صرف انہی خوش نصیبوں کا حصہ ہے جو خود اس سے بہرہ یاب ہوں۔ اور اس باب میں عارفین کا یہ مقولہ بلاشبہ سو فیصد صحیح ہے کہ ''من لم یذق لم یدر'' (جس نے اس کو نہیں چکھا وہ اس کا ذائقہ بھی نہیں جانتا)

تاہم دوسروں کی تشویش وترغیب ہی کے لئے بعض اکابر عرفاء نے اس بارہ میں جو اشارات کئے ہیں جی چاہتا ہے کہ اس مقالہ کو ان کے ذکر سے بھی خالی نہ رکھا جائے۔ کیا عجب کہ کسی خوش نصیب کے دل میں یہی اشارات شوق کی آگ بھڑکا دیں اور صدق طلب وحسن نیت کی برکت سے اللہ تعالیٰ یہ نعمت اس کو بھی عطاء فرمادیں۔

امام ربانی سیدنا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی یقیناً عرفاء کاملین میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس دولت عظمیٰ یعنی ''قُرَّةُ عَيْنِىْ فِى الصَّلٰوةِ'' والی نسبت سے بہرہ وافر عطاء فرمایا تھا۔ حضرت ممدوح نے اپنے چند تعلیمی وتربیتی مکاتیب میں نماز میں حاصل ہونے والی کیفیات اور واردات کے متعلق بعض بڑے شوق انگیز اشارات فرمائے ہیں۔ بس انہیں کے چند اکتباسات کا یہاں درج کرنا ہماری غرض کے لئے کافی ہے۔ جلد اول کے مکتوب نمبر ۱۳۷ میں ارقام فرماتے ہیں۔

بدانند کہ رتبہ نماز در رنگ رتبہ روایت است در آخرت نہایت قرب در دنیا در نماز است ونہایت قرب در آخرت در حین رویت۔

''معلوم ہونا چاہئے کہ دنیا میں نماز کا درجہ وہی ہے جو آخرت میں دیدار الٰہی کا۔ اس دنیا میں بندہ کو مولا کا انتہائی قرب نماز ہی میں حاصل ہوتا ہے۔ اور آخرت میں انتہائی قرب دیدار کے وقت نصیب ہوگا۔ نیز اسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۶۱ میں ارقام فرماتے ہیں

نماز است کہ راحت وہ بیاراں است ''ارحنی'' یا بلال رمز یست ازیں باجرا'' ''قُرَّةُ عَيْنِىْ فِى الصَّلٰوةِ'' اشارہ است بایں متمنا...... مصلی کہ از حقیقت نماز آگاہ است در وقت ادا صلوٰۃ گویا از نشاء دنیوی مے برآید در نشاء دینوی مے درآید۔ لعدم در نیوقت دولتے کہ مخصوص آخرت است نصیبے از اں فرا مگیر دو خطے از اصل بے شائبہ ظلیت بدست مے آرد۔

''نماز ہی بیماران عشق ومحبت کا چین وآرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد (ارحنی یا بلال) میں اسی طرف اشارہ ہے اور ''قُرَّةُ عَيْنِىْ فِى الصَّلٰوةِ'' میں بھی اسی مدعا کا اظہار ہے جو نماز پڑھنے والا نماز کی حقیقت سے آشنا ہے وہ نماز ادا کرتے وقت گویا اس دنیا کے دائرے سے نکل کر عالم آخرت میں پہنچ جاتا ہے۔ پھر اس کو اس دولت عظمیٰ میں سے کچھ حصہ مل جاتا ہے جو آخرت کے ساتھ مخصوص ہے یعنی ''اصل بے شائبہ ظلیت'' کا ایک گونہ وصال ولقائیسہ ہوجاتا ہے''۔

نیز اسی جلد کے مکتوب نمبر ۳۰۵ میں فرماتے ہیں: منتہی در نماز در وقت قراءت قرآن وایتان تسبیحات وتکبیرات زبان خود را رنگ شجرہ موسوی مے یابد وقویٰ وجوارح خود را بیش از آلات ووسائط نمید اندو گاہے مے یابد کہ در وقت ادائے نماز باطن وحقیقت بتمام از ظاہر وصورت تعلق گستہ بعالم غیب ملحق شدہ است ونسبت مجہول الکیفیت بغیب پیدا کردہ وچوں از نماز فارغ شدہ باز رجوع نمودہ۔

''مرد کامل نماز کے اندر قراءت قرآن وتسبیحات وتکبیرات کہتے وقت اپنی زبان کو شجرہ موسوی کی مانند پاتا ہے اور اپنے اعضاء وقویٰ کو آلات ووسائط کے سوا کچھ نہیں جانتا۔ (جو بالکلیہ کسی اور ہی کے ارادہ واختیار کے تابع ہیں) اور کبھی اس کو محسوس ہوتا ہے کہ نماز ادا کرتے وقت اس کا باطن اور اس کی حقیقت اس کے ظاہر اور اس کی صورت سے بالکل منقطع ہوکر عالم غیب سے وابستہ ہوگیا ہے اور غیب کے ساتھ اس کو ایک مجہول الکیفیت نسبت حاصل ہوگئی۔ اور جب نماز سے فارغ ہوتا ہے تو گویا پھر سے اس دنیا میں واپس آتا ہے''

جیسا کہ ہم شروع ہی سے اعتراف کرچکے ہیں یہ کیفیات بے شک گفتنی اور نوشتنی نہیں ہیں تاہم حضرت امام ربانی کے ان ارشادات سے ''قُرَّةُ عَيْنِىْ فِى الصَّلٰوةِ'' اور (ارحنی یا بلال) کے اجمال کی کچھ نہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو ان کے ساتھ ہوگا جن کے ساتھ محبت کی تیرے فائدہ کے لئے ہے جو تو نے ثواب کی غرض سے کیا (ابوداؤد)

کچھ تشریح اور الصلوٰۃ معراج المؤمنین کی حقیقت کی ایک درجہ میں توضیح ضرور ہو جاتی ہے۔اور آپ کے ان الفاظ وعبارات ہی کے پردوں سے ان کیفیات و واردات کی کچھ نہ کچھ جھلک نظر آ ہی جاتی ہے۔خوش نصیب ہیں وہ جو حضرت مجدد کے ان اشاروں ہی کی روشنی میں اس مقام کی طرف بڑھنے کی اور اپنی نمازوں کو معراج المؤمنین کے درجہ تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو بندہ میری طرف ایک بالشت بڑھے گا میری رحمت ایک ہاتھ برابر بڑھ کر اس کا استقبال کرے گی۔

اس مقالہ کو ختم کرتے ہوئے ناظرین کو غلط فہمی سے بچانے کے لئے پھر صاف صاف یہ عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔کہ خاصان خدا کے ان احوال و کیفیات کا ذکر اور ان کے عارفانہ ارشادات کے نقل کرنے سے راقم السطور کے بارے میں کسی کو غلط فہمی نہ ہونی چاہئے۔یہ واقعہ ہے جس میں کسی رسمی انکسار اور تصنع کو مطلق دخل نہیں۔کہ یہ سیہ کار اس بارے میں بڑا محروم اور بے نصیب ہے۔اور اس کے پلہ میں سوائے حسرت اور آرزو کے اور کچھ نہیں ہے۔ہاں اس دولت کے بہرہ مندوں سے اسے محبت ہے اور بیشک ان کے احوال و مقامات کا تذکرہ اور ان کے ارشادات کی نقل و تکرار میں اسے خاص لذت حاصل ہوتی ہے۔اور یہ بھی اس روسیاہ پر رب کریم کا خاص الخاص احسان ہے۔

احب الصالحین ولست منهم لعل الله یرزقنی صلاحا

اپنی محرومی اور حسرت نصیبی کے اس احساس واذعان کے باوجود اپنی حیثیت سے بہت اونچی اس طرح کی باتوں کے لکھنے کی جرات صرف اس امید پر کر لی جاتی ہے کہ شاید کسی نیک طینت اور سعید الفطرت بندہ خدا کی نظر سے یہ تحریر گزرے اور اس کے صالح قلب میں طلب صادق پیدا ہو جائے۔اور یہ نعمت عظمیٰ اس کو حاصل ہو جائے۔اور پھر اللہ تعالیٰ اپنے کریمانہ قانون مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ (صحیح مسلم)

''جس نے نیکی کی طرف کسی کی رہنمائی کی تو اس کو اس نیکی کے کرنے والے ہی کے برابر اجر ملے گا'' کے مطابق اس محروم و حسرت نصیب کو بھی اس کے اجر عظیم سے نواز دیں۔

دادیم ترا از گنج مقصود نشان!
گر مانہ رسیدیم تو شاید برسی

نماز میں وساوس کی شکایت اور اس کا علاج

آجکل اکثر نمازیوں کو شکایت ہے کہ نماز میں جی نہیں لگتا۔نماز شروع کرتے ہی خیالات کی بوچھاڑ شروع ہو جاتی ہے۔گھر کا خیال،نوکری کا خیال،دکان کا خیال،بال بچوں کا خیال اور دوستوں کا خیال وغیرہ۔جس طرح امام اعظمؒ کی روایت ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس نہایت پریشان حالت میں آیا اور کہا میں نے اپنا خزانہ زمین میں دفن کیا تھا اب بالکل یاد نہیں آرہا مہربانی فرما کر کوئی تدبیر بتلایئے۔ورنہ سارے گھر کو کھودنا پڑے گا۔امام صاحب نے اول اول انکار فرمایا کہ یہ کوئی فقہی مسئلہ نہیں جس کا میں جواب دوں بالآخر اس کے شدید اصرار پر بتایا کہ آج عشاء کی نماز کے بعد نوافل پڑھنا شروع کر دو اور یہ ارادہ کر لو کہ جب تک یاد نہ آئے گا نفل ہی پڑھتا رہوں گا۔خواہ ساری رات گزر جائے۔چنانچہ وہ صبح حضرت امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ مجھے دوسری رکعت میں ہی یاد آ گیا زیادہ نفل بھی نہ پڑھنا پڑے۔اس پر حضرت امام صاحب نے فرمایا کہ شیطان کو کب گوارا تھا کہ تم ساری رات عبادت کرتے۔اس نے جلد یاد دلا دیا۔تمہیں چاہئے تھا کہ بطور شکریہ اور شیطان کو ذلیل کرنے کے لئے ساری رات عبادت میں گزار دیتے۔سبحان اللہ تفقہ بڑی چیز ہے۔اسی لئے تو حدیث میں ہے۔کہ ایک پرہیزگار عالم شیطان پر ہزاروں عابدوں سے افضل ہے۔کسی نے پاکیزہ شعر میں اس مضمون کو ادا کیا ہے۔

فان فقیها و احدا متورعا اشد علی الشیطان من الف عابد

نماز میں وسوسہ کا ایک علاج

جو کام ہوگا نماز کے بعد ہوگا

اس واقعہ سے بخوبی واضح ہو گیا کہ بیسیوں قسم کے وسوسے اور خیالات نماز میں آ گھیرتے ہیں ایک دو نہیں بلکہ دنیا بھر کے بکھیڑے نماز ہی میں یاد آتے ہیں۔ان کے دور کرنے کے لئے ہمیں یہ سوچنا ہوگا نماز کے بعد ہی ہوگا۔کیونکہ نماز میں یہ کام تو نہیں ہو سکتے۔پھر دل ان کی ادھیڑ بن میں کیوں پڑا رہے۔وہ نماز پڑھنے سے پہلے دل کو خالی کرے کیونکہ جو خیال دل میں پڑا ہے دور نہ ہوگا۔

وسوسہ کا دوسرا علاج

دنیا کے شغل سے پہلے فارغ ہو جائے،کوئی کام کرنا ہو تو کر ڈالے،کوئی بات کہنی ہو تو کہہ ڈالے،کھانا کھانا ہو تو کھا لے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

اِذَا حَضَرَ الْعِشَاءُ وَالْعَشَاءُ فَابْدَؤُا الْعَشَاءَ بِالْعِشَاءِ

اس لئے کہ اگر نماز سے پہلے خدا کا ذکر دل پر غالب نہ ہو تو نماز میں بھی حضور قلب نہیں ہو سکتا۔

نماز میں وسوسہ کا آنا برا نہیں بلکہ وسوسہ کا لانا برا ہے

نماز میں وسوسہ کا آ جانا غیر اختیاری امر ہے اور ظاہر ہے جو چیز انسان کے قبضہ سے باہر ہو مذہب اسلام انسان کو مجبور نہیں کرتا ہاں نماز میں جان بوجھ کر وسوسہ لانا اور نماز میں اپنے ارادے سے دوسری طرف توجہ کرنے کی ممانعت ہے۔

وساوس جو آتے ہیں ان کا ہو غم کیوں
خبر تجھ کو اتنی بھی نادان نہیں ہے
عبث اپنے جی کو جلانا برا ہے
وساوس کا لانا کہ آنا برا ہے

حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ میں نماز میں تجہیز جیش کرتا ہوں تو وہ تجہیز منافی خشوع نہیں۔ جیسے وزیر دربار میں امور سلطنت پیش کرتا ہے اور یہ حضور بادشاہ کے خلاف نہیں سمجھے جاتے۔ (کمالات اشرفیہ ص ۱۴۴)

اور جوارح کا عمل یہ ہے کہ بالکل موافق بالسنت ہوں بلاضرورت حرکت نہ کریں۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۴، ۵ میں بیان ہو چکا ہے۔

وسوسہ کے درجے:

بہر حال وسوسہ کے دو درجے ہیں۔ حدوث وسوسہ جو ذہول اور عدم تنبہ سے ہے۔ اس پر کسی سے مواخذہ نہیں۔ نہ اس امت پر نہ امم سابقہ پر۔ دوسرا ابقائے وسوسہ جو عدم تنبہ سے ہو یہ درجہ تنبہ سے نہ ہونے تک امم سابقہ سے معاف تھا کیونکہ اگر ہر وقت تنبہ ہو تو خطاء یا نسیان کا ہونا ممکن نہیں ہے۔ غیر اختیاری ہماری امت سے تنبہ ہونے تک معاف ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رُفِعَ عَنْ اُمَّتِیْ الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ باقی تنبہ ہونے کے بعد وسوسہ کا بقاء و امتداد یہ کسی سے معاف نہیں۔ یہ بقاء وسوسہ اگر قصداً ہو تو اس سے معافی کے لئے قرآن و حدیث میں دعا تعلیم فرمائی گئی یہ دعا کرنی چاہئے۔

اپنی نماز کو زندگی کی آخری نماز سمجھ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صَلِّ صَلٰوۃَ مُوَدِّعٍ (مشکوٰۃ)

"یعنی رخصت ہونے والے کی طرح نماز پڑھو" یعنی جب تم نماز پڑھو تو یہ سمجھو کہ یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے۔ اس طرح حضور قلب نصیب ہوگا۔ جیسے اگر کسی کو پھانسی پر لٹکانا ہو اور دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے تو وہ نہایت خشوع وخضوع سے نماز ادا کرے گا۔ کہ شاید اس کے بعد پھر نماز پڑھنے کا موقع نہ ملے بلکہ ہر رکعت کو زندگی کی آخری رکعت، ہر رکوع کو آخری رکوع اور ہر سجدہ کو آخری سجدہ تصور کرے۔ ان شاء اللہ العزیز وساوس نہ آئیں گے۔

وساوس آنے سے اظہار مسرت کرو

قاضی ابوسلیمان وارانی کا ارشاد ہے کہ وساوس سے خوش ہوا کرو۔ یعنی خوشی ظاہر کیا کرو۔ کیونکہ شیطان کو علم غیب نہیں ہے۔ جب تم خوشی کا اظہار کرو گے تو وہ یہ سمجھے گا کہ دل سے خوش ہو رہا ہے اور وہ مسلمان کو خوش نہیں کرنا چاہتا۔ اس لئے وسوسہ ڈالنا بند کر دے گا۔

حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھنے کو محال سمجھنا وساوس کو دعوت دینا ہے:

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی کے درس حدیث کے دوران جب یہ حدیث آئی کہ کوئی اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ اس میں اپنے جی سے باتیں نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ اس پر ایک طالب علم نے پوچھا کہ حضرت ایسی نماز ممکن ہے۔ اس پر مولانا نے فرمایا کہ کبھی ارادہ ایسی نماز پڑھنے کا کیا تھا جس میں کامیابی نہ ہوئی۔ کبھی پڑھ کر بھی دیکھئے اگر ناکامی ہوئی تب پوچھیئے۔ ایسی بات پوچھتے شرم نہیں آئی۔ بہر حال بلا وسوسہ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ البتہ یہ چیز حاصل کرنے میں نفس پر گرانی ضرور ہوتی ہے۔ جیسا کہ امام غزالی فرماتے ہیں۔ شروع میں حضور قلب قائم رکھنے میں تم کو دشواری ہوگی لیکن اگر عادت ڈالو گے تو رفتہ رفتہ ضرور عادت ہو جائے گی۔

نماز میں وساوس کے بند نہ ہونے پر بددل نہ ہو

نماز میں وساوس کی آمد کے باعث بعض مسلمان ایسی پریشانی میں اتنے گھر جاتے ہیں کہ وہ نماز چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ اگر کوئی بدنویس اس لئے مشق چھوڑ دے کہ اچھا نہیں لکھا جاتا تو اس کو اچھا لکھنا کبھی نہ آئے گا۔ پس عمل ناقص ہی بنیاد ہے عمل کامل کی۔ خوب سمجھ لو جیسا عمارت بنانے کے وقت بنیاد کے مضبوط ہونے کا اہتمام تو کرتے ہیں لیکن خوشنما ہونے کے پیچھے نہیں پڑتے اس میں روڑے وغیرہ بھرتے ہیں بعد میں خوشنما محل کوٹھیاں وغیرہ تیار ہوتی ہیں۔ اس لئے وساوس سے گھبرا کر نماز نہیں چھوڑنی چاہئے۔ شاید وساوس ہی اس کی خشیت کا سبب بن جائیں۔ جس طرح حضرت حاجی صاحب نے فرمایا تھا کہ وساوس کو مراۃ خداوندی بنا لے اس طرح جب وساوس بند نہ ہوں۔ مراقبہ کرے۔ حق تعالیٰ کو یہ قدرت ہے کہ خود وساوس کو خشیت میں تبدیل کر دیں۔

کیا آپ نے میراث تقسیم کر دی ہے؟
تقسیم میراث.... نماز کی طرح فرض ہے جس میں لاعلمی یا غفلت عام ہے۔ ورثا بالخصوص خواتین کو میراث سے محروم کرنے کی عبرتناک داستانیں۔ فکر آخرت اور خوف خداوندی پیدا کر کے میراث کو فوری تقسیم کرنے کی فکر پیدا کرنیوالی انمول کتاب رابطہ کیلئے 0322-6180738

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام ضامن ہے اگر درست کہا تو امام اور مقتدی دونوں کو ثواب ہوگا اگر غلط کہا اس پر ذمہ داری ہوگی مقتدیوں پر نہیں۔ (بیہقی)

باب ۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُمت میں تہتر (۷۳) فرقے

اہل حق کی کثرت

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی عجب قدرت وتمام رحمت اس دینِ اسلام پر یہ ہے کہ ان گمراہ فرقوں کی باوجودیکہ اس کثرت سے شاخیں ہوگئیں۔ اور فریق جماعت فقط ایک فریق ہے۔ لیکن ہر زمانہ اور ہر صدی میں ابتداء سے اس وقت تک فریق جماعت بکثرت زائد رہتا چلا آیا۔ حتیٰ کہ جب فریق جماعت دس کروڑ مانا جائے تو اس وقت میں یہ بہتر گمراہ فرقے ایک کروڑ بھی ہرگز نہ ہوئے۔ بلکہ آدھا کروڑ بھی نہ تھے۔ بلکہ شاید دس لاکھ ہوں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کا دین حق ہمیشہ بندگانِ حق اہلِ توحید سے متواتر چلا جاوے۔ کیونکہ جب تک فریق جماعت اس قدر زائد نہ ہو تب تک قطعی متواتر نہیں رہ سکتا۔ بلکہ دو تین صدی کے بعد ان بدعتیوں کے بہت سے فرقے تو کالعدم ہوگئے۔

فرقہ حروریہ کی بارہ شاخیں ہیں۔ (ہر ایک خارجی فرقہ کا عجب مختلف گمراہ اعتقاد ہے۔) چنانچہ شاخ اول ازرقیہ ہے (اس کا بانی ابوراشد نافع بن ازرق خارجی تھا) یہ فرقہ زعم رکھتا تھا کہ اس کو تو کوئی آدمی مومن نہیں دکھائی دیتا سوائے اس شخص کے جو اس فرقہ کے قول پر ہو۔ انہوں نے اہل قبلہ کو کافر قرار دیا۔ (اس زمانہ میں ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم وبکثرت اکابر تابعین کی موجودگی کے باوجود اس ظالم گمراہ فرقہ کا قول دیکھو۔ شاخ دوم اباضیہ ہے (اس کا بانی عبداللہ بن اباض تھا) جس کا قول یہ تھا۔ کہ جو کوئی ہمارے کہنے پر ہو وہ تو مومن ہے اور جو ہم سے منہ پھیرے وہ منافق ہے (نہ مومن ہے نہ کافر ہے) شاخ سوم ثعلبیہ ہے (اس کا بانی ثعلبہ بن مشکان تھا) جس گمراہ فرقہ کا اعتقاد یہ تھا کہ خدا نے نہ کچھ جاری کیا اور نہ کچھ تقدیر میں مقدر کیا۔

فائدہ: خارجی فرقہ حضرت امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کو جن میں مہاجرین وانصار واہل بدر وبیعۃ الرضوان وغیرہ بکثرت شامل تھے سب کو کافر کہتا تھا۔ تو اس فرقہ سے کہا گیا کہ ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات پائے چالیس برس نہیں گذرے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کی طرح سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وحضرت علی رضی اللہ عنہ اور یہ اصحاب رضی اللہ عنہم بھی آپ کے اکابر مقرب صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں یہ سب زمانہ متواتر جانتا ہے۔ کیا تم انکار کر سکتے ہو؟ خارجیوں نے کہا بے شک یہ تو سب جانتے ہیں اور جو بات آفتاب کی طرح روشن ہے ہم اس سے کیونکر انکار کریں گے۔ تو کہا گیا کہ پھر جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو مؤمنین صادقین اور مؤمنون حقًا اور مفلحون فرمایا ہے تو یہ اصحاب کبار سب سے پہلے اس صفت میں داخل ہوگئے خارجی فرقہ نے کہا کہ ہاں اس وقت بے شک داخل ہوگئے۔ پھر اس کے بعد ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تو بے شک اسی طریقہ پر رہے لیکن عثمان وعلی رضی اللہ عنہما نے ہماری رائے میں وہ طریقہ بدلا تو اس صفت سے خارج ہوگئے۔ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کے مطابق ان لوگوں کو جنتی کہا تھا۔ پھر جب وہ حال نہ رہا تو سب باتیں جاتی رہیں۔ تب خارجی فرقہ کو جواب دیا گیا۔ کہ یہ تم نے بڑی غلطی کھائی کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جنتی ہونا مقدر کیا تھا۔ تو تقضائے مقدر پوری ہوگئی اب اس میں تغیر کیونکر ممکن ہے۔ خارجی نے کہا کہ ہم اپنے نزدیک ضرور جانتے ہیں کہ یہ لوگ کافر ہوگئے۔ اور ہم یہ نہیں مانیں گے کہ خدا نے کچھ مقدر کیا ہے بلکہ تقدیر کچھ چیز نہیں ہے ولیکن جو کوئی جیسا کرے ویسا ہوتا چلا جاوے گا۔ اور تقدیر ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ مترجم کہتا ہے کہ دیکھو اس بدبخت فرقہ نے متواتر اعتقاد چھوڑ کر کفر کی راہ کو اختیار کرنا منظور کر لیا اور وہ عداوت جو اکابر اصحابہ رضی اللہ عنہم سے اس کے جی میں بیٹھ گئی تھی وہ نہ چھوڑی۔ یہی حال روافض وغیرہ کا ہے۔ نعوذ باللہ من الضلال

شاخ چہارم حازمیہ۔ (اس کا بانی حازم بن علی تھا) ان کا یہ قول ہے کہ ہم نہیں جان سکتے کہ ایمان کیا چیز ہے اور مخلوق بیچاری سب معذور ہیں۔ (ان کو معاف ہے جب کہ ایمان پہچاننا محال ہے)۔

شاخ پنجم خلفیہ (اس کا بانی خلف خارجی تھا۔) نے یہ قول نکالا کہ جس کسی نے جہاد چھوڑا وہ کافر ہے۔ چاہے وہ مرد ہو یا عورت ہو۔ شاخ ششم کوزیہ نے یہ نکالا کہ کسی کو کسی کا چھونا روا نہیں ہے کیونکہ ہم کو پاک ونجس کی شناخت واقعی نہیں ہو سکتی۔ اور جب تک ہمارے سامنے کوئی نہا کر توبہ نہ کر لے تب تک اس کے ساتھ کھانا جائز نہیں ہے۔

فائدہ: دیکھو اس پاکیزگی کے مکر سے کس طرح شیطان نے اس احمق فرقہ کو دھوکا دیا جس سے لوگوں میں بے انتہا پھوٹ وجدائی پڑ جاوے۔ حالانکہ شرع میں باہم میل جول واتفاق کی بہت تاکید رکھی گئی ہے۔

شاخ ہفتم کنزیہ کا یہ قول ہے کہ کسی کو کچھ مال دینا حلال نہیں ہے۔ کیونکہ شاید یہ شخص اس مال کے پانے کا مستحق نہ ہو۔ (تو غیر مستحق کو دینا ظلم ہوگا۔ تو اس گناہ سے کفر ہو جاوے گا) بلکہ واجب یہ ہے کہ مال کو خزانہ کر کے زمین میں دفن کر دے۔ پھر جب قطعی یقینی دلیل سے کوئی شخص سب سے زیادہ مستحق معلوم ہو تو اس کو دے (پھر جو کوئی اسی طرح دوسرے درجہ کا مستحق ہو اس کو دے وعلیٰ ہذا القیاس۔ یعنی اس مکر سے بھی زکوٰۃ نہ دینا پڑے) شاخ ہشتم شمراخیہ اس خبیث فرقہ کا قول یہ ہے کہ اجنبی عورتوں کو چھونے و مساس کرنے میں کچھ ڈر نہیں ہے اس لیے کہ عورتیں تو ریاحین بنائی گئی ہیں۔ (ریاحین کی خوشبو سونگھنا اور چھونا روا ہوتا ہے) شاخ نہم اخنسیہ کا یہ قول ہے کہ مرنے کے بعد میت کو کچھ بھلائی یا برائی نہیں ہوتی ہے (یعنی عذاب و ثواب سے انکار کرتے ہیں۔ شاخ دہم محکمیہ کہتے ہیں کہ جو کوئی کسی مخلوق کی طرف فیصلہ چاہنے جائے تو وہ کافر ہے۔ (اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ واہل شام میں ثالثی فیصلہ قرار پایا تو اس خارجی فرقہ نے امیر المؤمنین کے لشکر سے جدا ہو کر دونوں فریقین کو کافر کہنا شروع کر دیا۔ (شاخ یازدہم معتزلہ یعنی حروزیہ میں سے معتزلہ یہ وہ فرقہ ہے جو کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب و معاویہ رضی اللہ عنہما کا معاملہ ہم پر مشتبہ ہوا یعنی حکم صاف نہیں کھلتا ہے اس لیے ہم دونوں فریق سے بے زاری و براءۃ کرتے ہیں شاخ دوازدہم میمونیہ (اس کا بانی میمون بن خالد تھا۔) فرقہ کہتا ہے کہ کوئی امام نہیں ہو سکتا جب تک ہمارے چاہنے والے اس سے راضی نہ ہوں۔

فرقہ قدریہ بھی بارہ فرقوں میں منقسم ہوا۔ احمریہ جس کا قول یہ ہے (اللہ تعالیٰ پر عدل جاری کرنا فرض ہے اور) اللہ تعالیٰ کے عدل میں یہ شرط ہے کہ اپنے بندوں کو ان کے کاموں کا مختار کرے اور ان کے گناہوں کے درمیان حائل ہو کر انہیں روکے۔ فرقہ ثنویہ کہتا ہے کہ بھلائی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتی ہے اور برائی ابلیس پیدا کرتا ہے۔ معتزلہ کہتا ہے کہ یہ قرآن پیدا کیا ہوا ہے۔ اور آخرت میں خدا کا دیدار محال ہے (سب بدعتی گمراہ فرقے اللہ تعالیٰ کے دیدار کو محال کہتے ہیں۔ اس میں خوارج و روافض وغیرہ سب یکساں ہیں) کیسانیہ جو کہتے ہیں کہ ہم کو نہیں معلوم ہوتا کہ یہ افعال آیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتے ہیں یا بندوں سے پیدا ہوتے ہیں اور ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ بندے بعد موت کے ثواب پاویں گے یا عذاب پاویں گے۔ شیطانیہ جس کا یہ قول ہے کہ خدا نے شیطان کو پیدا نہیں کیا شریکیہ جو کہتے ہیں کہ سب برائیاں مقدور ہیں سوائے کفر کے۔ وہمیہ کہتے ہیں کہ مخلوق کے افعال کی ذات نہیں ہے اور نہ نیکی و بدی کی ذات ہے ربوبیہ (راوندیہ) کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کتابیں اتری ہیں تو ان پر عمل کرنا فرض ہے خواہ کوئی اس کو ناسخ کہے یا منسوخ کہے۔

فائدہ: اس نفس پرست فرقہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر آدم علیہ السلام کے وقت میں بھائی بہن کا نکاح بطن مختلف سے جائز تھا۔ تو اب بھی یہ لوگ اس پر عمل کریں گے۔ اسی طرح یعقوب علیہ السلام کے وقت میں دو بہنوں کا نکاح اور مابعد شراب خواری وغیرہ سب عمل میں لاویں گے۔

بزیہ کہتے ہیں کہ جس نے گناہ سے توبہ کی تو اس کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ ناکثیہ فرقہ کہتا ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت توڑ دی۔ تو اس پر گناہ نہیں ہے۔ قاسطیہ کہتے ہیں کہ دنیا میں زاہد ہونے سے یہ افضل ہے کہ دنیا تلاش کرنے میں کوشش کرے۔ نظامیہ جس نے نظام ابراہیمی کی پیروی میں یہ کہا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کو شے کہے تو وہ کافر ہے۔

فائدہ: یہ بھی فرقہ اعتقاد معتزلہ پر گمراہ ہے اور یہ ایک بات اس گمراہی پر اور زیادہ بڑھائی ہے اسی طرح ان سب فرقوں میں باہم مخالفت ہے اور سب خلاف طریقہ رسالت ہیں۔

جہمیہ فرقہ میں بارہ شاخیں ہیں۔ معطلہ جو کہتے ہیں کہ جس چیز پر انسان کو وہم پڑے۔ وہ مخلوق ہے اور جو کوئی دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے تو وہ کافر ہے۔ مریسیہ (مریسیہ) فرقہ گمراہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اکثر صفات مخلوق میں موجود ہیں۔ ملتزقہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے شاید اس کا سبب یہ ہوا کہ محکمہ عدالت و قضا میں قسم لینے کا یہ طریقہ تھا کہ خدا کو حاضر ناظر جان کر قسم کھا دیا گواہی دو تو عوام اپنی بے علمی سے یہ سمجھے کہ خدا حاضر موجود ہے۔ حالانکہ قاضی کا مطلب یہ تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ عالم و ناظر ہے اور یہی عربی محاورہ ہے۔ یعنی اللہ تجھ کو دیکھتا اور علیم و خبیر ہے یہ یاد کر کے سچی قسم کھائے گا۔ عوام نے اپنی سمجھ سے حاضر کے یہ معنی لگائے کہ جیسے آپس میں بولا کرتے ہیں۔ لہٰذا علماء پر یہ فرض ہے کہ وعظ میں اللہ تعالیٰ کی واحدانیت واعتقاد کو اول بیان کریں۔ تاکہ آئندہ ان کی نصیحت سچے ایمان والوں کو مفید ہو۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ہو الموفق۔

واردیہ کہتے ہیں کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا وہ جہنم میں نہ جائے گا۔ اور جو کوئی جہنم میں گیا وہ بھی وہاں سے نکالا نہ جائے گا۔

فائدہ: اس فرقہ جاہل کے نفس نے ان کو یہ یقین دلایا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے پہچاننے والے ہو۔ اور اس جاہل نے اپنے نفس کو غرہ بے دلیل مان لیا۔

زنادقہ کہتے ہیں کہ کسی واسطے یہ ممکن نہیں ہے کہ اپنی ذات کے واسطے کوئی رب (پروردگار ثابت کرے۔ اس لیے کہ ثابت کرنا جب ہی ہو سکتا ہے کہ اس سے ادراک کرنے کرلے۔ حالانکہ یہ ادراک ممکن نہیں تو یہ حواس کے ادراک کا آلہ نہیں ہو سکتے۔ تو پھر جو چیز ادراک نہیں ہو سکتی ہے۔ تو وہ ثابت بھی نہیں ہو سکتی ہے۔

فائدہ: یہ دلیل محض غلط اور بالکل خبط ہے۔ اور سرے سے بھی غلط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ تم جو کچھ اپنے خادم کے کام میں تخفیف کرو گے وہ تمہارے لیے تمہارے ترازوئے اعمال میں اجر ہوگا۔'' (بیہقی)

ہے کہ رب کو ثابت کرے۔ اس لیے کہ پہچاننا اور ہے اور ثابت کرنا اور ہے۔اسی واسطے مصنفؒ نے ان احمقوں کی دلیل بھی نقل کر دی کہ لوگ سمجھ لیں کہ یہ فرقہ کیسا بے وقوف ہے۔

حرقیہ فرقہ کا قول ہے کہ کافر کو (جب جہنم میں ڈالا جائے گا۔آگ ایک بار جلا کر کوئلہ کر دے گی۔ پھر وہ ہمیشہ کوئلہ پڑا رہے گا اس کو آگ کی جلن محسوس نہ ہوگی)۔

مخلوقیہ کہتا ہے کہ یہ قرآن مخلوق ہے۔ فانیہ فرقہ کا قول ہے کہ جنت و دوزخ دونوں فنا ہونے والی ہیں۔اور ان میں سے بعضے یہ بھی کہتے ہیں کہ ہنوز وہ دونوں پیدا نہیں ہوئی ہیں۔عربیہ (غیریہ) نے پیغمبروں سے انکار کیا۔یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے نہیں ہیں وہ لوگ صرف عقلاء تھے۔

فائدہ: یہ قول محض کفر ہے۔اور یہی اس زمانہ میں نیچریہ فرقہ کا قول ہے۔جو سر سید احمد خان کی کتاب میں جو تفسیر کے نام سے لکھی ہے صاف مذکور ہے۔

واقفیہ کہتے ہیں۔ کہ ہم توقف کرتے ہیں نہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن مخلوق ہے اور نہ یہ کہ مخلوق نہیں ہے قبریہ کہتا ہے کہ قبر میں عذاب (ثواب) نہیں ہے اور نہ آخرت میں شفاعت ہے لفظیہ فرقہ کہتا ہے کہ قرآن کے ساتھ ہمارا تلفظ کرنا مخلوق ہے۔

اس طرح مرجیہ فرقہ کی بارہ قسمیں ہیں تارکیہ فرقہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مخلوق پر کوئی عمل فرض نہیں سوائے ایمان کے پس جب بندہ اس پر ایمان لایا اور اس کو پہچانا تو پھر جو چاہے وہ کرے۔ سائبیہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کر کے چھوڑ دیا ہے کہ جو چاہیں وہ کریں۔ یہ بھی کہنا چاہیے تھا کہ جو کچھ کریں گے۔ اس کا عوض آخرت میں پاویں گے۔لیکن اس گمراہ فرقے نے اس بات سے انکار کیا۔

راجیہ کہتا ہے کہ ہم کسی بدکار کو عاصی و نافرمان نہیں کہہ سکتے۔اور نہ کسی نیکوکار کو طائع و فرمانبردار کہہ سکیں۔ کیونکہ ہم کو یہ معلوم نہیں کہ اس کے لیے عنداللہ کیا ہے۔

فائدہ: اس فرقہ کا مطلب یہ نہیں کہ ہم انجام نہیں جانتے ہیں۔ اس لیے کہ انجام کو کوئی نہیں جانتا ہے لیکن جو حالت بالفعل موجود ہے یہ ظاہر ہے تو یہ فرقہ اس سے بھی منکر ہے۔ گویا کہتا ہے کہ اس بدکار کی بدکاری شاید پسندیدہ ہو۔ یہ قبیح گمراہی ہے۔

شاکیہ کہتا ہے کہ نیک اعمال اور طاعات ایمان میں سے نہیں ہیں۔ بھسیہ کہتا ہے کہ ایمان علم ہے اور جس نے حق کو باطل سے تمیز کرنا اور حلال کو حرام سے تمیز کرنا نہ جانا وہ کافر ہے۔ عملیہ کہتا ہے کہ ایمان فقط عمل ہے۔ مستثنیہ نے ایمان سے استثناء (یہ کہنا کہ میں مومن ہوں ان شاء اللہ) سے انکار کیا ہے۔ مشبہ کہتے ہیں کہ خدا کی آنکھ میری آنکھ جیسی ہے اور میرے ہاتھ کی طرح اس کا ہاتھ ہے۔ (اور عرش پر اس طرح مستوی ہے جیسے ہم لوگ تخت پر بیٹھتے ہیں) حشویہ نے سب احادیث کو ایک حکم ٹھہرایا ہے چنانچہ اس کے نزدیک فرض ترک کر دینے کا حکم ویسا ہی ہے جیسے نفل ترک کر دینے کا۔

فائدہ: حشویہ نام اس لیے ہوا کہ یہ فرقہ کہتا ہے کہ قرآن مجید میں الم طس اور حم وغیرہ حروف مقطعات صرف زائد حروف بے معنے ہیں۔اور جو آیتیں عذاب کا خوف دلانے والی ہیں وہ فقط دھمکی دینے والی ہیں۔نعوذ باللہ من کفرہم ظاہریہ جو شرعی مسائل میں قیاس سے حکم اجتہادی نکالنے سے انکار کرتے ہیں۔ بدعیہ فرقہ اس فرقہ نے اول اول امت میں بدعت کا احداث شروع کیا۔

منقوصیہ کہتے ہیں کہ ایمان گھٹتا بڑھتا نہیں ہے۔ (بعض نے کہا کہ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ جب ہم نے ایمان کا اقرار کیا تو جو کچھ نیکی کریں وہ مقبول ہے اور جو برائیاں مانند زنا و چوری وغیرہ کے عمل میں لاویں وہ بخشی جاتی ہیں۔ چاہے توبہ کرے یا نہ کرے۔ واللہ اعلم۔

فرقہ رافضیہ کی بھی بارہ شاخیں ہیں علویہ کہتا ہے کہ رسول بنانے کا پیغام اصل میں جبرائیل علیہ السلام کے ہاتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا گیا تھا۔اور جبرائیل علیہ السلام نے غلطی سے وہ دوسری جگہ پہنچا دیا۔ (جیسے یہود کہتے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام نے ہماری عداوت میں بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسمٰعیل میں وحی اتاری ہے۔ (یہ لوگ کافر ہیں) امریہ فرقہ کہتا ہے کہ کار نبوت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ شریک ہیں (یہ بھی ظاہر ہے کہ کفر ہے) شیعیہ فرقہ کہتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ تھے اور امت نے دوسرے کی بیعت کر کے کفر کیا۔

فائدہ: امام ذہبیؒ وغیرہ نے لکھا ہے کہ قدیم شیعیہ فرقہ کا قول فقط یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔اور جس نے ان سے لڑائی کی اس نے گناہ کیا۔ پھر اس فرقہ میں بعضے بڑھ کر کہنے لگے کہ بلکہ علی رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں لیکن ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو پہلے خلیفہ اس لیے کر دیا گیا۔ کہ خلافت کا خاتمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ہو۔اور آپ کی اولاد میں قیامت تک باقی رہے۔ جیسے نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی اور جو قول مصنف نے بیان کیا۔ یہ رافضیہ فرقہ کا عقیدہ ہے جو آخر میں پیدا ہوا۔

اسحاقیہ فرقہ کہتا ہے کہ نبوت تا قیامت ہوتی چلے جائے گی۔اور جو کوئی اہل بیت کا علم جانے وہی نبی ہوتا ہے۔اور نادوسیہ فرقہ کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سب امت سے افضل ہیں پس جو کوئی کسی دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کو آپ پر فضیلت دے۔ وہ کافر ہوگا۔ امامیہ فرقہ کہتا ہے کہ دنیا بھی ایک امام سے خالی نہ ہوگی۔ مرے گا تو بجائے اس کے دوسرا اس کے مثل ہو گا۔ (اس زمانہ میں جس فرقہ نے امامیہ اپنا نام رکھا ہے وہ نادویہ و رافضیہ وغیرہ کا مجموعہ مرکب ہے۔ زیدیہ فرقہ کہتا ہے کہ نماز کے امام کل اولاد حسین رضی اللہ عنہ ہیں تو جب تک ان میں سے کوئی ہو تو کسی غیر کے پیچھے

نماز جائز نہیں۔ خواہ وہ کوئی پرہیز گار ہو یا اس کے افعال خلاف شرع ہوں۔ عباسیہ فرقے کا زعم یہ ہے کہ سب سے زیادہ حق دار خلافت عباس بن عبدالمطلب تھے۔ متناسخہ فرقہ کا قول یہ ہے کہ روحیں ایک بدن سے نکل کر دوسرے بدن میں جاتی ہیں۔ چنانچہ اگر وہ شخص نیکوکار تھا۔ تو اس کی روح نکل کر ایسے بدن میں پڑ جاتی ہے۔ جو دنیا میں عیش سے رہنے والا ہے اور اگر بدکار تھا تو ایسے بدن میں پڑ جاتی ہے جو دنیا میں کوفت و تکلیف سے زندگی بسر کرے گا۔ رجعیہ فرقہ کا یہ زعم ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب دنیا میں دوبارہ لوٹ کر آئیں گے۔ اور یہاں اپنے دشمنوں سے بدلہ لیں گے۔ لاعنیہ فرقہ وہ ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و طلحہ و زبیر و معاویہ و ابوموسیٰ اشعریؓ وام المومنین عائشہ وغیرہم رضی اللہ عنہم پر لعنت کرتے ہیں۔ متربصہ فرقہ وہ فرقہ ہے کہ عابد فقیروں کا لباس پہنتے ہیں۔ اور ہر وقت میں ایک شخص کو مقرر کر کے رکھتے ہیں۔ کہ یہی اس عصر میں صاحب الامر ہے۔ اور یہی اس امت کا مہدی ہے۔ اور پھر جب وہ مرا تو دوسرے کو مقرر کر لیتے ہیں۔

جبریہ فرقہ بھی بارہ قسموں میں منقسم ہوا ہے۔ مضطریہ فرقہ کہتا ہے کہ آدمی کچھ بھی نہیں کر سکتا بلکہ جو کچھ کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کام کرتا ہے افعالیہ فرقہ کہتا ہے کہ ہمارے افعال تو ہم سے صادر ہوتے ہیں لیکن ہم کو اس کے کرنے یا نہ کرنے میں استطاعت خود نہیں ہے بلکہ ہم لوگ بمنزلہ جانوروں کے ہیں کہ وہ رسی سے باندھ کر جدھر چاہتے ہیں ہانکے جاتے ہیں۔ مفروغیہ فرقہ کہتا ہے کہ کل چیزیں پیدا ہو چکیں۔ اب کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ نجاریہ فرقہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کے نیک و بد افعال پر عذاب نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے فعل پر عذاب کرتا ہے۔ مبائیہ (متانیہ) فرقہ کہتا ہے کہ تجھ پر لازم فقط وہ ہے جو تیرے دل میں آئے۔ پس جس دلی خطرہ سے تجھے بہتری نظر آئے۔ اس پر عمل کر۔ کسبیہ فرقہ کہتا ہے کہ بندہ کچھ ثواب یا عذاب نہیں کماتا ہے۔ سابقیہ فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ جس کا جی چاہے نیک کام کرے اور جس کا جی چاہے نہ کرے۔ اس لیے کہ جو نیک بخت ہے اس کو گناہوں سے کچھ ضرر نہیں ہوگا۔ اور جو بدبخت ہے اس کو نیکیوں سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

حبیہ فرقہ کہتا ہے کہ جس نے شراب محبت الٰہی کا پیالہ پیا۔ اس سے ارکان عبادت ساقط ہو جاتے ہیں۔ خوفیہ فرقہ کہتا ہے کہ جس نے اللہ سے محبت کی تو اس سے روا نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے خوف کرے اس لیے کہ محب اپنے محبوب سے خوف نہیں کر سکتا۔ فکریہ فرقہ کہتا ہے کہ جس قدر علم معرفت بڑھے اسی قدر عبادت اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے۔ حسبیہ فرقہ کہتا ہے کہ دنیا میں سب لوگوں میں برابر مشترک ہے۔ کسی کو دوسرے پر زیادتی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ان کے باپ آدم کی میراث ہے۔ معیہ فرقہ کہتا ہے کہ یہ افعال ہم سے صادر ہوتے ہیں اور ہم کو انکی استطاعت وقدرت حاصل ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شیطان کا گزر ایک جماعت پر ہوا۔ جو ذکر الٰہی میں مشغول تھی۔ اس نے ان کو فتنہ میں ڈالنا چاہا۔ مگر تفرقہ پردازی نہ کر سکا۔ پھر ایک اور لوگوں میں آیا جو دنیا کی باتیں کر رہے تھے۔ ان کو بہکایا یہاں تک کہ کشت و خون ہونے لگا۔ خدا کا ذکر کرنے والے لوگ ان میں بیچ بچاؤ کرنے کے لیے اٹھے اس طور پر ان میں تفرقہ پڑ گیا۔

قتادہ سے روایت ہے کہ ابلیس کے پاس ایک شیطان ہے۔ جس کو قبقب کہتے ہیں اس کے منہ پر چالیس برس سے لگام چڑھا رکھی ہے۔ (یعنی اس سے کوئی کام نہیں لیا جاتا تاکہ تگڑا رہے۔) جب لڑکا اس راستے پر آتا ہے تو اس شیطان سے کہتا ہے کہ اس لڑکے کو پکڑ لے اس کے لیے میں نے تیرے منہ پر لگام چڑھائی تھی اس پر غلبہ کر اور اس کو فتنہ میں ڈال۔

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا۔ کہ اس کے زمانہ میں کوئی عابد اس کے مقابل کا نہ تھا۔ اس کے وقت میں تین بھائی تھے۔ ان کی ایک بہن تھی۔ جو باکرہ تھی۔ اس کے سوائے وہ اور بہن نہ رکھتے تھے۔ اتفاقاً ان تینوں بھائیوں کو کہیں لڑائی پر جانا پڑا ان کو کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا۔ جس کے پاس وہ اپنی بہن چھوڑ جائیں۔ لہٰذا سب نے اس پر اتفاق کیا کہ اس کو عابد کے سپرد کر جائیں۔ وہ عابد ان کے خیال کے موافق تمام بنی اسرائیل میں ثقہ و پرہیز گار تھا۔ اس کے پاس آئے اور اپنی بہن کو حوالہ کرنے کی درخواست کی۔ کہ جب تک ہم لڑائی سے واپس آئیں۔ ہماری بہن آپ کے سایہ عاطفت میں رہے۔ عابد نے انکار کیا اور ان کی بہن سے خدا کی پناہ مانگی۔ انہوں نے نہ مانا حتّٰی کہ راہب نے منظور کر لیا۔ اور کہا کہ اپنی بہن کو میرے عبادت خانہ کے سامنے کسی گھر میں چھوڑ جاؤ۔ انہوں نے ایک مکان میں اس کو لا اتارا۔ اور چلے گئے وہ لڑکی عابد کے قریب ایک مدت تک رہتی رہی۔ عابد اس کے لئے کھانا لے کر چلتا تھا۔ اور اپنے عبادت خانہ کے دروازے پر رکھ کر کواڑ بند کر لیتا تھا اور اندر واپس چلا جاتا تھا اور لڑکی کو آواز دیتا تھا۔ اور وہ اپنے گھر سے آ کر کھانا لے جاتی تھی۔ راوی نے کہا کہ پھر شیطان نے عابد کو نرمایا اور اس کو خیر کی ترغیب دیتا رہا۔ اور لڑکی کا دن میں عبادت خانہ تک آنا اس پر گراں ظاہر کرتا رہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لڑکی کھانا لینے کے لیے گھر سے نکلے اور کوئی شخص اس کو دیکھ کر اس کی عصمت میں رخنہ انداز ہو۔ بہتر یہ ہے کہ کھانا اس کے گھر کے دروازے پر رکھ آیا کرے۔ اس میں اجر عظیم ملے گا۔ غرض کہ عابد کھانا لے کر اس کے گھر جانے لگا۔ بعد ایک مدت کے پھر شیطان اس کے پاس آیا۔ اور اسکو خیر کی ترغیب دی اور اس بات پر ابھارا کہ اگر تو اس لڑکی سے بات چیت کیا کرے تو تیرے کلام سے یہ مانوس ہو۔ کیونکہ اس کو سخت وحشت ہوتی ہے۔ شیطان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اجر کے اعتبار سے بڑی عظیم عبادت وہ ہے جو مخفی ہے اور تعزیت ایک بار ہوتی ہے“ (بیہقی)

نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔حتی کہ راہب اس سے بات چیت کرنے لگا۔اپنے عبادت خانہ سے اتر کر اس کے پاس آنے لگا۔پھر شیطان اس کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ یہ بہتر ہے کہ تو عبادت خانہ کے در پر اور وہ اپنے گھر کے دروزے میں بیٹھے اور دونوں باہم باتیں کرو۔تا کہ اس کو انس ہو۔آخر کار شیطان نے اس کو صومعہ سے اتار کر دروازے پر لا بٹھایا۔لڑکی بھی گھر سے دروازے پر آ ئی۔عابد باتیں کرنے لگا۔ایک زمانے تک یہ حال رہا۔پھر شیطان نے عابد کو کار خیر کی رغبت دی اور کہا کہ بہتر ہے کہ تو خود لڑکی کے گھر کے قریب جا کر بیٹھے اور ہم کلامی کرے اس میں زیادہ دلداری ہے۔عابد نے ایسا ہی کیا۔شیطان نے پھر تحصیل ثواب کی ترغیب دی۔اور کہا کہ اگر لڑکی کے دروازہ سے قریب ہو جائے تو بہتر ہے تا کہ اس کو دروازے پر آنے کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔عابد نے یہی کیا۔کہ اپنے صومعے سے لڑکی کے دروازے پر آ کر بیٹھتا تھا اور باتیں کرتا تھا۔ایک عرصہ تک یہی کیفیت رہی۔شیطان نے پھر عابد کو ابھارا۔کہ اگر عین گھر کے اندر جا کر باتیں کرے۔تو بہتر ہے کہ لڑکی باہر نہ آوے۔اور کوئی اس کا چہرہ نہ دیکھ پاوے۔غرض کہ عابد نے یہ شیوہ اختیار کیا۔کہ لڑکی کے گھر کے اندر جا کر دن بھر اس سے باتیں کیا کرتا۔اور رات کو اپنے صومعے میں آتا۔اس کے بعد شیطان نے اس کو ورغلایا اور لڑکی کی خوبصورتی اس پر ظاہر کرتا رہا۔یہاں تک کہ عابد نے لڑکی کی زانوں پر ہاتھ مارا اور اس کے رخسار کا بوسہ لیا۔پھر روز بروز شیطان لڑکی کو اس کی نظروں میں آرائش دیتا رہا اور اس کے دل پر غلبہ کرتا رہا۔حتی کہ وہ اس سے ملوث ہو گیا۔لڑکی نے حاملہ ہو کر لڑکا جنا۔پھر شیطان عابد کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اب یہ بتاؤ کہ اس لڑکی کے بھائی آ گئے۔اور اس بچہ کو دیکھا تو تم کیا کرو گے۔میں ڈرتا ہوں کہ تم ذلیل ہو جاؤ۔یا وہ تمہیں رسوا کر دیں۔تم اس بچہ کو لے لو۔اور زمین میں گاڑ دو۔یہ لڑکی ضرور اس معاملے کو اپنے بھائیوں سے چھپائے گی۔اس خوف سے کہ کہیں وہ جان نہ لیں کہ تم نے اس کے ساتھ کیا حرکت کی ہے۔عابد نے ایسا ہی کیا۔پھر شیطان نے اس سے کہا کہ کیا تم یقین کرتے ہو کہ یہ لڑکی تمہاری ناشائستہ حرکتوں کو اپنے بھائیوں سے چھپائے گی۔ہرگز نہیں تم اس کو بھی پکڑو اور ذبح کر کے بچے کے ساتھ دفن کر دو۔غرض عابد نے لڑکی کو ذبح کیا اور بچے سمیت گڑھے میں ڈال کر اس پر بھاری پتھر رکھ دیا۔اور زمین کو برابر کر کے اپنے عبادت خانہ میں جا کر عبادت کرنے لگا۔ایک مدت بعد اس لڑکی کے بھائی لڑائی سے واپس آئے۔اور عابد کے پاس جا کر اس سے اپنی بہن کا حال پوچھا۔عابد نے اس کو مرنے کی خبر دی۔اور افسوس ظاہر کر کے رونے لگا۔اور کہا کہ وہ بڑی نیک بی بی تھی۔دیکھو یہ اس کی قبر ہے۔بھائی اس کی قبر پر آئے۔اس کے لیے دعائے خیر کی۔اور چند روز اس کی قبر پر رہ کر اپنے لوگوں میں آئے۔راوی نے کہا کہ جب رات ہوئی تو وہ اپنے بستروں پر سوئے شیطان ان کو خواب میں مسافر آدمی کی صورت بن کر نظر آیا۔پہلے بڑے بھائی کے پاس گیا۔اور اس کی بہن کا حال پوچھا۔اس نے عابد کا اس کے مرنے کی خبر دینا اور اس پر افسوس کرنا اور مقام قبر دکھانا بیان کیا۔شیطان نے کہا سب جھوٹ ہے تم نے کیونکر اپنی بہن کا معاملہ سچ مان لیا۔عابد نے تمہاری بہن کے ساتھ فعل بد کیا تھا۔وہ حاملہ ہو کر ایک بچہ جنی۔عابد نے تمہارے ڈر کے مارے اس بچے کو اس کی ماں سمیت ذبح کیا اور ایک گڑھا کھود کر دونوں کو اس میں ڈال دیا۔جس گھر میں وہ تھی اس کے اندر داخل ہو کر وہ گڑھا داہنی جانب پڑتا ہے۔تم چلو اور اس گھر میں جاؤ تم کو وہاں دونوں ماں بیٹا ایک جگہ ملیں گے۔جیسا کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں۔پھر شیطان منجھلے بھائی کو خواب میں نظر آیا۔اس سے بھی ایسا ہی کہا۔پھر چھوٹے کے پاس گیا۔اس سے بھی یہی گفتگو کی۔جب صبح ہوئی۔تو سب لوگ بیدار ہوئے۔اور یہ تینوں اپنے اپنے خواب سے تعجب میں تھے۔ہر ایک آپس میں بیان کرنے لگا۔کہ میں نے رات عجیب خواب دیکھا سب نے باہم جو کچھ دیکھا تھا۔وہ بیان کیا۔بڑے بھائی نے کہا کہ خواب فقط خیال ہے اور کچھ نہیں یہ ذکر چھوڑو۔اور اپنا کام کرو۔چھوٹا کہنے لگا کہ میں تو جب تک اس مقام کو دیکھ نہ لوں۔باز نہ آؤں گا۔تینوں بھائی چلے اس گھر میں جس میں ان کی بہن رہتی تھی۔آئے دروازہ کھولا۔اور جو جگہ رات کو خواب میں دکھائی تھی۔تلاش کیا۔اور جیسا ان سے کہا گیا تھا۔اپنی بہن اور اس کے بچے کو ایک گڑھے میں ذبح کیا ہوا پایا۔انہوں نے عابد سے کل کیفیت دریافت کی۔عابد نے شیطان کے فعل کی اپنے فعل سے تصدیق کی۔انہوں نے اپنے بادشاہ سے جا کر نالش کی۔عابد صومعے سے نکالا گیا۔اور اس کو دار پر کھینچنے کے لیے لے چلے۔جب کہ اس کو دار پر کھڑا کیا گیا۔شیطان اس کے پاس آیا۔اور کہا کہ تم نے مجھے پہچانا؟ میں ہی تمہارا وہ ساتھی ہوں جس نے تمہیں عورت کے فتنے میں ڈالا۔یہاں تک کہ تم نے اس کو حاملہ کر دیا اور ذبح کر ڈالا اب اگر تم میرا کہنا مانو اور جس خدا نے تم کو پیدا کیا ہے اس کی نافرمانی کرو۔تو میں تم کو اس بلا سے نجات دلا دوں۔راوی نے کہا کہ عابد خدا تعالیٰ سے کافر ہو گیا۔پھر جب عابد نے کفر باللہ کیا۔شیطان اس کو اس کے ساتھیوں کے قبضہ میں چھوڑ کر چلا گیا۔انہوں نے اس کو دار پر کھینچا۔اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ الاية.

یعنی شیطان کی مثال ہے کہ انسان سے کہتا ہے کہ کفر کر جب وہ کافر ہو گیا تو کہنے لگا کہ میں تجھ سے الگ ہوں۔میں رب العالمین سے خوف کرتا ہوں اس شیطان اور اس کافر دونوں کا انجام یہی ہے کہ دوزخ میں

ہمیشہ رہیں گے۔ اور ظلم کرنے والوں کی سزا یہی ہے۔

حسن بن صالح کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ شیطان عورت سے کہتا ہے کہ تو میرا آدھا لشکر ہے اور تو میرے لیے ایسا تیر ہے کہ جس کو مارتا ہوں نشانہ خطا نہیں کرتا۔ اور تو میری بھید کی جگہ ہے اور تو میری حاجت برلانے میں قاصد کا کام دیتی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے لیے تعوذ فرماتے تھے اور اس طرح کہتے تھے:

أُعِيذُ كُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَ هَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لاَمَّةٍ.

پھر فرماتے تھے کہ اسی طرح میرے باپ ابراہیم علیہ السلام بھی اسحٰق و اسمٰعیل کے لیے پناہ مانگتے تھے۔ یہ حدیث صحیحین میں ہے ابو بکر انباری نے کہا ہامہ ہوام کا واحد ہے اور ہامہ اس مخلوق کو کہتے ہیں۔ جو بدی کا قصد کرے۔ اور لائمہ بمعنی ملمہ ہے یعنی رنج دینے والی اور حدیث میں: لامة فقط هامة کی مناسبت سے آیا ہے اور زبان پر خفیف ہے۔

بت پرستوں پر ابلیس کی ابتدائی تلبیس کا بیان

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ بت پرستی کی بنیاد اس طرح شروع ہوئی کہ جب آدم علیہ السلام نے انتقال کیا۔ تو شیث بن آدم کی اولاد نے ان کی لاش اس پہاڑ کے غار پر رکھی جس پر وہ جنت سے اتارے گئے تھے۔ وہ پہاڑ سرزمین ہندوستان میں ہے اور اس کا نام نوذ ہے۔ اور وہ روئے زمین کے پہاڑوں سے زیادہ سرسبز ہے۔ ہشام نے کہا پھر میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ بروایۃ عن ابی صالح عن ابن عباس کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ شیث کی اولاد اس پہاڑ کے غار میں آدم کی لاش کے پاس جایا کرتے اور اس کی تعظیم کیا کرتے۔ اور اس پر ترحم کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر قابیل کی اولاد میں سے ایک نے کہا کہ اے بنی قابیل دیکھو کہ بنی شیث کے پاس ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے گرد گھومتے اور اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ اور تمہارے پاس کچھ نہیں ہے۔ پھر ان کے لیے ایک مورت گھڑی۔ اور یہی پہلا شخص ہے جس نے مورت بنائی۔ ہشام نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ:

ود۔ سواع' یغوث یعوق اور نسر

یہ سب بندگان صالح تھے۔ ایک ہی مہینے میں سب نے انتقال کیا۔ تو ان کی برادری والوں کو ان کی وفات سے بڑا صدمہ ہوا۔ پس بنی قابیل میں سے ایک نے ان سے کہا اے قوم کیا تم چاہتے ہو کہ میں ان کی صورتوں کی پانچ مورتیں تم کو گھڑ دوں۔ (تو گویا وہ تمہارے سامنے ہوں گے) سوا اتنی بات کے کہ مجھے یہ قدرت نہیں کہ ان کی روحیں ان میں پہناؤں۔ انہوں نے کہا کہ ہاں ہم چاہتے ہیں۔ پس اس نے ان کے لیے پانچ بت بنا دیئے۔ جو ان کی صورتوں کے موافق تھے۔ اور وہاں نصب کر دیئے۔ پس آدمی اپنے بھائی و چچا و چچیرے بھائی کی مورت کے پاس آتا اور اس کی تعظیم کرتا اور اس کے گرد پھرتا۔ اس کی ابتداء بزمانہ یردی بن مہائیل بن قینان بن انوش ابن شیث بن آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ پھر یہ پہلی قرن گذر گئی۔ اور دوسری قرن آئی تو اول قرن سے بڑھ کر انہوں نے مورتیوں کی تعظیم وتکریم کی۔

کلبی نے کہا کہ عمرو بن لحی ایک کاہن تھا۔ اس کی کنیت ابو ثمامہ تھی۔ اور ایک جن اس کا مؤکل تھا۔ اس نے کاہنوں کے لہجہ میں اس سے کہا کہ:

عجل بالمسير و الظعن من تهامة بالسعد و السلامة ايت ضف جده + ايت ضف جده + تجد فيها اصناما معدة +فاوردها تهامة و لا تهاب سادتها + ثم ادع العرب الى عبادتها(تجاب)

یعنی تہامہ سے کجاوہ کس کے جلد اپنے آپ کو سعد وسلامہ میں پہنچا۔ پھر جدہ کے کنارے جا۔ وہاں تجھ کو رکھی ہوئی مورتیں ملیں گی۔ ان کو تہامہ میں لے آ اور یہاں کے سرداروں سے خوف نہ کھا۔ پھر عرب کو ان کی عبادت کے لیے بلا عمرو بن لحی نے جا کر نہر جدہ سے نشان ڈھونڈ کر ان کو نکالا پھر لا کر تہامہ میں لایا اور جب حج کا موسم آیا تو عمرو بن لحی نے سب اہل عرب کو بتوں کی پرستش کی جانب بلایا۔

ہشام بن کلبی نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ محمد بنؒ السائب اور دوسروں نے بیان کیا۔ کہ جب اسماعیل علیہ السلام مکہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ اور ان کے بال بچے پیدا ہو کر بڑے ہوئے۔ تو مکہ کے مالک ہو گئے۔ اور وہاں سے قوم عمالقہ کو نکال دیا۔ تو کثرت ہونے کی وجہ سے مکہ میں ان کی گنجائش نہ رہی باہم ان میں لڑائیاں وعداوت واقع ہوئی۔ اور بعض نے بعض کو نکال دیا۔ آخر دوسرے بلاد میں پھیلے اور روزی کی تلاش میں بھی نکلے۔ پھر جس سبب سے انہوں نے اول بتوں و پتھروں کی پرستش شروع کی۔ یہ ہے کہ ان میں سے جو کوئی مکہ سے باہر جاتا تو وہ ضرور اپنے ساتھ حرم سے ایک پتھر لے جاتا کیوں کہ وہ لوگ حرم مکہ کی تعظیم کرتے تھے۔ تو جہاں کہیں منزل اختیار کرتے۔ وہاں اس پتھر کو رکھ لیتے اور طواف کعبہ کی طرح اس کا طواف کرتے۔ کیونکہ اس کو متبرک سمجھتے۔ اس لیے کہ حرم کو مصؤن جانتے اور اس سے محبت کرتے تھے۔ باوجود یہ کہ ان میں مکہ وکعبہ کی تعظیم بدستور باقی تھی۔ چنانچہ حضرت ابراہیم واسمٰعیل علیہما السلام کی شریعت پر خانہ کعبہ کا حج وعمرہ کیا کرتے تھے۔ پھر رفتہ رفتہ اپنی پسند کے موافق پوجنے لگے۔ اور طریقہ قدیم کو بھول گئے۔ اور دین ابراہیم و اسمٰعیل کے بدلے دوسرا دین اختیار کر لیا۔ بتوں کی پوجا کرنے لگے۔ اور ان کا بھی وہی حال ہوا۔ جو ان سے پہلی امتوں کو ہو چکا تھا۔ انہوں نے وہ

بت نکالے جن کو نوح علیہ السلام کی قوم پوجتی تھی۔ باوجود یہ کہ ان میں بعض امور شریعت ابراہیم و اسمٰعیل سے ایسے باقی رہے۔ جن کو نہیں چھوڑا۔ جیسے بیت اللہ کی تعظیم اور اس کا طواف کرنا۔ و حج و عمرہ اور وقوف عرفات و مزدلفہ اور اونٹ وغیرہ قربانی کا ہدیہ بھیجنا۔ اور حج و عمرہ کا تلبیہ کہنا۔ قبیلہ نزار کے لوگ جب احرام باندھتے۔ تو تلبیہ اس طرح کہتے تھے۔

لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک

الا شریکاً ھو لک تملک و ما ملک.

یعنی لبیک الٰہی لبیک لبیک تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ سوائے ایسے شریک کے کہ وہ تیرا ہی ہے تو ہی اس کا۔ اور اس کی مملوک چیزوں کا مالک ہے۔

بت عزیٰ کو ظالم بن اسعد نے لیا اور ذات عرق سے اوپر نخلہ شامیہ کی وادی میں نصب کر کے اس پر کوٹھڑی بنائی۔ یہ لوگ اس سے آواز سنا کرتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عزیٰ ایک شیطانیہ عورت تھی۔ جو بطن نخلہ کے تین درخت کیکر پر آیا کرتی تھی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو خالد بن الولید سے فرمایا کہ بطن نخلہ میں جا وہاں تجھے کیکر کے تین درخت ملیں گے۔ ان میں سے اول درخت کو جڑ سے کاٹ ڈالنا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے وہاں جا کر ایک درخت کو جڑ سے کھود پھینکا۔ اور واپس آئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے کچھ دیکھا تھا۔ خالد نے عرض کیا جی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر جا کر دوسرے کو جڑ سے کاٹ دے۔ خالد نے حکم کی تعمیل کی جب واپس آئے۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تو نے کچھ دیکھا۔ تو خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جی نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر جا کر تیسرے درخت کو بھی جڑ سے کاٹ دے۔ خالد وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ بال بکھیرے اپنے دونوں ہاتھ کندھوں پر رکھے اپنے دانت کٹکٹاتی ہے اور اس کے پیچھے دبیہ السلمی کھڑا ہے جو اس کا دربان تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا:

یَا عُزّٰی کُفْرَانَکِ لَا سُبْحَانَکِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اللّٰہَ قَدْ اَھَانَکِ.

ترجمہ: اے عزیٰ تجھ سے کفر ہے نہ تعریف۔ کیونکہ میں نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے خوار کیا" پھر اس کو تلوار ماری تو اس کا سر دو ٹکڑے ہو گیا۔ دیکھا تو وہ کوئلہ ہے۔ پھر خالد رضی اللہ عنہ نے درخت مذکورہ کاٹ ڈالا۔ اور دبیہ دربان کو بھی قتل کر ڈالا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی عزیٰ تھی۔ اب آئندہ عرب کے واسطے عزیٰ نہ ہو گی۔

مصنف نے کہا کہ مشرکوں کے بتوں میں سے اساف اور نائلہ بھی تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اساف و نائلہ قبیلہ جرہم میں سے ایک مرد و عورت تھے۔ جن کو اساف بن یعلیٰ اور نائلہ بنت زید کہتے تھے۔ یہ دونوں جرہم کی نسل سے تھے۔ اور دونوں کا عشق زمین یمن سے شروع ہوا تھا۔ پھر قافلہ کے ساتھ دونوں حج کو آئے۔ اور ایک رات دونوں خانہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ تو وہاں خالی گھر پایا۔ کوئی آدمی نہ تھا۔ پس اساف نے نائلہ سے بدکاری کی تو مسخ ہو کر پتھر ہو گئے۔ صبح کو لوگوں نے ان کو مسخ پا کر خانہ کعبہ سے باہر نکال کر قائم کیا بعد ازاں قریش و خزاعہ اور دیگر عرب نے جو حج کو آتے تھے۔ ان دونوں کو پوجنا شروع کیا۔

ہندوستان کے برہمنوں میں سے بعض قوم ہے جس پر شیطان نے یہ رچایا کہ اپنی جان جلا کر خدا کے یہاں تقرب حاصل کریں۔ چنانچہ جب کوئی آمادہ ہوتا ہے۔ تو اس کے لیے ایک گڑھا کھودا جاتا ہے یعنی آگ بھری جاتی ہے اور لوگ بکثرت جمع ہوتے ہیں۔ اس کو خلوق سے خوشبودار کرتے ہیں۔ ڈھول و نقارہ جانجھ بجاتے ہوئے یہ کہتے ہوئے لاتے ہیں کہ اس جیو (جان) کو مبارک ہو کہ اب بیکنٹھ (جنت) کے اونچے درجہ پر چڑھ جائے گا۔ وہ کہتا ہے کہ تمہاری یہ قربانی مقبول ہو۔ اور میرا ثواب جنت ہو۔ پھر وہ اپنے آپ کو اس خندق میں ڈال دیتا ہے۔ اور جل کر خاک سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ آگ میں نہ کودا اور بھاگ کھڑا ہوا تو اس کو تھتکارتے ہیں اور اس سے قطع تعلق کر لیتے ہیں آخر وہ لاچار ہو کر پھر جلنا اختیار کرتا ہے۔

بعض کے لیے ایک پتھر سخت گرم کیا جاتا ہے اور اس کے پیٹ پر لگایا جاتا ہے۔ اور اس طرح دوبارہ کیا جاتا ہے اور برابر اسی طرح اس کے پیٹ سے گرم پتھر لگاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کا پیٹ پھٹ جاتا ہے اور آنتیں نکل پڑتی ہیں۔ تب وہ مر جاتا ہے۔

کوئی اس قدر آگ سے نزدیک کھڑا ہوتا ہے۔ کہ اس کی چربی گل کر بہتی ہے تب گر کر جل جاتا ہے۔

بعض کی پنڈلی اور ران سے ٹکڑے ٹکڑے کاٹ کر آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔ اور لوگ اس کی تعریف کرتے جاتے ہیں اور اس کے مثل مرتبہ مانگتے ہیں۔ آخر وہ مر جاتا ہے۔

کوئی گائے کے گوبر میں (یعنی کنڈوں میں) ساق تک کھڑا ہوتا ہے اور اس میں آگ لگا دی جاتی ہے اور وہ جل کر مر جاتا ہے۔

بعض ہنود پانی پوجتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اسی سے جاندار کی زندگی ہے پس اس کو سجدہ کرتے ہیں۔

بعض کے لیے پانی کے قریب خندقیں کھودی جاتی ہیں۔ تو وہ خندقوں میں گر پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ جب آگ مشتعل ہو جاتی ہے تو وہ اٹھ کر پانی میں غوطہ مارتا ہے اور پھر وہ پانی سے خندقوں کی طرف لوٹتا ہے۔ یہاں تک کہ مر جاوے۔ پھر اگر وہ پانی اور خندق کے درمیان میں مر گیا تو اس کے آدمی غمگین ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جنت سے محروم رہا۔ اور اگر وہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگ اذان کے ثواب کو جانتے تو اس کے لئے تلواروں سے لڑتے۔ (مجمع)

پانی یا خندق میں مرا تو گواہی دیتے ہیں کہ وہ جنت میں پہنچ گیا۔
کوئی ان میں بھوک پیاس سے تڑپ کر جان دیتا ہے پس پہلے تو چلنے سے عاجز ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ پھر بیٹھنے سے عاجز ہو کر مردہ کی طرح لیٹ جاتا ہے۔ پھر بات نہیں نکلتی پھر حواس میں خلل ہو کہ تڑپنا بھی موقوف ہو کر مر جاتا ہے۔
ان میں سے کوئی زمین میں آوارہ ہو کر مخبوط پھرتا ہے یہاں تک کہ مر جاتا ہے ان میں کوئی اپنے آپ کو دریا میں غرق کر کے مر جاتا ہے۔
بعض ان میں عورت کے پاس نہیں جاتے اور بالکل ننگا پھرتے ہے فقط ایک چٹ سی لنگوٹی باندھے پھرتے ہیں۔
ہند میں ایک بلند پہاڑ ہے اس کے نیچے ایک درخت ہے وہاں ایک شخص کتاب لیے پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ مبارک ہو اس کو جو اس پہاڑ پر چڑھ کر اپنا پیٹ پھاڑ کر اپنے ہاتھ سے اپنی آنتیں نکال ڈالے۔
بعض ان میں وہ ہے جو بڑا پتھر لے کر اپنا بدن کچل کر مر جاتا ہے اور لوگ اس کو مبارکباد دیتے جاتے ہیں۔
ہند میں دو دریا ہیں (گنگا اور جمنا) اور جو فقیر لوگ غاروں وغیرہ میں بیٹھ رہے ہیں وہ عید کے روز نکل کر وہاں آتے ہیں اور کچھ لوگ وہاں مقرر ہیں وہ ان جوگیوں اور عابدوں وغیرہ کے کپڑے اتار لیتے ہیں۔ اور ان کو پٹ لٹا کر دو ٹکڑے کاٹ ڈالتے ہیں۔ ایک ٹکڑا ایک دریا میں اور دوسرا ٹکڑا دوسرے دریا میں ڈالدیتے ہیں۔ ان لوگوں کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ دونوں دریا بہہ کر جنت میں جاتے ہیں۔
بعض ان میں نکل کر آفتاب (یا چٹیل میدان) میں جاتا ہے جہاں دھوپ کے سوا سایہ نہیں ہے۔ اور کچھ لوگ اس کے ساتھ دعا دیتے اور مبارکباد کہتے جاتے ہیں جب وہ صحرا میں جاتا ہے تو بیٹھ جاتا ہے اور شکاری چڑیاں ہر طرف سے اکٹھی ہوتی ہیں۔ پھر وہ ننگا ہو کر لیٹ جاتا ہے اور لوگ اس کو دیکھتے ہیں اور شکاری چڑیاں ہر طرف سے اس پر ہجوم کر کے اس کو کھاتی ہیں۔ جب وہ چلی جاتی ہیں تو لوگ آ کر اس کی ہڈیاں لے جا کر جلاتے ہیں۔ اور اسکی راکھ بطور تبرک رکھتے ہیں۔
شیخ ابو محمد نوبختیؒ نے اس کے ساتھ بہت طویل افعال ذکر کیے ہیں۔ جن کا نقل کرنا تضییع اوقات ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ ہندوستان سے مسافر لوگ حکمت کی باتیں حاصل کرتے ہیں۔ اور ان میں باریک اعمال ہیں۔ باوجود اسکے پاک ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ کہ جس نے ہندیوں کو ایسا اندھا کر دیا کہ شیطان نے ان کو اس طرح ہانکا جس کا نمونہ بیان کیا گیا ابو محمد نوبختی نے لکھا ہے کہ بعض ہندی دعویٰ کرتے ہیں کہ جنت کے ۳۲ درجات ہیں اور اگر کوئی جنتی اس کے سب سے نیچے درجے میں چار لاکھ تینتیس ہزار چھ سو بیس سال رہا تو اوپر بڑھے گا۔ اور ہر بالائی مرتبہ بہ نسبت اول کے دو چند ہے۔ اور جہنم کے بھی ۳۲ درجے ہیں از انجملہ ۱۶ مرتبے میں زمہریر وغیرہ طرح طرح کے عذاب ہیں۔ اور باقی ۱۶ مرتبے میں جلن اور طرح طرح کے عذاب ہیں۔

یہود پر تلبیس ابلیس کا بیان:

ابلیس نے یہود کو بھی طرح طرح کی تلبیس میں گمراہ کیا۔ اس ڈھیری میں سے ایک مٹھی بھر نمونہ ذکر کیا جاتا ہے۔ جس سے باقی وہ قیاس دوڑایا جا سکتا ہے از انجملہ یہ کہ یہود نے خالق کو مخلوق سے مشابہ کیا اور یہ نہ سمجھے کہ اگر تشبیہ حق ہوتی تو جو باتیں مخلوق پر جائز ہوتیں وہ اس پر بھی جائز ہوتیں۔
شیخ ابو عبداللہ بن حامد نے ذکر کیا کہ یہود کا زعم ہے کہ اللہ معبود ایک نور کا شخص ہے وہ نور کی کرسی پر نور کا تاج رکھے ہوئے بیٹھا ہے اور آدمیوں کے اعضاء کی طرح اس کے اعضاء ہیں۔
از انجملہ یہود نے دعویٰ کیا کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اگر یہود سمجھ رکھتے ہوتے کہ فرزند ہونا حقیقت میں اسی طرح ہو سکتا ہے کہ بیٹا اپنے باپ کا جزو ہووے تو پھر حماقت میں نہ پڑتے۔ اسلیے کہ خالق عزوجل کی یہ شان نہیں ہے کہ اسکے ٹکڑے ہو سکیں۔ یا بعض بعض ہو سکے اس لیے کہ وہ کچھ مرکب نہیں ہے تو اپنی حماقت سے اس کا بیٹا نہ بناتے۔ پھر بیٹا بھی باپ کے معنی میں ہوتا ہے حالانکہ عزیر بغیر کھانے پینے کے قائم نہیں رہتے تھے۔ اور اللہ وہ ہے جس سے خلوق اشیاء کا قیام ہے۔ اور وہ نہیں کہ جس سے اللہ تعالیٰ کا قیام ہے واضح ہو کہ یہودی حقائق سے بھی واقف نہ تھے۔

نصاریٰ پر تلبیس ابلیس کا بیان:

ابلیس نے نصاریٰ پر بہت سی تلبیس کر دی ہے از انجملہ اس نے نصاریٰ کے وہم میں یہ جما دیا کہ خالق سبحانہ وتعالیٰ جوہر ہے۔ چنانچہ نصاریٰ کے فرقہ یعقوبیہ نے (جو یعقوب کے شاگرد ہیں) اور ملکیہ نے (جو بادشاہی دین پر کہلاتے تھے۔) اور نسطوریہ نے (جو نسطور کے تابع تھے) ان سب گمراہوں نے زعم دیا کہ اللہ تعالیٰ جوہر واحد ہے تین اقنوم والا۔ پس وہ جوہر ہونے میں ایک ہے۔ اور اقنوم ہونے میں تین ہے۔ اور ان تین اقنوم میں سے ایک باپ ہے اور دوسرا بیٹا ہے اور تیسرا روح القدس ہے۔ پھر بعض نے کہا کہ اقنوم خواص ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ صفات ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ اشخاص ہیں۔ اور ان لوگوں کو یہ نہیں سوجھا کہ اگر اللہ تعالیٰ جوہر ہوتا تو جو چیزیں جواہر کے لوازم ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ پر جائز ہوتیں۔ جیسے کسی مکان میں جگہ پکڑنا۔ اور جنبش کرنا، اور ساکن ہونا اور کسی وقت و زمانہ میں ہونا۔ پھر ابلیس نے بعض نصرانیوں پر یہ تلبیسکی کہ مسیح ہی اللہ ہے۔

صابی فرقہ پر تلبیس ابلیس کا بیان:

اکثر صابیہ کہتے ہیں کہ عالم قدیم ہے۔ پیدا نہیں ہوا ہے۔ اور ستاروں کو یہ لوگ ملائکہ کہتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک قوم نے ستاروں کا نام الہ

رکھا، اوران کی عبادت کرتے ہیں۔ اوران کے لیے عبادت خانے بناتے ہیں۔ اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ان میں سے ایک خانہ جوزحل کا خانہ ہے وہی خدا کا بیت الحرام ہے۔ بعض نے زعم کیا کہ خدا کی صفت نفی سے بیان ہو سکتی ہے۔ اثبات سے نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ مخلوق نہیں ہے۔ وہ مردہ نہیں ہے۔ وہ جاہل نہیں ہے۔ وہ عاجز نہیں ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ ہم نے اس لیے کہا کہ مشابہت اورنسبت ثابت نہ ہو۔

انہوں نے اپنی عبادت کے طریقے بنار کھے ہیں ازانجملہ کہتے ہیں کہ ان پر ہر روز تین نمازیں ہیں۔ اول نماز آٹھ رکعات ہیں۔ اور ہر رکعت میں تین سجدے ہیں۔ اس کا وقت طلوع آفتاب کے وقت ختم ہوتا ہے۔ دوم پانچ رکعتیں ہیں۔ اور سوم بھی پانچ رکعات ہیں اوران پر ایک ماہ کے روزے ہیں۔ اورانکا شروع ماہ آذار کی آٹھ راتیں گزرے ہوتا ہے اور سات دن کے روزے اس وقت ہیں جب کہ کانون اول کے سات روز باقی رہتے ہیں۔ اور سات دن کے روزے اور ہیں جن کی ابتدا شباط کی آٹھ راتیں ہوتی ہیں۔ اپنے روزوں کے ختم پر صدقہ دیتے اور قربانی کرتے ہیں۔ اور اونٹ کا گوشت حرام رکھتے ہیں۔ اور اسی قسم کے دیگر خرافات ہیں جن کے بیان میں تضیع اوقات ہے۔

مجوس پر تلبیس ابلیس کا بیان:

یحییٰ بن بشر نہاوندی نے کہا کہ مجوس کا پہلا بادشاہ کیومرث تھا۔ اسی نے ان کو یہ دین بتلایا۔ پھران میں پے درپے نبوت کے مدعی پیدا ہوئے یہاں تک کہ آخر میں رزدشت مشہور ہوا۔ مجوس کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ (معاذاللہ) ایک شخص روحانی ہے۔ وہ ظاہر ہوا تو اس کے ساتھ روحانی چیزیں پوری ظاہر ہوئیں پھراس نے کہا کہ کوئی دوسرا اس طرح ایجاد نہ کر سکے جیسے میں ایجاد کرتا ہوں پس اس نے اپنے فکر سے یہ تاریکی پیدا کی۔ تاکہ غیر قدرت سے انکار ہوسکے۔ پھراس تاریکی نے اٹھ کراس پر غلبہ پانا شروع کردیا۔ منجملہ ان امور کے جوزردشت نے مجوسیوں اورآتش پرستوں کے لیے نکالے ایک آگ کی پوجا ہے اور آفتاب کی جانب نماز ہے اوراسکی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ آفتاب اس عالم کا بادشاہ ہے وہی دن کولاتا ہے اور رات کو لے جاتا ہے۔ اور نباتات کو زندہ کرتا ہے۔ اور حیوانات کو بڑھاتا ہے اوران کے اجسام میں حرارت کو پھیرلاتا ہے۔ اور مردوں کوتعظیم زمین کی وجہ سے اس میں دفن نہیں کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اس سے حیوانات کی پیدائش ہوتی ہے ہم اس کو گندہ نہیں کریں گے۔ اور پانی کی تعظیم کی وجہ سے اس سے نہاتے نہ تھے اور کہتے تھے کہ اس سے ہر چیز کی زندگی ہے۔ لیکن اگراس سے پہلے گائے وغیرہ کا پیشاب استعمال کر لیتے تو پانی استعمال کرتے۔ اوراس میں تھوکتے نہ تھے۔ اور حیوانات کا قتل وذبح جائز نہ رکھتے تھے اپنا منہ گائے کے پیشاب وغیرہ سے تبرک کے طور پر دھوتے اور جس قدر گائے کا پیشاب پرانا ہوتا اسی قدر اس میں زیادہ تبرک سمجھتے تھے۔ اپنی ماؤں کی فرج اپنے لیے حلال سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ ماں کی شہوت بجھانے کی کوشش کرنے کا حق بیٹے پر زیادہ ہے۔ اور جب شوہر مر جاوے تو بیٹا اس عورت کا زیادہ مستحق ہے اور اگر بیٹا نہ ہوتو میت کے مال سے کوئی مرد کرایہ پر کرلیا جاتا تھا مرد کے واسطے جائز رکھتے کہ وہ ۱۰۰ عورتوں یا ہزار عورتوں سے نکاح کرے جب حائضہ عورت غسل کرنا چاہتی تھی تو موبذ (داروغہ آتش خانہ) کوایک اشرفی دیتی۔ وہ اس کوآتش خانہ میں لے جاتا اور جانوروں کی طرح چار پاؤں پر اسکو کھڑا کر کے اپنی انگلی سے اسکے اندام شرم میں آمدورفت کرتا یہ قاعدہ بادشاہ قباد کے وقت مزدک نے رائج کیا اور عورتیں اس نے ہر مرد کے واسطے مباح کردیں کہ جو مرد جس عورت سے چاہے وطی کرے۔ سالیہ فرقہ نے کہا کہ قبر میں مردہ کھانا پیتا اور نکاح کرتا ہے اس کا باعث یہ ہوا کہ ان لوگوں نے سنا کہ نیک بخت میت کے واسطے وہاں نعمت ہے۔ اور عمدہ عیش ہے۔ اوران کو عیش سوائے اس کے ظاہر نہ ہوا تو یہ اعتقاد جمایا۔ اور اگر یہ لوگ فقط اسی پر اکتفا کرتے جو احادیث میں وارد ہے کہ مومنوں کی روحیں پرندوں کے پوٹوں میں رکھی جاتی ہیں۔ اور جنت کے درختوں سے کھاتی ہیں تو اس خراب اعتقاد سے بچ جاتے۔ لیکن انہوں نے اسکے ساتھ میں جسم کو بھی ملالیا۔

روافض میں سے ایک فرقہ کا یہ اعتقاد ہے کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کافر تھے بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتد ہوگئے۔ اور بعض روافض کا یہ قول ہے سوائے علی کے سب سے تبرا و بیزاری کرتے ہیں۔ ہم کوصحیح روایت پہنچی کہ شیعہ نے زید بن علی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ آپ ان لوگوں سے تبرا کریں جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ کی امامت میں مخالفت کی۔ ورنہ ہم آپ کورفض (ترک) کریں گے۔ آپ نے اس بات سے انکار کیا تو ان شیعوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ اس لئے اس فرقہ کا نام رافضہ ہوا۔ روافض میں سے ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ امامت موسیٰ بن جعفر میں تھی۔ پھرآپ کے فرزند علی میں آئی اور پھران کے بیٹے محمد بن علی میں پھر ان کے بیٹے علی بن محمد میں پھر حسن بن محمد العسکری میں پھران کے بیٹے محمد میں آئی۔ یہی بارھویں امام مہدی ہیں جن کا انتظار تھا۔ اور کہتے ہیں کہ وہ مرے نہیں بلکہ غار میں چھپ رہے ہیں۔ اور آخر زمانہ میں آئیں گے تو زمین کو عدل سے بھریں گے۔ ابو منصور العجلی کہتا تھا کہ محمد بن علی الباقر کا انتظار ہے۔ اور دعویٰ کرتا ہے کہ یہی خلیفہ ہیں۔ اوران کو بالفعل آسمان پر لے گئے ہیں۔ وہاں پروردگار نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور قرآن میں جو آسمان سے کسفاً ساقطاً گراہوا ٹکڑا آیا ہے وہ یہی ہیں۔

خوبصورت لڑکوں کی طرف دیکھنے کی سزا کا بیان

ابوعبداللہ بن الجلاء کہتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا ایک خوبصورت نصرانی لڑکے کو دیکھتا تھا اتنے میں عبداللہ بلخی میرے سامنے گزرے پوچھا کیسے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے لئے ہر پیاسے جگر کو پلانے کے عوض اجر ہے۔ (معجم طبرانی)

کھڑے ہو میں نے کہا اے چچا آپ اس صورت کو دیکھتے ہیں۔ کیونکر آتش دوزخ میں عذاب کیا جائے گا۔ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ میرے شانوں کے بیچ میں مارے اور کہا کہ اس کا نتیجہ تجھ کو ملے گا۔ اگر چہ کچھ مدت گزر جائے میں نے چالیس برس کے بعد اس کا ثمرہ پایا کہ قرآن شریف مجھ کو یاد نہ رہا۔ ابوالادیان کہتے ہیں کہ میں اپنے استاد ابوبکر دقاق کے ساتھ تھا ایک نوجوان لڑکا سامنے آیا میں اس کو دیکھنے لگا۔ استاد نے مجھ کو اس کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھ لیا فرمایا کہ بیٹا بعد چندے تم اس کا نتیجہ پاؤ گے میں بیس برس تک منتظر رہا وہ نتیجہ نہ دیکھا ایک رات اسی سوچ بچار میں سو رہا۔ جب صبح کو اٹھا تو تمام قرآن شریف بھول گیا۔

ابو یعقوب طبری سے ہم کو روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میرے پاس ایک خوبصورت نوجوان رہا کرتا تھا جو میری خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک بار میرے پاس بغداد سے ایک صوفی آدمی آیا وہ اکثر اس جوان کی طرف دیکھا کرتا تھا میں اس حرکت سے اس کو فہمائش کرتا تھا۔ ایک رات میں سویا اور اللہ رب العزت کو خواب میں دیکھا۔ مجھ سے فرمایا کہ تم نے اس شخص یعنی بغدادی کو نوجوانوں کے دیکھنے سے منع کیوں نہیں کیا۔ مجھ کو اپنی عزت کی قسم ہے کہ اس شخص کو نوجوانوں کیجانب مشغول کرتا ہوں جس کو اپنے قرب سے دور رکھتا ہوں۔ ابو یعقوب کہتے ہیں کہ میں بیدار ہوا اور نہایت بے قرار تھا۔ اس بغدادی سے خواب بیان کیا اس نے زور سے چیخ ماری اور مر گیا۔ ہم نے اس کو غسل دیا اور دفن کیا۔ اور میرا جی اسی میں لگا رہا۔ بعد ایک مہینہ کے میں نے اس کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ جواب دیا کہ مجھ پر زجر و توبیخ فرمائی یہاں تک کہ مجھ کو خوف ہوا کہ نجات نہ ملے گی۔ پھر میرا قصور معاف کر دیا گیا۔

مسلک علماء دیوبند

علماء دیوبند اپنے مسلک کے اعتبار سے حقیقتاً اہل سنت والجماعت ہیں

علماء دیوبند اپنے مسلک اور دینی رخ کے لحاظ سے کلیۃً اہل سنت کا بھی اصل ہیں۔ جس سے وقتاً فوقتاً مختلف شاخیں کٹ کٹ کر الگ ہوتی رہی ہیں۔ علماء دیوبند نے نہ صرف اہل سنت والجماعت کے تمام اصول و قوانین ہی کے از اول تا آخر پابند رہے۔ بلکہ ان کے متوارث ذوق کو بھی انہوں نے ہی تھاما۔ پھر وہ خود درقسم کے اہل سنت نہیں بلکہ اوپر سے اس کا اسناد اور سندی سلسلہ ملا ہوا ہے۔ اس لئے مسلک کے اعتبار سے نہ وہ کوئی جدید فرقہ ہیں نہ بعد کی پیداوار ہیں بلکہ وہی قدیم اہل سنت والجماعت کا مسلسل سلسلہ ہے جو اوپر سے تسلسل و استمرار اور سند متصل کے ساتھ کا بڑا عن کابر چلا آ رہا ہے۔

سو اہل سنت والجماعت کے اس اصل یا علماء دیوبند کے اس جامع اور معتدل ترین مسلک کو سمجھنے کے لئے جس میں نہ افراط ہے نہ تفریط، نہ غلو ہے نہ مبالغہ کمال اعتدال و جامعیت کا جوہر پیوستہ ہے۔ اس کے لقب اور ماخذ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو اجزاء سے مرکب ہے ایک السنّت جس سے اصول، قانون اور طریق نمایاں ہیں اور الجماعت کے لفظ سے ذوات شخصیات رفقائے طریق نمایاں ہیں جس سے صاف ظاہر ہے اس مسلک میں اصول و قوانین بغیر ذوات کے (مثلاً القرآن الحکیم اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یعنی عمل کا نمونہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا اور آپ کے متبعین حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ائمہ مجتہدینؒ و غیر ہم) اور ذوات بغیر قوانین کے معتبر نہیں کیونکہ قوانین ان ذوات ہی کے راستے سے آئے ہیں اس لئے ماخوذ کو لیا جانا اور ماخذ کو چھوڑ دینا کوئی معقول مسلک نہیں ہو سکتا اس لئے حدیث:

مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِىْ میں بہتر فرقوں میں سے فرقہ حقہ کی نشاندہی فرماتے ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معیار حق ان ہی دونوں چیزوں کو ظاہر فرمایا۔ ما سے اشارہ اسی السنۃ یعنی روش نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یا قانون دین کی طرف ہے۔ جس سے ملت حقہ پیدا ہوئی اور جس سے پھر مختلف دینی شعبے بنے اور انا واصحابی سے اشارہ الجماعۃ یعنی برگزیدہ شخصیتوں کی طرف ہے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوئیں اور بعد میں دینی شعبوں میں کسی نہ کسی شعبہ خداقت و مہارت سے بنتی رہی ہیں جس سے فرقہ حقہ پیدا ہوا۔

ان سب (صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر تابعین ائمہ مجتہدین اور علماء راسخین فی العلم تک) عظمت و محبت اور متابعت و ادب و احترام اسی مسلک کا جوہر ہے۔ کیونکہ جملہ دینی شخصیتیں ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلال سے بنی ورنہ اسے دینی شخصیت کیوں کہا جاتا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری شخصیتوں کے جامع اور ان میں فرد اکمل ہیں۔

شریعت کے تمام علمی و عملی شعبے بلکہ دین کی ساری حجتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی مختلف الانواع نسبتوں کے ثمرات و آثار ہیں۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایمانی سے عقائد کا شعبہ پیدا ہوا جس کا فنی اور اصطلاحی نام کلام ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اسلامی سے عملی احکام کا شعبہ پیدا ہوا جس کا اصطلاحی نام فقہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت احسانی سے تزکیہ نفس اور تکمیل اخلاق کا شعبہ پیدا ہوا جس کا اصطلاحی نام تصوف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اعلاء کلمۃ اللہ سے سیاست و جہاد کا شعبہ پیدا ہوا جس کا عنوانی لقب امارت و خلافت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت استنادی سے سند کے ساتھ نقل دین کا

10 شعبہ پیدا ہوا جس کا اصطلاحی نام فن روایت و اسناد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت استدلالی سے حجت طلبی اور حجت بیانی کا شعبہ پیدا ہوا جس کا اصطلاحی نام درایت وحکمت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اللہ تعالیٰ سے صوم فراست و معرفت کا شعبہ پیدا ہوا جس کا اصطلاحی نام فن حقائق و اسرار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت استقرائی سے کلیات دین کا شعبہ پیدا ہوا جس کا اصطلاحی نام فن اصول ہے خواہ اصول فقہ ہو یا تفسیر و حدیث وغیرہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اجتماعی سے تعاون باہمی اور حسن معاشرت کا شعبہ پیدا ہوا جس کا فنی و اصطلاحی نام حضارۃ حدیثہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تیسیری سے سہولت پسندی اور میانہ روی کا شعبہ پیدا ہوا جس کا اصطلاحی لقب عدل و اقتصاد ہے۔ پھر شرعی حجتوں کا سلسلہ دیکھئے جس سے اس جامع شریعت کا وجود ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت انبائی (نبوت) سے وحی متلو کا ظہور ہوا جس کے مجموعے کا نام القرآن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت القائی اور وجدانی سے استنباط اور استخراج مسائل کا ظہور ہوا۔ جس کا اصطلاحی نام اجتہاد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خاتمیت سے امت میں دوامی ہدایت اور عدم اجتماع بر ضلالت کا مقام پیدا ہوا جس سے اس میں حجت شان ظاہر ہوئی جس کا اصطلاحی نام اجماع ہے۔ غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبتوں سے دین کی چار حجتیں قائم ہوئیں۔ (۱) کتاب اللہ۔ (۲) سنت رسول اللہ۔ (۳) اجماع امت۔ (۴) اجتہاد، مجتہد۔ اگرچہ ان کے اصطلاحی نام بعد میں رکھے گئے مگر ان سب کو علماء دیو بندؒ نے جوں کا توں لے کر اپنے مسلک کا رکن بنالیا اور وہ اس کے مسلک کے عناصر ترکیبی قرار پائے۔ پھر ہر طبقے میں کمال حذاقت و مہارت اور خداداد فراست و بصیرت کے لحاظ سے اس فن کے ائمہ اولوالامر پیدا ہوئے اور وہ اس فن میں اس درجہ منہمک ہوئے وفانی ہوئے کہ یہ فن ان کا اوڑھنا بچھونا اور جوہر نفس ہو گیا ایسی شخصیتوں کو ان فنون کا امیر المومنین اور اولوالامر مانا اور پکارا گیا اور وہ امام و مجتہد کے ناموں سے یاد کئے گئے مثلاً ائمہ اجتہاد (امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، اور امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ) ائمہ حدیث جیسے بخاریؒ و مسلمؒ ائمہ درایت و تفقہ ابو یوسف محمد حسن مزنیؒ اور ابن رجبؒ وغیرہ۔ ائمہ حکمت و حقائق رازیؒ وغزالیؒ و ابن عربی ائمہ کلام ابو الحسن اشعریؒ ابو منصور تریدیؒ وغیرہ ائمہ اسلام فخر اسلام بزدوی و علامہ بوسی وغیرہ اور اسی قسم کی دین کی برگزیدہ شخصیتیں مسلک علماء دیو بند کے اعضاء و اجزاء قرار پائے جن کی درجہ بدرجہ توقیر عظمت مسلک کا دوسرا اہم ترین رکن ہے۔ پس جیسے علماء دیو بند کا رجوع ان شعبوں کی طرف یکساں ہے اور کسی ایک شعبے پر غلو کے ساتھ زور دینا ان کا مسلک نہیں کہ وہ تصوف کو لیکر حدیث سے بے نیاز ہو جائیں یا حدیث کو لیکر تصوف و کلام سے بیزاری کا اظہار کرنے لگیں۔ یا فقہ میں لگ کر فن حقائق و اسرار سے لاتعلقی کا اظہار کریں وغیرہ۔ اس لئے علماء دیو بند کے محدث ہونے کے یہ معنے نہ ہوں گے کہ وہ متکلم کو کم رتبہ سمجھیں۔ اصولی ہونے کا یہ مطلب نہ ہوگا کہ صوفی کو حقارت سے دیکھیں۔ یا صوفی ہونے کے یہ معنی نہ ہوں گے کہ وہ متکلم کو کم رتبہ نہ سمجھیں۔ فقیہ ہونے کے یہ معنی نہ ہوں گے کہ وہ حدیث سے یکسو ہوں کہ جب یہ مسلمہ نوع شخصیتیں کسی نہ کسی جہت سے آثار نبوت سے ہیں۔ جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہر رنگ اور ہر طبقے کے افراد جمع تھے۔ اور ایک دوسرے کی عظمت و محبت اور ادب و احترام میں بھی انتہائی مقام پر تھے۔ تمام شعبہ ہائے دین جن شخصیتوں میں جمع ہوئے ان میں جامعیت کی شان پیدا ہوئی۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی شخصیت پر غلبہ کسی خاص شعبہ یا فن کا رہا ہو۔ الحمد للہ اکابر دیو بند میں ایسی شخصیتیں رہی ہیں اور موجود ہیں۔

تمام دینی شعبوں کا خلاصہ:

پھر ان تمام دینی شعبوں کے اصول وقوانین کا خلاصہ دو ہی چیزیں ہیں۔ عقیدہ اور عمل۔ عقیدے میں بنیادی عقیدہ اور تمام عقائد کی اساس توحید ہے۔ اور عمل میں سارے اعمال کی بنیاد اتباع سنت و پیروی اسوۂ حسنہ ہے۔

توحید:

اس مسلک میں اصل چیز توحید خداوندی پر زور دینا ہے۔ جس کے ساتھ شرک یا موجبات شرک جمع نہ ہوسکیں۔ اور کسی بھی غیر اللہ کی اس میں شرکت نہ ہو لیکن ساتھ ہی تعظیم اہل اللہ اور توقیر اہل فضل و کمال کو اس کے منافی سمجھنا مسلک کا کوئی عنصر نہیں۔ اور ایسے ہی تعظیم شخصیت میں مبالغہ کرنا جس سے توحید میں خلل پڑتا ہو یا اس میں شرک کی آمیزش کر دینا جو تعلیم کا غلو ہے۔

حضرات انبیاء علیہم السلام:

انبیاء علیہم السلام کے بارے میں علماء دیو بند کا نقطۂ اعتدال یہ ہے کہ مقدسین پیغام الٰہی کے معین ہیں۔ جنہوں نے کمال دیانت اور حزم و احتیاط کے ساتھ پیغام الٰہی مخلوق تک پہنچایا۔ وہ عالم کے معلم و مربی ہیں جو ہر تعظیم و عظمت کے مستحق اور ہر ادب و احترام کے مستوجب ہیں مگر ساتھ ہی اس مسلک کا اہم جزو یہ بھی ہے کہ وہ بشر بھی ہیں۔ نوع بشر سے الگ ان کی کوئی نوع نہیں۔ اس لئے جہاں ان کی بے ادبی کفر اور عظمت عین ایمان ہے وہیں اس عظمت میں کفر کی آمیزش بھی کفر سے بڑھ کر کفر ہے۔

خاتم الانبیاء سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

علماء دیو بند بصدق قلب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل الکائنات، افضل البشر اور افضل الانبیاء یقین کرتے ہیں مگر ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ غلو عقیدت و محبت میں نفی بشریت یا ادعاء

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آفت رسیدہ اور غرق شدہ دونوں کے لئے شہید کا اجر ہے۔ (الجمع)

اوتاریت پر پردۂ مجاز وغیرہ کہنے کی جراءت نہیں کرتے۔ وہ آپ کی ذات بابرکت کو تمام انبیاء کرام کی تمام کمالاتی خصوصیات خلت اصطفائیت کلیمیت ،تاروحیت ، صادقیت ، غلصیت ،اور صدیقیت وغیرہ کا جامع بلکہ مبداء نبوت انبیاء اور منشاء ولایت اولیا سمجھتے ہیں ۔لیکن پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا کمال عبدیت سمجھتے ہیں ۔وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علو درجات ثابت کرنے کے لئے حدود عبدیت کو توڑ کر حدود معبودیت میں پہنچا دینے سے مدد نہیں لیتے ۔وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات الوہیت تسلیم نہیں کرتے اور اس میں ذاتی وعرضی کا فرق بھی تسلیم نہیں کرتے ۔وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک اور مداح وثناء کو عین عبادت سمجھتے ہیں ۔لیکن اس میں عیسائیوں کے مبالغے جائز نہیں سمجھتے ۔ کہ حدود بشریت کو حدود الوہیت سے جا ملائیں ۔وہ برزخ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی حیات کے قائل ہیں ۔مگر وہاں معاشرت دنیوی کے قائل نہیں ۔وہ اس کے اقراری ہیں کہ آج بھی امت کے ایمان کا تحفظ گنبد خضراء ہی کے منبع ایمانی سے ہو رہا ہے ۔لیکن پھر بھی آپ کو حاضر ناظر نہیں جانتے ۔جو خصوصیات الوہیت میں سے ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عظیم کو ساری کائنات کے علم سے خواہ ملائکہ ہوں یا انبیاء ، اولیاء بمراتب بے شمار زیادہ اور بڑھ کر جانتے ہیں ۔لیکن پھر بھی اس کے ذاتی اور محیط ہونے کے قائل ہیں ۔غرض تمام ظاہری و باطنی کمالات آپ کو ساری مخلوقات میں بلحاظ کمال و جمال یکتا بے نظیر اور بے مثال یقین کرتے ہیں لیکن خالق کے کمالات سے ان کے کمالات کو وہی نسبت مانتے ہیں جو مخلوق کو خالق سے ہو سکتی ہے ۔ کہ خالق کی ذات اور صفات اور کمالات سب لامحدود اور مخلوق کی ذات اور صفات اور کمالات سب محدود ۔وہ ذاتی ہیں یہ عرضی ہیں ۔اور عرضی ہو کر بھی محدود وہ خانہ زاد ہیں اور یہ عطاء کا ثمرہ ۔پس یہ حدود کی رعایت وہی نقطہء اعتدال ہے جو اس مسلک کے اعتدال کی اساس ہے ۔

صحابہ کرامؓ:

علماء دیوبند صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت اور جلالت پر اس کے قائل نہیں ۔ کہ کسی کو لائق محبت سمجھیں اور کسی کو معاذ اللہ لائق عداوت ۔ کسی کی مدح میں رطب اللسان ہوں اور عیاذ اًباللہ کسی کی مذمت میں وہ انہیں بلا استثناء نجوم ہدایت مانتے ہیں اور بعد والوں کی نجات انہی کے علمی عملی اتباع کے دائرے میں موجود ہے لیکن انہیں شارح تسلیم نہیں کرتے کہ حق شرع ان کے لئے ماننے لگیں ۔علماء دیوبند کے نزدیک آپ صحابہ رضی اللہ عنہم شرف صحابیت اور صحابیت کی برگزیدگی میں یکساں ہیں ۔اس لئے محبت وعظمت میں بھی یکساں ہیں ۔البتہ ان میں باہم فرق مراتب بھی ہے ۔اس لئے عظمت مراتب میں بھی فرق ہے لیکن یہ چونکہ نفس صحابیت کا فرق نہیں ۔اس لئے محبت وعقیدت میں فرق نہیں پڑ سکتا ۔پس اس مسلک میں الصحابة کلھم عدول.

صحابہ رضی اللہ عنہم سب کے سب عادل تھے کا اصول کارفرما ہے جو اس مسلک کا سنگ بنیاد ہے ۔صحابہ رضی اللہ عنہم بحیثیت قرن خیر من حیث الطبقه ’’پوری امت کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام اور معیار حق ہیں ۔نبوت کے منکر کی طرح ان کے اجماع کا منکر بھی کافر ہے اور جو ان کے بارے میں بدگمانی یا بدزبانی کا شکار ہیں ۔ وہ حقانیت سے ہٹا ہوا ہے ۔علماء دیوبند انہیں غیر معصوم کہنے کے باوجود بوجہ محفوظیت دین انہیں قابل تنقید و تبصرہ نہیں سمجھتے کہ بعد والے انہیں اپنی تنقیدات کا ہدف بنائیں ۔ان کے مشاجرات اور باہمی نزاعات میں خطاء وصواب کا تقابل ہے ۔حق و باطل یا طاعت ومعصیت کا نہیں اور سب جانتے ہیں کہ مجتہد خاطی کو بھی اجر ملتا ہے ۔ نہ کہ زجر ۔پس ان کے معاملات میں جو نیک نیتی اور پاک نفسی پر مبنی تھے ۔ حسب مسلک علماء دیوبند نہ بدگمانی جائز نہ بدزبانی ۔یہ توجیہ کا مقام ہے ۔

تلک دماء ظهر الله عنها ایدینافلا نلوث بها السنتنا.

تصوف اور صوفیاء:

علماء دیوبند جملہ اولیاء امت خواہ وہ کسی مسلک کے ہوں کی محبت و عظمت کو تحفظ ایمان کے لئے ضروری سمجھتے ہیں مگر غلو کے ساتھ اس محبت و عقیدت میں انہیں ربوبیت کا مقام نہیں دیتے ان کی تعظیم ضروری سمجھتے ہیں لیکن اس کے معنی عبادت کے نہیں لیتے ۔ کہ انہیں یا ان کی قبروں کو سجدہ و رکوع یا طواف و نذر یا منت وقربانی کا محل بنالیا جائے وہ ان کی منور قبروں سے استفادہ اور فیض حاصل کرنے کے قائل ہیں لیکن انہیں مشکل کشا اور دافع البلاء والوباء نہیں سمجھتے ۔ کہ وہ صرف شان کبریائی ہے ۔وہ اہل قبور سے حصول فیض کے قائل ہیں استمداد کے نہیں وہ حاضری قبور کے قائل ہیں مگر ان کے عیدگاہ بنانے کے قائل نہیں ۔وہ مجالس اہل دل میں شروطفقہ کے ساتھ نفس سماع کے منکر نہیں مگر گانے بجانے کے کسی درجہ میں بھی قائل نہیں ۔البتہ نسبت نبوت اور اتباع سنت کے غلبہ کی وجہ سے سماع سے الگ رہنا قابل ملامت نہیں ۔ قابل مدح ہے ۔مشائخ دیوبند کا عمومی معمول اس بارے میں یہی ہے کہ وہ رسوم شادی وغمی کو اسوۂ حسنہ اور سلف صالحین کے سادہ اور بے تکلف طریق عمل میں محدود رکھنا چاہتے ہیں ۔وہ غمی کی رسموں مثلاً تیجا ، دسواں ، چہلم ، برسی وغیرہ کو بدعت سمجھتے ہیں اور سختی سے روکتے ہیں کیونکہ وہ ثواب سمجھ کر کی جاتی ہے اور شادی کی رسوم تمدن و معاشرت کے جذبے سے انجام دی جاتی ہیں ۔اس لئے وہ (رسوم) محض خلاف سنت ہیں اور خلاف سنت میں عقیدہ محفوظ نہیں رہتا ۔وہ ایصال ثواب کو مستحسن اور امت کا حق سمجھتے ہیں مگر اس کی محض نمائشی صورتیں بنانے کے قائل نہیں ۔ جنہیں محفوظ اصطلاحات نیاز فاتحہ وغیرہ کے وضع کے عنوانات سے یاد کیا جاتا ہے ۔وہ تکمیل اخلاق اور تزکیہ نفس کے لئے حسب سلاسل طریقت مشائخ کی بیعت وصحبت کو حق وطریقت کے اصول و ہدایات کی پابندی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ثواب کیلئے سات برس اذان کہی اس کیلئے آگ سے برأت لکھ دی جاتی ہے (مشکوٰۃ)

تجربہ مفید اور ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن طریقت کو شریعت سے الگ کوئی مستقل راہ نہیں سمجھتے۔ بلکہ شریعت ہی کے باطنی اور اخلاقی حصہ کو طریقت کہتے ہیں۔ جسے شریعت نے احسان کہا ہے۔

وہ مشاہدہ وآثار صلحاء کی برکت اور ان سے تبرک واستفادہ کے قائل ہیں مگر انہیں سجدہ گاہ بنا لینے کے قائل نہیں۔ اگر آثار نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام جیسے موئے مبارک پیرہن مبارک یا نعلین مبارک کا ایک تسمہ بھی مستند طریق پر مل جائے تو اسے سلاطین کے تاج اور دنیا و مافیہا کی ہر دولت سے کہیں زیادہ بڑھ کر دولت سمجھتے ہیں۔ غیر مستند ہوں تو بے ادبی سے بچ کر بے سند چیزوں سے کنارہ کش ہو جانا ضروری سمجھتے ہیں۔

اولیاء اللہ کے شطحیات اور غلبہء حال کے کمالات وافعال کے بارے میں علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وہ نہ تو ان اقوال وافعال کی بناء پر جن کی سطح بظاہر سنت وشریعت سے ہٹی ہوئی نظر آتی ہے ان حضرات کی شان میں ادنیٰ بے ادبی وگستاخی کو جائز نہیں سمجھتے۔ اور نہ ہی ان موہوم یا مبہم کلمات کو غلو محبت سے عین شریعت سمجھتے ہیں۔ نہ ان کو حجت شرعی سمجھتے ہیں کہ ان کی طرف لوگوں کو بلائیں اور نہ ہی انہیں اسلام سے خارج کر دینے کے در پے ہوتے ہیں۔ دراصل ایسے کلمات وافعال ایک مخصوص حال ہے جو بظاہر خلاف سنت معلوم ہوتا ہے درحقیقت نہیں۔ عارف اور مبصر علماء نے ان کی توجیہات میں مستقل رسائل تالیف کر دیئے ہیں۔ اس مسلک کا جزو جہاں یہ ہے کہ مغلوب الحال اہل اللہ کا عذر قابل قبول اور قابل تاویل ہے وہاں یہ جزو بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں کہ مغلوب الحال کوئی اونچا مقام نہیں بلکہ ایسے مقام میں علو مقام کی بات یہ ہے کہ دامن سنت ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ مشائخ دار العلوم کی روش اس بارے میں یہی رہی ہے کہ وہ غلبہء حال میں از خود رفتہ نہیں ہوتے اور اتباع سنت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔

در کفے جام شریعت در کفے سنداں عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

فقہ اور فقہاء:

علماء دیوبند کا مسلک فقہی اور اجتہادی مسائل میں فقہ حنفی پر عمل کرنا ہے لیکن اسے آڑ بنا کر دوسرے فقہی مذاہب کو باطل ٹھہرانا یا ائمہ مذاہب پر زبان طعن دراز کر کے عاقبت خراب کرنا نہیں کیونکہ یہ حق اور باطل کا مقابلہ نہیں۔ سب ائمہ حق پر ہیں۔ دین کے بارے میں آزادی نفس سے بچنے اور خود رائی سے دور رہنے کے لئے کسی ایک امام کی تقلید ضروری ہے۔ تقلید میں بھی علماء دیوبند کا مسلک افراط وتفریط سے پاک ہے۔ وہ کسی بھی امام مجتہد یا اس کے فقہ کی کسی چھوٹی سے چھوٹی جزئی کے بارے میں تمسخر یا سوئے ادب یا رنگ ابطال وتردید سے پیش آنے کو خسران...... آخرت سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ اجتہاد شرائع فرعیہ ہیں۔ شرائع اصلیہ نہیں کہ اپنے فقہ کو موزوں بنا کر دوسروں کی تردید کر دیں۔ البتہ اپنے اختیار کردہ فقہ کی حد تک ترجیح پر مطمئن ہیں۔

حدیث اور محدثین:

علماء دیوبند کے مسلک میں قوت سند یا اصح مافی الباب ہونا اصل نہیں۔ بلکہ بصورت جمع مناط حکم اور بصورت ترجیح تفقہ اصل ہے۔ حنفیہ کے یہاں بلاشبہ جمع بین الروایات اور تحقیق وتنقیح مناط کی وجہ سے توجیہات کی کثرت ہے کہ اس کے بغیر روایات باہم جڑ کر حکم کا جامع نقشہ پیش نہیں کر سکتیں۔ مگر یہ توجیہات وتاویلات محض یا تخمینی بات نہیں۔ بلکہ اصول ونصوص سے مؤید ہونے کی وجہ سے تقریباً تفسیرات حدیث ہم پلہ ہوتی ہیں۔ اس لئے حدیث کے بارے میں علماء دیوبند کا غالب عنصر جامعیت واعتدال ہے جس میں نہ تشدد ہے نہ تساہل بلکہ وہ روایات کے ساتھ تمام ائمہ کے اصول کو لیکر چلتا ہے۔

کلام اور متکلمین:

علمائے دیوبند کا مسلک تمام متکلمین کی عظمت کے ساتھ امام ابو منصور ماتریدیؒ کا اتباع ہے۔ لیکن یہاں بھی کلام معین کی پابندی واتباع کے ساتھ تحقیق کا سرا ہاتھ سے نہیں دیا گیا۔ کلامی مسائل کے ساتھ علماء دیوبند میں قاسمیت غالب ہے۔ جو حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کی حکیمانہ تعلیمات سے ماخوذ ہے۔ جس کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے اختلافات میں ردوقدح کی بجائے رفع اختلافات اور تطبیق وتوفیق کا راستہ اختیار کیا گیا ہے جس سے بڑے سے بڑا اختلاف نزاعی محسوس ہونے لگتا ہے۔ مذہب کے مخالف جنگ کرنے والوں نے عقل کو بڑا استعمال کیا۔ علماء دیوبند کا اس بارے میں نقطہء اعتدال یہ ہے کہ وہ دین کے بارے میں نہ تو عقل کو دور از کار سمجھتے ہیں اور نہ ہی اسے مستقل درجہ مانتے ہیں۔ وہ عقل سے نقل کو نہیں پرکھتے بلکہ نقل صحیح کو عقل کے صحت وسقم کے پرکھنے کی کسوٹی سمجھتے ہیں۔ وہ عقل کو محسوسات کے ناپ تول کا ترازو سمجھتے ہیں۔ مغیبات کے ادراک کا آلہ اور حاسہ باور نہیں کرتے۔ اس سے ان کے نزدیک دین و مذہب کی اصل وحی خداوندی ہے۔ اور اس کے اثبات کے خدام میں ایک خادم عقل بھی ہے۔ گو شریف ترین خادم ہے مگر حاکم نہیں۔ مگر بے فکر اور بے ذکر عقل خادم دین ہونے کے منصب کی اہل نہیں۔

سیاست اور خلفاء:

سیاسی اور اجتماعی امور میں شریعت نے زیادہ تر توسعات کو سامنے رکھا ہے۔ کیونکہ سیاست ملکی تدابیر کے انصرام کا نام ہے۔ اور تدابیر و وسائل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنی اولاد سے تین دفن کئے اور ثواب کی نیت کی اس کے لئے جنت واجب ہوگئی ہے۔ (احمد)

تدبیر ہر دور کے مناسب حال الگ ہے۔اس لئے شریعت نے اس کے اصول بیان کر دیئے۔مخصوص صورتوں پر زور نہیں دیا۔اس بارے میں علماء دیوبند کا مسلک امارت شورائیت ہے،جس کی مہمات تفصیلات کا عقلی اور نقلی نقشہ حکمت ولی اللہی میں حضرت شاہ ولی اللہؒ نے پیش فرما دیا ہے۔

ظاہر و باطن کے جامع:

علماء دیوبند کا مسلک استدلال کے دائرے میں نصوص کے ساتھ ظواہر و باطن دونوں کو جمع رکھ کر دونوں ہی کا علمی حق ادا کرنا ہے کہ کوئی ایک پہلو نظر انداز نہ ہو۔ پھر اس جامع ظاہر و باطن مسلک سے ایسے جامع لوگ بنتے رہے جو عالم باللہ بھی اور عالم باسرار اللہ بھی ثابت ہوں۔اس لئے اس کا افادہ عمومی، ہمہ گیر اور نفع عام ہے۔

علماء دیوبند کا نقطہ آغاز:

اگر دارالعلوم کی تاریخ کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اسلاف اور موسسین صرف مدعیان مسلک ہی نہ تھے بلکہ مسلک کا عملی نمونہ تھے۔بالخصوص حضرت بانیء دارالعلوم قدس سرہٗ مسلک کے ان نظری و عملی پہلوؤں کے مجسم پیکر تھے۔اس کا کچھ نقشہ پیش خدمت ہے۔

۱۔حضرت بانی دارالعلومؒ نے دارالعلوم کی بنیاد رکھ کر درس و تدریس اور تعلیم کا آغاز کرایا اور خود بھی چھتہ کی مسجد میں جو اس دارالعلوم کا نقطہ آغاز ہے درس شروع فرمایا۔

۲۔یہ مسجد چھتہ جو دارالعلوم کا نقطہ آغاز اور حضرت بانی قدس سرہٗ کی قیام گاہ تھی۔حضرت نے حلقہء ارشاد و تلقین قائم فرمایا جس میں یہی اعضائے دارالعلوم شریک ہوئے۔اور حضرت کے روحانی توجہ و تصرف سے ان کی باطنی تربیت کی جاتی تھی۔اس لئے بانی ہی کے عمل سے علماء دیوبند کا دوسرا مقصد تربیت باطنی اور تزکیہ نفس بھی مشخص ہوا۔

۳۔اسی دارالعلوم میں حضرت بانیؒ نے محکمہ قضاء قائم فرما کر صدر المدرسین دارالعلوم حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کو اس کا قاضی مقرر فرمایا۔جس سے ہزار ہا الجھے ہوئے مقدمات شرعی انداز سے فیصل ہونے لگے۔اور اسلامی عدلیہ مسلمانوں کے قبضے میں آنے لگی جو حکومت کا ایک اساسی شعبہ ہے۔

۴۔اسی دارالعلوم میں حضرت بانی قدس سرہٗ نے طلباء کو گتکا،بنوٹ،اور لاٹھی چلانے کی مشقیں شروع کرائیں جس کا مقصد طلباء میں فن سپاہ گری اور مجاہدانہ اسپرٹ کو باقی رکھنا تھا۔جو سیاست کا اساسی شعبہ ہے۔

مخالفین نے اس پر اعتراض کئے کہ مدرسہ حربیہ ہو گیا ہے۔مگر حضرت نے پرواہ نہ کی۔

۵۔عیسائی مشنریوں،آریوں اور دوسرے فرقہ باطلہ کے اسلام کے بارے میں مشکوک انداز میں الزام تراشی اور متعصبانہ اعتراضات کے جواب میں جا بجا مدافعانہ اور مناظرانہ تقریروں کا سلسلہ شروع فرمایا اور ساتھ ہی اصلاحی اور تبلیغی مواعظہ حسنہ کا بھی آغاز فرمایا۔

۶۔حضرت نے دیوبند کے شیوخ میں سنیت اور سنی مذاق رائج کرنے کی جدوجہد شروع فرمائی کیونکہ یہاں شیوخ میں تفضیلیت کے آثار رچے ہوئے تھے گو وہ ثقہ نہ تھے۔

۷۔حضرت بانیؒ نے آخری عمر میں خواہش ظاہر فرمائی کہ کاش میں انگریزی پڑھتا اور مدعیان حکمت فرنگ کو یورپ جا کر بتلاتا کہ حکمت وہ نہیں جسے تم سمجھ رہے ہو۔حکمت وہ ہے جو انبیاء کے قلوب سے اتر کر روشن سینوں میں اتری۔الحمد للہ اس مقصد کے لئے دارالعلوم میں انگریزی و سنسکرت کی تعلیم کا اہتمام کر دیا گیا ہے اور بانی کی آرزو مستقل جامہ پہن رہی ہے۔

۸۔حضرت نے محققانہ اور مدافعانہ تحریرات کا خود بھی سلسلہ شروع فرمایا اور اپنے تلامذہ کو بھی تصنیف و تالیف کی طرف لگایا۔

۹۔حضرت بانی نے سلطان ترکی سے اپنی عقیدت و محبت کا رشتہ قائم رکھا اور ترکوں کی امداد کے لئے لاکھوں روپے چندہ جمع کیا اور ان کی مدح میں قصیدے لکھے۔

۱۰۔دارالعلوم کے تمام تعلیمی و عملی کاموں کو مخالفت سے بچانے اور حکومت وقت کی امداد سے گریز کے لئے آٹھ اساسی اصول وضع فرمائے جو الہامی معلوم ہوتے ہیں۔

تلک عشرۃ کاملۃ:

پس مسلک علماء دیوبند صرف نظری مسلک نہیں۔بلکہ عملی طور پر ایک مستقل دعوت ہے۔جس کا رنگ تعلیمی ہے۔پھیلاؤ تبلیغی ہے۔جماؤ معاشرتی ہے۔بچاؤ قضاتی ہے۔چڑھاؤ ریاضت سپہ گری ہے۔ضبط نفس تربیتی ہے۔اور مدافعت مجاہداتی ہے۔اور بین الاقوامیت دعوتی ہے۔اس ہمہ گیر جامع اور معتدل مزاج کو دیکھ کر ڈاکٹر اقبال مرحوم نے دیوبند مسلک کے بارے میں ایک جامع اور بلیغ جملہ استعمال کیا تھا۔جو اس مسلک کی صحیح تصویر کھینچ دیتا ہے۔ان سے کسی نے پوچھا کہ یہ دیوبندی کیا کوئی فرقہ ہے؟ کہا نہیں

"ہر معقول پسند دیندار کا نام دیوبندی ہے"

بہر حال اس جامعیت اصول و شخصیت سے پیدا شدہ امتزاج کا نام مسلک علماء دیوبند ہے۔(بہ شکریہ الرشید دارالعلوم دیوبند)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے اللہ کی طرف سے کوئی فضیلت کا عمل پہنچے پھر وہ عمل سے اس کی تصدیق نہ کرے تو اس کو اس کا ثواب نہ ملے گا۔(المعجم)

باب ۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعوت وتبلیغ

تبلیغی جماعت اور اس کا کام

ہمارے اس برصغیر (ہندپاکستان اور بنگلہ دیش) ہی میں نہیں بلکہ پورے ایشیا اور یورپ اور افریقہ وامریکہ وغیرہ میں بھی غالباً اب کوئی ملک اور علاقہ ایسا نہ ہوگا جہاں مسلمانوں کی قابل لحاظ آبادی ہو اور ''تبلیغی جماعت'' والے دین کی محنت اور جدوجہد کی دعوت لیکر وہاں نہ پہنچے ہوں اور اس سلسلہ میں وہاں کوئی کام نہ ہورہا ہو۔ جن لاکھوں بلکہ کروڑوں بندوں سے دین کے ان خادموں کا واسطہ پڑتا ہے وہ اپنی اپنی سطح اور سمجھ کے مطابق اتنا ضرور جانتے ہیں کہ ان کا مقصد اور ان کی بنیادی دعوت یہ ہے کہ ہم مسلمان حقیقی مسلمان بن جائیں اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ ایمان اور ایمان والی زندگی عام ہوجائے جس کی دعوت لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے اور قرآن مجید میں جس کا مطالبہ ان آیات میں کیا گیا ہے۔

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا آمِنُوْ اور ......یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ
آمَنُوْا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ......الآیۃ

اس کام کے لئے ان کا ایک خاص پروگرام اور طریقہ کار ہے۔ وہ سب سے پہلے دعوت دیتے ہیں کہ مسلمان کلمہ شریف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی اہمیت اور حقیقت کو سمجھیں۔ اس کلمہ میں جو کچھ فرمایا گیا ہے اس کا یقین اپنے اندر پیدا کرنے اور بڑھانے کی کوشش کریں۔ اس کو اپنی زندگی کی بنیاد بنائیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ لاشریک عبدیت وعبادت کا ہمارا وہ تعلق اور معاملہ ہو جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا تقاضا ہے۔ اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتباع واطاعت اور محبت کا وہ رویہ ہو جو محمد رسول اللہ پر ایمان لانے کا مقتضیٰ ہے۔ الغرض اپنی دعوت کی بات وہ کلمہ شریف سے شروع کرتے ہیں۔ اس کے بعد اسلامی اعمال میں سے وہ خصوصیت سے نماز پر زور دیتے ہیں۔ کہ ہر مسلمان نماز پابندی سے ادا کرے جیسا کہ اللہ ورسول کا حکم ہے۔ اور ظاہر وباطن کے لحاظ سے حتی الامکان اس طرح نماز پڑھنے کی کوشش کرے۔ جس کی تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ اور جس کی یہ تاثیر ہے کہ وہ آدمی کو پاک صاف اور اللہ ورسول کی فرمانبرداری اور آخرت کی فکر اور تیاری کا عادی بنادیتی ہے۔ اس کے بعد وہ اس پر زور دیتے ہیں کہ ہر مسلمان اپنے حالات کے مطابق بقدر ضرورت دین سیکھنا ضروری سمجھے (خواہ جاننے والوں اور دین داروں کی صحبت سے یا کتابی تعلیم سے) اسی طرح ہر مسلمان اس بات کی کوشش کرے کہ ذوق وشوق کے ساتھ اللہ پاک کا ذکر اس کی عادت اور زندگی کا وظیفہ اور لذیذ مشغلہ بن جائے۔ ''علم'' سے راستہ معلوم ہوتا ہے اور ''ذکر'' چلنے کی قوت اور اس کا داعیہ پیدا کرتا ہے۔ اس ذکر میں اللہ تعالیٰ کی حمد وتسبیح، قرآن مجید کی تلاوت، استغفار، درود شریف اور دعا سب شامل ہیں۔

اس کے ساتھ وہ یہ بھی دعوت دیتے ہیں۔ کہ ہم سب مسلمان اس کی کوشش کریں کہ ہمارے اخلاق اور ہمارا برتاؤ اللہ کے سب بندوں کے ساتھ خاص کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کے ساتھ ان کے حق اور مرتبہ کا لحاظ کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وہدایت کے مطابق ہو اور ہم دنیا کے لئے اسلامی اخلاق کا نمونہ بن جائیں۔ اور ایک اہم بات اس سلسلہ میں وہ یہ کہتے ہیں کہ خود اپنے اندر یہ سب چیزیں پیدا کرنے کے لئے اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایمان اور ایمانی صفات اور ایمان والی زندگی اور دعوت کو پھر سے عام اور برپا کرنے کے لئے جماعتوں کی شکل میں سفر وہجرت اور اس راہ میں اپنے چین وآرام اور وقت اور مال کی قربانی کو ہم سب اپنی زندگی کا جز بنالیں اور خاص کر ان دنوں میں انہی مشاغل میں مشغول رہیں اور ''لایعنی'' سے بھی پرہیز کریں۔ (''لایعنی'' وہ مشاغل ہیں جو نہ دین کے لئے ضروری اور مفید ہیں اور نہ دنیا کے لئے اگرچہ فی نفسہ مباح اور جائز ہوں)

اور آخری بات اس سلسلے میں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ اور ہماری زندگی کے سارے ہی کام صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب آخرت کے لئے ہوں۔ کوئی دنیوی مفاد یا مصلحت مقصد کے طور پر ہمارے سامنے نہ ہو۔ ہم کوشش اور مشق کریں کہ یہ ہمارا حال ہوجائے۔

قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قبر پر تین مٹھی مٹی ڈالی وہ قیامت میں اس کے ترازوئے اعمال میں (ثواب کیلئے) وزن کی جائے گی۔ (الکنز)

الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ
یہ لوگ اس تبلیغی کام کے سلسلے میں "شیخ" سے بیعت ہونے یا کسی سلسلہ اور حلقہ سے وابستہ ہونے یا کسی جماعت اور انجمن کا ممبر یا معاون بننے یا کسی مخصوص فقہی مسلک یا صوفیانہ مشرب کو اختیار کرنے کی دعوت نہیں دیتے۔ بلکہ جماعت کے اکابر کی طرف سے تاکید کی جاتی ہے کہ ایسی باتوں سے پرہیز کریں اور صرف اللہ و رسول اللہ کی طرف اور دینی زندگی اور دین کی دعوت و محنت کی دعوت دیں۔ راقم السطور نے بار بار حضرت مولانا محمد الیاسؒ سے خود اپنے کانوں سے سنا کہ وہ تاکید فرمایا کرتے تھے کہ جہاں تک ہو سکے اس کی کوشش کرو کہ دین کی دعوت کے سلسلے میں میری ذات اور میرے نام کا ذکر نہ آئے۔

بہر حال تبلیغی جماعتیں جہاں جاتی ہیں وہ اپنی مذکورہ بالا باتوں کی دعوت دیتی ہیں۔ جماعت کے اہل علم حضرات یہی باتیں اپنے علمی انداز میں کہتے ہیں اور دوسرے لوگ جن میں بعض بہت کم پڑھے لکھے بھی ہوتے ہیں یہی باتیں اپنی سطح اور سمجھ کے مطابق اپنی زبان میں کہنے کی کوشش کرتے ہیں (یہ جماعتی سلسلہ ہی ان کا مدرسہ اور ان کی تربیت گاہ ہے)۔

ان تبلیغی سفروں میں عام طور پر ہر شخص اپنا خرچ حتی الوسع خود اٹھاتا ہے ان میں وہ بھی ہوتے ہیں جو آخرت کے اجر و ثواب کی امید پر ہزاروں خرچ کر کے ہوائی جہازوں یا بحری جہازوں سے دور دراز ملکوں کا سفر کرتے ہیں۔ اور وہ بھی ہوتے ہیں جو ٹرینوں اور بسوں سے جاتے ہیں۔ وہ بھی ہوتے ہیں جو اپنا سامان سروں پر رکھ کر مہینوں مسلسل پیدل پھرتے ہیں۔ اللہ کے یہ بندے ان سفروں میں عموماً مسجدوں میں قیام کرتے اور زمین پر سوتے ہیں۔ جن بیچاروں کو کلمہ نہیں آتا وہ ان سفروں میں کلمہ اور نماز سیکھتے ہیں۔ جنہوں نے قرآن شریف نہیں پڑھا وہ اپنے ساتھیوں سے قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ نوافل اور ذکر اللہ کی عادت ڈالتے ہیں۔ اچھے اخلاق کی اور دوسروں کی خدمت اور اکرام کی مشق کرتے ہیں۔ راتوں کو اٹھ کر اللہ کے حضور میں رونے اور توبہ استغفار اور دعائیں کرنے والے ساتھیوں کو دیکھ کر ان کے دلوں میں بھی اس کا شوق پیدا ہوتا ہے کہ وہ بھی یہ دولت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور بہت سوں کو اللہ تعالیٰ نصیب فرماتا ہے۔

یہ سب باتیں وہ سب مسلمان جانتے ہیں جن سے تبلیغی جماعت والوں کا واسطہ پڑتا ہے اور جو ان کے ساتھ وقت گزارتے ہیں۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ اس کے کتنے لاکھ کتنے کروڑ بندوں کی زندگیاں اس دعوت و محنت اور اس تبلیغی کام کے نتیجے میں بدل چکی ہیں۔

تبلیغی جماعت مودودی صاحب کی نظر میں

گزشتہ ماہ رجب کے اواخر میں مجھ کو دہلی سے متصل ایک علاقہ میں جانے کا اتفاق ہوا جو "میوات" کے نام سے معروف ہے۔ ایک مدت سے سن رہا تھا کہ وہاں مولانا محمد الیاس کاندھلوی کی رہنمائی میں خاموشی کے ساتھ ایک تحریک چل رہی ہے۔ جس نے دس بارہ سال کے اندر اس علاقہ کی کایا پلٹ دی ہے۔ آخر کار شوق طلب نے مجھے مجبور کر دیا کہ خود جا کر حالات کی تحقیق کروں۔ اس سفر میں جو کچھ میں نے دیکھا اور جو نتائج میں نے اخذ کئے ہیں چاہتا ہوں کہ انہیں ناظرین ترجمان القرآن تک بھی پہنچا دوں تا کہ اللہ کے جو بندے درحقیقت کچھ کرنا چاہتے ہیں ان کو کام کرنے کے لئے ایک صحیح راہ مل سکے۔

میو قوم دہلی کے آس پاس الور بھرت پور، گوڑ گانوہ اور دوسرے متصل علاقوں میں آباد ہیں اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس کی مجموعی تعداد چھتیس لاکھ سے کم نہیں ہے۔ اب سے صدیوں پہلے غالباً حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ اور ان کے خلفاء و متبعین کی کوششوں سے اس قوم میں اسلام پہنچا تھا مگر افسوس کہ بعد کے زمانوں میں مسلمان حکمرانوں اور جاگیرداروں کی غفلت سے وہاں اسلامی تعلیم اور اسلامی تربیت کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جو لوگ حکومت کے مرکز سے اسقدر قریب آباد تھے ان میں قدیم جاہلیت کی تمام خصوصیات باقی رہیں۔ اور رفتہ رفتہ وہ اسلام سے اس قدر بعید ہوتے چلے گئے کہ ان میں بجز اس خیال کے کہ "ہم مسلمان ہیں" اور کوئی چیز اسلام کی باقی نہ رہی۔ ان کے نام تک مسلمانوں کے سے نہ رہے تھے۔

نا ہر سنگھ، بھوپ سنگھ، ٹوٹرداور اسی قسم کے ناموں سے وہ موسوم ہوتے تھے۔ ان کے سروں پر چوٹیاں تھیں۔ ان کے ہاں مورتیاں پوجی جاتی تھیں۔ اپنی حاجات کے لئے وہ انہی دیویوں کی طرف رجوع کرتے تھے۔ جن کی پوجا قدیم زمانہ میں ان کے اسلاف کیا کرتے تھے۔ اسلام سے وہ اس قدر ناواقف تھے۔ کہ عام دیہاتی باشندوں کو کلمہ تک یاد نہ تھا حتی کہ نماز کی صورت تک سے وہ نا آشنا تھے۔ کبھی کوئی مسلمان اتفاق سے ان کے علاقے میں پہنچ گیا اور اس نے نماز پڑھی تو گاؤں کے عورت مرد بچے سب اس کے گرد یہ دیکھنے کے لئے جمع ہو جاتے تھے کہ یہ شخص کیا حرکتیں کر رہا ہے۔ اس کے پیٹ میں درد ہے یا اسے جنون ہو گیا ہے کہ بار بار اٹھتا بیٹھتا جھکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان کے اندر جاہلیت کی تمام وحشیانہ عادتیں پائی جاتی تھیں۔ گندی اور ناصاف زندگی طہارت کے ابتدائی اصولوں سے ناواقف عورت اور مرد سب نیم برہنہ شرم و حیاء سے عاری چوری رہزنی ڈکیتی اور دوسرے مجرمانہ افعال کا ارتکاب عام طور پر پھیلا ہوا کسی مسافر کا بخیریت اس علاقے سے گزر جانا مشکل۔ پھر ان کے قبائل اور بطون میں چھوٹی چھوٹی جاہلانہ باتوں پر اسی قسم کی لڑائیاں ہوتی رہتی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہر رات کو ہمیشہ سورۃ یٰسین پڑھے اور مر جائے تو شہید (کے ثواب کے ساتھ) مرے گا (مجمع)

تھیں۔جیسی عرب جاہلیت کے حالات میں آپ پڑھتے ہیں ان کی آبادی مختلف حلقوں میں بٹی ہوئی تھی اور بسا اوقات دو یا چند حلقوں میں کسی عورت یا کسی جانور یا کسی اور چیز پر یہ عداوتیں برپا ہو جاتی تھیں۔جن کا سلسلہ مدتوں چلتا رہتا تھا۔یوں اس جفاکش بہادر اور طاقتور قوم کی ساری پیدائشی قوتیں ضائع ہو رہی تھیں اور وہ نہ صرف اپنے لئے ترقی وفلاح کا کوئی راستہ نہ پاتی تھی۔بلکہ اپنے ہمسائیوں کے لئے بھی سبب اضطراب بنی ہوئی تھی۔ چنانچہ جن لوگوں کو اس علاقہ کے انتظام کا تجربہ ہے وہ اعتراف کرتے ہیں کہ انگریزی حکومت اور الور و بھرت پور کی ریاستیں وہاں امن قائم کرنے اور بہتر تمدنی حالات پیدا کرنے میں ناکام رہی تھیں۔

ان حالات میں جناب مولانا محمد الیاس صاحب نے وہاں کام شروع کیا اور دس بارہ سال کی مختصر مدت میں اس قوم کے بیشتر حصے کی کایا پلٹ دی۔اب اس علاقے میں قریباً ڈھائی سو مدرسے قائم ہیں۔جہاں دیہات کے لڑکے آ کر اپنے دین سے ابتدائی واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ان میں جو لوگ اعلیٰ درجے کی دینی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے دہلی سے قریب انہی حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کی بستی میں مدرسہ قائم ہے۔جن کی بدولت ابتداً اس قوم کو اسلام کی نعمت میسر ہوئی تھی۔اس مدرسہ میں نہ صرف علوم دینیہ کی تکمیل کرائی جاتی ہے بلکہ طلباء کو خالص دینی تربیت بھی دی جاتی ہے۔اور تبلیغی و اصلاح کی عملی کوشش کرانے کے لئے ان سے آس پاس کے دیہات میں عملی کام بھی لیا جاتا ہے۔اس مدرسہ کی برکت سے خود میو قوم میں علماء اور مبلغین کی ایک معتدبہ جماعت پیدا ہو گئی ہے جو ان شاء اللہ اس قوم کو دین کے راستے پر قائم رکھنے کی ضامن ہوگی۔ مولانا محترم نے خود اس قوم کے مبلغوں سے اس کی اصلاح کا کام لیا اور ان کی پیہم کوششوں کا نتیجہ جو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں یہ ہے کہ بعض علاقوں میں گاؤں کے گاؤں ایسے ہیں جہاں ایک بچہ بھی آپ کو بے نمازی نہ ملے گا۔دیہات کی وہ مسجدیں جہاں یہ لوگ اپنے مویشی باندھتے تھے آج وہاں پانچوں وقت اذان اور جماعت ہوتی ہے۔آپ کسی راہ چلتے دیہاتی کو روک کر اس کا امتحان لیں۔وہ آپ کو صحیح تلفظ کے ساتھ کلمہ سنائے گا۔اسلام کی تعلیم کا سیدھا سادھا لب لباب جو ایک بدوی کو معلوم ہونا چاہئے۔آپ کے سامنے بیان کرے گا اور آپ کو بتائے گا کہ اسلام کے ارکان کیا ہیں اب آپ وہاں کسی مسلمان مرد و عورت یا بچہ کو ہندوانہ لباس میں نہ پائیں گے۔نہ اس کے جسم کو بے ستر دیکھیں گے۔نہ اس کے گھر کو نہ اس کے لباس کو نجاستوں میں آلودہ پائیں گے۔ان کی عادات و خصائل اور ان کے اخلاق میں بھی اس مذہبی تعلیم و تبلیغ کی وجہ سے نمایاں فرق ہو گیا ہے۔اب وہ متمدن اور مہذب طرز زندگی کی طرف پلٹ رہے ہیں۔جرائم میں حیرت انگیز کمی ہو گئی ہے۔لڑائیاں فسادات اور مقدمات بہت کم ہو گئے ہیں۔ان کا علاقہ اب ایک پر امن علاقہ ہے۔جس کا اعتراف خود وہاں کے حکام کر رہے ہیں۔ان کی معاشرت ان کے لین دین ان کے برتاؤ غرض ہر چیز میں عظیم تغیر ہو گیا ہے۔جس کی وجہ سے گرد و پیش کی آبادی پر ان کا نہایت اچھا اخلاقی اثر مرتب ہو رہا ہے اب وہ ذلت اور بے اعتباری کی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے بلکہ ان کی عزت قائم ہوتی جا رہی ہے۔اور ان کے کریکٹر پر اعتماد کیا جانے لگا ہے۔

مولانا نے عام دیہاتیوں کے اندر تبلیغ و اصلاح اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ایسی سپرٹ پیدا کر دی ہے۔کہ جو لوگ کل تک خود گمراہ تھے،وہ اب دوسروں کو راہ راست بتاتے پھرتے ہیں۔کھیتی باڑی کے کاموں سے فرصت پانے کے بعد مختلف قریوں سے ان دیہاتیوں کے چھوٹے چھوٹے گروہ تبلیغ کے لئے نکلتے ہیں۔گاؤں گاؤں پہنچ کر لوگوں کو خیر و اصلاح کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ان کا رخت سفر اور زاد راہ ان کے کندھوں پر ہوتا ہے۔کسی پر اپنا بار نہیں ڈالتے۔نہ کسی سے اپنے لئے کچھ طلب کرتے ہیں۔ محض اللہ کی خوشنودی ان کے مدنظر ہوتی ہے۔اور بے غرضانہ کام کرتے ہیں۔اس لئے جہاں جاتے ہیں دیہات اور قصبات کی آبادیوں پر ان کا غیر معمولی اثر ہوتا ہے۔مجھے معلوم ہوا بسا اوقات یہ لوگ پیدل گشت کرتے ہوئے دو دو سو میل تک چلے جاتے ہیں۔اور جن جن بستیوں پر سے ان کا گزر ہوتا ہے۔وہ مذہبی بیداری اور کلمہ و نماز کے نور سے منور ہو جاتی ہے۔ خود مجھ کو بھی ان میں سے بعض بدوی مبلغین سے بات کرنے کا اتفاق ہوا اور ان کی سیدھی سادھی زبانوں سے جب میں نے ان کے مقاصد اور ارادے سنے تو مجھے ایسا محسوس ہونے لگا کہ آغاز اسلام میں عرب کے بدوؤں کو جس روح نے صراط مستقیم کی تبلیغ کے لئے اٹھایا تھا وہی روح ان لوگوں میں پیدا ہو رہی ہے۔ایک جاہل کسان سے میں نے پوچھا۔تم دورے کیوں کرتے ہو۔اس نے جواب دیا کہ:

”ہم جہالت میں پڑے ہوئے تھے۔نہ ہم کو خدا کی خبر تھی نہ رسول کی۔ اس مولوی کا خدا بھلا کرے کہ اس نے ہمیں سیدھا راستہ بتایا اب ہم چاہتے ہیں کہ اپنے دوسرے بھائیوں تک بھی یہ نعمت پہنچائیں جو ہمیں ملی ہے۔

یہ الفاظ سن کر میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔یہی جذبہ تو تھا جس سے مخمور ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اٹھے تھے اور اس طرح اٹھے تھے کہ

انہیں اپنے تن بدن کا بھی ہوش نہ رہا تھا۔

اس دینی اصلاح نے مواتی قوم کے اس قبائلی انتشار کو بڑی حد تک دور کر دیا ہے۔ جس نے اب تک ان کی قوتوں کو پراگندہ کر رکھا تھا۔ دیہات میں وقتاً فوقتاً جلسے ہوتے رہتے ہیں۔ جن میں بیس بیس پچیس پچیس کوس سے لوگ شریک ہونے کے لئے آتے ہیں۔ آٹھ آٹھ دس دس ہزار کا مجمع ہو جاتا ہے۔ ایک جگہ بیٹھ کر دین کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اور وہیں ان کے آپس کے جھگڑے بھی چکائے جاتے ہیں۔ پھر دیہات سے جو تبلیغی جماعتیں نکلتی ہیں وہ نہ صرف دین کی تعلیمات پھیلاتی ہیں بلکہ ساتھ ہی خود بخود باہمی اخوت ومحبت کے تعلقات بھی قائم کر لیتی ہیں۔ اس طرح قبائلی تفرقہ کی جگہ رفتہ رفتہ قومی وحدت پیدا ہو رہی ہے۔ اور ایک ایسی تنظیمی ہیئت وجود میں آتی جا رہی ہے۔ جن سے آگے چل کر بہت سے کام لئے جا سکتے ہیں۔ تنظیم کا ماحصل اس کے سوا اور کیا ہے کہ کثیر التعداد افراد ایک آواز پر مجتمع ہوں اور ایک آواز پر حرکت کرنے لگیں۔ یہی چیز وہاں پیدا ہو رہی ہے اور بڑی حد تک پیدا ہو چکی ہے۔

یہ قابل قدر نتائج جو گنتی کے چند برسوں میں برآمد ہوئے ہیں محض ایک مخلص آدمی کی محنت وکاوش کا ثمرہ ہیں۔ وہاں نہ کوئی کمیٹی ہے نہ چندہ ہے نہ اس تحریک کا کوئی جداگانہ نام ہے۔ نہ اس کے ممبر بھرتی کئے جاتے ہیں۔ نہ کوئی امیر ورئیس پشت پر ہے۔ نہ کوئی اخبار نکلتا ہے نہ تو اعد پریڈ اور یونی فارم اور باجوں اور جھنڈوں کے نمائشی مظاہرے ہوتے ہیں۔ نہ اپنے کارناموں کا اشتہار دیا جاتا ہے۔ خاموشی کے ساتھ ایک سیدھا سا مولوی مسجد میں بیٹھا ہوا کام کر رہا ہے۔ اس غریب کو نمائش اور پروپیگنڈا کے جدید مغربی طریقے بالکل نہیں آتے۔ نہ اس نے آج تک اس کی ضرورت محسوس کی کہ اس کے کاموں کا ڈھول دنیا میں پیٹا جائے۔ ایک خالص دینی جذبہ ہے جو اس سے یہ کام لے رہا ہے اور ایک دھن ہے، جس میں وہ رات دن لگا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس اکیلے آدمی نے جو ٹھوس کام کیا ہے۔ وہ ان بڑی بڑی انجمنوں اور بلند بانگ تحریکوں سے آج تک بن نہ آیا جن کا نام آپ رات دن اخباروں میں سنتے رہتے ہیں۔ حقیقتاً اس نوعیت کی تحریک ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں یا تو حضرت شیخ احمد مجدد سرہندیؒ نے اٹھائی تھی یا حضرت سید احمد بریلویؒ نے اس کا احیا کیا۔ یا اب مولانا محمد الیاس صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اسے تازہ کرنے کی توفیق بخشی ہے۔

حضرت الحاج مولانا محمد زکریا صاحب
شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور کا بیان

”اگر کوئی شخص ضمیر کی آزادی کے ساتھ سوچ سمجھ کر کلمہ پڑھتا ہے تو یہ اس کا حق ہے جس کو وہ استعمال کر رہا ہے۔ تمام دنیا آزادی ضمیر کو ایک بنیادی حق تسلیم کرتی ہے۔ اور ہندوستان کے بہترین دستور اساسی نے بھی اس کو پوری اہمیت کے ساتھ تسلیم کیا ہے۔ لیکن بعض دفعہ ایسی افسوسناک صورتیں پیش آتی ہیں۔ کہ غریب کلمہ پڑھنے والا مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے کا واقعہ ہے کہ ضلع سہارنپور میں ایک شخص ایک عالم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے برضا ورغبت دین اسلام قبول کیا، پھر انہی عالم صاحب کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخل ہو گیا۔ کچھ دنوں بعد اس نے پولیس میں رپورٹ کر دی کہ مجھے زبردستی مسلمان بنایا گیا اور مجھ کو یہاں رہنے پر مجبور کیا جا رہا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے ایسی رپورٹ کس درجہ فتنہ برپا کر سکتی ہے، خصوصاً اس فضا میں جو ۱۹۴۷ء کے دل آزار ہنگاموں کے بعد پیدا ہو گئی ہے۔

اس کے علاوہ ایک شرمناک صورت یہ بھی ہے کہ کبھی دریوزہ گری کی غرض سے بھی یہ ڈرامہ کھیلا جاتا ہے۔ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ ایک شخص نے بار بار مسلمان بننے کا اظہار اس لئے کیا کہ اس کو حاضرین سے چندہ کرنے کا موقع مل جائے۔

اس قسم کی بہت سی شکایتوں سے متاثر ہو کر حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور نے ایک بیان مرتب کیا ہے جس کو بلفظہ شائع کیا جا رہا ہے۔ حضرت مولانا نے اس بیان میں یہ حقیقت واضح فرمائی ہے کہ مسلمان بننا کوئی رسمی چیز نہیں ہے۔ نہ مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے پاس مسلمان بننے کا کوئی سرٹیفکیٹ ہو۔ اس کا تعلق انسان کے ضمیر اور عقیدہ سے ہے۔ زور زبردستی اور جبر واکراہ کی یہاں قطعاً گنجائش نہیں۔ وہ مسلمان مسلمان ہی نہیں جو کسی غرض یا کسی مجبوری کی بناء پر اسلام کا اظہار کرے، بعض صورتوں میں ایسے شخص کو عند اللہ منافق قرار دیا جاتا ہے۔

مسلمان ہو جانا ان مخصوص عقائد کے تسلیم کرنے کا نام ہے جو اسلام کی بنیاد قرار دیئے گئے ہیں۔ جن کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی نے اپنے اس بیان میں تحریر فرمایا ہے۔ جو شخص ان عقیدوں کو دل سے تسلیم کرے اور اتنی جراءت رکھتا ہو کہ مسلمان بننے کا اعتراف کرے وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ خواہ اس کو کسی نے اسلامی کلمات پڑھائے ہوں یا خود اپنے طور پر اپنی تحقیق اور مطالعہ سے یا کسی اور صورت سے ان کو سیکھ لیا ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا. اما بعد

آزادی ہند کے بعد سے جہاں مسلمانوں کو بہت سی دینی اور دنیوی مشکلات پیش آئیں ایک سخت مشکل یہ بھی پیش آئی کہ جو لوگ اپنی رضا و

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مصیبت زدہ کو صبر دلایا اسے مثل مصیبت زدہ کے ثواب ملے گا (ترمذی)

رغبت سے اسلام کو سچا دین سمجھ کر مسلمان ہونا چاہتے ہیں ان کو مسلمان کرنے میں بہت سی مشکلات کا سامنا ہوا۔ انگریزی دور میں جو شخص کسی دیندار کے پاس جا کر مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کرتا تھا وہ اس کو مسلمان کرلیا کرتا تھا، لیکن آزادی کے بعد اس میں کئی نوع سے مشکلات پیدا ہوگئیں۔ جن میں بڑی مشکل یہ پیش آئی کہ واقعی مسلمان ہونے والوں اور مسلمان ہونے کے نام سے دھوکا دینے والوں میں امتیاز دشوار ہوگیا جس کی وجہ سے مسلمان کرنے والوں کو بہت دقت اٹھانی پڑی، خود اس ناکارہ کے ساتھ اس نوع کے متعدد واقعات پیش آئے ہیں۔ چند سال کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کی ہم لوگوں نے مشکلات کی وجہ سے اس کو دہلی کے امام جامع مسجد مولانا سید حمید احمد صاحب کا پتہ بتادیا، حق تعالیٰ شانہٗ ان کو بہت جزائے خیر عطاء فرمائے۔ دارین کی ترقیات سے نوازے۔ ہر نوع کی ان کی مدد فرمائے، دونوں جہان میں ان کو سرخ رو اور سرفراز فرمائے۔ کہ وہ اس دور میں بھی باوجود مشکلات کے مسلمان ہونے کے خواہش مندوں کو مسلمان کرتے رہتے تھے۔ مگر وہ شخص بجائے دہلی جانے کے رائے پور ضلع سہارنپور چلا گیا اور مولانا اشفاق الرحمٰن صاحب سے مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ مولانا مرحوم نے اس کو مخلص سمجھ کر مسلمان کرلیا اور اس کی اس خواہش پر کہ میں احکام اسلام سیکھنا چاہتا ہوں۔ اس کے قیام وطعام کا انتظام بھی کردیا۔ اس بدنصیب نے ایک خفیہ درخواست حکام ضلع کو بھیجی کہ میں یہاں سیر کرنے آیا تھا مجھ کو جبراً مسلمان کرلیا گیا ہے اور حبس بے جا میں رکھا گیا ہے۔ جس پر وہاں کا تھانیدار تحقیقات کے لئے پہنچ گیا۔ اس شخص نے اس کے سامنے بھی بے تکلف کہہ دیا کہ میں تو دیکھنے آیا تھا مجھے جبراً مسلمان کرکے اب جانے نہیں دیا جاتا۔ مولانا اشفاق صاحب قصبہ کے معزز اور بزرگ آدمی تھے۔ اہل قصبہ اکٹھے ہوگئے۔ جن سے تھانیدار بہت واقف تھا۔ اور انہوں نے کہا کہ اب چلا جا تجھے کون روکے۔ چنانچہ وہ تھانیدار کے ساتھ چلا گیا۔

اس نوع کے واقعات کی بناء پر یہ امتیاز بھی دشوار ہوگیا کہ واقعی اخلاص سے کون شخص مسلمان ہونا چاہتا ہے اور کون دھوکا دینا چاہتا ہے اور اسی وجہ سے جو شخص واقعی مسلمان ہونا چاہتا ہے اس کو بھی مشکلات پیش آجاتی ہیں اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ اس تحریر کے ذریعہ سے یہ بات ظاہر کردی جائے کہ جو شخص مسلمان ہونا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری نہیں کہ کوئی دوسرا ہی شخص اس کو مسلمان کرے اور ان ہدایات پر عمل کرنے سے خود بخود پکا مسلمان بن سکتا ہے۔ کیونکہ اسلام کسی برادری یا قوم یا کسی ملک وخطہ کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات وممات ہے۔ کسی فرقہ یا طبقہ کا مذہب نہیں کہ اس فرقہ والے کو یا اس طبقہ والے کو مسلمان کہا جائے اور اس کے غیر مسلم کو غیر مسلم کہا جائے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جو زندگی کے ہر شعبہ میں رہبری کرتا ہے۔ اس کے چند بنیادی اصول اور اساسی ارکان ہیں۔ جو ان بنیادوں اور اصول کا اعتقاد رکھے گا اور اقرار کرے گا۔ خواہ وہ کسی طبقہ یا فرقہ کا ہو۔

اور خواہ کسی ملک کا ہو وہ مسلمان کہلائے گا۔ اور جو ان اصول وارکان کا انکار کرے گا۔ وہ غیر مسلم ہوگا خواہ وہ عرب کا رہنے والا ہو یا عجم کا۔ ہند کا باشندہ ہو یا سندھ کا، ایران کا رہنے والا ہو یا توران کا۔

لہٰذا جو شخص مسلمان ہونا چاہتا ہے اس کے لئے مناسب ہے کہ غسل کرے، پاک کپڑے پہنے، اگر سر پر چوٹی ہو تو اس کو کٹوائے یا کفر کا کوئی اور نشان جیسے صلیب وغیرہ ہے تو اس کو بھی ہٹادے۔ اس کے بعد یہ الفاظ کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یہ کلمہ شہادت کہلاتا ہے اس کا ترجمہ اور مطلب یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اس کے بعد یہ کہے میں ایمان لایا اس پر کہ اللہ کی ذات ایک ہے۔ اس کی ذات میں نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ اس کی صفات میں، وہی تنہا عبادت کے قابل ہے۔ ایمان لایا اس کے سب فرشتوں پر ایمان لایا اس کی سب کتابوں پر جو اس نے اپنے رسولوں کے ذریعہ اپنے بندوں کے پاس بھیجی ہیں۔ ایمان لایا اس کے سب رسولوں پر ایمان لایا قیامت کے دن پر، مرنے کے بعد قیامت کے دن سب کے زندہ ہونے پر قیامت کے دن سارے آدمی زندہ کئے جاویں گے۔ اور دنیا میں اس کی فرمانبرداری کرنے والوں کے لئے جنت کے باغات کا انعام اور نافرمانی کرنے والوں لئے دوزخ کے عذاب کی سزا ہے۔ اور ایمان لایا تقدیر پر کہ وہ برحق ہے۔ بھلائی برائی سب اللہ کی طرف سے ہے۔ میں نے دین اسلام قبول کیا اور اسلام کے علاوہ سب دینوں سے اپنے کو جدا کرلیا، اسلام کے سارے احکام کو قبول کرلیا۔

جب آدمی ان سب چیزوں کو جو اوپر ذکر کی گئی ہیں۔ سچے دل سے مان لے تو وہ پکا مسلمان ہوگیا۔ بہتر یہ ہے کہ اس کے بعد ایک مرتبہ پھر غسل کرلے۔ اس کے بعد اس کو اسلام کے احکام مسلمانوں کے ذریعہ سے تحقیق کرنے چاہئیں اور ان پر اہتمام سے عمل کرنا چاہئے۔

پانچ چیزیں ایمان کا رکن کہلاتی ہیں۔ سب سے اول کلمہ شہادت جس کا اوپر ذکر ہوگیا۔ اس کے بعد سب سے زیادہ اہم نماز ہے۔ اس کو پہلی فرصت میں یاد کرنے کی کوشش کی جائے، نمازوں کا دن رات میں پانچ دفعہ روزانہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے خون معاف کیا اس کا ثواب جنت ہی ہے۔ (الجامع)

پڑھنا فرض ہے۔ایک صبح کے وقت پو پھٹنے کے بعد سے سورج نکلنے تک یہ صبح کی نماز کہلاتی ہے۔دوسری آفتاب ڈھلنے کے بعد یہ ظہر کی نماز ہے۔تیسری عصر کی نماز جو آفتاب کے غروب ہونے سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پہلے پڑھی جاتی ہے چوتھی مغرب کی نماز جو آفتاب غروب ہونے کے بعد پڑھی جاتی ہے۔پانچویں عشاء کی نماز جو آفتاب غروب ہونے کے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد پڑھی جاتی ہے اس کے بعد تین رکعات وتر پڑھی جاتی ہے۔

نمازیں صرف پاک کپڑوں میں ہوسکتی ہیں۔اسلام کا تیسرا رکن زکوۃ ہے......جو آدمی کی اصلی ضروریات سے زائد خاص مال کی خاص مقدار جو اس کے پاس سال بھر تک موجود رہے۔سال بھر گزارنے کے بعد اس پر چالیسواں حصہ نادار،غرباء،کو دینا فرض ہے۔چوتھا رکن روزہ ہے جو سال بھر میں ایک مہینہ کے جس کا نام رمضان ہے فرض ہیں۔پانچواں رکن مکہ مکرمہ جا کر حج کرنا ہے۔جو ساری عمر میں ایک دفعہ ہر اس شخص پر فرض ہے جس کے پاس اپنی ضروریات سے زائد اتنا مال ہو جس سے مکہ مکرمہ سواری سے جا سکے۔اور آسکے۔اور اس درمیان میں اپنا اور اپنے گھر والوں کے کھانے پینے کا انتظام ہو سکے۔یہ پانچوں ارکان اسلام کے بہت اہم ارکان ہیں۔ جن کو مختصراً اس ناکارہ نے لکھ دیا۔لیکن ان کی تفاصیل سمجھنے اور معلوم کرنے کی ضرورت ہے جن کے لئے اسلامی معلومات کی ابتدائی کتابوں کا پڑھنا اور مسلمانوں سے ان کی تفاصیل معلوم کرنا ضروری ہے۔کتابوں میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی،کی بہشتی زیور اور مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی کی تعلیم الاسلام،دونوں پڑھ لی جائیں تو بہت ہی اچھا ہے ورنہ دونوں میں سے ایک کا پڑھ لینا بھی کافی ہے۔حضرت تھانوی کی دوسری کتاب حیاۃ المسلمین کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔اس کے بعد مولانا محمد منظور نعمانی لکھنوی کی کتاب ''اسلام کیا ہے'' بہت مفید ہے۔یہ سب کتابیں سہولت کے لئے لکھ دی گئی ہیں ورنہ قرب وجوار میں کوئی عالم دین ہو یا کوئی دینی مدرسہ ہو تو وہاں ان احکام کی تفاصیل معلوم کی جاسکتی ہیں۔اور جو کتابیں اوپر لکھی گئی ہیں ان کا کسی عالم سے پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

فقط

محمد زکریا کاندھلوی

۱۲صفر۱۳۸۳ھ

قرآن کی زیاد

مولوی عزیز الحق صاحب رحمہ اللہ پاکستان

جلسوں میں سنایا جاتا ہوں ٹیپوں میں بجایا جاتا ہوں
لہروں پہ اڑایا جاتا ہوں جب نشر کرایا جاتا ہوں
تقریب کوئی جب ہوتی ہے وہ دین کی ہو یا دنیا کی
آغاز مجھ ہی سے ہوتا ہے پھر خوب بہلایا جاتا ہوں
مکتب ہی تک محدود نہیں تعلیم مری تدریس مری
اب کالج و یونیورسٹی میں معنوں سے پڑھایا جاتا ہوں
الفاظ کو میرے علامہ پہناتے ہیں کچھ ایسے معنی
جبرئیل امیں لائے نہ جسے مضمون وہ بنایا جاتا ہوں
بوبکرؓ و عمرؓ سمجھے نہ جسے عثمانؓ و علیؓ پہنچے نہ جہاں
اسرار و معارف کے ایسے زینہ پہ چڑھایا جاتا ہوں
تصدیق رسولؐ برحق کی مقصد تھا مرا غایت تھی مری
اب قول نبیؐ کو جھٹلانے کے کام میں لایا جاتا ہوں
جب کوئی مفکر مغرب کا دنیا سے نرالی بات کہے
تائید کرانے کو اس کی فوراً میں بلایا جاتا ہوں
(مولوی عزیز الحق صاحب)

اتباعِ سنت.....فوائدوبرکات

اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے اور اتباع سنت کا ذوق وشوق پیدا کرنیوالی پہلی مفید عام کتاب...قرآن وحدیث کی تعلیمات، اسلاف واکبر کے ایمان افروز واقعات....سنت کے انوار وبرکات کس طرح دنیا سنوارتے ہیں...مسنون اعمال کے بارہ میں جدید سائنس کے انکشافات...جسمانی وروحانی صحت کے وہ فارمولے جو چودہ صدیاں قبل بتادئے گئے اور آج کی سائنس بھی انہیں مانتی ہے...طب نبوی کے حوالہ سے جدید سائنس کے حیرانگیز تجزیے

رابطہ کیلئے 0322-6180738

باب ۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خوابوں کی تعبیر

تعبیر دینے والے کے آداب اور خواب کی تمیز اور اس کے اصول کی شناخت کے بارہ میں ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور تم کو اپنی اطاعت کی توفیق دے۔ خواب چونکہ نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ اس لئے تعبیر دینے والے کو حسب ذیل اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو ثواب کی توفیق عطاء فرمائے اور عقلمندوں کے معارف پہچاننے کی ہدایت دے۔

(۱) قرآن مجید کا عالم ہو۔ (۲) احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حافظ ہو۔ (۳) عربی زبان اور الفاظ کے اشتقاق کی خبر رکھتا ہو۔

(۴) لوگوں کی حیثیتوں کو بخوبی جانتا ہو۔ (۵) تعبیر کے اصول سے واقف ہو۔ (۶) پاک نفس ہو۔ (۷) پاکیزہ اخلاق کا ہو

(۸) زبان کا سچا ہو۔ اس لئے کہ خواب کی تعبیر میں کبھی تو زمانوں اور اوقات کے اختلاف کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اور کبھی کتاب اللہ سے تعبیر دینا پڑتا ہے۔ اور کبھی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش نظر رکھ کر تعبیر دینا پڑتا ہے۔ اور کبھی تعبیر میں محاورات کا خیال کرنا پڑتا ہے۔ اور کبھی خواب کے دیکھنے والے کی بجائے اسکے نظیر یا اس کے ہم نام کی طرف تعبیر منسوب کی جاتی ہے۔ اور کبھی خواب کی تعبیر صرف نام سے دی جاتی ہے۔ کبھی صرف معنی سے کبھی اس کی ضد سے، کبھی اس کے اشتقاق سے، کبھی زیادتی سے، کبھی نقصان سے۔ قرآن سے تعبیر کی مثال تو ایسی ہے جیسی کہ انڈوں کی تعبیر عورتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے كَاَنَّهُنَّ بَيۡضٌ مَّكۡنُوۡنٌ۔

(گویا کہ وہ حوریں انڈے ہیں جو کہ چھپی ہوئی ہیں) میں انکو انڈوں سے تشبیہ دی ہے۔ اور پتھر کی تعبیر سخت دلی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے مناسبت کی بناء پر کہ ثُمَّ قَسَتۡ قُلُوۡبُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ فَهِىَ كَالۡحِجَارَةِ اَوۡ اَشَدُّ قَسۡوَةً. پھر تمہارے دل سخت ہو گئے پس وہ پتھر کی مانند ہیں یا اس سے بھی زیادہ سخت اور جیسے تازہ گوشت کی تعبیر غیبت ہے۔ اس ارشاد الٰہی کی بناء پر اَيُحِبُّ اَحَدُكُمۡ اَنۡ يَّاۡكُلَ لَحۡمَ اَخِيۡهِ مَيۡتًا فَكَرِهۡتُمُوۡهُ۔

(کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اس کو تم برا سمجھتے ہو) کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے غیبت کرنے کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور چابیوں کی تعبیر خزانے ہیں۔ کیونکہ ارشاد الٰہی ہے۔

وَاٰتَيۡنٰهُ مِنَ الۡكُنُوۡزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَـنُوۡٓاُ بِالۡعُصۡبَةِ اُولِى الۡقُوَّةِ.

(اور ہم نے اسکو اتنے خزانے دیئے تھے۔ کہ اس کی چابیاں ایک طاقتور جماعت اٹھاتی تھی) لہٰذا چابیوں سے مراد مال ہے۔ کیونکہ خزانوں کے پاس پہنچنا چابیوں کے ذریعے ہی ہوتا ہے۔ اور کشتی کی تعبیر نجات ہوگی کیونکہ ارشاد الٰہی ہے فَاَنۡجَيۡنٰهُ وَاَصۡحٰبَ السَّفِيۡنَةِ.

(ہم نے اس کو اور کشتی والوں کو نجات دی) اور جیسے کسی نے یہ دیکھا، کہ بادشاہ کسی ایسے گھر یا شہر یا محلے میں آیا ہے کہ ایسے مقام پر آنا اسکی عادت کے خلاف ہے تو اسکی تعبیر یہ دی جائے گی کہ اس جگہ کے رہنے والوں کو کوئی ذلت پہنچے گی یا کسی مصیبت میں پڑ جائیں گے۔ جو اس آیت کے مضمون کے عین مطابق ہوگا۔

اِنَّ الۡمُلُوۡكَ اِذَا دَخَلُوۡا قَرۡيَةً اَفۡسَدُوۡهَا الی قوله اَذِلَّةً.

(بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو خراب کر دیتے ہیں اور وہاں کے معززین کو ذلیل کر دیتے ہیں)

وَكَالِلِّبَاسِ يَعۡبُرُ عَنۡهُ بِالنِّسَآءِ

اور لباس کی تعبیر بھی عورتیں ہیں جو اس ارشاد الٰہی سے ماخوذ ہے۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لِبَاسٌ لَّهُنَّ.

(وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو) اسی طرح احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تعبیر دینے میں ان مناسبات کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ جیسے کوے کی تعبیر بدکار آدمی سے ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوے کا نام فاسق رکھا ہے۔ اور چوہیا کی تعبیر فاسقہ عورت سے ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چوہیا فاسقہ ہے اور ایک حدیث میں چوہیا کو فویسقہ بھی فرمایا گیا ہے۔

اور پسلی کی تعبیر عورت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے"۔

اور دروازے کی نچلی چوکھٹ سے بھی عورت مراد ہے۔ کیونکہ خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دو۔ یعنی

بیوی۔ ایسی لاتعداد مثالیں ہیں۔

اور آپس میں محاوروں سے تعبیر کی شکل یہ ہے کہ جیسے کوئی شخص خواب دیکھے کہ اس کا ہاتھ لانبا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ لوگوں کے ساتھ احسان کرے گا۔ کیونکہ عرب آپس میں بات کرتے ہوئے جب کسی کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ اس شخص کا ہاتھ تجھ سے لانبا ہے تو اس سے ان کی مراد یہی ہوتی ہے کہ وہ زیادہ احسان کرنیوالا ہے۔ اور لکڑی چننے کی تعبیر چغلی ہے کیونکہ جو شخص ایک دوسرے کی چغلی کیا کرتا ہے تو اس کے متعلق عرب کا محاورہ ہے کہ وہ لکڑی چنتا ہے۔

اور مرض کی تعبیر نفاق ہے۔ کیونکہ جو شخص وعدہ پورا نہیں کرتا۔ اس کے متعلق عام محاورہ یہ ہے کہ وہ ”اپنے وعدے میں بیمار ہے“۔ اور نطفہ (یعنی تیلی یا کاڑی) کی تعبیر لڑکا ہے۔ جیسا کہ عرب اس لڑکے کو جو اپنے باپ کے مشابہ ہو۔ یوں کہتے ہیں کہ وہ شیر کا نطفہ (تیلی یا کاڑی) ہے اور جو شخص لوگوں کو تیر اور بندوق کی گولی اور پتھر سے نشانہ بنا رہا ہے۔ تو اس کی تعبیر یہ ہوگی۔ کہ وہ شخص ان کا برائی سے ذکر کر رہا ہے۔ کیونکہ وہ آپس میں ایسے شخص کے متعلق اسی طرح کہتے ہیں۔ کہ ”فلاں نے فلاں کو نشانہ بنایا یا فلاں نے فلاں کو پتھر سے مارا“۔

اور جو شخص یہ دیکھے کہ اس نے اپنے ہاتھ اشنان یا صابون وغیرہ سے دھوئے تو اسکی تعبیر کسی چیز سے ناامید کی ہے۔ کیونکہ عرب میں کوئی شخص اگر یہ کہتا ہے کہ ”میں نے تجھ سے اپنا ہاتھ اشنان سے دھولیا“ تو اس کی مراد یہی ہوتی ہے کہ میں تیرے خیر سے ناامید ہو گیا ہوں۔ اور مینڈھے کی تعبیر ایسے شخص سے ہوگی جو اپنی قوم میں معزز اور رئیس ہو اس طرح کی بے شمار مثالیں ہیں۔

ظاہری نام سے تعبیر کی صورت یہ ہے کہ کسی کا نام فضل ہو تو اس کی تعبیر فضیلت ہوگی اور راشد کی تعبیر رشد و ہدایت اور سالم کی تعبیر سلامتی وغیرہ ہوگی۔

اور نام سے تعبیر کی شکل اس طرح ہے کہ جیسے نرگس و گلاب کے متعلق جو شخص سوال کرے یا اس کی طرف وہ منسوب ہوں تو اس کی تعبیر بقاء کی کمی ہے اور آس کی تعبیر اس کے ضد میں ہوگی۔ اس کے بقاء و تروتازگی کی بناء پر اس کی مثالیں بہت سی ہیں۔

اور ضد سے تعبیر کی صورت ایسی ہے جیسی کہ گریہ وزاری کہ اگر اس کے ساتھ چیخنا، چلانا، گریبان پھاڑنا نہ ہو تو اس سے مراد خوشی ہوگی۔ اور ہنسی خوشی اور ناچ کی تعبیر رنج و حزن و ملال ہے اور جیسے دو آدمی جنگ کریں اور کشتی لڑیں تو جو نیچے گرے گا وہ غالب سمجھا جائے گا۔

اور جیسے کوئی شخص یہ دیکھ رہا ہے کہ اس کے پچھنے لگائے جا رہے ہیں۔ تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس پر کوئی شرط لکھی جائیگی۔ یا یہ دیکھا کہ اس پر کوئی شرط لکھی جا رہی ہے۔ تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے پچھنے لگائے جائیں گے۔ کیونکہ عرب میں شرط کے معنی پچھنے لگانے کے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ اس کو قبر میں داخل کیا جا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ قید ہوگا اور اگر یہ دیکھا کہ اس کو کسی ایسی جگہ قید کیا گیا کہ نہ اس کی ہیئت یاد ہے اور نہ وہاں کے رہنے والوں کو جانتا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ قبر میں داخل ہوگا۔

اور اگر یہ دیکھا کہ کسی دشمن نے اس پر ہجوم کیا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس مقام پر سیلاب آئے گا اور ٹڈیوں کی تعبیر فوج سے اور فوج کی تعبیر ٹڈیوں سے ہوگی اور اس کے نظائر بہت سے ہیں۔

اور ٹڈی کی تعبیر پوشیدہ مال سے بھی ہوتی ہے۔ بشرطیکہ اسکے ساتھ بھنبھناہٹ نہ ہو اور اگر بھنبھناہٹ ہو تو اس کی تعبیر خصومت ہوگی۔ اور بال کی تعبیر مال و زینت لیکن اگر وہ چہرے پر پڑ جائیں یا رخسار پر زیادہ ہو جائیں تو وہ رنج و غم کی علامت ہیں۔ اور بعض لوگ اس سے لباس بھی مراد لیتے ہیں۔

اور اگر کسی نے بالوں کو لپیٹے ہوئے دیکھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے متعلق برے الفاظ کہے جائیں گے۔ اور وہ انکی مدافعت پر قادر نہ ہوگا۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ اس کے ریش (پر) اور پنکھ ہیں۔ تو اس کی تعبیر مال اور ریاش (مال) ہوگی اور اگر اس پر و پنکھ سے اڑ گیا تو اس کی تعبیر سفر سے ہوگی۔

اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کا ہاتھ کاٹا گیا اور اس نے اس کو اٹھا لیا اور وہ کٹا ہوا ہاتھ اس کے ساتھ رہا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے بھائی یا لڑکے سے اس کو فائدہ ہوگا۔ لیکن اگر کٹا ہاتھ اس سے جدا ہو گیا تو بھائی یا لڑکے سے اس کو مصیبت پہنچے گی۔ تو اگر کسی مریض نے یہ دیکھا کہ وہ تندرست ہو گیا اور گھر سے نکلا تو اگر بات بھی کی تو اچھا ہو جائے گا اور اگر بات نہ کی تو مر جائے گا۔

اور مقامات میں یہ ہے کہ اگر وہ مختلف رنگ کی نہ ہو تو ناپاک عورتیں ہیں۔ اگر سفید اور سیاہ ہوں تو وہ دن اور رات ہیں۔ اور مچھلی کی اگر تعداد معلوم ہو تو وہ عورتیں ہیں اور عدد معلوم نہ ہو تو وہ مال غنیمت ہے۔ اسی طرح بہت سی مثالیں ہیں۔

اسی طرح لوگوں کی حیثیتوں اور انکی حالتوں کے لحاظ سے بھی تعبیر میں اختلاف ہوتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص دیندار اور صاحب خیر ہے اور اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کے ہاتھ یا گردن میں طوق ڈالا گیا ہے تو یہ اس کی صلاحیت اور شر و فساد سے محفوظ رہنے کی دلیل ہے۔ اور اگر اس کے اعمال اس کے خلاف ہوں تو اس کے گناہوں کا بکثرت سرزد ہونا اور اس کا جہنمی ہونا ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے محفوظ رکھے آمین۔

اسی طرح اوقات کے اختلاف سے بھی تعبیر میں تغیر ہو جاتا ہے۔ جیسے کسی نے دیکھا کہ وہ ہاتھی پر سوار ہے۔ تو اگر یہ خواب رات میں دیکھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بہت نفع دینے والے کام کا مالک ہوگا۔ اور اگر خواب دن میں دیکھے تو اپنی بیوی کو طلاق دے گا۔

یہ بھی جاننا چاہیے کہ وہ خواب جو رات کے آخری حصہ میں یا دن میں

قیلولہ کے وقت دیکھے جائیں ان کی تعبیر بھی ہوتی ہے اور پھل کے پکنے اور فروخت ہونے کے وقت کے خواب بہتر ہوتے ہیں۔ جاڑے اور بارش کے آنے کے وقت کے خواب کمزور ہوتے ہیں۔

اور تعبیر دینے والے کے لئے ضروری ہے کہ خواب میں دیکھنے والے کی بات کو اچھی طرح سمجھے اور اس خواب پر اصول کے لحاظ سے غور کرے اگر اس کی بات صحیح مسلسل ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہو اور ٹھیک ٹھیک مطلب معلوم ہوتا ہو تو سمجھے کہ یہ خواب ٹھیک ہے اور اگر اس کے معنی مختلف ہو سکتے ہوں تو دیکھے کہ اس کے الفاظ سے کونسے معنی اصل سے نزدیک ہوتے ہیں۔ تو وہ معنی اسی کے لحاظ سے اختیار کرے اور اگر خواب سب کا سب مختلف ہو کہ اصول پر نہیں جمتا تو یہ لغو خواب ہیں۔ اور اگر معاملہ مشتبہ ہو جائے تو پھر اس کے دل کی حالت معلوم کرے اور اگر خواب نماز کے بارے میں ہو تو اس سے نماز کے بارے میں پوچھے۔ اور سفر کے بارے میں ہو تو سفر کے متعلق پوچھے اور اگر خواب نکاح سے متعلق ہو تو اس سے نکاح کے متعلق پوچھے پھر اس کی تعبیر دل سے دے۔

اور اگر خواب کی تعبیر کسی فحش یا برے کام سے ہوتی ہو تو اس کو ظاہر نہ کرے یا اس کی تعبیر کسی اچھے طریقے پر دیدے اور خواب کی جو اصل تعبیر ہو سکتی ہو اس کو پوشیدہ رکھے۔

اور جب خواب کی اصلیت میں جنس اور قسم طبیعت معلوم کرے تو اس کی تعبیر اسی پر محمول کرے اور تاویل میں اس کا لحاظ رکھے۔ مثلاً جنس تو درخت اور درندے پرندے کہ یہ کل کے کل اکثر مرد ہوتے ہیں پھر اس کے بعد قسم پر غور کرے۔ اور اگر خواب میں دیکھا تو دیکھے کہ وہ کونسے درخت ہیں یا اگر درندے پرندے دیکھے تو غور کرے کہ کون سے درندے و پرندے ہیں پھر اسی کے مطابق فیصلہ کرے۔

مثلاً اگر کھجور کا درخت ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ معزز اور عربی ہو گا۔ کیونکہ کھجور کا درخت ممالک عرب میں ہوتا ہے۔ اور اگر اخروٹ ہے تو عجمی ہے کیونکہ اخروٹ ممالک عجم میں ہوتا ہے اسی طرح پرندہ کہ اگر وہ بڑا ہوگا تو عربی آدمی ہوگا اور اگر مور ہوگا تو وہ عجمی ہوگا پھر اس کے بعد طبیعت پر غور کرے اور اگر وہ کھجور کا درخت ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ بہت بھلائی کرنے والا اور پاک اصل کا ہوگا۔ اور اگر اخروٹ کا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ معاملہ میں دھوکہ دے گا۔ اور جھگڑالو ہوگا۔ کیونکہ اخروٹ کو کھڑ کھڑانا پڑتا ہے اور اس کو توڑے بغیر کوئی اس کو حاصل نہیں کرسکتا۔

اور اگر وہ پرندہ ہے تو چونکہ وہ اڑتا رہتا ہے۔ اس لئے وہ آدمی زیادہ سفر کرنے والا ہوگا۔ اور اگر وہ مور ہوگا تو ملک عجم کا بادشاہ ہے زینت و مال والا اور اس کے پیرو بہت ہوں گے اور یہی تعبیر ہوگی اسکی جو شاہین یا عقاب ہوگا لیکن اگر وہ کوا ہوگا تو اس سے مراد یہی ہوگی کہ وہ فاسق ہے جس کا کوئی دین نہیں۔ اور اسی طرح عقعق ہے جو کوے کی طرح کا ایک پرندہ ہوتا ہے اور اسی طرح قیاس کر کے تعبیر دیا کرو ان شاءاللہ ہدایت پاؤ گے۔ اور اللہ ہی سے توفیق مل سکتی ہے۔

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں اچھی حالت میں دیکھا تو اس کو خوشخبری اور خوشی اور کامیابی حاصل ہوگی۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو قیامت کے دن اسی حالت میں پائے گا، اور یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ دنیا میں اسکے اعمال قبول ہونگے۔ اور اگر اس نے اللہ تعالیٰ کو نظر بھر کر دیکھا تو دنیا میں اس کی قدر دانی ہوگی اور جنت میں جائے گا۔

اور جس نے یہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کوئی دنیوی چیز عطا فرمائی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو کوئی مرض لاحق ہوگا یا کوئی بلا پہنچے گی۔ یا اس کا امتحان لیا جائے گا۔ جس سے اس کو ایسا اجر ملے گا جس کی بناء پر وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اور اگر کسی نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا کسی معین مکان میں نزول ہوا تو اس مکان کے رہنے والوں کو بھلائی، خوشی، سرور و کامیابی حاصل ہوگی۔

اور جس نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے ایسی گفتگو کی جس میں ڈانٹ ڈپٹ یا ممانعت یا وعدہ وعید ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ آدمی گناہگار ہے جن اعمال میں وہ مبتلا ہے ان کو چھوڑ دینا چاہیے۔

اور جس نے یہ دیکھا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کے بچھونے میں آ گیا ہے اور اس کو مبارکبادی دے رہا ہے تو اس کو اس بات کی بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو بزرگی ملے گی۔ اور رحمت اس پر نازل ہوگی۔ کیونکہ ایسا خواب بجز نیک اور پرہیزگاروں کے اور کوئی نہیں دیکھتا۔ اور اگر کسی نے اللہ کو ایسے دیکھا ہے جیسے اس کی تصویر بنائی گئی ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا خیال معلوم ہوا یا اللہ تعالیٰ کے مثل کسی کو دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ خواب دیکھنے والا جھوٹا اور اللہ سبحانہٗ پر بہت تہمت لگانے والا اور بدعتوں کا مرتکب ہے۔ لہٰذا توبہ استغفار کی طرف اس کو جلدی کرنی چاہیے۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کو ناقص حالت میں دیکھا ہے یا اللہ تعالیٰ کو بت یا تصویر یا کسی اور طریقے پر دیکھا ہے جو اللہ تعالیٰ کے جمال و کمال وجلال کے لائق نہ ہو تو توبہ استغفار کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں سے پاک ہے واللہ اعلم حکایت۔ نقل ہے کہ ایک شخص حضرت جعفر صادق کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا اللہ تعالیٰ نے مجھے لوہا عطاء فرمایا ہے اور سرکہ کا ایک گھونٹ پلایا ہے اس کی تعبیر کیا ہوگی، تو امام نے ارشاد فرمایا کہ لوہے سے مراد سختی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ.

اور ہم نے لوہا اتارا جس میں سخت ہیبت ہے اور ممکن ہے کہ تیری اولاد حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ صنعت سیکھ لے کہ وہ لوہے کی صنعت جانتے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر جو ثواب عطا کرتا ہے وہ سختی پر کبھی عطا نہیں کرتا (مسند احمد بن حنبلؒ)۔

تھے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے جو سرکہ پلایا اسکی تعبیر یہ ہے کہ تجھ کو ایک مرض ہو گا جس میں تو ایک مدت تک مبتلا رہے گا۔اور اسی مرض کی حالت میں تجھ کو بہت مال ملے گا اور اللہ تعالیٰ تجھے وفات دیدے اور وہ تجھ سے راضی رہے گا۔اور تیرے گذشتہ اور آئندہ کے سب گناہ معاف کردے گا۔

خواب میں فرشتے، انبیاء نیک لوگ، علماء اور کعبہ کو اور اذان نماز حج اداء کرتے ہوئے دیکھنے کا بیان جس نے کسی فرشتہ کو خواب میں دیکھا تو اس کو دنیا میں بزرگی اور خوشی حاصل ہو گی اور اس شہر کے رہنے والوں کو کامیابی حاصل ہو گی۔اور جلیل القدر فرشتوں کا دیکھنا بھلائی اور شہادت اور تروتازگی اور بارش کی کثرت اور وسعت رزق اور نرخ کی ارزانی کی دلیل ہے۔

اور اگر ملائکہ علیہم الصلوۃ والسلام کو مساجد میں دیکھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ گویا اس جگہ کے رہنے والوں میں دین کی کمزوری ہے اور اسی لئے وہ اس شہر والوں کو دعا اور نماز، صدقہ و کثرت استغفار کا حکم دے رہے ہیں۔اور اگر ان کو بازار میں دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ لوگوں کو ناپ تول میں کمی کرنے سے منع کر رہے ہیں۔اور اگر ان کو قبرستان میں دیکھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ فقہاء و علماء اور زاہدین میں وباعام ہو گا۔اور اگر کسی نے خواب میں کوئی ایسا شخص دیکھا جو نامعلوم ہے اور اس کو فرشتہ کہا جارہا ہے تو وہ حقیقتاً بڑا فرشتہ ہی ہے۔

جس نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور خواب میں کوئی ناگوار بات پیش نہیں آئی تو یہ نیکی کی خوشخبری ہے اور یہ کہ اس سے نیک اعمال سرزد ہوں گے اور اگر خواب میں کوئی ناگوار بات پیش آ گئی تو اس کو دنیا میں تنگی پہنچے گی۔

اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خشک زمین میں دیکھا تو وہاں سرسبزی ہو جائے گی۔اور اگر کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھا جبکہ وہ تکلیف اور رنج و غم میں ہو تو اس کی تمام تکلیفات دور ہو جائیں گی۔اور اگر کسی نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کے صحن میں ہیں تو وہاں پر آگ اور ہلاکت نمودار ہو گی۔اور اگر کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا دیکھا کہ ناقص الخلقت ہیں یا مریض ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرے ہوئے ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت بدلی ہوئی ہے۔تو اس خواب میں کوئی بھلائی نہیں۔یہ خواب دیکھنے والے کے دین میں نقصان کی علامت ہے۔

اور جس نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اچھے کپڑے پہنے ہوئے ہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت دین و دنیا میں اچھی ہے۔اور جس نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چل رہے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو جہاد کا حکم دے رہے ہیں۔لیکن دیکھنے والے کے دین میں نقص ہے۔

اور جس نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حج کر رہے ہیں تو وہ حج کرے گا۔اور جس نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وعظ فرمارہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اطاعت کرے گی اور جس نے یہ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ دیکھ رہے ہیں تو گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کو امانت کی ادائیگی کی ترغیب دے رہے ہیں۔

اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھاتے پیتے دیکھا تو گویا اپنی امت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم زکوۃ ادا کرنے کی ترغیب دلا رہے ہیں۔اور جس شخص نے یہ دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا اس کو پہنایا یا اسکو اپنی انگوٹھی یا تلوار یا اس قسم کی کوئی اور چیز عطاء فرمائی تو وہ ملک اور فقہ اور عبادت میں سے جو بھی چیز پائے گا اس میں بڑا عروج پائے گا۔

خواب میں انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا

انبیاء علیہم السلام کو خواب میں دیکھنا بالکل فرشتوں کو دیکھنے کے مثل ہے کہ تروتازگی اور بارش کی کثرت ہو گی اور نرخ سستے ہوں گے۔اور خوشخبری و برکت وکامیابی وغیرہ حاصل ہو گی۔البتہ ان کے دیکھنے سے شہادت حاصل نہ ہو گی جیسی کہ فرشتوں کو دیکھنے کی تعبیر میں بتایا گیا تھا۔

اور جس نے یہ دیکھا کہ گذشتہ انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی نبی وہ خود بن گیا ہے تو جو تکلیف اس نبی نے پائی تھی وہی تکلیف یہ خواب دیکھنے والا پائے گا۔لیکن آخرکار دنیا و آخرت میں بھلائی اور مقبولیت اور کامیابی اور غم سے نجات پائے گا۔اور اسی طرح علماء و صالحین کو خواب میں دیکھنے سے بڑی بھلائی حاصل ہو گی۔

فصل کعبہ: خواب میں کعبہ دیکھنا۔کعبہ کی تعبیر یہ ہے کہ وہ امام المسلمین ہے۔جو شخص اس میں زیادتی یا کمی وغیرہ کو دیکھے گا تو جس قدر دیکھا ہے اسی قدر زیادتی یا کمی امام میں ظاہر ہو گی۔اور کبھی کعبہ کو دیکھنے کی تعبیر امن سے دی جاتی ہے تو جس نے کعبہ کو مکہ کے سوا کسی شہر میں دیکھا ہے تو اس شہر والوں کو امن ہو گا۔

اور جس نے کعبہ کو دیکھا اور خواب میں اس کا طواف کیا اور کچھ مناسک حج ادا کئے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کے دین میں بہتری ہے۔اور جس نے کعبہ کو دیکھا تو ہمیشہ دبدبہ اور بلندی اور فتح مندی میں رہے گا۔کیونکہ وہ اصل مقصود ہے اور امیدواروں کا قبلہ ہے۔اور جس نے یہ دیکھا کہ اس نے کعبہ کو اپنے پس پشت ڈال دیا ہے یا اس کے اوپر نماز پڑھی ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس نے اسلام کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا۔

نقل: ایک شخص سعید بن مسیب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ کعبہ کے اوپر نماز پڑھ رہا ہوں تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ سے ڈر۔میرا یہ خیال ہے کہ تو دین اسلام سے نکل چکا ہے تو اس نے عرض کیا کہ حضور میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں کہ میرا عقیدہ

تقریباً دو ماہ سے فرقہ قدریہ کے اقوال پر چل رہا تھا۔
اور جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ قبلہ کے اندر سیدھا نماز پڑھ رہا ہے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہدایت پر ہے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کر رہا ہے۔ بشرطیکہ وہ رکوع اور سجدہ اور خشوع پورا پورا اداء کر رہا ہو۔ کیونکہ نماز دراصل اللہ تعالیٰ سے وصال کا ذریعہ ہے۔ اور وہ دین کی بنیاد ہے اور اگر کسی نے نماز میں کوئی نقص دیکھا تو یہ اس کے دین میں اس قدر نقص کی علامت ہے۔ جس قدر کہ دیکھا، اور اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کو قبلہ نہیں مل رہا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ دین میں متحیر ہے اور گمراہی کی نشانی ہے۔ اور اگر اس نے خواب میں یہ دیکھا کہ اس نے نماز میں زیادتی کی ہے تو گویا اس نے یا تو ارکان اسلام میں سے کسی رکن پر اعتراض کیا ہے یا یہ کہ اس میں شک کیا ہے۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے مشرق کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہے تو وہ گویا فرقہ قدریہ میں شامل ہو گیا اور جس نے یہ دیکھا کہ اس نے مغرب کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ فرقہ جبریہ میں شامل ہو گیا کیونکہ مشرق نصاریٰ کا قبلہ ہے اور مغرب یہودیوں کا۔
اور اسی طرح اگر کسی نے خواب میں یہ دیکھا کہ وہ یہودی یا نصرانی یا مجوسی ہو گیا تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ انکا محبوب ہو گا اور انکی اذیت میں جلدی کرے گا۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ بت کی پوجا کر رہا ہے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بات کہے گا۔ اور باطل باتیں کہے گا اور بہت ممکن ہے کہ وہ شراب پینے کا عادی ہو جائے اور گناہ کا کام کرنے لگے۔ اور اگر بت چاندی کا ہو تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ گناہوں کے نزدیک ہو جائے یا کسی عورت سے باطل کہے اور اگر بت سونے کا ہے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اپنے معاملات میں اس کو صدمہ پہنچے جو اس کو ناگوار ہو غصہ دلائے۔ اور اگر بت لکڑی کا ہو تو وہ ایسے شخص کا مقرب بنے گا جو اپنے دین کے لحاظ سے خبیث ہو اور اگر بت لوہے یا تانبے کا ہو تو وہ طالب دنیا بنے گا۔
اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ آگ کی پوجا کر رہا ہے تو اس بات کی نشانی ہے کہ وہ اپنے دین میں شیطان کو دیکھے گا اور اگر آگ میں لپٹ نہ ہو تو وہ مال حرام کی طلب میں رہے گا۔ اور جس نے خواب میں یہ دیکھا کہ وہ لوگوں کی امامت کر رہا ہے تو اگر قبلہ سیدھا ہے تو وہ لوگوں کی ایک جماعت کا ولی الامر ہو گا اور اپنی ولایت کے زمانے میں ان کے ساتھ عدل وانصاف کرے گا۔ لیکن اگر قبلہ درست نہ تھا تو وہ اپنے ولایت کے زمانے میں جور وظلم کرے گا۔
اگر کسی نے حج کے مہینوں میں خواب میں اذان سنی تو اس بات کی علامت ہے کہ وہ حج کرے گا اور کبھی اس کی تعبیر یہ بھی ہوتی ہے۔ کہ اس کو دین میں بزرگی ورفعت حاصل ہو گی۔ اور اگر اذان ایام حج کے سوا اور دنوں میں سنی یا تمام اوقات اور زمانوں میں گلیوں میں اذان ہوتے ہوئے سنی تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ لوگوں میں اچھی اور صحیح خبریں ظاہر ہوں گی۔
مینارہ: اگر کسی نے یہ دیکھا کہ مسجد کا مینارہ گر گیا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس مقام کے رہنے والے مختلف مذاہب کے ہو جائیں گے۔
اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے اذان تو دی لیکن پوری نہیں دی اور وہ صاحب خیر وصلاح ہے اور اذان حج کے مہینوں کے اندر دی تو یہ اس کی نشانی ہے کہ وہ حج کو تو جائے گا لیکن حج نہ کر سکے گا اگر حج کے مہینے نہ تھے تو یہ اس کی نشانی ہے کہ وہ چوری کرے گا لیکن اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے گا۔ اور چوری میں اس کی شہرت ہو جائے گی۔
اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے مسجد بنائی ہے تو یہ اس کی نشانی ہے کہ وہ ایک جماعت کے ساتھ کسی بھلائی کے کام میں یا کسی کی شادی کرانے میں شریک ہو گا۔ اگر کسی نے دیکھا کہ وہ ایسی زبان میں اذان دے رہا ہے۔ جس کو وہ نہیں جانتا۔ تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ زبردست چور ہے۔ اگر کسی نے دیکھا کہ اس نے چھینکا ہے اور دوسرے نے اس کو یرحمک اللہ کہا ہے تو یہ حج وعمرہ کی بشارت ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے اپنا سر منڈوالیا ہے تو اگر حج کا زمانہ ہے تو حج کرنے جائیگا اور اگر حج کا زمانہ نہیں ہے تو اس کا راس المال ختم ہو جائے گا۔ جس کا ذکر ان شاء اللہ آئندہ آئے گا۔
اگر کسی نے دیکھا کہ وہ منبر پر وعظ کر رہا ہے تو اگر وہ اس کا اہل ہے تو بزرگی اور بڑی سلطنت پائے گا۔ اور اگر اس کا اہل نہیں ہے تو سولی پر چڑھے گا۔
نقل ہے کہ ایک شخص محمد بن سیرین علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا میں اذان دے رہا ہوں تو آپکی تعبیر فرمائی کہ تیرے دونوں ہاتھ کاٹے جائیں گے پھر دوسرا آپ کی خدمت میں آیا حالانکہ پہلا شخص ابھی گیا نہ تھا اس نے بھی اسی طرح کا خواب بیان کیا کہ گویا میں اذان دے رہا ہوں تو اس کی تعبیر یوں فرمائی کہ تو حج کرے گا۔ تو جس پر آپ کے ہم نشینوں نے سوال کیا دونوں میں کیا فرق تھا۔ کہ خواب تو دونوں برابر تھے۔ تو حضرت نے جواب دیا کہ پہلے شخص کو دیکھا کہ اس کی نشانی شر کی نشانی معلوم ہوئی تھی تو میں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے تعبیر دی کہ
ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسَارِقُوْنَ.
(یعنی پھر ایک آواز لگانے والے نے آواز لگائی کہ اے قافلے والو تم چور ہو) اور دوسرے شخص کی نشانی میں نے نیکی کی نشانی دیکھی تو اللہ تعالیٰ کے اس قول سے میں نے تعبیر دی کہ
وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ. اور اعلان کرو لوگوں میں حج کا۔
چنانچہ جس طرح حضرت نے تعبیر دی اسی طرح ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے۔ اور کبھی اذان اطلاع کے لئے بھی ہوتی ہے۔ اور قرآن

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے موذن کے اذان کہتے وقت اسکے الفاظ دہرائے اسے موذن کا سا اجر ملے گا (الجامع)

مجید کا ناظرہ پڑھنا اس بات کی نشانی ہے کہ خواب میں دیکھنے والا علم وحکمت پائے گا اور اسی طرح قرآن مجید کی قراءت امر حق ہے۔

خواب میں آسمان، آفتاب، چاند، ستارے، اور قیامت اور جنت، دوزخ آگ وغیرہ دیکھنے کا بیان

آسمان: جس نے خواب میں یہ دیکھا کہ وہ آسمان پر چڑھ گیا اور اس میں داخل ہو گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ شخص شہادت پائے گا۔ اور اللہ عزوجل کے پاس بزرگی پائے گا۔ اور پل صراط پر سے پار اترے گا اور دنیا میں بھی عزت پائے گا اور اس کا ذکر لوگوں میں اچھے طریقے سے پھیلے گا اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ آسمان میں ہے لیکن چڑھنا معلوم نہ ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ پہلے دنیا میں عزت پائے گا پھر بعد میں شہادت پائے گا۔

آفتاب: آفتاب کی تعبیر کبھی ملک سے کی جاتی ہے کبھی ماں باپ میں سے کسی ایک کے ساتھ مثلاً اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے آفتاب کو پکڑ لیا اور وہ پوری طرح اس کے قبضے میں ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ جس قدر آفتاب کا حصہ پکڑ لیا ہے بشرطیکہ وہ صاف ہو اور اس کی شعاعیں ہوں اسی قدر ملک پائے گا اور اگر آفتاب کے نور کی مثل کسی چیز کو دیکھا اور اس کی شعاعیں خواب دیکھنے والے پر پڑتی معلوم ہوں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ملک عظیم اور بڑی سلطنت پائے گا۔ اگر آفتاب میں گہن ہے یا تبدیلی یا نقصان دیکھا تو یہ یا تو ملک میں ہو گا یا اس اقلیم میں یا والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ ہو گا۔ لیکن اگر خواب میں کوئی ایسی بات معلوم ہو جائے جو ملک میں کسی تبدیلی کے نہ ہونے پر دلالت کرے تو پھر یہ تبدیلی اس کے ماں باپ میں سے کسی ایک میں ہو گی۔ اگر کسی نے دیکھا کہ اس نے آفتاب سے جھگڑا کیا ہے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اس کے ملک میں جھگڑا ہو گا یا اس کے ماں باپ میں سے کسی کے ساتھ جھگڑا ہو گا

اگر کسی نے یہ دیکھا کہ آفتاب خاص اس کے گھر میں طلوع ہوا ہے اگر وہ غیر شادی شدہ ہے تو اس کی شادی ہو جائے گی۔ اگر شادی شدہ ہے تو بادشاہ کی طرف سے اس کو بڑی عزت حاصل ہو گی اگر کسی نے یہ دیکھا کہ آفتاب کو ابر نے یا کسی اور چیز نے ڈھانک لیا ہے تو یہ اس کی نشانی ہے کہ یہ یا تو وہ مریض ہو گا یا اس کو ایسی فکر لاحق ہو گی جو ملک سے تعلق رکھے گی یا ماں باپ میں سے کسی ایک سے متعلق ہو گی۔

حکایت: نقل ہے کہ ایک شخص جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا آفتاب نے میرے جسم پر طلوع کیا ہے تو آپ نے اس کی تعبیر دی کہ بادشاہ کی طرف سے بڑی عزت اور امر عظیم پائے گا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دنیا بھی ملے گی اور ایک دوسرے شخص نے آ کر عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ آفتاب نے میرے قدموں پر طلوع کیا تو آپ نے اس کی تعبیر دی کہ تجھ کو بادشاہ کی طرف سے جہاں تک تیرے قدم جائیں گے معاش میں گیہوں، اور کھجور اور زمین کی پیداوار ملے گی اور اس سے تو فائدہ اٹھائے گا۔

چاند: چاند کی تعبیر کبھی تو وزیر سے دی جاتی ہے اور کبھی بیوی یا خوبصورت لڑکے سے۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ چاند کا مالک بن گیا ہے یا اس کو پا لیا ہے تو وہ وزیر بنے گا۔ اور اگر یہ دیکھا کہ چاند کو گہن لگ گیا ہے یا چاند میں سرخی آ گئی ہے یا اندھیرا آ گیا ہے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ جس طرف چاند کی نسبت ہو گی اس میں وہی تبدیلی یا نقصان پیدا ہو گا۔ اگر کسی نے کوئی ستارہ دیکھا تو وہ وزیر سے یا بڑے آدمی سے عزت پائے گا۔ اور کبھی خواب میں کوئی ایسی بات بھی نظر آ جاتی ہے جو ناگواری کی دلیل ہو کیونکہ چاند کا دیکھنا کاہن پر بھی دلالت کرتا ہے۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ چاند گویا اس کی گود میں ہے۔ اور اس نے اس کو ہاتھ سے اٹھا لیا ہے۔ تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے لڑکا ہو گا جس سے فائدہ پائے گا۔ اور اگر چاند کو اپنے گھر میں یا اپنے بچھونے میں دیکھے تو خواب میں چاند کا جس قدر جمال اس نے دیکھا ہے اسی قدر حسن کی بیوی اس کو ملے گی۔

اسی طرح اگر خواب دیکھنے والی عورت ہے تو اس کی شادی خوبصورت مرد سے ہو گی اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ ہلال (پہلی رات کا چاند) اپنے مطلع سے نکلا لیکن مہینے کی پہلی تاریخ نہیں تھی۔ تو اس کی یہ تعبیر ہو گی یا تو اس کو کوئی ملک کا انتظام کرنا پڑے گا یا اس کے گھر بچہ پیدا ہو گا یا غائب شدہ آدمی آ جائے گا۔ یا کوئی نیا معاملہ پیش آئے گا۔

ستارے: ستاروں کی تعبیر صاحب عزت لوگوں سے کی جاتی ہے یعنی اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ ستاروں میں صلاحیت یا تبدیلی ہے تو اس شہر کے صاحب عزت لوگوں میں ہو گی۔ مریخ کی تعبیر بادشاہ کے سپہ سالار سے کی جاتی ہے۔ اور زحل کے صاحب عذاب سے اور مشتری کی مال کے خزانچی اور انتظام سلطنت کو سنبھالنے والے مدبر سے، اور کبھی بڑے عالم سے کی جاتی ہے۔ اور زہرہ کی تعبیر بادشاہ کی بیوی سے اور عطارد کی اس کے کاتب سے تو اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ بہت سے ستاروں کا یا کچھ ستاروں کا مالک بنا ہے۔ تو اس کی تعبیر یہ ہو گی کہ جس قدر ستاروں کا مالک وہ بنا ہے اسی قدر شریف و خسیس لوگوں کا حاکم بنے گا۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ ستاروں کی نگہبانی کر رہا ہے تو وہ لوگوں کے معاملات کا ذمہ دار بنے گا۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ سب ستاروں کو یا کچھ ستاروں کو کھا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اشراف کا مال کھا رہا ہے۔ اور اگر کسی نے ستاروں کو ایک جگہ پر جمع دیکھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شریف لوگوں کے معاملات میں سعی کرے گا۔ اور ستاروں

11

کا آسمان سے زمین پر گرنا اس بات کی دلیل ہے کہ جس جگہ ستارے گرے ہیں اس جگہ عذاب نازل ہوگا اور جس نے یہ دیکھا کہ اس نے ستارہ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے شریف لڑکا پیدا ہوگا اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ آسمان سے ستارے گرے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ مالدار ہوگا تو محتاج ہو جائے گا اور محتاج ہوگا تو شہادت پر اس کی موت واقع ہوگی۔اور اگر ایک ستارے کو دیکھا تو وہ نحوست کا مالک ہوگا کیونکہ وہ بے آب و گیاہ میدانوں میں طلوع ہوتا ہے۔اور جس نے یہ دیکھا کہ آسمان اس کو گردش دے رہا ہے۔تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ سفر کرے گا۔

چند حکایات جو اس باب کے مناسب ہیں:

حکایت:نقل ہے کہ ایک عورت حضرت محمد بن سیرینؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔اور آپ اس وقت دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے عورت نے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے تو آپ نے فرمایا، کہہ اس نے عرض کیا جب آپ کھالیں گے تو بیان کروں گی۔جب آپ کھانے سے فارغ ہوئے تو انہوں نے فرمایا بیان کر،تو نے کیا دیکھا ہے۔تو عورت نے کہا کہ میں نے یہ دیکھا کہ چاند ثریا میں داخل ہوگیا ہے اور کسی نے مجھے پیچھے سے آواز دی کہ کہ اے عورت محمد بن سیرین کے پاس جا اور اپنا خواب ان کو سنا۔تو محمد بن سیرین نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا کیسے دیکھا پھر بتا۔تو اس نے دوبارہ بتایا جس پر ان کا چہرہ زرد پڑ گیا اور پیٹ پکڑ کر کھڑے ہوگئے تو ان کی بہن نے کہا تمہارا کیا حال ہوگیا ہے کہ چہرہ زرد پڑ گیا ہے تو آپ نے فرمایا کیوں نہ ہو اس عورت کے بیان سے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔کہ میں سات دن بعد قبر میں چلا جاؤں گا۔چنانچہ آپ کو ساتویں دن دفن کردیا گیا اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے۔آمین

حکایت:نقل ہے کہ ایک شخص حضرت جعفر صادقؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں نے چاند کو گلے سے لگالیا ہے تو امامؒ نے اس سے دریافت فرمایا کیا تو غیر شادی شدہ ہے؟اس نے کہا جی ہاں!تو آپ نے فرمایا کہ تیری شادی ایسی عورت سے ہوگی جو اپنے زمانے میں سب سے خوبصورت ہوگی۔اس کے بعد وہ شخص زمانہ دراز تک غائب رہا پھر جب آیا تو کہنے لگا،کہ حضور والا!میں نے ایک مدنی عورت سے شادی کرلی تھی جس سے زیادہ خوبصورت وہاں کوئی عورت نہ تھی۔لیکن میں نے کل رات خواب میں دیکھا کہ گویا میں چاند کو اٹھا رہا ہوں تو آپ نے اس کی تعبیر دی کہ اس عورت سے تیرا ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اپنے زمانے میں سب سے زیادہ خوبصورت ہوگا اور اس وقت وہ حاملہ ہے تو اس شخص نے عرض کیا بالکل سچ ہے خدا کی قسم وہ اس وقت حاملہ ہے تو جس طرح حضرت نے تعبیر دی تھی ویسا ہی ہوا۔اللہ ان پر رحمت کرے۔

حکایت:نقل ہے کہ امام شافعیؒ کی والدہ نے جبکہ امام شافعیؒ ان کے پیٹ میں تھے خواب میں دیکھا کہ ایک ستارہ جس کا نام مشتری ہے۔وہ آپ کے جسم سے نکلا اور مصر میں اترا پھر وہاں سے تیز دوڑا اور اس سے ہر شہر میں بڑی بڑی چنگاریاں اڑیں۔چنانچہ کوئی شہر اور کوئی گاؤں ایسا باقی نہ رہا جہاں آپ کا علم اور مذہب نہ پہنچا ہو۔اور امام شافعیؒ کو وہی مقام حاصل ہوا جس کی آپ نے تعبیر دی تھی۔اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت نازل فرمائے۔

قیامت:اگر کسی نے یہ دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ جس مقام کو اس نے خواب میں دیکھا ہے وہاں عدل خوب پھیلے گا۔اور اگر وہاں کے لوگ ظالم ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو سزا دے گا۔کیونکہ قیامت کا دن سزا اور جزا کا ہے۔اور اگر وہ مظلوم ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد پائیں گے۔اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوا ہے تو اس کا معاملہ بہت سخت ہے اور خواب بالکل صحیح ہے۔اور اسی طرح اس شخص کا حال ہے جس نے قیامت کی ہولناکیوں میں سے کوئی بات دیکھی۔

جنت:اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ جنت میں داخل ہوا ہے تو وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا اور یہ کہ اس کے گذشتہ اعمال صالحہ کی بشارت ہے اور جس نے یہ دیکھا کہ اس نے جنت کے پھل کھائے یا یہ کہ کسی نے اس کو جنت کے پھل دیئے تو جنت کے پھل کی تعبیر اچھا کلام ہے جیسے نیکی اور بھلائی کی باتیں جو ان پھلوں کے مطابق ہوں۔اور اگر اس کو جنت کے پھل تو ملے لیکن اس میں سے کچھ کھایا نہیں یا کھانے پر قادر نہ ہوا۔تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے دین میں تو بھلائی ہوگی لیکن اس سے وہ کوئی فائدہ نہ پائے گا۔اور کبھی اس کی تعبیر ایسے علم سے دی جاتی ہے جس سے وہ نفع نہ حاصل کر سکے۔

اور جس نے یہ دیکھا کہ اس نے جنت کے چشموں کا پانی پیا، یا وہاں کے کپڑے پہنے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ اپنی امید کے مطابق دنیا اور آخرت میں بھلائی اور تقویٰ سے اپنا مقصود پائے گا۔اور اگر جنت کے باغیچوں اور چشموں اور حوروں کو دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دنیا اور بھلائی اور تقویٰ اور نعمت حاصل کرے گا اور جس قدر نعمتیں اس نے دیکھی ہیں۔اس کے مطابق دنیا میں بھی نعمتیں پائے گا۔

جہنم:اور جس نے خواب میں یہ دیکھا کہ وہ جہنم میں داخل ہوا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس سے بڑی خطائیں سرزد ہوں گی اور یہ جنت دیکھنے کی ضد ہے اور جہنم کا دیکھنا ہلاکت کی دلیل ہے لہٰذا اس خواب دیکھنے والے کو توبہ اور جہاد نفس اور نیک کاموں کی طرف جلدی کرنی چاہیے اور اگر اس کو جہنم سے کوئی تکلیف نہ پہنچی تو جس قدر حصہ دیکھا ہے تو اسی قدر دنیوی رنج و غم ہوگا۔

دنیوی آگ:دنیوی آگ کی تعبیر کئی طرح پر دی جاتی ہے مثلاً اگر کسی نے یہ دیکھا کہ آگ کسی ایسے شہر یا محلہ یا گھر میں لگی ہے جہاں کی زمین بنجر

ہے اور آگ میں لپٹ اور شعلے ہیں اور جس پر وہ آگ گرتی ہے اس کو کھا جاتی ہے اور آگ میں خطرناک آواز بھی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ جس قدر آگ اور لپٹ اس زمین کو گھیرے ہوگی اس میں ظلم واقع ہوگا اور اگر زمین بنجر نہ ہو تو پھر اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہاں پر طاعون یا برسام یا چیچک یا موت واقع ہوگی۔ اور اگر آگ میں لپٹ اور شعلے نہ ہوں اور آواز بھی نہ ہو اور کچھ کھاتی ہو کچھ چھوڑتی ہو تو یہ حادثات و امراض ہیں جو وہاں پر واقع ہوں گے۔

اگر کسی نے یہ دیکھا کہ آگ آسمان سے اتری، تو اگر یہ نہ دیکھا کہ اس نے کسی چیز کو کھایا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ یہ بہت زیادہ سخت معاملہ ہے۔ زبان سے جھگڑا ہوگا اگرچہ اس میں کوئی نقصان نہ ہوگا۔ لیکن اگر اس میں دھواں بھی معلوم ہو تو پھر یہ معاملہ آسان رہنے کی دلیل ہے اور اگر یہ دیکھا کہ آگ کسی جگہ سے آسمان پر چڑھی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس جگہ کے رہنے والوں نے گویا اللہ سے جنگ شروع کر دی ہے، کہ گناہ کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر بڑا بہتان لگا رہے ہیں۔ اور اگر کسی نے خواب میں آگ کی لپٹ دیکھی کہ اس سے وہ یا اور کوئی شخص تاپ رہا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک ایسے معاملہ کو بڑھائے گا جس سے اس کو فائدہ ہوگا اور اس کا فقر دور ہو جائے گا اس لئے کہ سردی فقر ہے اور گرمی گویا مال غنیمت۔

اور اگر یہ دیکھا کہ اس پر گوشت کو بھون رہا ہے تو لوگوں کی غیبت سے وہ محفوظ رہے گا جو زبان سے اس کو ملے گی۔ اور اگر اس بھنے ہوئے گوشت میں سے کچھ کھایا تو اس کو تھوڑا رزق ملے گا اور رنج زیادہ۔ اس لئے کہ بھوننا رنج و گرانی ہے اور اگر ہانڈی میں اس آگ پر کھانا پکائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک معاملہ میں اس کو گھر سے فائدہ پہنچے گا اس لئے کہ ہانڈی کی تعبیر گھر کے منتظم سے ہے۔ اور اگر ہانڈی میں کھانا نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ گھر کے بڑے کو کسی بات سے غصہ دلائے گا یا کسی ناگوار بات پر اکسائے گا۔

اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ آگ سے اس کے کپڑے جل گئے یا اس کے جسم کا کچھ حصہ جل گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ یہ کپڑا یا عضو جس کی طرف منسوب ہے۔ (جس کی تفصیل آگے آئے گی) اس پر کوئی مصیبت آئے گی اور اگر اس آگ میں جس نے اس کے کپڑے اور جسم کا حصہ جلایا ہے لپٹ اور شعلے بھی ہوں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو بادشاہ سے نقصان پہنچے گا واللہ اعلم۔ اگر اس میں لپٹ نہ ہو تو وہ امراض برسام ہیں۔

اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ آگ کو کھا رہا ہے اور اس میں لپٹ نہیں ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ یتیم کا مال کھا رہا ہے اگر اس میں لپٹ بھی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے بارے میں لوگ آپس میں گفتگو کریں گے اور اس کو تکلیف پہنچے گی۔ اور اگر کسی نے خواب میں یہ دیکھا کہ اس کو آگ کی لپٹ لگ گئی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ لوگوں کی زبان میں پڑ گیا اور لوگ اس کی غیبت کریں گے۔

اور آگ سے داغ دینے کی تعبیر یہ ہے کہ جس قدر داغ دیکھا ہے اسی قدر وہ بری باتیں سنیں گا اور چنگاریوں کی تعبیر بدکلامی ہے۔ اگر یہ دیکھا کہ چنگاریاں اس پر آ رہی ہیں تو یہ اس کی دلیل ہے کہ وہ ناگوار باتیں سنے گا اور اگر اس پر چنگاریوں کی زیادتی ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو سختی پہنچے گی۔ اور اگر یہ دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں آگ کا شعلہ ہے تو اس کو بادشاہ سے تکلیف پہنچے گی اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ آگ بازار میں یا دوکان میں گری تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ مال تجارت میں نکاسی زیادہ ہوگی مگر یہ کہ قیمت حرام ہوگی۔

اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ گھر میں ایک چراغ بہت تیز روشن ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ گھر کی حالت بہت اچھی ہے اور اگر روشنی کمزور ہے تو اسی مناسب سے گھر کی حالت اچھی ہوگی اور اگر چراغ بجھ جائے اور خواب میں کوئی حالت ایسی معلوم نہ ہو جس سے اس کے بجھنے کی وجہ معلوم ہو سکے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کی حالت میں تغیر واقع ہوگا اور اس کو ناخوشگوار حالات کا سامنا ہوگا

اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ آگ جلا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ لوگ اس سے روشنی حاصل کریں یا اس سے ہدایت پائیں گے۔ اس لئے کہ روشنی کی تعبیر علم اور حکمت ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور اگر کسی نے دیکھا کہ وہ راکھ جمع کر رہا ہے یا اس کو اٹھا رہا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ باطل علوم کو جمع کر رہا ہے اور اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھائے گا۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ آگ جمع کر رہا ہے لیکن وہ سلگتی نہیں تو اس کی تعبیر ایسے علم سے ہے جو نفع نہ دے واللہ اعلم۔

بارش، بجلی، گرج، چشموں، دریاؤں، ندیوں اور نہروں کے پانی اور کشتیوں اور چکیوں، حمامات اور ہوا وغیرہ کو خواب میں دیکھنے کے بیان میں ہے۔

بارش: بارش کی تعبیر مدد اور رحمت سے کی جاتی ہے اور اسی طرح ابر کی بھی۔ لیکن اگر کسی جگہ یا گھر یا محلہ سے خاص ہو کہ دوسری جگہ نہ ہو تو اس مخصوص مقام کے رہنے والوں میں بیماریاں اور دکھ اور دینوی نقصانات زیادہ ہوں گے۔ اور اکثر اس سے سختیاں بھی مراد ہوتی ہیں جو ان کو پہنچیں گی۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ آسمان سے گھی یا شہد یا روغن زیتون یا دودھ وغیرہ کی بارش ہو رہی ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس جگہ کے رہنے والوں پر غنیمت اور بھلائی اور رزق آسمان سے نازل ہوگا۔ اور اسی طرح ہر اس بارش کی تعبیر ہوگی جو اچھی چیز کی ہوگی۔

حکایت: نقل ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی نیت نہیں اسکا عمل نہیں، جس میں طلب ثواب نہیں اس کیلئے اجر نہیں (الاتحاف)

خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک ابر آیا اور آسمان سے شہد اور گھی کی بارش ہو رہی ہے اور لوگ اس کو لوٹ رہے ہیں۔ کوئی زیادہ لے رہا ہے کوئی کم۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کی تعبیر دی کہ ابر سے مراد اسلام ہے اور گھی اور شہد سے مراد اسلام کی شیرینی ہے اسی طرح ہر بارش جو عمدہ اشیا کی ہو اس کی تعبیر بھلائیوں کا آنا ہے۔

حکایت: اسی طرح ایک شخص نے حضرت جعفر صادقؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے خواب میں اس طرح دیکھا ہے کہ میں ایک دن اور ایک رات بارش میں بھیگ رہا ہوں تو آپ نے اس کی تعبیر میں فرمایا کہ تو نے بہت بہتر خواب دیکھا ہے کہ رحمت میں بھیگ رہا ہے اور تجھے امن اور وسعت رزق عطا ہوگا۔

اسی طرح ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ بارش گویا خاص اس کے سر پر ہو رہی ہے تو آپ نے اس کی تعبیر میں فرمایا کہ یہ شخص گناہ گار ہے اس کے گناہوں کی کثرت ہوگئی ہے۔ اور اسکی خطاؤں نے اس کو گھیر لیا ہے کیا اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ

کہ ہم نے ان پر بارش برسائی تو جن لوگوں کو ڈرایا گیا ہے ان پر بارش بری ہوئی۔

گرج: ہوا کے ساتھ گرج کا ہونا۔ ظالم اور قوی سلطان کی دلیل ہے۔ اور بجلی مسافر کے لیے خوف کی علامت ہے اور مقیم کے لیے طمع۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

هُوَ الَّذِىْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا.

(وہی ہے جو دکھاتا ہے تم کو بجلی ڈر اور امید کے لیے) اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ گرج بغیر بارش کے ہو تو مقیم اور مسافر دونوں کے لیے خوف کی علامت ہے اور بارش کے ساتھ گرج بیمار کے لیے شفاء کی علامت ہے۔

رنگین دھنک: اگر سبز ہو تو قحط سے امن ہونیکی کی علامت ہے اور زرد ہو تو مرض کی دلیل ہے۔ اور سرخ خونریزی کی نشانی ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جو شخص خواب میں دھنک دیکھے گا اس کی شادی ہوگی۔

سیلاب: دشمن کے ہجوم کی دلیل ہے اور پرنالوں سے پانی کا بہنا بھلائی اور سرسبزی کی دلیل ہے۔

ابر: حکمت اور علم اور رحمت کی نشانی ہے۔ اگر اس میں عذاب کی شکل نہ دکھائی دے یعنی آندھی اور گھٹا ٹوپ اندھیری اور ہولناکیاں نہ معلوم ہوں تو وہ دین اسلام کی علامت ہے اگر کسی شخص نے یہ دیکھا کہ وہ ابر کا مالک بنا ہے یا اس کو جمع کر رہا ہے یا اسمیں چل رہا ہے یا اس پر سوار ہو رہا ہے تو جن چیزوں کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اس میں اس سے وہ اہم چیزیں پائے گا۔

حکایت: نقل ہے کہ جعفر صادقؒ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص یہ خواب دیکھے کہ وہ ابر کھا رہا ہے اور اس کے سامنے بہت سا ابر پڑا ہوا ہے۔ تو آپ نے فرمایا اس شخص نے اچھا خواب دیکھا۔ علم حاصل کرے گا اور خوب شہرت و بلندی حاصل کرے گا اور فخر حاصل کرے گا اور اچھی تعریف اور اس قدر قدر و منزلت و مرتبہ پائے گا کہ کسی اور نے اس کے مثل نہیں پایا۔

حکایت: اور ایک شخص کے بارے میں بھی آپ سے پوچھا گیا کہ اس نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا ابر نے اس پر سایہ کر لیا ہے تو آپ نے اس کی تعبیر میں فرمایا کہ اگر یہ شخص بیمار ہے تو شفاء پائے گا اور اگر مقروض ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کا قرضہ ادا کرے گا اور اگر فقیر ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے فقر کو تونگری سے بدل دے گا اور اگر مظلوم ہے تو مدد پائے گا اس لئے کہ ابر رحمت ہے اور اس میں جو کچھ ہے وہ رحمت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر اوقات جنگوں کے زمانہ میں (خواب میں) ابر سایہ کرتا تھا۔

اولہ۔ برف۔ پالا: یہ سب کے سب رنج و غم و عذاب کی نشانیاں ہیں۔ البتہ جس جگہ برف پڑتا رہتا ہو وہاں اگر تھوڑا سا برف نظر آئے تو یہ وہاں والوں کے لیے سرسبزی کی دلیل ہے اور پالا بھی اسی طرح رنج کی علامت ہے البتہ اگر اس نے خواب میں دیکھا کہ پانی کو برتن سے اس نے اپنے چلو میں لیا ہے اور وہ پانی اس میں جم گیا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ جمع شدہ جما ہوا مال ہے جو اس کے پاس جمع رہے گا اور باقی رہے گا۔ اور اولہ میں تو کسی حالت میں بھی خیر و بھلائی نہیں ہے۔

کنواں: کنواں انسان کا راس المال ہے اور اس کی معیشت ہے۔ جس نے خواب میں دیکھا کہ اس نے کنواں کھودنا چاہا لیکن کھود نہ سکا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ معاش حاصل کرنے کے لیے محنت کرے گا لیکن روزی کم ملے گی۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ اس نے اپنے گھر میں کنواں کھودا ہے اور پانی خوب نکل آیا اور بلند ہو گیا تو یہ اسکے مال میں قوت کی نشانی ہے۔ اور یہ کہ اس کو اللہ تعالیٰ بغیر محنت اور رنج کے پاک مال عطا فرمائے گا اور جس نے یہ دیکھا کہ گویا پانی اس کے گھر سے اور اس کے کنویں سے باہر نکلا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا زیادہ مال نکل جائے گا۔ اور تھوڑا باقی رہے گا اور جس نے یہ دیکھا کہ پانی چشمے سے نکل رہا ہے اور کھیتی کو سیراب کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی راہ میں مال خرچ کر رہا ہے اور اگر اس نے یہ دیکھا کہ وہ چشمہ سے پانی نکال رہا ہے اور وہ اسکو بہا رہا ہے تو اسکی تعبیر یہ ہے کہ روپے ایسے کام میں خرچ کرے گا جس سے نہ اس کو کوئی فائدہ ہوگا نہ نقصان اور اگر وہ چشمے سے پانی نکال رہا ہے اور لوگوں کو دے رہا ہے یا ان کو پلا رہا ہے تو وہ ایک بہت اچھی حالت میں رہے گا۔ اور اسکا بڑا عالم ہوگا کہ وہ اپنے مال سے یتیموں

اور کمزوروں کو کھلاتا پلاتا ہوگا۔

جس نے یہ دیکھا کہ وہ چشمے سے پانی نکال رہا ہے اور درختوں کی جڑوں کو سیراب کر رہا ہے تو وہ اپنے مال سے یتیموں کی پرورش کرے گا اور اگر یہ دیکھا کہ پانی نکال رہا ہے اور لوگوں کو پلا رہا ہے تو اسکی تعبیر یہ ہے کہ وہ حج کو جانے والوں کی مدد کرے گا۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ پانی نکال رہا ہے اور اس میں کوئی ردی چیز یا گندی چیز نکلی تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ اپنے پاک مال میں خبیث مال ملا رہا ہے اور جس نے یہ دیکھا کہ گویا اس کا ڈول ٹوٹ گیا تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ لوگوں کے ساتھ اس کا احسان کرنا منقطع ہو جائے گا۔ اور کبھی کنویں کی تعبیر مکر وفریب رنج وغم سے بھی کی جاتی ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ کنویں میں گر پڑا یا اس میں داخل ہو گیا تو اس کا انجام کشائش وکامیابی وفتح مندی ہوگا جیسے کہ سیدنا یوسف صدیقؑ پر گزرا۔

نہر: نہر کی تعبیر آدمی سے کی جاتی ہے۔ نہر کی حالت کے مطابق چھوٹی یا بڑی ہونے کے اعتبار سے۔ جس نے دیکھا کہ وہ نہر میں داخل ہوا اور اس کو خوف وہول ہو گیا تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ جس قدر اس کو خواب میں رنج وغم وخوف ہوا اسی قدر دنیا میں ہوگا۔ اور اسی طرح اگر نہر گدلی ہو لیکن اس نے اس میں صاف پانی پیا تو وہ بھلائی پائے گا اور اس کی زندگی اچھی طرح گزرے گی۔ اور اگر یہ دیکھا کہ نہر گدلی ہے اور اس میں گدلا پانی اسنے پی لیا تو اس کو اس شخص سے مرض اور رنج وغم اسی قدر پہنچے گا جس قدر اس نے نہر سے پانی پیا۔

اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ نہر سے سیراب ہو رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ نہر کی بڑائی اور چھوٹائی کے لحاظ سے کسی آدمی سے مال پائے گا اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ نہر میں یا دریا میں نہایا اور نہ کوئی گھبراہٹ معلوم ہوئی نہ اس کے دل میں ڈر معلوم ہوا نہ اس کو کوئی ذلت ہی معلوم ہوئی۔ یا یہ دیکھا کہ وہ چشمے میں نہایا تو اس میں نہانے کی تعبیر یہ ہے کہ غم ورنج وفکر سب کچھ جلد چلا جائے گا اور خوشی اور شفاء اس کو حاصل ہوگی اور اگر وہ غمگین ہوگا یا تنگی میں ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی کشائش فرما دے گا اور بیمار ہوگا تو اس کو شفاء عطا فرمائے گا اور مقروض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کے قرضے کو ادا کر دے گا۔ اور اگر اس کو کسی قسم کا ڈر ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو بے خوف کر دیگا اگر قید میں ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو قید سے چھڑا دے گا۔ ارشاد الٰہی ہے کہ

أُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ أَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِأُولِي الْأَلْبَابِ.

اپنا پاؤں زمین پر دے مار۔ یہ ایک ٹھنڈا چشمہ ہے نہانے اور پینے کو اور ہم نے اس کو اہل وعیال بخشے اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور بھی۔ ہماری طرف سے ایک مہربانی تھی۔ اور عقلمندوں کے لئے سامان نصیحت۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے نہر کو دوسری طرف تک پار کر لیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ رنج وغم اور خوف زائل ہو جائے گا۔ اور اگر کیچڑ یا مٹی یا متواتر موج ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس شخص نے اس کے ساتھ تعلقات قطع کر لئے ہیں۔ جس کے پاس اس کی آمد ورفت تھی۔ اور اس کے ساتھ اس کی معاشرت تھی۔ اور اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے پاس چلا جائے گا۔ یا اس کے بعد باقی رہے گا۔

دریا: دریا کا دیکھنا ملک عظیم کی نشانی ہے بشرطیکہ اس میں گدلا پن یا خطرناک موجیں نہ ہوں۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے دریا کا پانی پیا ہے اور اس میں نہ گدلا پن تھا۔ اور نہ جوش، تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس نے جس قدر پانی پیا ہے اسی قدر ملک پائے گا۔ اور دنیا میں عمدہ زندگی گزارے گا۔ اور اگر دریا گدلا یا اندھیارا تھا۔ یا اس میں جوش تھا۔ تو اس کو اسی قدر خوف اور رنج وغم حاصل ہوگا۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ دریا میں ڈوب گیا ہے تو اگر پانی صاف تھا تو ملکی امور میں غرق رہے گا۔ اور اگر گدلا تھا تو اس کو ایسی شدت پہنچے گی جو ہلاک کن ہوگی۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ دریا کے اوپر چل رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دنیا میں بادشاہوں اور دنیادار لوگوں پر غالب رہے گا۔ اور اپنا مکان بدل دے گا۔ واللہ اعلم

کشتی: اکثر اوقات اس کی تعبیر تو نجات سے دی جاتی ہے۔ اور کبھی اس کی تعبیر بادشاہوں کے پاس پہنچنے اور اس کے سبب سے کی جاتی ہے۔ اور کبھی اس کی تعبیر رنج وغم سے بھی کی جاتی ہے مگر نتیجے میں نجات قریب بتائی جاتی ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ دریا میں کشتی پر بیٹھا ہوا ہے۔ تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ کشتی میں داخل ہونے اور کشتی کے چھوٹے یا بڑے ہونے کے لحاظ سے امور مملکت وسلطنت میں داخل ہو جائے گا۔ لیکن پھر اس سے نجات پائے گا۔ جس نے یہ دیکھا کہ وہ کشتی میں ہے اور کشتی میں پانی آ گیا ہے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اسکو رنج وغم ہوگا یا مرض ہوگا یا وہ قید ہوگا۔ لیکن آخر میں ان تمام باتوں سے نجات پائے گا۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ کشتی سے نکلا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ جلدی سے نجات پائے گا۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ کشتی خشک زمین پر ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو رنج وغم پہنچے گا۔ اور سختی پائے گا۔ لیکن اس سے نجات پا جائے گا۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ کشتی قبلہ کی طرف رخ کئے جا رہی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ سختیوں سے عنقریب چھٹکارا پائے گا۔

ندی: چھوٹی پتلی ندی جس میں انسان ڈوبتا نہیں نہر کے قائم مقام ہوتی ہے۔ لیکن اس کی تعبیر اچھی زندگی اور بشارت ہے۔ خواہ ندی عام ہو کہ خاص اور اسی طرح اگر یہ دیکھا کہ پانی گھر میں دوڑ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ زندگی اچھی گذرے گی۔ بشرطیکہ پانی میٹھا اور زمین سے نہ نکل رہا ہو۔ اور اگر یہ دیکھا کہ چشمے گھر میں یا دیوار میں ایسی جگہ پھوٹ رہے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت میری امت بگڑ جائے اگر اس وقت کوئی آدمی میرے طریقہ پر قائم رہے تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔ (رواہ الحاکم فی تاریخہ)

جہاں عموماً چشمے پھوٹا نہیں کرتے اور نہ اس جگہ ان کا پھوٹنا مناسب ہے۔ تو اس کی تعبیر رنج وغم خوف اور رونے سے کی جائے گی۔ جو وہاں کے رہنے والوں کو چشمہ کی قوت یا کمزوری کے لحاظ سے پیش آئیں گے۔ کیونکہ چشمہ کا پانی جس قدر زیادہ ہوگا اسی قدر مصیبت زیادہ ہوگی، حتیٰ کہ اس جگہ کے رہنے والوں کے لئے خوف اور رونے کی حد ہو جائیگی۔

اور اگر پانی گدلا ہوگا تو معاملہ نہایت قوی اور شدید ہوگا۔ اگر کسی نے دیکھا کہ اس نے چشمہ سے پانی پیا ہے۔ تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ جس قدر اس نے پانی پیا ہے اس قدر اس کو رنج وغم ہوگا۔ اور جس نے دیکھا کہ اس نے چشمے کے پانی سے وضو کیا ہے یا غسل کیا ہے تو یہ ہر رنج وغم کے لئے بہتر ہے۔ اور اچھا معاملہ ہونے کی دلیل ہے۔ اگر وہ غمزدہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس سے غم کو دور فرمادے گا۔ اور اگر خوف زدہ ہے تو امن میں ہو جائے گا۔ اور اگر قرض دار ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کے قرضہ کو ادا کر دے گا۔ اور اگر مریض ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو شفاء عطاء فرمائے گا۔ اور یہ تعبیر سیدنا ایوب علیہ السلام سے ماخوذ ہے۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ اس کے پاس برتن ہے جس میں پانی ہے اور وہ پاکی کے لئے بیٹھا ہے یا سفر میں ہے یا کسی نامعلوم جگہ میں ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ یہ پانی اس کی عمر اور اس کی زندگی ہے یعنی اگر اس نے وہ سب پانی پی لیا تو گویا اس کی عمر ختم ہو گئی۔ اور اگر کچھ پانی باقی رہ گیا تو اس کی عمر کا اتنا حصہ باقی ہے جتنا کہ پانی اس برتن میں بچا ہے۔ اور جس طرح پانی برتن میں ہونے کی تعبیر ہے اسی طرح کھانے میں ثرید کی ہے۔

اور جس نے دیکھا کہ اس نے صاف اور میٹھا پانی پیا اور اس کو یہ معلوم نہیں کہ وہ پانی پر ہے یا سفر میں ہے یا کسی نامعلوم جگہ پر ہے۔ تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اچھی زندگی گذارے گا۔ اور پاک وصاف عیش میں رہے گا۔ اور اگر پانی میٹھا نہ ہو تو اس کی زندگی اور عیش اسی طرح ہوں گے۔ اگر گدلا ہے تو جس قدر گدلا پن ہے اسی قدر اس کو بیماری ہوگی اور اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ پانی شیشے کے گلاس میں ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ گلاس عورت ہے اور اگر پانی نہیں پیا تو پانی سے مراد لڑکا ہے اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ باغ یا کھیتی کو سیراب کر رہا ہے۔ تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی سے اچھی طرح صحبت کرے گا۔

اور اگر باغ میں پھل یا پتے لگتے دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی عورت سے اس کا لڑکا پیدا ہوگا۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ کوئی غیر شخص اس کے باغ کو سیراب کر رہا ہے یا کھیتی کو تو اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ کسی نے ایسے سیال سے وضو یا غسل کیا جس سے وضو یا غسل جائز نہیں جیسے دودھ یا شراب یا تیل وغیرہ بہتی چیزوں سے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دین و دنیا کے جو کام کرنا چاہتا ہے وہ پورے نہ ہوں گے۔ اور اسی طرح اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے پانی سے وضو کیا ہے لیکن اس کا وضو پورا نہیں ہوا تو اس کے امور بھی پورے نہ ہوں گے البتہ ان میں آسانی پیدا ہو جائے گی۔ اور اسی طرح اگر اس نے یہ دیکھا کہ نماز پڑھ رہا ہے لیکن نماز پوری نہ کی تو بھی اس کے امور پورے نہ ہوں گے۔ البتہ اگر اس نے وضو یا غسل پورا کر لیا تو یہ اس کے گناہوں اور خطاؤں کا کفارہ ہے۔

مٹی اور کیچڑ: یہ دونوں فکر وغم اور خوف کی علامت ہیں۔ جس قدر یہ اشیاء خواب میں دیکھے گا۔ اسی قدر فکر وغم وخوف ہوگا۔ اسی طرح گرم پانی بھی۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کو گرم پانی لگا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو بادشاہ سے رنج وغم پہنچے گا۔ اور جتنی پانی کی گرمی زیادہ ہوگی اسی قدر رنج زیادہ ہوگا اور بسا اوقات گھبراہٹ بھی ہوگی اور مرض بھی۔

اینٹ: سوکھی اینٹ خواب میں مٹی نہیں کہلاتی اس کو خواب میں دیکھنا جمع شدہ مال کی علامت ہے۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے اینٹ کا کچھ حصہ پایا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ جمع شدہ مال پائے گا۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اینٹ دیوار سے نکل گئی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا کوئی آدمی کھو جائے گا۔ خواہ مرد ہو یا عورت واللہ اعلم۔

حمام: حمام کی تعبیر رنج وغم ہے کہ جس قدر حمام میں قوت وشدت ہوگی اسی لحاظ سے رنج وغم ہوگا۔ اور اس کی اکثر وجہ عورتیں ہوں گی اور چونکہ حمام میں بہت کم ٹھہرنا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ رنج وغم بہت جلدی زائل بھی ہو جائے گا۔ جس نے یہ دیکھا کہ وہ حمام میں پیشاب کر رہا ہے یا یہ کہ چونے سے بال صاف کر رہا ہے تو یہ بہت اچھا خواب ہے اگر وہ مصیبت زدہ ہوگا یا خائف ہوگا یا غمگین ہوگا یا بیمار ہوگا تو یہ سب باتیں اس سے دور ہو جائیں گی اور اگر ان میں سے کچھ بھی نہ ہوگا تو اس کی حالت بدل جائے گی اور اس کے مال کا نقصان کم ہو جائیگا۔ اور اگر خواب میں دو ایسے مختلف امور جمع ہو جائیں جن کی تعبیر ایک دوسرے کی ضد میں ہوتی ہو تو جو امر قوی ہو اس سے تعبیر دی جائے اور جو کمزور ہو اس کو چھوڑ دینا چاہیے چنانچہ حمام تو رنج وغم کی دلیل ہے۔ اور چونے کی تعبیر رنج وغم کا جانا ہے تو خواب کی تعبیر چونے کے لحاظ سے دینا حمام کے لحاظ سے دینے سے قوی تر ہے۔

چکی: اگر کسی نے چکی کو خواب میں چلتی ہوئی دیکھا تو یہ اس کے معیشت کے لئے دلیل ہوگی یعنی دنیا میں مصیبت تو ہوگی لیکن رزق صالح ملے گا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کے پاس چکی ہے اور آٹا پیس رہی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو بھلائی یا رزق غیر کی محنت سے ملے گا۔ اور اگر خود پیس رہا ہو تو پھر اس کی محنت سے ملے گا۔ اور کبھی چکی کی جنگ سے بھی تعبیر کی جاتی ہے۔ بشرطیکہ خواب میں کوئی ایسی بات بھی معلوم ہو جو اس پر دلالت کرے

ہوائیں: ہوائیں اگر اچھی ہیں اور ان میں روشنی ہے تو اس کی تعبیر تو بشارت اور برکت ہوگی جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ.

اور اللہ ہی ہواؤں کو اپنی رحمت سے پہلے خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے۔ اور اگر ہوائیں سیاہ آندھیاں ہوں تو یہ رنج وغم کی نشانی ہیں۔ جیسے کہ فرمان الٰہی ہے۔

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ.

اور عاد پر ہم نے وہ ہوا بھیجی جو خیر سے بانجھ تھی۔

زمین، پہاڑ، بیابان، چھوٹے ٹیلوں، عمارتوں، قلعوں، دکان اور مکانات اور دھماکے اور زلزلوں کو خواب میں دیکھنے کا بیان:

زمین: زمین کی تعبیر کئی طریقوں سے دی جاتی ہے۔ اگر اس کی حدود آنکھوں سے معلوم ہوتی ہے تو اس کی تعبیر عورت سے دی جائے گی۔ اور اگر اس قدر وسیع ہے کہ اس کی حدود معلوم نہ ہوسکیں تو اس کی تعبیر دنیا ہے اور اگر وسعت کے ساتھ ساتھ اس میں سبزی بھی ہے اور اس میں پیداوار بھی ہے لیکن نامعلوم قسم کی ہے تو وہ دین اسلام ہے اور اسی طرح بیابان کی بھی تعبیر ہے۔

اگر کسی نے یہ دیکھا کہ زمین اس کے لئے بچھادی گئی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی زندگی حفاظت وخیر میں گذرے گی۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ زمین اس کے لئے لپیٹ دی گئی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی عمر ختم ہوگئی ہے اور کبھی اس کی تعبیر ولایت سے بھی ہوتی ہے۔ بشرطیکہ وہ اس کا اہل بھی ہو۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ زمین نے اس سے بات کی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ بھلائی اور اچھی دنیا پائے گا۔ جس کو دیکھ کر لوگ تعجب کریں گے۔ اور اسی طرح ہر وہ چیز جو بات نہیں کرتی اگر بات کرے گی تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ اچھی چیز پائے گا۔ جس کو دیکھ کر لوگ تعجب کریں گے۔

اور جس نے دیکھا کہ وہ زمین میں غائب ہوگیا ہے لیکن کوئی گڑھا نظر نہیں آیا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ دنیا کی طلب میں مر جائے گا۔ اور اگر یہ نظر آئے کہ گڑھے میں گر کر غائب ہوا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کو کوئی ناگوار بات پیش آئے گی۔ یا فریب دیا جائے گا۔ یا اس سے کوئی گناہ سرزد ہوگا۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ زمین اس کو گردش دے رہی ہے۔ تو اس کے معاملات چکر میں پڑ جائیں گے اور وہ رزق کی تلاش میں ملک بہ ملک پھرے گا۔

اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ بیابان میں ہے اور اس میں وہ سیدھا چل رہا ہے۔ اور ٹھیک ٹھیک طریقے پر چل رہا ہے۔ تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ اپنے دین میں ہدایت کے راستے پر ہے اور اسلام پر ٹھیک ٹھیک چل رہا ہے۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ جنگل میں ٹھیک ٹھیک نہیں چل رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو اسلام میں شک ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ جنگل میں کھا پی رہا ہے۔ تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دین ودنیا میں نعمت پائے گا۔

مٹی اور ریت وغیرہ زمین کے اجزاء جیسے کہ گرد وغیرہ ہے اس کی تعبیر مال سے ہوتی ہے۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ مٹی یا ریت کھا رہا ہے یا یہ کہ گرد اور مٹی اس کے اوپر آرہی ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مالدار ہوگا اور بہت مال پائے گا۔ اور اسی طرح اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ اس میں چل رہا ہے یا یہ کہ وہ اس کو اٹھائے ہوئے ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کو مال حاصل کرنے کے لئے بڑی محنت کرنی پڑے گی۔ اور اس کے بعد بہت مال حاصل کرے گا۔ اگر کسی نے گرد کو آسمان وزمین کے درمیان دیکھا تو یہ معاملہ پیچدار ہونے کی علامت ہے۔ اور اسی طرح اگر کسی نے کہرا دیکھا۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ زمین کو کھود رہا ہے اور مٹی کو کھا رہا ہے۔ تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ مال کو مکروفریب اور حیلہ سے کھا رہا ہے۔ کیونکہ زمین کی تعبیر وہ دین ہے جو دین اسلام کے مخالف ہو۔ اسی طرح بیابان جو خوفناک و متوحش ہوں اور اگر اس کی حدود معلوم ہو جائیں تو اس کی تعبیر بری عورت ہے جس میں کوئی خیر نہیں۔

حکایت: نقل ہے کہ ربیعہ بن امیہ بن خلف نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کل شام کو خواب میں دیکھا ہے کہ گویا میں سرسبز ہری بھری زمین میں ہوں اور اس میں سے اس جگہ آ گیا جو بنجر ہے جس میں کسی قسم کی کوئی پیداوار نہیں ہے۔ اور یہ بھی دیکھا کہ آپ کے دونوں ہاتھ مل گئے اور آپ کی گردن میں طوق بن گئے ہیں۔ اس خواب کو سن کر امام وقت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ اگر تو اپنا خواب سچ کہہ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ تو دین اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کرے گا اور میرے معاملات سب ٹھیک رہیں گے اور میرے دونوں ہاتھ دنیوی امور سے پاک رہیں گے راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر ؓ کے زمانے میں ربیعہ مدینہ سے چلا گیا اور ملک روم میں قیصر کے پاس جا کر نصرانی بن گیا۔ اور اسی مذہب پر مرا۔ واللہ اعلم۔

پہاڑ اور ٹیلے: پہاڑ اور ٹیلوں کی تعبیر آدمیوں سے کی جاتی ہے ان کی جسامت کے لحاظ سے انکی تعبیر ہوگی اور اسی طرح چٹانیں اور کبھی پہاڑوں اور ٹیلوں کی تعبیر بلند درجات سے بھی کی جاتی ہے۔ جن کو خواب میں دیکھنے والا پائے گا۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ ان پر چڑھا ہے تو وہ بلند مقام حاصل کرے گا۔ البتہ چٹان سے مراد ایسے لوگ ہیں۔ جن کے دلوں میں سختی، اور ظلم اور سنگدلی، اور اکھڑپن اور درشتی ہوگی۔ اور چھوٹے کنکر ان کو عام طور پر پھینکا جاتا ہے۔ انکی تعبیر غائبانہ کسی کے متعلق گفتگو اور اس پر الزام قائم کرنے سے دی جاتی ہے۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ پہاڑ پر کھڑا ہے، تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ایسے شخص پر برتری حاصل کرے گا جس کی حالت اسی خواب دیکھنے والے کی مثل ہے۔ اور اگر اس کو قبضہ میں کرلیا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ اس کو قابو میں کرلے گا۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ اس نے کسی کو پہاڑ سے گرا دیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ ایک شخص کو مار ڈالے

گا۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ پہاڑ میں نقب لگا رہا ہے یا اس کو کھود رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کسی شخص کو فریب دے رہا ہے اور اس کے ساتھ چال چل رہا ہے اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ پہاڑ پر چڑھ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ عزت و شرف اور بلند مقام حاصل کرے گا۔

دانتوں: دانتوں کی تعبیر آدمی کے گھر والوں اور اس کے ساتھ بچھونے سے کی جاتی ہے۔

اگلے دانتوں: کی تعبیر اولاد اور بھائی، بہنوں سے دی جاتی ہے۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کے دانت ہل گئے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے بعض گھر والے بیمار ہوں گے اور اگر یہ دیکھا کہ دانت اس کے ہاتھ میں گر گئے ہیں۔ یا اس کو اپنے کپڑوں میں لے لیا یا اس کو اپنی جیب میں بھر لیا یا گھر میں رکھ لیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ یا تو اس کا لڑکا پیدا ہوگا یا بھائی یا بہن۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ ان دانتوں کو کھا لیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے بعض اقارب کے بدن میں کوئی تکلیف ہو جائے گی۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کے دانتوں میں طول یا زیادتی یا سفیدی یا خوبصورتی ہو گئی ہے۔ تو اس کی تعبیر یہ کہ اپنے اقارب میں کوئی ایسی بات دیکھے گا جس سے اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک ہو۔

کھل: داڑھ کی تعبیر آدمی کے چچا، پھوپھی، وغیرہ اقارب سے کی جاتی ہے۔ اگر ان میں کوئی حادثہ خواب میں نظر آئے تو اس کی تعبیر یہ گی۔ کہ ان میں وہ حادثہ ظاہر ہو۔

کونچلی: کونچلی کی تعبیر گھر والوں کے سردار سے کی جاتی ہے جس پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

ہنسی کے دانت: کی تعبیر آدمی کے ماموں اور خالہ سے کی جاتی ہے۔ اور داڑھ اگر اوپر کے ہوں تو اس کی تعبیر مردوں سے اور نیچے کے داڑھ کی تعبیر عورتوں سے کی جاتی ہے۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ ان میں سے کوئی داڑھ اس کے منہ سے گر گیا اور اس کو اس نے نہ اٹھایا نہ گنا تو جیسا کہ اوپر صراحت کی گئی اسی قسم کا کوئی عزیز اس کا مر جائے گا۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ اس کے تمام دانت گر گئے ہیں تو اسکی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے تمام عزیز و اقارب مر جائیں گے اور اس کی عمر زیادہ ہوگی اور وہ سب سے آخر میں مرے گا۔

نقل ہے کہ امیر المؤمنین منصور نے یہی خواب دیکھا تھا یعنی اس کے منہ سے تمام دانت گر گئے تو صبح اٹھ کر اپنے خادم کو حکم دیا کہ کسی تعبیر دینے والے کو بلا لائے، چنانچہ ایک تعبیر دینے والے کو اس کے سامنے پیش کیا گیا جس کی تعبیر معبر نے اس طرح دی کہ امیر المؤمنین! آپ کے سب اقارب مر جائیں گے۔ جس پر منصور کو غصہ آ گیا اور کہا کہ اللہ تیرے منہ کو بند کرے اور تیری تعبیر کو اچھا نہ کرے (یعنی یہ تعبیر واقع نہ ہو۔) اٹھ یہاں سے نکل۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو قبیح رکھے۔ پھر حکم دیا کہ کسی اور معبر کو بلا لاؤ۔ چنانچہ دوسرے معبر کو پیش کیا گیا جو بادشاہوں کی ہم نشینی کے آداب سے واقف تھا۔ جب اس نے خواب کو سنا تو تعبیر دی کہ امیر المؤمنین! آپ کی عمر سب سے زیادہ ہوگی۔ آپ اپنے خاندان میں سب سے آخر میں مریں گے۔ تو امیر المؤمنین نے ہنس کر کہا کہ تعبیر تو ایک ہی ہے لیکن تو نے پہلے کی نسبت عمدہ الفاظ میں تعبیر دی۔ پھر اس کو دس ہزار درہم انعام دیا۔

گردن: اس کے طول کی زیادتی کا مطلب امانت اور دین سے لیا جاتا ہے۔ اور اس کو برداشت کرنا مراد ہے۔ اور کمی و کمزوری اور چھوٹی ہونے کی تعبیر یہ ہے کہ وہ امانت کے اٹھانے سے عاجز ہے۔ اور اسی طرح دونوں ہاتھ اور دونوں بازو ہیں۔ کہ انکی تعبیر مختلف ہے۔ کبھی تو یہ دوسرے پر دلالت کرتے ہیں۔ اور کبھی خود دیکھنے والے پر اور اس کی حالت پر اور اس کی شناخت ان دلائل سے کی جاتی ہے جو خواب میں معلوم ہوں۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کا ہاتھ کٹ گیا ہے۔ تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا سگا بھائی یا اس کا دوست مر جائے گا۔ یا اس کا اگر کوئی شریک ہے تو اس سے جدا ہو جائے گا۔ بشرطیکہ اس نے خواب میں اس کٹے ہوئے ہاتھ کو نہ اٹھایا ہو۔ اور اگر اٹھا لیا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کو بھائی یا لڑکا یا دوست ملے گا۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہے۔ لیکن اس کے کٹنے کی حالت میں خون نہیں دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے۔ کہ وہ گناہوں اور حرام کاموں سے حفاظت میں رہے گا۔ اور اسی طرح جس نے یہ دیکھا کہ اس کا ہاتھ اس کی گردن سے باندھ دیا گیا ہے تو اس کی تعبیر بھی مذکورہ بالا ہوگی۔ اور جس شخص نے یہ دیکھا کہ بادشاہ نے اس کا ہاتھ کاٹا ہے۔ تو اس کی تعبیر بھی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قسم جھوٹی کھائے گا۔ اور جس نے اپنا ہاتھ لمبا دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی آمدنی بھی زیادہ ہوگی۔ اور خرچ بھی بڑھ جائے گا۔ اور سخاوت بھی بڑھ جائے گی۔ اور جس نے اپنے ہاتھ پکڑنے کی قوت زیادہ دیکھی تو اس کی تعبیر زیادتی اور قوت و قدرت سے دی جائے گی۔

انگلیاں: اس کی تعبیر بھائی بہن کی اولاد سے کی جاتی ہے۔ اور کبھی انگلیوں کی تعبیر اس کی پانچ وقت کی نماز سے کی جاتی ہے۔ اگر کسی نے انگلیوں میں کمی یا زیادتی دیکھی تو جس قدر کمی یا زیادتی دیکھی تو وہی کمی یا زیادتی اپنے بھانجوں بھتیجوں اور نماز میں پائے گا۔ بشرطیکہ خواب میں ایسی باتیں نظر آئیں جو اس پر دلیل ہوں۔

ناخن: اس کی تعبیر انسان کی قدرت اور اس کی حالت سے کی جاتی ہے۔ کہ وہ اسی سے اپنے جسم کو کھجاتا ہے۔

سینہ: اس کی تعبیر آدمی کے حلم اور اس کی برداشت سے کی جاتی ہے۔ تو جو کچھ سینہ میں تنگی یا چوڑائی دیکھے گا۔ وہ اس کے حلیم اور قوت برداشت کی کمی و زیادتی پر دلیل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب میں بڑا اجر اس عیادت کا ہے جو ہلکی پھلکی ہو اور تعزیت ایک بار ہونا چاہئے (کنوز)

چھاتیاں: اس کی تعبیر آدمیوں کی لڑکیوں سے کی جاتی ہے۔

پیٹ: اس کی تعبیر آدمی کے مال اور اس کے لڑکے سے کی جاتی ہے۔ اگر کسی نے اپنے پیٹ کو اس سے کم دیکھا جو اس کا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا مال زیادہ ہوگا۔ اوز پیٹ اور آنتیں اور پیٹ کی تمام اشیاء کی تعبیر مدفون جمع شدہ مال ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں یا جگر یا گردے یا وہ اشیاء جو پیٹ میں ہوتی ہیں کھا رہا ہے۔ یا یہ دیکھا کہ اس نے ان اشیاء کو لے لیا یا اس کو خود اٹھایا یا کسی اور نے اٹھایا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دفن شدہ خزانہ پائے گا۔ جو اشیاء کہ انسان کے جسم میں پیدا ہوتی ہیں۔ اور ان کا رزق انسان کے جسم سے ملتا ہے جیسے پیٹ کے کینچوے یا جوئیں وغیرہ۔ ان کی تعبیر آدمی کے عیال سے کی جاتی ہے۔ اگر کسی نے خواب میں یہ دیکھا کہ جوئیں یا کیڑے اس کے جسم سے گر رہے ہیں یا اس کے اعضاء سے گر رہے ہیں یا ان کو دیکھا کہ اس کے جسم میں یا کپڑوں میں زیادہ ہو گئے ہیں۔ تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ بہت مال اور غلام پائے گا۔

پسلیاں: آدمی کی پسلیوں کی تعبیر اس کی عورتوں سے کی جاتی ہے۔ یعنی اگر پسلیوں میں کوئی بات معلوم ہو تو وہ بات اس کی عورتوں میں ہوگی۔

پیٹھ: آدمی کی عزت اور اس کی شرافت نفس کی دلیل ہے اور کبھی پیٹھ کی تعبیر اس کے لڑکے سے کی جاتی ہے۔ کیونکہ لڑکا اسی سے پیدا ہوتا ہے۔

مونڈھا: مونڈھے کی تعبیر آدمی کی بیوی سے کی جاتی ہے یعنی جو بات مونڈھے میں نظر آئے گی۔ وہ اس کی بیوی میں نمودار ہوگی۔

ذکر: مرد کے عضو تناسل کی تعبیر لوگوں میں اس کے ذکر سے کی جاتی ہے۔ جس نے یہ دیکھا کہ اس کا ذکر کٹا ہوا ہے تو گویا اس کا ذکر دنیا کے سامنے کٹ گیا ہے۔ یعنی اس کا لڑکا مر جائے گا۔ یا یہ کہ وہ خود مر جائے گا۔

بایاں خصیہ: اسی سے لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ اگر کسی نے دیکھا کہ اس کا بایاں خصیہ کھینچ لیا گیا ہے۔ یا کاٹ دیا گیا ہے یا وہ گر گیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کی اولاد نہ ہوگی۔

دونوں ران: کی تعبیر آدمی کے خاندان اور اس کی جماعت سے کی جاتی ہے اگر کسی نے دیکھا کہ اس کی ران اس سے جدا ہو گئی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اپنے خاندان سے جدا ہو جائے گا۔

گھٹنا، پنڈلی، قدم: انکی تعبیر آدمی کے مال اور اس کی معیشت سے کی جاتی ہے جس کا ان دونوں پر اعتماد ہے اور اس میں اس کی وسعت اور آمدنی ہے۔

پیر کی انگلیاں: اس کی تعبیر آدمی کے مال کی زینت ہے۔

پٹھے: کی تعبیر اس چیز سے دی جاتی ہے جس میں اس کی حالت اور اس کا معاملہ ملا ہوا ہے۔

کھال: کی تعبیر آدمی کا ترکہ ہے جو اس کی موت کے بعد تقسیم ہوگا۔

ناف اور گھٹنے کا درمیانی حصہ جو قابل ستر ہے: جس نے اس حصہ کو ایسا دیکھا کہ وہ کھل گیا ہے اور اس پر اس کے کپڑے بھی ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ جس قدر حصہ کھلا ہے اس کی مقدار کے موافق اس کے عیوب لوگوں پر ظاہر ہو جائیں گے۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ اس نے اپنے کپڑے اتار ڈالے اور اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ جن باتوں کا مطالبہ کر رہا ہے یا ان میں گزار رہا ہے ان سے وہ علیحدہ ہو جائے گا۔ اور جس نے اپنے کو برہنہ دیکھا اور وہ دین کی طلب میں ہے تو اس کی یہ تعبیر ہوگی کہ وہ دین میں اچھے مقام تک پہنچے گا کہ عبادت اور زہد میں عمدہ مقام حاصل کرے گا اور جو وہ دنیا کا طالب ہوگا تو وہ دنیا کی انتہائی حدود حاصل کرے گا بشرطیکہ اس کے ستر عورت کا حصہ لوگوں پر ظاہر نہ ہو کہ وہ اس کو دیکھتے ہوں اور اگر لوگ دیکھتے ہوں تو اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ بازار میں یا مسجد میں یا کسی اور مقام پر برہنہ ہو گیا ہے لیکن اس کا ستر عورت لوگوں پر ظاہر نہیں ہے اور نہ کسی نے اس پر اعتراض کیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو بیماری سے نجات ہوگی اور اس کی مشکلات حل ہونگی اور وہ اپنے گناہوں سے پاک صاف ہو جائے گا۔ اور اگر اس پر قرض ہوگا تو ادا ہو جائے گا۔

گردن: جس نے خواب میں دیکھا کہ اس کی گردن ماردی گئی اور سر اس سے جدا ہو گیا تو اگر وہ قید ہوگا تو وہ آزاد ہو جائے گا اور اگر بیمار ہوگا تو شفاء پائے گا اور جو قرضہ دار ہوگا تو قرضہ ادا ہو جائے گا اور بہت ممکن ہے کہ وہ بیت اللہ کا حج کرے گا اور اگر وہ مصیبت زدہ ہوگا تو اس کی مصیبت دور ہو جائے گی اور اگر اس کو خوف ہوگا تو امن ہو جائے گا۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ کسی جماعت کے معاملے میں واسطہ بنا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ ان کی حالت اس کے ذریعہ تمام ہوگی اور کبھی واسطہ بننے کی وجہ سے اس کے جسم سے خون نکلا تو ایسے خواب میں کوئی بھلائی نہ ہوگی اور کبھی اس کی تعبیر یہ بھی ہوتی ہے کہ اسکے مال میں شبہ ہے اور جس نے یہ دیکھا کہ اس نے کسی آدمی کو ذبح کیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ اس آدمی پر ظلم کرے گا اور اسی طرح اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے ایسے جانور کو ذبح کیا جس کا کھانا حرام ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ جانور جس کی طرف منسوب ہوگا اس پر وہ ظلم کرے گا۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے کسی کو قتل کیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ مقتول قاتل سے بھلائی حاصل کرے گا اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ کسی سے جنگ کر رہا ہے تو جو بچھڑ جائے اس کا حال بہتر رہے گا اور اپنے لڑنے والے ساتھی سے زیادہ زمین کا مالک ہوگا۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ کسی کو گالی دے رہا ہے تو جس کو گالی دی ہے اس کی حالت اچھی رہے گی۔ واللہ اعلم

(نقل ہے کہ) عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص محض ثواب کیلئے سات برس اذان دے اس کیلئے دوزخ سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

عبدالملک کشتی لڑ رہے ہیں اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عبدالملک بن مروان کو پچھاڑ دیا اور اس کو گرا کر چار میخوں سے اس کو زمین میں ٹھونک دیا۔ صبح اٹھ کر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی امام محمد بن سیرینؒ کے پاس بھیجا اور ان سے خواب کی تعبیر دریافت کرائی۔ لیکن اس کو یہ ہدایت کردی کہ یہ نہ بتائے کہ پچھاڑنے والا کون ہے اور پچھڑنے والا کون۔ لیکن جب قاصد نے امام سے یہ خواب بیان کیا تو فوراً امام نے فرمایا کہ یہ تیرا خواب نہیں ہے اور ایسا خواب بجز عبدالملک بن مروان یا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے کوئی نہیں دیکھ سکتا تو آدمی نے اس کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا اور کہا اے امامؒ یہ تو میرا خواب ہے تو امام نے فرمایا کہ میں تجھ کو اس خواب کی تعبیر اس وقت تک نہ بتاؤں گا جب تک تو میرے کلام کی تصدیق نہ کرے تو وہ آدمی حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان کو معبر کے قول سے واقف کیا جس پر انہوں نے فرمایا کہ جا بتا دے کہ میں نے خواب دیکھا ہے چنانچہ اس شخص نے واپس آکر عرض کیا کہ امامؒ یہ خواب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے دیکھا ہے اور انہوں نے عبدالملک بن مروان کو پچھاڑا ہے تو محمد بن سیرینؒ نے فرمایا کہ عبدالملک بن مروان عبداللہ ابن زبیر پر غالب آئیں گے اور عبدالملک عبداللہ کو قتل کردیں گے اور عبدالملک بن مروان کی اولاد کو ان کے باپ کی طرف سے خلافت ملے گی اور یہ تعبیر اس بناء پر ہے کہ انہوں نے زمین میں میخ ٹھونکنا دیکھا ہے چنانچہ آپ نے جو تعبیر دی تھی اسی طرح پر واقع ہوا

دولہا: جس نے خواب میں اپنے کو دولہا دیکھا تو اگر اپنی بیوی کو پہچان لیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ یا تو اس کی شادی ہوگی یا اس کو کوئی شوکت حاصل ہوگی یا کسی چیز کا مالک بنے گا اور اگر خواب میں اس نے بیوی کو نہ دیکھا تو اس کی تعبیر یہ کے یا تو وہ مر جائے گا یا قتل کیا جائے گا یا اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ وہ شہید مرا ہوگا اور جس نے خواب میں دیکھا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اس وقت جس مرتبہ پر فائز ہے اس سے معزول ہو جائے گا۔

خون: اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کے جسم سے خون بہہ رہا ہے اور کوئی زخم نہیں ہے یا اپنے جسم میں چشمے دیکھے کہ جن سے خون نکل رہا ہے یا پیپ نکل رہا ہے تو اگر اس کے جسم سے لگ جائے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ جس قدر خون یا پیپ بہا ہے اسی قدر حرام مال پائے گا اور اگر اس کے جسم اور کپڑوں کو نہیں لگا تو جس قدر خون یا پیپ اس سے بہا ہے اس سے نکلے گا جس پر قرار پائے گا۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کے جسم میں رسولی یا زخم یا پھنسیاں یا دمبل یا دانے نکلے ہیں تو اس میں جس قدر مواد رہے گا اس قدر مال پائے گا اور جسم میں ہر زیادتی جیسے موٹاپا یا ورم ہونے کی تعبیر یہ ہے کہ مال پائے گا۔

جذام: یعنی کوڑھ کی تعبیر زیادہ مال سے ہے جو درم سے زیادہ اور اس سے اشرف حاصل ہوگا۔

برص: یعنی جسم پر سفید سفید دھبے ہونے کی تعبیر مال اور لباس سے ہے۔

جنون: کی تعبیر مال ہے الا اینکہ وہ اس مال کو ایسے امور میں خرچ کرے گا جہاں خرچ کرنا مناسب نہ ہو۔

نشہ: اس کی تعبیر یہ ہے کہ اگر شراب سے نشہ معلوم ہو تو بادشاہ سے مال ملے گا اور اگر بغیر شراب پینے کے نشہ معلوم ہو تو اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

جسم: میں نقصان جیسے دبلا پن اور کمزوری خواب میں دیکھنے سے کوئی بھلائی نہیں ملے گی۔

کھانسی: اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ کھانس رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کسی کی شکایت کرے گا۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کی ناک سے آلائش نکل رہی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ غصہ میں آئے گا اور جو بات نہیں کرنا چاہتا وہ اس کے منہ سے نکلے گی۔

قے یا ودی: اگر کسی نے یہ دیکھا کہ خواب میں اس نے قے کی ہے یا ودی نکلی (ودی سفید پانی گاڑھا ہوتا ہے جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے) تو اس کی تعبیر تو بہ رجوع الی اللہ کی طرف کی جائے گی اور اگر قے جو اس نے کی، اس کی بو اور مزہ اور رنگ ناگوار نہ ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے خالص توبہ کرے گا۔ اور خود بخود وہ گناہوں کو چھوڑ دے گا اور قے میں ناگوار باتیں محسوس ہوئیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو ایسی برائی پہنچے گی جس سے اذیت ہوگی۔

حجامت: جس نے یہ دیکھا کہ وہ سینگیاں لگوا رہا ہے تو اگر سینگیاں لگانے والا نامعلوم ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس پر کوئی شرط لکھی جائے گی یا اس کے پاس امانت رکھی جائے گی اور اگر سینگیاں لگانے والا معروف مشہور ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا کچھ مال چلا جائے گا اور اگر سینگیاں گردن میں لگائی ہوں گی تو اسکی امانت کم ہو جائے گی۔

نکسیر: اس کی تعبیر جسم کی صحت سے کی جاتی ہے جو خواب دیکھنے والے کو حاصل ہوگی یا مرتبہ یا شرف یا راس المال میں کمی سے کی جاتی ہے۔

فصد: اس کی تعبیر یہ ہے کہ مال اس کے ہاتھ سے نکل کر سلطان کے پاس چلا جائے گا۔ اور اگر اسطرح دیکھا کہ خون طشت میں لیا ہے تو وہ بیمار ہوگا۔ اور اپنا مال عورت پر خرچ کرے گا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ مال خود اپنے اوپر خرچ کرے گا اور خون سے آلودہ ہونے کی تعبیر ناپاک مال سے کی جاتی ہے۔

اس باب کی مناسبت سے چند قصے

کہا جاتا ہے کہ ایک شخص محمد بن سیرینؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ گویا میرا سر مونڈا گیا ہے یا کہا کہ گویا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون سے بھاگنے والا جہاد سے بھاگنے والے کی طرح ہے اور طاعون میں صبر کرنیوالے کو ایک شہید کا ثواب ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

کاٹا گیا ہے تو آپ نے اس کی تعبیر دی کہ یا تو تیرا غلام آزاد ہو کر تجھ سے جدا ہو جائے گا یا اس کی یا تیری موت واقع ہو جائے گی۔ چنانچہ پانچ یا چھ دن نہ ہوئے ہونگے کہ اس شخص کا انتقال ہو گیا۔

نقل: ایک شخص نے جعفر صادقؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عورت نے میری داڑھی اور سر کو مونڈا ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ خواب ٹھیک نہیں ہے عورت کی تعبیر سال سے ہے اور سر کی تعبیر آدمی کا مال اور اس کا مرتبہ اور زینت اور اس پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں اور یہ تمام چیزیں تیری ختم ہو جائیں گی لیکن چونکہ تو نے یہ دیکھا ہے کہ عورت نے ایسا کیا ہے لہٰذا اس کے بدل کی چیزیں تجھ کو مل جائیں گی چنانچہ چند دن نہ گزرے تھے کہ اس آدمی کو اسی طرح پیش آیا جیسا کہ امام نے تعبیر دی تھی۔

حکایت: نقل ہے کہ بغداد میں کچھ لوگ خواب کا تذکرہ کر رہے تھے ان میں سے ایک نے کہا کہ میں تم کو ایک عجیب واقعہ سناتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک سینگی لگانے والے نے میری مونچھیں اور داڑھی مونڈ دی۔ جب میں نیند سے بیدار ہوا تو میں نے جعفر صادقؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب سنایا تو آپ نے یہ تعبیر دی کہ تو ایک سخت مصیبت میں پھنس جائے گا جس سے تیری عزت اور قدر جو لوگوں میں ہے چلی جائے گی جس سے تجھ کو بہت دکھ پہنچے گا چنانچہ آپ کے پاس سے مغموم واپس ہوا اور گھر میں چار دن بیٹھا رہا پھر جب گھر سے نکلا اور مسجد کے دروازے کے پاس پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں میرے ایک دوست کو قید خانہ سے نکالا گیا ہے اور اس کے کپڑے اتار دیئے گئے ہیں تا کہ اس کو کوڑے لگائیں جائیں جب اس نے مجھے دیکھا تو میرا نام لے کر پکارا میں نے لبیک کہا تو اس نے کہا کہ اللہ کی قسم تو نے مجھے مصیبت میں ڈال دیا ہے اور اگر تو نہ ہوتا تو میں قید میں نہ پڑتا میں نے جو مال لیا ہے اور تیرے پاس رکھا ہے اور تیرے گھر تک پہنچا دیا ہے اس کے مالکوں تک پہنچا دے اور مجھے اس مصیبت سے نجات دلا۔ میں نے سن کر یہ کہا:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

خدا کی قسم تو نے مجھے کچھ نہیں دیا اور میں تیری ان لغو باتوں سے بری ہوں تو اس نے کہا کہ بس زیادہ باتیں نہ بنا۔ میں نے تجھے اس قسم کے کپڑے دیے ہیں اور اس قسم کا مال دیا ہے۔ یہ سنتے ہی سپاہیوں نے مجھے پکڑ لیا اور اس کے ساتھ مجھے بھی جیل خانہ میں ڈالا اور جن جن اشیاء کا اس نے نام لیا تھا اس کا مجھ سے مطالبہ کرنے لگے اس کے بعد مجھے اس کے سوا کچھ نہ معلوم ہوا کہ مجھے جیل خانہ سے نکال کر تین حدیں لگائی گئیں اور بغداد میں اس کی شہرت ہو گئی کہ میں چور کا شریک ہوں۔ اور میں اسوقت تک قید رہا کہ خلیفہ کا لڑکا پیدا ہوا اور قیدیوں کو چھوڑنے کا حکم ہوا تو منجملہ اور لوگوں میں میں بھی چھوٹا۔ اور اگر یہ حکم نہ ہوتا تو پھر موت تک نہ چھوٹتا غرض یہ کہ اس تعبیر سے صحیح تعبیر میں نے کبھی نہیں دیکھی۔

قصہ: ایک شخص محمد بن سیرینؒ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا ہے اور میں نے اس کو خواب میں دیکھا ہے کہ سیاہ رنگ کی ہے اور پستہ قد کی ہے تو آپ نے فرمایا کہ جا اس سے شادی کر لے اس کی سیاہی کی تعبیر تو یہ ہے کہ اس کی شوکت اور مال زیادہ ہے اور اس کی پستہ قد ہونے کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی عمر کم ہو گی چنانچہ اس آدمی نے جا کر اس عورت سے شادی کر لی تو چند ہی دن نہ گزرے تھے کہ وہ عورت مرگئی اور وہ شخص اس کے مال کا وارث ہوا جو بہت تھا تو جس طرح حضرت نے تعبیر دی تھی اسی طرح واقع ہوا۔

حکایت: بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص محمد بن سیرینؒ کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا میرے لڑکے نے مجھے کالی رسی سے باندھ دیا ہے تو آپ نے اس کو یہ تعبیر دی کہ تیرا لڑکا مبارک ہے اور تجھ پر بہت کچھ قرضہ ہے اور یہ لڑکا تیرا سب قرضہ ادا کر دے گا اور تجھ کو محنت مزدوری کرنے سے روک دے گا اور وہی تجھ پر مال خرچ کرے گا اور تیری ضروریات کا کفیل ہوگا۔ کیونکہ سیاہی کی تعبیر مال ہے تو اس شخص نے کہا کہ خدا کی قسم حضور نے بہت سچ فرمایا۔ واللہ اعلم

شادی، نکاح، عورتوں کی شرمگاہیں، حمل، ولادت، رضاعت وغیرہ کو خواب میں دیکھنے کا بیان:

شادی: اس کی تعبیر فخر اور عزت کا حاصل ہونا اور دبدبہ اور دنیا کا حاصل ہونا ہے۔ اس عورت کے مرتبے کے مطابق جس سے شادی کی ہے یا اس سے منسوب ہو اور اگر کسی نے مردہ عورت سے شادی کی تو وہ اپنے اس معاملے میں کامیابی حاصل کرے گا جو ختم ہو چکا ہے اور اس سے ناامید ہو چکا ہے اور جس نے یہ دیکھا کہ اس کی منی نکلی ہے اور اس نے کسی عورت سے جماع نہیں کیا اور نہ کسی عورت کو دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کسی انسان کے قتل کا ذریعہ بنے گا۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ کسی کو اس نے سلام کیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اس سے شادی کے بارے میں گفتگو کرے گا اور اگر وہ شخص مشہور ہے تو اپنے لیے یا اپنے لڑکے کے لیے یا کسی اور کے لیے اگر اس نے سلام کا جواب بھی دیا ہے تو اس کی بات قبول کرے گا۔ اور سلام کا جواب نہ دے تو اس کی بات قبول نہ کرے گا۔ اور ایک تعبیر یہ بھی ہے کہ سلام کی ابتداء کرنے والا دوسرے کی بیوی سے شادی کرے گا اور اگر آدمی مشہور نہیں تو وہ مسافرت کی حالت میں شادی کرے گا اور اگر کسی نے خواب میں یہ دیکھا کہ اس کی بیوی سے کوئی شخص شادی کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ عورت کے گھر والوں کو کہیں سے بھلائی اور تونگری ملے گی۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ اپنی ماں یا بہن یا کسی ایسے رشتہ دار سے نکاح کر رہا ہے جس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مصیبت زدہ کی تسلی کی تو اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا کہ اس مصیبت زدہ کو ملے گا۔ (مشکوٰۃ)

سے نکاح حرام ہے تو اگر یہ نکاح اشہر حرام میں ہوا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ زمین حرم یعنی مکہ معظمہ میں پہنچے گا اور اگر اشہر حرام میں نہیں ہوا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ صلہ رحمی کرے گا۔ اور اپنے اقارب سے قطع رحمی کے بعد بھلائی کرے گا۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ کسی آدمی سے نکاح کر رہا ہے تو جس آدمی سے نکاح کر رہا ہے اگر وہ نامعلوم ہے اور جوان ہے تو وہ اپنے دشمن پر فتح پالے گا اور اگر اس کو پہچانتا ہے اور ان کے درمیان کوئی دشمنی بھی نہیں تو وہ آدمی جس سے نکاح ہو رہا ہے نکاح کرنے والے سے یا اس کے ہمنام شخص یا اس کے مشابہ کسی شخص سے فائدہ اٹھائے گا اور اگر وہ شخص نامعلوم ہو تو اسکی طلب دنیا کے لیے مضبوط ہوگی۔ یا جمع ہو جائے گا اور اس امر میں جس میں حظ اور نصیبہ ہوا گر کسی شخص نے کسی عورت کے جسم میں عضو تناسل دیکھا تو اگر وہ عورت حاملہ ہے تو لڑکا جنے گی اور اچھے مقام پر پہنچے گا اور وہ اپنے گھر کا سردار ہوگا اور اگر وہ حاملہ نہیں ہے لیکن اس کا لڑکا موجود ہے تو لڑکا یہی درجہ پائے گا اور اس کے اب بھی کوئی اولاد نہ ہوگی۔ اور اگر ہو بھی تو لڑکا بالغ ہونے سے پہلے ہی مر جائے گا اور اسی طرح اگر عورت نے یہ دیکھا کہ مرد کے جیسی اس کی داڑھی ہے اور کبھی خواب کی تعبیر اس کے گھر کو چلانے والے سے متعلق سمجھی جائے گی اور عورت کا شہرہ تمام لوگوں میں ایسے ہو جائے گا کہ اس شہرت سے وہ شخص بلند درجہ حاصل کرے گا۔

اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کی شرمگاہ عورت کی شرمگاہ کے مثل ہوئی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ فرج (یعنی کشادگی حاصل کرے گا) یعنی اگر یہ دیکھا کہ اس کی شرمگاہ میں صحبت کی جا رہی ہے تو کرنے والا اگر معلوم ہے تو اس کا کام اس سے پورا ہوگا جس سے وہ صحبت کر رہا ہے اور وہ بھی اس کو ذلیل کرنے کے بعد اور اگر وہ نامعلوم ہے تو صرف ذلیل و رسوا ہوگا۔ اور اگر کسی نے خواب میں یہ دیکھا کہ اس کے پیچھے سے اس سے صحبت کی جا رہی ہے تو اگر صحبت کرنے والا معلوم ہے تو میراث سے ایک بڑے مال کا مالک ہوگا اور مجہول ہے تو اس کی عمر دراز ہوگی اور اگر اس کے ساتھ کسی چوپائے نے صحبت کی تو اس جانور کی نسبت جس کی طرف ہو اس سے مال پائے گا۔ اور اگر کسی نے دیکھا کہ اس کا عضو تناسل چوپایہ کے عضو تناسل جیسا ہے تو اس کی نسل زیادہ ہوگی۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ ایسے چوپائے سے صحبت کر رہا ہے جس کو وہ جانتا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی بھلائی ایسے شخص کو ملے گی جو اس کا مستحق نہیں ہے۔ اور کبھی یہ بھلائی اس کے لئے ہوگی جس کی طرف وہ جانور منسوب ہے۔ اور اسکا کوئی اجر اس کو نہ ملے گا۔ اور اگر جانور نا معلوم ہے تو وہ اپنے دشمن پر کامیاب ہوگا۔ اور اس کو ذلیل و رسوا کرے گا اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ کسی پرندے یا کسی وحشی جانور سے صحبت کر رہا ہے تو اس کی بھی تعبیر یہی ہوگی اور جس نے خواب میں اپنی بیوی کو حیض آتے دیکھا تو اس کے کام اس پر بند ہو جائیں گے۔ اور اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کو حیض آ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس سے حرام کام سرزد ہوگا۔

حکایت: نقل ہے کہ ایک شخص حضرت محمد بن سیرینؒ کے پاس آیا اور ان سے عرض کیا کہ میں نے ایک ایسا خواب دیکھا ہے جس سے مجھے بے حد رنج ہے اور اس کو بیان کرنے سے بھی شرم آتی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس کو کاغذ پر لکھ دے تو اس نے کاغذ پر لکھ دیا کہ جناب والا! میں تقریباً تین ماہ سے غائب تھا اور جس جگہ تھا وہاں خواب میں میں نے دیکھا کہ گویا میں وہاں سے سوار ہوا اور اپنے مکان میں آیا تو گویا میں نے یہ دیکھا ...... ہے کہ میری بیوی سو رہی ہے اور اس کی شرمگاہ پر دو مینڈھے سینگ لڑا رہے ہیں۔ اور ایک نے دوسرے کو خون آلودہ کر دیا ہے تو جب سے میں نے یہ خواب دیکھا ہے محض اس خواب کی وجہ سے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اللہ کی قسم میں اس کو بہت چاہتا ہوں۔ پھر یہ کاغذ لکھ کر امام کے سامنے پیش کر دیا۔ امام نے اس کو پڑھ کر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ اپنی بیوی کو نہ چھوڑو پاک دامن، پاکیزہ، شریف عورت ہے۔ اور اصل واقعہ یہ ہے کہ جب اس کو تیرے آنے کی اور جلد پہنچنے کی خبر ملی اور تو گھر کے قریب پہنچ گیا تو اس نے اپنی شرمگاہ کے بال اس چیز سے نکالنے چاہے جس سے وہ عموماً نکالا کرتی تھی۔ لیکن وہ اس کو نہ مل سکی تو اس کو اور تو کچھ نہ بن پڑا اور نہ بغیر دوا کے وہ ان بالوں کو نکال سکی اور اس کو تیرے جلد پہنچنے کا خطرہ ہوا اس نے وہاں کے بال قینچی سے کتر دیئے۔ چنانچہ قینچی کا اس میں ظاہری اثر ہو گیا اور اگر تو اس کی تصدیق کرنا چاہتا ہے تو اسی وقت جا اور دیکھ۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہاں تو صحیح پائے گا۔ چنانچہ وہ شخص اسی وقت اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس کو اپنے قریب بلا کر اس سے صحبت کرنا چاہا تو وہ عورت اس سے بھاگنے لگی اور کہنے لگی خدا کی قسم میں اس وقت تیرے ہاتھ نہ آؤں گی جب تک کہ تو یہ نہ بتائے کہ مجھے سات ماہ سے کس لیے چھوڑا تھا۔ تو اس وقت اس نے اس کو خواب کا قصہ سنایا اور بتایا کہ امام نے اس خواب کی تعبیر کیسے دی۔ کہنے لگی خدا کی قسم امام نے ٹھیک بتایا پھر اس نے اس کا ہاتھ لے کر اس جگہ پر رکھا تو دیکھتا ہے کہ جس طرح حضرت شیخ نے فرمایا تھا اور خبر دی تھی اسی طرح ہے۔ کہ روئی زخم پر لگی ہوئی تھی۔ اس شخص نے آ کر امام کو بتایا آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کی تعریف کی۔

حمل: جس نے خواب میں حمل دیکھا تو اس کی تعبیر اس کی دنیا اور مال کی زیادتی سے ہے۔ اور کبھی خواب کی تعبیر یہ بھی کی جاتی ہے کہ کسی انسان سے خوف ہوگا۔ جیسا کہ عربی میں ایک ضرب المثل ہے کہ فلاں کے خوف نے زمین میں بوجھ ڈال دیا۔

ولادت: اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کے لڑکی پیدا ہوئی ہے

تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ بہت جلد اس کو کشائش اور بھلائی حاصل ہوگی۔اور اگر یہ دیکھا کہ لڑکا پیدا ہوا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو رنج وغم ومصیبت حاصل ہوگی اور اسی طرح اگر کسی نے یہ دیکھا کہ لونڈی خرید رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ کشائش اور بھلائی پائے گا اور اگر یہ دیکھا کہ غلام خرید رہا ہے تو رنج ومصیبت پہنچے گی اور یہی حال ہے اگر یہ دیکھا کہ اس کی بیوی کے لڑکا پیدا ہوا ہے اور اگر یہ دیکھا کہ لڑکی پیدا ہوئی ہے تو اس کی تعبیر وہی ہوگی جو ہم کئی بار بتا چکے ہیں۔اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی عورت نے خواب میں دیکھا کہ اس کے لڑکا پیدا ہوا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی لڑکی پیدا ہوگی۔بشرطیکہ خواب دیکھنے والی حاملہ ہو اور اگر کسی نے خواب میں یہ دیکھا کہ وہ دودھ پی رہا ہے یا اس کو دودھ پلایا جا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ جیل میں جائے گا اور دروازہ اس پر بند کر دیا جائے گا۔واللہ اعلم

موت: خواب میں موت کا نظر آنا دین میں فساد اور دنیا میں اونچا مرتبہ حاصل ہونے کی دلیل ہے بشرطیکہ اس کے لیے رونا چیخنا چلانا ہو۔اور تختہ یا جنازہ پر رکھ کر لوگوں کی گردنوں پر اٹھایا گیا ہو۔لیکن مٹی میں دفن نہ کیا گیا ہو اور اگر مٹی میں مردہ دفن کر دیا گیا تو پھر اب اسکے دین میں درستی کا امکان نہیں رہا۔ بلکہ اس پر شیطان اور دنیا غالب آ جائیں گے اور اس کے شوکت کو ماننے والے اسی قدر آدمی ہونگے۔جس قدر کہ اس نے جنازے میں آدمی دیکھے ہیں اور ہر حالت میں وہ آدمیوں کو مقہور رکھے گا اور ان کی گردنوں پر سوار رہے گا۔

اگر کسی نے خود اپنے آپ کو مردہ دیکھا لیکن دفن کی شکل نظر نہ آئی اور نہ موت کا نقشہ یعنی رونا، پیٹنا، چیخنا، چلانا، غسل، کفن اور تختہ پر یا جنازے پر اٹھانا کچھ بھی نظر نہ آیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے گھر سے یا دیوار سے کوئی چیز گر جائے گی یا کوئی لکڑی ٹوٹ جائے گی۔بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے دین میں کمزوری اور بصیرت میں اندھا پن آ جائے گا۔

اور اگر کسی نے اپنے کو بغیر مرنے کے قبر میں دیکھا تو یا تو وہ قید ہوگا یا اپنے معاملے میں کسی سخت تنگی میں مبتلا ہو جائے گا اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے قبر کو کھودا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس محلہ میں یا اس شہر میں وہ ایک گھر بنائے گا اور جس نے خواب میں کسی مردے کو دیکھا اور اس سے کچھ سوال کیا اور اس نے اس کی خبر دی تو وہ بالکل صحیح ہے اس میں کسی کمی یا زیادتی کا امکان نہیں۔یعنی اگر اس نے یہ کہا کہ وہ اچھی حالت میں ہے تو اس کی تعبیر یہی ہوگی کہ وہ اچھی حالت میں ہے اور اس کی آخرت میں اچھی گزر رہی ہے۔اور میت اپنی یا کسی اور کی جو حالت بتائے وہ بالکل صحیح ہے کیونکہ وہ یعنی مردہ اس وقت مکان حق میں ہے۔وہاں جھوٹ کا کہنا ممکن نہیں وہ باطل سے نکل چکا ہے اور اس سے بے پرواہ ہے تو جو کچھ وہ خبر دے رہا ہے اس میں جھوٹ نہیں کہے گا

اسی طرح اگر کسی نے مردہ کو اچھی حالت میں دیکھا یا یہ دیکھا کہ وہ سفید یا ہرے کپڑے پہنے ہوئے ہے اور وہ ہنس رہا ہے یا خوشی کی خبر دے رہا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آخرت میں اس کا حال بھی ٹھیک ہے اور اگر کسی نے مردے کو غبار آلودہ پراگندہ بال دیکھا اور یہ دیکھا کہ وہ بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے ہے یا یہ کہ وہ خود بوسیدہ ہے اور غصہ کی حالت میں ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ آخرت میں اس کا برا حال ہے۔اور اسی طرح اگر کسی نے مردے کو بیمار دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اپنے گناہوں میں مرہون ہے اور جس نے خواب میں کسی ایسے شخص کو جو مر چکا ہے دوبارہ مرتے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ اس پر رویا جا رہا ہے۔لیکن نہ تو نوحہ ہے نہ چیخنا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے گھر والے کی شادی ہوگی۔ اور اس کو خوشی اور سرور حاصل ہوگا۔اور اگر چیخنا چلانا بھی اس کے ساتھ دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی اولاد یا اس کے خاندان میں سے کوئی شخص مر جائیگا اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے کسی میت کی قبر کو کھودا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اس مردہ کے نقش قدم پر چلے گا۔دین میں یا دنیا میں بشرطیکہ جس کی قبر کھودی ہے وہ معلوم ہو اور اگر وہ نامعلوم ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ایسے معاملے میں کوشش کرے گا جس کو حاصل نہ کر سکے گا۔

حکایت: ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے پر حاضر ہوئے ہیں۔اور قبر شریف کو انہوں نے کھودا ہے۔چنانچہ اس کی خبر انہوں نے اپنے استاد کو دی اور اس وقت ابو حنیفہؒ بچے تھے۔اور مکتب میں پڑھتے تھے اور ان کے استاد نے اللہ ان سے راضی ہو ان کے خواب کی تعبیر اس طرح دی۔اے فرزند! اگر تیرا خواب سچا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی تحقیق میں لگے گا اور ان کی شریعت میں جستجو کرے گا چنانچہ جس طرح ان کے استادؒ نے تعبیر دی تھی اسی طرح واقع ہوا۔اور ابو حنیفہؒ کی وہ کرامات ظاہر ہوئیں جن کی حد نہیں۔

اور خواب میں مردے سے کچھ لینا اچھا ہے کچھ دینا برا ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ میت نے اس کو کچھ دنیوی چیز عطا کی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ بھلائی اور رزق ایسی جگہ سے پائے گا جہاں اس کا خیال بھی نہ تھا۔اور اگر خواب میں کسی زندہ نے مردہ کو زندے کے کپڑے یا اس کے پہننے کی چیز دی اور مردہ نے اس کو لے لیا اور اس کو پہن لیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ زندہ مر جائے گا اور اس سے مل جائے گا۔اور اگر کسی نے خواب میں یہ دیکھا کہ اس نے مردہ کو اٹھایا ہے تو اگر وہ جنازہ کی صورت میں نہیں ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ حرام مال اٹھا رہا ہے اور یہ بھی تعبیر بتائی گئی ہے کہ وہ ایسے شخص کا خرچ اٹھا رہا ہے جو بے دین ہے اور اگر جنازے کی صورت میں ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ سلطان کے پیچھے جائے گا یا سلطان کے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں کے بارے میں ہمیشہ جوان رہتا ہے ایک تو دنیا کی محبت اور دوسری لمبی لمبی تمنائیں۔(مسلم)۔

اعمال میں سے کچھ اعمال کا ذمہ دار بنے گا۔

اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ مردہ نے اس کو گلے لگایا یا اس سے ملایا اس کو قتل کیا تو اس زندہ کی عمر دراز ہوگی۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ مردہ اس کے گھر میں داخل ہوا ہے اور وہ بھی مردے کے ساتھ ہے اور گھر نا معلوم ہے تو وہ آدمی مر جائے گا۔ اور مردے سے ملے گا۔ اور اگر کسی بیمار نے یہ دیکھا کہ مردہ اس کے مکان میں داخل ہوا ہے تو اس کی بیماری طول پکڑے گی اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ مر جائے۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ مردے کے اعضاء درد کر رہے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ عضو جس چیز کی طرف منسوب ہے اس کا مردے سے قبر میں سوال ہو رہا ہے اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ مردے نے اس سے روٹی یا انگوٹھی لی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اگر اس کے پاس لڑکا ہے تو لڑکا مر جائے گا اور مال ہے تو مال چلا جائے گا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کپڑے یا لباس یا بچھانے کی چیزیں خواب میں دیکھنے کا بیان

کپڑا: اس کی تعبیر اس کے جوہر جنس اور کپڑے کی نوعیت کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے اگر ابریشم یا ریشم یا دیبا ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو شوکت بھی حاصل ہوگی اور مال حرام بھی۔

اون: جس نے یہ دیکھا کہ وہ اون کے کپڑے پہنے ہوئے ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ بہت سا مال حاصل کرے گا اور دنیا صالح ملے گی۔

بال اور اونٹ کے بال اور روئی: اون سے کم ہیں اور کتان (السی کا ریشم) روئی سے کم ہے۔ اور چادر دین و دنیا کو جمع کرتی ہے۔

قمیص: اس کی تعبیر آدمی کی حالت اور اس کے دین و دنیا سے کی جاتی ہے جو اس قمیص کے برابر ہوگی کہ اس کا حال اسی طرح ہوگا جو ذکر کیا گیا ہے۔

اگر کسی نے پرانا کپڑا دیکھا اور خواب میں کوئی شرعی دلیل بھی نظر آئی تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خواب دیکھنے والا جلدی مر جائے گا۔

میل کپڑے میں نظر آنا اس بات کی نشانی ہے کہ دیکھنے والے کے لیے دین و دنیا میں برائی ہے۔ اور سر بالوں اور بدن میں میل کا نظر آنا رنج وغم ہے۔

کپڑوں میں سفیدی اور چمک کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ دیکھنے والے کی حالت اچھی ہے۔

کپڑے کا جوڑ: اگر میلا پھٹا ہوا پرانا ہو تو کپڑا پہننے والے کی تنگدستی اور حاجت مندی کی دلیل ہے۔

پیوند لگے ہوئے کپڑے: ایک دوسرے میں اگر پیوند کے ٹکڑے ہوں تو یہ بہت زیادہ فقر وحاجت کی دلیل ہے۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ سفید کپڑے کڑھے ہوئے پہنے ہوئے ہے تو یہ دلیل ہے کہ اس کا دنیا اور آخرت کا معاملہ مکمل ہوگیا اور بعض اس کی تعبیر شوکت کی زیادتی اور اچھے ذکر سے کرتے ہیں۔

عمامہ: متولی بننے کی دلیل ہے اور یہ عمامہ جس قدر اس کے سر کے اطراف ہوگا اسی قدر تولیت ملے گی اور اگر عمامہ ریشم کا ہے یا ابریشم کا ہے تو یہ تولیت اس کے دین و دنیا کے معاملات کو خراب کر دے گی اور اس تولیت میں جو مال ملے گا وہ حرام ہوگا اور اگر عمامہ روئی کا یا اون کا ہو تو اس کی تولیت دین و دنیا میں اچھی ہوگی۔ اور اس کے رنگ کی تعبیر اسی طرح ہوگی جیسے کپڑے کے رنگ کی تعبیر ہم نے کچھ بیان کر دی ہے اور کچھ ان شاء اللہ اس کے موقع پر بیان کریں گے۔

ٹوپی: اس کی تعبیر رئیس سے ہے۔ خواہ ماں ہو یا بھائی یا بیٹا یا سردار یا بادشاہ۔ جس نے اپنی ٹوپی میں کچھ اچھائی یا برائی دیکھی تو اس کے رئیس کا حال اسی طرح ہوگا جس طرح دیکھا ہے۔ اگر اس میں پھٹن یا میل یا شگاف دیکھا تو یہ اس کے رئیس کا برا حال ہونے کی دلیل ہے اور یہ رنج وغم وفکر کی دلیل ہے۔

شیروانی: اس کی دلیل ہے کہ اس کو خوشی ملے گی۔

استر والا جبہ: اس کی تعبیر مرد کی عورت ہے اور اسی طرح لحاف اور پاجامہ اور بچھونا اور جوتے ہیں کہ اگر ان میں سے کسی چیز کو ایسے دیکھا کہ وہ جل گئی یا اس سے چھین لی گئی یا اس پر غالب ہوگئی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی بیوی اس سے جدا ہو جائے گی۔ خواہ طلاق سے ہو یا موت سے۔

اور جس نے یہ دیکھا کہ ان اشیاء میں سے کوئی چیز اس سے روک لی گئی یا چرا لی گئی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کرے گا لیکن یہ کام پورا نہ ہوگا اور کبھی بچھونے کی تعبیر لونڈی سے کی جاتی ہے اور اسی طرح پاجامہ کی تعبیر تو جو کچھ ان میں معلوم ہوگا وہ لونڈی میں رونما ہوگا۔

جوتا: اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کا جوتا پھٹ گیا ہے اور اس میں کچھ بھی باقی نہ رہا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی بیوی مر جائے گی اور کبھی جوتے کے ایک فرد کی تعبیر شریک یا بھائی سے کی جاتی ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کے جوتے کا ایک فرد پھٹ رہا ہے یا کھنچ گیا ہے اور دوسرے فرد سے چل رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے شریک یا بھائی یا بہن میں جدائی ہو جائے گی۔

پائتابے: اس کی تعبیر مال کی حفاظت سے کی جاتی ہے۔ اگر پائتابے صحیح سالم ہیں اور ان میں خوشبو ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ ادا کرے گا اور اس کا مال آفتوں سے محفوظ رہے گا اور اس کے ذریعہ وہ مال کو پاک کرلے گا۔ اور اس کا حال اچھا رہے گا۔ اور اگر پائتابے پھٹے ہوئے ہیں یا اس میں کوئی چیز ضائع ہوگئی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ خواب دیکھنے والا زکوٰۃ اور صدقے کو روکے رہے گا اور اپنے مال میں سے کچھ بھی ان دونوں میں سے نہ نکالے گا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

موزے: دیکھنے والے کی معاش درست رہنے کی علامت ہے اور یہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں گزارہ کی روزی پر راضی ہو جا کیونکہ مرنے والے کیلئے گزارے کی روزی کافی ہے۔ (ابن عساکر)

کہ اس کی آمدنی درست رہے گی۔ اگر موزے ٹھیک ہیں تو اس کی معاش اچھی اور جاری رہے گی اور کبھی موزوں کی تعبیر رنج وغم سے بھی کی جاتی ہے۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ پھٹے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے ہے اور وہ ان کو سی رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی حالت اور اس کے معاش وآمدنی میں اس کے معاملات ٹھیک ہو جائیں گے۔ الاانیکہ کپڑے کی تفسیر مرد کی حالت سے کی جاتی ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس کو بیان کر دیا ہے تو اگر وہ نافرمان اور گناہگار ہوگا تو اس کے معاش کی پراگندگی توبہ اور نیک کاموں سے درست ہو جائے گی اور اگر یہ دیکھا کہ وہ اپنی بیوی کے کپڑے کو سی رہا ہے یا کسی اور چیز کو سی رہا ہے۔ یا اس کے برقع کو سی رہا ہے یا اس کے کپڑے میں پیوند لگا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اس سے جھگڑا کرے گا اور اس عورت پر وہی بات ظاہر ہوگی جو اس مرد کے اہل واقارب پر ظاہر ہوگی۔

اوڑھنی: عورت کی اوڑھنی اور اس کا پاجامہ اس کا برقع ان سب کی تعبیر اس کا شوہر ہے تو جو بات اس میں ہوگی۔ وہی اس کے شوہر میں نظر آئے گی اور جو کچھ وحشت یا برائی یا خوبی یا سفیدی اس میں نظر آئے گی وہی حالت اس کے شوہر میں اس کی مناسبت سے نظر آئے گی۔

کاتنے کی چرخی: مرد کے لیے سفر کی علامت ہے۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ اون یا بال یا اونٹ کے بال وغیرہ جو مرد بٹتے ہیں وہ بھی بٹ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ سفر کرے گا۔ اور اس سفر میں وہ حلال مال جو بڑھنے والا ہے اور خیر کثیر حاصل کرے گا اور اگر ایسی چیز کو کاتتے ہوئے دیکھا جس کو عورتیں ہی عموماً کاتتی ہیں جیسے روئی اور اسی تو وہ سفر کرے گا اور مال حاصل کرے گا۔ لیکن اس مال کو لوگ اچھا نہ سمجھتے ہوں گے اور اگر یہی خواب عورت نے دیکھا اس کا کوئی عزیز غائب ہے تو آ جائے گا۔ اور اگر عورت نے کاتنے کی چرخی پائی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اگر وہ حاملہ ہے تو وہ لڑکا جنے گی یا اس کے بہن پیدا ہوگی اور اگر اس چرخی میں دمڑکا بھی ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی لڑکی کی شادی ہو جائے گی اور اگر کسی عورت نے یہ خواب دیکھا کہ اس پر مرد کے کپڑے پڑے ہوئے ہیں تو یہ خواب اس کے لیے بہتر ہے اور اگر وہ کپڑے فوجی طرز کے ہوں تو اس کی تاویل اس کے شوہر یا اس کے نگران کے لیے ہوگی اور اگر کسی مرد نے یہ دیکھا کہ وہ عورتوں کے کپڑے پہنے ہوئے ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اول تو اس کو سخت خوف اور عاجزی معلوم ہوگی لیکن پھر یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاتا رہے گا۔

رنگی ہوئی چیزیں: رنگے ہوئے کپڑوں کی تعبیر ان کے رنگوں کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کے جسم پر مختلف رنگ کے کپڑے پڑے ہوئے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ایسی بات سنے گا جو اس کو ناگوار معلوم ہوگی۔ جس سے اس کی ذات میں خوف پیدا ہوگا اور لوگوں میں اس کی شہرت ہو جائے گی اور سفید کپڑوں کا نظر آنا بہت ہی ٹھیک ہے۔ بالکل صاف ہے اور پیلے کپڑوں کی تعبیر یہ ہے کہ دیکھنے والے کو بیماری اور فقر حاصل ہوگا البتہ اگر شیروانی میں ہو تو کچھ نقصان نہ ہوگا۔ ہرے رنگ کے کپڑے زندہ اور مردہ دونوں کے لیے اچھے ہیں اور وہ جنتیوں کا لباس ہے اور سرخ رنگ کے کپڑے اگر پہنے ہے تو اس کی تعبیر شہرت کا حاصل ہونا ہے۔ اور کالے کپڑوں کی تعبیر صلاحیت اور مضبوطی اور مال اور شوکت سے دی جاتی ہے۔ خصوصاً جس کی عادت کالے کپڑے پہننے کی ہو اور تمام چیزوں میں سیاہی عمدہ اور قابل تعریف ہے، بجز کالے انگور کے اس میں بھلائی نہیں ہے۔

بچھانے کی چیز: اس کی تعبیر یہ ہے کہ جس کے لیے یہ فرش بچھایا گیا ہے اس کی دنیا اچھی رہے گی۔ اور جس قدر اس بچھانے کی چیز میں وسعت اور موٹاپا اور پتلاپن اور خفت ہوگی اسی طرح اس کی دنیا رہے گی۔ مثلاً اگر وسیع ہے تو اس کی دنیا بہت اچھی رہے گی۔ اور اس کا چھوٹاپن اور تنگی اس کے ضد میں ہوگی۔ اور اس کا موٹاپن اور نیاپن دیکھنے والے کی عمر دراز ہونے کی دلیل ہے۔ اور اس کا پتلاپن اور پرانا ہونا اس کی ضد ہے۔ اگر کسی نے دیکھا کہ بچھانے کی چیز موٹی اور بہت وسیع ہے تو عمر طویل اور رزق واسع اور عمدہ زندگی پائے گا اور اس کی دنیا اچھی ہوگی۔ اور اگر بچھانے کی چیز موٹی اور چھوٹی ہے تو عمر طویل تو پائے گا لیکن اس کے ہاتھ میں وسعت کم ہوگی۔ اور اگر بچھانے کی چیز بہت پتلی ہو لیکن بچھونے کے پتلے پن سے زیادہ ہو۔ تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ وسیع دنیا پائے گا۔ لیکن عمر اس کی کوتاہ ہوگی۔ اور جس نے دیکھا کہ بچھانے کی چیز بہت چھوٹی پتلی اور پرانی ہے تو اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ اور اسی طرح اگر یہ دیکھا کہ بچھونا لپٹا ہوا ہے تو اس میں بھی کوئی بھلائی نہیں۔

رومال: اور تکیے اور گاؤتکیے ان سب کی تعبیر خادموں اور لڑکوں اور لونڈیوں سے کی جاتی ہے۔ جو خواب دیکھنے والے کی ہیں۔ تو ان میں جو کچھ بات دیکھے گا وہ اس کے خادموں میں ہوگی۔

پردے: سب کے سب رنج وغم اور فکر وسختی کی علامت ہیں۔ جو خواب دیکھنے والے کو حاصل ہوگی۔ اس میں کسی میں بھلائی نہیں خواہ نئے ہوں کہ پرانے تھوڑے ہوں یا بہت سب کے سب ردی ہیں۔ واللہ اعلم۔

جواہر وزیورات وسونا چاندی
اشرفی روپے پیسے وغیرہ کی تعبیر کا بیان

جواہر: کی تعبیر اسکی جنس اور اسکے مماثل اشیاء کے اختلاف کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ لیکن بہر حال اگر اس کا عدد خواب میں ظاہر ہو جائے تو اس کی تعبیر عورتوں اور اولاد اور خادموں سے کی جاتی ہے۔ اور اگر عدد نامعلوم ہے اور عدد بھی زیادہ ہے تو اسکی تعبیر قرآن اور علم اور تسبیح اور ذکر سے ہے۔

مثلاً اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کو موتی ملا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو عورت یا لونڈی یا غلام ملے گا اسی طرح اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے یاقوت یا زمرد یا اسی کے مثل کوئی چیز پائی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اگر اس کی بیوی حاملہ ہے تو اس کے لڑکی پیدا ہوگی۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ موتیوں کا ہار پہنے ہوئے ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن مجید کا حافظ ہوگا۔ اور بہت زیادہ صاحب امانت وتقویٰ ونسل ہوگا۔ نیز عورتوں میں اور لوگوں میں اس کا مرتبہ بلند ہوگا۔ اور اگر ہار تین لڑی یا چار لڑی کا ہو تو یہ زیادہ قوی وافضل ہوگا۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ اس ہار کے اٹھانے سے عاجز ہے اور اس کے پہننے سے عاجز ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو بہت زیادہ علم حاصل ہوگا جس پر وہ عمل نہ کر سکے گا۔

کان کی بالی: جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ بالی پہنے ہوئے ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ حافظ قرآن ہوگا۔ اور علم حاصل کرے گا۔ اور ایسا علم حاصل کرے گا جس سے لوگوں میں اس کی سرخروئی حاصل ہوگی۔ اور عورت کو بالی کا نظر آنا اس کے شوہر سے مراد ہے یا اس کی اولاد سے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ موتی اس کے منہ سے نکل رہے ہیں تو اسکی تعبیر یہ ہے کہ اس سے نیکی اور علم کی باتیں ظاہر ہوں گی اور قرآن کا درس وہ زیادہ دے گا اور تسبیح زیادہ کرے گا۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ موتی کھا رہا ہے یا اس کو اپنے منہ میں رکھ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کلام الٰہی کو اپنے سینے میں چھپا رہا ہے اور علم کو چھپا رہا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں لوگوں کو نہیں بتا رہا ہے اور کبھی موتی کھانے کی تعبیر ان کے سیکھنے اور ان سے فائدہ حاصل کرنے سے کی جاتی ہے اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ راستوں میں یا بازاروں میں اور گندی جگہوں میں موتی بکھیر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ علم وحکمت سکھ تو رہا ہے لیکن ان کو وہ غیر اہل کو سکھا رہا ہے۔

پٹا: اگر سونے کا یا چاندی کا ہو اور جواہر سے مرصع ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے پاس امانت رکھی جائے گی اور کبھی نفیس جواہر اگر زیادہ ہوں کہ ان کا عدد معلوم نہ ہو تو اس کی تعبیر نفیس مال سے ہے۔ جس سے وہ فائدہ اٹھائے گا بشرطیکہ وہ جواہر زمین کے معادن سے ہوں۔

کوڑیاں: اس کی تعبیر مال ہے۔ اور اس میں کوئی اہمیت نہیں کبھی اس کی تعبیر کلام یا علم سے دی جاتی ہے اور تھوڑی کوڑیاں ہوں تو اس کی تعبیر عورتوں اور خادموں سے کی جاتی ہے۔

زیور: ایسا زیور جو عام طور پر مرد پہنتے ہیں اس کی تعبیر زینت اور جمال سے کی جاتی ہے اور مردوں کی عزت اس جوہر کی قدر اور اس کی صفت کے مطابق ہوگا۔ اگر کمر پٹہ مرصع ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ مال اور بزرگی پائے گا۔ جس سے وہ لوگوں میں ناز وفخر کرے گا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کسی شہر کا حاکم بنے گا اور یہ اس کی نصف عمر میں ہوگا اگر اس کے زیور میں جواہر بھی ہوں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اتنا مال پائے گا جس سے وہ اپنے گھر والوں کا سردار بن جائے گا یا اس کے کوئی لڑکا ہوگا جو خاندان کا سردار بنے گا۔ اپنی کمر میں کمر پٹوں کا زیادہ دیکھنا بہت ہی بہتر اور عمدہ وموافق ہے اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کا کمر پٹہ کٹ گیا یا ٹوٹ گیا یا چھین لیا گیا یا اس پر کوئی حادثہ ہو گیا تو یہ بات اس میں نمودار ہوگی جس کی طرف وہ کمر پٹہ منسوب ہوگا۔

تاج: خواب میں اس کا دیکھنا مرد کے لیے دبدبہ اور عزت اور شرف وبلندی کی دلیل ہے لیکن دنیا میں نہ کہ آخرت میں اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ سونے یا چاندی یا جواہر کا تاج پہنے ہوئے ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ مال اور بڑی عزت پائے گا لیکن وہ اپنے دین کو ضائع کرنے والا ہوگا۔

عورت کا تاج: اس کا شوہر ہے یعنی اگر اس عورت کا شوہر نہیں ہے تو اس کی شادی ہو جائے گی خواہ وہ عجمی ہو کہ عربی لیکن ہوگا وہ صاحب ہیبت و شرف۔ اور بلند درجہ کا اور جس نے یہ دیکھا کہ اس کی گردن میں طوق ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ امانت کا ذمہ دار بنے گا۔

مرد کا خواب میں انگوٹھی کا دیکھنا: اس کی تعبیر اس کا ملک وبال ہے جس سے لوگوں میں شان وشوکت حاصل کرے گا اور اس کا دبدبہ وعزت ہے تو جو اس میں نمودار ہوگا وہ اسی میں ظاہر ہوگا جس کا ہم نے ذکر کر دیا ہے۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ اس کو انگوٹھی دی گئی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اس چیز کا مالک بنے گا جس کا ہم نے ذکر کیا ہے اور اس کو پا لے گا اور کبھی انگوٹھی کی تعبیر عورت لڑکے یا جانور وغیرہ سے کی جاتی ہے اور یہ خواب دیکھنے والے کے مرتبے کے لحاظ سے ہوگا اور اگر وہ بادشاہ ہے تو جو ملک چاہتا ہے اس پر اس کا قبضہ ہو جائے گا اور اگر وہ تاجر ہوگا تو تجارت میں اس کے لیے جو موزوں ہوگا اس کا وہ مالک بنے گا۔ اور اسی طرح ہر شخص اپنی اپنی معیشت کی چیزوں کو حاصل کرے گا۔

اور جس نے یہ دیکھا کہ انگوٹھی اس کے ہاتھ سے نکال لی گئی تو اس سے وہ چیز چھن جائے گی جسکا وہ مالک ہے۔ جس نے یہ دیکھا کہ انگوٹھی ضائع ہوگئی یا چرا لی گئی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ جس چیز کا مالک ہے اس میں کوئی ناگوار چیز ظاہر ہوگی یا لوگوں کے معاملات میں سے کسی معاملے میں تکلیف ظاہر ہوگی۔

انگوٹھی کا نگینہ اس کی تعبیر جمال اور زینت سے کی جاتی ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ انگوٹھی ٹوٹ گئی اور نگینہ باقی رہ گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ جن اشیاء کا مالک ہے وہ اس سے جاتے رہیں گے لیکن اس کا ذکر لوگوں میں باقی رہے گا اور بعضوں نے انگوٹھی کے نگینہ کی تعبیر اس کے لڑکے سے لی ہے۔ جس سے وہ لوگوں میں شان وشوکت حاصل کرے گا اور انگوٹھی سونے کی خواب میں دیکھی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا کی محبت بڑے گناہوں میں سے ہے۔ (الدیلمی)

ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ جو کچھ وہ پہن رہا ہے یا جس کا وہ مالک ہے وہ حرام ہے۔اور اگر خواب میں لوہے کی انگوٹھی دیکھی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ جن چیزوں کا مالک ہے وہ بادشاہ کی طرف سے ہیں اور اگر انگوٹھی پیتل یا سیسے کی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے قبضے میں جو چیزیں ہیں وہ بالکل حقیر ہیں۔اگر خواب میں مرد نے یہ دیکھا کہ وہ عورتوں کا زیور پہنے ہوئے ہے تو اس میں کوئی بھلائی نہیں سوائے ہار یا بالی کے اور جس نے یہ دیکھا کہ اس کے پاس دو کنگن ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے معاملہ میں تنگی نمودار ہوگی۔اور ناگوار بات ظاہر ہوگی۔اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ ایک یا دو پازیب پہنے ہوئے ہے تو اس کو شدت یا خوف یا قید وغیرہ کی تکلیف پہنچے گی۔

کڑے: اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے بھائیوں یا دوست سے اس کو کوئی ناگوار بات پہنچے گی اور چاندی ان سب میں ان کے لیے آسان زیادہ ہے اور کشائش جلدی ہوگی۔عورتوں کے زیور کی تعبیر یہ ہے کہ ان کے لیے صلاحیت اور خوبصورتی اور زینت اور ان کا حال اچھا ہونے کی دلیل ہے۔اگر وہ سونے یا چاندی یا جواہر کا ہو بجز پازیب کے جو ایک ہو یا دو یا دو کنگن کے کہ یہ اس کا شوہر یا بھائی یا باپ ہے اور اسی طرح تاج بلکہ کہا جاتا ہے کہ تاج تو سلطنت کی نشانی ہے۔

اشرفیاں: اگر قسم اور عدد نامعلوم ہے تو اگر چار سے زیادہ ہیں تو ان کی تعبیر بری ہے اور جس کو یہ نظر آئیں اور اس کی عزت میں جس پر یہ عیب وعار لگاتا ہے بدکلامی کی دلیل ہے۔اور ہر حالت میں جھگڑے کی دلیل ہے اور قسم وعدد معلوم ہے تو معاملہ آسان ہے لیکن ایک یا ایک سے زیادہ چار تک تو اس کی تعبیر اس عدد کے مطابق لڑکے ہیں اور اگر کسی نے اس کو اس کی شکل کے مطابق پایا لیکن اس پر نقش نہیں ہے تو وہ لڑکا ہونے کی دلیل ہے۔

سونے کے ٹکڑے اور برتن: اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس پر بادشاہ غضب میں آئے گا یا اس کا کچھ مال چلا جائے گا۔

چاندی کے سکے: لوگوں کی طبیعتوں کے اختلاف کو دیکھتے ہوئے ان کی تعبیر مختلف ہوتی ہے۔جس نے ان کو خواب میں دیکھا یا خواب میں اس کو ملیں تو کسی کو ہوشیار ہونے کے بعد وہی ملیں گے اور کسی کو ایسا ہوتا ہے کہ لڑائی جھگڑے کے ساتھ اچھا رزق ملتا ہے اور کبھی چاندی کے سکوں کی تعبیر اچھی بات سے بھی کی جاتی ہے۔

چاندی کے کالے سکے: یعنی کھوٹے سکے۔تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ ان کا دیکھنا دھوکے اور جھوٹ اور ردی کلام کی دلیل ہے لیکن اگر یہ سکے کسی تھیلی یا جیب میں ہیں اور ایسا دیکھا کہ گویا کسی نے اس کو دیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو کوئی راز کی بات بتلائی جائے گی اور جہاں تک ہو سکے اس کی حفاظت کرے گا اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے اپنے غیر کو دے دیا تو اس کی تعبیر بھی یہی ہوگی۔کہ اس کو راز کی بات بتائی گئی۔اور چاندی کا سکہ اگر ایک ہو تو اس کی تعبیر چھوٹا لڑکا ہے۔اور اگر وہ اس سے ضائع ہو گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا بچہ مر جائے گا۔

ایک پیسہ یا کئی پیسے: اگر خواب میں کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے پیسے پائے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے متعلق بری بات کہی جائے گی اور قید ہوگا۔اور اس کی تعبیر رزق سے بھی کی جاتی ہے جو اچھا نہ ہوگا۔اور ردی پیشہ سے حاصل ہوگا۔

چاندی کے ٹکڑے: اس کا خواب میں دیکھنا بھلائی کی دلیل ہے اور یہ سونے کے ٹکڑوں سے بہتر ہے کہ اس کی تعبیر عورتوں سے کی جاتی ہے اور جس نے ایسی چاندی پائی جس پر کام نہ کیا گیا ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ خوبصورت عورت پائے گا۔آزاد ہو کہ لونڈی اور جس نے چاندی کو اس کے معدن سے پایا تو وہ اس جگہ سے عورت پائے گا جہاں وہ عورت نہیں رکھی گئی تھی۔

لوہے تانبے اور سیسے کے ٹکڑے: ان تمام کی تعبیر بھلائی سے ہے جو دنیوی متاع سے حاصل ہوگا بشرطیکہ یہ ٹکڑے کام کیے ہوئے نہ ہوں اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ سونے یا چاندی یا لوہے یا سیسے کے سکے بنا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ لوگوں کی زبانوں میں پڑے گا۔لوگ اس کی سخت غیبت کریں گے اللہ تعالیٰ ہم کو ہر مصیبت سے بچائے اور ہم سے ہر شدت کو اور ہر شبہ وشک کو دور فرمائے آمین۔

برتن: اس کی تعبیر خادموں اور لڑکوں سے کی جاتی ہے جو بجز چولہے اور ہانڈی دسترخوان اور چراغ اور ڈیوٹ (چراغ دان) کے کیونکہ ان سب کی تعبیر یہ ہے کہ گھر کے سردار کو خواہ مرد ہو کہ عورت رنج وغم پہنچے گا جس کے نام میں تذکیر ہو یا جس کا نفع تمام گھر والوں کے لیے عام ہو جیسے چراغ اور چولہا بجز دسترخوان کے تو وہ گھر کا سردار ہے۔جس کے نام میں تانیث ہے جیسے ہانڈی اور ٹوکری اور ڈیوٹ کٹوری اور دسترخوان تو وہ زوجہ یعنی گھر کی سردار ہے اور جو اشیاء تانبے اور سیسے کی استعمال ہوتی ہیں جیسے طشت و طسلہ اور لوٹا تو ان کی تعبیر خادموں اور غلاموں سے کی جاتی ہے۔

شیشہ: اس کی تعبیر عورت سے کی جاتی ہے۔تو اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ شیشے میں دیکھ رہا ہے تو اگر اس کی بیوی حاملہ ہے تو وہ لڑکا جنے گی جو اس مرد کے مشابہ ہوگا اور اگر بیوی حاملہ نہ ہوگی اور نہ اس کے لڑکا ہوگا تو پھر اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اپنے کام اور اپنے منصب سے معزول ہو جائے گا اور اپنی جگہ پر دوسرے کو دیکھے گا۔اور اگر یہی خواب کسی عورت نے دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اگر وہ حاملہ ہے تو وہ اپنی صورت کے مشابہ لڑکی جنے گی اور اگر وہ حاملہ نہ ہوگی تو اس کا شوہر اس پر دوسری عورت کو لائے گا اور اپنی سوکن کو وہ اپنے گھر میں دیکھے گی اور اگر یہی خواب کسی لڑکے نے دیکھا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب لوگوں سے بدترین مرتبے والا وہ شخص ہے جو کسی کی دنیا کے لیے اپنی آخرت کو برباد کر دے۔" (بیہقی)

12 تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اسی کے مثل اس کا بھائی پیدا ہوگا۔اور اگر دیکھنے والی لڑکی ہوگی تو اس کی ماں کے چھوٹی لڑکی پیدا ہوگی۔

سوئی:اس کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر مرد کی عورت سے کی جاتی ہے۔اور اس کے سوراخ کی اور اسمیں تاگہ پرونے کی تعبیر یہ ہے کہ عورت اس کی اطاعت کرے گی بشرطیکہ اس سے سیانہ ہوا گر اس نے یہ دیکھا کہ وہ اس سوئی سے لوگوں کے کپڑے سی رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ لوگوں کو نصیحت کر رہا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ سبب ہے اس بات کا کہ اس کے حالت کی اصلاح کے لیے مطالبہ کیا جا رہا ہے اور اگر کسی شخص نے یہ دیکھا کہ وہ سوئی سے اپنے یا دوسروں کے کپڑے سی رہا ہے اور سوئی کو دیکھا کہ اس میں تاگہ پڑا ہوا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا معاملہ ٹھیک ہو جائیگا اور حالت مجتمع ہو جائے گی اور درست ہو جائے گی اور اگر اس نے اس سے اپنی بیوی کے کپڑے سیے تو اس میں کوئی بھلائی نہیں اور اگر سوئی ٹوٹ جائے تو وہ محتاج ہو جائے گا اور اس کا حال پراگندہ ہو جائے گا۔

کنگھی: کنگھی کی تعبیر خوشی اور مسرت سے کی جاتی ہے۔جس نے دیکھا کہ اس نے اپنے سر اور داڑھی میں کنگھی کی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس سے غم و رنج دور ہو جائے گا۔اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کنگھی کا خواب میں دیکھنا خیر کثیر کی دلیل ہے جو علم ہے نیز اس بات کی کہ اس سے لوگ فائدہ اٹھائیں گے اور اس کے کلام سے اور حکم سے مستفید ہوں گے جیسے حاکم یا مفتی یا واعظ یا طبیب۔

قینچی:اس کی تعبیر یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے ملے گا اگر کسی نے دیکھا کہ ہاتھ میں قینچی ہے جو آسمان سے اتری ہے تو اس کی عمر ختم ہونے کی دلیل ہے۔اور اگر اس نے اس سے بال یا اون کاٹے تو اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ بہت مال جمع کرے گا۔

کانچ:اس کا خواب میں دیکھنا گھر کے سامان کی دلیل ہے۔جیسے مرتبان اور کرسیاں اور اکثر اس سے لونڈی غلام مراد ہوتے ہیں۔

حکایت:ایک شخص امام محمد بن سیرینؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا جناب میں نے خواب دیکھا ہے کہ گویا میرے ہاتھ میں کانچ کا ایک پیالہ ہے۔جس میں پانی بھرا ہوا ہے۔کہ یکا یک پیالہ میرے ہاتھ سے گر گیا یہ کہ ٹوٹ گیا اور وہ میرے ہاتھ میں قدرت خدا سے معلق ٹھہرا ہوا ہے تو امام نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تیری بیوی حاملہ ہے تو اس نے کہا ہاں تو فرمایا یہ خواب اس بات کی دلیل ہے کہ وہ عنقریب ولادت کے وقت مر جائے گی اور لڑکا اللہ کے حکم سے زندہ رہے گا۔چنانچہ جس طرح امام نے تعبیر دی تھی اسی طرح واقع ہوا۔

ہتھیار:ہر قسم کے ہتھیار کی تعبیر عزت و دبدبہ و بزرگی ہے کہ اس کو دیکھنے والا اپنی جودت و شہرت کے مطابق حاصل کرے گا۔اور جو کچھ اس میں اصلاح واقع ہو تو وہ اس کی شوکت ہے جو وہ حاصل کرے گا اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کا ہتھیار اس سے چھین لیا گیا یا اس پر زبردستی کی گئی یا اس کو پھینک دیا یا اس کو کسی کو دے دیا یا چرا لیا گیا یا ٹوٹ گیا یا اس کو ضائع کر دیا یا کسی کو استعمال کے لیے دیا یہ سب اس کی شان و شوکت میں نقصان کی دلیل ہے۔

اور جس نے یہ دیکھا کہ اس کے پاس تلوار یا کمان یا نیزہ یا لکڑی ہے اور وہ اس کو لے کر کسی سے لڑ رہا ہے تو یہ عزت و شان ہے۔جو وہ حاصل کرے گا۔اور اگر اس سے کسی نے ان چیزوں کے ساتھ جنگ کی تو یہ قومی جنگ کی دلیل ہے اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے کسی انسان کو تلوار سے مارا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی زبان اس شخص پر دراز ہوگی اور اگر اس نے کسی کو تیر سے مارا تو یہ کتب و رسائل میں لکھا ہوا کلام ہے جو اثر کرنے والا ہے۔اگر کسی نے اس کو نیزہ سے زخمی کیا تو زخم کھانے والا بھلائی پائیگا۔کہ اس کو مدد حاصل ہوگی۔

گرز:اس سے مارنا یا لکڑی وغیرہ سے جو مڑی ہوئی ہوں اس کی تعبیر یہ ہے کہ جسے مارگی ہے اسے ایسی مصیبت پہنچے گی جس سے اس کو دکھ پہنچے گا۔اور اسی طرح اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کو زخم لگایا گیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے دل پر زخم پہنچانے والے شخص سے نقصان اور اس کی عزت میں عیب اسی قدر پہنچے گا جس قدر کہ زخم لگا ہوگا۔اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے سر کاٹا یا گوشت کاٹا یا ہاتھ پیر یا کسی اور عضو کو کاٹا اور اس عضو کو جسم سے جدا کر دیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کلام ہے جو کاٹنے والے اور اس کے درمیان واقع ہوگا جس کی طرف یہ عضو منسوب ہے۔

تلوار:اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کو ننگی تلوار دی گئی کہ اس نے اس کو سر تک اٹھایا لیکن کسی کو مارنے کا ارادہ نہیں کیا تو وہ بڑی مشہور شان و شوکت پائے گا یا حسین لڑکی پائے گا۔اور صرف کرمانی کا یہ خیال ہے کہ اس طرح خواب میں تلوار کو دیکھنا اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے لڑکا یا بھائی پیدا ہوگا۔یا اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں تلوار دی گئی۔اور یہ دیکھا کہ تلوار اس کے میان میں ٹوٹ گئی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں مر جائے گا۔اور اگر میان ٹوٹ گئی اور تلوار سلامت رہ گئی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ بچہ سلامت رہے گا اور ماں مر جائے گی۔اگر کسی نے یہ دیکھا کہ تلوار کا قبضہ ٹوٹ گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا باپ یا چچا یا انہی کے مرتبہ کا کوئی شخص مر جائے گا اور وہ چیز جو تلوار کے قبضہ میں اچھائی یا برائی کی ظاہر ہوگی وہ اسی میں واقع ہوگی۔جس کا میں نے ذکر کیا۔

اور جس نے دیکھا کہ اس کی تلوار کی باڑھ ٹوٹ گئی تو اس کی ماں یا دادی یا خالہ مر جائے گی یا وہ عورت مر جائے گی جس کا درجہ اس کے پاس

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ہر ایسے شخص کو برا جانتا ہے جو دنیا کا عالم ہو اور آخرت سے جاہل ہو(الجع)

انہیں کے مثل ہوگا۔اور جعفر صادق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس نے یہ دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہے تو وہ اپنی زبان لوگوں پر دراز کرے گا اور اگر اس نے اس سے مارا اور خون بہنے لگا اور خون نہ مارنے والے کو لگا اور نہ اس کے جس کو مار لگی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ لوگوں پر اپنی زبان دراز کرے گا۔اور اگر اس کو مارا اور اس سے خون بہا تو اس کی وجہ سے وہ گنہگار ہوگا یا اس کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے گا جس قدر کہ اس سے خون بہا۔ کیونکہ خون اگر بہا اور کسی کے جسم سے نہ لگا تو وہ گناہ ہے اور اگر اس نے یہ دیکھا کہ خون بہنے لگا اور جس کو چوٹ لگی ہے اس سے بہہ کر مارنے والے کے جسم کو لگ گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ جس کے چوٹ لگی ہے وہ مارنے والے پر زبان درازی کرے گا یا مارنے والے کو اس سے حرام مال ملے گا۔

اور جس نے یہ دیکھا کہ تلوار کا پرتلہ پہنے ہوئے ہے تو جس قدر تلوار زمین پر پرتلہ کی درازی کی وجہ سے جھکی ہوگی اسی قدر حکومت وہ پائے گا کہ وہ اس حکومت کے بار کو نہ اٹھا سکے گا یا اس سے کم ہوگی۔اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ پرتلہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے تلوار اس پر چھوٹی ہوئی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ حکومت سے اٹھا لیا جائیگا اور وہ اس حکومت پر راضی نہ ہوگا اور جس نے یہ دیکھا کہ اس کا پرتلہ کٹ گیا تو اس کی حکومت چلی جائیگی۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کی تلوار میں زنگ لگا ہوا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے کلام کی کوئی قیمت نہ ہوگی اور نہ قبولیت ہوگی۔یہ تعبیر ان کے قول پر ہے جو تلوار کی تعبیر کلام سے کرتے ہیں۔لیکن جس نے اس کی تعبیر لڑکے سے کی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ لڑکا کم اصل ہوگا۔جس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔اور جس نے اس کی تعبیر حکومت سے کی ہے تو وہ حکومت کم فائدہ کی ہوگی۔اور اگر تلوار کی دھار چلی گئی یا کاٹنے سے کند ہوگئی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ کوئی نفع یا اثر اس کی طرف منسوب نہ ہوگا۔

نیزہ: اگر نیزہ کے ساتھ اور ہتھیار بھی ہوں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو شوکت ملے گی کہ اس کے حکم اس میں اس کے بعد بھی جاری رہیں گے۔اور نیزہ کے ساتھ اور کوئی ہتھیار نہ ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے لڑکا یا بھائی پیدا ہوگا۔بشرطیکہ اس کے نوک بھی ہو اگر نوک نہ ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اگر وہ نیزہ معلوم ہے تو اس کے لڑکیاں ہوں گی اور نیزہ میں جو اچھائی یا برائی ظاہر ہو تو وہ اسی میں نمودار ہوگی جس کی طرف وہ منسوب ہے۔

حکایت: ہم سے ابوعمارہ طیانؒ نے بیان کیا کہ وہ امام محمد بن سیرینؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا میرے ہاتھ میں نیزہ یا بھالا ہے تو امام نے فرمایا کہ کیا تو نے اس کے اوپر نوک دیکھی ہے تو کہا کہ نہیں فرمایا اگر تو اس کے اوپر نوک دیکھتا تو تیرے ایک لڑکا پیدا ہوتا لیکن عنقریب تجھ سے ایک لڑکی پیدا ہوگی۔پھر امام تھوڑی دیر خاموش رہے۔پھر ارشاد فرمایا کہ تیرے بارہ لڑکیاں پیدا ہوں گی۔محمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے یہ خواب ابوالولیدؒ کو سنایا تو ابوولیدؒ ہنسنے لگے۔پھر فرمایا کہ میں ان لڑکیوں میں سے ایک کا لڑکا ہوں گا اور میری گیارہ خالائیں ہیں۔اور ابوعمارہ طیانؒ میرے دادا ہیں۔اللہ تعالیٰ ان پر اور ہم سب پر اور تمام مسلمانوں پر رحم کرے۔

کمان: اگر اس سے تانت نہ اتاری گئی ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ یا تو اس کو شان و شوکت حاصل ہوگی یا لڑکا ہوگا یا بھائی ہوگا اور کمان غلاف میں رکھی ہوئی دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی بیوی لڑکے سے حاملہ ہے۔اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کی کمان ٹوٹ گئی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی شوکت میں یا اس کے لڑکے یا بھائی میں نقصان آئے گا اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ اپنی کمان کو کھینچ رہا ہے اور اس سے تیر مار رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی شوکت میں خواری اس کے تیر مارنے اور پہنچنے کے برابر پہنچے گی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ سفر کرے گا اور صحیح و سلامت واپس آجائے گا۔بشرطیکہ اس کے تار نہ ٹوٹے ہوں اور اگر تار ٹوٹ گئے تو اسی جگہ رہ جائے گا جہاں وہ سفر کرے گا اور کبھی اس کا سفر پورا بھی ہوجائے گا۔

اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ مٹی کی گولی مار رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کسی انسان پر طعن کر رہا ہے۔جو دین میں برا ہے اور اکثر اوقات اس کا تیروں سے مارنا اس کی تعبیر کلام حق ہے۔اور وہ باطل میں اسی قدر نافذ ہو گا۔جس قدر کہ وہ تیر داخل ہوا۔اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ کمان کو چھیل رہا ہے تو اس کی تعبیر سلطنت یا بھائی یا لڑکے سے کی جاتی ہے یا وہ شادی کرے گا۔اور اس کے لڑکا پیدا ہوگا۔اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ کمان کو کھینچ رہا ہے اور وہ کھنچ نہیں رہی ہے تو یہ کمان جس کی طرف منسوب ہو جیسے سلطان یا بھائی یا لڑکا تو اس پر اس کا معاملہ دشوار ہوگا اور الجھ جائے گا۔

چھری اور تیر و خنجر و بچھوا اور لوہے کا ہر آلہ:

یہ سب ہتھیاروں میں داخل ہیں اور جو ہتھیار کی تعبیر ہوگی ان کی تعبیر وہی ہوگی۔ لیکن اگر وہ مفرد ہو تو وہ بھائی یا لڑکے کی طرف منسوب ہوگا جیسے نیزہ اور اسی طرح درانتی اور پھاوڑا اور بسولہ وغیرہ کی تعبیر میں اس کے مثل کے جیسے ہوں گے۔

زرہ اور زرد یہ جوشن اور خود
اور لوہے کی ٹوپی اور پھریرا وغیرہ:

ان سب کی تعبیر دشمنوں سے حفاظت اور سپر اور بچاؤ اور غلبہ اور سلطنت اور بہت زیادہ امن اور دنیا قوت اور بلندی و اعلیٰ درجہ سے کی جاتی ہے۔

ڈھال: اگر اس کے ساتھ کوئی ہتھیار بھی ہو تو اس کی تعبیر حفاظت و بچاؤ ہے۔اور اگر صرف ڈھال اکیلی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ایک

صاحب لیاقت آدمی ہے جو اپنے بھائیوں کا محافظ ہے اور برائیوں اور ناگوار باتوں سے ان کو بچانے والا ہے۔

کوڑا: یہ صدقات یا تھوڑے مال کے نگران ہونے کی دلیل ہے یا اسی کے مثل اور کسی چیز کی ولایت حاصل ہوگی واللہ اعلم۔

گھوڑوں، خچروں، گدھوں اور ان کے رنگوں کو خواب میں دیکھنے کا بیان

گھوڑا: اس کی تعبیر مرد کے مرتبہ اور اس کی عزت وشان وشوکت سے کی جاتی ہے۔ اگر کسی نے اس میں زیادتی دیکھی تو یہ زیادتی اسی میں ہوگی جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ اس پر سوار ہوا اور وہ آہستہ آہستہ چل رہا ہے اور گھوڑا پورے طور پر صحیح اور اچھا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ شان وشوکت وعزت پائے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کے پاس گھوڑا ہے یا اس نے گھوڑا لیا ہے اور اس کو باندھا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ ہم نے جو صفتیں بیان کی ہیں وہ ان کو حاصل کرے گا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”گھوڑوں کو باندھو کہ ان کی پیٹھ تمہارے لیے عزت ہے۔ اور ان کے پیٹ تمہارے لیے خزانے ہیں“۔

اگر کسی نے خاص گھوڑے میں یا اس کی زین یا لگام یا رکاب میں یا کسی اور چیز میں کوئی نقصان دیکھا تو یہ نقصان اس کی شان وشوکت وعزت میں اسی کے مطابق ہوگا۔ اور اگر گھوڑے کی دم لمبی یا بڑی دیکھی تو اسی کے برابر اس کے ماننے والے ہوں گے۔ اور اگر گھوڑا بال اکھیڑا ہوا یا دم کٹا ہوا ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے ماننے والے کم ہوں گے اور گھوڑے کا ہر عضو گویا اس کی شان وشوکت کا ایک حصہ ہے جو اس عضو کے درجہ کے برابر ہوگا۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ گھوڑا اس سے لڑ رہا ہے یا اس سے سرکشی کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کوئی گناہ کا کام کر رہا ہے اور کوئی خطرناک کام کر رہا ہے۔ جتنا کہ اس گھوڑے کی قوت اس جگہ میں ہے جہاں وہ ہنہنا رہا ہے۔ مثلاً دیوار پر یا چھت پر یا عبادت خانے وغیرہ میں کیونکہ اس کی عزت وشان وشوکت لوگوں کے پاس اس کے ہنہنانے کے برابر ہوگی۔ اور دوسری تعبیر کے مطابق وہ گناہ اور برا کام اور فعل شنیع ہے۔ جس میں خوف وہول ہوگا۔

اگر کسی نے یہ دیکھا کہ گھوڑا اس کو دیکھ کر آسمان وزمین کے درمیان اڑ رہا ہے یا یہ دیکھا کہ اس کے دو پر ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دنیا وآخرت میں بزرگی حاصل کرے گا اور کبھی یہ بھی تعبیر ہوتی ہے کہ اس کا دیکھنے والا سفر کرے گا لیکن اگر کسی نے یہ دیکھا کہ گھوڑے شہر میں یا گھروں میں دوڑ رہے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ سیلاب وبارش اور سختی ہوگی۔ اور اگر ان پر زینیں ہیں تو یہ خوشی یا کسی صدمے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔

گھوڑے کے رنگ: اگر کسی نے خواب میں چتکبرا یا سفید گھوڑا دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ جو معاملہ اس کی طرف منسوب ہے اس میں وہ لگا رہے گا اور اگر سیاہ مشکی رنگ کا ہے تو یہ معاملے سے مال اور خوشی حاصل کرے گا اور اگر لاکھی رنگ کا گھوڑا ہے تو اس کی تعبیر دین میں قوت و صلاحیت سے دی جاتی ہے۔ اور اگر وہ گندم گوں ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ناگوار جگہ میں پہنچے گا اور اگر سفید رنگ کا ہو تو اس کی مثل چتکبرے کے ہوگی۔ اور سرخ رنگ کا گھوڑا تمام رنگوں میں انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔ اور ان تمام میں بہترین گھوڑے وہ ہیں جن کے ہاتھ پیر سفید ہوں۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے کسی آدمی کو گھوڑے پر اپنے پیچھے بٹھا لیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اس آدمی کے ذریعہ اس مقصد تک پہنچ جائے گا جس کی طرف وہ منسوب ہے۔ اور گھوڑی کی تعبیر عورت سے ہے۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ گھوڑی کا مالک بنا یا اس پر سوار ہوا اور وہ اس کا مالک بھی بن گیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ شریف مبارک عورت پائے گا۔

اور اگر گھوڑی سیاہ مشکی رنگ کی ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو مال دار عورت ملے گی۔ اور اگر گھوڑی سفید اور سیاہ رنگ کی ہو کہ اس میں سفیدی غالب ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ عورت خوبصورت ملے گی اور اگر سبز ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ عورت گانے بجانے والی ہوگی اور مہر اس کے بچہ کو کہتے ہیں اور ہر وہ حادثہ جو گھوڑی پر ظاہر ہو جیسے اس کا مرنا یا چوری ہو جانا یا نقصان تو یہ اس کی بیوی میں ظاہر ہوگا اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ گھوڑی کا گوشت کھایا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ مال اور بزرگی اور نیک نامی اور اچھا رزق پائے گا اور اگر کسی نے خواب میں ایسا گھوڑا دیکھا کہ جس کو وہ جانتا نہیں اور نہ اس کا مالک بنا اور نہ اس پر سوار ہوا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ بڑے مرتبہ کا آدمی ہے اور شریف ہے۔

اور اگر یہ دیکھا کہ وہ گھوڑا اس کی جگہ یا اس کے مکان میں آیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس جگہ ایک بڑا شریف آدمی جو صاحب عزت ہوگا داخل ہوگا اور اگر اس طرح دیکھا کہ اس کے گھر سے یا جگہ سے گھوڑا نکلا تو اسی کے مثل آدمی یا تو وہاں سے منتقل ہو جائے گا یا مر جائے گا۔

ٹٹو (گھٹیا قسم کا گھوڑا): اس گھوڑے کی تعبیر آدمی کے نصیبہ اور بخت سے کی جاتی ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ ٹٹو گھوڑا اس کا مطیع وفرمانبردار ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کا نصیبہ اس کے موافق ہے اور اگر کسی نے اس کے خلاف دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا نصیبہ اس کے خلاف میں ہے۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ ٹٹو گھوڑے پر سوار ہے اور اس کی عادت عربی گھوڑوں پر سوار ہونے کی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا مرتبہ کم ہو جائیگا۔ اور خوشی میں نقصان آ جائے گا۔ اور اگر اس کی عادت ہمیشہ ٹٹو گھوڑوں کی سواری ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا ذکر بلند ہوگا اور نصیبہ بلند ہوگا اور ان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں مومن کے لئے تحفہ فقر ہے۔ (تذکرۃ)

گھوڑوں کی مادیوں کی تعبیر اسی طرح ہوگی جیسے گھوڑیوں کی اور اسی طرح ان کے رنگوں کی تعبیر ہوگی۔ الا اینکہ وہ عجمی عورتیں ہوں گی نہ کہ عربی۔

خچر: اس کی تعبیر ایسے مرد سے کی جاتی ہے۔ جس میں کوئی شرافت نہ ہو جیسے غلام اور چرواہا اور حرامی بچہ لیکن یہ مرد قوی اور سخت ہوگا۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ خچر پر سوار ہے۔ اور اس کا دشمن ان صفات کا ہوگا تو وہ اس پر کامیابی حاصل کرلے گا اور اس کو تابع کرلے گا۔ بشرطیکہ یہ خواب کسی مرد نے دیکھا ہو۔ اور جو کسی عورت نے دیکھا ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اس صفت کے آدمی سے شادی کرے گی اور کبھی خچر کی تعبیر سفر سے بھی کی جاتی ہے اور اگر خچرنی ہے تو اس کی تعبیر بانجھ عورت سے کی جاتی ہے۔ جب کسی نے یہ دیکھا ہو کہ وہ خچرنی پر سوار ہے یا یہ کہ اس کا مالک بنا ہے اور اس پر پورا اسباب زین اور لگام وغیرہ موجود ہے اور خچروں کے رنگوں کی تعبیر اسی طرح ہوتی ہے جیسے گھوڑوں کی تعبیر پہلے بیان کردی گئی ہے اور کبھی خچرنی دیکھنے کی تعبیر مرد کے مرتبہ اور درجہ اور اس کے منصب سے کی جاتی ہے اور خچروں کے گوشت اور ان کی کھال کی تعبیر مال سے کی جاتی ہے۔ جس طرف وہ منسوب ہے اس کے مطابق خچر کا دودھ دیکھنا برا ہے اس کے لیے جس نے اس کو پیتے دیکھا ہو اور جس قدر کہ اس نے پیا اسی قدر بھلائی اور مشکل پائے گا اور یہ اسی بنیاد پر ہوگا جس کی طرف خچرنی کی نسبت ہو۔

گدھا: اس کی تعبیر انسان کے نصیبہ اور اس کی سعادت مندی اور اس کے لطف سے کی جاتی ہے اور وہ عربی گھوڑے سے بہتر ہے۔ تو جس نے اس میں زیادتی یا نقصان دیکھا تو یہ اس کے نصیبہ اور سعادت مندی میں ہے اور مادہ نر کے مثل ہے اور بھلائی واقبال میں افضل ہے۔ اور جس نے دیکھا کہ وہ گدھے پر سوار ہے اور وہ اسکا مطیع وفرمانبردار ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا نصیبہ بھلائی کے لیے جاگ گیا اور مال ورزق جمع کرنے کے لیے حرکت میں آ گیا۔ اگر گدھا کالا ہے تو وہ مال اور سرداری حاصل کرے گا اور گدھے کے تمام رنگ گھوڑے کے رنگوں کے مثل ہیں۔ جس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے اور اس کے سوار ہونے اور باندھنے اور پکڑنے اور مالک بننے اور گھیرے میں لینے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ سب کی تعبیر یکساں ہے۔ اور عیب دار گدھے افضل ہیں اور ان میں بھلائی زیادہ ہے۔

اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ گدھے پر سوار ہوا اور وہ اس کو لے جا رہا ہے اور اس سے گر گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی جو حالت اس وقت ہے اس سے کمتر ہو جائے گی بلکہ ممکن ہے مر جائے۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ گدھے پر سے اتر رہا ہے اسی طرح جس طرح عام طور پر اترتے ہیں تو اس کو کچھ نقصان نہ ہوگا۔ اور اگر اس نے دل میں یہ خیال کرلیا کہ اب پھر وہ اس گدھے کی طرف نہ لوٹے گا تو وہ جس حالت میں اترنے سے پہلے تھا اس حالت کی طرف نہ لوٹے گا اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ گدھا خرید رہا ہے اور نقد قیمت اشرفیوں میں یا روپوں میں دے دی اور سکوں کو اپنے ہاتھ میں الٹ پلٹ کیا۔ تو یہ بہت اچھا ہے یا اچھا کلام ہے۔ جس کو وہ بولے گا۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے نقد قیمت ادا کی اور روپیہ نہیں لوٹایا اور نہ اپنے ہاتھ سے الٹ پلٹ کیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ بھلائی پائے گا اور اس کا شکر ادا کرے گا اس لیے قیمت دراصل اس نعمت کا شکر ہے۔

اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ گدھے کی آنکھ کمزور ہے یا وہ کانا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے معاش کا معاملہ شک وشبہ میں پڑ جائے گا اور اگر گدھے میں کمزوری ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے پاس ایک معاملہ ہے جس میں اس کو سیدھا راستہ نہیں مل رہا ہے اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کا گدھا خچر بن گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا نصیبہ اور اس کی معاش ایک ایسے شخص کی طرف چلے جائیں گے جو اس کی طرف نسبت نہیں رکھتے اور یہ سفر میں ہوگا اور اگر وہ گھوڑا بن گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی معاش کسی بادشاہ یا شریف آدمی کے پاس سے ملے گی۔ اور اگر یہ دیکھا کہ اس کا گدھا کمزور ہو گیا اور کسی چیز کے اٹھانے سے عاجز ہو گیا یا اس کے چڑھنے اور قدم رکھنے میں کمزوری ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا نصیبہ کمزور ہو گیا اور دنیا میں اس کی سعادت کم ہو گئی۔

اور جس نے یہ دیکھا کہ اس نے گدھے کا گوشت کھایا۔ گوشت اس کی ملکیت میں آیا یا اس نے کھانے کے لیے گدھا ذبح کیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ خبیث مال پائے گا۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ اس نے گدھی کا دودھ پیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ایک شدید مرض میں مبتلا ہوگا جس میں بچنے کی امید کم ہے۔ واللہ اعلم۔

پہاڑ: اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ پہاڑ پر سیدھا سیدھا چڑھ رہا ہے تو اپنے دنیوی امور میں سے جو معاملہ چاہتا ہے اس میں مشقت وشدت اٹھائے گا۔ اور بلندی پر چڑھنا سب کا سب اچھا ہے الا یہ کہ اگر چڑھنے میں سیدھا سیدھا چڑھا تو اس میں شدت وتکلیف اٹھائے گا۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ پہاڑ پر آہستہ آہستہ ایسا چڑھ رہا ہے جیسے کہ ہوشیاری میں چڑھتا ہے تو وہ عزت وشرف پائے گا اور اس طرح کا چڑھنا بہت اچھا ہے اور خواب میں ہر قسم کی بلندی کی تعبیر آدمی کی بلندی ہے۔ دین ودنیا اور جاہ میں۔ اور پہاڑ اور غاروں اور درختوں پر چڑھنے کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو پناہ گاہ اور امن کی جگہ حاصل ہوگی اور محفوظ ہوگا اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ بڑے بڑے پتھر اور چٹانوں اور پہاڑوں کو اٹھا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ بڑے مشکل امور پر حاوی ہوگا۔ اور اس قسم کے لوگوں کا بوجھ اٹھانے میں وہ شدت اٹھائے گا۔

بازاروں کے چبوترے: یعنی وہ چبوترے جس پر مال رکھ کر بیچتے ہیں ان کی تعبیر مال اور مختلف مالوں کی تجارت سے کی جاتی ہے اور ایسی

چبوتری جس پر لوگ بغیر مال رکھنے کے صرف بیٹھے رہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ خواب دیکھنے والا لمبی چوڑی باتوں میں مشغول رہے گا۔

گھر: گھر کی تعبیر کئی طرح سے کی جاتی ہے، اگر اس کی بنیاد اور اس کی اصل اور وہاں کے رہنے والے اور اس کے مقام نامعلوم ہوں تو اس کی تعبیر آخرت کے گھر سے کی جائیگی۔ یعنی آخرت میں اس کا حال اس کے اعمال کا نتیجہ اسی طرح ہوگا جس طرح اس گھر کا حال تنگی و وسعت اور زیب و زینت یا پراگندگی میں اور اگر گھر معلوم ہے تو پھر اس کی تعبیر دنیا سے کی جائے گی۔ اور اس کا حال مثل اس گھر کے تنگی و وسعت اور زیب و زینت و پراگندگی وغیرہ میں ہوگا۔ اور اگر کسی نے اپنے کو ایسے گھر میں دیکھا کہ اس کو پہچانتا ہے اور وہ اس گھر کا مالک ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ دنیا اس پر گھر کی وسعت اور اس کی خوبصورتی کے مطابق وسیع ہوگی اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کے گھر کی بنیاد میں زیادتی کی گئی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کی دنیوی حالت میں زیادتی ہوگی۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کا گھر گر گیا یا خراب ہوگیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی دنیا برے اعمال کی وجہ سے خراب ہوگی۔

اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے اپنا گھر بیچ دیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ مر جائے گا۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ اپنا گھر یا دوسرے کا گھر بنا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دنیا کی رغبت میں رہے گا۔ اور گھر کے مطابق وہ دنیا حاصل کرے گا۔ اگر اس کو کسی نامعلوم جگہ میں بنایا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ نیک کام کرے گا۔ اور آخرت میں اس کا حال اچھا رہے گا۔

اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے گھر کو گرا دیا تو اگر گھر نامعلوم ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ گزشتہ اس کے جو خطرناک حالات اور گناہ اور برے اعمال تھے وہ سب منہدم ہوگئے اور اگر گھر معلوم ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ برے کاموں اور فضول خرچی سے اس کی دنیا خراب ہوگی۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے اپنے گھر کا کچھ حصہ گرا دیا یا گھر کا کچھ حصہ کم ہوگیا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کی دنیا کم ہو جائے گی۔

محل: اگر کسی نے شہر میں کسی محل کو دیکھا جو بہت بڑا اور وسیع ہے کہ اس کی کھڑکیاں ہیں اور روشندان ہیں اگر وہ اس پر چڑھ گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دنیا میں بلندی و سعادت پائے گا اور دیوار کی تعبیر آدمی کی حالت سے دی جاتی ہے اور کبھی اس کی دنیا سے بشرطیکہ وہ اس پر کھڑا ہو۔ اور اگر دیوار گر جائے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی حالت گر جائے گی یا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

گچ کا مکان: اور گچ کا مکان، اگر وہ نامعلوم ہے تو اس کی تعبیر قبر سے کی جاتی ہے۔ اگر کسی نے دیکھا کہ وہ گچ کے بنے مکان میں بند ہے اور وہ مکان نامعلوم ہے تو یہ اس کی قبر ہے۔

کچا مکان: اگر مکان گچ کا نہیں ہے بلکہ کچا اور نامعلوم مکان ہے تو اس کی تعبیر عورت سے کی جائے گی۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ کسی مکان میں داخل ہوا اور اس کی بلندی پر گیا اور مکان نامعلوم ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ایک ایسی عورت سے شادی کرے گا جس سے بھلائی اور فائدہ پائے گا اور اگر مکان معلوم ہے اور یہ دیکھا کہ وہ اس کا مالک بنا ہوا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے کو بیوی ملے گی اور کبھی مکان کے دیکھنے کی تعبیر اس کی دنیا سے کی جاتی ہے۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ اپنے گھر کو جھاڑو دے رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ محتاج ہو جائے گا اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ غیر کے گھر میں جھاڑو دے رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ اس گھر کے مالک سے بہت سا مال پائے گا۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ قبر کھود رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ گھر بنائے گا۔

شہر: اگر کسی نے یہ دیکھا کہ شہر گر رہا ہے یا شہر کا کچھ حصہ گر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس شہر کے رہنے والوں کا دین برباد ہو جائے گا اور بہت ممکن ہے کہ بدبختی سے اس کی دنیا بھی چلی جائے۔

زینے: مثل سیڑھیوں کے ہوتے ہیں۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ زینے پر چڑھ رہا ہے تو اس کی تعبیر دین اسلام سے دی جائے گی یعنی جس سے وہ آخرت کی کامیابی تک پہنچے اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ کچی اینٹوں کے زینے پر چڑھ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دنیا میں صدقہ سے اور مال خرچ کرنے سے ترقی کرے گا اور اگر زینہ گچ کا یا لکڑی کا یا پکی اینٹ کا ہو تو دنیا میں اس کی بلندی آہستہ آہستہ ہوگی بشرطیکہ خواب میں ایسی بات ہو جو اس کی دلیل ہو۔

گھر کا دروازہ: گھر کے دروازے کی تعبیر گھر کے سرپرست سے کی جاتی ہے۔ جس پر سب کی نظریں لگی ہوئی ہوں۔ تو جو بات دروازے میں واقع ہو۔ جیسے ٹوٹ جائے یا اکھڑ جائے یا جل جائے یا اور کوئی اچھی یا بری بات اس میں ہو جائے وہ گھر کے سرپرست میں واقع ہوگی۔ اور مکان کے دروازے کی تعبیر عورت سے کی جاتی ہے۔ اسی طرح دروازے کے اوپر کی چوکھٹ سے مراد مرد اور نیچے کی چوکھٹ سے مراد اس کی عورت ہے۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اسکا گھر جل گیا تو اس کو یا تو سلطان سے کوئی ذلت نصیب ہو گی یا طاعون سے آفت پہنچے گی۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ دروازہ اکھڑ گیا یا گر گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ گھر والا مر جائے گا۔ اور اگر یہ دیکھا کہ مکان کا دروازہ یا اسکی چوکھٹ اکھڑ گئی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ گھر کی مالکہ مر جائے گی۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کے گھر کا دروازہ اکھڑ گیا اور اس پر کوئی اور آدمی چڑھ کر بیٹھ گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ گھر بیچ دے گا اور اس کی بیوی دوسرے سے شادی کرے گی۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کے گھر کا دروازہ گر گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ پہلے بیمار ہوگا پھر اچھا ہو جائے گا۔

دروازے کے متعلقات: دروازے کی کھڑکی لکڑیوں سے مراد آدمی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کہ دنیا مؤمن کی قید ہے اور کافر کی جنت ہے۔“ (مسلم)

کی اولاد ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ دروازے کی لکڑی گر گئی ہے تو اگر اس کی دولڑکیاں ہوں گی تو مر جائیں گی اور دو سے زیادہ ہوں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ ان کی شادیاں ہو جائیں گی اور وہ گھر سے نکل جائیں گی اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے گھر کا دروازہ بند کر دیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے گا اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ کوئی دروازہ مقفل تھا اور اس نے اس کو کھول دیا تو اگر مکان معلوم ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ شادی کرے گا اور اگر نا معلوم ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی دعا قبول ہوگی۔

میخ یا کیل: اس کی تعبیر ایسے آدمی سے کی جاتی ہے جس کے ذریعہ لوگ اپنے معاملات کو درست کر لیتے ہیں اور کچے اور پکے پل کی بھی یہی تعبیر ہے۔

زلزلہ: زلزلہ کی تعبیر یہ ہے کہ دنیا میں کوئی خاص واقع نمودار ہوگا۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ پہاڑوں میں زلزلہ ہو گیا تو اس کی تعبیر علماء کے حق میں بری ہوگی۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ خود اس کی ذات میں زلزلہ پڑ گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کی بھلائی نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کے گھر میں زلزلہ پڑا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس گھر میں زنا کاری ہوگی۔ اور اگر یہ دیکھا کہ اس کے گھر کا کچھ حصہ گر گیا تو یہ گرنا موت کی دلیل ہے جس کی طرف اس حصہ کی تعبیر منسوب ہو سکے۔ واللہ اعلم۔

درختوں، پھلوں، غلہ وزراعت، سبزی وترکاری اور باغوں کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر کا بیان:

درخت: کل درختوں کی تعبیر مردوں سے کی جاتی ہے۔ اور ان کے حالات کی تعبیر اسی طرح کی جائے گی جس طرح اس درخت کی طبیعت اور اس کا نفع اور خوشبو وغیرہ ہوتی ہے مثلاً اگر کسی نے یہ دیکھا کہ کوئی پھل پایا یا پتا پایا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ بہت سا مال اور رزق کسی ایسے شخص سے پائے گا جو اس درخت کے درجے کے برابر ہوگا۔

لکڑی: اگر سخت دیکھی تو اسکی تعبیر دین میں نفاق اور منافق آدمیوں سے دی جاتی ہے۔ اور جلنے والی لکڑی خشک ہو یا تر بڑی ہو یا چھوٹی اسکی تعبیر مثل سخت لکڑی کے ہوگی اگر بالکل چھوٹی تیلیاں دیکھے تو اسکی تعبیر یہ ہوگی کہ لوگوں میں چغلی چلنے والی ہے۔

عصا: کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ایک شریف آدمی ہے جس کی پیروی کی جاتی ہے اور وہ قابل اعتماد شخص ہے۔

کانٹے دار درخت: اس کی تعبیر ایسے آدمی ہیں جن سے خواب دیکھنے والے کو برائی اور مشکل پیش آئے گی اور کانٹا تو خود بنفسہ دکھ دینے والا ہے کہ اگر انسان میں لگ جائے تو اس کے قول وفعل سے خواب دیکھنے والے کو تکلیف ہوگی۔ اور کبھی کانٹا خواب میں دیکھنے کی تعبیر یہ ہے کہ اس انسان کو کوئی مصیبت پہنچے گی۔ جو اس کی تکلیف کا باعث بنے گی یا کوئی ایسا خوفناک معاملہ ہوگا جس میں وہ پڑ جائے گا۔

انگور اور انار کے درخت کا باغ: اس کی تعبیر عورت سے کی جاتی ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے ان کو بویا اور وہ سایہ دار بن گیا اور دراز ہو گیا تو اس کو عزت ملے گی اور یہ عزت اس درخت کی قدر و قیمت کے برابر ہوگی۔ اور کبھی اس کی تعبیر بچے سے کی جاتی ہے کہ وہ جوان ہو جائے اور اگر صرف ایک درخت دیکھا تو اس کی تعبیر ایک ہزار درہم ہے۔

موسم کا انار: اگر میٹھا انار خواب میں دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ جمع شدہ مال ہے اور اگر خواب میں یہ دیکھا کہ اس نے اس کو پورا کھایا یا اس میں سے کچھ کھایا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ مال کا ایک کامل انبار اس کو ملے گا اور وہ ہر چیز کی ایک زیادہ مقدار ملنے کی دلیل ہے۔

کھٹا انار: خواب میں دیکھنے کی تعبیر یہ ہے کہ اگر اس نے خواب میں کھالیا تو اس کو رنج وغم پیش آئے گا اور اسی طرح ہر کھٹے پھل کی تعبیر ہے۔

سیب: خواب میں دیکھنے کی تعبیر آدمی کی صنعت اور اس کی آمدنی اور اس کی ہمت سے کی جاتی ہے کہ اگر اس کو بادشاہ نے کھایا تو اس کا ملک ہے اور اگر تاجر نے کھایا تو اس کی تجارت ہے اور اگر کسی کاریگر نے کھایا تو یہ اس کی صنعت ہے۔ مثلاً اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے سیب کو پالیا یا اس کو کھالیا یا اس کا مالک بن گیا تو وہ اس ہمت سے دنیا پائے گا۔ اور اس کی تروتازگی اور لذت وقلت وکثرت کے لحاظ سے۔

ترنج: اگر کسی نے خواب میں زیادہ دیکھا تو وہ اچھا مال ہے اور اگر ایک یا دو یا تین ترنج دیکھا تو اس کی تعبیر نیک اولاد ہے اور ترنج کی زردی دیکھنے سے کوئی نقصان نہیں۔

زرد میوہ: جیسے بہی اور سیب اور زعفران اور امرود اور زرد آلو وغیرہ کو اگر کسی نے خواب میں دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ دیکھنے والا مریض ہو جائے گا۔ اور اگر ان کو سبز دیکھا تو اس کا دیکھنا ایسے رزق کی دلیل ہے جو نفع نہ دے۔

تربوز: اگر کسی نے خواب میں سبز تربوز دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ رزق ملے گا۔ اور زرد کو اگر خواب میں کھاتے دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ بیمار ہو جائے گا۔

کیلا: جس نے اس کو خواب میں دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو مال ملے گا اور دیکھنے والا دین دار ہے تو اس کے دین میں زیادتی ہوگی اور اس کی زردی یا ترشی نقصان نہ دے گی اور نہ غیر موسم میں دیکھنا نقصان کرے گا۔ اور ہر قسم کا کیلا دیکھنا خیر ہی خیر ہے

انگور: اگر سفید اور سرخ کسی نے خواب میں دیکھا تو یہ دنیا کے دو بازو ہیں۔ اگر موسم میں دیکھا تو بہتر ہے اور اگر غیر موسم میں دیکھا تو وہ بیماری

ہے اور جس نے خواب میں اس کو کھایا تو جتنے دانے کھائے اتنے ہی کوڑے اس کے جسم پر پڑیں گے۔ اور یا اس کے جسم میں اتنے دانے نکلیں گے۔ اور اگر انگور کا رنگ کالا ہو تو کوئی نفع نہ ہوگا۔ اس لیے کہ نوح علیہ السلام نے اپنے لڑکے کو غصہ کی حالت میں بددعا دی تھی تو وہ انگور جوان کے ہاتھ میں تھا وہ سیاہ ہوگیا تھا تو اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

اگر کسی نے یہ دیکھا کہ انگور نچوڑ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ بادشاہ کی خدمت کرے گا۔ اور اسی طرح جس نے یہ دیکھا کہ زیتون نچوڑ رہا ہے اس کی بھی تعبیر یہی ہوگی کہ بادشاہ کی خدمت کرے گا اور اچھا تیل وغیرہ دیکھنے کی تعبیر یہ ہے کہ اگر کسی نے اس کو پالیا تو وہ برکت و بھلائی اور مال و سرسبزی پائے گا۔ اور منقی لال ہو کہ کالا اس کی تعبیر مال و بھلائی و رزق و منفعت ہے جو اس کو پائے۔

انجیر: اس کی تعبیر غم اور ندامت ہے اس لیے کہ ہمارے والد آدم علیہ السلام جب جنت سے نکلے تو اسی کے نیچے بیٹھے تھے

اخروٹ: اگر پورا اخروٹ ہے تو اس کی تعبیر گفتگو اور جھگڑا اور رزق ہے۔ لیکن بغیر رنج و تعب کے حاصل ہوگا۔

بادام: تازہ ہو کہ سوکھا اس کی تعبیر چھپے ہوئے مال سے ہے اور اسی طرح پستہ کی تعبیر ہے۔

بندق: اس کی تعبیر اچھے مال سے کی جاتی ہے۔ اور ہر درخت جس کو پھل نہیں ہوتا جیسے سرو اور دنف (۲) اور آس اور اسی طرح کے اور درخت، اس کی تعبیر ایسا آدمی ہے جسکا نفع بہت کم ہے اور ہر وہ درخت جو خوشبودار ہے اس کی تعبیر ایسے شریف مرد سے کی جاتی ہے جو قابل تعریف ہو۔ اور ہر بدبودار درخت کو دیکھنے کی تعبیر یہ ہے کہ وہ خبیث النفس آدمی ہے۔

غلہ کے دانے: تازہ گیہوں خشک گیہوں سے افضل ہیں۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ تازہ گیہوں کھا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دین کی صلاحیت پائے گا اور پاک رزق اس کو ملے گا اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ خشک گیہوں یا پکے ہوئے کھا رہا ہے تو اس میں کوئی بھلائی نہیں ہمارے باپ آدم علیہ السلام کے قصہ کی وجہ سے۔

جو: اس کا دیکھنا گیہوں سے افضل ہے خواہ تازہ ہو کہ خشک پکا ہوا ہو کہ بھنا ہوا سب اچھا ہے۔ پاک رزق ہے۔ خواہ اس کو کھائے یا اسکو ملے۔

آٹا: یہ سب کا سب جمع شدہ مال ہے۔ جو بے حد وانتہا ہو خواہ وہ جو کا آٹا ہو کہ گیہوں کا اور غلوں کا آٹا دیکھنا روٹی سے بہتر ہے۔ اس لیے کہ روٹی کو تو آگ چھوتی ہے اور صاف روٹی مال ہے جو ضرورت سے زیادہ ہو۔ اور جس نے اس کو کھایا اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا عیش اچھا رہے گا۔

گوندھا ہوا آٹا: اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کی نسل زیادہ ہوگی۔ اور اگر اس کے پاس پھلدار درخت ہوں گے تو پھل زیادہ ہوں گے۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ آٹا گوندھ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی نسل اور اسکے باغ کا پھل اور اس کی زراعت سب میں زیادتی ہوگی۔ اور رزق بھی اس کی تعبیر ہے۔ لیکن رنج و محنت سے حاصل کرے گا۔

چاول: اس کی تعبیر مال سے ہے۔ جس کے حاصل کرنے کے لیے رنج و غم اٹھائے گا۔

تل: تل کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ترقی کرنے والا مال ہے۔ جس میں ہر وقت زیادتی ہوتی رہے گی۔

جوار باجرہ: اس کی تعبیر وہ مال ہے جو کمانے کے لحاظ سے ردی ہے۔

لوبیا: کی تعبیر طویل رنج و غم سے ہے۔

چنا، مسور، مٹر: کی تعبیر اس مال سے کی جاتی ہے جو پاک نہیں اور جس میں رنج و غم ہے۔

کھیت: اگر کسی کے پاس کھیت ہو تو اس کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر یہ ہے کہ دین و دنیا میں اس کی بھلائی ہے۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ کھیتی میں چل رہا ہے تو کھیتی کی سرسبزی اور عمدگی کے مطابق اس کی دین و دنیا بھلی ہوگی۔ اور کبھی کھیتی کی تعبیر ایسے لوگوں سے بھی ہوتی ہے جو اس جگہ کسی رنج کے موقع پر جمع ہوں۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ کھیتی کاٹی گئی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ لوگوں کے قتل کی طرف اشارہ ہے۔

زمین میں بیج کا ہونا: اس کی تعبیر یہ ہے کہ نیک کام سرزد ہوں گے۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ اگ گئے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے کام اللہ کے پاس تمام کے تمام مقبول ہونگے اور اسی سے وہ دنیا میں بھی شہرت حاصل کرے گا۔ اور اسی سے عزت و شرافت حاصل کرے گا۔ اور کبھی بیج کی تعبیر اولاد اور نسل سے بھی کی جاتی ہے۔ بشرطیکہ زمین پوری دیکھنے میں آجائے، نامعلوم نہ ہو۔

سبزی: جیسے کھیرا، ککڑی، اور شلجم اور ناریل وغیرہ دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ معمولی رزق ہے جو رنج و غم و ڈر سے حاصل ہو۔ اور کبھی ایسا بھی ہوگا کہ رنج و غم و خوف تو ہو جائے لیکن رزق کے آنے میں دیری ہو۔ اور جو رنج ہو اسکی مدت طویل ہو جائے اور یہی تعبیر پیاز اور گندنا اور کٹ کی ہے۔ اور جملہ قسم کی ترکاریوں کی تعبیر رنج و غم و خوف اور تنگی سے زندگی گزارنے کی کی جاتی ہے۔

خوشبوئیں: جملہ اقسام کی خوشبوئیں اور سونگھنے والی چیزیں جیسے گلاب، نرگس، سورج مکھی وغیرہ کو اگر کسی نے خواب میں ایسے دیکھا کہ وہ درخت سے جدا ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ دنیا اس سے زائل ہو جائے گی اور اگر ان پھولوں کو درخت میں لگا ہوا دیکھیں تو اس کی تعبیر نیک لڑکے سے کی جائے گی۔ اس پھول کی قدر و قیمت کے مطابق۔ اور جس نے اس کو پالیا اس کے لیے اچھا ہو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دنیا سے بے رغبت ہونا قلب و بدن کو راحت دیتا ہے اور دنیا میں رغبت کرنا فکر و غم کو طوالت دیتا ہے۔" (بیہقی)

گا۔اور جس نے خواب میں یہ دیکھا کہ کوئی نامعلوم قسم کا پودا کسی ایسی جگہ میں اگا ہے جہاں عادتاً پودے نہیں اگا کرتے جیسے گھر اور مسجد تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ کوئی آدمی اس گھر میں دامادی یا شرکت وغیرہ کی حیثیت سے داخل ہوگا۔

گھاس: اس کی تعبیر یہ ہے کہ فوراً ہی مال ملے گا اور وہ بھی سونا ہوگا اور اسی لیے سوکھی ہوئی گھاس کو حضرت محمد بن سیرینؒ خالص سونا کہا کرتے تھے اور کہا جاتا ہے کہ کسی شخص نے محمد بن سیرینؒ کو ایک اونٹ سوکھے گھاس سے لدا بھیجا تو اس کو بہت دیر تک دیکھتے رہے پھر کہنے لگے۔کاش یہ اونٹ مجھے رات میں خواب میں ملتا۔

باغ: اس کی تعبیر بیوی ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ باغ میں ہے اور وہاں پھل کھا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ ایک مالدار عورت سے وہ مال پائے گا اور اگر یہ دیکھے کہ وہ باغ میں سیر کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ ایک عورت کے ملنے سے اس کی حالت اچھی ہوگی اور اس کا عیش عمدہ گزرے گا اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کے باغ کا دروازہ ایک طرف سے اکھڑ گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے گا۔اور نامعلوم باغوں کی تعبیر جنت سے کی جاتی ہے۔اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ اپنے باغ میں داخل ہوا اور اس میں سیر کر رہا ہے تو اس کی تعبیر جنت ہے اور چمنوں کی تعبیر دین اسلام ہے۔اگر کسی شخص نے یہ دیکھا کہ وہ چمن میں چل رہا ہے یا اس میں سیر کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت ملے گی اور اسلام میں وہ خیر کثیر حاصل کرے گا اور اس میں تفریح کرنے کی تعبیر یہ ہے کہ وہ بلندی حاصل کرے گا۔

شربتوں اور دودھ کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر کا بیان:

دودھ: اگر نامعلوم قسم کا دودھ ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اسلام کی فطرت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔یعنی اگر کسی نے دیکھا کہ نامعلوم قسم کا دودھ پیا یا یہ کہ دودھ اس کے قبضہ میں ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ بھلائی پائے گا اور اس کا دین ابھار ہے گا۔اور اگر دودھ ایسا تھا جس کی قسم اور جنس معلوم نہیں ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کو حلال مال ملے گا اچھا رزق ملے گا۔جس سے وہ فائدہ اٹھائے گا بشرطیکہ وہ نہ کھٹا ہو نہ چھاچھ۔جس کی چکنائی نکال دی گئی ہو اور اگر کھٹا ہوا یا چھاچھ ہوئی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو رنج و غم اور نقصان پہنچے گا۔

پنیر: پنیر کی تعبیر منجملہ مال اور بھلائی اور اس کے مالک کی سرسبزی ہے اور تر خشک سے افضل ہے۔

گائے، بھینس اور اونٹنی کے دودھ:

سب کے سب بھلے ہیں اور بکری اور مینڈھی کا دودھ گائے کے دودھ سے کم درجہ کا ہے اور جنگلی اونٹنی کے دودھ کی تعبیر دین میں صلاحیت سے دی جاتی ہے اور خچرنی کا دودھ اگر کسی نے پیا تو اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ اس کو گھبراہٹ اور تکلیف پہنچے گی اور شہری گدھی کے دودھ کی تعبیر یہ ہے کہ شدید مرض ہوگا لیکن پھر زائل ہو جائے گا اور تمام جنگلی جانور جو کھائے جاتے ہیں ان کے اور اسی طرح ہرنی کے دودھ کی تعبیر بھلائی، صلاحیت اور جائز رزق ہے اور گھوڑی کا دودھ پینے کی تعبیر یہ ہے کہ پینے والے کا نام نیک ہوگا۔اور شیرنی کا دودھ پینے کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دشمن پر کامیابی حاصل کرے گا اور کتیا کا دودھ پینے کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو دشمن سے سخت ڈر ہوگا اور جلد نقصان پہنچے گا۔اور چیتنی کے دودھ کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو خوف ہوگا اور اس کا دشمن ظاہر ہوگا اور لومڑی کے دودھ کی تعبیر بھلائی اور خوشی اور مالداری سے دی جائے گی اور ریگماہی کے دودھ کی تعبیر بیماری اور خصومت سے دی جاتی ہے۔اور سورنی کے دودھ کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے پینے والے کی عقل میں تغیر ہو جائے گا۔اور دودھ خواہ چھاتی سے پیئے یا چھاتی سے پلایا جائے ہر دو صورتوں میں اس کی تعبیر یہ ہے کہ پینے والا قید میں یا تنگی میں پڑ جائے گا کیونکہ دودھ پینے کی مدت دو سال پر ختم ہو جاتی ہے۔اگر کسی عورت نے خواب میں دیکھا کہ وہ دودھ والی ہوگئی ہے یا اس کی چھاتیوں سے دودھ بہنے لگا ہے تو اس کی تعبیر بھلائی اور مال اور رزق سے دی جاتی ہے جو اس پر بہتا آئے گا لیکن دودھ پینے کی تعبیر اس کے خلاف ہے۔

شراب: اس کی تعبیر حرام مال ہے بشرطیکہ خواب میں خصومت کے ساتھ جھگڑا نہ ہو اور نہ اس سے بحث ہو جس نے اس سے پیالہ کے بارے میں جھگڑا کیا ہو کیونکہ یہ شر ہے۔

انگور یا کھجور کا شیرہ: اس کی تعبیر مکروہ مال سے دی جاتی ہے جس میں شبہ ہو لیکن جس قدر اس کو آگ لگی ہوئی معلوم ہوگی اس قدر رنج و مصیبت سے حاصل ہوگا۔

نشہ: اگر خواب میں بغیر شراب کے نشہ معلوم ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو مکروہ بات پہنچے گی جس میں کوئی بھلائی نہ ہوگی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ اور تم لوگوں کو ایسے دیکھو گے کہ گویا وہ نشہ میں ہیں حالانکہ وہ نشہ میں نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے اور جس نے خواب میں یہ دیکھا کہ وہ شراب یا شیرا کسی کے ساتھ پی رہا ہے اور دونوں کے درمیان کھانے کا دسترخوان ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ معاش حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اور اپنے غیر سے جھگڑے گا کیونکہ دسترخوان کی تعبیر معاش سے ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ شراب بنا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ سلطان کی خدمت کرے گا اس کے ہاتھوں سے بڑے بڑے کام انجام

پائیں گے اور اگر کسی نے شراب کی نہر دیکھی تو اگر سبز چمن میں ہو جو نہ معلوم ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ جنت میں داخل ہوگا بشرطیکہ وہ شراب پیے یا اس چمن میں داخل ہوا اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ دنیا میں کسی فتنہ میں مبتلا ہوگا۔

شہد: اس کی تعبیر مال اور پاک رزق اور امراض سے شفا ہونے کی دی جاتی ہے وہ تمام شربت جو میوؤں سے بنائے جاتے ہیں ان کی تعبیر انہی پھلوں کے لحاظ سے ہوگی جن سے وہ شربت بنائے گئے ہوں اور اس کے متعلق اوپر تفصیل سے بیان کردیا گیا ہے۔

عورتوں، مردوں اور انسانوں کے اعضاء اور حیوان کے فضلوں کو خواب میں دیکھنے کا بیان:

جان پہچان کا آدمی: اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کو کوئی جان پہچان کا آدمی کوئی چیز دے رہا ہے یا بات کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یا تو وہی مرد ہے یا اس کا کوئی نظیر یا اس کا ہم نام۔

غیر شناسا آدمی: اگر کسی نے ایسے شخص کو دیکھا جس کو وہ نہیں جانتا تو اس کی تعبیر اس طرح ہوگی کہ اگر وہ جوان ہے تو گویا اس کا دشمن ہے اور اگر وہ بوڑھا ہے تو اس کی تعبیر اس کی نیک بختی اور اس کے نصیبے اور بخت سے کی جائے گی جس میں وہ کوشش کر رہا ہے اور اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ کوئی بوڑھا اس کو کچھ دے رہا ہے یا اس سے بات کر رہا ہے تو اس کی تعبیر اس کی نیک بختی اور کوشش ونصیبہ وبخت سے کی جائے گی اور یہ اسی حد پر ہو گا جس حد پر اس نے بوڑھے کو دیکھا اور اس کی اچھی صورت یا بدصورتی یا کمال یا نقصان یا قوت یا ضعف کے لحاظ سے تعبیر دی جائے گی۔

بوڑھی عورت: اگر ایسی دیکھی جس کو وہ جانتا ہی نہیں تو اس کی تعبیر اس کے سال سے ہوگا تو جیسے اس کا حسن وکمال یا قباحت ہوگی اسی طرح اسکا سال گزرے گا اگر کسی نے خواب میں ایسی لڑکی دیکھی جس کو وہ جانتا نہیں کہ وہ اس سے بات کر رہی ہے یا اس کو کچھ دے رہی ہے یا اس نے دیکھا کہ وہ اس لڑکی کو گلے لگا رہا ہے یا اسکو پیار کر رہا ہے یا اس کے ساتھ زندگی گزار رہا ہے یا اس سے جماع کر رہا ہے بغیر اس کے کچھ چیز دیکھے تو یہ اس کا سال ہے جو اس عورت کی حالت کے مطابق ہوگا یعنی اگر وہ خوب صورت اور موٹی ہے تو وہ اپنے اس سال میں بھلائی اور اچھا رزق پائے گا۔ اور اگر وہ عورت اس کے خلاف ہوتی تو جیسی اس کو دیکھے گا ویسی ہی تعبیر ہوگی۔

پیدا شدہ لڑکی: تعبیر میں لڑکے سے اچھی ہے۔ اور جس نے اس کو خواب میں دیکھا اس کو خوشی اور فرحت حاصل ہوگی۔

لڑکا: جس نے خواب میں دیکھا اس کی تعبیر فکر وغم رنج اور سخت محنت سے کی جائے گی جس نے اس لڑکے کو دیکھا یا جس کے یہ لڑکا پیدا ہوا۔

ایسے خواجہ سرا جنکو جانتا نہیں: ان کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر فرشتوں کا دیکھنا ہے۔

سر: مرد کا اپنے سر کو خواب میں دیکھنا دراصل اپنے رئیس کو دیکھنا ہے جس کے ذریعہ وہ لوگوں میں شہرت حاصل کرے گا۔ اور یہ رئیس خواہ اس کا باپ ہو کہ بھائی ہو مالک یا شوہر یا بادشاہ وغیرہ تو سر میں اگر کوئی واقعہ دیکھے تو وہ واقعہ اس کے رئیس میں نمودار ہوگا اور سر کی تعبیر کبھی انسان کے راس المال سے بھی کی جاتی ہے تو اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کا سر بغیر گردن مارنے کے علیحدہ ہوگیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا رئیس اس سے جدا ہو جائے گا یا اس کا راس المال جدا ہو جائے گا یا اس کی معیشت بیٹھ جائے گی۔

سر کے بال: اگر یہ خواب دیکھنے والے کا مال ہیں یا اس کے رئیس کا مال اور کبھی اس کی تعبیر اور طریقہ سے بھی کی جاتی ہے اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے اپنے سر کو منڈوایا اور وہ نہ حج کا زمانہ تھا اور نہ اشہر حرم تھے (اشہر حرم ان چار مہینوں کو کہتے ہیں ذی القعد، ذی الحجہ، محرم، رجب) اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا یا اس کے رئیس کا مال چلا جائے گا یا وہ اپنے کام سے معزول ہو جائے گا اگر اس نے خواب اشہر حج کے زمانہ میں دیکھا (اشہر حج میں یہ تین مہینے ہیں۔ شوال، ذی قعدہ، ذی الحجہ) تو یہ اس کے لیے بہت بہتر ہیں تو یہ ممکن ہے کہ وہ حج بھی کرلے اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کے سر کے بال لمبے ہوگئے ہیں تو اگر وہ ہتھیار لگایا کرتا ہے تو اس کی قوت وزینت وخوب صورتی وہیبت بڑھے گی یعنی اگر وہ ہاشمی ہے تو وہ لوگوں کی گردنوں کا مالک بن جائے گا اور اگر وہ تاجر ہے تو اس کے مال میں زیادتی ہوگی اور اگر کسان ہے اس کی کھیتی وزراعت میں زیادتی ہوگی اور اگر ان میں سے کچھ بھی نہیں تو پھر اس نے جس قدر لمبے اور وسیع بال دیکھے ہیں اسی کے مطابق اس کو رنج وغم پہنچے گا خصوصاً اگر یہ دیکھا کہ بال اس کے چہرے پر اتر گئے اور اگر اس کے سر کے بال کالے تھے اور اس نے ان کو خواب میں سفید دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ لوگوں میں اسکی ہیبت اور وقار کی زیادتی ہوگی اور اگر اس کے بال سفید تھے اور اس نے ان کو خواب میں سیاہ دیکھا تو یہ اس کے حالات کے متغیر ہونے کی دلیل ہے۔

آدمی کا چہرہ اور اس کی داڑھی: اس کی تعبیر اس کے مرتبے اور اس کی ہیبت سے کی جاتی ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کی داڑھی لمبی ہوگئی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے مرتبہ میں زیادتی ہوگی اور اگر کسی نے اپنی داڑھی کو اس قدر لمبی دیکھا کہ عادتاً اتنی لمبی نہیں ہوا کرتی تو یہ داڑھی جس قدر لمبی ہوئی ہے اتنا ہی فکر وغم ورنج وبلا اس کو پہنچے گی اور اگر کسی نے یہ دیکھا ہو کہ اس کی داڑھی منڈھی ہوئی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ لوگوں میں اس کا مرتبہ چلا جائے گا اور اسی طرح اگر یہ دیکھا کہ داڑھی گر گئی یا اکھاڑی گئی اور منڈی ہوئی ہونا اس سے کم درجہ پر ہے۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کا سر اور اس کی داڑھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے تعجب انتہائی تعجب ہے اس شخص کے لیے جو زندگی کے دار کی تصدیق کرتا ہے اور وہ دار غرور کے لیے سعی کرتا ہے۔" (بیہقی)

دونوں مونڈ دیئے گئے تو اگر خواب میں کوئی ایسی بات بھی نظر آئے جو بھلائی کی دلیل ہو تو اس کی تعبیر ہوگی کہ اگر وہ مصیبت زدہ ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی مصیبت کو دور فرما دے گا۔ اور اگر وہ مقروض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسکے قرضہ کو ادا کرا دیگا اور اگر بیمار ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو شفاء دے گا لیکن اگر کوئی بھلائی کی دلیل خواب میں نظر نہ آئے تو پھر اس خواب میں کوئی بھلائی نہیں۔

خضاب: یہ دراصل پردہ اور حفاظت ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے سر میں خضاب لگا لیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اس حالت پر پردہ ڈال دے گا جو وہ کرنے والا ہے اور وہ اس کا عزم کر چکا ہے اور اگر خضاب اس پر جما نہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر پردہ نہیں ڈالے گا۔

سر میں اور داڑھی اور بدن میں تیل لگانا:

جس نے خواب میں یہ دیکھا تو اگر معلوم جگہ سے تجاوز نہ کرے تو یہ حسن اور زینت کی دلیل ہے۔ اور اگر تجاوز کر جائے یا چہرے پر بہنے لگے یا کپڑے پر بہنے لگے تو وہ غم ہے جو اس کو پہنچے گا اور اگر وہ تیل جس کو اس نے بدن میں لگایا ہے خوشبودار ہے تو زینت کے ساتھ کوئی اچھی بات بھی ہوگی

بخور: اس کا خواب میں دیکھنا اچھی تعریف کی نشانی ہے لیکن اس میں ہولناکی اور خطرہ بھی ہے کیونکہ دھوئیں کی تعبیر سلطان سے ہولناکی خطرہ کی ہے۔

بال اگنا: اگر چہرے میں یا ہتھیلیوں میں یا ایسی جگہ جہاں عموماً بال نہیں ہوا کرتے کسی نے بال دیکھے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس پر قرضہ ہو جائے گا اور اس کو بہت سخت تکلیف وشدت پہنچے گی اور اگر مونچھ اور بغل اور زیر ناف پر بال دیکھے تو اگر بال کم ہیں تو یہ سنت میں اور دین میں زیادتی کی دلیل ہے اور بھی زیر ناف بالوں کی زیادتی ایسی ولایت کی دلیل ہوتی ہے جس میں دین نہ ہو اور تمام جسم کے بال کا دیکھنا انسان کا مال ہے۔ اگر اس کے پاس مال یا تجارت یا زراعت ہے تو جو زیادتی یا نقصان ان بالوں میں دیکھے گا تو اسی طرح میں زیادتی یا نقصان حاصل کرے گا اور اگر یہ دیکھا کہ اس کے بال چمک رہے ہیں تو اگر وہ غنی ہے تو محتاج ہو جائے گا اور محتاج ہو تو غنی ہو جائے گا اور اگر وہ پریشان حال ہو تو اس کی پریشانی زائل ہو جائے گی۔ اور اگر وہ بیمار ہے تو شفاء پائے گا اور اگر وہ قرض دار ہے تو قرض اس کا ادا ہو جائے گا۔

پیشاب: جس نے یہ دیکھا کہ اس نے پیشاب کیا ہے تو اگر وہ پریشان ہے تو اس کی پریشانی دور ہو جائے گی اور اگر وہ قرض دار ہے تو اس کا قرض دور ہو جائے گا اور اگر وہ مال دار ہے تو جس قدر کم یا زیادہ پیشاب اس نے دیکھا ہے اسی قدر اس کا مال کم ہو جائے گا۔

انسان کا بھیجا: یہ اس کا مال اور خزانہ ہے اور اسی طرح تمام بھیجے کہ وہ گڑے ہوئے مال ہیں۔ اگر کسی نے خواب میں یہ دیکھا کہ وہ بھیجا کھا رہا ہے تو وہ اپنا پاک مال کھا رہا ہے۔ اور اگر اس کے سوا کسی آدمی یا جانور کا بھیجا کھاتے دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ غیر کی کمائی کھا رہا ہے۔

لوگوں کا گوشت: اگر پکے ہوئے یا بھنے ہوئے دیکھا تو وہ مال ہے۔ اور اگر ان کا کچا دیکھا تو یہ غیبت ہے۔ اس شخص کی جس کا اس نے گوشت کھایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ

(کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے بلکہ تم اس کو برا سمجھو گے)

کان: خواب میں کان کا دیکھنا اس کی بیوی یا بیٹی سے تو اسمیں حادثہ یا کمی یا زیادتی پائے گا تو وہ ان ہی میں ہوگا جن کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

آنکھ کی پلکیں اور بھویں: اس کی تعبیر دین کی حفاظت اور اس میں اس کے اچھے اخلاق سے کی جاتی ہے۔ اگر کسی نے اپنی آنکھوں کی پلکوں میں زیادتی یا نقصان یا خوبصورتی پائی تو یہ حالت اس کے دین اور اس کے حسن اخلاق میں ظاہر ہوگی۔

ناک: ناک کی تعبیر انسان کے مرتبہ اور فخر سے کی جاتی ہے۔ اور اسی طرح اس کی پیشانی کی تعبیر اس کی عزت اور اس کے فخر سے کی جاتی ہے۔ تو ان میں جو زیادتی یا نقصان دیکھے گا تو یہی حالت اس میں ہوگی جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

کن پٹیاں، رخسار، جبڑے: یہ انسان کی معاش کے طریقوں پر دلالت کرتے ہیں۔ تو اس میں جو کچھ واقع ہوگا اس کی تعبیر وہ معاش ہوگی جو لوگوں کے درمیان اس کی ہے۔ ہونٹ آدمی کے مددگار ہیں اور اوپر کا ہونٹ نیچے کے ہونٹ سے افضل ہے۔

آدمی کی زبان: اس کی تعبیر اس کے ترجمان اور اس کے پیغامبر سے کی جاتی ہے اور کبھی زبان کی تعبیر آدمی کی حجت اور دلیل سے کی جاتی ہے اگر کسی نے اپنی زبان کٹی ہوئی یا چھوٹی یا ناقص دیکھی تو اگر اس کے اور کسی کے درمیان لڑائی جھگڑا ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی حجت کٹ گئی اور اگر کسی سے اس کا جھگڑا نہیں تھا تو یہ اس کے دین میں صلاحیت کی دلیل ہے۔ اور اگر یہ دیکھا کہ وہ لانبی ہوگئی ہے تو گویا جھگڑے میں اس کی دلیل طاقتور ہوگی اور مراد ہے۔ یعنی اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کا کان مر گیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ یا تو وہ اپنی بیوی کو طلاق دے گا یا وہ مر جائے گی یا اس کی بیٹی کی شادی ہو جائے گی۔ اور کان کی زیادتی یا زیور سے مزین ہونا اس میں موتیوں کا ہونا اسکی بیوی یا بیٹی کے خوشحال رہنے کی دلیل ہے

آدمی کی سماعت: کی تعبیر اس کے دین سے کی جاتی ہے یعنی اگر اس نے خواب میں اپنی قوت سماعت کو کم یا زیادہ دیکھا یا بالکل غائب پایا تو یہی

حالت اس کے دین کی سمجھی جائے گی۔

انسان کی آواز: اس کے شہراور لوگوں میں اس کے ذکراور اس کے فخر سے ہوگی تو جس طرح اس کی آواز اور اس کی خوش گلوئی اور راگ اور خوش آوازی اور اس کا بعد وقرب خواب میں معلوم ہوگا اسی کے مطابق اس کی شہرت اور اس کا چرچا ہوگا۔

آنکھ: اس کی تعبیر انسان کے دین اور اس کی ہدایت سے کی جاتی ہے اور اسی طرح اس کی قوت بصارت کی تعبیر ہوگی۔ تو جس نے اپنی آنکھ یا قوت بصارت میں کمی یا زیادتی پائی تو وہ اس کا دین ہے جیسے اندھاپن اور سرخی اور شب کوری وغیرہ۔ اور جس نے خواب میں یہ دیکھا کہ اس نے سرمہ لگایا ہے اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے دین میں بھلائی رہے گی اور اگر خواب میں سرمہ لگاتے وقت زینت کا قصد کیا ہو تو وہ ایسا کام کرے گا جس سے لوگوں میں اس کی دینداری بہترین ثابت ہو اور کبھی آنکھ کی تعبیر مال یا لڑکے یا بھائی یا امیر سے کی جاتی ہے۔ وہ طرار رہیگا جس سے وہ جھگڑ رہا ہے یا لڑ رہا ہے اس پر اس کو کامیابی حاصل ہوگی اور اگر اس کا کسی سے جھگڑا نہ ہو تو وہ زیادہ لغو فحش اور بے ہودہ باتیں بکنے والا ہوگا اور عورت کی زبان کا کٹنا ہر حالت میں اچھا ہے۔

اونٹ اور گائے، بکری اور بھیڑ کو اور ان کے گوشت کو خواب میں دیکھنے اور ان کے رنگوں کا بیان:

اونٹ: اونٹ کی تعبیر کبھی سفر سے کی جاتی ہے اور کبھی رنج سے اور کبھی کسی موٹے آدمی سے جو عربی ہو یا عجمی اور اگر سرخ رنگ کا (بختی) ہے تو اس کی تعبیر تو وہی ہے جو ہم نے بیان کی لیکن اگر اونٹنی ہے تو اگر اس کا دیکھنے والا مجرد بے شادی شدہ ہے تو اس کی تعبیر عورت ہے اور اگر مجرد نہیں ہے تو اس کی تعبیر سفر یا ملک یا مکان سے کی جاتی ہے اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ اونٹ پر سوار ہے اور وہ اس کو لے کر چل رہا ہے تو اس کی تعبیر سفر سے ہے اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ اونٹ بن گیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو رنج وغم و مرض پہنچے گا۔ پھر وہ اچھا ہو جائے گا اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ اونٹ سے جنگ کر رہا ہے یا اس سے جھگڑ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کسی دشمن سے لڑ رہا ہے اور اگر اونٹ سرخ رنگ کا بختی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ عجمی آدمی ہے۔

اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کے پاس بہت سے اونٹ ہیں جن کا وہ مالک بنا ہے یا ان کو چلا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کسی قوم کا حاکم بنے گا اور کسی نے یہ دیکھا کہ نامعلوم اونٹ کسی زمین یا جگہ یا گاؤں میں داخل ہوئے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس جگہ کوئی دشمن داخل ہوگا اور کبھی اس کی تعبیر سیلاب یا وبا یا مرض سے بھی کی جاتی ہے۔ اگر اونٹ اچھا ہے تو دشمن یا مرض یا وبا کا انجام بھلائی اور صلاحیت و برکت کی طرف ہوگا اور اگر اونٹ بڑا ہے تو معاملہ مذکورہ بالا امور کی ضد ہوگا۔

اونٹ کے گوشت: ان کی تعبیر وہ اموال ہیں جن کی طرف وہ منسوب ہیں اور کہا جاتا ہے کہ جس نے یہ دیکھا کہ اس نے کچھ کھایا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ مریض ہو جائے گا اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ اونٹنی کا دودھ دھو رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کسی عورت سے حلال مال حاصل کرے گا اور اگر دودھ کے سوا اور چیز دوہی ہے یعنی خون یا پیپ تو اس کی تعبیر حرام مال سے ہوگی اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے اونٹنی کا دودھ پیا لیکن خود نہیں دوہا تھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ایک موٹے آدمی سے مال پائے گا جو شان وشوکت والا ہوگا اور فصیل الناقہ اس کے بچے کو کہتے ہیں اور جس نے یہ دیکھا کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس سے نکل گئی یا ضائع ہوگئی یا چوری ہوگئی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی بیوی اس سے جدا ہو جائے گی۔

بیل: اس کی تعبیر موٹے آدمی سے کی جاتی ہے جو سلطان کے گورنروں میں سے ہوگا یا ایسا آدمی جس کے پاس منفعت اور قوت ہوگی بشرطیکہ اس بیل کے سینگ بھی ہوں اور اگر سینگ نہ ہوں گے تو اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو حقیر ذلیل کوتاہ قد کا ہو جس کی نعمت سلب ہوگئی ہو۔

گائے: اس کی تعبیر سال یا عورت سے کی جاتی ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ بیل پر سوار ہے یا اس کا مالک بنا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ سلطان کے عہدوں میں سے کوئی عہدہ پائے گا اور اس سے بھلائی پائے گا اور سلطان کے کسی عہدہ دار پر قابو پالے گا اور اس کی پناہ میں اس سے بہت مال حاصل کرے گا اور اگر وہ بیل اس کے گھر میں داخل ہو گیا اور اس پر اس کو قابو حاصل ہو گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ مال جو وہ پائے گا اس کو محفوظ رکھ سکے گا اور یہ بیل اس کی بھلائی کی زیادتی کا باعث ہوگا۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ ایک یا بہت سے بیلوں کا مالک بنا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ مال پر حاکم بنے گا اور مال اس کے ہاتھ کے نیچے ہوگا۔

اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ بیل نے اس کے سینگ مارا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کام سے ہٹا دیا جائے گا اور جس قدر کہ اس سینگ کی مار پڑی ہے اسی کے مطابق اس کو نقصان پہنچے گا اور اگر اس کے بیل کا سینگ ٹوٹ گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اپنے کام میں ناگوار بات پائے گا اور علیحدگی کے قریب ہو جائے گا اور بیل کے سینگ کی تعبیر اس کی عزت و مال اور صلاحیت سے دی جاتی ہے اور اگر کسی نے دیکھا کہ وہ کسی بیل پر سوار ہوتی ہے تو اگر اس کا شوہر نہیں ہے تو اس کی شادی ہو جائے گی اور اگر اس کا شوہر موجود ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ شوہر اس کا مطیع ہو جائے گا اور وہ اس پر سوار ہو جائے گی۔ اور کارکن بیل کا گوشت اس کا مال ہے اور اس کی کھال اس کا ترکہ ہے۔

اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے بیل کو ذبح کیا ہے اور اس کا گوشت تقسیم

کر دیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ مر جائے گا اور اگر بیل کارکن نہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ آدمی اس جگہ مر جائے گا اور اس کا مال تقسیم ہوگا اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے بیل یا ایسا چھوٹا بچھڑا ذبح کیا جو کام کرنے کی عمر کو نہیں پہنچا تھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ آدمی کو مسخر کر لے گا اور بغیر اس کے مرنے کے اس کا مال کھائے گا۔اور یہ اس شخص کے مثل نہ ہوگا جسے ذبح کیا اور گوشت نہ کھایا۔

بہت سے بیل: اگر نا معلوم ہیں اور ان کا کوئی نگران نہیں ہے اور اگر وہ کسی جگہ یا مکان میں داخل ہوں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس جگہ امراض یا وبا پھیلے گی خصوصاً اگر ان کے رنگ مختلف ہوں گے یا کالے دبلے ہوں۔

گائے: اس کی تعبیر جیسا کہ اوپر بیان کر دیا گیا سال بھی ہے اور عورت بھی اور کالی گائے کی تعبیر سر سبز مال سے کی جاتی ہے اور اگر کئی کالی گائیں جمع ہو جائیں تو جسقدر ران کا موٹا پا ہوگا اتنے سال سبز ہوں گے اور اگر وہ دبلی ہوں گی تو وہ خشک سال ہوں گے اور اگر کسی نے موٹی گائے دیکھی اگر وہ اس کا مالک ہو گیا یا وہ اس مقام والوں کی ہے۔جس جگہ میں وہ رہتا ہے تو اس کی تعبیر سر سبز سال سے ہے اور گائے کے گوشت کی تعبیر ان سالوں کے مال ہیں۔اور اسی طرح ان کی کھالیں ان کا فضلہ وہ مال ہیں جن کو وہ کمائے گا۔

اور اسی طرح چوپایوں کا گوبر کل کا کل مال ہے الا اینکہ اس کی حرمت وحلت اس کی بو کے مطابق ہے اور اسی طرح پلیدی اور وہ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو پیٹ میں سے نکلے الا اینکہ پلیدی بہت زیادہ ہو کہ اس میں غائب ہو جائے کہ وہ خبیث مال ہے۔جس میں کوئی بھلائی نہیں اور اس کا ذکر پہلے آ چکا ہے اور گائے کا گھی اور اس کا دودھ مال ہے اور سر سبزی ہے اور تونگری ہے اس کے لیے جو اس کا مالک ہو اور جس کو وہ حاصل ہو جائے۔

اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ گائے کو دوہ رہا ہے اور اس کا دودھ پی رہا ہے تو اگر فقیر ہے تو غنی ہو جائے گا اور اگر غنی ہے تو مال میں اور زیادتی ہوگی اگر غلام ہے تو آزاد ہو جائے گا اور اپنی آزاد کرنے والی مالکہ سے شادی کر لے گا اور جس نے گائے کو گابھن بھی دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی اس سال میں بھلائی اور سر سبزی کی امید ہے جو یقیناً ہوگی

مینڈھا: اس کی تعبیر وہی مذکورہ موٹا آدمی ہے جس کی طرف لوگوں کی نظریں اٹھیں۔شریف غنی مضبوط بہادر ہو اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے مینڈھا پالیا یا اس کا مالک بن گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ شان و مال پائے گا اور موٹے آدمی کو مسخر کرے گا اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے اس کو ذبح کر لیا اور گوشت مقصود نہ تھا یا اس کو قتل کر دیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ صاحب عزت مضبوط آدمی پر کامیابی حاصل کرے گا۔

اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے اس کی کھال کھینچی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اس کا مال لے لے گا اور اس آدمی میں جدائی ہو جائے گی اور اگر اس کا گوشت کھایا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس آدمی کا مال کھائے گا اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ مینڈھے پر سوار ہے اور وہ اس کو جس طرح چاہتا ہے ادھر ادھر پھیرتا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اس سے بھلائی پائے گا اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ مینڈھے کو اپنی پیٹھ پر اٹھائے ہوئے ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ایک شخص کا خرچ برداشت کر رہا ہے اور اگر مینڈھا اس پر سوار ہو گیا اور اس نے خود اس کو نہیں اٹھایا تھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ آدمی اس خواب کو دیکھنے والے پر سوار ہو جائے گا اور اس کو مجبور کر دے گا اور اگر یہ دیکھا کہ مینڈھے کو اس نے نیچے گرا دیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ خواب دیکھنے والا اس پر غالب آ جائے گا اور اس کی قوت وشوکت چلی جائے گی۔

اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ بہت مینڈھوں کی ایک جماعت کا مالک ہو گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ شریف لوگوں پر اور بڑے لوگوں پا قابو پا لے گا اور اسی طرح اگر یہ دیکھا کہ وہ مینڈھوں کو چرا رہا ہے جس نے یہ دیکھا کہ وہ قربانی کے لیے مینڈھا ذبح کر رہا ہے تو اس کی تعبیر غلام کو آزاد کرنے یا قیدی کو چھڑانے یا مرض سے شفا یا قرض کے ادا کرنے یا محتاجی کے بعد تونگری پانے سے ہے۔

بکری: اس کی تعبیر شریف اور عمدہ عورت ہے جو صاحب نصیب ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے کوئی بکری پالی یا اس کا مالک بنا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اسی طرح کی عورت پائے گا۔اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے اس کا گوشت کھانے کے لیے اس کو ذبح کیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس سے بھلائی پائے گا اور اگر بکری کو ذبح کیا اور اس کو کھانے کی نیت نہ تھی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کسی عورت سے نکاح کرے گا اور جس نے یہ دیکھا کہ بکری اس کے گھر سے نکل گئی یا کھو گئی یا چرالی گئی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی بیوی کے متعلق وہ امر پیدا ہو جائیگا جو اس کو برا معلوم ہوگا۔

بکری کی چربیاں: اور انکا گوشت اور انکی کھالیں اور ان کے دودھ اور اون اور گوبر سب کے سب اس کے لیے مال غنیمت ہیں جو ان کو پالے۔

سخلہ: بکری کا بچہ ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کو بکری کا بچہ دیا گیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کا بچہ پیدا ہوگا اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ بکری کا بچہ ذبح کر رہا ہے لیکن گوشت کے لیے نہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا بچہ یا اس کے خاندان میں کوئی مر جائے گا۔اگر اس نے یہ دیکھا کہ وہ بکری کے بچے کا گوشت کھا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس بچے کے سبب سے مال پائے گا۔اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ پکی ہوئی بکری کا گوشت کھا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اچھا رزق پائے گا اور سر سبزی حاصل کرے گا اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ کچا گوشت کھا رہا ہے یا اس گوشت سے کسی انسان کو مار رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کسی انسان کی غیبت کر رہا ہے اور اس کا گوشت

کھا رہا ہے یا اس کو اپنی زبان سے نقصان پہنچا رہا ہے۔

جس نے یہ دیکھا کہ وہ بھنا ہوا گوشت کھا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ایسا رزق پائے گا جس میں رنج وکلفت ہوگی حتی کہ نا امیدی تک پہنچ گیا ہوگا

جس نے یہ دیکھا کہ اس کے گھر میں یا اس کے مکان میں کھال اتری ہوئی بکری آ گئی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس جگہ کوئی انسان مر جائے گا اور اگر بکری کے بعض اعضاء کی کھال اتری ہوئی ہو تو اس عضو کی نسبت جس کی طرف ہوگی وہ مر جائے گا اور اگر بکری کا پیر یا اس کا کوئی عضو کھالیا تو اس کے خاندان میں سے کوئی مر جائے گا اور اگر اس کا پہلو یا پسلی کھالیا تو وہاں ایک عورت مر جائے گی اور یہ سب جب ہوگا کہ گوشت تازہ ہو۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ بکری چرا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ لوگوں پر اس کی حکومت قائم ہوگی۔

بھیڑ: اگر نر ہو تو مثل مینڈھے کے اس کی تعبیر عزت ونصیبہ میں ہوگی اور تمام ان باتوں میں جس کا ہم نے ذکر کیا ہے مینڈھے کے مثل اس کی تعبیر ہوگی اور مادہ کی تعبیر مثل بکری کے ہوگی البتہ اس کی عزت بکری سے کم ہوگی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بھیڑ مثل گائے کے ہے البتہ سرسبزی و بھلائی میں وہ گائے سے کم ہے۔

بال: مثل اون کے ہیں اور اسی طرح اس کا نجس مادہ اور اس کا دودھ مثل بکری کے ہے لیکن عزت میں اس سے کم ہے لیکن بکرے کا گوشت اگر کسی نے خواب میں کھایا۔ کچھ تھوڑا کھایا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ کھانے والا بیمار ہوگا۔

قصاب: اگر نا معلوم ہے تو اس کی تعبیر ملک الموت سے دی جاتی ہے۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے قصاب سے کچھ گوشت خریدا اور اس کو اپنے مکان تک پہنچا دیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ عضو جس کی طرف منسوب ہے اس میں تکلیف پائیگا اگر اس نے اس کی قیمت ادا کر دی تو اس مصیبت کا ثواب ملے گا اور اگر قیمت ادا نہیں کی تو اس مصیبت میں اس کو رنج ہوگا اور اس کا کوئی ثواب نہ ملے گا۔

اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ بکری بن گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ بھلائی پائے گا اور بکری کے تمام اندر کی اشیاء جیسے جگر و چربی اور تلی و دل و گردہ وغیرہ سب کی تعبیر اموال منقولہ سے کی جاتی ہے جس کو وہ نکال لے گا۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ ان کو کھا رہا ہے یا کھایا تو نہیں لیکن اس کے قبضے میں ہے تو ان کی تعبیر بھی مال سے کی جاتی ہے۔ اور کوئی فرق نہیں اس بات میں کہ وہ پکا ہوا ہے یا بھونا ہوا ہے یا توے پر تلا ہوا ہے اور اسی طرح ہر حیوان کا سوائے بکری کے اور سب سے افضل آدمی کے اجزاء ہیں۔ اور بکری کا یا کسی حیوان کا سر کھانا طویل العمری کی دلیل ہے و نیز اس کی تعبیر مال اور کثرت سے خیر ہونے کی کی جاتی ہے۔ اور سب سے افضل آدمی کا سر ہے۔ واللہ اعلم۔

جملہ جنگلی نر جانور: ان کی تعبیر ان لوگوں سے کی جاتی ہے جن کا دین نہیں۔ جماعت مسلمین کو انہوں نے چھوڑ دیا اور اپنی خواہشات کی تابعداری کی۔ یہ تعبیر اس وقت ہوگی جب کہ خواب میں اس کے شکار کا قصد نہ ہو۔ جس نے یہ دیکھا کہ وہ جنگلی گدھے یا بیل یا اونٹ پر سوار ہوا یا ان پر قابض ہوا یا ان پر قابو پایا یا ان کو اپنے گھر میں لایا یا ان سے خلط ملط کیا اور شکار کا قصد نہ تھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ایسے شخص کو داخل ہونے کا موقع دے رہا ہے جس کا کوئی دین نہیں اور اس کو قابو دے رہا ہے۔ اور اگر یہ دیکھا کہ اس سے جھگڑ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس صفت کے آدمی سے وہ جھگڑ رہا ہے اور چونکہ دونوں کے جنس اور نوع میں اختلاف ہے اسلیے خواب میں جو غالب ہوگا وہی تعبیر میں بھی غالب سمجھا جائے گا اور اگر جھگڑا ایک ہی جنس میں واقع ہو تو ان دونوں میں سے جو خواب میں غالب ہوگا وہ تعبیر میں مغلوب سمجھا جائے گا جیسا کہ ہم نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور عبدالملک کے قصہ میں بیان کیا اور اگر خواب میں ان جانوروں میں سے کسی ایک کے شکار کا قصد کیا تو اس کی تعبیر مال وغنیمت سے کی جائے گی جس کو وہ حاصل کرے گا اور شکار کے ارادہ کی صورت میں نر و مادہ کا کوئی فرق نہیں ہے البتہ مادہ وحشی جانور کے شکار کا ارادہ ہو تو اس کی تعبیر عورت اور مرد اور لونڈیوں سے کی جاتی ہے۔ یعنی اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ ہرنی کا شکار کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کو حسین لونڈی ملے گی یا یہ کہ وہ خوبصورت عورت سے شادی کرے گا اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ ہرنی کو ذبح کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ باکرہ لونڈی کی بکارت توڑے گا۔ اگر ذبح کرنا پیٹھ کے پیچھے سے ہو یا ایسی جگہ سے جو ذبح کی جگہ نہیں ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جائے گا۔

جنگلی گائے: اس کی تعبیر خوبصورت عورت سے کی جاتی ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کی اس نے ہرنی یا گائے کو قتل کیا اور شکار کا ارادہ نہ تھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ایک عورت سے بہت مال پائے گا۔

خرگوش کی تعبیر: ایسی عورت سے کی جاتی ہے جو نہ نفع دے نہ نقصان۔

ان جنگلی جانوروں کی اولاد جن کا گوشت کھایا جاتا ہے:

ان کی تعبیر بچوں سے کیجاتی ہے اور کبھی لڑکوں سے۔ اس کے لیے جو ان میں سے کچھ پائے اور جس نے دیکھا کہ جنگلی جانور اس کے قبضے میں ہیں یا ان سے کچھ پایا ہے اور وہ اس کے مطیع ہیں کہ جس طرح چاہتا ہے ان کو پھراتا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ایک قوم پر حاکم ہوگا۔

جنگلی جانوروں کی کھالیں: اور ان کے دودھ چربی اور اس کے تمام اجزاء کی تعبیر ان کے مال سے کی جاتی ہے جس کی طرف تعبیر میں منسوب ہوں اور وہ اس کے لیے غنیمت ہیں۔ جو اس سے کچھ پالے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دنیاوی مقصد میں صبح کی اس کیلئے اللہ کی رضامندی سے کچھ نہیں (مسند الفردوس)

ہاتھی: اس کی تعبیر ایسے شخص سے دی جاتی ہے جو صاحب ہیبت اور بڑا قہار ہو اور عجمی ہو تو اگر اس نے یہ دیکھا کہ وہ ہاتھی پر سوار ہے یا اس کا مالک بنا ہے یا اس کو گھیر رہا ہے یا اس میں تصرف کر رہا ہے لیکن کھیتی کے کام میں نہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ شان و شوکت و دبدبہ و غلبہ پائے گا یا یہ عجمی بادشاہ کے پاس رتبہ پائے گا اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ ہاتھی کا گوشت کھا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ جس قدر گوشت اس نے کھایا اسی قدر مال بادشاہ سے پائے گا۔ اور اسی طرح اگر اس نے کوئی چیز اس کے بال یا کھال یا ہڈی یا اس کے کسی جز سے لی تو اس کی تعبیر وہی مال پانے کی ہوگی۔ اور اگر اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنگ میں ہاتھی پر سوار ہے تو وہ ہاتھی والوں پر غالب آئے گا۔

حکایت: کہتے ہیں کہ جزیرہ صقلیہ میں ایک جماعت رہتی تھی ان کے بادشاہ نے مسلمانوں سے جنگ کا ارادہ کیا اور زبردست بحری بیڑہ تیار کیا۔ پھر اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ ہاتھی پر سوار ہے اور طبل و نقارہ اس کے سامنے بج رہے ہیں جب وہ نیند سے ہوشیار ہوا تو اپنے بعض پادریوں کو بلوایا اور ان کو خواب سنایا تو انہوں نے اس کے ارادہ میں فتح و کامیابی کی بشارت دی۔ بادشاہ نے ان سے دلیل طلب کی تو انہوں نے بتایا کہ ہاتھی جنگلی جانوروں میں سب سے بڑا جانور ہے اور قوت و جبروت میں سب سے زیادہ ہے جو اس پر سوار ہوگا اس کو بھی قہر و غلبہ حاصل ہوگا۔ لیکن طبل و نقارے تو یہ خوشی و مسرت و بشارت اور مملکت کی آواز بلند ہونے کی دلیل ہے اس لیے طبل و نقارے خوشی کے وقت میں ہی بادشاہوں کے سامنے بجاتے ہیں۔ بادشاہ نے ان سے جب یہ بات سنی تو اس کو ان کا کہنا پسند آیا پھر ان کو رخصت کر دیا۔ پھر اس نے مسلمانوں کے علماء کی جماعت کو بلوایا اور ان کو بھی خواب سنایا تو انہوں نے اپنے ایک عالم شیخ کی طرف اشارہ کیا تو شیخ نے فرمایا اگر تو مجھے امان دے تو میں تیرے اس خواب کی تعبیر بتاؤں اس نے اس کو امان دی اور قسم کھائی۔ تو اس وقت شیخ نے فرمایا اے بادشاہ میں تیرے اس ارادے اور نکلنے میں کوئی بھلائی نہیں پاتا لہٰذا تو اس لشکر کو نہ بھیج کیونکہ وہ واپس نہ لوٹے گا اور مغلوب و مقہور ہو کر آ جائے گا اور اس تعبیر کے بیان میں مجھ پر الزام نہ لگا کہ میں نے مسلمان ہونے کی وجہ سے ایسی تعبیر بتائی۔ تو بادشاہ نے کہا شیخ تمہارے پاس اس کی کیا دلیل ہے۔ شیخ نے جواب دیا۔ میری دلیل اللہ کی کتاب ہے اس نے پوچھا وہ کیا۔ تو فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ اور اس سورۃ کو آخر تک پڑھا۔ (کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا) تو بادشاہ نے کہا اچھا یہ تو ہاتھی کے متعلق تمہاری دلیل تھی اب نقاروں کے بارے میں کیا دلیل ہے تو شیخ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا یہ قول: فَاِذَا نُقِرَ فِى النَّاقُوْرِ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ (کہ جس وقت صور پھونکا جاوے گا تو وہ دن کافروں پر بڑا بھاری ہوگا آسان نہ ہوگا)۔ پس جب بادشاہ نے یہ سنا تو گھبرا گیا اور ڈر گیا اور اس کو رد نہیں کیا اور کہنے لگا کہ اے شیخ اگر تو مسلمان نہ ہوتا تو میں تیرے کلام کو سچ مانتا لیکن تو یہ برا جانتا ہے کہ ہم مسلمانوں سے لڑیں تو اس سے شیخ نے فرمایا اے بادشاہ تجھ کو عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ پھر شیخ اس کے پاس سے معہ اپنی جماعت کے چلے گئے۔ بادشاہ شیخ کے کلام پر غور کرنے لگا اور اس کا یہ ارادہ پست ہو گیا کہ مسلمانوں سے جنگ کے لیے لشکر بھیجے۔ جب یہ خبر نصرانیوں کے جرنیلوں ان کے پادریوں اور علماء کو ملی تو بادشاہ کے روبرو آئے اور کہنے لگے کہ اے بادشاہ تیری عزت ہمیشہ رہے اور فتح و کامیابی تجھے حاصل ہوتی رہے تو ایک مسلمان شخص کے کلام کی تصدیق کرتا ہے جو ہم کو برا سمجھتا ہے اور اس بات کو برا سمجھتا ہے کہ ہم مسلمانوں سے جنگ کریں۔ اگر ہم کو اجازت دے تو ہم اس کو نیزوں کی نوک سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ بادشاہ نے ان کو اس بات سے منع کر دیا اور ان کو اس بات کی اجازت دی پھر وہ اس کے سیدھے جانب کھڑے ہو گئے اور اس کو ہمت بندھائی اور اس نے ان کے کہنے کو مان لیا اور اپنے لڑکے کو فوج کی کمان دے دی۔ پھر وہ روانہ ہوئے اور سنہرے جہازات وغیرہ ان کو لے کر دریا میں روانہ ہوئے۔ راستے میں فیرواں کا لشکر سمندر عبور کر کے آ گیا۔ ان سے جنگ کی۔ چنانچہ تین دن کے بعد ان کو اس طرح فنا کر دیا کہ ایک بھی شخص آخر میں نہ بچ سکا اور تمام جہاز چھین لیے اور ان میں سے ایک شخص بھی بچ کر نہ جا سکا جب بادشاہ کو ان کے کٹنے کا حال معلوم ہوا تو اس شیخ کے پاس جنہوں نے تعبیر دی تھی قاصد بھیج کر ان کو بلوایا اور ان سے معذرت کی اور کہا مجھ پر ناراض نہ ہو جیئے۔ پھر خفیہ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوا پھر ان کے ساتھ احسانات عظیم کیے اور ان کو حکم دیا کہ اس کے پاس رات دن رہیں۔ اور اس کو قرآن مجید پڑھائیں اور یہ خبر اہل صقلیہ میں پھیل گئی۔ کرمانی کہتے ہیں کہ اگر کسی نے دن میں خواب دیکھا کہ وہ ہاتھی پر سوار ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی۔

شیر: بڑی قوت والا دشمن ہے۔ جو شان و شوکت والا مسلط دشمن ہے۔ جس نے یہ دیکھا کہ وہ شیر سے جھگڑ رہا ہے یا جنگ کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کسی مسلط دشمن سے جنگ کر رہا ہے اور اگر یہ دیکھا کہ وہ شیر پر سوار ہے اور جس طرح چاہتا ہے اس کو پھیرتا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ بڑی شوکت پائے گا اور مسلط دشمن کو مجبور کر دے گا اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ شیر کا استقبال کر رہا ہے لیکن اس سے مخالطت نہیں کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو سلطان سے یا کسی مسلط شخص سے گھبراہٹ و بیقراری حاصل ہوگی لیکن کوئی نقصان نہ ہوگا۔

اور جس نے یہ دیکھا کہ شیر اس سے خلط ملط کر رہا ہے یا اس کے پاس آ جا رہا ہے یا اس کے گھر میں شیر آ گیا ہے تو اس کی تعبیر وہی آدمی ہے جس کی صفت بیان کی گئی اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ شیر کا گوشت کھا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ سلطان سے یا مسلط آدمی سے مال پائے گا اور اسی طرح اگر اس نے یہ دیکھا کہ اس کے اعضاء سے کچھ کھا رہا ہے اور شیر کی کھال کی تعبیر ایک معزز مسلط آدمی کا ترکہ ہے تو جس نے خواب میں شیر کی کھال پائی وہ ایک بڑے آدمی کی میراث پائے گا۔

شیرنی: کی تعبیر شیر کے مثل ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ شیرنی کے سر کا گوشت کھا رہا ہے یا پورا سر کھا رہا ہے یا اس کا مالک بنا ہوا ہے یا اس کو اپنے پاس رکھا ہے تو اس کی تعبیر عظیم ملک ہے۔ اور جس نے شیرنی کا دودھ خواب میں پیا وہ رزق اور بھلائی پائے گا اور اپنے دشمن پر کامیاب ہوگا۔

تیندوا: اس کی تعبیر سخت دشمن سے کی جاتی ہے۔ جس کی دشمنی اور سطوت و شوکت زیادہ ہو انتہائی خطرناک ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ تیندوے سے جھگڑ رہا ہے اور جنگ کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اس قسم کے آدمی سے جنگ کر رہا ہے۔ جس نے یہ دیکھا کہ وہ تیندوے پر سوار ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ عزت و بزرگی اور خوشی حاصل کریگا اور اسی قسم کے آدمی پر غلبہ حاصل کرے گا۔ اور تیندوے کا دودھ اگر اس نے خواب میں پیا یا اس کے قبضے میں آیا تو اس کو سخت رنج حاصل ہوگا۔ اور اس کا گوشت اور اس کی کھال اور اس کے تمام اعضاء کی تعبیر مال سے ہے جو اس دشمن سے حاصل کرے گا۔

وبر: اس کی تعبیر تیندوے کی تعبیر کے مثل ہے۔

چیتا: اس کی تعبیر احمق دشمن سے کی جاتی ہے۔ جو لوگوں کے مرتبہ سے ناواقف ہو اور اکثر اوقات اس کی تعبیر چور سے بھی کی جاتی ہے اور اس کی تعبیر درندوں کی تعبیر کے مثل ہے الا اینکہ جس نے اس کا دودھ پیا وہ جلد کوئی بھلائی پاوے گا۔

بجو: اس کی تعبیر بری اور قبیح عورت سے کی جاتی ہے۔ اور اس کی تعبیر اس طرح ہوگی جیسی اوپر بیان ہوئی۔ الا اینکہ جس نے خواب میں اس کا دودھ پیا اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی بیوی خیانت کرے گی۔ اور اس سے غداری کرے گی اور اگر بجو نر دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ذلیل ملعون دشمن ہے۔

بھیڑیا: اس کی تعبیر ظالم دشمن سے کی جاتی ہے یا کسی بہادر جھوٹے مکار چور سے اور کبھی ایسے دشمن سے جو اس سے جھگڑا کرتا ہو اور اس صفت پر ہو اور اس کی تعبیر بھی اس طرح ہوگی جیسی کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں الا اینکہ جو اس کا دودھ پیے وہ بہت بھلائی پائے گا اور اگر وہ رنجیدہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی کشائش فرماوے گا اور اگر فقیر ہوگا تو غنی ہو جاوے گا۔

بلی: اس کی تعبیر چور ڈاکو سے کی جاتی ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ بلی اس کے گھر میں یا اور کسی کے گھر میں داخل ہوئی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس جگہ چور داخل ہوگا اور اگر خواب میں دیکھا کہ بلی کوئی چیز لے گئی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ چور وہاں سے کوئی چیز لے کر جائے گا اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے بلی کو قتل کیا یا اس کو ذبح کیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دشمن پر کامیابی حاصل کرے گا اور اگر کسی نے دیکھا کہ بلی اس سے لڑ رہی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو بہت جلد مرض گھیرے گا اگر بلی مغلوب ہو گئی تھی تو جلد شفا پائے گا اور اگر بلی نے اس کو کاٹ کھایا تو اس کا مرض بہت دیر تک رہے گا۔ امام محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ وہ کامل ایک سال بیمار رہے گا اور جنگلی بلی گھریلو بلی سے زیادہ سخت ہے۔

نیولا: اس کی تعبیر بلی کی تعبیر کے مثل ہے الا اینکہ اس سے کمزور ہے۔

بندر: اس کی تعبیر مغلوب دشمن سے کی جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اس پر اس کے گناہ و خباثت کی وجہ سے بدل گئی ہے اور اس کی تعبیر درندوں کی تعبیر کے مثل ہوتی ہے۔

سؤر: اس کی تعبیر بڑے شوکت والے آدمی سے کی جاتی ہے۔ جس کی طبیعت اور دین میں خباثت ہو اور جس نے اس کا کچھ بھی حصہ خواب میں پایا۔ خواہ گوشت ہو کہ خون یا بال وغیرہ اس کی تعبیر حرام مال سے کی جاتی ہے جیسا کہ پہلے تعبیر کے بیان میں بتایا گیا۔ الا اینکہ جس نے اس کا دودھ خواب میں پیا اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کی عقل اور مال میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوگی۔

کتا: اس کی تعبیر دشمن سے کی جاتی ہے لیکن سخت دشمن میں نہیں بلکہ دوست ہو جائے گا۔ لیکن کم ذات کم مروت ہوگا۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ کتا اس پر بھونک رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کم مروت والے شخص سے ایسی بات سنے گا جو اس کو بری معلوم ہو جس نے یہ دیکھا کہ کتا اس سے جھگڑ رہا ہے یا اس کو کاٹ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ بری بات کے علاوہ اور کچھ پائے گا۔ اگر کتے نے اس کو کاٹ لیا۔ اور اس کے کپڑوں کو پھاڑ دیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ شخص اسی قدر اس سے ناگوار بات پائے گا۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے کتے کا گوشت کھایا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اپنے دشمن سے مال حاصل کرے گا اور غالب آ جائے گا۔

اور جس نے یہ دیکھا کہ وہ کتے کو باندھے ہوئے ہے یا اس کی مدد سے کسی چیز پر غالب ہے تو کتے کی ایسی حالت میں تعبیر یہ ہوگی کہ وہ دشمن نہیں ہے بلکہ وہ شخص ہے جس کے ذریعے وہ اپنے معاملات میں مدد حاصل کرے گا۔

کتیا کا دودھ: جس نے خواب میں اس کو پی لیا اس کے لیے تعبیر یہ ہے کہ بہت زیادہ خوف ہوگا اور تمام کونچیوں والے جانوروں کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دشمن ہیں ان کی قوت کے مطابق۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

سانپ: اس کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر یہ ہے کہ جس قدر وہ بڑا ہوگا اس

کی صورت ہیبت ناک ہوگی اسی لحاظ سے پکا دشمن ہوگا۔اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ سانپ سے لڑ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ کسی دشمن سے لڑ رہا ہے اور اگر یہ دیکھا کہ وہ سانپ پر غالب آ گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ دشمن پر غالب ہوگیا اور اگر یہ دیکھا کہ سانپ اس پر غالب آ گیا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ دشمن اس پر غالب آ جائے گا۔اور جس نے یہ دیکھا کہ سانپ نے اس کو کاٹ کھایا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اپنے دشمن سے اسی قدر تکلیف پائے گا جس قدر سانپ نے اس کو کاٹا ہے۔اور جس نے یہ دیکھا کہ اس نے سانپ کو قتل کر دیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دشمن پر غالب آئے گا اور اگر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دشمن کے دو ٹکڑے کر دے گا اور اگر اس نے خواب میں یہ دیکھا کہ وہ سانپ سے ڈر رہا ہے اور سانپ اس کو نظر نہیں آتا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو اس کے دشمن سے امن ملے گا۔

اور اگر اس کو دیکھا تو اس سے خوف تو ہوگا لیکن اس کو کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔اور جو شخص خواب میں کسی ایسی چیز سے ڈرے، جس کو وہ نہیں دیکھ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو امن حاصل ہوگا۔اور اگر وہ چیز نظر آ جائے گی جس سے وہ ڈر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ واقع ہو جائے گا۔اور جس نے یہ دیکھا کہ سانپ اس کے گھر میں داخل ہوا اور اس نے اس کو گھر میں دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ کوئی عورت یا کوئی عزیز اس کا دشمن ہے اور اگر یہ دیکھا کہ اس کے گھر سے سانپ نکلا تو کوئی دور کا آدمی اس کا دشمن ہے۔اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ سانپ اس کے مقعد سے یا کان سے یا پیٹ سے نکلا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی اولاد میں سے کوئی اس کا دشمن ہے اور اس سے نکلے گا اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ سانپ کا مالک ہوا اور اس سے کچھ ڈر نہیں ہے تو ایسی حالت میں اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دشمن نہیں ہے بلکہ ملک اور نعمت ہے۔جس قدر سانپ بڑا ہوگا اسی قدر زیادہ حاصل ہوگی اور اگر سانپ سیاہ ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ فوج کی کمان کرے گا اور اگر سفید ہے تو اس کا نصیبہ اور اس کی سعادت ہے۔اور اگر ایسے سانپ کا مالک ہوا جو چکنا اور نرم ہے کہ اس میں بدی نہیں ہے تو شاہی خزانوں میں سے کسی خزانہ کا پانا اس کی تعبیر ہوگی۔

بچھو: اس کی تعبیر مکار دشمن سے کی جاتی ہے۔جس کی زبان کا کوئی اعتبار نہیں کہ وہ اپنی زبان سے دوست دشمن سب کو کاٹتا ہے اس کا نہ دین ہے نہ قول اگر کسی نے یہ دیکھا کہ بچھو نے اس کو کاٹ لیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ ایک دشمن اپنی زبان سے اسکی غیبت کر رہا ہے اور اس کے متعلق وہ بات کر رہا ہے جو اس کو ناگوار ہوگی اگر اس نے خواب میں بچھو کو مار دیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اس دشمن پر کامیاب ہوگا۔اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ بچھو اس کے ہاتھ ہے اور وہ اس سے لوگوں کو کٹوا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ خواب دیکھنے والا لوگوں کی غیبت کرے گا اور جس نے یہ دیکھا کہ اس نے بچھو کا گوشت کھا لیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دشمن سے مال پائے گا۔

جس نے یہ دیکھا کہ بچھو اس کے پیٹ یا گھر یا بچھونے یا قمیص یا لحاف میں داخل ہوا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ ایک دشمن اس کے ساتھ لگا ہوا ہے کہ اس کی بات سن کر لوگوں سے اس کی چغلی کھاتا ہے اس کے علاوہ اور امور میں بچھو کی تعبیر اسی طرح ہوگی جیسی ہم نے سانپ کے بارے میں بیان کی۔

بھڑ: اس کی تعبیر مکھی سے زیادہ شوکت والے سے کی جاتی ہے اگر کسی نے یہ دیکھا کہ بھڑیں یا مکھیاں اس پر ہجوم کر رہی ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ لوگوں کے غوغا اور کمینوں سے اپنے متعلق کوئی بات سنے گا۔

چیونٹی: اس کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر ایسے شخص کو دیکھنا ہے جو خوب کماتا ہو بہت برکت والا ہو اپنے دوست کو نفع پہنچانے والا ہو اس کی تعبیر اس طرح ہوگی جیسی کہ پہلے گذر چکی۔

کھٹمل یا مچھر: اس کی تعبیر ضعیف انسان سے کی جاتی ہے اور اسی طرح پتنگے بھی اگر کسی نے خواب میں مچھر یا کھٹمل اس کے مکان یا جگہ یا مقام میں دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس جگہ کے رہنے والے اور ان کی نسل اور شاخیں زیادہ ہوں گی اور جس نے یہ دیکھا کہ مچھر یا کھٹمل اس کی جگہ سے نکل رہے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہاں کے رہنے والے موت کی وجہ سے کسی جگہ منتقل ہو کر چلے جائیں گے اور مکھی کی تعبیر بھی اسی طرح ہے الا اینکہ وہ کمزور لوگ ہیں۔

ٹڈی اور مکھی: اس کی تعبیر سپاہیوں سے ہے جو اس جگہ آئیں گے اور ان کا نقصان ٹڈیوں کی تعداد کے لحاظ سے ہوگا اگر کسی نے یہ دیکھا کہ فوجی اور لشکری کسی معلوم زمین میں یا کسی معلوم گاؤں میں پھر رہے ہیں۔تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس جگہ ٹڈیاں آئیں گی۔

گوبر و نجاست میں پیدا ہونے والے کیڑے گبرولے اور مکڑی اور ہر قسم کی مکھیاں:

اس کی تعبیر کمزور اور رذیل لوگوں سے کی جاتی ہے الا اینکہ مکڑی کی تعبیر ایسے آدمی سے کی جاتی ہے جو عابد، زاہد، پاک باطن اپنے امور کا خیال رکھنے والا، نیا نیا توبہ کر کے عبادت کرنے والا ہو۔

قدموں کے نشان پر چلنے والا: اس کی تعبیر عنکبوت کی تعبیر کی ضد میں ہوگی۔یعنی ایسے شخص سے تعبیر کی جائے گی جو نافرمان خبیث ہو لوگوں میں فساد کراتا ہو۔ایک کو دوسرے کے خلاف کرتا ہو۔

چوہیا: اس کی تعبیر ایسی عورت سے کی جاتی ہے جس کے دل میں برائی ہو فساد کرنے والی ہو اس کے علاوہ نر و مادہ کی تعبیر میں کوئی فرق نہیں۔ اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس نے چوہے یا چوہیا کو شکار کیا تو اس کی تعبیر یہ ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اپنے خطبہ میں یہ بھی فرماتے تھے کہ) دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے (رزین بیہقی عن الحسن مرسلا)

13 کہ وہ اس قسم کی عورت کو پائے گا۔اور باقی امور اس کی تعبیر کے اسی طرح ہیں جیسے پہلے بیان کر دیئے گئے۔

اس باب کی مناسبت سے چند قصے بیان کیے جاتے ہیں

حکایت:ایک شخص محمد بن سیرینؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا میں ایک بوری اپنی پیٹھ پر اٹھائے ہوئے ہوں جس میں سانپ اور بچھو بھرے ہوئے ہیں۔آپ نے تعبیر دی کہ تو نے برے لوگوں کو اپنا دشمن بنا لیا ہے اور ان کی دشمنی اپنے لیے مول لی ہے اور وہ ضرور تجھ پر غلبہ پالیں گے۔اس شخص نے عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں۔بادشاہ نے مجھ کو عرب کے صدقات وصول کرنے پر مقرر فرمایا ہے اور اسی لیے وہ مجھ سے دشمنی کر رہے ہیں۔

حکایت:ایک دوسرے شخص نے حضرت کے پاس آ کر عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا سانپ میرے گھر میں ہے اور اس نے میرے ہاتھ اور کمر میں کاٹ کھایا ہے۔جس کے کاٹنے سے مجھ کو تکلیف ہوئی۔تو شیخ نے اس سے دریافت فرمایا۔کیا تیرے بہن بھائی ہیں۔اس نے کہا ہاں۔تو آپ نے فرمایا تیرے گھر میں کوئی عزیز ہے جس کے دل میں تیری برائی ہے اور عنقریب اس سے تجھ کو سخت نقصان پہنچے گا تو اس شخص نے عرض کیا کہ میرا ایک سوتیلا بھائی ہے۔جس نے ہمارے باپ کے ترکہ کو جمع کر لیا اور تین دن ہوئے کہ لے کر بھاگ گیا۔

حکایت:ایک شخص حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے پاس کانچ کا ایک پیالہ ہے۔جس میں میں کھانا کھایا کرتا ہوں تو میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا اس میں چیونٹیاں ہیں تو جعفر صادق رحمہ اللہ نے دریافت کیا کہ کیا تیری بیوی ہے۔اس نے عرض کیا ہاں تو فرمایا کیا تیرے پاس کوئی غلام ہے اس نے کہا ہاں تو آپ نے فرمایا اس کو گھر سے نکال دے کہ اس میں کوئی بھلائی نہیں تو آدمی اپنے گھر بہت مغموم واپس ہوا۔اس کی بیوی نے اس کو مغموم دیکھ کر وجہ دریافت کی تو اس نے اس سے جو کچھ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ نے فرمایا تھا بیان کیا۔تو اس نے پوچھا کہ تو نے کیا ارادہ کیا ہے۔اس نے کہا کہ غلام کو بیچ دوں گا۔تو عورت نے کہا کہ اگر اس کو بیچنا چاہتا ہے تو پہلے مجھ کو طلاق دے دے۔آدمی نے یہ سن کر فوراً غلام کو ایک استاد کے ہاتھ بیچ دیا۔جب عورت کو یہ معلوم ہوا تو غلام کے پیچھے بھاگ گئی۔جب اس کے بھاگنے کا حال اس کے گھر والوں کو معلوم ہوا تو اس کو ڈھونڈنے نکلے تو دیکھا کہ وہ غلام کے ساتھ شہر حران کو بھاگ گئی اور غلام کے لیے کوشش کی اور اس کو خرید کر اس کے ساتھ شادی کر لی۔

پانی کے جانور اور تازہ مچھلی کو خواب میں دیکھنے اور اس کی تعبیر کا بیان

تازہ مچھلی:اگر بہت بڑی خواب میں دیکھے تو اس کی تعبیر اس شخص کے لیے جو ان کو پائے یا ان میں سے کچھ پائے مال اور غنیمت ہے۔اور اگر چھوٹی ہوں تو اس کی تعبیر رنج وغم سے کی جاتی ہے۔اور اگر ایک یا دو مچھلی خواب میں دیکھے تو اس کی تعبیر ایک یا دو عورتیں ہیں۔اور تازہ مچھلی کے گوشت اور ان کی چربی ان کے چھلکے اس کے لیے جو کھائے یا ان کا مالک ہو اس کی تعبیر مال اور غنیمت ہے۔اور یہ مال وغنیمت یا تو کسی بادشاہ سے ملیں گے یا کسی عورت سے اور خشک ونمکین مچھلی کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے غلام یا خادم یا بھائی سے اس کو رنج وغم پہنچے گا۔خواہ مچھلی بڑی ہو کہ چھوٹی اس معاملے میں جو بھی خواب میں ان کو دیکھے یکساں ہے۔

مگر مچھ:اس کی تعبیر مکار دشمن چور ڈاکو سے کی جاتی ہے جس پر نہ دوست کو اعتبار ہو نہ دشمن کو اور اس کا گوشت اور کھال اور ہڈی اور اجزاء سب کے سب اسکے دشمن کا مال ہے۔تو جس نے ان میں سے کچھ خواب میں پایا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اپنے دشمن سے اسی قدر مال پائے گا۔

مینڈک:ایک ہو یا دو جوان کو خواب میں دیکھے اس کی تعبیر ایسے آدمی سے کی جاتی ہے جو عابد ہو اور جس بات میں وہ لگا ہوا ہو اس میں کوشش کرتا ہو۔اور مینڈک اگر زیادہ ہوں تو وہ اللہ عز وجل کا لشکر ہیں اور اس کے بندے تو اگر کسی نے خواب میں ان کو کسی گھر یا محلہ یا زمین میں دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہاں کے رہنے والوں پر عذاب نازل ہوگا۔

کچھوا:اس کی تعبیر بھی عابد ومجتہد سے کی جاتی ہے نیز یہ کہ بہت بڑا عالم باعمل ہوگا اگر کسی نے خواب میں کچھوے کو دیکھا اس کو اپنے قبضہ میں پایا یا اس کو اپنے گھر میں لایا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کسی عالم کو پائے گا کہ اس کے اور اس عالم کے درمیان تعلق وسبب ہو جائیگا اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ وہ کچھوے کا گوشت کھا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ عالم سے کچھ علم حاصل کرے گا اور اگر کسی نے خواب میں کچھوے کو راستہ پر یا کوڑے کی جگہ پر دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ علم کی اس جگہ میں قدر نہیں ہو رہی ہے اور اگر یہ دیکھا کہ کچھوا محفوظ ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ علم کی اس جگہ قدر ہو رہی ہے۔

کیکڑا:اس کی تعبیر ایسے بڑے اخلاق والے آدمی سے کی جاتی ہے جو بہت مضبوط قسم کا ہے کسی معاملے میں نظر ثانی نہیں کرتا اور مبارک نہیں ہے اور اس کی تعبیر جیسے کہ ہم نے بیان کر دیا ہے شان وشوکت والے اور مغرور شخص سے کی جاتی ہے اور تمام دریائی اور نہری جانوروں کو خواب میں دیکھنا ان کی خلقت اور صفات کے مطابق ہوگا اور سب کی تعبیر یہ ہوگی کہ بادشاہ اور امراء

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا اور مافیہا کو ترک کرو۔(الجامع)

اور سلاطین کے اپنے اپنے طبقہ کے مطابق مددگار ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

شکاری پرندے جیسے گدھ، عقاب، شاہین، شکرا وغیرہ پرندوں کو خواب میں دیکھنے اور اس کی تعبیر کا بیان:

شکاری پرندے: ان کی تعبیر شرف و بلندی کے لحاظ سے بادشاہ سے کی جاتی ہے اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس نے گدھ کو پایا اور گدھ اس کا مطیع ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ مال اور سلطنت اور ریاست پائے گا۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ گویا گدھ نے اس کو اٹھالیا ہے یا اس کو لے کر اڑا ہے تو اگر عرض میں اڑا یعنی اوپر کی طرف نہیں گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ترقی کر کے سلطان تک پہنچ جائے گا اور بزرگی اور بلندی پائے گا اور اگر وہ آسمان کی طرف اڑا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ سفر میں مر جائے گا کیونکہ وہ اس حالت میں ملک الموت ہے۔

عقاب: اس کی تعبیر ظالم اور جابر بادشاہ سے کی جاتی ہے جو جنگی اور سخت قوت والا ہو۔ اور اس کی تعبیر تمام امور میں جو ہم نے بیان کر دیا ہے گدھ کی تعبیر کے مطابق ہوگی اور اسی طرح باز اور شاہین اور تمام شکاری پرندوں کی تعبیر اسی طرح ہوگی جیسے کہ ہم نے بیان کر دی۔

چیل: اس کی تعبیر ایسے بادشاہ سے کی جاتی ہے جو ذکر کے قابل نہ ہو اور متواضع اور مقتدر ہو۔

الو: اس کی تعبیر کمزور چور سے کی جاتی ہے جو نہ کسی کا مددگار ہو نہ ساتھی۔

کوا: اس کی تعبیر جھوٹے فاسق سے کی جاتی ہے، جس کا دین نہ ہو۔ اس طرح جنگلی کوا اور رخمہ (یہ ایک قسم کا مردار خور پرندہ ہے جو گدھ کی ایک قسم ہے) امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ جس نے دن کو خواب میں رخمہ دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ سخت مرض میں مبتلا ہوگا۔

ہدہد: اسکی تعبیر ایسے شخص کی ہے جو سلطان کا خادم ہو بہت سی معلومات رکھتا ہو اور بادشاہ کو ایسی باتیں بتاتا ہو جس سے اس کے ملک میں زیادتی ہو اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ہدہد کی تعبیر ایسے حسابدان منشی سے کی جاتی ہے جو صاحب بصیرت ہو اور صاحب ہیبت ہو اور تصرفات کرنا جانتا ہو۔

کلنگ: اس کی تعبیر مسکین آدمی سے کی جاتی ہے۔

شتر مرغ مادہ: اس کی تعبیر مسافر دیہاتی عورت سے کی جاتی ہے

شتر مرغ نر: اس کی تعبیر اجنبی غیر شادی شدہ شخص سے کی جاتی ہے۔

مرغ: اس کی تعبیر عجمی آدمی یا غلام سے کی جاتی ہے اور بعض کے نزدیک اس کی تعبیر مؤذن یا منادی کرنے والے سے کی جاتی ہے، جس کی آواز لوگ ہمیشہ سنتے رہیں۔ جیسے مؤذن وغیرہ۔

مرغی: اس کی تعبیر مبارک عورت سے کی جاتی ہے اگر مرغیاں خواب میں زیادہ دیکھے تو اس کی تعبیر لونڈیوں اور عورتوں سے کی جاتی ہے جو خوشی یا شادی کے موقع پر جمع ہوں۔

تیتر مادہ: اس کی تعبیر بے وفا عورت سے کی جاتی ہے جس کا کوئی عقیدہ نہ ہو اور اس میں کوئی بھلائی نہ ہو۔

جنگلی کبوتر: اس کی تعبیر ایسی عورت سے کی جاتی ہے جو کھیل کود اور خوشی سے محبت رکھے۔

طوطا: اس کی تعبیر یتیم لڑکے یا لڑکی سے کی جاتی ہے

مور: اگر نر ہو تو اس کی تعبیر مال یا جمال یا پیروی کرنے والے ہیں۔

کبوتری: اس کی تعبیر عورت سے ہے اکثر تو بیوی ہے ورنہ بیٹی ہے۔ اگر کبوتر زائد ہوں تو ان کی تعبیر اولاد سے ہوتی ہے۔

مورنی: اس کی تعبیر عجمی خوبصورت عورت سے کی جاتی ہے جو حسن و جمال والی ہوتی ہے۔ بدصورت مورنی کی تعبیر خوبصورت عورت سے ہوتی ہے جس سے نہ محبت ہو نہ قابل اعتبار۔

شہد کی مکھی نر: اس کی تعبیر مبارک چالاک لڑکے سے کی جاتی ہے

فاختہ: اس کی تعبیر ایسی عورت سے کی جاتی ہے جس کی حیا اور دین کم ہو۔ ان پر جملہ پرندوں کی تعبیر ایک ہی طریقہ سے کی جاتی ہے۔ تو اگر کسی نے یہ دیکھا کہ انکو کھایا یا اسکا مالک ہوا تو اس کی تعبیر اسی طرح عورت سے ہے۔ اور جس نے اس کے پر یا انڈے شکار کر کے یا جال سے یا پھندے سے پائے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ایک فریب ہے جو اس نے عورت کے لیے تیار کیا ہے اور اگر اس نے اس کو تیر سے یا پتھر سے مارا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ عورت پر تہمت لگا رہا ہے۔

بلبل: اس کی تعبیر مبارک نیک بخت لڑکے سے کی جاتی ہے۔

چنڈول: اس کی تعبیر چھوٹے لڑکے سے کی جاتی ہے۔

چڑا: اس کی تعبیر بہت زیادہ موٹے آدمی سے کی جاتی ہے اور چڑیا سے عورت مراد ہوگی۔ الا اینکہ اس میں بدبختی ہوگی۔ اور جب چڑیاں زیادہ ہوں گی تو اس کی تعبیر مال و غنیمت سے کی جائے گی جبکہ وہ شکار کی جائیں۔ اسی طرح جملہ وہ پرندے جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اگر ان میں سے بڑی تعداد خواب میں شکار سے حاصل ہو تو اس کی تعبیر مال و غنیمت ہے۔ چڑیوں کی آواز جو خواب میں سنے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اچھی خبریں سنے گا۔

ابابیل: اس کی تعبیر اس عابد سے کی جاتی ہے جو بھلائی اور برکت کے کاموں میں زیادہ کوشش کرنے والا ہو۔

لعل یا پدڑی: کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو زیادہ سفر کرتا ہو ہمیشہ مثل اونٹ کے سفر کرے۔

لٹورا: اس کی تعبیر یہ ہے کہ جو اس کو خواب میں دیکھے گا اس کو رشد و

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا کی دولت ایک خوشنما اور لذیذ چیز ہے۔ جو آدمی اس کو جائز طور سے حاصل کرتا ہے خدا اس کو برکت دیتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل)

ہدایت ملے گی۔ یہ آدم علیہ السلام کا رہبر ہے۔

پانی کے پرندے: جو شخص ان کو پانی میں دیکھے اس کی تعبیر بادشاہ کے مددگاروں اور خادموں سے کی جاتی ہے لیکن اگر ان کو خشکی میں دیکھے گا تو اس سے بھلائی اور سرسبزی معلوم ہوگی۔ اور نیلے پرندوں میں کوئی بھلائی نہیں۔ کیونکہ وہ رنج کی دلیل ہے۔ لیکن نامعلوم پرندے جن کی نوعیت معلوم نہیں تو اس کی تعبیر فرشتوں کی ہے اور ان کے دیکھنے کی تعبیر اس طرح ہے جو فرشتوں کے دیکھنے کی ہوتی ہے اور اس کی تفصیل پہلے بیان کردی گئی ہے۔

حکایت: ایک شخص امام محمد بن سیرینؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے مدینہ منورہ میں مسجد کے کنگورہ پر ایک سفید کبوتری دیکھی ہے جس کے حسن کو دیکھ کر مجھے تعجب ہوا پھر ایک شکرا (شکاری پرندے کا نام ہے) آیا اور کبوتری کو اٹھا لیا تو ابن سیرینؒ نے فرمایا کہ اگر تیرا خواب سچا ہے تو عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی لڑکی سے حجاج کی شادی ہو جائے گی۔ چنانچہ چند دن نہ گذرے تھے کہ حجاج نے اس لڑکی سے شادی کر لی تو ان سے پوچھا گیا کہ ابا عبداللہ تم کو کیسے یہ تعبیر معلوم ہوئی تو ابن سیرینؒ نے فرمایا کہ کبوتری کی تعبیر تو عورت ہے۔ اور اس کی چمک اس کی تعبیر اس کا حسن ہے اور مسجد کا کنگورہ (شرافہ) اس لڑکی کی شرافت ہے تو میں نے مدینہ میں حسن میں اس سے زیادہ بہتر اور شرف میں اس سے زیادہ نسب کا کسی کو نہ پایا اور میں نے شکرے پر غور کیا تو اس کی تعبیر ظالم و جابر سلطان تھی تو میں نے حجاج بن یوسف سے زیادہ ظالم کسی کو نہ پایا تو میں نے اس کی تعبیر یہی سمجھی۔ تو جو لوگ آپ کی مجلس میں تھے اس تعبیر پر تعجب کرنے لگے۔

حکایت: ایک قصہ یہ بھی ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور آپ سے کہا میں نے ایک موٹا پرندہ دیکھا نامعلوم وہ کونسا پرندہ تھا کہ وہ آسمان سے اترا اور ایک درخت پر گرا اور پھول چننے لگا پھر وہ اڑ گیا۔ تو اس وقت امام کا چہرہ متغیر ہو گیا اور فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر تو یہ ہے کہ علماء مریں گے۔ چنانچہ اسی سال حسن بصریؒ اور ابن سیرینؒ کا انتقال ہو گیا۔

حکایت: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سونے والا جو دیکھتا ہے اس وقت دیکھا (یعنی خواب میں دیکھا) کہ ایک مرغ نے مجھے ایک یا دو ٹھونگیں ماریں جس پر آپ سے دریافت کیا گیا۔ امام اس کی کیا تعبیر ہوگی۔ تو آپ نے فرمایا لازماً مجھے ایک عجمی قتل کرے گا۔ چنانچہ چار دن نہ گزرے تھے کہ ابولولو لعنہ اللہ نے آپ پر ضرب لگائی کہ آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

حکایت: ایک شخص حضرت امام محمد بن سیرینؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس نے خواب میں یہ دیکھا ہو کہ وہ انڈے توڑ رہا اور سفیدی لیتا جا رہا ہے اور زردی چھوڑتا جا رہا ہے۔ محمد بن سیرینؒ نے اس سے فرمایا کہ اس آدمی سے کہہ کہ میرے پاس آئے اور خود مجھ سے پوچھے۔ تو اس نے کہا کہ میں اس کی طرف سے آپ سے کہہ رہا ہوں۔ اور آپ اس کی جو تعبیر دیں گے میں اس سے کہہ دوں گا۔ تو امام نے فرمایا کہ نہیں۔ وہ شخص اسی کا تکرار کرتا جاتا تھا آپ وہی جواب دیتے جاتے تھے۔ آخر میں اس نے اقرار کر لیا کہ یہ خواب جس نے دیکھا ہے وہ میں ہی ہوں۔ تو محمد بن سیرینؒ نے اس سے فرمایا۔ میرے سامنے قسم کھا کہ تو نے ہی یہ خواب دیکھا ہے۔ تو اس نے قسم کھائی کہ اسی نے اس خواب کو دیکھا ہے۔ تو امامؒ نے اپنے پاس والوں سے فرمایا اس کو پکڑ کر سلطان کے پاس لے جاؤ اور خبر دو کہ یہ قبر کھودنے والا ہے مردوں کے کفن لے جاتا ہے۔ وہ شخص کہنے لگا۔ میرے آقا میں آپ کے ہاتھ پر اللہ کے لیے اسی وقت توبہ کرتا ہوں اور مرنے تک اب وہ کام نہ کروں گا جو اس وقت تک کرتا رہا۔

حکایت: ایک اور شخص امام محمد بن سیرینؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں نے خواب میں دیکھا ہے گویا کہ میں نے ایک پرندہ جس کو کونج کہا جاتا ہے پکڑ کر اس کو ذبح کرنا چاہا ہے جب میں نے اس کے حلق پر چھری رکھی تو وہ پلٹ جاتا ہے وہ تین مرتبہ اسی طرح پلٹتا رہا۔ چوتھی مرتبہ میں نے اس کو ذبح کر دیا۔ تو امام نے اس سے فرمایا کہ اچھا خواب دیکھا ہے۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ تو نے ایک باکرہ عورت سے صحبت کرنی چاہی تو تین مرتبہ تو نے اس پر قدرت نہیں پائی چوتھی مرتبہ تو اس پر قادر ہوا تو اس نے عرض کیا حضرت آپ نے سچ فرمایا واقعی پانچ راتوں میں یہی قصہ ہوا۔ تو شیخ رحمہ اللہ نے تبسم فرمایا اور تھوڑی دیر سر جھکائے رہے پھر خواب دیکھنے والے سے فرمایا میرے نزدیک آ۔ جب وہ آپ کے قریب آیا تو آپ نے فرمایا کہ خواب کا کچھ حصہ باقی رہ گیا۔ اس نے عرض کیا وہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ لونڈی کی ہوا آواز سے نکلی۔ اس نے عرض کیا آپ نے صحیح فرمایا اور آدمی شرمندہ ہو کر واپس ہو گیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

پیشہ وکاریگری وکھیل کود کے متعلقات
کوخواب میں دیکھنے اور اس کی تعبیر کا بیان

تولنے اور ناپنے والا: جو شخص ان کو خواب میں دیکھے تو اس کی تعبیر قاضی سے کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ نامعلوم ہوں۔ اگر یہ دیکھا کہ وہ تالیاں بجا رہے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ قاضی کے احکام ظلم پر مبنی ہیں۔ اور اگر اس طرح دیکھا کہ وہ دونوں ناچ رہے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ قاضی کے احکام عدل پر مبنی ہیں۔ اور قاضی عادل ہے۔ اور اگر کسی نے خواب میں یہ دیکھا کہ وہ تولنے والا اور ناپنے والا بنا ہوا ہے۔ تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ قاضی ہوگا اور نامعلوم قاضی اگر کسی نے خواب میں دیکھا تو اس کی تعبیر اللہ تعالیٰ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم زمین کو مت خریدو ورنہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو گے۔ (الترمذی)

خطیب: اس کی تعبیر دین میں فقیہہ بننے سے کی جاتی ہے۔ اور اسی طرح عطار کی تعبیر ہے۔

صراف: اس کی تعبیر ایسے عالم سے کی جاتی ہے جس سے بجز دنیوی متاع کے اور کوئی فائدہ نہ ہو۔

کپڑا بیچنے والا: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو عالی مرتبت ہو اور دنیا میں بڑی شان پیدا کرے یا تو حکیم ہو یا شاعر۔

خزانچی: اس کی تعبیر ایسے بڑے شاعر سے کی جاتی ہے جو لوگوں کی عزتوں کو پارہ پارہ کرے۔

درزی: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو اپنے دین کو دنیا کے بدلے میں بیچے۔ اور اس کے ہاتھ پر بہت سے دنیوی امور انجام پائیں۔

پوستین سینے والا: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو بڑا مالدار ہو اور جس کی کمائی پاک ہو۔

رفو کرنے والا: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو بہت جھگڑالو ہو۔

موچی: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو لوگوں کے اور مردوں وعورتوں کے درمیان الفت ومحبت پیدا کردے۔

بردہ فروش: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو سلطان کے حالات کی خبر رکھے۔

بڑھئی: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو لوگوں کو مقہور کرے۔

لوہار: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو ملک وسلطنت وقوت کا مالک ہو۔

شراب بیچنے والا۔ کلال: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو بھلائی اور برائی میں سے ایک دوسرے کے پیچھے رہتا ہو۔

دھوبی: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو لوگوں سے ان کے گناہوں کی وجہ سے بغض رکھتا ہو اور ان کو گناہوں سے توبہ کرائے۔

باورچی اور گوشت بھوننے والا: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو اپنے رزق کی طلب میں بہت باتیں کرنے والا ہو اور خوب مال حاصل کرے۔

قصاب: اگر نامعلوم ہو تو اس کی تعبیر ملک الموت ہے اور پہچانا ہوا شخص ہو تو اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو دنیا حاصل کرنے میں دوڑتا رہتا ہو۔

ملاح: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو لوگوں کے اور بادشاہوں اور سلاطین کے دوا اور علاج اور ہمنشینی کے اصول سے واقف ہو۔

سنار: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو جھوٹا اور فریبی ہو اور جو اپنے معاملات میں ٹھیک نہ ہو۔

سینگی لگانے والا اور دھنیا: اس کی تعبیر لکھنے والے شخص سے کی جاتی ہے۔

دھنیا: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو حق کی بات کرے اور نیک کام کرنے اور خبیث کو اچھے سے تمیز کرے۔

چکی چلانے والا: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو جانوروں کو کرایہ پر دے یا حمال ہو۔

ساقی: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جس کے دوست بھائی بند جان پہچان والے زیادہ ہوں۔

زین بیچنے والا: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو مرد وعورت کے درمیان جھوٹی باتیں لگاتا ہو۔

رنگنے والا: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جس کے پاس جھوٹ، بہتان، باطل اور ریاکاری کی باتیں زیادہ ہوں۔

بقال: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو لوگوں کے کلام کو سمجھنے والا حجتوں کو جاننے والا اور بدباطنی سے دور ہو۔

سکہ ڈھالنے والا: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو لوگوں کے جھگڑوں اور ان کے درمیان کے واقعات کی کھوج میں رہتا ہے۔

کاتنے والا: بال کاتنے والے کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو بہت مال والا بہت نقصان پہنچانے والا بہت فائدہ پہنچانے والا ہو۔

ڈھال بنانے والا: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو لوگوں کو اٹھائے اور ان کو دوسری جگہ منتقل کرے۔

اونٹ کو ذبح کرنے والا: ٹوکرہ بنانے والا، شیشہ بنانے والا، تانبے کے برتن بنانے والا، پانی میں غوطہ لگانے والا ان تمام کی تعبیر بال کاتنے والے کی تعبیر کے قریب قریب ہے۔ کیونکہ اس کی تعبیر عورتوں سے کی جاتی ہے۔

استاد: بچوں کا استاد اگر وہ گمراہ ہو گیا تو وہ سلطان یا وزیر ہے اور اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ بچوں کے ساتھ مکتب میں ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی عمر بڑھے گی اور وہ ارذل عمر تک پہنچ جائے گا۔

جولاہہ: اس کی تعبیر مسافر آدمی سے کی جاتی ہے۔

خزان: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جس کی نسل اور اولاد زیادہ ہو لیکن اس کو معاش حاصل کرنے میں بڑی دقت ہو۔

معمار: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جس کے ہاتھ پر لوگ توبہ کریں۔

زخم چیرنے والا: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو بھڑواگری کرتا ہو۔

منجم، کاہن اور جادوگر: اس کی تعبیر جھوٹے شخص سے کی جاتی ہے۔ الا اینکہ وہ سلطان سے قریب ہو گا۔

تعویذ گنڈے کرنے والا: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو شیریں کلامی وچرب زبانی سے لوگوں کو دھوکا دے۔

افسوں گر، گھوڑوں کا سائیس، حمال، جانوروں کا نگران:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا ختم نہ ہوگی جب تک کمینہ بن کمینہ کی ملکیت نہ ہوگی۔ (مجمع)

ان تمام کی تعبیر والیان حکومت سے کی جاتی ہے۔
مچھلی بیچنے والا ، سری بیچنے والا: ان دونوں کی تعبیر ایسے شخصوں سے کی جاتی ہے جو لوگوں کے سروں کے مالک ہوں۔
تصویر بنانے والا: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو اللہ پر جھوٹ بولے۔
تیل بیچنے والا: اس کی تعبیر ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو اس شخص کو جو اس کے ساتھ ملے یا اس کے ساتھ معاملہ کرے خوب آراستہ ہو پیراستہ کرے۔
کفن چور: اگر وہ امن دامانت والا شخص ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ علوم حکمت میں مستغرق رہے گا۔ اور اگر اس کے علاوہ ہے تو وہ طلب رکھنے والا شخص ہے۔
قبروں کو اور زمین کو کھودنے والا: اس کی تعبیر یہ ہے کہ اگر اس کو اپنی جگہ سے ہٹادے یا اس کے جانور نے اس کو روندا اور اس کا منبر ٹوٹ گیا اور اس سے گر گیا تو اگر وہ نزع کی حالت میں ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ مر جائے گا۔ یا اپنی چادر کو لپیٹ لیا یا اس کی بیٹھک الٹ گئی یا اس کا عمامہ کھل گیا یا اس کی ٹوپی گر گئی یا اس کا ہاتھ یا زبان گر گئی یا اندھا ہو گیا تو ان سب کی تعبیر یہ ہے کہ یا تو وہ اپنے منصب سے معزول ہو جائے گا یا مر جائے گا۔ واللہ اعلم۔

متفرق چیزوں کو خواب میں دیکھنے اور اس کی تعبیر کا بیان:

نور: اس کی تعبیر ہدایت سے کی جاتی ہے اور اندھیرے کی تعبیر گمراہی سے۔ اور راستہ کی تعبیر راہ حق ہے۔ اور (راستہ سے مڑنا) اس کی تعبیر حق سے مڑنا ہے اور باطل اور گمراہی کی طرف جانا ہے۔
ویران زمین: اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ ویران زمین میں ہے تو اسکی تعبیر گمراہی سے ہے اور قلعہ کی تعبیر محفوظ رہنا ہے بشرطیکہ اس نے خواب میں یہ دیکھا ہو کہ وہ قلعہ میں ہے۔
لپٹی ہوئی کتابیں: اس کی تعبیر چھپی ہوئی خبر سے ہے۔ پھیلی ہوئی کتابوں کی تعبیر ظاہری خبر سے ہے۔
مہر: اس کی تعبیر کسی معاملے کی تحقیق ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مہر لگی ہوئی کتابوں کی تعبیر میراث ہے جیسے ارشاد الٰہی ہے۔ يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ اے یحییٰ میراث کو قوت سے لے لے۔
علوم وفقہ کی کتابیں: اس کی تعبیر علوم اور حکمت سے ہے۔
کتب شعر: اس کی تعبیر گمراہی ومکر وجھوٹ سے ہے۔
قرآن مجید: اس کی تعبیر حکمت ہے جس کو آدمی حاصل کرے گا اگر کسی نے خواب میں یہ دیکھا کہ وہ قرآن مجید اپنے ہاتھ سے لکھ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دین وعلم اور مال جمع کر رہا ہے اور اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔
اور اگر کسی نے خواب میں یہ دیکھا کہ وہ قرآن مجید کو پھاڑ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کلام الٰہی کا انکار کر رہا ہے اور اگر کسی نے خواب میں یہ دیکھا کہ وہ قرآن شریف کے اوراق کھا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کلام الٰہی کا مذاق اڑا رہا ہے اور اس کے بعض احکام سے ٹھٹھول کرے گا۔ اور ان کی تحقیر کریگا۔ اور اس کا دین چلا جائے گا۔
اگر کسی نے خواب میں اپنا بازو یا پنڈلی یا کپڑے یا بعض اعضاء کو دیکھا کہ لوہا بن گئے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ عمر طویل ہوگی اور اگر کسی نے خواب میں یہ دیکھا کہ وہ غلام یا قیدی بن گیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس پر تنگی آئے گی اور وہ ذلیل ہوگا اور اس کا مال چلا جائے گا اور وہ رنج وغم میں پڑ جائے گا اس کی عزت چلی جائے گی۔
اور اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کے بعض اعضاء کانچ بن گئے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی عمر کوتاہ ہوگی اور جس نے خواب میں یہ دیکھا کہ اس نے کوئی چیز کرایہ سے لی یا کسی کو کرایہ سے دی تو اس کی تعبیر ایسے منافع سے ہے جو نہ اس سے دور ہی کیے جاسکتے ہیں اور نہ ہی اس کے لیے کھینچے جاسکتے ہیں اور جس نے خواب میں یہ دیکھا کہ اس نے غلام فروخت کیا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ رنج وغم سے نکل گیا اور جس نے خواب میں یہ دیکھا کہ اس نے غلام خریدا ہے تو اس کی تعبیر پہلے کی ضد میں ہوگی اور جس نے خواب میں لونڈی کو خریدتے دیکھا تو یہ خواب اس خواب سے بہتر ہے جس میں لونڈی کو بیچتا ہے۔
اور خواب میں مشک دیکھنے کی تعبیر فرح وسرور ہے اور خواب میں عود کی خوشبو کا معلوم ہونا اس کی تعبیر یہ ہے کہ ذکر نیک ہوگا اور اسی طرح ہر خوشبو دار بخور کی تعبیر یہ ہے کہ محمود ہے۔
اور زعفران کی تعبیر جمع شدہ پاک مال سے ہے البتہ اگر اس سے رنگ دیا تو اس کی تعبیر مرض سے ہے کنبھ کی تعبیر بھی یہی ہے اور لوبان کی تعبیر کسی مبارک انسان سے علم وتفقہ حاصل کرنے سے کی جاتی ہے اور شہد کی تعبیر جمع شدہ مال سے ہے اور کبھی اس کی تعبیر میراث سے بھی ہوتی ہے اور ہر وہ چیز جو شہد اور حلوے سے بنے اس کی تعبیر مال اور پاک رزق ہے اور حلوے کا اپنے ہاتھ سے بنانا اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اپنی جدوجہد سے رزق میں وسعت پائے گا اور اگر اپنے ہاتھ سے نہیں بنایا بلکہ کسی اور نے اس کے لیے بنایا تو اس کی تعبیر غنیمت کے اموال میراث اور آمدنی سے کی جاتی ہے اور شہد کی تعبیر علم اور قرآن ہے اور نکاح کی امراض سے شفاء پانے سے دی جاتی ہے اور شکر اور اس کی شرینی اور اگر خواب میں یہ دیکھا کہ اس سے کچھ کھایا ہے تو اس کی تعبیر اشرفیوں اور روپوں سے کیجاتی ہے کبھی اس کی تعبیر شیریں ولذیذ کلام سے کی جاتی ہے۔
دوائیں: خواب میں اس کا یہ دیکھنا کہ وہ دواؤں کو استعمال کر رہا ہے اور اس کو پی رہا ہے اور اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو عافیت وشفاء اور برکت حاصل ہوگی۔
دونوں عیدیں: اس کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر یہ ہے کہ رنج وغم سے نکلے گا اور یہ دونوں جس کو نظر آجائیں اسکے معاش میں وسعت کی دلیل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی باغ وبہار ہے۔ (مسلم)

ماتم: خواب میں اگر دیکھے تو اس کی تعبیر خوشی سے ہے اور خوشی کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر رنج ہے۔

کھیل: اس کی تعبیر غم سے ہوگی۔ اور غم کی تعبیر کھیل سے ہوگی۔

قید: اس کی تعبیر میں اختلاف ہے اور وہ درحقیقت ثابت قدمی ہے اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ مقید ہے اور ایسا نظر آیا کہ اس میں صلاحیت اور بھلائی ہے مثلاً مسجد میں یا نماز میں یا اللہ کے راستے میں قید یعنی بندھا ہوا ہے تو اس کی تعبیر دین میں ثابت قدمی ہے اور گناہوں سے رکنا ہے۔

اور جس نے خواب میں یہ دیکھا کہ وہ اپنے شہر میں یا اپنے مکان میں قید ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی شادی ہوگی اور وہ ان حالتوں میں سے کسی ایک حالت میں ہے کیونکہ یہ ثابت قدمی ہے اس حالت کی جو اس حالت کے مناسب ہو مثلاً کسی نے یہ دیکھا کہ اس کا پاؤں کسی جال میں یا پھندے میں یا کنوئیں میں یا گڑھے میں بندھا ہوا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ایک ناگوار کام پر ٹھہرا ہوا ہے اور وہ جس قدر اس سے ممکن ہو رہا ہے اس کے لیے بندوبست کر رہا ہے۔

زین اور گدھے کا پالان: اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ جانور پر رکھا ہے تو اس کی تعبیر عورت ہے۔

شطرنج: اس کی تعبیر باطل باتوں اور جھوٹ اور بہتان ہے اور کبھی اس کی تعبیر کلام اور جنگ سے بھی کی جاتی ہے اور اسی طرح نرد اور ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ نرد ضعیف اور ظاہری خبر ہے

مہرے: خواب میں اس سے کھیلنے کی تعبیر شور و غوغا اور جھگڑے ہیں اسی طرح نگینوں اور اخروٹ سے کھیلنے کی تعبیر ہے۔

دوات: اسکی تعبیر عورت ہے اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ دوات ٹوٹ گئی یا چوری ہوگئی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی عورت مر گئی۔

قلم: اگر کسی نے قلم قرآن مجید کے ساتھ دیکھا تو اس کی تعبیر علم و حکمت سے کی جائے گی اور اگر دوات کے ساتھ دیکھا تو اس کی تعبیر لڑکے سے کی جائے گی۔ یہ اچھی طرح یاد رکھو کہ اگر انسان نے خواب میں یہ دیکھ لیا کہ اس کا معاملہ جم گیا اور اس کا مقصد پورا ہو گیا اور دنیا میں اپنے مطلوب کو حاصل کر لیا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کی حالت بدل جائے گی اور اس کے معاملے میں نقصان آئے گا ارشاد الٰہی ہے کہ حَتّٰۤی اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ. حتی کہ جب وہ خوش ہو گئے ان باتوں پر جو ان کو عطا کی گئی تھیں تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا اور وہ بے خبر ہی رہے اور یہی مطلب ایک شاعر نے اس طرح ادا کیا جو امر پورا ہو گیا اس کا نقص شروع ہو گیا زوال کا انتظار کر جب کہا جائے کہ پورا ہو گیا۔ اور بھی اچھی طرح یاد رکھو کہ خواب میں جھوٹ بات ملانا خواب کو خراب کر دیتا ہے اور اس کے اصولی فوائد کو بدل دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ اور ممانعت میں بہت تشدد فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ”جس نے عمداً مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے“

اور فرمایا کہ جس نے اپنے نبی یا اپنے والدین یا اپنے دوست سے جھوٹ کہا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا۔

اور یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین شخصوں کو قیامت کے دن سخت عذاب دیا جائے گا ایک وہ جو خواب جھوٹ بیان کرتا ہو اس کو حکم دیا جائے گا کہ وہ جَو کو ملا کر گانٹھ لگائے اور وہ نہ کر سکے گا ایک وہ شخص جو بتوں کی تصویر بنائے اس کو کہا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے اور وہ اس میں پھونک نہ سکے گا اور تیسرا وہ آدمی جس نے ایسی قوم کی امامت کی جو اس کو ناپسند کرتے ہوں۔

اور چاہئے کہ جو شخص خواب میں ایسی بات دیکھے جو اس کو ناگوار ہو یا اس کو گھبراہٹ ہو جائے وہ جب نیند سے بیدار ہو اپنے بائیں بازو کی طرف تین بار تھوکے اور اللہ سے شیطان مردود کی پناہ مانگے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تابعین سے منقول ہے۔

اس قدر جو لکھا گیا وہ امام محمد بن سیرینؒ سے منقول ہے

خواب میں قرآن کی سورتوں کو پڑھنے کی تعبیر کا بیان:

شیخ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے ہم کو اور تمام مسلمانوں کو نفع پہنچائے۔

سورۃ فاتحہ: جس نے سورہ فاتحہ کو پورا یا کچھ خواب میں پڑھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ایسی دعائیں کرے گا جو قبول ہوں گی اور ایسا فائدہ حاصل کرے گا جس سے اس کو مسرت ہوگی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا سات عورتوں سے نکاح کرے گا جو متفرق جگہ کی ہوں گی اور وہ مستجاب الدعوات ہوگا اور اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دعا کے بعد پہلے اور بعد الحمد للہ رب العالمین پڑھا کرتے تھے۔

سورہ بقرہ: جس نے اس کو خواب میں پورا پڑھا یا کچھ پڑھا خواہ ایک حرف ہی کیوں نہ ہو یا اس پر کسی نے پڑھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی عمر زیادہ ہوگی اور دین میں صلاحیت ہوگی اور کبھی اس کی تعبیر یہ بھی ہوتی ہے کہ اس کا پڑھنے والا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوگا جہاں اس کو عزت و بزرگی حاصل ہوگی اور یہ تعبیر بھی کہی جاتی ہے کہ اگر وہ قاضی ہوگا تو اس کی مدت قریب ہوگی اور اگر عالم ہوگا تو اس کی عمر طویل ہوگی اور حالت اچھی ہوگی۔

سورۂ آل عمران: اگر کسی نے خواب میں اس سورت کی تلاوت پوری کی یا کچھ کی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ خاندان میں وہ بدنصیب رہے گا اور بڑھاپے میں خوب رزق پائے گا اور بہت سفر کرنے والا ہوگا۔

سورۂ نساء: جس نے خواب میں اس سورۂ کی تلاوت کی اس کی تعبیر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا مومن کا جیل خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔ (مشکوۃ)

یہ ہے کہ اس کی آخری عمر میں اس کے ایک خوبصورت عورت ہوگی جو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ رکھے گی اور قوی حجت والا اور فصاحت میں اور بولنے میں بہت قوی ہوگا۔

سورۂ مائدہ: جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کھلانے پلانے میں کریم النفس ہوگا مگر ایک ظالم قوم سے اس کو مصیبت پہنچے گی۔

سورۂ انعام: جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دین کی حفاظت کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کو اچھا رزق ملے گا۔

سورۂ اعراف: جو شخص خواب میں اس سورۂ کی تلاوت کرے گا اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا ہر علم سے فائدہ اٹھائے گا اور بہت ممکن ہے کہ غربت میں مرے۔

سورۂ انفال: جو شخص اس کو خواب میں پڑھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو عزت و کامیابی کا تاج ملے گا اور وہ اپنے دین میں سلامت رہے گا۔

سورۂ توبہ: جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ صالحین سے دوستی رکھے گا۔

سورۂ یونس: جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے پوری یا کچھ تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے مال پر کچھ آفت آئے گی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اسکا پڑھنے والا خوشخبری دینے اور بھلائی کرنے میں مستعد رہے گا۔

سورۂ ہود: جو شخص اس کو خواب میں پڑھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اسکے دشمن بہت ہوں گے اور مسافرت کو ترجیح دے گا۔

سورۂ یوسف: جو شخص اس کو خواب میں پڑھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے گھر والے اس کے دشمن ہوں گے۔ اور مسافرت میں فائدہ و حظ پائے گا

سورۂ رعد: جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کو محتاجی ملتی رہے گی اور ایک قول ہے کہ اس کی وفات قریب ہوگی۔

سورۂ ابراہیم: جو شخص اس کی تلاوت کرے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ توبہ کرنے والوں اور تسبیح کرنے والوں میں سے ہوگا۔

سورۂ حجر: جس نے خواب میں اس سورۂ کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اپنے خاندان میں محفوظ رہے گا اور مسکین رہے گا اور اگر اس کا پڑھنے والا بادشاہ ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی مدت قریب ہوگی اور اگر قاضی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی سیرت اچھی ہوگی اور اگر تاجر ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ خاندان والوں میں فضیلت حاصل کرے گا اور اگر عالم ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا عزت کی حالت میں انتقال ہوگا۔

سورۂ نحل: اگر کسی نے خواب میں اس کی تلاوت کی تو اسکی تعبیر یہ ہے کہ وہ رزق اچھا پائے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوں میں سے ہوگا اگر چہ ان کی صحبت میں نہ رہا ہو۔

سورۂ اسراء: جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس پر بادشاہ ظلم کرے گا اور یہ تعبیر بھی ہو سکتی ہے کہ وہ ایک قوم کے مکر سے محفوظ رہے گا اور وہ ایک فتنہ سے ڈرتا رہے گا حالانکہ وہ اس سے بری ہوگا۔

سورۂ کہف: جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی عمر دراز ہوگی اور اس کی حالت درست ہوگی اور جس قوم سے پناہ حاصل کرے گا ان سے فائدہ اٹھائے گا۔

سورۂ مریم: جس نے خواب میں اس کو پڑھا اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ تنگی میں رہے گا پھر اللہ تعالیٰ اس پر کشادگی اور آسانی فرما دے گا۔

سورۂ طٰہٰ: جس نے اس کو خواب میں پڑھا اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ رات کی نماز کو دوست رکھے گا اور نیک کام کرے گا اور دینداروں کے ساتھ رہنا پسند کرے گا۔

سورۂ انبیاء: جس نے اس کو خواب میں پڑھا اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے متعلق لوگوں میں نیک گمانی رہے گی۔

سورۂ حج: جس نے اس کو خواب میں پڑھا اس کی تعبیر یہ ہے کہ اسے حج اور عمرہ کی توفیق ہوگی اور اگر بیمار ہے تو مر جائے گا۔

سورۂ مومنون: جس نے اس کو خواب میں پڑھا اس کے دل میں رات میں زیادہ دیر تک عبادت میں کھڑے رہنے کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف عاجزی کرنے کی محبت ہوگی۔ اور ایک ایسے مرض کا خوف ہے جو بڑا خطرناک ہے۔

سورۂ نور: جس نے اس کی خواب میں تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے کسی سے محبت کرے گا اور اللہ ہی کیلئے بغض رکھے گا۔ اور دنیا میں اس کو کوئی مرض لاحق ہوگا۔

سورۂ فرقان: جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ حق کو پسند کرے گا اور باطل اس کو ناگوار ہوگا۔

سورۂ شعراء: جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو رزق حاصل کرنے میں دقت ہوگی اور کوئی چیز بغیر مصیبت کے نہ پائے گا اور سفر کو دوست رکھے گا اور فائدہ کم اٹھائے گا۔

سورۂ نمل: جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ حق پسند کرے گا اور باطل کو برا سمجھے گا اور اپنی قوم کا سردار ہوگا اور علم اور سرداری پائے گا۔

سورۂ قصص: جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو کسی زمین کے ذریعہ مصیبت میں مبتلا کرے گا خواہ وہ جنگل میں ہو یا شہر میں یا گھر میں یا قبلہ (یعنی مسجد) میں جس میں وہ نماز پڑھتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے اعظم اہتمام میں مومن ہے کہ اپنی دنیا کا بھی اہتمام کرتا ہے اور اپنی آخرت کا بھی (کنز)

سورۂ عنکبوت: جس نے اس کو خواب میں پڑھا اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ بشارت دے رہا ہے کہ اس کو تنہائی کی مصیبت میں مبتلا نہ کرے گا۔

سورۂ روم: جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے دل میں نفاق ہے اور یہ خواب دیکھنے والا اگر بادشاہ ہے تو عالم ہو جائے گا اور اگر قاضی یا تاجر ہے تو بہت سے فوائد حاصل کرے گا۔

سورۂ لقمان: جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کتابت اور حکمت حاصل کرے گا۔

سورۂ سجدہ: جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ عقیدہ توحید میں قوی ہوگا اور یقین درست ہوگا۔

سورۂ احزاب: جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اپنے خاندان کی تعریف کرنے والا ہوگا اس کی عمر زیادہ ہوگی اور دوستوں کے ساتھ مکر زیادہ کرے گا۔

سورۂ سبا: جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ بڑا بہادر ہوگا۔ ہتھیار اٹھانے سے محبت ہوگی۔

سورۂ فاطر: جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کو دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سے ایک ولی ہوگا۔

سورۂ یٰسین: جس نے اس کو خواب میں پڑھا اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا دین ٹھیک رہے گا۔

سورۂ صافات: جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو حلال ذریعہ سے رزق ملے گا اور اس کے دولڑکے پیدا ہونگے۔

سورۂ ص: جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ بڑا غیرت والا ہوگا عورتوں سے اس کو محبت زیادہ ہوگی اور ان کے ساتھ چلنے کو پسند کرے گا۔

سورۂ زمر: جس نے خواب میں یہ دیکھا کہ وہ اس سورۃ کی تلاوت کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کی عمر اسقدر طویل ہوگی کہ وہ اپنے پوتے کو دیکھے گا۔ اور یہ تعبیر بھی ہوسکتی ہے کہ وہ ایسا سفر کرے گا کہ اپنے وطن کو نہ لوٹے گا۔

سورۂ غافر: (المومن) جس نے خواب میں اس سورۂ کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کا یقین صحیح وسلامت ہوگا۔

سورۂ فصلت: (حم السجدہ) جو شخص اس کو خواب میں پڑھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا ایک ایسی قوم کی ہدایت کا ذریعہ بنے گا جو بحکم الٰہی شریعت کے احکام پر عمل کریں گے۔

سورۂ شوریٰ: جو شخص اس کو خواب میں پڑھے تو اس کا پڑھنے والا علم و عمل سے فائدہ اٹھائے گا۔

سورۂ زخرف: جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کی تعبیر یہ ہے کہ ممکن ہے کہ اس کے رزق میں سختی پیش آئے اور آخری عمر میں اس کا حال تنگ ہو اور اسکے حظِ دنیوی میں کمی آجائے۔

سورۂ دخان: جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ظالموں کے ظلم اور عذاب قبر و عذاب جہنم اور ضعف یقین سے محفوظ رہے گا۔

سورۂ جاثیہ: جو شخص اس کو خواب میں پڑھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ زاہدوں میں سے ہوگا۔

سورۂ احقاف: جو شخص اس کی خواب میں تلاوت کرے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اپنے والدین کا نافرمان ہوگا۔ لیکن آخری عمر میں اس کو اچھی توبہ نصیب ہوگی۔

سورۂ قتال: (محمد) جو شخص اس کو خواب میں پڑھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے پاس فرشتہ اچھی صورت میں آئے گا۔

سورۂ فتح: جو شخص اس کو خواب میں پڑھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو محبوب رکھے گا۔

سورۂ حجرات: جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا اللہ کے بندوں کے دلوں میں صلح و آشتی پیدا کرے گا۔

سورۂ ق: جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا علم اچھا ہوگا۔ اور اس کے شہر والے اس کے محتاج رہیں گے اور اس کی عمر کا آخری حصہ اول سے بہتر رہے گا اور نہایت قوی ہوگا۔

سورۂ ذاریات: جو شخص اس کو خواب میں پڑھے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا زمین کی نباتات میں سے جس قدر چاہے حاصل کرے گا اور ہر مذہب کی طرف وہ مائل رہے گا۔

سورۂ طور: جو شخص اس کو خواب میں پڑھے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے پڑھنے کے سبب سے اللہ عزوجل راضی رہے گا۔

سورۂ نجم: جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اس کی اولاد بہت ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی میں مریں گے اور وہ شخص صاحب علم و تقویٰ ہوگا۔

سورۂ قمر: جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس پر جادو کیا جاوے گا۔ اور وہ اس سے نجات پائے گا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو کوئی نقصان نہ پہنچائے گا۔

سورۂ رحمٰن: جس شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ یہ سورۃ پڑھ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دنیا میں نعمت اور آخرت میں رحمت پائے گا۔

سورۂ واقعہ: جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ یہ سورۃ پڑھ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ نیکیوں اور طاعتوں کی طرف سبقت کرنے والا ہوگا۔

سورۂ حدید: جس نے خواب میں یہ دیکھا کہ وہ یہ سورۃ پڑھ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اچھے اثر کا ہوگا اور دین میں صحیح ہوگا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گناہ کم کر (یعنی مت کر) تجھ پر موت آسان ہو جائے گی اور قرض کم کر (یعنی مت کر) تو آزادی کی زندگی بسر کرے گا۔ (کنوز)

سورۂ مجادلہ: جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ اس سورۃ کی تلاوت کر رہا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اہل باطل سے جھگڑنے والا اور ان کو دبانے والا ہوگا۔

سورۂ حشر: جس نے خواب میں دیکھا کہ یہ سورۃ پڑھ رہا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کا حشر ایسی حالت میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا اور اس کے دشمنوں کو ہلاک کرے گا۔

سورۂ ممتحنہ: خواب میں اس کے پڑھنے والے کو مصیبت پہنچے گی اور اس کا ثواب اس کو ملے گا۔

سورۂ صف: خواب میں اس کو پڑھنے والا شہید مرے گا۔

سورۂ جمعہ: جس نے خواب میں اس سورۃ کو پڑھا اس کے لیے اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت کی بھلائیاں جمع کر دے گا۔

سورۂ منافقون: خواب میں اس کا پڑھنے والا نفاق سے بری رہے گا۔

سورۂ تغابن: جس نے خواب میں اس کو پڑھا وہ ہدایت اور ایمان پر مرے گا۔

سورۂ طلاق: جو شخص خواب میں اس کو پڑھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان اس قدر جھگڑا ہو جائے گا کہ نوبت جدائی تک پہنچ جائے گی مگر مرد مہر ادا کرے گا۔

سورۂ تحریم: خواب میں اس کا پڑھنے والا محرمات کے ارتکاب سے محفوظ رہے گا۔

سورۂ ملک: اس کو جو خواب میں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو دنیا وآخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے گا۔ اور اس کی املاک اور خیرات زیادہ ہوگی۔

سورۂ ن: جو اس کو خواب میں پڑھے گا اللہ تعالیٰ سے اس کو عنایت اور کامیابی اور قضاءت حاصل ہوگی۔

سورۂ حاقہ: جو شخص اس کو خواب میں پڑھے اس کو مار کاٹ کا خوف ہوگا۔ اور وہ حق پر رہے گا۔

سورۂ معارج: اس کو خواب میں پڑھنے والا امن سے اور تاکید کے ساتھ فتح مند رہے گا۔

سورۂ نوح: اس کو خواب میں پڑھنے والا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے والوں میں سے ہوگا اور دشمنوں پر مظفر ومنصور رہے گا۔

سورۂ جن: اس کو خواب میں پڑھنے والا جنات سے محفوظ رہے گا۔

سورۂ مزمل: جس نے اس کو خواب میں پڑھا اس کی سیرت اچھی ہو گی اور وہ صابر رہے گا۔

سورۂ مدثر: جس نے اس کو خواب میں پڑھا وہ رزق کی تنگی میں رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی تنگی دور فرمادے گا۔

سورۂ قیامۃ: اس کو خواب میں پڑھنے والا قسم سے ہمیشہ بچتا رہے گا۔ اور کبھی قسم نہ کھائے گا۔

سورۂ انسان یا دہر: جس نے اس کو خواب میں پڑھا اس کو سخاوت کی توفیق عطا ہوگی اور شکر کرنے کی نعمت اس کو ملے گی۔

سورۂ مرسلات: اس کو خواب میں پڑھنے والے کے رزق میں اللہ تعالیٰ وسعت عطا فرمائے گا اور اس کے دشمنوں کو گونگا بنا دے گا۔

سورۂ نباء: اس کو خواب میں پڑھنے والے کے دل سے جملہ رنج وغم نکل جائیں گے اور اس کی شان بڑھ جائے گی۔ اور اس کا ذکر جمیل بلند ہوگا۔

سورۂ نازعات: اس سورۃ کو خواب میں پڑھنے والے کے دل سے جملہ رنج وغم نکل جائیں گے۔

سورۂ عبس: اس کو خواب میں پڑھنے والا صدقات زیادہ دے گا اور زکوٰۃ نکالے گا۔

سورۂ تکویر: اس کو خواب میں پڑھنے والے کے سفر مشرق کی جانب زیادہ ہوں گے اور سفر کامیاب رہے گا۔

سورۂ انفطار: اس کو خواب میں پڑھنے والے کو سلاطین کا قرب حاصل ہوگا اور وہ اس کی عزت کریں گے۔

سورۂ تطفیف: اس کو خواب میں پڑھنے والے کو وفا وعدل نصیب ہوگا۔

سورۂ انشقاق: اس کو خواب میں پڑھنے والے کی اولاد ونسل زیادہ ہوگی۔

سورۂ بروج: اس کو خواب میں پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ فکروں سے نجات دے گا اور ہر قسم کے علوم سے نوازے گا۔

سورۂ طارق: اس کو جو شخص خواب میں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو ذکر و تسبیح کی کثرت الہام فرمائے گا۔

سورۂ اعلیٰ: جو شخص اس کو خواب میں پڑھے اس کے لیے اس کے کام آسان ہونگے۔

سورۂ غاشیہ: جو شخص اس کو خواب میں پڑھے اس کا مرتبہ بلند ہوگا اور اس کا علم پھیلے گا۔

سورۂ فجر: جو شخص اس کو خواب میں پڑھے اس کو ہیبت ورونق کا لباس ملے گا۔

سورۂ بلد: جو شخص اس کو خواب میں پڑھے اس کو کھانا کھلانے اور یتیموں کی خاطر داری کرنے کی توفیق ملے گی اور ضعیفوں پر رحم کرنے کا خیال ہوگا۔

سورۂ شمس: جس نے اس کو خواب میں پڑھا اللہ تعالیٰ اس کو عمدہ سمجھ اور زیرکی تمام امور میں عطا فرمائے گا۔

سورۂ لیل: جس نے اس کو خواب میں پڑھا اس کی عزت کا پردہ چاک ہونے سے محفوظ رہے گا۔

سورۂ ضحیٰ: جو شخص اس کو خواب میں پڑھے وہ یتیموں اور مساکین کی عزت کرے گا۔

سورۂ انشراح: جو شخص اس کو خواب میں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز آدمیوں میں سب سے بدتر مرتبہ اس بندہ کا ہوگا جس نے دوسرے کی دنیا کے واسطے اپنی آخرت گنوائی۔ (مشکوٰۃ)

سینے کو احکام اسلام کے سمجھنے کے لیے منشرح فرمادے گا اور اس کے سب معاملات آسان ہوجائیں گے۔

سورۂ تین: جو شخص اس کو خواب میں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجتوں کو جلد پورا فرمائے گا اور اس کے رزق میں آسانی فرمادے گا۔

سورۂ علق: جس نے اس کو خواب میں پڑھا اس کی عمر طویل ہوگی اور اس کا مرتبہ بلند ہوگا۔

سورۂ قدر: جو شخص اس کو خواب میں پڑھے وہ بھلائی پائے گا اور اسکا حال اچھا رہے گا۔

سورۂ بینہ: جو اس کو خواب میں پڑھے اس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ ایک نیک قوم کو ہدایت دے گا۔

سورۂ زلزال: جس نے اس کو خواب میں پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے کافروں کے قدم ہلادے گا۔

سورۂ عادیات: جو شخص اس کو خواب میں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو اچھے گھوڑے عطا فرمائے گا جس سے وہ فائدہ اٹھائے گا۔

سورۂ قارعہ: جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کو اللہ تعالیٰ عبادت وتقویٰ کی عزت کرے گا۔

سورۂ مقابر (تکاثر): جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے گا وہ مال کو جمع کرنا چھوڑ دے گا اور زاہد ہوجائے گا۔

سورۂ عصر: جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے اسکو صبر کی توفیق ہوگی اور حق پر اس کی اعانت ہوگی۔

سورۂ ہمزہ: جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی وہ مال کو جمع کرے گا اور نیک کاموں میں خرچ کرے گا۔

سورۂ فیل: جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے گا اس کے دشمنوں پر اس کی مدد ہوگی اور اس کے ہاتھ پر اسلامی فتوحات بہت ہوں گی۔

سورۂ قریش: جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی وہ مساکین کو کھانا کھلائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر مسلمانوں کے دلوں کو آپس میں ملادے گا۔

سورۂ ماعون: جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے گا وہ اپنے مخالفین واعداء پر کامیابی حاصل کرے گا۔

سورۂ کوثر: جو شخص اس کو خواب میں پڑھے گا دارین میں اس کا خیر بہت ہوگا۔

سورۂ کافرون: جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے گا اس کو کافروں سے جہاد کی توفیق ہوگی۔

سورۂ نصر: جو شخص خواب میں اس کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس کے دشمنوں پر مدد دے گا۔ و نیز اس سورہ کے پڑھنے والے کے جلد وفات کی دلیل ہے کیونکہ یہ سورۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہوئی تھی۔ (یعنی اس کے نزول کے بعد ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی) اور ایک شخص نے ابن سیرینؒ سے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے گویا میں سورۂ نصر پڑھ رہا ہوں تو امام نے اس سے فرمایا کہ تجھ کو وصیت کرنی چاہیئے کہ تیری موت قریب آ گئی۔ اس نے عرض کیا کہ یہ کیوں۔ آپ نے فرمایا کہ اس لیے کہ یہ آخری سورۃ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آسمان سے نازل ہوئی ہے۔

سورۂ مسد (لہب): جو شخص اس کو خواب میں پڑھے وہ اپنا مقصود پا لے گا۔ اور اسکا ذکر بلند اور اس کی توحید قوی ہوگی۔ اور اس کے عیال کم ہونگے اور اس کی زندگی خوب گذرے گی۔

سورۂ اخلاص: جو شخص اس کو خواب میں پڑھے اس کو توبہ کی توفیق ہوگی اس کا کوئی بچہ زندہ نہ رہے گا۔ کیونکہ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ یعنی نہ اس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔ اور بعض علماء مفسرین فرماتے ہیں کہ جس نے سورۃ اخلاص کو خواب میں تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کا قائل ہے اور پڑھنے والے کے لڑکے کو اس وقت تک موت نہ آئے گی۔ جب تک وہ اپنے کل اہل خاندان کو دفن نہ کردے۔ اور وہ اکیلا مرے گا۔

سورۂ فلق: جس نے اس سورۃ کو خواب میں پڑھا وہ برائیوں سے محفوظ رہے گا۔

سورۂ ناس: جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی وہ بلیات سے محفوظ رہے گا اور شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں رہے گا۔

اور اب وہ تمام باتیں آخری ہوگئیں جو حضرت امام محمد بن سیرین وغیرہ رحمہم اللہ سے صحیح روایت کے ذریعے منقول ملی ہیں۔

وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

توبہ کا دروازہ کھلا ہے
دیر نہ کیجئے

اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت کس طرح گناہ گار بندوں کی طرف متوجہ ہے کہ توبہ کے ذریعے بڑے بڑے گناہ گار اللہ تعالیٰ کے مقرب بن گئے۔ ایسے ایمان افروز مضامین اور واقعات جن کا مطالعہ مایوسی ختم کر کے یہ احساس دلاتا ہے کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہے　قرآن وحدیث کی تعلیمات اور اسلاف کے ارشادات سے آراستہ جامع کتاب　رابطہ کیلئے　0322-6180738

باب۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصیتیں

حضرت لقمان علیہ السلام کی غیر قرآنی وصایا

۱۔اے بیٹے ، دنیا کے سمندر میں غرق ہونے سے بچ تقوی کی کشتی کو ایمان سے بھر،توکل کے ذریعہ،ورنہ نجات پانا مشکل ہے۔

۲۔اے بیٹے جھوٹ بولنے والے کے چہرے کی رونق زائل ہوجاتی ہے۔

۳۔اے بیٹے جنازوں کی شرکت آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

۴۔اے بیٹے لوگوں سے اچھی بات خندہ پیشانی سے کر یہ تجھے محبوب بنادے گی۔

۵۔اے بیٹے لوگوں کی تعریف کا خواہشمند نہ ہو۔

۶۔اے بیٹے جب کسی کے گھر جاؤ تو زبان اور آنکھ کی حفاظت کرو

۷۔اے بیٹے جسم کو گندگی سے،زبان کو غیبت وگالی سے پاک رکھ

۸۔رات کو نرم اور آہستہ بات کر۔

۹۔کسی کو لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ کر۔

۱۰۔آفتاب نکلنے اور ڈوبنے کے وقت نہ سو۔

۱۱۔لوگوں کے سامنے دانتوں میں خلال اور ناک میں انگلی نہ کر۔

۱۲۔عاجزی،انکساری،تواضع وتذلل،میانہ روی،اعتدال اختیار کر

۱۳۔زندگی گزار! اللہ تعالیٰ کے ساتھ صدق سے،نفس کے ساتھ دشمنی وقہر سے،چھوٹوں کے ساتھ شفقت سے،دوستوں سے نصیحت،فقیروں سے سخاوت،دشمنوں کے ساتھ حلم سے،جاہلوں سے خاموشی سے،بزرگوں کے یہاں حاضری سے،علماء سے تواضع اور طلب کے ساتھ۔

حجۃ الوداع، حجۃ البلاغ (تبلیغ کا حج)

لوگو! مجھے امید نہیں کہ میں اور تم پھر اس مجلس میں اس جگہ جمع ہوں گے۔جبل رحمت پہاڑی سے کمر لگا کر ۹ ذی الحجہ عرفات کے میدان میں فرمایا لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم پھر کبھی اس جگہ اکٹھے نہ ہوں گے۔تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر میں تمہارے اس مہینے میں عنقریب تم اپنے خدا کے سامنے حاضر ہوگے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال کرے گا۔خبردار! میرے بعد گمراہ نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔لوگو! جاہلیت کی ہر بات کو میں اپنے قدموں کے نیچے روندتا ہوں۔

لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو۔خدا کے نام کی ذمہ داری سے تم نے ان کو لیا اور خدا کے کلام سے تم نے ان کا جسم اپنے لیے حلال بنایا۔ تمہارا حق عورتوں پر اتنا ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو جس کا آنا تمہیں ناگوار ہے نہ آنے دیں۔اگر وہ نہ ایسا کریں تو ان کو ایسی مار مارو جو نمودار نہ ہو۔ عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ اچھی طرح پہناؤ۔

لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر اسے مضبوط پکڑ لوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔وہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔

لوگو! نہ تو میرے بعد کوئی پیغمبر ہے اور نہ کوئی جدید امت پیدا ہوگی۔

لوگو! مرحبا! خدا کی سلامتی،حفاظت،مدد تمہارے ساتھ ہو۔خدا تمہیں ترقی و ہدایت اور توفیق عطا فرمائے۔ خدا تمہیں اپنی پناہ میں رکھے۔ مصیبتوں سے بچائے اور سلامت رکھے۔ میں تمہیں تقوی اور خداترسی کی وصیت کرتا ہوں اور تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور تم کو اپنا جانشین بناتا ہوں۔عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں اور خیال کرتا ہوں کہ تم بھی لوگوں کو ڈراتے رہوگے۔تم کو لازم ہے کہ سرکشی،تکبر بڑھ کر چلنے کو خدا کے بندوں اور خدا کی بستیوں میں نہ پھیلنے دوگے۔اور آخرت اسی کے لیے ہے جو زمین میں سرکشی اور بگاڑ نہیں چاہتے اور عاقبت صرف متقین کے لیے ہے۔ میں ان فتوحات کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو حاصل ہوں گی۔مجھے ڈر نہیں رہا کہ تم مشرک بن جاؤ گے لیکن ڈر یہ ہے کہ دنیا کی رغبت اور فتنہ میں پڑ کر کہیں ہلاک نہ ہوجاؤ۔جیسے پہلی امتیں ہلاک ہوئیں۔

لوگو! تم سے پہلے ایک قوم ہوئی ہے جو انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بناتے تھے۔تم ایسا نہ کرنا۔فرمایا خدا ان یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنایا۔فرمایا خدارا میری قبر کو میرے بعد بت نہ بنانا۔کہ اس کی پرستش ہوا کرے۔

بس اب میں دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں اور اسے چھوڑ دینے والا ہوں۔گھر میں جو کچھ تھا وہ راہ خدا میں دے دیا گیا ہے اور اسلحہ مسلمانوں کو۔ اس دنیا کی آخری شب میں حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں چراغ جلانے کے

لیے ذرا سا تیل بھی نہ تھا جو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پڑوسن سے قرض لے کر جلایا۔ آخری دن فجر کی نماز میں مسلمانوں کی صفیں حجرہ مبارکہ سے ملاحظہ فرما کر چہرہ مبارک پر بشاشت اور مسکراہٹ پیدا ہوئی اور نماز ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ادا فرمائی۔ زندگی مبارک میں دوسری فرض نماز نہیں آ سکی۔ نزع کی حالت طاری ہوئی تو پانی کے پیالے میں دست مبارک ڈال ڈال کر چہرہ مبارک پر پھرا لیتے تھے۔ چہرہ مبارک کبھی سرخ اور کبھی زرد ہو جاتا تھا۔ زبان مبارک سے فرماتے تھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ

خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ موت کے سکرات ہوتے ہیں۔ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا بیٹی! یہی تو مزوں کو کرکرا کرنے والی ہے آرزوں، خواہشوں کو توڑنے والی، جماعتوں کو جدا کرنے والی، بیویوں کو بیوہ کرنے والی، اولاد کو یتیم کرنیوالی فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا رو پڑیں تو ان کے آنسو دست مبارک سے پونچھے۔ فرمایا بیٹی رو نہیں۔ سیدا شباب اہل الجنۃ حسن حسین کو بلایا۔ وہ بھی رونے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو چوما اور ان کے احترام کے بارے میں وصیت فرمائی پھر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو بلایا اور نصائح فرمائیں۔ پھر حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ انہوں نے سر مبارک اپنی گود میں لے لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے رہے اور کف مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے پر پڑ رہا تھا۔ فرمایا لونڈی، غلام کے بارے میں خدا کو یاد رکھو انہیں خوب کھلاؤ پہناؤ۔ ان کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے بات کرو۔ علی رضی اللہ عنہ خوب صبر و سکت سے رہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر چلے گئے تو عائشہ طیبہ رضی اللہ عنہا نے سر مبارک اپنی رانوں پر رکھ لیا۔ عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تازی مسواک تھی۔ وہ مسواک استعمال فرمائی اس کے بعد زبان مبارک سے نکلا اَلصَّلٰوةُ اَلصَّلٰوةُ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ نماز اور لونڈی غلام کے حقوق پھر فرمایا اَللّٰهُمَّ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى اے خدا برترین رفیق ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر آنکھ کی پتلی بدل گئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وصایا

میں نے اپنے بعد تم پر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا لہٰذا ان کی بات سننا اور ان کی اطاعت کرنا۔

میں نے تو خیر خواہی کا ارادہ کیا ہے۔ میں غیب کی بات نہیں جانتا۔ ظلم کرنے والے کو عنقریب معلوم ہو جائے گا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اس کے بعد اس وصیت نامے پر مہر لگائی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی کہ اے اللہ میری نیت میں اس فرمان سے صرف ان لوگوں کی نیکی ہے۔ میں نے فتنہ کا اندیشہ کیا اس لیے ان لوگوں کے معاملہ میں عمل کیا۔ جس کو تو خوب جانتا ہے۔ ان کے لیے میں نے اپنی رائے سے اجتہاد کیا۔ میں نے ان پر ان کے سب سے بہتر کو سب سے قوی تر کو سب سے زیادہ راہ راست پر چلانے والے کو والی بنایا۔

انتقال سے کچھ قبل فرمایا۔ میری یہ دو استعمال چادریں محفوظ رکھنا۔ جب میں مر جاؤں تو ان دونوں کو دھوڈالنا اور مجھے ان کا ہی کفن دینا۔ کیونکہ نئے کپڑے کا زندہ آدمی بہ نسبت مردے کے زیادہ حاجت مند ہے۔ فرمایا میری زوجہ اسماء رضی اللہ عنہا مرنے کے بعد مجھے غسل دیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وصایا

ایک روز لوگوں سے فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے ایک مرغ نے میرے چونچ ماری اور یہ مجھے بغیر میری موت کے نزدیکی کے نہیں دکھایا گیا۔ پھر فرمایا چند طبقوں نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ میں اپنا خلیفہ مقرر کر دوں۔ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ اپنا دین اور اپنی خلافت ضائع کر دے۔ اگر موت نے میرے ساتھ عجلت کی تو خلافت ان چھ آدمیوں کے مشورے سے ہوگی۔ جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے وقت تک راضی رہے۔ وہ ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ۔

پھر فرمایا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کرو کہ عمر رضی اللہ عنہ چاہتا ہے کہ اپنے دونوں صاحبوں کے پاس دفن ہونا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہہ کر اجازت دی کہ عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے پر ترجیح دیتی ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جنازہ تیار ہونے کے بعد دوبارہ اجازت مانگنا۔ اگر میرے لحاظ میں اجازت دی ہو اور اس وقت نہ دیں تو مسلمانوں کے عام قبرستان میں دفن کر دینا۔

صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی۔ پیارے بیٹے ایمان کی خصلتوں کو لازم پکڑنا۔ وہ یہ ہیں۔ گرمی کی شدت میں روزے رکھنا، تلوار سے جہاد کرنا، مصیبت پر صبر کرنا، سردیوں میں اچھی طرح وضو کرنا، ابر کے دن نماز میں جلدی کرنا۔

عربوں کو وصیت فرمائی چادر اوڑھو، تہہ بند باندھو نشانہ بازی، تیراکی کی مشق کرو، اپنے دادا عدنان کے بیٹے معد کی سی سادہ زندگی موٹا کھانا، موٹا پہننا اختیار کرو، بھائیوں کی طرح رہو، تنعم کی زندگی سے بچو، گھوڑوں پر کود کر بیٹھا کرو۔ رکابیں کاٹ ڈالو۔ دھوپ میں رہنے کی عادت ڈالو یہ عربوں کا حمام ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی وصایا

باغیوں کے محاصرے کے بعد ایک خط میں تحریر فرمایا۔ اللہ کے بندے

عثمان رضی اللہ عنہ امیر المومنین کی طرف سے تمام مسلمانوں کے نام السلام علیکم۔ تمہیں اس خدائے برتر کی یاد دلاتا ہوں جس نے تمہیں گمراہی سے نکال کر اسلام کا انعام عطا فرمایا وسعت رزق، دشمن پر غلبہ اور اپنی نعمتوں سے ڈھانک دیا۔

ان قوموں کو دیکھو جو باہمی اختلاف سے برباد ہو گئیں۔ ان سے عبرت پکڑو۔ تمہارا اختلاف تمہیں ایک ساتھ نماز بھی نہیں پڑھنے دے گا۔ دشمن تم پر مسلط کر دیا جائے گا۔ خون ریزی کو ناپسند کرتا ہوں۔ اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں صرف حق اور عدل کا دامن پکڑو میں خدا سے اپنی اور تمہاری مغفرت چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ خدا اس امت کے دل بھلائی پر جمع کر دے اور فسق سے ان کو دور کر دے۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ أَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ الْمُسْلِمُوْنَ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصایا

اپنی سب اولاد کو مخاطب کیا۔ چست بن کر عبادت پر کمر بستہ رہو اسلام پر ہی مرنا، سب مل کر اللہ کی رسی کی مضبوط پکڑنا۔ آپس میں ملاپ رکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ آپس کا ملاپ نماز، روزے سے بھی زیادہ افضل ہے۔ رشتہ داروں کا خیال رکھنا، یتیموں، پڑوسیوں کی مدد کرنا، قرآن، نماز، بیت اللہ، جہاد فی سبیل اللہ، زکوٰۃ، ذمیوں کے حقوق، تمہارے نبی کے صحابی، تمہارے غلام، امر بالمعروف نہی عن المنکر سے غافل نہ رہنا۔ دعا فرمائی خدایا ہم سب کو ہدایت نصیب فرما۔ دنیا سے بے رغبت کر دے۔

ابن ملجم کے زخمی کرنے کے بعد ہوش آیا تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت حسن یا کسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرما دیں۔ تو فرمایا میں تمہیں اس چیز پر چھوڑوں گا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا ہے۔ پھر قاتل کے لیے فرمایا کہ اسے اچھا کھانا اور نرم بستر دینا و نیز فرمایا! لوگوں سے ان کی عقلوں کا خیال رکھتے ہوئے گفتگو کرو کیا تم چاہتے ہو کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلا دیا جائے؟

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کی وصایا

سلاطین سے بچنا اور ڈرنا جیسے آگ سے، شدید ضرورت کے بغیر دربار شاہی میں نہ جانا، اس سے علم کا وقار قائم رہے گا۔

سلطان کو بھی تنہائی میں ٹوکو اگر وہ کوئی غلط اقدام کرے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عمل نہ کرو اگر نہ مانے تو اس کے لیے دعا کرو اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو۔ سمجھانے کی کوشش کرتے رہو۔

علم دین کے حاصل کرنے کو مقدم کرو۔ پھر جائز ذرائع سے مال حاصل کرو۔ علم و مال ایک ساتھ نہیں حاصل ہوتے۔ علماء سے ملو تو ضرورتاً علمی بحث کرو۔ دوسروں سے وہ بھی نہیں۔ اپنے اساتذہ پر تنقید بے ضرورت نہ کرو۔ ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہا کرو۔ اپنے شاگردوں سے مثل اولاد کے پیش آؤ۔ علمی مجالس میں غصہ نہ کرو۔ مسئلہ کا جواب بقدر ضرورت دیا کرو۔

مہمات دین، عقائد اختلافی مسائل میں عوام سے گفتگو نہ کرو۔ دنیاوی مسائل مال و تجارت میں لوگوں سے زیادہ گفتگو کرو ورنہ حریص مال کہلاؤ گے۔

حضرت شاہ عبد القادر جیلانی کی وصایا

بیٹا میں تجھے وصیت کرتا ہوں اللہ سے ڈرنے اور خائف رہنے کی اور اپنے والدین اور جملہ مشائخ کے حقوق کو ضروری سمجھنے کی کہ اس سے اللہ راضی ہوتا ہے اپنے بندے سے اور حق کی حفاظت کر کھلے اور چھپے۔ مت چھوڑ تلاوت قرآن کو زبان و دل سے غور وفکر، حزن و گریہ کے ساتھ۔ رجوع کر آیات محکمہ میں سب احکام کی کہ قرآن حجت خدا ہے مخلوق پر۔ علم دین سے ایک قدم بھی نہ ہٹ۔ علم فقہ پڑھ۔ عامی، جاہل، صوفی نہ بن۔ بازاریوں سے بھاگ کہ چور ہیں دین کے ڈاکو ہیں۔ اور مسلمانوں کے حق میں عقائد اختیار کر اہل سنت کے، اور اجتناب کر بدعت سے۔ خلا ملا نہ رکھ نوعمر لڑکوں سے، عورتوں بدعتیوں امیروں، عوام الناس سے یہ تیرے دین کو برباد کر دیں گے۔ تھوڑی دنیا پر قناعت کر، تنہائی اختیار کر، رویا کر خوف خدا سے، حلال روزی کھا یہ کنجی ہے نیکیوں کی۔ ہاتھ نہ لگا حرام کو یہ آگ ہے قیامت کی۔ حلال لباس پہن حلاوت پائے گا ایمان و عبادت میں۔ مت بھول اللہ کے سامنے حاضر ہونے کو۔ شب کی نماز اور دن کے روزوں کی کثرت رکھ۔ نماز اور دیگر امور دین میں جماعت مسلمین کو نہ چھوڑ۔ امام و پیشوا نہ بن۔ حکومت کا طلبگار نہ ہو۔ جو اس کا طالب ہے وہ فلاح نہیں پاتا۔ دستاویزات پر دستخط نہ کیا کر۔ امراء و سلاطین کا ہمنشین نہ بن۔ اور سفر کیا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سفر کیا کر تندرست رہو گے اور مال غنیمت پاؤ گے۔ مشائخ کے قلب کا بہت خیال رکھ بلاوجہ اس میں گرانی نہ آنے پائے۔ تعریف پر پھول مت، مذمت پر غمگین نہ ہو۔ مدح و مذمت کا اثر تیرے اوپر یکساں ہو جانا چاہیے۔ مخلوق سے حسن اخلاق و عاجزی اختیار کر۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جھکتا ہے اللہ اسے اونچا کرتا ہے اور جو بڑا بنتا ہے اللہ اسے نیچا دکھاتا ہے۔ ہر حالت میں نیک و بد کے ساتھ تہذیب کا برتاؤ کر۔ ساری مخلوق کو اپنے سے بہتر سمجھ۔ دیکھ ان کو شفقت واحترام سے۔ ہنسامت کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھے معلوم ہے تم کو معلوم ہو جاتا تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ بے خوف نہ ہو اللہ کی خفیہ تدبیر سے، ناامید نہ ہو اس کی رحمت سے، زندگی گزار خوف و امید کے درمیان۔ جان و مال و آبرو سے اللہ والوں کا خدمت گزار بنا رہ۔ ان کے اوقات و عادات کا لحاظ رکھ۔ ان پر اعتراض نہ کر۔ ہاں اگر خلاف شریعت کوئی بات ہو تو ان کا اتباع مت کر۔ ان پر اعتراض کرنے والا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین عمل یہ ہے کہ تو کسی مسلمان کو خوش کردے۔ (الکامل)

فلاح نہ پائے گا۔لوگوں سے کچھ نہ مانگ نہ ان کا مقابلہ کر۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا

بعض قلوب زمین پر اللہ کے محبوب ہیں۔طالب کو بچے سے بھی کلمہ نافع کے حاصل کرنے میں دریغ نہ ہو۔

عام اہل دنیا والوں کے لیے میری وصیت ہے کہ نماز کے تمام اعمال و اذکار میں دل وزبان کو جمع کرنے کی کوشش کریں۔زبان ودل سے اللہ کے ذکر کی وصیت کرتا ہوں۔خصوصاً مجلس،محفل،راستوں میں اور کھانے اور وضو کے وقت وضو کے ذکر سے نماز میں وسوسے کم آتے ہیں۔تمام دینی بھائیوں کو ہر وقت باوضو رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔یہ مراقبہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں بیٹھا ہوں اس سے قول وفعل درست ہو جائیں گے۔

اے میرے پیارے بیٹے تجھے اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم اور والدین ومشائخ کے حقوق ادا کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

سفر بھی کیا کرتا کہ تیرا نفس پست ہو۔ہر اچھے اور برے آدمی کا اکرام کر۔تمام انسانوں پر رحم کر۔لایعنی سے بچ۔لوگوں سے سوال نہ کر۔کسی سے دوستی کرنے سے پہلے اس میں یہ پانچ خصلتیں دیکھ لے۔مالداری سے فقر کو مقدم رکھنے والا ہو۔جہالت کے مقابلہ علم کو،علم کے مقابلے میں عمل کو، دنیا پر آخرت کو، دنیا کی عزت سے اللہ کے راستے کی ذلت کو مقدم رکھتا ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا

اس فقیر کی پہلی وصیت ہے اعتقاد وعمل میں کتاب قرآن مجید اور سنت پر مضبوطی سے قائم رہے اور ہمیشہ ان دونوں میں غور وفکر کرے۔اور دونوں میں سے روزانہ کچھ نہ کچھ پڑھتا رہے۔

فقیر نے شیعوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ وہ اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا کہتے ہیں۔فرمایا ان کا مذہب باطل ہے۔اور ان کے مذہب کا باطل ہونا لفظ امام سے معلوم ہوتا ہے۔جب فقیر نے لفظ امام کے متعلق غور کیا تو معلوم ہو کہ شیعوں کی اصطلاح میں امام معصوم ہوتا ہے۔جس کی اطاعت فرض اور تخلوق کے لیے مقرر ہوتا ہے۔امام کے حق میں باطنی وحی تجویز کرتے ہیں۔حقیقت میں وہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔اگر چہ زبان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہتے ہیں۔

ہم لوگوں میں ایک بری عادت زیادہ مہروں کی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن کی اتباع میں ہماری دنیا اور آخرت کی عزت وکامیابی ہے انہوں نے بارہ اوقیہ ایک اونس چاندی جس کے پانچ سو درہم ہوتے ہیں اپنی ازواج مطہرات واہل بیت کا جو سب سے بہتر ہیں مقرر فرمایا۔

وصیت: حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم میں جو کوئی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو پاوے وہ میرا اسلام پہنچائے۔اس فقیر کی بڑی آرزو ہے کہ اگر روح اللہ کا زمانہ پاوے تو سلام پہنچانے میں سبقت کروں۔اگر میں وہ زمانہ نہ پا سکوں تو میری یا متبعین میں سے جو کوئی اس مبارک زمانے کو پاوے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچانے کی بہت آرزو کرے۔کیونکہ ہم لشکر محمدیہ کے آخری لشکر میں سے ہوں گے۔

مشائخ کے یہاں مرید وہ ہے جو اللہ سے طلب مزید کرتا رہے۔شیخ کی اتباع ایسی کرے جیسے بچہ ماں کی کرتا ہے۔اپنے بڑوں کے خلاف مزاج فیصلوں سے دل میں تنگی بھی نہ آئے۔

اپنے نفس کا محاسبہ ہر فرض نماز کے بعد کرو۔اس کے ذریعے خطائیں کم ہونے لگیں گی۔اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اس کے مراقبے کو قلب میں راسخ کرلو۔بدسلوکی کرنے والوں کو معاف کرو۔اپنے کو حقارت سے دوسروں کو احترام سے دیکھو۔جمعے کا دن خاص طور سے آخرت کا دن بنائے۔دنیا کی اس میں آمیزش نہ ہونے دو۔

عاقل وہ ہے جو آخرت کی طرف متوجہ ہے۔اطاعت خداوندی میں برکت رزق وعمر ہے۔دنیا وآخرت کی کامیابی اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔داخلہ جنت عقل حلال میں ہے۔تیرا کیا کیا ہونا چاہیے۔زاد راہ تقویٰ،پونجی افلاس،اخلاص سفر،منزل قبر،ساتھی یقین،تدبیر عجز وانکساری، گھر خلوت ہو،مجلس مسجد ہو،درس حکمت ہو،نظر عبرت ہو،محافظ حیا ہو،عادت حسن خلق ہو،معلم قناعت ہو،نصیحت کرنے والی قبریں ہوں،واعظ حوادث ایام ہوں،ساع تیرا ذکر موت،تیرا ہتھیار وضو ہو،تیری سواری پرہیز گاری،تیرا دشمن شیطان ہو،تیرا عدو نفس ہو،دنیا قید خانہ ہو،خواہش نفس داروغہ جیل کی مانند،تیرا قلعہ دین،تیرا اشعار شرع ہو،تیری محبوب کتاب اللہ ہو،تیری رفیق سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو،تیرا راس المال اللہ کے ساتھ حسن ظن،تیرا کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا،اشیاء میں شریر ترین نفس ہے،اس کے مددگار تکبر حسد چغلی عادات ذمیمہ ہیں نفس کو تقویٰ کی لگام دے،تواضع کی زنجیر میں جکڑ دے،شرع کو اس کا قید خانہ،عبادت کو اس کا داروغہ بنادے۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا

محمد بن عمر بن الحسین الرازی جو اپنی دنیا کے آخری اور اپنی آخرت کے اولین وقت میں ہے۔اور یہ وہ وقت ہے جس میں ہر سنگدل نرم ہو جاتا ہے۔اور اپنے آقا کی طرف ہر مغرور غلام رخ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں خدا کی تعریف ان اوصاف کے ساتھ کرتا ہوں جو اس کے بڑے بڑے فرشتوں نے اپنی ترقی کے عظیم ترین اوقات میں اور اس کے عالی اور عظیم پیغمبروں نے مشاہدات کے کامل ترین اوقات میں کی ہیں۔کمال الوہیت کی بناء پر وہ جس ثناء وتعریف کا مستحق ہے۔

یہ ایک مفلس کی آخری کوشش ہے اور تو اس سے بلند ہے کہ ایک کمزور کو لغزش میں پڑ جائے تو شکنجے میں جکڑے، تو اے وہ ذات جس کے اقتدار میں نہ عارفوں کی معرفت سے اضافہ نہ خطا کاروں کی خطا سے کمی ہو سکتی ہے میری فریادرسی کر مجھ پر رحم کر میری لغزش پر پردہ ڈال اور میرے گناہ مٹا دے۔

تو نے کہا کہ میں وہی کرتا ہوں جو بندہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے تو نے کہا ہے کہ کون بے قرار کی دعا کو قبول کرتا ہے؟ تو نے کہا کہ جب میرے بندے مجھ سے سوال کرتے ہیں تو میں قریب ہوتا ہوں تو بے نیاز ہے اور کریم ہے میں محتاج کمینہ کچھ لے کر نہیں آیا ہوں۔ یہ یقین کر کے کہ تیرے سوا میرا کوئی نہیں اور تیرے سوا کوئی احسان کرنے والا نہیں پاتا۔ میں اپنی لغزشوں، قصوروں، عیوب اور کمزوری کا اعتراف کرتا ہوں۔ تو میری امید اور دعا کو ناکام واپس نہ کر۔ اور اپنے عذاب سے، موت سے پہلے، موت کے وقت، موت کے بعد محفوظ رکھ۔ سکرات موت اور موت کے آنے کو مجھ پر آسان کر۔ اور آلام وانتظام کی وجہ سے مجھ کو سختی میں مبتلا نہ کر۔

حضرت قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ کی وصایا

فقیر حقیر محمد ثناء اللہ عثمانی حنفی مجددی پانی پتی لکھتا ہے کہ اس گنہگار کی عمر اسی سال کی ہو چکی ہے اور یقین جو کہ موت سے عبارت ہے۔ سر پر آ گیا مہلت باقی نہیں رہی وہ یہ چند کلمے بطور وصیت اپنی اولاد اور احباب کے لیے لکھتا ہے کہ ان میں بعض کی رعایت فقیر کے لیے مفید اور ضروری اور کچھ دوستوں و اولاد کے لیے ضروری ومفید ہیں۔ پہلی کا خیال رکھنے سے فقیر کی روح ان سے خوش رہے گی۔ حق تعالیٰ جزا عطا فرمائیں گے۔ ورنہ آخرت میں دامن گیر ہوں گا۔ دوسری قسم کی رعایت سے دنیا اور آخرت میں بدلہ نیک پائیں گے۔ ورنہ نتائج برے دیکھیں گے۔

نوع اول یہ ہے کہ تجہیز وتکفین وغسل ودفن موافق سنت کے کریں۔ اور حضرت شہید مرزا مظہر جان جاناں نے جو رضائی کی استر وابرہ کی دو چادریں مرحمت فرمائیں تھیں ان کا کفن دیں۔ عمامہ خلاف سنت ہے اس کی ضرورت نہیں۔ نماز جنازہ کثیر جماعت کے ساتھ صالح امام حافظ محمد علی، حکیم سکھو، یا حافظ پیر محمد، بجالائیں۔

قبر میں مردہ اس ڈوبنے والے غوطہ کھانے والے کی طرح ہوتا ہے جو اس پکار کا منتظر ہوتا ہے۔ جو اس کے باپ، بھائی، دوست کی جانب سے پہنچے۔

حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا وصیت نامہ

فقیر کی تجہیز وتکفین میں سنت نبوی میں سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے۔ اس کے بعد میری قبر پر دکان نہ لگائی جائے۔ کیونکہ میں زندگی میں بھی اس کا مخالف ہوں۔ میں بندگان خدا میں سے ایک ہوں میں نے خدا کے نام پر تعلیم دی ہے۔

حضرت سید عبدالحق عرف شاہ میر بادشاہ بخاری رحمۃ اللہ کی وصایا

۱۲۸۷ء تا ۱۳۵۴ء بنام صاحبزادے حضرت سید قادر علی بادشاہ آستانہ کڑپا آندھرا۔

اللہ اکبر! جب کسی شخص پر موت کی علامات وآثار ظاہر ہوں چاہیے کہ گناہوں سے توبہ کرے۔ استغفار پڑھے۔ خدا کی یاد میں مشغول رہے۔ اس وقت اس کے پاس دین دار پاک لوگ رہیں۔ ہر کس وناکس کو وہاں آنے نہ دیں۔ شور وپکار، قصے کہانیاں، اور فضول باتیں نہ کریں۔ خوشبوئیں مہکائیں۔ مکان اور بیمار کا بستر اور لباس پاک صاف رکھیں۔ کلمہ طیبہ اور سورۃ یٰسین اور قرآن شریف پڑھیں۔ لیکن بیمار کو کچھ نہ کہیں۔ جب روح جسم سے پرواز کر جائے۔ تو فوراً میت کا سر مشرق کی جانب کر دیں۔ لباس بدل ڈالیں۔ آنکھیں بند کر دیں۔ ٹھوڑی باندھ دیں۔ اور تجہیز وتکفین میں زنہار زنہار تاخیر نہ کریں۔ بہت جلدی کریں۔ پہلے گرم پانی جس میں کافور، ریٹھا اور بیر کی پتیاں ڈال کر گرم کیا گیا ہو۔ جسم تر کر کے بہت آہستگی سے تمام جسم مل کر میل کچیل دور کر دیں۔ ذرا سا بٹھلا کر اور نرمی کے ساتھ پیٹ ملیں تا کہ کچھ کثافت خارج ہو جائے۔ پھر اچھی طرح سے دھو کر پاک کر دیں۔ پھر وضو کرائیں اور غسل دیں۔ غسل دینے والے سب کے سب پاک صاف اور باوضو ہیں۔ غسل و پانی دینے والے چار پانچ اشخاص کے علاوہ کسی اور کو غسل کی جگہ نہ آنے دیں۔ پردے میں نہلائیں۔ پردے کا اہتمام کریں۔ غسل دینے والے بھی میت کی ستر کو نہ دیکھیں۔ اگر میت میں کوئی عیب پایا تو دوسروں کے سامنے ظاہر نہ کریں۔ بہت احتیاط وہوشیاری سے غسل دیں۔ طہارت میں کوئی کمی نہ آنے دیں۔ پھر کفن پہنائیں۔ جو لوگ دیکھنا چاہیں ان کو دکھائیں۔ اور ان کو دیکھنے کی دعوت نہ دیں۔ غسل وکفن سے پہلے نہ دکھائیں۔ اس لیے کہ روح نکلنے پر کچھ تغیر ہوتا ہے۔ جنازے کی مسہری کو دھولیں۔ عود کا دھواں دے کر تیار رکھیں۔ پھر میت کو لٹا کر لے جائیں۔ میت کو شال دوشالہ نہ اڑھائیں۔ نماز جنازہ کسی نیک دل مقدس شخص سے پڑھوائیں۔ دفن فوراً کر دیں۔ اور فاتحہ نہ بھولیں۔

اے فرزند ارجمند! یہ بات خوب یاد رکھو کہ جب میں مر جاؤں ہرگز ہرگز تم نہ رونا۔ اور نہ غم کرنا بلکہ خوشی خوشی جلدی جلدی تجہیز وتکفین کر دینا۔

حضرت سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ کی وصایا

ملکی کام وزیروں کے صلاح مشورے سے انجام پاتے ہیں۔ فتح و کامرانی فقیروں کی دعا سے اور تندرستی دردمندوں کا درد دور کرنے سے نصیب ہوتی ہے۔ مجرموں کے قصور معاف کرنے سے خدا کی جانب سے

رحمت کی امید رکھنی چاہیئے۔

حکومت ورعایا پروری مجھ سے بن نہ آئی۔قیمتی عمر مفت میں ضائع ہوگی۔

سلطنت کا قیام انصاف سے ہوتا ہے۔

ا۔اس گناہگار کو غرق معاصی کو تربت مقدسہ مطہرہ چشتیہ سالم کے قریب دفن کریں۔اس لئے کہ گناہوں کے دریاؤں میں ڈوبے ہوئے کو اس درگاہ غفران سے پناہ والتجا کرنے کے سوا کچھ اور ٹھکانہ نہیں۔

۲۔مبلغ چودہ روپے بارہ آنے جو ٹوپیوں کی سلائی کے عالیہ بیگم محلدار کے پاس جمع ہیں۔وہ ان سے لے کر مجھ بے چارے کے کفن دفن میں صرف کریں۔

۳۔اور جو مبلغ تین سو روپیہ قرآن کی لکھائی کے صرف خاص میں ہیں۔وہ انتقال کے دن محتاجوں کو دیں۔اس لیے کہ کلام مجید کی لکھائی میں حرمت کا شبہ ہے۔میرے کفن میں یہ روپیہ صرف نہ کریں۔

۴۔اس سرگشتہ بیابان گمراہی کو ننگے سر دفن کریں کہ گناہگار تباہ روز کو دربار عظیم الشان اللہ تعالیٰ کے روبرو ننگے سر لے جانے سے نظر رحمت زیادہ ہوگی۔

حضرت غازی انور پاشا شہیدؒ کی وصیت

اپنی بیگم نجیبا کو حسب ذیل وصیتی خط تحریر فرمایا تھا۔شکست ۱۱ نومبر ۱۹۱۸ء نجیبا!

تمہارا آخری خط میرے پاس ہے جسے میں اپنے دل کے قریب ہمیشہ رکھوں گا۔گو میں تمہارا حسین چہرہ نہیں دیکھ سکتا۔مگر تمہاری حسین انگلیوں کو تمہارے خط کی سطروں پر لہراتے ہوئے محسوس کرتا ہوں۔وہ انگلیاں جو کبھی میرے بالوں میں کنگھی کیا کرتی تھیں۔اور اب فی الحال میں تم سے بہت دور آگ اور خون کے سمندر سے محارب ہوں۔جو تمہارے قلب کے لئے تکلیف دہ ہوگا۔

تم نے لکھا ہے کہ مجھے جنگ اور تلوار سے عشق ہے اور یہ کہ میں نے اس کے علاوہ کسی اور سے محبت نہیں کی۔گو میں تمہاری تکذیب نہیں کرنا چاہتا۔لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہارے سوا میں نے کسی سے محبت نہیں کی میں تمہیں چھوڑ کر نہ دولت کی تمنا میں آیا ہوں۔نہ اپنے لیے کسی ملک کی ہوس میں جیسا کہ میرے دشمنوں نے میرے خلاف الزام لگایا ہے۔دراصل یہ ایک فریضہ ہے جو مشیت نے مجھ پر عائد کیا ہے اور مجھے تم سے دور لے آیا ہے۔یہ عظیم فریضہ جہاد ہے۔جس کی نیت ہی انسان کو جنت کا مستحق بنا دیتی ہے۔اللہ کا شکر ہے کہ میری نیت ہی جہاد کی نہیں بلکہ میں فی الحال اس میں مشغول ہوں۔گو تمہاری مفارقت میرے دل کو پاش پاش کر دیتی ہے۔مگر مجھے فخر ہے کہ میں نے اپنے اس جذبہ پر قابو پالیا ہے۔

دنیاوی علائق میں تمہاری محبت میرے ارادوں میں حارج ہو سکتی تھی۔مگر اللہ کا احسان یہ ہے کہ میں نے اس کمزوری پر قابو پالیا ہے۔کہ تمہاری محبت کو خدائی احکامات پر قربان کر سکوں۔تم کو بھی فخر کرنا چاہیئے کہ تمہارے شوہر کا ایمان اس قدر پختہ ہے کہ وہ تمہاری محبت کو اللہ کے حکم پر نثار کرنے کو تیار ہے۔

تم اللہ کی محبت کو دنیاوی علائق پر ترجیح دو تم اس طرح میرے ارادوں کو اور مضبوط کر دو گی۔

ہاں دیکھو تم اپنے شوہر کی میدان جنگ سے واپسی کی دعا کبھی نہ کرنا کیونکہ یہ خود غرضی ہوگی۔جو اللہ کی ناپسندیدگی کا باعث ہوگی دعا کرو کہ تمہار شوہر کامیاب ہو کر لوٹے یا شہادت حاصل کرے۔

پیاری نجیبا وہ لمحہ کیسا شاندار ہوگا۔جب وہ سر جس کو تم حسین ترین کہا کرتی تھیں۔جسم سے جدا ہو جائے گا۔وہ جسم بھی جو تمہاری محبت بھری نگاہوں میں بجائے ایک سپاہی کے جسم کے ایک خوبصورت حسین جسم نظر آتا ہے۔

ہماری زندگیاں چند روزہ ہیں۔اور موت یقینی ہے پھر موت سے خوف کیوں۔پلنگ پر لیٹ کر کوئی کیوں مرے میدان جنگ میں شہادت کا متمنی کیوں نہ ہو۔شہادت دراصل موت نہیں بلکہ وہ زندگی ہے اور دائمی زندگی ہے۔

اسی لیے میری پہلی وصیت یہ ہے کہ میری زندگی کے حالات تمام و کمال میرے بچوں کو بتلائے جائیں تا کہ سن شعور میں وہ اسلام کی خدمت میں بھیجے جائیں۔

اچھا پیاری اب رخصت! خدا ہی جانتا ہے کہ میرے دل میں یہ خیال کیونکر آتا ہے کہ اس کے بعد میں تمہیں کبھی خط نہ لکھ سکوں گا۔کون جانتا ہے کہ میں کل ہی جام شہادت نوش کرلوں۔دیکھو میری شہادت پر رونے کے بجائے اپنے دل کو تسکین دینا۔تا کہ میری شہادت تمہارے لیے باعث فخر ومباہات ہو۔

نجیبا! اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ عالم خیال میں تمہیں گلے لگالوں۔ان شاء اللہ اب ہم دونوں جنت میں ملیں گے۔اور پھر کبھی جدا نہ ہوں گے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی وصایا

میں اپنے سب دوستوں کو کہتا ہوں کہ علم دین کا خود سیکھنا اور اولاد کو تعلیم کرانا ہر شخص پر فرض ہے۔خواہ بذریعہ کتاب ہو یا بذریعہ صحبت خیر۔اس کی کوئی صورت نہیں کہ فتنہ دینیہ سے حفاظت ہو سکے جن کی آج کل بہت کثرت ہے اس میں ہرگز غفلت یا کوتاہی نہ کریں۔

منتسبین کو وصیت:

میں اپنے تمام منتسبین سے درخواست کرتا ہوں۔کہ ہر شخص اپنی عمر بھر یاد کر کے سورہ یٰسین شریف،تین بار قل ہو اللہ پڑھ کر مجھے بخش دیا کریں۔

میرے بعض اخلاق سیئہ کے سبب بعض بندگان خدا کو حاضرانہ وغائبانہ

میری زبان سے کچھ کلفتیں پہنچی ہوں۔اور کچھ حقوق ضائع ہوئے ہوں۔خواہ اہل حقوق کواس کی اطلاع ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ میں نہایت عاجزی سے سب چھوٹوں بڑوں سے استدعا کرتا ہوں۔ کہ دل سے معاف کردیں۔اللہ تعالیٰ ان کی تقصیرات سے درگذر فرمائیں گے۔ میں بھی ان کے لیے یہ دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی دارین میں عفو وعافیت عطاء فرمائیں۔ معذرت کرنے والے کی تقصیر سے درگذر کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اور اگر معاف کی نیت نہ ہوتو حسب متوفی شرعی مجھ سے عوض لے لیں۔خدا کے لیے قیامت میں مواخذہ نہ رکھیں۔ کہ اس کا کسی طرح تحمل نہیں۔

اسی قبیل کی کوتاہیاں جو دوسروں سے میرے حقوق میں ہوں میں بطیب خاطر گذشتہ اور آئندہ کے محض خدائے تعالیٰ کے راضی کرنے کے اور اپنی خطاؤں کی معافی کی توقع پر سب معاف کرتا ہوں۔

روایات وحکایات میں بے انتہا احتیاط رکھیں۔ ضرورت میں بلا اجازت تجویز طبیب حاذق کے کسی قسم کی دوا ہرگز استعمال نہ کریں۔

بدون رغبت کے کھانا ہرگز نہ کھاویں۔بدون سخت تقاضے کے ہمبستر نہ ہوں بدون سخت حاجت کے قرض نہ لیں۔فضول خرچی کے پاس نہ جائیں۔غیر ضروری سامان جمع نہ کریں۔سخت مزاجی وتندخوئی کی عادت نہ کریں۔رفق وضبط تحمل کواپنا شعار بنائیں۔

زیادہ تکلف سے بہت بچیں افعال واقوال میں بھی۔طعام ولباس میں بھی۔مقتداء کو چاہیے کہ امراء سے نہ بدخلقی کرے نہ زیادہ اختلاط کرے نہ ان کو حتی الامکان مقصود بناوے۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کی وصیت

کیمیا گری کے چکر میں نہ پڑنا۔

ہمزاد جنوں کو قابو کرنا عملیات کرنا ٹھیک نہیں۔

صرف شکر الٰہی میں مداومت کرنا۔

کبھی کسی کی ضمانت نہ کرنا۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی وصایا

میں ان علمائے حق کا پرچم لیے پھرتا ہوں۔ جو ۱۸۵۷ء میں فرنگیوں (انگریزوں) کی تیغ بے نیام کا شکار ہوئے تھے رب ذوالجلال کی قسم! مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں۔ کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔لوگوں نے پہلے ہی کب کسی سرفروش کے بارے میں راست بازی سے سوچا ہے۔ وہ شروع ہی سے تماشہ دیکھنے کے عادی ہیں۔ میں اس سرزمین میں مجدد الف ثانیؒ کا سپاہی ہوں۔اور شاہ ولی اللہؒ اور ان کے خاندان کا تبع ہوں۔ سید احمد شہیدؒ کی غیرت کا نام لیوا اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی جرات کا پانی دیوا ہوں۔ میں ان پانچ مقدمہ ہائے سازش کے پابہ زنجیر صلحائے امت کے لشکر کا خدمت گزار ہوں۔ جنہیں حق کی پاداش میں عمر قید اور موت کی سزائیں دی گئیں۔ مولانا یحییٰ علیؒ مولانا عبدالرحیمؒ صادق پوری، قاضی میاں جانؒ، میاں عبدالغفارؒ، مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ کو ۱۸۶۶ء میں سزائے موت کا حکم سنا کر صرف اس لیے عمر قید میں تبدیل کر دیا گیا کہ پھانسی کی شہادت عزیز جانتے تھے۔ہاں ہاں میں انہی کی نشانی ہوں، انہی کی صدائے بازگشت ہوں۔ میری رگوں میں خون نہیں آگ دوڑتی ہے۔ میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ میں قاسم نانوتویؒ کا علم لے کر نکلا ہوں۔ میں نے شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے نقش قدم پر چلنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ میں زندگی بھر اسی راہ پر چلتا رہا ہوں اور چلتا رہوں گا۔ میرا اس کے سوا کوئی موقف نہیں۔میرا ایک ہی نصب العین ہے اور وہ برطانوی سامراج کی لاش کو کفنانا یا دفنانا ہے۔ ہر شخص اپنا شجرہ نسب رکھتا ہے۔میرا یہی شجرہ نسب ہے۔ میں سر اونچا کر کے فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں اس خاندان کا ایک فرد ہوں۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی وصایا

حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے یعنی جو شخص وصیت کر کے مرے وہ سیدھے راستے محض اور سنت پر مرا، اور تقویٰ اور شہادت پر اس کی موت ہوئی اور گناہوں کی بخشش کے ساتھ مرا۔

بچوں کو جب تک قرآن کریم ناظرہ مکمل اور دین کی ضروری معلومات سے پوری طرح واقفیت نہ ہو جائے کسی دوسرے کام میں نہ لگائیں۔

سفر آخرت کی تیاری کے یوں تو بہت سے شعبے ہیں۔لیکن ان میں سے زیادہ سنگین معاملہ حقوق العباد کا ہے کیونکہ وہ صاحب حق کی معافی کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جس کے ذمہ کسی (مسلمان یا انسان) بھائی کا کچھ ہو اس کی آبرو کے متعلق یا اور کسی قسم کا وہ اس سے آج معاف کرالے ایسے وقت سے پہلے کہ نہ اس کے پاس دینار ہوگا نہ درہم'' (مشکوٰۃ باب الظلم)

حدیث میں کسی مسلمان بھائی کی معذرت قبول کر لینے اور اسے معاف کرنے کے بڑے فضائل آئے ہیں۔ بلکہ ایک حدیث میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی مروی ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے معذرت کرے اور وہ اس کو قبول نہ کرے اس پر ایسا گناہ ہوگا جیسا ظلما محصول وصول کرنے والے پر ہوتا ہے۔ ابن ماجہ اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جس شخص سے اس کا بھائی معذرت کرے اور وہ اس کو قبول نہ کرے وہ میرے پاس حوض کوثر پر نہ آنے پائے گا۔

(ترغیب وترہیب منقول العذر والنذر)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین ہر ایک پر گواہی دے گی اس عمل کی جو اس کی پشت پر کیا ہوگا (بیہقی)

حضرت مولانا سید محمد بدر عالم مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا

عزیزوں کو مجھے اک راز کی ہے اب خبر کرنا
اگر محفوظ رہنا ہو تو طیبہ میں گزر کرنا
جہاں اب پھنسنے والا ہے فتن میں دین وایمان کے
بہت مشکل ہے مومن کو کہیں باہر بسر کرنا
جو ناقدری میں گذری وہ تو گذری زندگی اپنی
جو باقی ہے اسی کی قدر تم اب عمر بھر کرنا
دعائیں مانگنا اس کی کہ اب جو عمر باقی ہے
خدا تم کو عطا کر دے مدینہ میں بسر کرنا
بھروسہ بھول کر بھی تم نہ کرنا اپنی دولت پر
نہیں آسان کسی کو اس کٹھن منزل کا سر کرنا
بلالیں جس کو مرضی ہو نکالیں جس کو جی چاہے
انہیں کے دست قدرت میں ہے سب زیروزبر کرنا
ہمیشہ عجز و زاری سے ہمیشہ آہ و نالہ سے
فقط ایک اس کی رحمت پر جما کر تم نظر کرنا
امیدیں اس سے رکھنا جس کی رحمت ہے جہانوں پر
اسی سے مانگنا اور بس اس پر تم نظر کرنا
یہ مرکز ہے مہاجر ہے مسلمانوں کا اول سے
پہنچ جاؤ مقدر سے تو غفلت سے حذر کرنا
تجارت کے ارادے سے نہ آنا اس طرف ہرگز
قناعت سے یہاں رہنا شرافت سے گذر کرنا
حرم میں خوب جا جا کر مزے لینا عبادت کے
اسی میں آ کے پڑ رہنا وہیں شام وسحر کرنا
کسی پہ نکتہ چینی سے ہمیشہ محترز رہنا
کہیں باہر نکلنا ہو تو بس نیچی نظر کرنا
بہت غیرت ہے ان کو اس حرم کے بسنے والوں پر
اگر منظور ہو بسنا تو ڈر ڈر کے بسر کرنا
حماقت ہے کہ غیبت کر کے خود حبط عمل کر لو
نہ باہم تفرقے پھیلا کے پھر سب کو نڈر کرنا
ہمیں توفیق مل جائے کہ سب شیر وشکر بن کر
یہی سیکھیں عدو سے بھی ہے بہتر در گذر کرنا

یہ اخلاق نبوت ہیں یہی تعلیم ہے ان کی
بہت آسان ہے تم کو عمل چاہو اگر کرنا
تمہیں سنت سے الفت ہو تو چلنا اس طریقے پر
کوئی چاہے نہ چاہے تم عمل اس پر مگر کرنا
وصیت ہے یہی میری بس اپنے سب عزیزوں کو
مدینہ آ کے بس جانا یہیں آ کر گذر کرنا
یہی صورت ہے بخشش کی کہ توبہ ہر گھڑی کرنا
اگر ٹوٹے تو پھر کرنا مگر اس سے حذر کرنا
جو چاہو زندگی عزت کی اس کی ایک صورت ہے
خدا کو یاد کرنا پھر نہ اس میں کچھ کسر کرنا
جو شب میں آنکھ کھل جائے تمہاری اپنی قسمت سے
تو پھر تسبیح و استغفار کر کر کے سحر کرنا
تمہارا کام اک یہ ہو کہ سنت پر عمل کرنا
ہر اک بدعت سے تم ڈرنا حذر کرنا حذر کرنا
شریعت پر عمل کرنا یہی شیوہ ہے مومن کا
بہت معیوب ہے دیں میں اگر کرنا مگر کرنا
بہت بچنا تنعم اور تکبر کے طریقوں سے
بس اک مسکین بن کر زندگی اپنی بسر کرنا
اگر درپے ہو کوئی بھی کسی ایذا رسانی کے
تجاہل عارفانہ کر کے پھر بھی درگذر کرنا
اگر تم سے لڑے کوئی تو اس سے صلح کر لینا
اگر غصہ کرے کوئی تم نیچی نظر کرنا
گذر کرنا بڑے انصاف سے اپنے پرایوں میں
ہمیشہ بات سچ کہنا نہ طمع سیم وزر کرنا
بہت شدت سے رہنا کافروں میں مثل دشمن کے
مقابل ہو اگر ان کے تو پھر سینہ سپر کرنا
کھٹکتے ان سے رہنا جو تمہارے دین کے دشمن ہوں
جو دشمن پر مناسب ہے وہی ان پر نظر کرنا
پس پردہ جو درپے ہے تمہیں برباد کرنے کے
وہ تم سے مکر کرتے ہیں مت ان سے درگزر کرنا
ترقی ہم نے سمجھی ہے سمجھنا دوست دشمن کو
تم اس پر کچھ نظر کرنا خدارا پھر نظر کرنا

کوئی مرد خدا اہل تصرف کاش پیدا ہو
کہیں تم نے سنا ہے صرف باتوں کا اثر کرنا

میرا تو کام سمجھانا ہے مانو یا نہ مانو تم!
تمہارا نفع ہو گا تم ہی چاہو گے اگر کرنا

جو گذرو روضہ انور پہ تم اپنے مقدر سے
پس مردن مجھے بھی یاد کر کے بہرہ ور کرنا

بہت مذموم ہے شرعاً مچانا شور میت پر
ہے لازم صبر کر کے بس خموشی سے بسر کرنا

گریباں چاک کرنا اور دھاڑیں مار کر رونا
کبھی حرکت نہ تم ہرگز مثال نوحہ گر کرنا

اجازت ہے تمہیں اس کی کہ دل میں غم زدہ رہنا
اور اس کی بھی اگر چاہو تو اپنی چشم تر کرنا

یہ اسلامی شریعت ہے کہ چپ رہنا مصائب پر
یہ رسم جاہلیت ہے کہ بین و شور و شر کرنا

جہاں سب ملک اس کی ہے تو پھر یہ ناصبوری کیوں
اسی کے دست قدرت میں ہے سب کچھ خیر وشر کرنا

گذرنا ابن آدم کا نہیں ہے بات حیرت کی
ہے سنت حضرت آدم کی دنیا سے سفر کرنا

شفیع المذنبینؐ کے سامنے سے مجھ کو لے جانا
بقیع پاک میں میرے لیے تیار گھر کرنا

ٹھہرنا قبر پر کچھ دیر یہ بھی ایک سنت ہے
کلام اللہ پڑھ کر پھر عنایت کی نظر کرنا

بہت مکروہ شرعاً ہے نقل منسوخ دینوں کی
بہت مبغوض ہے دشمن کی صورت میں بسر کرنا

نہ رکھنا تم ذرا سا غم کسی کے کہنے سننے کا
عمل دیں پہ کیے جانا نہ کچھ خوف وخطر کرنا

جو کرنا ہے وہی کرنا فقط نقلوں میں غیروں کی
خدارا شرع اسلامی کو مت زیر و زبر کرنا

ہمیشہ پالنا بچوں کو اسلامی طریقوں پر
کہ آساں ہو انہیں ان پر عمل کرنا بسر کرنا

نمازیں ان کو پانچوں وقت پڑھوانا مساجد میں
پھر اسلامی عقائد سے بھی ان کو باخبر کرنا

بچانا ہر قدم پر ان کو کافر کے تشبہ سے
نہ کرنا نذر آتش ان کو تم اس سے حذر کرنا

بہت وسعت ملی ہے ہم کو دیں میں عیش وعشرت کی
اسی حد میں بسر کرنا یہی چاہو اگر کرنا

جو ہو بے دین تم صحبت سے اس کے بھاگتے رہنا
کسی مسلم پر ذلت کی نہ تم ہرگز نظر کرنا

اگر ہو تم کو ملنا ہی تو ملنا ہوشیاری سے
کسی پر جلد بازی سے نہ حکم خیر و شر کرنا

ہمیشہ تم الگ رہنا بس اب جھگڑوں کی باتوں سے
اگر بچنا ہو طوفاں سے تو ساحل پر بسر کرنا

سمندر میں ہے طوفاں زور پر سن لو سفر والو!
نہ لنگر توڑنا کشتی کا جس پر ہو سفر کرنا

نہیں میں منع کرتا تم کو ہرگز زیب و زینت سے
حدود شرع میں رہنا تجاوز سے حذر کرنا

فقط تعلیم دے دے کر بس اونچی ڈگریاں لینا
تغافل ہی تغافل ہے ہمارا سر بسر کرنا

یہی درخواست ہے میری کہ مجھ کو عفو کر دینا
بہت کافی ہے مجھ کو بس یہ اتنی سی نظر کرنا

اگر تم عفو کر دو کاش مجھ کو میرے جیتے جی
کرم ہو گا مجھے بھی اس کرم سے باخبر کرنا

دعا یہ ہے خدا تم کو نوازے دین و دنیا میں
تمہاری قدر میں نے کچھ نہ کی تم در گذر کرنا

میری حالت ابھی کچھ ہے تو تھوڑی دیر میں کچھ ہے
بہت دشوار ہے مجھ کو تمہیں جلدی خبر کرنا

وہ سب کچھ کہہ دیا میں نے جو مجھ کو تم سے کہنا تھا
نہ کہنا مجھ سے پھر لازم تھا ہم کو بھی خبر کرنا

ضرورت ہے جہاں کو اب اسی مہدی کے آمد کی
جنہیں آساں ہو گا پھر جہاں کو آ کے سر کرنا

بلا کر میرے بچوں کو بسا لے اب مدینے میں
خدایا سہل ہے تجھ کو ادھر کرنا ادھر کرنا

بہت حالت ہے خستہ ملت مرحوم کی اب تو
میرے مولا کرم کرنا میرے مولا نظر کرنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو اس کے عمل نے پیچھے کیا اس کو نسب فائدہ نہیں کر سکے گا (ابوداؤد)

وصیت کرنیوالے کیلئے ہدایت

انسان کو اپنی زندگی کے لیے ایک پل کا بھروسہ نہیں۔ جب بلاوا آتا ہے ..... سب کچھ دل میں رہ جاتا ہے اس لیے سب کاموں کے لیے وصیت لکھ کر رکھیں تا کہ ورثاء شریعت کی روشنی میں وصیت کے مطابق عمل کر کے حق تلفی، مقدمہ بازی اور باہمی کشیدگی سے باز رہیں۔ جائیداد اور اہم چیزوں اور لین دین کا ریکارڈ اور دیگر مندرجات صحت و عافیت کے زمانے میں ہی مکمل رکھیں۔ اور وقت کے تقاضوں کے مطابق وصیت میں ترمیم کی جاسکتی ہے۔ کسی اور رشتہ دار کو اپنی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد میں مثلاً بیٹے کی موجودگی میں پوتے پوتیاں ۱/۳ مال سے زائد کی، کسی کے لیے وصیت کرنا یا وارث کو دینے کی وصیت کرنا جائز نہیں۔ (ھدایہ) اگر وارث غریب اور ضرورت مند ہوں تو بہتر ہے کہ سارا مال ان کے لیے چھوڑ جائیں۔ ۱/۳ میں سے کسی کو وصیت دینے کی وصیت نہ کریں۔ اور اگر وارث متمول ہوں تو بھی بہتر ہے کہ پورے ۱/۳ کی وصیت نہ کریں بلکہ ۱/۳ سے کم میں غیر وارث رشتہ داروں، خدمت گزاروں کے لیے یا کسی مسجد اور دینی مدرسہ کے لیے یا علماء، صلحاء کے لیے وصیت کر سکتے ہیں۔ (ھدایہ) عبادات کے لیے فدیہ کی وصیت کر کے جائیں۔ اگر وصیت نہ کریں گے تو وارثوں کے ذمہ فدیہ ادا کرنا لازم نہ ہوگا۔ وصیت کر دی تو ان پر ۱/۳ تک لازم ہوگا۔ اگر ادا نہ کریں گے تو وہ گنہگار ہوں گے۔ آپ پر گناہ نہ ہوگا۔ فارم وصیت پر کرنے سے پہلے کسی معتمد علیہ عالم سے مشورہ کر لیں۔

وصیت کی باتیں

۱۔ اگر بندگان خدا میں سے کسی کو بھی مجھ سے اذیت پہنچی ہو یا ان کی حق تلفی ہوئی ہو للہ و، معاف فرمادیں۔ آخرت پر مواخذہ نہ رکھیں۔

۲۔ میرے مرنے کے وقت میرے پاس سورۃ یٰسین اور کلمہ طیبہ کا ورد کریں۔ بے مقصد ہجوم اور دنیاوی باتیں نہ ہوں۔

۳۔ مجھ پر نوحہ، ماتم وغیرہ نہ کرنا نہ ہی فوٹو لینا۔

۴۔ مسنون طریقہ سے غسل دے کر کفن دفن میں جلدی کرنا اور حتی الامکان کسی کے انتظار کی وجہ سے تاخیر نہ کرنا۔ اور قبر میں سنت کے مطابق ٹھیک داہنی کروٹ پر قبلہ رخ لٹانا۔ صرف چہرے کا رخ قبلہ کی طرف کر دینے کا دستور غلط ہے۔

۵۔ جہاں میرا انتقال ہو وہیں کسی عام قبرستان میں حتی الامکان کسی بزرگ کے پاس دفن کرنا۔

۶۔ دفن کے بعد کچھ دیر قبر کے پاس ٹھہر کر تلاوت و دعاء مغفرت کرنا۔

۷۔ ہمیشہ تلاوت کار خیر اور صدقہ وغیرہ کا ثواب حسب توفیق بخشتے رہنا۔ مالی عبادت کا ثواب پہنچانا چاہو تو حسب توفیق رقم کسی کار خیر میں لگا دے یا کسی مسکین کی مدد کر دے، اللہ تعالیٰ کے ہاں سنت کے مطابق تھوڑا سا عمل بھی خلاف سنت بہت بڑے اعمال سے بدر جہا بہتر ہے۔

۸۔ شریعت کے مطابق ترکہ تقسیم کرنا، اور میرے ایصال و ثواب کے لیے اجتماع نہ کیا جائے۔ بلکہ ہر شخص اپنے اپنے مقام پر حسب توفیق ایصال ثواب کرتا رہے۔

۹۔ اولاد کو دینی تعلیم، اخلاقی تربیت، سادہ لباس، رزق حلال، نیز بچوں کو نماز با جماعت کی عادت ڈالنا۔

۱۰۔ اور کسی متبع سنت بزرگ سے تعلق رکھنا۔

۱۱۔ حتی الامکان کسی کی ضمانت نہ کرنا اور سفید کاغذ پر بغیر سمجھے کسی دستاویز پر دستخط نہ کرنا۔

۱۲۔ سودی قرض کے لیے لین دین، ہمزاد و جنات اور کیمیا گری کے چکر میں نہ پڑنا۔

۱۳۔ وقت کو اپنے کام میں اور شرعی احکام میں یا خدمت عوام میں یا اپنے آرام میں صرف کرنا۔

۱۴۔ محاسبہ نفس اور ذکر الٰہی اور درود شریف و استغفار پر مداومت کرنا۔

۱۵۔ کبھی روضہ انور پر حاضری ہو تو میرا اسلام و درخواست شفاعت عرض کرنا۔

۱۶۔ بزرگان دین علماء و اولیاء کرام کی صحبت کو لازم پکڑیں اور دل سے ان کا احترام کریں مگر کسی بھی بڑے سے بڑے پیر کو صفات خداوندی مثلاً بگڑے کام بنا دینے یا کچھ عطا کرنے یا چھین لینے میں شریک یا مختار ہرگز نہ سمجھیں کیونکہ مشرک کی بخشش از روئے قرآن ہرگز نہ ہوگی۔ اور فقط خدا ہی کو اپنا کارساز سمجھیں۔ فقط اس ہی سے مدد مانگیں۔

خطبات حکیم الامت
کامل 32 جلد

اصلاح ظاہر و باطن کیلئے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے تقریباً ساڑھے تین سو الہامی مواعظ کا مجموعہ....احادیث کی تخریج' فارسی اشعار کا ترجمہ عنوانات کا اضافہ جیسے اُمور نے اس کی افادیت کو ذوق حاضر کے قریب کر دیا ہے۔ رابطہ کیلئے 0322-6180738

باب۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہداء کربلا

یوں تو دنیا کی تاریخ کا ہر ورق انسان کے لئے عبرتوں کا مرقع ہے۔ خصوصاً اس کے اہم واقعات تو انسان کے ہر شعبہء زندگی کے لئے ایسے اہم نتائج سامنے لاتے ہیں جو کسی دوسری تعلیم وتلقین سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ اسی لئے قرآن کریم کا ایک بہت بڑا حصہ قصص اور تاریخ پر مشتمل ہے۔ قرآن مجید نے تاریخ کو تاریخ کی حیثیت سے یا کسی قصہ وافسانہ کی صورت سے مدون ومرتب شکل میں پیش کیا۔ اس میں یہی اشارہ ہے کہ تاریخ خود اپنی ذات میں کوئی مقصد نہیں بلکہ وہ نتائج ہیں جو تاریخ اقوام اور ان میں پیش آنے والے واقعات سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس لئے قرآن کریم نے قصص کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نتائج کے لئے پیش فرمائے ہیں۔ سیدنا وسید شباب اہل الجنۃ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا واقعہ شہادت نہ صرف اسلامی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے بلکہ پوری دنیا کی تاریخ میں بھی اس کو ایک خاص امتیاز حاصل ہے۔ اس میں ایک طرف ظلم وجور اور سنگدلی و بے حیائی وحش کشی کے ایسے ہولناک اور حیرت انگیز واقعات ہیں کہ انسان کو ان کا تصور بھی دشوار ہے۔ اور دوسری طرف آل اطہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چشم وچراغ اور ان کے ستر بہتر متعلقین کی چھوٹی سی جماعت کا باطل کے مقابلہ پر جہاد اور اس پر ثابت قدمی اور قربانی وجانثاری کے ایسے محیر العقول واقعات ہیں۔ جن کی نظیر تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔ اور ان دونوں میں آنے والی نسلوں کے لئے ہزاروں عبرتیں اور حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

خلافت اسلامیہ پر ایک حادثہ عظیمہ

حضرت ذی النورین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت سے فتنوں کا ایک غیر منقطع سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس میں منافقین کی سازشیں، بھولے بھالے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کے واقعات پیش آتے ہیں مسلمانوں کی آپس میں تلوار چلتی ہے۔ مسلمان بھی وہ جو خیر الخلائق بعد الانبیاء کہلانے کے مستحق ہیں۔

خلافت کا سلسلہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر پہنچتا ہے تو خلافت راشدہ کا رنگ نہیں رہتا ملوکیت کی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ زمانہ سخت فتنہ کا ہے آپ اپنے بعد کے لئے کوئی ایسا انتظام کریں کہ مسلمانوں میں پھر تلوار نہ نکلے اور خلافت اسلامیہ پارہ پارہ ہونے سے بچ جائے۔ باقتضاء حالات یہاں تک کوئی نامعقول یا غیر شرعی بات بھی نہ تھی۔

لیکن اس کے ساتھ ہی آپ کے بیٹے یزید کا نام مابعد کی خلافت کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ کوفہ سے چالیس مسلمان خوشامد پسند آتے ہیں یا بھیجے جاتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس کی درخواست کریں کہ آپ کے بعد آپ کے بیٹے یزید سے کوئی قابل اور ملکی سیاست کا ماہر نظر نہیں آتا۔ اس کے لئے بیعت خلافت لی جائے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو شروع میں کچھ تامل بھی ہوتا ہے۔ اپنے مخصوصین سے مشورہ کرتے ہیں۔ ان میں اختلاف ہوتا ہے کوئی موافقت میں رائے دیتا ہے کوئی مخالفت میں۔ یزید کا فسق وفجور بھی اس وقت کھلا نہیں تھا۔ بالآخر بیعت یزید کا قصد کیا جاتا ہے اور اسلام پر یہ پہلا حادثہ عظیم ہے کہ خلافت نبوت ملوکیت میں منتقل ہوتی ہے۔

اسلام پر بیعت یزید کا واقعہ

شام وعراق میں معلوم نہیں کس کس طرح خوشامد پسند لوگوں نے یزید کے لئے بیعت کا چرچا کیا۔ اور یہ شہرت دی گئی کہ شام وعراق کوفہ وبصرہ یزید کی بیعت پر متفق ہو گئے۔

اب حجاز کی طرف رخ کیا گیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے امیر مکہ ومدینہ کو اس کام کے لئے مامور کیا گیا۔ مدینہ کا عامل مروان تھا۔ اس نے خطبہ دیا اور لوگوں سے کہا کہ امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کی سنت کے مطابق یہ چاہتے ہیں کہ اپنے بعد کے لئے یزید کی خلافت پر بیعت لی جائے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یہ غلط ہے یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کی سنت نہیں بلکہ کسریٰ اور قیصر کی سنت ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ نے خلافت اپنی اولاد میں منتقل نہیں کی۔ اور نہ اپنے کنبہ ورشتہ میں۔

حجاز کے عام مسلمانوں کی نظریں اہل بیت اطہار پر لگی ہوئی تھیں۔ خصوصاً حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما پر جن کو وہ بجا طور پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد مستحق خلافت سمجھتے تھے۔ وہ اس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے کے منتظر تھے کہ وہ کیا کرتے ہیں۔

ان حضرات کے سامنے اول تو کتاب وسنت کا یہ اصول تھا کہ خلافت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں کو گالیاں مت دو کیونکہ وہ اپنے بھیجے ہوئے عمل کو پہنچ چکے ہیں (احمد)

اسلامیہ خلافت نبوت ہے۔ اس میں وراثت کا کچھ کام نہیں۔ کہ باپ کے بعد بیٹا خلیفہ ہو۔ بلکہ ضروری ہے کہ آزادانہ انتخاب سے خلیفہ کا تقرر کیا جائے۔

دوسرے یزید کے ذاتی حالات بھی اس کی اجازت نہ دیتے تھے۔ کہ اس کو تمام ممالک اسلامیہ کا خلیفہ مان لیا جائے۔ ان حضرات نے اس سازش کی مخالفت کی اور ان میں سے اکثر آخر دم تک مخالفت پر ہی رہے۔ اسی حق گوئی اور حمایت حق کے نتیجہ میں مکہ و مدینہ میں دار و رسن اور کوفہ و کربلا میں قتل عام کے واقعات پیش آئے۔

حضرت معاویہؓ مدینہ میں

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خود ۵۱ھ میں حجاز کا سفر کیا مدینہ طیبہ تشریف لائے ان سب حضرات سے نرم و گرم گفتگو ہوئی سب نے کھلے طور پر مخالفت کی۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ سے شکایت اور ان کی نصیحت

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے یہ شکایت کی یہ حضرات میری مخالفت کرتے ہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے ان کو نصیحت کی کہ میں نے سنا ہے کہ آپ ان پر جبر کرتے ہیں اور قتل کی دھمکی دیتے ہیں۔ آپ کو ہرگز ایسا نہ کرنا چاہئے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غلط ہے وہ حضرات میرے نزدیک واجب الاحترام ہیں۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ لیکن بات یہ ہے کہ شام و عراق اور عام اسلامی شہروں کے باشندے یزید کی بیعت پر متفق ہو چکے ہیں۔ بیعت خلافت مکمل ہو چکی ہے۔ اب یہ چند حضرات مخالفت کر رہے ہیں۔ اب آپ ہی بتلایئے کہ مسلمانوں کا کلمہ ایک شخص پر متفق ہو چکا ہے اور ایک بیعت مکمل ہو چکی ہے کیا میں اس بیعت کو مکمل ہونے کے بعد توڑ دوں؟

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ تو آپ کی رائے ہے آپ جانیں۔ لیکن میں یہ کہتی ہوں کہ ان حضرات پر تشدد نہ کیجئے۔ احترام و رفق کے ساتھ ان سے گفتگو کیجئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے وعدہ کیا کہ میں ایسے ہی کروں گا۔ (ابن کثیر)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قیام مدینہ کے زمانے میں یہ محسوس کرتے تھے کہ ہمیں مجبور کیا جائے گا اس لئے مع اہل و عیال مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ حج کے لئے مکہ تشریف لے گئے۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا کہ:

آپ سے پہلے بھی خلفاء تھے اور ان کے بھی اولاد تھی۔ آپ کا بیٹا کچھ ان کے بیٹوں سے بہتر نہیں ہے۔ مگر انہوں نے اپنے بیٹوں کے لئے وہ رائے قائم نہیں کی۔ جو آپ اپنے بیٹے کے لئے کر رہے ہیں۔ بلکہ انہوں نے مسلمانوں کے اجتماعی مفاد کو سامنے رکھا۔ آپ مجھے تفریق ملت سے ڈراتے ہیں۔ سو آپ یاد رکھیں کہ میں فرقہ بین المسلمین کا سبب ہرگز نہیں بنوں گا۔ مسلمانوں کا ایک فرد ہوں اگر سب مسلمان کسی راہ پر پڑ گئے تو میں بھی ان میں شامل رہوں گا۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی)

اس کے بعد عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے اس معاملہ میں گفتگو فرمائی۔ انہوں نے شدت سے انکار کیا کہ میں کبھی اس کو قبول نہیں کروں گا۔ پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بلا کر خطاب کیا انہوں نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔

اجتماعی طور پر معاویہؓ کو صحیح مشورہ

اس کے بعد حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما وغیرہ خود جا کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے کہا کہ آپ کے لئے یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ آپ اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت پر اصرار کریں۔ ہم آپ کے سامنے تین صورتیں رکھتے ہیں جو آپ کے پیشروؤں کی سنت ہے۔

۱۔ آپ وہ کام کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہ اپنے بعد کسی کو متعین نہیں فرمایا بلکہ مسلمانوں کی رائے عامہ پر چھوڑ دیا۔

۲۔ یا وہ کام کریں جو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا کہ ایک ایسے شخص کا نام پیش کیا جو نہ ان کے خاندان کا ہے نہ ان کا کوئی قریبی رشتہ دار ہے اور اس کی اہلیت پر بھی سب مسلمان متفق ہیں۔

۳۔ یا وہ صورت اختیار کریں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کی کہ اپنے بعد کا معاملہ چھ آدمیوں پر دائر کر دیا۔

اس کے سوا ہم کوئی چوتھی صورت نہیں سمجھتے نہ قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس پر اصرار رہا کہ اب تو یزید کے ہاتھ پر بیعت مکمل ہو چکی ہے اس کی مخالفت آپ لوگوں کو جائز نہیں ہے۔

سادات اہل حجاز کا بیعت یزید سے انکار

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں تو یہ معاملہ یہیں تک رہا کہ شام و عراق کے عام لوگوں نے تو یزید کی بیعت کو قبول کر لیا اور دوسرے حضرات نے جب یہ دیکھا کہ یزید پر مسلمانوں کی بڑی تعداد مجتمع ہو گئی تو بحالت مجبوری انہوں نے بھی مسلمانوں کو انتشار اور تفرقہ سے بچانے کے لئے اس کی بیعت قبول کر لی۔ مگر اہل مدینہ اور خصوصاً حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیعت یزید سے انکار پر ثابت قدم رہے۔ اور کسی کی پرواہ کئے بغیر حق بات کا اعلان کرتے رہے۔ کہ یزید ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کو خلیفۃ المسلمین بنایا جائے۔ یہاں تک کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی اور یزید بن

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی نیک آدمی کے عمل سے حیران مت ہو حتیٰ کہ دیکھ لو اس کا خاتمہ کیسا ہوا ہے (معجم طبرانی)

معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی جگہ لے لی۔

حضرت معاویہؓ کی وفات اور وصیت

وفات سے پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو کچھ وصیتیں فرمائیں۔ ان میں ایک یہ بھی تھی کہ میرا اندازہ یہ ہے کہ اہل عراق حسین رضی اللہ عنہ کو تمہارے خلاف آمادہ کردیں گے۔ اگر ایسا ہوا اور مقابلہ میں تم کامیاب ہو جاؤ تو ان سے درگزر کرنا اور ان کی قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا احترام کرنا۔ ان کا سب مسلمانوں پر بڑا حق ہے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۴ جلد ۴)

یزید کا خط ولید کے نام

یزید نے تخت خلافت پر آتے ہی والی مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو خط لکھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بیعت خلافت پر مجبور کرے۔ اور ان کو اس معاملہ میں مہلت نہ دے۔ ولید کے پاس جب یہ خط پہنچا تو فکر میں پڑ گیا۔ کہ اس حکم کی تعمیل کس طرح کرے۔ مروان بن حکم جوان سے پہلے والی مدینہ رہ چکا تھا اس کو مشورہ کے لئے بلایا اس نے مشورہ دیا کہ ابھی تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر مدینہ میں شائع نہیں ہوئی۔ مناسب یہ ہے کہ ان لوگوں کو فوراً بلالیا جائے اگر وہ یزید کی بیعت کرلیں تو مقصد حاصل ہے ورنہ سب کو وہیں قتل کردیا جائے۔

ولید نے اسی وقت عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس بلانے کے لئے بھیجا۔ اس نے ان دونوں حضرات کو مسجد میں پایا۔ اور امیر مدینہ ولید کا حکم پہنچا دیا۔ اس سے ان دونوں نے کہا تم جاؤ ہم آتے ہیں۔ اس کے جانے کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ وقت امیر کی مجلس کا نہیں۔ اس وقت ہمیں بلانے میں کوئی خاص راز ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنی ذکاوت سے پوری بات سمجھ گئے تھے۔ فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا ہے اور اب وہ چاہتے ہیں کہ لوگوں میں انتقال کی خبر مشہور ہونے سے پہلے وہ ہمیں یزید کی بیعت پر مجبور کریں۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی رائے سے اتفاق کیا اور کہا اب کیا رائے ہے؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں جا کر اپنے جوانوں کو جمع کرلیتا ہوں اور پھر ان کو ساتھ لیکر ولید کے پاس پہنچتا ہوں میں اندر جاؤں گا اور نوجوانوں کو دروازہ پر چھوڑ جاؤں گا۔ کہ کوئی ضرورت پڑے تو ان کی امداد حاصل کرسکوں۔ اس پر قرارداد کے مطابق حضرت حسین رضی اللہ عنہ ولید کے پاس پہنچے وہاں مروان بھی موجود تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے سلام کے بعد اول تو ولید اور مروان کو نصیحت کی کہ تم دونوں میں پہلے کشیدگی تھی اب میں آپ دونوں کو مجتمع دیکھ کر خوش ہوا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ دونوں کے تعلقات خوشگوار رکھے۔ اس کے بعد ولید نے یزید کا خط حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا جس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر اور اپنی بیعت کا تقاضا تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر اظہار افسوس کیا اور بیعت کے متعلق یہ فرمایا کہ میرے جیسے آدمی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ خلوت میں پوشیدہ طور پر بیعت کر لوں۔ مناسب یہ ہے کہ آپ سب کو جمع کرلیں اور بیعت خلافت کا معاملہ سب کے سامنے رکھیں اس وقت میں حاضر ہوں گا جو کچھ ہوگا سب کے سامنے ہو جائے گا۔ ولید ایک عافیت پسند انسان تھا اس بات کو قبول کر کے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو واپسی کی اجازت دے دی۔

حضرت حسینؓ اور حضرت زبیرؓ مکہ چلے گئے

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے بھائی جعفر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیکر راتوں رات مدینہ سے نکل گئے۔ جب وہ تلاش کرنے پر ہاتھ نہ آئے۔ تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا تعاقب کیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی یہی صورت اختیار کی کہ اپنی اولاد اور متعلقین کو لیکر مدینہ سے نکل گئے۔ اور دونوں مکہ مکرمہ پہنچ کر پناہ گزین ہو گئے۔ یزید کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو ولید بن عتبہ کی سستی پر محمول کر کے ان کو معزول کردیا۔ ان کی جگہ عمرو بن سعید اشدق کو امیر مدینہ بنایا اور ان کی پولیس کا افسر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بھائی عمرو کو بنایا۔ کیونکہ اس کو معلوم تھا کہ ان دونوں بھائیوں میں شدید اختلاف ہے۔ عمرو بن زبیر، عبداللہ بن زبیر کی گرفتاری میں کوتاہی نہ کرے گا۔

گرفتاری کے لئے فوج کی روانگی

عمرو بن زبیر نے پہلے تو رؤساء مدینہ میں جو لوگ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حامی تھے ان سب کو بلا کر سخت تشدد کیا اور مار پیٹ کے ذریعہ ان پر رعب جمانا چاہا۔ اس کے بعد بمشورہ عمرو بن سعید دو ہزار جوانوں کا لشکر لیکر حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی گرفتاری کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوا۔ ابو شریح خزاعی نے عمرو بن سعید کو اس حرکت سے روکا کہ مکہ مکرمہ میں قتل وقتال جائز نہیں۔ جو لوگ حرم مکہ میں پناہ گزین ہیں ان کی گرفتاری کے لئے بھیجنا خدائے تعالیٰ کی حدود کو توڑنا ہے۔ مگر عمرو بن سعید نے ان کی بات نہ مانی۔ اور حدیث میں تاویلیں کرنے لگا۔ (صحیح بخاری)

عمرو بن زبیر دو ہزار کا لشکر لیکر روانہ ہوگیا۔ اور مکہ سے باہر قیام کر کے اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجے کہ مجھے یزید کا حکم ہے کہ تمہیں گرفتار کروں۔ میں مناسب نہیں سمجھتا کہ مکہ مکرمہ کے اندر قتال ہو۔ اس لئے تم خود کو میرے حوالے کردو۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے چند نوجوانوں کو اس کے مقابلہ کے لئے بھیج دیا۔ جنہوں نے اس کو شکست دی اور عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی تھوڑی سی روزی پر راضی ہوجاتا ہے خدا اس کے تھوڑے سے عمل پر راضی ہوجاتا ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی)

نے ابن علقمہ کے گھر میں پناہ لی۔ دوسری طرف جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ مدینہ سے نکلے تو راستہ میں عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ ملے۔ دریافت کیا کہ آپ کہاں جاتے ہیں۔ فرمایا اس وقت تو مکہ مکرمہ کا قصد ہے۔ اس کے بعد استخارہ کروں گا کہ کہاں جاؤں۔ عبداللہ بن مطیع نے کہا کہ میں آپ کو خیر خواہانہ مشورہ دیتا ہوں کہ آپ مکہ ہی میں رہیں۔ خدا کے لئے آپ کوفہ کا رخ نہ کریں۔ وہ بڑا منحوس شہر ہے۔ اس میں آپ کے والد ماجد قتل کئے گئے اور آپ کے بھائی کو بے یارو مددگار چھوڑا گیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ مکہ میں پہنچ کر مقیم ہو گئے۔ اور اطراف کے مسلمان ان کی خدمت میں آنے جانے لگے۔

اہل کوفہ کے خطوط

ادھر جب اہل کوفہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر ملی اور یہ کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ نے بیعت یزید سے انکار کر دیا تو کچھ شیعہ سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان پر جمع ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ ہم بھی یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے پر تیار نہیں۔ آپ فوراً کوفہ آجائیے۔ ہم سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ یزید کی طرف سے کوفہ کا امیر جو نعمان ابن بشیر ہے اس کو یہاں سے نکال دیں گے۔

اس کے دو روز بعد اسی مضمون کا ایک خط لکھا اور دوسرے خطوط حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجے۔ جسمیں یزید کی شکایات اور اس کے خلاف اپنی نصرت و تعاون اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا یقین دلایا گیا۔ اور چند وفود بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ وفود اور خطوط سے متاثر ہوئے۔ مگر حکمت و دانشمندی سے یہ کیا کہ بجائے خود جانے کے اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ کیا۔ اور ان کے ہاتھ یہ خط لکھ بھیجا کہ:

"بعد سلام مسنون! مجھے آپ لوگوں کے خط ملے اور حالات کا اندازہ ہوا۔ میں اپنے معتمد چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں تا کہ وہ حالات کا جائزہ لیکر مجھے خط لکھے۔ اگر وہ حالات کی تحقیق کے بعد مجھے خط لکھیں گے تو میں فوراً کوفہ پہنچ جاؤں گا۔

مسلم بن عقیل کوفہ جانے سے پہلے مدینہ طیبہ پہنچے تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز ادا کی۔ اور اپنے اہل وعیال سے رخصت ہوئے۔ کوفہ پہنچ کر مختار کے گھر پر مقیم ہوئے۔ یہاں کے حضرات ان کے پاس آنے جانے لگے۔ جب کوئی نیا آدمی آتا تو مسلم بن عقیل اس کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خط پڑھ کر سناتے تھے۔ جس کو سن کر سب پر گریہ طاری ہو جاتا تھا۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے چند روز کے قیام سے یہ اندازہ لگالیا کہ یہاں کے عام مسلمان یزید کی بیعت سے متنفر اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کے لئے بے چین ہیں۔ آپ نے یہ دیکھ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لئے بیعت خلافت شروع کر دی۔ چند روز میں صرف کوفہ سے اٹھارہ ہزار مسلمانوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لئے بیعت کرلی۔ اور یہ سلسلہ روز بروز بڑھتا جا رہا تھا۔

مسلم بن عقیلؓ نے حضرت حسینؓ کو کوفہ کے لئے دعوت دے دی

اس وقت مسلم بن عقیل کو یہ اطمینان ہو گیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائیں تو بے شک پورا عراق ان کی بیعت میں آجائے گا۔ حجاز کے لوگ ان کے پہلے ہی تابع اور دلدادہ ہیں۔ اس لئے ملت اسلام کے سر سے باسانی یزید کی مصیبت ٹل جائے گی۔ اور ایک صحیح معیاری خلافت قائم ہو جائے گی۔ انہوں نے ہدایت کے موافق حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ آنے کی دعوت دے دی۔ (کامل ابن اثیر)

حالات میں انقلاب

مگر یہ خط لکھنے کے بعد بحکم قضاء قدر اس طرف حالات بدلنا شروع ہو گئے۔ یزید کی طرف سے نعمان بن بشیر کوفہ کے حاکم تھے۔ ان کو جب یہ اطلاع ملی کہ مسلم بن عقیل حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت خلافت لے رہے ہیں۔ لوگوں کو جمع کر کے ایک خطبہ دیا جس میں کہا کہ:

"ہم کسی سے لڑنے کے لیے تیار نہیں۔ اور نہ محض شبہ یا تہمت پر کسی کو پکڑتے ہیں لیکن اگر تم نے سرکشی اختیار کی اور اپنے امام (یزید) کی بیعت توڑی تو قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تلوار سے تم لوگوں کو سیدھا کر دوں گا۔ جب تک تلوار کا دستہ میرے ہاتھ میں قائم رہے گا۔" (ابن کثیر)

عبداللہ بن مسلم نے براہ راست ایک خط یزید کو بھیج دیا جس میں مسلم بن عقیل کے آنے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لئے بیعت لینے کا واقعہ ذکر کر کے لکھا کہ: "اگر تمہیں کوفہ کی کچھ ضرورت ہے اور اس کو اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتے ہو تو یہاں کے لیے کوئی قوی آدمی کو فوراً بھیجئے جو آپ کے احکامات کو قوت کے ساتھ نافذ کر سکے۔ موجودہ حاکم نعمان بن بشیر یا تو کمزور ہیں یا قصداً کمزوری کا معاملہ کر رہے ہیں"۔

یزید نے کہا بے شک اس وقت سرجون نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک فرمان نکالا جس میں کوفہ کی امارت پر عبیداللہ بن زیاد کو مقرر کیا گیا تھا۔

کوفہ پر ابن زیادہ کا تقرر مسلم بن عقیل کے قتل کا حکم

یزید نے اس کے مشورے کو قبول کر کے عبیداللہ ابن زیاد کو کوفہ اور بصرہ دونوں کا حاکم بنا دیا۔ اور اس کو خط لکھا کہ فوراً کوفہ پہنچ کر مسلم بن عقیل کو گرفتار کرے اور قتل کر دے۔ یا کوفہ سے نکال دے۔ ابن زیاد کو یہ خط ملا تو فوراً کوفہ جانے کا عزم کر لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی اچھی بات کا بتلانے والا ایسا ہی ہے جیسا اسکا کرنیوالا (یعنی ثواب میں) (بخاری)

حضرت حسینؓ کا خط اہل بصرہ کے نام

ادھر ایک واقعہ پیش آیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ایک خط اشراف اہل بصرہ کے نام پہنچا۔ جس کا مضمون یہ تھا:

''آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مٹ رہی ہے اور بدعات پھیلائی جا رہی ہیں۔ میں تمہیں دعوت دیتا ہوں۔ کہ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرو۔ اور اس کے احکام کی تنفیذ کے لیے کوشش کرو۔ (کامل ابن اثیر ص ۹ ج ۴)

یہ خط خفیہ بھیجا گیا تھا اور سب نے اس خط کو راز میں رکھا۔ لیکن منذر بن جارود کو یہ خیال ہوا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ خط لانے والا خود ابن زیاد کا جاسوس ہو اس لیے اس نے یہ خط ابن زیاد تک پہنچا دیا۔ اور جو شخص خط لے کر آیا تھا۔ اس کو بھی ابن زیاد کے سامنے پیش کر دیا۔ ابن زیاد نے اس قاصد کو قتل کر ڈالا۔ اور اس کے بعد تمام اہل بصرہ کو جمع کر کے ایک خطبہ دیا۔ جس میں کہا کہ: ''جو شخص میری مخالفت کرے میں اس کے لیے عذاب الیم ہوں۔ اور جو موافقت کرے اس کے لیے راحت ہوں۔ مجھے امیر المؤمنین نے کوفہ جانے کا حکم دیا ہے''

ابن زیاد کوفہ میں

اس کے بعد ابن زیاد اپنے ساتھ مسلم بن عمر باہلی اور شریک بن اعور کو لے کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ کوفہ کے لوگ پہلے سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی آمد کے منتظر تھے۔ اور ان میں سے بہت سے لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو پہچانتے بھی نہ تھے۔ جب ابن زیاد کوفہ پہنچا تو ان لوگوں نے یہی سمجھا کہ یہی حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ جس مجلس سے گذرتا سب یہ کہہ کر اس کا استقبال کرتے تھے کہ: مرحبابک یا ابن رسول اللہ

ابن زیاد یہ منظر خاموشی کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔ اور دل میں کڑھتا تھا کہ کوفہ پر تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا پورا تسلط ہو چکا ہے۔

اب پورے شہر کوفہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر مشہور ہو گئی۔ لوگ جوق در جوق زیارت کے لیے آنے لگے۔ ادھر نعمان بن بشیر والی کوفہ کو یہ خبر ملی تو باوجود یزید کا ملازم ہونے کے اہل بیت کا احترام دل میں رکھتے تھے۔ اپنے گھر کے دروازے بند کر کے بیٹھ گئے۔

ابن زیاد خاموشی کے ساتھ یہ سب مظاہرے اور والی کوفہ کا معاملہ دیکھ رہا تھا۔ اب اس نے دروازے کے قریب پہنچ کر نعمان کو آواز دی کہ دروازہ کھولو میں ابن زیاد ہوں یزید کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں اس وقت دروازہ کھولا گیا۔ اور وہ اندر جانے کے بعد پھر بند کر دیا گیا۔

کوفہ میں ابن زیاد کی پہلی تقریر

اگلے روز صبح ہی ابن زیاد نے اہل کوفہ کو جمع کر کے ایک تقریر کی جس میں کہا کہ امیر المؤمنین نے مجھے تمہارے شہر کا حاکم بنایا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ تم میں سے جو شخص مظلوم ہو اس کے ساتھ انصاف کیا جائے۔ اور جو اپنے حق سے محروم کر دیا گیا ہے اس کو اس کا حق دیا جائے اور جو شخص اطاعت اور فرمانبرداری کرے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ اور جو سرکشی اور نافرمانی کرے یا جس کی حالت اس معاملہ میں مشتبہ ہو اس پر تشدد کیا جائے۔ خوب سمجھ لو۔ کہ میں امیر المؤمنین کا تابع فرمان رہ کر ان کے احکام ضرور نافذ کروں گا۔ میں نیک چلن لوگوں کے لیے مہربان باپ اور اطاعت کرنے والوں کے لیے حقیقی بھائی ہوں۔ اور میرا کوڑا اور میری تلوار صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو میری اطاعت سے بغاوت کریں۔ اور میرے احکام کی مخالفت کریں۔ اب آپ لوگ اپنی جانوں پر رحم کھائیں اور بغاوت سے باز آئیں۔

مسلم بن عقیل کے تاثرات

ادھر مسلم بن عقیل جو مختار ابن ابی عبید کے گھر مقیم تھے۔ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت خلافت لے رہے تھے۔ ان کو جب زیاد کی اس تقریر کا علم ہوا تو یہ خطرہ ہوا کہ ان کی مخبری کر دی جائے گی۔ اس لیے وہ مختار کا گھر چھوڑ کر ہانی بن عروہ کے مکان پر آ گئے۔ دروازہ پر پہنچ کر ہانی بن عروہ کو باہر بلایا وہ باہر آئے۔ تو مسلم بن عقیل کو اپنے دروازہ پر دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ مسلم بن عقیل نے کہا کہ میں تمہارے پاس پناہ لینے کے لیے آیا ہوں۔ ہانی بن عروہ نے جواب دیا کہ آپ مجھ پر بڑی مصیبت ڈال رہے ہیں اگر آپ میرے گھر کے اندر نہ آ گئے ہوتے تو میں یہی پسند کرتا کہ آپ واپس لوٹ جائیں۔ مگر اب کہ آپ داخل ہو چکے تو میں اپنی ذمہ داری محسوس کرتا ہوں۔ اچھا آ جائیے۔ مسلم ان کے مکان میں روپوش ہو گئے۔ کوفہ کے مسلمان ان کی خدمت میں خفیہ آتے جاتے رہے۔

مسلم کی گرفتاری کے لئے ابن زیاد کی چالاکی

ادھر ابن زیاد نے اپنے ایک خاص دوست کو بلا کر تین ہزار درہم دیئے اور اس کام پر مامور کیا کہ مسلم بن عقیل کا پتہ لگائے۔ یہ شخص مسجد میں مسلم بن عوسجہ اسدی کے پاس پہنچا جن کے متعلق کچھ لوگوں سے سنا تھا کہ وہ مسلم بن عقیل کے رازدار ہیں۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے۔ تو اس شخص نے علیحدہ لے جا کر ان سے کہا کہ میں شام کا باشندہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کرم فرمایا ہے کہ مجھے اہل بیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عطاء فرمائی۔ یہ تین ہزار درہم میں اس لیے لایا ہوں کہ اس شخص کے سپرد کر دوں جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت لے رہا ہے۔ مجھے لوگوں سے پتہ چلا ہے کہ آپ کو اس شخص کا علم ہے بہرحال مسلم ابن عوسجہ نے اس شخص سے حلف اور عہد لیا کہ راز فاش نہ کرے گا۔ یہ شخص چند روز تک ان کے

پاس آتا جاتا رہا۔ کہ وہ اس کو مسلم بن عقیل سے ملادیں گے۔

ابن زیاد: ہانی بن عروہ کے گھر میں

اتفاقاً ہانی بن عروہ جن کے گھر میں مسلم بن عقیل روپوش تھے بیمار ہوگئے۔ ابن زیاد ان کی بیماری کی خبر پا کر عیادت کے لیے ان کے گھر پہنچا۔ اس وقت عمارہ بن عبد سلولی نے ان سے کہا کہ یہ موقع غنیمت ہے کہ اس وقت دشمن (ابن زیاد) تمہارے قابو میں ہے۔ قتل کرادو۔ ہانی بن عروہ نے کہا کہ شرافت کے خلاف ہے کہ میں اس کو اپنے گھر میں قتل کردوں۔ یہ موقع نکل گیا۔

مسلم بن عقیلؓ کی انتہائی شرافت اور اتباع سنت

شریک ابن اعور نے بھی اس موقع کو غنیمت جان کر مسلم بن عقیل سے کہا کہ یہ فاجر آج شام کو میری عیادت کے لیے آنے والا ہے جب یہ آ کر بیٹھے تو آپ یکبارگی اس پر حملہ کر کے قتل کردیں۔ پھر آپ مطمئن ہو کر قصر امارت پر بیٹھیں اگر میں تندرست ہوگیا تو بصرہ پہنچ کر وہاں کا انتظام آپ کے حق میں درست کردوں گا۔

شام ہوئی اور ابن زیاد کے آنے کا وقت ہوا۔ تو مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اندر جانے لگے۔ اس وقت شریک بن اعور نے کہا کہ آج موقع ہاتھ سے جانے نہ دینا جب وہ بیٹھ جائے تو فوراً قتل کردینا مگر اس وقت بھی ان کے میزبان ہانی بن عروہ نے کہا کہ مجھے پسند نہیں کہ وہ میرے گھر میں مارا جائے۔

اہل حق اور اہل باطل میں فرق

یہاں یہ بات قابل ملاحظہ ہے کہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو اپنی موت سامنے نظر آرہی ہے اور نہ صرف اپنی موت بلکہ اپنے پورے خاندان اہل بیت کی موت اور اس کے ساتھ ایک صحیح اسلامی مقصد کی ناکامی دیکھ رہے ہیں۔ اور جس شخص کے ہاتھوں یہ سب کچھ ہونے والا ہے وہ اسی طرح ان کے قابو میں ہے کہ بیٹھے بیٹھے ان کو ختم کرسکتے ہیں۔ مگر اہل حق اور خصوصاً اہل بیت اطہار کا جوہر شرافت اور تقاضائے اتباع سنت دیکھنے اور یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اس وقت بھی ان کا ہاتھ نہیں اٹھتا۔ یہی اہل حق کی علامت ہے کہ وہ اپنی ہر حرکت وسکون اور ہر قدم پر سب سے پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک ہمارا یہ قدم صحیح ہے یا نہیں۔ اور اگر کتاب وسنت سے یا تقاضائے شرافت سے ان کی اجازت نظر آتی ہو تو اپنا سب کچھ قربان کرنے اور مقصد کو نظر انداز کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

ہانی بن عروہ پر تشدد مار پیٹ

جب ہانی کی یہ پختگی دیکھی تو ابن زیاد نے اور اس کے مصاحب خاص مہران نے ہانی کے بال پکڑ کر ان کو مارنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ان کے ناک اور منہ سے خون بہنے لگا اور کہا کہ اب بھی تم مسلم کو ہمارے حوالے کر دو۔ ورنہ تمہیں قتل کردیں گے۔

ہانی نے کہا میرا قتل تیرے لیے آسان نہیں اگر ایسا کرو گے تو تمہارے قصر امارت کو تلواریں گھیر لیں گی اس پر ابن زیاد اور برافروختہ ہوا۔ اور مار پیٹ شدید کردی۔

اسماء بن خارجہ جو ہانی کو گھر سے بلا کر لائے تھے۔ اور ان کو اطمینان دلایا تھا کہ آپ کوئی فکر نہ کریں وہ اس وقت کھڑے ہوئے۔ سختی سے ابن زیاد سے کہا کہ اے غدار تو نے ہمیں ایک شخص کو لانے کو کہا جب ہم اسے لے آئے تو تو نے اس کا یہ حال کردیا۔ اس پر ابن زیاد نے ہاتھ روکا۔

ہانی کی حمایت میں ابن زیاد کے خلاف ہنگامہ

ادھر شہر میں مشہور ہوگیا کہ ہانی بن عروہ قتل کردیئے گئے ہیں۔ جب یہ خبر عمرو بن حجاج کو پہنچی تو وہ قبیلہ مذحج کے بہت سے جوانوں کو لے کر موقع پر پہنچے اور ابن زیاد کے مکان کا محاصرہ کرلیا۔ اب تو ابن زیاد کو اور فکر پڑ گئی۔ قاضی شریح کو کہا کہ آپ باہر جا کر لوگوں کو بتلائیں کہ ہانی بن عروہ صحیح سالم ہیں۔ قتل نہیں کیے گئے میں خود ان کو دیکھ کر آیا ہوں اور شریح کے ساتھ اپنا ایک آدمی بطور جاسوس لگا دیا کہ ابن زیاد کے کہنے کے خلاف کوئی بات نہ کریں۔ قاضی شریح کا یہ قول سن کر عمرو بن حجاج نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اب اطمینان ہے تم واپس چلے جاؤ۔

ہانی بن عروہ کے متعلق شہادت کی خبر اور اس کے خلاف قبیلہ مذحج کے ہنگامہ اور ابن زیاد کے قصر کے محاصرہ کی اطلاع جب مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو ملی تو وہ بھی مقابلہ کے لیے تیار ہو کر نکلے اور جن اٹھارہ ہزار مسلمانوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ان کو جمع کیا چار ہزار آدمی جمع ہوگئے۔ اور جمع ہوتے جارہے تھے۔ یہ لشکر ابن زیاد کے قصر کی طرف بڑھا۔ تو ابن زیاد نے قصر کے دروازوں کو مقفل کردیا۔ مسلم بن عقیل اور ان کے ساتھیوں نے قصر کا محاصرہ کرلیا اور مسجد اور بازار ان لوگوں سے بھر گیا۔ جو ابن زیاد کے مقابلے پر آئے تھے۔ اور شام تک اس میں اضافہ ہوتا رہا۔

ابن زیاد کے ساتھ قصر امارت میں صرف تیس سپاہی اور کچھ خاندان کے سادات تھے۔ ابن زیاد نے ان میں چند ایسے لوگوں کو منتخب کیا جن کا اثر ورسوخ ان قبائل پر تھا جو مسلم بن عقیل کے ساتھ محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ اور ان کو کہا کہ تم باہر جا کر اپنے اپنے حلقہ اثر کے لوگوں کو مسلم بن عقیل کا ساتھ دینے سے روکو۔ مال وحکومت کا لالچ دے کر یا حکومت کی سزا کا خوف دلا کر۔ جس طرح بھی ممکن ہو ان کو مسلم سے جدا کردو۔

ادھر سادات اور شیعہ کو حکم دیا کہ تم لوگ قصر کی چھت پر چڑھ کر لوگوں کو اس بغاوت سے روکو۔ اور اسی خوف وطمع کے ذریعہ انکو محاصرہ سے واپس جانے کی تلقین کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتنا ہی عمل اختیار کرو جتنا کرسکو کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا ہے جب تک کہ تم خود نہ اکتا جاؤ۔ (مشکوٰۃ)

محاصرہ کرنے والوں کا فرار اور مسلم بن عقیلؓ کی بے بسی

جب لوگوں نے اپنے سادات شیعہ کی زبانی باتیں سنیں تو متفرق ہونا شروع ہو گئے۔عورتیں اپنے بیٹوں بھائیوں کو محاذ سے واپس بلانے کے لیے آنے لگیں۔یہاں تک کہ مسجد میں مسلم بن عقیل کے ساتھ صرف تین لوگ رہ گئے۔یہ صورت حال دیکھ کر مسلم بن عقیل بھی یہاں سے واپس ابواب کندہ کی طرف چلے۔جب وہ دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ ان کے ساتھ ایک آدمی بھی نہ رہا تھا۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ تن تنہا کوفہ کے گلی کوچوں میں سراسیمہ پھر رہے تھے کہ اب کہاں جائیں۔بالاخر کندہ کی عورت طوعہ کے گھر پہنچے انکے لڑکے بلال اسی ہنگامہ میں باہر گئے ہوئے تھے۔وہ دروازے پر واپسی کا انتظار کر رہی تھی مسلم نے اس سے پانی مانگا۔پانی پی کر وہیں بیٹھ گئے۔عورت نے کہا کہ اب آپ پانی پی چکے اب اپنے گھر جایئے۔مسلم خاموش رہے۔اسی طرح تین مرتبہ کہا تو مسلم خاموش رہے پھر اس نے ذرا سختی سے کہا کہ میں آپ کو دروازہ پر نہ بیٹھنے دوں گی۔آپ اپنے گھر جایئے۔

اس وقت مسلم نے مجبور ہو کر کہا کہ اس شہر میں نہ میرا کوئی گھر ہے نہ خاندان تو کیا تم مجھے پناہ دو گی۔میں مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ ہوں میرے ساتھ میرے ساتھیوں نے دھوکہ کیا ہے عورت کو رحم آ گیا۔اور مسلم کو اپنے گھر میں داخل کر لیا۔اور شام کا کھانا پیش کیا۔مسلم نے کھانا نہ کھایا۔اسی عرصہ میں عورت کے لڑکے بلال واپس آ گئے دیکھا کہ ان کی والدہ بار بار کمرے کے اندر جاتی ہیں بات پوچھی تو عورت نے اپنے لڑکے سے بھی چھپایا۔اس نے اصرار کیا تو اس شرط پر بتلا دیا کہ کسی سے اظہار نہ کرے۔اس طرف ابن زیاد نے دیکھا کہ لوگوں کا شور وشغب قصر کے ارد گرد نہیں ہے۔تو اپنے سپاہی کو بھیجا کہ دیکھو کیا حال ہے اس نے آ کر بتایا کہ میدان صاف ہے کوئی نہیں۔

اس وقت ابن زیاد اپنے قصر سے اتر کر مسجد میں آیا اور منبر کے گرد اپنے خواص کو بٹھلایا اور اعلان کرایا کہ سب لوگ مسجد میں جمع ہو جائیں۔مسجد بھر گئی۔تو ابن زیاد نے یہ خطبہ دیا۔

''ابن عقیل بے وقوف جاہل نے جو کچھ کیا وہ تم نے دیکھ لیا اب ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم جس شخص کے گھر میں ابن عقیل کو پائیں گے ہمارا ذمہ اس سے بری ہے اور جو کوئی اس کو ہمارے پاس پہنچائے گا اس کو انعام ملے گا۔اور اپنی پولیس کے افسر حصین ابن نمیر کو حکم دیا کہ شہر کے تمام گلی کوچوں کے دروازں پر پہرہ لگا دو۔کوئی باہر نہ جا سکے۔اور پھر سب گھروں کی تلاشی لو۔''

اس تلاشی کے درمیان جب اس عورت کے لڑکے بلال نے یہ محسوس کیا کہ بالاخر وہ ہمارے گھر سے گرفتار کیے جائیں گے۔تو اس نے خود مخبری کر کے عبدالرحمٰن بن محمد اشعث کو اس کا پتہ بتلا دیا اس نے اپنے باپ محمد بن اشعث کو اور اس نے ابن زیاد کو اس کی اطلاع دی۔ابن زیاد نے محمد بن اشعث کی سرکردگی میں ستر سپاہیوں کا ایک دستہ اس کے گرفتار کرنے کیلئے بھیج دیا۔

مسلم بن عقیلؓ کا ستر سپاہیوں سے تنہا مقابلہ

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے جب ان کی آوازیں سنیں تو تلوار لے کر دروازے پر آ گئے۔اور سب کا مقابلہ کر کے ان کو دروازے سے نکال دیا۔وہ لوگ پھر لوٹے تو پھر مقابلہ کیا۔اس مقابلہ میں زخمی ہو گئے۔مگر ان کے قابو میں نہ آئے۔یہ لوگ چھت پر چڑھ گئے۔اور پتھر برسانے شروع کیے۔اور گھر میں آگ لگا دی۔مسلم بن عقیل ان سب حربوں کا تن تنہا مقابلہ کر رہے تھے۔کہ محمد بن اشعث نے ان کے قریب ہو کر پکارا کہ:

''میں تمہیں امن دیتا ہوں اپنی جان کو ہلاک نہ کرو۔میں تم سے جھوٹ نہیں بول رہا یہ لوگ تمہارے چچا زاد بھائی ہیں۔نہ تمہیں قتل کریں گے نہ تمہیں ماریں گے۔''

مسلم بن عقیلؓ کی گرفتاری

مسلم بن عقیل تن تنہا ستر سپاہیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے زخموں سے چور چور ہو کر تھک چکے تھے۔ایک دیوار سے کمر لگا کر بیٹھ گئے۔اور ان کو ایک سواری پر سوار کر دیا گیا۔اور ہتھیار ان سے لے لیے گئے۔ہتھیار لینے کے وقت ابن عقیل رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ یہ پہلی عہد شکنی ہے کہ امن لینے کے بعد ہتھیار چھینے جا رہے ہیں محمد بن اشعث نے ان سے کہا کہ فکر نہ کریں آپ کے ساتھ کوئی ناگوار معاملہ نہ کیا جائے گا۔ابن عقیل نے فرمایا کہ یہ سب محض باتیں ہیں اور اس وقت محمد بن عقیل کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

محمد بن اشعث کے ساتھیوں میں سے عمرو بن عبید بھی تھا جو امان دینے کے خلاف تھا۔اس نے کہا کہ اے مسلم جو شخص ایسا اقدام کرے۔جو آپ نے کیا جب پکڑا جائے تو اس کو رونے کا حق نہیں۔

مسلم بن عقیلؓ کی حضرت حسینؓ کو کوفہ آنے سے روکنے کی وصیت

ابن عقیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:''میں اپنی جان کے لیے نہیں روتا ہوں بلکہ میں حسین رضی اللہ عنہ اور آل حسین رضی اللہ عنہ کی جانوں کے لئے رو رہا ہوں۔جو میری تحریر پر عنقریب کوفہ پہنچنے والے ہیں۔اور تمہارے ہاتھوں اسی بلا میں گرفتار ہوں گے۔جس میں میں گرفتار ہوں۔''

اس کے بعد محمد بن اشعث سے کہا کہ:''تم نے مجھے امان دیا ہے اور میرا گمان یہ ہے کہ تم اس امان سے عاجز ہو جاؤ گے۔لوگ تمہاری بات نہیں مانیں گے اور مجھے قتل کر دیں گے تو اب کم از کم تم میری ایک بات مان لو۔وہ یہ کہ ایک آدمی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس فوراً روانہ کر دو۔کہ جوان کو میری

حالت کی اطلاع کر کے یہ کہہ دے کہ آپ راستے ہی سے اپنے اہل بیت کو لے کر لوٹ جائیں کوفہ والوں کے خطوط سے دھوکہ نہ کھائیں یہ وہی لوگ ہیں جن کی بے وفائی سے گھبرا کر آپ کے والد اپنی موت کی تمنا کیا کرتے تھے۔''

محمد بن اشعث نے حلف کے ساتھ وعدہ کیا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔

محمد بن اشعث نے وعدہ کے مطابق حضرت حسین کو روکنے کے لیے آدمی بھیجا

اس کے ساتھ ہی محمد بن اشعث نے اپنا وعدہ پورا کیا ایک آدمی کو خط دے کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس وقت تک مقام زبالہ تک پہنچ چکے تھے۔ محمد بن اشعث کے قاصد نے یہاں پہنچ کر خط دیا۔

خط پڑھ کر حضرت حسین نے فرمایا: **کل ما قدر نازل عندا لله تحسب انفسنا و فساد امتنا** (کامل ابن کثیر ص ۱۴ ج ۴)

''جو چیز ہو چکی ہے وہ ہو کر رہے گی۔ ہم صرف اللہ تعالیٰ سے اپنی جانوں کا ثواب چاہتے ہیں۔ اور امت کے فساد کی فریاد کرتے ہیں۔''

الغرض یہ خط پا کر بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنا ارادہ ملتوی نہیں کیا اور جو عزم کر چکے تھے۔ اس کو لیے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔

ادھر محمد بن اشعث ابن عقیل کو لے کر قصر امارت میں داخل ہوئے اور ابن زیاد کو اطلاع دی کہ میں ابن عقیل کو امان دے کر آپ کے پاس لایا ہوں۔

ابن زیاد نے غصہ سے کہا کہ تمہیں امان دینے سے کیا واسطہ میں نے تمہیں گرفتار کرنے کے لیے بھیجا تھا یا امان دینے کے لیے۔ محمد بن اشعث خاموش رہ گئے۔ ابن زیاد نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔

مسلم بن عقیل کی شہادت اور وصیت

مسلم بن عقیل پہلے ہی سمجھے ہوئے تھے کہ محمد بن اشعث کا امان دینا کوئی چیز نہیں ابن زیاد مجھے قتل کرے گا۔ مسلم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے وصیت کرنے کی مہلت دو۔ ابن زیاد نے مہلت دے دی اور انہوں نے عمر بن سعد سے کہا کہ میرے اور آپ کے درمیان قرابت ہے اور میں اس قرابت کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ مجھے تم سے ایک کام ہے۔ جو راز ہے میں تنہائی میں بتلا سکتا ہوں۔ عمر بن سعد نے اس کو سننے کی ہمت نہ کی۔ ابن زیاد نے کہا کچھ مضائقہ نہیں تم سن لو ان کو علیحدہ کر کے مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کام یہ ہے کہ میرے ذمے سات سو درہم قرض ہیں جو میں نے کوفہ کے فلاں آدمی سے لئے تھے وہ میری طرف سے ادا کر دو۔ دوسرا کام یہ ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی بھیج کر ان کو راستہ سے واپس کر دو۔ عمر بن سعد نے ابن زیاد سے ان کی وصیت پورا کرنیکی اجازت مانگی۔ تو انہوں نے کہا بے شک امین آدمی کبھی خیانت نہیں کرتا۔ تم ان کا قرض ادا کر سکتے ہو۔ باقی رہا حسین رضی اللہ عنہ کا معاملہ سو اگر وہ ہمارے مقابلہ کے لئے نہ آئیں تو ہم بھی ان کے مقابلہ کیلئے نہ جائیں گے۔ اور اگر وہ آئے تو ہم مقابلہ کریں گے۔

مسلم بن عقیل اور ابن زیاد کا مکالمہ

ابن زیاد نے کہا کہ اے مسلم تو نے بڑا ظلم کیا کہ مسلمانوں کا نظم مستحکم اور ایک کلمہ تھا۔ سب ایک امام کے تابع تھے۔ تم نے آ کر ان میں تفرقہ ڈالا۔ اور لوگوں کو اپنے امیر کے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ معاملہ یہ نہیں بلکہ اس شہر کوفہ کے لوگوں نے خطوط لکھے۔ کہ تمہارے باپ نے ان کے نیک اور شریف لوگوں کو قتل کر دیا۔ ان کے خون ناحق بہائے اور یہاں کے عوام پر کسریٰ و قیصر جیسی حکومت کرنی چاہی۔ اس لئے ہم اس پر مجبور ہوئے کہ عدل قائم کرنے اور کتاب و سنت کے احکام نافذ کرنے کی طرف لوگوں کو بلائیں اور سمجھائیں۔

اس پر ابن زیاد اور زیادہ برافروختہ ہوا کہ ان کو قصر امارت کی اوپر کی منزل پر لے جاؤ اور سر کاٹ کر نیچے پھینک دو۔ مسلم بن عقیل اوپر لے جائے گئے۔ وہ تسبیح و استغفار پڑھتے ہوئے اوپر پہنچے۔ اور ابن زیاد کے حکم کے موافق ان کو شہید کر کے نیچے ڈال دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

مسلم بن عقیل کو قتل کرنے کے بعد ہانی بن عروہ کے قتل کرنیکا فیصلہ کیا گیا۔ ان کو بازار میں لے جا کر قتل کر دیا گیا۔

ابن زیاد نے ان دونوں کے سر کاٹ کر یزید کے پاس بھیج دیئے۔ یزید نے شکریہ کا خط لکھا اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ عراق کے قریب پہنچ گئے ہیں اس لئے جاسوس اور خفیہ رپورٹر سارے شہر میں پھیلا دو۔ اور جس پر ذرا بھی حسین رضی اللہ عنہ کی تائید کا شبہ ہو اس کو قید کر لو۔ مگر سوا اس شخص کے جو تم سے مقاتلہ کرے کسی کو قتل نہ کرو۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا عزم کوفہ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس اہل کوفہ کے ڈیڑھ سو خطوط اور بہت سے وفود پہلے پہنچ چکے تھے۔ پھر مسلم بن عقیل نے یہاں کے اٹھارہ ہزار مسلمانوں کی بیعت کی خبر کے ساتھ ان کو کوفہ کے لئے دعوت دے دی۔ تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا عزم کر لیا۔

جب یہ خبر لوگوں میں مشہور ہوئی تو بجز عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اور کسی نے ان کو کوفہ جانے کا مشورہ نہیں دیا۔ بلکہ بہت سے حضرات حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشورہ دیا کہ آپ کوفہ ہرگز نہ جائیں۔ اہل عراق و کوفہ کے وعدوں، بیعتوں پر بھروسہ نہ کریں وہاں جانے میں آپ کے لئے بڑا خطرہ ہے۔

عمر بن عبد الرحمٰنؓ کا مشورہ

عمر بن عبدالرحمٰن حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ ایسے شہر میں جا رہے ہیں جہاں یزید کے حکام اور امراء موجود ہیں۔ ان کے پاس بیت المال ہے اور لوگ عام طور پر درہم و دینار کے پرستار ہیں۔ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں وہی لوگ آپ کے مقابلہ پر نہ آئیں۔ جنہوں نے آپ سے وعدے کئے اور بلایا ہے۔ اور جن کے قلوب پر بلاشبہ آپ زیادہ محبوب ہیں۔ بہ نسبت ان لوگوں کے جن کے ساتھ ہو کر وہ آپ سے مقابلہ کریں گے۔

حضرت حسینؓ نے شکریہ کے ساتھ ان کی نصیحت کو سنا اور فرمایا کہ میں آپ کی رائے اور مشورہ کا خیال رکھوں گا۔

حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کا مشورہ

ابن عباس رضی اللہ عنہما کو جب حضرت حسینؓ کے اس ارادہ کی اطلاع ہوئی تو تشریف لائے اور فرمایا کہ میں یہ خبریں سن رہا ہوں ان کی کیا حقیقت ہے۔ آپ کا کیا ارادہ ہے۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا ہاں میں ارادہ کر چکا ہوں۔ اور آج کل میں جانے والا ہوں ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ابن عباسؓ نے فرمایا بھائی میں اس سے آپ کو خدا کی پناہ میں دیتا ہوں خدا کے لئے آپ مجھے یہ بتلائیں کہ آپ کسی ایسی قوم کے لئے جا رہے ہیں جنہوں نے اپنے اوپر مسلط ہونے والے امیر کو قتل کر دیا ہے۔ اور وہ لوگ اپنے شہر پر قابض ہو چکے ہیں۔ اور اپنے دشمن کو نکال چکے ہیں تو بیشک آپ کو ان کے بلانے پر فوراً چلے جانا چاہئے۔

حضرت حسینؓ نے اس کے جواب میں فرمایا اچھا میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتا ہوں پھر جو کچھ سمجھ میں آئے گا عمل کروں گا۔

ابن عباسؓ کا دوبارہ تشریف لانا

دوسرے روز ابن عباس رضی اللہ عنہما پھر تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے بھائی میں صبر کرنا چاہتا ہوں مگر صبر نہیں آتا۔ مجھے آپ کے اس اقدام سے آپ کی اور اہل بیت کی ہلاکت کا شدید خطرہ ہے۔ اہل عراق عہد شکن بے وفا لوگ ہیں۔ آپ ان کے پاس نہ جایئے۔ آپ اسی شہر مکہ میں اقامت کریں۔ آپ اہل حجاز کے مسلم رہنما اور سردار ہیں۔ اور اگر اہل عراق آپ سے مزید تقاضا کریں تو آپ ان کو لکھیں کہ پہلے امیر و حکام کو اپنے شہر سے نکال دو پھر مجھے بلاؤ تو میں آ جاؤں گا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میرے بھائی اگر آپ جانا طے ہی کر چکے ہیں تو خدا کے لئے اپنی عورتوں اور بچوں کو ساتھ نہ لے جایئے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں آپ اسی طرح اپنی عورتوں اور بچوں کے سامنے قتل کئے جائیں۔ جس طرح عثمانؓ قتل کئے گئے ہیں۔

حضرت حسینؓ کی کوفہ کیلئے روانگی

حضرت حسینؓ اپنے نزدیک ایک دینی ضرورت سمجھ کر خدا کے لئے عزم کر چکے تھے۔ مشورہ دینے والوں نے ان کو خطرات سے آگاہ کیا۔ مگر مقصد کی اہمیت نے ان کو خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے مجبور کر دیا۔ اور ذی الحجہ ۶۰ھ کی تیسری یا آٹھویں تاریخ کو آپ مکہ سے کوفہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ اس وقت یزید کی طرف سے مکہ کا حاکم عمرو بن سعید بن العاص مقرر تھا۔ اس کو ان کی روانگی کی خبر ملی تو چند آدمی راستہ پر ان کو روکنے کے لئے بھیجے۔ حضرت حسینؓ نے واپسی سے انکار فرمایا اور آگے بڑھ گئے۔

فرزدق شاعر کی ملاقات اور حضرت حسینؓ کا ارشاد

راستہ میں فرزدق شاعر عراق کی طرف سے آتا ہوا ملا۔ حضرت حسین کو دیکھ کر پوچھا کہ کہاں کا قصد ہے؟ حضرت حسینؓ نے بات کاٹ کر ان سے پوچھا کہ یہ تو بتلاؤ اہل عراق و کوفہ کو تم نے کس حال میں چھوڑا ہے؟ فرزدق نے کہا کہ اچھا ہوا آپ نے ایک واقف حال تجربہ کار سے بات پوچھی۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ: ”اہل عراق کے قلوب تو آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں۔ اور تقدیر آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے“

حضرت حسینؓ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو اور فرمایا: ”اللہ ہی کے ہاتھ میں تمام کام وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور ہمارا رب ہر روز نئی شان میں ہے۔ اور اگر تقدیر الٰہی ہماری مراد کے موافق ہوئی تو ہم اللہ کا شکر کریں گے۔ اور ہم شکر کرنے میں بھی انہی کی اعانت طلب کرتے ہیں۔ کہ ادائے شکر کی توفیق دے۔ اور اگر تقدیر الٰہی ہماری مراد میں حائل ہو گئی۔ تو وہ شخص خطاء پر نہیں جس کی نیت حق کی حمایت ہو اور جس سے دل میں خوف خدا ہو۔“

عبد اللہ بن جعفرؓ کا خط واپسی کا مشورہ

عبداللہ بن جعفرؓ نے جب حضرت حسینؓ کی روانگی کی خبر پائی تو ایک خط لکھ کر اپنے بیٹوں کے ہاتھ روانہ کیا تیزی سے پہنچیں اور راستہ میں حضرت حسینؓ کو دے دیں۔ خط کا مضمون یہ تھا۔

”میں خدا کے لئے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ میرا خط پڑھتے ہی مکہ کی طرف لوٹ آئیں۔ میں محض خیر خواہانہ عرض کر رہا ہوں۔ مجھے آپ کی ہلاکت کا خطرہ ہے۔ اور خوف ہے کہ آپ کے سب اہل بیت اور اصحاب کو ختم کر دیا جائے۔ اور اگر خدانخواستہ آپ آج ہلاک ہو گئے تو زمین کا نور بجھ جائے گا۔ کیونکہ آپ مسلمانوں کے پیشوا اور ان کی آخری امید ہیں۔ آپ چلنے میں جلدی نہ کریں اس خط کے پیچھے میں خود بھی آ رہا ہوں میرا انتظار فرمائیں۔ والسلام (ابن اثیر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمائی کرنا اور کمانا“ (اعمال میں سے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ ہے) (بیہقی)

یہ خط لکھ کر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے پہلے یہ کام کیا کہ یزید کی طرف سے والی مکہ عمر بن سعید کے پاس تشریف لے گئے۔اور اس سے کہا کہ آپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لئے ایک پروانہ امان کا لکھ دیں۔ان سے اس کا بھی وعدہ تحریری دے دیں۔کہ اگر وہ واپس آ جائیں تو ان کے ساتھ مکہ میں اچھا سلوک کیا جائے گا۔عامل مکہ عمر بن سعید نے پروانہ لکھ دیا۔اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے بھائی یحییٰ بن سعید کو بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا۔

یہ دونوں راستہ میں جا کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ملے اور عمر بن سعید کا خط ان کو سنایا۔اور اس کی کوشش کی کہ لوٹ جائیں۔اس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے اپنے اس عزم کی ایک اور وجہ بیان کی۔

حضرت حسینؓ کا خواب اور انکے عزم مصمم کی ایک وجہ

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حکم دیا گیا ہے میں اس حکم کی بجا آوری کی طرف جا رہا ہوں۔خواہ مجھ پر کچھ بھی گزر جائے

انہوں نے پوچھا کہ وہ خواب کیا ہے۔فرمایا کہ آج تک میں نے وہ خواب کسی سے بیان کیا ہے نہ کروں گا۔یہاں تک کہ میں اپنے پروردگار سے جا ملوں۔(کامل ابن اثیر ص ا ج ۴)

بالآخر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی جان اور اولاد کے خطرات اور سب حضرات کے خیر خواہانہ مشوروں نے بھی ان کے عزم مصمم میں کوئی کمزوری پیدا نہ کی اور وہ کوفہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

ابن زیاد حاکم کوفہ کی طرف سے حسینؓ سے مقابلہ کی تیاری

ابن زیاد جو کوفہ پر اس لئے حاکم مقرر کیا گیا تھا کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں سخت سمجھا گیا۔اس کو جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی روانگی کی اطلاع ملی تو اس نے اپنی پولیس کے افسر حصین بن نمیر کو آگے بھیجا کہ قادسیہ پہنچ کر مقابلہ کی تیاری کرے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب مقام حاجر پر پہنچے تو اہل کوفہ کے نام ایک خط لکھ کر قیس...... کے ہاتھ روانہ کیا خط میں اپنے آنے کی اطلاع اور جس کام کے لئے ان کو اہل کوفہ نے بلایا تھا اس میں پوری کوشش کرنے کی ہدایت تھی۔

کوفہ والوں کے نام حضرت حسینؓ کا خط اور قاصد کی دلیرانہ شہادت

قیس جب یہ خط لیکر قادسیہ تک پہنچے تو یہاں ابن زیاد کی پولیس کے انتظامات تھے۔ان کو گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس بھیج دیا گیا۔ابن زیاد نے ان کو حکم دیا کہ قصر امارت کی چھت پر چڑھ کر (معاذ اللہ) حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر سب وشتم اور لعن وطعن کریں۔

قیس چھت پر چڑھ گئے اور اللہ کی حمد وثناء کے بعد بآواز بلند کہا کہ:

''اے اہل کوفہ! حسین بن علی رضی اللہ عنہما حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے اور اس وقت خلق اللہ میں سب سے بہتر ہیں۔میں تمہاری طرف ان کا بھیجا ہوا قاصد ہوں۔وہ مقام حاجر تک پہنچ چکے ہیں تم ان کا استقبال کرو۔''

اس کے بعد ابن زیاد کو برا بھلا کہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے مغفرت کی۔

ابن زیاد ان کی دلیری اور جانبازی پر حیران رہ گیا۔حکم دیا کہ ان کو قصر کی بلندی سے نیچے پھینک دیا جائے۔ظالموں نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔قیس نیچے گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

راہ میں عبداللہ ابن مطیع سے ملاقات اور انکا واپسی کیلئے اصرار

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کوفہ کی طرف بڑھ رہے تھے راستے میں ایک پڑاؤ پر اچانک عبداللہ ابن مطیع سے ملاقات ہوگئی۔حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کہاں جا رہے ہیں۔اور کیا مقصد ہے۔حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنا ارادہ بتلایا۔عبداللہ نے الحاح وزاری سے عرض کیا کہ:

''اے ابن رسول اللہ! میں تمہیں اللہ کا اور عزت اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں۔کہ آپ اس ارادہ سے رک جائیں۔میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اور حرمت قریش اور حرمت عرب کا واسطہ دیتا ہوں۔کہ اگر آپ بنی امیہ سے ان کے اقتدار کو لینا چاہیں گے تو وہ آپ کو قتل کر دیں گے۔آپ ایسا ہرگز نہ کریں۔اور کوفہ نہ جائیں اپنی جان کو بنی امیہ کے حوالے نہ کریں''۔(ابن اثیر)

مگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنا ارادہ ملتوی نہ کیا اور کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

مسلم بن عقیلؓ کے قتل کی خبر پا کر حضرت حسینؓ کے ساتھیوں کا مشورہ

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے محمد بن اشعث سے یہ عہد لیا تھا کہ ان کے حالات کی اطلاع حضرت حسین کو پہنچا کر ان کو راستہ سے واپس کر دیں۔اور محمد بن اشعث نے وعدہ کے مطابق آدمی بھیج کر اس کی اطلاع کرائی۔یہ خط اور پھر ان کے قتل کی اطلاع دوسرے ذرائع سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مقام ثعلبیہ میں پہنچ کر ملی۔یہ خبر سن کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بعض ساتھیوں نے بھی ان سے بااصرار عرض کیا کہ خدا کے لئے اب آپ یہیں سے لوٹ جائیں۔کیونکہ کوفہ میں آپ کا کوئی ساتھی ومددگار نہیں۔بلکہ ہمیں قوی اندیشہ ہے کہ کوفہ کے یہی لوگ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ ہر شب جمعہ میں اعمال پیش ہوتے ہیں اس میں کسی قطع رحمی کرنے والے کے اعمال نہیں اُٹھائے جاتے۔'' (بیہقی)

جنہوں نے دعوت دی تھی آپ کے مقابلہ پر آ جائیں گے۔

مسلم بن عقیلؓ کے عزیزوں کا جوش انتقام

مگر یہ بات سن کر بنو عقیل سب کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے واللہ ہم مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا قصاص لیں گے۔ یا انہیں کی طرح اپنی جان دے دیں گے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی اب یہ تو سمجھ چکے تھے کہ کوفہ میں ان کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ اور نہ اس دینی مقصد کا اب کوئی امکان ہے جس کیلئے یہ آہنی عزم لیکر چلے تھے۔ لیکن بنو عقیل کے اس اصرار اور مسلم بن عقیل کے تازہ صدمہ سے متاثر ہو کر فرمایا کہ اب ان کے بعد زندگی میں کوئی خیر نہیں۔ اور ساتھیوں میں سے بعض نے یہ بھی کہا کہ آپ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نہیں آپ کی شان کچھ اور ہے۔ ہمیں امید ہے کہ جب اہل کوفہ آپ کو دیکھیں گے تو آپ کے ساتھ ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ پھر آگے بڑھنا طے کر کے سفر کیا گیا اور مقام زبالہ پہنچ کر پڑاؤ ڈالا۔

راستے میں جس مقام پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا گزر ہوتا اور ان کا قصد معلوم ہوتا تھا ہر مقام سے کچھ لوگ ان کے ساتھ ہو جاتے تھے۔ یہاں بھی کچھ لوگ ساتھ ہو لئے۔

مقام زبالہ پر پہنچ کر یہ خبر ملی کہ آپ کے رضاعی بھائی عبداللہ ابن لقیط جن کو راستہ سے مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تھا وہ بھی قتل کر دیئے گئے۔

حضرت حسینؓ کی طرف سے اپنے ساتھیوں کو واپسی کی اجازت

یہ خبریں پانے کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے فرمایا کہ اہل کوفہ نے ہمیں دھوکہ دیا اور ہمارے متبعین ہم سے پھر گئے۔ اب جس کا جی چاہے واپس ہو جائے۔ میں کسی کی ذمہ داری اپنے سر لینا نہیں چاہتا۔

اس اعلان کے ساتھ راستہ سے ساتھ ہونے والے بدوی لوگ سب داہنے بائیں چل دیئے۔ اور اب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ صرف وہی لوگ رہ گئے جو مکہ سے ان کے ساتھ آئے تھے۔

یہاں سے روانہ ہو کر مقام عقبہ پر پہنچے تو ایک عرب ملے اور کہا کہ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ لوٹ جائیں۔ آپ نیزوں بھالوں اور تلواروں کی طرف جا رہے ہیں۔ جن لوگوں نے آپ کو بلایا ہے اگر وہ خود اپنے دشمنوں سے نمٹتے اور ان کو اپنے شہر سے نکال کر آپ کو بلاتے تو وہاں جانا ایک صحیح رائے ہوتی۔ لیکن اس حال میں کسی طرح آپ کا جانا مناسب نہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو تم کہہ رہے ہو مجھ پر بھی پوشیدہ نہیں لیکن تقدیر الٰہی پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔

ابن زیاد کی طرف سے حُر بن یزید ایک ہزار کا لشکر لے کر پہنچ گئے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی چل رہے تھے۔ کہ دوپہر کے وقت دور سے کچھ چیزیں حرکت کرتی نظر آئیں غور کرنے پر معلوم ہوا کہ گھوڑے سوار فوج ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے ایک پہاڑی کے نزدیک پہنچ کر محاذ جنگ بنایا۔

حضرات محاذ کی تیاری میں مصروف ہی تھے کہ ایک ہزار گھوڑے سوار فوج حر بن یزید کی قیادت میں مقابلہ پر آ گئی۔ اور ان کے مقابلہ پر آ کر پڑاؤ ڈال دیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ سب لوگ خوب پانی پی کر اور گھوڑوں کو پلا کر سیراب ہو جاؤ۔ حر بن یزید کو حصین بن نمیر نے ایک ہزار سواروں کی فوج دے کر قادسیہ سے بھیجا تھا۔ یہ اور اس کا لشکر آ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابل ٹھہر گئے۔ یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت آ گیا۔

دشمن کی فوج نے بھی حضرت حسینؓ کے پیچھے نماز ادا کی اور تقریر سنی

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے مؤذن کو اذان دینے کا حکم دیا اور سب نماز کے لئے جمع ہو گئے۔ تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فریق مقابل کو سنانے کے لئے ایک تقریر فرمائی۔ جس میں حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا:

”اے لوگو! میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اور تمہارے سامنے یہ عذر رکھتا ہوں کہ میں نے اس وقت تک یہاں آنے کا ارادہ نہیں کیا جب تک تمہارے بے شمار خطوط اور وفود میرے پاس نہیں پہنچے۔ جن میں بیان کیا گیا تھا کہ اس وقت تک ہمارا کوئی امام اور امیر نہیں آپ آ جائیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری ہدایت کا ذریعہ بنا دیں۔

میں تمہارے بلانے پر آ گیا اب اگر تم اپنے وعدوں اور عہدوں پر قائم ہو تو میں تمہارے شہر کوفہ میں جاتا ہوں۔ اور اگر اب تمہاری رائے بدل گئی ہے اور میرا آنا تمہیں ناگوار ہے تو میں جہاں سے آیا تھا۔ وہیں واپس چلا جاتا ہوں۔

تقریر سن کر سب خاموش رہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مؤذن کو اقامت کہنے کا حکم دیا اور حر بن یزید سے خطاب کر کے فرمایا تم اپنے لشکر کے ساتھ علیحدہ نماز پڑھو گے یا ہمارے ساتھ۔ حر نے کہا کہ نہیں آپ ہی نماز پڑھائیں۔ ہم سب آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے نماز ظہر پڑھائی اور پھر اپنی جگہ تشریف لے گئے۔ حر بن یزید اپنی جگہ چلے گئے۔

اس کے بعد نماز عصر کا وقت آیا تو پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور سب شریک جماعت ہوئے۔ عصر کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ

نے ایک خطبہ دیا۔

میدان جنگ میں حضرت حسینؓ کا دوسرا خطبہ

خطبے میں حمد وثناء کے بعد فرمایا: "اے لوگو! تم اللہ سے ڈرو۔ اور اہل حق کا حق پہچانو تو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہوگا۔ ہم اہل بیت اس خلافت کے لئے ان لوگوں سے زیادہ حقدار ہیں جو حق کے خلاف اس کا دعویٰ کرتے ہیں اور تم پر ظلم و جور کی حکومت کرتے ہیں۔ اور اگر تم ہمیں نا پسند کرتے ہو اور ہمارے حق سے جاہل ہو اور اب تمہاری رائے وہ نہیں رہی جو تمہارے خطوط میں لکھی تھی اور تمہارے قاصدوں نے مجھ تک پہنچائی تھی تو میں لوٹ جاتا ہوں۔ (کامل ابن اثیر ص۱۹ ج۴)

اس وقت حر بن یزید نے کہا کہ ہمیں ان خطوط اور وفود کی کچھ خبر نہیں کہ وہ کیا ہیں اور کس نے لکھے ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دو تھیلے خطوط سے بھرے ہوئے نکالے اور ان کو ان لوگوں کے سامنے انڈیل دیا۔ حر نے کہا کہ بہر حال ہم ان خطوط کے لکھنے والے نہیں ہیں اور ہمیں امیر کی طرف سے یہ حکم ملا ہے کہ ہم آپ کو اس وقت تک نہ چھوڑیں جب تک ابن زیاد کے پاس کوفہ نہ پہنچادیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اس سے تو موت بہتر ہے۔

اس کے بعد حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ سوار ہو جائیں اور واپس لوٹ جائیں۔ مگر اب حر بن یزید نے اس ارادہ سے روکا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکلا۔ "تمہاری ماں تمہیں روئے تم کیا چاہتے ہو" حر بن یزید نے کہا بخدا اگر تمہارے سوا کوئی دوسرا آدمی میری ماں کا نام لیتا تو میں اسے بتا دیتا اور اس کی ماں کا اسی طرح ذکر کرتا۔ لیکن تمہاری ماں کو برائی کے ساتھ ذکر کرنا کسی قدرت میں نہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا بتاؤ تمہارا کیا ارادہ ہے۔ حر بن یزید نے کہا ارادہ یہ ہے کہ آپ کو ابن زیاد کے پاس پہنچادوں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر میں تمہارے ساتھ ہرگز نہ جاؤں گا۔ حر نے کہا تو پھر میں بخدا آپ کو نہ چھوڑوں گا۔ کچھ دیر تک یہی رد و کد ہوتی رہی۔

حر بن یزید کا اعتراف

پھر حر نے کہا مجھے آپ کے قتال کا حکم نہیں دیا گیا۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ میں آپ سے اس وقت تک جدا نہ ہوں جب تک آپ کو کوفہ نہ پہنچا دوں۔ اس لئے آپ ایسا کر سکتے ہیں کہ کوئی ایسا راستہ اختیار کریں جو نہ کوفہ پہنچائے اور نہ مدینہ یہاں تک کہ میں ابن زیاد کو خط لکھوں اور آپ بھی یزید کو یا ابن زیاد کو لکھیں۔ شاید اللہ تعالیٰ میرے لئے کوئی ایسا مخلص پیدا کر دے کہ میں آپ کے مقابلہ اور آپ کے ایذا سے بچ جاؤں۔

اس لئے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عذیب اور قادسیہ کے راستے سے بائیں جانب چلنا شروع کر دیا اور حر مع اپنے لشکر کے ساتھ چلتا رہا۔ اسی اثناء میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پھر ایک خطبہ دیا جس میں حمد وثناء کے بعد فرمایا۔

حضرت حسینؓ کا تیسرا خطبہ

"اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی ایسے بادشاہ کو دیکھے جو اللہ کے حرام کو حلال سمجھے اور اللہ کے عہد کو توڑ دے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے۔ اللہ کے بندوں کے ساتھ گناہ اور ظلم و عدوان کا معاملہ کرے۔ اور یہ شخص اس کے لئے ایسے افعال و اعمال دیکھنے کے باوجود کسی قول یا فعل سے اس کی مخالفت نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے کہ اس کو بھی اس ظالم بادشاہ کے ساتھ اس کے مقام (یعنی دوزخ) میں پہنچا دے۔

اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ یزید اور اس کے امراء و حکام نے شیطان کی پیروی کو اختیار کر رکھا ہے اور رحمان کی اطاعت کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور زمین میں فساد پھیلا دیا ہے۔ حدود الٰہیہ کو معطل کر دیا ہے۔ اسلامی بیت المال کو اپنی ملکیت سمجھ لیا ہے اللہ کے حرام کو حلال کر ڈالا اور حلال کو حرام ٹھہرایا۔

اور میں دوسروں سے زیادہ حقدار ہوں اور میرے پاس تمہارے خطوط اور وفود تمہاری بیعت کا پیغام لیکر پہنچے ہیں اور یہ کہ تم میرا ساتھ نہ چھوڑو گے۔ اور میری جان کو اپنی جانوں کے برابر سمجھو گے۔

اب اگر تم اس بیعت پر قائم ہو تو ہدایت پاؤ گے۔ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر فاطمہ کا بیٹا ہوں۔ میری جان آپ لوگوں کی جانوں کے ساتھ اور میرے اہل و عیال آپ لوگوں کے اہل و عیال کے ساتھ۔ تم لوگوں کو میرا اتباع کرنا چاہیے۔

اور اگر تم ایسا نہیں کرتے بلکہ میری بیعت کو توڑتے ہو اور میرے عہد سے پھر جاتے ہو تو وہ تم لوگوں سے کچھ بعید نہیں۔ کیونکہ یہی کام تم میرے باپ علی رضی اللہ عنہ اور بھائی حسن رضی اللہ عنہ اور چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر چکے ہو۔

اور وہ آدمی بڑا فریب میں ہے۔ جو تمہارے عہد و پیمان سے دھوکہ کھائے۔ سو تم نے خود اپنا آخرت کا حصہ ضائع کر دیا اور اپنے حق میں ظلم کیا۔ اور جو شخص بیعت کر کے توڑتا ہے وہ اپنا نقصان کرتا ہے۔ اور قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے تم سے مستغنی فرما دیں۔ والسلام (کامل ابن اثیر)

خود ابن یزید نے خطبہ سن کر کہا کہ میں آپ کو اپنی جان کے بارے میں خدا کی قسم دیتا ہوں کیونکہ میں یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ اگر آپ قتال کریں گے تو قتل کئے جائیں گے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم مجھے موت سے ڈرانا چاہتے ہو۔ جو میں کہہ رہا ہوں اس پر توجہ نہیں دیتے۔ آپ کے جواب میں میں صرف وہی کہہ سکتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد کے لئے نکلنے والے ایک صحابی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے روز (اعمال صالحہ پر) نیکیاں بڑھادی جاتی ہیں۔ (مجمع)

1 نے اپنے بھائی کی نصیحت کے جواب میں کہا تھا۔ بھائی نے اسے کہا کہ تم کہاں جاتے ہو۔ قتل کر دیئے جاؤ گے۔ تو صحابی نے جواب میں یہ شعر پڑھا۔

سأمضي و ما بالموت عار على الفتى
اذا مانوى خيرا و جاهد مسلما
فان عشت لم اندم وان مت لم الم
كفى بك فلا ان تعيش و ترغما

''یعنی میں اپنے ارادہ کو پورا کروں گا اور موت میں کسی جوان کے لئے کوئی عار نہیں جبکہ اس کی نسبت خیر ہو۔ اور مسلمان ہو کر جہاد کر رہا ہو۔ پھر اگر میں زندہ رہ گیا تو نادم نہ ہوں گا اور اگر مر گیا تو قابل ملامت نہ ہوں گا۔ اور تمہارے لئے اس سے بڑی ذلت کیا ہے کہ ذلیل و خوار ہو کر زندہ رہو''۔

حر بن یزید کچھ تو پہلے سے اہل بیت کا احترام دل میں رکھتا تھا کچھ خطبوں سے متاثر ہو رہا تھا۔ یہ کلام سن کر ان سے علیحدہ ہو گیا اور ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

طرماح بن عدی کا معرکہ میں پہنچنا

اس حال میں چار آدمی کوفہ سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مددگار پہنچے جن کا سردار طرماح بن عدی تھا۔ حر بن یزید نے چاہا کہ انہیں گرفتار کرے یا واپس کر دے۔ مگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ میرے مددگار اور رفیق ہیں ان کی ایسی ہی حفاظت کروں گا جیسی اپنی جان کی کرتا ہوں۔ حر بن یزید نے ان کو آنے کی اجازت دے دی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے کوفہ کے حال دریافت کئے۔ انہوں نے بتلایا کہ کوفے کے جتنے سردار تھے۔ ان سب کو بڑی بڑی رشوتیں دے دی گئیں اور ان کے تھیلے بھر دیئے گئے۔ اب وہ سب آپ کے مخالف ہیں البتہ عوام کے قلوب آپ کے ساتھ ہیں۔ مگر اس کے باوجود جب مقابلہ ہوگا تو تلواریں ان کی بھی آپ کے مقابلہ پر آئیں گی۔

طرماح بن عدی کا مشورہ

طرماح بن عدی جب حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں آ کر شامل ہوئے تو آپ نے عرض کیا کہ میں دیکھتا ہوں کہ آپ کے ساتھ تو کوئی قوت اور جماعت نہیں۔ اگر آپ کے قتال کے لئے حر بن یزید کے موجودہ لشکر کے سوا کوئی بھی نہ آئے تب بھی آپ ان پر غالب نہیں آ سکتے۔ اور میں تو کوفہ سے نکلنے سے پہلے کوفہ کے سامنے آپ کے مقابلہ پر آنے والا اتنا بڑا لشکر دیکھ چکا ہوں جو اس سے پہلے کبھی میری آنکھ نے نہ دیکھا تھا۔ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ ایک بالشت بھی ان کی طرف نہ بڑھیں۔ آپ میرے ساتھ چلیں آپ کو اپنے پہاڑ آجا میں ٹھہرا دوں گا۔ نہایت محفوظ قلعہ جیسا ہے۔ ہم نے ملوک، غسان اور ضمیر اور لقمان بن منذر کے مقابلے میں اسی پہاڑ میں پناہ لی۔ اور ہمیشہ کامیاب ہوئے۔ آپ یہاں جا کر مقیم ہو جائیں۔ پھر آجا اور سلمی دونوں پہاڑوں پر بسنے والے قبیلہ طے کے لوگوں کو بلائیں۔ بخدا دس دن نہ گزریں گے کہ اس قبیلہ کے لوگ پیادہ اور سوار آپ کی مدد کے لئے آجائیں گے۔ اس وقت اگر آپ کی رائے مقابلے ہی کی ہو تو میں آپ کے لئے بیس ہزار بہادر سپاہیوں کا ذمہ لیتا ہوں۔ جو آپ کے سامنے اپنی بہادری کے جوہر دکھائیں گے۔ اور جب تک ان میں سے کسی ایک کی آنکھ بھی کھلی رہے گی کسی کی مجال نہیں کہ آپ تک پہنچ سکے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی قوم کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ مگر ہمارے اور حر بن یزید کے درمیان ایک بات ہو چکی ہے۔ اب ہم اس کے پابند ہیں۔ اس کے ساتھ کہیں جا نہیں سکتے۔ اور ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ طرماح بن عدی رخصت ہو گئے اور اپنے ساتھ سامان رسد لے کر دوبارہ آنے کا وعدہ کر گئے۔ اور پھر آئے بھی مگر راستے میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی غلط خبر سن کو لوٹ گئے۔

حضرت حسینؓ کا خواب

اس طرف حضرت حسین رضی اللہ عنہ چلتے رہے اور نصر بنی مقاتل تک پہنچ گئے۔ یہاں پہنچ کر آپ کو ذرا غنودگی ہوئی تو انا للہ و انا الیہ راجعون کہتے ہوئے بیدار ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے علی اکبر نے سنا تو گھبرا کر سامنے آئے اور پوچھا ابا جان کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی گھوڑ سوار میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ کچھ لوگ چل رہے ہیں اور ان کی موتیں ان کے ساتھ چل رہی ہیں۔ اس سے میں سمجھا کہ یہ ہماری موت ہی کی خبر ہے۔

حضرت علی اکبرؓ کا مومنانہ ثبات قدم

صاحبزادے نے عرض کیا ابا جان کیا ہم حق پر نہیں۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اسی ذات کی جس کی طرف سب بندگان خدا کا رجوع ہے کہ بلاشبہ ہم حق پر ہیں۔ صاحبزادے نے عرض کیا پھر ہمیں کیا ڈر ہے۔ جبکہ ہم حق پر مر رہے ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان کو شاباش دی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر عطاء فرمائے تم نے اپنے باپ کو صحیح حق ادا کیا۔

اسکے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ پھر روانہ ہوئے۔ مقام نینوی تک پہنچے تو ایک سوار کوفہ کی طرف سے آتا ہوا نظر آیا۔ یہ سب اس کی انتظار میں اتر گئے۔ اس نے آ کر حر بن یزید کو سلام کیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو سلام بھی نہ کیا۔ اور حر کو ابن زیاد کا ایک خط پہنچایا جس میں لکھا تھا کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچائی کیساتھ درست گوئی حسن ہے اور سچائی کیساتھ نیک اعمال کرنا کمال ہے (الکشف)

’’جس وقت تمہیں میرا یہ خط ملے تو حسین رضی اللہ عنہ پر میدان تنگ کر دو اور ان کو کھلے میدان کے سوا کسی پناہ کی جگہ میں نہ اترنے دو۔ اور ایسے میدان کی طرف لے جاؤ جہاں پانی نہ ہو اور میں نے اپنے قاصد کو حکم دیا ہے کہ جب تک میرے اس حکم کی تعمیل نہ کر دو گے تمہارے ساتھ رہے گا۔‘‘

یہ خط پڑھ کر حر نے اس کا مضمون حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو سنا دیا اور اپنی مجبوری ظاہر کی۔ کہ اس وقت میرے سر پر جاسوس مسلط ہیں۔ میں کوئی مصالحت نہیں کر سکتا۔

اصحاب حسینؓ کا ارادہ قتال اور حسینؓ کا جواب کہ میں قتال میں پہل نہیں کروں گا

اس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے زہیر بن القین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہر آنے والی گھڑی مشکلات میں اضافہ کر رہی ہے اور ہمارے لئے موجودہ لشکر سے قتال کرنا آسان ہے بنسبت اس کے جو اس کے بعد آئے گا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں قتال میں پہل نہیں کرنا چاہتا۔ زہیر بن القین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ قتال کی ابتداء نہ کریں۔ بلکہ ہمیں اس بستی میں لے جائیں جو حفاظت کی جگہ ہے اور دریائے فرات کے کنارے پر ہے۔ اس پر اگر یہ لوگ ہمیں وہاں جانے سے روکیں تو ہم قتال کریں۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کونسی بستی ہے۔ کہا گیا کہ عقر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں عقر سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ عقر کے لفظی معنی ہلاکت کے ہیں۔

عمر بن سعد چار ہزار کا مزید لشکر لے کر مقابلے پر پہنچ گیا

ابھی یہ حضرات اسی گفتگو میں تھے کہ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو مجبور کر کے چار ہزار فوج کے ساتھ مقابلے کے لئے بھیج دیا۔ عمر بن سعد نے ہر چند چاہا کہ اس کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے کی مصیبت سے نجات مل جائے۔ مگر ابن زیاد نے کوئی بات نہ سنی اور ان کو مقابلہ کے لئے بھیج دیا۔ عمر بن سعد یہاں پہنچا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کوفہ آنے کی وجہ پوچھی۔ آپ نے پورا قصہ بتلایا اور یہ کہ میں اہل کوفہ کا بلایا ہوا آیا ہوں۔ اگر اب بھی ان کی رائے بدل گئی ہے تو میں واپس جانے کے لئے تیار ہوں۔ عمر بن سعد نے ابن زیاد کو اس مضمون کا خط لکھا کہ حسین رضی اللہ عنہ واپس جانے کے لئے تیار ہیں۔

حضرت حسینؓ کا پانی بند کر دینے کا حکم

ابن زیاد نے جواب دیا کہ حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے صرف ایک بات رکھو کہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ جب وہ ایسا کریں تو پھر ہم غور کریں گے۔ کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے اور عمر کو حکم دیا کہ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء پر پانی بالکل بند کر دو۔ یہ واقعہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے تین روز پہلے کا ہے۔ ان حضرات پر پانی بالکل بند کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ جب یہ سب حضرات پیاس سے پریشان ہو گئے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عباس بن علی رضی اللہ عنہ کو تیس سوار اور تیس پیادوں کے ساتھ پانی لانے کے لئے بھیج دیا۔ پانی لانے پر عمر بن سعد کی فوج سے مقابلہ بھی ہوا۔ مگر بالآخر بیس مشکیں پانی کی بھر لائے۔

حضرت حسینؓ اور عمر بن سعد کی ملاقات کا مکالمہ

اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عمر بن سعد کے پاس پیغام بھیجا کہ آج رات کو ہماری ملاقات اپنے اپنے لشکر کے ساتھ ہو جانی چاہئے۔ تا کہ ہم سب کے سامنے گفتگو کریں۔ عمر بن سعد اس پیغام کے مطابق رات کو ملے۔

حضرت حسینؓ کا ارشاد کہ تین باتوں میں سے کوئی ایک اختیار کر لو

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے بارے میں آپ تین صورتوں میں سے کوئی اختیار کر لو۔

۱۔ میں جہاں سے آیا ہوں وہیں واپس چلا جاؤں۔
۲۔ یا میں یزید کے پاس پہنچ جاؤں اور خود اس سے اپنا معاملہ طے کروں
۳۔ یا مجھے مسلمانوں کی کسی سرحد پر پہنچا دو۔ جو حال وہاں کے عام لوگوں کا ہوگا میں اسی میں بسر کروں گا۔

بعض لوگوں نے آخری دو صورتوں کا انکار کیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یہ دو صورتیں پیش نہیں فرمائیں۔ عمر بن سعد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی یہ تقریر سن کر پھر ابن زیاد کو خط لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ کی آگ بجھا دی اور مسلمانوں کا کلمہ متفق کر دیا۔ مجھے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے تین صورتوں کا اختیار دیا ہے اور ظاہر ہے ان میں آپ کا مقصد پورا ہوتا ہے اور امت کی اس میں صلاح و فلاح ہے۔

ابن زیاد کا ان شرطوں کو قبول کرنا اور شمر کی مخالفت

ابن زیاد بھی عمر بن سعد کے اس خط سے متاثر ہوا اور کہا کہ یہ خط ایک ایسے شخص کا ہے جو امیر کی اطاعت بھی چاہتا ہے اور اپنی قوم کی عافیت کا بھی خواہشمند ہے۔ ہم نے اس کو قبول کر لیا۔

شمر ذی الجوشن نے کہا کہ کیا آپ حسین رضی اللہ عنہ کو مہلت دینا چاہتے ہیں کہ قوت حاصل کر کے پھر تمہارے مقابلہ پر آئے۔ وہ اگر آج تمہارے ہاتھ سے نکل گئے تو پھر کبھی تم ان پر قابو نہ پا سکو گے۔ مجھے اس میں عمر بن سعد کی سازش معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ وہ راتوں کو آپس میں باتیں کرتے ہیں ہاں آپ حسین رضی اللہ عنہ کو اس پر مجبور کریں کہ وہ آپ کے پاس آ جائیں پھر آپ چاہیں سزا دیں چاہیں معاف کریں۔

ابن زیاد نے شمر کی رائے قبول کر کے عمر بن سعد کو اسی مضمون کا خط لکھا

اور خود شمر ذی الجوشن ہی کے ہاتھ عمر بن سعد کے پاس بھیجا اور یہ ہدایت کر دی کہ اگر عمر بن سعد اس حکم کی تعمیل فوراً نہ کریں تو اس کو قتل کر دیا جائے اور اس کی جگہ تم خود لشکر کے امیر ہو۔

ابن زیاد کا خط عمر بن سعد کے نام

''امابعد! میں نے تمہیں اس لئے نہیں بھیجا کہ تم جنگ سے بچو یا ان کو مہلت دو یا ان کی سفارش کرو۔ اگر حسین اور ان کے ساتھی میرے حکم پر صلح کرنا اور میرے پاس آنا چاہتے ہیں تو ان کو صحیح سالم یہاں پہنچا دو۔ ورنہ ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ ان کو قتل کرو۔ مثلہ کرو کیونکہ وہ اس کے مستحق ہیں اور پھر قتل کے بعد ان کو گھوڑوں کی ٹاپوں میں روند ڈالو۔ اگر تم نے ہمارے اس حکم کی تعمیل کی تو تم کو ایک فرمانبردار کی طرح انعام ملے گا اور اگر اس کی تعمیل نہیں کرتے تو ہمارے لشکر کو فوراً چھوڑ دو اور چارج شمر کے سپرد کر دو۔ والسلام۔

شمر یہ حکم اور یہ خط لیکر روانہ ہونے لگا تو اس کو خیال آیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں اس کے پھوپھی زاد بھائی عباس جعفر عثمان بھی ہیں۔ ابن زیاد سے ان چاروں کے لئے امان حاصل کیا اور روانہ ہو گئے۔ شمر نے یہ پروانہ امان کسی قاصد کے ہاتھ ان چاروں بزرگوں کے پاس بھیج دیا۔ یہ پروانہ دیکھ کر یک زبان ہو کر بولے ''ہمیں امان دیا جاتا ہے۔ اور ابن رسول اللہ کو امن نہیں دیا جاتا ہمیں تمہارے امان کی حاجت نہیں۔ اللہ کا امان تمہارے امان سے بہتر ہے تجھ پر لعنت ہے اور تیرے امان پر بھی''

شمر یہ خط لیکر جب عمر بن سعد کے پاس پہنچا تو سمجھ گیا کہ شمر کے مشورے سے یہ صورت عمل میں آئی ہے۔ کہ میرا مشورہ رد کر دیا گیا۔ اس کو کہا کہ تم نے بڑا ظلم کیا کہ مسلمانوں کا کلمہ متفق ہو رہا تھا اس کو ختم کر کے قتل و قتال کا بازار گرم کر دیا۔ بالآخر حسین رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام پہنچایا گیا۔ آپ نے اس کو قبول کرنے سے انکار فرما دیا کہ اس ذلت سے موت بہتر ہے۔

حضرت حسینؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا

شمر ذی الجوشن اس محاذ پر محرم کی نویں تاریخ کو پہنچا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس وقت اپنے خیمے کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اسی حالت میں کچھ اونگھ آ کر آنکھ بند ہوگئی اور پھر ایک آواز کے ساتھ بیدار ہو گئے۔ آپ کی ہمشیرہ زینب نے یہ آواز سنی تو دوڑی آئیں اور وجہ پوچھی فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے فرمایا کہ اب ہمارے پاس آنے والے ہو۔

ہمشیرہ یہ سن کر رو پڑیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے تسلی دی۔ اسی حالت میں شمر کا لشکر سامنے آ گیا۔ آپ کے بھائی عباس رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور حریف مقابل سے گفتگو ہوئی۔ اس نے بلا مہلت قتال کا اعلان سنایا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے آ کر حسین رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی۔

حضرت حسینؓ نے ایک رات عبادت میں گزارنے کے لئے مہلت مانگی

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان سے کہو کہ آج کی رات قتال ملتوی کر دو۔ تاکہ میں آج کی رات میں وصیت اور نماز و دعا اور استغفار کر سکوں۔ شمر اور عمر بن سعد نے اور لوگوں سے مشورہ کرنے کے بعد مہلت دے دی اور واپس ہو گئے۔

حضرت حسینؓ کی تقریر اہل بیت کے سامنے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل بیت اور اصحاب کو جمع کر کے ایک خطبہ دیا جس میں فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں راحت میں بھی اور مصیبت میں بھی۔ یا اللہ میں آپ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہمیں شرافت نبوت سے نوازا۔ اور ہمیں کان، آنکھ، دل دیئے۔ جن سے ہم نے آپ کی آیات سمجھیں اور ہمیں آپ نے قرآن سکھایا اور دین کی سمجھ عطا فرمائی۔ ہمیں آپ اپنے شکر گزار بندوں میں داخل فرمالیجئے''۔

اس کے بعد فرمایا: ''میرے علم میں آج کسی شخص کے ساتھی ایسے وفا شعار نیکو کار نہیں ہیں جیسے میرے ساتھی اور نہ کسی کے اہل بیت میرے اہل بیت سے زیادہ ثابت قدم نظر آتے ہیں۔ آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کل ہمارا آخری دن ہے۔ میں آپ سب کو خوشی سے اجازت دیتا ہوں کہ سب اس رات کی تاریکی میں متفرق ہو جاؤ اور جہاں پناہ ملے چلے جاؤ۔ اور میرے اہل بیت میں سے ایک ایک کا ہاتھ پکڑو اور مختلف علاقوں میں پھیل جاؤ۔ کیونکہ دشمن میرا طلب گار ہے۔ وہ مجھے پائے گا تو دوسروں کی طرف التفات نہ کرے گا''۔

یہ تقریر سن کر آپ کے بھائی اور اولاد اور آپ کے بھائیوں کی اولاد اور عبداللہ بن جعفر کے صاحبزادے یک زبان ہو کر بولے کہ واللہ ہم ہرگز ایسا نہیں کریں گے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ آپ کے بعد باقی نہ رکھے۔

پھر بنو عقیل کو خطاب کر کے فرمایا کہ تمہارے ایک بزرگ مسلم بن عقیل شہید ہو چکے ہیں۔ وہی کافی ہیں۔ تم سب واپس ہو جاؤ۔ میں تمہیں خوشی سے اجازت دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں کو کیا منہ دکھلائیں گے کہ اپنے بزرگوں اور بڑوں کو موت کے سامنے چھوڑ کر اپنی جان بچا لائے۔ بلکہ واللہ ہم اپنی جانیں اور اولاد و اموال قربان کر دیں گے۔

مسلم بن عوسجہ نے اسی طرح کی ایک جوشیلی تقریر کی کہ جب تک میرے دم میں دم ہے میں آپ کے سامنے قتال کرتا ہوا جان دے دوں گا۔

آپ کی ہمشیرہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بے قرار ہو کر رونے لگیں تو آپ نے تسلی دی۔ اور یہ وصیت فرمائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمدہ اخلاق اہل جنت کے اعمال سے ہیں۔ (مجمع)

حضرت حسینؓ کی وصیت اپنی ہمشیرہ اور اہل بیت کو

”میری بہن میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میری شہادت پر تم کپڑے پھاڑنا اور سینہ کوبی وغیرہ ہرگز نہ کرنا۔ آواز سے رونے چلانے سے بچنا“

یہ وصیت فرما کر باہر آ گئے اور اپنے اصحاب کو جمع کر کے تمام شب تہجد اور دعا و استغفار میں مشغول رہے۔ یہ عاشوراء کی رات تھی۔ صبح کو یوم عاشوراء اور روز جمعہ اور ایک روایت کے مطابق شنبہ۔ صبح نماز سے فارغ ہوتے ہی عمر بن سعد لشکر لے کر سامنے آ گیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس وقت کل بہتر اصحاب تھے۔ تینتیس سوار اور چالیس پیادہ۔ آپ نے بھی مقابلہ کے لئے اپنے اصحاب کی صف بندی فرمائی۔

حر بن یزید حضرت حسینؓ کے ساتھ

عمر بن سعد نے اپنے لشکر کو چار حصوں پر تقسیم کر کے ہر ایک حصہ کا ایک امیر بنایا تھا۔ ان میں سے ایک حصہ کا امیر حر بن یزید تھا۔ جو سب سے پہلے ایک ہزار کا لشکر لے کر مقابلہ کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ اس کے دل میں اہل بیت اطہار کی محبت کا جذبہ بھی بیدار ہو چکا تھا۔ اس وقت اپنی سابقہ کارروائی پر نادم ہو کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قریب ہوتے ہوئے یکبارگی گھوڑا دوڑا کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آ ملے اور عرض کیا کہ میری ابتدائی غفلت اور آپ کو واپسی کے لئے راستہ نہ دینے کا نتیجہ اس صورت میں ظاہر ہوا جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ واللہ مجھے یہ اندازہ نہ تھا کہ یہ لوگ آپ کے خلاف اس حد تک پہنچ جائیں گے۔ اور آپ کی بات نہ مانیں گے۔ اگر میں یہ جانتا تو ہرگز آپ کو نہ روکتا۔ اب تائب ہو کر آیا ہوں۔ اس لئے اب میری سزا تو یہی ہے کہ میں آپ کے ساتھ قتال کرتا ہوا جان دے دوں اور ایسا ہی ہوا۔

دونوں لشکروں کا مقابلہ، حضرت حسینؓ کا لشکر کو خطاب

حضرت حسین رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور آگے بڑھ کر با آواز بلند فرمایا: ”لوگو! میری بات سنو جلدی نہ کرو۔ تاکہ میں حق نصیحت ادا کر دوں۔ جو میرے ذمہ ہے۔ اور تاکہ میں تمہیں اپنے یہاں آنے کی وجہ بتلا دوں۔ پھر اگر تم میرا عذر قبول کر لو اور میری بات کو سچا جانو اور میرے ساتھ انصاف کرو تو اس میں تمہاری فلاح و سعادت ہے۔ اور پھر تمہارے لئے میرے قتال کا کوئی راستہ نہیں۔ اور اگر تم میرا عذر قبول نہ کرو تو تم سب مل کر مقرر کر لو اپنا کام اور جمع کر لو اپنے شریکوں کو پھر نہ رہے تم کو اپنے کام میں شبہ پھر کر گزرو میرے ساتھ اور مجھ کو مہلت نہ دو۔ (یہ وہ الفاظ ہیں جو نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہے تھے۔ مترجم)

بہنوں کی گریہ وزاری اور حضرت حسینؓ کا اس سے روکنا

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ بہنوں اور عورتوں کے کانوں میں پڑے تو ضبط نہ کر سکیں۔ رونے کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عباس رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ ان کو نصیحت کر کے خاموش کر دیں، اور اس وقت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے انہوں نے صحیح کہا تھا کہ عورتوں کو ساتھ نہ لے جاؤ۔

حضرت حسینؓ کا دردانگیز خطبہ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب دشمن کی فوج کو مخاطب کر کے متوجہ کر چکے اور عورتوں کو خاموش کر دیا تو ایک دردانگیز و نصیحت آمیز بلیغ و بے نظیر خطبہ دیا۔

حمد و ثناء اور درود و سلام کے بعد فرمایا: ”اے لوگو! تم میرا نسب دیکھو میں کون ہوں۔ پھر اپنے دلوں میں غور کرو کیا تمہارے لئے جائز ہے کہ تم مجھے قتل کرو۔ اور میری عزت پر ہاتھ ڈالو۔ کیا میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رضی اللہ عنہا کا بیٹا نہیں ہوں۔ کیا میں اس باپ کا بیٹا نہیں ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچازاد بھائی وصی اولی المومنین باللہ تھا۔ کیا سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ میرے باپ کے چچا نہیں۔ کیا جعفر طیار رضی اللہ عنہ میرے چچا نہیں تھے۔ کیا تمہیں یہ حدیث مشہور نہیں پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور میرے بھائی حسن رضی اللہ عنہ کو سید شباب اہل الجنۃ اور قرۃ عین اہل السنۃ فرمایا ہے۔ اگر تم میری بات کی تصدیق کرتے ہو اور واللہ میری بات بالکل حق ہے میں نے عمر بھر کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ جب سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ اور اگر تمہیں میری بات کا یقین نہیں تو تمہارے اندر ایسے لوگ موجود ہیں جن سے اس کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ پوچھو جابر بن عبداللہ سے دریافت کرو ابو سعید یا سہل بن سعد سے معلوم کرو زید بن ارقم یا انس سے وہ تمہیں بتلائیں گے کہ بیشک انہوں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ کیا یہ چیزیں تمہارے لئے میرا خون بہانے سے روکنے کو کافی نہیں۔ مجھے بتلاؤ کہ میں نے کسی کو قتل کیا ہے کہ جس کے قصاص میں مجھے قتل کر رہے ہو۔ یا میں نے کسی کا مال لوٹا ہے یا کسی کو زخم لگایا ہے“۔

اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے رؤساء کوفہ کا نام لیکر پکارا۔ اے شیث بن ربعی اے حجاز بن الجراء اے قیس ابن اشعث اے زید بن حارث کیا تم لوگوں نے مجھے بلانے کے لئے خطوط نہیں لکھے۔ یہ سب لوگ مکر گئے کہ ہم نے نہیں لکھے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس تمہارے خطوط موجود ہیں“۔

اس کے بعد فرمایا: ”اے لوگو! اگر تم میرا آنا پسند نہیں کرتے تو مجھے چھوڑ دو میں کسی ایسی زمین میں چلا جاؤں گا جہاں مجھے امن ملے“۔

قیس بن اشعث نے کہا کہ آپ اپنے چچازاد بھائی ابن زیاد کے حکم پر کیوں نہیں اتر آتے۔ وہ پھر آپ کے بھائی ہیں آپ کے ساتھ برا سلوک نہ کریں گے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد بھی تمہاری یہی رائے ہے۔ واللہ میں اس کو کبھی قبول نہ کروں گا۔ یہ فرما کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ گھوڑے سے اتر آئے۔

اس کے بعد زبیر بن القین رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور ان لوگوں کو نصیحت کی۔ کہ آل رسول کے خون سے باز آ جائیں۔ اور بتلایا کہ اگر تم اپنی اس حرکت سے باز نہ آئے اور ابن زیاد کا ساتھ دیا تو خوب سمجھ لو کہ تم کو کبھی ابن زیاد سے کوئی فلاح نہ پہنچے گی۔ وہ تم کو بھی قتل و غارت کرے گا۔ ان لوگوں نے زبیر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا اور ابن زیاد کی تعریف کی اور کہا کہ ہم تم سب کو قتل کر کے ابن زیاد کے پاس بھیجیں گے۔

زبیر رضی اللہ عنہ نے پھر کہا کہ ظالمو! اب بھی ہوش میں آؤ۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا سمیہ کے بیٹے (ابن زیاد) سے زیادہ محبت و اکرام کا مستحق ہے۔ اگر تم ان کی امداد نہیں کرتے تو ان کو اور ان کے چچازاد بھائی یزید کو چھوڑ دو کہ وہ آپس میں نبٹ لیں بخدا یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہم تم سے اس پر ناراض نہ ہوگا۔

جب گفتگو طویل ہونے لگی تو شمر نے پہلا تیر ان پر چلا دیا اس کے بعد حر بن زید رضی اللہ عنہ جو اب تائب ہو کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے آگے بڑھے اور لوگوں کو خطاب کیا:

''اے اہل کوفہ تم ہلاک و برباد ہو جاؤ۔ کیا تم نے ان کو اس لئے بلایا تھا کہ وہ آ جائیں تو تم ان کو قتل کر دو۔ تم نے کہا تھا کہ ہم اپنی مال و جان آپ پر قربان کریں گے۔ اور اب تم ہی ان کے قتل کے در پے ہو۔ ان کو اس کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ کہ خدا کی طویل و عریض زمین میں کہیں چلے جائیں جہاں ان کو اور اہل بیت کو امن ملے۔ ان کو تم نے قیدیوں کی مثل بنا لیا ہے۔ اور دریائے فرات کا جاری پانی ان پر بند کر دیا ہے۔ جس کو یہودی نصرانی، مجوسی سب پیتے ہیں۔ اور جس میں اس علاقے کے خنزیر لوٹتے ہیں۔ حسین رضی اللہ عنہ اور انکے اہل بیت پیاس سے بے ہوش ہو رہے ہیں۔ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان سے ان کی اولاد کے بارے میں نہایت شرمناک سلوک کیا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تم کو پیاسا رکھے۔ اگر توبہ نہ کرو اور اپنی حرکت سے باز نہ آؤ۔

اب حر بن یزید پر بھی تیر پھینکے گئے۔ وہ واپس آ گئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے آگے کھڑے ہو گئے۔ اور اس کے بعد تیر اندازی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ پھر گھمسان کی جنگ ہوئی۔ فریق مخالف کے بھی کافی آدمی مارے گئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے رفقاء بھی بعض شہید ہوئے۔ حر بن یزید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر شدید قتال کیا۔ بہت سے دشمنوں کو قتل کیا۔ مسلم بن عوسجہ رضی اللہ عنہ زخمی ہو کر گر پڑے۔ حبیب بن مظہر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور کہا کہ جنت کی خوشخبری تمہارے لئے ہے۔ اگر میں یہ جانتا کہ میں بھی تمہارے پیچھے شہید ہونے والا ہوں تو میں تم سے تمہاری وصیت دریافت کرتا۔ انہوں نے کہا ہاں میں ایک وصیت کرتا ہوں اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ جب تک زندہ ہو ان کی حفاظت کرنا۔

اس کے بعد شقی و بدبخت شمر نے چاروں طرف سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء پر حملہ بول دیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے رفقاء نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا کوفہ کے لشکر پر جس طرف حملہ کرتے تھے۔ میدان صاف ہو جاتا تھا۔ جب عروہ بن قیس نے یہ حالت دیکھی تو عمر بن سعید سے مزید کمک طلب کی۔ اور شیث بن ربعی سے کہا کہ تم کیوں آگے نہیں بڑھتے اس وقت شیث سے رہا نہ گیا اور کہا کہ تم سب گمراہ ہو۔ ابن علی رضی اللہ عنہ جو اس وقت روئے زمین پر سب سے بہتر ہیں ان سے قتال کرتے ہو۔ اور سمیہ زانیہ کے لڑکے ابن زیاد کا ساتھ دیتے ہو۔

عمرو بن سعد نے جو کمک اور تازہ دم سپاہی بھیجے یہ آ کر مقابلہ پر ڈٹ گئے۔ اصحاب حسین رضی اللہ عنہ نے بھی نہایت بہادری سے مقابلہ کیا اور گھوڑے چھوڑ کر میدان میں پیادہ آ گئے۔ اس وقت حر بن یزید نے سخت قتال کیا۔ اب دشمنوں نے خیموں میں آگ لگانا شروع کی۔

گھمسان کی جنگ میں نماز ظہر کا وقت

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اکثر رفقاء شہید ہو چکے تھے۔ اور دشمن کے دستے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ ابو ثمامہ صائدی نے عرض کیا کہ میری جان آپ پر قربان ہو میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے قتل کیا جاؤں۔ لیکن دل یہ چاہتا ہے کہ ظہر کا وقت ہو چکا ہے یہ نماز ادا کر کے پروردگار کے سامنے جاؤں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے آواز بلند فرمایا کہ جنگ ملتوی کرو یہاں تک کہ ہم نماز پڑھ لیں۔ ایسی گھمسان جنگ میں کون سنتا۔ طرفین سے قتل و قتال جاری تھا۔ اور ابو ثمامہ رضی اللہ عنہ اسی حالت میں شہید ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے چند اصحاب کے ساتھ نماز ظہر صلوٰۃ الخوف کے مطابق ادا فرمائی۔ نماز کے بعد پھر قتال شروع ہوا۔ اب یہ لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچ چکے تھے۔ حنفی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ سب تیر اپنے بدن پر کھاتے رہے۔ یہاں تک کہ زخموں سے چور ہو کر گر گئے۔ اس وقت زبیر بن القین رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مدافعت میں سخت قتال کیا۔ یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے۔ اس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بجز چند رفیقوں کے کوئی نہ رہا تھا۔ اور یہ رفقاء بھی دیکھ رہے تھے کہ ہم نہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بچا سکتے ہیں نہ خود بچ سکتے ہیں تو اب ان میں سے ہر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی قوم کو انکے اعمال کے سبب پسند کرے وہ ان میں اٹھایا جائیگا (مجمع)

شخص کی یہ خواہش تھی کہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے پہلے شہید ہو جاؤں اس لئے ہر شخص نہایت شدت وشجاعت سے مقابلہ کر رہا تھا۔اس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے حضرت علی اکبرؓ یہ شعر پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔

انا ابن علی بن الحسین بن علی
نحن و رب البیت اولی بالنبی

یعنی میں حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا بیٹا ہوں قسم ہے رب البیت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہیں۔کم بخت مرہ ابن منقذ نے ان کو نیزہ مار کر گرا دیا۔پھر کچھ اور شقی آگے بڑھے اور لاش کے ٹکڑے کر دیئے۔حضرت حسین رضی اللہ عنہ سامنے آئے اور کہا خدا تعالیٰ اس قوم کو برباد کرے جسنے تجھ کو قتل کیا ہے۔یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کیسے بے وقوف ہیں۔تیرے بعد اب زندگی پر خاک ہے۔ان کی لاش اٹھا کر خیمے کے پاس لائی گئی۔عمر بن سعد نے قاسم بن حسن رضی اللہ عنہ کے سر پر تلوار ماری وہ گرے اور ان کے منہ سے نکلا یا عماہ۔تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دوڑ کر ان کو سنبھالا اور عمر پر تلوار سے حملہ کیا۔کہنی سے اس کا ہاتھ کٹ گیا۔حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجے قاسم رضی اللہ عنہ کی لاش کو اپنے کاندھے پر اٹھا کر لائے اور اپنے بیٹے اور دوسرے اہل بیت کے برابر لٹا دیا۔اب حضرت حسین رضی اللہ عنہ تقریباً تنہا بے یار و مددگار رہ گئے۔لیکن ان کی طرف بڑھنے کی کسی کو ہمت نہیں ہوئی۔اس طرح بہت دیر تک یہی کیفیت رہی کہ جو شخص آپ کی طرف بڑھتا اسی طرح لوٹ جاتا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل اور اس کے گناہ کو اپنے سر لینا نہ چاہتا تھا۔یہاں تک کہ قبیلہ کندہ کا ایک شقی القلب مالک بن نسیر آگے بڑھا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر پر تلوار سے حملہ کیا۔آپ شدید زخمی ہو گئے۔اپنے چھوٹے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اپنی گود میں بٹھا لیا۔بنی اسد کے ایک بدنصیب نے ان کو بھی تیر مار کر ہلاک کر دیا۔حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس معصوم بچہ کا خون لیکر زمین پر بکھیر دیا اور دعا کی یا اللہ تو ہی ان ظالموں سے ہمارا انتقام لے۔

اس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیاس حد کو پہنچ چکی تھی۔آپ پانی پینے کیلئے دریائے فرات کے قریب تشریف لے گئے۔ظالم حصین بن نمیر نے آپ کے منہ پر نشانہ کر کے تیر پھینکا جو آپ کو لگا اور دہن مبارک سے خون جاری ہو گیا۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

حضرت حسینؓ کی شہادت

اس کے بعد شمر دس آدمی ساتھ لیکر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا۔حضرت حسین رضی اللہ عنہ شدید پیاس اور اپنے زخموں کے باوجود ان کا دلیرانہ مقابلہ کر رہے تھے۔اور جس طرف حضرت حسین رضی اللہ عنہ بڑھتے، یہ بھاگتے نظر آتے تھے۔اہل تاریخ نے کہا کہ یہ ایک بے نظیر واقعہ ہے کہ جس شخص کی اولاد اور اہل بیت قتل کر دیئے گئے ہیں اس کو خود شدید زخم لگے ہوں اور وہ پانی کے ایک ایک قطرے سے محروم ہو اور وہ اس وقت ثبات قدمی سے مقابلہ کر رہا ہے کہ جس طرف رخ کرتا ہے مسلح سپاہی بھیڑ بکریوں کی طرح بھاگنے لگتے ہیں۔

شمر نے جب یہ دیکھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے سے ہر شخص بچنا چاہتا ہے تو آواز دی کہ سب یکبارگی حملہ کرو۔اس پر بہت سے بدنصیب آگے بڑھے۔نیزوں اور تلواروں سے یکبارگی حملہ کیا اور یہ ابن رسول اللہ خیر خلق اللہ فی الارض ظالموں کا دلیرانہ مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

شمر نے خولی بن یزید سے کہا کہ ان کا سر کاٹ لو وہ آگے بڑھا مگر ہاتھ کانپ گئے۔پھر شقی بدبخت سنان بن انس نے یہ کام انجام دیا۔آپ کی لاش کو دیکھا تو تینتیس زخم نیزوں کے اور چونتیس زخم تلواروں کے ان کے علاوہ

فرضی اللہ عنھم و ارضاہ ورزقنا حبہ وحب من والدہ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عام اہل بیت کے قتل سے فارغ ہو کر یہ ظالم علی اصغر حضرت زین العابدین کی طرف متوجہ ہوئے شمر نے ان کو بھی قتل کرنا چاہا۔حمید بن مسلم نے کہا کہ سبحان اللہ تم بچہ کو قتل کرتے ہو اور جب کہ وہ مریض بھی ہے۔شمر نے چھوڑ دیا۔عمر بن سعد آگے آئے اور کہا کہ ان عورتوں کے خیمہ کا پاس کوئی نہ جائے اور اس مریض بچہ سے کوئی تعرض نہ کرے۔

لاش کو روندا گیا

ابن زیاد شقی کا حکم تھا کہ قتل کے بعد لاش کو گھوڑوں کی ٹاپوں میں روندا جائے عمر بن سعد نے چند سواروں کو حکم دیا انہوں نے یہ بھی کر ڈالا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

مقتولین اور شہداء کی تعداد

جنگ کے خاتمہ پر مقتولین کی شمار کی گئی تو حضرت حسین کے اصحاب میں بہتر حضرات شہید ہوئے اور عمر بن سعد کے لشکر کے اٹھاسی سپاہی مارے گئے۔حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کو اہل غاضر یہ نے ایک روز بعد دفن کیا۔

حضرت حسینؓ اور ان کے رفقاء کے سر ابن زیاد کے دربار میں

خولی بن یزید اور حمید بن مسلم ان حضرات کے سر کو لیکر کوفہ روانہ ہوئے۔اور ابن زیاد کے سامنے پیش کئے۔ابن زیاد نے لوگوں کو جمع کر کے سب سروں کو سامنے رکھا۔اور ایک چھڑی سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے دہن مبارک کو چھونے لگا۔زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا اور بول اٹھے کہ چھڑی ان متبرک ہونٹوں کے اوپر سے ہٹالیں۔قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ ان ہونٹوں کو بوسہ دیتے

تھے۔ یہ کہہ کر رو پڑے۔ ابن زیاد نے کہا کہ اگر تم سن رسیدہ بوڑھے نہ ہوتے تو میں تمہاری بھی گردن مار دیتا۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے باہر آ گئے۔ کہ اے قوم عرب تم نے سیدۃ النساء فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ اور مرجانہ کے بیٹے کو اپنا امیر بنالیا۔ وہ تمہارے اچھے لوگوں کو قتل کرے گا۔ اور شریروں کو غلام بنائے گا تمہیں کیا ہوا کہ اس ذلت پر راضی ہو گئے۔

بقیہ اہلِ بیت کو کوفہ میں اور ابن زیاد سے مکالمہ

عمر ابن سعد دو روز کے بعد بقیہ اہل بیت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں اور بہنوں اور بچوں کو ساتھ لے کر کوفہ کے لئے نکلے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں عورتوں بچوں کے سامنے یہ منظر آیا تو کہرام مچ گیا اور گویا زمین و آسمان رونے لگے۔ عمر بن سعد نے ان سب اہل بیت کو ابن زیاد کے سامنے پیش کیا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ زینب رضی اللہ عنہا بہت میلے اور خراب کپڑے پہن کر پہنچیں اور ان کی باندیاں ان کے گرد تھیں اور ایک طرف جا کر خاموش بیٹھ گئیں۔ ابن زیاد نے پوچھا یہ علیحدہ بیٹھنے والی کون ہے۔ زینب رضی اللہ عنہا نے کوئی جواب نہ دیا۔ کئی مرتبہ اسی طرح دریافت کیا۔ مگر زینب رضی اللہ عنہا خاموش رہیں جب کسی لونڈی نے کہا کہ یہ زینب رضی اللہ عنہا بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ابن زیاد بولا شکر ہے اللہ کا جس نے تمہیں رسوا کیا اور قتل کیا اور تمہاری بات کو جھوٹا کیا اس پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کڑک کر بولیں شکر ہے اللہ کا جس نے ہمیں محمد مصطفیٰ کے نسب سے شرف بخشا اور قرآن ہمارے پاک کرنے کو بیان کیا۔ رسوا وہ ہوتا ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے۔

ابن زیاد نے غصہ میں آ کر کہا کہ اللہ نے مجھے تمہارے غیظ سے شفا دی۔ اور تمہارے سرکش کو ہلاک کیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا دل بھر آیا۔ رونے لگیں اور کہا کہ تو نے ہمارے سب چھوٹوں بڑوں کو قتل کر دیا۔ اگر یہی تیری شفا ہے تو شفا سمجھ لے۔

اس کے بعد ابن زیاد علی اصغر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوا۔ ان کا نام پوچھا بتلایا کہ علی نام ہے۔ اس نے کہا وہ تو قتل کر دیا گیا۔ علی اصغر رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ وہ میرے بڑے بھائی تھے۔ ان کا نام بھی علی تھا۔ ابن زیاد نے ان کو بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا تو علی اصغر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے بعد ان عورتوں کا کون کفیل ہو گا۔ ادھر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کی پھوپھی ان کو لپٹ گئیں اور کہنے لگیں۔ کہ اے ابن زیاد! کیا ابھی تک ہمارے خون سے تیری پیاس نہیں بجھی۔ میں تجھے خدا کی قسم دیتی ہوں اگر ان کو قتل کرے تو ہم کو بھی ان کے ساتھ قتل کر دے۔

علی اصغر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن زیاد! اگر تیرے اور ان عورتوں کے درمیان کوئی قرابت ہے تو ان کے ساتھ کسی صالح متقی مسلمان کو بھیجنا۔ جو اسلام کی تعلیم کے مطابق ان کی رفاقت کرے۔ یہ سن کر ابن زیاد نے کہا۔ اچھا اس لڑکے کو چھوڑ دو کہ خود اپنی عورتوں کے ساتھ جائے۔

اس کے ابن زیاد نے ایک نماز کے بعد خطبہ دیا جس میں حسین رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کیا۔ مجمع میں عبداللہ بن عفیف ازدی بھی تھے۔ کھڑے ہو گئے جو نابینا تھے اور ہمہ وقت مسجد میں رہتے تھے۔ کہا اے ابن زیاد تو کذاب بن کذاب ہے۔ تم انبیاء کی اولاد کو قتل کرتے ہو اور صدیقین کی سی باتیں بناتے ہو۔ ابن زیاد نے ان کو گرفتار کرنا چاہا تو ان کے قبیلہ کے لوگ چھڑانے کے لئے کھڑے ہو گئے اس لئے چھوڑ دیئے گئے۔

حضرت حسینؓ کے سر مبارک کو کوفہ کے بازاروں میں پھرایا گیا پھر یزید کے پاس شام بھیجا گیا

ابن زیاد کی شقاوت نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ حکم دیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو ایک لکڑی پر رکھ کر کوفہ کے بازاروں اور گلی کوچوں میں گھمایا جائے کہ سب لوگ دیکھ لیں۔ اس کے بعد اس کو اور دوسرے اصحاب کے سروں کو یزید کے پاس ملک شام بھیج دیا۔ اور اسی کے ساتھ عورتوں بچوں کو بھی روانہ کیا۔ یہ لوگ شام پہنچے تو انعام کے شوق میں حر بن قیس جوان کو لیکر گیا تھا فوراً یزید کے پاس پہنچا۔ یزید نے پوچھا کیا خبر ہے۔ اس نے میدان کربلا کے معرکہ کی تفصیل بتلا کر کہا کہ امیر المومنین کو بشارت ہو کہ مکمل فتح حاصل ہوئی۔ یہ سب مارے گئے اور ان کے سر عورتیں اور بچے حاضر ہیں۔

یہ حال سن کر یزید کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور کہا کہ میں تم سے اتنی ہی اطاعت چاہتا تھا کہ بغیر قتل کے گرفتار کر لو۔ اللہ تعالیٰ ابن سمیہ پر لعنت کرے۔ اس نے ان کو قتل کرادیا۔ خدا کی قسم اگر میں وہاں ہوتا تو میں معاف کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ حسین رضی اللہ عنہ پر رحم فرماوے یہ کہا اور اس شخص کو کوئی انعام نہیں دیا۔

سر مبارک جس وقت یزید کے سامنے رکھا گیا تو یزید کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے دانتوں پر چھڑی لگا کر حصین بن ہمام کے یہ اشعار پڑھے

الی قومنا ان ینصفونا فانصفت
خواصب فی ایماننا تقطر الدما
یخرقن ھا ما من رجا ل اعزة
علینا ولھم کانوا اعق و اظلما

"یعنی ہماری قوم نے ہمارے لئے انصاف نہ کیا تو ہماری خونچکاں تلواروں نے انصاف کیا۔ جنہوں نے ایسے مردوں کے سر پھاڑ دیئے جو ہم پر سخت تھے۔ اور وہ تعلقات قطع کرنے والے ظالم تھے"۔

ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ آپ نے کہا اے یزید تو اپنی چھڑی حسین رضی اللہ عنہ کے دانتوں پر لگاتا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے

کہ ان کو بوسہ دیتے تھے۔ اے یزید قیامت کے روز تو آئے گا۔ تو تیری شفاعت ابن زیاد ہی کرے گا۔ اور حسین رضی اللہ عنہ آئیں گے تو ان کے شفیع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ یہ کہہ کر ابو برزہ رضی اللہ عنہ مجلس سے نکل گئے۔

یزید کے گھر میں ماتم

جب یزید کی بیوی ہندہ بنت عبداللہ نے یہ خبر سنی کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل کردیئے گئے اور ان کا سر لایا گیا ہے اور کپڑا اوڑھ کر باہر نکل آئیں اور کہنے لگیں امیر المومنین کیا ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ خدا ابن زیاد کو ہلاک کرے اس نے جلدی کی اور قتل کرڈالا۔ ہندہ سن کر رو پڑی

یزید نے کہا کہ حسین رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تھا کہ میرا باپ یزید کے باپ سے اور میری ماں یزید کی ماں سے اور میرے دادا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید کے دادا سے بہتر ہیں۔ ان میں پہلی بات کہ میرا باپ بہتر رہے یا ان کا اس کا فیصلہ تو اللہ تعالیٰ کرے گا۔ وہ دونوں وہاں پہنچ چکے ہیں اللہ ہی جانتا ہے کہ اس نے کس کے حق میں فیصلہ کیا ہے۔

اور دوسری بات کہ ان کی والدہ میری ماں سے بہتر ہیں تو میں قسم کھاتا ہوں کہ بے شک صحیح ہے ان کی والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میری والدہ سے بہتر ہیں۔

رہی تیسری بات کے ان کے دادا میرے دادا سے بہتر ہیں سو یہ ایسی بات ہے کہ کوئی مسلمان جس کا اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ہے اس کے خلاف نہیں کہہ سکتا۔ ان کی یہ سب باتیں صحیح و درست تھیں مگر جو آفت آئی وہ ان کی سمجھ کی وجہ سے آئی۔ انہوں نے اس آیت پر غور نہیں کیا

قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ
مَنْ تَشَاءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ

اس کے بعد عورتیں، بچے یزید کے سامنے لائے گئے۔ اور سر مبارک اس مجلس میں رکھا ہوا تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی دونوں صاحبزادیاں فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سکینہ رضی اللہ عنہا پنجوں کے بل کھڑے ہو کر سر مبارک کو دیکھنا چاہتی تھیں۔ اور یزید ان کے سامنے کھڑا ہو کر چاہتا تھا کہ نہ دیکھیں۔ جب ان کی نظر اپنے والد ماجد کے سر پر پڑی تو بے ساختہ رونے کی آواز نکل گئی۔ ان کی آواز سن کر یزید کی عورتیں بھی چلا اٹھیں اور یزید کے محل میں ایک ماتم برپا ہوگیا۔

یزید کے دربار میں زینبؓ کی دلیرانہ گفتگو

ایک شامی شخص نے صاحبزادی کے متعلق ناشائستہ الفاظ کہے تو ان کی پھوپھی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہایت سختی سے کہا کہ نہ تو تجھے کوئی حق ہے نہ یزید کو اس پر۔ یزید برہم ہو کر کہنے لگا کہ مجھے سب اختیار حاصل ہے۔ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ واللہ جب تک تو ہماری ملت و مذہب سے نہ نکل جائے تجھے کوئی اختیار نہیں۔ یزید اس پر اور زیادہ برہم ہوا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے پھر تیزی سے جواب دیا، بالآخر خاموش ہوگیا۔

اہل بیت کی عورتیں یزید کی عورتوں کے پاس

اس کے بعد ان کو زنان خانہ میں اپنی عورتوں کے پاس بھیج دیا یزید کی عورتوں میں سے کوئی نہ رہی جس نے ان کے پاس آکر گریہ و بکاء اور ماتم نہ کیا ہو۔ اور جو زیورات وغیرہ ان سے لے لئے گئے تھے۔ ان سے زائد ان عورتوں نے ان کی خدمت میں پیش کئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سکینہ کہنے لگی کہ میں نے کوئی کافر یزید سے بہتر نہیں دیکھا۔

علیؓ بن حسینؓ یزید کے سامنے

اس کے بعد علی اصغر رضی اللہ عنہ ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں سامنے لائے گئے۔ انہوں نے سامنے آکر کہا کہ اگر ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح قید میں دیکھتے تو ہماری قید کھول دیتے۔ یزید نے کہا سچ ہے۔ اور قید کھول دینے کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد علی اصغرؓ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس طرح مجلس میں بیٹھا ہوا دیکھتے تو اپنے قریب بلا لیتے۔ یزید نے ان کو اپنے قریب بلا لیا۔ اور کہا کہ اے علی بن حسین رضی اللہ عنہما تمہارے والد نے ہی مجھ سے قطع رحمی کی اور میرے حق کو نہ پہچانا۔ اور میری سلطنت کے خلاف بغاوت کی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ معاملہ کیا۔ جو تم نے دیکھا۔ علی اصغرؓ نے قرآن کی آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے:

"یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "جو کوئی مصیبت تمہیں پہنچتی ہے زمین میں یا تمہاری جانوں پر سو وہ کتاب تقدیر میں لکھی ہوئی ہے زمین کے پیدا کرنے سے قبل اور یہ کام اللہ کے لئے آسان ہے (اور تمام کاموں کا تابع تقدیر ہوتا) اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ جو چیز تم سے فوت ہو جائے اس پر زیادہ غم نہ کرو۔ اور جو چیز مل جائے اس پر زیادہ خوش نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فخر کرنے والے متکبر کو پسند نہیں کرتا"۔

یزید یہ سن کر خاموش ہوگیا۔ پھر حکم دیا کہ ان کو اور ان کی عورتوں کو مستقل مکان میں رکھا جائے۔ اور یزید کوئی ناشتہ اور کھانا نہ کھاتا تھا جس میں علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو نہ بلاتا ہو۔ ایک روز ان کو بلایا تو ان کے ساتھ ان کے چھوٹے بھائی عمرو ابن الحسین رضی اللہ عنہ بھی آگئے۔ یزید نے عمرو بن الحسین رضی اللہ عنہ سے بطور مزاح کہا کہ تم اس لڑکے (یعنی اپنے لڑکے خالد) سے مقابلہ کرسکتے ہو۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں کرسکتا ہوں بشرطیکہ آپ ایک چھری ان کو دے دیں اور ایک مجھے۔ یزید نے کہا آخر سانپ کا بچہ سانپ ہی ہوتا ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ یزید شروع میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی تھا۔ اور ان کا سر مبارک لایا گیا تو خوشی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک (من وجہ) سب اعمال سے زیادہ پیارا عمل سرور کا داخل کرنا ہے مومن پر۔ (طبرانی)

جب یزید کی بدنامی سارے عالم اسلام میں پھیل گئی اور وہ سب مسلمانوں میں مبغوض ہو گیا تو بہت نادم ہوا اور کہنے لگا۔ کاش میں تکلیف اٹھالیتا۔ اور حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ اپنے گھر میں رکھتا اور ان کو اختیار دے دیتا کہ جو وہ چاہیں کریں۔ اگر چہ اس میں میرے اقتدار کو نقصان ہی پہنچتا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ان کا ان کی قرابت کا یہی حق تھا۔ اللہ تعالیٰ ابن مرجانہ پر لعنت کرے۔ اس نے مجبور کر کے قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے کہا تھا کہ مجھے یزید کے پاس جانے دو یا کسی سرحدی مقام پر پہنچا دو مگر اس نالائق نے قبول نہ کیا اور ان کو قتل کر کے ساری دنیا کے مسلمانوں میں مجھے مبغوض کر دیا ان کے دلوں میں میری عداوت کا بیج بو دیا کہ ہر نیک و بد مجھ سے بغض رکھنے لگا۔ اللہ اس ابن مرجانہ پر لعنت کرے۔

اہل بیت کی مدینہ کو واپسی

اس کے بعد جب یزید نے ارادہ کیا کہ اہل بیت اطہار کو مدینہ واپس بھیج دیں تو نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ ان کے لئے ان کے مناسب شان ضروریات سفر مہیا کریں اور ان کے ساتھ کسی امانت دار متقی آدمی کو بھیجے۔ اور اس کے ساتھ ایک حفاظتی دستہ فوج کا بھی بھیج دے جو ان کو مدینہ تک بحفاظت پہنچائے۔ اور علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو رخصت کرنے کے لئے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اللہ ابن مرجانہ پر لعنت کرے۔ بخدا اگر میں خود اس جگہ ہوتا تو حسین رضی اللہ عنہ جو کچھ کہتے میں قبول کر لیتا۔ اور جہاں تک ممکن ہوتا تو ان کو ہلاکت سے بچاتا۔ اگر چہ مجھے اپنی اولاد کو قربان کرنا پڑتا لیکن جو مقدر تھا وہ ہو گیا۔ صاحبزادے تمہیں کوئی ضرورت ہو مجھے خط لکھنا اور میں نے تمہارے ساتھ جانے والوں کو بھی یہ ہدایت کر دی ہے۔

تنبیہ: یزید کی یہ زود پشیمانی اور بقیہ اہل بیت کے ساتھ بظاہر اکرام کا معاملہ محض اپنی بدنامی کا داغ مٹانے کیلئے تھا۔ یا حقیقت میں کچھ خدا کا خوف اور آخرت کا خیال آ گیا۔ یہ تو علیم و خبیر ہی جانتا ہے۔ مگر یزید کے اعمال اور کارنامے اس کے بعد بھی سب سیہ کاریوں ہی سے لبریز ہیں۔ مرتے مرتے بھی مکہ مکرمہ پر چڑھائی کے لئے لشکر بھیجے ہیں۔ اسی حال میں مرا ہے۔ عاملہ اللہ بما ہو اہلہ (مؤلف)

اس کے بعد اہل بیت ان لوگوں کی حفاظت میں مدینہ کی طرف روانہ ہوئے ان لوگوں نے راستہ میں اہل بیت کی خدمت بڑی ہمدردی سے کی۔ رات کو ان کی سواریاں اپنے سامنے رکھتے تھے اور جب کسی منزل پر اترتے تو ان سے علیحدہ ہو جاتے اور چاروں طرف پہرہ دیتے تھے اور ہر وقت ان کی ضروریات کو دریافت کر کے پورا کرنے کا اہتمام رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ سب حضرات اطمینان کے ساتھ مدینہ پہنچ گئے۔

وطن پہنچ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی بہن زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ اس شخص نے ہم پر احسان کیا ہے کہ سفر میں راحت پہنچائی۔ ہمیں کچھ اس کو صلہ دینا چاہئے۔ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا اب ہمارے پاس اپنے زیور کے سوا تو کچھ ہے نہیں۔ دونوں نے اپنے زیوروں میں سے دو کنگن اور دو بازوبند سونے کے نکالے اور ان کے سامنے پیش کئے اور اپنی بے مائگی کا عذر پیش کیا۔ اس شخص نے کہا واللہ اگر میں نے یہ کام دنیا کے لئے کیا ہوتا تو میرے لئے یہ انعام بھی کم نہ تھا۔ لیکن میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ جو کہ قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے مجھ پر عائد ہوتا ہے۔

آپ کی زوجہ محترمہ کا غم وصدمہ اور انتقال

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ رباب بنت امری القیس بھی آپ کے ساتھ اسی سفر میں تھیں۔ اور شام بھیجی گئیں۔ پھر سب کے ساتھ مدینہ پہنچیں۔ تو باقی عمر اسی طرح گزار دی۔ کہ کبھی مکان کے سایہ میں نہ رہتی تھیں۔ کوئی کہتا کہ دوسری شادی کر لو تو جواب دیتی تھیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کسی کو اپنا خسر بنانے کے لئے تیار نہیں۔ بالآخر ایک سال بعد وفات ہو گئی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کے قتل کی خبریں مدینہ میں پہنچیں تو مدینہ میں کہرام تھا۔ مدینہ کے در و دیوار رو رہے تھے۔ اور جب خاندان اہل بیت کے یہ بقیہ نفوس مدینہ پہنچے تو مدینہ والوں کے زخم از سر نو تازہ ہو گئے۔

عبداللہ بن جعفر کو انکے دو بیٹوں کی تعزیت

جس وقت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ ان کے دو بیٹے بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہو گئے تو بہت لوگ ان کی تعزیت کو آئے۔ ایک شخص کی زبان سے نکل گیا کہ ہم پر یہ مصیبت حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے آئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اس کو جوتا پھینک کر مارا کہ کمبخت تو یہ کہتا ہے واللہ اگر میں وہاں ہوتا تو میں بھی ان کے ساتھ قتل کیا جاتا۔ واللہ آج میرے بیٹوں کا قتل ہی میرے لئے تسلی ہے۔ کہ اگر میں حسین رضی اللہ عنہ کی کوئی مدد نہ کر سکا تو میری اولاد نے یہ کام کر دیا۔

واقعہ شہادت کا اثر فضائے آسمانی پر

عام مؤرخین ابن اثیر وغیرہ نے لکھا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد دو تین مہینہ تک فضا کی یہ کیفیت رہی کہ جب آفتاب طلوع ہوتا اور دھوپ در و دیوار پر پڑتی تو سرخ ہوتی تھی۔ جیسے دیواروں کو خون لپیٹ دیا گیا ہو۔

شہادت کے وقت حضور کو خواب میں دیکھا گیا

بیہقی نے دلائل میں بسند روایت لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس

رضی اللہ عنہ نے ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ دوپہر کا وقت ہے اور آپ پراگندہ بال پریشان حال ہیں آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی ہے۔ جس میں خون ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اس میں کیا ہے۔ فرمایا! حسین رضی اللہ عنہ کا خون ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کروں گا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسی وقت لوگوں کو خبر دے دی کہ حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اس خواب سے چند روز کے بعد حضرت حسین کی شہادت کی اطلاع پہنچی اور حساب کیا گیا تو ٹھیک وہی دن اور وہی وقت آپ کی شہادت کا تھا۔

اور ترمذی نے سلمٰی سے روایت کیا ہے کہ وہ ایک روز ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں تو دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں۔ میں نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اسطرح دیکھا کہ آپ کے سر مبارک اور ڈاڑھی پر مٹی پڑی ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے۔ فرمایا کہ میں ابھی حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر موجود تھا۔

ابو نعیم نے دلائل میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر میں نے جنات کو روتے دیکھا ہے۔

حضرت حسینؓ کے بعض حالات وفضائل

آپ ہجرت کے چوتھے سال ۵ شعبان کو مدینہ طیبہ میں رونق افروز عالم ہوئے اور ۱۰ محرم ۶۱ھ میں بعمر ۵۵ سال شہید ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی تحنیک فرمائی یعنی کھجور چبا کر اس کا رس ان کے منہ میں ڈالا اور کان میں اذان دی اور ان کے لئے دعا فرمائی اور حسین رضی اللہ عنہ نام رکھا ساتویں روز عقیقہ کیا۔ آپ بچپن ہی سے شجاع ودلیر تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارہ میں فرمایا

''حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے یا اللہ جو حسین رضی اللہ عنہ کو محبوب رکھے تو اسے محبوب رکھ''۔

ابن حبان، ابن سعد، ابو یعلیٰ، ابن عساکر ائمہ حدیث نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے:

من سرہ ان ینظر الی رجل من اھل الجنتو فی لفظ سیدی شباب اھل الجنة فلینظر الی حسین بن علی

''جو چاہے کہ اہل جنت میں سے کسی کو دیکھے یا یہ فرمایا کہ نوجوان اہل جنت کے سردار کو دیکھے وہ حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے فرمایا وہ شوخ لڑکا کہاں ہے۔ یعنی حسین رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ آئے۔ آپ کی گود میں گر پڑے۔ اور آپ کی داڑھی میں انگلیاں ڈالنے لگے۔ آپ نے حسین رضی اللہ عنہ کے منہ پر بوسہ دیا اور فرمایا۔ یا اللہ میں حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ بھی اس سے محبت کریں اور اس شخص سے بھی جو حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرے۔

ایک روز ابن عمر رضی اللہ عنہما کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دیکھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سامنے سے آرہے ہیں۔ ان کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص اس زمانہ میں اہل آسمان کے نزدیک سارے اہل زمین سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نہایت سخی اور لوگوں کی امداد میں اپنی جان ومال پیش کرنے والے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے لئے کسی کی حاجت پوری کرنا میں اپنے ایک مہینہ کے اعتکاف سے بہتر سمجھتا ہوں۔

حضرت حسینؓ کی زریں نصیحت

فرمایا کہ لوگ اپنی حاجات تمہارے پاس لائیں تو ان سے ملول نہ ہو کیونکہ ان کے حوائج تمہاری طرف یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں اگر تم ان سے ملول وپریشان ہو گئے تو یہ نعمت مبدل بہ قہر ہو جائے گی۔ (یعنی تمہیں لوگوں کا محتاج کر دیا جائے گا کہ تم ان کے دروازوں پر جاؤ)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ ایک روز حرم مکہ میں حجر اسود کو پکڑے ہوئے یہ دعا کر رہے تھے۔

''یا اللہ آپ نے مجھ پر انعام فرمایا مجھے شکر گزار نہ پایا میری آزمائش کی تو مجھے صابر نہ پایا مگر اس پر بھی آپ نے نہ اپنی نعمت مجھ سے سلب کی اور نہ مصیبت کو مجھ پر قائم رہنے دیا۔ یا اللہ کریم سے تو کرم ہی ہوا کرتا ہے۔''

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ چلے گئے تھے اور ان کے ساتھ جہاد میں شریک رہے اور ان کی صحبت میں رہے۔ یہاں تک کہ وہ شہید کر دیئے گئے۔ اس کے بعد اپنے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ وہ امارت چھوڑ کر مدینہ چلے آئے تو آپ بھی ان کے ساتھ مدینہ میں آ گئے اور جب تک بیعت یزید کا فتنہ شروع نہیں ہوا مدینہ ہی میں مقیم رہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں آپ کے اہل بیت کے تینتیس حضرات شہید ہوئے۔ (اسعاف الراغبین)

قاتلان حسین کا عبرتناک انجام

چندیں اماں نداد کہ شب را سحر کند

جس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیاس سے مجبور ہو کر دریائے فرات پر پہنچے اور پانی پینا چاہتے تھے کہ کم بخت حصین بن نمیر نے تیر مارا جو آپ کے دہن مبارک پر لگا اس وقت آپ کی زبان سے بے ساختہ بددعا نکلی کہ:

''یا اللہ رسول اللہ کی بیٹی کے فرزند کے ساتھ جو کچھ کیا جا رہا ہے میں

اس کا شکوہ آپ ہی سے کرتا ہوں یا اللہ ان کو چن چن کر قتل کر ان کے ٹکڑے ٹکڑے فرما دے۔ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔"

اول تو ایسے مظلوم کی بددعا پھر سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبولیت میں کیا شبہ تھا دعا قبول ہوئی اور آخرت سے پہلے دنیا ہی میں ایک ایک کر کے بری طرح مارے گئے۔

امام زہری فرماتے ہیں کہ جو لوگ قتل حسین میں شریک تھے ان میں سے ایک بھی نہیں بچا جس کو آخرت سے پہلے دنیا میں سزا نہ ملی ہو۔کوئی قتل کیا گیا۔کسی کا چہرہ سخت سیاہ ہو گیا یا مسخ ہو گیا۔یا چند ہی روز میں ملک سلطنت چھن گئے اور ظاہر ہے کہ یہ ان کے اعمال کی اصلی سزا نہیں۔بلکہ اس کا ایک نمونہ ہے جو لوگوں کی عبرت کے لئے دنیا میں دکھا دیا گیا ہے۔

قاتل حسینؓ اندھا ہو گیا

سبط ابن جوزیؒ نے روایت کیا ہے کہ ایک بوڑھا آدمی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک تھا وہ دفعتاً نابینا ہو گیا تو لوگوں نے سبب پوچھا اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آستین چڑھائے ہوئے ہیں۔ہاتھ میں تلوار ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چمڑے کا وہ فرش ہے جس پر کسی کو قتل کیا جاتا ہے اور اس پر قاتلان حسین رضی اللہ عنہ میں سے دس آدمیوں کی لاشیں ذبح کی ہوئی پڑی ہیں۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ڈانٹا اور خون حسین رضی اللہ عنہ کی ایک سلائی میری آنکھوں میں لگا دی صبح اٹھا تو اندھا تھا۔(اسعاف)

منہ کالا ہو گیا

نیز ابن جوزی نے نقل کیا ہے کہ جس شخص نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا تھا اس کے بعد اسے دیکھا گیا کہ اس کا منہ کالا تارکول کی طرح ہو گیا ہے لوگوں نے پوچھا کہ تم سارے عرب میں خوش رو آدمی تھے تمہیں کیا ہوا۔اس نے کہا جس روز سے میں نے یہ سر گھوڑے کی گردن میں لٹکایا جب ذرا سوتا ہوں دو آدمی میرے بازو پکڑتے ہیں اور مجھے ایک دہکتی ہوئی آگ پر لے جاتے ہیں اور اسی حالت میں چند روز کے بعد مر گیا۔

آگ میں جل گیا

نیز ابن جوزی نے سدی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کی دعوت کی۔مجلس میں یہ ذکر چلا کہ حسینؓ کے قتل میں جو بھی شریک ہوا اس کو دنیا میں بھی جلد سزا مل گئی۔اس شخص نے کہا بالکل غلط ہے میں خود ان کے قتل میں شریک تھا میرا کچھ بھی نہیں بگڑا۔یہ شخص مجلس سے اٹھ کر گھر گیا جاتے ہی چراغ کی بتی درست کرتے ہوئے اس کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہیں جل بھن کر رہ گیا سدی کہتے ہیں کہ میں نے خود اس کو صبح دیکھا تو کوئلہ ہو چکا تھا۔

تیر مارنے والا پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر گیا

جس شخص نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے تیر مارا اور پانی نہیں پینے دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے ایسی پیاس مسلط کر دی کہ کسی طرح پیاس بجھتی نہ تھی پانی کتنا ہی پیا جائے پیاس سے تڑپتا رہتا تھا۔یہاں تک کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

ہلاکت یزید

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد یزید کو بھی ایک دن چین نصیب نہ ہوا۔تمام اسلامی ممالک میں خون شہداء کا مطالبہ اور بغاوتیں شروع ہو گئیں۔اس کی زندگی اس کے بعد دو سال آٹھ ماہ اور ایک روایت میں تین سال آٹھ ماہ سے زائد نہیں رہی دنیا میں بھی اس کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا اور اسی ذلت کے ساتھ ہلاک ہو گیا۔

کوفہ پر مختار کا تسلط اور تمام قاتلان حسینؓ کی عبرتناک ہلاکت

قاتلان حسین رضی اللہ عنہ پر طرح طرح کی آفات ارضی و سماوی کا ایک سلسلہ تو تھا ہی واقعہ شہادت سے پانچ ہی سال بعد ۶۶ھ میں مختار نے قاتلان حسین رضی اللہ عنہ سے قصاص لینے کا ارادہ ظاہر کیا۔تو عام مسلمان اس کے ساتھ ہو گئے اور تھوڑے عرصہ میں اس کو یہ قوت حاصل ہو گئی کہ کوفہ اور عراق پر اس کا تسلط ہو گیا۔اس نے اعلان عام کر دیا کہ قاتلان حسین کے سوا سب کو امن دیا جاتا ہے۔اور قاتلان حسینؓ کی تفتیش و تلاش پر پوری قوت خرچ کی اور ایک ایک کو گرفتار کر کے قتل کیا۔ایک روز میں دو سو اڑتالیس آدمی اس جرم میں قتل کئے گئے وہ قتل حسینؓ میں شریک تھے اس کے بعد خاص لوگوں کی تلاشی و گرفتاری شروع ہوئی۔

عمرو بن حجاج زبیدی پیاس اور گرمی میں بھاگا۔پیاس کی وجہ سے بیہوش ہو کر گر پڑا۔ذبح کر دیا گیا۔

شمر ذی الجوشن جو حضرت حسینؓ کے بارے میں سب سے زیادہ شقی اور سخت تھا اس کو قتل کر کے لاش کتوں کے سامنے ڈال دی گئی۔

عبداللہ بن اسید جہنی، مالک بن بشیر بدی، حمل بن مالک کا محاصرہ کر لیا گیا انہوں نے رحم کی درخواست کی مختار نے کہا ظالمو! تم نے سبط رسول پر رحم نہ کھایا تم پر کیسے رحم کیا جائے سب کو قتل کیا گیا اور مالک بن بشیر نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ٹوپی اٹھائی تھی اس کے دونوں ہاتھ دونوں پیر قطع کر کے میدان میں ڈال دیا تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

عثمان بن خالد اور بشیر بن شمیط نے مسلم بن عقیل کے قتل میں اعانت کی تھی ان کو قتل کر کے جلا دیا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مظلوم کی دعا قبول ہی ہوتی ہے۔اگر چہ وہ بدکار بھی ہو تو اس کی بدکاری کا وبال اس کی ذات پر ہے۔(فتح و عمدہ)

عمر بن سعد جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر لشکر کی کمان کر رہا تھا اس کو قتل کر کے اس کا سر مختار کے سامنے لایا گیا۔ اور مختار نے اس کے لڑکے حفص کو پہلے سے اپنے دربار میں بٹھار کھا تھا جب یہ سر مجلس میں آیا تو مختار نے حفص سے کہا کہ تو جانتا ہے کہ یہ سر کس کا ہے اس نے کہا ہاں اور اس کے بعد مجھے بھی اپنی زندگی پسند نہیں۔ اسکو بھی قتل کر دیا گیا۔ اور مختار نے کہا کہ عمر بن سعد کا قتل تو حسین رضی اللہ عنہ کے بدلہ میں ہے اور حفص کا قتل علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے بدلہ میں اور حقیقت یہ ہے کہ پھر بھی برابری نہیں ہوئی۔ اگر میں تین چوتھائی قریش کو بدلہ میں قتل کر دوں تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ایک انگلی کا بھی بدلہ نہیں ہو سکتا۔

حکیم بن طفیل جس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے تیر مارا تھا اس کا بدن تیروں سے چھلنی کر دیا گیا اسی میں ہلاک ہوا۔

زید بن رفاد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بھتیجے مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ کے تیر مارا۔ اس نے ہاتھ سے اپنی پیشانی چھپائی تیر پیشانی پر لگا اور ہاتھ پیشانی پر بندھ گیا۔ اول اس پر تیر اور پتھر برسائے گئے پھر زندہ جلا دیا گیا۔

سلام بن انس جس نے سر مبارک کاٹنے کا اقدام کیا تھا کوفہ سے بھاگ گیا۔ اس کا گھر منہدم کر دیا گیا۔

قاتلان حسین رضی اللہ عنہ کا یہ عبرت ناک انجام معلوم کر کے بے ساختہ یہ آیت زبان پر آتی ہے۔

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ.

عذاب ایسا ہی ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بڑا ہے۔ کاش وہ سمجھ لیتے۔

مرقع عبرت

عبدالملک بن عمیر لیثی کا بیان ہے کہ میں نے کوفہ کے قصر امارت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک عبداللہ بن زیاد کے سامنے ایک ڈھال پر رکھا ہوا دیکھا۔ پھر اسی قصر میں عبداللہ بن زیاد کا سر کٹا ہوا مختار کے سامنے دیکھا پھر اسی قصر میں مختار کا سر کٹا ہوا مصعب بن زبیر کے سامنے دیکھا۔ میں نے یہ واقعہ عبدالملک سے ذکر کیا تو اس قصر کو منحوس سمجھ کر یہاں سے منتقل ہو گیا۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو شاید اس فتنے کا علم ہو گیا تھا۔ وہ آخر عمر میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں ساٹھویں سال اور نو عمروں کی امارت سے۔ ہجرت کر کے ساٹھویں سال ہی یزید جیسے نو عمر کی خلافت کا قضیہ چلا اور یہ فتنہ پیش آیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

نتائج و عبرتیں

واقعہ شہادت کی تفصیل آپ نے سنی۔ اس میں ظلم و جور کے طوفان دیکھے۔ ظالموں اور ناخدا ترس لوگوں کا بڑھتا ہوا اقتدار نظر آیا۔ دیکھنے والوں نے یہ محسوس کیا کہ ظلم و جور اور فسق اور فجور ہی کامیاب ہے۔ مگر آنکھ کھلی تو معلوم ہو کہ یہ سب طلسم تھا۔ جو آنکھ جھپکنے میں ختم ہو گیا اور دیکھنے والوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ظلم و جور کو فلاح نہیں۔ ظالم، مظلوم سے زیادہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔

پند اشت ستم گر کہ ستم برما کرد
برگردن وے بماند و برما بگذشت

اور یہ کہ جن مظلوموں کو فنا کرنا چاہا تھا۔ وہ درحقیقت آج تک زندہ ہیں۔ اور قیامت تک زندہ رہیں گے۔ گھر گھر میں ان کا ذکر خیر ہے۔ اور صدیاں گذر گئیں۔ کروڑوں انسان ان کے نام پر مرتے ہیں اور ان کے نقش قدم کی پیروی کو پیغام حیات سمجھتے ہیں۔

اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ایک محسوس حقیقت ہو کر سامنے آ گئی کہ حق و باطل کے معرکہ میں آخری فتح و کامیابی حق کی ہوا کرتی ہے۔

اس میں عام لوگوں کے لئے اور بالخصوص ان لوگوں کے لئے جو حکومت و اقتدار کے نشہ میں مست ہو کر ظلم و عدل سے قطع نظر کر لیں۔ بڑی نشانیاں ہیں۔ فَاعْتَبِرُوْا يَا اُوْلِي الْاَبْصَارِ معرکہ حق و باطل میں کسی وقت حق کی آواز دب جائے۔ اہل حق شکست کھا جائیں تو یہ بات ناحق کے حق ہونے کے خلاف ہے۔ نہ باطل کے باطل ہونے کے منافی۔ دیکھنا انجام کار کا ہے کہ آخر میں حق پھر اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ کامیاب ہوتا ہے۔

اسوۂ حسینی

آخر میں پھر اس کلام کا اعادہ کرتا ہوں جو اس کتاب کے شروع میں لکھ چکا ہوں کہ حب اہل بیت اطہار جز و ایمان ہیں۔ ان پر وحشیانہ مظالم کی داستان بھلانے کے قابل نہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کی مظلومانہ اور درد انگیز شہادت کا واقعہ جس کے دل میں رنج و غم اور درد پیدا نہ کرے وہ مسلمان کیا انسان بھی نہیں۔ لیکن ان کی سچی اور حقیقی محبت و عظمت اور ان کے مصائب سے حقیقی تاثر یہ نہیں کہ سارے سال خوش و خرم پھریں کبھی ان کا خیال بھی نہ آئے اور صرف عشرہ محرم میں واقعہ شہادت سنکر رو لیں۔ یا ماتم برپا کر لیں یا بغیر یہ داری کا کھیل تماشہ بنائیں۔ سارے سال گرمی کی شدت کے زمانہ میں کسی کی پیاس کا خیال نہ آئے۔ اور محرم کی پہلی تاریخ کو اگرچہ سردی پڑ رہی ہو۔ کسی کو ٹھنڈے پانی کی ضرورت نہ ہو۔ شہدائے کربلا کے نام کی سبیل کا ڈھونگ بنایا جاتا ہے۔ بلکہ حقیقی ہمدردی اور محبت یہ ہے کہ جس مقصد عظیم کے لئے انہوں نے یہ قربانی پیش کی۔ ان کے اخلاق و اعمال کی پیروی کو سعادت دنیا و آخرت سمجھیں۔ وہ مقصد اگر آپ نے اس رسالہ اور اس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے

ارشادات اور خطبات کو بغور پڑھا ہے۔ تو اس کے متعین کرنے میں آپ کو کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ ملے گی۔ میں یاد دہانی کے لئے پھر آپ کے کچھ کلمات کا اعادہ کرتا ہوں۔

حضرت حسینؓ نے کس مقصد کے لئے قربانی پیش کی

اس رسالہ کے صفحہ ۲۶ پر آپ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا وہ خط پڑھا جو اہل بصرہ کے نام لکھا تھا۔ جس کے چند جملے یہ ہیں۔

''آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مٹ رہی ہے۔ اور بدعات پھیلائی جا رہی ہیں۔ میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرو اور اس کے احکام کی تنفیذ کے لئے کوشش کرو''۔ (کامل ابن اثیر ص ۹ ج ۴)

فرزدق شاعر کے جواب میں جو کلمات کوفہ کے راستہ میں آپ نے ارشاد فرمائے۔ اس کے چند جملے رسالہ ہذا کے صفحہ ۵۱ پر یہ ہیں۔

اگر تقدیر الٰہی ہماری مراد کے موافق ہوئی تو ہم اللہ کا شکر کریں گے اور ہم شکر ادا کرنے میں بھی اس کی اعانت طلب کرتے ہیں۔ کہ ادائے شکر کی توفیق دی اور اگر تقدیر الٰہی مراد میں حائل ہوگئی تو اس شخص کا کوئی قصور نہیں۔ جس کی نیت حق کی حمایت ہو اور جس کے دل میں خدا کا خوف ہو۔ (ابن اثیر)

صفحہ ۶۰ میں میدان جنگ کے خطبہ کے یہ الفاظ ذرا غور سے پڑھیئے۔ جس میں ظلم وجور کے مقابلہ کے لئے محض اللہ کے لئے کھڑے ہونے کا ذکر ہے۔

صفحہ ۴۶ پر میدان جنگ کا تیسرا خطبہ اور اس کے بعد کے حر بن یزید کے جواب میں ایک صحابی کے اشعار مکرر غور سے پڑھیئے۔ جس کے چند جملے یہ ہیں۔

''موت میں کسی جوان کے لئے عار نہیں۔ جبکہ اس کی نیت خیر اور مسلمان ہو کر جہاد کر رہا ہو''۔

صفحہ ۶۷ پر عین میدان کارزار میں صاحبزادہ علی اکبرؓ کی حضرت حسینؓ کا جواب سن کر یہ کہنا کہ ''ابا جان کیا ہم حق پر نہیں۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کی طرف سب بندگان خدا کا رجوع ہے۔ بلاشبہ ہم حق پر ہیں''۔ اس کو مکرر پڑھیئے۔

صفحہ ۴۷ پر اہل بیت کے سامنے آپ کے آخری ارشادات کے یہ جملے پھر پڑھیئے۔

میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ راحت میں بھی اور مصیبت میں بھی۔ یا اللہ میں آپ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہمیں شرافت نبوت سے نوازا اور ہمیں کان آنکھ اور دل دیئے جس سے ہم آپ کی آیات سمجھے۔ اور ہمیں آپ نے قرآن سکھایا اور دین کی سمجھ عطا فرمائی۔ ہمیں آپ اپنے شکر گزار بندوں میں داخل فرما لیجئے۔

ان خطبات اور کلمات کو سننے پڑھنے کے بعد بھی کیا کسی مسلمان کو یہ شبہ ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا یہ جہاد اور حیرت انگیز قربانی اپنی حکومت واقتدار کے لئے تھے۔ بڑے ظالم ہیں وہ لوگ جو اس مقدس ہستی کی عظیم الشان قربانی کو ان کی تصریحات کے خلاف بعض دنیوی عزت و اقتدار کی خاطر قرار دیتے ہیں۔ حقیقت وہی ہے جو شروع میں لکھ چکا ہوں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سارا جہاد صرف اس لئے تھا کہ:

☆ کتاب وسنت کے قانون کو صحیح طور پر رواج دیں۔

☆ اسلام کے نظام عدل کو از سر نو قائم کریں۔

☆ اسلام میں خلافت نبوت کی بجائے ملوکیت وآمریت کی بدعت کا مقابلہ کریں۔

☆ حق کے مقابلہ میں نہ زور وزر کی نمائش سے مرعوب ہوں اور نہ جان ومال اور اولاد کا خوف اس راستہ میں حائل ہو۔

ہر خوف وہراس اور مصیبت ومشقت میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھیں اور اسی پر ہر حال میں توکل واعتماد ہو۔ اور بڑی سے بڑی مصیبت میں بھی اس کے شکر گزار بندے ثابت ہوں۔

کوئی ہے جو جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مظلوم کربلا شہید جور وجفا کی اس پکار کو سنے اور ان کے مشن کو ان کے نقش قدم پر انجام دینے کیلئے تیار ہو۔ ان کے اخلاق حسنہ کی پیروی کو اپنی زندگی کا مقصد ٹھہرائے۔

یا اللہ، ہم سب کو اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واہل بیت اطہار کی محبت کاملہ اور اتباع کامل نصیب فرمائے۔

ایک تاریخی مکالمہ

اب میں آپ کے سامنے ایک مکالمہ پیش کرتا ہوں جس میں بیک وقت دو کردار ایک دوسرے سے جذبات میں بالکل مختلف، ایک کا نظریہ حیات کبر ونخوت، خود ستائی، اور نشہ اقتدار اور گھٹیا جذبات کے ذریعہ سرشاری، کامیابی اور سکون تلاش کرنا اور دوسرے کا نظریہ زندگی خدا شناسی، عزم کی پختگی، حق گوئی، کسی سے مرعوب ہوئے بغیر شریفانہ جذبات سے منور رہ کر کامیابی اور ابدی چین کا یقین۔ پہلے کردار کا نمونہ حجاج بن یوسف ہے۔ جس کا ظلم وستم دنیا میں مشہور ہے اگرچہ اس وقت کے بادشاہ بھی باوجود ظلم وستم کے دین اسلام کی اشاعت کا کام کرتے رہتے تھے۔ لیکن پھر بھی دیندار اور عادل بادشاہوں کے مقابلہ میں وہ بدترین شمار ہوتے تھے۔ اس وجہ سے لوگ حجاج سے بہت بیزار تھے۔ حجاج، مروان ابن عبدالملک کی طرف سے حاکم مقرر تھا۔ یہ وہی حجاج تھا جس نے محمد بن قاسم جرنیل کو سندھ کی فتح کرنے پر معمور کیا تھا۔ جن کے ذریعہ سے ہندوستان میں اسلام کی ابتدا ہوئی۔ دوسرے کردار کا نمونہ حضرت سعید بن جبیرؒ مشہور تابعی اور بڑے علماء میں سے ہیں۔ اس وقت کی حکومت اور بالخصوص حجاج

کو ان سے بغض و عداوت تھی۔ حضرت سعید نے حجاج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ شکست کے بعد سعید چھپ کر مکہ مکرمہ چلے گئے۔ مگر بعد میں گرفتار ہو کر حجاج کے سامنے پیش ہوئے۔ ذرا سوال و جواب غور سے پڑھیئے۔

حجاج: تیرا نام کیا ہے؟

سعید: میرا نام سعید ہے۔ (سعید کا ترجمہ نیک بخت ہے)

حجاج: کس کا بیٹا ہے؟

سعید: جبیر کا بیٹا ہوں (اور جبیر کے معنی اصلاح کی ہوئی چیز)

حجاج: نہیں تو شقی بن کسیر ہے (حجاج کو اچھے معنی ہونے والا نام پسند نہیں آیا اس لئے کہا، شقی کہتے ہیں بد بخت اور کسیر ٹوٹی ہوئی چیز کو کہتے ہیں)

سعید: میرا نام میری والدہ تجھ سے زیادہ جانتی تھیں۔

حجاج: تو بھی بد بخت تیری ماں بھی بد بخت۔

سعید: غیب کا جاننے والا تیرے سوا کوئی اور ہے۔ (یعنی علام الغیوب)

حجاج: دیکھ اب میں تجھے موت کے گھاٹ اتارتا ہوں۔

سعید: تو میری ماں نے میرا نام درست رکھا۔

حجاج: اب میں تجھے زندگی کے بدلے کیسا جہنم رسید کرتا ہوں۔

سعید: اگر میں یہ جانتا کہ یہ تیرے اختیار میں ہے۔ تو تجھ کو معبود بنا لیتا۔

حجاج: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے؟

سعید: وہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت کے نبی تھے اور اللہ کے رسول تھے۔ جو بہترین نصیحت کے ساتھ تمام دنیا کی طرف بھیجے گئے۔

حجاج: خلفاء کی نسبت تیرا کیا خیال ہے؟

سعید: میں ان کا محافظ نہیں ہوں۔ ہر شخص اپنے کئے کا ذمہ دار ہے۔

حجاج: میں ان کو برا کہتا ہوں یا اچھا؟

سعید: جس چیز کا مجھے علم نہیں میں اس میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ مجھے اپنا ہی حال معلوم ہے۔

حجاج: ان میں سب سے زیادہ پسندیدہ تیرے نزدیک کون ہے؟

سعید: جو سب سے زیادہ میرے مالک کو راضی کرنے والا تھا

حجاج: سب سے زیادہ راضی رکھنے والا کون تھا؟

سعید: اس کو وہی جانتا ہے جو دل کے بھیدوں اور چھپے ہوئے رازوں سے واقف ہے

حجاج: حضرت علی رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں یا دوزخ میں؟

سعید: اگر میں جنت میں جاؤں اور وہاں والوں کو دیکھ لوں تو بتلا سکتا ہوں

حجاج: میں قیامت میں کیسا آدمی ہوں گا؟

سعید: میں اس سے کم ہوں کہ غیب پر مطلع کیا جاؤں۔

حجاج: تو مجھ سے سچ بولنے کا ارادہ نہیں کرتا؟

سعید: میں نے جھوٹ بھی نہیں کہا

حجاج: تو کبھی ہنستا کیوں نہیں؟

سعید: کوئی بات ہنسنے کی دیکھتا نہیں۔ اور وہ شخص کیا ہنسے گا جو مٹی کا بنا ہوا اور قیامت میں اس کو جانا ہو اور دنیا کے فتنوں میں دن رات رہتا ہو۔

حجاج: میں تو ہنستا ہوں۔

سعید: اللہ نے ایسے ہی مختلف طریقوں میں ہم کو بنایا ہے۔

حجاج: میں تجھے قتل کرنے والا ہوں۔

سعید: میری موت کا سبب پیدا کرنے والا اپنے کام سے فارغ ہو چکا۔

حجاج: میں اللہ کے نزدیک تجھ سے زیادہ محبوب ہوں۔

سعید: اللہ پر کوئی بھی جرات نہیں کر سکتا جب تک اپنا مرتبہ معلوم نہ کرے اور غیب کی اللہ ہی کو خبر ہے

حجاج: میں کیوں نہیں جرات کر سکتا۔ حالانکہ میں جماعت کے بادشاہ کے ساتھ ہوں اور تو باغیوں کی جماعت کے ساتھ ہے۔

سعید: میں جماعت سے علیحدہ نہیں ہوں اور فتنہ کو خود ہی پسند نہیں کرتا اور جو تقدیر میں ہے اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔

حجاج: ہم جو امیر المومنین کے لئے جمع کرتے ہیں اس کو تو کیسا سمجھتا ہے۔

سعید: میں نہیں جانتا کہ کیا جمع کیا۔

حجاج: حجاج نے سونا چاندی کپڑے وغیرہ منگا کر اس کے سامنے رکھ دیئے۔

سعید: اچھی چیزیں ہیں۔ اگر اپنی شرط کے موافق ہوں۔

حجاج: شرط کیا ہے؟

سعید: یہ کہ تو ان سے ایسی چیزیں خریدے جو بڑے گھبراہٹ کے دن یعنی قیامت کے دن امن پیدا کرنے والی ہوں ورنہ ہر دودھ پلانے والی، دودھ پیتے کو بھول جائے گی۔ اور حمل گر جائیں گے اور آدمی کو اچھی چیز کے سوا کچھ بھی کام نہ دے گا۔

حجاج: ہم نے جو جمع کیا وہ اچھی چیز نہیں؟

سعید: تو نے جمع کیا تو ہی اس کی اچھائی کو سمجھ سکتا ہے۔

حجاج: کیا تو اس میں سے کوئی چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے؟

سعید: میں صرف اس چیز کو پسند کرتا ہوں جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرے۔

حجاج: تیرے لئے ہلاکت ہو۔

سعید: ہلاکت اس شخص کے لئے ہے جو جنت سے ہٹا کر جہنم میں

داخل کر دیا جائے۔

حجاج: (دق ہوکر) بتلا کہ میں تجھے کس طرح قتل کروں؟

سعید: جس طرح سے قتل ہونا اپنے لئے پسند ہو۔

حجاج: کیا تجھے معاف کر دوں؟

سعید: معافی اللہ کے یہاں کی معافی ہے۔ تیرا معاف کرنا کوئی چیز بھی نہیں۔

حجاج نے جلاد کو حکم دیا کہ اس کو قتل کر دو۔ سعید باہر لائے گئے اور ہنسے۔ (قارئین توجہ فرمائیں یہ ہیں اعلیٰ جذبات اور کردار کی وسعت، موت کے وقت ہنستے ہوئے شکست میں فتح حاصل کر لینا)

حجاج کو اس ہنسنے کی اطلاع دی گئی اس نے پھر بلایا اور پوچھا

حجاج: تو کیوں ہنسا؟

سعید: تیری اللہ پر جرات اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو تجھ پر ہے؟

حجاج: میں اس کو قتل کرتا ہوں جس نے مسلمانوں کی جماعت میں تفریق کی۔ پھر جلاد سے مخاطب ہوکر کہا میرے سامنے اس کی گردن اڑا دو۔

سعید: میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ نماز پڑھی اور قبلہ رخ ہوکر پڑھا اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ”میں نے اپنا منہ اس پاک ذات کی طرف پھیر لیا جس نے آسمان اور زمین بنائے اور میں سب طرف سے ہٹ کر ادھر متوجہ ہوا اور میں نہیں ہوں مشرکین سے)

حجاج: اس کا منہ قبلہ سے پھیر دو اور نصاریٰ کے قبلہ کی طرف کر دو کہ انہوں نے بھی اپنے دین میں تفریق کی اور اختلاف پیدا کیا چنانچہ فوراً پھیر دیا گیا۔

سعید: فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ الْکَافِیْ بِالسَّرَائِرِ ”یعنی جدھر تم پھیرو ادھر بھی خدا ہے۔ بھیدوں کا جاننے والا ہے“

حجاج: اوندھا ڈال دو (یعنی زمین کی طرف کر دو)

سعید: مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ وَ فِیْھَا نُعِیْدُکُمْ وَ مِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی ”ہم نے زمین ہی سے تجھ کو پیدا کیا اسی میں تم کو لوٹائیں گے اور اسی سے دوبارہ اٹھائیں گے“

حجاج: اس کو قتل کر دو۔

سعید: میں تجھ کو اس بات کا گواہ بناتا ہوں۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تو اس کو محفوظ رکھنا جب میں تجھے قیامت کے دن ملوں گا تو لے لوں گا۔ اس کے بعد وہ شہید کر دیئے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

انتقال کے بعد ان کے بدن سے بہت خون نکلا۔ جس سے حجاج کو بہت حیرت ہوئی۔ اپنے طبیب سے اس کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا کہ ان کا دل نہایت مطمئن تھا اور قتل کا ذرہ بھی خوف ان کے دل میں نہیں تھا اس لئے خون اپنی اصلی مقدار پر قائم رہا بخلاف اور لوگوں کے جن پر ذہنی دباؤ ہوتا ہے کہ خوف سے ان کا خون پہلے ہی خشک ہو جاتا ہے۔ (الامارت والسیاست)

کاروانِ جنت مع: صحابہ کرام اور ان پر تنقید

از علامہ محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ (تلمیذ رشید مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ)

اس کتاب میں ان جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مبارک تذکرہ کیا گیا ہے جنہیں لسان نبوت سے فرداً فرداً جنت کی بشارت سے نوازا گیا۔ علامہ موصوف کی کتاب ”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان پر تنقید؟“ بھی شامل کر دی گئی ہے۔ جو دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم پر نہایت جامع ہے۔ علاوہ ازیں شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کا جامع رسالہ ”تنقید اور حق تنقید“ بھی آخر میں شامل کر دیا گیا ہے۔ ان جدید اضافہ جات کیساتھ یہ کتاب ماشاءاللہ اپنے موضوع پر نہایت جامع ہوگئی ہے۔ رابطہ کیلئے 0322-6180738

باب ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عجیب تاریخی واقعات

از حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مزار پر

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مزار مبارک کی وجہ سے یہ پورا علاقہ ''اعظمیہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ اب تو یہ شہر کا خاصا بارونق علاقہ ہے۔ لیکن حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عہد مبارک میں یہ ایک قبرستان تھا۔ اور چونکہ خلیفہ کی کنیز ''خیزران'' یہاں دفن ہوئی تھی، اس لیے ''مقبرۃ الخزران'' کے نام سے مشہور تھا۔ خطیب نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مشہور راوی محمد اسحٰق بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔ لیکن اب دوسری قبریں تو بے نشان ہو چکی ہیں۔ اور ان کی جگہ آبادی نے لے لی ہے۔ البتہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا مزار ابھی باقی ہے اور اس کے قریب ایک شاندار مسجد جامع الامام ابی حنیفہ کے نام سے تعمیر کر دی گئی ہے۔

ہم مسجد کے دروازے پر پہنچے تو اذان مغرب کی دلکش صدا گونج رہی تھی۔ مزار پر حاضری سے پہلے مسجد میں مغرب کی نماز ادا کی۔ پھر شوق و ذوق کے جذبات دل میں لیے مزار پر حاضری ہوئی۔ ایسا محسوس ہوا کہ سرور و سکون اور نورانیت نے مجسم ہو کر اس مبارک مزار کے گرد ایک ہالہ بنا لیا ہے۔ سامنے وہ محبوب شخصیت آسودہ تھی جس کے ساتھ بچپن ہی سے تعلق خاطر کی کیفیت یہ رہی ہے کہ ان کا اسم گرامی آتے ہی دل میں عقیدت و محبت کی پھواریں پھوٹتی محسوس ہوتی ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس دور میں کوفہ میں پیدا ہوئے جب یہ شہر علم و فضل کا مرکز بنا ہوا تھا۔ اس کے چپہ چپہ پر بڑے بڑے محدثین اور فقہاء کے حلقہ ہائے درس آراستہ تھے۔ اور علم حدیث کا کوئی بھی طالب کوفہ کے علماء سے بے نیاز نہیں ہو سکتا تھا۔ حضرت امام صاحب کے والد ماجد کا نام ثابت تھا، اور ان کا انتقال امام صاحب کے بچپن ہی میں ہو گیا تھا۔ بلکہ ایک روایت یہ ہے کہ آپ کی والدہ نے بعد میں حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ سے نکاح کر لیا تھا، اور آپ ان کی آغوش تربیت میں پروان چڑھے۔ (حدائق الحنفیہ ص ۳۰۱ بحوالہ مفتاح السعادہ)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مزار ہمیشہ مرجع خاص و عام رہا۔ بلکہ خطیب بغدادی اپنی پسند سے امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول روایت کیا ہے کہ:

حضرت امام صاحب کے مزار پر بیٹھ کر ایسا سرور و سکون محسوس ہوا جیسے کوئی بچہ ماں کی آغوش میں پہنچ کر سکون محسوس کرتا ہے۔ دل چاہتا تھا کہ یہ کیفیت طویل سے طویل تر ہوتی چلی جائے، لیکن کافی دیر ہو چکی تھی اٹھے بغیر چارہ نہیں تھا۔ بادل نخواستہ یہاں سے رخصت ہوئے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب ہی دو مزارات اور ہیں ان میں ایک حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اور دوسرے صاحب مزار کا نام حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ لکھا ہوا ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ مشہور جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ یہ قبیلہ بنو عبس سے تعلق رکھتے تھے اور اپنے وطن ہی میں اپنے والد ماجد کے ساتھ اسلام لے آئے تھے۔ جن کا اصل نام ''حسل'' تھا اور لقب ''یمان''۔ اسلام لانے کے بعد یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہوئے اتفاق سے یہ ٹھیک وہ وقت تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کی تیاری فرما رہے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے کے لیے ابوجہل کا لشکر مکہ مکرمہ سے روانہ ہو چکا تھا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور ان کے والد کی راستہ میں ابوجہل کے لشکر سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ انہوں نے دونوں کو گرفتار کر لیا اور کہا کہ تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا رہے ہو، انہوں نے جواب دیا کہ ''ہم تو مدینہ جا رہے ہیں''۔ اس پر ابوجہل کے لشکر والوں نے ان سے کہا کہ ہم تمہیں اس وقت تک آزاد نہیں کریں گے جب تک تم ہمارے ساتھ یہ معاہدہ نہ کرو کہ صرف مدینہ جاؤ گے، لیکن ہمارے خلاف جنگ میں ان کا ساتھ نہیں دو گے۔ مجبوراً ان حضرات نے معاہدہ کر لیا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا واقعہ ذکر کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آنے والے فتنوں کے بارے میں بہت کچھ بتا رکھا تھا اور بہت سے منافقین کی نشاندہی بھی فرما رکھی تھی۔ اسی لیے آپ کو ''صاحب السر'' (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا راز دار) کہا جاتا ہے۔ حد یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو قسم دے کر پوچھا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی لعنت کی اللہ کے غضب کی اور اللہ کی آگ کی بددعا کسی کو نہ دیا کرو'' (بیہقی)

کہ ”میرا نام تو منافقین کی فہرست میں شامل نہیں“۔ حضرت حذیفہ ؓ نے انکار فرمایا۔ (کنز العمال ص ۳۴۴، ج ۱۳) 16

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی آپ مسلسل مصروف جہاد رہے۔ دینور کا علاقہ آپ ہی کے مبارک ہاتھوں سے فتح ہوا۔ ایران اور اعراق کی فتوحات میں آپ نے غیر معمولی خدمات انجام دیں۔ کسریٰ کے دربار میں آپ ہی نے وہ ولولہ انگیز تقریر فرمائی جس نے کسریٰ کے ایوان میں زلزلہ برپا کر دیا۔

ایران کی فتح کے بعد حضرت عمر ؓ نے آپ کو مدائن کا عامل (گورنر) مقرر فرما دیا تھا۔ آپ کسریٰ کے دارالحکومت کے گورنر بن کر پہنچے تو اس شان سے کہ ایک دراز گوش پر سوار تھے، جس کے پالان کے ساتھ تھوڑا ساز ادراہ رکھا ہوا تھا۔ اہل مدائن نے آپ کا استقبال کیا اور پیش کش کی کہ ہم آپ کی ہر خواہش پوری کرنے کے لیے تیار ہیں۔ آپ نے جواب دیا

طَعَامًا اٰکُلُہٗ وَعَلَفَ حِمَارِیْ ھٰذَا مِنْ تِبْنٍ ”بس میرے لیے یہ کافی ہے کہ مجھے اپنے کھانے کے لیے کھانا مل جائے اور میرے اس دراز گوش کا چارہ“

عرصہ دراز تک حضرت حذیفہ ؓ اسی سادگی کے ساتھ مدائن کے گورنر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ ایک مرتبہ یہاں سے مدینہ طیبہ گئے تو حضرت عمر ؓ پہلے سے راستے میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ مقصد یہ تھا کہ اگر مدائن سے کچھ مال و دولت لے کر آئے ہوں تو پتہ چل جائے۔ لیکن دیکھا کہ وہ جس حال میں گئے تھے اسی حال میں واپس آ گئے۔ حضرت عمر ؓ نے یہ دیکھ کر انہیں گلے سے لگا لیا۔

حضرت عبداللہ بن جابر ؓ

انہی کے برابر میں دوسرے مزار پر صاحب مزار کا نام عبداللہ بن جابر ؓ لکھا ہوا ہے۔ آپ کے بارے میں احقر کو پوری تحقیق نہ ہو سکی کہ کون بزرگ ہیں؟ جہاں تک حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کا تعلق ہے وہ مشہور انصاری صحابی ہیں۔ لیکن ان کا قیام مدینہ طیبہ میں ہی رہا اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔ (الاصابہ ص ۲۱۴ ج ۱)

عبداللہ بن جابر ؓ نام کے دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر کتابوں میں ملتا ہے۔ ایک عبداللہ بن جابر الانصاری البیاضی ؓ اور دوسرے عبداللہ بن جابر العبدی ؓ۔ لیکن دونوں بزرگوں کے نہ حالات دستیاب ہیں اور نہ یہ معلوم ہے کہ انہوں نے کہاں وفات پائی، (ملاحظہ ہو الاصابہ ص ۲۷۷، ج ۲) لہٰذا ایک احتمال تو یہ ہے کہ صاحب مزاران میں سے کوئی بزرگ ہوں۔

دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ آپ ؓ مشہور صحابی حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کے صاحب زادے ہوں اور مدائن میں آ کر مقیم ہو گئے ہوں۔ لیکن معمولی جستجو سے احقر کو حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کے صاحبزادوں کا کوئی تذکرہ نہیں مل سکا۔ جس سے اس احتمال کی تصدیق یا تکذیب ہو سکے۔

بہرکیف! اس علاقے میں مشہور یہی ہے کہ یہ صحابہ میں سے ہیں۔

ایک عجیب ایمان افروز واقعہ

یہ ۱۹۲۹ء کا واقعہ ہے اس وقت عراق میں بادشاہت تھی۔ حضرت حذیفہ بن یمان ؓ اور حضرت عبداللہ بن جابر ؓ کی قبریں اس وقت یہاں جامع مسجد سلمان ؓ کے احاطہ میں نہیں تھیں۔ بلکہ یہاں سے کافی فاصلے پر دریائے دجلہ اور مسجد سلمان کے درمیان کسی جگہ واقع تھیں۔

۱۹۲۹ء میں بادشاہ وقت نے خواب میں دیکھا کہ حضرت حذیفہ بن یمان ؓ اور حضرت عبداللہ بن جابر ؓ اس سے فرما رہے ہیں کہ ہماری قبروں میں پانی آ رہا ہے۔ اس کا مناسب انتظام کرو۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ دریائے دجلہ اور قبروں کے درمیان کسی جگہ کھدائی کر کے دیکھا جائے کہ دجلہ کا پانی اندرونی طور پر قبروں کی طرف رس رہا ہے یا نہیں۔ کھدائی کی گئی۔ لیکن پانی رسنے کے کوئی آثار نظر نہیں آئے۔ چنانچہ بادشاہ نے اس بات کو ایک خواب سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔

لیکن اس کے بعد پھر... غالباً ایک سے زیادہ مرتبہ .... وہی خواب دکھائی دیا۔ جس سے بادشاہ کو بڑی تشویش ہوئی۔ اور اس نے علماء کو جمع کر کے ان کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا۔ ایسا یاد پڑتا ہے کہ اس وقت عراق کے کسی عالم نے بھی بیان کیا۔ کہ انہوں نے بھی بعینہ یہی خواب دیکھا ہے۔ اسوقت مشورے اور بحث وتمحیص کے بعد رائے یہ قرار پائی۔ کہ دونوں بزرگوں کی قبر مبارک کو کھول کر دیکھا جائے اور اگر پانی وغیرہ آ رہا ہو تو ان کے جسموں کو منتقل کیا جائے۔ اس وقت کے علماء نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا۔

چونکہ قرون اولیٰ کے دو عظیم بزرگوں اور صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبروں کو کھولنے کا یہ واقعہ تاریخ میں پہلا واقعہ تھا۔ اس لیے حکومت عراق نے اس کا بڑا زبردست اہتمام کیا۔ اس کے لیے ایک تاریخ مقرر کی تا کہ لوگ اس عمل میں شریک ہو سکیں۔ اتفاق سے وہ تاریخ ایام حج کے قریب تھی۔ جب اس ارادے کی اطلاع حجاز میں پہنچی۔ تو وہاں حج پر آئے ہوئے لوگوں نے حکومت عراق سے درخواست کی کہ اس تاریخ کو قدرے مؤخر کر دیا جائے۔ تا کہ حج سے فارغ ہو کر جو لوگ عراق آنا چاہیں وہ آ سکیں۔ چنانچہ حکومت عراق نے حج کے بعد ایک تاریخ مقرر کر دی۔

کہا جاتا ہے کہ مقررہ تاریخ پر نہ صرف اندرون عراق بلکہ بیرون ملکوں سے بھی خلقت کا اس قدر اژدھام ہوا کہ حکومت نے سب کو یہ عمل دکھانے کے لیے بڑی بڑی سکرینیں دور تک فٹ کیں تا کہ جو لوگ براہ راست قبروں کے پاس یہ عمل نہ دیکھ سکیں۔ وہ ان سکرینوں پر اس کا عکس دیکھ لیں۔

اس طرح یہ مبارک قبریں کھولی گئیں اور ہزار ہا افراد کے سمندر نے یہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنا مکان آسمان کی طرف اٹھا اور خدا سے فراخی کا سوال کر۔ (الاتحاف)

حیرت انگیز منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ تقریباً تیرہ صدیاں گزرنے کے باوجود دونوں بزرگوں کی نعش ہائے مبارک صحیح وسالم اور ترو تازہ تھیں۔ بلکہ ایک غیر مسلم ماہر امراض چشم وہاں موجود تھا۔ اس نے نعش مبارک کو دیکھ کر بتایا کہ ان کی آنکھوں میں ابھی تک وہ چمک موجود ہے۔ جو کسی مردے کی آنکھوں میں انتقال کے کچھ دیر بعد بھی موجود نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ وہ شخص یہ منظر دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔

نعش مبارک کو منتقل کرنے کے لیے پہلے سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے قریب جگہ تیار کر لی گئی تھی۔ وہاں تک لے جانے کے لیے نعش مبارک کو جنازے پر رکھا گیا۔ اس میں لمبے لمبے بانس باندھے گئے۔ اور ہزار ہا افراد کو کندھا دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور اس طرح اب ان دونوں بزرگوں کی قبریں محفوظ جگہ پر بنی ہوئی ہیں۔

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب انصاری مدظلہم کا بیان ہے کہ ۱۹۳۹ء کا واقعہ مجھے یاد ہے۔ اس زمانے میں اخبارات کے اندر اس کا بڑا چرچا ہوا تھا۔ اور اس وقت ہندوستان سے ایک ادبی گھرانے کا جوڑا عراق گیا ہوا تھا۔ ان دونوں میاں بیوی نے یہ واقعہ بچشم خود دیکھا اور غالباً بیوی نے اپنے اس سفر کی روداد ایک سفرنامے میں تحریر کی جو کتابی شکل میں شائع ہوا اور اس کی ایک کاپی مولانا مدظلہم کے پاس محفوظ ہے۔

اس سفرنامے میں یہ بھی مذکور ہے کہ اس وقت کسی غیر ملکی فرم کے ذریعے اس پورے عمل کی عکس بندی بھی کی گئی تھی۔ اور بہت سے غیر مسلم بھی یہ واقعہ خاص طور سے دیکھنے آئے تھے۔ وہ اس اثر انگیز منظر سے نہ صرف متاثر ہوئے بلکہ بہت سے لوگوں نے اس منظر کو دیکھ کر اسلام قبول کیا۔

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ اور اپنی دین کی حقانیت کے ایسے معجزے کبھی کبھی دکھلاتے ہیں۔

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ

ہم ان کو آفاق میں بھی اور خود ان کے وجود میں بھی اپنی نشانیاں دکھائیں گے، تا کہ ان پر یہ بات واضح ہو جائے کہ یہی (دین) حق ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگر عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی کے صاحبزادے ہیں تو یہ عجیب وغریب اتفاق ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ان کے دادا کے ساتھ بھی بعینہ اسی طرح کا واقعہ پیش آ چکا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد کے سب سے پہلے شہید تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن فرمایا تھا۔ اس وقت مسلمانوں کی تنگدستی کا یہ عالم تھا کہ شہداء کے لیے کفن تک میسر نہ تھے۔ اس لیے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ایک چادر میں کفن دیا گیا جس میں چہرہ تو چھپ گیا لیکن پاؤں کھلے رہے۔ جن پر گھاس ڈالی گئی۔ اتفاق سے یہ قبر نشیب میں واقع تھی۔ چالیس سال بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہاں سیلاب آ گیا اور وہاں سے ایک نہر بھی نکالنی تھی۔ اس موقع پر قبر کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کھولا گیا تو دونوں بزرگوں کے اجسام بالکل صحیح وسالم اور تروتازہ تھے۔ بلکہ ایک روایت یہ ہے کہ ان کے چہرے پر جو زخم تھا۔ ان کا ہاتھ اس زخم پر رکھا ہوا تھا۔ لوگوں نے ہاتھ وہاں سے ہٹایا تو تازہ خون بہنے لگا پھر ہاتھ دوبارہ وہاں رکھا تو خون بند ہو گیا۔ (طبقات ابن سعد ص ۵۶۲ و ۵۶۳، ج ۳)

دار الامارة

دونوں مزارات پر حاضری کے بعد ہم جامع کوفہ سے باہر نکلے۔ مسجد کی مغربی دیوار کے ساتھ ایک گلی قبلے (جنوب) کی طرف گئی ہے۔ یہاں سے گزر کر جب مسجد کے جنوبی سرے پر پہنچے تو دیوار قبلہ کے ساتھ ساتھ ایک قلعہ نما عمارت کے کھنڈر نظر آئے۔ یہ کوفہ کا دار الامارة تھا۔ پہلی صدی ہجری میں سیاسی اکھاڑ پچھاڑ کا اکھاڑہ، مختصر سے عرصے میں نہ جانے یہاں کتنے گورنر آئے اور گئے اور اہل کوفہ نے کسی کو ٹکنے نہ دیا۔

کوفہ چونکہ متنوع قبائل کا شہر تھا اور یہاں ہر طرح کے لوگ آ کر بس گئے تھے۔ خاص طور پر سیاسی خلفشار کے بہت سے سرگروہ یہاں آباد تھے۔ اس لیے انہوں نے کسی گورنر کو زیادہ عرصہ چلنے ہی نہ دیا۔ حد تو یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی پر جو عشرہ مبشرہ میں سے ہونے کے علاوہ عراق کے فاتح اور کوفہ کے بانی بھی تھے یہ الزام لگا دیا کہ وہ نماز اچھی طرح نہیں پڑھاتے۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں بھی کوفہ کے انتشار پسندوں کا بڑا ہاتھ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اگرچہ یہ لوگ اظہار عقیدت ومحبت کرتے تھے لیکن ان کو بھی سارے زمانہ خلافت میں عملاً پریشان ہی رکھا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلانے والے بھی یہی لوگ تھے، اور پھر انہیں بے یارومددگار چھوڑ کر سانحہ کربلا کا سبب بھی یہی بنے۔

اس دار الامارة میں کتنے گورنر آئے اور مارے گئے اس کا عبرت ناک واقعہ عبدالملک بن عمیر لیثی نے بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان اس دار الامارة میں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں نے اس امارت میں سب سے پہلے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر عبیداللہ بن زیاد کے سامنے ایک ڈھال پر رکھا ہوا دیکھا پھر اسی قصر میں عبیداللہ بن زیاد کا کٹا ہوا سر مختار بن عبید ثقفی کے سامنے دیکھا۔ پھر اسی قصر میں مختار کا کٹا ہوا سر مصعب بن عمیر کے سامنے دیکھا۔ پھر اسی جگہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جلدی قبول ہونے والی دعا غائب کی غائب کیلئے دعا ہے۔ (طبرانی)

مصعب بن عمیر کا کٹا ہوا سر آپ کے سامنے دیکھا...... عبدالملک پر یہ سن کر خوف ساطاری ہو گیا اور وہ یہاں سے منتقل ہو گئے۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مکان

کوفہ کے دارالامارۃ کے دائیں جانب ایک قدیم طرز کا پختہ مکان ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مکان تھا۔ یہ بات یہاں اتنی معروف ہے کہ یہ جگہ زیارت گاہ خاص وعام بنی ہوئی ہے۔ لیکن اپنے محدود مطالعے میں احقر کو کوئی تاریخی دلیل ایسی نہیں مل سکی جس کی بنا پر یقین سے کہا جاسکے کہ یہ مکان واقعی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کا تھا۔ کوفہ کے حالات میں احقر کو کہیں اس کا ذکر نہیں مل سکا۔ لیکن اہل کوفہ میں یہ بات جس قدر مشہور ہے کہ اس کے پیش نظر یہ کچھ بعید بھی نہیں ہے کہ یہ واقعہ درست ہو۔

یہ ایک چھوٹا سا مکان ہے جس کا دروازہ شمال کی طرف کھلتا ہے اور دروازے میں داخل ہوتے ہی ایک مختصر سا صحن ہے جس کی مشرقی دیوار کے دونوں کونوں میں دو چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی اقامت گاہ تھی۔ مکان کا اصل حصہ مغرب کی طرف ہے۔ یہاں ایک چھوٹی سی سرنگ نما راہداری ہے جو ایک چھوٹے سے دالان نما کمرے پر ختم ہوتی ہے۔ جس میں ایک کنواں بھی ہے۔ دالان کی جنوبی دیوار میں ایک دروازہ ہے جو ایک بڑے کمرے میں کھلتا ہے۔ مشہور ہے کہ یہ کمرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اقامت گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ اس کے جنوب مغربی کونے میں ایک چھوٹا سا آتشدان بھی بنا ہوا ہے۔

مکان کی چھتیں خاصی نیچی ہیں اور انداز تعمیر قدیم ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مکان شروع سے اپنے اصل نقشے پر چلا آتا ہے۔ یعنی اس کو بار بار تعمیر کیا جاتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی دیواریں اب سیمنٹ کی بنی ہوئی ہیں لیکن نقشہ وہی رکھا گیا ہے۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اصحاب کہف کے غار میں

چنانچہ صبح آٹھ بجے کے قریب ہم ملک افضل صاحب کی رہنمائی میں پہلے اصحاب کہف کے مقام کی طرف روانہ ہوئے۔ اس مسئلے میں علماء اور محققین کی آراء بہت مختلف رہی ہیں۔ کہ اصحاب کہف کا وہ غار جس میں وہ تین سو سال سے زیادہ سوتے رہے۔ کس جگہ واقع ہے؟ بعض حضرات نے اس کی جگہ ترکی کے شہر افسس میں بتائی ہے۔ بعض نے اندلس کے ایک غار کو اصحاب کہف کا غار قرار دیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ اردن میں واقع ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ شام میں ہے اور بعض کا خیال ہے کہ وہ یمن میں ہے۔ لیکن اردن کے ایک محقق محمد تیسیر ظبیان صاحب جو وہاں کے رسالے ''الشریعۃ'' کے ایڈیٹر تھے۔ ۱۹۷۶ء میں پاکستان تشریف لائے تو حضرت والد ماجد قدس سرہ سے ملاقات کے لیے دارالعلوم بھی تشریف لائے۔ اس وقت انہوں نے بڑے جزم اور وثوق کے ساتھ بتایا کہ یہ غار حال ہی میں عمان کے قریب ایک پہاڑ پر دریافت ہو گیا ہے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ میں نے اس کی تحقیق کے لیے ایک مقالہ بھی لکھا ہے جو دلائل و قرائن اس وقت انہوں نے ذکر کیے ان کے پیش نظر یہ بات بہت قرین قیاس معلوم ہوتی تھی کہ غالباً اصحاب کہف کا یہ غار وہی ہوگا۔

اس وقت سے اس مقام کو دیکھنے کی خواہش تھی۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دس سال بعد آج پوری ہوئی۔ تیسیر ظبیان صاحب کا تو اب انتقال ہو چکا ہے۔ لیکن وہ اپنی تحقیق کے نتائج ایک مفصل کتاب میں محفوظ کر گئے ہیں۔

''اصحاب کہف'' کا واقعہ قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے، اور اسی واقعہ کی وجہ سے قرآن کریم کی ایک پوری سورت کا نام ''سورۂ کہف'' ہے۔ ''کہف'' عربی زبان میں غار کو کہتے ہیں۔ اور واقعہ یہ ہوا تھا کہ ایک بت پرست بادشاہ کے زمانے میں کچھ نوجوان دین وتوحید پر ایمان لے آئے تھے اور شرک وبت پرستی سے بیزار تھے۔ بت پرست بادشاہ اور اس کے کارندوں نے ان پر ظلم وستم توڑنے شروع کئے لہٰذا یہ لوگ بستی سے فرار ہو کر ایک غار میں مقیم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر گہری نیند مسلط فرمادی اور یہ سالوں تک پڑے سوتے رہے غار کا محل وقوع ایسا تھا کہ سورج کی روشنی اور ہوا تو بقدر ضرورت اندر پہنچتی تھی لیکن دھوپ کسی وقت اندر نہیں آتی تھی۔ کئی سال گزرنے کے بعد بت پرست بادشاہ کی حکومت ختم ہو گئی اور اس کی جگہ ایک موحد اور صحیح العقیدہ نیک بادشاہ برسراقتدار آ گیا۔ اس کے زمانے میں یہ لوگ اپنی نیند سے بیدار ہوئے۔ بھوک لگی ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنے میں سے ایک ساتھی کو سکے دے کر شہر بھیجا اور یہ تاکید کی کہ خفیہ طریقے پر جا کر کوئی حلال کھانا خرید لائے۔ وہ لوگ یہی سمجھ رہے تھے کہ ابھی تک اسی بت پرست بادشاہ کا زمانہ ہے، اسی لیے خطرہ تھا کہ اگر ان لوگوں کا اتا پتا انہیں معلوم ہو گیا تو وہ ظلم وستم میں کسر اٹھا نہ رکھیں گے۔

چنانچہ یہ صاحب چھپتے چھپاتے بستی میں پہنچے اور ایک نانبائی کی دکان سے کھانا خریدنا چاہا، لیکن جب سکہ اس کے حوالے کیا تو وہ بہت پرانے زمانے کا تھا۔ جس سے سارا راز کھل گیا۔ انہیں یہ معلوم ہو کر اطمینان ہوا کہ حکومت بدل چکی ہے۔ شدہ شدہ بادشاہ وقت کو بھی اطلاع پہنچی اور ان صاحب نے اپنے ساتھیوں کو بھی نئے حالات کی اطلاع دے دی۔

قرآن کریم نے اجمالی طور پر مذکورہ بالا واقعہ بیان کرنے کے بعد یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس دور کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ان نیک بندوں کی قدردانی کے طور پر ان کے اوپر ایک مسجد بھی تعمیر کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔

قرآن کریم نے اپنے عام اسلوب کے مطابق اس واقعہ کی تاریخی اور جغرافیائی تفصیلات بیان نہیں فرمائیں کہ یہ واقعہ کس دور میں اور کہاں پیش آیا؟ چنانچہ تاریخی روایات کی بنیاد پر مفسرین اور مؤرخین نے اس سلسلے میں مختلف آراء ظاہر کی ہیں۔ زیادہ تر محققین کا رجحان یہ ہے کہ یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عروج آسمانی کے کچھ عرصہ بعد ہی، یعنی پہلی سے تیسری صدی عیسوی تک کا ہے۔ اس وقت اس علاقے پر نبطی بت پرست بادشاہ کی حکمرانی تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ دین عیسوی جو فلسطین کے علاقے میں ظاہر ہوا تھا اس کے اثرات یہاں تک پہنچ رہے تھے۔ انہی کی بناء پر یہ نوجوان اس دین کے حلقہ بگوش ہوئے۔ پھر جس زمانے میں یہ سعید روحیں غار میں محو خواب تھیں اس دور میں رفتہ رفتہ دین عیسوی کے پیروکار اس علاقے کو نبطی حکمرانوں سے آزاد کرا کر اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور یہاں کے باشندوں نے بھی دین عیسوی قبول کر لیا۔

پھر جب نیند سے بیدار ہونے کے بعد ان حضرات کو بدلے ہوئے حالات معلوم ہوئے۔ تو اگرچہ انہیں دین برحق کی نشر واشاعت سے خوشی ہوئی۔ لیکن انہوں نے اپنے لیے یہی پسند کیا کہ دنیا کے ہنگاموں سے الگ اسی غار میں اپنی باقی زندگی گزار دیں۔ لوگوں نے اصرار بھی کیا کہ وہ اب شہر میں آ جائیں۔ لیکن وہ آمادہ نہ ہوئے اور اپنی باقی زندگی اسی غار میں گزار دی۔ بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب بادشاہ وقت ان کا حال معلوم کر کے ان کی زیارت کے لیے غار میں پہنچا تو ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ لیکن دوسری روایات ان کی وفات کے بارے میں خاموش ہیں۔

تاہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت تفسیر ابن جریر رضی اللہ عنہ میں مروی ہے جس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اصحاب کہف کا غار ایلہ (خلیج عقبہ) کے قریب (یعنی اردن میں) واقع ہے۔ اس روایت اور متعدد دوسرے قرائن کی بنیاد پر آخر دور کے بہت سے محققین نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ کہ یہ غار اردن میں واقع ہے۔ حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی نے قصص القرآن میں اس موضوع پر بہت مفصل بحث کی ہے۔ اور متعلقہ تاریخی اور جغرافیائی شواہد کی روشنی میں اسی کو درست قرار دیا ہے کہ یہ غار اردن میں ہے۔ حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ نے بھی ارض القرآن میں اردن کے قدیم شہر پٹرا کو رقیم قرار دیا ہے۔ والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے بھی تفسیر معارف القرآن میں مفصل بحث کے بعد اسی طرف رجحان ظاہر فرمایا ہے کہ یہ غار اردن میں ہے۔ اور مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی رائے بھی یہی تھی۔

ان تمام حضرات کی تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ اردن کے مشہور تاریخی شہر پٹرا کا اصل نام رقیم تھا۔ جسے رومی حکومت نے بدل کر پٹرا کر دیا اور یہ غار اسی کے قریب کہیں واقع تھا۔

لیکن ۱۹۵۳ء میں اردن کے محقق تیسیر ظبیان صاحب کو کسی طرح پتہ چلا کہ عمان کے قریب ایک پہاڑ پر ایسا غار واقع ہے جس میں کچھ قبریں اور مردہ ڈھانچے موجود ہیں۔ اور اس غار کے اوپر ایک مسجد بھی بنی ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ اس غار کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ یہ جگہ عام راستے سے ہٹ کر واقع تھی۔ اسی لیے کئی کلومیٹر دشوار گزار راستہ طے کر کے وہ اس غار کے دھانے پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔

تیسیر ظبیان صاحب کے الفاظ ہیں

''ہم ایک اندھیرے غار کے سامنے کھڑے تھے جو ایک دور افتادہ جگہ اور ایک چٹیل پہاڑ پر واقع تھا۔ غار میں اس قدر اندھیرا تھا کہ ہمارا اندر داخل ہونا مشکل ہو گیا۔ ایک چرواہے نے ہمیں بتایا کہ غار کے اندر کچھ قبریں ہیں اور ان میں بوسیدہ ہڈیاں پڑی ہیں۔ غار کا دروازہ جنوب کی سمت تھا اور اس کے دونوں کناروں پر دو ستون تھے جو چٹان کو کھود کر بنائے گئے تھے۔ میری نظر اچانک ان ستونوں پر بنائے ہوئے نقوش پر پڑی تو اس پر بیزنطی نقوش نظر آ رہے تھے۔ غار کو ہر طرح سے پتھروں کے ڈھیروں اور ملبے نے چھپایا ہوا تھا۔ اور یہاں سے تقریباً سو میٹر کے فاصلے پر ایک بستی تھی جس کا نام ''رجیب'' تھا۔

اس نئے دریافت شدہ غار کے اندر جو سکے پڑے ہوئے ملے ہیں ان میں سے کچھ لڑاجان کے زمانے کے ہیں۔ (موقع اصحاب الکہف ص ۳۵)

جس سے اس خیال کو بہت تقویت ملتی ہے کہ یہی اصحاب کہف کا غار ہے۔ قرآن کریم نے اصحاب کہف کو

اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ (غار اور رقیم والے)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں بادشاہ روم کے پاس ایلچی بنا کر بھیجا تو وہ راستے میں شام وحجاز کے راستے پر ایک پہاڑ سے گزرے جس کا نام جبل الرقیم تھا اس میں ایک غار بھی تھا جس میں کچھ ڈھانچے تھے اور وہ بوسیدہ بھی نہیں ہوئے تھے۔ نیز تفسیر قرطبی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں بھی مروی ہے کہ وہ اس غار سے گذرے تھے اور اسے اصحاب کہف کا غار قرار دیا تھا۔ فتوح الشام میں واقدی نے بھی حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کا ایک طویل قصہ لکھا ہے کہ وہ شام کی طرف جہاد کے لیے روانہ ہوئے اور راستہ بھول گئے۔ بالآخر بھٹکتے بھٹکتے جبل الرقیم کے پاس پہنچے تو اسے دیکھ کر پہچان گئے۔ اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ یہ اصحاب کہف کا غار ہے۔ چنانچہ وہاں نماز پڑھ کر عمان شہر میں داخل ہوئے۔ (موقع اصحاب الکہف ص ۴۶ و ۴۷ و ۱۰۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین دعا لا الہ الا اللہ ہے۔ (الاتحاف)

یہ غار عمان شہر سے سات کلومیٹر جنوب میں واقع ہے اور اردن کی مرکزی شاہراہ جو عقبہ سے عمان تک گئی ہے۔اس سے اس کا فاصلہ تین کلومیٹر ہے۔ہم تقریباً ۹ بجے صبح یہاں پہنچے۔اب کاروں کے لیے پہاڑ کے اوپر تک جانے کے لیے راستہ بنا دیا گیا ہے۔کار سے اتر کا تھوڑا سا اوپر چڑھے تو ایک کشادہ صحن سا ہے۔جس میں قدیم طرز تعمیر کے کچھ ستون وغیرہ بنے ہوئے ہیں۔اس صحن کو عبور کر کے غار کا دھانہ ہے۔دھانہ کے فرش پر ایک خاصی چوڑے پتھر کی بنی ہوئی ایک چوکھٹ سی ہے۔اس سے غار کے اندر اترنے کے لیے تقریباً دو سیڑھیاں نیچے جانا پڑتا ہے۔یہاں آ کر یہ غار تین حصوں میں تقسیم ہو گیا ہے۔ایک حصہ دھانے سے سیدھا شمال تک گیا ہے۔دوسرا دائیں ہاتھ مشرق کی طرف مڑ گیا ہے۔اور تیسرا بائیں ہاتھ مغرب کی طرف۔مشرقی اور مغربی حصوں میں آٹھ تابوت نما قبریں بنی ہوئی ہیں۔مشرقی حصے کی ایک قبر میں ایک چھوٹا سا سوراخ بھی ہے۔اس سوراخ میں جھانک کر دیکھیں تو ایک انسانی ڈھانچہ صاف نظر آتا ہے۔اگر اندھیرا ہو تو غار کا مجاور موم بتی جلا کر اندر کا منظر دکھا دیتا ہے۔

لیکن غار کا جو حصہ جنوب سے شمال کی طرف سیدھا گیا ہے۔وہ تقریباً سپاٹ ہے۔اور اسی کے بارے میں تیسیر ظبیان کا خیال یہ ہے کہ یہی وہ "فجوہ" ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔جب ۱۹۶۱ء میں غار کی صفائی اور کھدائی کا کام شروع ہوا تو رفیق الدجانی کہتے ہیں کہ غار کی اسی درمیانی جگہ میں ایک جانور کا جبڑا پڑا ہوا ملا۔جس میں ایک نوکیلا دانت اور چار داڑھیں محفوظ تھیں۔تیسیر ظبیان صاحب کا خیال ہے کہ یہ اصحاب کہف کے کتے کا جبڑا تھا۔اس کے علاوہ اسی جگہ پر رومی، اسلامی، اور عثمانی دور کے بہت سے سکے ٹھیکری کے برتن، کوڑیوں کے ہار، پیتل کے کنگن اور انگوٹھیاں بھی پڑی ہوئی ملی تھیں۔اب یہ ساری چیزیں ایک الماری میں جمع کر کے غار کی شمالی دیوار میں محفوظ کر دی گئی ہیں۔جو ہم نے بھی دیکھیں۔

غار کے مشرقی حصے میں ایک اوپر کو بلند ہوتی ہوئی چھوٹی سی سرنگ ہے۔جو دھواں نکالنے والی چمنی کی شکل میں ہے۔یہ سرنگ غار کی چھت پر جو مسجد بنی ہوئی ہے اس میں جا کر نکلی ہے۔لیکن جب یہ غار دریافت ہوا، اس وقت اس سرنگ کے بالائی دھانے پر ایک پتھر رکھا ہوا ملا تھا۔اتفاق سے سلطان صلاح الدین ایوبی کے لشکر کے ایک جرنیل اسامہ بن منقذ نے اپنی کتاب "الاعتبار" میں بھی ذکر کیا ہے۔کہ میں تیس شہسواروں کے ساتھ اس غار میں گیا۔اور وہاں نماز پڑھی۔لیکن وہاں ایک تنگ سرنگ تھی اس میں داخل نہیں ہوا۔تیسیر ظبیان کا خیال ہے کہ یہ وہی تنگ سرنگ ہے۔(موقع اصحاب الکہف،ص ۴۹)

غار کو جب صاف کر کے دیکھا گیا تو اس کی دیواروں پر خط کوفی اور خط یونانی میں کچھ عبارتیں لکھی ہوئی تھیں، جواب پڑھی نہیں جاتیں۔

غار سے باہر نکلے تو سامنے کے صحن میں ایک گول دائرہ بنا نظر آیا۔مجاور نے بتایا کہ غار کی دریافت کے وقت یہاں ایک زیتون کے درخت کا تنا برآمد ہوا تھا۔رفیق الدجانی صاحب نے لکھا ہے کہ زیتون کا یہ درخت بدوی دور کا ہے۔اور اس کے قریب ایک مسقف قبر بھی تھی۔اور جب ہم نے پہلے پہل یہاں کھدائی اور صفائی شروع کی تو آس پاس کے معمر لوگوں نے بتایا کہ زیتون کا یہ درخت بیس سال پہلے تک تروتازہ تھا اور ہم اس کا پھل بھی کھایا کرتے تھے۔

غار کے ٹھیک اوپر ایک قدیم مسجد کی دیواریں ایک محراب سمیت چند فٹ تک ابھری ہوئی نظر آتی ہیں۔جب شروع میں تیسیر ظبیان اور رفیق دجانی صاحب یہاں پہنچے تھے، اس وقت یہ مسجد نظر نہیں آتی تھی۔کھدائی اور صفائی کے بعد مسجد برآمد ہوئی۔یہ مسجد دس میٹر لمبی اور دس میٹر چوڑی ہے۔اور کھدائی کے دوران اس کے بیچ میں چار گول ستون برآمد ہوئے۔جو رومی طرز کے ہیں۔یہاں سے رومی بادشاہ جسٹنن کے عہد (۵۱۷ء۔۵۲۷ء) کے کچھ پیتل کے سکے بھی کھدائی کے دوران برآمد ہوئے، ڈیڑھ میٹر کے برابر ایک چھوٹا سا کمرہ بھی نکلا جس کی چھت کو شاید اذان کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔اسی کے قریب کچھ مٹی کے لوٹے بھی پائے گئے جو وضو میں استعمال ہوتے ہوں گے۔یہیں سے ایک کتبہ بھی برآمد ہوا جس کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ احمد بن طولون کے بیٹے خمارویہ کے زمانے (۸۹۵ء عیسوی) میں اس مسجد کی مرمت کی گئی تھی۔

بہرکیف! عہد حاضر کی اس عظیم قرآنی دریافت کی زیارت زندگی کے یادگار ترین تجربات میں سے ایک تھی۔اصحاب کہف کا واقعہ دیدہ بینا کے لیے عبرتوں کے بے شمار پہلو رکھتا ہے۔

نجف میں

کوفہ کے بعد نجف کے لیے روانگی ہوئی۔اب تو کوفہ اور نجف کے درمیان کئی کلومیٹر کا فاصلہ ہے اور درمیان میں خاصا طویل جنگل پڑتا ہے جس میں کوئی آبادی نہیں ہے۔لیکن کوفہ کے عہد عروج میں کوفے کی آبادی نجف تک تقریباً مسلسل تھی۔اور جس جگہ کو اب نجف کہا جاتا ہے اسے قدیم دور میں "ظہر الکوفہ" یا "ظاہر الکوفہ" (کوفہ کا پچھواڑہ) کہا جاتا ہے۔یہاں ربض اور نجف کے نام سے دو چشمے تھے جن سے آس پاس کے نخلستان سیراب ہوتے تھے۔اور چونکہ خطرہ یہ تھا کہ ان چشموں کا پانی قریبی قبرستان اور آبادی کو نقصان پہنچائے گا۔اس لیے اس علاقے کی زمین کو اس طرح ڈھلوان بنایا گیا تھا کہ اس کی اونچائی کوفہ کی سمت رہے تاکہ پانی کا بہاؤ ادھر کا رخ نہ کرے۔(مراصد الاطلاع للبغدادی ص ۱۳۶۰، ج ۳)

رفتہ رفتہ یہاں آبادی بڑھتی رہی اور کوفہ کی آبادی سمٹتے سمٹتے جامع کوفہ کے آس پاس رہ گئی اور اس طرح یہ پورا علاقہ اس چشمہ کے نام پر

''نجف'' کہلانے لگا جو ایک مستقل شہر بن گیا۔

آج کل نجف میں شیعہ صاحبان کی ایک بڑی درسگاہ ہے اور ان کے مراجع میں سے ایک اہم مرجع آقائے خوئی کا قیام بھی یہیں ہے۔ بلکہ نجف شہر میں داخل ہونے کے بعد ہمارے رہنما نے ہمیں وہ مکان بھی دکھایا جس میں ایرانی انقلاب کے رہنما خمینی سالہا سال عراقی حکومت کے سرکاری مہمان کی حیثیت سے مقیم رہے۔

نجف کی مختلف سڑکوں سے گزر کر ہم اس شاندار سنہری عمارت کے پاس پہنچے جس کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اس مقام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مدفون ہونا تاریخی اعتبار سے خاصا مشکوک ہے۔ اگرچہ اب یہ بات تواتر کے ساتھ مشہور ہو چکی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مزار یہی ہے۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام تدفین کے بارے میں تاریخی روایات اس قدر مختلف اور متضاد ہیں۔

جبل المقطم

سلطان صلاح الدین کا یہ قلعہ جس پہاڑی پر واقعہ ہے وہ ایک پہاڑ کا ٹکڑا ہے جسے جبل المقطم کہا جاتا ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقدس پہاڑ ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے دامن میں عبادت کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ بعض تاریخی روایات میں حضرت لیث بن سعد سے یہ بھی مذکور ہے کہ جب حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص نے یہ علاقہ فتح کیا تو مصر کے سابق بادشاہ مقوقس نے یہ پہاڑ ستر ہزار دینار میں خریدنے کی پیشکش کی اور وجہ یہ بتائی کہ ہماری کتابوں میں اس پہاڑ کے بڑے فضائل مذکور ہیں اور یہ لکھا ہے کہ اس پہاڑ پر جنت کے درخت اگیں گے۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص نے بذریعہ خط حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''مسلمان جنت کے درخت کے زیادہ حقدار ہیں۔ اس لیے یہاں مسلمانوں کا قبرستان بنا دو'' چنانچہ اسے قبرستان بنا دیا گیا۔ لیکن یہ روایت اسناد کے اعتبار سے مضبوط نہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے مزار پر

ان تمام مقامات سے ہوتے ہوئے بالآخر ہم امام شافعیؒ کے مزار پر پہنچے۔ یہ پورا محلہ حضرت امام ہی کے نام پر ''حارۃ الشافعی'' کہلاتا ہے اور یہاں حضرت امام شافعیؒ کے مزار پر بڑی شاندار عمارت بنی ہوئی ہے۔ جس کے ساتھ ایک بڑی مسجد بھی ہے۔ ہم نے نماز مغرب اسی مسجد میں ادا کی اور اس کے بعد مزار پر حاضر ہوئے۔ ہم جیسے طالب علموں کو دن رات حضرت امام شافعیؒ کے اقوال اور آپ کی فقہی آراء سے جس قدر واسطہ رہتا ہے اس کی بناء پر آپ سے عقیدت و محبت اور تعلق خاطر ایک طبعی امر ہے۔ عرصہ سے آپ کے مزار مبارک پر حاضری کا اشتیاق بھی تھا۔ جو بحمد للہ آج پورا ہوا۔ مزار کے مواجہہ میں کچھ دیر بیٹھ کر سرور و سکون کا ایک عجیب عالم رہا یہ اس فقیہ امت کا مزار تھا جس کی رہنمائی اور ہدایت سے کروڑوں مسلمان فیض یاب ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ جن کی فقہ نے حنفی فقہ کے بعد دنیا میں سب سے زیادہ رواج پایا اور جن کے مقلدین چار دانگ عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔

حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ کے مزار پر

مسجد امام شافعیؒ کے احاطے ہی میں امام شافعیؒ کے مزار سے ذرا ہٹ کر حضرت لیث بن سعد کا مزار واقع ہے۔ حضرت لیث بن سعد بھی اونچے درجے کے ائمہ مجتہدین میں سے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے بارے میں امام شافعی کا قول یہ ہے کہ

اللیث افقه من مالک ، الا ان اصحابه لم یقوموا به

لیث بن سعد امام مالک سے زیادہ بڑے فقیہ ہیں۔ البتہ ان کے شاگردوں نے (ان کی فقہ کو محفوظ رکھنے کا) اہتمام نہیں کیا۔

روایت حدیث میں بھی امام تھے اور قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ ان کے کسی شاگرد نے ان سے کہا کہ ہم بسا اوقات آپ کی زبان سے ایسی احادیث سنتے ہیں جو آپ کی کتابوں میں موجود نہیں ہیں۔ اس پر حضرت لیث بن سعد نے فرمایا کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں نے اپنے سینے کی تمام حدیثیں اپنی کتابوں میں لکھ لی ہیں؟ واقعہ یہ ہے کہ جتنی احادیث میرے سینے میں محفوظ ہیں اگر میں وہ سب لکھنا چاہوں تو یہ سواری ان لکھی ہوئی کتابوں کے لیے کافی نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے علم و فضل کے ساتھ مال و دولت سے بھی نوازا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی آمدنی بیس ہزار سے پچیس ہزار دینار سالانہ تک تھی لیکن فیاضی، سخاوت اور اللہ کے رستے میں خرچ کرنے کا عالم یہ تھا کہ ساری عمر کبھی ان پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی۔ بلکہ ان کے صاحب زادے فرماتے ہیں کہ سال کے آخر میں بعض اوقات مقروض ہو جاتے تھے۔

حضرت یوشع علیہ السلام کے مزار پر

عمان شہر سے نکلنے کے بعد ہم سب سے پہلے ایک انتہائی خوبصورت وادی سے ہوتے ہوئے ایک پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے جو اس علاقے میں سب سے بلند چوٹی نظر آتی تھی۔ اور وہاں سے دور تک پھیلی ہوئی سبز پوش وادیاں بڑی خوبصورت معلوم ہو رہی تھیں۔ پہاڑ کے ایک کنارے پر ایک خوبصورت مسجد بنی ہوئی تھی۔ ملک افضل صاحب نے بتایا کہ حضرت یوشع علیہ السلام کا مزار اسی مسجد کے ایک کمرے میں واقع ہے۔ ہم مسجد میں داخل ہوئے تو اس کے ایک کمرے میں ایک نہایت طویل قبر بنی ہوئی تھی۔ اس کی لمبائی بارہ سے پندرہ گز کے درمیان ہوگی۔ اس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ حضرت یوشع علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔

حضرت یوشع علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خادم خاص تھے ان کا اسم

گرامی تو اگرچہ قرآن کریم میں مذکور نہیں ہے لیکن ان کا نام لیے بغیر ان کے متعدد واقعات قرآن پاک میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ مثلاً جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو عمالقہ سے جہاد کرنے پر آمادہ کرنا چاہا اور پوری قوم نے انتہائی سرکشی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس دعوت کو رد کر دیا۔ تو حضرت یوشع علیہ السلام پہلے شخص تھے جنہوں نے بنی اسرائیل کو ہمت دلانے کی کوشش کی۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا جو واقعہ سورۃ کہف میں بیان ہوا ہے اس میں جو نوجوان حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے ایک صحیح حدیث کے مطابق یہی حضرت یوشع علیہ السلام تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کو نبوت عطا فرمائی گئی اور بنی اسرائیل کی سربراہی بھی انہی کو عطا ہوئی اور فلسطین کے عمالقہ سے جہاد کا جو مشن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں تشنہ تکمیل رہ گیا تھا وہ آپ ہی کے ہاتھوں پورا ہوا۔ آپ نے بنی اسرائیل کو لے کر فلسطین پر قابض جابر و ظالم قوم عمالقہ سے جہاد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطاء فرمائی اور آپ پوری ارض مقدس پر قابض ہو گئے۔ قرآن کریم نے اس واقعہ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔

وادی شعیب میں

اسی وادی میں حضرت شعیب علیہ السلام کا مزار ہے۔

جس جگہ یہ مزار مبارک واقع ہے وہ آجکل ایک فوجی مرکز کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔ اور ممنوعہ علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔ لیکن ملک افضل صاحب خصوصی طور پر اجازت لیکر ہمیں اندر لے گئے۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد ہم دائیں جانب مڑے تو ایک چھوٹی سی مسجد نظر آئی۔ اس مسجد کے اندر حضرت شعیب علیہ السلام کا مزار ہے۔ یہاں حاضر ہو کر سلام عرض کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ قبر کی لمبائی یہاں بھی حضرت یوشع علیہ السلام کے مزار کی طرح غیر معمولی تھی۔

یہاں مقامی طور پر یہ مشہور ہے کہ جس جگہ حضرت شعیب علیہ السلام کا مزار واقع ہے یہ مدین ہی کا علاقہ ہے۔ بلکہ جب ہم حضرت شعیب علیہ السلام کے مزار سے باہر نکلے تو ملک افضل صاحب نے ایک چھوٹا سا کنواں دکھایا۔ جو من کے بغیر تھا اور اس پر ایک لوہے کا ڈھکن اس طرح ڈھکا ہوا تھا کہ وہ اوپر سے ایک گٹر معلوم ہوتا تھا۔ ملک صاحب نے بتایا کہ یہاں یہ مشہور ہے کہ یہ مدین کا وہی کنواں ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں وَ لَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ کے نام سے آیا ہے۔ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پہنچے تھے تو حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں پانی بھرنا چاہ رہی تھیں اور ہجوم کی وجہ سے بھر نہیں سکتی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو پانی بھر دیا اور یہیں سے حضرت شعیب علیہ السلام کے خاندان کے ساتھ ان کے تعارف کی ابتداء ہوئی۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

حضرت ابو عبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن کی ذات گرامی اس دور کے تمام اعلیٰ فضائل و مناقب کا مجموعہ تھی۔ آپ سابقین اولین میں سے ہیں۔ اور اس وقت اسلام لے آئے تھے جب مسلمانوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی تھی۔ آپ ان دس خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے اور جن کو خود سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دی۔ آپکا شمار ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں بھی ہے جنہیں دو مرتبہ ہجرت کی سعادت نصیب ہوئی۔ پہلی بار آپ رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اور دوسری بار مدینہ منورہ کی طرف۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں ہمیشہ نہ صرف شامل رہے۔ بلکہ ہر موقعہ پر اپنی جانبازی، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اطاعت و اتباع کے انمٹ نقش قائم فرمائے۔

غزوہ بدر کے موقع پر ان کے والد کفار مکہ کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کے لیے آئے تھے۔ اور جنگ کے دوران اپنے بیٹے (حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ) کو نہ صرف تلاش کرتے تھے بلکہ اس فکر میں رہتے تھے کہ کسی طرح ان سے آمنا سامنا ہو جائے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اگرچہ اپنے والد کے کفر سے بیزار تھے۔ لیکن یہ پسند نہ کرتے تھے کہ ان پر اپنے ہاتھ سے تلوار اٹھانی پڑے۔ اس لیے وہ جب کبھی سامنے آکر مقابلہ کرنا چاہتے تو یہ کترا جاتے۔ لیکن باپ نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور آخر انہیں مقابلہ کرنا ہی پڑا۔ اور جب مقابلہ سر پر آ ہی گیا تو اللہ تعالیٰ سے جو رشتہ قائم تھا۔ اس کی راہ میں حائل ہونے والا ہر رشتہ ٹوٹ چکا تھا۔ باپ بیٹے کے درمیان تلوار چلی اور ایمان کفر پر غالب آ گیا۔ باپ بیٹے کے ہاتھوں قتل ہو چکا تھا۔

غزوہ احد کے موقع پر جب کفار کے ناگہانی حملے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مغفر کے دو حلقے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک میں اندر گھس گئے تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دانتوں سے پکڑ کر نکالا۔ یہاں تک کہ اس کشمکش میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کے دو دانت گر گئے۔ دانت گر جانے سے چہرے کی خوشنمائی میں فرق آ جانا چاہئے تھا لیکن دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ ان کے دانتوں کے گرنے سے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے حسن میں کمی آنے کے بجائے اور اضافہ ہو گیا۔ لوگ کہتے تھے کہ کوئی شخص جس کے سامنے کے دانت گرے ہوئے ہوں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سب سے زیادہ محبوب کون تھے؟“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ”ابوبکر رضی اللہ عنہ“ پوچھا گیا کہ ”ان کے بعد کون؟“ فرمایا ”عمر رضی اللہ عنہ“ پھر پوچھا گیا کہ ”ان کے بعد کون؟“ اس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا: ”ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ“

جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ شام کے گورنر تھے، تو اسی زمانے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کے دورے پر تشریف لائے۔ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ ”مجھے اپنے گھر لے چلیئے“

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ”آپ میرے گھر میں کیا کریں گے؟ وہاں آپ کو شاید میری حالت پر آنکھیں نچوڑنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہو؟“

لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصرار فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر لے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے تو وہاں کوئی سامان ہی نظر نہ آیا۔ گھر ہر قسم کے سامان سے خالی تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

”آپ کا سامان کہاں ہے؟ یہاں تو بس ایک نمدہ، ایک پیالہ، ایک مشکیزہ نظر آ رہا ہے۔ آپ امیر شام ہیں آپ کے پاس کھانے کی بھی کوئی چیز ہے؟“

یہ سن کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ایک طاق کی طرف بڑھے اور وہاں سے روٹی کے کچھ ٹکڑے اٹھا لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو رو پڑے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

”امیر المؤمنین! میں نے تو پہلے ہی آپ سے کہا تھا کہ آپ میری حالت پر آنکھیں نچوڑیں گے۔ بات دراصل یہ ہے کہ انسان کے لیے اتنا اثاثہ کافی ہے جو اسے اپنی خوابگاہ (قبر) تک پہنچا دے۔

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ

حضرت ابوعبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ کی مسجد سے نکل کر ہم نے شمال کو جانے والی سڑک پر دوبارہ سفر شروع کیا تو ذرا چلنے کے بعد دائیں ہاتھ پر حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کا مزار تھا۔ یہ بھی ان مجاہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن کی شجاعت و بسالت کی داستانوں سے شام کی فتوحات کی تاریخ بھری پڑی ہے۔ واقدی کی فتوح الشام کے تو حضرت ضرار رضی اللہ عنہ ہیرو ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے خاص ساتھی جن کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ جنگ کے وقت نہ صرف یہ کہ وہ سینے پر زرہ نہیں پہنتے تھے بلکہ قمیص بھی اتار دیتے تھے اور ننگے بدن لڑا کرتے تھے۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کا مزار

یہاں سے شمال کی طرف شاید دو تین کلومیٹر کا فاصلہ طے کیا ہوگا کہ بائیں ہاتھ پر ایک عمارت نظر آئی یہ عمارت سرسبز کھیتوں اور باغات کے درمیان واقع ہے۔ اور اس میں فاتح اردن حضرت شرحبیل ابن حسنہ رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے مزارات اس میدان سے کافی فاصلے پر ایک بستی میں واقع ہیں۔ اس بستی کا نام غالباً انہی مزارات کی وجہ سے ”مزار“ مشہور ہے۔ چنانچہ ہم لوگ میدان موتہ سے اس بستی کی طرف روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری و سلام عرض کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کچھ امتیازی خصوصیات کے حامل ہیں۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ امتیاز انہی کو حاصل ہے کہ ان کا نام قرآن کریم میں مذکور ہے۔

(فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا ....) سورۃ الاحزاب۔

یہ اعزاز کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں ہے۔ اسی طرح آپ کی ایک امتیازی سعادت یہ بھی ہے کہ حضور رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنا متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنایا ہوا تھا۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے ساتھ ایک عالیشان مسجد بنی ہوئی ہے۔ ہم نے نماز ظہر اسی مسجد میں ادا کی۔

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے مزار پر

یہاں سے کچھ فاصلے پر حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ وہاں بھی حاضری اور سلام عرض کرنے کی سعادت ملی۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی تھے۔ جو عمر میں ان سے دس سال بڑے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکل و شباہت بہت ملتی تھی۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ ”اَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَ خُلُقِيْ“ (بخاری ومسلم)

تم صورت میں بھی میرے مشابہ ہو اور اخلاق میں بھی۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ غریب نواز بہت تھے۔ غریبوں اور مسکینوں کی بہت مدد کرتے تھے اس لیے ان کا لقب ابوالمساکین مشہور ہو گیا تھا۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ آپ نے کفار کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی اور آپ ہی نے نجاشی کے دربار میں وہ پر اثر تاریخی تقریر فرمائی۔ جس کے نتیجے میں نجاشی مسلمان ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تکلیف کو ہٹا دے اے لوگوں کے رب اے لوگوں کے اللہ۔ (ابن حبان)

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

یہاں سے کچھ فاصلے پر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا مزار ہے وہاں بھی حاضری ہوئی۔حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں۔اسلام سے پہلے یہ شاعر کی حیثیت سے مشہور تھے اور ان کے اشعار پورے عرب میں پھیلے ہوئے تھے۔لیکن اسلام لانے کے بعد باقاعدہ شاعری ترک کر دی۔ایک جہاد کے سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان سے فرمائش کی کہ ''اپنے اشعار سے قافلے کو گرماؤ'' حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں یہ باتیں چھوڑ چکا ہوں'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ٹوکا اور فرمایا کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر اسے ماننا چاہیئے'' اس پر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے موقع کی مناسبت سے یہ اشعار پڑھے

يَا رَبِّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ... وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاَنْزِلَنَّا سَكِيْنَةً عَلَيْنَا ... وَثَبِّتَ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّا قَيْنَا
اِنَّ الْكُفَّارَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا ... وَاِنْ اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

''اے پروردگار! آپ کی توفیق نہ ہوتی تو ہمیں ہدایت نہ ملتی''
''نہ ہم صدقہ کر سکتے نہ نمازیں پڑھ سکتے''
''اب آپ ہی ہم پر سکینت نازل فرمایئے''
''اور جب ہم دشمن کے مقابل ہوں تو ہمیں ثابت قدم رکھئے''
''کفار نے ہمارے خلاف سر اٹھایا ہوا ہے''
''اگر وہ فتنہ برپا کرنا چاہیں گے تو ہم کرنے نہیں دیں گے''

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء کے موقع پر مسجد حرام میں داخل ہوئے اور طواف کے لیے آگے بڑھے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے راستہ بناتے ہوئے چل رہے تھے۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ

سب سے پہلے ہم اس مزار پر حاضر ہوئے جو حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ اور اسلام کے لیے ان کی خدمات سے کوئی مسلمان ناواقف ہے؟ شاید ہی کوئی مسلمان ایسا ہو کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی آتے ہی عقیدت ومحبت کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس نہ کرتا ہو۔مکہ مکرمہ میں اسلام سے پہلے انہوں نے غلامی کی زندگی گزاری۔سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد یہ ان چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لائے۔

یہاں تک کہ اس دور میں جب حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعارف حاصل کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ''(توحید کے) اس پیغام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی اور کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ''حر وعبد'' یعنی ایک آزاد شخص ہے اور ایک غلام۔آزاد شخص سے مراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے اور غلام سے مراد حضرت بلال رضی اللہ عنہ۔

اسلام لانے پر ان کے آقا نے ان پر جو ظلم وستم توڑے اس کے واقعات مشہور ہیں انہیں چلچلاتی ہوئی دھوپ میں تپتے ہوئے سنگریزوں پر لٹایا جاتا اور لات وعزیٰ کو معبود ماننے پر مجبور کیا جاتا۔لیکن ان کے منہ سے ''احد، احد'' کے سوا کچھ نہ نکلتا تھا۔بالآخر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید کر آزاد کیا۔

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری
اذاں ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس کے نظارے کا ایک بہانہ بنی
خوشا وہ وقت کہ یثرب مقام تھا اس کا
خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

اسی قبرستان میں ذرا سا چل کر ایک اور مزار ہے، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی آرام گاہ ہے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا اصل نام رملہ تھا۔آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ہیں۔اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا نکاح کا واقعہ بڑا عجیب ہے۔یہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گئے تھے۔لیکن اس سے پہلے وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے۔اور جنگ بدر میں ابوجہل وغیرہ کے قتل ہو جانے کے بعد کفار مکہ کی سرداری انہی کے حصے میں آئی تھی۔اور اسی لحاظ سے وہ غزوہ احد اور غزوہ خندق وغیرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے مدمقابل تھے۔حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہم انہی ابوسفیان کی بیٹی تھیں۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی چچا زاد بہن ہیں۔یہ بڑے پائے کی مقرر بھی تھیں اس لیے ان کا لقب

"طیبۃ النساء" مشہور ہوگیا تھا۔ انہوں نے متعدد احادیث بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں روم کی فوجوں سے یرموک کے مقام پر جو فیصلہ کن معرکہ ہوا تھا اس میں یہ دوسری مسلم خواتین کے ساتھ شریک تھیں۔ یہ خواتین اپنے زخمی رشتہ داروں کی مرہم پٹی وغیرہ کے لیے جایا کرتی تھیں۔ اور جنگ کے سخت موقع پر مسلمانوں کی ہمت بھی بڑھایا کرتی تھیں۔ لیکن غزوہ یرموک کے موقع پر ایسے گھمسان کی جنگ ہوئی کہ خواتین کو اپنے دفاع کے لیے دست بدست لڑائی میں بھی حصہ لینا پڑا۔ اس موقع پر حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے اپنے خیمے کے ستون سے ۹ رومی فوجیوں کو ٹھکانے لگایا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

یہیں پر "اسماء" نام کی ایک اور خاتون کا مزار ہے۔ یعنی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا۔ یہ بھی مشہور صحابیہ ہیں۔ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ماں شریک بہن ہیں۔ اور بالکل ابتداء میں اسلام لے آئی تھیں۔ ان کا نکاح حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ہوگیا تھا۔ چنانچہ جب جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تو یہ ان کے ساتھ تھیں۔ ۷ ہجری میں اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ سے واپس مدینہ طیبہ آئیں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ غزوہ موتہ میں شہید ہوگئے۔ جس کا واقعہ پیچھے گزر چکا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نکاح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کرادیا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کے لیے مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئیں تو ذوالحلیفہ کے مقام پر ان کے یہاں ولادت ہوئی اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔ اس کے باوجود انہوں نے احرام باندھ کر حج کا سفر جاری رکھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مرض وفات میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہی ان کی تیمار داری فرماتی تھیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ اور ان سے دو صاحبزادے پیدا ہوئے۔ ایک مرتبہ ان کے دو بیٹوں محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کے درمیان بحث ہوگئی۔ محمد بن ابی بکر نے کہا کہ میرے والد (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) افضل ہیں اور محمد بن جعفر نے کہا کہ میرے والد (یعنی جعفر طیار رضی اللہ عنہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے کہا "تم فیصلہ کرو" حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا میں نے عرب کا کوئی جوان جعفر سے بہتر نہیں دیکھا اور کوئی ادھیڑ شخص ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بہتر نہیں پایا۔

یادگار ملاقاتیں

تاریخ انسانی سے ماخوذ ان سبق آموز ملاقاتوں کا مجموعہ جن کی روشنی میں انفرادی واجتماعی اصلاح کا پہلو نمایاں ہے۔ سات حصوں پر مشتمل مختلف ادوار کی اصلاح افروز ملاقاتوں کا مجموعہ ایک ایسی دلچسپ کتاب جسے آپ ایک ہی نشست میں مکمل پڑھنا چاہیں گے۔ ہر ملاقات دلچسپ اور ہر واقعہ عبرت ونصیحت سے آراستہ۔

رابطہ کیلئے 0322-6180738

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ مجھے مسکینی میں زندہ رکھ اور مسکینی میں موت دے۔ (المشکوٰۃ)

باب۱۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جنات کے حالات

جنات کی پیدائش کا واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ایک آگ پیدا فرمائی تھی۔ اس آگ میں نور بھی تھا اور ظلمت بھی۔ نور سے فرشتے پیدا کئے اور دھوئیں سے دیو (شیاطین)۔ اور آگ سے جنات کو پیدا فرمایا۔ چونکہ فرشتے نور سے پیدا ہوئے تھے۔ لہٰذا بالطبع طاعت الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ دیو (شیاطین) چونکہ ظلمت سے پیدا ہوئے تھے اسلئے وہ اضطراری طور پر کفر، ناشکری، تمرد اور سرکشی میں پڑ گئے۔ جنات کے مادہ میں چونکہ نور اور ظلمت دونوں چیزیں تھیں اس لئے ان میں سے بعض ایمان کے نور سے مشرف ہوئے اور بعض حکم الٰہی سے کفر گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔ (عجائب القصص)

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے فتح العزیز میں جنات کی پیدائش کے متعلق لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی مخلوق بھی پیدا فرمائی ہے۔ جس کے وہم و خیال کی طاقت عقل، شہوت اور غضب پر غالب ہے۔ اور یہ غلبہ اس حد تک ہے کہ ان کے ہر اختیاری فعل میں عقل، شہوت یا غضب ان کے وہم و خیال کے تابع ہو کر رہتی۔ اور اس مخلوق کا جسم آگ اور ہوا سے مرکب ہے۔ مادہ کی لطافت کے اعتبار سے اس مخلوق کے جسم انسان کی روح ہوائی کے مشابہ ہیں۔ جنات کے جسم اور انسان کی روح ہوائی میں یہ فرق ہے کہ انسان کی روح ہوائی تو عناصر اربعہ کا خلاصہ ہوتی ہے اور جنات کے جسم آگ اور ہوا سے مرکب ہوتے ہیں اور ان کا جسم مختلف شکلیں اختیار کر سکتا ہے۔ ظاہری جسم کا تغیر خوف یا گھبراہٹ کے عالم میں یا سرور و مسرت کے موقع پر انسان میں بھی مشاہدہ ہے۔ بہر حال یہ مخلوق کبھی اصلی صورت پر باقی رہ کر مسامات اور رگوں کے ذریعے جسم انسانی میں داخل ہو کر تغیرات کا باعث ہوتی ہے اور کبھی کوئی کثیف جسم اختیار کر کے اچھی بری یا ہولناک شکل و صورت میں ظہور میں آتی ہے۔

آدم سے پہلے زمین پر جنات ہی آباد تھے

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے تقریباً سوا لاکھ برس پہلے اللہ تعالیٰ نے جنات کو پیدا کر کے زمین پر آباد کیا تھا۔ دنیا میں جنوں کی نسل کی بود و باش کے لئے جگہ نہ رہی تو حق تعالیٰ نے کچھ جنات کو ہوا میں رہنے کے لئے جگہ عطا فرمائی اور کچھ جنات پہلے آسمان پر رہنے لگے۔

وہیب بن منبہ کی طویل روایت کا ایک حصہ یہ ہے۔ جنات کی افزائش نسل کا یہ عالم تھا کہ ایک حمل سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی۔ جب ان لوگوں کی تعداد ستر ہزار ہو گئی اور بیاہ شادی کا سلسلہ جاری رہا تو پھر ان کی اولاد کا کوئی حد و حساب نہ رہا۔ ابلیس نے بھی بنو الجان کی ایک لڑکی سے شادی کر لی۔ اس کے بھی بہت سی اولاد پیدا ہوئی۔ جن اور جان کی نسل کے لئے دنیا میں رہنے کے لئے جگہ نہ رہی۔

جنات میں آٹھ سو نبی مبعوث اور سب شہید ہوئے

جنوں کی سرکشی اور بدکرداری کو دیکھتے ہوئے حق تعالیٰ نے آٹھ سو نبی آٹھ سو سال میں بھیجے۔ ہر سال ایک نبی آتا رہا اور جنات اس کو قتل کرتے رہے۔

عجائب القصص میں جنات میں انبیاء کی بعثت اور جنات کی کفر و سرکشی کا حال اس طرح لکھا ہے۔

جس وقت زمین پر جنات کی آبادی بڑھ گئی حق تعالیٰ نے ان کو اپنی عبادت کا حکم دیا۔ جنات حکم الٰہی میں کمر بستہ رہے۔ جس وقت جنات کو دنیا میں آباد ہوئے ۳۶ ہزار سال گزر گئے تو کفر اختیار کر کے مورد عذاب الٰہی بنے۔ حق تعالیٰ نے تمام متکبروں کو ہلاک کر دیا اور باقی ماندہ نیک بخت افراد میں سے ایک شخص کو حاکم بنا کر نئی شریعت عطا فرمائی۔ دوسرا دور یعنی مزید ۳۶ ہزار سال پورے ہونے کے بعد پھر گمراہی اور نافرمانی اختیار کی۔ اس بار بھی عذاب الٰہی نے ان کو ٹھکانے لگا دیا۔ جو لوگ بچ رہے ان میں سے پھر ایک شخص کو حق تعالیٰ نے ان کا حاکم بنایا۔ دوسرا دور ختم ہوتے ہی پھر فتنہ و فساد کا دور شروع ہو گیا۔

زمین پر شریر جنات کے سوا کوئی نیک جن کا وجود باقی نہ رہا تو حق تعالیٰ نے فرشتوں کی فوج بھیج کر اشرار جنات کا قتل عام کر دیا۔ بے شمار جنات ہلاک ہو گئے۔ جو بچ رہے وہ پہاڑوں اور غاروں میں جا کر چھپ گئے۔ یہ ہے جنات کی ایک لاکھ چوالیس ہزار سال کی تاریخ اور ان کی سیاہ کاری کے کارنامے۔

ابلیس کی روحانی ترقی اور فرشتوں میں شمولیت

ابلیس فرشتوں کی صف میں:

ابلیس چونکہ عبادت الٰہی کا دلدادہ تھا۔ اس کا کل وقت عبادت میں گزرتا تھا خدا تعالیٰ نے اس کو آسمان پر بلایا۔ فرشتے اس کی عبادت دیکھ کر ششدر رہ

گئے اور فرشتوں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ ایسا عبادت گزار اور فرمانبردار بندہ فرشتوں میں شامل کئے جانے کے لائق ہے۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں کی درخواست منظور فرما کر ابلیس کو فرشتوں کی جماعت میں شامل کر لیا۔ ابلیس ایک ہزار سال تک پہلے آسمان پر رہا۔ عبادت کا ذوق وشوق چونکہ روز افزوں تھا۔ حق تبارک وتعالیٰ نے اس کو ترقی عطاء فرما کر دوسرے آسمان پر اٹھالیا۔ غرض اسی طرح عبادت کرتے کرتے اور ترقی حاصل کرتے کرتے ساتویں آسمان پر پہنچ گیا۔ رضوان علیہ السلام کی سفارش پر ابلیس کو جنت میں داخلے کی اجازت مل گئی۔ اور شیطان بصد اعزاز واحترام جنت میں رہنے لگا۔ ابلیس جنت میں پہنچ کر بھی عبادت کرتا رہا۔ فرشتوں کی تعلیم وارشادات کے فرائض انجام دیتا رہا۔ ابلیس کے درس وخطابت کی یہ شان تھی کہ عرش کے نیچے یاقوت کا میز بچھایا جاتا تھا۔ سر پر نور کا پھریرا فضا میں لہراتا تھا۔

جنات کی ہدایت کے لئے ابلیس کی آمد:

فرشتے دنیا والوں کے حالات سے باخبر تھے۔ ابلیس بارگاہ الوہیت میں عرض گذار ہوا کہ مجھے شریر اجنہ کی ہدایت کے لئے زمین پر جانے کی اجازت عطا کی جائے۔ ابلیس فرشتوں کی ایک مختصر جماعت کے ساتھ زمین پر آ گیا۔

ابلیس کے قاصدوں کا قتل:

ابلیس نے زمین پر آ کر انہیں لوگوں میں سے ایک شخص کو اپنا ایلچی بنا کر جنوں کے پاس بھیجا۔ جنات نے اسے قتل کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد دوسرا قاصد بھیجا وہ بھی قتل کر دیا گیا۔ ابلیس کے متعدد قاصد قتل ہو گئے۔ ایک قاصد کسی طرح جان بچانے میں کامیاب ہو سکا۔ اس نے اس شریر قوم کے پورے حالات بیان کئے۔ ابلیس نے حق تعالیٰ سے مدد کی درخواست کی فرشتوں کی ایک بھاری جمعیت اس کی مدد کے لئے آ گئی۔ فرشتوں کی فوج نے جنات کا اسقدر قتل عام کیا کہ ساری زمین خالی ہوگئی۔ بہت تھوڑے سے پہاڑوں میں چھپ کر جان بچانے میں کامیاب ہو سکے۔ جنات سے زمین پاک ہو جانے کے بعد حق تعالیٰ نے ابلیس کو زمین کی خلافت عطا فرمائی۔ اب تو اس کی یہ حالت تھی کہ وہ کبھی زمین پر عبادت کرتا نظر آتا کبھی ساتویں آسمان پر اور کبھی جنت میں۔

ابلیس کی خلافت ارضی کا خاتمہ اور آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنائے جانے کی تیاریاں آدم علیہ السلام کا خمیر اور زمین کا واویلا

معارج النبوت میں ہے کہ حق تعالیٰ نے اس گفتگو کے بعد زمین کو وحی بھیجی کہ ''اے زمین باتو خلقے موجودی سازم کہ بعضے از ایشان اطاعت فرمان کنند وبعض عصیاں ورزند مطیعان راہ در بہشت وعاصیاں را بآتش دوزخ سپارم''

اے زمین تجھ سے ایک مخلوق پیدا کر رہا ہوں۔ اس میں سے بعض میرے فرمانبردار اور اطاعت شعار ہوں گے اور بعض میرے احکام کی نافرمانی کریں گے۔ اطاعت شعاروں کو بہشت میں جگہ دوں گا اور گناہگاروں کو دوزخ کے حوالے کر دوں گا۔

زمین فرمان الٰہی سنتے ہی تھرا گئی اور عرض گذار ہوئی۔ الٰہی مجھ میں تیری دوزخ کی آگ برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل کو حکم ہوا کہ جاؤ ہر قسم کی زمین کی ایک مشت خاک لے آؤ۔ حضرت جبرئیل زمین پر آئے۔ زمین نے خداوند وحدہ کی قسم دے کر حضرت جبرئیل علیہ السلام کو مشت خاک لینے سے منع کر دیا۔ پھر حضرت اسرافیل آئے۔ ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا۔ تیسرے نمبر پر حضرت عزرائیل علیہ السلام بھیجے گئے۔ انہوں نے زمین کے نالہ وشیون کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور حکم الٰہی کی تعمیل کر کے واپس چلے گئے۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے اپنے ید قدرت سے آدم علیہ السلام کا پتلا تیار کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام عالم وجود میں:

جس وقت آدم علیہ السلام کے جسم میں حکم الٰہی سے روح داخل ہوئی اور آنکھوں میں قوت بینائی پیدا ہوئی تو عرش پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا نظر آیا۔

شیطان عزازیل سے ابلیس بن گیا:

شیطان کا اصلی نام عزازیل تھا۔ ابدی لعنت کا سزاوار بن کر اس کا نام عزازیل سے ابلیس کر دیا گیا۔ صورت مسخ کر کے اس درجہ ہولناک بنادی گئی کہ اگر کوئی شخص دیکھ لے تو ہیبت کے مارے مر جائے۔ جنت میں داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا۔

درازی عمر اور آدم علیہ السلام پر کامل تسلط کی درخواست:

اب عزازیل نہ تھا ابلیس تھا۔ اس کی تمام عمر کی عبادت ایک گناہ کی نحوست سے اکارت ہو چکی تھی۔ شقاوت ابدی پر مہر لگ چکی تھی۔ ابلیس نے حق تعالیٰ سے درخواست کی ''خدایا میری عمر دراز کر دی جائے۔ قیامت تک مجھے موت نہ آئے''۔

حق تعالیٰ نے یہ درخواست منظور فرما لی۔ شیطان پر یہ آفت آدم علیہ السلام پر حسد کرنے کی وجہ سے آئی تھی۔ شیطان نے خدا کی قسم کھا کر کہا'' تیری عزت کی قسم میں آدم کی تمام اولاد کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''میرے اطاعت شعار اور معصوم بندوں پر تیرا وار نہ چل سکے گا۔ تیرے دام فریب میں تیرے متبع اور گمراہ لوگ ہی پھنسیں گے۔

ابلیس کے کامل تسلط کے بعد بنی آدم کی حفاظت کا غیبی انتظام:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ دنیا اور آخرت میں میری عافیت سے پردہ داری فرما۔ (الجمیز)

ایسی حالت میں جبکہ ابلیس کو بنی آدم پر پورا پورا تسلط اور اختیار عطا فرمایا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کا اضطراب حق بجانب تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے بھی حق تعالیٰ سے درخواست کی۔

''یا اللہ تو نے شیطان کو مجھ پر مسلط کر دیا مگر تیری امداد کے بغیر میں اپنی حفاظت سے قاصر ہوں۔ حکم ہوا کہ تیری ہر اولاد کے ساتھ ایک فرشتہ پیدا کروں گا جو شیطان کے شر سے بچاتا رہے گا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا یا اللہ اعانت میں مزید اضافہ ہو۔ ''حکم ہوا ایک نیکی کا بدلہ دس گنا یا زیادہ دوں گا۔ اور گناہ صرف ایک ہی شمار ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا الٰہی اس سے بھی زیادہ تیری اعانت درکار ہے۔ ''حکم ہوا'' روح قبض ہونے تک توبہ قبول ہوگی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا یا الٰہی کچھ اور بھی عنایت ہو۔ ''حکم ہوا'' کہ گناہگار بندوں کو میری رحمت سے ناامید نہ ہونا چاہئے۔ ان کے سب گناہ معاف کر دوں گا۔

آدم علیہ السلام سے بدلہ لینے کے لئے سانپ اور مور سے شیطان کی خفیہ سازش:

سانپ شیطان کو جنت میں لے جانے پر رضامند ہو گیا۔

شیطان اماں حوا کو بہکانے میں کامیاب:

جنت میں پہنچ کر ابلیس زار و قطار رونے لگا۔ آدم علیہ السلام نے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے ناصحانہ انداز میں آدم و حوا سے کہا کہ تمہارا یہ اعزاز و اکرام چند روزہ ہے۔ تمہیں ہمیشہ جنت میں رہنا بھی نہیں ہے ایک روز موت آئے گی۔ یہ تمام اعزاز و مناصب چھن جائے گا۔ تمہارے انجام کا خیال کر کے میرا دل بھر کر آ رہا ہے۔ آدم نے کہا اس سے بچنے کی بھی کوئی تدبیر ہے؟ شیطان نے کہا کیوں نہیں یہ جو سامنے درخت کھڑا ہے جس کا پھل کھانے کی تمہیں ممانعت ہے اگر تم اس کا پھل کھا لو تو موت سے بچ جاؤ گے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا۔ کچھ بھی ہو۔ میں خدا کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔

اماں حوا نے درخت گندم کا نصف پھل کھا لیا اور کچھ دیر انتظار میں بیٹھی رہی۔ جب ان پر کوئی مضر اثر ظاہر نہ ہوا تو آدم علیہ السلام نے بھی نصف پھل کھا لیا۔ آدم کے معدے میں ابھی یہ پھل پہنچے ہوئے تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ ان کے جسم سے جنت کی پوشاک اتر گئی۔ اور وہ ننگے کھڑے ہو گئے۔ مجبور ہو کر انجیر کے پتوں سے ستر چھپانا پڑا۔

اولاد آدم علیہ السلام کو فسق و فجور میں مبتلا کرنے کی کوشش:

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ آدم علیہ السلام کی اولاد میدان میں بھی آباد تھی اور پہاڑوں میں بھی۔ جو لوگ میدان اور شہروں میں آباد تھے۔ وہ بنو قابیل کے نام سے مشہور تھے۔ اور جو لوگ پہاڑوں میں آباد تھے وہ بنو شیث کہلاتے تھے۔ بنو شیث خود تو صاحب جمال تھے۔ مگر ان کی عورتیں بدصورت تھیں۔ اور بنو قابیل بدصورت تھے مگر ان کی عورتیں خوبصورت تھیں۔ ابلیس لعین بنو قابیل کے پاس حسین و جمیل شکل میں متشکل ہو کر ملازم ہو گیا اور ان کی خدمت کرنے لگا۔ ابلیس نے دوران ملازمت ایک مزمار تیار کیا۔ ابلیس اس انداز سے اسے بجایا کرتا تھا کہ سننے والے بے تاب اور مسحور ہو جاتے تھے۔ بنو آدم نے چونکہ اس سے پہلے کبھی ایسی خوش آواز نہ سنی تھی اس لئے مزمار سننے کے لئے ابلیس کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ تھوڑے ہی عرصے میں ابلیس کے مزمار کی عام شہرت ہو گئی۔ لوگ دور دور سے اس کو سننے کے لئے آنے لگے۔

عید کے موقع پر بنو قابیل کے ہاں ایک میلہ لگتا تھا۔ عورتیں اور مرد جمع ہوتے تھے۔ ابلیس اس عظیم اجتماع میں مزمار بجایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ بنو شیث عید کے موقع پر بنو قابیل کے ہاں آئے اور ان کی عورتوں کے حسن و جمال کو اس اجتماع میں بے پردہ دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ بنو شیث نے واپس جا کر اسی قسم کا میلہ پہاڑوں پر لگایا۔ بدمعاش مردوں اور عورتوں کے اختلاط سے اس میلے میں خوب حرام کاری ہوئی۔

کعب بن قرظی کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر، پانچ حضرات مقتدائے دین گزرے ہیں۔ ان حضرت کی بڑی تعداد میں لوگ معتقد اور مقلد تھے۔ ان حضرات کی وفات کا قوم نے سخت صدمہ محسوس کیا۔ ابلیس لعین نے انسانی شکل میں آ کر ان حضرات متبعین سے کہا۔ اگر تم ان حضرات کی تصاویر بنا کر رکھ لو تو ان حضرات کی جدائی کا صدمہ فی الجملہ کم ہو جائے گا۔ اور ان حضرات کی عدم موجودگی سے عبادت میں بے کیفی بھی جاتی رہے۔ ان لوگوں نے شیطان کے مشورہ پر عمل کیا اور ان حضرات کی مورتیاں بنا کر رکھ لیں۔ ان لوگوں کے مرنے کے بعد ابلیس نے ان کی اولاد سے کہا کہ تمہارے باپ دادا تو ان ہی مورتیوں کی پوجا کرتے تھے۔ تم بھی ان کی پوجا کیا کرو۔ ان بتوں کو حق تعالیٰ نے اپنے ملک کے انتظام و اصرام وغیرہ کے لئے خلعت و سلطنت عطاء فرمایا ہے۔ اس لئے ان بتوں کی پوجا نہیں کی جائے گی تو خدا کی عبادت بھی قبول نہ ہوگی۔ ان بتوں کو خدا کے ہاں ایک خاص درجہ اور مرتبہ حاصل ہے۔ ان بتوں کی سفارش بارگاہ الوہیت میں مقبول ہے۔ شیطان کی ان باتوں میں آ کر لوگ ان بتوں کی پوجا کرنے لگے۔ اس کے بعد تیسرے دور میں یہی بت معبود حقیقی بن گئے۔ بت اور خدا میں کوئی تمیز باقی نہ رہی۔ یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ان عقائد فاسدہ کی تردید کہیں اس طور سے کی۔ کہ حکومت اور شہنشاہیت خدا تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ اور کہیں اس طور پر کہ یہ بت تو جمادات میں سے ہیں۔ کیا یہ اپنے منہ سے بول سکتے ہیں۔

ابلیس لعین حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں:

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ طوفان کے بعد جب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم زمین پر آباد ہوگئی تو ابلیس لعین نے حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ نے مجھ پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ آپ کا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں۔ اس احسان کے بدلے میں آپ جو بات مجھ سے دریافت فرمائیں گے اس کا صحیح صحیح جواب دوں گا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے شیطان کی بات سن کر منہ پھیر لیا۔ وحی آئی کہ اگر تمہیں کچھ پوچھنا ہو تو ابلیس سے پوچھ لو۔ وہ تمہیں صحیح صحیح جواب دے گا۔ نوح علیہ السلام نے ابلیس سے پوچھا۔ یہ بتا دنیا میں تیرا یار و مددگار کون ہے؟ ابلیس نے جواب دیا میرے یار و مددگار وہ لوگ ہیں جو بخل اور تکبر کرتے ہیں اور ہر کام میں عجلت کے عادی ہیں۔

ابلیس لعین نمرود کے روپ میں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود بن کنعان کے عہد حکومت میں پیدا ہوئے۔ یہ کافر روئے زمین کا بادشاہ تھا بڑی شان و شوکت اور دبدبہ کا حکمران تھا۔ اسی نمرود نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تھا

عجائب القصص میں ہے کہ جب نمرود کو ابلیس کی خلافت عظمیٰ ملی تو اس نے خدائی کا دعوٰی کیا اور اپنے بت بنوا کر تمام قلمرو میں پوجا کے لئے بھیجے تھے۔

شیطان اور قوم لوط:

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم بت پرستی کے علاوہ لڑکوں سے فعل حرامی کرتی تھی۔ اس قوم میں اس فعل کا رواج شیطان نے دیا تھا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ ابلیس ایک حسین لڑکے کے روپ میں ایک باغ میں آتا تھا۔ اور پھل پھول کا نقصان کر جاتا تھا۔ جب باغ کا مالک پکڑنے کو جاتا تو بھاگ جاتا۔ جب اس کے باغ میں بہت نقصان ہوا اور وہ مالک اس کے پکڑنے سے عاجز اور حیران ہوا تو ابلیس نے کہا میں ایک شرط پر باغ میں آنا جانا بند کر دوں گا۔ جب تم مجھے اپنے تصرف میں لا کر یہ کام کرو۔ باغ کا مالک راضی ہوگیا۔ شدہ شدہ یہ فعل شنیع ہر ایک باغ میں ہونے لگا اور آہستہ آہستہ ساری قوم اس مرض میں مبتلا ہوگئی۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم ایسے مواضعات میں آباد تھی جہاں باغات اور زراعت کی فراوانی تھی بہت ہی زرخیز علاقہ تھا۔ لیکن یہ لوگ پرلے درجے کے بدکار تھے۔ ایک سال قحط پڑا تو ان لوگوں نے اجناس خوردنی کو ذخیرہ کر لیا۔ لوگ دور دور سے غلہ کی خریداری کے لئے ان کے پاس آنے لگے۔ شیطان نے ایک بوڑھے آدمی کی شکل میں متشکل ہو کر ان لوگوں سے آ کر کہا کہ عنقریب ایسا وقت آ رہا ہے کہ آسمان سے ایک قطرہ پانی کا نہ برسے گا نہ زمین سے ایک دانہ پیدا ہوگا۔ تمہارے پاس جو شخص غلہ کی خریداری کے لئے آئے۔ لواطت کئے بغیر اس کے ہاتھ چیز فروخت نہ کرنا۔ لوط کی قوم نے ایسا ہی کیا۔ پھر تو یہ حالت ہوگئی کہ لوگ راستے پر بیٹھ جاتے اور ہر آنے جانے والے کے ساتھ اپنا منہ کالا کرتے تھے۔

اس کے بعد جب شیطان آسمان پر گیا تو فرشتوں کی زبان سے یہ سن کر کہ حضرت ایوب علیہ السلام بڑے صابر و شاکر ہیں بارگاہ الٰہی میں عرض گزار ہوا اب مجھے حضرت ایوب کی اولاد پر مسلط کر دیا جائے۔ اولاد کی موت پر یقیناً ایوب علیہ السلام کے ہاتھ سے صبر کا دامن چھوٹ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو ان کی اولاد پر تسلط فرما دیا۔ ابلیس نے حضرت ایوب علیہ السلام کے مکان کو ہلا کر گرا دیا۔ اور اس کے نیچے دب کر ان کی تمام اولاد ہلاک ہوگئی۔ اس موقع پر ابلیس ان کی خادمہ کی شکل میں آ کر رونے لگا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے پوچھا کیوں رو رہی ہے۔ کیا بات ہے۔ خادمہ نے عرض کیا کہ آپ کا مکان گر پڑا اور آپ کے سارے بچے دب کر مر گئے۔ حضرت ایوب نے یہ سن کر صابرانہ انداز میں خدا کا شکر ادا کیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ان کے نوکر کی صورت میں آ کر کہنے لگا۔ ذرا گھر کی تو خبر لو وہ تو منہدم ہوگیا ہے۔ آپ کے بچوں کا خون بہہ رہا ہے۔ پیٹ پھٹ گئے ہیں۔ آنتیں باہر نکل پڑی ہیں۔ یہ کہہ کر بری طرح رونے لگا۔ حضرت ایوب علیہ السلام اس صدمہ عظیم سے رو پڑے اور کہنے لگے اگر میں پیدا نہ ہوتا تو بہتر تھا۔ ابلیس یہ الفاظ سن کر خوش ہوا اور سمجھا بس اب میرا داؤ چل گیا۔ مگر اس کے فوراً بعد حضرت ایوب علیہ السلام استغفار پڑھنے لگے اور شیطان کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔

ابلیس اور فرعون:

نمرود کی طرح فرعون نے بھی خدائی دعوی کیا تھا۔ فرعون کی خدائی کے زمانہ کا واقعہ ہے کہ ایک سال بارش نہ ہونے کی وجہ سے سخت قحط پڑا۔ مخلوق پریشان ہو کر فرعون کے پاس آئی۔ عرض کیا آپ کیسے خدا ہیں۔ آپ کی خدائی میں اس قدر قحط۔ بارش برسائیے تاکہ قحط رفع ہو جائے۔

ابلیس نے رات کو اپنے لشکر کو جمع کیا اور حکم دیا کہ رات بھر تم سب لوگ شہر پر پیشاب کی بارش کرو۔ صبح کو جب لوگ خواب سے بیدار ہوئے۔ مکانات، دیواروں اور زمین پر تری دیکھی تو بہت خوش ہوئے۔ مگر جب باہر نکلے اور ہوا کے ساتھ بدبو پھوٹنے لگی تو پریشان ہوگئے۔ دوڑے ہوئے فرعون کے پاس آئے اور شکایت کی یہ کیسی بارش تھی۔ بدبو کے سبب دماغ پھٹا جا رہا ہے۔

فرعون نے ابلیس کو بلا کر پوچھا۔ رات کیسی بارش ہوئی تھی؟ ابلیس نے جواب دیا کہ جس زمین کا تجھ جیسا خدا اور مجھ جیسا وزیر ہوگا وہاں ایسی بارش نہ ہوگی تو اور کیسی ہوگی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دھوکا دینے کی کوشش:

تنبیہ الغافلین میں ہے ایک دن ابلیس حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگا کہ تمہیں مردوں کو زندہ کرنے اور اندھے کوڑھیوں کو بینا تندرست کر دینے کی قوت حاصل ہے۔خدائی کا دعویٰ کیوں نہیں کرتے؟ میرا لشکر آپ کی مدد کے لئے تیار ہے۔عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ معجزات میرے اختیاری افعال نہیں خدا کی قدرت کے کرشمے ہیں۔جادو ر ہو تو مجھے گمراہ کرنے آیا ہے۔

مکحول ابو عثمان کہتے ہیں ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ کی چوٹی پر نماز میں مشغول تھے۔ابلیس نے آکر کہا آپ قضا و قدر پر کیوں ایمان نہیں رکھتے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیوں نہیں۔ابلیس نے کہا اگر یہ بات ہے تو آپ اس پہاڑی کی چوٹی پر سے زمین پر گر پڑیں۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا امتحان و آزمائش لینے کا کام اللہ تعالیٰ کا ہے بندوں کا نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیت المقدس میں ایک مقام پر شیطان کی ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا مردود ملعون یہ تو بتا تو میری امت کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ابلیس نے جواب دیا کہ میں آپ کی امت کو آپ کی پوجا کرنے کی تعلیم دوں گا۔

قارون یا شیطان الانس:

قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا اس قدر صاحب دولت اور مالدار تھا کہ اس کے خزانے کی کنجیاں چالیس اونٹوں پر صندوق میں بار ہوتی تھیں۔جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا تو اس نے بنی اسرائیل کے جہلاء کو جمع کر کے کہا کہ لو اب موسیٰ تمہارے مال پر بھی ہاتھ صاف کرنا چاہتا ہے۔موسیٰ زکوٰۃ کے بہانے تمہارا مال لیکر تمہیں فقیر و تنگدست بنانا چاہتا ہے۔تم لوگ خاموش بیٹھے ہو جواب کیوں نہیں دیتے۔بنی اسرائیل نے کہا تو ہمارا سردار ہے۔جیسا حکم ہو تعمیل کے لئے حاضر ہیں۔

قارون نے ایک بدکار عورت کو ایک طباق زرد جواہر کا دے کر اس بات پر تیار کر لیا کہ جس وقت موسیٰ علیہ السلام مجلس وعظ میں آئیں تو بنی اسرائیل کے سامنے زور زور سے یہ بات کہنا کہ موسیٰ علیہ السلام نے میرے ساتھ زنا کیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام ہفتہ میں ایک بار وعظ کہا کرتے تھے۔چنانچہ وعظ کے دن جب لوگ مجلس وعظ میں جمع ہوئے تو قارون نے بصد شان و شوکت مجلس میں آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑانا شروع کیا۔وہ فاحشہ عورت بھی مجلس کے ایک کونے میں بیٹھی ہوئی تھی۔اس عورت نے چاہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دامن عصمت کو تہمت سے آلودہ کرے، مگر خدا تعالیٰ نے اس کی زبان پھیر دی۔اس عورت نے با آواز بلند کہا۔

"اے بنی اسرائیل قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دشمن ہے۔کل مجھ کو اپنے گھر لے جا کر ایک طباق زرد جواہر کے دے کر کہا تھا کہ مجلس وعظ میں پہنچ کر موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگانا۔کہنا کہ موسیٰ علیہ السلام نے میرے ساتھ زنا کیا ہے۔میں گواہی دیتی ہوں کہ موسیٰ علیہ السلام خدا کے پیغمبر اور نبی برحق ہیں۔اور جو برائیاں میں نے کی تھیں ان سے توبہ کرتی ہوں۔

ابلیس اور حضرت زکریا علیہ السلام:

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم جب حاملہ ہوئیں تو ان کے پاس سوائے زکریا علیہ السلام کے اور کوئی شخص نہ تھا۔یہودیوں نے حضرت زکریا علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگا کر قتل کا ارادہ کیا۔حضرت زکریا علیہ السلام کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے بھاگ جانے کا ارادہ کیا۔راستہ میں ایک بڑے درخت سے آواز آئی۔یا نبی اللہ میرے اندر آ جاؤ۔درخت بیچ میں سے پھٹ گیا۔حضرت زکریا علیہ السلام اس میں بیٹھ گئے اس کے بعد درخت کے دونوں حصے باہم مل گئے۔شیطان نے آپ کی چادر کا کونہ پکڑ لیا تھا۔وہ درخت سے باہر رہ گیا۔بنی اسرائیل آپ کی تلاش کرتے کرتے اس درخت کے پاس آئے تو ابلیس نے انسانی صورت میں منتقل ہو کر کہا۔کہ میں نے زکریا علیہ السلام سے بڑا جادوگر نہیں دیکھا۔وہ اپنے جادو کے زور سے درخت میں چھپ گیا ہے۔بنی اسرائیل کو اس بات پر یقین نہیں آیا۔تو ابلیس نے حضرت زکریا علیہ السلام کی چادر کا کونا دکھایا۔بنی اسرائیل کہنے لگے اس درخت کو آگ لگا دینی چاہئے۔ابلیس نے کہا نہیں بلکہ آرے سے چیر ڈالو۔

جتنے انسان پیدا ہوتے ہیں اتنے ہی جنات بھی پیدا ہوتے ہیں

روایت ہے کہ حق تعالیٰ نے ابلیس سے فرمایا تھا۔کہ اولاد جتنی اولاد آدم کی پیدا کروں گا اتنی ہی اولاد تیری بھی پیدا کروں گا۔چنانچہ دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ ہر انسان کے ساتھ حق تعالیٰ جن بھی پیدا کرتا ہے جو اس کو برائی پر اکساتا رہتا ہے۔

جنات مذکر بھی ہوتے ہیں اور مؤنث بھی:

گذشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ جنات کی ایک قسم انسان جیسی ہے۔وہ انسانوں کی طرح مذکر مؤنث ہوتے ہیں۔آپس میں بیاہ شادی بھی کرتے ہیں اور ان کے اولاد بھی پیدا ہوتی ہے۔

شیطان ہر روز دس انڈے دیتا ہے:

حیوۃ الحیوان میں شیطان کی افزائش نسل کے لئے اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی داہنی ران میں مرد کی شرمگاہ اور بائیں میں عورت کی شرمگاہ پیدا کی ہے۔جس سے ہر روز دس انڈے نکلتے ہیں۔ہر انڈے سے شیطان اور

شیطانیاں پیدا ہوتی ہیں۔

حدیث میں ہے کہ جب اللہ نے ابلیس کی نسل اور اس کی زوجہ پیدا کرنی چاہی تو شیطان پر غصہ کا القاء کیا۔ غصہ کی وجہ سے آگ کی ایک چنگاری پیدا کی۔ اس چنگاری سے حق تعالیٰ نے ابلیس کی بیوی پیدا کی۔

شیطان کی بیوی بچوں کے نام:

شیطان نے اپنی بعض اولاد کو بعض مخصوص کاموں پر لگا رکھا ہے۔

حضرت مجاہد کے قول کے مطابق ان کے نام اور کام یہ ہیں۔

لاقیس، ولہان: یہ دونوں وضو اور نماز پر مامور ہیں۔ لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں۔

ہیفاف: یہ لڑکا صحرا پر مامور ہے۔ صحرا میں شیطانیت پھیلاتا ہے۔

زلنبور: یہ بازاروں پر مامور ہے۔ جھوٹی تعریف اور جھوٹی قسموں پر لوگوں کو اکساتا ہے۔

بثر: مصیبت زدہ لوگوں کو جہالت کے کام، نوحہ ماتم، گریبان چاک کرنا، چہرے کو نوچنے کی ترغیب دیتا ہے۔

ابیض: یہ انبیاء علیہم السلام کے دلوں میں وسوسے ڈالنے پر مامور ہے۔

اعور: یہ شیطان زنا پر مامور ہے۔ زنا کے وقت مرد و عورت کی شرمگاہوں پر سوار رہتا ہے

واسم: اس شیطان کی ڈیوٹی یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے گھر میں بغیر سلام کئے یا اللہ کا نام لئے داخل ہوتا ہے تو وہ گھر والوں میں فساد کرانے کا سبب بنتا ہے۔

مطوس: یہ شیطان غلط اور بے بنیاد افواہیں لوگوں میں پھیلاتا ہے۔

(حیوۃ الحیوان)

روایت ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تو شیطان بھی موجود تھا۔ فرمایا تو یہاں کیوں آیا ہے۔ شیطان نے جواب دیا اس لئے کہ یہ لوگ دل سے تو میرے ہمنوا ہیں اور ظاہر میں آپ کا کلمہ بھریں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا نکل مردود کہیں کے۔ شیطان نے کہا کہ دنیا میں لوگ پانچ باتوں سے ہلاک ہوئے ہیں میں دو باتیں آپ کو بتائے دیتا ہوں۔ فوراً وحی آئی کہ شیطان سے دو باتیں تو پوچھ لو باقی تین باتیں آپ سے غیر متعلق ہیں۔ شیطان نے کہا ان میں سے ایک تو حسد ہے حسد کی وجہ سے میں بارگاہ الٰہی سے مردود و ملعون ہوا۔ اور دوسری چیز حرص ہے اگر آدم جنت میں ہمیشہ رہنے کی حرص نہ کرتے تو ان کو جنت سے نہ نکالا جاتا۔

جو شخص صبح کو دیر تک سوتا رہتا ہے شیطان

اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک ایسے شخص کا ذکر آیا جو طلوع آفتاب کے وقت خواب سے بیدار ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔

غزوہ احد میں شیطان نے اعلان کیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے

جس وقت غزوہ احد میں حضرت خالد بن ولید نے عقب سے حملہ کیا۔ صحابہ کی جماعت منتشر ہو گئی۔ چار پانچ صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ گئے شیطان نے اعلان کیا "قتل محمد" محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے۔

شیطان ہمبستری میں بھی شریک ہوتا ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنی بیوی کے پاس جانے کا ارادہ کرو تو بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَارَزَقْتَنَا پڑھ لیا کرو۔ اگر اللہ تعالیٰ کو بچہ پیدا کرنا منظور ہوا تو اس کو شیطان کبھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا بھی مانگی۔ کہ میری امت کے ظالم اور مظلوم دونوں کی مغفرت فرمائی جائے۔ حق تعالیٰ نے ظالم کی مغفرت سے انکار فرما دیا۔ مزدلفہ کی شب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی دعا فرمائی۔ حق تعالیٰ نے شرف قبولیت عطاء فرمائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرمانے لگے۔ صحابہ نے عرض کیا حضور اس وقت تو آپ تبسم نہیں فرمایا کرتے تھے۔ آج کیا بات ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ مجھے اللہ کے دشمن شیطان کو دیکھ کر ہنسی آ گئی۔ اسے جس وقت میری دعا قبول ہو جانے کی خبر ہوئی۔ تو وہ اپنے آپ کو کوستے پیٹتے ہوئے اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا۔

فرشتے وسواس پر مطلع ہو جاتے ہیں

علامہ شیخ تقی الدین نے لکھا ہے کہ انسان کے دل میں جو وسوسہ پیدا ہوتا ہے اس کا علم فرشتے اور شیطان کو برابر درجہ میں رہتا ہے۔ فرشتے چونکہ نیکی بدی لکھتے رہتے ہیں۔ اس لئے وسواس سے مطلع رہتے ہیں۔ اور شیطان بنی آدم کے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے اور اس کا کام بھی وسوسہ ڈالنا ہے۔

گھنٹی اور گھونگھرو کے ساتھ شیطان رہتا ہے:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی ایک باندی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی ایک لڑکی کو جس کے پاؤں میں گھونگھرو بندھے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو اپنی قضا میں عادل ہے۔ (مسند الفردوس)

17 خدمت میں لے گئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لڑکی کے پیر سے گھونگھرو نکال کر پھینک دیئے اور کہا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر گھونگھرو کے ساتھ ایک شیطان رہتا ہے۔

سنن ابو داؤد میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان تم میں سے کسی کے پاس نماز کے اندر آتا ہے۔ اور ایک بال اس کے پیچھے کی طرف پکڑ کر کھینچتا ہے تو نمازی کو معلوم ہوتا ہے کہ میرا وضو ٹوٹ گیا ہے۔ ایسی حالت میں اس کو چاہئے کہ وہ نماز میں مشغول رہے۔ جبتک اپنے کانوں سے نہ سن لے۔ یا بدبو محسوس نہ ہو۔

ایک وسوسہ شیطان کا اس قسم کا ہے۔ کہ وہ پیشاب کرنے کے بعد لوگوں کو اس شبہ میں مبتلا رکھتا ہے کہ ابھی احلیل صاف نہیں ہوا ایسا نہ ہو کہ پھر قطرہ آ جائے اور وہ لوگ اس بارے میں درجہ تکلف کرتے ہیں کہ اس کا بیان تہذیب سے خارج ہے۔

بت پرستوں کے ساتھ شیطان کا کھیل کود:

شیطان بت پرستوں کی قوم سے ان کی عقل کے مطابق کھیلتا ہے۔ کبھی شیطان مردوں کی تعظیم کی نیت سے ان کی مورتیاں قبروں پر رکھ کر ان بتوں کی پرستش کے لئے بلاتا ہے۔ مشرکین نے ایسا ہی کیا کہ انہوں نے نبیوں کی مورتیاں بنا کر ان کی قبروں پر رکھ کر ان کی پرستش شروع کر دی۔ کہیں مشرکین کے دل میں شیطان نے یہ بات ڈالی کہ یہ بت ان ستاروں کی صورت پر ہیں جو انکے عندیہ میں عالم میں تاثیر کرتے ہیں۔ مشرکین نے ان بتوں کے لئے خاص مکانات بنوائے ان کی خدمت کے لئے خادم مقرر کئے۔ چنانچہ ایک اسی قسم کا بت خانہ اصفہان کی ایک پہاڑی کی چوٹی پر تھا۔ یہ بت خانہ کسی مشرک نے زہرہ ستارہ کے نام پر بنوایا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس بت خانہ کو مسمار کرا دیا تھا۔ اس طرح ایک بت خانہ بادشاہ قالوس نے آفتاب کے نام پر فرغانہ میں بنوایا تھا۔ معتصم باللہ نے اس بت خانہ کو ویران کیا تھا۔

یحییٰ بن بشیر کا بیان ہے کہ ہندوستان میں بت پرستی کا رواج بہرمن نے دیا تھا۔ اسی شخص نے بت بنائے اور لوگوں کو بت پرستی سکھائی۔ ہندوستان کا سب سے بڑا بت خانہ صوبہ سندھ میں ہیولا اکبر نام کا ایک بڑا بھاری بت تھا۔ دو دو ہزار کوس سے لوگ اس کی زیارت کرنے آیا کرتے تھے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لا الہ الا اللہ اور استغفار کثرت سے پڑھا کرو۔ شیطان کہتا ہے بنی آدم گناہ کرتے کرتے ہلاک ہو گئے اور انہوں نے لا الہ الا اللہ اور استغفار سے مجھے ہلاک کر دیا۔

کتاب حیوۃ الحیوان کے مصنف نے لکھا ہے کہ مجھ سے ایک ایماندار حامل قرآن نے بیان کیا تھا کہ میں نے چار جن عورتوں سے پے در پے نکاح کئے۔ اسی طرح ایک اور شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ایک جن عورت سے نکاح کیا ہے۔ تو مجھے اس کی بات کا یقین نہ آیا۔ اور میں نے کہا یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ جسم لطیف اور جسم کثیف یکجا جمع ہو سکیں۔ پھر عرصہ کے بعد وہ شخص مجھے نظر آیا۔ تو اس کے سر پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ لوگوں کے دریافت کرنے پر اس شخص نے بتایا کہ میرا اپنی جن بیوی سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا تھا اس نے میرا سر پھاڑ دیا۔

جنات تین قسم کے ہوتے ہیں:

حیوۃ الحیوان میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حق تعالیٰ نے جنات کو تین قسموں پر پیدا کیا ہے ایک قسم جنات کی وہ ہے جو حشرات الارض کی صورت میں ہوتے ہیں۔ دوسری قسم وہ ہے جو ہوا میں ہوا کی طرح رہتے ہیں۔ تیسری قسم جنات کی بنی آدم جیسی ہے۔

جنات کی تین خصوصیتیں:

شیخ عبدالوہاب شعرانی نے لکھا ہے کہ جنات تین خصوصیتوں کے حامل ہیں۔

۱۔ جنات دنیا میں انسانوں کو نظر نہیں آتے۔ مگر جنت میں انسانوں کے ساتھ مل جل کر رہیں گے۔ دنیا کی طرح انسانی نظروں سے محجوب نہ ہوں گے۔

۲۔ جنات جو شکل و صورت اختیار کرتے ہیں یا جس مخلوق کا روپ اختیار کرتے ہیں ان کی آواز بھی اس مخلوق جیسی ہو جاتی ہے۔

۳۔ تیسری خصوصیت یہ ہے کہ جب کوئی انسان عزیمت پڑھتا ہے یا ان کو قسم دی جاتی ہے تو اس کو پورا کرنے پر مجبور ہیں۔

سہل بن عبداللہ کی ایک سات سو سالہ صحابی جن سے ملاقات

علامہ ابن الجوزی نے کتاب الصفرۃ میں سہل بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ میں شہر عاد کے اطراف میں مصروف گشت تھا۔ یکایک مجھے ایک شہر پتھر سے تعمیر شدہ نظر آیا۔ شہر کے وسط میں ایک عالیشان قصر تھا۔ جب میں اس قصر میں پہنچا تو میں نے اس قصر کے صحن میں ایک عظیم الجثہ بوڑھے کو اون کا جبہ پہنے ہوئے دیکھا۔ میں نے اتنی لمبی چوڑی مخلوق کبھی نہ دیکھی تھی۔ حیرت استعجاب میں پڑ گیا۔ نماز سے فراغت کے بعد میں نے اس کو سلام کیا۔ سلام کا جواب دے کر اس جن نے مجھ سے کہا۔ جبہ میرے جسم پر سات سو برس سے ہے۔ یہ آج تک کہیں سے پھٹا نہیں۔ کپڑے جسم کی میل کچیل سے پھٹا نہیں کرتے۔ حرام غذا اور گناہوں کی نجاست سے پھٹتے ہیں۔ اسی جبہ کو پہن کر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کر کے ایمان لایا۔ اور اسی جبہ کو پہن کر میں نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور مشرف بہ اسلام ہوا۔ میں ان جنوں میں سے ہوں جن کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ (تفسیر مظہری)

جنات بھی انسان کی طرح مختلف مذاہب رکھتے ہیں:

حضرت خواجہ حسن بصری فرماتے ہیں کہ جس طرح انسانوں کے مختلف مذاہب ہیں اسی طرح جنات بھی مختلف مذاہب رکھتے ہیں جنات مسلمان بھی ہیں، ہندو بھی، عیسائی بھی، اور یہودی بھی، قدریہ بھی، مرجیہ بھی، رافضی بھی ہیں اور تفضیلیہ بھی مجوسی بھی ہیں اور ستارہ پرست بھی۔

شیخ عبدالوہاب شعرانی سے ایک جن کی ملاقات:

شیخ صاحب موصوف نے اپنی کتاب الیواقیت والجواہر میں لکھا ہے کہ میں ایک روز مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک جن نے کتے کی شکل میں متشکل ہو کر مجھ سے توحید کے بارے میں کچھ سوالات کئے میں نے جواب دیا۔ جب وہ کتا چلا گیا تو فراش نے مسجد کے صحن کو دھویا۔ میں نے فراش کو بتایا وہ کتا نہ تھا۔ بلکہ جن علمی سوالات پوچھنے آیا تھا۔

صحابی جنات کی تعداد کتنی ہے:

اسی کتاب میں دوسری جگہ مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی مرتبہ جنوں کو تبلیغ یا ان کے مقدمہ کے تصفیہ کے لئے مختلف مقامات پر تشریف لے گئے۔ ان مقامات کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ مکہ مکرمہ کے اندر درہ حجون میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کو اسلام کی دعوت دی۔

۲۔ دو مرتبہ مدینہ میں میدان بقیع غرقد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کو اسلام کا پیغام پہنچایا، ان دونوں مرتبہ عبداللہ بن مسعودؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ان دونوں راتوں میں جنوں کی تعداد بے شمار بیان فرمائی۔ جنات کے قاصدوں کی دعوت پر چار جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لے جانا ثابت ہے

۱۔ ایک بار جب آپ مفقود ہو گئے تھے۔ صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں مصروف تھے۔ صبح کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا کی طرف سے آتے ہوئے ملے۔

۲۔ مکہ کے اونچے علاقے میں۔

۳۔ مدینہ سے باہر۔ جس میں حضرت زبیرؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔

۴۔ ایک سفر میں جس میں بلال بن حارث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے

روایات متذکرہ سے اگرچہ صحابی جنات کی تعداد معلوم نہیں ہوتی۔ مگر اتنا ضرور ثابت ہے کہ قوم جنات کی ایک بڑی تعداد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق نما پر مشرف با اسلام ہو چکی تھی۔ پھر ان اصحاب کی ذریت بھی مسلمان ہو گئی۔

دارالعلوم دیوبند میں جنات بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں:

بعض اساتذہ دارالعلوم کی زبانی معلوم ہوا کہ دارالعلوم دیوبند میں جنات بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن مرحوم مہتمم دارالعلوم دیوبند نے ایک روز رات کو بارہ بجے کے دوران گشت میں ایک بند کمرے میں دو سانپ کے بچوں کو آپس میں لڑتے اور کھیل کرتے دیکھا۔ ان سانپ کے بچوں کے سامنے کتابیں کھلی ہوئی رکھیں تھیں۔ حضرت مہتمم صاحب نے یہ حرکت دیکھ کر ان کو ڈانٹ کر کہا یہ مطالعہ کا وقت ہے یا لڑنے کا۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں سانپ مقررہ انسانی شکل میں متشکل ہو کر معذرت کرنے لگے۔ اور وعدہ کیا ان شاء اللہ آئندہ آپ کو شکایت کا موقع نہ دیں گے۔

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جنات کو آسمان پر جانے کی اجازت تھی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان موقوفی وحی کا جو زمانہ تھا۔ اس زمانہ میں آسمان پر شیاطین کو آنے جانے کی ممانعت نہ تھی۔ ایسی جگہ جا کر بیٹھ جاتے۔ جہاں سے وہ فرشتوں کی باتیں سن سکیں۔ (رواہ البیہقی)

شیطان بھی مرد کے ساتھ مباشرت میں شرکت کرتا ہے

تفسیر خازن میں آیت متذکرہ بالا کی تفسیر میں یہ قول بھی مذکور ہے

وقیل ان الشیطان یقعد علی ذکر الرجل وقت الجماع فذالم یقل بسم اللہ اصاب معه امراته و انزل فی فرجها کما ینزل الرجل

شیطان ہمبستری کے وقت مرد کی شرمگاہ پر بیٹھا رہتا ہے اگر مرد نے بسم اللہ نہ پڑھی تو مجامعت میں شریک ہو کر مرد کے ساتھ منزل ہوتا ہے۔

جنات انسان عورتوں سے بھی مباشرت کرتے ہیں:

تفسیر خازن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول مذکور ہے کہ ان سے کسی شخص نے پوچھا کہ میری عورت سو کر اٹھی تو اس کی شرمگاہ سے آگ نکل رہی تھی۔ فرمایا تیری عورت کے ساتھ جن نے ہمبستری کی ہے۔

خاتم سلیمان اور شیطان:

حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک انگوٹھی تھی جس پر اسم اعظم کندہ تھا۔ حاجت بشریہ سے فراغت حاصل کرنے کے وقت آپ اس کو انگلی سے نکال کر رکھ دیتے تھے۔ حضرت کی خادمہ امینہ اس کو حفاظت سے رکھ لیتی تھیں۔ ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام اس انگوٹھی کو امینہ کے پاس رکھ کر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو نے میرا ظاہر عمدہ بنایا ہے پس میرے اخلاق بھی عمدہ بنا دے (آئینہ دیکھتے وقت کی دعا)۔ (الاتحاف)

کسی کام کو چلے گئے۔ شیطان نے آپ کی صورت میں متشکل ہو کر امینہ سے انگوٹھی لے لی اور تخت پر بیٹھ کر حکمرانی شروع کر دی۔

کچھ دیر بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے امینہ سے انگوٹھی طلب کی۔ تو اس نے کہا تم کون ہو انگوٹھی تو حضرت سلیمان علیہ السلام لے گئے اور وہ اپنے تخت شاہی پر جلوہ افروز ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام عالم مایوسی میں محل شاہی سے باہر آ گئے اور دریا کے کنارے ایک مچھیرے کے ہاں ملازمت کر لی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام مچھلیاں دریا کے کنارے سے اٹھا کر بازار پہنچا دیا کرتے تھے۔ شام کو خدمت کے معاوضہ میں آپ کو دو مچھلیاں مل جاتی تھیں۔ ایک مچھلی فروخت کر کے روٹی خرید لیتے اور دوسری بھون کر روٹی کے ساتھ کھا لیتے۔ اسی طرح چالیس روز گزر گئے۔

ستاروں کے ٹوٹنے سے قریش پر خوف و ہراس طاری ہو گیا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لئے جانے کے بعد آسمان سے ستاروں کا ٹوٹنا موقوف ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ستارے ٹوٹنے لگے تو قریش نے اس خوف سے کہ خدا جانے کیا بلا نازل ہونے والی ہے۔ چوپایوں اور غلاموں کو آزاد کرنا شروع کر دیا۔ عبد یالیل کاہن نے کہا اس کام میں جلدی نہ کرو۔ یہ دیکھو کہ بڑے تارے ٹوٹ رہے ہیں یا چھوٹے؟ اگر بڑے ستارے ٹوٹ رہے ہوں تو سمجھ لینا دنیا کے خاتمے کا وقت آ گیا۔ ورنہ یہ حال کسی نبی کی آمد کا پیش خیمہ ہے۔ (رواہ ابونعیم عن ابی کعب)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس روز اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت نبوت پہنایا تو شیاطین کو آسمانی خبر حاصل کرنے سے روک دیا گیا اور ان پر ستاروں کی آگ پھینکی جانے لگی۔ شیاطین نے ابلیس سے شکایت کی تو اس نے کہا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ارض مقدس میں کوئی نبی مبعوث ہوا ہے۔ شیاطین تحقیقات کے لئے ارض مقدس گئے اور لوٹ کر آ گئے۔ وہاں ارض مقدس میں کسی نبی کا ظہور نہیں ہوا تھا۔ اس کے بعد ابلیس اس جستجو میں مکہ گیا تو وہاں اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غار حرا میں جبرئیل کے ساتھ دیکھا۔ ابلیس نے اپنے دوستوں سے واپس آ کر کہا کہ مکہ میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں۔ نگران کے ساتھ جبرئیل ہیں۔

روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سواد بن اقارب سے کہا کہ اپنے اسلام لانے کی بات سناؤ۔ سواد نے کہا ایک جن میرا دوست تھا۔ میں رات کو سویا ہوا تھا اس نے مجھے جگا کر کہا اٹھو۔ سمجھ لو جان لو۔ لوی بن غالب میں سے ایک رسول مبعوث کیا گیا ہے۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

عجبت للجن و اجناسها	و شدها العیس با ھلاسها
تھوی الی مکة تبغی الھدی	مامومنوھا مثل ارجاسها
فانهض الی صفوة من ھاشم	واسم بعینک الی راسها

جنات میں سے میں تعجب کرتا ہوں اور جنات کے ہم جنس لوگوں سے تعجب کرتا ہوں اور اس سے کہ وہ اپنے اونٹوں پر کجاوے باندھتے ہیں۔ وہ جنات مکہ کی طرف میل کرتے ہیں اور ہدایت کی خواہش کرتے ہیں۔ ان جنات میں جو مومن ہیں وہاں کے نجس جنات کی مثل نہیں ہیں۔ تو اس خلاصہ کی طرف جا، جو ہاشم میں سے ہے اور اپنی آنکھوں کو ذرا ہاشم کی طرف اٹھا کر دیکھ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بنی ہاشم کے راس ہیں۔

یہ اشعار سنا کر اس نے مجھے تہدید آمیز انداز سے کہا، اے سواد اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کو مبعوث کیا تو اس نبی کے پاس جا، ہدایت پائے گا۔

حضرت تمیم داری کہتے ہیں کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں۔ میں شام میں تھا۔ میں کسی کام سے جنگل میں گیا۔ رات ہو گئی وہیں لیٹ گیا۔ اچانک مجھے آواز آئی۔ کسی شخص نے مجھ سے کہا کہ جن کسی شخص کو اللہ تعالیٰ سے نجات نہیں دلا سکتا۔ میں نے کہا خدا کی قسم تو نے کیا کہا۔ تو آواز آئی کہ رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا ہے۔ ہم نے مقام حجون میں آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ اب جنات کا مکر و فریب دور ہو گیا۔ اب جنات آگ کے شعلوں سے مارے جاتے ہیں۔ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر مسلمان ہو جا۔

حضرت تمیم داری فرماتے ہیں کہ میں نے صبح اٹھتے ہی ایک کاہن سے رات کے واقعہ کا ذکر کیا۔ تو اس نے کہا کہ جن نے جو کچھ تجھ سے کہا سچ کہا۔ اس نبی نے حرم سے ظہور کیا ہے۔ اور اس کی ہجرت کی جگہ مدینہ ہے وہ خیر الانبیاء ہے۔ تو ان کی طرف کیوں نہیں جاتا۔ (رواہ ابونعیم)

جنات کا قبول اسلام اور بارگاہ رسالت میں جوق در جوق آمد

نصیبین کے جنات کا وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

کعب احبار کہتے ہیں کہ جب نصیبین سے سات جن اسلام قبول کر کے بطن نخلہ سے اپنی قوم میں واپس آئے تو تین سو جنوں کا وفد حجون میں آ کر رکا۔ اور احقب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت اقدس میں سلام عرض کیا اور کہا حضور ہماری قوم کا ایک وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے حجون میں حاضر ہے۔ شرف باریابی عطا فرمایا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رات کو حجون میں ملاقات ہو گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپسی میں مقام نخلہ میں ٹھہرے۔ نصف شب کے قریب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ نصیبین کے سات جن حسا، مسا، شاصر، ناصرہ، ابن الارب، امین، انضم آئے اور انہوں نے نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت سنی۔ اور اسلام لے آئے۔ اور وہاں واپس آ کر اپنی قوم کی تبلیغ میں مشغول

ہو گئے۔اس واقعہ کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا۔

وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ (خازن)

دوسرا واقعہ: حضرت علقمہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تم لوگوں میں سے کوئی شخص لیلۃ الجن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں، لیکن ایک رات مکہ معظمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو اطلاع دیئے بغیر باہر تشریف لے گئے ہم لوگ ساری رات پریشان رہے، صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حرا کی جانب سے آتے ہوئے دیکھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پریشانی کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جنات کا ایک قاصد آیا تھا میں نے ان کے پاس جا کر قرآن پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جنات کے قدموں کے نشانات اور جنات نے جو آگ جلائی تھی اس کے آثار دکھائے۔ (ترمذی)

جن صحابی کی وفات

معاذ بن عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا، ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ میں نے جنگل میں دو بگولے آپس میں لڑتے دیکھے لڑتے رہے اور کچھ دیر کے بعد جدا ہو گئے۔ میں دونوں کے لڑنے کی جگہ گیا۔ اس مقام پر دو سانپ مرے ہوئے نظر آئے۔ ایک سانپ میں سے مشک کی سی خوشبو آرہی تھی۔ میں حیران ہو کر ان دونوں سانپوں کو الٹنے پلٹنے لگا۔ ان میں سے ایک سانپ بہت پتلا زرد رنگ کا تھا۔ مشک کی سی خوشبو اسی سانپ میں سے آرہی تھی۔ میں نے اس سانپ کو کپڑے میں لپیٹ کر زمین میں دفن کر دیا۔

اس کام سے فارغ ہو کر میں چل دیا راستہ میں آواز آئی، اے اللہ کے بندے تو نے بہت اچھا کام کیا۔ یہ دو سانپ ان جنات میں سے تھے جو بنی شعیبان اور بنی قیس میں سے ہیں۔ ان دونوں کی آپس میں لڑائی ہوئی تھی۔ جس سانپ کو تم نے کفن دے کر دفن کیا تھا، وہ شہید تھا اور ان جنات میں سے تھا جنہوں نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے وحی الٰہی سنی تھی۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابلیس کے پڑپوتے کی ملاقات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہامہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر بیٹھا تھا۔ کہ ایک بوڑھے آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہو کر سلام کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اور فرمایا تیری آواز اور لہجہ تو جنات کا معلوم ہوتا ہے۔ اس نے جواب دیا میں ہامہ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تیری عمر کتنی ہے۔ جواب دیا جس وقت قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا اس وقت میری عمر تین چار سال تھی۔ اس زمانہ میں لوگوں کی باتیں سمجھتا۔ لوگوں کو خراب کرتا اور لوگوں کو قطع رحمی کی ترغیب دیتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بوڑھا آدمی ایسے برے اعمال کی ترغیب میں دن رات مشغول رہتا ہو۔ اس سے زیادہ برا شخص کوئی دنیا میں نہیں۔

ہامہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ملامت نہ کیجئے۔ میں نے ایسے اعمال سے خدا سے توبہ کر لی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں میں مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں رہتا تھا۔

ہامہ نے کہا یا رسول اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھے تورات کی تعلیم دی تھی۔ آپ بھی مجھے تعلیم فرمائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہامہ کو سورۃ واقعہ، سورۃ مرسلات، سورۃ نباء، سورۃ کورت، معوذتین اور سورۃ اخلاص کی تعلیم فرمائی۔ اور فرمایا اے ہامہ جب تجھے کوئی حاجت ہو تو ہمارے پاس پیش کی جیو۔ اور ہم سے ملتے رہنا۔ (بیہقی)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ہاتھوں ایک صحابی جن کا کفن دفن:

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مکہ تشریف لے جا رہے تھے۔ صحرا میں آپ نے ایک مردہ سانپ دیکھا آپ نے فرمایا زمین کھودنے کا اوزار لاؤ۔ آپ نے گڑھا کھود کر اس سانپ کو کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا۔ یکایک آواز آئی۔ خدا کی رحمت ہو تجھ پر اے سرق میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے سرق تو صحرا میں مرے گا اور میری امت کا ایک بہتر آدمی تجھ کو دفن کرے گا۔

یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا تو کون شخص ہے خدا تجھ پر رحم کرے اس نے جواب دیا میں جن ہوں اور یہ سانپ سرق ہے سرق ان جنات میں سے ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ اس کے اور میرے سوا اب کوئی نہیں رہا تھا۔

حضرت خالد بن ولید کے ہاتھوں عزی کا قتل:

ابوطفیل کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کرنے کے بعد خالد بن ولید کو نخلہ کی طرف بھیجا۔ نخلہ میں عزی کا بت تھا۔ یہ بت تین میخوں پر قائم تھا۔ حضرت خالد بن ولید نے ان میخوں کو کاٹ کر جس مکان میں یہ بت نصب تھا اسے منہدم کرا دیا۔

سحر اور جن کے اثرات کا بیان:

سحر کے معنی لغت میں امر مخفی اور پوشیدہ چیز کے ہیں اور علمی اصطلاح میں ایسے عجیب و غریب امور کا نام ہے جن کے وجود میں آنے کے اسباب

نظر سے پوشیدہ ہوں۔ تفسیر کبیر میں امام رازی نے فرمایا ہے۔

لفظ سحر اصطلاح شریعت میں ایسے امر کے لئے مخصوص ہے جس کا سبب مخفی ہو اور وہ اصل حقیقت کے خلاف خیال میں آنے لگے۔

سحر کی حقیقت:

علماء اہل سنت کی رائے ہے کہ سحر واقعی ایک حقیقت ہے اور مضرت رساں اثرات رکھتا ہے اور حق تعالیٰ نے اپنی حکمت اور مصلحت کاملہ کے پیش نظر اس میں اس طرح کے مضر اثرات رکھ دیئے ہیں جس طرح زہر یا دوسری نقصان رساں ادویات میں موجود ہیں۔ یہ بات نہیں ہے کہ سحر بذات خود قدرت الٰہی سے بے نیاز ہو کر مؤثر بالذات ہے، سحر کو مؤثر بالذات سمجھنا کفر خالص ہے۔ علامہ عمادالدین ابن کثیر نے لکھا ہے۔

سحر کے احکام:

فقہائے اسلام نے سحر کے متعلق تصریح کی ہے۔ کہ جن اعمال میں شیاطین ارواح خبیثہ اور غیر اللہ سے استعانت کی جائے اور ان کو حاجت روا قرار دے کر منتروں کے ذریعے ان کی تسخیر سے کام لیا جائے تو وہ شرک کے مترادف ہے۔ اور اس کا عامل کافر ہے۔ اور جن اعمال میں ان کے علاوہ دوسرے طریقے استعمال کئے جائیں اور ان کے ذریعے دوسروں کو نقصان پہنچایا جائے ان کا مرتکب حرام اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مہلک باتوں سے بچو۔ یعنی شرک اور جادو سے۔ (بخاری)

علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں لکھا ہے۔

علامہ نووی کہتے ہیں کہ عمل سحر حرام ہے۔ اور وہ بالاجماع کبائر میں سے ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو سات مہلک چیزوں میں شمار کیا ہے۔ اور سحر کی بعض صورتیں کفر ہیں۔ اور بعض کفر تو نہیں ہیں مگر سخت معصیت ہیں پس اگر سحر کا کوئی منتر یا کوئی عمل کفر کا مقتضی ہے تو وہ کفر ہے۔ ورنہ نہیں۔ بہر حال سحر کا سیکھنا اور سکھانا قطعاً حرام ہے۔

کلدانی سحر کے بڑے پکے ماہر تھے:

معتبر تاریخوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ نمرود کے زمانہ میں حکمائے بابل نے چھ طلسم ایسے عجیب وغریب تیار کئے تھے کہ عقل و وہم کی رسائی ان تک دشوار تھی۔

ا۔ کلدانیوں نے ایک بط بنائی تھی۔ اس بط کی یہ خاصیت تھی کہ جب کوئی چور یا جاسوس شہر میں داخل ہوتا تو یہ خود بخود بولنے لگتی تھی۔ لوگ سمجھ جاتے تھے کہ شہر میں کوئی چور یا جاسوس آیا ہے۔ وہ اس کو تلاش کر کے فوراً گرفتار کر لیتے۔

سحر کے اثرات

علامہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک غیر آباد مقام پر کچھ دن خدمت کرنے کے بعد بادشاہ جنات وہموش سے میری ملاقات ہوئی۔ دوران ملاقات کئی مسائل پر گفتگو ہوئی۔ بادشاہ وہموش سے میں نے علامات سحر کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے مجھ سے خدا اور سلیمان علیہ السلام کی قسم لی۔ کہ ان باتوں میں کبھی دروغ بیانی سے کام نہ لوں گا۔ مجھ سے کہا کہ سحر کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کو حجرہ مسقف میں بند کر کے اس کے آگے دروازہ بند کر دیا جائے۔ ایسی حالت میں جب تک کہ اس حجرہ کا تالا نہ کھول دیا جائے باہر نکلنا ناممکن ہے اور جب کسی انسان کے ہاتھ پاؤں میں کانٹا چبھ جاتا ہے تو اس کو تکلیف محسوس ہوتی ہے یہ تکلیف اس وقت تک رفع نہیں ہو سکتی جب تک کانٹے کو نکال نہ دیا جائے۔

بادشاہ وہموش نے بتایا کہ سحر زدہ مریض حسب ذیل علامات سے پہچانا جاتا ہے:

ا۔ سحر کی ایک قسم یہ ہے کہ میاں بیوی محبت پیار سے رہتے ہوں یکا یک مرد اپنی بیوی سے برگشتہ ہو جائے اس مقصد کے لئے سحر کا عمل مرد کے لئے کیا جاتا ہے۔

۲۔ عورت اپنے شوہر کو بغض کی نظر سے دیکھنے لگتی ہے سحر سے پہلے اپنے شوہر کی عاشق زار ہوتی ہے اس صورت میں سحر کا عمل عورت کے لئے کیا جاتا ہے۔

یا عورت اپنے شوہر کو سور کتے سے حقیر اور مبغوض سمجھنے لگتی ہے تو مرد کو اپنی بیوی کی طرف سے باندھ دیا جاتا ہے۔ وہ اپنی بیوی سے ہمبستری کی قدرت سے محروم ہو جاتا ہے۔

نئی دلہن کے لئے بھی سحر کیا جاتا ہے۔ دلہن اپنے شوہر کو بری اور غصے کی نظر سے دیکھنے لگتی ہے۔

ایک قسم کا سحر عورتوں کے لئے مخصوص ہے کہ وہ اپنے شوہر کی ہمبستری کو برا سمجھنے لگتی ہیں۔

مرد کے مفاصل (جوڑوں) میں یکا یک تکلیف پیدا ہو جاتی ہے۔

ایک قسم کا سحر ایسا ہے کہ عورت کے پیٹ اور سر میں پانی پیدا ہو جاتا ہے اور ایک قسم کا سحر ایسا ہے عورت کی شکل وصورت تبدیل ہو جاتی ہے۔

عورت کے اولاد کی پیدائش بند ہو جاتی ہے ماہواری آتی رہتی ہے مگر استقرار حمل نہیں ہوتا۔

جن کے اثرات:

جنات چونکہ ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں اس لئے نہ اس مخلوق کی صحیح تعداد کا علم ہو سکتا ہے اور نہ اس قوم کے تفصیلی حالات ہی معلوم ہو سکتے ہیں۔

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ عہد رسالت میں جنات کی کثیر تعداد اسلام قبول کر کے مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہوگئی تھی۔ پھر بھی انسانوں کی طرح بیاہ شادی توالد و تناسل سے اس قوم کی تعداد اس دنیا کے کل انسانوں سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہ ہوگی۔

جس طرح انسانوں میں کوئی کسی مذہب کا پیروکار ہے اور کوئی کسی کا۔ اسی طرح جنات کے مذاہب بھی انسانوں کی طرح مختلف ہیں۔ کوئی صحیح راستہ پر ہے اور کوئی غلط راستہ پر ہے، کوئی نیک بخت ہے کوئی بد بخت۔ کوئی نیک ہے تو کوئی بدمعاش۔

دنیا میں نیک انسان جس طرح اپنی جنس کے افراد کو ستانا سخت گناہ تصور کرتے ہیں اسی طرح نیک جنات بھی انسان کو آزار نہیں پہنچاتے۔ ایذاء رسانی شریر نفوس کا خاصہ ہے۔ خواہ وہ انسان ہوں یا جنات۔ انسان کی ایذاء رسانی سے محفوظ رہنے کے لئے حکومت کی طرف سے بھی انتظامات ہوتے ہیں اور ہر شخص قانون حفاظت خود اختیاری کے تحت اپنی حفاظت کے کچھ نہ کچھ انتظامات رکھتا ہے۔

لیکن جنات چونکہ ہماری آنکھوں سے نظر نہیں آتے اور نہ ان کو ایذا پہنچاتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس لئے جنات کے شر سے حفاظت ایک ٹیڑھا مسئلہ ہے۔

شریر جنات کی تعداد:

جنات کی ایذا رسانی کے متعلق جو معلومات حاصل ہوئی تھیں اس سلسلہ میں انہوں نے بسمائیل وزیر شاہ جنات کا قول نقل کیا ہے۔

بسمائیل کہتے ہیں کہ جنات عورتوں اور مردوں کو ستایا کرتے ہیں۔ وہ بہت سی قسم کے ہیں۔ مجھے بھی ان میں بہت سوں کا حال معلوم ہے ایسے جنات کی ستر قومیں ہیں اور ہر قوم میں ستر ہزار قبیلہ ہے اور ہر قبیلہ میں ستر ہزار افراد۔ اگر آسمان سے سوئی پھینکی جائے تو وہ زمین پر نہ گرے گی ان کے سروں پر رک جائے گی۔

یادگار تحریریں

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ

حکیم الاسلام قاری محمد طیب رحمہ اللہ

حضرت مولانا سید اصغر حسین رحمہ اللہ

حضرت مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ

مولانا سید انظر شاہ کشمیری رحمہ اللہ

و دیگر اکابر کے ادبی قلم کی شاہکار تحریرات کا مجموعہ

رابطہ کیلئے 0322-6180738

باب ۱۴۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابلیس نامہ

آغاز حدیث:

روایت ہے سلمان بن وارد سے اور وہ روایت کرتے ہیں سعید بن مسیتب سے اور وہ عروہ بن زبیر سے۔ خوشنود ہو اللہ تعالیٰ ان سب سے۔ کہا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے باہر نکلے ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کے قبرستان کی طرف اور ہمارے ساتھ تھے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ پس سنی ہم نے ایک آواز مانند آواز زنجیر کے پس پوچھا ہم نے کیا ہے یہ آواز یا رسول اللہ۔ ''فرمایا ابلیس ہے دشمن اللہ کا اپنے زیور وزینت میں''۔

پس عرض کیا علی رضی اللہ عنہ نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماؤ اس کو تا ظاہر ہووے وہ ہم پر۔ پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابلیس کو کہ تو ظاہر ہو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے واسطے نہیں تو ہلاک ہوگا آج کے دن۔ کہا راوی عروہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے پس ظاہر ہوا ابلیس ہم سب پر یہاں تک کہ دیکھا ہم سب نے پس یک بیک ہے وہ ابلیس بوڑھا اور کانا اور درازی اس کی اچھی آنکھ کی اس کی ناک کی درازی کے برابر۔ اور تھا اس کے سر پر تاج اس پر آویزاں تھی کل زینت جواہرات وغیرہ۔ اور اس کی کمر پر پٹکا بندھا ہوا تھا۔ جس پر تھی ہر ایک طریق اور اس کے ہاتھ میں تھی ہر ایک گھنٹی۔ پس کہا السلام علیک یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس جواب نہیں دیا اس کو سلام کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ وہ ہے جیسا تو کہتا ہے یعنی سلام خدا کی طرف سے ہے۔ تیری جانب سے نہیں۔ لیکن تو ہے دشمن اللہ کا اور دشمن اپنا۔ پس فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے یہ کلاہ جو تیرے سر پر دھری ہے۔ ابلیس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ دنیا ہے اپنی آرائش کے ساتھ اس کو زینت دیتا ہوں دلوں میں رغبت کرنے والوں کے۔ تاکہ زیادہ کریں حرص اور طمع اس پر۔ پس فرمایا سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے۔ پس یہ کیا جو دیکھتا ہوں اس کو تیری کمر میں یعنی پٹکا۔ کہا ابلیس نے یہ پٹکا خواہشیں دنیا کی ہیں۔ اور ظاہر کرتا ہوں میں ان خواہشوں کو بنی آدم کے دلوں پر۔ یہاں تک کہ نہیں چھوڑتے ہیں کسی خواہش کو جو مقدور ہو اس پر۔ فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پس کیا ہے یہ گھنٹی تیرے ہاتھ میں۔ کہا ابلیس نے جس وقت دیکھتا ہوں دو شخص جھگڑے ہوئے تو ہلاتا بجاتا ہوں یہ گھنٹی ان دونوں میں۔ پس دونوں کرتے ہیں سب برے کام اور کہتے ہیں سب جھوٹ اور بہتان۔ پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہتا ہے تو میرے حق میں اور میرے یاروں کے حق میں۔ کہا ابلیس نے یعنی تم تو معصوم ہو یعنی بے گناہ اور پاک، نہیں نزدیک ہوا ہوں میں تم سے کبھی۔ یعنی مجھے تمہارے پاس آنے کی قدرت نہیں۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میری اطاعت نہیں کی ہے ایام جاہلیت میں پس کیونکر حالت اسلام میں مطیع ہوگا۔ اور لیکن عمر رضی اللہ عنہ جس روز سے مسلمان ہوئے اس کے غلبہ اور قوت دین سے میں بھاگتا ہوں۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ پس اس سے شرمندہ ہوں جیسے شرم کرتے ہیں اس سے آسمان کے فرشتے۔ اور لیکن علی رضی اللہ عنہ پس اپنے کو اس سے نہیں سلامت رکھ سکتا ہوں۔ بالکل بلکہ ہمیشہ مغلوب ہوں۔ اور آپ کے باقی یار پس میں اور وہ۔ پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے ہیں تیرے دوست میری امت میں سے۔ ابلیس نے کہا میرے دوست گیارہ قسم کے ہیں۔ پہلا ان میں بادشاہ ظالم عدل و انصاف نہ کرنے والا اور دوسرا تکبر کرنے والا، اور تیسرا سوداگر چوری کرنے والا، کم کرنے والا وزن اور ناپ میں، اور چوتھا شراب پینے والا، اور پانچواں بیاج (سود) کھانے والا، اور چھٹا چغلی کھانے والا، اور ساتواں ناحق قتل کرنے والا، اور آٹھواں ناحق یتیم کا مال کھانے والا، اور نواں زکوٰۃ نہ دینے والا، اور دسواں دنیا کو اختیار کرنے والا آخرت پر، اور گیارھواں دور امید رکھنے والا ہر آن ہر لحظہ موت نزدیک ہوتی ہے سو اس کو بھول کر ہزاروں سال جینے کی فکر کرنا بڑی نادانی ہے۔ غرض یہ سب دوست ابلیس کے اور دشمن خدا کے ہیں۔ پس فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیونکر پاتا ہے تو اپنے کو نماز کی حالت میں۔ ابلیس نے کہا پکڑتی ہے تب لرزہ جب کھڑے رہتے ہیں لوگ نماز پر۔ فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قرآن پڑھایا جاتا ہے تو تیرا کیا حال ہوتا ہے۔ بہرا ہو جاتا ہوں۔ فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پس حج کرنے کے وقت تیرا کیا حال ہوتا ہے۔ ہوتا ہوں قیدی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس وقت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو حاکم اور رعایا کی اصلاح فرما۔ (الاسرار)

جہاد کے تیرا کیا حال ہوتا ہے۔ ابلیس نے کہا باندھے جاتے ہیں دونوں ہاتھ میرے گردن کی طرف یعنی مشکیں باندھی جاتی ہیں۔ پس صدقہ اور خیرات کے وقت تیرا کیا حال ہوتا ہے۔ ابلیس نے کہا پس گویا خیرات کرنے والا پکڑتا ہے آرہ۔ پس اس آرے کو رکھتا ہے میرے سر پر اور کاٹتا ہے مجھ کو دو ٹکڑے پھینکتا ہے آدھا مشرق کی طرف اور آدھا مغرب کی طرف۔ کس لئے ایسا تیرا حال ہوتا ہے اے ملعون۔ ابلیس نے کہا اسلئے کہ تحقیق ان خیرات کرنے والوں کے لئے ہیں صدقہ دینے میں تین خصلتیں یعنی تین مرتبے ہیں۔ نہیں صبر ہے مجھ کو ان مرتبوں پر، پہلا مرتبہ ان سے یہ کہ اللہ اس کا قرض دار ہوتا ہے۔ دوسرا ہوتا ہے صدقہ دینے والا بہشت کے وارثوں سے۔ اور تیسرا یہ کہ صدقہ دینے والوں کے نفس محفوظ رہتے ہیں۔ میری گمراہی سے چالیس دن۔ پھر کون سی مصیبت بزرگتر ہے مجھ پر اس سے۔ پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آیا تو جانتا ہے کتنے ہیں شیطان۔ کہا ابلیس نے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مامور ہوا ہوں میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ کہوں۔ جانیے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام آدمیوں کا شمار دسواں حصہ چوپائے جانوروں کا ہے۔ اور آدمی اور چوپائے دسواں حصہ پرندوں کا۔ اور آدمی اور چوپائے اور پرندے دسواں حصہ جنات کے۔ اور آدمی اور چوپائے اور پرندے اور جنات دسواں حصہ شیاطین کا ہیں۔ اور آدمی اور چوپائے اور پرندے اور جنات اور شیطان دسواں حصہ یاجوج و ماجوج کا ہے۔ اور بنی آدم و چوپائے و پرندے و جن و شیاطین و یاجوج و ماجوج دسواں حصہ آسمان کے فرشتوں کے ہیں اسی طرح انتہا تک ساتوں آسمان کی۔ پس فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کون سی خصلتوں سے پہچانتا ہے میری امت کی ہلاکت کو۔ ابلیس نے کہا جب قبول کریں گے مجھ سے تین خصلتیں۔ پس تحقیق ہلاک ہوویں قیامت تک۔ پہلی خصلت بخیلی ہے پس تحقیق وہ سب گناہوں کا سر ہے۔ اور دوسری بازی اور بیہودگی پس تحقیق وہ شاخ ہے کفر سے اور تیسرے فراموش کرنا گناہوں کو اپنے۔ پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت مرحومہ ہے۔ مغفرت کرے گا خدائے تعالیٰ گناہ پچاس برس کے ایک ساعت توبہ کرنے سے۔ ابلیس نے کہا سچ فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور البتہ میں امر کروں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض امت کو وہ چیز جو باطل کرے ان کے اعمال کو۔ پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کس چیز سے امر کرے گا میری بعض امت کو۔ ابلیس نے کہا لیکن بوڑھے مرد پس نہیں امر کرتا ہوں ان کو اس چیز کا جو نہیں اٹھایا جاوے ان سے اور وہ اطاعت نہ کریں میری اس امر میں اور میں امر کروں گا ان کو جھوٹ کہنے اور غیبت کرنے اور جھوٹی گواہی دینے اور نماز کے واسطے سستی کرنے اور عبادت میں ڈھیل کرنے کو یعنی بوڑھوں سے ایسے گناہ اچھی طور ادا ہوتے ہیں۔ لیکن پس جوان میں امر کرتا ہوں ان کو جھوٹ کہنے اور غیبت کرنے اور جھوٹی گواہی دینے اور طرف بدی اور بدفعلی اور بدکاری کے اور تکبر اور غرور کے اور دیکھنے حرام کی طرف یعنی جس چیز کو دیکھنا مسلمانوں کو حرام ہے۔ لیکن لڑکے پس وہ ہیں ہماری بغلوں کے بیچ ہم بازی کرتے ہیں ان سے جیسا کہ ہم چاہتے ہیں اور لیکن بوڑھیاں پس امر کرتا ہوں ان کو بہتان اور زیادہ باتیں کرنے اور جادو کرنے اور لوگوں کی آبرو گرانے میں اور نماز کی تحقیر کرنے میں اور لیکن جوان عورتیں پس نہیں ہے میرے اور ان کے درمیان خلاف مگر ہزار سے ایک عورت میرے مخالف ہو گی۔ اسی طرح جوان مرد ہزار میں سے ایک یعنی تمام جوان عورت و مرد میرے مطیع ہیں اور قسم ہے مجھے اس کی جس نے مجھے مہلت دی زندہ رہنے کی قیامت تک تحقیق کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے نہیں نیت کرتا ہے نیکی کی جو کرے اس کو مگر سونپتا ہوں اس کے ساتھ ایک شیطان کو جس کو متقاضی کہتے ہیں۔ تقاضا کرتا ہے وہ شیطان ان لوگوں کے نزدیک یہاں تک کہ خبر دیتا ہے اس کی جو کرتا ہے اور منت رکھتا اس سے لوگوں کے پاس اللہ پر یعنی اس نیک عمل کو وہ شخص لوگوں میں ظاہر کر کے اللہ تعالیٰ پر احسان رکھتا ہے پس ناچیز ہوتا ہے اس کا اجر اور نہیں قصد کرتا ہے کوئی نماز کا مگر پھیرتا ہوں اس کو اس سے یہاں تک کہ فوت ہو جاتا اس کا وقت پس اگر رد کر دے وہ نمازی یعنی میرا فریب نہ قبول کرے تو بھیجتا ہوں اس کی طرف آدمیوں سے اس کو جو پھیر دیوے اس کو اس نماز سے طرف باتوں کے یا کسی سبب کی طرف سہوں سے۔ پس وہ نمازی آتا ہے نماز کو بعد اس کے جو تحقیق فوت ہو جاتا ہے وقت۔ پس جلد جلد ادا کرتا ہے اس نماز کو جیسے ٹھونگتا ہے دانہ کو مرغ۔ پس رد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر نماز اس کی کو۔ مگر جب توبہ کرے کیونکہ توبہ مٹا دیتی ہے گناہوں کو اور ڈالوں گا درمیان ان کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا ظلم از روئے بہتان کے۔ پس کہوں گا ظلم کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اور کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا اور ایسا اور علی رضی اللہ عنہ ایسا اور ایسا مدح کروں گا علی رضی اللہ عنہ کی ایک گروہ کے نزدیک یہاں تک کہ دوستی رکھیں گے ان کی ایسی دوستی کہ زیادہ حد سے ہو اور فضیلت دیں گے ان کو ابراہیم اور اسمعیل اور جبرائیل و میکائیل علیہ السلام پر۔ پس ہمیشہ بغض رکھنے والے ہوں گے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ سے ساتھ گالیوں اور مذمت کے نزدیک دوسروں کے۔ بدتر اس چیز سے جو ہوتی ہے مذمت کے یہاں تک کہ قبول کریں گے مجھ سے اور زیادتی کریں گے بغض میں۔ پس نہیں زیادہ کریں گے آپ کے

یاروں کے لئے سوائے بغض وعداوت کے یہاں تک کہ آ دے گی ان کو موت اور وہ رہیں گے اسی عادت پر۔ پس کونسا عمل اور کونسی توبہ قبول ہوگی ان سے۔ کہتا ہے راوی پس روئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ گریہ شدید کے اور فرمایا تحقیق یہ سب ہونے والا ہے۔ اور اللہ اعانت طلب کیا گیا ہے۔ یعنی ان باتوں کے نہ ہونے میں اللہ سے مدد چاہیں تو وہی مدد کرنے والا ہے۔ پس ابلیس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے جنت کو اور پیدا کیے اس کے لئے لوگ اور پیدا کیے ان کے واسطے نیک اعمال جو کریں گے موافق اس کے ایسے ہی قول ہے اللہ تعالیٰ کا اور وہ لوگ امر سے حق تعالیٰ کے عمل کریں گے اور پیدا کیا دوزخ کو اور پیدا کیا اس کے لئے لوگوں کو اور پیدا کیا ان کے واسطے بد اعمال جو کریں عملوں کو اور ایسا ہی قول ہے خدائے تعالیٰ کا۔ خدائے تعالیٰ نے پیدا کیا تم کو اور تمہارے اعمال کو پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا دیکھتا ہے تو دوزخیوں کی خصلتوں سے۔ پس کہا ابلیس نے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم شرک کرنا۔

آیا نہیں وحی بھیجی حق تعالیٰ نے آپ کی طرف اور یہ آیت اور اگر پرور دگار تیرا چاہتا ہے تو ہرگز نہیں کرتے وہ لوگ اس کو۔ اور فرمایا حق تعالیٰ نے آیا پس جو شخص کہ زینت دیا گیا اس کو بد عمل پس جانا اس کو نیک۔ پس تحقیق اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور راہ راست دکھاتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ پس نہ جاوے تیرا نفس ان پر حسرتوں سے اور کہا خدائے تعالیٰ نے پس ڈھانپا ہم نے ان کو تو وہ نہیں دیکھتے راہ راست کو۔ پس کیا علاج مسکینوں کا جب ارادہ کرے حق تعالیٰ ان کی گمراہی کا جیسا فرمایا اللہ برکت والے اور بلند نے۔ وہ لوگ کہ ارادہ نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے کہ پاک کرے ان کے دلوں کو اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تحقیق وہ جو ظاہر ہوتا ہے بھید کہنا شیطان سے واسطے غمگین کرنے کے ان کو جو ایمان لائے۔ شیطان نہیں ضرر پہنچا سکتا اس کو کسی چیز کا مگر ارادے سے اللہ کے پس کیا علاج ہے میرا جب گمراہ کرے مجھ کو اللہ تعالیٰ۔ پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خبر دے مجھ کو اے ابلیس کون چیز توڑتی ہے تیرے سوکو۔ کہا ابلیس نے بہت استغفار کرنا۔ فرمایا حضرت نے کون چیز گلاتی ہے تیرے جسم کو۔ کہا ابلیس نے سہل کرنا خیل کو یعنی گھوڑے دوڑانے خدا کی راہ میں کافروں کے ساتھ جنگ کرنے کو۔ حضرت نے فرمایا پس کون چیز ذلیل و ناقص کرتی ہے تیرے منہ کو۔ ابلیس نے کہا اذان دینے والے۔ پس کون چیز مارتی ہے تجھے تازیانے۔ ابلیس نے کہا پڑھنا قرآن کا۔ حضرت نے فرمایا پس کون چیز تم کو داخل کرتی ہے زمین میں ساتویں حصہ طبقہ میں جو سب سے نیچے ہے۔ ابلیس نے کہا صلہ رحمی کرنا یعنی ماں باپ اور خویشوں سے سلوک کرنا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کون چیز پکاتی ہے تیرے گوشت کو۔ ابلیس نے کہا گناہوں سے توبہ کرنے والا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کون چیز طمانچے مارتی ہے تیرے گال پر۔ ابلیس نے کہا وہ شخص جو ڈھانپتا ہے اپنی آنکھوں کو اس سے جس کو دیکھنا حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کون چیز نقصان کرتی ہے تیری زندگی کو۔ ابلیس نے کہا جو کہ برابر ناپتا ہے اور بے نقصان تولتا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کون چیز عذاب دیتی ہے تجھ کو۔ ابلیس نے کہا ذکر خدا تعالیٰ کے کرنے والے صبح اور شام۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کون چیز ایذاء دیتی ہے تجھ کو۔ ابلیس نے کہا نمازی لوگ صف اول میں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کون چیز چنی گئی ہے تیری محبت میں میری امت سے۔ کہا ابلیس نے کہ پینے والا شراب کا۔ حضرت نے فرمایا پس کون ہے تیرے ہمراہ کھانے والا۔ ابلیس نے کہا جو کہ نہیں پرواہ کرتا ہے کہ کہاں سے کھایا حرام سے یا حلال سے۔ حضرت نے فرمایا پس ہم نشین تیرا کون ہے۔ ابلیس نے کہا یار حرام کار و دغابازی و تکرار کرنے والا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کون ہے تیرا خیر خواہی کرنے والا۔ ابلیس نے کہا جس نے حاصل کیا مال کو جھوٹی سوگند (قسم) کھا کر۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کون ہے تیرا قاصد۔ ابلیس نے کہا چغل خور۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کون ہے تیرا ہمکلام ابلیس نے کہا جو لوگ کہ دوست رکھتے ہیں عالم کی طرف سے جھوٹ کہنے کو۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کون ہے تیری آنکھ کی ٹھنڈک۔ ابلیس نے کہا قسم کھانے والا طلاق پر اگرچہ وہ سچی ہو۔ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور کس لئے ایسا ہے اے ملعون ابلیس نے کہا اس لئے کہ تحقیق جب وہ عادت کرے طلاق کی قسم پر کبھی توڑتا اور کبھی وفا کرتا ہے۔ تو اپنی قسم کو ایک بار پس عود کرتا ہے زانی ہو کر اور اس کی اولاد زنا کی ہوتی ہے۔ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پس کون ہے تیرا دوست ابلیس نے کہا جس نے کہ دھیان کیا تحقیق نماز کے وقت میں ہوں پس تاخیر کیا اس کو ایک ساعت بعد ساعت کے۔ حضرت نے فرمایا پس کون ہے لوگوں میں بزرگ تر تیرے نزدیک ابلیس نے کہا جو کہ آپ سے بغض رکھتے ہیں اور ان لوگوں سے عداوت اور اشارہ کیا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کون ہے لوگوں سے افضل تیرے نزدیک۔ ابلیس نے کہا بہت ضرر پہنچانے والا لوگوں کو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ مجھے بخش دے اور رحم کر اور رفیق اعلیٰ سے ملا دے۔ (ابن ماجہ)

سب لوگوں سے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کہاں ہے تیرا گھر ابلیس نے کہا نہانے کی جگہ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کہاں ہے تیرے بیٹھنے کی جگہ ابلیس نے کہا بازار میں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کیا ہے تیرا پڑھنا ابلیس نے کہا شعر۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کیا ہے تیری اذان ابلیس نے کہا راگ کے ساز یعنی تنبورہ و سرود وغیرہ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کیا ہے تیری کتاب اور کون ہیں تیرے مدد کرنے والے ابلیس نے کہا جو کہ حکم کرتا ہے لوگوں کو ناحق پر۔ ابلیس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر لوگ نہیں نقصان کریں ناپ کو اور نہیں کم کریں تول کو تو البتہ مرجاؤں میں بھوک کے سبب۔ اور ہر غنی کے لئے ایک خزانچی ہے۔ اور میرے خزانچی ناپ اور تول میں نقصان کرنے والے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کیا ہے تیرا شربت۔ ابلیس نے کہا نشے کی چیز میرا شربت ہے اور چغلی میرا میوہ ہے۔ اور غیبت میری مجلس ہے۔ اور جھوٹی قسم کھانا میری تمنا ہے۔ اور کھانا پینا بائیں ہاتھ سے میری خواہش ہے۔ اور کھولنا شرمگاہ کا میرا تجمل ہے۔ اور پہننا جوتا بائیں پاؤں میں پہلے داہنے پاؤں کے میرا ارادہ ہے۔ اور پیشاب کرنا سمت قبلہ کی طرف رضامندی ہے اور چٹخانا انگلیوں کا میری تسبیح ہے۔ انگلیوں میں انگلیوں کو ملانا گردزانوں کے میری خوشی ہے۔ اور کاٹنا رحم کو میرا صلہ ہے اور توڑنا توبہ کا میرا شکر ہے اور سونا نزدیک نماز عشاء کے میری راحت ہے۔ اور نہیں کوئی طلب میں مال حرام اور فرج حرام کے جس کا میں رفیق نہیں اور نہیں کوئی مجامعت کرنے والا جس حال میں کہ بسم اللہ نہ کہے آگے اس کے مگر میں رہوں گا۔ اس کے ساتھ یعنی مجامعت کے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ پڑھنے والے کے ساتھ میں رہتا ہوں اور آپ سچا نہیں جانتے ہیں تو پڑھتا ہوں میں آیت کو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور شریک ہو ان کے مال اور اولاد میں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون اعمال تیری طرف زیادہ بغض رکھنے والے ہیں۔ ابلیس نے کہا نماز بچوں کی اور روزہ انکا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آیا ہے کوئی عورت سے جو نہیں قدرت رکھتا تو ان پر ابلیس نے کہا ہاں مریم بیٹی عمران کی اور آسیہ بیوی فرعون کی اور بیوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدیجہ بعد مسلمان ہونے کے اور فاطمہ بیٹی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کون ہے مردوں سے جو قدرت نہ پائے تو اس پر۔ ابلیس نے کہا وہ مرد ہے جو نہیں دیکھتا ہے کسی اجنبی عورت کے منہ کے طرف اور نہیں نظر کرتا عورتوں اجنبی کی طرف مگر وہ نظر ایک تیر ہے۔ میرے تیروں سے یعنی عورت اجنبی پر شہوت سے نظر کرنا ابلیس کا تیر ہے۔ آیا تو نے نہیں جانا اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، فتنہ داؤد کا نہیں آیا مگر نظر کرنے کی طرف سے۔ یوسف سے زلیخا نے نہیں قصد کیا بدی کا جب تک نہ دیکھا یوسف کو پس برکت دے اللہ تعالیٰ عورتوں میں کہ مردوں کا شکار ان ہی میں ہے۔ یعنی فریفتہ کرنا ان کا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کون مرد ہے جو زیادہ دوست ہے تیری طرف۔ تونگر جو چور ہے اور عالم جو بدکار ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس کون مرد ہے زیادہ بغض رکھنے والا تیری طرف سے۔ ابلیس نے کہا وہ تونگر جو سخی ہے اور وہ عالم جو پرہیزگار ہے۔ اور ابلیس نے کہا وہ ایک عالم جو پرہیزگار ہے سوسخت تر ہے مجھ پر ہزار عابد سے اور وہ عورت جو فاجرہ ہے وہ دوست تر ہے میری طرف ہزار بدکار مردوں سے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق شیطان متعین ہیں لوگوں کے ساتھ جب جمع ہوتے ہیں لوگ مسجدوں میں تو ڈالتے ہیں ان پر خواب اور اونگھنے کو یہاں تک کہ وہ توڑ ڈالتے ہیں ان کی طہارت کو۔ اور دوسرے شیطان جو متعین ہیں ناپنے والوں کے ساتھ سو نہیں چھوڑتے ہیں ان کو جو پورا تولیں یہاں تک کہ پکڑ لیتے ہیں یعنی روکتے ہیں پورا ناپنے کو۔ اور دوسرے نہیں ہے ان کا کوئی شغل مگر یہ کہ ترغیب دیتے ہیں لوگوں کو طرف اس چیز کے جو وہ لوگ کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ لوگ جانتے ہیں اپنے کاموں کو پس باطل ہوتے ہیں ان کے۔ کیونکہ صدقہ جب پوشیدہ ہووے تو لکھے جاتے ہیں ثواب ان کے ننانوے کے دگنے اور اگر چاہتا پروردگار تو عذاب نہ کرتا کسی کو اور البتہ توبہ بخشا اللہ تعالیٰ مجھ کو اور لیکن تمام ہوا کلمہ پروردگار آپ کا جو یہ ہے پس ایک گروہ بہشت میں ہے اور دوسرا گروہ دوزخ میں ہے۔

یا اللہ یا رحمٰن مترجم اور سب مسلمانوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھ۔

یادگار باتیں
قافلہ مجدد تھانوی رحمہ اللہ کے تربیت یافتہ حضرات کی وہ یادگار باتیں جن کے مطالعہ سے ہزاروں لوگوں کی زندگیوں میں دینی انقلاب آیا۔ رابطہ کیلئے 0322-6180738

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ حذیفہ اور اس کی والدہ کو بخش دے۔ (ابن عساکر)

باب۵۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تاریخ ملتان کے کچھ جواہر

پاکیزہ خطہ

(از حضرت اسد ملتانی مرحوم)

خطہ پاکیزہ ملتان و سندھ
ہست تصویر عرب در ملک ہند
سوئے ریگستان و نخلستان نگر
جلوہ خاک حجاز آید نظر
مے کند اعلان ہر نخل بلند
ایں زمیں از فیض یثرب بہرہ مند
از خرام اشتراں آیم بہ وجد
یاد می آید مرا صحرائے نجد
ہیں کہ در ملتانیاں حق پرست
روح اوصاف حجازی مضمرست
اہل ملتاں از تکلف بے نیاز
سادہ دل شیریں زبان مہماں نواز
مایہ ناز است بہر ایں زمیں
نقش پائے ابن قاسم برجبیں
درضلالت خانہ ہندوستان
اولیں گہوارہ اسلامیاں
ماندہ است ایں سر زمین اولیاء
قبلہ مقصود ارباب صفاء
ایں مقدس خاک را اے کردگار
از ہوائے مغربی محفوظ دار

اسلامی نقطہ نظر سے دنیا کا سب سے پہلا انسان حضرت آدم علیہ السلام کو تسلیم کیا جاتا ہے ان کا ہبوط باتفاق مؤرخین جزیرہ سراندیپ (لنکا) پر ہوا۔ جس کی توثیق امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب الامام محمد بن علی الباقر۔الامام جعفر الصادق کی روایات سے ہوتی ہے۔جن کو ابن الفقیہ الہمدانی متوفی بعد ۲۷۹ھ نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

وَفِی الْحَدِیْثِ اَنَّ آدَمَ اُہبِطَ بِالْھِنْدِ عَلٰی. جَبَلِ سَرَاَنْدِیْبِ وَاُھْبِطَتْ حَوآءَ بِجِدَّۃٍ وَاِبْلِیْسُ اللَّعِیْنَ بِمِیْسَانِ وَالْحَیَّۃِ بِاَصْبَھَانِ.

نیز حدیث میں ہے کہ آدم علیہ السلام ہند میں سراندیپ پہاڑ پر اتارے گئے اور حوا جدہ میں اور ابلیس لعین ''میسان'' میں اور سانپ اصفہان میں۔

میسان:

ملتان نے اپنی زندگی میں انقلابات زمانہ کے تحت جس قدر نام پائے ان میں اس کا سب سے پہلا نام ''میسان'' جس کی تواریخ تائید کرتی ہیں۔قدیم زمانہ میں میسان ہی ملتان کا اولین نام تھا۔جس کی تصدیق و توثیق خانجہاں لودھی یکے از امرائے جہانگیری اپنی تصنیف لطیف مراۃ الافاغنہ صفحہ ۷ پر ان الفاظ میں کرتا ہے۔جس کا قلمی نسخہ پبلک لائبریری باغ لانگے خاں ملتان میں موجود ہے۔

''ابلیس رابر آدم گماشت ،باعانت مارو طاؤس در بهشت آمده و بخوردن شجر ممنوع فریب داده و از نعمات بهشت محروم ساخت و بحکم اهبطو منها جمیعا از جنت بدار دنیا منتقل شد. آدم بسراندیپ حوا به جده و ابلیس درزمیں ملتان دمار باصفهان و طاؤس در هندوستان افتادند''

یعنی جنت بدر ہونے کے بعد حضرت آدم جزیرہ سراندیپ (لنکا) میں حوا جدہ میں شیطان ملتان میں سانپ ایران میں اور مور ہندوستان میں اترا اور ملتان کو سب سے پہلے اولاد آدم نے ہی آباد کیا۔

ملتان:

مول استھان پورہ ملتان بن گیا۔عام خیال ہے کہ مولتان کا نام مالی استھان تھا۔اور یہ اس لیے کہ سکندر کے وقت یہاں ہندوؤں کی ایک شاخ مالی آباد تھی۔

ایک روایت کے مطابق ادیتہ دیوتا کی نسبت سے مولتان نام پایا۔یہ بت صدیوں تک قائم رہا اور ان طلائی تحائف کی رعایت سے جو اس بت پر چڑھائے جاتے تھے۔ملتان کو عرب سیاحوں نے بیت الذہب کا نام دیا۔(ابن الاثیر)

قدیم باشندے:

قدیم ملتان کے باشندے سیاہ فام، کوتاہ قد، اور چپٹی ناک والے تھے۔ ایرانی نژاد سمیری لوگوں نے وسطی ایشیاء کی پہاڑیوں سے اتر کر پہلے پہل دجلہ اور فرات کی وادی میں بود و باش اختیار کی۔ آبادی کے دباؤ کی وجہ سے وہ مشرق کی طرف بڑھے اور انہوں نے وادی سندھ کو اپنا مستقر بنا کر شاندار سمیری تہذیب کی بنیاد ڈالی۔ یہ لوگ دراز قد گندمی رنگ متناسب الاعضاء اور خوش شکل تھے۔ باہمی میل جول سے جو نسل تیار ہوئی۔ وہ جاذب نظر تھی۔ آریاؤں کے غلبہ نے اس تہذیب کا خاتمہ کر کے ملتان کے ابتدائی باشندوں کو کلیۃً اپنا وطن چھوڑ کر جنوب کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔

عربوں کی آمد کے بعد یہاں کے لوگ اسلام سے متاثر ہوئے۔ اگر چہ انہوں نے اپنی ذاتیں برقرار رکھیں اور پرانی رسم و رواج کے پابند رہے مگر بلحاظ عقائد پختہ مسلمان بن گئے۔ یہاں کے باشندے زیادہ متناسب الاعضاء مؤثر قد و قامت اور گندمی یا سانولے رنگ کے ہوتے ہیں۔

طوفان نوحؑ:

تاج الدین مفتی کی غیر مطبوعہ ''تاریخ پنجاب میں جو ۱۸۶۸ء میں لکھی گئی۔ اور مسٹر احمد ربانی کے قلمی کتب خانہ لاہور میں موجود ہے۔ یہ روایت درج ہے کہ نوح علیہ السلام کے طوفان کے وقت ملتان آباد تھا۔

نامور مؤرخ البیرونی اپنی کتاب مالِلہند کے صفحہ ۱۵۵ پر لکھتا ہے کہ:

''گیارھویں صدی عیسوی میں میرے قیام ملتان کے دوران ملتان کے باشندے اسے دولاکھ سولہ ہزار چار سو تیس سال پرانا بتاتے ہیں''۔

اس کی تائید آثار قدیمہ سے ہوتی ہے جو ملتان اور اس کے توابات میں پائے گئے۔ ان کی رو سے ماہرین آثار قدیمہ نے اس کی عمر میں دو لاکھ سال قیاس کی ہے۔

موجودہ تاریخیں اس کی قدامت اس حد تک تسلیم کرتی ہیں کہ دس ہزار سال قبل جب آرین وادی سندھ میں پہنچے تو انہوں نے ملتان کو آباد کیا۔

ہندوؤں کی متبرک کتاب رگ وید، علم انسانی میں سب سے پرانی کتاب ہے جو ملتان کے علاقہ کے دریاؤں کے کنارے بیٹھ کر کئی صدیوں میں لکھی گئی۔ رگ وید کے اشلوک کا زمانہ مؤرخین نے چھ ہزار سال سے آٹھ ہزار سال قبل مسیح تحقیق کیا ہے۔

عرب اقتدار

قاسمی دور:

محمد بن قاسم فتح ملتان کے بعد دیپالپور تک پیش قدمی کر چکا تھا۔ کہ اسے واپس بلایا گیا۔ اس کی واپسی کا ہندوؤں کو بہت صدمہ ہوا۔ وہ اس کی رحمدلی فیاضی اور رواداری کو یاد کر کے روتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ فرط عقیدت سے اس کا بت بنا کر مدتوں اسے پوجتے رہے۔ خود محمد بن قاسم کو بھی واپس بلائے جانے کا صدمہ تھا۔ اس نے سترہ برس کی عمر میں مردان کارزار کی سرداری کی جبکہ اس کے ہم عصر کھیل کود میں مشغول تھے۔

محمد بن قاسم کے بعد وادی سندھ کی اسلامی حکومت خلیفہ ولید بن عبد الملک کے پوتے داؤد بن نصر کے سپرد ہوئی۔ جس نے عکرمہ بن ریحان شامی کو ملتان کا حاکم مقرر کیا۔ خلیفہ بن سلیمان بن عبدالملک نے اپنے زمانے میں حبیب بن مہلب کو سندھ و ملتان کا گورنر مقرر کیا۔ ۹۹ھ میں سلیمان بن عبدالملک کی وفات پر عمر بن عبدالعزیز خلیفہ منتخب ہوئے۔ انہوں نے عمرو بن مسلم باہلی کو سندھ و ملتان کا گورنر مقرر کیا۔ اس کے زمانہ میں داہر کا بیٹا جے سنگھ اور دیگر راجاؤں نے عمر بن عبدالعزیز کے تبلیغی خطوط سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ اور کچھ جالندھر کا علاقہ اسلامی مملکت میں شامل ہوا۔

ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں جنید بن عبدالرحمٰن اس علاقہ کا گورنر بنا۔ جس نے مارواڑ کا علاقہ فتح کر کے اسلامی مملکت میں شامل کیا۔ اس نے اپنے وقت کی فتوحات میں ساڑھے چھ لاکھ قیدی بنائے۔ آٹھ کروڑ درہم روپیہ شاہی خزانے میں جمع کرایا۔ اسی قدر روپیہ اور قیدی فوجیوں میں تقسیم کئے۔ اور ایک کروڑ درہم مصارف سلطنت کے لیے بچائے۔ جنید کے بعد تمیم بن زید ۱۱۱ھ میں سندھ کا گورنر بنا اس وقت سندھ کا خزانہ ایک کروڑ اسی لاکھ کی خطیر رقم سے معمور تھا۔ جو اس نے رعایا پر فیاضی سے خرچ کیا۔

اس کا شمار اسخیائے عرب میں ہوتا تھا۔ اس کی اچانک موت سے ایسی بدنظمی پھیلی کہ داہر کا لڑکا جے سنگھ اور دوسرے راجے اور قبائل اسلام سے منحرف ہو کر مرتد ہو گئے۔ اور اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ ملتان سندھ سے الگ ہو گیا۔ اور ایک خود مختار ریاست بن گیا۔ جس پر بنو اسامہ نے ساٹھ سال حکومت کی۔

تمیم کی وفات کے بعد حکم بن عوانہ کلبی سندھ کا گورنر بنا۔ یہ محمد بن قاسم کے صاحبزادہ عمر کو ہمراہ لایا جو باپ کی طرح عقل مند مدبر دانشور اور بہادر ثابت ہوا۔ اس نے بحیثیت سپہ سالار سرکشوں کی سرکوبی کی اور عرب اقتدار کو بحال کیا۔ مزید فتوحات کر کے باپ کی روایت کو زندہ کیا۔ اس نے اسلامی سلطنت کے استحکام اور اپنی فتوحات کی یادگار کے طور پر دریائے سندھ کے غربی کنارے محفوظ کے بالمقابل ایک نیا شہر منصورہ کے نام سے آباد کیا۔ جو اس کے فاتح و منصور واپس جانے کی یادگار بنا۔ اور سندھ کا دارالسلطنت رہا۔

غزنوی دور:

ملتان پر عربوں نے ۹۵ھ میں قبضہ کیا ۱۳۲ھ تک ملتان کا تعلق خاندان بنی امیہ سے رہا۔ اموی حکومت کی بساط اٹھنے کے بعد اس کا تعلق

بنو عباس سے ہوا۔ تیسری صدی ہجری یعنی خلیفہ معتصم کے زمانے تک ملتان عباسی حکومت کے تحت رہا۔

محمد بن قاسم کے قریباً اڑھائی سو سال تک ہند پر راجپوت براجمان رہے۔ ۹۷۰ھ میں سامانی بادشاہوں کے زمانہ میں افغانوں نے صوبہ کابل اور صوبہ ملتان کے درمیان حد فاصل قائم کردی حکومت غزنی کے زمانہ میں الپتگین کا جرنیل سبکتگین بار بار ملتان پر حملہ آور ہوا۔ ۹۸۰ھ میں امیر سبکتگین برسر اقتدار آیا۔ اس نے شمال مغربی سرحد کے بعض علاقے فتح کر کے پشاور اور کابل میں اسلامی حکومت قائم کی اور فتح ہندوستان کے لیے راستہ صاف کردیا۔

سلطان محمد تغلق نہایت فاضل آدمی تھے۔ اہل علم و دانش کا بڑا قدردان تھا۔ علم ادبیات، منطق فلکیات اور ریاضیات کے علوم پر عبور رکھتا تھا۔ فلسفہ یونان کا بڑا ماہر تھا۔ قرآن اور فقہ حنفی کی کتاب ہدایہ کا حافظ تھا۔ برنی کے بیان کے مطابق اپنی شاہزادگی کے زمانہ میں جب یہ گورنر ملتان تھا۔ اس کی مجلس فضلاء و شعراء سے ہمیشہ بھری رہتی تھی۔ اسی میں برابر شہنامہ فردوسی دیوان سنائی دیوان خاقانی اور خمسہ نظامی پڑھے جاتے تھے۔ پھر ان پر بحث وتمحیص ہوتی تھیں۔ اگر پندو نصائح کا کوئی شعر سن لیتا تو اسی وقت رو دیتا تھا۔ اسکی تہذیب و شائستگی کا یہ عالم تھا۔ کہ جب دربار میں بیٹھتا تو دن کا دن اور رات کی رات گذر جاتی لیکن اپنا زانو تک نہ بدلتا۔ اس نے دو مرتبہ حضرت سعدی کو ملتان آنے اور مدرسہ بنوا دینے کی پیشکش کی مگر وہ اپنی پیری وضعیفی کی وجہ سے خود نہ تو آسکے لیکن اپنی دو قلمی کتابیں گلستان و بوستان بھیج دیں۔

امیر تیمور:

ہلاکو اور چنگیز خان کا جانشین، خداداد صلاحیتوں کا مالک دلیر اور نڈر چغتائی ترک امیر تیمور نے سلطنت دہلی کے سیاسی انتشار اور برعظیم کی بے انداز دولت کی شہرت کی بنا پر ہندوستان کا رخ کیا تیمور کے ہوا خواہ اس کے مذہبی عصبیت کو حملہ ہند کی وجہ قرار دیتے ہیں۔ مگر جگہ بہ جگہ بدنصیب مسلمان مقتولین کے کٹے ہوئے سروں سے بنائے گئے مینار اس نظریہ کی تردید کرتے ہیں۔

اسکی اپنی لکھی ہوئی تزک تیموری میں تحریر ہے کہ ہندوستان کو فتح کرنے کے لیے میں نے اپنے امیران لشکر اور فرزندان دلبند سے مشورہ کیا۔ فرزندان والاقدر نے تو تسخیر ہند کو ضروری قرار دیا مگر امیران لشکر نے تذبذب کا اظہار کیا میں نے قرآن سے دریافت کیا تو یہ آیت کریمہ برآمد ہوئی۔

يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدُ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ.

یہ سن کر سب نے سر جھکا لیا اور چپ ہو گئے۔ جس پر امیر تیمور نے ہند پر حملہ کرنے کا منصوبہ تیار کیا اور اس کے تحت اپنے پوتے پیر محمد خان کو ہراول دستے کے طور پر ہندوستان کی طرف روانہ کیا۔ جس نے دریائے سندھ عبور کر کے اوائل ۱۳۹۸ء میں ملتان اور اچ پر قبضہ کرلیا۔

ستمبر ۱۳۹۸ء میں امیر تیمور نے ایک بھاری لشکر جرار کے ساتھ دریائے سندھ، دریائے جہلم اور دریائے چناب اور راوی کو عبور کر کے لاہور کے حاکم مبارک خان کو شکست دی۔ جس نے اس کا راستہ روکنے کی کوشش کی تھی۔ اکتوبر ۱۳۹۸ء میں اس نے ملتان کے تیسرے تاریخی قلعہ تلمبہ پر حملہ کیا اسے فتح کرنے کے بعد اس نے وہاں دربار لگایا۔ اہل سادات آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علماء و فضلاء کو زر فدیہ معاف کیا۔ اور تحائف مختلفہ و اسپ ہائے عربی عطاء کر کے سرفراز کیا۔ تلمبہ سے فارغ ہو کر دیپالپور سے ہوتا ہوا پاکپتن پہنچا۔ حضرت بابا فرید شکر گنج کے مزار مبارک پر فاتحہ خوانی کے بعد سرسہ، فتح آباد کیتھل اور پانی پت کے علاقوں کو تاخت و تاراج کرتا ہوا ۱۸ دسمبر ۱۳۹۸ء کو فاتحانہ حیثیت سے دہلی میں داخل ہوا۔ یہاں پہنچتے پہنچتے اس نے ایک لاکھ ہندو قیدی بنائے مگر انہیں دہلی پر قبضہ کرنے سے پہلے ٹھکانے لگا دیا۔ ہردوار کے مندروں کو مسمار کرنے کے بعد امیر تیمور ۱۹ مارچ ۱۳۹۹ء کو سمرقند روانہ ہوا۔ اور لاہور ملتان اور دیپالپور کا خضر خان ملتانی کو گورنر مقرر کر گیا۔ تیمور کی واپسی کے بعد ملتان خود مختار ہو گیا۔

تیمور نے دہلی پر قبضہ کرتے وقت راستہ میں آنے والے جن جن شہروں کو تباہ و برباد کیا اور ان کو اپنا تسلط جمانے کے بعد دوبارہ تعمیر کرا دیا۔ اپنے حملوں کے دوران اس نے مساجد اور دینی مدارس کو نقصان نہیں پہنچایا وہ اہل علم کا بھی پاس کرتا تھا۔

خضر خان ملتانی:

خاندان تغلق کے آخری بادشاہ ناصر الدین محمود نے انتظامی سہولت کے لیے اپنی مملکت کو چار حصوں میں تقسیم کر کے نظامت ملتان سید خضر خان کے سپرد کی۔ یہ شریف النسب، حلیم الطبع اور نیک و پارسا ملتان میں ہی ملک سلمان والئی ملتان کے گھر پیدا ہوا تھا۔ اسے بعد ازاں ملک مردان والئی ملتان نے اپنا متبنٰے بنا لیا تھا۔ اس کی وفات کے بعد یہ ملتان کا گورنر بنا دیا گیا۔ ۱۳۹۸ء میں سارنگ خان نے ملتان پر حملہ کیا مگر شکست کھائی امیر تیمور نے دہلی واپسی پر خضر خان کو پنجاب میں اپنا نائب السلطنت مقرر کیا۔ ۱۴۱۴ء سلطان محمود تغلق کی وفات پر لاہور سے آگے بڑھ کر دہلی پر قبضہ کر کے خاندان سادات کی بنیاد رکھی۔

سلطان حسین لنگاہ:

خاندان سادات کی اگر چہ ملتان پر ۳۸ سال حکومت رہی مگر اس کا نظم و نسق تسلی بخش ثابت نہ ہوا۔ اس لیے اہل ملتان نے ذائقہ حکومت بدلنے کا فیصلہ کیا اور سب کی نظر انتخاب شیخ یوسف قریشی پر پڑی جو حضرت بہاؤالدین زکریا کی اولاد میں سے تھے۔ ملتان میں یہ پہلا انتخاب تھا۔ شیخ یوسف قریشی نے اپنے حسن انتظام سے خود کو اس کا اہل بھی ثابت کیا۔ اس زمانہ میں رائے سہرہ لنگاہ سندھی کا ملتان میں بڑا اثر و رسوخ تھا۔ اس نے اپنی

لڑکی شیخ یوسف قریشی کے عقد میں دے کر قلعہ میں آمد و رفت شروع کر دی۔ اور ایک دن موقع پا کر بڑی عیاری سے پہرہ داروں کو قتل کرا کے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور شیخ یوسف کو بھاگ جانا پڑا۔ رائے سہرہ نے قطب الدین لنگاہ کے نسب سے ملتان میں لنگاہ عملداری کی بنیاد رکھی اور چنیوٹ، شورکوٹ کو فتح کر کے ولایت ملتان کو وسعت دی۔ اور ۱۴۶۹ء تک کامیاب حکومت کی۔ ۱۴۷۰ء میں اس کے لڑکے سلطان حسین لنگاہ نے مملکت ملتان کی عنان اقتدار سنبھالی۔ شاہان ملتان میں سلطان حسین لنگاہ بڑا ذی علم بادشاہ تھا۔

نصیحت نامہ

عزیز و دوستو یارو یہ دنیا دار فانی ہے
دل اپنا مت لگاؤ تم لحد میں جا بنانی ہے
تم آئے بندگی کرنے پھنسے لذات دنیا میں
ہوئی اندھی عقل تیری تیری کیسی نادانی ہے
گناہوں میں نہ کر برباد عمر اپنی تو کر توبہ
کہاں ہیں باپ دادا سب کہ تو جن کی نشانی ہے
نہ کر بل اپنی دولت پر نہ طاقت پر نہ حشمت پر
کہ اس دنیا کی ہر اک چیز تجھ کو چھوڑ جانی ہے
تو کر نیکی نمازیں پڑھ خدا کو یاد کر ہر دم
کہ آخر میں تیری ہر نیکی تیرے کام آنی ہے
نہ ہو شیطان کے تابع نہ بے فرمان رب کا ہو
نبی کے در کا خادم بن مراد اچھی جو پانی ہے
شریعت کی غلامی کر گناہوں سے تو بچ یارا
بری حالت ہو ظالم چور کی جو مرد زانی ہے
تو روزی کھا حلال اپنی سراپا نور تقویٰ بن
کہ تقویٰ میں ترقی ہے یہ نعمت جاودانی ہے
خدا یاد آئے جس کو دیکھ کر وہ پیر کامل ہے
سوا مرشد کے دنیا کی محبت کس نے مٹانی ہے
شریعت کا غلام ہووے عجب اخلاق ہو اس میں
دل اس کا مثل آئینہ ہو یہ اس کی نشانی ہے
قریشی دست بستہ عرض کرتا ہے سنو بھائی
قسم رب کی نہ جھوٹ اس میں نہ لائق بدگمانی ہے
اے بندہ کر تو بندگی دولت بڑی ہے زندگی
عصیاں سے کر شرمندگی عاصی کا گھر فی النار ہے
کیوں ظلم پر باندھی کمر اے بے حیا کچھ خوف کر
دنیا سے کرنا ہے سفر پھر گور ہے گھر بار ہے
مادر پدر فرزند و زن ہیں جیتے جی سب خندہ زن
پہنا دیا جس دم کفن ایک ایک سب اغیار ہے
جھولے جو تھے افلاک میں وہ مل گئے ہیں خاک میں
ہے موت سب کی تاک میں مفلس ہو یا زردار ہے
یہ دوست ہوں گے گور تک پاچھے پھریں گے ان کے پگ
الفت کی کٹ جاتی ہے رگ کوئی نہیں دلدار ہے
اب زندگی کا راج ہے کر لے جو کرنا آج ہے
حق کی عبادت کچھ نہ کی گور اپنی آتش سے بھری
دوزخ کی سیدھی راہ لی دہکا جہاں انگار ہے
پوجا نہ کیجئے گور کی غیبت نہ کیجئے اور کی
عادت نہ کیجئے جور کی یہ تو برا اطوار ہے
مت جان اچھا آپ کو کر دور دل سے پاپ کو
آداب کر ماں باپ کو پھر تو تو برخوردار ہے
جو چاہے اپنی بہتری بد کام سے رہنا بری
گر حور ہو یا ہو پری اس کام پر پھٹکار ہے
چھوٹے بڑے کا پاس کر دل میں نہ کچھ وسواس کر
اللہ کی بخشش آس کر یہ راہ نیکو کار ہے
اک عرض سن میری ذرا اول نہ دے قرض آشنا
اور جو کسی کو دے دیا پھر مانگنا اک عار ہے
جو چاہے تو اپنا بھلا مت کر کسی کا تو برا
تیرا برا ہو برملا یہ فعل بدکردار ہے
دنیا کو ہو آخر فنا ہے دین کو یارو بقا
اس جا نہیں رہنا سدا وہ سمجھے جو ہوشیار ہے

مقبرہ کی آواز

یہ مضمون حضرت علی کرم وجہ اللہ کے ایک کلام سے ماخوذ ہے جس کو اردو میں نظم کر دیا گیا ہے۔

مقبرہ میں اترنے والے سن
ٹھہر ہم پر گزرنے والے سن
عاجزوں کی ذرا صدا سن لے
زیر دستوں کی التجا سن لے

ہم بھی اک دن زمین پر چلتے تھے
باتوں باتوں میں ہم مچلتے تھے
مالک نقد و جائیداد تھے ہم
بزم عالم میں بامراد تھے ہم
ہم بھی رکھتے تھے قصر عالی شان
ہم بھی تھے مالک زمین و مکان
ہم بھی رکھتے تھے کچھ زن و فرزند
تھے جو دل پارہ جگر پیوند
ہم بھی رکھتے تھے دوست احباب
تھے ہمارے بھی خادم و ابواب
کچھ بتا دو یہ سب کہاں ہیں آج
یک بیک سب کے سب نہاں ہیں آج
جن کو مر مر کے میں نے پالا تھا
جن کے گھر کا میں ایک اجالا تھا
جن کے ہر کام کا مدار تھا میں
جن کی بگڑی کا سازگار تھا میں
دین و دنیا کی ساری مکروہات
جن کی خاطر تھی میری سرد نرات
ہے کہاں آج وہ میری اولاد
کہ نہیں کرتی بھول کر بھی یاد
جس پر تھا کل مدار راحت کا
جس کو دعوی تھا کل محبت کا
جس کی الفت کا دل میں تھا اک داغ
کیا کسی گھر کا بن گئی وہ چراغ
آج وہ زینت حرم ہیں کہاں
مہبط الفت و کرم ہیں کہاں
کون آباد ہیں میرے گھر میں
ملک کس کی ہے نقد و زیور میں
کوئی کرتا نہیں ہے یاد مجھے
سب نے چھوڑا ہے نامراد مجھے
ہم ہر اک راہ گذر کو تکتے ہیں
فاتحہ کے لیے ترستے ہیں
کہ کوئی بندہ خدا آ جائے
فاتحہ بے کسوں پر پڑھتا جائے
اے زمین پر مچلنے والے دیکھ
کبر و نخوت سے چلنے والے دیکھ
ہم سے عبرت پکڑ لے غفلت کیش
یہی منزل تجھے بھی ہے در پیش
بھیج اس کے لیے کوئی سامان
جس میں ہونا ہے کل تجھے مہمان
اپنا سامان اپنے ہاتھ سے باندھ
صبح چلنا ہے تجھ کو رات سے باندھ
کل نہ بھیجے گا کوئی خویش و عزیز
اپنے ہاتھوں سے بھیج اپنی چیز
چیز یاں کوئی بھی مفید نہیں
لیکن رحمت سے کچھ بعید نہیں
زاد تقویٰ ہے بس یہاں تو ضرور
ظلمت قبر میں یہی ہے نور
اس کو فسانہ و خیال نہ جان
بات حق کہہ رہا ہوں مان نہ مان
وعظ ہے قبر میں نشانی میری
گرچہ خاموش ہے زبان میری
دل کے کانوں سے سن فغاں میری
درس عبرت ہے داستان میری
جانے والے تو جا کے پھیلا دے
میری آواز سب کو پہنچا دے

ہمارا ماضی وحال

یاد ایام کہ آباد یہ میخانہ تھا
بزم جمشید ہر ایک گوشہ کاشانہ تھا
قصرِ قیصر تھا ہر اک حجرہ خام اپنے لیے
جام جم اپنا سفا لیں خم و پیمانہ تھا
بوریا اپنے لیے تخت سلیمانی تھا
جامہ فقر میں بھی جلوہ سلطانی تھا
گردش جام تھی یاں گردش ایام نہ تھی
مال و دولت کی سروں میں ہوس و خام نہ تھی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ عثمان میری رضا چاہتا ہے تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ (الدیلمی)

عام تھے ساقی و مہوش کے وہ الطاف و کرم
صبح سے کم کسی حالت میں میری شام نہ تھی

اب وہ میخانہ وہ میخوار وہ ساقی نہ رہا
رونے والا بھی میرے حال پر باقی نہ رہا

جس نے ہر رسم ضلالت کو مسل ڈالا تھا
جس نے طاغوت کو پیروں میں کچل ڈالا تھا

جس نے تہذیب سکھائی تھی جہاں والوں کو
علم و حکمت کے خزانوں کو اگل ڈالا تھا

آج وہ مصلح اقوام وہ دین کا معیار
انقلابات زمانہ کا ہوا خود ہی شکار

چھوڑ کر اپنی روش سے ہم ہوئے جدت کے شکار
نقد گم ہو گیا پایا نہیں موہوم ادھار

نقل غیروں کی اتاری تھی وہ حاصل نہ ہوئی
ہنس کی چال چلے اپنی بھی بھولے رفتار

نہ وہ تقویٰ نہ دیانت نہ وہ وضع اسلاف
نہ وہ سیرت نہ وہ صورت نہ وہ پچھلے اوصاف

اب نہ وہ خود ادب واں نہ بزرگ ان پہ شفیق
نہ وہ اخلاص نہ وہ صدق نہ وہ غیبی توفیق

نہ کوئی نظم نہ ناظم نہ امیر و مامور
جتنے افراد ہیں مجمع کے ہیں اتنے ہی طریق

حضرت ام سلیمؓ کی حکایت:

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ تھیں جو اپنے پہلے خاوند یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے والد کی وفات کے بعد بیوہ ہو گئیں تھیں۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی پرورش کے خیال سے کچھ دنوں تک نکاح ثانی نہیں کیا تھا اس کے بعد حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا اور صاحبزادہ ابوعمیر پیدا ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے تو ان سے ہنسی بھی فرمایا کرتے تھے۔ اللہ کا کرنا ابوعمیر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انہیں نہلایا دھلایا کفن پہنایا اور ایک چارپائی پر لٹا دیا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا اس روز روزہ تھا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کے لیے کھانا وغیرہ تیار کیا اور خود اپنے آپ کو بھی آراستہ کیا خوشبو وغیرہ لگائی رات کو خاوند آئے کھانا وغیرہ کھایا۔ بچہ کا حال پوچھا تو انہوں نے کہہ دیا کہ اب تو سکون معلوم ہوتا ہے بالکل اچھا ہو گیا ہے وہ بے فکر ہو گئے رات کو خاوند نے صحبت کی صبح کو اٹھے تو کہنے لگیں کہ ایک بات دریافت کرنا تھی اگر کوئی شخص کسی کو مانگی چیز دیدے پھر وہ اسے واپس لینے لگے تو اسے واپس کر دینا چاہئے یا اسے روک لے، واپس نہ کرے وہ کہنے لگے کہ ضرور واپس کر دینا چاہیے، روکنے کا کیا حق ہے؟ مانگی چیز کا واپس کرنا ضروری ہے۔ یہ سن کر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا تمہارا لڑکا اللہ کی امانت تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ نے لے لیا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو اس پر رنج ہوا۔ کہنے لگے تم نے مجھ کو خبر بھی نہ کی۔ صبح کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس سارے واقعہ کو عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی اور فرمایا شاید اللہ جل شانہ اس رات میں برکت فرما دیں۔ ایک انصاری کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت دیکھی کہ اس رات کے حمل سے حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ پیدا ہوئے جن سے نو بچے ہوئے اور سب نے قرآن شریف پڑھا۔

فائدہ: بڑے صبر و ہمت کی بات ہے کہ اپنا بچہ مرجائے اور اس کو اس طرح برداشت کرے کہ خاوند کو بھی محسوس نہ ہونے دے کیونکہ خاوند کا روزہ تھا اور خبر ہونے پر کھانا بھی مشکل ہو جاتا۔

ایک ہزار انمول موتی

سینکڑوں کتب سے ماخوذ مختصر و مستند اصلاحی مضامین' مجرب وظائف و اذکار' دلچسپ حکایات اور فہم دین کا ملکہ پیدا کرنیوالے مضامین سے آراستہ ان ہزاروں موتیوں کا مجموعہ جو دین و دنیا کے پیچیدہ عقدوں کے حل کیلئے نہایت کارآمد ہیں علاوہ ازیں اہل علم اور اہل دل مشائخ کی انمول باتیں دی گئی ہیں جو دل کی دنیا کو آباد اور فکر آخرت سے سرشار کر دیں۔ (کامل سیٹ 6 جلدوں میں)

رابطہ کیلئے 0322-6180738

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت کر اور ان کو میرے پاس مسلمان کر کے لا۔ (بخاری)

باب ۱۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشین گوئی

اشعار قصیدہ

پارینہ قصہ شویم از تازہ ہند گویم
افتاد قرن دوئم کے افتد از زمانہ

قدیم قصہ کو نظر انداز کر کے ہندوستان کی آنے والی ان افتادوں کو بیان کرتا ہوں۔ جو آئندہ زمانہ میں پیش آئیں گی۔

صاحب قرن ثانی نیز آل گورگانی
شاہی کنند اما شاہی چو ظالمانہ

صاحب قرن دوم اور تمام بادشاہان نسل گورگانی بادشاہی کریں گے جو ظالمانہ ہوگی۔

عیش و نشاط اکثر گیرد جگہ بخاطر
گم میکنند یکسر آں طرز ترکیانہ

عیش ونشاط ان کے دلوں میں گھر بنالے گا۔ اور یک لخت اپنی ترکانہ طرز کو ترک کر دیں گے۔

رفتہ حکومت ازشان آید بغیر مہمان
اغیار سکہ رانند از ضرب حاکمانہ

ان سے حکومت چھوٹ کر غیر (انگریزوں) کی مہمان ہو جائے گی اور اغیار (انگریز) اپنی حکمرانی کا سکہ چلائیں گے۔

بعد آں شود چو جنگے با روسیان و جاپان
جاپان فتح یابد بر ملک ...... روسیانہ

اس کے بعد روس اور جاپان میں لڑائی ہوگی جس میں جاپان کو روس پر فتح حاصل ہوگی۔

سرحد جدا نمائند از جنگ باز آیند
صلح کنند اما صلح منافقانہ

لڑائی ختم کر کے اپنی اپنی سرحدیں قائم کرلیں گے صلح ہوگی مگر یہ صلح منافقانہ ہوگی۔

کوریا پر تسلط قائم کرنے کے لیے جاپان نے ۱۹۰۴ء میں روس کے خلاف اعلان جنگ کر کے دریائے زرد، روسی پورٹ اور ویلاڈی واسٹک کے روسی بحری بیڑے کو گرفتار کر کے روسیوں کو مکران کے علاقے سے مار بھگایا تھا۔ اور ۱۹۰۵ء میں روس کے باقی ماندہ بحری بیڑے بھی گرفتار کر لیے گئے۔ اس لیے روس کو مجبوراً جاپان سے صلح کر کے سرحدیں جدا کرنی پڑیں۔

دو کس بنام احمد گمرہ کنند بے حد
سازند از دل خود تفسیر فی القرآنہ

دو ایسے شخص ہوں گے جن کے نام میں احمد شریک رہے گا۔ یہ اپنے دل سے قرآن کی تفسیریں بنا کر مسلمانوں کو گمراہ کریں گے۔

طاعون و قحط یکجا گردد بہ ہند پیدا
پس مومناں بمیرند ہر جا ازیں بہانہ

ہندوستان میں امراض طاعون وقحط ساتھ ساتھ نمودار ہوں گے اور مسلمانوں کی موت کا یہ بہانہ بن جائے گا۔

یک زلزلہ کہ آید چو زلزلہ قیامت
جاپاں تباہ گردو یک نصف ثالثانہ

ایک زلزلہ قیامت کی طرح آئے گا جس سے جاپان کا 1/4 حصہ یا بطریق ثانیہ 1/16 حصہ تباہ ہو جائے گا۔

جاپان کے دو شہروں یعنی ٹوکیو اور کوہامہ میں جو قیامت خیز زلزلہ ۱۹۲۳ میں برپا ہوا وہ ظاہر ہے۔

تا چار سال جنگی افتد بہ بر غربی
فاتح الف بہ گردد برجیم کے سقانہ

اس کے بعد یورپ میں چار سال سخت لڑائی ہوگی۔ جس میں الف منسوب بہ انگلستان جیم منسوب بہ جرمن پر مکاری ودغابازی سے فتح پا جائے گا۔

یورپ کی پہلی جنگ عظیم جو ۱۴ اگست ۱۹۱۴ سے آغاز ہو کر ۱۱ نومبر ۱۹۱۸ء کو گیارہ بجے ختم ہوئی برطانیہ کی تحقیقاتی کمیٹی اور کمیشن نے سولہ سال کی تحقیقات کے بعد رپوٹ کی کہ جنگ مذکورہ میں ایک کروڑ تیس لاکھ سے زائد اور اکتیس لاکھ کے قریب جانی نقصان ہوا ہے۔

جنگ عظیم باشد قتل عظیم ...... سازد
یکصد وسی ویک لک باشد شمارجانہ

یہ جنگ عظیم ہوگی جس میں قتل عظیم ہوگا اور ایک کروڑ اکتیس لاکھ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میرا دل اپنے دین کی طرف متوجہ کر اور اپنی رحمت سے میری حفاظت کر۔ (مجمع)

جائیں تلف ہوں گی۔

اظہار صلح باشد چو صلح پیش بندی
بل مستقل نہ باشد ایں طرح درمیانہ

بطور صلح پیش بندی ہو جائے گی مگر یہ صلح آپس میں مستقل نہ رہے گی

ظاہر خموش لیکن پنہاں کنند ساماں
جیم والف مکررودر.........مبارزانہ

دونوں بظاہر خموش رہیں گے مگر در پردہ لڑائی کی تیاریاں کریں گے اور مکرر جرمن اور انگریزوں کے درمیان لڑائی ہوگی۔

وقتیکہ جنگ جاپاں با چیں رفتہ باشد
نصرانیاں بہ پیکار آئیند با ...... ہمانہ

جب کہ چین جاپان سے لڑ رہا ہوگا۔اسی دوران نصرانی بھی آپس میں برسرپیکار ہو جائیں گے۔

پس سال بست و یکم آغاز جنگ دوئم
مہلک ترین اول باشد بہ ...... جارحانہ

(جنگ اول) کے اکیس سال کے بعد یہ دوسری جنگ شروع ہوگی جو اپنی جارحانہ نوعیت میں جنگ اول سے زیادہ تر مہلک ہوگی۔

یہ یورپ کی دوسری جنگ عظیم تھی۔جو تین ستمبر ۱۹۳۹ کو آغاز ہو کر ۹ مئی ۱۹۴۵ کو ختم ہوئی۔

امداد ہندیاں ہم از ہندداده ......باشند
لا علم ازیں کہ باشند آں جملہ رائیگانہ

ہندوستانی اس جنگ میں مدد دیں گے مگر اس سے بالکل باخبر رہیں گے کہ آگے چل کر ان کی یہ مدد بالکل رائیگاں جائیگی۔

آلات برق پیما اسلحہ حشر برپا
سازند اہل حرفہ مشہور آں زمانہ

بجلیوں کو ناپ دینے والے آلات اور حشر برپا کرنے والے ہتھیار اس زمانے کے اہل سائنس تیار کریں گے۔

باشی اگر بہ مشرق شنوی کلام مغرب
آید سرود غیبی بر طرز ...... عرشیانہ۔

اگر تم مشرق میں ہوگے تو مغرب کی بات چیت سن سکو گے۔نغمے اور ترنم عرشیانہ طریق سے غیب سے سنائی دیں گے۔

مندرجہ بالا دونوں اشعار میں یورپی؟؟؟؟؟ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے مثلاً ریڈیو، ٹیلی فون وغیرہ

دوالف و روس وہم چیں مانند شہد شیریں
بہ الف و جیم اولی ہم جیم ......ثانیانہ
با برق تیغ رانند کوہ غضب ......دوانند
تا آنکہ فتح یابند از کینہ ...... و بہانہ

ایک الف منسوب بہ امریکہ اور دیگر بہ انگلستان نیز روس و چین باہم شہد کی طرح میٹھے ہو کر (اتفاق کر کے) الف منسوبہ بہ اٹلی جیم منسوب بہ جرمنی و جیم منسوب ثانی بہ جاپان پر بجلی کی طرح تلوار چلائیں گے اور غضب کے پہاڑ لڑھکائیں گے اور حتی کہ ان پر کینہ پن اور بہانہ سے فتح پائیں گے۔

ایں غزوہ تا بہ شش سال مانند بہ دہر پیدا
پس مرد مان بمیرند ہر جاں از ...... بہانہ

یہ جنگ پورے روئے زمین پر چھ سال تک لڑی جائیگی اور ہر جگہ انسانوں کی موت کا ایک بہانہ بن جائے گا۔

نصرانیاں کہ باشند ہندوستان سپارند
تخم بدی بکارند از فسق ...... جاودانہ

موجودہ انگریز ہندوستان (۶) کی حکمرانی چھوڑ دیں گے مگر اپنی کمینہ برائیوں کا تخم ہمیشہ کے لیے بو جائیں گے (۶) جیسا کہ ۴۷، ۴۸ میں ہو اہے۔

تقسیم ہند گردد در دو حصص ہویدا
آشوب و رنج پیدا از مکر از بہانہ

(۷) ہندوستان کی تقسیم دوحصوں میں ہو جائے گی مگر مکر و بہانہ سے باہم رنج و آشوب پیدا ہو جائیں گے (۷)۔

جیسے دو جون کو اعلان ہوا اور ہندوستان ڈومینین قرار ہو کر پاکستان اور ہندوستان میں تقسیم ہوا۔

بے تاج بادشاں شاہی کنند ناداں
اجرا کنند فرماں فی الجملہ مہملانہ
بے پردگی سراید بردہ دری درآئید
عفت فروش باطن معصوم ظاہرانہ

عورتیں بے پردگی اور مرد پردہ دری کے عادی ہو جائیں گے عورتیں بظاہر معصوم بنی رہیں گی مگر در پردہ خوب عفت فروشی ہوگی۔

دختر فروش باشند عصمت فروش باشند
مردان سفلہ طینت باوضع زاہدانہ

کمینہ مرد جن کی ظاہری وضع قطع بالکل زاہدانہ ہوگی در پردہ دختر فروشی کا ارذل پیشہ انجام دیں گے۔

شوق نماز روزہ حج و زکوۃ فطرہ
کم گردد و برائید یک بار خاطرانہ

نماز روزہ حج زکوٰۃ اور فطرانہ کا شوق مسلمانوں میں بالکل کم اور بار خاطر بن جائے گا۔

خون جگر بنوشم با رنج با تو گویم
ترک گرداں ایں طرز راہبانہ

اپنے خون جگر پیے ہوئے اور تجھ سے بے حد رنج کھاتے ہوئے کہتا ہوں کہ خدا کیلئے اس عیسائی طرز کو ترک کردے

قہر عظیم آئید، بہر سزا کے شاید
آخر خدا باسازو یک حکم قاتلانہ

ایک ایسا قہر آئے گا کہ جو اس قسم کی سزاؤں کا سزاوار ہوگا کہ یعنی خداوند عالم خود ایک حکم قاتلانہ صادر فرمائیگا۔

مسلم شوند کشند افغاں شوند ......حیراں
از دست نیزہ بنداں یک قوم ہندوانہ

مسلماں مارے جائیں گے اور تباہ پریشان ہوں گے ان نیزہ بندوں کے ہاتھوں سے جو ہندوؤں کی ایک قوم (۸) ہوگی

(۸) یعنی سکھوں کے ہاتھوں سے حضرت سرور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث آثار قریب قیامت میں ہی ایک جگہ ارشاد ہے۔ جس کی تشریح یوں کی ہے کہ عورتیں اپنے سروں کے بال کٹوائیں گی گھوڑوں کی سواری کریں گی جن کی زین اونچی ہوگی قہر الٰہی آئے گا۔ لانبے بالوں والی ایک قوم کے لوگ مسلمانوں کے قتال و جدال پر اتر آئیں گے بعد میں خدا کی قدرت سے فنا کردیئے جائیں گے

ارزاں شود برابر جائیداد و جان مسلم
خون مے شود روانہ چوں بہر...... بیکرانہ

مسلمانوں کی جائیداد و جان و مال دونوں برابر کی سستی ہوجائیں گی اور ان کا خون سمندر کی طرح جاری ہوجائے گا۔

از قلب پنج آبی خارج شوند رناری
قبضہ کنند مسلم بر ملک ......غاصبانہ

پنجاب کے قلب سے دوزخی خارج ہوجائیں گے اور ان کی جائیدادوں پر مسلمان قبضہ کرلیں گے

بر عکس ازیں برآید در شہر مسلماناں
قبضہ کنند ہندو بر شہر ......جابرانہ

اسکے برعکس مسلمانوں کے شہر میں یہ واقعہ رونما ہوگا کہ ہندو شہر پر زبردستی قبضہ کرلیں گے۔

شہر عظیم باشد اعظم تریں...... مقتل
صد کربلا چوں کربل ہر جا بہ خانہ خانہ

مسلمانوں کا سب سے بڑا اسلامی شہر سب سے بڑی قتل گاہ بنے گا۔ اور ہر کربلا کے برابر کربلا مچ جائے گی۔

رہبرز مسلماناں در پردہ یا ر آناں
امداد واوہ واشد از عہد فاجرانہ

ایسے مسلم رہبر بھی ہوں گے جو در پردہ مسلمانوں کی دشمنوں کے دوست ہوں گے۔ اور اپنے فاجرانہ عہد و پیاں کے مطابق ان کی امداد کریں گے۔

ازگ شش حروفی بقال کینہ پرور
مسلم شود بخاطر از لطف آں یگانہ

ایک کینہ پرور بنیا جس کا چھ حرفی نام گ سے شروع ہوگا یعنی گاندھی خدا کے فضل سے اس کا دل مسلمان (۹) ہوجائے گا۔

اسی لیے مسٹر گاندھی نے ہندوستان کے ارباب اقتدار کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسوہ پر چلنے کی تاکید کی تھی۔

ایں قصہ بین العیدین از شین دنون شرطیں
ساز و ہنود بدراں معتوب فی ......زمانہ

یہ قصہ دونوں عیدوں کے درمیان جب کہ چاند شرطیں منزل (اول منزل) سے اور افتاح بروج دوازدہم کے پچاسویں قطر محوری سے گذر جائیگا تو رونما ہوگا اور تمام دنیا ہندوؤں پر اظہار ملامت کرے گا

ماہ محرم آید چوں تیغ با مسلماں
سازند مسلم آندم اقدام جارحانہ

پھر ماہ محرم میں مسلمانوں کے ہاتھ میں تلوار آجائے گی۔ اس وقت مسلمان جارحانہ اقدام شروع کردیں گے۔

بعد او شود چو شورش در ملک ہند پیدا
مسلماں نماید آندم یک عزم ...... غازیانہ

اس کے بعد پورے ملک ہندوستان میں شورش برپا ہوجائے گی۔ اس وقت مسلمان جہاد کا مصمم ارادہ کرے گا۔

نیز ہم حبیب اللہ صاحب قرآن من اللہ
گیرد نصرت اللہ شمشیر ......ازمیانہ

ساتھ ہی ساتھ اللہ کا ایک حبیب جو اللہ کی طرف سے صاحب قرآن کا درجہ رکھے گا۔ اللہ کی مدد سے اپنی تلوار نیام سے نکال کر اقدام کرے گا۔

ازغازیان سرحد لرزو زمیں چوں مرقد
بہر حصول مقصد آئند ......والہانہ

سرحد کے بہادر غازیوں سے زمین مرقد کی طرح ہلنے لگے گی جو اپنے مقصد میں کامیابی کے لئے پروانہ وار آئیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو دین کو خاص عمر سے عزت دے۔ (ابن ماجہ)

غلبہ کنند ہمچو مورد ملخ شباشب
حقا کہ قوم افغان باشند فاتحانہ

یہ چیونٹیوں مکوڑوں کی طرح راتوں رات غلبہ کریں گے اور حق بات یہ ہے کہ قوم افغان برابر فتح یاب ہو جائے گی۔

یکجا شوند افغان دہم دکنیاں و ایران
فتح کنند ایںہاں کل ہند غازیانہ

افغانی و دکنی اور ایرانی مل کر ہندوستان مردانہ وار فتح کر لیں گے۔

کشتہ شوند جملہ بد خواہ دین و ایمان
خالق نمائد اکرام از لطف خالقانہ

دین اسلام کے تمام بدخواہ مارے جائیں گے اور تبارک وتعالیٰ اپنا لطف نازل فرمائے گا۔

خرم شود مسلم از لطف و فضل یزداں
کل ہند پاکی باشد از رسم ......ہندوانہ

خدا کے فضل و کرم سے قوم مسلمان خوش ہو جائے گی۔ اور پورا ہندوستان ہندوانہ رسوم سے پاک ہو جائے گا۔

چوں ہند مغرب قسمت خراب گردد
تجدید یاب گردد جنگ سہ نوبتانہ

ہندوستان کی طرح یورپ کی قسمت خراب ہو جائے گی اور تیسری جنگ عظیم پھر چھڑ جائے گی۔

از دو الف کہ گفتم یک الف الف گردد
حملہ ساز باشد بر الف ......مغربانہ

جن الفوں کا میں نے ذکر کیا ہے ان میں سے ایک الف (امریکہ) بدلگام گھوڑے کی طرح الف یعنی سیدھا ہو کر شریک جنگ ہو گا اور روس الف مغربانہ یعنی انگلستان پر حملہ کر دے گا۔

جیم شکست خوردہ بار برابر آید
آلات نار آرد مہلک ......جہنمانہ

شکست خوردہ جیم یعنی جرمنی روس کے ساتھ شریک ہو کر اور جہنمی اسلحہ آتش فشاں تیار کر کے ہمراہ لائے گا۔

کاہد الف جہاں گو یک نقطہ رونماند
الا کہ رسم و یادش باشد ...... مورخانہ

الف یعنی انگلستان ایسے مٹیں گے کہ ان کا ایک لفظ بھی صفحہ ہستی پر بجز تاریخوں میں ان کی یاد کے اور نام کے کچھ باقی نہ رہے گا۔

تعزیر غیب یابد مجرم خطابت گیرد
دیگر نہ سرفرازد برطرز ...... راہبانہ

غیب سے سزا ملے گی گناہ گار نام پائے گا اور پھر کبھی عیسائی طرز سر نہ اٹھائے گا۔

دنیا خراب کردہ باشند بے ایماناں
گیرند منزل آخر فی النار ......دوزخانہ

بے ایمان ساری دنیا کو خراب کر دیں گے۔ آخر کار ہمیشہ کے لئے جہنمی آگ کا نذرانہ ہو جائیں گے۔

رازیکہ گفتہ ام من دریکہ سفتہ ام من
باشد برائے نصرت اسناد ......غائبانہ

وہ راز بستہ ہیں جو میں نے کہا ہے اور موتیوں کی طرح پرو دیا ہے۔ تیری نصرت و کامیابی کے لئے ایک اسناد غیبی کا کام دے گا۔

عجلت اگر بخواہی نصرت اگر بخواہی
کن پیروی خدارا در قول ......قدسیانہ

اگر تو جلدی چاہتا ہے اور فتح چاہتا ہے تو خدا کے لئے احکام الٰہی کی پیروی کر۔

چوں سال بہتری از کان زہوقا آید
مہدی عروج سازد بعد ......مہدیانہ

جب آئندہ کان زہوقا کا سال شروع ہو گا تو امام مہدیؑ اپنی مہدیانہ عہدہ پر جلوہ افروز ہوں گے۔

خاموش باش نعمت اسرار حق مکن فاش
از سال کنت کنزاً باشد چنیں ......بیانہ

نعمت خاموش ہو جاؤ! اور خدا کے رازوں کو آشکارا مت کر۔ کنت کنزاً (۵۷ھ) میں میں نے یہ اشعار لکھے ہیں۔

درس قرآن
(اب صرف 6 جلد میں مکمل)

قرآن کریم کا لفظی وسلیس ترجمہ اور عام فہم تفسیر کے ساتھ ادارہ کے مطبوعہ ''درس قرآن'' عوام وخواص میں نہایت مقبول ہوئے۔ اہل علم اور عوام کی فرمائش پر اب پانچ پانچ پارے ایک جلد میں جمع کر دیے گئے ہیں۔ گویا صرف چھ جلدوں میں مکمل قرآن کریم کا ترجمہ وعام فہم تفسیر وتشریح آ گئی ہے۔ نوٹ: علیحدہ علیحدہ 30 پاروں کا سیٹ بھی دستیاب ہے رابطہ کیلئے 0322-6180738

باب ۱۷

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عجیب گفتگو

ایک راہب اپنے گرجا میں معتقدین کے سامنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اہانت کے الفاظ بیان کررہا تھا۔ حضرت سلطان بایزید بسطامیؒ اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ وہاں سے گذر رہے تھے۔ اطلاع پاکر حضرت بایزید گرجے میں چلے گئے۔ اور خموشی سے بیٹھ گئے۔ راہب کی زبان بند ہوگئی۔ نہ فضیلت عیسیٰ علیہ السلام بیان ہوسکے نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسا ویسا لفظ نکل سکے۔ کہنے لگا مجمع میں کوئی مسلمان آ گیا ہے۔ اسے چاہیے کہ کھڑا ہو کر میرے سوالات کو جواب دے حضرت بایزید مجمع میں کھڑے ہوگئے۔

راہب: بتاؤ وہ ایک کیا ہے جس کا دوسرا نہیں؟

بایزیدؒ: ایسا ایک جس کا کوئی ثانی نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس ہے۔

راہب: وہ دو کیا ہیں جس کا تیسرا نہیں؟

بایزیدؒ: وہ دو رات دن ہیں جن کا تیسرا نہیں۔

راہب: وہ تین چیزیں کیا ہیں جن کا چوتھا نہیں؟

بایزیدؒ: وہ تین چیزیں جن کا چوتھا نہیں۔ عرش، کرسی اور قلم ہیں

راہب: وہ چار چیزیں بتائیں جن کا پانچواں نہیں؟

بایزیدؒ: قرآن، زبور، تورات اور انجیل (یعنی چار آسمانی صحیفے)

راہب: وہ پانچ چیزیں بتائیں جن کا چھٹا نہیں ہے؟

بایزیدؒ: وہ پانچ فرض نمازیں ہیں۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء۔

راہب: آپ براہ کرم اب وہ چھ چیزیں بتائیں جن کا ساتواں نہ ہو؟

بایزیدؒ: وہ ستہ ایام یعنی چھ دن ہیں جن میں زمین وآسمان کی تخلیق ہوئی۔

راہب: ایسی سات چیزوں کے نام بتائیں جن کا آٹھواں نہیں ہے؟

بایزیدؒ: وہ سات چیزیں سات آسمان ہیں جن کا آٹھواں نہیں

راہب: ایسی آٹھ چیزیں کونسی ہیں جن کی نویں نہیں؟

بایزیدؒ: یہ آٹھ حاملین عرش ہیں جن کا ذکر یوں ہے:

وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ (سورۃ الحاقہ)

راہب: وہ نو چیزیں کیا ہیں جن کا دسواں نہیں؟

بایزیدؒ: یہ نو کا عدد حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کی نو بستیاں ہیں جن میں مفسدین آباد تھے۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر یوں آیا ہے:

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ (سورۃ نمل آیت ۴۸)

راہب: عشرہ کاملہ کیا ہے؟

بایزیدؒ: جو شخص حج تمتع کرے اور قربانی کی طاقت رکھتا ہو اس کو دس روزے رکھنے چاہئیں۔ ان دس دن کے روزوں کو عشرہ کاملہ کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے: تلک عشرۃ کاملۃ

راہب: وہ گیارہ بارہ اور تیرہ چیزیں کیا ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے؟

بایزیدؒ: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اور بارہ مہینے حضرت یوسف علیہ السلام نے تیرہ چیزوں کو سجدہ کرتے دیکھا تھا۔

إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ. (القرآن سورۃ یوسف آیت ۴)

راہب: وہ کون سی قوم ہے جس نے جھوٹ بولا پھر بھی بہشت میں گئی اور وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے سچ بولا پھر بھی جہنم میں گئے؟

بایزیدؒ: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جھوٹ بولا (مگر بعد میں توبہ کی) اور بہشت میں گئے۔ اور یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کی تکذیب میں سچے ہیں لیکن دوزخ میں جائیں گے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ (سورۃ بقرۃ آیت ۱۱۳)

راہب: وہ چودہ چیزیں کیا ہیں جن کو اللہ سے تکلم کا شرف حاصل ہے؟

بایزیدؒ: سات آسمان اور سات زمین قرآن کریم میں ہے:

فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ (سورہ سجدہ آیت نمبر ۱۱)

راہب: وہ قبر کون سی ہے جو اپنے مدفون کو لئے پھری؟

بایزیدؒ: حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی۔

راہب: وہ پانی کون سا ہے کہ جو نہ آسمان سے برسا اور نہ زمین سے نکالا گیا؟

بایزیدؒ: حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو جو پانی بھیجا تھا وہ گھوڑوں کا پسینہ تھا۔

راہب: وہ چار چیزیں کیا ہیں جو نہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئیں اور نہ باپ کی پیٹھ سے؟

بایزیدؒ: وہ مینڈھا جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ ذبح ہوا۔ صالح علیہ السلام کی اونٹنی۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام۔

راہب: جو خون زمین پر سب سے پہلے بہایا گیا وہ کس کا تھا؟

بایزیدؒ: سب سے پہلے ہابیل کا خون بہایا گیا جسے اپنے بھائی قابیل نے قتل کیا تھا۔

راہب: وہ کون سی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور پھر اس کو خود خرید کیا؟

بایزیدؒ: یہ مومن کے نفوس اور اموال ہیں قرآن کریم میں ہے

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ. (القرآن سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۱۱)

راہب: وہ کیا چیز ہے جسے خدا نے پیدا کیا اور پھر خود اس کے متعلق دریافت کیا؟

بایزیدؒ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا فرمایا:

وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یَا مُوْسٰی (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۷)

راہب: اچھا اب بتائیں کہ ایک درخت میں بارہ ٹہنیاں ہیں ہر ٹہنی میں تیس پتے ہیں۔ اور ہر پتے میں پانچ پھول ہیں دو پھول دھوپ میں تین پھولوں پر سایہ پڑ رہا ہے یہ کیا ہے؟

بایزیدؒ: درخت سے مراد سال ہے جس میں بارہ ٹہنیاں ہیں یعنی بارہ مہینے اور ہر ٹہنی کے تیس پتے یعنی ہر مہینے کے تیس دن ہیں اور ہر دن میں پانچ پھول یعنی پانچ وقت کی نمازیں ہیں۔ جن میں ظہر اور عصر سورج کی روشنی میں ادا کی جاتی ہیں اور تین نمازیں مغرب اور عشاء رات کے سایہ میں یعنی غروب آفتاب کے بعد ہوتی ہیں۔ فجر کی نماز بھی طلوع آفتاب سے پہلے ادا کی جاتی ہے۔

راہب: وہ کیا ہے جس نے کعبہ کا طواف کیا حالانکہ اس میں نہ روح ہے نہ حج فرض ہے؟

بایزیدؒ: یہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہے جب طوفان کی حالت میں یہ کشتی جزیرۃ العرب پہنچی تو بیت اللہ کا طواف کیا اگرچہ بیت اللہ بھی پانی میں تھا مگر اس کشتی نے بتقدیر الٰہی مکمل طور پر طواف کیا۔

اب حضرت سلطان العارفین بایزیدؒ نے فرمایا کہ آپ اب میرے ایک سوال کا جواب دے دیں۔ راہب بولا کہ پوچھئے۔

بایزیدؒ: جنت کی کنجی کیا ہے؟

راہب: (خاموش رہا)

بایزید: جواب کیوں نہیں دیتے؟

سامعین: ہاں ہاں جواب دیجئے۔ آپ کے کتنے ہی مشکل سوالات کا حضرت نے فی الفور جواب دیا ہے آپ ایک سوال کا جواب بھی نہیں دے رہے ہے۔

راہب: اگر میں اس سوال کا جواب دوں تو مجھے مسلمان ہونا پڑیگا۔

سامعین: نہیں نہیں۔ آپ جواب دیں۔

راہب: (بولا) کلید جنت ہے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

ایک عورت جو ہمیشہ قرآنی آیات سے گفتگو کرتی تھی

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا۔ ایک سفر کے دوران راستے میں مجھے ایک بڑھیا بیٹھی ہوئی ملی جس نے اون کا قمیص پہنا ہوا تھا اور اون ہی کی اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھی۔ میں نے اسے سلام کیا تو اس نے جواب میں کہا۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ: اسلام علیک ورحمۃ اللہ

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ

میں نے پوچھا "اللہ تم پر رحم کرے۔ یہاں کیا کر رہی ہو؟"

کہنے لگی: مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ

(جسے اللہ گمراہ کردے اس کا کوئی رہنما نہیں ہوتا)

میں سمجھ گیا کہ وہ راستہ بھول گئی ہے، اس لیے میں نے پوچھا "کہاں جانا چاہتی ہو؟"

کہنے لگی سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی

(پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی)

میں سمجھ گیا کہ وہ حج ادا کر چکی ہے۔ اور بیت المقدس جانا چاہتی ہے،

میں نے پوچھا: "کب سے یہاں بیٹھی ہو؟"

کہنے لگی: ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا. (پوری تین راتیں)

میں نے کہا: "تمہارے پاس کچھ کھانا وغیرہ نظر نہیں آ رہا، کھاتی کیا ہو؟"

جواب دیا۔ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ. (وہ اللہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے)۔

میں نے پوچھا: "وضو کس چیز سے کرتی ہو؟"

کہنے لگی: فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا. پاک مٹی سے تیمم کرو

میں نے کہا کہ "میرے پاس کچھ کھانا ہے، کھاؤ گی"۔

جواب میں اس نے کہا اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ۔

(رات تک روزوں کو پورا کرو)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو اپنی قضا میں عادل ہے۔ (الدیلمی)

میں نے کہا: ''کہ یہ رمضان کا تو زمانہ نہیں ہے''۔

بولی: وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ اور جو بھلائی کے ساتھ نفلی عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ شکر کرنے والا اور جاننے والا ہے۔

میں نے کہا: ''سفر کی حالت میں تو فرض روزہ نہ رکھنا بھی جائز ہے۔''

کہنے لگی: وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. اگر تمہیں ثواب کا علم ہو تو روزہ رکھنا زیادہ بہتر ہے۔

میں نے کہا ''تم میری طرح بات کیوں نہیں کرتیں؟''

جواب ملا: مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ.

انسان جو بات بھی بولتا ہے۔ اس کے لیے ایک نگہبان فرشتہ مقرر ہے۔

میں نے پوچھا: ''تم ہو کون سے قبیلہ سے؟''

کہنے لگی: لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ

جس بات کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے مت پڑو۔

میں نے کہا: ''معاف کرنا مجھ سے غلطی ہوئی''۔

بولی: لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ.

آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے۔

میں نے کہا: ''اگر چاہو تو میری اونٹنی پر سوار ہو جاؤ اور اپنے قافلے سے جا ملو''۔

کہنے لگی: وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ یَّعْلَمْہُ اللّٰہُ۔

(تم جو بھی بھلائی کرو، اللہ اسے جانتا ہے)

میں نے یہ سن کر اپنی اونٹنی کو بٹھا لیا، مگر سوار ہونے سے پہلے وہ بولی:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِہِمْ۔

(مومنوں سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں)

میں نے اپنی نگاہیں نیچی کر لیں اور اس سے کہا: ''سوار ہو جاؤ''

لیکن جب وہ سوار ہونے لگی تو اچانک اونٹنی بگڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی اور اس جدوجہد میں اس کے کپڑے پھٹ گئے، اس پر وہ بولی:

وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ۔

تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کے سبب ہوتی ہے۔

میں نے کہا: ''ذرا ٹھہرو اونٹنی کو باندھ دوں پھر سوار ہونا۔ وہ بولی:

فَفَہَّمْنٰہَا سُلَیْمٰنَ۔ ہم نے اس مسئلہ کا حل سلیمان (علیہ السلام) کو سمجھا دیا۔

میں نے اونٹنی کو باندھا، اور اس سے کہا: ''اب سوار ہو جاؤ'' وہ سوار ہو گئی اور یہ آیت پڑھی: سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ہٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ.

(پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لئے رام کر دیا اور ہم اس کو کرنے والے نہیں تھے، اور بلاشبہ ہم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں) میں نے اونٹنی کی مہار پکڑی اور چل پڑا میں بہت تیز تیز دوڑا جا رہا تھا اور ساتھ ہی زور زور سے چیخ کر اونٹنی کو ہنکا بھی رہا تھا یہ دیکھ کر وہ بولی:

وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ.

اپنے چلنے میں اعتدال سے کام لو اور اپنی آواز پست رکھو۔

اب میں آہستہ آہستہ چلنے لگا، اور کچھ اشعار ترنم سے پڑھنے شروع کیے، اس پر اس نے کہا:

فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔

(قرآن مجید میں سے جتنا حصہ پڑھ سکو، وہ پڑھو)

میں نے کہا: تمہیں اللہ کی طرف سے بڑی نیکیوں سے نوازا گیا ہے

بولی: وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ.

(صرف عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں)

کچھ دیر تک خاموش رہنے کے بعد میں نے اس سے پوچھا۔

''تمہارا کوئی شوہر ہے؟''

بولی: لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَلَکُمْ تَسُؤْکُمْ.

(ایسی چیزوں کے بارے میں مت پوچھو جو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں) اب میں خاموش ہو گیا، اور جب تک قافلہ نہیں مل گیا، میں نے اس سے کوئی بات نہیں کی، قافلہ سامنے آ گیا تو میں نے اس سے کہا۔ یہ قافلہ سامنے آ گیا ہے، اس میں تمہارا کون ہے؟ کہنے لگی:

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا. مال اور بیٹے دنیوی زندگی کی زینت ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ قافلے میں اس کے بیٹے موجود ہیں میں نے پوچھا کہ ''قافلہ میں ان کا کیا کام ہے؟''

بولی: وَعَلٰمٰتٍ وَبِالنَّجْمِ ہُمْ یَہْتَدُوْنَ۔ علامتیں ہیں اور ستارے ہی سے وہ راستہ معلوم کرتے ہیں (میں سمجھ گیا کہ اس کے بیٹے قافلے کے رہبر ہیں۔ چنانچہ میں اسے لے کر خیمے کے پاس پہنچ گیا۔ اور پوچھا یہ خیمے آ گئے ہیں۔ اب بتاؤ تمہارا (بیٹا) کون ہے؟

کہنے لگی: وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرٰہِیْمَ خَلِیْلًا ° وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا ° یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ. یہ سن کر میں نے آواز دی یا ابراہیم یا موسیٰ یا یحییٰ تھوڑی سی دیر میں چند نوجوان جو چاند کی طرح خوبصورت تھے۔ میرے سامنے آ کھڑے ہوئے۔ جب ہم سب اطمینان سے بیٹھ گئے تو اس عورت نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَکُمْ بِوَرِقِکُمْ ہٰذِہٖٓ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ فَلْیَنْظُرْ اَیُّہَآ اَزْکٰی طَعَامًا فَلْیَاْتِکُمْ بِرِزْقٍ مِّنْہُ اب اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو اور پھر وہ تحقیق کرے کہ کون سا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے سو اس میں سے تمہارے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ اگر تو چاہے (کہ یہ مسلمان شہید ہو جائیں تو) تیری عبادت زمین پر نہیں کی جائے گی (یہ جنگ احد میں فرمایا)۔ (بیہقی)

واسطے کچھ کھانا لے آئے۔ یہ سن کر ان میں سے ایک لڑکا گیا اور کچھ کھانا خرید لایا۔ وہ کھانا میرے سامنے رکھا گیا۔ تو عورت نے کہا: كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ خوشگواری کے ساتھ کھاؤ پیو یہ سبب ان اعمال کے جو تم نے پچھلے دنوں میں کئے ہیں۔

اب مجھ سے رہا نہ گیا میں نے ان لڑکوں سے کہا ''تمہارا کھانا مجھ پر حرام ہے؟ جب تک تم مجھے اس عورت کی حقیقت نہ بتلاؤ۔''

لڑکوں نے بتایا کہ ''ہماری ماں کی چالیس سال سے یہی کیفیت ہے، چالیس سال سے اس نے قرآنی آیات کے سوا کوئی جملہ نہیں بولا۔ اور یہ پابندی اس نے اس وقت لگائی ہے۔ کہ کہیں زبان سے کوئی ناجائز یا نامناسب بات نہ نکل جائے۔ جو اللہ کی ناراضی کے سبب بنے۔ میں نے کہا ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُوْالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

دلچسپ مفید

از حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

ابدال: کسی نے کہا میں ابدال ہو گیا ہوں فرمایا: پہلے گوشت تھے اب دال ہو گئے ہیں۔

ہمدردی: عوام کی قومی ہمدردی کی بابت فرمایا: ہمدردی نہیں ہمہ دردی ہے۔

تہذیب: تہذیب جدید، تعذیب جدید ہے۔

قرب و جوار: ایک قاری صاحب کا خط آیا ہے کہ اگر حضرت کے قرب و جوار میں کوئی ملازمت مل جائے تو مناسب ہے فرمایا: کہ قرب و جوار میں یہاں تو جوار ملے گی اور وہ چاہتے ہیں کہ پراٹھے ملیں۔

شارع۔ شارح: فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شارع نہیں شارح ہیں یعنی قرآن کی شرح فرماتے ہیں۔ شارع حقیقی اللہ تعالیٰ ہیں۔

آگرہ۔ آگرہ: فرمایا: آگرہ کی طرف مسلمانوں کو گمراہ کیا جاتا ہے۔ سب مبلغ آگرہ ہی میں آگرے ہیں دوسری اور کسی طرف بھی توجہ دو۔

مبلغ۔ مبلغ: فرمایا: تبلیغ کا کام مبلغ اور اور مبلغ دو سے چلتا ہے۔

جمنا بہنا: فرمایا: جمنا کو جمنا کس نے کہا اس کو تو بہنا کہنا چاہئے۔ کہیں سے کہیں سے بہہ کر آتی ہے اور گاؤں کے گاؤں تباہ کر دیتی ہے۔

جہلم۔ علم: جہلم (جہل سے مرکب) کی بجائے علم ہونا چاہئے۔

تکثیر۔ تکمیل: تکثیر اعمال ضروری نہیں۔ تکمیل اعمال ضروری ہے

امدادی۔ اشرفی: فرمایا: آج کل اپنے نام کے ساتھ امدادی، قاسمی، رشیدی، اشرفی لکھتے ہیں چاہے واقع میں کوڑی بھی نہ ہوں، لغو حرکت ہے۔

آمین کی اذان: فرمایا: آمین بالجہر تو حدیث میں آئی ہے۔ مگر آمین کی اذان کس حدیث میں ہے۔

وصول۔ اصول: فرمایا: عورت اہل وصول ہے اہل اصول نہیں ہے۔ تم اہل اصول ہو تو ذرا اپنی ذات کے لئے پابندی کر کے دکھلا دو۔ اپنے لئے بھی کچھ رقم مقرر کر لو تو مانیں۔ جیسا تم اپنی ذات کے لئے خرچ کرتے ہو ویسا ہی اس کو بھی خرچ کرنے دو۔

دروغ۔ داروغہ: کسی داروغہ کو جھوٹ بولنے پر فرمایا کہ داروغہ صاحب دروغ نہ بولو۔

شیخ زادہ: کسی شیخ زادہ کو خوش ہو کر فرمایا کہ تم شیخ زادہ نہیں بلکہ شیخ سے بھی زیادہ ہو۔

گدی۔ گدھے: آج کل سجادہ نشینی میں بھی میراث ہی چلتی ہے۔ چاہے گدی پر گدھے ہی بیٹھیں۔

آمین بالشر: کسی جگہ مقلدوں اور غیر مقلدوں میں آمین کہنے پر جھگڑا تھا۔ انگریز موقع پر تحقیقات کو خود آیا اور یہ فیصلہ کیا کہ آمین کی تین قسمیں ہیں ایک بالجہر یہ تو سنت ہے۔ احادیث سے ثابت ہے۔ ایک بالسر یہ بھی سنت ہے احادیث سے ثابت ہے۔ ایک بالشر ہے جس سے مشتعل کرنا مقصود ہے۔ یہ روکنے کے قابل ہے

حلیم۔ عذاب علیم: جن لوگوں نے دہلی کا حلیم کھایا ہے نہ معلوم کس نے اس کا نام حلیم رکھ دیا۔ یہ غضب ناک بلکہ عذاب علیم ہے وہ جانتے ہیں کہ اس میں کیسی لذت ہوتی ہے۔ میں نے ایک دفعہ کھایا تھا بہت ہی مرچیں تھیں مگر لذیذ ایسا تھا کہ ایک رکابی کے بعد دوسری خریدی پھر تیسری خریدی۔ والد صاحب زیادہ مرچیں کھانے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ ان کی بات میری سمجھ میں نہ آتی تھی۔ اب میں دوسرے جوانوں کو مرچوں سے منع کرتا ہوں۔ مگر ان کی سمجھ میں نہیں آتا۔ تو میں اپنے دل میں کہتا ہوں کہ تو نے بھی تو والد صاحب کی بات کو نہ مانا تھا۔ اس طرح یہ تیری بات کو نہیں مانتے۔

عذاب قبر: امام غزالیؒ کہتے ہیں۔ کہ مجھے تعجب ہے ان احمقوں پر جو پوچھتے ہیں کہ قبر کا عذاب کیونکر ہوگا اس تحقیق کی کیا ضرورت ہے فکر تو اس کی چاہئے کہ اس سے نجات کا کیا طریقہ ہے۔

حضرت علیؓ و معاویہؓ: فرمایا: مولانا نعیم صاحب لکھنوی سے کسی نے پوچھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بابت کیا تحقیق ہے۔ کون حق پر تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ کیا کام کرتے ہیں کہا جوتے بیچتے ہیں اور تم کیا کرتے ہو کہا میں کپڑے رنگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم اطمینان رکھو تمہارے پاس یا حافظ جی کے پاس ان کا مقدمہ نہیں آوے گا۔ تم جا کر اپنا کپڑا رنگو اور حافظ جی اپنے جوتے بیچیں تمہارے پاس یہ مقدمہ آوے تو کہہ دینا کہ ہمارے

حق اختیار سے خارج ہے ان کے مقدمہ کا فیصلہ اللہ میاں کے ہاں ہو رہا ہے گا۔

حقیقی تواضع: فرمایا: جو بار بار جھک کر سلام کرتا ہو ہر شخص سے آپ اور جناب سے بات کرتا ہو اور کہتا ہو کہ میں نالائق ہوں۔ اس کا ایک امتحان بتاتا ہوں کہ جس وقت وہ یہ کہیں کہ میں نالائق ہوں اس وقت آپ ذرا یہ کہہ دیجئے ہاں صاحب واقعی آپ تو نالائق ہیں۔ پھر دیکھئے وہ کتنا ناچتے ہیں امید ہے کہ ساری عمر کے لئے دشمن ہو جائیں

پار۔ دو چار: فرمایا: حضرت بزرگوں کی صحبت میں رہ کر دین آتا ہے۔ ضابطہ کا دین تو کتاب سے آسکتا ہے۔ مگر حقیقی دین بلا کسی کی جوتیاں سیدھی کیئے بلکہ بلا جوتیاں کھائے نہیں آتا۔ کچھ بے فکرے ہنستے ہوئے ایک بزرگ کو ملے تو فرمایا کہ تم کو پل صراط پر چڑھنا تو معلوم ہے اور اترنے کی خبر نہیں۔ پھر کیسے ہنسی آتی ہے۔ یعنی پار ہوں گے یا دو چار ہوں گے۔

عجیب چور: ایک بدوی نے چوری کی اور چوری کر کے روپیہ داہنے ہاتھ میں لے کر نماز کی نیت ایک امام کے پیچھے باندھ لی۔ اتفاق سے اس کا نام موسیٰ تھا اور نماز جہری تھی۔ امام نے پڑھا وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ (یعنی اے موسیٰ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے) تو آپ فوراً کہتے ہیں۔ قا تلک اللہ ما اسحرک (تجھے خدا غارت کرے تو کتنا بڑا جادوگر ہے)۔

عافیت کی دعا: فرمایا: ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ کہیں چور پکڑے جا رہے تھے یہ بھی کہیں وہاں موجود تھے۔ یہ بھی پکڑ لئے گئے انہوں نے دل میں سوچا کہ یا اللہ میں نے کیا قصور کیا کہ چوروں میں داخل کر لیا گیا۔ الہام ہوا کہ تم نے دعا مانگی تھی کہ ایسا سامان کر دیجئے کہ مجھے دو روٹی اس وقت اور دو روٹی اس وقت مل جایا کرے اور عافیت کا نہیں کہا تھا سو ہم نے اس کا سامان کر دیا۔ دو روٹی اس وقت دو روٹی اس وقت مل جایا کرے گی۔ انہوں نے توبہ کی کہ یا اللہ غلطی ہوئی اپنی رحمت سے معاف کر دیجئے۔ توبہ کا کرنا تھا کہ حاکم کا پروانہ پہنچا کہ فلاں شخص رہا کر دیا جائے۔ وہ بے قصور ہے۔ ان لوگوں کی دعا میں بھی ادب سکھلایا جاتا ہے۔

ایک صاحب نے لکھا تھا کہ میرے ہی خط پر آپ نے جواب لکھ دیا یہ میری بڑی اہانت کی۔ فرمایا: کہ بندہ خدا میں نے تو اعانت کی ہے؟ اہانت نہیں کی ایسے ایسے خوش فہم دنیا میں آباد ہیں۔

بزرگی کی قیمت: ایک بزرگ نے بازار میں کسی چیز کو خریدنے کے لئے اس کی قیمت پوچھی۔ دکاندار نے کہا کہ قیمت تو اسقدر ہے لیکن چونکہ آپ بزرگ ہیں اس لئے آپ کو اس قدر کم میں ملے گی۔ سن کر بہت روئے کہ بس جی۔ میری بزرگی کی قیمت ایک ٹکا ہے اور فرمایا کہ میں دین فروش نہیں کیا بزرگی اس لئے اختیار کی ہے کہ دنیوی فائدہ ہو۔

مکمل۔ کمبل: فرمایا اب تو یہ حالت ہے کہ ذرا نماز وظیفہ کوئی پڑھنے لگے اور چار آدمی اس کو شاہ صاحب یا صوفی صاحب کہنے لگے۔ تو سمجھیں گے کہ ہم کامل مکمل بلکہ مکمل یعنی کمبل پوش ہو گئے۔

یزید۔ بایزید: عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا: کہ خاوند کو تم پر حاکم ہونا قرآن سے ثابت ہے، غرض زوجیت اطاعت کا سبب ہے۔ وہ یزید ہی سہی تمہارا تو وہ بایزید ہے۔ تم کو نافرمانی کا کیا حق ہے۔ ہاں اگر وہ فرض نماز، روزہ سے منع کرے تو اس کی نافرمانی کا حق ہے۔

تکلیف اور حقیقت: ایک شخص میرے پاس آئے۔ اب آکر یہ نہیں کہ بیٹھ جاتے تصویر کی طرح کھڑے ہیں مجھے بہت برا معلوم ہوا میں نے آخر لکھنا چھوڑ کر ان کی خدمت میں عرض کی کہ آپ بیٹھے کیوں نہیں، کہنے لگے کہ بلا اجازت کیسے بیٹھتا میں نے کہا اچھا اب دو ہفتہ تک اجازت نہیں۔ اسی وقت بیٹھ گئے۔ میں نے کہا یہ کیا بات ہے تم تو کہتے تھے کہ بلا اجازت نہ بیٹھوں گا۔ کچھ جواب نہیں دیا۔ ایک شخص آئے ان سے میں نے پوچھا کہ آپ کب جائیں گے۔ کہنے لگے کہ جب حکم ہو۔ میں نے کہا اچھا دو برس تک حکم نہیں۔ کہنے لگے کہ مجھے فلاں فلاں کام ہے۔ میں نے کہا بندہ خدا پہلے کیوں نہ بتلا دیا۔ کچھ نہیں تکلف رہ گیا ہے۔ محبت اور خلوص نہیں رہا۔

بے جا تقویٰ: ایک وہمی تھے۔ وہ جب وضو کرتے تھے پورا چہرہ حوض میں گردن سمیت ڈبو دیتے ایک شخص نے کہا کہ آج میں تمہارا وضو کراؤں گا۔ چنانچہ لوٹے میں پانی لیا اور ان کو وضو کرایا۔ کہنے لگے کہ آج تو میرا وضو ہو گیا۔ انہوں نے کہا بس ایسے ہی ہمیشہ کیا کریں۔ جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو نیت توڑ کر پھر حوض پر گئے اور منہ اس کے اندر ڈبویا جب چین ہوا۔ اللہ بچاوے ایسے تقویٰ سے۔

بے موقع ان شاء اللہ: ایک احمق چلا جا رہا تھا کسی نے پوچھا کہاں جا رہے ہو۔ اس نے کہا بازار جا رہا ہوں گدھا خریدوں گا۔ اس نے کہا ان شاء اللہ کہہ لو تو کہنے لگے۔ روپیہ میری جیب میں ہے گدھا بازار میں پھر ان شاء اللہ کہنے کا کیا موقع ہے۔ آگے گیا تو کسی نے جیب میں سے روپیہ اڑا لیا۔ اپنا سا منہ لے کر واپس آیا۔ پھر وہ شخص ملا پوچھا کہاں سے آ رہے ہو۔ کہا میں بازار گیا تھا ان شاء اللہ اور میرا روپیہ چوری ہو گیا ان شاء اللہ اور گدھا میں نے نہیں خریدا ان شاء اللہ اور اب میں مفلس ہوں ان شاء اللہ اب اس کو ان شاء اللہ کا سبق ایسا یاد ہوا کہ واقع میں جو موقع ان شاء اللہ کا نہ تھا اس میں بھی ان شاء اللہ داخل کر دیا۔

تین ہزار برس کی مہمانی: فرمایا: ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت معاش کی کیا سبیل ہے فرمایا: حدیث میں آیا ہے کہ ضیافت تین دن

ہے۔ہم اللہ کے مہمان ہیں اور اللہ میاں کے یہاں کا ہر دن ایک ہزار برس کا ہوتا ہے۔تو ہم تین ہزار برس تک تو اللہ میاں کے مہمان ہیں۔ جب چوتھا ہزار شروع ہوگا تو معاش کی سبیل پوچھنا۔

نبی اور امتی کا فرق: ایک دفعہ ایک پادری کہہ رہا تھا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام اندھوں کو سوانکھا کرتے تھے۔اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اندھے کو سوانکھا نہیں کیا۔نعمان خان نے جواب دیا کہ لاؤ میں یہ کردوں۔وہ پادری یک چشم تھا کہنے لگا اچھا تم میری دونوں آنکھوں کو برابر کردو۔آپ نے کہا نبی اور امتی میں کچھ فرق ہونا چاہئے نبی تو دوسری آنکھ کو بینا کرکے دونوں کو برابر کرتے مگر میں یہ کرسکتا ہوں کہ تندرست آنکھ کو بھی پھوڑ دوں اس سے دونوں برابر ہو جائیں گی۔اس کے بعد اس کی آنکھ میں انگلی دینے لگا کہ بولو پھوڑ دوں اس سے مجمع کو ہنسی آ گئی اور پادری کی تقریر کا رنگ اکھڑ گیا اور یہ حضرت جیت گئے۔گو بات بے ڈھنگی تھی مگر آج کل مناظرہ میں ایسے ہی لوگ اچھے رہتے ہیں کیونکہ آج کل جیتنے اور ہارنے کا مدار اس پر ہے کہ مجلس پر کسی کا اثر جم جائے اور تقابل کا رنگ اکھڑ جائے۔بات معقول ہو یا نا معقول

انوکھے جوابات: ایک گنوار کا قصہ ہے کہ وہ بازار میں گزر رہا تھا سڑک کے کنارے ایک پادری کو یہ کہتے سنا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔گنوار نے آگے بڑھ کر پادری سے پوچھا کہ تیرا خدا کتنی عمر کا ہے۔اس نے کہا کہ خدا کی کوئی ابتداء ہی نہیں وہ تو زمین و آسمان سے بھی پہلے موجود تھا اور ہمیشہ رہے گا۔گنوار نے کہا کہ اتنی بڑی عمر میں تیرے خدا کا ایک ہی بیٹا ہوا۔تیرے خدا سے تو میں ہی اچھا رہا اس وقت میری عمر پچاس سال سے زیادہ ہے اور اس وقت بیس بچے میرے ہو چکے اور اگر زندہ رہا تو اور بھی ہوں گے۔تو تیرے خدا سے تو میں ہی اچھا ہوں۔اس جواب سے پادری لاجواب ہوگیا۔لوگوں نے اسے دھمکایا کہ بیوقوف خدا کی شان میں بے ادبی کرتا ہے۔کہا میں اپنے خدا کو تھوڑا ہی کہتا ہوں۔میں اس کے خدا کو کہتا ہوں جس کا بیٹا یہ عیسیٰ علیہ السلام کو بتلاتا ہے۔

ایک پٹھان نے کسی جولاہے سے پوچھا کہ میاں جی کس حال میں ہیں۔کہا خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں کہ خدا نے مجھ کو جولاہا بنا دیا۔جس سے مجھ کو کوئی کچھ کہہ لیتا ہے کوئی دو چار ڈنڈے لگا لیتا ہے تو قیامت میں مجھے کسی کی نماز ملے گی کسی کے روزے ملیں گے۔پٹھان نہیں بنایا اگر پٹھان ہوتا تو قیامت میں دوسرے لوگ میرے سب اعمال لے جاتے۔

میرٹھ کے ایک رئیس نے ایک غریب نوکر کے طمانچہ مار دیا تھا پھر اس کو اپنی غلطی پر تنبہ ہوا تو اس کو ایک روپیہ دیا پھر دوسرے نوکر سے کہا کہ اس سے پوچھنا کہ اب کیا حال ہے۔کہنے لگا میں تو دعا کرتا ہوں کہ ایسا طمانچہ روز لگ جایا کرے۔بس یہ طریقہ تلافی کا بہت اچھا ہے۔اس سے بچوں کے اخلاق پر بھی برا اثر نہیں ہوتا۔اور ظلم کا دفعیہ بھی ہو جائے گا۔

اولاد کے لئے تعویذ: کسی صاحب نے بذریعہ خط اولاد کا تعویذ طلب کیا اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ اگر ہمارے پاس تعویذ ہوتے تو کم از کم ایک درجن بچے تو اپنے بھی ہوتے۔

کبر۔کبر کا جواب: ایک صاحب نے لکھا کہ میں متنظر کو سلام نہیں کرتا یہ کبر ہے۔فرمایا کہ یہ کبر کا جواب ہے کبر نہیں۔

جاہل امام: فرمایا: ایک گاؤں میں تین چوہدری تھے۔موسیٰ اور ابراہیم ایک مرتبہ امام نے نماز میں سبح اسم پڑھی۔آخر میں صحف ابراہیم و موسیٰ پڑھا۔اس پر چوہدری عیسیٰ نے کہا کہ تم نے موسیٰ اور ابراہیم کا تو نام لیا مگر میرا نام نہیں لیا۔امام نے کہا مجھ سے غلطی ہوئی آئندہ آپ کا نام لوں گا۔پھر جب نماز پڑھی تو تینوں کا نام لے دیا۔یعنی صحف ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ پڑھ دیا۔

شیعہ مذہب پر پیشاب: فرمایا: مولوی فضل حق صاحب کو قطرہ کا عارضہ تھا اس وجہ سے وہ ڈھیلا نہ لیتے تھے صرف پانی سے استنجا کر لیتے تھے۔کسی متعصب شیعی نے طعن کے طور پر کہا کہ اب تو آپ بھی پانی سے استنجا کرنے لگے ہیں اس کا سبب دریافت کیا۔مولوی صاحب نے فی البدیہہ جواب دیا کہ جب سے مجھے مسلسل بول کا مرض ہوگیا ہے۔تب سے میں شیعوں کے مذہب پر پیشاب کرنے لگا ہوں۔پھر فرمایا کہ اہل علم کے دل میں کسی کی ہیبت نہیں ہوتی۔یوں کسی مضرت کی وجہ سے ڈر جائیں وہ اور بات ہے۔ایسے تو کٹ کھنے کتے سے بھی ڈرتا ہے مگر ان کے دل میں کسی کی ہیبت نہیں ہوتی۔

شیطان کی بیعت: فرمایا: کہ شیخ صاحب کو کسی صاحب نے ادھر ادھر کی باتیں سنا کر پوچھا کہ آپ کسی سے بیعت بھی ہیں۔انہوں نے جواب دیا کہ ہاں شیطان سے بیعت ہوں لیکن اگر آپ کو اس سے کامل زیادہ پاؤں تو آپ سے ہو جاؤں گا۔شیخ صاحب نے مولانا سعادت علی صاحب سہارنپوری کی صحبت پائی تھی۔اس وجہ سے اسقدر پکے ہو گئے تھے۔مولوی صاحب مولود شریف کراتے تھے مگر شیخ صاحب اس میں شریک نہ ہوتے تھے۔

شجرہ۔ثمرہ: کسی صاحب نے لکھا کہ ایک شجرہ بھی روانہ فرما دیں جواب: گو اس کا ثمرہ نہ ہو۔

دگرگوں جگر خوں: کسی نے لکھا کہ حج کو جا رہا ہوں دعا فرماویں کہ حجر اسود کے بوسہ کے وقت حالت دگرگوں نہ ہو۔

جواب: اگر ایسی دگرگوں ہو کہ جگر خوں ہو تو مطلوب ہے۔

شریفہ۔شریف: کسی صاحب نے عرض کیا حضرت شریفہ لے

آؤں ممکن ہے کہ حضرت کی کھانسی کے لئے مفید ہو مزاحاً کہا کہ اگر آپ آئیں تو کسی شریف کو لایئے شریفہ کو نہ لایئے۔ دو ہی (منکوحہ) بہت ہیں کوئی فوج تھوڑا جمع کرنا ہے۔

گرگ زادہ۔ گرگ شود: ایک ہندو رئیس کا انتقال ہو گیا ایک دوسرے ہندو صاحب تعزیت کے لئے گئے جا کر تعزیت کی اور یہ الفاظ کہے خدا کرے کہ آپ اپنے والد صاحب کے قدم بقدم ہوں اور ضرور ہوں گے کیونکہ ''گرگ زادہ گرگ شود'' یعنی آخر بھیڑیے کا بچہ بھیڑیا ہوتا ہے

بہو کی حکایت: فرمایا ایک بہو کی حکایت ہے کہ نئی نئی شادی ہو کر سسرال آئی۔ مگر بولتی نہ تھی۔ ساس نے کہا بہو تو بولتی کیوں نہیں۔ کہنے لگی کہ میری ماں نے منع کر دیا تھا کہ ساس کے گھر بولنا مت۔ ساس نے کہا کہ تیری ماں بے وقوف ہے۔ ضرور بولا کر۔ بہو نے کہا پھر تو کچھ بولوں۔ ساس نے کہا ضرور بول۔ اب بہو بولتی ہے تو کیا نور برساتی ہیں۔ کہتی ہیں کہ اماں ایک بات تم سے پوچھتی ہوں وہ کہ اگر تمہارے لڑکے کا انتقال ہو جائے اور میں بیوہ ہو جاؤں تو تم میری کہیں اور شادی کر دو گی کہ یونہی بٹھلائے رکھو گی۔ ساس نے کہا بہو تو بس خاموش ہی رہا کرو۔ تیری ماں کا منع کرنا ہی صحیح رائے پر ہے۔

قصائی۔ بیل: ایک صاحب کے آہستہ بولنے پر جس سے سنائی بھی نہیں دیا متنبہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ لوگ کہتے ہوں گے کہ کس قصائی سے پالا پڑا میں کہتا ہوں کہ کن بیلوں سے پالا پڑا۔ قصائی اور بیلوں کا جوڑ بھی ہے۔

غیبت اپنی ماں کی: فرمایا: کہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر غیبت کرے تو اپنی ماں کی کرے۔ خواجہ صاحب نے بہت ہی تعجب آمیز لہجہ میں عرض کیا کہ کیا امام صاحب نے فرمایا کہ ماں کی غیبت کرے۔ فرمایا آپ کو کیوں تعجب ہوا ہاں یہی فرماتے ہیں کہ میں اگر غیبت کروں تو اپنی ماں کی کروں تاکہ اگر میری نیکیاں کسی کے پاس جاویں تو ماں ہی کے پاس کیوں نہ جائیں۔ گھر کی نعمت گھر میں ہی رہے۔ کہیں باہر نہ جائے۔ اس لئے یہ فرمادیا تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔

لینا۔ دینا: ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ ایک شخص ان کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ یہ بزرگ اس کو پیسے دیا کرتے تھے۔ اس نے یہ سمجھ کر کہ محسن ہے گالیاں دینی چھوڑ دیں۔ ان بزرگ نے روپیہ پیسہ دینا چھوڑ دیا۔ اس شخص نے ان بزرگ سے عرض کیا کہ حضرت یہ کیا فرمایا بھائی یہ تو دینا لینا ہے تم پہلے کچھ دیا کرتے تھے ہم بھی دیتے تھے۔ تم نے دینا چھوڑ دیا ہم نے بھیجنا چھوڑ دیا۔

دل شکنی۔ شکم شکنی: فرمایا: کہ یہاں پر مرحوم مولوی محمد عمر صاحب تھے وہ اکثر بیمار رہتے تھے ایک شخص نے میری اور ان کی دعوت کی۔ مولوی صاحب کو جگر کا عارضہ تھا اس بھلیمانس نے چاول پکوائے وہ بھی کھانے کے قابل نہ تھے۔ جب کھانے بیٹھے میں نے میزبان سے کہا کچھ اور بھی ہے؟ کہا نہیں میں نے کہا یہ تو کھانے کے قابل نہیں اب کیا کھائیں۔ جب تم کو چاول پکانا نہیں آتا تو کیوں پکائے۔ سیدھی دال روٹی کیوں نہیں پکائی۔ کہیں سے روٹی لاؤ کہا کہ روٹی کہاں سے لاؤں۔ میں نے کہا کہ گھر میں نہیں تو محلہ سے مانگ کر لاؤ۔ گیا مصیبت کا مارا دال روٹی لایا۔ خوب پیٹ بھر کر روٹی کھائی میں نے مولوی محمد عمر صاحب سے بھی روٹی کھانے کو کہا مگر وہ بہت خلیق تھے کہنے لگے اس کی دل شکنی ہو گی۔ میں نے کہا ہماری جو شکم شکنی ہو گی۔ میں نے اس کی تادیب کے لئے یہی انتظام کیا جس سے اس کو ہمیشہ کے لئے سبق مل گیا۔ گو میری پھر اس شخص نے کبھی دعوت نہیں کی۔

دیہاتی کی اطاعت: ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ایک دیہاتی آدمی ہدیۃ کچھ کپڑا لایا۔ ایک گٹھڑی کی صورت میں تھا۔ میں اس وقت ڈاک لکھ رہا تھا۔ اس نے ڈاک کے خطوط پر وہ گٹھڑی رکھ دی۔ مجھ کو ناگوار ہوا۔ میں نے غصہ میں کہا کہ میرے سر پر رکھ دے۔ اس نے گٹھڑی اٹھائی اور میرے سر پر رکھ دی۔ اس کو تھام کر کھڑا ہو گیا تاکہ گر نہ جائے۔ فلاں مفتی صاحب میرے پاس بیٹھے تھے وہ اس پر خفا ہونے لگے۔ میں نے کہا کہ کس پر خفا ہوتے ہو یہ تو غیر مکلف ہے۔ میں نے ہی کہا تھا کہ میرے سر پر رکھ دے۔ اس کا کیا قصور؟ بلکہ حکم کی اطاعت کی ہے۔

۲۔ اسی طرح ایک مرتبہ ایک لڑکا چھوٹا سے جس کی عمر تقریباً پانچ یا چھ برس کی ہو گی۔ اپنے باپ کے ساتھ میرے کمرے کے دروازے پر کھڑا تھا۔ میں نے اس کی بغلوں میں ہاتھ دے کر دروازہ کی چوکی پر کھڑا کر دیا اور اس سے کہا کہ منہ پر تھپڑ مار۔ اس نے میرے منہ پر تھپڑ مار دیا اس کا باپ اس کو ڈانٹنے لگا۔ میں نے کہا تم اس پر ناحق خفا ہوتے ہو اس کا کوئی قصور نہیں۔ میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ کس کے منہ پر مار۔ میرا ہی کلام نا تمام تھا۔ میں ہی قصور وار ہوں۔ اس کی کوئی خطا نہیں۔

کوّے کی قسمیں: ایک شخص نے حضرت والا سے یہ دریافت کیا کہ کوے کی کتنی قسمیں ہیں تو فرمایا مجھ کو معلوم نہیں اگر آپ فرمائیں تو آدمی کی قسمیں بیان کر دوں۔ اور یہ بھی عرض کر دوں کہ آپ کونسی قسم میں داخل ہیں۔ بس یہ شخص تو ایسے خاموش ہوئے کہ بول کر نہیں دیا۔

مال۔ کمال: سفر رنگون میں فرمایا: کہ یہاں مال تو بہت ہے مگر کمال نہیں۔ اور ہمارے اطراف میں الحمد للہ بقدر ضرورت مال بھی ہے اور کمال بھی۔ یہاں ضرورت کے موافق بھی کمال نہیں ہے۔ پھر فرمایا کہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی ایک کمال ہی ہے کہ کمال نہیں۔

حکیم الامت خود اپنی نظر میں: حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو مجھے رزق دے اے اللہ تو مجھے ہدایت دے۔ (مسند الشہاب)

سے تھانہ بھون میں متعینہ ایک پولیس افسر نے بیعت کی درخواست کی۔ جس کے جواب میں آپ نے انہیں اپنا تعارف کراتے ہوئے لکھا۔

''میں ایک خشک طالب علم ہوں اس زمانہ میں جن چیزوں کو لوازم درویشی سمجھا جاتا ہے۔ جیسے میلاد شریف، گیارہویں، عرس، نیاز، فاتحہ، قوالی و تصرف و مثل ذالک میں ان سب سے محروم ہوں اور اپنے دوستوں کو بھی اس خشک طریقہ پر رکھنا پسند کرتا ہوں''۔

میں نہ صاحب کرامت ہوں۔ اور نہ صاحب کشف نہ صاحب تعریف ہوں اور نہ عامل۔ صرف اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر مطلع کرتا رہتا ہوں۔ اپنے دوستوں سے کسی قسم کا تکلف نہیں کرتا۔ نہ اپنی حالت نہ اپنی کوئی تعلیم نہ امور دینیہ کے متعلق کوئی مشورہ چھپانا چاہتا ہوں۔ عمل کرنے پر کسی کو مجبور نہیں کرتا البتہ عمل کرتا ہوا دیکھ کر خوش اور عمل سے دور دیکھ کر رنجیدہ ضرور ہوتا ہوں۔ میں کسی سے نہ کوئی فرمائش کرتا ہوں نہ کسی کی سفارش، اس لئے بعض اہل الرائے مجھ کو خشک کہتے ہیں میرا مزاج یہ ہے کہ ایک کو دوسرے کی رعایت سے کوئی اذیت نہ دوں خواہ حرفی ہی اذیت ہو۔

سب سے زیادہ اہتمام مجھ کو اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے اس امر کا ہے کہ کسی کو کسی قسم کی اذیت نہ پہنچائی جائے خواہ بدنی ہو جیسے مار پیٹ خواہ مالی جیسے کسی کا حق مار لینا یا ناحق کوئی چیز لے لینا خواہ آبرو کے متعلق ہو جیسے کسی کی تحقیر، کسی کی غیبت، خواہ نفسانی ہو جیسے کسی کو کسی تشویش میں ڈالنا یا کوئی ناگوار، رنجیدہ معاملہ کرنا اور اگر اپنی غلطی سے ایسی بات ہو جائے تو معافی چاہنے سے عار نہ کرنا۔

مجھے ان کا اس قدر اہتمام ہے کہ کسی کی وضع خلاف شرع دیکھ کر صرف شکایت ہوتی ہے۔ مگر ان امور میں کوتاہی دیکھ کر بے حد صدمہ ہوتا ہے اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ اسے نجات دے۔ یہ ہے کہ کچا چٹھا اور نہ لوگوں نے تو:

منش کردہ ام رستم داستاں
وگرنہ یلے بود در سیتاں

حال: ایک طالب علم نے لکھا کہ میں نے اپنے قلب کو آپ کی تنبیہ کے بعد ایسا پایا جیسے اس کے اندر گوہ در گوہ ہو رہا ہو۔ جواب بھیجا کہ: مبارک ہو! یہ گوہ خاکساری کی خاک سے مل کر کھاد کا کام دے گی اور ایسی اجناس پیدا ہوں گی کہ روحانی غذا ہو جاویں گی۔

حال: ایک طالب علم نے غلبہ خشیت میں لکھا کہ مجھے سخت خطرہ در پیش ہے آپ نے تحریر فرمایا کہ یہ خطرہ تو بحر معرفت کا قطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بڑھا کر دریا کر دے۔

حال: ایک طالب علم نے لکھا کہ میں بالکل کورا ہو گیا ہوں۔ فرمایا کورا ہونا برا نہیں کور ہونا برا ہے۔ بلا سے کورا ہو کور نہ ہو۔

تری حاضر جوابی سے ہر اک مسرور ہوتا ہے
ترا سادہ سے فقرہ مصرعہ منشور ہوتا ہے

عالمی تاریخ ......دو جلدوں میں عالمی و اسلامی تاریخ پر پہلی منفرد کتاب

تاریخ کے ان شائقین کیلئے مستند مختصر تاریخ جو تاریخ و سیر کی ضخیم و قدیم کتب کا مطالعہ نہیں کر سکتے ایسے مصروف حضرات کے ذوق کے مطابق پہلی جامع تاریخ....جو تاریخ کی تمام مستند کتب کا عطر ہے اور ہزاروں صفحات کا خلاصہ ہے۔ ایک ایسی مبارک کتاب جو آپکے وقت کو بھی قیمتی بنا دے۔

قرآن کریم اور قراء کرام کے تاریخی واقعات

تاریخ کی اہم شخصیات جنہوں نے اپنے دور میں وقت کا رخ بدل دیا سینکڑوں تاریخی واقعات جو اپنے اندر بے شمار اصلاحی پہلو رکھتے ہیں۔ روئے زمین کے مقدس و متبرک مقامات کا تاریخی تذکرہ اور عالمی تاریخی مقامات کی دلچسپ تاریخی معلومات۔ اہل علم اور سلاطین کے تاریخی کارنامے جو عزم و عزیمت کا مشعل راہ باب ہے۔ نیز غیر مسلم سلاطین کے واقعات آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک کی مکمل سن وار تاریخ انبیاء علیہم السلام کی عمریں، پیشے اور دیگر معلومات، قبل المسیح اور بعد المسیح کے تمام حکمرانوں کی مکمل سن وار تاریخ۔ دنیا کی اہم حکومتوں کے دلچسپ واقعات۔

تاریخی حکماء کی حکمت و دانش کے حیران کن تاریخی واقعات۔ دجال کے بارہ میں جدید ترین تاریخی معلومات

رابطہ کیلئے 0322-6180738

باب ۱۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت تھانوی رحمہ اللہ اور ان کے خلفائے کرام کے بارے میں صدیوں پہلے پیشین گوئی

حکیم الامت حضرت تھانوی کی وفات سے کچھ عرصہ قبل حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند، ڈھاکہ وسابقہ مشرقی پاکستان تشریف لے گئے وہاں اپنے میزبان سے معلوم ہوا کہ بنارس میں ایک کتاب سنسکرت زبان میں ہے۔جس کی بے شمار جلدیں ہیں۔اس کتاب کی ایک جلد یہاں ڈھاکہ میں اس خاندان کے ایک فرد کے پاس موجود ہے اس جلد میں ممتاز دینی شخصیتوں کے حالات اور واقعات درج ہیں۔اگر آپ دیکھنا چاہیں تو چل کر دیکھ لیں۔حضرت قاری صاحب نے احقر کے نام اپنی ایک گرامی نامہ کے اندر اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے جو قارئین کی دلچسپی کے لیے پیش خدمت ہے۔

وکیل احمد شیروانی غفرلہ

خادم مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان

السلام وعلیکم تحریر فرمودہ واقعہ میں تحریف ہوگئی ہے شاید ناقل کی یادداشت کی کمی کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ تقریباً ۳۵ سال قبل میں ڈھاکہ گیا تھا۔قیام حکیم حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم کے یہاں ہوا جو اصل سے لکھنو کے باشندے تھے۔باپ کے زمانہ سے ڈھاکہ میں آباد ہوگئے تھے۔نہایت ذکی اور ذہین تھے۔انہوں نے اتفاقی طور پر ذکر کیا کہ بنارس کے رہنے والے ایک صاحب یہاں ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک کتاب جو سنسکرت میں لکھی ہوئی ہے اس کی بارہ جلدیں تو بنارس میں ہیں اور باقی جلدیں (شاید دس بیس یا کم وبیش ہوں صحیح یاد نہیں رہا) ہردوار میں ہیں۔صرف ایک جلد کی نقل ان صاحب کے پاس ہے جو ہندوستان سے متعلق ہے ان جلدوں میں ممتاز شخصیتوں کے حالات وواقعات درج ہیں۔میں نے حکیم صاحب سے عرض کیا کہ اس شخص سے تو ہمیں بھی ملاؤ شاید کچھ واقعات کا علم ہو۔اس سے ملاقات کا وقت لے لیجئے چنانچہ وقت مقررہ پر ان سے ملاقات ہوئی وہ صاحب نوجوان اور خوش رو تھے۔بات چیت شروع ہوئی ان صاحب نے حکیم صاحب کے بیان کی تصدیق کی اور کہا کہ وہ کتاب میرے پاس موجود ہے۔میں نے کہا کہ اگر ہندوستان کی شخصیتوں کے حالات دریافت کروں تو آپ بتلائیں گے؟ انہوں نے کہا ضرور مگر شرط یہ ہے کہ جن صاحب کے بارے میں معلوم کرنا ہو تو ان کا سن ولادت آپ بتلائیں میں نے کہا بہت اچھا۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کا ذکر:

اس کے بعد میں نے کہا کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے بارے میں بتلائیے اور ان کا سن ولادت میں نے بتلادیا۔اور اس نے فوراً کتاب کھولی اور بیان کرنا شروع کیا یعنی اس میں پڑھ پڑھ کر سنایا کہ:

''ہندوستان کی ایک یگانہ روزگار شخصیت ہوگی علم بہت وسیع ہوگا۔شہرت کافی ہوگی۔ایسا رشی صدیوں مین پیدا ہوتا ہے۔اس سے ہزاروں آدمی مستفید ہونگے وطن تھانہ بھون ہوگا ان کے ایک بھائی ہونگے جو ذہانت اور ذکاوت میں اوروں سے کم نہیں ہونگے مگر علمی لائن کے آدمی نہیں ہونگے۔نہ شہرت یافتہ ہونگے مولانا کے اولاد نہ ہوگی۔مگر روحانی اولاد بہت کثیر ہوگی اور سب دیندار لوگ ہونگے۔متقی ہونگے۔''

غرض حضرت تھانویؒ کی بڑی عظمت بیان کی میں نے دل میں خیال کیا کہ حضرت تھانوی کی شخصیت معروف مشہور ہے ممکن ہے اس کی شہرت پر سنی سنائی باتیں نقل کردی ہوں تو میں نے حضرت کے کچھ خانگی حالات پوچھے تو اس نے وہ بھی من وعن بیان کئے جو عام لوگوں کے علم میں نہیں آسکتے تھے۔تو پھر میں نے پوچھا کہ ان کے خلفاء میں سے کسی کا حال بیان کیجئے اس نے کہا ان کی ولادت کا سن بتائیے۔

حضرت مولانا محمد عیسیٰ الہ آبادیؒ خلیفہ تھانوی کا ذکر:

میں نے حضرت کے خلیفہ مجاز کا حضرت مولانا محمد عیسیٰ الہ آبادیؒ کے متعلق پوچھا اور ان کا سن ولادت بتایا تو اسنے کہا کہ:

''یہ حضرت کے خلفاء میں ممتاز شخصیت ہیں ان کی عمر اتنی ہے حال ایسا ہے۔(اور وہ صحیح کہتا تھا کہ اس نے کہا کہ) وہ اپنی جائداد وقف علی الاولاد کریں گے''

حالانکہ یہ واقعہ ایسا تھا کہ صرف میرے ہی علم میں تھا۔مولانا الہ آبادی دیوبند تشریف لائے اور وقف علی الاولاد کے بارے میں مسودات ساتھ

لائے تھے اور مجھے فرمایا کہ میں نے اس کا ذکر کسی سے نہیں کیا صرف تجھ سے کیا ہے اس کا افشاء نہ کیا جائے مگر اس شخص نے کتاب سے پورا پورا واقعہ جو مجھ پر پیش آیا تھا سب بیان کر دیا۔

حضرت تھانوی کے خلفاء کرام کا ذکر:

پھر اس کے بعد میں نے پوچھا کہ ان کے خلفاء کتنے ہیں؟ تو اس نے پوری فہرست سنا دی۔ حالانکہ اس وقت بعض خلفاء کو اجازت بیعت ہوئی تھی۔ ان کے بعد پھر دوسروں کو ہوئی مگر اس نے ان کے نام بھی بتائے۔

حضرت قاری طیب صاحب کا ذکر:

اس فہرست میں میرا نام بھی آیا اس نے کہا کہ: ''ان کے ایک خلیفہ طیوب ہیں جو دیابان (دیوبند) کے رہنے والے ہیں''

حالانکہ میں نے اس سے اپنا تعارف بھی نہیں کرایا تھا نہ میزبان نے کرایا اور نہ وہ مجھ سے واقف تھا۔ میں نے سن ولادت بتایا اور پوچھا کہ ان کے حالات کیا ہیں؟ اس نے کہا:

''بڑے عالم ہیں ان کی شہرت بہت ہونے والی ہے؟ اور سفر کثرت سے کریں گے حتی کہ بیرون ہند کے سفر بھی بہت کریں گے۔''

اس وقت تک میں نے صرف افغانستان کا سفر کیا تھا۔ دوسرے ممالک کا جن میں ایشیاء یورپ مڈل ایسٹ اور افریقہ وغیرہ شامل ہیں ابھی تک سفر نہیں ہوا تھا۔ مگر اس نے ساری تفصیل بتلا دی پھر کہا کہ وہ تین بھائی ہیں۔ ایک نوعمری میں انتقال کر جائے گا۔ دو بھائی زندہ رہیں گے ان کی دو بہنیں ہونگی ایک نوعمری میں گزر جائے گی دوسری زندہ رہے گی اور وہ صاحب اولاد ہوگی ان کے والد کی دو شادیاں ہونگی پہلی بیوی سے کوئی اولاد نہ ہوگی یہ سب اولاد دوسری بیوی سے ہوگی''

اب یہ سارے واقعات خانگی تھے۔ جن کا علم میرے سوا شاید آج تک بھی کسی کو نہیں معلوم۔ پھر اس نے میری شادی کا ذکر کیا اور رامپور (سسرال) کا قصہ بیان کیا کہ بیوی وہاں کی رہنے والی ہوگی اور اپنے گھر کی رئیسہ ہوگی پھر میں نے مزید احتیاط کے طور پر کہا کہ ایک شخص مولوی وصی الدین ہیں (جو اس وقت سفر میں میرے ساتھ تھے اور دار العلوم دیو بند کے طالب علم تھے) میں نے ان کے بارے میں پوچھا۔ اور ان کا سن ولادت بتایا اس نے مولوی وصی الدین کے خانگی حالات سنائے جو صرف مولوی صاحب ہی کے علم میں تھے اور وہ بھی حیران رہ گئے۔

حضرت حکیم الامت سے اس واقعہ کا ذکر اور حضرت کا ارشاد:

اس سفر سے واپسی کے بعد تھانہ بھون حاضر ہو کر سارا واقعہ حضرت تھانوی کو سنایا حضرت نے فرمایا کہ:

''اس واقعہ کی تغلیط کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی یہ سارے واقعات کتاب میں درج ہوں۔ اور ممکن ہے کہ انبیاء سابقین پر منکشف ہوئے ہوں اور وہ لکھ لیے گئے ہوں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن گھر سے باہر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں اور فرمایا:

هذا كتاب من رب العلمين و هذا كتاب من الرب العلمين.

دائیں ہاتھ کی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ اس میں ان تمام ان بنی آدم کے نام اور حالات لکھے ہوئے ہیں جو جنتی ہونے والے ہیں اور بائیں ہاتھ کی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ ان میں ان تمام لوگوں کے اسماء اور احوال لکھے ہوئے ہیں جو جہنمی ہونے والے ہیں اور پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر ارشاد فرمایا تو دونوں کتابیں غائب تھیں۔

میں کہتا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شام میں ایک کتاب برآمد ہوئی جس میں خاص قواعد کے ذریعہ دنیا کے ماضی اور مستقبل کے بارے میں واقعات کا استخراج کیا جا سکتا تھا۔ لوگوں میں اس کتاب کا چرچا ہوا اور وہ فتنہ کی صورت اختیار کر گیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کا سفر کیا اور اس کتاب پر قبضہ کیا اور گیارہ قبریں کھودنے کا حکم دیا۔ جب قبریں تیار ہو گئیں تو ایک دن شب میں کسی وقت پہنچ کر اس کتاب کو ایک قبر میں دفن کر کے گیارہ کی گیارہ قبروں کو اوپر سے برابر کرا دیا جس سے یہ فتنہ ختم ہو گیا وہ واقعہ جس کے بارے میں آپ نے تصحیح چاہی۔ فقط

محمد طیب رئیس عمومی دار العلوم دیو بند وارد حال لاہور ۱۲ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ

نیز حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور نے بھی ایک دفعہ فرمایا کہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی نے بھی اس کتاب کو دیکھا تھا اور فرمایا تھا کہ اس کتاب میں حضرت تھانوی کی وفات کی تاریخ اور دن بھی درج تھا۔

ایک دفعہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب قدس سرہ نے اپنی مجلس میں اس واقعہ کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ:

''جب مولانا طیب صاحب اس واقعہ کا بیان کرتے کرتے اس جملہ پر پہنچے کہ: ''ایسا رشی صدیوں میں پیدا ہوتا ہے'' تو اس وقت حضرت رحمتہ اللہ علیہ دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے فوراً دیوار سے ہٹ کر فرمایا ''میری ہی کیا خصوصیت ہے جو بھی آتا ہے اس کی نظیر صدیوں میں آتی ہے'' حضرتؒ کے اس ارشاد سے تواضع، انکساریت اور فنائیت اتم درجے میں ظاہر ہوتی ہے''

حضرت حکیم الاسلام کی منامی تقریر

خواتین سے حکیمانہ خطاب

حضرت حکیم الاسلام مولانا طیب صاحب اپنے وقت کے اکابر علماء اور مشائخ طریقت میں سے تھے جن کی زندگی میں کئی کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں اور ہزاروں بندگان خدا کو توبہ اور رجوع الی اللہ کی دولت ہاتھ لگی اور خصوصاً اہل ثروت اور اہل منصب و وجاہت حضرات کو حضرت کے دست حق پرست پر ہدایت کی راہ نصیب ہوئی۔ اسی قسم کی ایک بصیرت افروز تقریر حاجی وزیر سیٹھ پونا کے مکان پر عالم خواب میں حضرت نے فرمائی۔ جس کو لوگوں نے سن کر محفوظ کر لیا۔ پھر اس کو مرتب کر کے حاجی محمد حنیف صاحب کی صاحبزادی طاہرہ صاحبہ کی جانب سے شائع کیا گیا۔ جو افادہ عام کی خاطر پیش ہے۔

فرمایا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید یا بقرعید کی نماز کے لیے عیدگاہ تشریف لے گئے۔ اور اس موقع پر عورتوں کی ایک جماعت کے پاس بھی تشریف لے گئے جو نماز کے لیے عید گاہ آئیں ہوئیں تھیں اور ان کو ارشاد فرمایا:

عورتوں کو صدقہ کا حکم

کہ اے عورتوں کی جماعت تم صدقہ اور خیرات کیا کرو اس لیے کہ میں نے تمہارا زیادہ حصہ دوزخ میں دیکھا ہے یہ سن کر عورتوں نے کہا یا رسول اللہ اس کا سبب کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایک دوسرے پر لعن طعن بہت کرتی ہو اور اپنے شوہروں کی نافرمانی و ناشکری کرتی رہتی ہو اور فرمایا کہ میں نے عقل و دین میں کمزور ہونے کے باوجود ہوشیار مرد کی عقل پر غالب آنے والا تم سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر عورتوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہماری عقل اور دین میں کیا کمی ہے۔

عورتوں کے دو مرض اور علاج

آپ نے فرمایا کہ عورت کی گواہی آدھے مرد کی گواہی کے برابر نہیں ہے۔ (یعنی دو عورتوں کی گواہی مل کر ایک مرد کی گواہی کے برابر ہوتی ہے) انہوں نے کہا جی ہاں۔ ایسا ہی ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی وجہ عورت کی عقل کی کمزوری ہے اور کیا ایسا نہیں کہ جس وقت عورت ایام حیض میں ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزے رکھتی ہے انہوں نے کہا جی ہاں۔

آپ نے فرمایا کہ یہ دین میں نقصان کی وجہ ہے۔

چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں بھی مردوں کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے جایا کرتیں تھیں اسی لیے عید یا بقرعید کی نماز کے لیے عید گاہ آئی ہوئیں تھیں۔ اور عورتوں کے لیے حکم تھا کہ مردوں سے الگ ہو کر ایک گوشہ میں رہیں اس لیے وہ مردوں کے مجمع سے الگ ہو کر کنارہ پر بیٹھیں ہوئیں تھیں۔

نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال آیا کہ شاید خطبہ کی آواز ان تک نہیں پہنچی اور وہ اس سے محروم رہیں۔ اس خیال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے مجمع میں تشریف لے گئے اور وعظ و نصیحت فرمائی اور عورتوں کے اندر جو باطنی امراض پائے جاتے ہیں ان میں سے دو مخصوص مرض ذکر فرمائے ایک تو یہ کہ وہ لعن طعن زیادہ کرتی ہیں جہاں کہیں چند عورتیں جمع ہو جاتیں ہیں تو ان کا کام بس یہی ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کی غیبت کریں ذرا ذرا سی بات پر ایک دوسرے پر لعن طعن کریں۔

ایسے ہی ان میں ایک دوسرا مرض یہ ہے کہ ان کا شوہر ان کی آسائش اور راحت و آرام کے لیے کتنے ہی انتظامات کردے اور اس کے لیے چاہے جس قدر پاپڑ بیلے مگر ان اللہ کی بندیوں سے کبھی بھی شکر ادا نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ ناشکری کیا کرتی ہیں۔

مذکورہ بالا دونوں مرض کی اصل تکبر ہے جب انسان میں تکبر آتا ہے خود بنی پیدا ہوتی ہے تو پھر وہ دوسرے کو گھٹیا سمجھتا ہے۔ اسے حقیر نظروں سے دیکھتا ہے اور تکبر دو ہی چیزوں پر ہوتا ہے علم پر یا مال پر اور حقیقت میں ان میں سے کوئی بھی چیز ایسی نہیں کہ اس پر تکبر کیا جائے شیخی بگھاری جائے اسلئے کہ تکبر اس چیز پر کیا جاتا ہے جو ذاتی ہوتی ہے علم کا حال تو یہ ہے علم حق تعالیٰ شانہٗ کی ذات سے آیا ہے ابتداء آدم علیہ السلام کو دیا گیا جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا. اور پھر آدمؑ کے بعد دیگر انبیاءؑ کو ملا اور انبیاءؑ کے واسطے سے عامۃ المومنین کو اس سے معلوم ہوا کہ علم انسان کا ذاتی کمال نہیں اور جو چیز ذاتی نہیں ہوتی اس پر فخر نہیں کیا جاتا شیخی نہیں بگھاری جاتی۔ ایسا ہی حال مال کا بھی ہے انسان جب دنیا میں آیا تھا خالی آیا تھا۔ اور جب دنیا سے جائے گا خالی ہاتھ جائے گا اگر مال انسان کا ذاتی چیز ہوتی تو وہ اس کی ابتداء پیدائش سے اس کے ساتھ ہوتی۔ اور دنیا سے جاتے وقت بھی وہ اس کے ساتھ جاتا۔ معلوم ہوا کہ مال بھی انسان کا ذاتی سرمایہ نہیں وہ اس دنیا کی مختصر سی زندگی گزارنے کے لیے اس کے حوالے کر دیا گیا ہے اور جو چیز اپنی ذاتی نہیں ہوتی اس پر تکبر کرنا حماقت ہے۔ اور اس سے دل لگانا اور محبت رکھنا اس سے بھی بڑی حماقت ہے۔

عورت کی دینی کمزوری:

اور اس سے دل لگانا اور محبت رکھنا بہت زیادہ ہے اور وہ اسے جان سے زیادہ عزیز رکھتی ہیں۔ اسی محبت مال سے تکبر پیدا ہوتا ہے جو ایک دوسرے پر لعن طعن اور شوہروں کی ناشکری کا ذریعہ بنتا ہے اسی لیے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان کے عیوب کو کم تر درجے کا مت سمجھو بلکہ یہ اتنے بڑے ہیں کہ ان کی وجہ سے تم پر خدا کا عذاب ہوگا۔ اور تم قہر

خداوندی میں گرفتار ہو کر جہنم میں جاؤ گی اور میں نے عذاب جہنم میں تمہاری تعداد زیادہ دیکھی ہے۔اور ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا علاج بھی بیان کر دیا کہ زیادہ سے زیادہ صدقہ وخیرات کرتی رہا کرو! صدقہ کی کثرت سے مال کی محبت کم ہوگی اور اس کی وجہ سے تکبر کا جو مرض پیدا ہوتا ہے وہ بھی ختم ہوگا۔اور جہنم سے حفاظت ہوگی عورتوں کو چاہیے کہ ان عیوب وروگ سے اپنی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ سے نمازوں کے بعد دعا کیا کریں اور اس کے علاج کی فکر کیا کریں۔اور علاج یہی ہوسکتا ہے کہ کسی شیخ کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دیدیں (بیعت اصلاح کرے) اور توبہ کر کے اپنا عمل ٹھیک کرے۔اس کی دعاء وتوجہ اور اس کے بتائے ہوئے اعمال سے یہ روگ دور ہوسکتا ہے اور ساتھ ہی زیادہ صدقہ وخیرات کرتی رہا کریں۔

اللہ تعالیٰ عمل خیر کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

طاہرہ حاجی حنیف

قطعات مجذوب

حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ

چار شرطیں لازمی ہیں استفاضہ کے لیے
اطلاع و اتباع و اعتقاد و انقیاد
یہ مقفی قول ہے رنگین بھی سنگین بھی
حضرت مرشد کا یہ ارشاد رکھ تا عمر یاد
غم عشق جا کر بھی غم کم نہ ہو گا
کہ پھر غم نہ ہونے کا کیا غم نہ ہو گا
نہ کر غم نہ جانے کی ہر گز تمنا
گیا غم تو یہ دل کا عالم نہ ہوگا
یہ کیا زاہد خشک تو چاہتا ہے
کہ ہر شے کا دل سے خلو چاہتا ہے
عبث ہے عبث سعی ترک تمنا
کہ دل فطرتاً آرزو چاہتا ہے
شر سے ہے کونسا بشر خالی
ہاں مگر ہو نہ شر ہی شر خالی
کچھ تو سامان خیر ہو دل میں
اب تو ہے تیرا گھر کا گھر خالی
اصلاح میں اپنی کر نہ سستی
ہمت پہ ہے منحصر درستی
فرما گئے ہیں حکیم الامت
سستی کا علاج بس ہے چستی
جلا کردۂ دست دلدار ہوں میں
سیاہ دل تھا یا اب پر انوار ہوں میں
سنوارا ہے کس درجہ بگڑے ہوئے کو
مجھے دیکھ آئینہ یار ہوں میں
منبع صد کرم ترا لطف بھرا عتاب تھا
سارے تعلقات کا وہی تو فتح یاب تھا
دیکھا جو چشم غور سے بحر جہاں سراب تھا
سمجھے تھے جس کو واقعہ آنکھ کھلی تو خواب تھا
راہبر تو بس بتا دیتا ہے راہ
راہ چلنا راہ رو کا کام ہے
تجھ کو رہبر لے چلیگا دوش پر
یہ ترا رہ رو خیال خام ہے
جذبات ہی پہ اپنے نہ مجذوب شاد رہ
جزبات ہیچ ہیں جو مرتب عمل نہ ہو
کتنے ہی خوشنما ہوں فریب نظر سمجھ
جھوٹے ہیں پھول بعد کو پیدا جو پھل نہ ہو
ظاہر و باطن کا ہر چھوٹا گناہ
اس سے بچ رہرو کہ ہے وہ سدِّ راہ
لب پہ ہر دم ذکر بھی ہو دل میں ہر دم فکر بھی
پھر تو بالکل راستہ ہے صاف تا دربار شاہ
حرص و ہوا میں اے بشر قلب کو مبتلا نہ کر
بخشش رب ہے، یہ گہر اس کی چمک فنا نہ کر
کر نہ خراب آب وگل تائب و پیش حق خجل
دل کو لگا بکار دل حسرت ماسوا نہ کر
وساوس جو آتے ہیں اس کا ہو غم کیوں
عبث اپنے جی کو جلانا برا ہے
خبر تجھ کو اتنی بھی نادان نہیں ہے
وساوس کا لانا کہ آنا برا ہے
سوچ ماضی کو نہ استقبال کو
ٹھیک رکھ تو بس اپنے حال کو

19

کیا ہوا کیا ہو گا اس غم میں نہ پڑ
تو عبث سر لے نہ اس جنجال کو

کیا نتیجہ ہو گا کیونکر ہو گا یہ ادہام چھوڑ
کام کر اور جس کا ہے کام اس پہ تو انجام چھوڑ
اجر لے ناکام ہو کر بھی نہ رب کا کام چھوڑ
وقت ہے، جدو جہد کا راحت و آرام چھوڑ

وہ کتنا ہی شکستہ ہو وہ کیسا ہی نکما ہو
نظر بر لطف ساقی تو کیے جا پیش جام اپنا
بھریگا یا نہیں کتنا بھریگا اور بھریگا کب
سروکار اس سے کیا تجھ کو کیے جا تو تو کام اپنا

کام کر دل لگا کے پھر بھی اگر
نہ لگے دل تو کچھ ملال نہ کر
حسب ارشاد حضرت مرشد
فعل کر فکر انفعال نہ کر

دل کیوں نہیں لگتا طاعتوں میں
اس فکر کے پاس بھی نہ جانا
دل لگنا کہاں ہے فرض تجھ پر
ترا تو فرض ہے دل لگانا

لگا رہ اسی میں جو ہے اختیاری
نہ پڑ امر غیر اختیاری کے پیچھے
عبادت کیے جا مزہ گو نہ آئے
نہ آدھی کو بھی چھوڑ ساری کے پیچھے

رہنا نہ چاہیے تو اگر مفت کے انتشار میں
پیش نظر یہ گر رہے دیکھ تلاش یار میں
اپنے جو بس کی بات ہو رہ بس اسی میں منہمک
پیچھے نہ اسکے پڑ کبھی جو نہ ہو اختیار میں

جو بھی عالم میں ترا عالم رہے
بس سر تسلیم ترا خم رہے
عشق میں جب تک ہے تیرے دم میں دم
بس تصور یار کا ہر دم رہے

مالک ہے، جو چاہے کر تصرف
کیا وجہ کسی بھی فکر کی ہے
بیٹھا ہوں میں مطمئن کہ یارب
حاکم بھی ہے تو حکیم بھی ہے

تربیت دیکھ تری مضمر ہے
مختلف واقعات عالم میں
تنگ نیر گی جہاں سے نہ ہو
شکر کر شادی میں صبر کر غم میں

تو ہو کسی بھی حال میں مولا سے لو لگائے جا
قدرت ذوالجلال میں کیا نہیں گڑگڑائے جا
بیٹھے گا چین سے اگر، کام کے کیا رہیں گے پر
گو نہ نکل سکے مگر پنجرہ میں پھڑ پھڑائے جا
ضربیں کسی کے نام کی دل پہ یونہی لگائے جا
گو نہ ملے جواب کچھ در یونہی کھٹکھٹائے جا
کھولیں وہ یا نہ کھولیں در اس پہ ہو کیوں تیری نظر
تو تو بس اپنا کام کر یعنی صدا لگائے جا

کتنی ہی مشکلات ہوں پرواہ نہ چاہیے
اقدام راہ حق میں دلیرانہ چاہیے
لیکن یہ گر رسائی منزل کا یاد رکھ
کوشش تو خوب چاہیے دعویٰ نہ چاہیے

سارا جہاں خلاف ہو پرواہ نہ چاہیے
مدنظر ہو مرضی جانا نہ چاہیے
اب اس نظر سے جانچ کے کر تو یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ کرنا چاہیے

فکر حصول مرضی جانا نہ چاہیے
اس دھن میں جو بھی حال ہو پروا نہ چاہیے
ہر ہر قدم میں راہ طلب میں ہیں مشکلیں
ہر ہر قدم ہمتِ مردانہ چاہیے

طلب تیری مجذوب اگر تام ہو
ابھی زیب پہلو دل آرام ہو
یہ کوشش جو تیری ہے کوشش نہیں
وہ کوشش ہی کب ہے جو ناکام ہو

سختی رہ سے نہ ڈر ہاں ایک ذرا ہمت تو کر
گامزن ہونا ہے مشکل، راستہ مشکل نہیں
کام کو خود کام پہنچا دیتا ہے انجام تک
ابتداء کرنا ہے مشکل، انتہا مشکل نہیں

طرق عشق جو ہیں سب کا خلاصہ اے دل
بس یہ ہے دوست سے غافل نہ کسی آن رہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو سفر کی مسافت اس کیلئے سمیٹ دے اور سفر اس پر آسان کر دے (الاتحاف)

اس کا اک گر تجھے تلقین کئے دیتا ہوں
ذکر اور فکر رہے دھن رہے، اور دھیان رہے
کامیابی تو کام سے ہو گی
نہ کہ حسن کلام سے ہو گی
فکر اور اہتمام سے ہو گی
ذکر کے التزام سے ہو گی
دل تجھ کو دیا حق نے تو حق اس کا ادا کر
سب چھوڑ خیالات بس یاد خدا کر
اللہ نے بخشے تجھے اعضائے طاعت
کر ایک یہی کام نہ کچھ اس کے سوا کر
لب پہ ذکر اللہ کی تکرار ہو
دل میں ہر دم حق کا استحضار ہو
اس پہ تو کر لے اگر حاصل دوام
پھر تو بس کچھ دن میں بیڑا پار ہو
چاہے اطمینان اگر مجذوب تو
کر نہ کیفیات کی ہرگز ہوس
عقل و ایماں ہیں رفیق دائمی
آنی جانی اور سب چیزیں ہیں بس
رکھ نظر میں ہمیشہ دو باتیں
اے دو عالم کی خیر کے طالب
طبع غالب نہ عقل پر ہو کبھی
اور نہ ہو عقل شرع پر غالب
عقل سے عاشق نہ عاقل عشق سے بیگانہ ہو
جو بھی طالب ہو بیک جا عاقل و دیوانہ ہو
الغرض مجذوب سا جامع ہو جذب و ہوش کا
عاقل دیوانہ ہو دیوانہ فرزانہ ہو
یہ میں کب کہتا ہوں زہد و ہوش سے بیگانہ بن
ہاں مگر مجذوب سا تو زاہد و فرزانہ بن
عشق سے بھی آشنا کر اپنے زہد و ہوش کو
زاہد مستانہ بن فرزانہء دیوانہ بن

اتباعِ سنت.....فوائد و برکات

اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے اور اتباع سنت کا ذوق وشوق پیدا کرنیوالی پہلی مفید عام کتاب... قرآن وحدیث کی تعلیمات، اسلاف واکبر کے ایمان افروز واقعات ....سنت کے انوار وبرکات کس طرح دنیا سنوارتے ہیں ...مسنون اعمال کے بارہ میں جدید سائنس کے انکشافات ...جسمانی وروحانی صحت کے وہ فارمولے جو چودہ صدیاں قبل بتادئے گئے اور آج کی سائنس بھی انہیں مانتی ہے ...طب نبوی کے حوالہ سے جدید سائنس کے حیرانگیز تجزیے

رابطہ کیلئے 0322-6180738

فارم

دستاویز

وصیت نامہ

مع ضروری یادداشتیں

منجانب.............................. ابن..............................

ترغیب وصیت

حدیث شریف حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کو یہ حق نہیں کہ کسی چیز کی وصیت کرنا اس پر ضروری ہو۔ پھر وہ دو راتیں بھی اس طرح گذارے کہ اس کے پاس اس کی لکھی ہوئی وصیت نہ ہو۔ (متفق علیہ) اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وصیت کر کے مرا۔ وہ صراط مستقیم اور طریق سنت پر مرا۔ اور تقوی اور شہادت پر مرا اور مغفرت کی حالت پر مرا۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک مرد وعورت ساٹھ سال تک اللہ کی اطاعت کرتے ہیں، پھر ان کی موت قریب آ جاتی ہے۔ پس وہ وارث کو نقصان دینے کے لیے وصیت کرتے ہیں پس واجب ہوتی ہے ان کے لئے آگ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فارم دستاویز

وصیت نامہ

وضروری یادداشتیں

منکہ............ولد............قوم............عمر............مسلک............

پیشہ............ سکونت............ شناختی کارڈ نمبر............

بقائمی حواس بغیر جبر وترغیب کسی کے وصیت لکھتا ہوں۔ کہ اللہ پاک کی ذات و صفات اور افعال میں خاصان خدا شریک نہیں۔ حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ ان کے یار، ازواج وآل صحابہ رضی اللہ عنہم کی عزت کرتا ہوں۔ رسومات شرک و بدعات سے نفرت کرتا ہوں۔ اور مرزائیوں کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ اور اپنے ورثاء کو وصیت کرتا ہوں کہ میرے ذمہ جو اللہ تعالیٰ کے اور بندوں کے حقوق واجب ہیں۔ حسب حکم شریعت ان کی ادائیگی کریں جن کی تفصیل آگے درج ہے۔

دستخط وصیت کنندہ

بقایا عبادات مع فدیہ

		من	سیر
قضا نمازیں مع وتر	تعداد......فدیہ گندم		
قضا روزے فرض	تعداد......فدیہ گندم		
سجدہ تلاوت	تعداد......فدیہ گندم		
صدقہ فطر	تعداد......فدیہ گندم		
	میزان گندم		

فی فدیہ ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک

احتیاطاً ۲ سیر گندم

فدیہ کی گندم، صدقہ فطر اور قربانی وغیرہ کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو

بوقت اداء کے ہو ________ یہی حال حج کے خرچہ کا ہے۔

تفصیل

	پیسہ	روپیہ
قیمت گندم فی من کل قیمت گندم		
زکوۃ واجب الادا کل قیمت رقم		
قضاء قربانی جتنے سال نہ کی ہو موجودہ قیمت قربانی ہر سال کل میزان		
حج فرض اگر ذمہ ہے تو حج بدل کرانے کا موجودہ خرچہ اندازاً		
دیگر اگر کچھ ذمہ ہو۔		
فدیہ عبادات کی رقم کل میزان		

مسئلہ: اگر نمازوں اور روزوں کا فدیہ اور حج کا خرچ ۱/۳ مال سے زائد ہو جائے تو ادا کرنا وارثوں پر واجب نہیں، سب کی اجازت ہو تو درست ہے۔ مگر نابالغ کی اجازت کا اعتبار نہیں (بہشتی زیور)

اگر غریب ہو تو جہاں سے حج بدل کرانے کا خرچہ پورا ہو، وہاں سے کرا لے

نوٹ: اگر وصیت کنندہ صحت مند ہے تو ہمت کر کے نمازیں روزے خود پورے کرے۔ ورنہ وصیت واجب ہے۔

قرضہ واجب الادا مع امانت

تفصیل مع نام و پتہ قرض خواہ	پیسہ	روپیہ

میزان

قرضہ واجب الوصول مع امانت

تفصیل مع نام و پتہ مقروض	پیسہ	روپیہ

میزان

تفصیل جائیداد	نمبر خسرہ	مقام مالیت	روپیہ
		میزان مالیت	

تفصیل ترکہ سامان وغیرہ میت	مالیت روپیہ	میزان ہائے تخمینہ بذمہ میت	روپیہ
		فدیہ عبادات وغیرہ میزان	
		قرضہ واجب الادا یا امانتیں میزان	
		کل میزان	
		میزان مالیت ترکہ جائیداد	
		قیمت سامان وغیرہ میزان	
		قرضہ یا امانتیں قابل وصول میزان	
		میزان کل مالیت ترکہ میت	
		انداز أبقایا قرض میزان	
		یا	
		بقایا مالیت میت بعد وضع قرضہ وغیرہ میزان	
میزان			

آخری التجا: اگر قرضہ ترکہ سے زائد ہو گیا تو بالغ اولاد ادائیگی کر سکے تو بہتر ورنہ قرض خواہوں سے معاف کرایا جائے۔

۱/۳ حصہ ترکہ کے لیے اگر وصیت کرنا چاہے مع مالیت

	پیسہ	روپیہ
غریب رشتہ دار غیر وارث		
مساجد		
مدرسہ یا ادارہ		
خدمت گار		
فقراء و مساکین		

نوٹ: ادائیگی قرضہ اور اجراء وصیت کے بعد باقی ترکہ کسی عالم سے تقسیم کرا کر اپنے اپنے حصہ پر قبضہ کرلیں اور قانونی اندراجات بھی مکمل کرلیں

نابالغ اولاد تعلیم و شادی کیلئے خصوصاً ہر ایک کا حصہ ممتاز کر کے بچہ اگر سمجھدار ہو تو اسی کا قبضہ معتبر ہے ورنہ ولی کا قبضہ کرادیں اور اس کی تفصیل ذیل میں لکھ دیں۔	ضروری کاغذات کیا اور کہاں ہیں وصیت پر عمل کرانے والے کا نام

نمبر شمار	نام وارثان	خصوصی ہدایات و تاثرات

قابل اعتماد خاص دوست کا نام مع پتہ

نامکمل کام

بیوی/شوہر خصوصی وصیتیں	آئندہ رشتہ لین دین کے لیے رائے	نصیحت کی کچھ اور باتیں

نوٹ: تمام وصیت بعد الموت قابل عملدرآمد ہے اگر اس میں شریعت کے خلاف کچھ لکھا گیا ہو تو فتوے پر عمل کریں

العبد ______ وصیت کنندہ کے دستخط مع انگوٹھا ______

العبد ______ وارث ______ العبد ______ وارث ______

العبد ______ وارث ______ العبد ______ وارث ______

گواہ شد گواہ شد گواہ شد

اگر کچھ رجسٹری کرانا چاہیں تو اس خالی جگہ میں تفصیل لکھ کر رجسٹری کرالیں

مہر رجسٹرار صاحب

باب۲۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شوق وطن

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ کسی مسلمان کو کوئی مشقت اور تعب اور فکر اور رنج اور اذیت اور غم نہیں پہنچتا یہاں تک کہ کانٹا بھی لگ جاوے جس میں اس کے گناہوں کا کفارہ نہ ہوتا ہو۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سائب رضی اللہ عنہا سے فرمایا بخار کو برا مت کہو وہ بنی آدم کے گناہوں کو اس طرح دور کرتا ہے جیسا بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہے۔ روایت کیا اس کو مسلم رضی اللہ عنہ نے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں یعنی آنکھوں کی مصیبت میں گرفتار کرتا ہوں پھر وہ صبر کرتا ہے تو اس کے عوض میں جنت دیتا ہوں، روایت کیا اس کو بخاریؒ نے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان کسی بلائے جسمانی یعنی مرض وغیرہ میں مبتلا ہوتا ہے تو فرشتہ کو (جو اس کے اعمال صالح لکھا کرتا ہے) حکم ہو جاتا ہے کہ جو نیک کام یہ پہلے سے (یعنی! حالت صحت میں کیا کرتا تھا وہ سب لکھتے رہو) پھر اللہ تعالیٰ اگر اس کو شفا دیتا ہے تو اس کو پاک وصاف کر دیتا ہے۔ اور اگر وفات دیتا ہے تو اس کے ساتھ مغفرت ورحمت کا معاملہ فرماتا ہے۔ روایت کیا اس کو شرح السنہ نے۔

محمد بن خالد اپنے باپ اور دادا کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندے کے لیے کوئی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجویز ہوتا ہے جس پر وہ اپنے عمل کے ذریعہ سے پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ اس پر اس کے جسم پر یا اس کے مال یا اسکی اولاد میں کوئی بلا مسلط کر کے اس کو صبر دیتا ہے حتیٰ کہ وہ اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے، روایت کیا اس کو احمد اور ابو داؤد نے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز جسوقت اہل مصیبت کو ثواب عطا ہوگا اسو قت اہل عافیت تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں ہماری کھال قینچیوں سے کاٹی جاتی (تاکہ ہم کو بھی ایسا ہی ثواب ملتا) روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندے کے گناہ بڑھ جاتے ہیں اور اس کے پاس کوئی نیک عمل ایسا نہیں جو ان کا کفارہ ہو سکے تو اللہ تعالیٰ اس کو کسی غم میں مبتلا فرماتا ہے تاکہ وہ اس کا کفارہ ہو جائے۔ روایت کیا اس کو احمد نے۔

طاعون کی فضیلت میں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاعون (سے، مسلمانوں کے لیے شہادت کا درجہ ملتا ہے) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہداء پانچ قسم کے ہیں۔ طاعون والا اور جس کو پیٹ کی بیماری ہو (جیسے اسہال، استسقاء) اور جو غرق ہو جائے (ڈوب جائے) اور جس پر مکان گر پڑے اور جو جہاد میں شہید ہو جائے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کی نسبت دریافت کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ (بعض کے لیے) ایک طرح کا عذاب ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے (بطور عذاب کے) بھیجتا ہے۔ (اس بعض سے مراد کفار ہیں۔ جیسا تقابل مؤمنین اس کا قرینہ ہے)۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اہل ایمان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ جو شخص وقوع طاعون کے وقت اپنی بستی میں صابر اور امیدوار ثواب ہو کر اس اعتقاد سے کہ وہی ہوگا جو مقدر ہے ٹھہرا رہے گا۔ تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

ف: یہ ثواب صرف وہاں ٹھہرے رہنے اور نہ بھاگنے سے ملتا ہے۔ گو اس میں مرنے اور طاعون میں مر جانے کے فضائل اس کے علاوہ ہیں۔ فقط۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا کہ جہاد سے بھاگنے والا۔ اور اس میں ثابت قدم رہنے والوں کو شہید کا ثواب ملتا ہے۔ روایت کیا اس کو احمد نے۔

ف: اس کے دونوں جملوں سے معلوم ہوا کہ طاعون والوں کو گھر بیٹھے جہاد کا ثواب ملتا ہے۔ اور جہاد ثواب میں سب اعمال سے افضل ہے۔ فقط۔

علم کندی سے روایت ہے کہ میں ابوعبس غفاری کے ساتھ ایک چھت پر تھا۔انہوں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ! طاعون سے شہر چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔فرمانے لگے کہ اے طاعون تو مجھے لے لے۔(کہ میں متمنی ہوں) روایت کیا اس کو عبدالبر مروزی و احمد طبرانی نے شرح الصدور میں۔

موت کی ترجیح حیات پر

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحفہ (مرغوب، دلپسند) مسلمان کا موت ہے۔

محمود بن لبید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی موت کو ناگوار سمجھتا ہے۔حالانکہ موت اس کے لیے دین میں خرابی پڑنے سے بہتر ہے۔

ف: یعنی موت میں یہ نفع ہے کہ دین کے بگڑنے کا اندیشہ نہیں اور حیات میں اس کا خوف لگا ہے۔خصوصاً جب اس کے اسباب بھی جمع ہوں۔نعوذ باللہ منہ۔فقط۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا مؤمن کا جیل خانہ اور مقام قحط ہے۔(کہ راحت ونعمت دونوں کم ہیں) سو جب دنیا کو چھوڑتا ہے تو جیل خانہ اور مقام کو چھوڑتا ہے۔(کیونکہ آخرت میں راحت اور نعمت دونوں کامل ہیں)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت ہر مسلمان کے گناہوں کا کفارہ ہے کہ اس کی تکالیف سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں کل یا بعض علی اختلاف الاحوال۔

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ الٰہی جو شخص میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے موت کو اس کا محبوب بنا دیجئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری نصیحت یاد رکھو تو تم کو موت سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں ہونی چاہیے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا سے آدمی کے انتقال کرنے کو پس اس مثال کے مشابہ پاتا ہوں جیسے کہ بچہ ماں کے پیٹ سے۔یعنی اس تنگی وتاریکی سے دنیا کی کشادگی میں آتا ہے۔(کہ آنے کے قبل اس کو بڑی راحت کی جگہ سمجھتا تھا۔مگر دنیا کی لذت وراحت دیکھ کر پھر وہاں جانا نہیں چاہتا۔اس طرح دنیا میں رہ کر آخرت سے گھبراتا ہے مگر وہاں جا کر پھر یہاں آنا پسند نہ کرے گا۔

بعض مؤمنین پر شدت موت کی مصلحت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض اوقات مؤمن سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے سو اس کے کفارہ کے لیے اس پر موت کے وقت (نزع) میں شدت کی جاتی ہے۔اور بعض اوقات کافر سے کوئی نیک کام ہو جاتا ہے تو اس کا صلہ دینے کے لیے موت کے وقت اس پر سہولت کی جاتی ہے۔

مرنے کے وقت مؤمن کے لیے عزت وبشارت

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مؤمن دنیا سے رخصت اور آخرت کی آمد کی حالت میں ہوتا ہے۔تو اس کے پاس آسمان سے فرشتے آتے ہیں جن کے چہرے آفتاب کی طرح روشن ہوتے ہیں۔ان کے پاس جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے۔یہاں تک کہ منتہائے نظر کے فاصلے پر بیٹھ جاتے ہیں۔پھر ملک الموت اس کے سر کے پاس آ کر بیٹھتے ہیں۔اور کہتے ہیں اے جان جس کو خدا کے حکموں پر اطمینان تھا۔اللہ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف چل رہ اس طرح (آسانی سے) نکلتی ہے جیسا کہ مشک سے پانی کا قطرہ ڈھلک آتا ہے۔گو تم (ظاہر میں) اس کے خلاف حالت دیکھو کہ شدت سے جان نکلی تو وہ شدت جسم پر ہوتی ہے (روح کو راحت ہوتی ہے) غرض فرشتے اس روح کو نکالتے ہیں۔اور نکالنے کے بعد ملک الموت کے ہاتھ میں چشم زدن کے لئے بھی نہیں چھوڑتے۔بلکہ اس (بہشتی) کفن اور خوشبو میں رکھ لیتے ہیں۔اور اس سے خوشبو ایسی نکلتی ہے۔جیسے دنیا میں مشک کی تیز سے تیز خوشبو ہو پھر وہ اس کو لے کر اوپر کو چڑھتے ہیں۔سو فرشتوں کے جس گروہ پر ان کا گذر ہوتا ہے۔وہ پوچھتے ہیں یہ پاکیزہ روح کون ہے۔وہ اس کے اچھے سے اچھے نام سے جو دنیا میں مشہور تھے بتلاتے ہیں کہ فلاں بن فلاں ہے یہاں تک کہ اسی حالت سے وہ اس کو قریب والے آسمان یعنی سماء دنیا کی طرف پھر وہاں سے سب آسمانوں سے گذر کر ساتویں آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ اس کا نام علیین میں لکھ دو۔اور اس کو (سوال قبر کے لیے) پھر زمین کی طرف لے جاؤ۔سو اس کی یہ روح بدن میں لوٹائی جاتی ہے۔برزخ کے مناسب نہ کہ دنیا کی طرح پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔اور اس کو بٹھاتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے۔پھر وہ کہتے ہیں کہ یہ شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون تھے۔جو تمہاری طرف اور تم میں مبعوث ہوئے وہ کہتا ہے کہ یہ اللہ کے پیغمبر ہیں وہ کہتے ہیں کہ تجھے کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے قرآن پڑھا اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔پھر آسمان سے ایک منادی (منجانب اللہ) ندا دیتا ہے۔کہ میرے بندہ نے صحیح جواب دیا اس کے لیے جنت کا فرش بچھا دو اور اس کو جنت کا لباس پہنا دو۔اور اس کے واسطے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔پس اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو پہنچتی ہے۔اور منتہائے نظر تک اس کے لیے قبر میں کشادگی ہو جاتی ہے۔اور اس کے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو نے اسکو پیدا کیا اور ہدایت کی اور تو نے اسکی روح قبض کی ہے (الاتحاف)

پاس ایک شخص عمدہ لباس میں عمدہ خوشبو والا آتا ہے۔ اور اس سے کہتا ہے کہ تجھ کو خبر مسرت کا مژدہ ہو یہ وہی دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ ہوتا تھا۔ وہ پوچھتا ہے تو کون ہے؟ تیرے تو چہرے سے خیر معلوم ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں تیرا عمل صالح ہوں۔ میت بار بار کہتی ہے کہ اے رب جلدی قیامت قائم کر دیجئے کہ میں اپنے اہل و مال میں جاؤں جو قیامت میں ملیں گے روایت کیا اس کو احمد اور ابوداؤد اور حاکم اور بیہقی وغیرہم نے۔

جعفر محمد سے اور وہ اپنے باپ ابن الخزرج سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت کو ایک انصاری کے سرہانے دیکھا اور فرمایا کہ اے ملک الموت! میرے صحابی سے نرمی کرو کہ وہ مؤمن ہے ملک الموت نے کہا آپ دل خوش رکھیے اور آنکھیں ٹھنڈی رکھیں اور یقین کیجئے کہ میں ہر مسلمان کے ساتھ نرم ہوں۔

براء نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب مؤمن کی موت کا وقت آتا ہے تو اس کے پاس فرشتے ایک حریر لے کر آتے ہیں جس میں مشک وعنبر اور ریحان بسا ہوتا ہے اور اس کی روح اس طرح نرمی سے نکل آتی ہے۔ جیسے آٹے سے بال نکل آتا ہے۔ اور اس سے کہا جاتا ہے کہ اے جان! جس کو خدا کے حکموں کا اطمینان تھا تو حق تعالیٰ کی رحمت اور سامان عزت کی طرف اس حالت میں چل کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی پھر جب روح نکلتی ہے تو اسے مشک و ریحان پر رکھ کر اوپر سے وہ حریر لپیٹ دیا جاتا ہے اور علیین کی طرف اس کو لے جاتے ہیں۔

ابن جریج سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جب مؤمن ملائکہ کو دیکھتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم تجھ کو پھر دنیا کی طرف واپس کر دیں (یعنی روح نہ نکالیں)۔ وہ کہتا ہے کہ مقام ہموم وسموم کی طرف واپس کرتے ہو مجھ کو اللہ تعالیٰ کے پاس لے چلو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ملک الموت خدا کے مقبول بندے کے پاس آتے ہیں تو اس کو سلام کرتے ہیں۔ اور ان کا سلام یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ السلام علیک یا ولی اللہ اٹھو اور اس گھر سے جس کو خالی کر دیا ہے اس گھر کی طرف چلو جس کو معمور کر دیا ہے۔ یعنی دار دنیا سے دار آخرت کی طرف۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی مؤمن کی روح قبض کرنا چاہتا ہے تو ملک الموت کو حکم ہوتا ہے کہ اس کو میرا اسلام کہنا سو جب ملک الموت اس کی قبض روح کے واسطے آتے ہیں اس سے کہتے ہیں کہ تیرا رب تجھ کو سلام فرماتا ہے (سبحان اللہ کیا دولت ہے ایسی موت پر ہزاروں زندگیاں قربان)

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ مؤمن کے پاس موت کے وقت فرشتوں کو بھیجا جاتا ہے اور ان کی معرفت سے کہا جاتا ہے۔ کہ جہاں تو جاتا ہے وہاں سے ڈرنا نہیں سو اس کا خوف جاتا رہتا ہے اور دنیا اور اہل دنیا کی مفارقت پر غم مت کرنا اور جنت کے مژدہ سے خوش ہو سو وہ ایسی حالت میں مرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے۔ یعنی اس کو چین دیتا ہے۔ اور انہی سے آیت اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا الخ کی تفسیر میں منقول ہے کہ اوقات موت و دفن وحشر میں اس کو بشارت دی جاتی ہے سو جنت میں جانے پر بھی اس کی بشارت کی فرحت اس کے قلب سے نہ جاوے گی۔

مرنے کے بعد ارواح کی باہمی ملاقات:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مؤمن کی روح قبض کیجاتی ہے۔ تو خدا کے مرحوم بندے اس طرح آگے بڑھ کر اس سے ملتے ہیں جیسے دنیا میں کسی خوشخبری لانے والے سے ملا کرتے ہیں۔ پھر (ان میں سے بعضے) کہتے ہیں کہ ذرا اس کو مہلت تو دو کہ دم لے لے کیونکہ دنیا میں یہ بڑے کرب میں تھا۔ بعد اس کے اس سے پوچھنا شروع کرتے ہیں۔ فلانے شخص کا کیا حال ہے اور فلانی عورت کا کیا حال ہے کیا اس نے نکاح کر لیا ہے پھر اگر ایسے شخص کا حال پوچھ بیٹھے جو اس شخص سے پہلے مر چکا ہے اور اس نے کہہ دیا کہ وہ مجھ سے پہلے مر چکا ہے۔ تو انا للہ پڑھ کر کہتے ہیں کہ بس اس کو اس کے ٹھکانے یعنی دوزخ کی طرف لے جایا گیا۔ سو جانے کی بری جگہ ہے اور ارشاد فرمایا کہ تمہارے اعمال تمہارے رشتہ دار اور خاندان والوں کے سامنے جو کہ آخرت میں ہیں پیش کئے جاتے ہیں۔ اگر عمل نیک ہوا تو خوش اور بشاش ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اے اللہ یہ آپ کا فضل اور رحمت ہے سو اپنی یہ نعمت اس پر پوری کیجئے اور اسی پر اس کو موت دیجئے اور ان پر گنہگار کا بھی عمل پیش ہوتا ہے سو کہتے ہیں کہ اے اللہ اس کے دل میں نیکی ڈال جو تیری رضا اور قرب کا سبب ہو جائے۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی مرتا ہے تو اس کی اولاد عالم ارواح میں اس طرح اس کا استقبال کرتی ہے جیسے کسی باہر گئے ہوئے کا (آنے کے وقت) استقبال کیا کرتے ہیں۔

ثابت بنانی سے منقول ہے کہ ہم کو یہ روایت پہنچی کہ جب کوئی مرتا ہے تو (عالم ارواح میں پہنچنے کے وقت) اس کے اہل اقارب جو پہلے مر چکے ہیں اس کو ہر چہار طرف سے گھیر لیتے ہیں اور وہ اس سے مل کر اور یہ ان سے مل کر اس مسافر سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو اپنے گھر آتا ہے۔

تجہیز و تکفین کے وقت:

عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ جو میت مرتا ہے اس کی روح ایک فرشتہ کے ہاتھ میں رہتی ہے اپنے جسد کو دیکھتی ہے کہ کیونکر اس کو غسل دیا

جاتا ہے کیونکر اسکو کفن دیتے ہیں کیونکر اس کو لے چلتے ہیں اور لاش ابھی تختہ ہی پر ہوتی ہے کہ اس سے فرشتے کہتے ہیں کہ لوگ جو تیری تعریف کر رہے ہیں سن لے (کہ بشارت عاجلہ مقدمہ ہے خیر آئندہ کا)

ف: اسی طرح کی روایت کہ اس سے فرشتے یہ بات کہتے ہیں حضرت سفیان سے بھی ابن ابی الدنیا نے نقل کیا ہے مقصود ملائکہ کا اس قول سے اس وقت اس کا جاہ وکھلانا اور دل بڑھانا اور آئندہ کے لیے امید دلانا ہے۔

مؤمن کے محبوب ہونے میں آسمان کے نزدیک:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر انسان کے لیے آسمان میں دو دروازے ہیں ایک دروازہ جس سے اس کے اعمال چڑھتے ہیں اور ایک دروازہ جس سے اس کا رزق اترتا ہے سو جب بندہ مؤمن مر جاتا ہے وہ دونوں دروازے اس پر روتے ہیں۔

مؤمن کے محبوب ہونے میں زمین کے نزدیک:

عطاء خراسانی سے روایت ہے کہ جو شخص زمین کے کسی ٹکڑے پر سجدہ کرتا ہے وہ ٹکڑا قیامت میں اس کے لیے گواہی دے گا اور اس کے مرنے کے دن اس پر روتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمین مؤمن (کے مرنے) پر چالیس دن تک روتی ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن جب مر جاتا ہے تمام مواقع خیر کے اس کے مرنے پر اپنی آرائش کرتے ہیں سو کوئی حصہ ان میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اس کی تمنا نہ کرتا ہو کہ وہ اس میں مدفون ہو۔

جنازہ کے ساتھ فرشتوں کے چلنے میں:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ اس شخص کا کیا صلہ ہے جو کسی میت کے ساتھ اس کی قبر تک تیری رضا جوئی کے واسطے جاوے ارشاد ہوا کہ صلہ اس کا یہ ہے کہ میرے فرشتے اس (کے جنازے کے) ساتھ جاویں گے۔ اور اس کی روح پر اور (نیک) روحوں کے ساتھ دعاء کریں گے۔

قبر یعنی عالم برزخ کی نعمتیں:

سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے جب سے منکر نکیر کی آواز اور قبر کے دبانے کا مجھ سے ذکر فرمایا ہے کوئی چیز مجھ کو (تسلی میں) نافع نہیں ہوتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا منکر نکیر کی آواز اہل ایمان کے کانوں میں ایسی ہوگی جیسے سرمہ آنکھ میں (لذت بخش ہوتا ہے) اور قبر کا دبانا مؤمن کے حق میں ایسا (راحت بخش ہوگا) جیسے مادر مشفقہ سے بیٹا سر درد کی شکایت کرے اور وہ اس کے سر کو نرم نرم دبائے لیکن اے عائشہ رضی اللہ عنہا خرابی تو یہ ان لوگوں کی ہے جو خدا کے (وجود یا احکام کے) بارہ میں شک رکھتے تھے وہ کس طرح قبروں میں دبائے جاویں گے جیسے انڈے پر پتھر رکھ کر دبایا جائے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ مؤمن دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے ع بیا بیا وفرود آ کہ خانہ خانہ تست۔ تو ان سب میں میرے نزدیک زیادہ محبوب تھا۔ جو میری سطح پر چلتے تھے سو جب آج میں تیری کار پرداز بنائی گئی ہوں اور تو میرے پاس آیا ہے تو میرا معاملہ اپنے ساتھ دیکھے گا پس حد نظر تک وہ اس پر فراخ ہو جاتی ہے اور بہشت کی طرف اس کے لیے دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے (یعنی صالح کے لیے) یا دوزخ کے خندقوں میں سے ایک خندق ہے (یعنی طالح کے لیے)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مردہ دفن ہوتا ہے تو دو فرشتے سیاہ رنگ نیلگوں چشم اس کے پاس آتے ہیں ان میں ایک منکر اور دوسرا نکیر کہلاتا ہے وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں کہ تو ان شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتا ہے وہ کہتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم تو پہلے ہی سے آثار دیکھ کر جانتے تھے کہ تو یوں کہے گا پھر ہفتاد در ہفتاد ہاتھ اس کی قبر میں وسعت کر دی جاتی ہے پھر وہ قبر منور کر دی جاتی ہے۔ پھر وہ شخص کہتا ہے کہ مجھ کو چھوڑ دو اپنے گھر والوں کے پاس جا کر ان کو سب خبر کر دوں وہ کہتے ہیں کہ دولہا کی طرح سو رہ جس کو وہی شخص جگاتا ہے جو اس کے متعلقین میں سب سے زیادہ محبوب ہے یعنی دلہن یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے روز اس خواب گاہ سے محشور فرمائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ مردہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے وہ لوگوں کی واپسی کے وقت ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے پس اگر وہ مؤمن ہوا تو نماز اس کے سرہانے آ جاتی ہے اور زکوۃ اس کے داہنے طرف اور روزہ اس کے بائیں طرف اور خیر اور نیکی اور احسان لوگوں کے ساتھ کیا تھا وہ پیروں کی جانب آ جاتا ہے۔ سو اگر سرہانے کی طرف عذاب آتا ہے تو نماز کہتی ہے کہ میری طرف سے جگہ نہیں ملے گی پھر داہنی طرف سے آتا ہے تو زکوۃ کہتی ہے کہ میری طرف سے جگہ نہیں ملے گی پھر بائیں جانب سے آتا ہے تو روزہ کہتا ہے کہ میری طرف سے جگہ

نہیں ملے گی پھر پاؤں کی طرف سے آتا ہے تو امور خیر اور جو نیکی اور احسان کے کام لوگوں کے لیے کیے تھے وہ کہتے ہیں کہ ہماری طرف سے جگہ نہیں ملے گی اسی طرح حدیث کے آخر میں ہے کہ پھر جسد تو اپنی اصل یعنی خاک میں مل جاتا ہے یعنی (اکثر ورنہ بعض کے اجساد بحالہ رہتے ہیں) اور روح اس کی ہوائے لطیف یا ارواح طیبہ میں رہتی ہے اور وہ سبز پرندہ کے قالب میں ہوکر درخت جنت میں جاگزیں ہوتی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان خواہ مرد ہو یا عورت شب جمعہ یا روز جمعہ کو وفات پاتا ہے عذاب قبر اور امتحان قبر سے محفوظ رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بلا حساب ملے گا اور قیامت میں وہ اسطرح آوے گا کہ اس کے ساتھ یا تو گواہ ہونگے جو اس کی بھلائی کی گواہی دیں گے یا کوئی مہری سند ہوگی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی اپنے غیر مولود یعنی غیر وطن میں مرجاتا ہے تو اس کے مولد سے لیکر جہاں اس کا چلنا پھرنا ختم ہوگیا ہے (یعنی جہاں مرا ہے) وہاں تک اس کے لیے قبر میں کشادگی کردی جاتی ہے

ف: اس سے پردیس میں مرنے کی فضلیت ثابت ہوتی ہے۔ جس سے اکثر محبان دنیا گھبراتے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سب احوال میں سے زیادہ رحم کرنے والا بندہ پر اس حالت میں ہوتا ہے جب وہ اپنے قبر کے گڑھے میں رکھا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عالم مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے علم کی ایک صورت بنادیتا ہے وہ قیامت تک اس کا انیس رہتا ہے۔ اور حشرات الارض کو اس سے ہٹاتا ہے۔

ف: اگر اس دنیا کے کیڑے مکوڑے مراد ہیں تب تو یہ حکم غالباً کسی خاص خاص عالم کے لیے ہے اور اگر عالم برزخ کے وہ کیڑے مکوڑے مراد ہیں جو ہم کو نظر نہیں آتے تو ہر عالم کے لیے ہوسکتا ہے۔

امام احمدؒ نے زہد میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ خیر یعنی علم دین سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میں معلم اور طالب علم کے لیے ان کی قبروں کو منور رکھتا ہوں تاکہ وہ اس مکان میں گھبرائیں نہیں۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دشمن سے مقابل ہوا اور ثابت قدم رہا حتیٰ کہ مقتول ہوا یا غالب آیا تو قبر میں اس کا امتحان (یعنی سوال وجواب) نہ ہوگا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جہاد میں سرحد کی حفاظت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو امتحان قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔

حضرت سلمان بن صرد رضی اللہ عنہ اور خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پیٹ کی بیماری میں ہلاک ہوجاوے اس کو قبر میں عذاب نہیں ہوتا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص ہر شب کو سورہ ملک پڑھ لیا کرے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے اور ہم اس کا نام عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مانعہ (یعنی بچانے والی عذاب سے) رکھتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بسند ضعیف مروی ہے کہ ماہ رمضان میں مردوں سے یا ماہ رمضان کے مردوں سے عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔

ف: حدیث کے ترجمہ میں جو کہا گیا کہ (ماہ رمضان میں مردوں سے یا رمضان کے مردوں سے) حدیث میں دونوں احتمال ہیں اول کہ معنی یہ ہیں کہ جب رمضان آتا ہے تو تمام مردوں سے عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔ اور دوسرے کے معنی یہ ہوئے کہ جو مردے رمضان میں مرتے ہیں ان سے عذاب اٹھالیا جاتا ہے اور سند کا ضعیف ہونا ایسی باتوں میں مضر نہیں ہاں احکام میں مضر ہے۔

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ قسم وحدہٗ لاشریک کی کھا کر کہتے ہیں کہ میں نے ثابت بنانی کو ان کی لحد میں رکھا اور میرے ساتھ حمید طویل بھی تھے جب ہم نے ان پر کچی اینٹیں چنیں۔ تو ایک اینٹ گر پڑی میں دیکھتا کیا ہوں کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور وہ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے اے اللہ اگر کسی کو آپ نے قبر میں نماز پڑھنا عطا فرمایا ہے کہ مجھے بھی عطا کیجئے۔ سو خدا تعالیٰ نے ان کی دعا رد نہیں فرمائی۔ بلکہ جیسا موسیٰ علیہ السلام کو یہ دولت عطا ہوئی ہے (اخرجہ مسلم) اس طرح ان کو عطا ہوئی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی صحابی کسی قبر پر بیٹھ گئے اور بوجہ نشان نہ ہونے کے ان کو معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے۔ سو دیکھتے کیا ہیں کہ اس کے اندر ایک آدمی ہے جو سورہ ملک پڑھ رہا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو پورا ختم کیا انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آکر خبر کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورت عذاب سے بچانے والی ہے۔ اور وہ نجات دینے والی ہے کہ مردے کو عذاب قبر سے نجات دیتی ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مؤمن کو (قبر میں) قرآن مصحف دیا جاتا ہے جس میں وہ پڑھتا ہے۔

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ کسی موقع پر انہوں نے قبر کھودی (اور اتفاق سے اس کے پاس پہلے سے قبر تھی) پس اس کی طرف ایک طاق سا کھل گیا، دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شخص تخت پر بیٹھا ہے اور اس

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو سعد کی دعا قبول کیا کر جب وہ تجھ سے دعا کرے۔ (الحاکم)

20 کے آگے قرآن رکھا ہے جس میں وہ پڑھ رہا ہے اور اس کے سامنے ایک باغ سبز ہے۔ اور یہ قصہ جبل احد میں ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ یہ شخص شہداء میں سے ہیں کیونکہ ان کے چہرے پر زخم بھی دیکھا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص قرآن پڑھے پھر مرجاوے اور اس کو یاد کرنے نہیں پایا تھا تو ایک فرشتہ قبر میں آکر اس کو تعلیم دیتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا وہ اس کو حفظ کر چکا ہوگا (تاکہ مراتب میں کمی نہ رہے جیسا کہ ایک روایت میں عطیہ اوفی کا قول آیا ہے)۔ (حتی بشیہ علیہ)

ف: یہ اعمال یعنی قرآن ونماز وغیرہ قبر میں بطور وجوب وتکلیف کے نہیں بلکہ تلذذ وزیادت درجات کے لیے ہیں۔

قیس بن قبیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مؤمن نہیں ہوتا اس کو مردوں کیساتھ کلام کرنے کی اجازت نہیں ملتی عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا مردے بھی باہم کلام کرتے ہیں فرمایا ہاں اور باہم ملتے جلتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کی (قبر کی) زیارت کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے۔ وہ اس سے مانوس ہوتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے، یہاں تک کہ یہ جانے والا اٹھ کھڑا ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی قبر پر گزرتا ہے۔ جس کو دنیا میں پہچانتا تھا اس کو سلام کرتا ہے وہ اس کو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ارواح شہداء کی سبز پرندوں کے قالب میں رہتی ہیں بہشت میں جہاں چاہتی ہیں کھاتی پیتی پھرتی ہیں پھر عرش کے نیچے قندیلوں میں آکر قرار پکڑتی ہیں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کی روح ایک پرندہ کے قالب میں جنت کے درخت میں جاگزیں رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اس کے جسد کی طرف واپس لے آوے۔

ام بشر بن البراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مردے آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ارے خاک میں ملی (یہ بطور ترحم کے فرمایا) جیسا محاورہ ہے نفس مطمئنہ جنت میں سبز پرندوں کے قالب میں ہوتی ہے سو اگر پرندے درختوں کی ڈالیوں میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں (اور ظاہر ہے کہ پہچانتے ہیں) تو وہ ارواح بھی ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں۔

کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارواح المؤمنین کا حال پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سبز پرندوں کے قالب میں رہتی ہیں بہشت میں جہاں چاہتی ہیں کھاتی پھرتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ارواح مؤمنین کی ساتویں آسمان میں ہیں (وہاں سے) اپنے منازل کو جوان کو جنت میں ملیں گے دیکھتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے اعمال موقوف ہوجاتے ہیں۔ بجز تین چیزوں کے (کہ مرنے پر بھی وہ باقی رہتی ہیں) یا ایسا علم جس کا نفع پہنچ رہا ہو (مثل تصنیف وتدریس ووعظ) یا نیک فرزند جو اس کے لیے دعا کرتا ہو یا تو صدقہ جاریہ (مثل وقف وغیرہ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ چار شخص ایسے ہیں کہ ان کا ثواب بعد مرنے کے بھی جاری رہتا ہے۔ ایک وہ جو جہاد میں سرحد کی حفاظت کرتا ہوا اور ایک وہ شخص جو علم (دین) سکھلائے اور ایک وہ شخص جو کوئی صدقہ دے جاوے تو جب تک وہ جاری رہے گا اس کا ثواب اس کو ملے گا اور ایک وہ شخص جو فرزند صالح چھوڑ جاوے کہ وہ اس کے لیے دعا کرے۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ جو شخص کوئی نیک طریقہ جاری کرے بس اس کو اس طریقہ نیک کا ثواب بھی ملے گا اور ان شخصوں کے کرنے سے بھی ثواب ملے گا جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے بدون اس کے کہ ان کے ثواب میں سے کچھ کم کیا جائے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ جو شخص کتاب اللہ کی ایک آیت یا علم دین کا ایک باب یعنی ایک مسئلہ بھی سکھلا دے اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کا ثواب بڑھاتا رہتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منجملہ ان نیکیوں کے جو مؤمن کو اس کے مرنے کے بعد پہنچتی رہتی ہیں وہ یہ ہیں: ایسا علم جس کو شائع کیا ہو یا فرزند صالح جس کو چھوڑ مرا ہو یا قرآن مجید جس کو میراث میں چھوڑا ہو یا مسجد جس کو بنایا ہو یا مسافر خانہ جس کو بنایا ہو یا نہر جس کو جاری کیا ہو اور ایک روایت میں یا کوئی درخت لگایا ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بعض نیک بندے کا درجہ جنت میں بلند فرمائے گا وہ عرض کرے گا کہ اے پروردگار یہ بات مجھ کو کہاں سے نصیب ہوئی ارشاد ہوگا کہ تیری اولاد کی دعا سے جو تیری مغفرت کے لیے کی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں عورت کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ (جمع الجوامع)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز بعضے آدمی کے ساتھ پہاڑوں کے برابر نیکیاں ہونگی وہ عرض کرے گا کہ یہ کہاں سے آئیں ارشاد ہوگا کہ تیرے واسطے تیری اولاد کے استغفار کرنے کی بدولت۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت اپنی قبر میں ایسا ہوتا ہے جیسے کوئی ڈوبتا ہوا متوقع مدد ہوتا ہے، وہ دعا کا منتظر رہتا ہے کہ باپ یا ماں یا اولاد یا کسی دوست کی جانب سے اس کو پہنچ جاوے پس جب وہ دعا پہنچتی ہے تو اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اہل دنیا کی دعا کے سبب اہل قبور پر پہاڑوں کے برابر ثواب پہنچاتا ہے اور زندوں کا ہدیہ مردوں کی طرف ان کے لیے دعائے مغفرت مانگنا ہے۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں مرگئیں تو سب میں افضل کونسی خیرات ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی پس انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہہ دیا کہ یہ ام سعد کو ثواب پہنچانے کے واسطے ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نفل صدقہ دیا کرے تو اپنے والدین کی طرف سے (بھی) دیا کرے ان کو اس کا ثواب مل جاوے گا اور اس دینے والے کے ثواب میں سے کچھ کم نہ ہوگا۔

حجاج بن دینار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ والدین کی ایک خدمت (حیات) کے بعد دوسری خدمت (بعد ممات) یہ ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ ان کے (ثواب پہنچانے کے لیے) نماز پڑھ لیا کرو اور اپنے روزے کے ساتھ ان کی طرف سے روزہ رکھ لیا کرو اور اپنے صدقے کے ساتھ ان کی طرف سے صدقہ دیا کرو۔

شعبی سے منقول ہے کہ انصار کی عادت تھی کہ جب کوئی مرجاتا تو اس کی قبر پر آمد و رفت کیا کرتے تھے۔ اور اس کے (ثواب بخشنے کے لیے) قرآن پڑھا کرتے تھے، کہتا ہوں کہ اگر ان کے اعتقاد میں قرآن کا ثواب نہ پہنچتا تو وہ قرآن نہ پڑھا کرتے اور ان کا یہ اعتقاد بلا دلیل نہیں ہے۔ (اور ان کی دلیل بجز ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا ہے) تو (ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے) قرآن کا ثواب پہنچنا ثابت ہوگیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا نیک ہمسایہ آخرت میں کچھ کام آتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا دنیا میں کام آتا ہے سائل نے عرض کیا کہ ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح آخرت میں کام آتا ہے۔

عبداللہ بن نافع مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مدینے میں مرگیا اور وہیں دفن کردیا گیا اس کو ایک شخص نے (خواب میں) دیکھا کہ وہ دوزخی ہے وہ مغموم ہوا پھر ساتویں یا آٹھویں دن بعد دیکھا کہ وہ جنتی ہے، اس نے پوچھا، جواب دیا کہ ہمارے پاس ایک شخص صلحاء میں سے دفن کیا گیا اس کی سفارش آس پاس کے چالیس آدمیوں کے بارے میں مقبول ہوئی۔ ان میں سے ایک میں تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں پر گزر ہوا فرمایا کہ یہ دونوں مردے معذب ہو رہے ہیں اور اسی حدیث میں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تر شاخ کھجور کی لے کر بیچ میں سے اس کو چیر کر دو حصہ کر کے ایک ایک کو گاڑ دیا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس مصلحت سے کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا. امید ہے کہ جب تک یہ خشک نہ ہوں ان سے عذاب ہلکا ہو جاوے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو برزہ وصیت کرتے تھے کہ جب میں مرجاؤں تو میری قبر میں دو شاخ کھجور کی رکھ دینا۔ شرح الصدور میں مذکور ہے کہ یہ حدیث اس کی اصل ہے۔ جو قبور کے پاس درخت لگا دیتے ہیں۔

وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ حضرت ارمیہ پیغمبر علیہ السلام کا گزر چند قبروں پر ہوا جن کے مُردوں کو عذاب ہو رہا تھا ایک سال کے بعد جو پھر ادھر سے گزر ہوا تو دیکھتے کیا ہیں کہ عذاب کو سکون ہوگیا تھا عرض کیا اے پاک پروردگار میں اول سال جو ان قبور پر گزرا تھا تو ان کے مردے معذب ہو رہے تھے اور اس سال جو گزرا تو عذاب کو سکون ہوگیا آسمان سے ایک آواز آئی اے ارمیا ان کے کفن پھٹ گئے اور بال جھڑ گئے اور قبریں (ٹوٹ پھوٹ کر) بے نشان ہوگئیں میں نے (اس حالت میں) جو ان کو دیکھا تو مجھ کو رحم آیا اور میں یہی معاملہ کرتا ہوں ان لوگوں کیساتھ جن کی قبریں بے نشان ہو جاویں۔ اور جن کے کفن پھٹ جاویں اور جن کے بال جھڑ جاویں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ملک الموت کو میرے گنہگاران امت میں سے مستحق دوزخ کی روح کے قبض کرنے کا حکم دیتے ہیں ملک الموت کو ارشاد ہوتا ہے کہ ان گنہگاروں کو بشارت دیدو کہ بقدر اپنے اعمال کے نار میں محبوس رہ کر اتنے اتنے انتقام کے بعد جنت میں جاؤ گے کیونکہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ارحم الرحمین ہیں۔

عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب تم مر جاؤ گے اور لوگ تمہارے لیے ساڑھے تین ہاتھ لمبی اور ڈیڑھ ہاتھ چوڑی قبر کی پیائش کریں گے پھر تمہارے پاس واپس آ کر تم کو غسل اور کفن دیں گے اور خوشبو ملیں گے۔ پھر تم کو اٹھا کر لے جاویں گے یہاں تک کہ اس

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو عبد القیس کو بخش دے۔ تین دفعہ فرمایا۔ (ابن سعد)

قبر میں رکھ دیں گے اور پھر تم پر مٹی ڈال دیں گے پھر جو لوگ چلے آویں گے تو تمہارے پاس دو ممتحن (امتحان لینے والے) قبر کے یعنی منکر نکیر آ پہنچیں گے جن کی آواز مثل سخت گرج کے ہوگی اور آنکھیں مثل برق درخشاں کے (چمکتی ہوئی بجلی) ہوں گی سو تم کو ہلا ڈالیں گے اور ہاکمانہ گفتگو کریں گے اور ہول بٹھلا دیں گے سو اس وقت اے عمر رضی اللہ عنہ تمہاری کیا کیفیت ہوگی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عقل اس وقت درست ہوگی، فرمایا ہاں! عرض کیا کہ بس کام چلالوں گا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا ہماری عقلیں ہماری طرف عود کر آویں گی، فرمایا ہاں تمہاری عقل کی (جو آج حالت ہے اس وقت وہی ہوگی۔

حکیم ترمذی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک حساب قبر میں ہے اور ایک آخرت میں ہے سو جس شخص کا قبر میں حساب ہو جاوے اس نے نجات پائی اور جس کا قیامت میں حساب ہوا وہ معذب ہوا حکیم ترمذی نے (اس کی شرح میں) کہا ہے کہ مؤمن کا تو قبر میں اس لیے حساب ہو جاتا ہے تاکہ کل قیامت کے دن اس کو سہل ہو جاوے اس لیے برزخ میں کسی قدر کلفت دے کر اس کو (گناہوں سے) پاک صاف کر دیتا ہے تاکہ قبر سے بدلہ لیا لوایا نکلے پھر قیامت میں بچا رہے اور غیر مؤمن کا حساب قیامت کے دن پر رہتا ہے اور برزخ کا عذاب علاوہ حساب کے ہے۔

ف: پہلی روایت سے گناہ گاروں کو بھی نزع کے وقت بشارت ملنا ثابت ہوا مصطفیٰ کہتا ہے کہ اس بشارت میں گو عذاب کا بھی ذکر ہے۔ کہ فلاں فلاں گناہ کی سزا مل کر جنت ملے گی لیکن یہ ایسا ہے جیسے کسی قتل کے مجرم کو جس کو یقین ہو چکا ہو کہ پھانسی ہوگی اس کو حکم سنایا جائے کہ بجائے پھانسی کے سات سال کی سزا رہ گئی اور سات سال کے بعد پچاس گاؤں بھی ملیں گے۔ تو خوشی کے مارے اس کی کیا حالت ہوگی پھر یہ کہ یہ عذاب کی خبر مرتے وقت سنائی جاوے گی لیکن ابھی ان گناہوں کے مغفرت کے چند ذرائع باقی ہیں۔ مثلاً اس کی اولاد کی دعا یا کسی مسلمان کی دعا یا کوئی صدقہ جاریہ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت یا دیگر مؤمنین کی شفاعت یا سب سے اخیر میں ارحم الراحمین کا ترحم۔ یہ سب احادیث سے ثابت ہیں۔

اور دوسری روایت سے مؤمنین کے لیے عام طور پر یہ بشارت ثابت ہوئی کہ وہ منکر نکیر کو قبر میں صحیح جواب دیں سکیں گے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوال میں (ہماری عقلیں) کا لفظ ہونا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاں فرمانا صاف بتاتا ہے کہ یہ حکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام مؤمنین کو شامل ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر مؤمن کی عقل سوال کے وقت صحیح ہوگی اور عقل کے صحیح ہونے پر جواب ٹھیک دے سکنے کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح تسلیم کیا اس سے وہ امید بہت قوی ہو جاتی ہے اور تیسری روایت سے یہ ثابت ہوا کہ قبر کی سختی بھی مصلحت سے خالی نہیں اس سے آخرت کی سختیوں سے نجات ہو جاتی ہے تینوں حدیثوں سے یہ تینوں مضمون صاف ثابت ہوتے ہیں تو اس سے ہمارا دعویٰ ثابت ہو گیا کہ گناہ گار پر بھی جو تکلیفیں آتی ہیں وہ بھی سہولت اور رحمت اور امید سے خالی نہیں ہوتیں۔ فقط۔

محشر کی راحت و سہولت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ عرش میں اس روز سایہ دے گا کہ سوائے اس کے سائے کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا ایک بادشاہ عادل اور ایک وہ جوان جس کی نشو و نما خدا کی عبادت میں ہوا ایک وہ شخص جس کا قلب مسجد میں لگا رہا جب وہاں سے باہر جاوے جب تک پھر وہاں نہ آوے اور ایک وہ دو شخص جن میں باہم اللہ کے واسطے محبت ہو کہ اسی کو لیے ہوئے ملیں اور اسی کو لیے ہوئے الگ ہوں ایک وہ شخص جو اللہ کو تنہائی میں یاد کرے اور اس کی آنکھیں اشکبار ہو جائیں اور ایک وہ شخص جس کو کوئی آن بان والی عورت بلاوے اور وہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور ایک وہ شخص جو کوئی خیرات دے اور اس کو اس طرح مخفی کرے کہ اس کے دائیں ہاتھ کا خرچ کیا ہوا بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ تین قسم کی جماعت ہو کر میدان حشر میں آئیں گے ایک قسم پیادہ ایک قسم سوار اور ایک قسم اپنے منہ کے بل۔ شراح نے کہا ہے کہ پیادہ وہ اہل ایمان ہونگے جنہوں نے نیک اور بد عمل ملے جلے کیے تھے اور سواروں کی نسبت کہا ہے کہ وہ عالی درجہ کے لوگ ہیں جو ایمان میں کامل ہیں اور کفار منہ کے بل الٹے چلائے جاویں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے اول قیامت کے روز حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا سو معلوم ہوا کہ اوروں کو بھی لباس ملے گا اس کی نسبت مرقات میں ہے کہ مقبولین قبروں میں سے برہنہ پا برہنہ بدن اٹھیں گے لیکن ان کو ان کا کفن پہنا دیا جائے گا پھر اونٹنیوں پر سوار کر کے محشر میں حاضر کیے جاویں گے پس یہ لباس پہننا جو حدیث میں ہے خدائی خلعتوں اور بہشتی حلوں پر محمول ہوگا جو برگزیدہ جماعت کو پہنایا جاوے گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حساب کے وقت مؤمن کو اپنے قریب کر کے اس پر دامن رحمت رکھ کر چھپا لے گا اور فرما دے گا کہ تجھ کو فلاں فلاں گناہ یاد ہیں عرض کرے گا ہاں اے پروردگار، یہاں تک کہ اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرا لے گا اور وہ اپنے جی میں سمجھے گا کہ میں تباہ ہوا ارشاد ہوگا کہ

میں نے دنیا میں بھی وہ گناہ چھپائے تھے آج بھی معاف کرتا ہوں پس اس کی نیکیوں کا رجسٹر اس کو دے دیا جائے گا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ ارشاد فرمایئے کہ قیامت کے روز (کہ بہت طویل ہوگا) کھڑے رہنے کی قوت کس کو ہوگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان پر اس قدر ہلکا ہو جاوے گا جیسے فرض نماز میں کھڑا ہونا ہلکا ہوتا ہے ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کی نسبت پوچھا گیا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی یعنی قیامت کا دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح جواب ارشاد فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا حوض اس سے بھی زیادہ وسیع ہے جیسے ایلہ سے عدن تک فاصلہ ہے وہ برف سے زیادہ سفید ہے، شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ اور اس کے برتن ستاروں کی گنتی سے زیادہ ہیں اور میں غیر لوگوں کو اس سے اسطرح ہٹاؤں گا جس طرح کوئی شخص لوگوں کے اونٹوں کو اپنے حوض سے ہٹاتا ہے جب وہ لوگ اپنے اونٹوں کو اس حوض پر پانی پلاتے ہوں لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ ہم کو اس روز پہچانیں گے فرمایا ہاں تمہاری ایک نشانی ہوگی جو کسی اور امت میں نہ ہوگی وہ یہ کہ تم میرے پاس اس حالت سے آؤ گے کہ تمہارا چہرا اور ہاتھ پاؤں آثار وضو سے روشن ہوں گے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں جو جنت میں سب کے بعد داخل ہوگا اور دوزخ سے سب کے بعد نکلے گا وہ ایک شخص ہوگا جس کو قیامت کے دن حاضر کیا جائے گا اور کہا جائیگا کہ اس کے روبرو اس کے چھوٹے گناہ پیش کرو اور بڑے گناہ اٹھائے رکھو (یعنی پیش نہ کرو) غرض چھوٹے گناہ پیش کیے جائیں گے اور کہا جائے گا فلاں فلاں دن تو نے فلاں کام کیا تھا اور فلاں دن فلاں کام کیا تھا وہ کہے گا ہاں اور انکار کی مجال نہ ہوگی اور اس اندیشہ میں ہوگا کہ اب بڑے گناہ پیش کیے جائیں گے پھر اس سے کہا جائے گا تیرے لیے بجائے ایک ایک گناہ کے ایک ایک نیکی ہے اس وقت کہے گا اے رب میں نے اور بھی بہت سی باتیں گناہ کی کی ہیں جو یہاں نظر نہیں آتیں (مراد اس سے بڑے گناہ ہیں یعنی ان کے عوض میں بھی تو نیکیاں ملنی چاہئیں راوی کہتے ہیں) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان جو کچلیوں کے پاس ہیں ظاہر ہو گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کے لیے ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل دوزخ کے حال میں بیان فرمایا کہ ان کے سامنے سے ایک شخص اہل جنت میں سے گزرے گا تو ایک شخص ان میں سے کہے گا کہ اے فلانے تو تو مجھ کو نہیں پہچانتا میں وہ ہوں جو تجھ کو پانی پلایا تھا اور کہے گا اور میں وہ ہوں جو تجھ کو وضو کا پانی دیا تھا وہ جنتی اس شخص کی شفاعت کرے گا اور جنت میں داخل کرادے گا۔

جنت کی جسمانی و روحانی لذتیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ وہ نعمتیں تیار کی ہیں جو نہ آنکھ نے دیکھیں نہ کان نے سنی اور نہ کسی بشر کے قلب پر گزریں۔ اور اگر چاہو یہ آیت پڑھ لو (کہ اس سے اس کی تصدیق ہو جائے گی) فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ الخ یعنی کسی شخص کو خبر نہیں جو کچھ اہل جنت کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اہل جنت کی بیبیوں میں سے ایک عورت بھی اہل زمین کی طرف جھانک لے تو تمام آسمان و زمین کے درمیان کی چیزوں کو روشن کر دے۔ اور اس کو خوشبو سے پر کر دے۔ اور اس کے سر پر جو اوڑھنی ہے وہ تمام دنیا و مافیھا سے افضل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سوار سو برس تک چلا جاوے اور اس کو قطع نہ کر سکے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول گروہ جو جنت میں داخل ہوں گے چودھویں رات کے چاند کی شکل پر ہوں گے پھر جوان سے بعد کے مرتبے میں ہیں وہ بہت تیز روشن ستارے کے مثل ہوں گے۔ سب کے قلوب (دل) ایک آدمی کے قلب جیسے ہوں گے کہ ان میں نہ اختلاف ہوگا اور نہ بغض ہوگا۔ ان میں ہر شخص کے پاس حور عین (یعنی گوری گوری بڑی آنکھ والی عورت) میں سے دو بیبیاں ہوں گی جن کی ساق (پنڈلی) کا گودا استخوان اور گوشت کے اندر سے بوجہ غایت حسن کے نظر آوے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت اس میں کھائیں گے اور پئیں گے لیکن نہ تھوکیں گے نہ پیشاب پاخانہ کریں گے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا کہ تمہارے لیے یہ امر قرار پا چکا ہے کہ تم ہمیشہ تندرست رہو گے اور کبھی بیمار نہ ہو گے اور ہمیشہ ہمیشہ جوان رہو گے آرام سے رہو گے اور کبھی سختی نہ دیکھو گے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کو پکاریں گے اے اہل جنت وہ عرض کریں گے۔ ہم حاضر ہیں اور خدمت گزار ہیں اور خیر سب کی سب آپ کے ہاتھوں میں ہے (یعنی کیا ارشاد ہے) فرماویں گے تم راضی بھی ہو گئے عرض کریں گے اے رب راضی کیوں نہ ہوتے حالانکہ آپ نے ہم کو ایسی ایسی نعمتیں عطا فرمائیں ہیں جو آج تک کسی کو عطا نہیں فرمائیں ارشاد ہوگا کہ میں تم کو اس سے بھی بڑھ کر ایک چیز دوں، عرض کریں گے اے رب اس سے افضل کیا چیز ہوگی ارشاد ہوگا کہ میں تم پر ہمیشہ اپنی رضا مندی مبذول رکھوں گا اور اس کے بعد کبھی ناراض نہ ہوں گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی عمارت کیسی ہے فرمایا ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک چاندی کی اور گارا اس کا مشک خالص ہے کنکریاں اس کی موتی اور یاقوت ہیں اور مٹی اس کی زعفران ہے۔

اور نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں جس کا تنا سونے کا نہ ہو۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا جنت میں گھوڑے بھی ہونگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ تجھ کو جنت میں لے جاوے تو جب تیرا جی چاہے گا کہ یاقوت سرخ کے گھوڑے پر تجھ کو سوار کیا جاوے جو تجھ کو جہاں جہاں تیرا جی چاہے لیے پھرے تب ہی ایسا ہو جاوے گا، اور اسی حدیث میں ہے کہ اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے تو تجھ کو ہر قسم کی چیزیں ملیں گی جو چیز تیرا جی چاہے اور جس سے تیری آنکھوں کو لذت ہو۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ادنیٰ اہل جنت ایسا ہوگا جس کے اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ہونگی اور اس کے لیے ایک قبہ موتی اور زبرجد اور یاقوت کا اتنا بڑا کھڑا کیا جاوے گا جیسا جابیہ سے صناء کا فاصلہ ہے اور اسی اسناد سے یہ حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت پر تاج ہونگے کہ ادنیٰ موتی ان کا مشرق و مغرب کے درمیان کی چیزوں کو روشن کر سکتا ہے۔

حضرت حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک دریا پانی کا ایک شہد کا ایک دودھ کا اور ایک شراب کا ہوگا۔ پھر ان دریاؤں سے آگے نہریں نکل نکل کر چلی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک جگہ ہوگی جہاں حوریں جمع ہو کر بلند آواز سے جس کے مثل خلائق نے نہ سنا ہوگا یہ گائیں گی کہ نحن الخالدات الخ یعنی ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی فنا نہ ہوں گی اور ہم آرام سے رہنے والی ہیں کبھی سختی نہ جھیلیں گی اور ہم راضی رہیں گی کبھی ناراض نہ ہوں گی اس شخص کے لیے بڑی خوش حالی ہے کہ وہ ہمارا ہو اور ہم اس کی ہوں۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے رب کو کھلم کھلا دیکھو گے ایک اور روایت میں ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ البدر میں چاند کو دیکھا اور فرمایا کہ تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو کہ اس کے دیکھنے میں ایک دوسرے کو زحمت نہیں ہوتی (جیسا شاہان دنیا کی سواری دیکھنے میں ہوتی ہے)۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنت والے جنت میں جائیں گے اللہ تعالیٰ فرماویں گے تم کچھ اور زیادہ چاہتے ہو کہ تم کو دوں وہ عرض کریں گے کیا آپ نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا، کیا آپ نے ہم کو جنت میں داخل نہیں کیا اور دوزخ سے نجات نہیں دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پس پردہ اٹھا دیا جاوے گا پس اللہ تعالیٰ کا جمال با کمال دیکھیں گے اور کوئی چیز ان کو ایسی عطا نہ ہوئی تھی جو اپنے رب کی طرف نظر کرنے سے زیادہ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت میں سب سے ادنیٰ درجہ کا وہ شخص ہوگا جس کو اپنے باغ اور بیویاں اور سامان نعمت اور خدمت گار اور اسباب مسرت ایک برس کی مسافت تک نظر آئیں گے اور سب سے زیادہ معزز وہ شخص ہوگا جو حق تعالیٰ کے دیدار سے صبح شام مشرف ہوگا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت اپنی نعمتوں میں مشغول ہوں گے کہ دفعتاً ان کے روبرو ایک نور بلند ہوگا تو دیکھتے کیا ہیں کہ اوپر سے حق تعالیٰ کا ظہور ہوا اور ارشاد ہوگا کہ السلام علیکم یا اہل الجنۃ اور اسی آیت کی یہی تفسیر ہے۔

پس حق تعالیٰ اہل جنت کو اور اہل جنت حق تعالیٰ کو دیکھیں گے اور جب تک ادھر دیکھتے رہیں گے کسی نعمت کی طرف التفات نہ کریں گے یہاں تک کہ وہ ان سے پردہ میں ہو جاوے گا اور نور جو اس کا اثر ہے باقی رہ جاوے گا۔

ف: ذرا ان حدیثوں کے مضامین میں غور کیا جاوے ایسی بے غل و غش اور ابدی نعمتیں دنیا میں کسی سلطان ہفت اقلیم کو بھی میسر ہیں؟

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل دوزخ نے جو کہ حقیقتاً اہل دوزخ ہیں (یعنی کافر) وہ اس میں نہ مریں گے نہ جئیں گے لیکن بعض آدمیوں کو تم میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے) ان کے گناہوں کے سبب دوزخ کا اثر پہنچے گا پھر اللہ تعالیٰ ان کو

ایک خاص طور کی موت دیدے گا یہاں تک کہ جب وہ بالکل کوئلہ ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ شفاعت والوں کو ان کی شفاعت کرنے کی اجازت دے گا۔ بعض نے کہا کہ ایک مدت تک سزا پا کر بالکل مر جاویں گے بعض نے کہا ہے کہ قلت احساس میں مردے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان دوزخ سے رہائی پا کر جنت و دوزخ کے درمیان ایک پل پر روکے جائیں گے اور جو دنیا میں جو ایک کے حقوق جو دوسرے کے ذمہ تھے ان کا عوض معاوضہ ہوگا یہاں تک کہ جب بالکل پاک صاف ہو جاوئیں گے تو دخول جنت کے لیے اجازت مل جاوے گی۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پل صراط پر گزرنے کا بیان کر کے فرمایا کہ مسلمانوں کو دوزخ سے رہائی ہو جائے گی تو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر کسی کا حق دنیا میں ثابت ہو جائے تو وہ بھی اتنا اس کے حصول کا تقاضہ نہیں کرتا جتنا مسلمان اللہ تعالیٰ سے اپنے بھائیوں کے واسطے اصرار کریں گے جو دوزخ میں ہونگے عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار یہ لوگ ہمارے ساتھ روزہ رکھتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور حج کرتے تھے ارشاد ہوگا جن کو پہچانتے ہو نکال لو اور ان کے چہروں میں آگ کا ذرا اثر نہ ہوگا تو وہ لوگ بہت سے خلق کو نکال لیں گے پھر عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار جن کی نسبت آپ نے ہم کو فرمایا تھا ان میں سے کوئی دوزخ میں رہا نہیں یعنی پہچان والوں کو سب کو نکال لیا گو دوسرے اہل ایمان موجود ہیں ارشاد ہوگا دوبارہ جاؤ جس کے دل میں دینار کے برابر ایمان دیکھو اس کو بھی نکال لو۔ تو بہت سی خلقت کو (اس وقت) نکال لیں گے۔ پھر ارشاد ہوگا کہ اب کی بار پھر جاؤ اور جس کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان دیکھو اس کو بھی نکال لو سو بہت سے خلقت کو (اس وقت) نکال لیں گے پھر ارشاد ہوگا اب کی بار پھر جاؤ اور جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان پاؤ اس کو بھی نکال لو۔ سو بہت سی خلقت کو (اس وقت) نکال لیں گے پھر عرض کریں گے کہ ہم نے اس میں کوئی ایماندار نہیں چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ ملائکہ شفاعت کر چکے پیغمبر شفاعت کر چکے اب بجز ارحم الرحمین کے کوئی باقی نہ رہا۔ پس اللہ تعالیٰ ایک مٹھی دوزخ سے لے گا اور ایسے لوگوں کو نکالے گا جنہوں نے کبھی خیر کی ہی نہ ہوگی اور وہ جل کر کوئلہ ہو گئے ہوں گے۔ پھر ان کو ایک نہر میں ڈال دے گا۔ جو لب جنت پر ہوگی اور اس کا لقب نہر الحیاۃ ہے تو اسطرح اس میں سے تر و تازہ ہو کر نکلیں گے جیسے سیلاب کے بہائے ہوئے خاک و خاشاک میں دانہ نکل آتا ہے۔ غرض موتی کی طرح (آبدار ہو کر) نکل آویں گے۔ اور ان کے گردن پر خاص نشان ہوں گے۔ اہل جنت کہیں گے کہ یہ رحمٰن کے آزاد کیے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بغیر کسی عمل کے جس کو کیا ہو اور بغیر کسی خیر کے جس کو آخرت میں بھیجا ہو جنت میں داخل کیا ہے، پھر ان سے کہا جاوے گا کہ تمہارے لیے وہ بھی ہے جو تم نے دیکھا اور اس کے ساتھ اس کے برابر اور بھی۔

ف: جو لوگ محض رحمت خداوندی سے سب سے اخیر میں دوزخ سے نکالے جائیں گے یہ بات یقینی ہے کہ یہ لوگ کافر نہیں کیونکہ کافر کی بخشش کی شریعت میں بالکل نفی ہے، کافر کے لیے ابدالآباد تک جہنم ہی میں رہنا ہے۔

آخرت کا شوق پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دن میں یا رات میں کوئی فرصت کا وقت کر کے کتاب کے سب مضمونوں کو دل میں جمع کر کے خیال ہی کے طور پر یہی یہ سوچا کرے کہ دنیا رنج و تکلیف کا گھر ہے وہ کون سا دن ہوگا کہ وطن اصلی یعنی آخرت کی جدائی کے دن ختم ہوں گے اور رحمت کے فرشتے مجھے لینے کو آئیں گے اور موت سے پہلے کچھ بیماری ہوئی ہوگی تو اس سے میرے گناہ معاف ہو جاویں گے اور پاک صاف ہو جاؤں گا پھر دم نکلنے کے وقت فرشتوں سے وہ خوشخبریاں سنوں گا جو کتاب میں لکھی ہیں اور یوں عزت و آبرو کے ساتھ مجھ کو فرشتے لے جائیں گے پھر قبر میں ایسی ایسی باتیں دیکھوں گا اور بزرگوں کی اور اعزاء اور اقارب اور دوستوں کی روحوں سے ملاقات ہوگی اور یوں جنت میں سیر کرتا پھروں گا اور اگر کوئی میرا عمل باقیات صالحات کی قسم سے ہوگا یا میرے بعد کسی مسلمان بھائی نے میرے لیے دعا کر دی تو ان کی برکت سے ان نعمتوں میں اور بھی ترقی ہوتی رہے گی۔ پھر قیامت میں اس طرح آرام و آسانی ہوگی۔ پھر جنت میں ایسی ایسی ظاہری اور باطنی لذتیں ہوں گی۔

غرض فرصت کے وقت یہ سب باتیں سوچ کر مزے لیا کرے اور اگر عذاب کی خبریں یاد آویں تو خیال کرے کہ اس سے بچنا تو ممکن ہے ایسے کاموں سے بچا رہوں جن پر عذاب ہوتا ہے تو عذاب کیوں ہوگا۔ اس شغل اور خیال باندھنے سے آخرت کا شوق بڑھے گا اور دنیا سے دلچسپی کم ہوتی جائے گی اور بجائے اس کے کہ دنیا سے محبت تھی دنیا سے وحشت اور نفرت پیدا ہونے لگے گی اور جو آخرت سے وحشت تھی بجائے اس کے آخرت سے دلچسپی اور محبت پیدا ہونا شروع ہوگی اور یہ شغل اور تصور علاوہ اس نفع کے خود بھی عبادت ہے اور شریعت میں اس کا حکم ہے اور اس کی فضیلت آئی ہے۔ اس کا ثبوت ان حدیثوں سے ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کیا کرو کیونکہ وہ گناہوں سے صاف کرتی ہے۔ اور دنیا سے بے رغبت بناتی ہے۔

رضین بن عطاء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کو موت سے غافل دیکھتے تھے۔ تشریف لاتے اور دروازے کے بازو پکڑ کر تین بار پکار کر فرماتے۔

اے لوگو اہل اسلام موت تمہارے پاس ضروری اور لازم ہو کر آ پہنچی۔ موت مع اپنے متعلقات کے آ پہنچی موت انبساط اور راحت اور کثرت مبارکہ کے ساتھ آ پہنچی اہل جنت کے مقبولان رحمٰن کے لیے جن کی سعی اور رغبت جنت میں تھی۔

شرح الصدور میں ہے کہ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا شہداء کے ساتھ کوئی اور بھی محشور ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جو شخص موت کو دن رات میں بیس بار یاد کیا کرے۔ میں کہتا ہوں کہ جو شخص جس طرح میں نے بیان کیا ہے مراقبہ کیا کرے تو اس کا یاد کرنا موت کو بیس مرتبہ سے زیادہ ہو جاوے گا، کیونکہ جو روایات مجمل ہیں مراقبہ کا وہ (بیس سے کہیں) زیادہ ہے۔

امید کو اوسط درجہ پر رکھنے کا بیان:

مسلمانوں کو معلوم ہوگا کہ ایمان کا کمال نہ صرف خوف سے ہوتا ہے اور نہ صرف امید سے بلکہ خوف اور امید کے درمیان رہنے سے ہوتا ہے جیسا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور اس رسالہ میں تمام مضامین امید ہی امید کے لکھے گئے ہیں۔ خوف کے مضامین بالکل نہیں لکھے گئے اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ ہماری غرض یہ ہے فقط امید ہی رکھنا چاہئے خوف کو بالکل بھلا دیا جائے بلکہ ہماری غرض ایسے مضامین کے لکھنے سے دنیا سے نفرت دلانا اور آخرت کا شوق پیدا کرنا ہے اور اس غرض کے پورا ہونے میں امید کے مضامین کو زیادہ دخل ہے کیونکہ جب آخرت کا شوق پیدا ہوگا تو نیک کاموں کی خواہ مخواہ ہمت ہوگی اور یہ ہمت ہی اصل غرض ہے۔ عذاب کی خبریں سنانے سے یہ بھی سمجھ آ گیا ہوگا کہ خوف کی خبریں، امید کی خبریں دونوں اصل غرض میں (کہ وہ ہمت اعمال کی دلاتا ہے) شریک اور یکساں ہیں۔ پس اس رسالے کے مضامین جو صرف امید دلانے والے ہیں درحقیقت خوف کے مضامین کی تائید کرنے والے ہیں۔ (کیونکہ جو غرض خوف کے مضامین سے تھی وہ ان سے ہے) نہ کہ خوف کے مضامین کے خلاف کوئی بات ثابت کرنے والے ہیں تو یہ نہ ہونا چاہئے کہ آدمی خوف کو بالکل بھلا دے کیونکہ حق تعالیٰ نے کمال ایمان کی علامت یہ فرمائی ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُوْنَ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ یعنی مؤمن کامل کی ایک یہ بھی صفت ہے کہ پروردگار کے عذاب سے ڈرتا ہو کیونکہ پروردگار کا عذاب ایسی چیز نہیں جس سے کوئی بے خوف ہو جاوے۔ مصطفیٰ

زیادتی عمر کے متعلق تحقیق

تیسرے باب کے اخیر میں ایک شبہ اور اس کا جواب مذکور ہوا ہے۔ (وہ شبہ یہ تھا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کو حیات پر ترجیح ہے مگر بعض احادیث میں موت کی تمنا کرنے پر ممانعت آئی ہے اس کا جواب یہ تھا کہ اس اعتبار سے حیات کو موت پر ترجیح ہو سکتی ہے کہ زندگی زیادہ ہوگی تو نیکیاں بڑھیں گی یا گناہوں سے توبہ ہو سکے گی۔ ورنہ ترجیح موت ہی کو ہے۔ کیونکہ موت کے بعد ہی تمام نعمتیں آخرت کی مل سکتی ہیں) اب یہاں بھی اس جواب کو ذرا صاف طور سے بیان کیا جاتا ہے وہ بیان یہ ہے کہ اگر غور کیا جاوے تو ثابت ہو جاوے گا کہ جن حدیثوں سے زندگی کو ترجیح معلوم ہوتی ہے وہ حدیثیں حقیقت میں ان حدیثوں کی تائید کرتی ہیں جن سے موت کو ترجیح معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ان حدیثوں میں خود موجود ہے کہ موت کی تمنا اس واسطے نہیں کرنی چاہئے کہ زندگی میں بلکہ نیکیوں کی زیادتی اور گناہوں سے توبہ کے لئے زندگی کی تمنا کرے۔

مطلب یہ ہوا کہ زندگی بڑھنے سے موت کی بہتری کی امید ہے اس واسطے زندگی کا بڑھنا بہتر ہے ورنہ زندگی خود مقصود نہیں تو ترجیح موت ہی کو ہوئی جیسا کہ تیسرے باب کی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔ نیز اس حدیث سے ثابت ہے جو ہم یہاں لکھتے ہیں۔

بعض اہل شوق کے قصے

ان قصوں کے لکھنے سے یہ فائدہ ہے کہ انسان کی طبعی بات ہے اپنے ہم جنسوں کے حالات سے زیادہ اثر قبول کرتا ہے تو ان قصوں کو آخرت کا شوق پیدا کرنے میں زیادہ اثر ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی ایسا نبی نہیں جس کو دنیا و آخرت کے رہنے میں اختیار نہ دیا گیا ہو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مرض میں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ہے سخت بستگی آواز نے پکڑا۔ اس وقت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے۔ یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔ میں سمجھ گئی کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا ہوگا۔

مسند احمد میں ہے کہ ملک الموت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تا کہ ان کی روح قبض کریں، انہوں نے فرمایا اے ملک الموت کیا کسی دوست کو دیکھا کہ اپنے دوست کی روح قبض کرے۔ ملک الموت جناب باری میں حاضر ہوئے ارشاد ہوا کہ ان سے کہو کہ کیا کسی دوست کو دیکھا ہے کہ اپنے دوست سے ملنا ناپسند کرے، انہوں نے یہ سن کر فرمایا تو بس میری روح ابھی قبض کر لے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اپنی محبت کو میرے نزدیک میرے نفس اور گھر والوں سے بھی زیادہ محبوب کر دے۔ (الاتحاف)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دعا کی اے اللہ میری قوت ضعیف ہوگئی اور میری رعیت پھیل گئی مجھ کو اپنے پاس اٹھا لیجئے اس طور پر کہ نہ میں ضائع کیا جاؤں، نہ تقصیر کروں، پس اس سے آگے نہیں بڑھے کہ اٹھا لیے گئے۔

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ تمہارے اس شہر میں ایک عابد تھا وہ مسجد سے نکلا جب رکاب میں پاؤں رکھا تو ملک الموت اس کے پاس آ کھڑے ہوئے اس نے کہا مرحبا میں تمہارا مشتاق تھا۔ پس انہوں نے اس کی روح قبض کر لی۔

خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی جاندار خشکی میں یا دریا میں ایسا نہیں کہ میں موت سے اپنی طرف سے فدیہ ہونا پسند کروں۔ اگر موت کوئی نشان ہوتا کہ لوگ دوڑ کر وہاں پہنچ سکتے تو مجھ سے پہلے اس تک کوئی نہیں پہنچتا مگر جوز در میں مجھ سے زیادہ ہوتا

ابو مسہر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک شخص کو سعید بن عبدالعزیز تنوخی سے یہ کہتے سنا کہ خدا تم کو تا دیر سلامت رکھے، انہوں نے کہا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ مجھ کو جلدی اپنی رحمت میں بلا لے۔

عبیدہ ابن مہاجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر کہا جائے کہ جو شخص اس لکڑی کو چھولے وہ مر جائے تو میں فوراً کھڑا ہو کر اس کو چھولوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس سے ایک شخص گزرا انہوں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا بازار کا۔ فرمایا اگر ممکن ہو کہ قبل واپسی کے میرے لیے موت خرید لو تو ضرور خرید لینا۔

حضرت عبداللہ بن ابی ذکریا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے تھے کہ اگر مجھ کو دو امر کا اختیار دیا جائے ایک یہ کہ میری سو سال کی عمر ہو طاعت الٰہی میں اور ایک یہ کہ آج ہی کے دن یا اسی گھڑی میری جان قبض کر لی جاوے۔ تو اسی کو پسند کروں کہ آج ہی کے دن یا اسی گھڑی میری جان قبض ہو جائے۔ بوجہ اشتیاق کے خدا کی طرف اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور نیک بندوں کی طرف۔

احمد بن ابی الحواری سے منقول ہے کہ میں نے ابوعبداللہ الباجی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اگر مجھ کو ایک تو یہ اختیار دیا جائے کہ مجھ کو تمام دنیا مل جائے جب سے میں پیدا ہوا ہوں اس طرح پر کہ اس میں حلال طور پر عیش کروں پھر قیامت میں کچھ باز پرس بھی نہ ہو اور ایک یہ اختیار دیا جائے کہ اسی وقت میرا دم نکل جائے تو میں اسی کو ترجیح دوں کہ اسی وقت میرا دم نکل جائے۔ کیا تجھ کو یہ مرغوب نہیں اہل اطاعت سے جا ملے۔

ف: اگر کہا جاوے کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جب ملک الموت آئے اگر موت شوق کی چیز ہے تو انہوں نے فرشتہ کے ساتھ سختی کیوں فرمائی۔ جواب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو پہچانا نہیں کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ اس وقت عیاناً آئے تھے اور صحاح کی اس حدیث سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم میں جبرئیل علیہ السلام کو بصورت اصل دیکھنے کے متحمل نہیں ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ کو اصلی صورت میں کوئی معائنۃً نہیں دیکھ سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں وہ بصورت بشر آتے تھے۔ پس نہ پہچاننا کچھ عجب نہیں پس اس سے شوق موت کی نفی نہیں ہوتی۔

ارشاد عارف جامی

دلا تا کے دریں کاخ مجازی
کنی مانند طفلاں خاک بازی
توئی آں دست پرورمرغ گستاخ
کہ بودت آشیاں بیروں ازیں کاخ
چرا از آشیاں بیگانہ گشتی
چود و نان چغد ایں ویرانہ گشتی
بیفشاں بال وپر نہ آمیزش خاک
پر تا کنگر ایوان افلاک
بھلا فانی جہاں میں کب تک اے دل
رہے گا کھیل تیرا آب اور گل
تو ہی ہے لاڈ کا پالا وہ طائر
قفس سے آشیاں ہے تیرا ظاہر
ہوا اس آشیاں سے کیوں تو محروم
بنا ہے اس بیاباں کا تو کیوں بوم
ہٹا کر بال و پر سے خاک تن کو
لگا پرواز عرش ذوالمنن کو

بعضے اشعار اہل ذوق

اگر گاہ گاہ ان کو پڑھ لیا کریں تو بوجہ اس کے کہ خود کلام کا موزوں ہونا بھی خاص اثر رکھتا ہے یہ اشعار آتش شوق کو زیادہ مشتعل کر دیں گے۔

ارشاد عارف شیرازی

خرم آں روز کزیں منزل ویراں بردم
راحت جاں طلبم وزپے جاناں بردم
نذر کردم کہ گر آید بسرایں غم روزے
تادرمیکدہ شادان و غزل خوان بردم
کیا مبارک ہے وہ دن جب ہو دنیا سے سفر
جان کو چین ملے اور ملے وہ دلبر

نذر کی ہے جو غم ھجر کسی دن ہو بسر
وجد میں آ کے کروں میں درساقی پہ گذر

ارشادعارف رومی

بشنواز نے چوں حکایت میکند
وز جدائیہا شکایت میکند
کز نیستان تامرا ببریدہ اند
از نفیرم مردوزن نالیدہ اند
سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تابگویم شرح درد اشتیاق
ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش
باز جوید روزگار وصل خویش
من بہر جمعیے نالاں شدم
جفت خوش حالان و بد حالاں شدم
ہر کسے از ظن خود شد یار من
وزدرون من نجست اسرار من
سرمن از نالہ من دور نیست
لیک چشم و گوش راآں نورنیست
تن زجان و جاں زتن مستور نیست
لیک کس رادید جاں دستور نیست
آتش است ایں بانگ وے نیست باد
ہر کہ این آتش ندارد نیست باد
نے سے سنیئے کیا حکایت کرتی ہے
یوں جدائی کی شکایت کرتی ہے
جب سے کاٹا ہے نیستاں سے مجھے
مردوزن روتے ہیں نالوں سے مرے
چاہتی ہوں سینہ صد پاش فراق
تاسناؤں حال درد اشتیاق
اصل سے اپنی ہوا ہے جو جدا
چاہتا ہے پھر زمانہ وصل کا
میں ہر ایک محفل میں روئی زار زار
نیک و بد کو سمجھی اپنا غمگسار
بن گئے اپنے سمجھ میں میرے یار
پر نہ سمجھے راز میرا زینہار
راز میرا ہے کہاں نالہ سے دور
پر کہاں وہ چشم و گوش سر میں نور
تن ہے جاں سے جان ہے تن سے قریب
پر ہوادیدار جاں کس کو نصیب
آگ ہے یہ نالہ مت سمجھو ہوا
جس میں یہ شعلہ نہ ہو وہ ہو فنا

پیر چنگی کے بے ہوش ہونے کا قصہ

دردونیا اور بدن سے چھٹ گیا
وہ جہان جاں کے صحرا میں گیا
روح نے اس کی وہاں یوں عرض کی
مجھکو رہنے دیتے گریاں دائمی
جاں مری خوش رہتی اس گلزار سے
مست رہتی غیب کے انوار سے
چلتی اڑتی پھرتی یاں بے پاؤں پر
کھاتی رہتی بے لب و دندان شکر
ذکر کرتی میں ترا بے درد سر
بولتی ہنستی فرشتوں سے مگر
بند آنکھوں سے یہ عالم دیکھتی
اور بے ہاتھوں کے یاں گل توڑتی
بنگئی بحر عسل میں غوطہ زن
چشمہ ایوب سے نکھرا بدن
حضرت ایوبؑ جس سے سر بسر
بن گئے تھے صاف چوں نور سحر
آسماں دس حصے بڑھ جائے اگر
تب بھی اس عالم سے ہو گا تنگ تر
مثنوی بن جائے گرچہ آسماں
نصف حصہ بھی نہ ہو اس کا بیاں
گو زمین و اسماں اعلیٰ بنے
دل کے ٹکڑے ان کی تنگی نے کیے
یہ جہاں جو خواب میں آیا نظر
اس نے کھولے بند غم سے میرے پر
اس جہاں کی راہ گر ہوتی عیاں
کوئی بھی رہتا نہ ایک لحظ یہاں

روح کہتی تھی خوشی میں ٹھہر جا
دیکھ یہ احسان و رحمت کی فضا
حکم آیا فائدہ کیا حرص سے
پیر کا کانٹا جو نکلا راہ لے
روک تو ہوتی ہے میٹھی چیز سے
روک کب ہوتی ہے کڑوی کے لئے
موت میرے حق میں اک میٹھا ہی پھل
ہے حیات جاوداں مجھ کو اجل
قتل کر ڈالو مجھے اے مہربان
قتل ہے میری حیات جاوداں
موت ہے میری حیات اے یار من
کیوں رہے کب تک رہے ہجر وطن
موت ہوتی گر نہ آرام و سکون
تو نہ کہتا رب کہو تم راجعون
ہے وہی راجع جو لوٹے شہر کو
سوئے وحدت چھوڑ حجر دہر کو

حضرت علی کی اپنے قاتل سے چشم پوشی کرنے کا قصہ

بولے دشمن کو ہوں ہر دم دیکھتا
پر نہیں کرتا کبھی غصہ ذرا
موت مثل روح ہے میری شفیق
اس جہاں کی زندگی کی ہے رفیق
موت ہے بے موت کے مجھ کو روا
بے سرو سامانیاں ساماں میرا
جب ہوئیں محتاجیاں ساماں میری
پائی تو نے روح ملک بابقا
ہے بظاہر موت باطن میں ہے حیات
ہے بظاہر ابتری باطن ثبات
جیسے بچہ پیٹ سے باہر چلا
اس نے یاں پائی نئی نشوونما
موت سے ہے جس کی جاں کو کچھ خطر
اس کو آخر تہلکہ کی کیا خبر
موت سے جب عشق والفت ہے مجھے
تہلکہ سے مجھ کو بچنا چاہیئے

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا قصہ

بولے حمزہ جن دنوں تھا میں جواں
موت سے سمجھوں تھا میں ترک جہاں
موت کے منہ میں کوئی جاتا نہیں
اور برہنہ سوئے مار آتا نہیں
لیکن اب نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے میاں
مجھ پہ غالب نہیں فانی جہاں
خیمہ گاہ شاہ حس سے دور ہے
نور حق سے فوج سب معمور ہے
نور سے بھرپور ہر خیمہ طناب
اس کا احسان کر دیا سب دور خواب
موت کو سمجھا ہے جو فوز عظیم
جلد آ جا اس کو کہتا ہے کریم
مرگ بینوتن زرہ سے لو سنوار
حشر بینو جلد دوڑو سوئے یار

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے خوشی سے انتقال فرمانے کا قصہ

جب مرض سے ہو گئے لاغر بلالؓ
مردنی چھائی ہوا چہرہ نڈھال
دیکھ کر بولیں یہ بی بی ہے غضب
بولے وہ حضرت نہیں یہ ہے طرب
اب تلک تھا قیدی جنگ حیات
تجھ کو کیا معلوم یہ عیش ممات
ان جوابوں میں جو وہ خوش ذات تھا
لالہ وگل رخ سے اس کے مات تھا
روشنی چہرہ کی اور آنکھوں کا نور
اس کی باتوں کے تھے شاہد ضرور
بولیں یوں بی بی فراق اے خوش خصال
آپ یوں بولے نہیں یہ ہے وصال
بولیں وہ رہگیر غربت ہو چلے
اقرباء سے اپنے رخصت ہو چلے
بولے وہ حضرت نہیں اے جان من
روح غربت سے چلی سوئے وطن

بولیں وہ کیا حالت حسرت ہے یہ
آپ بولے جان من دولت ہے یہ
بولیں وہ میں تم کو دیکھوں گی کہاں
آپ بولے عرش رب کے درمیان
مثل آدم یاں ہوا تھا مبتلا
لیکن اب ہر سو ہے میرا سلسلہ
میں کنویں جیسے جہاں میں تھا گدا
اب ہوں سلطان قصر سلطانی ملا
قصر سے ہوتا ہے جیسے انس شاہ
قبر ہے مردہ کا محل عز و جاہ

خلیفہ ہارون رشید کے صاحب زادے کی موت کا دل گداز واقعہ

ہارون رشید کا ایک بیٹا تھا جس کی عمر تقریباً سولہ سال کی تھی۔ وہ بہت کثرت سے زاہدوں اور بزرگوں کی مجلس میں رہا کرتا تھا اور اکثر قبرستان چلا جاتا وہاں جا کر کہتا کہ تم لوگ ہم سے پہلے دنیا میں تھے دنیا کے مالک تھے لیکن اس دنیا نے تمہیں نجات نہ دی حتی کے تم قبروں میں پہنچ گئے کاش مجھے کسی طرح خبر ہوتی کہ تم پر کیا گزر رہی ہے اور تم سے کیا سوال و جواب ہوئے ہیں اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتا

تَرُوعُنِی الْجَنَائِزُ كُلَّ يَوْمٍ وَيَحْزُنُنِی بُكَاءُ النَّائِحَاتُ

مجھے جنازے ہر دن ڈراتے ہیں اور مرنے والوں پر رونے والیوں کی آوازیں مجھے غمگین رکھتی ہیں۔ ایک دن وہ اپنے باپ بادشاہ کی مجلس میں آیا اس کے پاس وزراء امراء سب جمع تھے اور لڑکے کے بدن پر ایک کپڑا معمولی اور سر پر ایک لنگی بندھی ہوئی تھی اراکین سلطنت آپس میں کہنے لگے کہ اس پاگل لڑکے کی حرکتوں نے امیر المؤمنین کو دوسرے بادشاہوں کی نگاہ میں ذلیل کر دیا اگر امیر المؤمنین اس کو تنبیہ کریں تو شاید یہ اپنی اس حالت سے باز آ جائے امیر المؤمنین نے یہ بات سن کر اس سے کہا کہ بیٹا تو نے مجھے لوگوں کی نگاہ میں ذلیل کر رکھا ہے اس نے یہ بات سن کر باپ کو تو کوئی جواب نہیں دیا لیکن ایک پرندہ وہاں بیٹھا تھا اس کو کہا کہ اس ذات کا واسطہ جس نے تجھ کو پیدا کیا تو میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ جا وہ پرندہ وہاں سے اڑ کر اس کے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گیا پھر کہا اب تو اپنی جگہ چلا جا۔ وہ ہاتھ سے اڑ کر اپنی جگہ چلا گیا اس کے بعد عرض کیا کہ ابا جان اصل میں آپ دنیا سے جو محبت کر رہے ہیں اس نے مجھے رسوا کر رکھا ہے اب میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ آپ سے جدائی اختیار کر لوں یہ کہہ کر وہاں سے چل دیا۔ اور ایک قرآن شریف صرف اپنے ساتھ لیا چلتے ہوئے ماں نے ایک بہت قیمتی انگوٹھی بھی اس کو دے دی (کہ احتیاج کے وقت اس کو فروخت کر کے کام میں لائے) وہ یہاں سے چل کر بصرہ پہنچ گیا اور مزدوروں میں کام کرنے لگا ہفتہ میں صرف ایک دن شنبہ کو مزدوری کرتا اور آٹھ دن تک وہ مزدوری کے پیسے خرچ کرتا اور آٹھویں دن پھر شنبہ کو مزدوری کر لیتا اور ایک درہم اور ایک دانق (یعنی درہم کا چھٹا حصہ) مزدوری لیتا اس سے کم یا زیادہ نہ لیتا ایک دانق روزانہ خرچ کرتا ابو عامر بصری کہتے ہیں کہ میری ایک دیوار گر گئی تھی اس کو بنوانے کے لیے میں کسی معمار کی تلاش میں نکلا کسی نے بتایا ہوگا کہ یہ شخص بھی تعمیر کا کام کرتا ہے میں نے دیکھا کہ نہایت خوبصورت لڑکا بیٹھا ہے ایک زنبیل پاس رکھی ہے اور قرآن شریف دیکھ کر پڑھ رہا ہے میں نے اس سے پوچھا کہ لڑکے مزدوری کرو گے کہنے لگا کیوں نہیں کریں گے مزدوری کے لیے تو پیدا ہوئے ہیں آپ بتائیں کیا خدمت مجھ سے لینی ہے میں نے کہا کہ گارے مٹی (تعمیر) کا کام لینا ہے۔ اس نے کہا ایک درہم اور ایک دانق مزدوری ہوگی اور نماز کے اوقات میں کام نہیں کروں گا مجھے نماز کے لیے جانا ہوگا۔ اس کی دونوں شرطیں منظور کر لیں اور اس کو لا کر کام پر لگا دیا۔ مغرب کے وقت جب میں نے دیکھا تو اس نے دس آدمیوں کے بقدر کام کیا میں نے اس کو مزدوری میں دو درہم دیئے اس نے شرط سے زائد لینے سے انکار کر دیا۔ ایک درہم اور ایک دانق لے کر چلا گیا۔ دوسرے دن میں پھر اس کی تلاش میں نکلا وہ مجھے کہیں نہ ملا۔ میں نے لوگوں سے تحقیق کی کہ ایسی ایسی صورت کا ایک لڑکا مزدوری کیا کرتا ہے کسی کو معلوم ہے کہ وہ کہاں ملے گا لوگوں نے بتایا کہ وہ صرف شنبہ ہی کے دن مزدوری کرتا ہے اس سے پہلے تمہیں کہیں نہیں ملے گا۔ مجھے اس کے کام کو دیکھ کر ایسی رغبت ہوئی کہ میں نے آٹھ دن کو اپنی تعمیر بند کر دی اور شنبہ کے دن اس کی تلاش کو نکلا۔ وہ اسی طرح بیٹھا قرآن شریف پڑھتا ہوا ملا۔ میں نے سلام کیا اور مزدوری کرنے کو پوچھا۔ اس نے وہی پہلی دو شرطیں بیان کیں میں نے منظور کر لیں وہ میرے ساتھ آ کر کام میں لگ گیا۔ مجھے اس پر حیرت ہو رہی تھی۔ کہ پچھلے شنبہ کو اس نے اکیلے دس آدمیوں کا کام کس طرح کر لیا۔ اس لیے اس مرتبہ میں نے ایسی طرح چھپ کر کہ وہ مجھے نہ دیکھے۔ اس کے کام کرنے کا طریقہ دیکھا تو یہ منظر دیکھا کہ وہ ہاتھ میں گارا لے کر دیوار پر ڈالتا ہے اور پتھر اپنے آپ ہی ایک دوسرے کے ساتھ جڑتے چلے جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کوئی اللہ کا ولی ہے اور اللہ کے اولیاء کے کاموں کی غیب سے مدد ہوتی ہے۔ جب شام ہوئی تو میں نے اس کو تین درہم دینا چاہے۔ اس نے لینے سے انکار کر دیا کہ میں اتنے درہم کا کیا کروں گا۔ اور ایک درہم اور ایک دانق لے کر چلا

گیا۔ میں نے ایک ہفتہ پھر انتظار کیا اور تیسرے شنبہ کو پھر میں اس کی تلاش میں نکلا مگر وہ مجھے نہ ملا۔ میں نے لوگوں سے تحقیق کی ایک شخص نے بتایا کہ وہ تین دن سے بیمار ہے فلاں ویرانہ جنگل میں پڑا ہے۔ میں نے ایک شخص کو اجرت دے کر اس پر راضی کیا کہ وہ مجھے اس جنگل میں پہنچا دے۔ وہ مجھے ساتھ لے کر اس جنگل ویراں میں پہنچا کہ میں نے دیکھا کہ وہ بے ہوش پڑا ہے۔ آدھی اینٹ کا ٹکڑا سر کے نیچے رکھا ہوا ہے میں نے اس کو سلام کیا اس نے جواب نہ دیا۔ میں نے دوسری مرتبہ سلام کیا تو اس نے آنکھ کھولی اور مجھے پہچان لیا۔ میں نے جلدی سے اس کا سر اینٹ پر سے اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا اس نے سر ہٹایا اور چند شعر پڑھے جن میں سے دو یہ ہیں۔

يَا صَاحِبِي لَا تَغْتَرِرْ بِتَنَعُّمٍ فَالْعُمْرُ يَنْفَدُ وَالنَّعِيمُ يَزُوْلُ
وَإِذَا حَمَلْتَ إِلَى الْقُبُوْرِ جَنَازَةً فَاعْلَمْ بِأَنَّكَ بَعْدَهَا مَحْمُوْلُ

''میرے دوست دنیا کی نعمتوں سے دھوکے میں نہ پڑ عمر ختم ہوتی جا رہی ہے اور یہ نعمتیں سب ختم ہو جائیں گی اور جب تو کوئی جنازہ لے کر قبرستان میں جائے تو یہ سوچتا رہا کر کہ تیرا بھی ایک دن اسی طرح جنازہ اٹھا یا جائے گا''۔

اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا کہ ابو عامر جب میری روح نکل جائے تو مجھے نہلا کر میرے اسی کپڑے میں مجھے کفن دے دینا۔ میں نے کہا میرے محبوب اس میں کیا حرج ہے کہ میں تیرے کفن کے لیے نئے کپڑے لے آؤں۔ اس نے جواب دیا کہ نئے کپڑوں کے زندہ لوگ زیادہ مستحق ہیں۔ یہ جواب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے انہوں نے بھی اپنے وصال کے وقت یہی فرمائش کی تھی کہ میری انہی چادروں میں کفن دے دینا اور جب ان سے نئے کپڑے کی اجازت چاہی گئی تو انہوں نے یہی جواب دیا تھا۔ لڑکے نے کہا کفن پرانا ہو یا نیا بہر حال بوسیدہ ہو جائے گا آدمی کے ساتھ تو صرف اس کا عمل ہی رہتا ہے۔ اور یہ میری لنگی اور لوٹا قبر کھودنے والے کو مزدوری میں دے دینا۔ اور یہ انگوٹھی اور قرآن شریف ہارون رشید تک پہنچا دینا۔ اور اس کا خیال رکھنا کہ خود انہی کے ہاتھ میں دینا۔ اور یہ کہہ کر دینا کہ ایک پردیسی لڑکے کی یہ میرے پاس امانت ہے اور وہ آپ سے یہ کہہ گیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اسی غفلت اور دھوکے کی حالت میں آپ کو موت آ جائے یہ کہہ کر اس کی روح نکل گئی۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ یہ لڑکا شہزادہ تھا۔ اس کے انتقال کے بعد وصیت کے موافق میں نے اس کو دفن کر دیا اور دونوں چیزیں گورکن کو دے دیں اور قرآن شریف اور انگوٹھی لے کر بغداد پہنچا اور قصر شاہی کے قریب پہنچا تو بادشاہ کی سواری نکل رہی تھی۔ میں ایک اونچی جگہ کھڑا ہو گیا اول ایک بہت بڑا لشکر نکلا جس میں تقریباً ایک ہزار گھوڑے سوار تھے۔ اس کے بعد اسی طرح یکے بعد دیگرے دس لشکر نکلے ہر ایک میں تقریباً ایک ایک ہزار سوار تھے دسویں جتھے میں خود امیر المؤمنین بھی تھے۔ میں نے زور سے آواز دے کر کہا اے امیر المؤمنین آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت، رشتہ داری کا واسطہ ذرا سا توقف کر لیجئے میری آواز پر انہوں نے مجھے دیکھا میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا میرے پاس ایک پردیسی لڑکے کی یہ امانت ہے جس نے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ یہ دونوں چیزیں آپ تک پہنچا دوں۔ بادشاہ نے ان کو دیکھ کر پہچان لیا تھوڑی دیر سر جھکایا ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور ایک دربان سے کہا اس آدمی کو اپنے ساتھ رکھو جب میں واپسی پر بلاؤں تو میرے پاس پہنچا دینا۔ جب وہ باہر سے واپسی پر مکان پر پہنچے تو محل کے پردے گرا کر دربان سے فرمایا اس شخص کو بلا کر لاؤ۔ اگرچہ وہ میرا غم تازہ کرے گا۔ دربان میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ امیر المؤمنین نے بلایا ہے اور اس کا خیال رکھنا کہ امیر پر صدمہ کا بہت اثر ہے اگر تم دس باتیں کرنا چاہتے ہو تو پانچ پر ہی اکتفا کرنا۔ یہ کہہ کر وہ مجھے امیر کے پاس لے گیا۔ اس وقت امیر بالکل تنہا بیٹھے تھے۔ مجھ سے فرمایا کہ میرے قریب آ جاؤ۔ میں قریب جا کر بیٹھ گیا، کہنے لگے کہ تم میرے اس بیٹے کو جانتے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں میں ان کو جانتا ہوں۔ کہنے لگے وہ کیا کام کرتا تھا۔ میں نے کہا گارے مٹی کی مزدوری کرتے تھے کہنے لگے۔ تم نے بھی مزدوری پر کوئی کام اس سے کرایا ہے۔ میں نے کہا کرایا ہے۔ کہنے لگے تمہیں اس کا خیال نہ آیا کہ اس کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت تھی۔ کہ یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔ میں نے کہا امیر المؤمنین پہلے اللہ جل شانہ سے معذرت چاہتا ہوں اس کے بعد آپ سے عذر خواہ ہوں۔ مجھے اس وقت اس کا علم ہی نہ تھا کہ یہ کون ہے۔ مجھے ان کے انتقال کے وقت ان کا حال معلوم ہوا۔ کہنے لگے تم نے اپنے ہاتھوں سے اس کو غسل دیا۔ میں نے کہا جی ہاں کہنے لگے۔ اپنا ہاتھ لاؤ میرا ہاتھ لے کر اپنے سینے پر رکھ دیا اور چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ "اے وہ مسافر جس پر میرا دل پگھل رہا ہے اور میری آنکھیں اس پر آنسو بہا رہی ہیں۔ اے وہ شخص جس کے مکان (قبر) دور ہے لیکن اس کا غم میرے قریب ہے۔ بے شک موت ہر اچھے سے اچھے عیش کو مکدر کر دیتی ہے۔ وہ مسافر ایک چاند کا ٹکڑا تھا۔ (یعنی اس کا چہرہ) جو خالص چاندی کی ٹہنی پر تھا (یعنی اس کے بدن پر) پس چاند کا ٹکڑا بھی قبر میں پہنچ گیا اور چاندی کی ٹہنی بھی قبر میں پہنچ گئی۔

اس کے بعد ہارون رشید نے بصرہ اس کی قبر پر جانے کا ارادہ کیا۔ ابو عامر ساتھ تھے۔ اس کی قبر پر پہنچ کر ہارون رشید نے چند اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ ''اے وہ مسافر جو اپنے سفر سے کبھی بھی نہ لوٹے گا موت

نے کم عمری ہی کے زمانہ میں اس کو جلدی سے اچک لیا۔ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو میرے لیے انس اور دل کا چین تھا۔ طویل راتوں میں بھی اور مختصر راتوں میں بھی۔ تو نے موت کا پیالہ پیا ہے۔ جس کو عنقریب تیرا بوڑھا باپ بڑھاپے کی حالت میں پیئے گا۔ بلکہ دنیا کا ہر آدمی اس کو پیئے گا۔ چاہے جنگل کا رہنے والا ہو یا شہر کا رہنے والا ہو۔ پس سب تعریفیں اسی وحدہ لاشریک کے لیے ہیں۔ جس کی لکھی ہوئی تقدیر کے یہ کرشمے ہیں"۔ ابو عامرؒ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جورات آئی تو جب میں اپنے وظائف پورے کر کے لیٹا ہی تھا کہ میں نے خواب میں ایک نور کا قبہ دیکھا جس کے اوپر ابر کی طرح نور ہی نور پھیل رہا ہے۔ اس نور کے ابر میں اس لڑکے نے مجھے آواز دے کر کہا۔ ابو عامر تمہیں حق تعالیٰ جل شانہ جزائے خیر عطا فرمائے۔ تم نے میری تجہیز و تکفین کی اور میری وصیت پوری کی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ میرے پیارے تیرا کیا حال گذرا۔ کہنے لگا میں ایسے مولا کی طرف پہنچا ہوں جو بہت کریم ہے اور مجھ سے بہت راضی ہے۔ مجھے اس مالک نے وہ چیزیں عطا کیں جو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کان نے سنیں۔ نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خیال گذرا۔

یہ ایک مشہور حدیث پاک کا مضمون ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ کا پاک ارشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے کبھی دیکھیں نہ کان نے سنی اور نہ کسی کے دل پر ان کا خیال گذرا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تورات میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے ان لوگوں کے لیے جن کے پہلو رات کو خوابگاہوں سے دور رہتے ہیں۔ (یعنی تہجد گزاروں کے لیے) وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں۔ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خیال گذرا۔ نہ ان کو کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے۔ نہ کوئی نبی رسول جانتا ہے اور یہ مضمون قرآن پاک میں بھی ہے۔

ترجمہ: "کسی شخص کو خبر نہیں جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لیے خزانہ غیب میں موجود ہے"۔ (درمنثور) (سورۂ سجدہ ع ۲)

اس کے بعد لڑکے نے کہا حق تعالیٰ شانہ نے قسم کھا کر فرمایا کہ جو بھی دنیا سے اس طرح نکل آئے جیسے میں نکل آیا۔ اس کے لیے یہی اعزاز اور اکرام ہیں جو میرے لیے ہوئے۔

صاحب روض کہتے ہیں۔ کہ یہ سارا قصہ مجھے اور طریقے سے بھی پہنچا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ کسی شخص نے ہارون رشید سے اس لڑکے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرے بادشاہ ہونے سے پہلے یہ لڑکا پیدا ہوا تھا۔ بہت اچھی تربیت پائی تھی قرآن پاک بھی پڑھا تھا اور علوم بھی پڑھے تھے جب میں بادشاہ بن گیا تو یہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ میری دنیا سے اس نے کوئی راحت نہ اٹھائی چلتے وقت میں نے ہی اس کی ماں سے کہا تھا کہ اس کو یہ انگوٹھی دے دو۔ اس کی انگوٹھی کا یاقوت بہت زیادہ قیمتی تھا۔ مگر یہ اس کو بھی کام میں نہ لایا۔ مرتے وقت واپس کر گیا۔ یہ لڑکا اپنی والدہ کا بڑا فرمانبردار تھا۔ (روض)

جس باپ کی دنیا داری سے یہ صاحب زادہ رنجیدہ ہو کر گیا ہے۔ یعنی ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ بہت نیک بادشاہوں میں ان کا شمار ہے۔ دولت اور ثروت کے ساتھ لغزش تو ہو ہی جاتی ہے۔ لیکن ان کے دینی کارنامے تاریخ کی کتابوں میں کثرت سے موجود ہیں۔ بادشاہت کے زمانہ میں سو رکعت نفل روزانہ پڑھنے کا معمول مرتے وقت تک رہا۔ اور اپنے ذاتی مال سے ایک ہزار درہم روزانہ صدقہ کیا کرتے تھے۔ ایک سال حج کیا کرتے اور ایک سال جہاد میں شرکت کرتے۔ جس سال خود حج کو جاتے اپنے ساتھ سو علماء کو مع ان کے بیٹوں کے حج کو لے جاتے۔ اور جس سال خود حج نہ کرتے۔ تین سو آدمیوں کو ان کے پورے خرچ اور سامان لباس وغیرہ کے ساتھ حج کو بھیجا کرتے۔ جن کو خرچ بھی بہت وسعت سے دیا جاتا اور لباس بھی عمدہ دیا جاتا ویسے بھی عطایا کی بہت کثرت ان کے یہاں تھی۔ سوال کرنے والوں کے لیے بھی اور بغیر سوال کے ابتداءً بھی علماء کا ان کی مجلس میں بہت اعزاز تھا اور ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ ابو معاویہ ضریر رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث نابینا نے ایک مرتبہ ان کے ساتھ کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد ہارون رشید نے ان کے ہاتھ دھلائے۔ اور یہ کہا کہ علم کے اعزاز میں میں نے ہاتھ دھلائے ہیں۔

ایک عاشق کا ملامت کرنے والے کو جواب دینے کا قصہ

بولا عاشق ناصحا کب تک یہ پند	ختم کر بس عشق ہے ایک سخت بند
قتل ہونے سے تو مجھے مت ڈرا	میں بہت تشنہ ہوں اپنے خون کا
عاشقوں کو عشق میں ہردم موت ہے	عاشقوں کو ہے کہاں اک طور فوت
نور حق کرتا ہے بے حد جاں عطا	اور وہ کرتا ہے ان سب کو فدا
ایک کی لیتا ہے دس وہ رودرس	پڑھ لے قرآن میں ایک نیکی کے دس
قتل کر دے گر مجھے وہ مہربان	وجد میں قربان کروں میں اس پہ جان
درحقیقت موت ہے یہ زندگی	اس سے جب چھوٹا تو ہے پابندگی
قتل کر دو قتل مجھ کو مہربان	قتل ہے میری حیات جاوداں

☆☆☆☆☆

باب۲۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامات قیامت

س: قیامت کی کچھ نشانیوں کا بیان کیجیے؟

ج: گناہوں کی کثرت، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، امانت میں خیانت، گانے بجانے، ناچ رنگ کی زیادتی، بے علم وکم علم پیشوا بننے لگیں، کم درجہ کے لوگ جیسے چرواہے وغیرہ اونچے اونچے مکان بنوانے لگیں۔ نا قابل لوگوں کو بڑے بڑے عہدے ملنے لگیں۔ خدا تعالیٰ کے مال کو اپنی ملک سمجھنے لگیں اور زکوٰۃ کو ڈنڈ کی طرح بھاری سمجھنے لگیں۔ دین کا علم دنیا کمانے کو حاصل کریں۔ شراب کی کثرت ہونے لگے۔ بعد کے لوگ پہلے بزرگوں کو برا کہنے لگیں۔

س: جب یہ نشانیاں ہوں گی تو اس وقت حکومتوں کا کیا حال ہوگا اور قیامت کے آنے کے لیے کیا کیا صورتیں ہوں گی؟

ج: اس وقت سب ملکوں میں نصاریٰ انگریزوں کی حکومت ہوگی۔ اس زمانے میں ملک شام میں ابوسفیان کی اولاد سے ایک شخص ایسا ہوگا جو بہت سے سیدوں کا خون کرے گا۔ شام اور مصر میں اس کا حکم جاری ہوگا۔ پھر اسی زمانہ میں رومی مسلمان بادشاہ اور نصاریٰ کی ایک جماعت سے جنگ ہوگی اور ایک جماعت نصاریٰ سے صلح ہوگی۔ یہاں تک کہ موافقین نصاریٰ اور مسلمانوں سے ذرا سی بات کے بڑھ جانے سے جنگ ہو جائے گی۔ اسلام کا بادشاہ شہید ہو جائے گا۔ اور ملک شام بھی نصاریٰ کے قبضے میں چلا جائیگا اور بچے کھچے مسلمان مدینہ طیبہ چلے جائیں گے اور خیبر جو مدینہ طیبہ کے پاس ایک مقام ہے۔ وہاں تک نصاریٰ کی علمداری ہو جائے گی۔ اس وقت مسلمانوں کو امام مہدی کی تلاش ہوگی۔ امام مہدی اس وقت مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوں گے اور اس خیال سے کہ حکومت کے لیے مسلمان میرے پیچھے نہ پڑیں۔ مکہ معظمہ چلے جائیں گے۔ مگر لوگ تلاش کرتے کرتے مکہ معظمہ پہنچیں گے اور امام مہدی کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان پالیں گے اور زبردستی ان سے حاکم وقت بننے کی بیعت کریں گے۔ آسمان سے آواز آئے گی کہ یہ خلیفہ (یعنی حاکم بنائے ہوئے) امام مہدی ہیں۔ بیعت کی شہرت کے بعد مدینہ منورہ کی مسلمان فوجیں مکہ معظمہ چلی جائیں گی اور ملک شام اور اعراق اور یمن کے اولیاء ابدال سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرب کی فوجیں جمع ہو جائیں گی اور خراسان کا ایک شخص حضرت امام مہدی کی مدد کے واسطے ایک بڑی فوج لے کر آئے گا اب ایک اور شخص جو ابوسفیان کی اولاد سے ہوگا اور سیدوں کا دشمن ہوگا وہ امام مہدی کے سید ہونے کی وجہ سے لڑنے کو فوج بھیجے گا۔ مگر یہ فوج ابھی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان پہاڑی کے نیچے ٹھہری ہوئی ہوگی کہ سب کے سب زمین میں دھنس جائیں گے مگر دو شخص ان میں سے بچیں گے ایک ان میں سے حضرت امام مہدی کو جا کر خبر دیگا اور دوسرا اس سفیانی شخص کو جا کر خبر کرے گا۔ نصاریٰ سب طرف سے فوجیں جمع کر کے مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کریں گے۔ اس لشکر میں نو لاکھ ساٹھ ہزار فوجی ہوں گے۔ ادھر امام مہدی مکہ معظمہ سے چل کر مدینہ منورہ روضہ مبارک حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر کے ملک شام کو روانہ ہوں گے۔ ابھی شہر دمشق تک پہنچیں گے کہ دوسری طرف سے نصاریٰ کی فوج مقابلے میں آ جائے گی ادھر امام مہدی کی فوج تین حصوں میں بٹ جائے گی ایک حصہ تو بھاگ جائے گا۔ ایک حصہ شہید ہو جائے گا اور ایک حصہ کو فتح ہوگی۔ امام مہدی ملک کا انتظام شروع کر دیں گے اور ہر طرف فوجیں روانہ کر دیں گے۔ پھر قسطنطنیہ فتح کرنے کے لیے جائیں گے اور ستر ہزار آدمی اس شہر کو فتح کرنے کے لیے کشتیوں پر سوار ہو کر روانہ ہوں گے۔ جس وقت اس شہر کی فصیل کے مقابل میں پہنچیں گے۔ نعرہ تکبیر بلند کریں گے۔ پس اللہ اکبر اللہ اکبر کی آواز کی برکت سے شہر پناہ کی سامنے کی دیوار ٹوٹ جاوے گی اور مسلمان فتح یاب ہوں گے اور انصاف کے ساتھ ملک کا انتظام کریں گے۔ یہ زمانہ بیعت سے لے کر اب تک کا چھ سات سال کا ہوگا۔ اسی دوران ایک جھوٹی خبر مشہور ہوگی۔ کہ شام میں دجال آ گیا۔ امام مہدی وہاں کا سفر شروع فرماویں گے۔ مگر راستے ہی میں تحقیق ہو جائے گی کہ یہ خبر غلط ہے تو پھر اطمینان سے آپ شہروں کا انتظام کرتے ہوئے ملک شام پہنچ جائیں گے۔ مگر وہاں ابھی کچھ ہی عرصہ گزرے گا کہ دجال بھی نکل آئے گا۔ جو کہ یہودیوں کی قوم سے ہوگا اور دعویٰ نبوت کا کرے گا۔ پھر ستر ہزار یہودی اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ پھر وہ دعویٰ خدائی شروع کر دے گا اور بہت سے ملکوں سے گزرتا ہوا یمن کی سرحد تک پہنچ جائے گا۔ راستہ میں بہت سے بددین اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ مکہ معظمہ کے قریب آ کر ٹھہرے گا مگر شہر کے اندر حفاظت ملائکہ کی وجہ سے نہ جا سکے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں تجھ سے تیرے اسم اعظم کے اور تیری بڑی رضامندی کے وسیلہ سے مانگتا ہوں (الدیلمی)

پھر وہاں سے مدینہ منورہ جائے گا وہاں بھی فرشتوں کا پہرہ ہوگا اور اندر داخل نہ ہو سکے گا۔ البتہ مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا۔ جس کی وجہ سے سست ایمان والے مدینہ منورہ سے باہر نکل جائیں گے اور دجال کے پھندے میں پھنس جائیں گے۔ اس وقت مدینہ میں ایک بزرگ ہوں گے جو دجال سے خوب بحث کریں گے۔ آخر کار دجال غصے میں آ کر اس بزرگ کو قتل کر دے گا اور پھر وہاں سے ملک شام روانہ ہوگا۔ جب دمشق کے قریب پہنچے گا تو حضرت امام مہدی وہاں پہلے سے پہنچ چکے ہوں گے اور جنگ کے انتظام میں مشغول ہوں گے۔ عصر کا وقت آ جائے گا۔ مؤذن اذان کہے گا اور لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے کہ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے اترتے ہوئے نظر آئیں گے اور جامع مسجد کے مشرق کی طرف کے مینارہ پر آ کر ٹھہر جائیں گے اور وہاں سے سیڑھی لگا کر نیچے تشریف لائیں گے۔ حضرت امام مہدی لڑائی کا سب سامان سپرد کرنا چاہیں گے۔ آپ فرمائیں گے کہ یہ سب انتظام آپ ہی رکھیں میں تو خاص دجال کے قتل کرنے کو آیا ہوں۔ رات گذر کر جب صبح ہوگی تو حضرت امام مہدی لشکر کو ترتیب دیں گے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک گھوڑا ایک نیزہ منگا کر دجال کی طرف بڑھیں گے اور مسلمان دجال کے لشکر پر حملہ کریں گے۔ بہت شدید لڑائی ہوگی۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سانس جہاں تک پہنچے گا وہاں تک کے دشمن فوراً ہلاک ہو جائیں گے۔ دجال کی نظر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پہنچے گی وہ آپ کو دیکھ کر بھاگے گا اور آپ اس کا پیچھا کریں گے۔ یہاں تک کہ ایک مقام تک پہنچ کر نیزے سے اس کو قتل کریں گے اور مسلمان دجال کے لشکر کو قتل کرنا شروع کر دیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام شہر در شہر تشریف لے جا کر مظلومین دجال کو تسلی دیں گے۔ اس وقت کوئی کافر نہ رہے گا۔ پھر حضرت امام مہدی کا انتقال ہو جائے گا اور تمام انتظام عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں آ جائے گا۔ اس کے بعد یاجوج ماجوج نکلیں گے۔ جن کے رہنے کی جگہ شمالی جانب ختم آبادی سے آگے سات ولایت باہر ہے۔ جہاں سمندر شدت سردی کی وجہ سے اس قدر جما ہوا ہے کہ جہاز بھی نہیں چل سکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے حکم سے کوہ طور پر تشریف لے جائیں گے۔ یاجوج ماجوج بڑا فتنہ پھیلائیں گے آخر کار اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کر دیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ سے اتر آئیں گے چالیس برس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا جائیں گے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں دفن ہوں گے آپ کے بعد ایک شخص یمن کے رہنے والے آپ کی جگہ بیٹھیں گے اور نہایت عدل و انصاف سے حکومت کریں گے۔ اور ان کے بعد اور بھی کئی بادشاہ آگے پیچھے ہوں گے۔ اس کے بعد نیک باتیں کم ہوتی جائیں گی اور بری باتیں بڑھتی جائیں گی۔ اس وقت آسمان پر ایک دھواں چھا جائے گا اور زمین پر برسے گا۔ جس سے مسلمانوں کو زکام ہوگا اور کافروں کو بے ہوشی ہوگی۔ چالیس روز کے بعد آسمان صاف ہو جائے گا۔ قریب ہی بقرعید کا مہینہ آ جائے گا۔ دسویں تاریخ کے بعد اچانک ایک رات ایسی لمبی ہوگی کہ مسافروں کا دل گھبرا جائے گا۔ بچے سوتے سوتے اکتا جائیں گے۔ چوپائے جنگل میں جانے کو چلانے لگیں گے۔ تمام ڈر اور گھبراہٹ سے بیقرار ہوں گے جب تین رات کے برابر وہ ایک رات ہو چکے گی اس وقت سورج تھوڑی روشنی کے ساتھ مغرب کی طرف سے نکلے گا اب اس وقت کسی کا ایمان یا توبہ قبول نہ ہوگی۔ اور جب سورج اتنا اونچا ہو جائے گا جتنا دوپہر سے پہلے ہوتا ہے تو اسوقت خدا تعالیٰ کے حکم سے پھر مغرب ہی کی طرف لوٹ آئے گا۔ اس کے بعد اپنی عادت کے مطابق اسی طرح نکلتا رہے گا۔ ابھی تھوڑے ہی دن گذریں گے کہ کوہ صفا جو مکہ معظمہ میں ہے زلزلہ آ کر پھٹ جائے گا اور اس جگہ سے ایک جانور عجیب شکل کا نکل کر لوگوں سے باتیں کرے گا اور بڑی تیز رفتاری سے زمین پر پھر جائے گا اور ایمان والوں کی پیشانی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی سے نورانی لکیر کھینچ دے گا جس سے چہرہ روشن ہو جائے گا اور بے ایمان والوں کی ناک یا گردن پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی سے سیاہ مہر لگا دے گا۔ جس سے تمام چہرہ میلا ہو جائے گا پھر یہ کام کر کے غائب ہو جائے گا اس کے بعد جنوب کی طرف سے ایک ہوا نہایت فرحت بخش چلے گی جس سے سب ایمانداروں کی بغل سے کچھ نکل آئے گا جس سے وہ مر جائیں گے۔ اس کے بعد کافر حبشیوں کا ساری دنیا میں دخل ہو جائے گا اور وہ لوگ خانہ کعبہ کو شہید کریں گے۔ حج بند ہو جائے گا۔ قرآن شریف دلوں اور کاغذوں سے نکل جائے گا۔ خدا تعالیٰ کا خوف مخلوق کی شرم دلوں سے نکل جائے گی۔ کوئی اللہ اللہ کرنیوالا نہ رہے گا۔ اس وقت ملک شام میں بہت ارزانی ہوگی۔ لوگ سواریوں پر اور پیدل ادھر پہنچ جائیں گے۔ اور جو رہ بھی جائیں گے ایک آگ پیدا ہوگی وہ سب کو ہانکتی ہوئی شام میں پہنچا دے گی۔ یہ اس لیے کہ قیامت کے روز سب مخلوق اسی ملک میں جمع ہوگی۔ اس لیے ایسا ہوگا۔ پھر وہ آگ غائب ہو جائے گی اس وقت دنیا کو بہت ترقی ہوگی۔ تین چار سال اسی حال میں گذریں گے کہ دفعتاً جمعہ کے دن محرم کے مہینے میں دسویں تاریخ کو صبح کے وقت سب لوگ اپنے اپنے کاموں پر ہوں گے صور پھونک دیا جائے گا۔ جس کی آواز سے سب ہلاک ہو جائیں گے۔ پہاڑ زمین آسمان سب پھٹ جائیں گے۔ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ جب آفتاب مغرب کی جانب سے نکلا تھا اس وقت سے صور پھونکنے تک ایک سو بیس برس کا زمانہ ہوگا۔ اس کے بعد قیامت کا دن شروع ہو جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں تجھ سے خیر کے اوائل اور اواخر اور تمام تر خیر کو طلب کرتا ہوں (کشف الخفاء)

آخرت کا بیان

آخرت کی تعریف:

س: آخرت کسے کہتے ہیں؟
ج: اس عالم کے علاوہ ایک اور عالم ہے جس کے متعلق ہم نے بیان کیا ہے کہ جہاں مرنے کے بعد قبروں سے اٹھا کر حساب کتاب ہوگا۔ اعمال تولے جائیں گے ہر نیک و بد سے سوال ہوگا۔ نیکوں کے اعمال دائیں ہاتھ میں اور بدوں کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ پھر ایک پل جس کو پل صراط کہا جاتا ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگی دوزخ کے اوپر رکھی جائے گی۔ اس پر سے سب کو گزرنے کا حکم ہوگا جو نیک لوگ ہوں گے وہ اس پر سے گزر کر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اور جو بد ہوں گے وہ اس پر سے گزر کر دوزخ میں داخل ہو جائیں گے۔

جنت کی تعریف:

س: جنت کیا ہے؟
ج: جنت ایک ایسے محل کا نام ہے جس میں اوپر نیچے سو درجے ہیں۔ ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک اتنا فاصلہ ہے کہ جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ یعنی پانچ سو برس کی مسافت کا۔ اس کی عمارت میں ایک اینٹ چاندی کی ہے۔ اور ایک اینٹ سونے کی اور گارا مشک کا ہے۔ اور جنت کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں۔ اور مٹی زعفران ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت میں دو باغ ایسے ہیں کہ جن کے برتن اور سب سامان سونے کا ہے۔

جنت کے سو درجوں میں سے سب سے بڑا درجہ فردوس کا ہے۔ اس سے جنت کی چار نہریں نکلتی ہیں۔ اور دودھ، شراب، شہد اور پانی کی نہریں ہیں۔ اسی جنت الفردوس کے اوپر عرش ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! تم جنت الفردوس کو مانگو جنت کے درختوں کا تنا سونے کا ہوگا۔ اور جنتیوں کا چہرہ بغیر داڑھی مونچھ کے ہوگا۔ اور تیز روشنی والے تارے اور چودھویں رات کے چاند کی طرح ان کا چہرہ چمکتا ہوگا۔ اور خدمت کے لیے حور و غلمان دیئے جائیں گے۔ حوریں اسقدر خوبصورت ہوں گی کہ اگر دنیا میں ان کے دوپٹے کا پلو ذرا بھی ظاہر ہو تو سورج بھی ماند پڑ جائے گا۔ جس قسم کا کھانا چاہے گا فوراً مل جائے گا۔ قسم قسم کے میوے ہوں گے۔ وہاں نہ پیشاب کی ضرورت ہوگی نہ پاخانہ کی بلکہ ایک ڈکار آئیگی جس میں مشک کی خوشبو ہوگی۔ کہاں تک جنت کی خوبیاں بیان کی جائیں۔

حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جنت میں ایسی ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی کے دل میں ان کا خیال آیا۔ سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا جس میں ایسا مزہ آئے گا کہ کسی چیز میں نہ آئے گا۔

حوض کوثر:

س: حوض کوثر کسے کہتے ہیں؟
ج: حوض کوثر ایک حوض ہے۔ جس کی لمبائی چوڑائی ایک مہینے کی راہ کے برابر ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے اس کے اند رستاروں سے زیادہ چمکدار آبخورے ہیں۔ جو ایک شخص ایک دفعہ اس کا پانی پی لے گا پھر کبھی پیاس نہ لگے گی۔ یہ حوض کوثر خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن عطا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو اس کا پانی عطا فرمائیں گے۔

دوزخ کی تعریف:

س: دوزخ کیا چیز ہے؟
ج: دوزخ ایک ایسی جگہ کا نام ہے جہاں آگ ہی آگ ہے۔ جو دنیا کی آگ سے ستر حصہ زیادہ تیز ہے اور وہ اس قدر زیادہ گہری ہے کہ اگر ایک بھاری پتھر اس کے اوپر سے چھوڑا جائے تو ستر برس میں بھی تہہ تک نہ پہنچے اس کی آگ کو تین ہزار برس تک دھونکا گیا بالکل سیاہ رنگ کی ہے اس میں اس قدر جوش ہوگا کہ ستر ہزار فرشتے ستر ہزار زنجیروں میں اس کو جکڑے ہوئے ہوں گے۔ اس کے اندر اونٹ کے برابر سانپ اور کاٹھی کے برابر بچھو ہوں گے۔ ایک دفعہ کاٹ لیں تو چالیس برس تک زہر چڑھا رہے۔ کھانے کو پیپ، خون، تھوہر کا کانٹے دار درخت ملے گا جب گلے میں تھوہر کا درخت پھنس جائے گا تو پینے کو ایسا کھولتا ہوا پانی ملے گا کہ ہونٹوں کو جلا کر اسقدر سجا دے گا کہ اس کی سوجن سے سینے تک ڈھک جائے گا۔ اور جو بوند پیٹ میں اس پانی کی پہنچ جائے گی وہ تمام آنتوں کو کاٹ ڈالے گی۔ غرض یہ کہ تکلیف ہی تکلیف ہے ایسی تکلیف کسی چیز میں نہیں۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم کو دوزخ سے محفوظ رکھیں۔

جزا و سزا کا بیان

قبر کا عذاب:

س: مردہ مرنے کے بعد سے لے کر قیامت تک کس حال میں رہتا ہے؟
ج: مرنے کے بعد مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے۔ یہ فرشتے مردہ سے آکر تین سوال کرتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے؟ تیرا رسول کون ہے؟ دین تیرا کیا ہے؟ اگر اس نے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں تجھ سے ایسا نفس طلب کرتا ہوں جو تجھ سے ہی قرار پکڑے (الدر المنثور)

ٹھیک ٹھیک جواب دیا تو فرشتے اس کو ہر طرح کا آرام پہنچاتے ہیں جنت کی طرف کی کھڑکی کھول دیتے ہیں جس سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی رہتی ہیں اور وہ مزے میں پڑ کر سورہتا ہے۔اور اگر وہ مردہ ٹھیک ٹھیک جواب نہ دے اور ایماندار نہ ہو تو اس پر بڑی سختی اور عذاب قیامت تک ہوتا ہے۔قبر اس کے لیے تنگ ہو جاتی ہے اور دوزخ کی طرف کھڑکیاں کھول دی جاتی ہیں۔جس سے اس کو تکلیف پہنچتی رہتی ہے۔

س:مردہ تو بے جان ہوتا ہے اس سے یہ سوال و جواب،اور آرام و راحت اور تکلیف کا احساس کیسے ہوتا ہے۔

ج:مردہ بظاہر بے جان معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت میں جاندار ہوتا ہے۔جو روح موت کے وقت نکال لی جاتی ہے۔وہی روح دوبارہ سوال و جواب کے وقت اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے پھر وہ جاندار ہو کر جواب دیتا ہے۔

س:ہم دیکھتے ہیں کہ مردہ چند دنوں کے اندر قبر میں ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے نشان تک باقی نہیں رہتا۔پھر اس کو وہاں آرام تکلیف کیا معلوم ہوگی؟

ج:اس دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم بھی ہے جہاں پر اس دنیا کی سب چیزوں کے اجسام موجود ہیں اس عالم کو عالم مثال اور برزخ بھی کہتے ہیں۔فرشتے جس وقت روح نکال کرلے جاتے ہیں۔تو پھر اس جسم میں وہی روح ڈال دیتے ہیں اور اس جسم سے سوال کرتے ہیں۔اور اس جسم کے قبر میں موجود ہونے تک تکلیف وآرام پہنچتا رہتا ہے۔

اور اگر مردے کو دفن نہ کیا جائے بلکہ جلا دیا جائے یا کوئی درندہ یا بھیڑیا کھا جائے تو پھر سوال جواب اس عالم مثال کے جسم سے کیا جاتا ہے اور اسی کو تکلیف وآرام پہنچتا ہے اس طرح جب مردہ قبر میں ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے تو پھر اس عالم مثال میں روح کو تکلیف وآرام ملتا ہے اور قیامت کے دن تک اسی کو راحت و تکلیف ہوتی رہے گی۔پھر قیامت کے بعد اس دنیاوی جسم کو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے حسب سابق شکل عطاء فرمادیں گے۔اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہی جسم جنت یا دوزخ میں رہے گا۔

دفن میں کیا حکمت ہے:

س:مردہ کو کیوں دفن کیا جاتا ہے۔ہندوؤں کی طرح جلایا کیوں نہیں جاتا؟

ج:انسان کی اصل مٹی ہے کیونکہ مٹی ہی سے انسان پیدا ہوا۔تو مٹی انسان کی ماں ہوئی اور انسان دو چیزوں سے مرکب ہے ایک جسم اور دوسرے روح سے اور روح ہی سے انسان بڑھتا اور پرورش پاتا ہے۔تو گویا روح انسان کے لیے مربی اور پرورش کرنے والی ہوئی۔اور جس طرح کہ باپ بچے کی تربیت کرتا ہے اسی طرح روح بھی انسان کی پرورش کرتی ہے۔تو روح مثل باپ کے اور مٹی مثل ماں کے ہوئی۔اور قاعدہ یہ ہے کہ جب باپ سفر کرتا ہے تو بچے کو ماں کے سپرد کر جاتا ہے۔نہ کہ باورچن کے یعنی آگ کے جو کہ انسان کے لیے مثل باورچن کے ہے۔اور آگ کا کام تو پکانے کا ہے نہ کہ پرورش کا۔لہٰذا جب روح نے سفر کیا تو جسم کو اسکی ماں یعنی مٹی کے سپرد کیا نہ کہ باورچن (آگ) کے۔پس یہ وجہ ہے دفن کرنے کی اور جلانا تو سخت بے رحمی کی بات ہے کیونکہ اس میں تو اپنے ہاتھوں سے اپنے بھائی کو ایذاء پہنچائی جاتی ہے۔نیز جلانا بے حیائی کی بات بھی ہے۔کہ جس چیز کو وہ زندگی میں چھپاتا تھا اب جس وقت وہ جلایا جائے گا تو پہلے کفن جل جائے گا اور مردہ ننگا رہ جائے گا جس پر سب کی نظریں پڑیں گی اور اگر عورت ہوئی تو پھر کس قدر بے عزتی ہوگی۔حیادار قوم تو اس کو کبھی بھی پسند نہیں کرسکتی کہ اپنے ماں باپ بہن بھائی اور دیگر اعزہ کی چیزوں کو مرنے کے بعد دیکھے تو ان وجوہات کی بناء پر جلانا سخت عیب اور بے حیائی کی بات ہے۔اور نیز اس لیے بھی جلانا بری بات ہے کہ جلانے سے بدبو ہوا میں پھیل کر مختلف بیماریاں پھیلاتی ہے اور دفن کرنے سے تو اندر ہی اندر پھول پھٹ کر مٹی میں مل جاتا ہے۔اور مٹی اندر ہی اندر سب کو جذب کر لیتی ہے۔تو ان وجوہات کی بناء پر جلانا سخت عیب اور بے حیائی کی بات ہے لہٰذا عقلاً بھی دفن کرنا ضروری ہے۔

س:آپ نے کہا کہ جلانے سے تکلیف ہوگی تو جب اس میں روح ہی نہیں تو تکلیف کس طرح ہوگی؟

ج:جب ایک عرصے تک کسی سے متعلق رہتا ہے تو اس کو تکلیف وآرام میں دیکھ کر رنج وخوشی ہوتی ہے چنانچہ ایک دوست کو تکلیف میں دیکھ کر رنج اور آرام میں دیکھ کر خوشی ہوتی ہے۔اگر کسی کا کپڑا لے کر جلا دیا جائے تو اس کے مالک کو تکلیف ہوتی ہے۔حالانکہ وہ کپڑا اس کے جسم سے علیحدہ ہے جسم نہیں۔مگر چونکہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ایک عرصہ تک تعلق رہ چکا ہے اس لیے اس کے جلنے سے اس کو تکلیف ہوتی ہے۔اسی طرح چونکہ روح ایک عرصہ تک جسم میں رہی ہے تو جسم کا روح سے تعلق ہے اور عالم ارواح میں وہ روح موجود ہے۔تو جس وقت جسم کو جلایا جائے گا روح کو تکلیف ہوگی اور یہ تکلیف اس کو ہم نے دی تو یہ کس قدر ظلم کی بات ہے۔پس معلوم ہوا کہ جلانے سے روح کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔

س:آپ نے پہلے بیان کیا کہ اگر مردہ منکر نکیر کے سوالوں کا جواب ٹھیک ٹھیک دے گا تو نجات ہو جائے گی ورنہ پھر وہ عذاب دائمی میں مبتلا ہوگا۔اب سوال یہ ہے کہ وہ ٹھیک ٹھیک جوابات کیا ہیں جن سے مردہ ہمیشہ ہمیشہ آرام میں رہے گا؟

ج:سنیئے اور یاد رکھنے کی کوشش کیجیے۔

پہلا سوال تو یہ کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟اس کا جواب یہ ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور دوسرا سوال یہ کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟یعنی تو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:یا اللہ میں تجھ سے صحت اور پاکدامنی طلب کرتا ہوں۔(الادب المفرد)

نے زندگی کس مذہب پر گزاری؟ اس کا جواب یہ ہے کہ میرا دین اسلام ہے اور پھر تیسرا سوال یہ کرتے ہیں کہ تیرا رسول اور پیغمبر کون ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ میرا رسول اور پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

پس اس طرح کے جوابات دینے سے عذاب قبر دائمی سے نجات حاصل ہو جاتی ہے اور اگر خدانخواستہ وہ جواب سے عاجز ہوگا اور ہر سوال کے جواب میں: لَا اَدْرِیْ (میں نہیں جانتا) کہا تو پھر اس کے لیے عذاب دائمی ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں مبتلا رہے گا کیونکہ یہ بات سوائے کافر کے اور کوئی نہیں کہہ سکتا اور جس کا ایمان پر خاتمہ ہوا ہے وہ ان شاءاللہ ٹھیک ٹھیک جوابات دے گا۔

دوبارہ زندہ ہونے کی کیفیت:

س: انسان مرنے کے بعد دوبارہ کیسے زندہ ہوگا؟

ج: مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا نام قیامت ہے محرم کی دسویں تاریخ جمعہ کا دن صبح کے وقت لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ اچانک صور پھونک دیا جائے گا اور اس کی آواز ایسی ہیبت ناک ہوگی کہ سب مر جائیں گے اور زمین اور آسمان پھٹ جائیں گے دنیا فنا ہو جائے گی۔ تقریباً چالیس سال اسی سنسانی کی حالت میں گزر جائیں گے۔ پھر جب حق تعالیٰ کو منظور ہوگا کہ تمام دنیا پھر بیدار ہو جائے تو دوسری بار صور پھونکا جائے گا اس سے پھر سارا عالم پیدا ہو جائے گا مردے زندہ ہو جائیں گے اور قیامت کے دن (ملک شام) میں سب جمع ہوں گے اور اس دوبارہ صور پھونکنے کے بعد لوگ اس طرح زندہ ہونگے جیسے بارش ہوتے ہی مینڈک ندی نالوں میں سے اور کیڑے زمین پر چلتے پھرتے نظر آتے ہیں کہ ذرات جو مٹی میں ملے ہوئے تھے۔ صور پھونکتے ہی پہلے کی طرح جسم ہو کر بھاگنے لگیں گے۔

دوبارہ زندہ ہونے کے بعد کی کیفیت:

س: پھر دوبارہ زندہ ہونے کے بعد کیا ہوگا؟

ج: زندہ ہونے کے بعد یہ ہوگا کہ سب لوگ میدان قیامت میں جمع ہوں گے آفتاب بہت نزدیک ہو جائے گا۔ جس کی گرمی سے لوگوں کے دماغ پکنے لگیں گے اور جس کے جسقدر زیادہ گناہ ہوں گے اسی قدر زیادہ پسینہ آئے گا۔ بھوک و پیاس کی شدت سے پریشان ہو جائیں گے۔ اور جن نیک لوگوں نے دنیا میں لذت والی چیزوں سے اجتناب کیا ہوگا ان کے لیے حق تعالیٰ زمین کی مٹی کو میدہ بنا کر لذیذ روٹی تیار کرائیں گے اور وہ نیک بندوں کو کھلائی جائے گی اور اس روٹی کے اندر دنیا کی تمام قسم کی لذت موجود ہوگی۔ اس روٹی کے کھانے کے بعد ان کی بھوک دور ہو جائے گی اور حوض کوثر کا پانی پی کر پیاس بجھائیں گے۔ حساب و کتاب کے انتظار میں جب کافی مدت گذر جائے گی تو پریشان ہو جائیں گے اور گھبرا کر سب پیغمبروں کے پاس سفارش کے لیے حاضر ہوں گے۔ تمام انبیاء علیہم السلام سفارش سے معذوری ظاہر فرمائیں گے۔ پھر آخر میں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سفارش کے لیے حاضر ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفارش فرمائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کے بعد حق تعالیٰ کا عرش زمین پر اترے گا اور اس پر حق تعالیٰ کی تجلی ہوگی۔ پھر حساب و کتاب شروع ہو جائے گا اور اعمال کے وزن کیے جائیں گے۔ بعض بندے بے حساب جنت میں جائیں گے۔ نیکوں کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں اور بدوں کا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا پھر جہنم پر ایک پل صراط رکھی جائے گی اس پر چلنے کا حکم ہوگا جو نیک ہوں گے وہ اس سے پار ہو کر بہشت میں پہنچ جائیں گے اور جو بد ہوں گے وہ اس پر سے دوزخ میں گر پڑیں گے اور جس کی نیکی اور بدی دونوں برابر ہوں گی اس کو جنت اور دوزخ کے درمیان ایک مقام پر جس کا نام اعراف ہے رکھا جائے گا۔

س: اور جو گنہگار مسلمان دوزخ میں جائیں گے کیا وہ پھر دوزخ سے نکلیں گے؟

ج: جی ہاں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام علماء، اولیاء، شہداء، وحفاظ اور دوسرے نیک بندے ان گنہگاروں کی بخشش کے لیے حق تعالیٰ سے سفارش فرمائیں گے اللہ تعالیٰ ان کی سفارش قبول کریں گے۔ اور جس جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا اس کو بھی دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دیں گے۔

س: کیا کافر اور مشرک کی بخشش نہ ہوگی۔ قرآن پاک کی اس آیت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ سوائے مشرک کے اور سب کی بخشش ہو جائے گی وہ آیت یہ ہے:

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک کرا دیا جاوے۔

اور اس کے سوا جتنے گناہ ہیں جس کے لیے منظور ہوگا وہ گناہ بخش دیں گے۔

ج: جیسے مشرک کی بخشش نہ ہوگی۔ ایسے ہی کافر کی بھی نہ ہوگی چنانچہ دوسری جگہ کافروں کے لیے ارشاد ہے:

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو کافر ہیں اہل کتاب اور مشرکین میں سے وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

اور تیسری جگہ ارشاد ہے:

ترجمہ: وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے منافق مرد اور منافق عورتوں اور کفار کے لیے ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رکھنے کا۔

اور چوتھی جگہ ارشاد ہے:

ترجمہ: ''بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کے راستہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں سفر میں تنگی اور واپسی میں غم سے۔ (احمد)

سے (دوسروں کو) روکا پھر وہ کفر ہی کی حالت میں مر گئے تو اللہ تعالیٰ ان کافروں کو ہرگز نہ بخشیں گے۔"

ان تمام آیات سے معلوم ہوا کہ جیسے مشرکین کی بخشش نہیں ہوگی ایسے ہی کافروں کی بھی بخشش نہیں ہوگی۔ حالانکہ مشرک تو خدا کو مانتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ دوسروں کو بھی ذات وصفات میں شریک ٹھہراتا ہے اور جو خدا تعالیٰ کو سرے سے ہی نہ تسلیم کرے اس کی ذات وصفات کا انکار کرے۔ اس کی بخشش تو بطریق اولیٰ نہ ہونا چاہیئے۔

س: کیا جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ کبھی خروج نہ ہوگا؟

ج: جی ہاں! جب تمام لوگوں کا فیصلہ ہو جائے گا تو جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کو کبھی موت نہ آئے گی۔ موت کو مینڈھے کی شکل میں لاکر دوزخیوں اور جنتیوں کے سامنے ذبح کرا دیں گے اور فرمایا جائے گا کہ اب نہ دوزخیوں کو موت ہے اور نہ جنتیوں کو۔

س: اس کی کیا دلیل ہے کہ یہ لوگ اپنی اپنی جگہ پر ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے؟

ج: قرآن پاک میں ارشاد ہے:

"تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے پس ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے"۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہے

"اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے"

ان آیات سے تو مسلمانوں کے بارے میں معلوم ہوا کہ یہ لوگ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور کفار کے بارے میں ارشاد ہے:

"البتہ جو لوگ اسلام نہ لاویں اور اسی حالت غیر اسلام پر مر جائیں ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی لعنت برسا کرے گی (اور) وہ ہمیشہ ہمیشہ کو اسی میں رہیں گے۔"

اور ارشاد ہے کہ: "اور جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہوگا یہ لوگ دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے"۔

س: کافر اور مشرک میں کیا فرق ہے؟

ج: کافر اسے کہتے ہیں جو خدا تعالیٰ کو پیغمبروں کو، آسمانی کتابوں، قرآن شریف، فرشتے، جنت، دوزخ، حساب وکتاب اور مرنے کے بعد زندہ ہونے کو نہ مانے۔

اور مشرک اسے کہتے ہیں کہ جو خدا کی ذات اور اس کی صفات میں دوسرے کو شریک کرے دوسرے کو پوجے جیسے ہندو بتوں کو پوجتے ہیں سجدہ کرتے ہیں۔ سورج، پیپل، آگ کی پرستش کرتے ہیں۔

س: آپ کے جواب سے معلوم ہوا کہ جو لوگ قبروں کو سجدہ کرتے ہیں وہ مشرک ہیں۔ تو کیا جو بعضے مسلمان مرد اور عورتیں، بزرگوں اور شہیدوں کے مزاروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ یہ بھی شرک ہے؟

ج: اگر تعظیم اور عبادت کے خیال سے جس طرح اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا جاتا ہے ایسے ہی ان کے مزاروں کو بھی سجدہ کرتے ہیں تو وہ بھی مشرک ہیں۔ مگر یہ یاد رہے کہ کسی کو محض سجدہ کرتے ہوئے دیکھ کر مشرک کا حکم نہ لگایا جائے۔ جب تک کہ اس کا اس ارادے سے سجدہ کرنا معلوم نہ ہو یا اس کی نیت کا حال معلوم نہ ہو۔

اسی طرح اگر یہ پھول، مٹھائی وغیرہ اس لیے چڑھاتے ہیں کہ بزرگ ہم سے خوش ہوں گے اور خوش ہو کر ہمارا کام بنا دیں گے تو یہ بھی خلاف شریعت اور شرک ہے اور اگر بطور تحفہ اور سلام ایسا کرتے ہیں تو یہ شرک نہیں مگر بدعت ضرور ہے۔ ہر مسلمان کو اس سے توبہ کرنا ضروری ہے کہ کسی بزرگ کے مزار پر نہ سجدہ کریں اور نہ چراغ جلائیں اور نہ پھول چڑھائیں۔ کیونکہ یہ ہندوؤں کا فعل ہے کہ وہ اپنے بتوں کو سجدہ کرتے ہیں اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ دیکھنے میں دونوں کام ایک ہیں مگر دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے اور سجدہ کے بارے میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"سجدہ صرف اللہ کے لیے ہے کسی کو سجدہ نہ کرو اگر غیر اللہ کے لیے سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو حکم ہوتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

قیامت کی علامت متوسط وہ ہیں جو ظاہر تو ہوگئی ہیں مگر ابھی تک انتہا کو نہیں پہنچیں۔ ان میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور ہوتا جائے گا یہاں تک کہ تیسری قسم کی علامات ظاہر ہونے لگیں گی۔ علامات متوسط کی فہرست بہت طویل ہے۔

مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دین پر قائم رہنے والے کی حالت اس شخص کی طرح ہوگی جس نے انگاری کو اپنی مٹھی میں پکڑ رکھا ہو۔ دنیاوی اعتبار سے سب سے زیادہ نصیبہ ور وہ شخص ہوگا جو خود بھی کمینہ ہو اور اس کا باپ بھی کمینہ ہو۔ لیڈر بہت اور امانت دار کم ہوں گے۔ قبیلوں اور قوموں کے لیڈر منافق رذیل ترین اور فاسق ہوں گے۔ بازاروں کے رئیس فاجر ہوں گے پولیس کی کثرت ہوگی ظالموں کی پشت پناہی کرے گی بڑے بڑے عہدے نااہلوں کو ملیں گے لڑکے حکومت کرنے لگیں گے تجارت بہت پھیل جائے گی یہاں تک کہ تجارت میں عورت اپنے شوہر کا ہاتھ بٹائے گی مگر کساد بازاری ایسی ہوگی کہ نفع حاصل نہ ہوگا ناپ تول میں کمی کی جائے گی لکھنے کا رواج بہت بڑھ جائے گا مگر تعلیم محض دنیا کے لیے حاصل کی جائے گی۔ قرآن کو گانے بجانے کا آلہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں ایسی عورت سے جو مجھے بڑھاپے سے پہلے بوڑھا کر دے (طبرانی)

بنالیا جائے گا ریاء، شہرت اور مالی منفعت کے لیے ہوگا۔ گا کر قرآن پڑھنے والوں کی کثرت ہوگی۔ اور فقہاء کی قلت ہوگی۔ علماء کو قتل کیا جائے گا۔ اور ان پر ایسا سخت وقت آئے گا کہ وہ سرخ سونے سے زیادہ اپنی موت کو پسند کریں گے۔ اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔

ایمانت دار کو خائن اور خائن کو امانت دار کہا جائے گا۔ جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا اچھائی کو برائی اور برائی کو اچھا سمجھا جائے گا۔ اجنبی لوگوں سے حسن سلوک کیا جائے گا اور رشتہ داروں کے حقوق پامال کیے جائیں گے۔ بیوی کی اطاعت اور ماں باپ کی نافرمانی ہوگی۔ مسجدوں میں شوروشغب اور دنیا کی باتیں ہوں گی۔ سلام صرف جان پہچان کے لوگوں کو کیا جائے گا حالانکہ دوسری احادیث میں ہے کہ سلام ہر مسلمان کو کرنا چاہیے۔ خواہ اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو۔ طلاقوں کی کثرت ہوگی۔ نیک لوگ چھپتے پھریں گے اور کمینے لوگوں کا دور دورہ ہوگا۔ لوگ فخر اور ریاء کے طور پر اونچی اونچی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو اتنی بڑی تعداد میں بھیجے گا کہ وہ ہر بلندی سے اتریں گے اور تیز رفتاری کے باعث پھسلتے ہوئے معلوم ہوں گے۔

یاجوج ماجوج

یہ انسانوں ہی کے دو بڑے بڑے وحشی قبیلوں کے نام ہیں۔ قرآن حکیم میں ان کا ذکر سورۂ کہف اور سورۂ انبیاء میں آیا ہے۔ اور احادیث صحیحہ میں ان کی بعض تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ البتہ ان کے موجودہ محل وقوع کی صراحت قرآن وحدیث میں نہیں ملتی۔ تاہم علامہ جمال الدین قاسمیؒ نے اپنی تفسیر ''محاسن التاویل'' میں بعض محققین کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ داغستان کے علاقہ میں قوقاز یعنی کوہ قاف کے پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کے پیچھے دو قبیلے پائے جاتے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام آقوق اور دوسرے کا نام ماقوق تھا۔ پھر عرب ان کو یاجوج اور ماجوج کہنے لگے۔ یہ دونوں قبیلے بہت سی امتوں میں معروف ہیں۔ اور ان کا ذکر اہل کتاب کی کتابوں میں بھی آیا ہے۔ پھر ان دونوں قبیلوں کی نسل ہی سے روس اور ایشیا کی بہت سی قومیں پیدا ہوئیں۔ (حاشیہ)

احقر مترجم عرض کرتا ہے کہ جغرافیہ کے مشہور مسلمان عالم شریف ادریسی متوفی ۵۶۰ھ نے جو دنیا کا نقشہ تیار کیا تھا اس میں بھی یاجوج ماجوج کا محل وقوع مسجد اقصیٰ کے بالکل آخری کنارے پر شمال کی جانب دکھایا ہے ان کے اور دنیا کی باقی آبادی کے درمیان طویل پہاڑی سلسلہ حائل ہے۔ صرف ایک راستہ نقشہ میں دکھایا ہے جہاں پہاڑ نہیں۔ اس علاقہ کے مغرب اور جنوب میں جو بستیاں اس نقشہ میں دکھائی گئی ہیں ان کے نام یہ ہیں۔ رغوان، خرقان، شندران، منع قشان، نجعہ، خاقان۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بڑے بڑے واقعات ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں اور ان سب کے آخر میں ایک آگ یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو ان کے محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔ (مسلم، ابوداؤد، الترمذی، وابن ماجہ)

۱۔ حضرت ثوبان ؓ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت میں سے دو جماعتیں ایسی ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ سے محفوظ کر دیا۔ ایک وہ جماعت جو ہندوستان سے جہاد کرے گی اور ایک وہ جماعت جو عیسیٰ ابن مریم ؑ کے ساتھ ہوگی۔ (نسائی، کتاب الجہاد، ومسند احمد، کنز العمال بحوالہ المختارۃ و مجمع الزوائد بحوالہ اوسط طبرانی)

یہ حدیث امام نسائی کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

۲۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو عیسیٰ ابن مریم ؑ کو پائے ان کو میرا سلام پہنچا دے۔ (الدر المنثور بحوالہ مستدرک حاکم)

۳۔ حضرت واثلہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں قیامت نہیں آئے گی۔ زمین میں دھنسا دینے والا ایک واقعہ مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں دجال، دھواں، نزول عیسیٰ ؑ، یاجوج ماجوج، دابۃ (الارض)، سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا۔ اور ایک آگ جو عدن کی گہرائی سے نکلے گی اور لوگوں کو ہانکتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی۔ چھوٹی اور بڑی چیونٹیوں کو جمع کر دے گی۔ (یعنی ہر چھوٹے بڑے ضعیف اور قوی آدمی کو محشر میں جمع کر دے گی) (طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور کنز العمال)

۴۔ حضرت عبداللہ بن سلام ؓ کا ارشاد ہے کہ توراۃ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات لکھی ہوئی ہیں اور (یہ کہ) عیسیٰ ابن مریم ان کے پاس دفن کیے جائیں گے۔ (ترمذی، والدر المنثور)

۵۔ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی امت ہرگز ہلاک نہ ہوگی کہ جس کے اول میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ ؑ اور درمیان میں مہدی۔

۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں ایک یہودی عورت کے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کی آنکھ بے نور (اور) باہر کو نکلی ہوئی ابھری ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف ہوا کہ (شاید) یہ دجال ہو (پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھنے تشریف لے گئے) تو اسے ایک چادر کے نیچے (لیٹا ہوا) پایا وہ اس وقت کچھ بڑبڑا رہا تھا۔ اس کی ماں نے اسے فوراً خبردار کیا کہ اے عبداللہ یہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہیں ان کے پاس جاؤ یہ سنتے ہی وہ چادر سے باہر آ گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بھینگے کذاب سے۔ (المسانید)

نے فرمایا کہ اسکی ماں کو کیا ہو گیا اللہ اسے غارت کرے اگر وہ اس کو (اپنے حال پر) چھوڑ دیتی تو یہ اپنی حقیقت ضرور ظاہر کر دیتا (یعنی اس کی باتیں سن کر جو وہ تنہائی میں کر رہا تھا ہمیں اس کی حقیقت حال معلوم ہو جاتی) پھر آپ نے اس لڑکے سے پوچھا: اے ابن صائد تجھے کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا: میں حق دیکھتا ہوں اور باطل دیکھتا ہوں اور ایک تخت پانی پر (بچھا ہوا) دیکھتا ہوں۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا حال واضح نہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "کیا تو شہادت دیتا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں؟" اس نے کہا کیا آپ شہادت دیتے ہیں کہ میں رسول اللہ ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں (اور تو ان میں سے نہیں کہ تجھ پر ایمان لاتا) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے تشریف لے آئے، اور اسے (اس کے حال پر) چھوڑ دیا۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ پھر اس کے پاس تشریف لائے تو اسے کھجور کے باغ میں پایا۔ وہ اسوقت بھی بڑبڑا رہا تھا اور اس مرتبہ بھی اس کی ماں نے بتا دیا اے عبداللہ یہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس عورت کو کیا ہو گیا اللہ اسے غارت کرے۔ اگر یہ اسے نہ بتاتی تو وہ اپنی حقیقت ظاہر کر دیتا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ (اس کی بے خبری میں) اس کی کچھ باتیں سن لیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ وہی دجال ہے یا نہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ یہ بچہ عجیب وغریب باتیں کرتا ہے اور بعض غیب کی باتیں بھی کرتا ہے۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سوال کیا مسند احمد کی ایک اور روایت میں ہے کہ ابن الصیاد نے یہ جواب دیا کہ: "میں ایک تخت سمندر پر دیکھتا ہوں" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ابلیس کا تخت ہے"۔

یہ واقعہ ہے اس وقت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ بعد میں جب بذریعہ وحی یہ معلوم ہو گیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اندیشہ ختم ہو گیا۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک جماعت اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں حق پر مسلسل ڈٹی رہے گی۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت قریب) آپہنچے اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہو جائیں۔ (مسند احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ میں اس وقت رو رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کا سبب پوچھا۔ کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دجال یاد آ گیا تھا (اس کے خوف سے رو پڑی) اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ میری زندگی میں نکلا تو میں تمہارے لیے کافی ہوں۔ اور اگر دجال میرے بعد نکلا تو (تمہیں اس کے فریب سے پھر بھی خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ اسکے دعویٰ خدائی کی تکذیب کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ وہ کانا ہو گا اور) تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ مردہ اصفہان کے (ایک مقام) یہودیہ میں نکلے گا۔

قیامت اور علامات قیامت

قیامت صور اسرافیل کی اس خوفناک چیخ کا نام ہے۔ جس سے پوری کائنات زلزلہ میں آ جائے گی۔ اس ہمہ گیر زلزلہ کے ابتدائی جھٹکوں ہی سے دہشت زدہ ہو کر دودھ پلانے والی مائیں اپنے دودھ پیتے بچوں کو بھول جائیں گی۔ حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہو جائیں گے۔ اس چیخ اور زلزلہ کی شدت دم بدم بڑھتی جائے گی جس سے تمام انسان اور جانور مرنے شروع ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ زمین و آسمان میں کوئی جاندار زندہ نہ بچے گا۔ زمین پھٹ پڑے گی۔ پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح اڑتے پھریں گے ستارے اور سیارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے۔ آفتاب کی روشنی فنا اور پورا عالم تیرہ تار ہو جائے گا۔ آسمانوں کے پرخچے اڑ جائیں گے۔ اور پوری کائنات موت کی آغوش میں چلی جائے گی۔

شراب کا نام نبیذ، سود کا نام بیع، اور رشوت کا نام ہدیہ رکھ کر انہیں حلال سمجھا جائے گا۔ سود، جوا، گانے باجے کے آلات، شراب خوری اور زنا کی کثرت ہو گی۔ بے حیائی اور حرامی اولاد کی کثرت ہو گی۔ دعوت میں کھانے پینے کے علاوہ عورتیں بھی پیش کی جائیں گی۔ ناگہانی اور اچانک اموات کی کثرت ہو گی۔ لوگ موٹی گدیوں پر سواری کر کے مسجدوں کے دروازوں تک آئیں گے۔ انکی عورتیں کپڑے پہنتی ہوں گی مگر لباس باریک اور چست ہونے کے باعث وہ ننگی ہوں گی۔ ان کے سر بختی اونٹ کے کوہان کی طرح ہوں گے لچک لچک کر چلیں گی اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں گی۔ یہ لوگ نہ جنت میں داخل ہوں گے نہ اس کی خوشبو پائیں گے۔ مومن آدمی ان کے نزدیک باندی سے بھی زیادہ رذیل ہو گا۔ مومن ان برائیوں کو دیکھے گا مگر انہیں روک نہ سکے گا جس کے باعث اس کا دل اندر ہی اندر گھلتا رہے گا۔

علامات متوسط میں اور بھی بہت سی علامات ہیں۔ ان سب کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دور میں دی تھی جبکہ ان کا تصور بھی مشکل تھا مگر آج ہم اپنی آنکھوں سے ان سب کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ کوئی علامت اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے اور کوئی ابتدائی مراحل سے گذر رہی ہے۔ جب یہ سب علامات اپنی انتہا کو پہنچیں گی تو قیامت کی بڑی بڑی اور قریبی علامات کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اللہ عزوجل ہمیں ہر فتنے کے شر سے محفوظ رکھے اور سلامتی ایمان کے ساتھ قبر تک پہنچا دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں بری قضا اور سخت بلا سے۔ (مسلم)

فہرست علامات قیامت

علامات قیامت بترتیب زمانی

۱۔قیامت سے پہلے ایسے بڑے بڑے واقعات رونما ہونگے کہ لوگ ایک دوسرے سے پوچھا کریں گے کیاان کے بارے میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ فرمایا ہے؟

۲۔تیس بڑے بڑے کذاب ظاہر ہوں گے۔سب سے بڑے کذاب کا نام دجال ہوگا۔

۳۔لیکن (نزول عیسیٰ علیہ السلام تک) اس امت میں ایک جماعت حق کے لیے برسرپیکار رہے گی۔

۴۔جواپنے مخالفین کی پرواہ نہ کرے گی۔

امام مہدی:

۵۔اس جماعت کے آخری امیر امام مہدی ہوں گے۔

۶۔جو نیک سیرت ہوں گے۔

۷۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت (اولاد) میں سے ہوں گے۔

۸۔اور انہی کے زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔

۹۔جو آیت قرآنیہ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کی رو سے قرب قیامت کی ایک علامت ہے

۱۰۔مسلمانوں کا ایک لشکر جو اللہ کی پسندیدہ جماعت پر مشتمل ہوگا ہندوستان پر جہاد کرے گا۔اور فتح یاب ہو کر اس کے حکمرانوں کو طوق سلاسل میں جکڑ لائے گا۔

۱۱۔جب یہ لشکر واپس ہوگا تو شام میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو پائے گا۔

خروج دجال سے پہلے کے واقعات:

۱۲۔رومی اعماق یا دابق کے مقام تک پہنچ جائیں گے۔ان سے جہاد کے لیے مدینہ سے مسلمانوں کا ایک لشکر روانہ ہوگا جو اس زمانہ کے بہترین لوگوں میں سے ہوگا۔

جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوں گے تو رومی اپنے قیدی واپس مانگیں گے۔اور مسلمان انکار کریں گے اس پر جنگ ہوگی جنگ میں ایک تہائی مسلمان فرار ہو جائیں گے جن کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول نہ کرے گا۔ایک تہائی شہید ہو جائیں گے جو افضل الشہداء ہوں گے اور باقی ایک تہائی مسلمان فتح یاب ہوں گے۔جو آئندہ ہر قسم کے فتنہ سے محفوظ و مامون ہو جائیں گے۔

۱۳۔پھر یہ قسطنطنیہ فتح کریں گے۔

۱۴۔جب وہ غنیمت تقسیم کرنے میں مشغول ہوں گے تو خروج دجال کی جھوٹی خبر مشہور ہو جائے گی۔جسے سنتے ہی یہ لشکر وہاں سے روانہ ہو جائے گا۔

خروج دجال:

۱۵۔اور جب یہ لوگ شام پہنچیں گے تو دجال واقعی نکل آئے گا۔

۱۶۔اس سے پہلے تین بار ایسا واقعہ پیش آچکا ہوگا کہ لوگ گھبرا اٹھیں گے۔

۱۷۔خروج دجال کے وقت اچھے لوگ کم ہوں گے۔باہمی عداوتیں پھیلی ہوئی ہوں گی۔

۱۸۔دین میں کمزوری آچکی ہوگی۔

۱۹۔اور علم رخصت ہو رہا ہوگا۔

۲۰۔عرب اس زمانے میں کم ہوں گے۔

۲۱۔دجال کے اکثر پیرو عورتیں اور یہودی ہوں گے۔

۲۲۔یہودیوں کی تعداد ستر ہزار ہوگی جو مرصع تلواروں سے مسلح ہوں گے اور ان پر بیش قیمت دبیز کپڑے "ساج" کا لباس ہوگا

۲۳۔دجال شام اعراق کے درمیان نکلے گا۔

۲۴۔اور اصفہان کے ایک مقام "یہودیہ" میں نمودار ہوگا۔

دجال کا حلیہ

۱۔دجال جوان ہوگا (اور عبدالعزیٰ بن قطن کے مشابہ ہوگا)

۲۔(رنگ گندمی اور) بال پیچ دار ہوں گے۔

۳۔دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی۔

۴۔ایک (بائیں) آنکھ سے کانا ہوگا۔

۵۔دوسری (دائیں) آنکھ میں موٹی پھلی ہوگی۔

۶۔پیشانی پر کافر اس طرح لکھا ہوگا۔(ک ف ر)

۷۔جسے ہر مومن پڑھ سکے گا خواہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو

۸۔وہ ایک گدھے کی سواری کرے گا جس کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔

۹۔دجال کی رفتار بادل اور ہوا کی طرح تیز ہوگی۔

۱۰۔تیزی سے پوری دنیا میں پھر جائے گا (جیسے زمین اس کے واسطے لپیٹ دی گئی ہو)

۱۱۔اور ہر طرف فساد پھیلائے گا۔

۱۲۔مگر (مکہ معظمہ) اور مدینہ طیبہ اور (بیت المقدس) میں داخل نہ ہو سکے گا۔

۱۳۔اس زمانہ میں مدینہ طیبہ کے سات دروازے ہوں گے

۱۴۔اور (مکہ معظمہ) مدینہ طیبہ کے ہر راستے پر فرشتوں کا پہرا ہوگا جو اسے اندر گھسنے نہ دیں گے۔

۱۵۔لہٰذا وہ مدینہ طیبہ کے باہر (ظرف احمر میں کھاری زمین کے ختم پر اور خندق کے درمیان) ٹھہرے گا۔

۱۶۔ اور بیرون مدینہ پر اس کا غلبہ ہو جائے گا۔
۱۷۔ اس وقت مدینہ طیبہ میں (تین) زلزلے آئیں گے جو ہر منافق مرد و عورت کو مدینہ سے نکال پھینکیں گے۔
۱۸۔ یہ سب منافقین دجال سے جاملیں گے۔
۱۹۔ عورتیں دجال کی پیروی سب سے پہلے کریں گی۔
۲۰۔ غرض مدینہ طیبہ ان سے بالکل پاک ہو جائے گا اس لیے اس دن کو یوم نجات کہا جائے گا۔
۲۱۔ جب لوگ اسے پریشان کریں گے تو وہ غصہ کی حالت میں واپس ہوگا۔

فتنہ دجال:

۲۲: فتنہ دجال اتنا سخت ہوگا کہ تاریخ انسانی میں اس سے بڑا فتنہ نہ کبھی ہوا نہ آئندہ ہوگا۔
۲۳۔ اس لیے تمام انبیاء کرام اپنی اپنی امتوں کو اس سے خبردار کرتے رہے۔
۲۴۔ مگر اس کی جتنی تفصیلات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائیں کسی اور نبی نے نہیں بتلائیں۔
۲۵۔ وہ (پہلے نبوت کا اور اس کے بعد) خدائی کا دعوی کرے گا۔
۲۶۔ اس کے ساتھ غذا کا بہت بڑا ذخیرہ ہوگا۔
۲۷۔ زمین کے پوشیدہ خزانوں کو حکم دے گا تو وہ باہر نکل کر اس کے پیچھے ہو جائیں گے۔
۲۸۔ مادرزاد اندھے اور ابرص کو تندرست کر دیگا۔
۲۹۔ اللہ تعالی اس کے ساتھ شیاطین بھیجے گا۔ جو لوگوں سے باتیں کریں گے۔
۳۰۔ چنانچہ وہ کسی دیہاتی سے کہے گا کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کردوں تو مجھے تو اپنا رب مان لے گا؟ دیہاتی وعدہ کرلے گا تو اس کے سامنے دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت میں آ کر کہیں گے کہ بیٹا تو اس کی اطاعت کر یہ تیرا رب ہے۔
۳۱۔ نیز دجال کے ساتھ دو فرشتے دو نبیوں کے ہمشکل ہوں گے جو اس کی تکذیب لوگوں کی آزمائش کے لیے اس طرح کریں گے کہ سننے والوں کو تصدیق کرتے ہوئے معلوم ہوں گے۔
۳۲۔ جو شخص اس کی تصدیق کرے گا (کافر ہو جائے گا) اور اس کے پیچھے تمام نیک اعمال باطل اور بے کار ہو جائیں گے جو اس کی تکذیب کرے گا اس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔
۳۳۔ اس کا ایک عظیم فتنہ یہ ہوگا کہ جو لوگ اس کی بات مان لیں گے ان کی زمینوں پر دجال کے کہنے پر بادلوں سے بارش ہوتی نظر آئے گی اور اسی کے کہنے پر ان کی زمین نباتات اگائے گی ان کے مویشی خوب فربہ ہو جائیں گے اور مویشیوں کے تھن دودھ سے بھر جائیں گے اور جو لوگ اس کی بات نہ مانیں گے ان میں قحط پڑے گا اور ان کے سارے مویشی ہلاک ہو جائیں گے۔
۳۴۔ غرض اس کی پیروی کرنے والے کے سوا سب لوگ اس وقت مشقت میں ہوں گے۔
۳۵۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی بھی اسے قتل کرنے پر قادر نہ ہوگا۔
۳۶۔ (نہروں اور وادیوں کی صورت میں) اس کے ساتھ ایک جنت ہوگی اور ایک آگ۔ لیکن حقیقت میں جنت آگ ہوگی اور آگ جنت۔
۳۷۔ جو شخص اس کی آگ میں گرے گا اس کا اجر و ثواب یقینی اور گناہ معاف ہو جائیں گے۔
۳۸۔ اور جو شخص دجال پر سورۂ کہف کی ابتدائی (دس) آیات پڑھ دے گا وہ اس کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ حتیٰ کہ اگر دجال اسے اپنی آگ میں بھی ڈال دے تو وہ اس پر ٹھنڈی ہو جائے گی۔
۳۹۔ دجال تلوار (یا آرے) سے ایک (مومن) نوجوان کے دو ٹکڑے کر کے الگ الگ ڈال دے گا۔ پھر ان کو آواز دے گا تو اللہ کے حکم سے وہ زندہ ہو جائے گا۔
۴۰۔ اور دجال اس سے پوچھے گا بتا تیرا رب کون؟ وہ کہے گا میرا رب اللہ اور تو اللہ کا دشمن دجال ہے۔ مجھے آج پہلے سے زیادہ تیرے دجال ہونے کا یقین ہے۔
۴۱۔ دجال کو اس شخص کے علاوہ کسی اور کے مارنے اور زندہ کرنے پر قدرت نہ دی جائے گی۔
۴۲۔ اس کا فتنہ چالیس روز رہے گا جن میں سے ایک دن ایک سال کے برابر اور ایک دن ایک ماہ کے برابر اور ایک دن ایک ہفتے کے برابر ہو گا۔ باقی ایام حسب معمول ہوں گے۔
۴۳۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کے تین شہر ایسے ہونگے کہ ان میں سے ایک تو دو سمندروں کے سنگم پر ہوگا دوسرا حیرا کے مقام پر اور تیسرا شام میں۔ وہ مشرق کے لوگوں کو شکست دے گا اور اس شہر میں سب سے پہلے آئے گا جو دو سمندروں کے سنگم پر ہے۔
۴۴۔ شہر کے لوگ تین گروہوں میں بٹ جائیں گے۔
۴۵۔ ایک گروہ وہیں رہ جائے گا۔ اور دجال کی پیروی کرے گا اور ایک دیہات میں چلا جائے گا۔
۴۶۔ اور ایک گروہ اپنے قریب والے شہر میں منتقل ہو جائے گا۔ پھر دجال اس قریب والے شہر میں آئے گا۔ اس میں بھی لوگوں کے اسی طرح تین گروہ ہو جائیں گے اور تیسرا گروہ اس قریب والے شہر میں منتقل ہو

جائے گا جو شام کے مغربی حصہ میں ہوگا۔

۴۷۔ یہاں تک کہ مومنین اردن و بیت المقدس میں جمع ہو جائیں گے۔

۴۸۔ اور دجال شام میں فلسطین کے ایک شہر تک پہنچ جائے گا۔ جو باب لد پر واقع ہوگا۔

۴۹۔ اور مسلمان افیق نامی گھاٹی کی طرف سمٹ جائیں گے۔ یہاں سے وہ اپنے مویشی چرنے کے لیے بھیجیں گے جو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے۔

۵۰۔ بالآخر مسلمان بیت المقدس کے ایک پہاڑ پر محصور ہو جائیں گے۔

۵۱۔ جس کا نام جبل الدخان ہے۔

۵۲۔ اور دجال پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈال کر مسلمانوں کی ایک جماعت کا محاصرہ کر لے گا۔

۵۳۔ یہ محاصرہ سخت ہوگا۔

۵۴۔ جس کے باعث مسلمان سخت مشقت اور فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔

۵۵۔ حتیٰ کہ بعض لوگ اپنی کمان کی تانت جلا کر کھائیں گے

۵۶۔ دجال آخری بار اردن کے علاقہ میں افیق نامی گھاٹی پر نمودار ہوگا۔ اس وقت جو بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہوگا وادی اردن میں موجود ہوگا۔ اور وہ ایک تہائی مسلمانوں کو قتل کر دیگا۔ ایک تہائی کو شکست دے گا اور صرف ایک تہائی مسلمان باقی بچیں گے۔

۵۷۔ جب محاصرہ طول کھینچے گا تو مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا اب کس کا انتظار ہے اس سرکش سے جنگ کرو تا کہ شہادت یا فتح میں ایک چیز تم کو حاصل ہو جائے چنانچہ سب لوگ پختہ عہد کر لیں گے کہ صبح ہوتے ہی نماز فجر کے بعد دجال سے جنگ کریں گے۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام:

۵۸۔ وہ رات سخت تاریک ہوگی اور لوگ جنگ کی تیاری کر رہے ہوں گے۔

۵۹۔ کہ صبح کی تاریکی میں اچانک کسی کی آواز سنائی دے گی کہ تمہارا فریاد رس آ پہنچا۔ لوگ تعجب سے کہیں گے یہ تو کسی شکم سیر کی آواز ہے۔

۶۰۔ غرض نماز فجر کے وقت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے۔

۶۱۔ نزول کے وقت وہ اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر رکھے ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ:

۶۲۔ آپ مشہور صحابی حضرت عروۃ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مشابہ ہوں گے۔

۶۳۔ قد و قامت درمیانہ، رنگ سرخ و سفید

۶۴۔ اور بال شانوں تک پھیلے ہوئے۔ سیدھے، صاف اور چمکدار ہوں گے۔ جیسے غسل کے بعد ہوتے ہیں۔

۶۵۔ سر جھکائیں گے تو ان سے موتیوں کی طرح قطرے ٹپکیں گے یا ٹپکتے ہوئے معلوم ہوں گے۔

۶۶۔ جسم پر ایک زرہ

۶۷۔ اور ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑے ہوں گے۔

۶۸۔ جس جماعت میں آپ کا نزول ہوگا وہ اس زمانے کے صالح ترین آٹھ سو مرد چار سو عورتوں پر مشتمل ہوگی۔

۶۹۔ ان کے استفسار پر آپ اپنا تعارف کرائیں گے۔

۷۰۔ اور دجال سے جہاد کے بارے میں ان کے جذبات و خیالات معلوم فرمائیں گے۔

۷۱۔ اس وقت مسلمانوں کے امیر امام مہدی ہوں گے۔

۷۲۔ جن کا ظہور نزول عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہو چکا ہوگا۔

مقام نزول وقت اور امام مہدی:

۷۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق کی مشرقی سمت میں سفید مینارے کے پاس یا بیت المقدس میں امام مہدی کے پاس ہوگا۔

۷۴۔ اس وقت امام مہدی نماز فجر پڑھانے کیلئے آگے بڑھ چکے ہوں گے۔

۷۵۔ اور نماز کی اقامت ہو چکی ہوگی۔

۷۶۔ امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کے لیے بلائیں گے مگر وہ انکار کریں گے۔

۷۷۔ اور فرمائیں گے کہ یہ اس امت کا اعزاز ہے کہ اس کے بعض لوگ بعض کے امیر ہیں۔

۷۸۔ جب امام مہدی پیچھے ہٹنے لگیں گے تو آپ ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے تم ہی پڑھاؤ۔ کیونکہ اس نماز کی اقامت تمہارے لیے ہو چکی ہے۔

۸۰۔ چنانچہ اس وقت کی نماز امام مہدی ہی پڑھائیں گے۔

۸۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ان کے پیچھے پڑھیں گے۔

۸۲۔ اور رکوع سے اٹھ کر سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد یہ جملہ فرمائیں گے۔ قَتَلَ اللّٰهُ الدَّجَّالَ وَاَظْهَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

دجال سے جنگ:

۸۳۔ غرض نماز فجر سے فارغ ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دروازہ کھلوائیں گے۔ جس کے پیچھے دجال ہوگا اور اس کے ساتھ ستر ہزار مسلح یہودی ہوں گے۔

۸۴۔ آپ ہاتھ کے اشارہ سے فرمائیں گے۔ میرے اور دجال کے درمیان سے ہٹ جاؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں اپنی سماعت اور بصارت کے شر سے۔ (ترمذی)

۸۵۔ دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی اس طرح گھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے۔ (جیسے رانگ اور چربی پگھلتی ہے)

۸۶۔ اس وقت جس کافر پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی ہوا پہنچے گی مر جائے گا۔ اور جہاں تک آپ کی نظر جائے گی وہیں تک سانس پہنچے گی۔

۸۷۔ مسلمان پہاڑ سے اتر کر دجال کے لشکر پر ٹوٹ پڑیں گے اور یہودیوں پر ایسا رعب چھا جائے گا کہ ڈیل ڈول والا یہودی تلوار تک نہ اٹھا سکے گا۔

۸۸۔ غرض جنگ ہوگی اور دجال بھاگ کھڑا ہوگا۔

قتل دجال اور مسلمانوں کی فتح:

۸۹۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا تعاقب کریں گے۔

۹۰۔ اور فرمائیں گے کہ میری ایک ضرب تیرے لیے مقدر ہو چکی ہے جس سے تو بچ نہیں سکتا۔

۹۱۔ اس وقت آپ کے پاس دو نرم تلواریں اور ایک حربہ ہوگا

۹۲۔ جس سے آپ دجال کو باب لد پر قتل کر دیں گے۔

۹۳۔ پاس ہی افیق نامی گھاٹی ہوگی

۹۴۔ حربہ اس کے سینہ کے بیچوں بیچ لگے گا۔

۹۵۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا خون جو آپ کے حربہ پر لگ گیا ہوگا مسلمانوں کو دکھائیں گے۔

۹۶۔ بالآخر دجال کے ساتھی یہودیوں کو شکست ہو جائے گی

۹۷۔ اور ان کو مسلمان چن چن کر قتل کریں گے۔

۹۸۔ کسی یہودی کو کوئی چیز پناہ نہ دے گی۔

۹۹۔ حتی کہ درخت اور پتھر بول اٹھیں گے کہ یہ ہمارے پیچھے کافر یہودی چھپا ہوا ہے آ کر اسے قتل کر دو۔

۱۰۰۔ باقی ماندہ تمام اہل کتاب آپ پر ایمان لے آئیں گے

۱۰۱۔ عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب توڑ دیں گے۔ یعنی نصرانیت کو مٹا دیں گے۔

۱۰۲۔ پھر آپ کی خدمت میں اطراف و اکناف کے لوگ جو دجال کے دھوکہ فریب سے بچے رہے ہوں گے۔ حاضر ہوں گے اور آپ ان کو جنت میں عظیم درجات کی خوشخبری دے کر دلاسہ و تسلی دیں گے۔

۱۰۳۔ پھر لوگ اپنے اپنے وطن واپس ہو جائیں گے۔

۱۰۴۔ مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کی خدمت و صحبت میں رہے گی۔

۱۰۵۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقام فج الروحاء میں تشریف لے جائیں گے۔ وہاں سے حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے۔

۱۰۶۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر جا کر سلام عرض کرینگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سلام کا جواب دیں گے۔

یاجوج ماجوج:

۱۰۷۔ لوگ امن اور چین کی زندگی بسر کر رہے ہوں گے کہ یاجوج ماجوج کی دیوار ٹوٹ جائے گی۔

۱۰۸۔ اور یاجوج ماجوج نکل پڑیں گے۔

۱۰۹۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ وہ مسلمانوں کو طور کی طرف جمع کر لیں۔ کیونکہ یاجوج ماجوج کا مقابلہ کسی کے بس کا نہ ہوگا۔

۱۱۰۔ یاجوج ماجوج اتنی بڑی تعداد میں تیزی سے نکلیں گے کہ ہر بلندی سے پھسلتے ہوئے معلوم ہوں گے۔

۱۱۱۔ وہ شہروں کو روند ڈالیں گے۔ زمین میں (جہاں پہنچیں گے) تباہی مچاویں گے۔ اور جس پانی پر گذریں گے اسے پی کر ختم کر دیں گے۔

۱۱۲۔ ان کی ابتدائی جماعت جب بحیرہ (طبریہ) پر گذرے گی تو اس کا پورا پانی پی جائے گی اور جو ان کی آخری جماعت وہاں سے گذرے گی تو اسے دیکھ کر کہے گی۔ "یہاں کبھی پانی (کا اثر) تھا"

۱۱۳۔ بالآخر یاجوج ماجوج کہیں گے کہ اہل زمین پر تو ہم غلبہ پا چکے۔ آؤ اب آسمان والوں سے جنگ کریں۔

۱۱۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اس وقت محصور ہوں گے۔ جہاں غذا کی سخت قلت کے باعث لوگوں کو ایک بیل کا سر سو دینار سے بہتر معلوم ہوگا۔

یاجوج ماجوج کی ہلاکت:

۱۱۵۔ لوگوں کی شکایت پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام یاجوج ماجوج کے لیے بد دعا فرمائیں گے۔

۱۱۶۔ پس اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں (اور کانوں) میں ایک کیڑا (اور حلق میں ایک پھوڑا) نکال دے گا۔

۱۱۷۔ جس سے سب کے جسم پھٹ جائیں گے۔

۱۱۸۔ اور وہ سب (دفعتہً) ہلاک ہو جائیں گے۔

۱۱۹۔ اسکے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے۔ مگر پوری زمین یاجوج ماجوج کی لاشوں کی (چکناہٹ اور) بدبو سے بھری ہوگی۔

۱۲۰۔ جس سے مسلمانوں کو تکلیف ہوگی۔

۱۲۱۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا کریں گے

۱۲۲۔ پس اللہ تعالیٰ (ایک ہوا اور) لمبی گردنوں والے (بڑے بڑے) پرندے بھیج دے گا۔ جو ان کی لاشیں اٹھا کر (سمندر میں اور جہاں اللہ چاہے گا) پھینک دیں گے۔

۱۲۳۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش برسائے گا جو زمین کو دھو کر آئینہ کی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں کفر اور فقر سے۔ (احمد)

طرح صاف کردے گی۔
۱۲۴۔اور زمین اپنی اصلی حالت پر ثمرات برکات سے بھر جائے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکات:

۱۲۵۔دنیا میں آپ کا نزول (وقیام) امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے ہوگا۔
۱۲۶۔اور اس اُمت میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہونگے۔
۱۲۷۔چنانچہ ایک قرآن وحدیث (اور اسلامی شریعت) پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے۔
۱۲۸۔اور (نمازوں میں) لوگوں کی امامت کریں گے۔
۱۲۹۔آپ کا نزول اس امت کے آخری دور میں ہوگا۔
۱۳۰۔اور نزول کے بعد دنیا میں چالیس سال قیام کریں گے
۱۳۱۔اسلام کے دور اول کے بعد یہ اس امت کا بہترین دور ہوگا۔
۱۳۲۔آپ کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔
۱۳۳۔اور جو لوگ اپنا دین بچانے کے لیے آپ سے جا ملیں گے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوں گے۔
۱۳۴۔اس زمانے میں اسلام کے سوا دنیا کے تمام ادیان و مذاہب مٹ جائیں گے اور دنیا میں کوئی کافر باقی نہ رہے گا۔
۱۳۵۔جہاد موقوف ہو جائے گا۔
۱۳۶۔اور خراج وصول کیا جائے گا
۱۳۷۔نہ جزیہ
۱۳۸۔مال وزر لوگوں میں اتنا عام کریں گے کہ مال کوئی قبول نہ کرے گا۔
۱۳۹۔زکوۃ صدقات کا لینا ترک کر دیا جائے گا۔
۱۴۰۔اور لوگ ایک سجدے کو دنیا و مافیہا سے زیادہ پسند کرینگے۔
۱۴۱۔ہر قسم کی دینی و دنیوی برکات نازل ہوں گی۔
۱۴۲۔پوری دنیا امن وامان سے بھر جائے گی
۱۴۳۔سات سال تک کسی بھی دو کے درمیان عداوت نہ پائی جائے گی۔
۱۴۴۔سب کے دلوں سے بخل و کینہ و بغض و حسد نکل جائے گا
۱۴۵۔چالیس سال تک نہ کوئی مرے گا نہ بیمار ہوگا۔
۱۴۶۔ہر زہریلے جانور کا زہر نکال لیا جائے گا۔
۱۴۷۔سانپ اور بچھو بھی کسی کو ایذاء نہ دیں گے۔
۱۴۸۔بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے۔
۱۴۹۔یہاں تک کہ بچہ اگر سانپ کے منہ میں ہاتھ دے گا تو وہ گزند نہ پہنچائے گا۔
۱۵۰۔درندے بھی کسی کو کچھ نہ کہیں گے۔
۱۵۱۔آدمی شیر کے پاس سے گذرے گا تو شیر نقصان نہ پہنچائے گا۔
۱۵۲۔حتی کہ کوئی لڑکی شیر کے دانت کھول کر دیکھے گی تو وہ اسے کچھ نہ کہے گا۔
۱۵۳۔اونٹ شیروں کے ساتھ چیتے گائیوں کے ساتھ بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چریں گے۔
۱۵۴۔بھیڑیا بکریوں کے ساتھ ایسا رہے گا جیسے کتا ریوڑ کی حفاظت کے لیے رہتا ہے۔
۱۵۵۔زمین کی پیداواری صلاحیت اتنی بڑھ جائے گی۔ کہ بیج ٹھوس پتھر میں بویا جائے گا تو اگ آئے گا۔
۱۵۶۔ہل چلائے بغیر بھی ایک مد سے سات سو مد گندم پیدا ہوگی۔
۱۵۷۔ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ اسے ایک جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے کے نیچے لوگ سایہ حاصل کریں گے۔
۱۵۸۔دودھ میں اتنی برکت ہوگی کہ دودھ دینے والی ایک اونٹنی لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت کو ایک گائے پورے قبیلے کو اور ایک بکری پوری برادری کو کافی ہوگی۔
۱۵۹۔غرض نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد زندگی بڑی خوشگوار ہوگی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نکاح اور اولاد:

۱۶۰۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد دنیا میں نکاح فرمائیں گے۔
۱۶۱۔اور آپ کی اولاد بھی ہوگی۔
۱۶۲۔نکاح کے بعد دنیا میں آپ کا قیام انیس سال رہے گا

آپ کی وفات اور جانشین:

۱۶۳۔پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو جائے گی۔
۱۶۴۔اور مسلمان نماز جنازہ پڑھ کر آپ کو دفن کریں گے۔
۱۶۵۔لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وصیت کے مطابق قبیلہ بنی تمیم کے ایک شخص کو جس کا نام مقعد ہوگا خلیفہ مقرر کریں گے۔
۱۶۶۔پھر مقعد کا بھی انتقال ہو جائے گا۔

متفرق علامات قیامت:

۱۶۷۔اور آپ کے بعد اگر کسی کی گھوڑی بچہ دے گی تو قیامت تک اس پر سواری کی نوبت نہیں آئے گی۔
۱۶۸۔زمین میں دھنس جانے کے تین واقعات ہوں گے۔ ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں۔

دھواں

۱۶۹۔ایک خاص دھواں ظاہر ہوگا جو لوگوں پر چھا جائے گا۔
۱۷۰۔اس سے مومنین کو تو زکام سا محسوس ہوگا مگر کفار کے سر ایسے ہو جائیں گے جیسے انہیں آگ پر بھون دیا گیا ہو۔

آفتاب کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا:

۱۷۱۔قیامت کی ایک علامت یہ ہوگی کہ ایک روز آفتاب مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔

۱۷۲۔جسے دیکھتے ہی سب کافر ایمان لے آئیں گے۔مگر اس وقت ان کا ایمان قبول نہ کیا جائے گا اور گناہگار مسلمانوں کی توبہ بھی اس وقت قبول نہ ہوگی۔

دابۃ الارض:

۱۷۳۔اور ایک جانور زمین سے نکلے گا۔

۱۷۴۔جو لوگوں سے باتیں کرے گا۔

یمن کی آگ:

۱۷۵۔پھر ایک آگ یمن (عدن کی گہرائی) سے نکلے گی۔جو لوگوں کو محشر (شام) کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔

۱۷۶۔اور سب مومنین کو ملک شام میں جمع کر دے گی۔

۱۷۷۔مقعد کی موت کے بعد تیس سال گذرنے نہ پائیں گے۔کہ قرآن لوگوں کے سینوں اور مصاحف سے اٹھالیا جائے گا۔

۱۷۸۔پہاڑ اپنے مرکزوں سے ہٹ جائیں گے اس کے بعد قبض ارواح ہوگا۔

مومنین کی موت اور قیامت:

۱۷۹۔ایک خوشگوار ہوا آئے گی جو تمام مومنین کی روحیں قبض کر لے گی اور کوئی مومن دنیا میں باقی نہ رہے گا۔

۱۸۰۔پھر دنیا میں صرف بدترین لوگ رہیں گے۔

۱۸۱۔اور گدھوں کی طرح جماع کیا کریں گے۔

۱۸۲۔پہاڑ دھن دیئے جائیں گے اور زمین چمڑے کی طرح پھیلا کر سیدھی کر دی جائے گی اس کے بعد قیامت کا حال پورے دنوں کی اس گابھن کی طرح ہوگا جس کے مالک ہر وقت اس انتظار میں ہوں کہ دن رات میں نہ معلوم کب بچہ جن دے۔

۱۸۳۔بالآخر انہی بدترین لوگوں پر قیامت آجائے گی۔

قیامت کس طرح آئے گی اس کی ہولناک تفصیلات قرآن اور احادیث نبویہ میں مختلف عنوانات کے ساتھ بہت کثرت سے بیان کی گئی ہیں۔

فتنہ تاتار

انہی علامات سے فتنہ تاتار ہے جس کی پیشگی خبر احادیث صحیحہ میں دی گئی تھی بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، اور ابن ماجہ نے یہ روایات ذکر کی ہیں بخاری میں حدیث کے الفاظ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ تم ترکوں سے جنگ کرو جن کی آنکھیں چھوٹی، چہرے سرخ اور ناکیں چھوٹی اور چپٹی ہوں گی۔ان کے چہرے (گولائی اور موٹائی میں) ایسی ڈھال کی مانند ہوں گے۔جس پر تہ بہ تہ چمڑا چڑھا دیا گیا ہو۔اور قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ تم ایک ایسی قوم سے جنگ کرلو جس کے جوتے بالوں کے ہونگے۔

اور صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ان کی یہ صفت بھی بیان کی گئی ہے:

"یَلْبَسُوْنَ الشَّعْرَ" یعنی وہ بالوں کا لباس پہنتے ہونگے۔ان احادیث میں جس قوم سے مسلمانوں کو جنگ کی خبر دی گئی ہے یہ تاتاری ہیں جو ترکستان سے قہر الٰہی بن کر عالم اسلام پر ٹوٹ پڑے تھے۔اس قوم کی جو جو تفصیلات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائی تھیں وہ سب کی سب فتنہ تاتاری میں رونما ہو کر رہیں۔یہ فتنہ ۶۵۶ھ میں اپنے عروج پر پہنچا جب کہ تاتاریوں کے ہاتھوں سقوط بغداد کا عبرتناک حادثہ پیش آیا۔انہوں نے بنو عباس کے آخری خلیفہ معتصم کو قتل کر ڈالا۔اور عالم اسلام کے بیشتر ممالک ان کی زد میں آکر زیر و زبر ہو گئے۔شارح مسلم علامہ نوویؒ نے وہ دور اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کیونکہ ان کی ولادت ۶۳۱ھ میں اور وفات ۶۷۶ھ میں ہوئی۔وہ انہی حادثات کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

"یہ سب پیشین گوئیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہیں کیونکہ ان ترکوں سے جنگ ہو کر رہی۔وہ سب صفات ان میں موجود ہیں۔جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں۔آنکھیں چھوٹی چہرے سرخ ناکیں چھوٹی اور چپٹی، چہرے عریض،ان کے چہرے ایسی ڈھال کی طرح ہیں جن پر تہ بہ تہ چمڑا چڑھا دیا گیا ہو بالوں کے جوتے پہنتے ہیں غرض یہ ان تمام صفات کے ساتھ ہمارے زمانہ میں موجود ہیں۔مسلمانوں نے ان سے بارہا جنگ کی ہے اور اب بھی ان سے جنگ جاری ہے۔ہم خدائے کریم سے دعا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے حق میں بہر حال انجام بہتر کرے ان کے معاملہ میں بھی اور دوسروں کے معاملہ میں بھی اور مسلمانوں پر اپنا لطف و حمایت ہمیشہ برقرار رکھے اور رحمت نازل فرمائے۔اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ بولتا ہے وہ وحی ہوتی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے۔

نارالحجاز

قیامت کی انہی علامات سے ایک حجاز کی وہ عظیم آگ ہے جس کی پیشگی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔بخاری اور مسلم نے یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں نقل کی ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ تُضِیْئُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰی" کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ سرزمین حجاز

سے ایک آگ نکلے گی جو بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن کرے گی''

اور فتح الباری میں یہ بھی روایت ہے جس میں مزید تفصیل ہے

''کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرمایا کہ: قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ حجاز کی وادیوں میں سے ایک وادی ایسی آگ سے بہہ پڑے جس سے بصرہ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔ بصریٰ مدینہ طیبہ اور دمشق کے درمیان شام کا مشہور شہر ہے جو دمشق سے تین مرحلہ (تقریباً ۴۸ میل) پر واقع ہے۔ یہ عظیم آگ بھی فتنہ تا تار سے تقریباً ایک سال پہلے مدینہ طیبہ کے نواح میں انہی صفات کے ساتھ ظاہر ہو چکی ہے جو ان احادیث میں بیان کی گئی ہیں یہ آگ جمعہ ۶ جمادی الثانیہ ۶۵۴ھ کو نکلی اور بحر زخار کی طرح میلوں میں پھیل گئی جو پہاڑ اس کی زد میں آ گئے انہیں راکھ کا ڈھیر بنا دیا اتوار ۲۸ رجب (۵۲ دن) تک مسلسل بھڑکتی رہی اور پوری طرح ٹھنڈی ہونے میں تقریباً تین ماہ لگے۔ اس آگ کی روشنی مکہ مکرمہ ینبوع تیماء حتیٰ کہ حدیث کی پیش گوئی کے مطابق بصرہ جیسے دور دراز مقام پر بھی دیکھی گئی۔

صحیح مسلم کے مشہور شارح علامہ نووی جو اسی زمانہ کے بزرگ ہیں وہ مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

حدیث میں جس آگ کی خبر دی گئی ہے یہ علامات قیامت میں سے ایک مستقل علامت ہے اور ہمارے زمانہ میں مدینہ طیبہ میں ایک آگ ۶۵۴ھ میں نکلی ہے جو بہت عظیم آگ تھی مدینہ طیبہ سے مشرقی سمت میں حرہ کے پیچھے نکلی ہے تمام اہل شام اور سب شہروں میں اسکا علم بدرجہ تواتر پہنچ چکا ہے اور خود مجھے مدینہ کے ان لوگوں نے خبر دی ہے کہ جو اس وقت وہاں موجود تھے۔

مشہور مفسر علامہ محمد بن احمد قرطبیؒ بھی اسی زمانہ کے بلند پایہ عالم (متوفی ۶۷۱ھ) ہیں انہوں نے اپنی کتاب "التذکرہ بامور الاخرۃ" میں اس آگ کی مزید تفصیلات بیان کی ہیں بخاری و مسلم کی اسی حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں۔

حجاز میں مدینہ طیبہ میں ایک آگ نکلی ہے اس کی ابتداء زبردست زلزلہ سے ہوئی جو بدھ ۳ جمادی الثانی ۶۵۴ھ کی رات میں عشاء کے بعد آیا اور جمعہ کے دن چاشت کے وقت تک جاری رہ کر ختم ہو گیا اور آگ قریظہ کے مقام پر حرہ کے پاس نمودار ہوئی جو ایسے عظیم شہر کی صورت میں نظر آ رہی تھی جس کے گرد فصیل بنی ہوئی ہو اور اس پر کنگرے برج اور مینار سے بنے ہوئے ہوں۔ کچھ ایسے لوگ بھی دکھائی دیتے تھے جو اسے ہانک رہے تھے جس پہاڑ پر گزرتی تھی اسے ڈھا دیتی اور پگھلا دیتی تھی اس مجموعہ میں سے ایک حصہ سرخ اور نیلا نہر کی سی شکل میں نکلتا تھا۔ جس میں بادل کی سی گرج تھی وہ سامنے کی چٹانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا اور عراقی مسافرین کے اڈہ تک پہنچ جاتا تھا اس کی وجہ سے راکھ ایک بڑے پہاڑ کی مانند جمع ہو گئی پھر آگ مدینہ کے قریب تک پہنچ گئی مگر اس کے باوجود مدینہ میں ٹھنڈی ہوا آتی رہی اس آگ میں سمندر کے سے جوش و خروش کا مشاہدہ کیا گیا میرے ایک ساتھی نے مجھے بتایا کہ میں نے اس آگ کو پانچ یوم کی مسافت سے فضا میں بلند ہوتا ہوا دیکھا اور میں نے سنا ہے کہ وہ مکہ اور بصرہ کے پہاڑوں سے بھی دیکھی گئی ہے علامہ قرطبیؒ آگے فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل میں سے ہے۔

اسی زمانہ کے ایک بزرگ قاضی القضاۃ صدر الدین حنفی ہیں جو دمشق میں حاکم رہے ہیں ان کی ولادت ۶۴۲ھ میں ہوئی قاضی القضاۃ ہونے سے پہلے یہ بصرہ میں ایک مدرسہ کے مدرس تھے اور آگ کے واقعہ کے وقت بھی بصریٰ میں تھے انہوں نے مشہور مفسر اور مورخ حافظ ابن کثیر کو خود بتایا کہ جن دنوں یہ آگ نکلی ہوئی تھی میں نے بصریٰ میں ایک دیہاتی کو خود سنا جو میرے والد کو بتا رہا تھا کہ ہم لوگوں نے اس آگ کی روشنی میں اونٹوں کی گردنیں دیکھی ہیں۔

یہ بعینہ وہ بات ہے جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں دی تھی کہ اس آگ سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی اس آگ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتیں ارشاد فرمائی تھیں ایک یہ کہ وہ آگ حجاز میں نکلے گی دوسری یہ کہ اس سے ایک وادی بہہ پڑے گی اور تیسری یہ کہ اس سے بصریٰ کے مقام پر اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی یہ سب باتیں من وعن کھل کر ظاہر ہو گئیں۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ایسے معجزات ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے صدیوں بعد ظاہر ہوئے اور آئندہ کے جن واقعات کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے بلاشبہ وہ بھی ایک ایک کر کے سامنے آتے جائیں گے اور آئندہ نسلوں کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و حقانیت کی تازہ ترین دلیل بنیں گے۔

قیامت کی پہلی علامت

قیامت کی علامتوں میں سب سے پہلی علامت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود سراپا مسعود اور وفات ہے کیونکہ آپ کے پیدا ہونے کے بعد کمالات میں سے سب سے بہترین کمال جو نبوت و رسالت ہے دنیا سے منقطع ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کی وجہ سے آسمانی وحی اور خبر کا سلسلہ دنیا سے موقوف ہوا۔ آپ پر جہاد کے حکم کی تکمیل ہوئی تاکہ زمین کو مفسدوں سے پاک کر دیں یہ سب قیامت کی نشانیاں ہیں۔

قرب قیامت کے زمانے کے اولیاء کرام و ابدال عظام مہدی کی تلاش کریں گے بعض آدمی مہدیت کے جھوٹے دعویٰ کریں گے اور اس اثناء میں مہدی رکن و مقام ابراہیم کے درمیان خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے

آدمیوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی اور جبراً کر کے آپ سے بیعت کر لے گی اس واقعہ کی علامت یہ ہے کہ اس سے قبل گذشتہ ماہ رمضان میں چاند و سورج کو گرہن لگ چکے گا اور بیعت کے وقت آسمان سے یہ نداء آئے گی۔

هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا.

اس آواز کو اس جگہ کے تمام خاص و عام سن لیں گے حضرت امام مہدی سید اور اولاد فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا میں سے ہیں آپ کا قد و قامت قدرے لمبا بدن چست رنگ کھلا ہوا اور چہرہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری طرح مشابہ ہوگا نیز آپ کے اخلاق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے پوری طرح مشابہت رکھتے ہوں گے۔ آپ کا اسم شریف محمد والد کا نام عبداللہ والدہ کا نام آمنہ ہوگا زبان میں قدرے لکنت ہوگی جس کی وجہ سے تنگ دل ہو کر کبھی کبھی ران پر ہاتھ مارتے ہونگے آپ کا علم لدنی ہوگا (خداداد ہوگا) بیعت کے وقت عمر چالیس سال ہوگی خلافت کے مشہور ہونے پر مدینہ کی فوجیں آپ کے پاس مکہ معظمہ چلی آئیں گی شام عراق اور یمن کے اولیاء اکرام و ابدال عظام آپ کے مصاحبت میں اور ملک عرب کے بے انتہا آدمی آپ کے افواج میں داخل ہو جائیں گے اور اس خزانہ کو جو کعبہ میں مدفون ہے جس کو رتاج الکعب کہتے ہیں نکال کر مسلمانوں میں تقسیم فرمائیں گے جب یہ خبر اسلامی دنیا میں منتشر ہوگی تو خراسان سے ایک شخص کہ جس کے لشکر کا مقدمۃ الجیش منصور نامی کے زیر کمان ہوگا ایک بہت بڑی فوج لے کر آپ کی مدد کے لیے روانہ ہوگا جو راستے میں ہی بہت سے عیسائی اور بد دینوں کا صفایا کر دے گا۔ وہ سفیانی کہ جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے جو اہل بیت کا دشمن ہوگا جس کی ننھیال قوم بنو کلب ہوگی حضرت امام مہدی کے مقابلہ کے واسطے فوج بھیجے گا جو فوج مکہ مدینہ کے درمیان ایک میدان میں آکر پہاڑ کے دامن میں مقیم ہوگی تو اسی جگہ اس فوج کے نیک و بدعقیدہ والے سب کے سب دھنس جائیں گے اور قیامت کے دن ہر ایک کا حشر اس کے عقیدہ اور عمل کے موافق ہوگا مگر ان میں سے صرف دو آدمی بچ جائیں گے ایک امام مہدی کو اس واقعہ سے مطلع کرے گا اور دوسرا سفیانی کو۔

آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا:

آفتاب مانند چاند گرہن کے ایک قلیل روشنی کے ساتھ مغرب سے طلوع ہوگا اس وقت تمام لوگ خدائے قدوس کی وحدانیت کا اعتراف کر لیں گے مگر اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اس کے بعد معمولی روشنی و نورانیت کے ساتھ مشرق سے طلوع ہوتا رہے گا دوسرے لوگ اسی چرچا و تذکرہ میں ہونگے کہ کوہ صفا جو کعبہ کی مشرقی جانب واقع ہے زلزلہ سے پھٹ جائے گا جس میں سے ایک نادر شکل کا جانور جس کے خروج کی افواہ قبل ازیں دو مرتبہ ملک یمن و نجد میں مشتہر ہو چکی ہوگی برآمد ہوگا بلحاظ شکل یہ حسب ذیل سات جانوروں سے مشابہت رکھتا ہوگا (۱) چہرے میں آدمی سے (۲) پاؤں میں اونٹ سے (۳) گردن میں گھوڑے سے (۴) دم میں بیل سے (۵) سرین میں ہرن سے (۶) سینگوں میں بارہ سنگھا سے (۷) ہاتھوں میں بندر سے اور نہایت فصیح اللسان ہوگا اس کے ایک ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور دوسرے ہاتھ میں سلیمان علیہ السلام کی انگشتری ہوگی تمام شہروں میں ایسی سرعت و تیزی کے ساتھ دورہ کرے گا کہ کوئی فرد بشر اس کا پیچھا نہ کر سکے گا اور کوئی بھاگنے والا اس سے چھٹکارا نہ پا سکے گا ہر شخص پر نشان لگاتا جائے گا اگر وہ صاحب ایمان ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے اس کی پیشانی پر ایک نورانی خط کھینچ دے گا جس کی وجہ سے اس کا تمام چہرہ منور ہو جائے گا اگر صاحب ایمان نہ ہو تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری سے اس کی ناک اور گردن پر سیاہ مہر لگائے گا جس کے سبب اس کا تمام چہرہ مکدر اور بے رونق ہو جائے گا یہاں تک کہ اگر ایک دسترخوان پر چند آدمی جمع ہو جائیں گے تو ہر ایک کے کفر و ایمان میں بخوبی امتیاز ہو سکے گا۔ اس جانور کا نام دابۃ الارض ہے۔ جو اس کام سے فارغ ہو کر غائب ہو جائے گا آفتاب کے مغرب سے طلوع اور دابۃ الارض کے ظہور سے نفخ صور تک ایک سو بیس سال کا عرصہ ہوگا دابۃ الارض کے غائب ہونے کے بعد جنوب کی طرف سے ایک نہایت فرحت افزا ہوا چلے گی جس کے سبب ہر صاحب ایمان کی بغل میں ایک درد پیدا ہوگا جس کے باعث افضل فاضل سے فاضل، ناقص سے ناقص فاسق سے پہلے بالترتیب مرنے شروع ہو جائیں گے قرب قیامت کے وقت حیوانات، جمادات، چابک اور تسمہ پا وغیرہ کثرت کے ساتھ گویا ہونگے جو گھروں کے احوال اور دیگر امور سے خبر دیں گے۔

جب تمام اہل ایمان اس جہاں سے کوچ کر جائیں گے تو اہل حبش کا غلبہ ہوگا اور تمام ممالک میں ان کی سلطنت پھیل جائے گی خانہ کعبہ کو ڈھا دیں گے حج موقوف ہو جائے گا قرآن شریف دلوں زبانوں اور کاغذوں سے اٹھا لیا جائے گا خداترسی، حق شناسی، خوف آخرت لوگوں کے دلوں سے معدوم ہو جائے گا، شرم وحیا جاتی رہے گی۔ بر سر راہ گدھوں اور کتوں کی طرح زنا کریں گے حکام کا ظلم و جہل اور رعایا کی ایک دوسرے پر دست درازی رفتہ رفتہ بڑھ جائے گی پس دیہات ویران ہو جائیں گے بڑے بڑے قصبے گاؤں کی مانند اور بڑے بڑے شہر قصبوں کی مانند ہو جائیں گے قحط و وباء اور غارت گری کی

آفتیں پے در پے نازل ہونے لگیں گی جماع زیادہ ہوگا اولاد کم رجحانیت الی الحق دلوں سے اٹھ جائے گی جہالت اس قدر بڑھ جائے گی کہ کوئی لفظ اللہ تک کہنے والا نہ رہے گا اسی اثناء میں ملک شام میں امن وارزانی نسبتاً زیادہ ہوگی پس دیگر ممالک سے ہر قسم کے لوگ آفتوں سے تنگ آ کر مع عیال واطفال کے ملک شام کی طرف چلنے شروع ہو جائیں گے کچھ عرصہ کے بعد ایک بہت بڑی آگ جنوب کی طرف سے نمودار ہو کر لوگوں پر بڑھے گی جس سے لوگ بے تحاشا بھاگیں گے آگ ان کا تعاقب کرے گی جب لوگ دوپہر کے وقت تھک تھکا کر پڑ جائیں گے تو آگ بھی ٹھہر جائے گی جب دھوپ تیز نکل آئے گی تو آگ پھر ان کا پیچھا کرے گی جب شام ہو جائے گی تو ٹھہر جائے گی اور آدمی بھی آرام کرلیں گے صبح ہوتے ہی پھر آگ تعاقب کرے گی اور آدمی اس سے بھاگیں گے اس طرح کرتے کرتے ملک شام تک پہنچا دے گی اس کے بعد آگ لوٹ کر غائب ہو جائے گی بعد ازاں کچھ لوگ حب وطن اصلی کی وجہ سے اپنے ملکوں کی طرف روانہ ہونگے مگر بحیثیت مجموعی بڑی آبادی ملک شام میں رہے گی قرب قیامت کی یہ آخری علامات ہیں اس کے بعد قیام قیامت کی اول علامت یہ ہوگی کہ لوگ تین چار سال تک غفلت میں پڑے رہیں گے اور دنیاوی نعمتیں ،اموال اور شہوت رانیاں بکثرت ہو جائیں گی کہ جمعہ کے دن جو یوم عاشورہ بھی ہوگا صبح ہوتے ہی لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو جائیں گے۔ کہ ناگاہ ایک باریک لمبی آواز آدمیوں کو سنائی دی گی یہی نفخ صور ہوگا تمام اطراف کے لوگ اس کے سننے میں یکساں ہوں گے اور حیران ہونگے کہ یہ آواز کیسی ہے کہاں سے آئی ہے پس رفتہ رفتہ یہ آواز مانند کڑک بجلی کے سخت و بلند ہوتی جائے گی آدمیوں میں اس کی وجہ سے بڑی بے چینی بے قراری پھیل جائے گی۔ جب وہ پوری سختی پر آ جائے گی تو لوگ ہیبت کی وجہ سے مرنے شروع ہو جائیں گے۔ زمین میں زلزلہ آئے گا جس کے ڈر سے لوگ گھروں کو چھوڑ کر میدانوں میں بھاگیں گے اور وحشی جانور خائف ہو کر لوگوں کی طرف میل کریں گے زمین جابجا شق ہو جائے گی سمندر ابل کر قرب جوار کی مواضعات پر چڑھ جائیں گے۔ آگ بجھ جائے گی۔ نہایت محکم و بلند پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تیز ہوا کے چلنے سے ریت کے موافق اڑیں گے۔ گرد وغبار کے اٹھنے اور آندھیوں کے آنے کے سبب جہاں تیرہ وتار ہو جائے گا۔ وہ آواز دم بدم سخت ہوتی جائے گی یہاں تک کہ اس کے نہایت ہولناک ہونے پر آسمان پھٹ جائیں گے ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔

جب آدمی مر جائیں گے تو ملک الموت ابلیس کی قبض روح کے لیے متوجہ ہونگے یہ ملعون چاروں طرف دوڑتا پھرے گا ملائکہ گرز ہائے آتشیں سے مار مار کر لوٹا دیں گے اور اس کی روح قبض کرلیں گے سکرات موت کی جتنی تکالیف تمام افراد بنی آدم پر گزری ہیں اس تنہا پر گزریں گی۔ نفخ صور کے مسلسل چھ ماہ تک پھونکنے کے بعد نہ آسمان رہے گا نہ ستارے نہ پہاڑ نہ سمندر اور نہ کوئی چیز سب کے سب نیست و نابود ہو جائینگے۔ فرشتے بھی مر جائیں گے۔ مگر کہتے ہیں کہ آٹھ چیزیں فناء ہونے سے مستثنیٰ ہیں:

اول عرش، دوم کرسی، سوم لوح چہارم قلم، پنجم بہشت، ششم صور، ہفتم دوزخ، ہشتم ارواح یعنی کہ روحیں لیکن ارواح کو بھی بے خودی و بے ہوشی لاحق ہو جائے گی۔ بعضوں کا قول ہے کہ یہ آٹھ چیزیں بھی تھوڑی دیر کے لیے معدوم ہو جائیں گی۔ حاصل کلام جب سوائے ذات باری کے کوئی اور باقی نہ رہے گا۔ تو خداوند رب العزت فرمائے گا کہاں ہیں بادشاہان و مدعیان سلطنت، کس کے لیے آج کی سلطنت ہے۔ پھر خود ہی ارشاد فرمائے گا ”خدائے یکتا و قہار کے لیے ہے“۔ پس ایک وقت تک ذات واحد ہی رہے گی۔ پھر ایک مدت کے بعد کہ جس کی مقدار سوائے اس کے اور کوئی نہیں جانتا از سر نو سلسلہ پیدائش کی بنیاد قائم کرے گا۔ آسمان، زمین اور فرشتوں کو پیدا کرے گا۔ زمین کی ہیت اس وقت ایسی ہوگی کہ اس میں عمارتوں، درختوں، پہاڑوں اور سمندروں وغیرہ کا نشان نہ ہوگا اس کے بعد جس جس مقام سے لوگوں کو زندہ کرنا مقصود ہوگا تو اسی جگہ پہلے ان کی ریڑھ کی ہڈی کو پیدا کر کے رکھ دیا جائے گا۔ اور ان کے دیگر اجزاء جسمانی کو اس ہڈی کے متصل رکھ دیں گے۔ ریڑھ کی ہڈی اس ہڈی کو کہتے ہیں جس سے تمام جسم کی ہڈیوں کی پیدائش شروع ہوتی ہے۔ ترتیب اجزاء کے بعد ان اجزائے مرکبہ پر گوشت و پوست چڑھا کر جو صورت ان کی مناسب حال ہو عطا ہو جائے گی قالب جسمانی کے تیار ہونے کے بعد تمام ارواحوں کو صور میں داخل کر کے حضرت اسرافیل کو حکم ہوگا کہ ان کو پوری طاقت سے پھونکیں اور خود خداوند کریم ارشاد فرمائیگا۔ قسم ہے میرے عزو جلال کی کوئی روح اپنے قالب سے خطا نہ کرے۔ پس روح اپنے اپنے جسموں میں اس طرح آئیں گی جیسے گھونسلوں میں پرندے صور اسرافیل میں تعداد ارواح کے مطابق سوراخ ہیں جن میں سے روحیں پھونکنے پر مور و ملخ کی طرح اپنے اپنے قالبوں میں داخل ہو جائیں گی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کا رابطہ جسموں سے قائم ہو جائیگا اور سب کے سب زندہ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد صور پھر پھونکا جائے گا جس کی وجہ سے زمین پھٹ کر تمام لوگ برآمد ہوں گے اور گرتے پڑتے آواز صور کی جانب دوڑیں گے یہ صور بیت المقدس کے اس مقام پر جہاں صخرہ معلق ہے پھونکا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو بڑا معاف کرنے والا معافی پسند ہے مجھے معاف کردے۔ (احمد)

جائے گا۔ نفخ ارسال ارواح الی الابدان میں اور اس نفخ ثانی میں چالیس برس کا عرصہ ہوگا۔ قبروں میں سے آدمی اسی شکل میں پیدا ہوں گے جیسے کہ بطن مادر سے، یعنی برہنہ تن، بے ختنہ، بے ریش ہوں گے۔ مگر صرف سروں پر بال اور منہ میں دانت ہوں گے تمام خرد و کلاں، گونگے، بہرے، لنگڑے اور ناتوں سب کے سب سلیم الاعضاء پیدا ہوں گے۔ سب سے پہلے زمین میں سے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اٹھیں گے۔ آپ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر جگہ جگہ سے انبیاء علیہم السلام صدیقین شہداء اور صالحین اٹھیں گے۔ بعد ازاں عام مومنین پھر فاسقین پھر کفار تھوڑی تھوڑی دیر بعد یکے بعد دیگرے برآمد ہوں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ہوں گے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آپ کے پاس اور دیگر امتیں اپنے اپنے پیغمبروں کے پاس مجتمع ہو جائیں گی۔ شدت ہول و خوف کے سبب تمام کی آنکھیں آسمان کی طرف لگی ہوں گی۔ کوئی شخص کسی کی شرم گاہ کی طرف نظر نہیں ڈال سکے گا۔ اگر ڈالے بھی تو بچوں کی طرح دواعی شہوت سے خالی ہوگا۔ جب تمام لوگ اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہو جائیں گے تو آفتاب اس قدر نزدیک کر دیا جائے گا کہ کہیں گے کوئی ایک میل کے فاصلے پر ہے آسمان کی طرف چمکنے والی بجلیاں اور خوفناک آوازیں سنائی دینگی آفتاب کی گرمی کی وجہ سے تمام کے بدنوں سے پسینہ جاری ہو جائے گا پیغمبروں اور نیک بخت مومنوں کے تو صرف تلوے تر ہوں گے۔ عام مومنین کے ٹخنے، پنڈلی، گھٹنے، زانوں، کمر، سینہ اور گردن تک حسب اعمال پسینہ چڑھ جائے گا۔ کفار منہ اور کانوں تک پسینہ میں غرق ہو جائیں گے اور اس سے ان کو سخت تکلیف ہوگی۔ بھوک پیاس کی وجہ سے لوگ لاچار ہو کر خاک پھانکنے لگیں گے۔ اور پیاس بجھانے کی غرض سے حوض کوثر کی طرف جائیں گے۔ دیگر انبیاء علیہم السلام کو بھی حوض عطا کئے جائیں گے مگر وہ لطافت و وسعت میں حوض کوثر سے بہت کم ہوں گے۔ گرمی آفتاب کے سوا اور بھی نہایت ترسناک و ہولناک امور پیش آئیں گے۔ ایک ہزار سال کی مقدار تک لوگ انہیں تکالیف و مصائب میں مبتلا رہیں گے اور سات گروہوں تک جن کا ذکر آگے آئے گا سایہ میں جگہ دی جائے گی۔ تمام روایتوں سے ثابت ہے کہ سایہ والا گروہ چالیس فرقوں پر مشتمل ہوں گے۔ پس آخر لوگ لاچار ہو کر شفاعت کی غرض سے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جا کر عرض کریں گے کہ یا ابو البشر تم ہی وہ شخص ہو جن کو خداوند تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا فرشتوں سے سجدہ کرایا جنت میں سکونت عطا فرمائی اور تمام اشیاء کے نام سکھائے پس آج آپ ہماری شفاعت کیجئے تا کہ ہم کو خداوند کریم ان مصائب سے نجات دے۔ آپ فرمائیں گے کہ خداوند کریم آج اس قدر برسر غضب ہے کہ ایسا کبھی نہ تھا نہ آئندہ ہوگا چونکہ مجھ سے ایک لغزش سرزد ہوئی ہے وہ یہ کہ باوجود ممانعت میں نے گیہوں کا دانہ کھا لیا تھا پس اس کے مواخذہ سے ڈرتا ہوں، مجھ میں شفاعت کرنے کی طاقت نہیں ہے مگر حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اول پیغمبر ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ پس لوگ آپ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے نوح علیہ السلام آپ ہی وہ پیغمبر ہیں جو سب سے پہلے آدمیوں کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے اور آپ کو خدا نے بندہ شکر گزار کا لقب عطا فرمایا ہے ہماری حالت زار کو دیکھ کر ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ فرمائیں گے کہ آج خداوند کریم ایسا برسر غضب ہے کہ نہ کبھی تھا نہ ہوگا اور مجھ سے ایک لغزش ہوئی ہے وہ یہ کہ میں نے ادب کا لحاظ نہ کر کے اپنے بیٹے کی غرقابی کے وقت بارگاہ الٰہی میں اس کی نجات کا سوال کیا تھا پس اس کے مواخذہ سے ڈرتا ہوں میرا منہ نہیں کہ شفاعت کرسکوں مگر ہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ خداوند قدوس نے ان کو اپنا خلیل فرمایا ہے۔ پس لوگ آپ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو خلیل کے خطاب سے ملقب کیا ہے اور آگ کو آپ کے واسطے بردوسلام کر دیا۔ امام پیغمبران بنایا۔ پس ہماری شفاعت کیجئے۔ تا کہ ان تکالیف سے رہائی ہو آپ فرمائیں گے آج خدائے قدوس اس قدر برسر غضب ہے کہ نہ کبھی ایسا ہوا نہ ہوگا مجھ سے تین مرتبہ ایسا کلام سرزد ہوا ہے کہ جس میں جھوٹ کا وہم ہو سکتا ہے۔ پس اس کے مواخذہ سے ڈرتا ہوں اس لئے مجھ میں شفاعت کرنے کی قوت نہیں ہے۔ یہ بات معلوم کرنے کے قابل ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حسب ذیل تین موقعوں پر ایسا کلام سرزد ہوا ہے جس میں جھوٹ کا وہم ہو سکتا ہے اول یہ کہ ایک مرتبہ آپکی قوم نے عید کے دن عمدہ عمدہ کھانے پکا کر اپنے بتوں کے سامنے رکھ دیے پھر بت خانے کے دروازوں کو بند کر کے عید منانے کے لئے نہایت کروفر کے ساتھ میدان میں آ گئے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی کہا کہ آپ ہمارے ساتھ چلئے آپ نے ستاروں کی طرف دیکھ کر جواب دیا کہ میری طبیعت ناساز معلوم ہوتی ہے یہ اول کلام ہے جس سے ایہام کذب ہو سکتا ہے دوم یہ کہ جب قوم میدان مذکور میں چلی گئی تو آپ تبر ہاتھ میں لے کر بت خانے میں قفل کھول کر داخل ہوئے اور بتوں سے کہنے لگے کہ یہ لذیذ نعمتیں کیوں نہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں وہ جنت تجھ سے مانگتا ہوں جس کا سایہ تیرا عرش ہے۔ (مسند الفردوس)

کھاتے۔ جب انہوں نے کچھ جواب نہ دیا تو فرمانے لگے کہ مجھ سے کیوں نہیں بولتے جب اس پر بھی وہ خاموش رہے تو آپ نے تمام کو توڑ ڈالا اگر بڑے بت کے صرف ناک کان توڑے اور تبر کو اس کے کندھے پر رکھ دیا اور دروازے کو بدستور مقفل کر کے گھر تشریف لے آئے کفار جب میدان سے واپس آئے تو اس ماجرے کو دیکھ کر آگ بگولا ہو گئے اور اس فعل کے مرتکب کے تجسس میں ہوئے ان میں سے بعض کہنے لگے کہ ہم نے ایک جوان مسمی ابراہیم کو بتوں کی مذمت کرتے ہوئے سنا ہے یہ کام اس کا معلوم ہوتا ہے پس ابراہیم علیہ السلام کو بلا کر پوچھا گیا یہ کام تو نے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، بلکہ اس بڑے بت نے کیا ہے دیکھو تبر کندھے پر دھر رکھا ہے اور غصہ میں آ کر بیچاروں کو توڑ ڈالا ہے پس تم لوگ انہیں شکستہ اور مجروح بتوں سے پوچھو تا کہ وہ حقیقت حال کو خود بیان کریں۔ یہ دوسرا ایہام کذب ہے سوم یہ کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے شہر کو چھوڑ کر حران میں اپنے چچا کے پاس تشریف لے گئے اور وہاں چچازاد بہن سارہ سے شادی کر لی پھر یہاں سے بھی بوجہ مخالفت دینی چچا سے جدا ہو کر اور سارہ کو اپنے ساتھ لے کر مصر کی طرف ہجرت کی اس وقت مصر میں ایک ظالم بادشاہ تھا جو ہر خوبصورت عورت کو زبردستی چھین لیتا تھا اگر عورت اپنے شوہر کے ساتھ ہوتی تھی تو اس کو قتل کرا دیتا تھا اگر سوائے شوہر کے کوئی اور وارث ساتھ ہوتا تھا تو اس کو کچھ دے دلا کر راضی کر لیتا تھا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں پہنچے تو اس ماجرے کو سن کر حیران ہو گئے اتنے میں اس ظالم بادشاہ کے سپاہیوں نے آ کر پوچھا کہ "یہ عورت تیری کون ہوتی ہے؟" آپ نے فرمایا کہ "یہ میری بہن ہے" یہ اس لئے فرمایا کہ سارہ آپ کی چچازاد بہن تھیں نیز بموجب اس حکم کے اِنَّمَا الْمُوْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ.

(سب مومن آپس میں دینی بھائی بہن ہوتے ہیں) اور سارہ کو بھی سمجھا دیا کہ تم سے کوئی پوچھے تو یہ کہنا کہ یہ میرا بھائی ہے۔ یہ تیسرا ایہام کذب ہے۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ اس ظالم بادشاہ کے آدمی حضرت سارہ کو لے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نماز میں مشغول ہوئے۔ خداوند کریم نے اپنی قدرت کاملہ سے ان تمام پردوں اور دیواروں کو جو درمیان میں حائل تھیں اٹھا دیا یہاں تک کہ لحظہ بھی حضرت سارہ آپ کی نظر سے غائب نہ ہوئیں۔ سپاہیوں نے حضرت سارہ کو اس ظالم کے مکان میں لے جا کر بٹھا دیا۔ جب وہ ظالم آپ کے پاس آیا تو تین مرتبہ نیت بد سے ہاتھ بڑھانا چاہا لیکن ہر مرتبہ اس کے اعضاء شل ہو کر بے ہوشی کی سی حالت طاری ہو جاتی تھی اور تائب ہو کر حضرت سارہ سے طالب دعا ہوتا تھا کہ میری رہائی ہو۔

پس آپ کی دعا سے بحال ہو جاتا تھا آخر کار اس نے سپاہیوں کو بلا کر کہا کہ یہ جادوگرنی ہے اس کو فوراً یہاں سے لے جاؤ اور ہاجرہ کو اس کے ہمراہ کر کے نہایت احتیاط کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچا دو۔ آپ مصر کو ناپسند کر کے ملک شام کی طرف روانہ ہوئے اور وہیں سکونت اختیار کی یہاں تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایہام کذب کا قصہ تمام ہوا۔

آمدم برسر مطلب، حضرت ابراہیم علیہ السلام لوگوں سے فرمائیں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ خداوند کریم نے ان کو اپنا کلیم بنایا ہے۔ پس لوگ آپ کی طرف آئیں گے اور کہیں گے اے موسیٰ علیہ السلام آپ ہی وہ شخص ہیں جن سے بغیر کسی واسطہ خداوند تعالیٰ نے گفتگو کی اور توراۃ اپنی دست قدرت سے لکھ کر دی۔ ہماری شفاعت کیجئے آپ جواب دیں گے اللہ تعالیٰ آج اس قدر بر سر غضب ہے کہ نہ کبھی ایسا ہوا نہ ہو گا میرے ہاتھ سے ایک قبطی شخص بغیر اس کی اجازت مقتول ہو چکا ہے۔ اس کے مواخذہ سے ڈرتا ہوں اس لیے مجھ میں شفاعت کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ ہاں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے پاس جاؤ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے "اے عیسیٰ علیہ السلام خدا نے آپکو روح اور کلمہ کہا جبرائیل علیہ السلام کو آپ کا رفیق بنایا آیات بینات عطا کیں۔ آج ہماری شفاعت کیجئے تا کہ خداوند تعالیٰ ان مصائب سے نجات دے" آپ فرمائیں گے خدا تعالیٰ آج کے دن اس قدر برسر غضب ہے نہ کبھی ایسا ہوا تھا نہ ہو گا چونکہ میری امت نے کبھی تو مجھ کو خدا کا بیٹا قرار دیا اور کبھی عین خدا اور ان اقوال کی تعلیم کو میری طرف منسوب کیا پس میں ان اقوال کی تحقیقات کے مواخذہ سے ڈرتا ہوں تاب شفاعت نہیں رکھتا۔ البتہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ پس لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہیں گے "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ محبوب خدا ہیں خدا نے آپ کو اگلے پچھلے تمام گناہوں کی معافی کی خوشخبری دی ہے۔ پس اگر دیگر لوگوں کو خدا کی طرف سے ایک قسم کے عتاب کا خوف ہو تو صحیح مگر آپ تو اس سے محفوظ و مامون ہیں آپ خاتم النبیین ہیں۔ اگر آپ بھی ہم کو نفی میں جواب دیں تو ہم کس کے پاس جائیں آپ ہمارے لیے درگاہ الٰہی میں شفاعت کیجئے تا کہ ہم کو ان مصیبتوں سے رہائی ہو آپ ارشاد فرمائیں گے مجھ ہی کو خدا نے اس لائق بنایا ہے تمہاری شفاعت کرنی آج میرا حق ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم درگاہ ایزدی کی جانب متوجہ ہوں گے حق تعالیٰ اس روز جبرائیل علیہ السلام کو براق دے کر تمام لوگوں کے سامنے بھیجے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہو کر آسمان کی طرف روانہ ہوں گے

آدمیوں کو آسمان پر ایک نہایت نورانی کشادہ مکان دکھائی دے گا۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہو جائیں گے اس مکان کا نام مقام محمود ہے پس جب لوگ اس مکان میں آپ کو داخل ہوتے دیکھ لیں گے۔ تو آپ کی تعریف و توصیف کرنے لگیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں سے عرش معلیٰ پر تجلی الٰہی نظر آئیگی جس کو دیکھتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سات روز تک مسلسل سربسجود رہیں گے تب ارشاد الٰہی ہوگا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سر اٹھاؤ جو کہو گے سنوں گا جو مانگو گے دوں گا اگر شفاعت کرو گے تو قبول کروں گا پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر اٹھا کر خدائے قدوس کی اس قدر حمد و ثناء بیان کریں گے کہ اولین و آخرین میں سے کسی نے نہ کی ہوگی آپ فرمائیں گے کہ اے خدا تو نے بذریعہ جبرائیل وعدہ فرمایا تھا کہ قیامت کے دن جو چاہے گا سو دوں گا پس میں اس عہد کا ایفا چاہتا ہوں حق تعالیٰ جواباً ارشاد فرمائے گا جبرائیل نے جو پیغام پہنچایا تھا وہ بالکل بجا اور درست تھا آج بے شک میں تجھ کو خوش کروں گا اور تیری شفاعت قبول کروں گا زمین کی طرف جاؤ میں بھی زمین پر جلوہ افروز ہونے والا ہوں بندوں کا حساب لے کر ہر ایک کو حسب اعمال جزا دوں گا۔

پس حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر واپس تشریف لے آئیں گے۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں گے کہ خدا نے ہمارے حق میں کیا ارشاد فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیں گے کہ خدائے قدوس زمین پر جلوہ افروز ہونے والا ہے۔ ہر ایک کو حسب اعمال جزا دے گا۔ اسی اثناء میں ایک بہت بڑا نور نہایت ہولناک آواز کے ساتھ آسمان سے زمین پر اترے گا۔ قریب آنے پر فرشتوں کی تسبیح و تحلیل کی آوازیں سنائی دیں گی۔ لوگ ان سے پوچھیں گے کہ ہمارا پروردگار اسی نور میں ہے۔ فرشتے جواب میں کہیں گے خداوند کریم کی شان اس سے کہیں برتر ہے۔ ہم تو آسمان دنیا کے فرشتے ہیں۔ اور اتر کر زمین کے دور ترین کناروں پر صف بستہ ہو جائیں گے۔ بعد ازاں اس سے کہیں زیادہ نور معہ ہولناک آواز سے آسمان سے نازل ہوگا۔ نزدیک پہنچنے پر لوگ پھر پوچھیں گے کیا تجلیات الٰہی اسی نور میں ہیں۔ فرشتے جواب دیں گے کہ خدائے قدوس اس سے کہیں برتر ہے۔ ہم دوسرے آسمان کے فرشتے ہیں پس یہ فرشتے بھی پہلے فرشتوں کے قریب صف بستہ ہو جائیں گے اسی طرح ہر ایک آسمان کے فرشتے پہلے سے زیادہ عظمت و جلال کے ساتھ یکے بعد دیگرے اتر کر سابق فرشتوں کے قریب سلسلہ وار صف بستہ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد عرش معلیٰ کے فرشتے نازل ہو کر سب کے آگے صف بستہ ہو جائیں گے۔ پھر حضرت اسرافیل کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا۔ جس کی آواز سنتے ہی تمام لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ مگر صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام جو تجلیات الٰہی کو کوہ طور پر دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے۔ برداشت کر سکیں گے۔ پس حق تعالیٰ عرش پر جلوہ فرما کر نزول فرمائے گا۔ اس عرش کو آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اس کے اگلے حصے کو اس مقام پر جہاں آجکل بیت المقدس میں صخرہ معلق ہے رکھ دیں گے۔ اس عرش کے زیر سایہ بموجب حدیث ذیل سات گروہوں کو جگہ دی جائے گی۔ (۱) بادشاہ عادل (۲) نوجوان عابد۔ (۳) وہ شخص جو شخص ذکر الٰہی اور نماز کی غرض سے ہمیشہ مسجد سے دلی لگاؤ رکھے (۴) وہ شخص جو خلوت او رتنہائی میں شوق و خوف الٰہی کی وجہ سے تضرع و زاری کرے۔ (۵) وہ دو شخص جو خالصاً لوجہ اللہ ایک دوسرے سے محبت کریں اور ظاہر و باطن میں یکساں ہوں۔ (۶) وہ شخص جو خیرات اس طرح کرے کہ سوائے خدا کے اور اس کے کوئی نہ جانے۔ (۷) وہ شخص جس کو زن حسینہ و جمیلہ و صاحب ثروت بغرض فعل بد طلب کرے اور وہ محض خوف الٰہی کی وجہ سے باز رہے۔ بعض رواتیوں میں ان کے علاوہ کچھ اور گروہوں کا بھی ذکر آیا ہے۔ یہ واضح رہے کہ عرش کا سایہ ان گروہوں پر نہایت سخت گرمی و تیزی آفتاب کی حالت میں ہوگا۔ جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا۔ کیفیت نزول عرش بوجہ بے ہوشی کے کسی کو معلوم نہ ہوگی۔ اس کے بعد پھر اسرافیل کو صور پھونکنے کا حکم ہو گا۔ جس کے سبب تمام لوگ ہوش میں آجائیں گے اور عالم غیب و شہود کے درمیاں جو پردے آج تک حائل تھے اٹھ جائیں گے اور فرشتوں، جن، اعمال، اقوال، بہشت و دوزخ، عرش، تجلیات الٰہی وغیرہ سب کو لوگ دیکھ لیں گے۔ سب سے پہلے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہوش میں آئیں گے۔ بعد اس کے مرضی مولا کے موافق بالترتیب تمام لوگ ہوشیار ہو جائیں گے۔ اس وقت چاند سورج کی روشنی بے کار ہو جائے گی۔ آسمان و زمین خدا کے نور سے روشن ہوں گے۔ اول جو حکم خداوند کی طرف سے بندوں پر صادر ہوگا۔ وہ یہ ہے کہ بندے خاموش کر دیئے جائیں گے۔ اسکے بعد یہ ارشاد ہوگا کہ اے بندو! عہد آدم علیہ السلام سے لے کر اختتام دنیا تک جو بھلی بری باتیں تم کرتے تھے میں سنتا تھا اور فرشتے ان کو لکھتے تھے۔ پس آج تم پر کسی قسم کا جور و ظلم نہ ہوگا۔ بلکہ تمہارے اعمال تم کو دکھا کر جزا اور سزا دی جائے گی۔ جو شخص اپنے اعمال کو نیک پائے اس کو چاہئے کہ خدا کا شکر کرے جو اپنے اعمال کو بری صورت میں پائے وہ اپنے تئیں ملامت کرے۔ اس کے بعد جنت و دوزخ کے حاضر کرنے کا حکم ہوگا۔ تا کہ لوگ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میرا ذکر بلند اور گناہ دور کر دے (طبرانی)

ان کی حقیقت کا معائنہ کرلیں۔ پس جنت کو تجلیات الٰہی سے نہایت آراستہ وپیراستہ کر کے حاضر کر دیا جائے گا اور دوزخ بھی اس حالت میں کہ اس میں آگ کے شعلے وچنگاریاں بڑے بڑے محلوں کی مقدار میں اونٹوں کی قطار کی مانند پے در پے اٹھتی ہوں گی اور نہایت مہیب آوازوں کے ساتھ خدا کی تسبیح جن وانس اور بتوں کو اپنے لیے بطور غذا طلب کرتی ہوئی جن کو لوگ سن کر لرز جائیں گے اور ڈر کے مارے زانوں کے بل گر پڑیں گے حاضر کر دی جائے گی۔ اس دن اگر کوئی شخص ستر پیغمبروں کے اعمال کے موافق بھی عمل رکھتا ہو تو وہ بھی کہے گا کہ آج کے لیے میں نے کچھ بھی تو نہیں کیا۔ دوزخ کی گرمی و بدبو اس قدر ہوگی کہ ستر سال کی مسافت تک پہنچتی ہوگی۔ اس وقت حکم ہوگا کہ دوزخیوں میں سے ایک ایسے شخص کو جس کے برابر دنیا میں کسی نے آرائش وراحت کی زندگی نہ اٹھائی ہو اور ایک ایسے جنتی کو جس کے برابر تکالیف ومصائب دنیوی کسی نے نہ برداشت کی ہوں۔ حاضر کرو۔ جب دونوں پیش کر دیئے جائیں گے تو پھر ملائکہ کو حکم ہوگا کہ بہشتی کو بہشت کے دروازے پر اور دوزخی کو دوزخ کے دروازے پر تھوڑی تھوڑی دیر کے لیے کھڑا کر کے واپس لے آؤ جب وہ دونوں میدان محشر میں واپس آئیں گے تو بہشتی سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو نے اپنی تمام عمر میں کبھی سختی بھی دیکھی ہے کہے گا نہیں کیونکہ میرے رگ وریشے میں اس قدر راحت وفرحت سما گئی ہے کہ کوئی سختی میرے خیال تک میں نہیں رہی۔ پھر دوزخی سے سوال ہوگا کہ تو نے اپنی تمام عمر میں کبھی آرام بھی پایا تھا؟ کہے گا میرے روئیں روئیں میں اسقدر تکالیف، رنج والم و بے آرامی سرایت کر گئی ہے۔ کہ راحت کا خیال ووہم بھی تو نہیں رہا۔

اس کے بعد اعمال ذی صورت بنا کر پیش کر دیئے جائیں گے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد، عتاق، تلاوت قرآن، ذکر الٰہی وغیرہ وغیرہ عرض کریں گے، خداوندا! ہم حاضر ہیں سب کو حکم ہوگا تم سب نیک اعمال ہو اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو۔ موقع پر تم سب سے دریافت ہوگا۔ ان کے بعد اسلام حاضر ہو کر کہے گا۔ خداوندا تو سلام ہے میں اسلام ہوں۔ حکم ہوگا قریب آ کیونکہ آج تیری ہی وجہ سے لوگوں سے مواخذہ ہوگا اور تیرے ہی سبب سے لوگوں سے درگذر کی جائے گی۔ لفظ اسلام سے کلمہ توحید مراد ہے۔ واللہ اعلم۔ بعد ازاں ملائکہ کو حکم ہوگا کہ ہر ایک کے اعمال نامہ کو اس کے پاس بھیج دو۔ پس ہر ایک کا اعمالنامہ اس کے ہاتھ میں آ جائے گا۔ مؤمنین کے سامنے کے رخ سے دائیں ہاتھ میں کفار کو پشت کی طرف سے بائیں ہاتھ میں۔ جب ہر ایک اپنے اپنے اعمال نامے کو دیکھے گا تو حکم خدا کے بموجب ایک ہی نظر میں اپنے نیک و بد اعمال کو ملاحظہ کرے گا۔ لیکن ہر ایک کی حالت اصلی اور مرتبے کے اظہار کے لیے خداوند کی حکمت اس بات کی مقتضی ہوگی کہ ہر ایک سے اعمال کے متعلق سوال کیا جائے۔ اول کافروں سے توحید و شرک سے متعلق سوال ہوگا۔ وہ جواب دیتے ہوئے شرک سے صاف انکار کر دیں گے۔ کہ ہم نے ہرگز شرک نہیں کیا۔ ان کو قائل کرنے کے لیے زمین کے اس قطعہ کو جس پر وہ شرک کرتے تھے اور اس رات دن اور مہینے کو جس میں وہ کفر کرتے تھے اور حضرت آدم علیہ السلام کو جن پر ان کی اولاد کے روزانہ افعال ظاہر کیے جاتے تھے۔ اور ملائکہ کو جو انکے اقوال و افعال کو قلمبند کرتے تھے۔ بطور گواہ بلایا جائے گا۔ مگر جب کمال انکار کی وجہ سے تمام مذکورہ بالا شہادتیں ان کے لیے مسکت ثابت نہ ہوں گی تو ان کی زبانوں پر مہریں لگا دی جائیں گی تب ان کا ہر عضو اعمال سیئہ پر گویا ہو جائے گا۔ شہادت ختم ہونے پر اولاً وہ اپنے اعضاء پر لعن طعن کریں گے کہ ہم نے جو کچھ کیا تھا تمہارے ہی لیے کیا تھا۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم خدا کے حکم سے تمہاری تابعداری میں تھے اب اسی کے حکم سے گویا ہوئے بے شک تم ظالم تھے کیونکہ تم نے مالک حقیقی کی خلاف ورزی کر کے ہم کو بھی اپنے ساتھ مصیبت میں مبتلا کر دیا۔ خدا نے جو ہم کو تمہارا مطیع بنایا تھا اس کا تم نے کچھ شکریہ ادا نہیں کیا نہ ہماری تابعداری کی اصلی غرض سمجھنے کی کوشش کی۔ ہم تو سوائے سچ کے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ پس وہ لاچار ہو کر اپنے شرک و کفر کا اقرار کر لیں گے اور ملزم قرار پائیں گے۔ ثانیاً وہ طرح طرح کے عذر پیش کریں گے اول یہ کہیں گے کہ ہم احکام الٰہی کے جاننے سے بالکل بے خبر تھے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا کہ میں نے پیغمبروں کو معجزات دے کر بھیجا انہوں نے میرے احکام کو نہایت امانت داری کے ساتھ پہنچایا۔ تم نے کیوں غفلت کی اور احکام کو کیوں تسلیم نہیں کیا۔ جواب میں کہیں گے نہ تو ہمارے پاس کوئی پیغمبر آیا نہ کوئی حکم پہنچا۔ پس اول حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ آپ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے کہ اے جھوٹو! اے حق سے منہ موڑنے والو! کیا تم کو یاد نہیں کہ میں نے تم کو ساڑھے نو سو برس کی مدت دراز تک طرح طرح کے وعظ سنا کر عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ احکام الٰہی پہنچائے، کتنی محنت و کوشش کی اعلانیہ و پوشیدہ طور پر، خدا کی واحدانیت اور اپنی رسالت کے اثبات میں کس قدر کوشش و جانفشانی کی۔ کھلی دلیلوں اور معجزوں سے ان کو ثابت کیا کیا تمہیں یاد نہیں کہ فلاں مجلس میں میں نے تم سے اس طرح کہا تھا اور تم نے ایسا جواب دیا تھا۔ اسی طرح اپنی تبلیغ اور ان کے انکار کے دیگر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں تجھ سے نیکیاں کرنے اور برائیاں ترک کرنیکا سوال کرتا ہوں۔ (احمد)

قصص یاد دلائیں گے۔ مگر وہ صاف مکر جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم تمہیں جانتے بھی نہیں اور نہ کبھی تم سے کوئی خدائی حکم سنا۔ اس پر خداوند کریم ارشاد فرمائے گا کہ اے نوح اپنی تبلیغ رسالت کے گواہ پیش کرو آپ عرض کریں گے میرے گواہ امتیان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس اس امت کے علماء صدیقین اور شہداء حاضر کر دیئے جائیں گے وہ عرض کریں گے ہاں ہم ان کے گواہ ہیں بے شک تو نے ان کو رسول بنا کر تبلیغ احکام کے لیے اس قوم کے پاس بھیجا تھا۔ ہماری دلیل یہ ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحاً اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ الخ امت نوح علیہ السلام کے کافر کہیں گے کہ نہ تو تم ہمارے زمانے میں تھے نہ تم نے ہماری حالت دیکھی نہ ہماری گفتگو سنی۔ پھر تمہاری شہادت ہمارے مقدمہ میں کیونکر قابل سماعت ہو سکتی ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے کہ جو کچھ میری امت نے کہا وہ بالکل بجا و درست ہے۔ کیونکہ ان کو اس حقیقت حال کا ثبوت دنیا میں بذریعہ خبر الٰہی جو معائنہ و مشاہدہ سے کہیں قوی ہے پہنچا ہے۔ تب جا کر یہ کافر ساقط ہو کر ملزم قرار پائیں گے۔ ان کے بعد اسی طرح حضرت ھود علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ علیہم السلام کی امتیں بالترتیب مقابلہ و مباحثہ کر کے بالآخر قائل ہو جائیں گی۔ اور ملزم قرار پائیں گی۔ اس کے بعد عذر و معذرت کرتے ہوئے کہیں گے۔ اے خداوند فی الواقع ہم نے نہیں سمجھا خطاوار گنہگار ہیں۔ لیکن ان تمام خرابیوں کے باعث اور لوگ تھے پس ہمارے عذاب کو ان کی گردنوں پر رکھ اور ہم کو دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ وہاں تیرے احکام کو قبول کر کے نیک عمل کریں۔ بارگاہ ایزدی سے جواباً ارشاد ہوگا کہ تمہارا عذر قابل سماعت نہیں۔ جو سمجھانے کا حق تھا وہ ادا ہو چکا تم کو ہم نے مدت دراز تک فرصت دی تھی۔ اب دنیا میں واپس جانا ناممکن ہے۔ پس ان کے جو کچھ نیک اعمال ہوں گے وہ نیست و نابود کر دیے جائیں گے اور اعمال بد کو برقرار رکھا جائے گا۔ کیونکہ انہوں نے اپنے زعم میں جو کچھ نیک اعمال بتوں کے لیے کیے تھے وہ بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ماسوا ان کے جو کچھ انہوں نے خدا کے لیے کیے تھے۔ ان کا یہ سبب جہالت و معرفت و مخالفت احکام الٰہی دنیا میں صلہ دے دیا گیا۔ اس لیے آخرت میں جزا کے مستحق نہ رہے۔ پس حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ اپنی اولاد میں سے دوزخیوں کا گروہ علیحدہ کر دو۔ آپ عرض کریں گے کس حساب سے۔ ارشاد باری ہوگا کہ فی ہزار ایک آدمی جنت کے لیے اور نو سو ننانوے دوزخ کے واسطے۔ اس وقت لوگوں میں اس قدر ہلچل ہو گی کہ بیان سے باہر ہے۔

فوائد القرآن (۳ جلد)

برصغیر کے اکابر مفسرین کرام کی مستند تفاسیر سے عام فہم تفسیری فوائد سے مزین دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق

ترتیب و کاوش: حضرت مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہ

چند اہم خصوصیات: تفسیری فوائد آسان انداز میں صفحہ بہ صفحہ ہر رکوع کے ختم پر رکوع کے جملہ مضامین کا مختصر خلاصہ..... آیات قرآنیہ کے شان نزول کا التزام روزمرہ کی ضرورت کے جدید مسائل و معارف..... ہر سورہ کی ابتدا میں سورۃ کا عام فہم تعارف جس کے تناظر میں مکمل سورۃ کے مضامین بہ آسانی سمجھ میں آ جائیں..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم..... صحابہ کرام..... تابعین اور اسلاف امت کے تلاوت قرآن کے احوال و کیفیات کی نشاندہی جو قارئین پر وجد آمیز کیفیت اور انقلاب پیدا کر دیں..... مستند کتب سے قرآنی اعمال وظائف وخواص اور اکابرین کے مجربات کی نشاندہی... اس کے علاوہ اور بہت سی خصوصیات

رابطہ کیلئے 0322-6180738

باب ۲۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

احوال قبر

''ہر جاندار کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ اور تم کو تمہاری پوری مزدوری تو بس قیامت ہی کے دن ملے گی۔ تو جو شخص دوزخ سے بچالیا گیا''

برزخ اور اہل برزخ کے حالات، مؤمن کے لیے قبر کی روشنی، قبر کی کشادگی، مؤمن کا اعزاز و اکرام اور قبر میں منکر نکیر کا سوال و جواب، نافرمانوں کے لیے قبر کی تنگی، اور دردناک سزائیں، قیامت، حشر نشر، میدان حشر کی نفسانفسی، دھوپ اور بھوک پیاس، حساب کتاب اور ہاتھ پیروں کی گواہی، اہل دوزخ اور دوزخ کے المناک عذاب، اژدھے، سانپ، بچھو، کانٹے دار کھانے، کھولتا ہوا گرم پانی، اور بدبودار خون اور پیپ کا پینا، پل صراط وغیرہ سے گذرنے کی حالتیں اور اہل جنت کے انعامات، حوض کوثر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شفاعت فرمانا اور جنتوں میں قسم قسم کی نعمتیں، نہریں، باغات اور میوہ جات، حور وقصور، بالاخانے اور بازار، اور اللہ کا دیدار جس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ یہ سب چیزیں تفصیل سے ذکر کی گئی ہیں اور پوری کتاب کو قرآن شریف کے حوالوں سے مستند اور مزین کیا گیا ہے۔

موت کے وقت اور موت کے بعد مؤمن کا اعزاز

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ میں قبرستان گئے۔ جب قبر تک پہنچے تو دیکھا ابھی لحد نہیں بنائی گئی ہے اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس باادب اس طرح بیٹھ گئے کہ جیسے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ایک لکڑی تھی جس سے وہ زمین کریدر ہے تھے جیسے کوئی غمگین کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ قبر کے عذاب سے پناہ مانگو۔ دو یا تین مرتبہ یہی فرمایا۔ پھر فرمایا کہ بلاشبہ جب مؤمن بندہ دنیا سے جانے اور آخرت کا رخ کرنے کو ہوتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے فرشتے آتے ہیں۔ جن کے سفید چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ جنتی کفن ہوتا ہے اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے۔ یہ فرشتے اس قدر ہوتے ہیں کہ جہاں تک اس کی نظر پہنچے وہاں تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر (حضرت) ملک الموت تشریف لاتے ہیں۔ حتی کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں اے پاکیزہ روح اللہ کی مغفرت اور اس کی رضامندی کی طرف نکل کر چل۔ چنانچہ اس کی روح اس سہولت سے نکل آتی ہے جیسے مشکیزہ میں سے (پانی کا قطرہ) بہتا ہوا باہر آجاتا ہے۔ پس اسے حضرت ملک الموت علیہ السلام لے لیتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے فرشتے (جو دور تک بیٹھے ہوتے ہیں) پل بھر بھی ان کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے حتیٰ کہ اسے لے کر اسی کفن اور خوشبو میں رکھ کر آسمان کی طرف چل دیتے ہیں۔ اس خوشبو کے متعلق ارشاد فرمایا کہ زمین پر جو بھی عمدہ سے عمدہ خوشبو مشک کی پائی گئی ہے اس جیسی وہ خوشبو ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ اس روح کو لے کر فرشتے (آسمان کی طرف) چڑھنے لگتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت پر بھی ان کا گذر ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ کون پاکیزہ روح ہے؟ وہ اس کا اچھے سے اچھا نام لیکر جواب دیتے ہیں۔ جس سے دنیا میں بلایا جاتا تھا۔ کہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے۔ اسی طرح پہلے آسمان تک پہنچتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں چنانچہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور وہ اس روح کو لے کر اوپر چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں ہر آسمان کے مقربین دوسرے آسمان تک اسے رخصت کرتے ہیں۔ (جب ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندہ کو کتاب علیین میں لکھ دو اور اسے زمین پر واپس لے جاؤ کیونکہ میں نے انسان کو زمین ہی سے پیدا کیا ہے اور اسی میں ان کو لوٹا دوں گا۔ اور اسی سے ان کو دوبارہ نکالوں گا۔ چنانچہ اس کی روح اس کے جسم میں واپس کر دی جاتی ہے۔ اس کے بعد دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں جو آکر اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں۔ کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ یہ صاحب کون ہیں؟ جو تمہارے اندر بھیجے گئے؟ وہ کہتا ہے وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر اس سے دریافت کرتے ہیں کہ تیرا عمل کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی۔ سو اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں تجھ سے راستی اور ہدایت کا سوال کرتا ہوں۔ (النسائی)

اس کے بعد ایک منادی آسمان سے آواز دیتا ہے۔ (جو اللہ کا منادی ہوتا ہے) کہ میرے بندہ نے سچ کہا سو اس کے لیے جنت کے بچھونے بچھا دو۔ اور اس کو جنت کے کپڑے پہنا دو اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ چنانچہ جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ جس کے ذریعے جنت کا آرام اور خوشبو آتی رہتی ہے اور اس کی قبر اتنی کشادہ کر دی جاتی ہے کہ جہاں تک اس کی نظر پہنچے۔

اس کے بعد نہایت خوبصورت چہرے والا، بہترین لباس والا اور پاکیزہ خوشبو والا ایک شخص اس کے پاس آکر کہتا ہے کہ خوشی کی چیزوں کی بشارت سن لے یہ تیراوہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ وہ کہتا ہے تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ حقیقت میں چہرہ کہنے کے لائق ہے اور اس لائق ہے کہ اچھی خبر لائے۔ وہ کہتا ہے کہ میں تیرا عمل صالح ہوں۔

اس کے بعد وہ خوشی میں کہتا ہے کہ اے رب! قیامت قائم فرما۔ اے رب! قیامت قائم فرما تا کہ میں اپنے اہل وعیال اور مال میں پہنچ جاؤں۔

کافر کی ذلت:

اور بلاشبہ جب کافر بندہ دنیا سے جانے اور آخرت کا رخ کرنے کو ہوتا ہے تو سیاہ چہروں والے فرشتے آسمان سے اس کے پاس آتے ہیں جن کے ساتھ ٹاٹ ہوتے ہیں اور اس کے پاس اتنی دور تک بیٹھ جاتے ہیں جہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہے۔ پھر ملک الموت تشریف لاتے ہیں۔ حتی کہ اسکے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں اے خبیث جان! اللہ کی ناراضگی کی طرف نکل، ملک الموت کا یہ فرمان سن کر روح اس کے جسم میں ادھر ادھر بھاگتی پھرتی ہے۔ لہٰذا ملک الموت اس کی روح کو جسم سے اس طرح نکالتے ہیں جیسے بوٹیاں بھوننے کی سیخ بھیگے ہوئے اون سے صاف کی جاتی ہے۔ یعنی کافر کی روح کو جسم سے زبردستی اس طرح نکالتے ہیں جیسے بھیگا ہوا اون کانٹے دار سیخ پر لپٹا ہوا ہو اور اس کو زور سے کھینچا جائے۔ پھر اس کی روح کو ملک الموت اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں اور ان کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے فرشتے پلک جھپکنے کے برابر بھی ان کے پاس نہیں چھوڑتے حتی کہ فوراً ان سے لیکر اس کو ٹاٹوں میں لپیٹ دیتے ہیں جو ان کے پاس ہوتے ہیں۔ اور ان ٹاٹوں میں ایسی بدبو آتی ہے۔ جیسی بھی کسی بدترین سڑی ہوئی مردہ نعش سے روئے زمین پر بدبو پھوٹتی ہو۔ وہ فرشتے اسے لیکر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت پر بھی پہنچتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ کون خبیث روح ہے۔ وہ اس کا برے سے برا وہ نام لیکر کہتے ہیں جس سے وہ دنیا میں بلایا جاتا تھا فلاں کا بیٹا فلاں ہے۔ حتی کہ وہ اسے لیکر پہلے آسمان پر پہنچتے ہیں۔ اور دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں مگر اس کے لیے دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ جیسے اللہ جل شانہ نے فرمایا:

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِىْ سَمِّ الْخِيَاطِ (سورۃ اعراف)

''ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور نہ وہ کبھی جنت میں داخل ہوں گے۔ جب تک اونٹ سوئی کے ناکہ میں نہ چلا جائے۔ اور اونٹ سوئی کے ناکہ میں جا نہیں سکتا لہٰذا وہ بھی جنت میں نہیں جاسکتے''۔

پھر اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ اس کو کتاب سجین میں لکھ دو۔ جو سب سے نیچے زمین میں ہے۔ چنانچہ اس کی روح وہیں سے پھینک دی جاتی ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِىْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ (سورۃ حج)

اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر پرندوں نے اسکی بوٹیاں نوچ لیں۔ یا اس کو ہوا نے دور دراز جگہ میں لے جاکر پھینک دیا۔

پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں۔ کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں۔ پھر اس سے دریافت کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے نہیں پتہ۔ پھر اس سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ شخص کون ہے جو تمہارے اندر بھیجے گئے ہیں؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے نہیں پتہ۔

جب یہ سوال و جواب ہو چکتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا اس کے نیچے آگ بچھا دو اور اس کے لیے دوزخ کا دروازہ کھول دو۔ چنانچہ دوزخ کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور دوزخ کی تپش اور سخت گرم لو آتی رہتی ہے اور قبر اس پر تنگ کر دی جاتی ہے۔ حتی کہ اس کی پسلیاں بھینچ کر آپس میں ادھر ادھر چلی جاتی ہیں۔ اور اس کے پاس ایک شخص آتا ہے جو بدصورت اور برے کپڑے پہنے ہوئے ہوتا ہے اس کے جسم سے بری بدبو آتی ہے۔ وہ شخص اس سے کہتا ہے کہ مصیبت کی خبر سن لے۔ یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ میں تیرا برا عمل ہوں۔ یہ سن کر وہ اس ڈر سے کہ میں قیامت میں یہاں سے زیادہ عذاب میں گرفتار ہوں گا یوں کہتا ہے کہ اے رب قیامت قائم نہ کر۔

ایک روایت میں ہے جب مؤمن کی روح نکلتی ہے تو آسمان و زمین کے درمیان کا ہر فرشتہ اور وہ سب فرشتے جو آسمان میں ہیں۔ سب کے سب اس پر رحمت بھیجتے ہیں اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ہر دروازے والے فرشتے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح کو ہماری طرف سے لیکر چڑھایا جائے اور کافر کے بارے میں فرمایا کہ اس کی جان رگوں سمیت نکالی جاتی ہے۔ اور آسمان و زمین کے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ دعاء میں الحاح و اصرار کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔'' (عقیلی)

درمیان کا ہر فرشتہ اور وہ سب فرشتے جو آسمان میں ہیں سب کے سب اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور اس کے لیے آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور ہر دروازے والے اللہ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ اس کی روح کو ہماری طرف سے لیکر نہ چڑھایا جائے۔

مؤمن، کا قبر میں نماز کا دھیان:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مؤمن کو قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اس کو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے سورج چھپ رہا ہو سو جب اس کی روح لوٹائی جاتی ہے تو آنکھیں ملتا ہوا اٹھ کر بیٹھتا ہے اور فرشتوں سے کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھتا ہوں۔

ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ گویا وہ اس وقت اپنے آپ کو دنیا ہی میں تصور کرتا ہے کہ سوال و جواب کو رہنے دو مجھے فرض ادا کرنے دو۔ وقت ختم ہوا جا رہا ہے میری نماز جاتی رہے گی۔ پھر لکھتے ہیں کہ یہ بات وہی کہے گا جو دنیا میں نماز کا پابند تھا۔ اور اس کو ہر وقت نماز کا خیال لگا رہتا تھا۔

● اس سے بے نمازیوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے اور اپنے حال کا اس سے اندازہ لگائیں اور اس بات کو خوب سوچیں کہ جب اچانک سوال ہوگا تو کیسی پریشانی ہوگی؟

قبر میں مؤمن کا بے خوف ہونا اور اسکے سامنے جنت پیش ہونا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ مردہ اپنی قبر میں پہنچ کر بے خوف اور با اطمینان بیٹھتا ہے پھر اس سے سوال کیا جاتا ہے۔ (تو دنیا میں) کس دین میں تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں اسلام میں تھا۔ پھر اس سے سوال ہوتا ہے کہ (تیرے عقیدے میں) یہ کون ہیں۔ (جو تمہاری طرف بھیجے گئے) وہ جواب دیتا ہے کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ہمارے پاس اللہ کے پاس سے کھلے معجزے لیکر آئے سو ہم نے ان کی تصدیق کی۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے کیا تو نے اللہ کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ (دنیا میں) کوئی آدمی اللہ کو نہیں دیکھ سکتا پھر میں کیسے دیکھ لیتا؟

پھر اس کے سامنے دوزخ کی طرف سے ایک روشندان کھولا جاتا ہے (جس کے ذریعے) وہ دوزخ کو دیکھتا ہے کہ آگ کے انگارے آپس میں ایک دوسرے کو کھاتے جاتے ہیں۔ (جب وہ دوزخ کا منظر دیکھ لیتا ہے) تو اس سے کہتے ہیں کہ دیکھ اللہ نے تجھے کس مصیبت سے بچایا۔ پھر اس کے سامنے جنت کی طرف سے ایک روشندان کھولا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ جنت کی رونق اور جنت کی دوسری چیزیں دیکھ لیتا ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ جنت تیرا ٹھکانہ ہے۔ تو یقین پر ہی زندہ رہا اور یقین ہی پر قیامت کے روز قبر سے اٹھے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

پھر فرمایا کہ نافرمان خوفزدہ اور گھبرایا ہوا اپنی قبر میں بیٹھتا ہے اس سے سوال ہوتا ہے کہ تو دنیا میں کس دین میں تھا۔ وہ جواب دیتا ہے کہ مجھے پتہ نہیں۔ پھر اس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال ہوتا ہے کہ تیرے عقیدہ میں یہ کون ہیں؟ وہ کہتا ہے کہ اس بارے میں میں نے وہی کہا جو اور لوگوں نے کہا۔ پھر اس کے سامنے جنت کی طرف ایک روشندان کھولا جاتا ہے۔ جس کے ذریعے وہ اس کی رونق اور اس کے اندر کی دوسری چیزیں دیکھ لیتا ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ دیکھ تو نے خدا کی نافرمانی کی۔ خدا نے تجھے کس نعمت سے محروم کیا۔

پھر اس کے سامنے دوزخ کی طرف ایک روشندان کھولا جاتا ہے۔ جس کے ذریعے وہ دوزخ کو دیکھ لیتا ہے۔ کہ آگ کے انگارے ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہیں۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے تو شک ہی پر زندہ رہا اور شک ہی پر تجھے موت آئی۔ اور ان شاء اللہ قیامت کو بھی اسی شک پر اٹھے گا۔

مؤمن سے فرشتوں کا کہنا کہ دلہن کی طرح سو جا اور منافق اور کافر کو زمین کا بھینچنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جن کا رنگ سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوتی ہیں جن میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں کہ تو کیا کہتا ہے ان صاحب کے بارے میں جو تمہاری طرف بھیجے گئے اگر وہ مؤمن ہے تو جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

یہ سن کر وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم تو جانتے تھے کہ تو ایسا ہی جواب دے گا پھر اس کی قبر ستر ہاتھ مربع کشادہ کر دی جاتی ہے۔ پھر منور کر دی جاتی ہے۔ پھر اس سے کہہ دیا جاتا ہے کہ اب تو سو جا۔ وہ کہتا ہے کہ میں تو اپنے گھر والوں کو اپنا حال بتانے کے لیے جاتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں یہاں آ کر جانے کا قانون نہیں! تو سو جا جیسا کہ دلہن سوتی ہے۔ جسے اسکے شوہر کے سوا کوئی نہیں اٹھا سکتا۔ لہٰذا وہ آرام سے قبر میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ اسے قیامت کے روز اس جگہ سے اٹھائے گا۔

اور اگر مرنے والا منافق ہوتا ہے تو وہ منکر نکیر کو جواب دیتا ہے کہ میں نے جو لوگوں کو کہتے سنا وہی کہا۔ اس سے زیادہ میں نہیں جانتا۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں تجھ سے قیامت کی نعمت اور خوف والے روز میں امن کا سوال کرتا ہوں (مسند الفردوس)

تو خوب جانتے تھے کہ تو ایسا ہی جواب دے گا۔ پھر زمین سے کہا جاتا ہے کہ اس کو بھینچ دے چنانچہ زمین اس کو بھینچ دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر چلی جاتی ہیں۔ پھر وہ قبر کے اندر عذاب میں مبتلا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کو خدا اسے وہاں سے اٹھائے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۵ از ترمذی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ایمان والے عالم برزخ میں مطمئن ہوں گے اور ان کے ہوش وحواس سالم رہیں گے حتیٰ کہ ان کو نماز کا دھیان ہوگا۔ فرشتوں کے سوال کا جواب دینے میں بےخوف ہوں گے۔ اور جب اپنا اچھا حال دیکھ لیں گے۔ تو پھر گھر والوں کو خوشخبری دینے کے لیے فرشتوں سے کہیں گے۔ کہ میں ابھی نہیں سوتا گھر والوں کو خبر کرنے جاتا ہوں۔ اور انتہائی خوشی میں اپنا انجام بخیر دیکھ کر فوراً ہی قیامت قائم ہونے کا سوال کریں گے تاکہ جلد سے جلد جنت میں پہنچیں۔ جس پر خداوند عالم کا کرم ہو اس کے ہوش وحواس باقی رہتے ہیں اور اس سے اللہ جل شانہ صحیح جواب دلاتے ہیں جیسا کہ سورۂ ابراہیم میں فرمایا۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ. "ایمان والوں کو اللہ اس پکی بات یعنی کلمہ طیبہ سے دنیا اور آخرت میں مضبوط رکھتا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قبر کے جانچنے والوں (یعنی منکر نکیر) کا تذکرہ فرمایا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس وقت ہماری عقلیں واپس کر دی جائیں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اس وقت ایسے ہی ہو گے جیسے آج ہو۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ اس کے منہ میں پتھر۔ یعنی جب عقل ٹھیک ہوگی اور ایمان کی دولت کو ساتھ لیکر جاؤں گا تو سوال وجواب سے ڈرنا کیا؟ میں ان کو ایسا جواب دوں گا کہ جیسے سوال کرنے والے کے منہ میں پتھر دے دیا جاتا ہے۔

برزخ والوں کا مؤمن سے پوچھنا کہ فلاں کا کیا حال ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب فرشتے مؤمن کی روح کو لیکر ان مؤمنین کی ارواح کے پاس لے جاتے ہیں جو پہلے سے جا چکے ہیں تو وہ ارواح اس کے پہنچنے پر ایسی خوش ہوتی ہیں کہ اس دنیا میں تم بھی اپنے کسی غائب کے آنے پر اتنا خوش نہیں ہوتے۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں کا کیا حال ہے۔ پھر وہ خود ہی آپس میں کہتے ہیں۔ کہ اچھا ابھی ٹھہرو پھر پوچھ لینا، چھوڑ دو ذرا آرام کرنے دو۔ چونکہ دنیا کے غم میں مبتلا تھا۔ پھر وہ بتانے لگتا ہے کہ فلاں اس طرح ہے اور فلاں اس طرح ہے۔ اور وہ کسی شخص کے بارے میں کہتا ہے کہ جو اس سے پہلے مر چکا تھا۔ کہ وہ تو مر گیا کیا تمہارے پاس نہیں آیا۔ یہ سن کر وہ کہتے ہیں جب وہ دنیا سے آ گیا اور ہمارے پاس نہیں آیا تو ضرور اس کو دوزخ میں پہنچا دیا گیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۴۲)

برزخ والوں پر زندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں:

طبرانی میں ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ تمہارے اعمال تمہارے رشتہ داروں اور خاندان والوں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں جو آخرت میں پہنچ چکے ہیں۔ اگر تمہارا عمل نیک ہو تو وہ خوش ہوتے ہیں اور خداوند کریم سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! یہ آپ کا فضل اور رحمت ہے۔ سو آپ اپنی نعمت اس پر پوری فرما دیجئے اور اسی پر اس کو موت دیجئے اور اگر برا عمل ان کے سامنے پیش ہوتا ہے تو کہتے ہیں اے اللہ اس کے دل میں نیکی ڈال دے۔ جو تیری رضا اور تیرے قرب کا سبب ہو جائے۔ (مجمع الزوائد ص ۳۲۷ ج ۲)

قبر کا مؤمن کو دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے ماں بیٹے کا سر دباتی ہے

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سے آپ نے منکر نکیر کی ہیبت ناک آواز اور قبر کے بھینچنے کا ذکر فرمایا ہے۔ اس وقت سے مجھے کسی چیز سے تسلی نہیں ہوتی ہے اور دل کی پریشانی دور نہیں ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! منکر نکیر کی آواز مؤمن کے کانوں میں ایسی ہوگی جیسے ایک سریلی آواز کانوں میں بھلی معلوم ہوتی ہے جیسے آنکھوں میں سرمہ لگانے سے آنکھوں کو لذت محسوس ہوتی ہے اور مؤمن کو قبر کا دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے کسی کے سر میں درد ہو اور اس کی شفقت والی ماں آہستہ آہستہ اپنے بیٹے کا سر دباتی ہے اور وہ اس سے آرام وراحت پاتا ہے۔ اور یاد رکھ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اللہ کے بارے میں شک کرنے والوں کے لیے بڑی خرابی ہے اور قبر میں اس طرح بھینچے جائیں گے جیسے انڈے پر پتھر رکھ کر دبا دیا جائے۔ (شرح الصدور ص ۴۶)

زمین وآسمان کا مؤمن سے محبت کرنا اور اس کی موت پر رونا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر انسان کے لیے آسمان کے دو دروازے ہیں ایک دروازے سے اس کا عمل چڑھتا ہے اور دوسرے دروازے سے اس کا رزق اترتا ہے جب مؤمن مر جاتا ہے تو دونوں دروازے اس کے مرنے پر روتے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۵۱ از ترمذی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک جب مؤمن مرجاتا ہے تو اس کے مرنے پر قبرستان اپنے آپ کو سجا لیتے ہیں لہٰذا ان کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہوتا جو یہ تمنا نہ کرتا ہو کہ یہ مجھ میں دفن ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مؤمن کے مرنے پر چالیس دن تک زمین روتی ہے اور یہ مضمون حضرت مجاہد تابعی سے بھی منقول ہے۔ (شرح الصدور ص ۱۴)

حضرت عطاء الخراسانی فرماتے ہیں کہ جو بندہ زمین کے کسی حصے میں سجدہ کرتا ہے وہ حصہ قیامت کے روز اس کے حق میں گواہی دے گا اور اس کے مرنے کے دن روئے گا۔ (ایضاً از ابونعیم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ کسی سے دریافت فرمایا کہ کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا بازار کا قصد ہے۔ فرمایا ہو سکے تو میرے لیے موت خرید تے لانا۔ مطلب یہ تھا کہ ہمیں اس دنیا میں رہنا پسند نہیں ہے اگر قیمت سے بھی موت ملے تو خرید لیں۔

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جو شخص سب سے پہلے فلاں چیز چھولے تو وہ اسی وقت مرجائے گا تو مجھ سے پہلے کوئی شخص اس چیز کو نہیں چھو سکتا ہاں اگر مجھ سے زیادہ دوڑ سکتا ہو اور مجھ سے پہلے پہنچ جائے تو اور بات ہے۔ (شرح الصدور ص ۵ از ابن سعد)

مؤمن ہوتا ہے تو نماز اس کے سرہانے آجاتی ہے۔ اور روزے اس کے داہنی طرف آجاتے ہیں اور زکوٰۃ اس کے بائیں طرف آجاتی ہے اور نفل کام جو کیے تھے مثلاً صدقہ اور نفل نماز اور لوگوں کے ساتھ جو خیر اور نیکی بھلائی کی تھی وہ اس کے پیروں کی طرف آجاتی ہے اگر اس کے سرہانے کی جانب سے عذاب آتا ہے تو نماز کہتی ہے میری طرف سے جگہ نہ ملے گی۔ پھر اس کی داہنی طرف سے عذاب آتا ہے تو روزے کہتے ہیں کہ ہماری طرف سے جگہ نہ ملے گی پھر بائیں طرف سے عذاب آتا ہے تو زکوٰۃ کہتی ہے کہ میری طرف سے جگہ نہ ملے گی۔ پھر پیروں کی طرف سے عذاب آتا ہے تو امور خیر صدقہ اور احسان کے کام جو لوگوں کے ساتھ کیے تھے وہ کہتے ہیں کہ ہماری جانب سے جگہ نہ ملے گی۔ (الترغیب والترہیب ص ۱۷۳ ج ۴)

سورۂ ملک اور الم سجدہ پڑھنے والا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے ایک قبر پر خیمہ لگا لیا اور ان کو پتہ نہ تھا کہ یہ قبر ہے۔ خیمے میں بیٹھے بیٹھے اچانک دیکھتے کیا ہیں کہ اس میں ایک انسان ہے جو سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک پڑھ رہا ہے۔ پڑھتے پڑھتے اس نے پوری سورت ختم کر دی۔ یہ واقعہ انہوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورت عذاب روکنے والی ہے اور اس کو اللہ کے عذاب سے بچا رہی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۸۷ از ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ قرآن میں ایک سورت ہے جس کی تیس آیتیں ہیں اس نے ایک شخص کی سفارش کی یہاں تک کہ وہ بخش دیا گیا۔ پھر فرمایا کہ وہ سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک ہے۔ (المشکوٰۃ المصابیح ص ۱۸۷ از ترمذی وابوداؤد وغیرہ)

حضرت خالد بن معدان تابعی سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک اور سورۂ الم سجدہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والے کے لیے قبر میں اللہ سے جھگڑیں گی اور دونوں میں سے ہر ایک کہے گی کہ ''اے اللہ اگر میں تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو مجھے اپنی کتاب میں سے مٹا دے'' یہ بھی فرماتے تھے کہ یہ پروں کی طرح اپنے پڑھنے والوں پر پر پھیلا دیں گی اور اسے عذاب قبر سے بچا لیں گی۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۸۹ از دارمی)

ان دونوں سورتوں کو عذاب قبر سے بچانے میں بڑا دخل ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا روایت سے ظاہر ہوا ایک حدیث میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں سورتوں کو پڑھے بغیر نہ سوتے تھے۔ (المشکوٰۃ المصابیح ص ۱۸۸ از ترمذی وغیرہ)

فائدہ: جس طرح سورۂ الم سجدہ اور سورۂ ملک قبر کے عذاب سے بہت زیادہ بچانے والی ہیں اسی طرح چغل خوری کرنا اور پیشاب سے نہ بچنا دونوں فعل عذاب قبر میں بہت زیادہ مبتلا کرنے والے ہیں۔

پیٹ کے مرض میں مرنے والا:

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو اس کے پیٹ کے مرض نے قتل کیا اس کو قبر میں عذاب نہ دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۳۷ از احمد والترمذی)

پیٹ کے مرض کئی ہیں ان میں سے جو بھی موت کا سبب بن جائے اس کو قبر میں عذاب نہ ہوگا۔ ہر ایک کو حدیث شریفہ کا مضمون شامل ہے۔ مثلاً استسقاء ہیضہ، پیٹ کا درد وغیرہ۔

جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن مرنے والا:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرتا ہے اس کو خدا قبر کے فتنہ سے محفوظ رکھتا ہے۔

رمضان میں مرنے والا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ بلاشبہ رمضان کے مہینہ

میں مردوں سے قبر کا عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص جمعہ کے دن وفات پاگیا وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔

مجاہد اور مرابط اور شہید:

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے پاس شہید کے لیے چھ انعام ہیں۔(۱) خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی بخش دیا جاتا ہے اور جنت میں جو اس کا ٹھکانہ ہے وہ اسے دکھایا جاتا ہے۔ (۲) اور وہ قبر کے عذاب سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ (۳) اور وہ بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا۔ (جو صور پھونکے جانے کے وقت لوگوں کو ہوگی) اور۔ (۴) اس کے سر پر عزت کا تاج رکھا جائے گا۔ جس کا (ایک ایک) یاقوت دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب سے بہتر ہوگا اور۔ (۵) بہتر حور عین اس کے جوڑے کے لیے دی جائیں گی اور (۶) ستر رشتہ داروں کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اسلامی ملک کی حفاظت کے لیے سرحد پر ایک دن ایک رات گذارنا ایک مہینہ کے (نفلی) روزے رکھنے اور راتوں رات نماز میں ایک ماہ تک کھڑے رہنے سے بہتر ہے۔ اور یہ حفاظت کرنے والا اگر (اسی حالت میں) مرگیا تو جو عمل وہ کرتا تھا اس کا ثواب اس کے لیے برابر (قیامت تک) جاری رکھا جائے گا اور اس کا رزق جاری رہے گا۔ (جو شہیدوں کے لیے جاری رہتا ہے) اور قبر میں فتنہ ڈالنے والوں سے امن میں رہے گا۔

(مشکوۃ المصابیح ص ۳۲۹ از صحیح مسلم)

ایک شخص کو زمین نے قبول نہ کیا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا وہ اسلام سے پھر کر مشرکین سے جاملا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں بددعا فرمائی کہ اس کو زمین قبول نہ کریگی۔ اس کے بعد جب وہ مرگیا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اسکی قبر کی طرف تشریف لے گئے تو اسے قبر سے باہر پڑا ہوا پایا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے وہاں کے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ اس کو ہم نے کئی بار دفن کیا مگر زمین نے اسے قبول نہیں کیا۔ ہر بار اس کو زمین نے باہر پھینک دیا۔ لہٰذا ہم نے باہر ہی چھوڑ دیا۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۵۳۵ از بخاری و مسلم)

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ موت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک برتن میں پانی تھا آپ اپنا ہاتھ تر کر کے بار بار چہرہ پر پھیرتے اور فرماتے تھے لا الہ الا اللہ موت کی بڑی سختی ہوتی ہے۔

روایت ہے کہ ابراہیم بن ابی عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہ مجھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خبر معلوم ہوئی کہ جب مؤمن مر جاتا ہے اور جنت میں اپنا مرتبہ دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے تمنا کرتا ہے کہ مجھ کو دوبارہ دنیا میں لوٹا دیا جائے تاکہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھوں۔

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ موت مفت کی چیز ہے (مثل مال غنیمت کے) اور نافرمانی مصیبت ہے اور فقر و تنگدستی آرام کی چیز ہے۔ اور تونگری عذاب ہے اور عقل تحفہ ہے اور نادانی گمراہی ہے اور ظلم شرمندہ کرنے والا ہے اور عبادت آنکھ کی ٹھنڈک ہے، رونا اللہ کے خوف سے نجات ہے، آگ جہنم سے اور ہنسنا بدن کی خرابی ہے اور توبہ کرنے والا گناہ سے مثل اس شخص کے ہے جو بے گناہ ہے۔

روایت ہے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کے پاس تم لوگ حاضر رہو اور لا الہ الا اللہ پڑھ کر سناؤ اور جنت کی خوشخبری سناؤ۔ کیونکہ جو مرد اور عورت سمجھدار اور عقل مند ہیں وہ بھی اس وقت میں گھبرا جاتے ہیں اور شیطان ان کے پاس آ کر اپنی فکر میں رہتا ہے۔ قسم اس ذات پاک کی کہ ملک الموت کا دیکھنا ہزار تلوار مارنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔

روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب مؤمن پر موت کی شدت اور سختی ہوتی ہے تو اس کے اعضاء آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں السلام علیکم ہم تم سے قیامت تک کے لیے جدا ہوتے ہیں۔ اور تم ہم سے قیامت تک کے لیے جدا ہوتے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں میت کے لیے مرنے سے کچھ پہلے اس طرح دعا کرتے تھے یا اللہ اس کو بخش دے اور اس کے سونے کی جگہ ٹھنڈی کر دے اور اسکی قبر کشادہ کر اور بعد مرنے کے آرام سے رکھ۔ اور اس کی روح کو نیکوں کی روح سے ملا دے۔

دوسری روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کیوں نہ بتاؤں تم لوگوں کو اسم اعظم حضرت یونس علیہ السلام کی دعا یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

جو مسلمان اپنے مرض موت میں چالیس بار اس کو پڑھے اور مرجائے تو شہید کا ثواب اس کو دیا جاوے اور اگر اچھا ہوگیا تو بھی گناہوں سے پاک و صاف ہوگیا۔

جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ملک الموت سب لوگوں میں نماز تلاش کرتے ہیں اور جب موت کے وقت روح قبض کرنے آتے ہیں تو اگر میت نمازی ہے تو شیطان کو جو اس کے پاس ہے دفع کرتے ہیں اور ایسی مشکل کے وقت اس کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سکھاتے ہیں اس

کے بعد روح قبض کرتے ہیں۔

روایت ہے حسن رضی اللہ عنہ سے کہ زمین پر جس قدر مکان ہیں ہر ایک مکان والے کو روزانہ تین بار ملک الموت تلاش کرتے ہیں جس کو دیکھتے ہیں کہ اس کی روزی ختم ہوگئی ہے اور عمر کی مدت پوری ہو چکی ہے اس کی روح قبض کرتے ہیں۔ پھر جب گھر والے روتے چلاتے ہیں تو ملک الموت دروازہ پر کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے تمہارے ساتھ کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابعدار ہیں قسم خدا کی ہم نے اس کی روزی کو نہیں چھین لیا اس کی عمر نہیں گھٹائی۔ ہم پھر تمہارے پاس آویں گے اور پھر آویں گے۔ یہاں تک کہ تم میں سے کسی کو جیتا نہ چھوڑیں گے۔ حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں خدا کی قسم اگر گھر والے ان کو دیکھتے اور ان کا کلام سنتے تو اپنے مردہ کو بھول جاتے اور اپنی حالت پر روتے۔

روایت ہے خیثمہ رضی اللہ عنہ سے کہ ملک الموت ایک بار حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس میں آئے اور ایک شخص کی طرف تعجب سے کچھ دیر تک دیکھتے رہے۔ جب ملک الموت چلے گئے تو اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے۔ آپ نے فرمایا ملک الموت۔ اس نے کہا وہ میری طرف اس طرح دیکھتے تھے کہ گویا میری روح قبض کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے۔ اس نے کہا مجھے ہندوستان میں پہنچا دیجئے۔ آپ نے ہوا کو حکم دیا کہ اس کو اٹھا کر ہندوستان میں رکھ دیوے۔ ہوا نے اس کو ہندوستان میں پہنچا دیا۔ پھر ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے آپ نے پوچھا تم کیوں اس شخص کو غور سے دیکھتے تھے کہا مجھے تعجب اس بات سے تھا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم میرے پاس پہنچا ہے کہ اس کی روح ہندوستان میں قبض کرو۔ اور یہ آپ کے پاس بیٹھا ہے۔

روایت ہے جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے کہ پہلے زمانہ میں ملک الموت ناگاہ آ کر روح قبض کرتے تھے۔ آدمیوں کو کسی قسم کی بیماری نہ ہوتی تھی لوگوں نے ملک الموت کو گالیاں دینی شروع کیں اور لعنت کرنے لگے تب ملک الموت نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی تب اللہ تعالیٰ نے بیماری کو پیدا کیا اور سب لوگ بیماری میں مبتلا ہو کر مرنے لگے۔ اور ملک الموت کو بھول گئے۔ اور کہنے لگے کہ فلاں بیماری میں انتقال کیا۔

روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت داؤد علیہ السلام نہایت شرم و حیا والے تھے جب باہر جاتے تو دروازہ بند کر دیتے تھے۔ ایک دن گھر سے دروازہ بند کر کے نکلے جب واپس آئے اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ گھر کے اندر ایک شخص کھڑا ہے آپ نے پوچھا تو کون ہے۔ کہا میں وہ شخص ہوں کہ بادشاہوں سے نہیں ڈرتا اور دربان مجھ کو اندر جانے سے نہیں روک سکتے۔ آپ نے فرمایا قسم خدا کی تم ملک الموت ہو۔ مبارک ہو تم اللہ تعالیٰ کا حکم لائے ہو یہ کہہ کر اسی جگہ چادر اوڑھ کر لیٹ گئے اور ملک الموت نے آپ کی روح قبض کی۔

روایت ہے عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے کوئی ایسا گھر نہیں ہے کہ ملک الموت ہر روز پانچ بار لوگوں کو تلاش نہ کرتے ہوں کہ ان میں کوئی ایسا شخص ہے جس کی روح قبض کروں۔ کعب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ ہر گھر کے دروازہ پر ملک الموت کھڑے ہو کر سات بار نظر کرتے ہیں کہ کوئی ایسا ہے جس کی روح قبض کروں۔

ثابت بن بنانی روایت کرتے ہیں کہ رات و دن چوبیس گھنٹہ کا ہوتا ہے۔ کوئی گھڑی ایسی نہیں گزرتی کہ ملک الموت لوگوں پر گزر نہ کرتے ہیں پھر اگر قبض روح کا حکم ہوا ہے تو قبض کرتے ہیں نہیں تو چلے جاتے ہیں۔ ابن نجار نے تاریخ بغداد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ملک الموت روزانہ ہر ایک کے چہرہ کو ستر بار دیکھتے ہیں اور جس کی روح قبض کرنے کے واسطے گئے ہیں اگر وہ ہنستا ہے تو کہتے ہیں ہائے تعجب میں اس کی روح قبض کروں گا اور یہ ہنستا ہے۔

روایت ہے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو تمام ارواح کے قبض کرنے پر مقرر کیا ہے۔ سوائے شہدا بحر کے کہ اللہ تعالیٰ خود ان کی ارواح قبض کرتا ہے۔ شہداء بحر وہ لوگ ہیں جو حج کرنے کے واسطے سمندر کی راہ سے روانہ ہوئے اور راستہ میں ان کا انتقال ہوا۔

روایت ہے خیثمہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ جب میری موت کا وقت قریب ہو تو پہلے سے مجھ کو خبر دینا۔ ملک الموت نے کہا آپ سے زیادہ میں نہیں جانتا جس طرح آپ کو موت کے وقت کی خبر نہیں مجھ کو بھی خبر نہیں جب عرش کے نیچے سے مجھ کو کاغذ ملتا ہے اس وقت جس کا نام اس میں لکھا رہتا ہے اس کی روح قبض کرتا ہوں۔ ایسی ہی روایت ہے معمر سے

روایت ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ پہلے زمانے میں ایک شخص بہت بدکار تھا۔ رات کو گناہ کے کام میں رہتا تھا اس نے ستانوے آدمی کو بے گناہ قتل کیا اور ایک روز اپنے گھر سے نکلا اور ایک عبادت خانے میں جا کر عابد سے کہا کہ اگر کوئی شخص ستانوے آدمی کو بے گناہ قتل کرے تو اس کی توبہ کی کوئی صورت ہے یا نہیں۔ اس نے جواب دیا نہیں۔ اس نے اس عابد کو بھی قتل کیا۔ پھر دوسرے عابد کے پاس گیا اس سے بھی یہی سوال کیا اور یہی جواب پایا۔ اس نے اس عابد کو بھی قتل کیا۔ پھر تیسرے عابد کے پاس گیا اس سے بھی یہی سوال کیا اور یہی جواب پایا۔ اس نے اس کو بھی قتل کیا۔ پھر چوتھے عابد کے پاس گیا اس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی ساری زندگی میں خیر مانگا کرو۔'' (جمع الجوامع)

سے بھی یہی سوال کیا کہ ایک شخص نے ہر قسم کا گناہ کیا اور ایک سو آدمی کو بے گناہ قتل کیا اس کی توبہ کی کوئی صورت ہے یا نہیں۔ عابد نے جواب دیا کہ قسم خدا کی اگر میں یہ کہوں اللہ توبہ نہیں قبول کرے گا تو میں جھوٹا ہوں۔ سامنے عبادت خانہ ہے وہاں اللہ کے بندے عبادت کرتے ہیں تو بھی وہاں جا ان کے ساتھ اللہ کی عبادت میں مشغول ہو۔ وہ شخص شرمندہ ہو کر توبہ کرتا ہوا عبادت خانہ کی طرف روانہ ہوا جب آدھے راستے کے قریب پہنچا ملک الموت آئے اور اس کی روح کو قبض کیا۔ اب عذاب کے فرشتے اور رحمت کے فرشتے آئے۔ آپس میں جھگڑنے لگے۔ عذاب کے فرشتوں نے اس کو عذاب کرنا چاہا اور رحمت کے فرشتوں نے آرام دینا چاہا۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلے کے واسطے ایک فرشتہ ان کے پاس بھیجا کہ اختلاف نہ کرو۔ بلکہ جہاں سے یہ شخص آیا ہے اور جہاں جاتا ہے ان دونوں بستیوں کو ناپ لو جو بستی اسکے قریب پڑے اسی میں اس کو شمار کرو۔ فرشتوں نے دونوں طرف کی زمین ناپی تو عابدوں کی بستی کے قریب بقدر ایک انگلی کے پایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے سب گناہ بخش دیئے اور بخاری کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں طرف کی زمین کو حکم دیا تو جہاں سے وہ آتا ہے وہ زمین زیادہ ہوگئی اور عابدوں کی طرف زمین گھٹ گئی۔ اس حدیث کو ابو عمرو اور مقدام بن معدی کرب اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

روایت ہے ربعی رضی اللہ عنہ سے کہ ہم چار بھائی تھے ایک بھائی جس کا نام ربیع تھا ہم سب سے زیادہ نماز پڑھتا اور روزہ رکھتا تھا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تمہارے بھائی کا انتقال ہوگیا میں دوڑتا ہوا آیا دیکھا اس کی لاش چادر سے چھپائی ہے۔ میں اپنے بھائی کے سرہانے بیٹھ گیا اور سبحان اللہ اور انا للہ پڑھنے لگا۔ ناگاہ ربیع نے چادر سے منہ کھول کر کہا السلام علیکم ہم نے کہا وعلیکم السلام اور پوچھا تم نے مرنے کے بعد سلام کیا۔ کہا ہاں میں اللہ تعالیٰ کے پاس گیا اور اس کو راضی اور خوش پایا اور مجھ پر بہت رحمت اور مہربانی کی اور مجھ کو سبز لباس جنت کے ریشمی کپڑوں کا پہنایا۔ تم لوگ ہوشیار ہو جاؤ کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر نماز جنازہ پڑھنے کے منتظر ہیں تم لوگ جلدی میری تجہیز و تکفین کرو اور دیر مت کرو اتنا کہہ کر وہ چپ ہوگیا۔

روایت ہے بشیر رضی اللہ عنہ سے کہ میں شہر مدائن میں ایک میت کے پاس گیا دیکھا کہ اس کے شکم پر ایک اینٹ رکھی ہے اور بہت سے آدمی اس کے قریب بیٹھے ہیں میں بیٹھ گیا کچھ دیر کے بعد وہ گھبرا کر چارپائی سے کود پڑا۔ سب لوگ وہاں سے بھاگے۔ میں نے قریب جا کر پوچھا تیرا کیا حال ہے اور تو نے کیا دیکھا اس نے بیان کیا کہ میں کوفے میں چند بڈھوں کے پاس جایا کرتا تھا ان لوگوں نے مجھے اپنے مذہب میں کھینچ لیا تھا اور مجھ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ پر تبرا کرنے میں شامل کر لیا تھا۔ بشیر کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا استغفار پڑھ اور اب ایسا کلام نہ کر۔ اس نے جواب دیا کہ اب مجھ کو نفع نہیں ہوسکتا مجھ کو فرشتے دوزخ میں ڈالنے کے واسطے لے جا چکے اور میں نے دوزخ کو دیکھ لیا۔ فرشتوں نے کہا کچھ دیر کے لیے تجھ کو فرصت دی جاتی ہے کہ اپنے ساتھیوں سے اس حال کو بیان کر اور تیرا وہی ٹھکانہ ہے یہ کہہ کر گرا اور مر گیا۔

روایت ہے ابراہیم بن عبدالرحمٰن سے کہ عبدالرحمٰن بن عوف مرض الموت کی حالت میں بے ہوش ہوئے سب نے جانا کہ انتقال ہوگیا۔ اور چادر اوڑھا کر چلے گئے جب ہوش ہوا تو کہا میرے پاس دو فرشتے خوفناک سخت دل والے آئے اور کہا ہمارے ساتھ چل اللہ کے پاس تیرا فیصلہ ہو گا۔ اور مجھ کو اپنے ساتھ لے گئے پھر دو فرشتے ان سے ملے یہ دونوں نہایت رحم دل اور مہربان تھے۔ پوچھا اس کو کہاں لے جاتے ہو۔ چھوڑ دو یہ ماں کے پیٹ سے نیک بخت پیدا ہوا ہے۔ اس کے بعد دو مہینے زندہ رہ کر انتقال کیا۔ روایت کیا اس کو حاکم نے مستدرک میں۔

روایت ہے وہیب بن الورد سے کہ مؤمن کی روح قبض نہیں کی جاتی جب تک کہ ان دو فرشتوں کو نہ دیکھ لے جو دنیا میں اس کا عمل لکھتے تھے۔ پس اگر اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی ہے تو یہ دونوں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے تم کو نیک بدلہ دے تم ہمارے اچھے دوست تھے تم نے ہم کو اچھی مجلس میں بٹھایا اور اچھا عمل ہمارے سامنے کیا اور اچھا کلام ہم کو سنایا۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے تم کو اچھا بدلہ دے اور اگر اس نے ایسا عمل کیا جس سے اللہ راضی نہیں تو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے تم کو اچھا بدلہ نہ دے۔ تو نے ہم کو بری مجلس میں بٹھایا اور برے عمل ہمارے سامنے کیے۔ اور برے کلام ہم کو سنائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے تجھ کو اچھا بدلہ نہ دے۔ اور اب بھی لوٹ کر نہیں آنے والا ہے۔

روایت ہے ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے کہ میرا ایک بھتیجا بدکار تھا وہ بیمار ہوا اور عرصہ تک مریض رہا مگر میں اس کے دیکھنے کو نہ گیا ایک روز بازار گیا دل میں خیال ہوا کہ وہ میرا بھتیجا ہے اس کا کام اللہ کے اختیار میں ہے۔ میں اس کے پاس گیا اور تمام رات اس کے نزدیک رہا ناگاہ دیکھا کہ دو سیاہ فرشتے کلہاڑی لیے ہوئے چھت سے اترے ایک نے دوسرے سے کہا اس کے پاس جا کر دیکھو کچھ نیک عمل ہے یا نہیں و۔ یرے بھتیجے کے قریب آیا اور اس کے سر کو سونگھا۔ سر میں قرآن شریف کو نہ پایا اس کے پیٹ کو سونگھا ایک دن بھی اس کو روزہ دار نہ پایا۔ اس کے پاؤں کو سونگھا اس کو بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھتے نہ پایا نہ نماز کے واسطے مسجد کی طرف جاتے پایا اس کے بعد اس کا دوسرا ساتھی آیا اور اس کے سر کو سونگھا اور پیٹ کو سونگھا اور دونوں پاؤں کو سونگھا اور اپنے ساتھی سے کہنے لگا ہائے تعجب یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں

سے ہے اور اس میں ایک صفت بھی ان صفتوں میں سے نہیں پائی جاتی۔

روایت ہے سفیان ثوریؒ سے کہ جب ملک الموت گردن کی رگ پکڑتے ہیں تو اس کی زبان بند ہو جاتی ہے۔ اور کسی کو نہیں پہچانتا اور دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں ہے سب کو بھول جاتا ہے۔ اگر اس پر موت کی سختی نہ ہوتی تو تلوار لے کر سب کو قتل کرتا۔

روایت ہے محمد ابن منکدر سے کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس میں گیا اور وہ انتقال کر رہے تھے میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام کہنا۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب ابوقتادہ کا انتقال ہوا تو پندرہ دن کے بعد ان کی لڑکی ام البنین عبداللہ بن انیس کے پاس آئی۔ یہ بیمار تھے ام البنین نے کہا اے میرے چچا میرے باپ کو سلام کہنا۔ اس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

روایت ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں نے بعض کتب میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت کی ہتھیلی پر اپنی قدرت سے نور کے حرفوں میں لکھتا ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور حکم کرتا ہے کہ فلاں شخص میرا خاص بندہ ہے وفات کے وقت اس کو اپنی ہتھیلی دکھاؤ جب اس کی روح دیکھتی ہے تو پلک مارنے سے بھی جلد اڑ کر اس کی طرف چلی جاتی ہے۔

روایت ہے عبدالرحمٰن بن مہدی سے کہ جب سفیانؒ کو مرض میں سختی پہنچی تو گھبرائے اور بے صبری ظاہر کی۔ مرحوم بن عبدالعزیز ان کے پاس آئے اور کہا اتنی بے صبری کیوں ہے۔ تم اس پروردگار کے پاس جاؤ گے جس کی عبادت ساٹھ برس تک تم نے کی اور ہر روز روزہ رکھا اور نماز پڑھی ہے اور حج کیا ہے اگر کسی پر تمہارا احسان ہو اور تم اس سے ملاقات کرو تو کیا تم کو یہ خیال نہ ہوگا کہ وہ میرے احسان کا بدلہ دے گا اس کے کہنے سے ان کو اطمینان ہوا اور بے صبری جاتی رہی اور ابونعیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر مرض کی تکلیف زیادہ ہوئی تو گھبرائے ایک شخص نے ان سے کہا کہ یہ گھبرانا کیسا اگر آپ کی روح قبض کی گئی تو آپ اپنے ماں باپ علی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور اپنے نانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور نانی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ کے پاس اور اپنے ماموں قاسم رضی اللہ عنہ اور طیب رضی اللہ عنہ اور طاہر رضی اللہ عنہ اور ابراہیم رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی خالہ رقیہ اور ام کلثوم اور زینب رضی اللہ عنھن اجمعین کے پاس جاؤ گے اس کہنے سے اطمینان ہو گیا۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی مؤمن کی روح جب سفر میں قبض کرتا ہے تو اس کی مسافرت پر رحم فرما کر عذاب نہیں کرتا اور فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اس پر کوئی رونے والا نہیں تمہیں اس پر روؤ۔ اور پیغمبر کے ساتھ اس کو ملا دو۔

روایت ہے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مر جائے تو قبر کو برابر کرنے کے بعد اس کے سرہانے کھڑے ہو کر کہو اے فلاں ابن فلاں تو مردہ سنے گا اور جواب نہ دے گا۔ پھر کہو اے فلاں ابن فلاں تو مردہ بیٹھے گا پھر کہو اے فلاں ابن فلاں تو مردہ پوچھے گا کیا کہتے ہو اس وقت کہو یاد رکھنا اس بات کو جس پر دنیا میں تھے یعنی گواہی لا الٰہ الا اللہ کی اور اللہ کو رب ماننا اور اسلام کو دین ماننا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننا۔ اور قرآن کو امام ماننا۔ اس وقت منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں چلو یہاں سے اس کے پاس بیٹھ کر کیا کریں اس کو آخرت کی دلیل سکھا دی گئی اور اللہ تعالیٰ اس کی دلیل لے لیتا ہے۔ پہلے فلاں کی جگہ میت کا نام دوسرے فلاں کی جگہ ماں کا نام لے۔ ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی جگہ پر حوا کا نام لے اور فلاں ابن حوا کہے۔ اس روایت کو طبرانی نے کبیر میں بیان کیا ہے۔

روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مردوں کو نیک لوگوں کی قبروں کے درمیان میں دفن کرو اس واسطے کہ مردوں کو برے ہمسائے سے تکلیف پہنچتی ہے جیسے زندوں کو برے ہمسائیوں سے تکلیف پہنچتی ہے۔

روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو ہم لوگ ان کا جنازہ لے کر نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشانی ہوئی اور بہت غمگین ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر قبر کے پاس بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھتے رہے پھر قبر میں داخل ہوئے اور زیادہ غمگین ہوئے۔ کچھ دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور مسکرائے ہم لوگوں نے اس کی وجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ کو قبر کا تنگ ہونا یاد آیا اور زینب کے ضعف کا خیال ہوا۔ اس سبب سے مجھ کو بڑا غم ہوا پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس پر آسانی کرے اللہ تعالیٰ نے آسانی کی لیکن اس پر بھی قبر کے مل جانے کی ایسی آواز ہوئی کہ پورب سے پچھم تک کے کل جانداروں نے سوائے جن وانسان کے اس کی آواز سنی۔

روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ دفن کیے گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح پڑھی اور سب لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیر تک تسبیح پڑھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور سب لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے کیوں تسبیح پڑھی فرمایا اس کی روح جب عرش کے قریب پہنچی تو خوشی سے عرش ہلنے لگا اور اس کے واسطے ساتوں آسمانوں کے دروازے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری نعمت کے زائل ہونے سے۔ (شرح السنہ)

کھول دیئے گئے اور اس کے جنازے پر ستر ہزار فرشتے حاضر تھے اس کی قبر تنگ ہو کر رل گئی۔ اور میری دعا سے اللہ تعالیٰ نے کشادہ کیا۔

روایت ہے عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنی بیماری میں قل ھو اللہ احد پڑھے گا اور اس بیماری میں مر جائے گا تو قبر میں عذاب سے محفوظ رہے گا اور ضغطہ قبر اس کو نہ ہوگا۔ اور قیامت کے دن ملائکہ اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر اس کو پل صراط سے پار کر کے جنت کے دروازے تک پہنچا دیں گے۔

روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میت مؤمن کو دفن کرتے ہیں تو وہ وقت اس کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب قریب غروب کے ہے۔ پس مردہ بیٹھتا ہے اور اپنی دونوں آنکھیں ملتا ہے گویا ابھی وہ خواب سے اٹھا ہے۔ نکیرین اس سے سوال کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے اس وقت مجھ سے نہ بولو ابھی مجھے عصر کی نماز پڑھنی ہے۔

روایت ہے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے جو شخص تہجد کے وقت اٹھے تو چاہیے کہ نماز تہجد کسی قدر بلند آواز سے پڑھے۔ بلند آوازی شیطان اور خبیث جن کو دور کرتی ہے اور جو فرشتے اوپر یا مکان میں رہتے ہیں وہ کان لگا کر اس آواز کو سنتے ہیں اور اس کے ساتھ نماز میں شریک ہوتے ہیں جب صبح ہوتی ہے تو یہ رات آنے والی رات کو وصیت کرتی ہے کہ اس کو تہجد کے وقت اٹھا دینا اور اس پر آسانی کرنا اسی طرح ہر رات دوسری رات کو وصیت کرتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کے دفن کے وقت دعا کی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْہُ مِنَ الشَّیْطَانِ یعنی اے اللہ اس کو پناہ دے شیطان سے اگر اس وقت اس کے پاس شیطان نہ آتا تو آپ ایسی دعا نہ کرتے۔

روایت ہے مسلم سے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مرتے وقت وصیت کی کہ جب مجھ کو دفن کر کے فارغ ہونا تو میری قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہر جانا۔ جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کرتے ہیں۔ تاکہ تمہاری وجہ سے مجھ کو گھبراہٹ نہ ہو اور اطمینان سے فرشتوں کو جواب دوں۔

کتاب السنۃ میں راشد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر کی دلیل اچھی طرح سیکھو تم سے اس کا سوال کیا جائے گا اور انصار کا یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی مرنے کے قریب ہوتا تو قبر کی دلیل سکھاتے تھے اور لڑکا جب بولنے لگتا تو اس کو بھی یاد کراتے تھے اور کہتے تھے تجھ سے جب کوئی پوچھے تیرا رب کون ہے تو کہو اللہ میرا رب ہے اور جب کوئی تجھ سے پوچھے کہ تیرا دین کیا ہے تو کہو اسلام میرا دین ہے۔ اور جب کوئی پوچھے تمہارا نبی کون ہے۔ تو کہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں۔

روایت ہے سہل بن عمار رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے یزید بن ہارون کو موت کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیسا معاملہ کیا کہا میری قبر میں دو فرشتے بڑے سخت دل خوفناک صورت کے آئے اور سوال کیا تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے تو میں نے اپنی سفید داڑھی پکڑ کر کہا کہ ہم سے ایسا سوال کرتے ہو اس کا جواب تو ہم نے اسی برس تک لوگوں کو سکھایا ہے تب وہ دونوں فرشتے چلے گئے۔

ف: منکر اور نکیر کی صورت سب جانداروں کی صورت سے علیحدہ ہے نہ وہ آدمی کے مثل ہیں نہ فرشتہ کے نہ جانور کے نہ چوپایہ کے بلکہ ان کی شکل نئی قسم کی ہے جو کسی سے مشابہت نہیں رکھتی ان میں محبت نہیں جو کوئی ان کو دیکھے گا اپنے حواس میں نہ رہے گا مگر مؤمن کے ایمان کے فرشتے کے سامنے یہ فرشتے نرم بن جائیں گے اور مؤمن کو خوف نہ ہوگا۔

صحیح احادیث میں آیا ہے کہ بعض میت کو قبر میں عذاب نہ ہوگا اور نہ ان کے پاس منکر نکیر آئیں گے اور یہ تین قسم کے ہیں ایک وہ کہ ایسے نیک عمل کیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب قبر اور سوال منکر و نکیر کا موقوف کر دیا ہے (مثلاً جہاد میں شہید ہو گئے)

دوسرے وہ ہیں کہ موت کے وقت ان پر ایسی سختی کی گئی کہ اس کے عوض میں عذاب و سوال اٹھا دیا جائے گا۔

تیسرے وہ ہیں کہ ایسے دن (مثلاً جمعہ کا دن یا جمعہ کی رات) دنیا سے گذرے کہ اس دن عذاب و سوال نہیں ہے۔

روایت ہے نسائی میں ابوایوب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے جہاد میں دشمن سے مقابلہ کیا اور مضبوط دل ہو کر لڑا یہاں تک کہ وہ قتل کیا گیا یا دشمن پر غالب ہوا وہ قبر میں عذاب نہ کیا جائے گا۔

لکھا ہے کہ جو مؤمن جمعہ کے دن مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پردہ اٹھا دیتا ہے اور وہ مرتے وقت اپنے مرتبہ کو جو اللہ تعالیٰ کے پاس مقرر ہے دیکھ لیتا ہے۔ اس واسطے کہ جمعہ کے دن دوزخ کی آگ روشن نہیں کی جاتی۔ اور اس کے دروازے بند کیے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کا داروغہ اس دن اپنا کام نہیں کرتا۔ پس اللہ تعالیٰ جس بندہ کی روح جمعہ کو قبض کرتا ہے تو یہ اس کی نیک بختی اور اسکے نیک خاتمہ ہونے کی دلیل ہے بلکہ جمعہ کے دن وہی مؤمن مرے گا جو اللہ کے پاس نیک بخت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مؤمن جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے گا اس کو شہید کا ثواب ملے گا اس پر شہیدوں کی مہر ہوگی۔

روایت ہے ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے مدینہ میں انتقال کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا کیا خوب ہوتا اگر یہ شخص سفر میں مرا ہوتا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کیا وجہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا جو آدمی اپنے گھر سے جتنی دور مرے گا اتنی ہی دور تک حساب سے جنت میں اس کو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں برے دن اور برے وقت سے۔ (مجمع)

زیادہ جگہ دی جائے گی۔

روایت ہے ابو یزید سے جو بحرین کے رہنے والے ہیں کہ میں نے ایک مسافر کو بحرین میں غسل دیا میں نے دیکھا کہ اس کے بدن پر لکھا ہے طوبیٰ لک یا غریب۔ یعنی اے مسافر تجھ کو مبارک ہو پھر غور سے دیکھا تو چمڑا اور گوشت کے درمیان میں لکھا تھا۔ اس روایت کو آجری نے کتاب الغرباء میں لکھا ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مقام بدر کے قبرستان میں میرا گذر ہوا میں نے دیکھا ایک قبر پھٹی اس میں سے ایک مرد نکلا اس کی گردن میں لوہے کا طوق تھا اس نے مجھے پکارا اے عبداللہ رضی اللہ عنہ مجھ کو پانی پلاؤ۔ مجھے تعجب ہوا پھر میں نے دیکھا کہ ایک مرد نکلا اس کے ہاتھ میں کوڑا تھا اس نے مجھے پکار کر کہا اے عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کو پانی نہ پلانا یہ کافر ہے اور اس کو کوڑا مارنے لگا یہاں تک کہ وہ قبر میں چلا گیا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کو بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ اللہ کا دشمن ابو جہل تھا یہ عذاب اس کو قیامت تک ہوتا رہے گا۔

ایک شخص شراب پیتا تھا جب نشہ سے ہوش میں آتا تو اس کی ماں نصیحت کرتی اور کہتی اے میرے لڑکے اللہ تعالیٰ کا خوف کر وہ جواب دیتا تو کیا گدھی کی مانند بکتی ہے۔ وہ شخص بعد عصر کے مرا اس وقت سے ہمیشہ بعد عصر کے یہ قبر پھٹتی ہے اور وہ شراب خوار نکل کر تین بار گدھے کی مانند چلاتا ہے پھر قبر برابر ہو جاتی ہے۔

روایت کی ابو اسحاق رحمہ اللہ نے کہ میں ایک میت کے غسل دینے کو بلایا گیا جب میں نے اس کا کپڑا نکالا تو دیکھا کہ اس کی گردن میں ایک سانپ لپٹا ہے۔ مجھے تعجب ہوا لوگوں نے بیان کیا یہ شخص اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہتا تھا۔

روایت ہے عمرو بن مسلم رضی اللہ عنہ سے کہ ایک مرد قبر کھودنے والے نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے دو قبریں کھود کر تیار کیں۔ تیسری قبر کھود رہا تھا کہ مجھے آفتاب کی گرمی معلوم ہوئی۔ میں نے قبر کے اوپر اپنی چادر پھیلا دی اور اس کے سائے میں کھودنے لگا۔ اتفاقاً میں نے دیکھا کہ دو شخص گھوڑے پر سوار آئے اور پہلی قبر میں کھڑے ہوئے ایک نے دوسرے سے کہا لکھو اس نے پوچھا کیا لکھوں؟ تین میل لمبی اور تین میل چوڑی۔ پھر دوسری قبر پر آئے اور کہا لکھو اس نے پوچھا کیا لکھوں کہا جہاں تک نگاہ پہنچتی ہے۔ پھر تیسری قبر پر آئے جس کو میں کھود رہا تھا اور کہا لکھو اس نے پوچھا کیا لکھوں کہا کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیانی فاصلے کے برابر یہ سن کر میں بیٹھ گیا اور جنازہ کی انتظار کرنے لگا۔ اتنے میں چند آدمی ایک جنازہ لے کر آئے اور پہلی قبر پر گئے۔ میں نے پوچھا یہ مردہ کیسا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ شخص پانی پلاتا تھا اس کی اولاد بہت ہے اس کے پاس کچھ نہ تھا ہم لوگوں نے اس کے واسطے چندہ جمع کیا میں نے کہا اس کی مزدوری نہ لوں گا۔ بقیہ اس کی اولاد کو دے دو۔ اور میں دفن میں شریک ہو گیا۔ اس کے بعد دوسرا جنازہ آیا جس میں سوائے چار آدمی جنازہ لانے والوں کے دوسرا کوئی نہ تھا۔ اسکو دوسری قبر پر لے گئے میں نے پوچھا یہ مردہ کیسا ہے۔ انہوں نے کہا مسافر گھوڑے پر سوار مرا پڑا تھا اس کے پاس کچھ نہ تھا میں نے اس کی بھی مزدوری نہ لی۔ اور دفن میں شریک ہو گیا۔ اس کے بعد تیسرے جنازے کے انتظار میں عشاء تک قبرستان میں بیٹھا رہا۔ پھر ایک سردار کی عورت کا جنازہ آیا میں نے ان سے اپنی مزدوری طلب کی۔ انہوں نے مجھے بہت مارا اور اس کو دفن کر کے چلے گئے۔

روایت ہے کہ ایک مرد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اس کا آدھا سر آدھی داڑھی سفید تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیری یہ حالت کس طرح ہوئی اس نے کہا میں فلاں قبرستان کی طرف گیا تھا۔ ناگاہ میں نے دیکھا ایک شخص ایک آدمی کو درہ مارتا ہے جب درہ اس کے جسم پر پڑتا ہے تو سر سے پاؤں تک وہ آگ ہو جاتا ہے۔ مجھ کو دیکھ کر وہ آدمی لپٹ گیا اور فریاد کی کہ میری مدد کرو۔ درہ مارنے والے نے کہا ہرگز مدد نہ کرنا یہ کافر ہے۔

روایت ہے ایک شخص مدینہ منورہ میں تھا اس کی بہن نے انتقال کیا اس کو دفن کر کے گھر آیا تو یاد آیا کہ روپے کی تھیلی قبر میں چھوٹ گئی۔ ایک آدمی کو ساتھ لے کر گیا اور قبر کھود کر تھیلی نکالی پھر اپنے ساتھی سے کہا کہ الگ ہو جاؤ میں اپنی بہن کو دیکھوں کہ کس حالت میں ہے۔ جب لحد کا تختہ نکالا دیکھا کہ تمام قبر آگ سے بھر گئی۔ فوراً تختہ لگا کر قبر کو برابر کر دیا اور اپنی ماں کے پاس جا کر پوچھا میری بہن کس حال میں دنیا سے گزری تھی۔ ماں نے کہا وہ نماز آخیر وقت میں پڑھتی تھی اور کبھی بے وضو بھی پڑھ لیتی تھی اور جب ہمسایہ لوگ سو جاتے تو ان کے دروازوں پر جاتی اور کان لگا کر ان کی باتیں سنتی اور لوگوں سے بیان کرتی۔

روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گذرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا وہ قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور فرمایا سب انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ روایت ہے کہ ثابت بنانی ہمیشہ دعا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر تو قبر میں کسی میت کو نماز پڑھنے کی اجازت دیتا ہے تو مجھ کو بھی اس نماز کی اجازت دے۔ جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ثابت بنانی کا جب انتقال ہوا میں نے غسل و کفن دے کر لحد میں رکھا اور تختے برابر کیے اتفاقاً ایک تختہ گر پڑا میں نے دیکھا وہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور ابراہیم ہجلی کہتے ہیں کہ میرے پاس آنے جانے والوں نے بیان کیا جب ہم لوگ ثابت بنانی کی قبر کی طرف گزرتے ہیں تو قبر سے قرآن شریف پڑھنے کی آواز سنا کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی سے۔ (مسلم)

روایت ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک بار جنگل میں میرا گزر ہوا جب رات ہوگئی تو میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس ٹھہرا۔ قبر سے تلاوت قرآن کی آواز ایسی خوش الحان آتی تھی کہ میں نے کبھی ایسی آواز نہیں سنی۔ بس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کی آواز تھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی ارواح کو زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھ کر جنت کے درمیان لٹکاتا ہے جب رات ہوتی ہے تو ان ارواح کو ان کے بدن میں ڈالتا ہے اور وہ تمام رات تلاوت قرآن اور نماز میں رہتی ہیں۔ جب صبح ہوتی ہے تو ان کو اصلی جگہ بلالیتا ہے۔

روایت ہے کہ فردوس دیلمی میں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قرآن شریف یاد کرتا ہے اور ختم کرنے سے پہلے انتقال کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں فرشتہ مقرر کرتا ہے کہ پورا قرآن شریف اس کو حفظ کرائے یہاں تک کہ قیامت کے دن حافظ قرآن ہو کر اپنی قبر سے اٹھے گا۔

حکایت: علامہ ابن جوزی نے عیون الحکایات میں فریابی سے روایت کی ہے کہ شہر قیساریہ میں ایک عورت نے انتقال کیا اس کی لڑکی نے خواب میں دیکھا وہ کہتی ہے کہ تم لوگوں نے مجھ کو تنگ کفن دیا میں اپنے ساتھیوں میں شرمندہ ہوں۔ گھر میں فلاں جگہ دینار رکھے ہیں اس سے میرے واسطے کفن خرید کر فلاں عورت فلاں روز ہمارے پاس آئے گی اس کے ساتھ وہ کفن بھیج دو۔ لڑکی کہتی ہے کہ صبح کو میں گھر میں اس جگہ گئی تو دیکھا چار دینار موجود ہیں۔ اس کے بعد لڑکی اس عورت کے پاس گئی دیکھا وہ صحیح سالم ہے۔ لڑکی نے اس سے کہا کہ آج تیری موت آئے تو مجھ کو خبر دینا تیرے ذریعے سے ماں کے پاس مجھ کو کچھ بھیجنا ہے۔ یہ عورت اسی روز مرگئی لڑکی نے کفن خرید کر اس کے کفن میں رکھ دیا۔ رات کو لڑکی نے خواب دیکھا کہ ماں کہتی ہے کہ فلاں عورت نے تیرا کفن مجھ کو دیا اللہ تجھ کو جزائے خیر دے۔

روایت ہے کہ وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے بعض آسمانی کتابوں میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر سڑنے اور بدبودار ہو جانے کا حکم میں نہ کرتا تو آدمی اپنی میت کو گھروں میں رکھتے۔

حکایت: شیخ اسمٰعیل خضری جو بہت بڑے عالم اور دیندار بزرگ تھے وہ ایک بار یمن کے قبرستان میں گئے اور چیخ مار کر رونے لگے اور بہت غمگین ہوئے۔ کچھ عرصے کے بعد قہقہہ مار کر ہنسے اور خوشی کے آثار ان کے چہرے سے ظاہر ہوئے کسی نے ان سے رونے اور ہنسنے کا حال پوچھا فرمایا میں نے دیکھا کہ مُردوں پر سخت عذاب ہو رہا ہے۔ اس لیے میں رونے لگا۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں ان کی مغفرت اور نجات کی دعا کی اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب دور کیا۔ اس میں ایک عورت گانے بجانے والی تھی وہ بولی اے اسمٰعیل تیری دعا کی برکت سے اللہ نے مجھ کو بھی بخش دیا۔ اس لیے میں ہنسنے لگا۔

روایت ہے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے طائف میں انتقال کیا میں ان کے جنازہ میں حاضر تھا دیکھا کہ آسمان سے ایک چڑیا آئی اور کفن کے اندر داخل ہوگئی۔ ہم لوگوں نے اس کو تلاش کیا مگر نہ پایا حاضرین نے یقین کیا کہ یہ ان کا نیک عمل تھا۔ جب دفن سے فارغ ہوئے تو قبر سے یہ آواز سنی۔

يٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِىٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ یعنی اے روح آرام کرنے والی تو چل اپنے پروردگار کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ پس داخل ہو جا میرے بندوں میں اور داخل ہو میری جنت میں۔

روایت ہے کہ طاؤس نے اپنے لڑکے سے وصیت کی کہ میرے دفن کے بعد تختہ اٹھا کر دیکھنا اگر میں قبر میں نہ ہوں تو اللہ کی تعریف کرنا۔ یہ دلیل ہوگی میرے جنت میں پہنچنے کی۔

روایت ہے کہ اخبار المدینہ میں بکر بن محمد سے کہ ایام حرہ میں جو سخت لڑائی کا زمانہ تھا اور سب لوگ لڑنے میں مشغول تھے اور مسجد نبوی میں تین روز تک اذان و جماعت نہ ہوئی سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں تنہا مسجد نبوی میں حاضر رہتا تھا میں گھبرا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے قریب گیا ظہر کا وقت ہوا قبر مبارک سے اذان کی آواز سنی میں نے وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھی پھر اقامت کی آواز سنی اور ظہر کی نماز ادا کی پھر جب عصر کا وقت ہوا تو اذان و اقامت کی آواز قبر مبارک سے سنی اسی طرح تین دن تک ہر نماز کے وقت اذان و اقامت کی آواز سنتا اور نماز ادا کرتا رہا

روایت ہے کہ منہال بن عمرو سے کہ میں دمشق میں تھا قسم خدا کی میں نے دیکھا جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو دمشق سے روانہ کیا تو ایک شخص سورہ کہف تلاوت کر رہا تھا اور جب اس نے یہ آیت پڑھی۔ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا۔ ''یعنی کیا تو نے خیال کیا کہ اصحاب کہف اور رقیم والے ہماری نشانیوں سے عجیب تھے''۔ سر مبارک سے آواز آئی۔

اَعْجَبُ مِنْ اَصْحٰبِ الْكَهْفِ قَتْلِىْ وَحَمْلِىْ.

''یعنی اصحاب کہف سے زیادہ تعجب کے قابل میرا قتل کرنا اور میرے سر کو روانہ کرنا ہے''

حکایت: زین الدین بوشی کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن فقیہ مقام منصورہ میں رہتے تھے اس وقت اہل فرنگ نے کتنے مسلمانوں کو قید کیا اور کتنوں کو شہید کیا تھا۔ عبدالرحمٰن فقیہ قرآن شریف تلاوت کرتے تھے یہ آیت پڑھی

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ

اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ

یعنی جولوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ان کو مردہ خیال نہ کرو وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں۔ پھر جب عبدالرحمٰن فقیہ قتل کیے گئے تو ایک فرنگی آیا اسکے ہاتھ میں نیزہ تھا اس نے نیزہ سے ان کو کونچا اور طعنہ سے کہا اے مسلمانوں کے پیشوا تم کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم لوگ زندہ ہو اور روزی پاتے ہو اب یہ بات کہاں ہے۔ فقیہ نے سر اٹھا کر دوبارہ کہا: حی و رب الکعبۃ یعنی وہ زندہ ہیں قسم ہے رب کعبہ کی۔ یہ سن کر فرنگی گھوڑے سے اتر پڑا اور ان کے سر کو بوسہ دیا اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ ان کی لاش ہمارے شہر میں لے چلو۔

روایت کی حاکم نے تاریخ نیشاپور میں اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے کہ ہم لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ کے قبرستان میں گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا:

يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ تُخْبِرُوْنَا بِأَخْبَارِكُمْ أَمْ تُرِيْدُوْنَ أَنْ نُخْبِرَكُمْ

یعنی اے قبر والو تم پر سلام اور اللہ کی رحمت تم اپنا حال ہم سے کہو گے یا ہمارا حال سننا چاہتے ہو۔ ایک قبر سے آواز آئی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اے امیر المؤمنین آپ فرمائیے کہ ہمارے بعد کیا ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری بیبیاں دوسروں کے نکاح میں آئیں اور تمہارا مال ورثہ میں تقسیم کر دیا گیا اور تمہاری اولاد یتیم خانوں میں بھیج دی گئی اور تمہارے مکانات پر تمہارے دشمنوں نے قبضہ کیا یہ ہمارے یہاں کا حال ہے اب تم لوگ اپنا حال بیان کرو۔ ایک مردہ نے جواب دیا جس کا کفن سڑ گیا تھا سر کے بال گر گئے تھے بدن کے چمڑے ریزہ ریزہ ہو گئے تھے آنکھیں بہہ گئی تھیں بدن سے پیپ اور زرد پانی جاری تھے کہ جو دنیا میں ہم نے کیا تھا آج اس کا بدلہ پاتے ہیں اور جو نہیں کیا اس پر افسوس کرتے ہیں اور ہم اپنے اعمال میں بند ہیں۔

روایت ہے یونس بن ابی الفراط سے کہ ایک شخص قبر کھودتا تھا آرام کرنے کے واسطے کچھ دیر قبر میں بیٹھ گیا اس کی پیٹھ میں سرد ہوا لگی اس نے پھر کر دیکھا کہ ایک سوراخ ہے انگلی سے کشادہ کیا تو دیکھا قبر ہے اور بہت بڑا میدان ہے اس میں ایک بڈھا آدمی بیٹھا ہے اس کے بالوں میں مہندی کا خضاب ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کسی نے ابھی کنگھی کی ہے۔

روایت ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہ جب امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو مجھے ہمیشہ تمنا رہتی تھی کہ اللہ تعالیٰ خواب میں ان کے حال سے مجھے آگاہ کرے۔ میں نے ایک بار عالیشان محل دیکھا اور پوچھا کہ یہ کس کا مکان ہے لوگوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس مکان سے نکل آئے۔ میں نے خیریت پوچھی فرمایا اگر میرا رب غفور رحیم نہ ہوتا تو میں برباد ہو جاتا میں نے پوچھا آپ پر کیا حالت گذری کہا مجھے انتقال کیے کتنے دن ہوئے میں نے کہا بارہ برس گذر گئے فرمایا ابھی اپنا حساب دے کر فارغ ہوا ہوں۔

روایت کی بیہقی نے بشر بن منصور سے کہ ایک آدمی قبرستان میں رہتا اور جو جنازہ آتا اس کی نماز پڑھتا تھا شام کو قبرستان کے دروازہ پر کھڑے ہو کر مردوں کی مغفرت کی دعا کر کے مکان روانہ ہو جاتا تھا ایک دن بغیر دعا کیے مکان چلا آیا۔ رات کو سویا تو خواب دیکھا کہ ایک گروہ اس کے پاس آیا میں نے پوچھا تم کون ہو اور کس لیے آئے ہو انہوں نے کہا ہم لوگ قبرستان کے مردے ہیں تم شام کو ہر روز ہم کو تحفہ دیتے تھے آج تم نے محروم کیا میں نے پوچھا وہ کیا تحفہ ہے۔ کہا کہ تمہاری دعائے مغفرت۔ یہ سن کر عہد کیا کہ ہر روز تم کو یہ تحفہ پہنچاتا رہوں گا پھر ناغہ کبھی نہیں کیا۔

روایت ہے ابوعبداللہ شامیؒ سے کہ ہم لوگ جہاد کے لیے ملک روم میں گئے دو آدمی ہمارے ایک طرف دشمن کی تلاش میں نکلے۔ ایک رومی ملا اس سے یہ دونوں لڑے ایک ان میں سے شہید ہو گیا دوسرے نے واپس آنا چاہا پھر دل میں خیال کیا کہ میرا ساتھی تو جنت میں گیا اگر میں لوٹ جاؤں تو افسوس اور شرم کی بات ہے۔ میں نے اس سے مقابلہ کیا اور تلوار ماری مگر وار خالی گیا۔ رومی نے مجھ کو زمین پر پچھاڑا اور سینہ پر چڑھ کر قصد کیا کہ مجھے ذبح کرے۔ فوراً میرا ساتھی شہید کھڑا ہوا اور اس کی گردن پکڑ کر زمین پر دے مارا اور ہم دونوں نے مل کر اس کو قتل کیا۔ پھر ہم دونوں باتیں کرتے ہوئے چلے۔ میرا ساتھی ایک درخت کے نیچے جا کر جس طرح شہید ہو کر گرا تھا اسی طرح گرا۔

فائدہ: معتبر کتابوں میں میت اور لاش کی گفتگو کے بارے میں اور ارواح سے ملاقات ہونے کے متعلق بہت سی روایات لکھی ہیں۔ نیک اور پرہیز گار لوگوں سے کبھی کبھی ارواح ملاقات کرتی ہیں اور بات چیت کرتی ہیں۔ زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ نے مرنے کے بعد بہت سی باتیں کی ہیں۔ کلمہ طیبہ پڑھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی چاروں خلیفہ کے برحق ہونے کی شہادت دی اور ان کی خوبیاں بیان کیں اور بہت سے حالات وواقعات آئندہ ہونے والے بیان کیے۔ اسی طرح خارجہ بن زید اور ثابت بن قیس بن شماس نے بھی مرنے کے بعد گفتگو کی اور شہیدوں نے بھی باتیں کیں اور اپنے ساتھیوں کی مدد کی۔ امام بیہقی نے لکھا ہے کہ میت کی گفتگو کو محدثین کی جماعت نے صحیح طریقہ سے روایت کیا ہے۔

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اور اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس آپ کے قریب تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچانک سلام کا جواب دیا اور فرمایا اے اسماء رضی اللہ عنہا یہ جعفر طیار رضی اللہ عنہ ہیں۔ جبرئیل ومیکائیل کے ساتھ اڑتے ہیں میرے پاس

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں دب کر مرنے اور ہلاکی اور غرق ہو جانے سے (النسائی)

آئے اور سلام کیا۔ اور کہا فلاں دن جہاد میں مشرکین نے میرے بدن کے اگلے حصہ میں تلوار اور نیزہ کے بہتر زخم لگائے تھے جب میں نے نیزہ داہنے ہاتھ میں لیا تو داہنا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر جب بائیں ہاتھ میں لیا تو بایاں ہاتھ بھی کاٹ ڈالا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے بعوض دونوں ہاتھوں کے دو باز و عنایت کیے اور جبرئیل ومیکائیل کے ساتھ میں اڑتا ہوں اور جنت میں جہاں چاہتا ہوں سیر کرتا ہوں اور میوے کھاتا ہوں۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اندیشہ ہے کہ اس واقعہ کو لوگ انکار کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھ کر اس کو بیان کر دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھکر پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی پھر جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا حال صحابہ کو سنایا۔

روایت ہے ابی اسید رضی اللہ عنہ سے کہ ایک مرد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ انتقال کر چکے کوئی صورت ایسی ہوسکتی ہے کہ میں اپنے ماں باپ پر احسان کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں چار طریقہ سے تو ان کے ساتھ احسان کر سکتا ہے۔

ایک تو ان کے حق میں دعا کرنا

دوسرے جو وصیت یا نصیحت تم کو کی ہے اس پر قائم رہنا

تیسرے جو دوست ان کے ہیں ان کی تعظیم وعزت کرنا

چوتھے جو ان کا خاص قرابت والا ہے اس کے ساتھ محبت اور میل جول رکھنا

فائدہ: روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بغیر وصیت کے مرے گا وہ دوسرے مردوں سے کلام نہ کرے گا یعنی مانند گونگے کے قیامت تک رہے گا۔ اصحاب نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مردے بھی آپس میں کلام کرتے ہیں۔ فرمایا ہاں کرتے ہیں اور ملاقات کرنے بھی جاتے ہیں۔

روایت کی احمد بن محمد نیسا پوری نے اپنی کتاب میں حامد بن یحییٰ سے کہ مکہ معظمہ میں ایک خراسانی آدمی رہتا تھا اس کے پاس سب لوگ روپیہ امانت رکھتے تھے اور جب چاہتے لے لیتے تھے۔ ایک آدمی بارہ ہزار اشرفی اس کے پاس امانت رکھ کر سفر میں چلا گیا۔ خراسانی نے اس کو اپنے مکان میں دفن کر دیا اور بیمار ہو کر انتقال کر گیا۔ اس کے بعد وہ آدمی آیا اور اس کے لڑکوں سے اشرفیاں طلب کیں۔ لڑکوں نے کہا ہم کو تمہاری اشرفیوں کی خبر نہیں۔ پھر لڑکوں نے مکہ کے علماء سے دریافت کیا کہ ہم کس طرح اس کی امانت ادا کریں۔ علماء نے جواب دیا خراسانی نیک آدمی تھا اور ہم کو خبر ملی ہے کہ نیکوں کی ارواح زمزم کنوئیں میں رہتی ہیں۔ جب آدھی رات گزر رے تو تم زمزم کے قریب جا کر اپنے باپ کو پکارو۔ یقین ہے کہ وہ جواب دے گا۔ جب وہ جواب دے تو اشرفیوں کا حال پوچھنا تین رات تک لڑکوں نے برابر پکارا مگر جواب نہ ملا۔ پھر علماء کے پاس جا کر حال بیان کیا علماء نے کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

تمہارا باپ دوزخی ہو گیا تم یمن کے اس میدان میں جاؤ جس کو برہوت کہتے ہیں اس میں ایک کنواں ہے اس کا نام بھی برہوت ہے اس میں دوزخیوں کی ارواح رہتی ہیں جب آدھی رات گزر رے تو برہوت کے قریب جا کر پکارو۔ جب لڑکوں نے یہاں پکارا اس نے فوراً جواب دیا۔

روایت کی ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور عمرو بن سلیمان سے کہ ایک یہودی مر گیا اس کے پاس ایک مسلمان کی امانت تھی اس کا لڑکا مسلمان ہو گیا جب اس نے امانت طلب کی تو لڑکے نے تلاش کی مگر نہ پایا شعیب جبائی کے پاس جا کر حال بیان کیا انہوں نے کہا تم سنیچر کے دن برہوت کے نزدیک جا کر اپنے باپ کو پکارو وہ تم کو جواب دے گا پھر اس سے امانت کا حال پوچھو لڑکے نے برہوت کے قریب جا کر دوبار پکارا یہودی نے جواب دیا اس نے پوچھا کہ تو نے امانت کہاں رکھی ہے جواب دیا کہ دروازے کی چوکھٹ کے نیچے دفن ہے وہاں سے نکال کر دے دو۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمن کے لیے دنیا ایسی تنگ ہے جیسے بچہ کے لیے ماں کا شکم۔ جس وقت بچہ شکم سے علیحدہ ہوتا ہے تو اس مکان کی جدائی کا اس کو بڑا غم ہوتا ہے اور روتا ہے پھر جب دنیا کو روشن اور بہت بڑی دیکھتا ہے اور دودھ پیتا ہے اور خوش ہوتا ہے اور سمجھتا ہے پہلا مکان نہایت تنگ اور نہایت اندھیرا تھا اور رہنے کے لائق نہ تھا اور اسی طرح مؤمن دنیا سے نکلنے کو برا جانتا ہے اور موت سے ڈرتا ہے لیکن جب دنیا کو چھوڑ کر دوسرے عالم میں جائے گا اور اس کی بڑائی خوبی دیکھے گا تب سمجھے گا کہ دنیا بہت تنگ اور خراب جگہ تھی اور رہنے کے لائق ہرگز نہ تھی اور دنیا میں دوبارہ جانے کو بھی ہرگز پسند نہ کرے گا جس طرح بچہ دنیا میں آنے کے بعد ماں کے شکم میں جانے کو پسند نہیں کرتا۔

روایت ہے کہ دلائل النبوت میں کہ ثابت بن قیس یمامہ میں شہید ہوئے اور قیمتی زرہ پہنے ہوئے تھے اور ایک مسلمان ان کے بدن سے زرہ اتار کر لے گیا وہاں دوسرا مسلمان سوتا تھا ثابت نے خواب میں آ کر اس سے کہا کہ میں تجھ سے دو وصیت کرتا ہوں خبردار اس کو بھولنا نہیں اس کو جھوٹا خواب نہ سمجھنا پہلی وصیت یہ کہ جب میں شہید ہوا تو ایک مرد مسلمان نے میری زرہ اتار لی اس کا مکان اس محلے کے فلاں کنارے پر ہے اس کے دروازہ پر گھوڑا لمبی رسی سے بندھا چرتا ہے زرہ گھر میں رکھ کر اوپر سے ہانڈی کے اوپر اونٹ کا کجاوہ رکھا ہے تم خالد بن ولید کے پاس جا کر کہنا کہ کسی آدمی کو بھیج کر وہاں سے زرہ منگوا لے دوسری وصیت یہ کہ جب تو مدینہ میں پہنچے تو امیر المؤمنین کے پاس جا کر کہنا کہ مجھ پر اس قدر قرض ہے اور میرے دو غلام ہیں یعنی غلام کو بیچ کر میرا قرض ادا کریں جب مرد مسلمان خواب سے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم)

اٹھا تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر یہ حال بیان کیا کہ خالد رضی اللہ عنہ نے آدمی بھیج کر زرہ منگوالی پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور خواب کا حال بیان کیا امیر المومنین نے اس کی وصیت کے بموجب غلام بیچ کر اس کا قرض ادا کیا راوی کہتا ہے کہ یہ ثابت بن قیس کی کرامت ہے کہ بعد مرنے کے ان کی وصیت جاری کی گئی روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک دن بعد نماز صبح کے فرمایا کہ رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ آج شام ہمارے پاس تم روزہ افطار کرنا اور اس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے اور اسی دن شہید ہوئے۔

روایت ہے کہ ابو القاسم ثابت رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے سعد کو جو بڑے محدث تھے خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے بار بار کہتے تھے اے ابو القاسم اللہ تعالیٰ حدیث پڑھانے والوں کے واسطے ہر مجلس کے عوض میں جنت میں مکان تیار کرتا ہے۔

روایت ہے کہ صلصال سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی ہر نماز فرض کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا اس کے اور جنت کے درمیان صرف موت کا پردہ ہے جب مرے گا جنت میں داخل ہو جائے گا۔

روایت ہے کہ تاریخ بغداد میں محمد سالم رضی اللہ عنہ سے کہ قاضی یحییٰ ابن اکثم کو میں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا کہا کہ مجھ کو اپنے سامنے کھڑا کیا اور خطاب کیا کہ اے نالائق بڈھے اگر تیری داڑھی سفید نہ ہوتی تو تجھ کو آگ میں جلا دیتا میرے تمام اعضاء خوف سے تھر تھرانے لگے اسی طرح تین بار خطاب کیا پھر جب مجھ کو کچھ افاقہ ہوا تو میں نے عرض کی اے میرے پروردگار تیری طرف سے جس حدیث قدسی کی روایت مجھ کو ملی ہے وہ تو اس طرح کی نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری طرف سے کونسی حدیث تجھ کو ملی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے میں نے عرض کی کہ حدیث بیان کی مجھ سے عبدالرزاق بن ہمام انہوں نے معمر بن راشد سے انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے جبرائیل سے جبرائیل نے تجھ سے روایت کی کہ بے شک تو نے فرمایا ہے۔

مَاشَابَ عَبْدٌ فِی الْاِسْلَامِ شَیْبَۃً اِلَّا اسْتَحْیَیْتُ مِنْہُ اَنْ اُعَذِّبَہٗ فِی النَّارِ

"یعنی اسلام میں رہ کر جو بندہ نہایت بوڑھا ہو جائے تو مجھے شرم آتی ہے کہ آگ سے اس کو عذاب کروں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سچ کہا عبدالرزاق نے اور سچ کہا معمر نے اور سچ کہا زہری نے اور سچ کہا انس نے اور سچ کہا میرے نبی نے اور سچ کہا جبرائیل نے اور میں نے یہ حدیث فرمائی ہے اے میرے فرشتو اس کو جنت میں لے جاؤ"۔

روایت ہے کہ حفص بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے ابو زرعہ کو ان کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا کہ پہلے آسمان میں فرشتوں کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں ان سے پوچھا کہ کس عمل سے آپ کو یہ مرتبہ ملا۔ کہا میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھیں اور ہر حدیث میں لکھتا تھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس درود کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ مرتبہ بخشا۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کیے ہیں کہ مردے کے حق میں جب کوئی بدخواہی کرتا ہے اور برائی بیان کرتا ہے تو فرشتے اس کو سناتے ہیں۔ اس سے ان کو صدمہ پہنچتا ہے اسی واسطے حدیثوں میں مردہ کی برائی بیان کرنے کی بہت ممانعت آئی ہے۔ آدمی کو لازم ہے کہ جب کوئی مر جائے تو اس کی خوبی اور بھلائی بیان کرے اور برائیوں سے درگزر کرکے اس کا نام نہ لے۔

روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے جس گھر میں کوئی مر جاتا ہے اور گھر والے اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اس صدقے کے ثواب کو حضرت جبرئیل نور کے طبق میں رکھ کر اس کی قبر پر جاتے ہیں اور کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ اے قبر والو یہ تحفہ تمہارے گھر والوں نے تم کو بھیجا ہے اس کو قبول کرو۔ پس مردہ خوش ہوتا ہے اور اپنے ہمسائیہ کو خوشخبری سناتا ہے اور اس کے ہمسائے جن کا کوئی تحفہ نہیں پہنچتا غمگین رہتے ہیں۔

روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کی طرف سے حج کرے تو اللہ تعالیٰ حج کرنے والے کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور ان دونوں کو پورے پورے حج کا ثواب ملتا ہے بغیر کمی کے۔

روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میت کا تذکرہ نہ کرو مگر بھلائی کے ساتھ اگر وہ جنتی ہے تو تم گنہگار ہوگے اور اگر دوزخی ہے تو وہی اس کے لیے کافی ہے۔

روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے واسطے تحفے بھیجو ہم نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیا تحفہ بھیجیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومنوں کی ارواح جمعہ کی رات کو آسمان سے دنیا کی طرف آتی ہیں اور اپنے مکان کے مقابل کھڑی ہو کر ہر ایک روح غمگین آواز سے پکارتی ہے اے میرے گھر والو! اے میرے خاندان والو! اے میرے قرابت والو! مہربانی کرکے ہم کو کچھ دو۔ اللہ تم پر رحم کرے اور ہم کو یاد رکھو اور مت بھولو ہم قید خانے میں ہیں اور بہت غم میں مبتلا ہیں پس ہم پر رحم کرو اللہ تم پر رحم کرے گا۔ اور نہ بند رکھو ہم سے اپنی دعا اور صدقہ کو اور تسبیح کو شاید اللہ رحم کرے ہم پر قبل اس کے کہ تم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تجھ کو ان کے سینہ میں کرتا ہوں اور ان کے شر سے تیری پناہ لیتا ہوں (بیہقی)

بھی ہمارے مثل ہو جاؤ۔ افسوس ہائے شرمندگی۔ اے اللہ کے بندو! ہمارا کلام سنو اور ہم کو نہ بھولو۔ تم جانتے ہو کہ یہ مکان جو آج تمہارے قبضے میں ہے کل کے دن ہمارے قبضے میں تھا اور ہم اللہ کی راہ میں کچھ خرچ نہ کرتے تھے اور اللہ کی راہ میں کچھ نہ دیتے تھے پس وہ مال ہم پر بلا ہو گیا دوسرے لوگ اس سے نفع لیتے ہیں اور اس کا حساب وعذاب ہم پر ہوتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک روح ہزار بار مردوں اور عورتوں کو پکارتی ہے۔ مہربانی کرو ہم پر درہم سے یا روٹی کے ٹکڑے سے۔ ابو ہریرہ ؓ نے کہا کہ روئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم لوگ بھی روئے۔ روایت کیا ہے اس حدیث کو شیخ ابن الحسن بن علی نے اپنی کتاب میں

روایت ہے کہ ابو ہریرہ ؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت پر پہلے دن اور پہلی رات سے بھی زیادہ سخت وقت آتا ہے۔ تم لوگ صدقہ دے کر اپنی میت پر رحم کرو۔

دوسری روایت میں ہے کہ قیامت کے دن میدان محشر میں مؤذن کی گردن سب سے بلند رہے گی اور قبر میں اس کا بدن محفوظ رہے گا۔

روایت ہے جابر ؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حافظ قرآن انتقال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ اس کا گوشت نہ کھائے۔ زمین کہتی ہے کہ اے رب میں کیونکر اس کا گوشت کھا سکتی ہوں۔ جب تک کہ تیرا کلام پاک اس کے سینے میں ہے۔

روایت ہے ابن عباس ؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مردہ اپنی قبر میں ایسا ہے کہ جیسے دریا میں کوئی ڈوبتا اور فریاد کرتا اور وہ منتظر رہتا ہے کہ میرا باپ یا ماں یا لڑکا یا دوست میرے واسطے دعا کرے۔ پھر جب یہ دعا کرتے ہیں تو یہ دعا ان کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اور جب زمین والے دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کی مانند ثواب قبر والوں کو پہنچاتا ہے۔ اور زندوں کا تحفہ مردوں کے لیے یہی ہے کہ ان کے لیے استغفار کریں۔

کسی بزرگ نے کنویں میں دیکھا کہ ایک شخص پانی کے اوپر تختہ پر بیٹھا ہے انہوں نے پوچھا تو کون ہے جن ہے یا انسان ہے؟ کہا میں انسان ہوں۔ پھر پوچھا تو یہاں کیوں بیٹھا ہے؟ اس نے جواب دیا میں شہر انطاکیہ کا رہنے والا ہوں میں دنیا سے انتقال کر چکا ہوں مجھ پر قرض ہے اس کے عوض اللہ تعالیٰ نے مجھ کو قید کیا ہے میرے لڑکے انطاکیہ میں ہیں انہوں نے مجھ کو اپنے دل سے بھلا دیا اور میرا قرض ادا نہ کیا۔ یہ سن کر وہ آدمی کنویں سے نکلا اور اپنے ساتھی سے کہا کہ چلو پہلے اس کا قرض ادا کریں اس کے بعد جہاد کریں گے۔ غرض وہ دونوں آدمی انطاکیہ کی طرف گئے اور قرض ادا کر کے لوٹے جب وہ اس کنویں کے پاس آئے تو نہ کنواں دیکھا نہ کنویں کا کوئی نشان پایا۔ رات کو یہاں سو رہے۔ خواب میں وہ آدمی آیا اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو نیک بدلہ دے۔ تم نے میرا قرض ادا کیا اب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جنت میں جگہ دی اور اجازت دی کہ میں جہاں چاہوں سیر کروں۔

روایت ہے انس ؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت نازل کی ہے کہ قبر میں گناہ لے کر داخل ہو گی اور قیامت کے دن جب قبر سے اٹھے گی تو گناہوں سے پاک صاف ہو کر اٹھے گی۔ بسبب استغفار مسلمانوں کے۔

حکایت: امام یافعی یمنی جو اپنے وقت کے زبردست عالم اور ولی اللہ تھے وہ کتاب روض الریاحین میں لکھتے ہیں کہ ایک عورت جس کا نام باہیہ تھا نہایت عبادت گذار تھی۔ مرتے وقت اپنا منہ آسمان کی طرف کر کے کہا خداوند تجھ پر میرا بھروسہ تھا اور بعد مرنے کے بھی تجھی پر میرا بھروسہ ہے موت کے وقت مجھے رسوا نہ کر اور قبر میں مجھے آرام دے۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کا لڑکا ہمیشہ جمعہ کی رات کو اور جمعے کے دن اس کی قبر پر جاتا اور قرآن شریف پڑھ کر اس کو اور سب مردوں کو بخشتا اور استغفار اور دعا کرتا تھا کہ الٰہی تو ان سے خوش رہ۔ اور ان کے گناہ معاف فرما۔ وہ لڑکا بیان کرتا ہے کہ ایک بار ماں کو میں نے خواب میں دیکھا سلام کیا اور کہا اے ماں تو کس حال میں ہے جواب دیا موت کی تکلیف بہت سخت ہے میری قبر میں پھول بچھے ہیں اور عمدہ عمدہ ریشمی تکیے لگے ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔ پھر میں نے پوچھا اے ماں تجھے کچھ ضرورت ہے کہا ہاں بیٹے ہماری زیارت نہ چھوڑنا اور دعا و استغفار اور تلاوت قرآن جو ہمارے واسطے کرتے ہو اس کو کبھی نہ چھوڑنا۔ میں تیری زیارت سے خوش ہوتی ہوں۔ جب تو زیارت کیواسطے آتا ہے تو کل مردے کہتے ہیں اے باہیہ تیرا لڑکا آتا ہے اس کا آنا ہم سب کو مبارک ہے۔ میں نے ایک بار خواب میں دیکھا کہ ایک جماعت میرے پاس آئی میں نے پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ جواب دیا ہم قبرستان کے مردے ہیں تمہارا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں اور تم سے سوال کرتے ہیں کہ اپنی دعا ہمارے واسطے برابر جاری رکھنا۔

روایت ہے جابر ؓ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی جمعے کی رات یا جمعے کے دن مرے گا اس کو اللہ تعالیٰ عذاب قبر سے نجات دے گا اور جب قیامت کے دن وہ میدان محشر میں آئے گا اس کے بدن پر شہیدوں کی مہر ہوگی۔

انسانوں کا قبروں سے نکلنا

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ روایت فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے زمین پھٹ کر مجھے ظاہر کرے گی پھر ابو بکر ؓ وعمر ؓ قبروں سے ظاہر ہوں گے۔ پھر بقیع

(یعنی قبرستان) میں جاؤں گا لہٰذا وہ قبروں سے نکل کر میرے ساتھ جمع کر دیئے جائیں گے۔ پھر میں مکہ والوں کا انتظار کروں گا (حتی کہ وہ بھی قبروں سے نکل کر میرے ساتھ ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ میں حرمین والوں کے درمیان محشور ہوں گا)۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص۵۵۶ از ترمذی)

جو لوگ قبروں میں دفن ہیں مسلم ہوں یا کافر وہ دوسری مرتبہ صور کی آواز سن کر قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے اور جو لوگ آگ میں جلا دیئے گئے یا سمندروں میں بہا دیئے گئے یا جن کو درندوں نے پھاڑ کھایا ان کی روحوں کو بھی جسم عطا کیا جائے گا اور لامحالہ وہ بھی حاضر محشر ہوں گے۔

قبروں سے ننگے اور غیر مختون نکلیں گے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ قیامت کے روز ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ جمع کیے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا مرد عورتیں سب ننگے ہوں گے اور ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے اگر ایسا ہوا تو بڑی شرم کا مقام ہوگا اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! قیامت کی سختی اسقدر ہوگی اور لوگ گھبراہٹ اور پریشانی سے ایسے بدحال ہوں گے کہ کسی کو دوسرے کی طرف دیکھنے کا دھیان ہی نہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص۴۸۳ از بخاری و مسلم)

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک قیامت کے روز تم ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ جمع کیے جاؤ گے۔ یہ فرما کر قرآن مجید کی آیت:

كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ؕ

ہم نے جس طرح اول بار پیدا کرنے کے وقت ابتداء کی تھی اس کو دوبارہ اسی طرح لوٹائیں گے۔ تلاوت فرمائی پھر فرمایا کہ سب سے پہلے قیامت کے روز ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔

علماء نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس لیے سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا کہ انہوں نے سب سے پہلے فقیروں کو کپڑے پہنائے تھے۔ یا اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے کی وجہ سے سب سے پہلے ننگے کیے گئے جبکہ کافروں نے ان کو آگ میں ڈالا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے جس کو کپڑے پہنائے جائیں گے وہ ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرے دوست کو پہناؤ۔ چنانچہ جنت کے کپڑوں میں سے دو باریک اور نرم سفید کپڑے ان کو پہنانے کے لیے لائے جائیں گے ان کے بعد مجھے کپڑے پہنائے جائیں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص۴۹۴ از دارمی)

معاشیات کا اسلامی فلسفہ

کمانے اور خرچ کرنے کے بارہ میں مکمل اسلامی فلسفہ..... کسب معاش کے سلسلہ میں انسانی کوتاہیاں اور ان کے بارہ میں آسان دستور العمل، انسانی طبائع کا لحاظ کرتے ہوئے کمانے اور خرچ کرنے میں راہ اعتدال کی نشاندہی..... موجودہ دور کے اس سنگین معاشی مسئلہ پر تشفی بخش تجزیہ..... اس کتاب کا مطالعہ بتاتا ہے کہ انسان کا مقصد تخلیق اللہ کی عبادت ہے نہ کہ وہ مغربی نظام سے متاثر ہو کر خود کو معاشی جانور بنا لے جس کی سوچ کا محور مال و دولت ہو کر رہ جائے۔ نیز یہ کتاب موجودہ دور کے اہم مسئلہ بینکنگ کے نظام کے بارہ میں بھی اسلامی تعلیمات پیش کرتی ہے جس کی مدد سے ہم سود جیسی حرام چیز سے بچ سکتے ہیں۔ حیدرآباد دکن یونیورسٹی کے پروفیسر عالم اسلام کے عظیم اسکالر حضرت مولانا عبدالباری ندوی رحمہ اللہ کے پرسوز قلم کی شاہکار کتاب

رابطہ کیلئے 0322-6180738

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو ہر ایک مشکل کے آسان کرنے میں مجھ پر مہربانی کر۔ (کشف الخفاء)

باب ۲۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قبر سے اٹھتے وقت کی حالت

بھکاریوں کی حالت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی لوگوں سے سوال کرتے کرتے اس حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کی ذرا سی بھی بوٹی نہ ہوگی۔

یعنی بھیک مانگنے والے کو رسوا اور ذلیل کرنے کے لیے میدان حشر میں اس حال میں لایا جائے گا۔ کہ اس کے چہرے پر بس ہڈیاں ہی ہڈیاں ہوں گی اور گوشت کی ایک بوٹی بھی نہ ہوگی۔ اور تمام لوگ اسے دیکھ کر پہچان لیں گے کہ یہ دنیا میں لوگوں سے سوال کر کے اپنی عزت کھوتا تھا آج بھی اس کی کچھ عزت نہیں اور سب کے سامنے ذلیل ہو رہا ہے۔

جس نے ایک بیوی کے ساتھ ناانصافی کی ہو:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مرد کے پاس دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے درمیان انصاف نہ کیا تو قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کا پہلو گرا ہوا ہوگا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۷۹)

جو قرآن شریف بھول گیا ہو:

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے قرآن شریف پڑھا اور پھر اسے غفلت اور سستی کی وجہ سے بھلا دیا وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اجذم ہوگا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۱)

اجذم ہوگا یعنی کوڑھی ہوگا اس کے ہاتھ یا انگلیاں گری ہوئی ہوں گی اور بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دانت گرے ہوئے ہوں گے۔ بظاہر یہ آخری معنی ہی زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف پڑھتے رہنے سے یاد رہتا ہے اور پڑھتے رہنا زبان اور دانتوں کا عمل ہے لہٰذا اس کی سزا دانتوں کا ندارد ہونا ہی مناسب ہے۔ واللہ اعلم۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کیے گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑھ کر نہیں دیکھا کہ کسی کو قرآن کی کوئی سورت یا آیت آتی ہو اور وہ اسے بھول جائے۔

بے نمازیوں کا حشر:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نماز کی پابندی نہ کی اس کے لیے نماز نہ نور ہوگی نہ دلیل نہ نجات کا سامان ہوگی۔ اور قیامت کے روز اس کا حشر فرعون، قارون، ہامان، اور ابی بن خلف، کے ساتھ ہوگا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سونے چاندی کے جس مالک نے اس میں سے ان کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ کیا تو جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کے لیے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی۔ جو دوزخ میں تپائی جائیں گی۔ پھر ان سے اس کا پہلو اور ماتھا یعنی پیشانی اور اس کی پشت کو داغ دیا جائے گا۔ جب بھی وہ تختیاں ٹھنڈی ہو ہو کر دوزخ کی آگ میں واپس کر دی جائیں گی تو پھر بار بار نکالی جاتی رہیں گی اور ان سے داغ دیا جاتا رہے گا۔ اور یہ سزا اس کو اس دن میں ملتی رہے گی جو پچاس ہزار برس کا دن ہوگا۔ یہاں تک کہ سب بندوں کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ پھر آخر کار وہ اس مصیبت سے نجات پا کر اپنا راستہ پائے گا جو جنت کی طرف ہوگا یا دوزخ کی طرف۔

حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹوں کا حکم بھی ارشاد فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اونٹوں والا ان میں سے ان کا حق ادا نہیں کرتا اور ان کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ جس روز ان کو پانی پلائے اس روز ان کا دودھ بھی نکال لیوے۔ تو اس کو ان اونٹوں کے نیچے صاف میدان میں لٹا دیا جائے گا اور اس کے اونٹ خوب موٹے تازے سب کے سب وہاں موجود ہوں گے ان میں ایک بچہ بھی غیر حاضر نہ ہوگا وہ اونٹ اپنے کھروں سے اس کو روندیں گے اور اپنے مونہوں سے اس کو کاٹیں گے۔ جب ان کا پہلا گروہ گزر چکے گا تو بعد کا گروہ اس پر لوٹا دیا جائے گا۔ پچاس ہزار برس کے دن میں بندوں کے درمیان فیصلے ہونے تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی پھر وہ اپنا راستہ جنت کی طرف پائے گا یا دوزخ کی طرف۔

سوال کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں اور گائیوں کا حکم بھی ارشاد

فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گائیوں کا مالک اور بکریوں کا مالک ان میں سے ان کا حق ادا نہیں کرتا تو جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کو صاف میدان میں ان کے نیچے لٹا دیا جائے گا۔ ان میں سے وہاں ایک گائے یا بکری غیر حاضر نہ ہوگی اور نہ کوئی ان میں مڑے ہوئے سینگوں کے ہوگی اور نہ کوئی بے سینگوں کی اور نہ ٹوٹے ہوئے سینگوں کی۔ پھر یہ گائیں اور بکریاں اس پر گذریں گی اپنے سینگوں سے اس کو مارتی جائیں گی اور کھروں سے روندتی جائیں گی۔ جب ان کا پہلا گروہ گزر چکے گا تو آخر کا گروہ اس پر لوٹا دیا جائے گا پچاس ہزار برس کے دن میں فیصلے ہونے تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی پھر وہ اپنا راستہ جنت کی طرف پائے گا یا دوزخ کی طرف۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۱۵۵)

قیامت کے روز سب سے زیادہ بھوکے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے ڈکار لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی ڈکار کم کرو کیونکہ قیامت کے روز سب سے زیادہ دیر تک وہی بھوکے رہیں گے جو دنیا میں سب سے زیادہ دیر تک پیٹ بھرے رہتے ہیں۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۴۴۲)

دو غلے کا حشر:

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو دنیا میں دو چہروں والا تھا (یعنی ایسا شخص کہ اس گروہ کے سامنے اس کی تعریف اور دوسروں کی مذمت کرتا ہو اور پھر جب دوسروں میں جائے تو ان کی تعریف اور اس گروہ کی برائی کرتا ہو) تو قیامت کے روز اس کی دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۴۱۳)

کنسوئی لینے والے:

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے بنا کر (یعنی اپنی طرف سے گھڑ کر) جھوٹا خواب بیان کیا اسے قیامت کے روز مجبور کیا جائے گا دو کے بیچ گرہ لگائے اور ان میں ہرگز گرہ نہ لگا سکے گا (لہٰذا عذاب میں رہے گا) اور جس نے کسی گروہ کی بات کی طرف کان لگائے حالانکہ وہ سنانا نہ چاہتے تھے تو قیامت کے روز اس کے کان میں سیسہ (پگھلا کر) ڈالا جائے گا اور جس نے کوئی تصویر جاندار کی بنائی اسے قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا اور مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونک کر زندہ کر۔ اور وہ روح نہ پھونک سکے گا۔

ذلت کا لباس:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دنیا میں شہرت (تکبر اور اتراوے) کا لباس پہنا اسے خدا قیامت کے روز ذلت کا لباس پہنائے گا۔

زمین غصب کرنے والا:

ارشاد فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے ذرا سی زمین بھی بغیر حق کے لے لی اس کو قیامت کے روز ساتویں زمین تک دھنسا دیا جائے گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ظلماً ایک بالشت زمین بھی لی اس کو خدائے عز و جل مجبور کرے گا کہ اسے اتنا کھودے کہ ساتویں زمین کے آخر تک پہنچ جائے۔ پھر قیامت کا روز ختم ہونے تک جب تک لوگوں میں فیصلہ نہ ہو۔ وہ ساتوں زمینیں اس کے گلے میں طوق کی طرح ڈال دی جائیں گی۔

آگ کی لگام:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی جسے وہ جانتا تھا اور اس نے وہ چھپالی تو قیامت کے دن اس کے (منہ میں) آگ کی لگام دی جائے گی۔

چونکہ اس نے بولنے کے وقت زبان بند رکھی اس لیے جرم کے مطابق سزا تجویز ہوئی کہ آگ کی لگام لگائی گئی۔

غصہ پینے والا:

حضرت سہل رضی اللہ عنہ اپنے باپ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے غصہ پی لیا حالانکہ وہ غصہ کے تقاضے پر عمل کرنے پر قدرت رکھتا تھا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو ساری مخلوق کے سامنے بلا کر اختیار دیں گے کہ جس حور کو چاہے اپنے لیے اختیار کر لے۔

حرمین میں وفات پانے والا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مدینہ میں ٹھہرا اور اس نے مدینہ کی تکلیف پر صبر کیا میں قیامت کے روز اس کے لیے گواہ اور سفارشی ہوں گا۔ اور جو شخص حرم مکہ یا حرم مدینہ میں مرگیا اسے اللہ قیامت کے روز امن والوں میں اٹھائے گا۔

جو حج کرتے ہوئے مر جائے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے اچانک سواری سے گر پڑے جس سے ان کی گردن ٹوٹ گئی اور وفات ہوگئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو پانی اور بیری سے غسل دو (بیری کے پتے پانی میں پکائے ہوئے ہوں تو صابن کی طرح نظافت اور صفائی کا فائدہ دیتے ہیں) اور اس کو (احرام کے) دونوں کپڑوں میں کفن دو۔

شہداء:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جس کسی کے زخم لگ گیا اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ اس کی راہ میں کس کس کے زخم آیا ہے (یعنی) نیت کا حال اللہ ہی خوب جانتا ہے تو وہ قیامت کے روز اس زخم کو لیکر اس حال میں آئے گا کہ اس کا خون خوب بہہ رہا ہوگا جس کا رنگ خون کی طرح ہوگا اور خوشبو مشک کی طرح ہوگی۔

نور کامل والے:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسجدوں کو اندھیروں میں جانے والوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کو قیامت کے دن پورا نور عنایت کیا جائے گا۔

اذان دینے والے:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اذان دینے والے قیامت کے روز سب لوگوں سے زیادہ لمبی گردنوں والے ہوں گے۔

خدا کے لیے محبت کرنے والے:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری عظمت کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والوں کے لیے نور کے منبر پر ہوں گے اور نبی اور شہید ان پر رشک کرتے ہوں گے۔ کیونکہ وہ تو بے خوف اور بے غم ہو کر نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے اور نبی و شہید دوسروں کی سفارش میں لگے ہوں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۶)

عرش کے سایہ میں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سات شخصوں کو اس دن اللہ اپنے سایہ میں رکھے گا جبکہ اس کے سایہ کے علاوہ اور کسی کا سایہ نہ ہوگا۔

۱۔ مسلمان کا منصف بادشاہ

۲۔ وہ جوان جس نے اللہ کی عبادت میں جوانی گزاری۔

۳۔ وہ مرد جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے جب وہ مسجد سے نکلتا ہے جب تک واپس نہ آ جائے۔ (اس کا جسم باہر اور دل مسجد کے اندر رہتا ہے)

۴۔ وہ دو شخص جنہوں نے آپس میں اللہ کے لیے محبت کی اسی محبت کی وجہ سے جمع ہوتے ہیں اور اسی کو دل میں رکھتے ہوئے جدا ہو جاتے ہیں۔

۵۔ وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کے آنسو بہہ نکلے

۶۔ وہ مرد جس کو صاحب حسن اور ذی جاہ عورت نے (برے کام کے لیے) بلایا اور اس نے ٹکا سا جواب دے دیا کہ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں۔

۷۔ وہ شخص جس نے ایسے چھپا کر صدقہ دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۶۸ از بخاری و مسلم)

نور کے تاج والے

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس نے عمل کیا قیامت کے روز اس کے والدین کو ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی اچھی ہوگی۔

روزہ اور قرآن کی شفاعت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن بندہ کے لیے شفاعت کریں گے۔ روزے عرض کریں گے کہ اے رب میں نے اس کو دن میں کھانے سے اور (دیگر) خواہشات سے روک دیا تھا لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمایئے اور قرآن عرض کرے گا اے رب میں نے اس کو رات کو سونے سے روک دیا تھا۔ (کیونکہ یہ رات کو مجھ کو پڑھتا یا سنتا تھا) لہٰذا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمایئے۔

اس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بالآخر دونوں کی شفاعت قبول کر لی جائے گی۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف پڑھو کیونکہ وہ قیامت کے روز اپنے آدمیوں کے لیے شفاعت کرنے والا بن کر آئیگا۔ (پھر فرمایا کہ) دونوں سورتوں بقرہ اور آل عمران کو پڑھا کرو جو بہت زیادہ روشن ہیں کیونکہ وہ قیامت کے روز دو بادلوں یا دو سائبانوں یا پرندوں کی دو جماعتوں کی طرح جو صف بنائے ہوئے ہوں آئیں گی اور اپنے پڑھنے والے کے لیے بڑے زور سے سفارش کریں گی۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ

قیامت کے احوال اور ہولناک مناظر اس کتاب سے آپ کو معلوم ہو گئے لیکن معلوم ہونا ہی کافی نہیں۔ عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ عموماً کتاب صرف علم کی حد تک محدود رکھنے کے لیے پڑھتے ہیں۔ اور عمل کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ حالانکہ بدعملی اور غفلت و ہلاکت اور بربادی کا راستہ ہے۔ ذرا غور تو کریں کہ پچاس ہزار سال کا دن کیسے کٹے گا؟ پیشیاں ہوں گی۔ حساب ہوگا۔ اعمال کا وزن ہوگا۔ دائیں ہاتھ اور بائیں ہاتھ میں اعمال نامے دیئے جائیں گے۔ سورج بہت زیادہ قریب ہو گا۔ آسمان و زمین بدل چکے ہوں گے۔ پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑ رہے

ہوں گے۔عمارتیں ختم ہو چکی ہوں گی۔ دھوپ ہی دھوپ ہوگی۔نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔قریب سے قریب ترین عزیز بھی ایک دوسرے سے بھاگ رہے ہوں گے۔حقوق کی ادائیگی نیکیوں کے ذریعہ ہوگی۔ داہنے ہاتھ میں جنہیں اعمال نامے ملیں گے وہ جنتی ہوں گے اور جن کو بائیں ہاتھ میں اعمال نامے دیئے جائیں گے وہ اصحاب نار یعنی دوزخی ہوں گے۔ان حالات کو سامنے رکھ کر اس کتاب کو بار بار پڑھیں تاکہ تفصیلی حالات بھی سامنے آتے رہیں۔خود بھی پڑھیں گھر میں سب کو جمع کر کے مذاکرہ کریں۔مجلسوں اور محفلوں میں سنائیں اور عبرت اور بصیرت کی نیت سے پڑھیں۔اور بار بار سوچیں کہ ہم جن حالات سے گذر رہے ہیں۔کیا یہ حالات نجات دلانے والے ہیں؟ کیا قیامت کے دن عرش الٰہی کے سائے میں اپنے موجودہ اعمال کے ذریعہ سایہ پکڑ سکتے ہیں؟ کیا ہم حوض کوثر پر پہنچنے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ دکھانے کے لائق ہیں؟اور تھوڑی بہت جو نیکیاں ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مظالم کی وجہ سے وہ اہل حقوق کو مل جائیں اور خود خالی ہاتھ کھڑے رہ جائیں؟

دنیا میں قاضی ہیں، اعزازی مجسٹریٹ ہیں، چیف جسٹس ہیں، ہائی کورٹ کے جج ہیں یہ لوگ حکومتوں کے ملازم ہیں۔مخلوق کے بنائے ہوئے غیر شرعی قوانین کے مطابق فیصلے کرتے ہیں شرعی قوانین کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔رشوتیں لے رہے ہیں۔وطن، قوم اور زبان کی عصبیت کے پیش نظر ظالمانہ فیصلے کر دیتے ہیں۔ہم وطن، ہم قوم، ہم زبان ہونے کی وجہ سے مظلوم کے خلاف اور ظالم کے موافق فیصلے کرتے ہیں۔حاکم بھی شریک ظلم ہو کر مظلوم پر ظلم کرتا ہے۔جھوٹے دعوؤں اور بہتانوں کو بنیاد بنا کر سزائیں دی جا رہی ہیں۔ان مظالم کے نتائج آخرت میں کیا ہوں گے؟اس کا خیال نہ شاہ کو ہے نہ صدر کو نہ وزیر کو ہے۔نہ جج کو، حکام کے سامنے، ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے لوگ پیش ہوتے ہیں۔دنیا پھر کے فیصلے کر رہے ہیں اپنی ذات کے فیصلے سے بے خبر ہیں۔قاضی روز جزا کے سامنے حاکم و محکوم، ظالم و مظلوم سب کی پیشی ہوگی۔وہاں انصاف کے ساتھ فیصلے ہوں گے۔جن لوگوں نے دنیا میں غیر شرعی فیصلے کیے رشوتیں لیں، ظالموں کو جتایا، روز قیامت ان فیصلہ کرنے والوں کے بھی فیصلے ہوں گے۔جن مظلوموں کے خلاف فیصلے دیئے تھے ان میں بہت سے آزاد ہوں گے۔اور فیصلہ دینے والے بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔

نصیحت بود بروز شمار   بندہ آزاد و بحوالہ در زنجیر

عہدوں کے الیکشن ہوتے ہیں، غیبتیں ہوتی ہیں، تہمتیں دھری جاتی ہیں، اخبارات کے دفتروں میں بیٹھ کر جھوٹی خبریں گھڑی جاتی ہیں، مخالفین کو اور ان کے ہمدردوں کو قتل تک کر دیا جاتا ہے۔ان مظالم کا کیا نتیجہ ہوگا؟ اس سے غافل ہیں دنیا کی ظاہری سرسبزی اور میٹھے میٹھے جھوٹے منافع بہت مرغوب و محبوب ہیں۔گناہوں کے ذریعہ خالق کائنات جل مجدہ کو ناراض کر کے رقمیں اور عہدے حاصل کیے ہیں۔بنگلے ہیں، کوٹھیاں ہیں، اخبارات میں فوٹو چھپ رہے ہیں۔ریڈیو، ٹی وی پر انٹرویو آ رہے ہیں۔اور سمجھ رہے ہیں کہ ہم کامیاب ہیں۔کامیابی کے دھوکہ میں آخرت کے حساب سے بے خبر ہیں۔اولاد کو گناہوں کی راہ پر ڈال رہے ہیں۔مست ہیں بیہوش ہیں۔موت کے بعد والے عذابوں کے لیے اپنی جانوں کو اور اپنی اولاد کو تیار کر رہے ہیں۔ گناہوں کے ذریعے حاصل کیے ہوئے اموال اور عہدے اور مخلوق پر کیے ہوئے مظالم اور ظالمانہ فیصلے جب عذاب کی صورت میں ظاہر ہوں گے تو اس وقت کہیں گے: مَا اَغْنٰى عَنِّىْ مَالِيَهْ هَلَكَ عَنِّىْ سُلْطٰنِيَهْ

(کہ میرا مال میرے کام نہیں آیا میری سلطنت اور اقتدار جاتا رہا۔

اپنا حساب اسی دنیا میں کرتے رہیں وہاں بھی تو اپنا حساب خود کرنا ہوگا۔

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِىْ عُنُقِهٖ وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا.

"اور ہم نے ہر انسان کا عمل اس کے گلے کا ہار کر رکھا ہے اور قیامت کے دن ہم اس کا نامہ اعمال اس کے واسطے نکال کر سامنے کر دیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھ لے گا (اس سے کہا جائے گا کہ) اپنا نامہ اعمال پڑھ لے۔آج تو خود اپنا آپ ہی حساب کرنے کے لیے کافی ہے"

جس نے اپنا یہاں حساب کر لیا اس کے لیے وہاں آسانی ہوگی کیونکہ جو یہاں حساب کرتا ہوگا گناہ چھوڑتا رہے گا۔فرائض و واجبات کا اہتمام کرے گا۔اور زیادہ سے زیادہ نفلی عبادت میں لگے گا۔اور جو حساب سے غافل رہے گا۔وہ گناہوں میں لت پت رہے گا اور آخرت میں اعمال صالحہ سے خالی ہونے کی وجہ سے سخت مصیبت میں مبتلا ہوگا۔ذرا پچاس ہزار سال کا تصور کرو اور اس دن کے حالات کو ذہن میں لاؤ اور اپنے احوال و اعمال کو دیکھو پھر فیصلہ کرو کہ ہماری زندگی کامیابی والی زندگی ہے یا آخرت کے عذاب میں مبتلا کرنے والی ہے؟

بار بار محاسبہ اور مراقبہ کرو۔نفس کو جھنجھوڑو اور اس سے پوچھو کہ کل آخرت کے دن کے لیے تو نے اپنے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اگر یہاں مراقبہ کر کے نفس کا محاسبہ کر کے نفس کو سمجھا بجھا کر گناہوں سے توبہ کرا لی اور بار بار توبہ کراتے رہے اور گناہ چھوڑتے رہے۔حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرتے رہے تو امید ہے کہ روز قیامت کامیابی ہو جائے اور اللہ جل شانہ بلا حساب یا آسان حساب لے کر جنت میں بھیج دے۔

خوب سمجھ لو غور و فکر، عبرت موعظت مسلمان کا شیوہ ہے۔اور غفلت اور بد عملی مومن کا کام نہیں۔اپنی جان کو اور گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میری باریک ہڈیوں اور نازک چمڑے پر رحم کر۔(الکنز)

باب ۲۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احوال آخرت

حکم ہوگا کہ جس جس شخص نے عمل کیا ہے وہ اپنے اپنے معبود سے خود جا کر طالب جزا ہو۔ پس جس وقت وہ اپنے معبودوں کی جستجو میں ہوں گے تو بت پرستوں کے واسطے وہ شیاطین جو بتوں سے تعلق رکھ کر بت پرستی و سرکشی کے باعث بنے تھے اور خواب و بیداری میں نئے نئے کرشمے دکھاتے تھے، سامنے آجائیں گے اور جو جماعتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ملائکہ کو و دیگر انبیاء علیہم السلام و اولیاء کو پوجتی تھیں۔ چونکہ یہ صالحین ان بداعمال سے بیزار رہتے اور درحقیقت ان کی گمراہی کے باعث بھی شیاطین ہی تھے۔ لہٰذا وہی شیاطین ان کے سامنے آجائیں گے۔ پس جو فرشتے انتظام پر مامور ہوں گے وہ ان سے دریافت کریں گے کیا تمہارے معبود یہی ہیں وہ اپنے پورے یقین کے ساتھ بوجہ اس مناسبت معنوی کے جو ان کو بتوں کے ساتھ تھی کہیں گے درحقیقت ہمارے معبود یہی ہیں۔ ملائکہ ان سے کہیں گے کہ انہیں کے ساتھ چلے جاؤ تاکہ تم کو تمہارے اعمال کی جزاوسزا تک پہنچادیں۔ پس یہ بسبب شدت پیاس اپنے معبودوں سے پانی طلب کریں گے اس پر ان کے لیے سراب یعنی چمکتا ہوا ریتا نمودار ہو جائے گا وہ اس کو پانی سمجھ کر دوڑیں گے، پہنچنے پر ان کو معلوم ہوگا کہ وہ آگ ہے جو بڑی لپیٹوں سے ان کو اپنی طرف کھینچتی ہے اس وقت دوزخ میں سے لمبی لمبی گردنیں نکلیں گی جو دانوں کی طرح ان کو چن چن کر دوزخ میں ڈال دیں گی۔ جب کفار آگ میں مجتمع ہو جائیں گے تو شیطان آگ کے منبر پر چڑھ کر سب کو اپنی طرف بلائے گا۔ وہ اس گمان سے کہ یہ ہمارا سردار ہے کسی نہ کسی مکر حیلہ سے ہم کو نجات دلائے گا۔ اسکے پاس آجائیں گے۔ پس شیطان کہے گا کہ خدا کے تمام احکام بجا و درست تھے، میں تمہارا اور تمہارے باپ کا دشمن تھا۔ مگر یاد رہے کہ تم میں سے کسی کو زبردستی سے اپنی طرف نہیں کھینچا البتہ برے کاموں کی ترغیب دی تم نے بسبب کم عقلی و خام طبعی میرے وسوسوں کو سچا جان کر اختیار کیا پس اس وقت اپنے آپ ہی پر ملامت کرو نہ کہ مجھ پر۔ علاوہ ازیں مجھ سے کسی قسم کی نجات و خلاصی دلانے کی امید نہ رکھنا۔ اس یاس و ناامیدی کے جواب کو سن کر آپس میں لعن و طعن کرنے لگیں گے تابع و متبوع سب یہ چاہیں گے کہ اپنے وبال کو دوسرے پر ڈال کر خود سبکدوش ہو جائیں مگر یہ خیال محال و بے سود ہوگا اور قہر کے فرشتے ان کو کشاں کشاں اس مقام تک پہنچادیں گے جو ان کے اعمال و عقائد سے مناسبت رکھتا ہوگا۔ دوزخ کی آگ یہاں کی آگ سے ستر حصے زیادہ گرم ہے اس کا رنگ شروع میں سفید تھا پھر ہزار برس بعد سرخ ہوگیا اب سیاہ ہے۔

اس کے سات طبقے ہیں جن میں ایک ایک بڑا پھاٹک ہے اول طبقہ گناہ گار مسلمانوں اور ان کفار کے لیے جو باوجود شرک پیغمبروں کی حمایت کرتے تھے مخصوص ہے دیگر طبقات مشرکین، آتش پرست، دہریے، یہودی، نصاریٰ و منافقین کے لیے مقرر ہیں ان طبقوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) جحیم (۲) جہنم (۳) سعیر (۴) سقر (۵) لظیٰ (۶) ہاویہ (۷) حطمہ۔ ان طبقات میں سے ہر ایک میں نہایت وسعت، قسم قسم کے عذاب اور رنگ برنگ کے مکانات ہیں مثلاً ایک مکان ہے جسکا نام غیؔ ہے جس کی سختی سے باقی دوزخ بھی ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے ایک اور مکان ہے جس میں انتہائی سردی ہے جس کو زمہریر کہتے ہیں اور ایک مکان ہے جس کو جب الحزن یعنی غم کا کنواں کہتے ہیں اور ایک کنواں ہے جس کو طینۃ الخبال یعنی زہر و پیپ کی کیچڑ کہتے ہیں ایک پہاڑ ہے جس کو صعود کہتے ہیں اس کی بلندی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے جس پر کفار کو چڑھا کر نار دوزخ کی تہہ میں پھینکا جائے گا ایک تالاب ہے جس کا نام آب حمیم ہے پانی اسکا اتنا گرم ہے کہ لبوں تک پہنچنے سے اوپر کا ہونٹ اس قدر سوج جاتا ہے کہ ناک اور آنکھیں تک ڈھک جاتی ہیں اور نیچے کا لب سوج کر سینے و ناک تک پہنچتا ہے زبان جل جاتی ہے اور منہ تنگ ہو جاتا ہے۔ حلق سے نیچے اترتے ہی پھیپھڑے، معدے، اور انتڑیوں کو پھاڑ دیتا ہے ایک اور تالاب ہے جس کو غساق کہتے ہیں اس میں کفار کا پسینہ پیپ اور لہو بہہ کر جمع ہو جاتا ہے ایک چشمہ ہے جس کا نام غسلین ہے اس میں کفار کا میل کچیل جمع ہوتا ہے اس قسم کے اور بھی بہت سے خوفناک مکانات ہیں اہل دوزخ کے بہت چوڑے چکلے جسم بنادئے جائیں گے تاکہ سخت عذاب زیادہ ہو اور ان کے ہر ایک رگ و ریشہ کو ظاہراً باطناً طرح طرح کے عذاب پہنچائیں گے مثلاً جلانا، کچلنا، سانپ بچھوؤں کا کاٹنا، کانٹوں کا چبھونا، کھال کا چیرنا، مکھیوں کا زخم پر بٹھانا وغیرہ وغیرہ شدت گرمی و آگ کے پہنچتے ہی ان کے جسم جل کر نئے جسم پیدا ہو جایا کریں گے یہاں تک کہ

ایک گھڑی میں سات سو جسم بدلتے رہیں گے مگر یہ واضح رہے کہ جسم کے اصلی اجزاء برقرار رہیں گے صرف گوشت پوست جل کر دوبارہ پیدا ہوتا رہے گا۔ اور غم حسرت ناامیدی، خلل شکم وغیرہ تکلیفات بقدر جسامت برداشت کریں گے۔ بعض کافروں کی کھال بیالیس بیالیس گز موٹی ہوگی دانت پہاڑوں کی مانند، بیٹھنے میں تین تین منزل کی مسافت کے برابر جگہ گھیریں گے۔ مدت دراز کے بعد سوائے دیگر عذاب کے بھوک کا عذاب اس قدر سخت کر دیا جائے گا کہ جو تمام عذابوں کے مجموعے کے برابر ہوگا۔ آخر کار نہایت بے چین و بیقرار ہو کر غذا طلب کریں گے۔ حکم ہوگا کہ درخت زقوم کے پھل جو نہایت تلخ خاردار اور سخت ہے اور جحیم کی تہہ میں پیدا ہوتا ہے ان کو کھانے کو دیدو۔ جب اس کو کھانا شروع کریں گے تو گلے میں پھنس جائے گا۔ پس کہہ دیں گے دنیا میں جب ہمارے گلوں میں لقمہ اٹک جایا کرتا تھا تو پانی سے نگل لیا کرتے تھے لہٰذا طالب آب ہوں گے۔ حکم ہوگا کہ جحیم سے پانی لادو۔ پانی کے منہ تک پہنچتے ہی ہونٹ جل کر اتنے سوج جائیں گے کہ پیشانی و سینہ تک پہنچ جائیں گے زبان سکڑ جائے گی اور حلق ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ انتڑیاں پھٹ کر پاخانہ کے راستہ سے نکل پڑیں گی۔ اس حالت سے بیقرار ہو کر سردار جہنم کے سامنے آہ وزاری کریں گے کہ ہم کو تو مار دے تاکہ ان مصائب سے نجات پالیں، ہزار سال کے بعد وہ جواب دے گا کہ تم تو ہمیشہ اسی میں رہو گے، پھر ہزار سال کے بعد خداوند کریم سے دعا کریں گے کہ اے خدائے قدوس ہماری جان لے لے اور اپنی رحمت سے اس عذاب سے نجات دیدے۔ ہزار سال کے بعد بارگاہ ایزدی سے جواباً ارشاد ہوگا۔ خبردار خاموش رہو ہم سے استدعا نہ کرو۔ تم کو یہاں سے نکلنا نصیب نہ ہوگا۔ آخر مجبور ہو کر کہیں گے آؤ بھائی صبر کرو کیونکہ صبر کا پھل اچھا ہے۔ اور خداوند کریم کو تضرع وزاری کے ساتھ ایک ہزار برس تک یاد کریں گے، آخر بالکل ناامید ہو کر کہیں گے۔ بیقراری و صبر ہمارے حق میں برابر ہے۔ کسی طرح شکل نجات نظر نہیں آتی۔ ان کو سر کے بل کھڑا کیا جائے گا۔ ان کے جسم مسخ ہو کر کتوں، گدھوں بھیڑیوں، بندروں، سانپوں اور دیگر حیوانات وغیرہ وغیرہ کی شکل میں ہو جائیں گے دنیا میں جو لوگ تکبر کرتے ہیں ان کو میدان حشر میں پاؤں میں لٹا کر روند دیا جائے گا یہ کافروں کی حالت کا بیان ہے۔

میدان محشر میں مسلمانوں کی حالت حسب عمل گوناگوں ہوگی ایک جماعت جو خالصاً لوجہ اللہ ایک دوسرے سے ملاقات و محبت و جدائی و فراق کرتی تھی خدا کے دائیں طرف نور کے منبروں پر ہوگی اور بعض کو جو توکل سے آراستہ تھے اور مہمات دین و دنیا کی نہایت راستی سے انجام دیتے تھے ان کے چہرے کو چودھویں رات کے مانند بنا کر بے حساب و کتاب جنت کے لئے جدا کر دیا جائے گا اور وہ لوگ جو ترک دنیا کر کے اعلانیہ کلمہ توحید میں شب و روز کوشاں تھے بے حساب و کتاب جنت کے لئے علیحدہ کر دیئے جائیں گے اور ان لوگوں کو بھی جو راتوں میں نہایت ادب و حضور قلب سے ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے، سادات الناس کا خطاب دے کر بے حساب و کتاب جنت کے لیے جدا کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد وہ جماعت جو ظاہراً و باطناً ہمیشہ ذکر و طاعت الٰہی میں مصروف رہتی تھی اور تنگی اور آسائش کی حالت میں یکساں حمد الٰہی کرتی تھی، اشرف الناس کے خطاب سے ملقب کی جائے گی۔ باقی ماندہ مسلمان و منافقین مختلف گروہوں پر تقسیم کر دیئے جائیں گے، نمازی نمازیوں میں روزے دار روزے داروں میں، حاجی حاجیوں میں، سخی سخیوں میں، مجاہد مجاہدین میں، منکسر المزاج اہل تواضع میں، محسنین وخوش اخلاق اپنی جنس میں، اہل ذکر وظیفہ گزار اہل خوف و ترحم، عادل و منصف اہل شہادت، اہل صدق و وفاء علمائے راسخین و زہاد، عوام کالانعام، حکام، ظالم، خونی و قاتل، زانی دروغ گو، چور، رہزن، ماں باپ کو تکلیف دینے والے، سود خوار، رشوت خوار، حقوق العباد کے تلف کرنے والے، شراب خوار یتیموں اور بے کسوں کا مال کھانے والے زکوٰۃ نہ دینے والے، نماز نہ پڑھنے والے، امانت میں خیانت کرنے والے، عہد کو توڑنے والے وغیرہ وغیرہ مختلف گروہوں میں منقسم ہو کر اپنی جنس میں جاملیں گے پھر ان گروہوں میں سے وہ لوگ جو مذکورہ صفات میں دو تین یا چار یا اس سے زیادہ اوصاف رکھتے ہوں، جدا کر کے الگ گروہوں میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔ مویشیوں کی زکوٰۃ نہ دینے والے کو میدان حشر میں پشت کے بل لٹا کر جانوروں کو حکم ہوگا کہ ان پر سے گزر کر پامال کر دو پس وہ بار بار گزر کر ان کو روندتے رہیں گے سود خواروں کے پیٹوں کو پھلا کر ان میں سانپ بچھو بھر دیے جائیں گے اور آسیب زدہ حالت میں ہوں گے۔ مصوروں کو یہ عذاب دیا جائیگا کہ اپنی بنائی ہوئی تصویروں میں روح ڈالیں۔ جھوٹا خواب بیان کرنے والوں کو مجبور کیا جائے گا کہ دو جو کے دانوں میں گرہ لگائیں چغل خوروں کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ اسی طرح بعض فاسقین پر سرزنش و مواخذہ ہوگا جس وقت میدان محشر کفار سے بالکل خالی ہو جائے گا اور ہر ملت اور ہر قرن کے مسلمان، میدان حشر میں ایک جگہ جمع ہو جائیں گے تو خدائے قدوس ان پر ظاہر ہو کر فرمائے گا "اے لوگو! تمام مذاہب و ادیان کے لوگ اپنی جگہ چلے گئے، تم کیوں اب یہاں ٹھہرے ہو؟" وہ عرض کریں گے وہ تو اپنے معبودوں کے ساتھ چلے گئے جب ہمارا معبود ہم کو اپنے ساتھ لے گا اس وقت ہم بھی اس کے ساتھ چلیں گے۔ ارشاد باری ہوگا میں ہوں تمہارا معبود۔ آؤ میرے ساتھ چلو۔ لیکن چونکہ آدمی اس صورت کو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میرا گناہ بخش دے اور میری خصلت میں فراخی کر۔ (مسلم)

نہ پہچانیں گے کہ یہ خدا کی تجلی ہے۔ کہیں گے ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں تو ہمارا معبود نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ فرمائے گا کیا تم نے اپنے معبود کو دیکھا ہے وہ کہیں گے ہماری کیا طاقت تھی کہ ہم اس کو دیکھ سکتے پھر خداوند کریم فرمائے گا تمہارے علم میں کوئی ایسی نشانی ہے جس کے ذریعے اس کو پہچان سکو۔ وہ کہیں گے ہاں۔ پس وہ تجلی پوشیدہ ہو کر دوسری تجلی نمایاں ہوگی جس کی پنڈلی سے پردہ اٹھے گا۔ اس کو دیکھتے ہی سب کہیں گے۔ کہ تو ہی ہمارا پروردگار ہے۔ اور سب سربسجود ہو جائیں گے۔ مگر منافقین بجائے سجدہ کرنے کے پشت کے بل گریں گے۔ حکم ہوگا کہ دوزخ و جنت کو میدان حشر کے درمیان رکھو۔ اس کے بعد اعمال کا حساب میدان حشر میں لیا جائے گا سب سے پہلے نماز کا حساب اس طور پر لیا جائے گا کہ اپنی تمام عمر میں کتنی نمازیں اس نے پڑھی ہیں اور کتنی ذمہ واجب ہیں اور ارکان و آداب ظاہری و باطنی کیونکر ادا کیے ہیں اور کس قدر نوافل پڑھے ہیں اور اگر اس کے فرائض ترک ہوئے ہوں تو ایک فرض کے عوض ستر نوافل قائم ہو سکیں گے۔ نماز انسانی صورت میں حاضر ہو جائے گی۔ جو نمازیں بلا خشوع و خضوع و ذکر الٰہی و درود و ظائف پڑھی گئی ہوں گی وہ بے دست و پا ہوں گی۔ جن نمازوں میں ان امور مذکورہ کا لحاظ رکھا گیا ہو وہ نہایت آراستہ و پیراستہ ہوں گی اس کے بعد دیگر عبادات بدنی کا بھی مثلاً روزہ، حج، زکوٰۃ اور جہاد کا اسی طور پر حساب و کتاب ہوگا۔ نیز زہد، حرص دینی علوم، خون، زخم، اکل و شراب، ناجائز خرید و فروخت، حقوق العباد وغیرہ وغیرہ کا حساب ہوگا۔ ظالموں سے مظلوموں کو اس طور سے بدلہ دیا جائے گا کہ اگر ظالم نے نیکیاں کی ہیں تو اس کے حسب ظلم مظلوموں کو دلوائی جائیں گی۔ اور اگر نیکیاں نہیں ہیں تو مظلوم کے گناہ حسب اندازہ ظلم ظالم کی گردن پر پڑ جائیں گے۔ البتہ ظالموں کا ایمان و عقیدہ نہ دیا جائے گا۔ بعض ایسے عالی ہمت بھی ہوں گے۔ کہ خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے اپنی نیکیوں کو بغیر کسی عوض کے دوسروں کو بخش دیں گے۔ چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ دو آدمی مقام میزان میں اس قسم کے حاضر ہوں گے۔ کہ ایک کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی۔ دوسرا ایسا ہوگا جس کی صرف ایک نیکی ہوگی۔ اول الذکر کو حکم ہوگا کہ کہیں سے ایک نیکی مانگ لائے تو نیکیوں کا پلڑا بڑھ جائے گا اور تو جنت کا مستحق ہو جائے گا۔ وہ بے چارہ تمام لوگوں سے استدعا کرے گا۔ مگر کہیں سے کامیابی نہ ہوگی آخر مجبوراً واپس آئے گا۔ جب آخر الذکر کو یہ حال معلوم ہو جائے گا تو کہے گا کہ بھائی میری تو صرف ایک ہی نیکی ہے۔ اور باوجود اتنی خوبیوں کے تجھ کو ایک نیکی بھی کسی نے نہ دی بھلا مجھ کو کون دے گا۔ لے یہ ایک نیکی بھی تو ہی لے لے تاکہ تیرا کام تو بن جائے میرا اللہ مالک ہے۔ خداوند کریم اپنے بے پناہ فضل و کرم سے ارشاد فرمائے گا۔ ان دونوں کو جنت میں لے جا کر ایک درجے میں چھوڑ دو۔ تمام چھوٹی و بڑی نیکیاں میزان میں داخل کر دی جائیں گی۔ لیکن ان کا وزن حسب عقیدہ ہوگا۔ یعنی جس قدر عقیدہ پختہ اور خالص ہوگا اتنی ہی زیادہ وزنی ہوگی جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص کی ننانوے برائیاں ہوں گی اور صرف ایک نیکی اور یہ تولتے وقت بارگاہ ایزدی میں عرض کرے گا۔ اے خداوندا میری اس نیکی کی اتنی برائیوں کے مقابلے میں کیا حقیقت ہے کہ تولی جائے جب میں دوزخ کے لائق ہوں تو بغیر تولے مجھ کو بھیج دے۔ اس وقت ارشاد باری ہوگا کہ ہم ظالم نہیں یہ ضرور تولی جائے گی۔ چنانچہ جس وقت وہ برائیوں کے مقابلے میں تولی جائے گی تو اس کا پلڑہ جھک جائے گا اور وہ مستحق جنت قرار پائے گا۔ (شاہ رفیع الدین صاحب فرماتے ہیں) کہ میرے علم میں یہ نیکی شہادت فی سبیل اللہ ہے جو تمام عمر کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ واللہ اعلم

اگرچہ پل صراط اور میزان کے متعلق علماء کا اختلاف ہے مگر اظہر یہ ہے کہ میزان بہت سی ہوں گی چنانچہ یہ آیہ کریمہ: وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ سے یہی مفہوم ہے اس طور سے یہ بھی قیاس میں آتا ہے کہ پل صراط بھی بہت سے ہوں گے۔ خواہ ہر امت کے لیے یا ہر قوم کے لیے۔ واللہ اعلم۔

قبل اس کے کہ میدان محشر سے پل صراط پر گزرنے کا حکم ہوگا تمام میدان محشر میں اندھیرا چھا جائے گا۔ پس ہر امت کو اپنے پیغمبروں علیہم السلام کے ساتھ چلنے کا حکم ہوگا۔ اہل ایمان کو نور کی دو دو مشعلیں عنایت ہوں گی ایک آگے چلے گی دوسری دائیں جانب اور جو ان سے کمتر ہوں گے ان کو ایک ایک مشعل دی جائے گی اور جو ان سے کم ہوں گے ان کے صرف پاؤں کے انگوٹھے کے آس پاس خفیف سی روشنی ہوگی۔ اور ان سے بھی جو گئے گزرے ہوں گے ان کو ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی طرح روشنی دی جائے گی۔ جو کبھی بجھے گی اور کبھی روشن ہوگی۔ جو منافق ہوں گے وہ ذاتی نور سے بالکل خالی ہوں گے بلکہ دوسروں کے نور کی مدد سے چلیں گے۔ یہاں تک کہ جس وقت یہ سب لوگ دوزخ کے کنارے کے قریب جا پہنچیں گے تو دیکھیں گے کہ دوزخ کے اوپر پل صراط ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے۔ حکم ہوگا کہ اس پر ہو کر جنت میں چلو۔ وہ پندرہ ہزار سال کی مسافت میں ہے۔ جن میں سے پانچ ہزار بیچ میں چلنے کے اور پانچ ہزار اترنے کے ہیں۔ حاصل کلام جب میدان محشر سے پل صراط پر پہنچیں گے تو آواز ہوگی کہ اے لوگو۔ اپنی آنکھوں کو بند کر لو۔ تاکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پل صراط سے گزر جائیں۔ اس کے بعد بعض لوگ تو بجلی کی چمک کی طرح، بعض ہوا، بعض گھوڑے،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میری اُمت کو بخش دے یہ دعا تین دفعہ فرمائی۔ (بیہقی)

بعض اونٹ بعض معمولی رفتار کی مانند پل صراط سے گزر جائیں گے۔ بعض لوگ نہاین محنت اور مشقت کے ساتھ پل پر چلیں گے۔ اس وقت دوزخ میں سے بڑے بڑے آنکس نکلیں گے۔ جو ان میں بعض کو تو چھوڑ دیں گے بعض کو کچھ کچھ کاٹیں گے اور بعض کو کھینچ کر دوزخ میں ڈال دیں گے۔ اسی طرح سے رشتہ، امانتیں، لوگوں کے ساتھ ہو جائیں گی پس جنہوں نے ان کی رعایت نہ کی ہو ان کو دوزخ میں کھینچ کر ڈال دیں گے اس وقت اعمال صالحہ مثلاً نماز روزہ درود وظائف وغیرہ لوگوں کے دستگیر ہوں گے۔ اور خیرات آگ کے اور ان کے درمیان حائل ہو جائے گی۔ قربانی سواری کا کام دے گی اور اس مقام کے ہول کی وجہ سے کسی کی آواز تک نہ نکلے گی۔ مگر پیغمبران امتوں کے حق میں (رب سلم سلم) کہیں گے۔

جب مسلمان پل صراط پر چڑھ جائیں گے تو منافقین اندھیرے میں گرفتار ہو کر فریاد کریں گے، بھائیو ذرا ٹھہرنا کہ تمہارے نور کے طفیل سے ہم بھی چلے چلیں۔ وہ جواب دیں گے ذرا پیچھے چلے جاؤ جہاں سے ہم نور لائے ہیں تم بھی وہیں سے لے آؤ۔ پس جب پیچھے جائیں گے تو بے پناہ تاریکی اور ہول دیکھیں گے۔ آخر کار نہایت بے قرار ہو کر واپس لوٹیں گے اور دیکھیں گے کہ پل صراط کے سرے پر ایک بہت بڑی دیوار قائم ہے۔ اور دروازہ بند ہو گیا ہے۔ پس نہایت ہی گڑگڑا کر مسلمانوں کو پکاریں گے۔ کہ کیا دنیا میں ہم تمہارے ساتھ نہ تھے جواب ہمیں چھوڑے چلے جاتے ہو؟ وہ جواب دیں گے کہ بے شک تم ہمارے ساتھ تو تھے لیکن بظاہر، اور دل میں شک وشبہ کرتے ہوئے ہمارے حق میں برائیاں اور کفار کی بھلائیاں چاہتے تھے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ جن کا ساتھ دیتے تھے انہی سے جاملو۔ اس اثنا میں آگ کے شعلے ان کو گھیر کر جہنم کے سب سے نچلے درجے میں پہنچا دیں گے۔ وہ مسلمان جو بجلی اور ہوا کی رفتار کے موافق پل صراط پر سے گزریں گے وہ پل کو عبور کر کے کہیں گے کہ ہم نے تو سنا تھا کہ رستہ میں دوزخ آئے گی۔ لیکن ہم نے تو دیکھا بھی نہیں۔ اور وہ لوگ جو سلامتی کے ساتھ گزریں گے وہ بھی پل صراط سے اتر کر میدان میں ان سے جاملیں گے۔ دنیا میں جو ایک دوسرے سے شکایت رکھتے تھے وہ سب ایک ہو جائیں گے۔ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے جنت کا قفل کھول کر لوگوں کو داخل فرمائیں گے یہاں پہنچ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی تفتیش حال کریں گے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تمام اہل جنت کا چہارم حصہ ہوگی۔ دریافت حال کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو جائے گا کہ ابھی میری امت میں سے ہزار ہا آدمی دوزخ میں پڑے ہیں تو بوجہ اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت اللعالمین ہیں غمگین ہو کر درگاہ الٰہی میں عرض کریں گے"

اے خدا میری امت کو دوزخ سے خلاصی دے" یہ شفاعت بھی شفاعت کبریٰ کے مانند جو آنجناب نے کی تھی ہوگی۔ یعنی سات روز تک سربسجود رہ کر عجیب وغریب حمد وثناء بیان فرمائیں گے تب بارگاہ الٰہی سے حکم ہوگا کہ جس کے دل میں جَو کے دانے کے برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر دوسرے پیغمبر علیہم السلام بھی اپنی اپنی امتوں کی شفاعت کریں گے۔ پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحکم الٰہی فرشتوں کو اپنے ساتھ لے کر بمعیت امت دوزخ کے کنارے پہنچ کے فرمائیں گے۔ اپنے اپنے رشتہ داروں اور واقف کاروں کو یاد کر کے ان کی نشانی بتاؤ تا کہ یہ فرشتے ان کو دوزخ سے نکال لیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوگا۔ علاوہ ازیں شہداء کو ستر، حافظوں کو دس، علماء کو حسب مراتب لوگوں کی شفاعت کا حق ہوگا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو لے کر جنت میں تشریف لائیں گے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس وقت تمام اہل جنت کا تیسرا حصہ ہوگی۔ پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تفتیش فرمائیں گے کہ اب میری امت میں سے کس قدر دوزخ میں باقی ہیں؟ جواب ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تو ہزار ہا دوزخ میں موجود ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر بدستور سابق بارگاہ ایزدی میں شفاعت کریں گے۔ حکم ہوگا کہ کسی جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لاؤ۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدستور سابق علماء اولیاء شہداء وغیرہ کو دوزخ کے کنارے لے جا کر فرمائیں گے، کہ اپنے اپنے رشتہ داروں، واقف کاروں وغیرہ کو یاد اور پہچان کر کے دوزخ سے نکلوا لاؤ اس وقت بھی ہزار ہا آدمی دوزخ سے رہا ہو کر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تمام اہل جنت کا نصف حصہ ہوگی۔ اس شفاعت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر دریافت فرما کر بدستور ہائے سابق شفاعت کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوگا کہ جس کے دل میں آدھے ذرے کر برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لاؤ۔ پس بدستور سابق ایک بہت بڑی تعداد جہنم سے برآمد ہو کر جنت میں داخل ہوگی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تمام اہل جنت سے دوچند ہو جائے گی۔ اور موحدین میں سے کوئی شخص بھی دوزخ میں نہیں رہے گا۔ مگر وہ موحدین جنکو انبیاء علیہم السلام کا توسل حاصل نہ ہوگا۔ یعنی ان کو پیغمبروں کے آنے کا علم نہیں ہوا ہو۔ وہ جو پیغمبروں کو معلوم کر کے منحرف ہو گئے ہوں۔ ان کے حق میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے مگر خداوند کریم فرمائے گا ان سے تمہارا کوئی تعلق نہیں بلکہ ان کو میں خود بخشوں گا۔ اسی اثناء میں مشرکین اور ان موحدین میں نزاع ہوگا۔ مشرکین بطور طعنہ کہیں گے کہ تم تو توحید کے متعلق دنیا میں ہم سے جھگڑتے تھے اور اپنے تئیں سچے بتاتے تھے مگر معلوم

ہوا کہ تمہارا خیال محض خام تھا۔ دیکھو ہم اور تم یکساں ایک ہی بلا میں مبتلا ہیں۔ پس اس وقت خدائے قدوس فرمائے گا۔ کیا انہوں نے شرک و توحید کو یکساں سمجھ لیا ہے قسم ہے عزت وجلال کی کہ میں کسی موحد کو مشرک کے برابر نہ کروں گا۔ پس ان تمام موحدین کو اس روز کے آخر میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے دوزخ سے اپنے دست قدرت سے نجات دے گا۔ اس وقت ان لوگوں کے جسم کوئلہ کی طرح سیاہ ہوں گے لہٰذا آب حیات کی نہر میں جو جنت کے دروازوں کے سامنے ہے غوطہ لگا دیں گے۔ جس سے ان کے بدن صحیح سالم ہو کر تروتازہ ہو جائیں گے اور ایک مدت کے بعد جنت میں داخل ہوں گے۔ مگر ان کی گردنوں پر ایک سیاہ داغ رہے گا اور اہل جنت میں ان کا لقب جہنمی ہو گا۔ پس وہ ایک مدت کے بعد درگاہ الٰہی میں عرض کریں گے "خداوندا! جب تو نے دوزخ سے ہم کو نجات دی تو اس نشان و لقب کو بھی اپنے فضل و کرم سے ہم سے دور کر دے" پس خدا کی مہربانی سے وہ نشان اور لقب بھی ان سے دور ہو جائے گا۔ سب سے آخری شخص جو دوزخ سے برآمد ہو کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا، ایک ایسا شخص ہو گا کہ اس کو دوزخ سے نکال کر کنارہ پر بٹھا دیا جائے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب اس کو ہوش آئے گا تو کہے گا کہ میرے منہ کو اس طرف سے پھیر دو۔ پس اس سے عہد لیا جائے گا۔ کہ اس کے سوا اور کچھ تو نہ مانگے گا۔ جب وہ پختہ عہد کر لے گا تو اس کا منہ پھیر دیا جائے گا۔ جب وہ جنت کی جانب نظر کرے گا تو اس کو نہایت تروتازہ درخت دکھائی دیں گے۔ پس وہ شور مچائیگا۔ الٰہی مجھ کو وہاں پہنچا دے۔ پھر اس سے بدستور سابق عہد لے کر وہاں پہنچا دیا جائے گا اور اسی ترتیب سے خوشنما درخت وعمدہ مکانات کو دیکھ کر نقض عہد کرتا ہوا جنت کے پاس پہنچ جائے گا۔ اور وہ جب جنت کی تروتازگی ورونق دیکھے گا تو تمام عہود سابقہ کو توڑ کر نہایت گڑگڑا کر جنت میں داخل ہونے کا خواستگار ہو گا۔ لیکن جب اس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے گی تو اس خیال میں پڑ جائے گا کہ جنت تو معمور ہو چکی ہے اب میرے لیے اس میں مکان کی گنجائش کہاں ہو گی۔ حق تعالیٰ فرمائے گا جاؤ وہاں جگہ کی کمی نہیں ہے۔ عرض کرے گا کہ خداوند شاید تو مجھ سے تمسخر کرتا ہے۔ حالانکہ تو رب العلمین ہے۔ خداوند کریم فرمائے گا کہ جس قدر تجھے مانگنا ہو مانگ لے میں اس سے دو چند عطا کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہو گا اور یہ اہل جنت میں سے ادنیٰ مرتبہ کا ہے۔ حاصل کلام جب تمام اہل جنت اپنے اپنے مقاموں پر برقرار ہو جائیں گے تو ملاقات کے وقت ایک دوسرے سے کہیں گے۔ فلاں دوزخی ہم سے حق باتوں پر جھگڑتا تھا نہ معلوم اب وہ کس حالت میں ہے۔ پس ایک کھڑکی کھول دی جائے گی اور بینائی میں قوت عطا کی جائے گی کہ جس سے وہ دوزخی بہت آہ وزاری کر کے جنت کے کھانے اور پانی طلب کرے گا۔ یہ جواب دیں گے کہ جنت کی نعمتوں کو خدا نے تم پر حرام کر دیا ہے۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو کیونکر سچا پایا۔ وہ نہایت ہی پشیمانی اور عاجزی ظاہر کرے گا۔ اور اس کے بعد اہل جنت کھڑکی بند کر لیں گے۔ پھر اہل جنت اپنے اہل وعیال کی حالت دریافت کریں گے۔ فرشتے جواب دیں گے کہ وہ سب حسب اعمال جنت میں اپنے اپنے مکانوں میں موجود ہیں۔ اہل جنت کہیں گے کہ ہم کو بغیر ان کے کچھ لطف نہیں آتا۔ ان کو ہم تک پہنچاؤ۔ ملائکہ جواب دیں گے کہ یہاں ہر شخص اپنے عمل کے موافق رہ سکتا ہے۔ اس سے تجاوز کا حکم نہیں۔ پس وہ خدائے قدوس کی بارگاہ میں عرض کریں گے خداوند تجھ پر روشن ہے کہ ہم جب تک دنیا میں تھے تو کسب معاش کرتے تھے اور اس سے اپنے اہل وعیال کی پرورش ہوتی تھی اور وہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہوتے تھے۔ اب جب تو نے بلا مشقت ایسی ایسی نعمتیں عنایت فرمائیں تو ہم ان کو کیونکر محروم کر سکتے ہیں۔ امیدوار ہیں کہ ان کو ہم سے ملا دیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہو گا کہ ان کی اولادوں کو ان تک پہنچا دو تا کہ ان کو کسی بات کی تنگی نہ ہو۔ پس اہل وعیال کو ان سے ملا دیا جائے گا اور ان کو اصلی اعمال کی جزا کے علاوہ، والدین کے طفیل سے بہت کچھ عطا ہو گا۔ اندرون جنت میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو درجات عالیہ کے لیے شفاعت کرنے کا حق حاصل ہو گا۔ اور لوگ جتنی زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہوں گے اتنے ہی مراتب اپنے استحقاق سے زیادہ حاصل کریں گے جب تمام لوگ دوزخ و جنت میں داخل ہو چکیں گے تو جنت و دوزخ کے درمیان منادی ہو گی کہ اے اہل جنت! جنت کے کناروں پر آ جاؤ۔ اور اے اہل دوزخ! دوزخ کے کناروں پر آ جاؤ۔ اہل جنت کہیں گے کہ ہم کو تو ابدالآباد کا وعدہ دلا کر جنت میں داخل کیا ہے اب کیوں طلب کرتے ہو؟ اور اہل دوزخ نہایت خوش ہو کر کناروں کی طرف دوڑیں گے، اور کہیں گے کہ شاید ہماری مغفرت کا حکم ہو گا۔ پس جس وقت سب کناروں پر آ جائیں گے تو ان کے مابین موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں حاضر کر دیا جائے گا اور لوگوں سے کہا جائے گا کہ کیا اس کو پہچانتے ہو۔ سب کہیں گے ہاں، جانتے ہیں کیونکہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس نے موت کا پیالہ نہ پیا ہو۔ اس کے بعد اس کو ذبح کر دیا جائے گا۔ کہتے ہیں کہ اس کو حضرت یحییٰ علیہ السلام ذبح کریں گے پھر وہ منادی آواز دے گا اے اہل جنت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہو کہ اب موت نہیں اور اے اہل دوزخ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہو کہ اب موت نہیں۔ اہل جنت اس قدر خوش ہوں گے کہ اگر موت ہوتی تو یہ شادی مرگ ہو جاتی۔ اور اہل دوزخ اس قدر رنجیدہ ہوں گے کہ اگر موت ہوتی تو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو میری امت میں جمعرات کی صبح سویرے میں برکت دے۔ (ابن ماجہ)

یہ غم کے مارے مر جاتے۔اس کے بعد حکم ہوگا کہ دوزخ کے دروازوں کو بند کرکے اس کے پیچھے بڑے بڑے آتشی شہتیر بطور پشتیبان لگا دو تا کہ دوزخیوں کے نکلنے کا خیال بھی نہ رہے۔اور اہل جنت کو جنت میں ابدالاباد تک رہنے کا یقین واطمینان ہو جائے۔ جنت کی دیواریں سونے چاندی کی اینٹوں اور مشک وزعفران کے گارے سے بنی ہوئی ہیں۔اس کی سڑکیں اور پٹڑیاں زمرد یاقوت اور بلور سے،اس کے باغیچے نہایت پاکیزہ ہیں جن میں بجائے بجری، زمرد، یاقوت اور موتی وغیرہ پڑے ہیں۔اس کے درختوں کی چھالیں طلائی اور نقرئی ہیں۔شاخیں بے خار و بے خزاں،اس کے میوؤں میں دنیا کی نعمتوں کی گونا گوں لذتیں ہیں۔ان کے نیچے ایسی نہریں ہیں جن کے کنارے پاکیزہ اور جواہرات سے مرصع ہیں۔ان نہروں کی چار قسمیں ہیں۔ایک وہ کہ جن کا پانی نہایت شیریں وخنک ہے۔دوسری وہ جو ایسے دودھ سے لبریز ہیں جس کا مزہ نہیں بگڑتا۔تیسری ایسی شراب کی ہیں جو نہایت فرحت افزاء وخوش رنگ ہیں۔چوتھی نہایت صاف وشفاف شہد کی ہیں علاوہ ان کے تین قسم کے چشمے ہیں ایک کا نام کافور ہے جس کی خاصیت خنکی ہے۔دوسرے کا نام زنجبیل ہے جس کو سلسبیل بھی کہتے ہیں۔اس کی خاصیت گرم ہے۔مثلاً چاء وقہوہ۔تیسرے کا نام تسنیم ہے جو نہایت لطافت کے ساتھ ہوا میں معلق جاری ہے۔ان تینوں چشموں کا پانی مقربین کے لیے مخصوص ہے۔لیکن اصحاب یمین کو بھی جوان سے کم تر ہیں ان میں سر بمہر گلاس مرحمت ہوں گے۔جو پانی پینے کے وقت گلاب اور کیوڑہ کی طرح اس میں سے تھوڑا تھوڑا ملا کر پیا کریں گے۔اور دیدار الٰہی کے وقت ایک اور چیز عنایت ہوگی جس کا نام شراب طہور ہے۔جو ان تمام چیزوں سے افضل واعلیٰ ہے۔ جنت کے درخت باوجود نہایت بلند وبزرگ وسایہ دار ہونے کے اس قدر باشعور ہیں کہ جس وقت کوئی جنتی کسی میوہ کو رغبت کی نگاہ سے دیکھے گا تو اس کی شاخ اس قدر نیچے جھک جائے گی کہ بغیر کسی مشقت کے وہ اس کو توڑ لیا کرے گا۔جنت کے فرش وفروش ولباس وغیرہ نہایت عمدہ اور پاکیزہ ہیں اور ہر شخص کو وہی لباس عطا کیے جائیں گے جو اس کو مرغوب ہوں گے۔اور مختلف اقسام کے لباس ہوں گے۔سندس استبرق،اطلس، زربفت وغیرہ اور بعض ان میں سے ایسے نازک وباریک ہوں گے کہ ستر تہوں میں بھی بدن نظر آئے گا۔جنت میں نہ سردی ہے نہ گرمی نہ آفتاب کی شعاعیں نہ تاریکی بلکہ ایسی حالت ہے جیسے طلوع آفتاب سے کچھ پیشتر ہے۔مگر روشنی میں ہزار ہا درجے اس سے برتر ہوگی۔جو عرش کے نور کی ہوگی نہ کہ چاند سورج کی۔چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ اگر وہاں کا لباس وزیور زمین پر لایا جائے تو اپنی چمک دمک سے جہان کو اس قدر روشن کر دے گا کہ آفتاب کی روشنی اس کے سامنے ماند ہو جائے گی۔ جنت میں ظاہری کثافت وغلاظت یعنی پیشاب، پاخانہ، حدث، تھوک، بلغم، ناک کا رینٹ، پسینہ ومیل بدن وغیرہ بالکل نہ ہوں گے صرف سر پر بال ہوں گے اور داڑھی مونچھ ودیگر قسم کے بال جو جوانی میں پیدا ہوتے ہیں بالکل نہ ہوں گے۔اور نہ کوئی بیماری ہوگی اور باطنی کثافتوں یعنی کینہ، بغض، حسد، عیب جوئی، اور غیبت وغیرہ سے دل صاف ہوں گے۔سونے کی حاجت نہ ہوگی اور خلوت واستراحت کے لیے پردہ والے مکانوں میں میلان کریں گے۔ملاقات اور ترتیب مجلس کے وقت صحن اور میدانوں میں میلان کریں گے۔ان کی غذاؤں کا فضلہ خوشبودار ڈکاروں اور معطر پسینے سے دفع ہوا کرے گا۔جس قدر کھائیں گے ہضم ہو جایا کرے گا۔بدہضمی اور گرانی شکم کا نام تک نہ ہوگا۔جماع میں نہایت حظ حاصل ہوگا۔اور انزال ایک نہایت فرحت بخش ہوا کے نکلنے سے ہوا کرے گا نہ کہ منی سے۔ جماع کے بعد عورتیں پھر باکرہ ہو جایا کریں گی۔مگر بکارت کے ازالہ کی تکلیف اور خون وغیرہ کے نکلنے سے پاک ہوں گی۔ سیر وتفریح کے واسطے ہوائی سواریاں اور تخت ہوں گے۔جو ایک گھنٹہ میں ایک مہینہ کا راستہ طے کرتے ہوں گے۔جنت میں ایسے قبے برج اور بنگلے ہوں گے۔جو ایک ہی یاقوت یا موتی یا زمرد یا دیگر جواہرات سے رنگ برنگ بنے ہوں گے۔جن کی بلندیاں وعرض ساٹھ ساٹھ گز ہوں گی۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ کسی مکان کی بلندی وعرض یکساں نہ ہو تو مکان ناموزوں ہوتا ہے۔اہل جنت کی خدمت، راحت، آسائش وآرام وغیرہ کے لیے حور وغلمان وازواج موجود ہوں گے۔

بڑوں کا بچپن قدم بہ قدم

بچوں کے محبوب ادیب جناب عبداللہ فارانی کے قلم کا نیا شاہکار جس میں تاریخ اسلام کی نامور شخصیات کے بچپن کے واقعات پہلی مرتبہ کہانی کے انداز میں تحریر کئے گئے ہیں.....بچوں کی نفسیات کے مطابق ان کی تربیت کیلئے مفید عام کتاب ہر گھر اور ہر بچے کی ضرورت

رابطہ کیلئے 0322-6180738

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو اہل مدینہ کے شہر میں برکت دے۔(الحاکم)

باب ۲۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قیامت کا منظر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا اور اس یقینی دن میں سب مخلوق ایک میدان میں جمع ہوگی۔ تو ایک سیاہ سائبان ان پر چھا جائے گا کہ تاریکی کی شدت کی وجہ سے کوئی کسی کو دکھائی نہ دے گا سب لوگ اپنے قدموں پر کھڑے ہوں گے۔ ان کے اور ان کے رب کے درمیان ستر سال (کی مسافت کے بقدر) فاصلہ ہوگا۔ یکایک فرشتوں پر خالق تبارک وتعالیٰ کا جلوہ پڑے گا۔ زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا جائے گی۔ تاریکی پھٹ جائے گی۔ سب مخلوق پر رب کا نور چھا جائے گا۔ ملائکہ عرش کے گرد اگرد گھیرا باندھے رب کی تسبیح اور حمد پاکی بیان کر رہے ہوں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمام مخلوق صف در صف کھڑی ہوگی اور ہر امت الگ گوشہ میں قائم ہوگی۔ یکدم اعمالنامے اور میزان عدل لائے جائیں گے۔ میزان ایک فرشتے کے ہاتھ میں آویزاں ہوگی۔ جو کبھی اس کے پلڑے کو اوپر اٹھاوے گا اور کبھی جھکا دے گا۔ اعمالنامے اس میں رکھے جائیں گے۔ اسی حالت میں جنت کا پردہ اٹھایا جائے گا اور جنت قریب لائی جائے گی۔ پھر بھی مسلمانوں سے جنت کا فاصلہ پانچ سو برس کی راہ کا ہوگا۔ جنت کی ایک ہوا چلے گی۔ جس کی خوشبو مشک کی طرح مسلمان محسوس کریں گے۔ پھر دوزخ کا سرپوش اٹھایا جائے گا۔ اور اس کی بدبو کا ایک جھونکا تیز دھوئیں کے ساتھ چلے گا جس کی بو مجرم محسوس کریں گے حالانکہ ان کے اور دوزخ کے درمیان پانچ سو برس کی راہ کا فاصلہ ہوگا۔ پھر دوزخ کو ایک بڑی زنجیر میں کس کر کھینچ کر لایا جائے گا انیس فرشتے اس کے موکل ہوں گے اور ہر فرشتے سے مددگار ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔ تمام موکل اور انکے مددگار دوزخ کے دائیں بائیں اور پیچھے چلتے ہوئے گھیرے میں لیے کھینچتے لائیں گے۔ ہر فرشتے کے ہاتھ میں لوہے کا گرز ہوگا جس کی ضرب سے دوزخی چیخیں گے ، گدھے کی ابتدائی اور انتہائی آواز کی طرح دوزخ کی آوازیں ہوں گی۔ اس میں دشواریاں ہوں گی ، تاریکی ہوگی ، دھواں ہوگا ، شور ہوگا۔ دوزخ دوزخیوں پر غضب ناک ہوگی اور شدت غضب کی وجہ سے شعلے اٹھیں گے۔ فرشتے دوزخ کو لاکر جنت اور موقف (قیام گاہ حشر) کے درمیان نصب کر دیں گے۔ دوزخ آنکھ اٹھا کر سب مخلوق کو دیکھے گی اور منہ زوری کر کے ان کی طرف بڑھ کر سب کھا جانا چاہے گی لیکن موکل اس کو زنجیروں سے روک لیں گے۔ اگر کہیں چھوٹ جائے تو ہر مومن و کافر کو کھا جائے۔ دوزخ جب دیکھے گی کہ مجھے روک دیا گیا ہے تو اس میں سخت جوش آ جائے گا اور شدت غضب کی وجہ سے پھٹ پڑنے کے قریب ہو جائے گی پھر دھاڑیں مارے گی اور سب مخلوق اس کے دانت پیسنے کی آوازیں سنیں گے دل کانپ جائیں گے۔ دھڑک کے نکلنے لگیں گے۔ ہوش اڑ جائیں گے آنکھیں اٹھی کی اٹھی رہ جائیں گی تڑپ کر دل حلق تک آ جائیں گے۔

دوزخ کی حالت:

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ کی حالت ہم سے بیان فرمائیے۔ فرمایا ہاں وہ اس زمین سے ستر گنا بڑی ہے کالی ہے، تاریک ہے، اسکے سات سر ہیں ہر سر پر تیس دروازے ہیں ہر دروازہ کا طول تین روز کی راہ کے برابر ہے اس کا بالائی لب ناک کے سوراخ سے لگتا ہوگا۔ اور زیریں لب کو وہ گھسیٹتی ہوئی چلے گی اس کی ناک کے ہر سوراخ میں مضبوط بندش اور ایک بڑی زنجیر ہوگی۔ جس کو ستر ہزار فرشتے تھامے ہوں گے۔ فرشتے بھی سخت مزاج تندخو جن کے دانت باہر کو نکلے ہوئے آنکھیں انگاروں کی طرح رنگ آگ کے شعلوں کی طرح۔ ناک کے نتھنوں سے شعلے نکلتے ہوئے اور دھواں اٹھتا ہوا۔ سب کے سب زبردست خدا کے حکم کی تعمیل کے لیے تیار۔ اس وقت دوزخ سجدہ کرنے کی اجازت مانگے گی۔ اللہ اجازت دے دے گا۔ دوزخ سجدہ کرے گی۔ جب تک خدا چاہے گا۔ پھر اللہ حکم دے گا سر اٹھا۔ دوزخ سر اٹھائے گی اور کہے گی وہ اللہ ہر حمد کا مستحق ہے۔ جس نے مجھے ایسا بنایا کہ میرے ذریعہ سے نافرمانوں سے انتقام لیتا ہے۔ کسی دوسری مخلوق کو ایسا نہیں بنایا کہ جس کے ذریعہ سے انتقام لے پھر رواں سہل الاداء اور خوب چلی ہوئی زبان سے بلند آوز سے کہے گی۔ جس قدر خدا چاہے اس کے لیے استحقاق حمد ہے۔ پھر ایک دھاڑ مارے گی تو کوئی مقرب فرشتہ، کوئی مرسل پیغمبر اور کوئی میدان قیامت کے حاضرین میں سے ایسا نہ بچے گا کہ (دہشت کی وجہ سے) دوزانوں نہ بیٹھ جائے! پھر دوبارہ دھاڑ مارے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میری اُمت کی سحری میں برکت دے۔ (ابن عساکر)

گی۔ تو کسی کی آنکھ میں کوئی آنسو ایسا نہ ہوگا کہ باہر نہ آ جائے۔ پھر تیسری بار دھاڑے گی تو یہ (ہیبت پیدا ہو جائے گی کہ) اگر کسی انسان یا جن کے اعمال بہتر پیغمبروں کے برابر ہوں گے تو وہ بھی اس میں گر پڑیں۔ پھر چوتھی بار دھاڑ مارے گی تو ہر چیز کا بولنا بند ہو جائے گا۔ صرف جبرائیل میکائیل اور اللہ کے دوست عرش کو پکڑے رہیں گے مجھے بچا، مجھے بچا میں اور کچھ نہیں مانگتا۔ اس کے بعد دوزخ آسمان کے ستاروں کے برابر شمار میں چنگاریاں پھینکے گی۔ اور ہر چنگاری مغرب سے اٹھنے والے ابر عظیم کی طرح (سرخ) ہوگی۔ یہ چنگاریاں تمام مخلوق کے سروں پر گریں گی۔

پل صراط:

پھر ایک راستہ (صراط) نصب کیا جائے گا۔ اس میں سات سو یا سات پل تیار کیے جائیں گے۔ ہر دو پلوں کا درمیانی فاصلہ ہزار سال کے راہ کے برابر ہوگا (دوزخ کے سات خانے یا سات درجے ہوں گے) ایک خانہ سے دوسرے خانہ تک پل صراط کا عرض پانچ سو برس کی مسافت کے بقدر ہو گا۔ اسی طرح دوسرے خانہ سے تیسرے خانہ تک اور چوتھے سے پانچویں تک اور پانچویں سے چھٹے تک اور چھٹے سے ساتویں خانہ تک پانچ پانچ سو برس کے راستہ کے برابر پل صراط کا عرض ہوگا۔ ساتواں درجہ تمام درجات سے ستر حصہ زیادہ گرم فراخ گہرا بڑے بڑے انگاروں والا ہے اور ہر قسم کے عذابوں پر حاوی ہے قریب ترین درجہ کے شعلے پل صراط سے گزر کا ادھر ادھر اور اونچائی میں تین میل تک جائیں گے۔ دوزخ کے ہر درجہ حرارت کی شدت، انگاروں کی کلائی اور انواع عذاب کی کثرت کے لحاظ سے اپنے بالائی طبقہ سے ستر گنا زیادہ ہوگا۔ ہر درجہ میں سمندر بھی ہونگے اور دریا بھی اور پہاڑ بھی۔ ہر پہاڑ کی اونچائی ستر ہزار سال کی مسافت کے برابر ہوگی۔ دوزخ کے ہر درجہ میں ایسے ستر پہاڑ ہونگے اور ہر پہاڑ کے ستر درے اور درے میں ستر ہزار درخت تھوہر کے اور ہر درخت کی ستر شاخیں اور ہر شاخ پر ستر سانپ اور ستر بچھو ہونگے۔ ہر سانپ کی لمبائی تین میل کی مسافت کے بقدر ہوگی اور بچھو بڑے بڑے بختی اونٹوں کی طرح ہونگے۔ ہر درخت پر ستر ہزار پھل ہونگے اور ہر پھل دیو کے سر کے برابر ہوگا۔ ہر پھل کے اندر ستر کیڑے اور ہر کیڑہ اتنا لمبا جتنی مسافت پر تیر جا کر گرتا ہے۔ بعض پھلوں میں کیڑے نہیں ہوں گے بلکہ کانٹے ہونگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ دوزخ کے سات دروازے ہونگے۔ ہر دروازہ کے ستر وادی اور ہر وادی کا گہراؤ ستر سال کی مسافت کے بقدر ہوگا۔ ہر شاخ کے اندر ستر ہزار اژدھے، ہر اژدھے کی باچھ (گوشہ لب) میں ستر ہزار بچھو ہر بچھو کے ستر ہزار منکے (پشت کی ہڈی کا مہرہ) اور ہر منکے میں مٹکا بھر زہر ہوگا۔ جو کافر دمنافق پہنچے گا۔ اس کو پورا زہر پینا ہوگا۔

غرض جس وقت مخلوق گھٹنے ٹیکے بیٹھی ہوگی اور دوزخ مست اونٹ کی طرح بے تاب ہوگی۔ تو بلند آواز سے ایک منادی ندا کرے گا۔ فوراً انبیاء ہصدیق، شہید اور نیک لوگ اٹھ کھڑے ہونگے۔ پھر پیشی ہوگی۔ جس میں آپس کے حقوق لوٹائے جائیں گے پھر دوسری پیشی روحوں اور بدنوں کا باہم جھگڑا ہوگا بدن روحوں پر غالب آئیں گے تیسری پیشی اللہ کے سامنے ہوگی اور اعمال نامے اڑ کر لوگوں کے ہاتھوں میں آ جائیں گے۔ کسی کے دائیں ہاتھ میں کسی کے بائیں ہاتھ میں اور کسی کو اعمال نامہ (الٹے ہاتھ میں) پشت کے پیچھے سے دیا جائے گا جن کو دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ ان کو اللہ کی طرف سے نور رحمت ہوگا۔ فرشتے اس عزت پر ان کو مبارکباد دیں گے وہ اللہ کی رحمت سے پل صراط سے پار ہو کر جنت میں پہنچ جائیں گے۔

جنت کی نعمتیں:

جنت کے دربان پوشاکیں، سواریاں، زیور جوان کے مناسب ہوگا پیش کریں گے سب لوگ متفرق ہو کر اپنے اپنے مخصوص مکانوں کی طرف جائیں گے اور خوش خوش اپنے محلوں کی طرف لوٹیں گے اور اپنی ازواج کے پاس جائیں گے اور ایسی نعمتیں دیکھیں گے جن کو زبان بیان نہیں کر سکتی۔ نہ ان کی آنکھوں نے پہلے دیکھی ہونگی نہ دل میں ان کا تصور آیا ہوگا۔ غرض اندازہ مقررہ کے موافق کھائیں گے، پئیں گے، زیور اور لباس پہنیں گے، بیویوں کو گلے لگائیں گے، پھر اپنے خالق کی حمد کریں گے جس نے ان کا غم دور کر دیا۔ گھبراہٹ سے امن دیا۔ اور حساب کو آسان کیا۔ پھر اللہ کی دی ہوئی نعمت کا شکر کریں گے اور کہیں گے حمد ہے اس اللہ کے لیے جس نے ہم کو یہ راہ دکھائی۔ اگر خدا ہم کو راہ نہ دکھاتا تو ہم خود یہ راہ پانے والے نہ تھے۔ دنیا سے جو لوگ کچھ توشہ لائے ہونگے اس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہونگی۔ دنیا میں وہ یقین و ایمان رکھتے تھے۔ تصدیق کرتے تھے۔ عذاب سے ڈرتے تھے، رحمت کے امیدوار تھے اور ثواب کی رغبت رکھتے تھے۔ اس وقت نجات پانے والے نجات پا جائیں گے اور کافر تباہ ہو جائیں گے۔

بائیں ہاتھ میں اعمال:

جن کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں اور پس پشت سے دیے جائیں گے ان کے چہرے سیاہ اور آنکھیں نیلی ہو جائیں گے ان کی ناک پر داغ لگایا جائے گا۔ ان کے بدن بڑے اور بدن کی کھالیں موٹی ہو جائیں گے جب اعمال نامہ کو دیکھیں گے اور گناہوں کا معائنہ کریں گے کہ بغیر اندراج کے ان کا کوئی چھوٹا بڑا نہیں بچا ہے تو پکاریں گے ہائے ہم تباہ ہو گئے۔ ان کے دل افسردہ اور (نتیجہ کے متعلق) برے خیالات ہونگے۔ خوف کی شدت اور غم کی کثرت ہوگی۔ سرافگندہ نظریں خوف زدہ اور گردنیں جھکی ہوئی ہونگی۔ نظر چرا کے دوزخ کی طرف دیکھیں گے تو نگاہ نہ لوٹ سکے گی۔

ایک امر عظیم نظر آئے گا۔ سخت، دشوار اور ہر جہتی مصیبت اضطراب آفریں گھبرا دینے والی۔ وہشت انگیز غم افزا ذلیل کن، دلوں کو فکر مند بنانے والی اور آنکھوں کو رلانے والی، اس وقت وہ اللہ کی بندگی کا اقرار اور اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے اور یہ اقرار ہی ان کے لیے آگ، ذات غم، بدبختی، الزام اور غضب (کی صورت) بن جائے گا۔ رب کے سامنے دوزانوں بیٹھے گناہوں کا اقرار کرتے ہونگے آنکھیں نیلی ہونگی۔ بے نظر دل گڑھے میں گر رہے ہونگے کچھ سمجھ میں نہیں آئے گا۔ جوڑ جوڑ کانپ رہا ہوگا۔ کچھ بولا نہ جائے گا آپس کی رشتہ داریاں کٹ چکی ہونگی نہ برادری باقی ہوگی، نہ نسب کوئی کسی کو نہیں پوچھے گا سب خود اپنی ہی مصیبت میں مبتلا ہونگے۔ جس کا ازالہ نہ کرسکیں گے۔ دنیا میں لوٹ کر جانے کی درخواست کریں گے تو قبول نہ ہوگی۔ دنیا میں جس چیز کو نہیں مانتے تھے اس کا یقین ہو جائے گا۔ نہ پینے کو پانی کہ پیاس بجھے، نہ کھانے کو کھانا کہ پیٹ بھرے نہ پہننے کو کپڑا کہ تن ڈھکے۔ پیاسے بھوکے ننگے۔ ہارے ہوئے جن کا کوئی مددگار نہ ہوگا غمگین پریشان کیے ہوئے کہ جان و مال کمائی اور اہل عیال غرض ہر طرف سے گھاٹے میں ہونگے اس حالت میں اللہ دوزخ کے موکلوں کو حکم دے گا۔ اپنے کارندوں کو ساتھ لے کر اپنے ہتھیاروں سمیت یعنی زنجیریں، طوق، اور گرز اٹھائے ہوئے دوزخ سے باہر آجائیں۔ حسب الحکم موکل باہر آکر ایک گوشہ میں حکم کے منتظر کھڑے ہو جائیں گے بدبخت ان کو دیکھیں گے۔ جکڑ بند کے سامان اور ان کے کپڑوں کو دیکھیں گے تو (حسرت سے) اپنے ہاتھ دانتوں سے کاٹیں گے اور انگلیاں کھا جائیں گے اور موت کو پکاریں گے آنسو بہنے لگیں گے پاؤں لڑکھڑا جائیں گے اور ہر بھلائی سے ناامید ہو جائیں گے۔ حکم ہوگا ان کو پکڑو۔ گردنوں میں طوق ڈالو۔ جہنم میں داخل کردو۔ اور زنجیریں خوب جکڑ دو۔ اس کے بعد اللہ جس شخص کو جس درجہ جہنم میں ڈالنا چاہے گا۔ اس درجہ کے موکلوں کو بلا کر فرمائے گا ان کو گرفتار کرلو۔ چنانچہ ایک ایک آدمی کی طرف ستر ستر موکل بڑھیں گے۔ خوب جکڑ کر باندھیں گے۔ بھاری طوق گردنوں میں اور زنجیریں ناک کے نتھنوں میں ڈالیں گے۔ جن کی وجہ سے دم گھٹنے لگے گا۔ پھر پشت کی طرف سے سروں کو قدموں سے ملا دیا جائے گا۔ جس سے پشت کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی اس تکلیف سے ان کی آنکھیں پھٹ جائیں گی رگیں پھول جائیں گی (طوق کی گرمی سے) گردنوں کا گوشت جل جائے گا۔ رگوں کا پوست اتر جائے گا۔ سروں کے اندر دماغ کھولنے لگیں گے۔ اور بہہ کر کھال پر گریں گے اور قدموں تک پہنچ جائیں گے۔ بدن کی کھالیں گر پڑیں گی گوشت نیلے ہو جائیں گے اور پیپ ان سے بہنے لگے گا گردنیں مونڈھوں سے کانوں تک طوق سے بھری ہونگی۔ جس کی وجہ سے گوشت سوختہ ہو جائے گا۔

ہونٹ کٹ جائیں گے دانت اور زبانیں باہر نکل آئیں گی مچلائیں گے چیخیں گے، طوقوں سے شعلے نکلتے ہونگے جن کی گرمی خون کی طرح رگوں میں دوڑے گی طوق کھولتے ہونگے جن کے اندر آگ کی لپیٹ دوڑتی ہوگی طوقوں کی گرمی دلوں تک پہنچے گی اور دلوں کی کھال کو کھینچے گی۔ دل اچھل کر گلے تک آجائیں گے۔ دم سخت گھٹ جائے گا۔ آوازیں بند ہو جائیں گی۔ اسی دوران میں اللہ جہنم کے موکلوں کو حکم دے گا۔ ان کو لباس پہناؤ۔ موکل کپڑے پہنائیں گے۔ کرتے پہنائیں گے انتہائی کالے بدبودار، کھردرے جہنم کی گرمی سے بھڑکتے ہوئے اگر پہاڑ پر رکھ دیئے جائیں تو ان کو بھی پگھلا دیں۔ پھر اللہ حکم دے گا۔ ان کو ہنکا کر ان کے گھروں کو لے جاؤ موکل دوسری زنجیریں لائیں گے جو پہلی زنجیروں سے لمبی اور موٹی ہونگی ہر فرشتہ ایک زنجیر لے کر ایک گروہ کو اس میں باندھ دے گا اور زنجیر کا کنارہ اپنے کاندھے پر رکھ کر قیدیوں کی طرف پشت پھیر کر منہ کے بل کھینچتا ہوا لے چلے گا اور پیچھے سے ستر ہزار فرشتے ہر گروہ کو گرزوں سے مارتے ہوئے ہنکائیں گے پھر جہنم پر لے جائیں گے اور کہیں گے یہ وہ آگ ہے جس کو تم نہیں جانتے تھے کیا یہ جادو ہے کیا تم کو دکھائی نہیں دیتا اس میں داخل ہو کر صبر کرو یا نہ کرو۔ دونوں برابر ہیں۔ تمہارے اعمال کی تم کو سزا دی جائے گی جب دوزخ پر لے جا کر کھڑا کیا جائے گا تو جہنم کے دروازے کھول دیے جائیں گے سرپوش اٹھا لیا جائے گا آگ بھڑکنے لگے گی۔ شعلے اٹھتے ہونگے۔ سخت دھواں نکلتا ہوگا۔ آسمان کے ستاروں کی طرح اوپر کو چنگاریاں اڑیں گی اور ستر سال کی راہ کے بقدر اوپر کو جائیں گی۔ پھر لوٹ کر لوگوں کے سروں پر گریں گی۔ جن کی وجہ سے بال جل جائیں گے کھوپڑیاں اکڑ جائیں گی اس وقت جہنم بہت اونچی آواز سے چلائے گی۔ اے دوزخیو! ادھر آؤ۔ اے دوزخیو! میری طرف آؤ۔ اپنے رب کی عزت کی قسم میں تم سے ضرور بدلہ لوں گی پھر کہے گی حمد ہے اس خدا کے لیے جس نے مجھے ایسا بنایا کہ اس کے غضب کی وجہ سے میں غضب ناک ہوتی ہوں اور میرے ذریعے سے اپنے دشمنوں سے وہ انتقام لیتا ہے۔ پروردگار میری گرمی اور قوت میں اضافہ کردے۔ اتنے میں دوزخ کے اندر سے کچھ دوسرے ملائکہ نکلیں گے جو ہر امت کو اپنی ہتھیلی پر اٹھا کر سرنگوں منہ کے بل جہنم میں پھینک دیں گے اور سروں کے بل لڑھکتے ہوئے ستر سال کی راہ تک چلے جائیں گے۔ آخر میں جب دوزخ کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچیں گے تو وہاں بھی ان کو ٹھہراؤ نصیب نہ ہوگا۔ ہر انسان کی ستر کھالیں تہہ بہ تہہ ہو جائیں گی۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچنے کے بعد سب سے پہلے زقوم کھانے کو ملے گا۔ جس کی گرمی اوپر ہی سے نمودار ہو گی۔ تلخی تیز اور کانٹوں کی کثرت ہوگی۔ دوزخی اس کو چبا ہی رہے ہوں

گے کہ ناگہاں فرشتے گرزوں سے مارنا شروع کریں گے جن سے ان کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔ پھر ٹانگیں پکڑ کر جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے۔ اور وہ ستر برس کی راہ کے بقدر بغیر کسی وادی میں قرار پکڑے سروں کے بل لڑھکتے ہوئے چلے جائیں گے۔ آخر کار پھر ہر شخص کی ستر کھالیں بنادی جائیں گی۔ اور وہاں بھی خوراک تھوہر کی ملے گی۔ مگر منہ کے اندر ہی رہے گی نگلنے کی طاقت نہ ہوگی بلکہ حلق میں نیچے سے دل اور باہر سے خوراک آ کر جمع ہو جائے گی۔ جس سے پھندا لگے گا اور پانی کے لیے فریاد کریں گے۔ ان گھاٹیوں میں کچھ وادیاں ہوں گی جن کے دھانے جہنم کی طرف گرتے ہوں گے۔ دوزخی چل کر ان نالوں پر پہنچیں گے اور پینے کے لیے اوندھے منہ ان پر گر پڑیں گے۔ گرتے ہی ان کے چہروں کی کھالیں کٹ جائیں گی جب پانی نہ پی سکیں گے تو ادھر سے رخ پھیر لیں گے ابھی چشموں پر اوندھے منہ ہی ہوں گے کہ فوراً ملائکہ جالیں گے اور گرزوں سے ماریں گے جن سے ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی پھر ٹانگیں پکڑ کر جہنم میں پھینک دیں گے اور وہ کہیں قرار پکڑے بغیر ایک سو چالیس برس کی مسافت کے بقدر شعلوں اور سخت دھویں میں لڑھکتے ہوئے چلے جائیں گے آخر کچھ نالوں پر جا کر ٹھہریں گے وہاں ہر آدمی کی ستر کھالیں بدل کر دوسری ستر کھالیں دی جائیں گی چونکہ وادیوں پر چشموں کی انتہا ہوگی اس لیے چشموں کا پانی پئیں گے مگر پانی اتنا گرم ہوگا کہ پیٹ میں نہیں ٹھہرے گا یہاں تک کہ اللہ ہر شخص کو سات نئی کھالیں دے دے گا۔

جب پانی پیٹ میں کچھ ٹھہرے گا تو آنتوں کو کاٹ کر ٹکڑے کر دے گا اور آنتیں سیرینوں کی راہ نکل جائیں گی اور پانی کا باقی حصہ رگوں میں پھیل جائے گا جس سے گوشت پگھل جائے گا اور ہڈیاں پھٹ جائیں گی اور پھر اوپر سے فرشتے جا پکڑیں گے اور پشت پر اور چہروں پر اور سروں پر گرزوں سے ماریں گے اور ہر گرز کی تین سو ساٹھ دھاریں ہوں گی۔ سروں پر پڑنے کی وجہ سے پشت ٹوٹ جائے گی۔ پھر کھینچ کر اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دیے جائیں گے۔ وسط دوزخ میں پہنچیں گے تو بدن کی کھالوں میں آگ بھڑکنے لگے گی اور کانوں میں پھیل جائے گی اور ناک کے نتھنوں اور پسلیوں سے شعلے نکلیں گے اور بدن سے کچھ لہو پھوٹ نکلے گا اور آنکھیں باہر نکل کر رخساروں پر لٹک جائیں گی پھر ان شیطانوں کے ساتھ جنہوں نے ان کو گمراہ کیا تھا اور ان معبودوں کے ساتھ جن سے مصیبت کے وقت فریاد کرتے تھے ملا کر خوب باندھ کر تنگ مقامات میں ڈال دیے جائیں گے۔ اس وقت وہ موت کو پکاریں گے مگر موت نہیں آئے گی۔

پھر ان کے دنیوی مال کو آگ میں تپا کر پیشانیوں اور پہلوؤں پر داغ لگائے جائیں گے اور پشت پر وہ گرم سونا چاندی رکھا جائے گا تو پیٹ کی طرف سے پشت کو پھاڑ کر نکل آئے گا۔ یہ لوگ جہنم کے مستحق ہوں گے اور شیطانوں اور پتھروں یعنی اپنے معبودوں کے ساتھ بندھے ہوئے گناہوں کی وجہ سے ان کے بدن پہاڑوں کی طرح کر دیے جائیں گے تاکہ عذاب کی شدت زیادہ ہو۔ ایک ایک کی لمبائی ایک مہینہ کی مسافت کے بقدر اور چوڑائی تین روز کی مسافت کے برابر اور موٹائی تین راتوں کی مسافت کے مثل ہوگی۔ یسر اقرع (ملک شام میں ایک پہاڑ کا نام) کی برابر ہوگا منہ میں بتیس دانت ہوں گے۔ بعض دانت سر سے اوپر نکلے ہوئے اور بعض داڑھی سے نیچے نکلے ہوئے۔ ناک بڑے ٹیلے کے برابر بالوں کی لمبائی اور موٹائی درخت صنوبر کی طرح اور بالوں کی کثرت دنیا بھر کے جنگلوں کی برابر بالائی لب سکڑا ہوا اور نچلا لب نوے ہاتھ لٹکا ہوا ہاتھ کا طول دس دن کی مسافت کے برابر اور موٹائی ایک دن کی مسافت کے بقدر ہر آنکھ کوہ حرا کی طرح۔ جب سر کے اوپر تارکول ڈالا جائے گا تو آگ بھڑکنے لگے گی۔ اور التہاب بڑھتا ہی جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر کوئی آدمی ایسی حالت میں دوزخ سے باہر آ جائے کہ دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوں گردن میں طوق پڑے ہوں اور پاؤں میں بیڑیاں ہوں اور زنجیر کھینچتا ہوا باہر نکل آئے اور لوگ اس حالت میں اس کو دیکھ لیں تو بھاگ کھڑے ہوں اور جہاں ممکن ہو بھاگ جائیں۔

دوزخ کی گرمی:

دوزخ کی گرمی تاریکی انواع وعذاب کی گوناگونی اور فرودگاہوں کی تنگی سے دوزخیوں کے گوشت نیلے ہو جائیں گے ہڈیاں لپٹ جائیں گی۔ دماغ کھولنے لگیں گے۔ ابل ابل کر کھالوں پر آ پڑیں گے کھالیں جل جائیں گی۔ جوڑ جوڑ پارہ پارہ ہو جائیں گے ان سے پیپ بہنے لگے گی۔ جسموں میں کیڑے پڑ جائیں گے۔ ہر کیڑا گورخر کی طرح موٹا ہوگا۔ گدھوں اور عقابوں کی طرح ان کے ناخن بھی ہوں گے۔ کھال اور گوشت کے اندر دوڑیں گے۔ کاٹیں گے پھنکارے ماریں گے۔ ڈرے ہوئے جنگلی جانوروں کی طرح گھومیں گے۔ گوشت کھائیں گے خون پئیں گے۔ سوائے گوشت اور خون کے ان کے کھانے پینے کی کوئی اور چیز نہ ہوگی۔ پھر فرشتے دوزخیوں کو پکڑ کر انگاروں پر اور نیزوں کے بھالوں کی طرح نوکیلے پتھروں پر قوت اور شدت کے ساتھ گھسیٹیں گے۔ اور اس طرح بحر جہنم کی طرف ستر سال کی مسافت کے بقدر لے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جوڑ جوڑ پارہ پارہ ہو جائے گا اور روزانہ ستر ہزار نئی کھالیں ملیں گی۔ آخر لے جا کر جہنم کے مؤکلوں کے سپرد کر دیں گے جہنم کے مؤکل ٹانگیں پکڑ کر جہنم کے سمندر میں پھینک دیں گے۔ بحر جہنم کی گہرائی سوائے خالق کے کسی کو معلوم نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تیری پناہ لیتا ہوں اس سے کہ تیرے ساتھ جان کر شرک کروں (الدر المنثور)

جہنم کی تفصیل:

بعض روایات میں آیا ہے کہ تورات میں لکھا ہے کہ بحر جہنم کے مقابلہ میں دنیوی سمندر ایسا ہے جیسے اس دنیوی سمندر کے مقابلہ میں ایک چھوٹا چشمہ۔ بحر جہنم میں پھینکے جانے کے بعد جب دوزخی عذاب کا مزا چکھیں گے تو ایک دوسرے سے کہیں گے اس سے پہلے جو کچھ ہم کو عذاب دیا گیا تھا وہ تو اس کے مقابلہ میں محض ایک خواب تھا۔ غرض ان کو بحر جہنم میں غوطہ دیا جائے گا اور جہنم میں جوش آنے کی وجہ سے پھر وہ اوپر کو ابھریں گے تو ستر بانہہ سمندر ان کو پھینک دے گا ہر بانہہ آدھے گز کا نہ ہوگا بلکہ اتنا ہوگا جتنا مشرق سے مغرب تک کا فاصلہ۔ فرشتے پھر گرز مار مار کر ان کو ہنکا کر لوٹا کر سمندر کی گہرائی کے اندر ستر سال کی مسافت تک لے جائیں گے۔ دوبارہ وہ پھر ایک سو چالیس برس کی مسافت کے بقدر ابھریں گے اور سانس لینا چاہیں گے تو فرشتے فوراً آگے بڑھ کر گرز مار مار کر ستر بانہہ قعر سمندر میں لے جائیں گے اور ہر بانہہ کی مقدار مشرق سے مغرب تک کے فاصلے کے برابر ہوگی۔ ہر شخص جب سر اٹھائے گا تو ستر ہزار گرز سر پر پڑیں گے۔ ایک بھی خطا نہیں جائے گا۔ جب تک خدا چاہے گا وہ اسی حال میں رہیں گے یہاں تک کہ گوشت اور ہڈیاں فنا ہو جائیں گی صرف جانیں رہ جائیں گی تو ایک موج آ کر ستر سال کی مسافت کے بقدر دوری پر کسی ساحل کی طرف ان کو پھینک دے گی۔ ساحل پر ستر ہزار غار ہوں گے۔ ہر غار کی ستر ہزار شاخیں ہوں گی۔ ہر شاخ کا طول ستر سال کی مسافت کے برابر ہوگا اور ہر شاخ کے اندر ستر ہزار اژدھے ہوں گے اور ہر اژدھے کی لمبائی ستر گز ہوگی۔ اور ستر دانت ہوں گے۔ ہر دانت میں مٹکا بھر زہر ہوگا۔ ہر اژدھے کے ہر گوشہ لب میں ایک ہزار بچھو ہوں گے اور ہر بچھو کی پشت پر ستر مہرے ہوں گے اور ہر مہرے کے اندر مٹکا بھر زہر ہوگا۔ ان غاروں میں آنے کے بعد ان کی روحوں کو نئے بدن اور نئی کھالیں دی جائیں گی اور لوہے کے طوق پہنائے جائیں گے۔ سانپ اور بچھو آ کر ان سے لٹک جائیں گے۔ ہر آدمی کو ستر ہزار سانپ اور ستر ہزار بچھو اول سانپ بچھو گھٹنوں تک اوپر کو آئیں گے۔ دوزخی صبر کریں گے۔ پھر سینے تک اٹھ آئیں گے اس پر بھی صبر کریں گے۔ پھر گلے کی ہنسلی تک اوپر کو آئیں گے اس پر بھی صبر کریں گے۔ پھر ناک کے نتھنوں، لبوں زبانوں اور کانوں کو پکڑ کر لٹک جائیں گے اور اس طرح تمام سانپ اور بچھو اپنا زہر ان کو پلائیں گے۔ اسوقت سوائے جہنم کی طرف بھاگنے اور اس میں گر پڑنے کے ان کے لیے کوئی فریادرس نہ ہوگا۔ سانپ گوشت چبائیں گے۔ خون پئیں گے اور بچھو ڈسیں گے اس وجہ سے گوشت گر پڑے گا اور جوڑ جوڑ الگ ہو جائے گا۔ اور جب بھاگ کر دوزخ میں جا گریں گے تو ستر برس تک سانپوں اور بچھوؤں کے زہر کی وجہ سے آگ ان کو نہ جلائے گی۔ ستر برس کے بعد جلا ڈالے گی اور از سر نو بدن کی کھالیں پیدا کر دی جائیں گی۔ وہاں کھانے کے لیے فریاد کریں گے۔ فرشتے ایک قسم کا کھانا لا کر دیں گے جس کا نام ولیمہ ہوگا۔ مگر وہ لوہے سے بھی زیادہ سخت خشک ہوگا اس کو چبائیں گے مگر کچھ بھی نہیں کھا سکیں گے۔ مجبوراً تھوک دیں گے اور شدت بھوک کی وجہ سے اپنی انگلیوں اور ہتھیلیوں کو کھا جائیں گے پھر کہنیوں تک کلائیاں کھا جائیں گے پھر مونڈھوں تک کہنیوں سمیت کھا جائیں گے صرف مونڈھوں کے منہ رہ جائیں گے۔ اس کے آگے منہ نہیں پہنچے گا اس لیے نہ کھا سکیں گے۔ پھر لوہے کے آنکڑوں میں ان کی کوچیں اٹکا کر درخت زقوم میں لٹکا دیئے جائیں گے۔ ہر شاخ میں ستر ہزار الٹے لٹکے ہوں گے۔ مگر شاخ نیچے کو نہیں جھکے گی۔ نیچے سے جہنم کی آگ کی لپٹ لگے گی اور ستر برس تک جھلستی رہے گی۔ یہاں تک کہ جسم پگھل جائیں گے۔ اور جانیں رہ جائیں گی۔ پھر از سر نو کھالیں اور جسم پیدا کیے جائیں گے اور ہاتھوں کو پورے باندھ کر لٹکایا جائے گا اور سرینوں کے اندر آگ کی لپٹ گھس کر دلوں کو کھائے گی اور نتھنوں سے اور کانوں سے اور منہ سے باہر نکلے گی یہ حالت ستر سال تک رہے گی۔ جب ہڈیاں اور گوشت پگھل کر ختم ہو جائے گا اور صرف جانیں رہ جائیں گی تو از سر نو کھالیں اور بدن پیدا کیئے جائیں گے اور اس مرتبہ آنکھوں میں آنکڑے ڈال کر لٹکایا جائے گا۔ اسی طرح برابر عذاب ہوتا رہے گا۔ کوئی جوڑ اور سر کا کوئی بال ایسا نہیں بچے گا جہاں آنکڑے چبھو کر زقوم کے درخت سے ستر سال تک لٹکایا نہ جائے اس طرح ہر ہر جوڑ سے موت کا مزہ آئے گا مگر موت نہیں آئے گی اس کے بعد اور بھی طرح طرح کے عذاب ہوں گے۔ جب فرشتے اس طرح کے عذاب دے چکیں گے اور چھوڑ دیں گے تو ہر آدمی کو زنجیر میں باندھ کر منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے دوزخ کے اندر ان کی فرودگاہوں میں لے جائیں گے۔ ہر شخص کی قیام گاہ اس کے اعمال کے موافق ہوگی۔ کسی کی قیام گاہ کا عرض طول ایک مہینے کے راستے کے برابر ہوگا جہاں آگ دہکتی ہوگی اور اس مکان میں سوائے اس شخص کے کوئی مقیم نہ ہوگا۔ کسی کی قیام گاہ کا طول انیس دن کی مسافت کے بقدر ہوگا اس طرح قیام گاہیں تنگ اور چھوٹی ہوتی جائیں گی۔ یہاں تک کہ بعض کی قیام گاہ صرف ایک دن کی مسافت راہ کے بقدر ہوگی۔ اور مکانوں کی تنگی فراخی کے مناسب ہی عذاب ہوگا۔ کسی کو الٹا لٹا کر عذاب دیا جائے گا۔ کسی کو چت لٹا کر کسی کو بٹھا کر کسی کو گھٹنوں کے بل کسی کو کھڑا کر کے یہ تمام مقامات عذاب پانے والوں کے لیے نیزے کی نوک سے بھی زیادہ تنگ ہوں گے۔ بعض کے ٹخنوں تک آگ ہوگی۔ بعض کے گھٹنے تک، بعض کے کولہو تک، بعض کی کمر تک، بعض

کی ہنسلی تک، بعض آگ میں غرق ہوں گے۔ کبھی آگ کا جوش ان کو اوپر لے آئے گا کبھی گھما کر نیچے قعر کے اندر ستر مہینے کی راہ کے بقدر لے جائے گا ان فرودگاہوں میں لے جا کر ہر ایک کو اس کے ساتھی کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ وہاں اتنا روئیں گے کہ آنسو سوکھ جائیں گے تو خون کے آنسوؤں سے روئیں گے۔ اگر ان کے اشکوں میں کشتیاں چلائی جائیں تو وہ بھی چلنے لگیں۔

دوزخ کی تہہ میں دوزخیوں کے اجتماع کا ایک دن ہوگا اس دن کے بعد پھر کبھی ان کا اجتماع نہ ہوگا بحکم خداوندی ایک منادی دوزخ کی تہہ میں منادی دے گا جس کی آواز قریب بعید اور دوزخ کے بالائی اور زیریں حصوں والے سب سنیں گے۔ اس منادی کا نام حشر ہوگا حشر پکارے گا دوزخیو! جمع ہو جاؤ۔ سب جہنم کی تہہ میں جمع ہو جائیں گے۔ دوزخ کے فرشتے بھی ساتھ ہوں گے دوزخی باہم مشورہ کریں گے۔ دنیا میں جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے وہ بڑے لوگوں سے کہیں گے ہم دنیا میں تمہارے تابع تھے۔ کیا آج اللہ کے عذاب کے مقابلے میں تم ہمارے کام آ سکتے ہو۔ دنیا میں جو لوگ بڑے بنے ہوئے تھے وہ کہیں گے ہم سب دوزخ میں ہیں۔ اللہ بندوں کا فیصلہ کر چکا۔ یہ بڑے بننے والے کمزوروں سے کہیں گے تمہیں خوشی نہ ہو۔ تم ہم سے فریاد کرتے ہو۔ وہ کہیں گے کہ ہم کو نا خوشی نہیں بلکہ تم کو خوشی نہ ہو۔ تم ہی یہ عذاب ہمارے سامنے لائے ہو۔ یہ بری جگہ ہے (پھر) یہ ضعیف لوگ بڑے لوگوں کے متعلق کہیں گے پروردگار جو شخص یہ عذاب ہمارے سامنے لانے کا سبب بنا اس کو دوزخ میں دوگنا عذاب دے۔ وہ بڑے بننے والے کہیں گے اگر خدا ہم کو ہدایت کرتا تو ہم تم کو ہدایت کرتے کمزور لوگ کہیں گے یہ بات نہیں، بلکہ شبانہ روز کی تمہاری مکاری اس کا سبب ہے کیونکہ تم ہم کو مشورہ دیتے تھے کہ ہم اللہ کے منکر ہو جائیں اور اس کے ہمسر قرار دیں (آج) ہم تم سے اور ان (جھوٹے) معبودوں سے جن کی پرستش کی تم ہم کو دعوت دیتے تھے بیزار ہیں۔ پھر سب کے سب اپنے ساتھی شیطانوں کی طرف متوجہ ہوں گے۔ شیطان کہیں گے کہ ہم گمراہ تھے تم کو بھی ہم نے بہکایا۔ آخر کار شیطان اونچی آواز سے کہے گا۔ دوزخیو! اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور تم کو جنت کی طرف بلایا تھا مگر تم نے اس کی دعوت کو نہ مانا اور اس کے وعدہ کو سچا نہ جانا۔ اور میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا (آج) اس کے خلاف کیا میری تم پر کوئی زبردستی تو تھی نہیں صرف اتنی بات تھی کہ میں نے تم کو دعوت دی تم نے دعوت قبول کی۔ اب مجھے برا نہ کہو۔ خود اپنے کو ملامت کرو میں نہ تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں نہ اپنی مدد۔ اللہ کے سوا جن کو تم پوجا کرتے تھے آج ان کا منکر ہوں۔ اس کے بعد ایک اعلانچی اعلان کرے گا۔ ظالمو پر خدا کی لعنت۔ اس وقت کمزور بڑے بننے والوں پر اور بڑے کمزوروں پر لعنت کریں گے اور سب ساتھ والے شیطانوں پر۔ اور ساتھ والے شیطان ان پر لعنت بھیجیں گے۔ اور وہ ساتھ والے شیطانوں سے کہیں گے کاش ہمارے تمہارے درمیان فاصلہ مشرق و مغرب کے فاصلہ کے برابر ہو جائے اور آج تم برے ساتھی ہو اور دنیا میں برے مددگار تھے۔ اس کے بعد لوگ اپنی جماعت پر نظر ڈالیں گے اور ایک دوسرے سے کہے گا آؤ ان مؤکلوں سے درخواست کریں کہ اللہ سے ہماری سفارش کر دیں تاکہ اللہ ایک دن کا عذاب ہی ہمارے لیے ہلکا کر دے۔ مؤکلوں سے گفتگو کرنے میں ان کو ستر سال لگیں گے اور اس پوری مدت میں وہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ آخر مؤکلوں سے گفتگو کریں گے۔ وہ کہیں گے کیا پیغمبر تمہارے پاس احکام لے کر نہیں پہنچے تھے۔ سب بالاتفاق جواب دیں گے کیوں نہ تھے۔ مؤکل کہیں گے تو اب پکارے جاؤ مگر کافروں کی پکار اب بیکار ہے۔ جب وہ دیکھیں گے کہ مؤکلوں نے کوئی اچھا جواب نہیں دیا۔ تو مالک (منصرم دوزخ) سے فریاد کریں گے اور کہیں گے مالک تم ہی ہمارے رب سے دعا کرو۔ کہ اللہ ہماری موت کا حکم دے دے۔ مالک بقدر مدت دنیا تو کوئی جواب ہی نہیں دے گا۔ کوئی بات ہی نہیں کرے گا۔ پھر جواب دے گا تو کہے گا۔ فیصلہ موت سے پہلے تو مدتوں تم کو یہاں رہنا ہوگا۔ جب وہ دیکھیں گے کہ مالک نے بھی ان کو کوئی مفید جواب نہیں دیا۔ تو رب سے فریاد کریں گے اور کہیں گے پروردگار اب تو ہم کو یہاں سے نکال دے۔ اگر دوبارہ ہم نے تیری نافرمانی کی تو بلاشبہ ہم ظالم ہوں گے۔ ستر سال تک اللہ کوئی جواب نہیں دے گا اور جیسے کتوں سے کہا جاتا ہے ویسے ہی ان سے فرمائے گا اسی ذلت میں پڑے رہو۔ مجھ سے بات بھی نہ کرو۔ جب وہ دیکھیں گے کہ ان کا رب بھی ان پر رحم نہیں فرماتا اور کوئی مفید جواب نہیں دیتا تو ایک دوسرے سے کہے گا۔ ہم اس عذاب پر صبر کریں یا نہ کریں دونوں برابر ہیں۔ ہم کو رہائی نہیں ملے گی۔ نہ کوئی ہمارا سفارشی ہے۔ نہ دل بہلانے والا دوست۔ اگر ایک بار ہم کو پھر دنیا میں لوٹا نال جائے تو ضرور ہم اہل ایمان میں سے ہو جائیں۔

دوزخیوں کی حالت:

اس کے بعد فرشتے ان کو لوٹا کر ان کے مقامات پر لے جائیں گے۔ ان کے قدم ڈگمگا چکے ہوں گے حجتیں ناکارہ ہو چکی ہوں گی۔ اللہ کے غضب کو دیکھ چکے ہوں گے اور اس کی رحمت سے ناامید ہو چکے ہوں گے سخت بے چینی سامنے ہوگی۔ رسوائی اور طویل خواری ان پر اپنے ڈیرے ڈال دے گی۔ حسرت کے ساتھ اپنے دنیوی قصوروں پر فریاد کریں گے۔ اپنا اور اپنے اتباع کرنے والوں پر بوجھ بھی اس سے کچھ کم نہیں ہو جائے گا۔ ان پر عذاب مٹی کے ذروں اور سمندروں کے قطروں سے زیادہ ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو میرے دین کو صالح کر جس میں میرے تمام امر کی درستی ہے۔ (نسائی)

دوزخ کے فرشتوں سے واسطہ ہوگا۔ جن کا کام حکم کی فوری تعمیل اور کلام سخت ہوگا۔ جسم بڑے بڑے بجلی کی طرح کوندتے چہرے انگاروں کی طرح آنکھیں شعلہ آتش کی طرح رنگ دانت باہر کو نکلے ہوئے بیل کے سینگوں کی طرح ناخن ہاتھوں میں لمبے بھارے آتشیں گرز لیے ہوئے کہ اگر پہاڑوں پر ماریں تو وہ بھی چورا چورا ہو جائیں۔ ان گرزوں سے اللہ کے نافرمانوں کو ماریں گے تو اس پر اگر ان کی آنکھیں آنسوؤں کے بعد خون بہائیں گی تو بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ اگر وہ ان فرشتوں کو پکاریں گے تو وہ جواب نہیں دیں گے۔ روئیں گے تو ان کو رحم نہیں آئے گا۔ ٹھنڈے پانی کے لیے فریاد کریں گے تو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح وہ پانی دیں گے جو منہ کے قریب پہنچتے ہی چہروں کو بھون ڈالے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دوزخیوں پر روزانہ ایک بڑا بادل آئے گا۔ جس میں نگاہوں کو اچکنے والی بجلیاں اور کمر کو توڑ دینے والی گرج ہوگی اور ایسی تاریکی ہوگی کہ دوزخ کے فرشتوں کو بھی دوزخی نہ دیکھ سکیں گے۔ ابر بلند آواز سے پکار کر کہے گا اے اہل دوزخ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم پر بارش کروں۔ سب بالاتفاق جواب دیں گے۔ ہاں ہم پر ٹھنڈا پانی برسا۔ بادل سے کچھ دیر تک پتھر برسیں گے جو ان کے سروں پر گر کر کھوپڑیاں توڑ دیں گے پھر کچھ دیر کھولتے پانی کے دریا برسیں گے اور انگارے اور کوڑے اور لوہے کے آنکڑے برسیں گے۔ پھر سانپ بچھو کیڑے مکوڑے اور زخموں کا دھوون برسے گا۔ جب جہنم پر یہ بارش ہوگی تو اس کا سمندر ابلے گا۔ قعر سمندر سے موجیں اٹھیں گی اور جہنم کے اندر ہر میدان اور پہاڑ سے اونچی ہو جائیں گی۔ تمام دوزخیوں کو غرق کر دیں گی۔ مگر موت کسی کو نہیں آئے گی۔ نافرمانوں پر جو اس کے اندر ہوں گے۔ جہنم کا غضب، حرارت، زفیر، شعلے، دھواں، تاریکی، لو، گرم پانی، بھڑکتی اور دہکتی آگ، شدت پروردگار کے غضب کی وجہ سے اور بڑھ جائے گی۔ ہم دوزخ سے دوزخ کے کاموں سے اور دوزخیوں کے ساتھ رہنے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

اے اللہ تو ہمارا بھی مالک ہے اور دوزخ کا بھی۔ ہم کو دوزخ کے حوض میں نہ اتارنا۔ ہماری گردنوں میں اس کے طوق نہ ڈالنا۔ ہم کو اس کے لباس نہ پہنانا۔ اسکا زقوم ہم کو نہ کھلانا۔ اس کا گرم پانی ہم کو نہ پلانا۔ اس کے مؤکلوں کو ہم پر مسلط نہ کرنا۔ ہم کو اس کی آگ کا لقمہ نہ بنانا۔ اپنی رحمت سے پل صراط سے ہم کو گزار دینا۔ اس کی چنگاریاں اور شعلوں کا رخ ہماری طرف سے پھیر دینا۔ ہم کو اپنی رحمت سے اس سے اس کے دھوئیں سے اس کی سختی سے اور عذاب سے بچالینا۔ آمین یارب العالمین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر جہنم کا ادنی دروازہ مغرب میں کھول دیا جائے تو تانبے کی طرح مشرق کے پہاڑ اس کی وجہ سے پگھل جائیں۔ اگر جہنم کی ایک چنگاری اڑ کر مغرب میں گر جائے اور آدمی مشرق میں ہو تو اس کا دماغ کھولنے لگے اور ابل کر بدن پر آ گرے۔

کم عذاب والے لوگ:

سب سے کم عذاب والے وہ لوگ ہوں گے جن کو عذاب کے جوتے پہنائے جائیں گے۔ ان کی بھی حالت یہ ہوگی کہ آگ ان کے کانوں سے ناک کے سوراخوں سے نکلے گی اور دماغ کھولیں گے ان سے متصل وہ لوگ ہوں گے جو دوزخ کے پتھر پر ایسے تڑپیں گے جیسے بھنا جانے والا دانہ آگ سے۔ ایک پتھر سے تڑپ کر دوسرے پتھر پر گر پڑیں گے دوزخیوں کو ان کے اعمال کے موافق عذاب دیا جائے گا ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں ان کے اعمال سے بھی اور ان کے مقام واپسین سے بھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی نگہداشت نہیں کرتے ان کا عذاب یہ ہوگا کہ شرمگاہوں کو آنکڑے میں چھو کر ان کو دوزخ میں بقدر مدت دنیا لٹکا دیا جائے گا۔ کہ ان کے جسم پگھل جائیں گے صرف جانیں رہ جائیں گی۔ پھر ان کو اتار کر از سر نو جسم اور کھالیں دی جائیں گی پھر ان کو عذاب دیا جائے گا اور بقدر مدت دنیا۔ ستر ہزار فرشتے ہر آدمی کو کوڑے ماریں گے یہاں تک کہ بدن پگھل جائیں گے اور جانیں رہ جائیں گی یہ کیفیت ان کے عذاب کی ہوگی۔

چور کا عذاب یہ ہوگا کہ اس کا بند بند کاٹا جائے گا۔ پھر از سر نو دیا جائے گا۔ اور ہر آدمی کی طرف ستر ہزار فرشتے چھریاں لیے ہوئے کاٹنے کے لیے بڑھیں گے۔

جھوٹی گواہی:

جھوٹی گواہی دینے والوں کی سزا یہ ہوگی کہ زبانوں میں آنکڑے ڈال کر ان کو لٹکا دیا جائے گا پھر ہر آدمی کو ستر ہزار فرشتے کوڑے ماریں گے۔ یہاں تک کہ ان کے جسم پگھل جائیں گے اور جانیں رہ جائیں گی۔

مشرکوں کا عذاب اس طرح ہوگا کہ ان کو جہنم کے غار میں ڈال کر منہ بند کر دیا جائے گا اور یہ سانپ، بچھو، بکثرت انگارے شعلے اور سخت دھواں ہوگا۔ ہر گھڑی ہر شخص کو ستر ہزار کھالیں از سر نو ملتی رہیں گی۔

سرکش مغروروں جیسے فرعون ہامان نمرود وغیرہم کا عذاب اس طرح ہو گا۔ کہ آگ کے صندوقوں میں ڈال کر قفل لگا کر دوزخ کے نچلے طبقے میں ڈال دیے جائیں گے۔ ہر شخص کو ہر ساعت ننانوے رنگ کا عذاب ہوگا اور روزانہ ایک ہزار نئی کھالیں دی جائیں گی۔

مال غنیمت میں خیانت کرنے والے خیانت کا مال ساتھ لے کر آئیں گے پھر جہنم کے سمندر میں اس مال کو ڈال دیا جائے گا اور حکم دیا جائے گا کہ غوطہ مار کر اس کے اندر سے نکال کر لاؤ۔ اس حکم کی غرض یہ ہوگی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو موذنوں کو بخش دے۔ (کشف الخفاء)

کہ وہ بحر جہنم کی تہہ تک پہنچ جائیں مگر اس کی گہرائی سے سوا اس کے پیدا کرنے والے کے اور کوئی واقف نہیں۔ غرض جب تک خدا چاہے گا وہ غوطہ مارتے رہیں گے۔ پھر سانس لینے کے لیے سر اوپر نکالیں گے تو ہر شخص کی طرف ستر ہزار فرشتے لوہے کے گرز لے کر بڑھیں گے۔ اور مار کر پھر سمندر میں لڑھکا دیں گے۔ یونہی ہمیشہ ان کو عذاب ہوتا رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دوزخیوں کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے کہ وہاں وہ احقاب (مدتوں) تک رہیں گے۔ یہ معلوم نہیں کہ کتنے احقاب رہیں گے۔ ہاں ایک حقب اسی ہزار برس کا اور برس تین سو ساٹھ دن کا اور دن تمہاری گنتی کے ہزار برس کا ہوگا۔

پس ہلاکت ہوگی دوزخیوں کے لیے اور ہلاکت ہوگی آگ کی لپٹ مارنے ان کے چہروں کی جو دھوپ کی گرمی بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اور ہلاکت ہوگی ان کے سروں کی جن پر کھولتا پانی ڈالا جائے گا حالانکہ وہ درد کی بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے اور ہلاکت ہوگی ان آنکھوں کی کہ جو دکھن بھی نہ اٹھا سکتی تھیں جبکہ وہ نیلی پڑ جائیں گی اور آگ میں پتھرا جائیں گی۔ اور ہلاکت ہوگی ان کانوں کی جو داستانیں سننے میں مزے لیتے تھے جبکہ ان سے شعلے نکلیں گے اور ہلاکت ہوگی ناک کے ان سوراخوں کی جو مردار کی بدبو بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے جبکہ آگ کی وجہ سے وہ پارہ پارہ ہوں گے اور ہلاکت ہوگی ان گردنوں کی جو درد بھی برداشت نہیں کرتی تھیں۔ اس وقت جب ان میں طوق ڈالے جائیں گے۔ اور ہلاکت ہوگی ان کھالوں کی جو کھردرا لباس بھی نہیں اٹھا سکتی تھیں۔ جبکہ ان کو آگ کا لباس پہنایا جائے گا۔ جو چھونے میں کھردرا اور سڑاند والا ہوگا۔ اور آگ کے شعلے اس سے بھڑکتے ہوں گے۔ اور ہلاکت ہوگی ان پیٹوں کو جو بھوک کے دکھ پر صبر نہیں کر سکتے تھے جبکہ ان کے اندر زقوم اور گرم پانی پھرے گا۔ اور آنتوں کے ٹکڑے کر دے گا۔ اور ہلاکت ہوگی ان قدموں کی جو ننگے پاؤں نہیں رہ سکتے تھے جبکہ ان کو آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے۔ اور ہلاکت ہوگی دوزخیوں کی طرح طرح کے عذاب سے۔ الٰہی اپنے اس علم عظیم اور فضل عام کی برکت سے ہم کو دوزخی نہ بنانا۔

والدین

روایت: جو کوئی اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے، قبر میں اس کے پہلو پر مینہ کے قطروں کی مانند آتش کی چنگاریاں برسیں گی۔

نقل: پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم عاق والدین کا بلبلانا، رونا، عذاب کی عقوبت کی صورت دیکھ کر و سن کر عرش کے نیچے ان کی شفاعت کے لیے سجدہ کریں گے تب حق تعالیٰ فرمائے گا اے حبیب میرے سر اٹھا۔ جب تک ان کے والدین ماں باپ ان سے راضی نہ ہوں گے میں مغفرت نہیں کروں گا۔ تو اپنے مکان کو جا ان کا خیال مت کر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کے موافق جنت میں پھر جاویں گے۔ پھر دوسری بار ان کا بلبلانا سن کر عرش کے نیچے سجدہ میں گر پڑیں گے۔ حق تعالیٰ فرماوے گا اے حبیب میرے سر اٹھا۔ جو مانگتا ہے سو مانگ۔ جو لوگ ماں باپ کو ایذا اور رنج دیتے ہیں۔ جب تک ان کے ماں باپ ان کے گناہ عفو نہ کریں گے میں ان کو نہیں چھوڑوں گا اور تو جا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناچار حکم کے موافق پھر آویں گے۔ پھر تیسری بار ان کا رونا سن کر آپ کا دل پگھل جائے گا۔ بے اختیار عرض کریں گے اے میرے اللہ دوزخ کے دروازے کو کھولنے کا حکم کرتا کہ ان کے عذاب کو دیکھوں۔ عرض قبول ہوگی۔ ایک فرشتہ دروازے کو کھولے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جا کر دیکھیں گے۔ تو کتنے مرد اور عورتیں آتش کی سولی پر لٹکے ہوں گے۔ بعضوں کے سروں پر زبانیہ لوہے کے گرزوں سے مارے گا۔ بعضوں کے بازو اور پیٹوں پر آتش کے تیر چلاوے گا اور بعضوں کی پشت اور زانوں پر آتش کے تازیانے مارے گا۔ سانپ بچھو ان کے پاؤں کے نیچے دوڑتے اور کاٹتے ہوں گے۔ مالک فرشتہ دوزخ کا سردار اور نگہبان ہے اس کے علاقہ میں جو جو فرشتے ہیں ان کو زبانیہ کہتے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ بد احوال دیکھ کر بے اختیار رحمت و درد کے مارے روتے ہوئے پھر عرش کے نیچے سجدہ میں گر پڑیں گے۔ تب حق تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے فرمائے گا اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ماں باپ تھوڑے جنت میں تھوڑے اعراف میں تھوڑے دوزخ میں ہیں۔ تو ان کو راضی کر کے ان کے گناہ معاف کروا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے اے میرے اللہ دوزخ میں جو ہیں ان کو مجھے دکھلا۔ تب حق تعالیٰ دکھلائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کے موافق بہشت اور اعراف اور دوزخ میں ان کے ماں باپ کے پاس جا کر کہیں گے۔ تمہاری اولاد کے گوشت کو آتش کھا گئی ان کی ہڈی تک جل گئی ان کا رنگ کالا ہو گیا۔ فرشتے ان کو عذاب کرتے ہیں ان کا رونا سن کر میرا دل بہت ہی غم و درد میں ہے۔ اب ان کے گناہ معاف کرو۔ وہ اپنی اولاد کی سب تقصیر جو دنیا میں تھی بیان کریں گے۔ کوئی کہے گا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے فرزند اور دختر کی شفاعت مت کرو کیونکہ وہ دنیا میں میری بہت حقارت و سبکی کرتے تھے اور میرا دل توڑتے تھے۔ آپ خوب کھاتے پیتے تھے۔ میں مگر بھوکا پیاسا رہتا تھا۔ ماں بھی ایسا ہی کہے گی کہ اے شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم میرا بیٹا اپنی جورو کو اچھے کپڑے اور زیور بنا دیتا تھا مجھ کو بھوکا رکھتا تھا۔ اسی طرح ہر ایک ماں اور باپ اپنے دختروں سے اور فرزندوں سے دنیا میں جو رنج وایذاء اٹھائے سو ظاہر کریں گے۔ ان کے دل کی آرزو نہیں نکلے گی تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماویں گے۔ اے لوگو!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو مجھ پر رحم کر اور مجھ سے درگذر کر۔ (المسانید)

تم نے جو دنیا میں اپنی اولاد سے دکھ پایا اب دنیا گزر گئی اس کی نعمتیں سب جاتی رہیں اور میرا حکم یہی ہے تم اس کی تقصیر معاف کرو۔ حق تعالیٰ فرماوے گا اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم مشقت میں مت پڑ۔ اپنی عزت و جلال کی قسم جب تک ان کے دلوں میں ان کی طرف سے رضا و خوشنودی نہ دیکھوں گا دوزخ سے نہ نکالوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماویں گے اے پروردگار اے ارحم الرحمین مالک کو حکم کر کہ ان کو اولاد کا عذاب دکھا دے۔ شاید اس وقت مہر پدری و مادری سے ان کی تقصیروں کو معاف کریں۔ ایسا ہی حکم ہوگا۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کو ساتھ لے کر ان کی طرف جاویں گے۔ جب وہ اپنی اولاد کے رنگ برنگ کے عذاب اور خرابیاں دیکھیں گے اپنی ایذاء و رنج کو بھول کر پکار کر روتے ہوئے کہیں گے۔ اے ہمارے جگر بندو! تم پر اتنا سخت عذاب ہوگا ہم نہیں سمجھتے تھے کوئی اپنے فرزندوں کے لیے کوئی اپنی دختروں کے لیے بے اختیار روئے گا اس وقت دوزخی اپنے ماں باپ کی آواز پہچان کر سر اٹھا کر کہیں گے اے ہمارے ماں باپ اب رحم کرو ہمارے گوشت پوست کو آتش کھا گئی ہمارے کلیجے ٹکڑے ہو گئے ہم کو اب کچھ طاقت نہیں رہی۔ تم دنیا میں ہم پر دھوپ پڑنے نہیں دیتے تھے ایک کانٹا ہمارے پاؤں میں چبھتا تھا تو تم غمگین ہوتے تھے اب مہر پدری و مادری کرو کیوں اس طرح ہم پر دوزخ پسند کرتے ہو رحم نہیں کرتے۔ تب ان کے ماں باپ یہ رونا سن کر بے اختیار روتے ہوئے ان سے کہیں گے کہ اے شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت کرو۔ میں کہوں گا حق تعالیٰ تمہارے واسطے تمہاری اولاد پر غضب میں ہے۔ تم شفاعت کرو وہ کہیں گے اے ہمارے اللہ ہمارے مولا اپنی رحمت سے ہماری اولاد پر رحم کر۔ اور دوزخ سے نکال۔ حق تعالیٰ کہے گا میں تمہارے دلوں کی بات جانتا ہوں اب تم اپنے فرزندوں سے بہ دل راضی ہوئے ہو۔ کہیں گے اے پروردگار ہم بہ دل راضی ہوئے تو بھی راضی ہو۔ حق تعالیٰ مالک کو فرمائے گا جو ماں باپ راضی ہیں ان کی اولاد کو چھوڑ۔ جن کے ماں باپ راضی نہیں ہیں ان کو مت چھوڑ۔ بلکہ اسی کے موافق جن کے ماں باپ راضی ہوں گے ان کو دوزخ سے نکال کر نہر الحیٰوۃ کے پانی میں نہلاوے گا۔ تو ان کے بدن کے گوشت پوست اول کی مانند بھر آوے گا۔ پس بہشت میں داخل ہوں گے۔

مسلمانوں کو رنج دینے کے عذاب

مجاہدؒ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ دریا کے کنارے کی مانند جہنم کا بھی کنارہ ہے اس میں اونٹوں کے برابر سانپ بچھو ہیں۔ دوزخی فریاد کریں گے اے پروردگار ہم کو دوزخ سے نکال کر کنارے پہنچا۔ جب کنارے جاویں گے وہاں کے سانپ بچھوؤں کے عذاب سے عاجز ہو کر پھر فریاد کریں گے کہ ہم کو دوزخ میں داخل کر۔ اور جب دوزخ میں آویں گے جسم میں کھجلی ایسی اٹھے گی کہ تاب نہ لا سکیں گے۔ جب کھجلاویں گے بدن کا پوست ستر گز لمبا ہوگا اور بدن کی ہڈیاں نظر آویں گی۔ فرشتے پوچھیں گے اے دوزخیو! یہ عذاب کیسا ہے کہیں گے افسوس ایسا سخت عذاب اور کون سا ہوگا۔ فرشتے کہیں گے۔ تم اپنے بھائی مسلمان کو رنج و ایذاء دیتے تھے سو یہ اس کی سزا ہے۔ اے بھائی مسلمانوں مؤمن بھائی بہنوں کو ایذاء اور رنج دینے سے ڈرو۔ ان کو ضرر مت دو۔

حدیث: جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وضو سے ہمیشہ رہنے کی اگر قدرت ہو تو ہمیشہ وضو سے رہو۔ کیونکہ ملک الموت جس وقت بندہ کی روح قبض کرتا ہے اور وہ بندہ اس وقت اگر وضو سے ہے تو اس کو شہید کا مرتبہ ملتا ہے۔

مبارک مجموعہ وظائف

روزمرہ تلاوت کی جانیوالی قرآنی سورتیں مترجم ... مسنون اذکار ... مناجات مقبول مترجم اور مستند وظائف پر مشتمل مبارک مجموعہ اب جیبی سائز میں بھی دستیاب جسے سفر و حضر میں تلاوت کرنا نہایت آسان ہوگیا ہے۔ تمام حرف نہایت واضح خط میں اعلیٰ امپورٹڈ آرٹ پیپر' خوبصورت جلد۔ (مختلف تین ایڈیشنوں میں)

رابطہ کیلئے 0322-6180738

باب ۲۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جنت ودوزخ

پل صراط کی تفصیل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے جہنم کے پل صراط کے سات پل ہوں گے ایک پل کا دوسرے پل سے ستر سال کا فاصلہ ہوگا اور پل صراط کی چوڑائی تلوار کی دھار کی طرح ہوگی اس پر سے پہلا گروہ پلک جھپکنے کی طرح سے تیزی سے گزر جائے گا دوسرا گروہ اچکنے والی بجلی کی طرح تیسرا گروہ تیز ہوا کی طرح چوتھا گروہ پرندوں کی طرح پانچواں گروہ دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی طرح چھٹا گروہ تیز دوڑنے والے آدمی کی طرح اور ساتواں گروہ پیدل چلتا ہوا گزرے گا پل پر گزرنے والوں میں سے آخر میں ایک آدمی رہ جائے گا اس کو حکم دیا جائے گا گزر وہ دو قدم جونہی پل پر رکھے گا فوراً ایک پاؤں پھسل جائے گا وہ گھٹنوں کے بل چلے گا تو آگ اس کے بال اور کھال پر کچھ اثر کرے گی تو وہ پیٹ کے بل گھسیٹتا جائے گا۔ دوسرا پاؤں بھی قابو نہ دے گا ایک ہاتھ سے پکڑ کر چلے گا اور دوسرا ہاتھ لٹکتا رہے گا آگ اس کو دکھ پہنچاتی رہے گی اور وہ گمان کرے گا کہ بچ نہیں سکتا مگر پیٹ کے بل سرکتا رہے گا یہاں تک کہ پار ہو جائے گا پار نکل کر پل کی طرف دیکھ کر کہے گا بابرکت ہے وہ خدا جس نے مجھے تجھ سے خلاصی دی میرا خیال ہے کہ میرے رب نے جو عنایت مجھ پر کی ایسی اگلوں پچھلوں میں سے کسی پر نہیں کی۔ جو کچھ میں نے دیکھا اور دکھ پایا اس کے بعد اللہ نے مجھے تجھ سے بچا لیا اتنے میں ایک فرشتہ آئے گا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت کے سامنے ایک حوض پر لے جائے گا اور کہے گا اس میں غسل کر لے اور اسکا پانی پی لے۔ وہ غسل کرے گا اور پانی پیئے گا تو اس کو بہشت والوں کی خوشبو اور رنگ محسوس ہوگا پھر فرشتہ اس کو جہنم کے دروازے پر کھڑا کرے گا اور کہے گا جب تک تیری اجازت اللہ کی طرف سے آئے یہیں توقف کر وہ شخص دوزخیوں کی طرف دیکھے گا تو کتے کی طرح رونے کی چیخوں کی آواز سنے گا تو روتے ہوئے کہے گا پروردگار میرا منہ دوزخیوں کی طرف سے پھیر دے میرے رب میں اس کے علاوہ تجھ سے کچھ نہیں مانگوں گا رب العلمین کی طرف سے وہی فرشتہ اس کا منہ دوزخ کی طرف سے جنت کی جانب پھیر دے گا اور اس کی قیام گاہ سے جنت کے دروازے تک ایک تیر کی مسافت ہوگی وہ آدمی جنت کے دروازے کو اور اس کی وسعت کو دیکھے گا اور جنت کے دونوں بازوؤں کی درمیانی وسعت تیز پرندے کی چالیس سال کی اڑان کے برابر ہوگی بندہ عرض کرے گا پروردگار تو نے مجھ پر پورا احسان کیا مجھے دوزخ سے خلاصی دی اور میرا منہ آگ سے جنت کی طرف پھیر دیا اب میرے اور جنت کے درمیان صرف ایک تیر کا فاصلہ ہے میرے رب میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی عزت کے طفیل مجھے جنت کے دروازے میں داخل فرما دے اس کے علاوہ میں تجھ سے کچھ نہیں مانگوں گا صرف میرے اور دوزخیوں کے درمیان اس دروازے کو آڑ بنا دے میں دوزخ کی آہٹ بھی محسوس نہ کروں نہ دوزخ والوں کو دیکھوں رب العلمین کی طرف سے وہی فرشتہ آئے گا اور کہے گا اے آدم زاد تو کس قدر جھوٹا ہے کیا تو نے سوال نہ کرنے کا وعدہ نہیں کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بندہ کہے گا اور قسم کھائے گا عزت رب کی قسم میں اور کچھ نہ مانگوں گا فرشتہ اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت کے دروازے میں داخل کر دے گا اور خود بارگاہ الٰہی میں چلا جائیگا وہ شخص اپنی دائیں بائیں اور سامنے بقدر مسافت ایک سال جنت میں نظر کرے گا لیکن سوا درختوں اور پھلوں کے کوئی دیکھائی نہ دے گا نزدیک ترین درخت کا فاصلہ اس کی قیام گاہ سے ایک تیر کی مسافت کے برابر ہوگا وہ محسوس کرے گا کہ اس درخت کی جڑ سونے کی، شاخیں سفید چاندی کی، پتے حسین ترین کپڑوں کی طرح اور پھل مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبو دار ہیں یہ حیرت آفرین منظر دیکھ کر عرض کرے گا پروردگار تو نے مجھے جہنم سے نجات دی جنت کے دروازے میں داخل فرمایا اور پورا پورا احسان کیا اب میرے اور اس درخت کے درمیان ایک تیر کی مسافت ہے میں اسکے علاوہ تجھ سے اور کچھ درخواست نہیں کروں گا وہی فرشتہ آئے گا اور کہے گا آدمی تو کتنا جھوٹا ہے کیا تو نے زیادہ نہ مانگنے کا وعدہ نہیں کیا تھا اب کیوں سوال کر رہا ہے تیری قسم کہاں گئی تجھے شرم نہیں آتی آخر اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت کے اندر قریب ترین مکان تک لے جائے گا اچانک ایک سال کی راہ کے فاصلے پر سامنے موتی کا ایک محل نظر آئے گا قصر کو اپنے سامنے اور گزشتہ قیام گاہ کو اپنے پیچھے دیکھ کر اس کو ایسا معلوم ہوگا گویا وہ ہیچ تھا بے ساختہ عرض کرے گا پروردگار! میں یہ مکان تجھ سے مانگتا ہوں اس کے بعد کسی چیز کی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو ابی سلمہ کو بخش اور اس کا درجہ بلند کر دے۔ (بیہقی)

درخواست نہیں کروں گا فوراً ایک فرشتہ آئے گا اور کہے گا کیا تو نے اپنے رب کی قسم نہیں کھائی تھی تو کس قدر جھوٹا ہے جا تجھے وہ دے دیا جب اس مکان پر پہنچے گا۔ تو آگے کا سماں دیکھ کر خیال کرے گا کہ اس کا مکان اس کے مقابلے میں ایک خواب ہے عرض کرے گا میں تجھ سے اس مکان کی درخواست کرتا ہوں فوراً وہی فرشتہ آئے گا کہے گا آدم زاد تو اپنا وعدہ پورا کیوں نہیں کرتا کیا تو نے مزید سوال نہ کرنے کا وعدہ نہیں کیا تھا؟ فرشتہ اس کو ملامت کرے گا کیونکہ فرشتہ کو محسوس ہوگا کہ حیران کن چیزیں دیکھ کر اسکی جان خود نکلی جارہی ہے اس لیے کہے گا جا یہ تیرا ہے اس کو اس مکان کے بعد ایسا مکان نظر آئے گا جس کے مقابلہ میں پچھلے تمام مکان ہیچ ہوں گے دیکھ کر حیران رہ جائے گا بات بھی نہ کر سکے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کا قاصد اس سے کہے گا کیا وجہ ہے اب سوال کیوں نہیں کرتا۔ بندہ عرض کرے گا آپ پر اللہ کی رحمت ہو۔ میں نے رب العزت کی قسم کھالی ہے بخدا اب مجھے اس سے ڈر لگتا ہے اور اس سے شرم آتی ہے اللہ فرمائے گا (بندے) کیا تو اس بات پر راضی ہو جائے گا کہ قیامت کے روز آفرینش سے یوم فنا تک کل دنیا جمع کر کے اور اس کو دس گنا کر کے تجھے دے دوں۔ وہ شخص عرض کرے گا۔ پروردگار تو رب العلمین ہے (کیا مجھ سے مذاق کرتا ہے) اللہ فرمائے گا میں ایسا کر سکتا ہوں تو جو کچھ چاہے سوال تو کر بندہ عرض کرے گا مجھے آدمیوں سے ملا دے فوراً ایک فرشتہ آئے گا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر پیدل جنت میں لے جائیگا یہاں تک اس کے سامنے ایک چیز آئے گی اور ایسی ہوگی کہ گویا اس کے مقابلہ کی کوئی چیز پہلے دیکھی نہ ہوگی بندہ فوراً سجدے میں گر پڑے گا اور سجدہ میں کہے گا میرے رب نے مجھ پر جلوہ فرمائی کی ہے فرشتہ کہے گا سر اٹھا یہ تیرا گھر ہے اور تیرے سب مکانوں میں کم درجے کا ہے۔ بندہ کہے گا اگر خدا میری نظر کی حفاظت نہ کرتا تو وہ اس قصر کے نور سے خیرہ ہو جاتی۔ غرض وہ اس قصر میں اترے گا سامنے سے ایک آدمی آئے گا اس کے چہرے اور کپڑوں کو دیکھکر یہ شخص حیران رہ جائے گا خیال کرے گا کہ فرشتہ ہے وہ آدمی آکر کہے گا السلام وعلیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اب آپ کے آنے کا وقت آیا۔ یہ شخص سلام کا جواب دینے کے بعد کہے گا۔ بندہ خدا تم کون ہو۔ وہ کہے گا۔ میں آپ کا محافظ ہوں اور اس مکان کی نگرانی میرے سپرد ہے۔ اور میری طرح آپ کے ایک ہزار محافظ ہیں ہر محافظ کے ذمے آپ کے ایک ایک محل کی نگرانی ہے۔ آپ کے ہزار محل ہیں ہر محل میں ہزار خادم۔ ایک بیوی اور ایک حور آپ کے لیے ہے۔ یہ شخص محل میں داخل ہوگا دیکھے گا کہ محل ایک سفید موتی کا گنبد ہے جس کے اندر ستر کمرے ہیں ہر کمرے پر ستر بالا خانے ہیں۔ اور بالا خانہ کے ستر دروازے ہیں اور ہر دروازے پر موتی کا قبہ ہے۔ یہ شخص قبوں میں داخل ہو کر کھولے گا اس سے پہلے وہ قبے کسی نے نہیں کھولے ہوں گے وسط قبہ میں اس کو سرخ موتی کا ایک گنبد نظر آئے گا جس کا طول ستر گز ہوگا اور ہر ایک کے ستر دروازے ہونگے۔ کوئی موتی دوسرے موتی کا ہم رنگ نہ ہوگا۔ ہر موتی کے گنبد میں بیویاں ہوں گی بچی ہوئی جلوہ گاہیں ہوں گی اور تخت ہونگے قصر کے اندر داخل ہوگا تو ایک حور ملے گی حور اس کو سلام کرے گی یہ شخص سلام کا جواب دے گا۔ پھر متحیر ہو کر کھڑا ہو جائے گا۔ حور کہے گی اب ہماری ملاقات کیلیے آپ کو وقت ملا میں آپ کی بیوی ہوں۔ یہ شخص اس کے چہرے کو دیکھے گا تو اپنے چہرے کا عکس حور کے چہرے میں نظر آئے گا جیسے آئینہ میں دیکھتا ہے حور ستر جوڑے پہنے ہوگی ہر جوڑا ستر رنگ کا ہوگا اور ہر رنگ دوسرے سے جدا ہوگا۔ انتہائی شفاف ہونے کی وجہ سے لباس کے باہر سے پنڈلی کی ہڈی کی مینگ بھی نظر آئے گی جب اس کی طرف سے ذرا بھی منہ پھیرے گا اور پھر دوبارہ دیکھے گا تو اس کی آنکھ میں حور کا حسن ستر گنا زائد نظر آئے گا حور اس کے لیے آئینہ ہوگی۔ اور وہ حور کے لیے آئینہ۔ ہر قصر کے ۳۶۰ دروازے ہوں گے۔ ہر دروازہ پر موتی یاقوت اور جواہر کے ۳۶۰ قبے ہونگے۔ ہر قبے کا رنگ دوسرے قبہ سے جدا ہوگا جب قصر سے باہر سر نکال کر جھانکے گا۔ تو بقدر مسافت زمین اس کو اپنا ملک نظر آئے گا اور جب اس کی سیر کرے گا تو سو برس تک اپنے ہی ملک میں چلتا رہے گا ملک کے اندر جس چیز پر پہنچے گا۔ اس میں سب کچھ نظر آئے گا تمام محلات میں فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے اور اللہ کی طرف سے سلام اور تحفے لائیں گے۔ ہر فرشتہ کے پاس وہ ہدیہ ہوگا جو دوسرے کے پاس نہ ہوگا فرشتے روزانہ ہی دن کو آکر سلام کیا کریں گے اور ان کے ساتھ تحائف ہونگے اس قول کی تصدیق اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ.

اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جنت والے اس کو مسکین کہیں گے کیونکہ اس کے مکان سے ان کے مکان اعلیٰ ہوں گے۔ اس مسکین کے اسی ہزار رکاب دار ہوں گے جب وہ کھانا کھانا چاہے گا تو بہشت کے خوانوں میں سے ایک خوان لا کر رکھیں گے۔ جو سرخ یاقوت کا ہوگا۔ اور یاقوت زرد اس میں جڑا ہوگا اس کے کنارے موتی یاقوت اور زمرد کے ہوں گے۔ اور پائے موتیوں کے۔ ایک کنارہ کا طول بیس میل ہو گا۔ ستر قسم کے کھانے اس پر چنے جائیں گے سامنے خادم کھڑے ہوں گے۔ ہر خادم کے پاس ایک پیالہ ہوگا جس میں کھانا ہوگا اور ایک گلاس میں پانی ہوگا۔ ہر پیالے اور گلاس میں اس قسم کا کھانا اور شربت ہوگا جو دوسرے پیالے اور گلاس میں نہ ہوگا۔ ایک کھانا دوسرے کھانے سے اور ایک شربت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ اہل مقبرہ بقیع الغرقد (جنت البقیع والوں) کو بخش دے۔ (بیہقی)

دوسرے شربت سے مشابہ نہ ہوگا۔ اول کا مزہ اور لذت آخر کے مزہ اور لذت کی طرح محسوس ہوگا۔ ہر رنگ کے کھانے اور شربت کا کچھ حصہ یہ جنتی ضرور حاصل کرے گا اور جب خوان سامنے سے اٹھایا جائے گا تو ہر خادم کو اس (پس خوردہ) کھانے اور شربت میں سے اس کا کچھ حصہ ضرور ملے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اونچے درجوں والے اس کی زیارت کریں گے (یعنی اوپر سے دیکھیں گے) اور یہ ان کی زیارت نہیں کرے گا اونچے درجے والے کی خدمت میں آٹھ لاکھ خدمت گار لگے ہوں گے۔ ہر خادم کے ہاتھ میں ایک پیالہ ہوگا۔ جس میں کھانا ہوگا جو کھانا ایک پیالہ میں ہوگا وہ دوسرے میں نہ ہوگا۔ ہر رنگ کا کھانا جنتی کچھ نہ کچھ ضرور کھائے گا اور کھانا اٹھائے جانے کے وقت ہر خادم کو (پس خوردہ) کھانے اور شربت میں سے اس کا حصہ ملے گا۔ ہر جنتی کی بہتر بیویاں حوریں اور دو بیویاں انسانی نسل سے ہوں گی۔ ہر بیوی کا قصر یاقوت سبز رنگ کا ہوگا جس میں یاقوت سرخ جڑے ہوں گے۔ ہر قصر کے ستر ہزار دروازے ہونگے ہر دروازہ پر موتی کا قبہ ہوگا ہر بیوی ستر ہزار جوڑے پہنے گی ہر جوڑے میں ستر ہزار رنگ ہونگے۔ کوئی جوڑا دوسرے کے مشابہ نہ ہوگا۔ ہر بیوی کے پیش خدمت ہزار لونڈیاں کھڑی ہونگی اور ستر ہزار لونڈیاں اس کی مصاحب ہونگی ہر لونڈی کو اس کی بیوی نے کام پر لگائے رکھا ہوگا۔ جب اس کا کھانا سامنے لایا جائے گا تو ستر ہزار لونڈیاں خدمت میں کھڑی ہونگی ہر لونڈی کے ہاتھ میں کھانے سے بھرا ہوا پیالہ اور شربت سے بھرا ہوا گلاس ہوگا۔ ایک پیالہ اور ایک گلاس کا کھانا اور شربت دوسرے پیالہ اور گلاس میں نہ ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (جنتی) بھائی کو اپنے اس بھائی کا احوال جاننے کا شوق ہوگا جس سے دنیا میں اس کو لوجہ اللہ محبت ہوگی۔ وہ کہے گا کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ اس کا کیا ہوا اس کو اندیشہ ہوگا کہ کہیں وہ تباہ نہ ہو گیا ہو۔ اللہ اس کے دل کے خیال سے واقف ہوگا۔ اور فرشتوں کو حکم دے گا کہ میرے بندے کو اس کے بھائی کے پاس لے جاؤ۔ فرشتہ اس کے پاس ایک عمدہ اونٹنی جس پر بجائے پالان نور کے نمدے پڑے ہونگے لائے گا۔ جنتی اس کو سلام کرے گا۔ فرشتہ سلام کا جواب دینے کے بعد کہے گا۔ اٹھ کر سوار ہو اور اپنے بھائی کے پاس چلو۔ جنتی سوار ہو جائے گا۔ اور جنت میں ہزار برس کا فاصلہ اس سے بھی جلد طے کرلے گا جتنی دیر میں تم اونٹنی پر سوار ہو کر تیز رفتاری کے ساتھ ایک فرسخ طے کرتے ہو۔۔ یہاں تک کہ اپنے بھائی کے گھر پہنچ جائے گا۔ اور پہنچ کر اس کو سلام کرے گا وہ سلام کا جواب دے گا اور خوش آمدید کہے گا۔ بھائی آپ کہاں تھے مجھے تو آپ کے متعلق اندیشہ ہو گیا تھا۔ دونوں اٹھ کر گلے ملیں گے اور کہیں گے کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم کو ملایا۔ دونوں اللہ کی حمد ایسی خوش آوازی سے کریں گے کہ کسی نے کبھی (نہ) سنی ہوگی۔ اللہ فرمائے گا۔ میرے بندو۔ یہ بندگی کا وقت نہیں ہے بلکہ (اللہ کی طرف سے) تحائف (ملنے اور تمہاری طرف سے) مانگنے کا وقت ہے جو چاہو مجھ سے مانگو میں دوں گا۔ دونوں عرض کریں گے پروردگار اس درجہ میں ہم دونوں کو جمع کردے۔ اللہ اس درجہ میں دونوں کی نشست گاہیں ایک خیمہ کے اندر بنادے گا۔ جس کے چوطرفہ کناروں پر موتی اور یاقوت ہونگے۔ اور ان کی بیویوں کے مقام اس کے علاوہ ہوں گے وہاں کھائیں گے اور پئیں گے اور لطف اٹھائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ جنتی جب کوئی لقمہ لے کر اپنے منہ میں رکھے گا اور دل میں کسی دوسرے کھانے کی خواہش اس وقت پیدا ہوگی تو اللہ اس لقمہ کو اسی مرغوب کھانے میں تبدیل کردے گا۔

عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی زمین کیسی ہوگی۔ فرمایا چاندی کے چکنے مرمریں پتھروں کی۔ اس کی مٹی مشک کی ہوگی ٹیلے زعفران کے ہونگے۔ چوطرفہ احاطہ کی دیواریں موتی یاقوت اور سونے چاندی کی ہونگی کہ اندر سے باہر کی چیز اور باہر سے اندر کی چیز نظر آئے گی۔ جنت میں کوئی قصر ایسا نہ ہوگا جس کا اندرون بیرون سے، بیرون اندرون سے دکھائی نہ دیتا ہو۔ جنت میں ہر شخص تہبند اور چادر اور بلا تراشے ہوئے اور بغیر سیے ہوئے جوڑے پہنے گا ہر شخص موتیوں کے تاج پہنے گا۔ تاج کے گرداگرد موتی یاقوت اور زمرد ہوں گے اور سونے کی دو زنجیریں لٹکتی ہوں گی، گردن میں سونے کا گلوبند ہوگا۔ جس کا حاشیہ مروارید اور یاقوت سبز کا ہوگا۔ ہر آدمی ہاتھ میں تین کنگن پہنے ہوگا۔ ایک کنگن سونے کا ایک چاندی کا ایک موتیوں کا۔ تاج کے نیچے موتی اور یاقوت کے سربند ہونگے جوڑوں کے اوپر باریک ریشم کا لباس اور باریک ریشم موٹا ریشمی لباس اور سبز حریری لباس ہر شخص پہنے ہوگا۔ سب تکیہ لگائے ایسے بستروں پر بیٹھے ہونگے جن کا استر ریشمی دریائی کا اور ابرہ خوبصورت سرخ نفیس کپڑے کا ہوگا۔ اس میں دھاریاں سرخ یاقوت کی ہونگی تخت کے پائے موتی کے ہونگے۔ ہر تخت پر ایسا ہزار طرح کا بستر ہوگا اور ہر بستر میں ستر رنگ ہونگے کوئی بستر دوسرے کے مشابہ نہ ہوگا۔ ہر تخت کے سامنے ستر ہزار مسندیں ہوں گی ہر مسند ستر رنگ کی ہوگی۔ کوئی مسند دوسرے کے مشابہ نہ ہوگی۔ ہر تخت کے دائیں بائیں ستر ہزار کرسیاں ہونگی۔ کوئی کرسی دوسری کرسی کے مشابہ نہ ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام اہل جنت اعلیٰ ادنیٰ حضرت آدم علیہ السلام کے قدم پر جوان، بے بال، بے ریش و بردت، گہری سرمگیں آنکھوں والے ہونگے حضرت آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ گز تھا اہل جنت کی عورتیں سب ایک مقدار کی ہونگی۔ مذکورہ بالا تکمیل کے بعد جنت کے اندر ایک منادی ندا کرے گا۔ اس کی آواز اوپر نیچے اور قریب بعید والے سب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میری امت کے صبح سویرے میں برکت کردے۔ (ابوداؤد)

سنیں گے وہ کہے گا۔ "اے اہل جنت! کیا تم کو اپنے گھر پسند آئے۔ سب بالاتفاق جواب دیں گے ہاں خدا کی قسم ہمارے رب نے ہم کو عزت کی جگہ اتارا۔ ہم یہاں سے نہ منتقل ہونا چاہتے ہیں۔ نہ اس کے عوض دوسرے گھر کے خواستگار ہیں۔ ہم اپنے رب کے جوار کو پسند کرتے ہیں۔ اے اللہ اے ہمارے رب ہم نے تیری منادی کی ندا سنی اور اس کو سچا جواب دیا اے اللہ اے ہمارے رب اب ہم تیرے چہرے کی طرف دیکھنے کے خواہش مند ہیں۔ تیرا دیدار سب سے بڑا ثواب ہے۔ اس وقت اللہ جنت کو جس کا نام دار السلام ہوگا اور اسی جنت میں اللہ کی فرودگاہ اور مجلس ہوگی حکم دے گا اپنی سجاوٹ کر لے آراستہ ہو جا اور اس کے لئے تیار ہو جا کہ میں اپنی زیارت اپنے بندوں کو کراؤں گا۔ جنت رب کا حکم سنے گی اور بات ختم ہونے سے پہلے ہی حکم کی تعمیل کرے گی۔ اپنی سجاوٹ کر لے گی اور اللہ سے ملاقات کرنے والوں کے لیے تیار ہو جائے گی اللہ ایک فرشتہ کو حکم دے گا میری ملاقات کے لیے میرے بندوں کو بلا۔ وہ فرشتہ بارگاہ الٰہی سے نکل کر لذت آگیں اور اونچی آواز سے پکارے گا اے اہل جنت! اے اللہ کے دوستو! اپنے رب کی زیارت کرو۔ اس کی آواز ہر نیچے اور اوپر والا جنتی سنے گا اور سب اونٹنیوں اور خچروں پر سوار ہو کر سایہ میں سفید مشک اور زرد زعفران کے ٹیلوں کی جانب چل دیں گے اور دروازہ کے پاس سلام کریں گے ان کا سلام ہوگا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَبِّنَا

"ہمارے رب کی طرف سے ہم پر سلام ہو"۔ پھر داخلہ کی اجازت طلب کریں گے اجازت مل جائے گی تو اندر داخل ہونے کا ارادہ کریں گے۔ جونہی دروازہ میں داخل ہوں گے عرش کے نیچے سے ہوا چلے گی جس کا نام مثیرہ ہوگا اور مشک و زعفران کے ٹیلوں کا غبار اڑ کر ان کے گریبان سروں اور کپڑوں پر ڈال دے گی۔ اندر داخل ہونگے تو اپنے رب کے تخت اور کرسی کی طرف نظر اٹھائیں گے تو ایک نور جگمگاتا دکھائی دے گا مگر رب جلوہ انداز نہ ہوگا۔ جنتی کہیں گے اے ہمارے رب تو ہر نقص سے پاک ہے تو قدوس ہے تو ملائکہ اور روح کا رب ہے تو برکت والا اور عالی مرتبہ ہے، ہم کو اپنا چہرہ دکھا۔ اللہ نور کے پردوں کو حکم دے گا کہ ہٹ جاؤ فوراً ایک کے بعد دوسرا حجاب اٹھتا جائے گا یہاں تک کہ ستر حجاب اٹھ جائیں گے ہر (تحتانی) حجاب اپنے (فوقانی) متصل حجاب سے ستر گنا نورانیت میں زائد ہوگا۔ اس کے بعد پروردگار جلوہ انداز ہوگا فوراً سب سجدہ میں گر پڑیں گے اور جتنی دیر اللہ چاہے گا پڑے رہیں گے اور سجدہ میں کہیں گے ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ تیرے ہی لیے ہر حمد اور اظہار کی پاکی ہمیشہ سزاوار ہے تم نے ہم کو دوزخ سے بچایا جنت میں داخل فرمایا جنت بڑا اچھا گھر ہے ہم تم سے کامل طور پر رضامند ہیں۔ تو بھی ہم سے راضی ہو اللہ فرمائے گا میں تم سے کامل طور پر راضی ہوں اور یہ بندگی اور حمد وثناء کرنے کا وقت نہیں خوش عیشی اور راحت کا وقت ہے مجھ سے مانگو میں عطا کروں گا۔ آرزو کرو میں (آرزو) سے زیادہ دوں گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اہل جنت بغیر منہ سے کہے ہوئے آرزو کریں گے کہ اللہ نے جو کچھ ان کو عطا فرمایا ہے وہ ہمیشہ قائم رکھے۔ اللہ فرمائے گا جو کچھ میں نے تم کو عطا کیا ہے وہ اسی کی مثل اور جو میں تم کو دوں گا سب کو تمہارے لیے ہمیشہ قائم رکھوں گا اہل جنت اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اٹھائیں گے اور رب العزت کے نور کی شدت کی وجہ سے نظریں نہ اٹھا سکیں گے اس مجلس کا نام "مشرقی قبہ عرش رب العلمین" ہوگا۔

اللہ ان سے فرمائے گا اے میرے بندو اے میرے جوار (رحمت) کے ساکنو۔ اے مجھ سے محبت کرنے والو۔ اے میرے دوستو۔ اے وہ لوگو جن کو میں نے اپنی مخلوق اور اپنی اطاعت گذاروں میں سے انتخاب کیا ہے تمہارے لیے مرحبا۔

اس کے بعد (ان لوگوں کو) عرش رب العزت کے سامنے نور کے کچھ منبر نظر آئیں گے۔ منبروں سے نیچے نور کی کرسیاں ہوں گی۔ کرسیوں کے نیچے فرش ہوں گے۔ کرسیوں کے نیچے غالیچے اور غالیچوں کے نیچے مسندیں ہوں گی۔ رب العزت فرمائے گا اپنی عزت پر بیٹھو۔ سب سے بڑھ کر رسول منبروں پر بیٹھ جائیں گے۔ پھر انبیاء بڑھ کر کرسیوں پر بیٹھ جائیں گے اور صالحین بڑھ کر مسندوں پر بیٹھ جائیں گے۔ اسکے بعد نور کے خوان بچھائے جائیں گے۔ ہر خوان پر ستر رنگ ہوں گے اور ان کی آرائش مروارید اور یاقوت سے کی گئی ہوگی۔ رب العزت خدمت گاروں سے فرمائے گا ان کو کھانا کھلاؤ۔ ہر خوان پر موتی اور یاقوت کے ستر پیالے رکھ دیئے جائیں گے۔ ہر پیالہ میں ستر رنگ کا کھانا ہوگا۔ اللہ فرمائے گا میرے بندو کھاؤ۔ بندے حسب مشیت خداوندی کھائیں گے۔ اور ایک دوسرے سے کہے گا اس کھانے کے مقابلہ میں وہ کھانا ہیچ ہے جو ہمارے گھروں میں ہے۔ رب العزت خادموں سے فرمائے گا میرے بندوں کو پلاؤ۔ خادم مشروب لا کر پلائیں گے۔ اہل جنت باہم کہیں گے کہ ہمارے مشروبات اس مشروب کے مقابلہ میں ایک خواب ہیں۔ رب العزت فرمائے گا تم نے ان کو کھلا پلا دیا اب میوے دو۔ خادم پھل لے کر آئیں گے۔ اہل جنت اس میں سے کچھ کھائیں گے اور کہیں گے اس کے مقابلہ میں ہمارے پھل بے حقیقت ہیں۔ رب العزت خادموں سے فرمائے گا تم نے ان کو کھلا پلا دیا اور میوے بھی کھلا دیئے اب ان کو لباس اور زیور پہناؤ۔ خادم لباس اور زیور لا کر پہنائیں گے۔ اہل جنت باہم کہیں گے کہ اس کے مقابلہ میں ہمارے لباس اور زیور محض خواب ہیں۔ لوگ کرسیوں پر ہی ہوں گے کہ اللہ زیر عرش سے ہوا بھیجے گا۔ ہوا زیر عرش

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو اہل مدینہ کے صاع اور مد (پیمانوں) میں برکت کردے۔ (مسلم)

سے مشک اور کافور کا غبار جو برف سے زیادہ سفید ہوگا۔ لا کر ان کے سروں، کپڑوں اور گریبانوں میں ڈال دے گی۔ اور ان کو معطر کر دے گی۔ پھر خوان پس خوردہ کھانوں سمیت اٹھا لیے جائیں گے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رب العزت فرمائے گا اب مجھ سے مانگو میں عطاء کروں گا۔ تمنا کرو میں اس سے زیادہ دوں گا۔ سب بالاتفاق کہیں گے اے اللہ! اے ہمارے رب ہم تجھ سے تیری خوشنودی مانگتے ہیں۔ اللہ فرمائے گا میرے بندو! میں تم سے راضی ہوں۔ سب سجدہ میں گر پڑیں گے اور سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہیں گے۔ رب العزت فرمائے گا میرے بندو سر اٹھاؤ۔ یہ عبادت کا وقت نہیں خوش عیشی اور راحت کا وقت ہے۔ بندے سر اٹھائیں گے نور رب کی وجہ سے ان کے چہرے درخشاں ہوں گے۔ رب العزت فرمائے گا اب اپنے گھروں کو واپس جاؤ۔ سب لوگ بارگاہ خداوندی سے نکل آئیں گے۔ سامنے غلمان سواریاں لیے کھڑے ہوں گے۔ ہر شخص اپنی اونٹنی یا خچر پر سوار ہو جائے گا۔ اس کے ہمراہ ستر ہزار غلام بھی اسی جیسی سواری پر ہوں گے۔ راستہ میں سے جو بھی ان میں سے اپنے علاقہ کو جانا چاہے گا چلا جائے گا۔ باقی اس کے ہم رکاب ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ قصر آ جائے گا جہاں اس کو جانا مقصود ہوگا۔ قصر پر پہنچ کر جنتی اپنی بیوی کے پاس جائے گا وہ کھڑی ہو جائے گی وہ مرحبا کہے گی اور کہے گی میرے محبوب آپ تو بڑے حسن نور، جمال والے لباس، خوشبو اور زیور کے ساتھ آئے۔ مگر میں آپ سے جدا نہ تھی۔ رحمٰن کی طرف سے ایک فرشتہ اونچی آواز میں پکارے گا۔ اے اہل جنت یونہی ہمیشہ نو بنو نعمتیں تم کو ملتی رہیں گی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے ہر دروازے سے اہل جنت کے پاس پہنچیں گے اور کہیں گے تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے (آج) تم پر سلام ہو۔ یہ دار آخرت (تمہارے لیے اچھا ہے) تمہارا رب تم کو سلام فرماتا ہے۔ فرشتوں کے ساتھ (بطور ہدیہ) کھانے پینے کی چیزیں اور کپڑے اور زیور ہوں گے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جنت کے سو درجے ہوں گے اور ہر دو درجوں کے درمیان ایک امیر ہوگا جس کی برتری اور بزرگی کا سب اقرار کریں گے جنت کے پہاڑ سفید مشک اور زرد زعفران کے ہوں گے۔

اہل جنت جب کھا کر ڈکار لیں گے تو ان کی ڈکار مشک سے زیادہ خوشبو دار ہوگی جب پانی پئیں گے تو ان کی جلد بدن سے (پسینہ کی طرح) پھوٹ کر نکلے گا۔ پاخانہ پیشاب کی ان کو ضرورت نہ ہوگی نہ تھوکیں گے نہ ناک جھاڑیں گے نہ دردسر ہوگا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اہل جنت بالائی طبقہ والے اور نچلے طبقہ والے سب آرام کے ساتھ تکیہ لگائے دو ساعت تک صبح کا کھانا کھائیں گے۔ چار ساعت تک خالق کی بزرگی بیان کریں گے اور دو ساعت باہم ملاقات کریں گے۔ جنت میں رات بھی ہوگی اور دن بھی وہاں کی رات کی تاریکی دنیا کے دن کی سفیدی سے ستر حصے زائد روشن ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ادنیٰ بخشش والا جنتی وہ ہوگا۔ کہ اگر اس کے تمام جن و انس مہمان ہو کر آ جائیں تو اس کے پاس کرسیاں، بستر، غالیچے اور مسندیں اتنی ہوں گی کہ سب بیٹھ جائیں گے سب تکیے لگا لیں گے اور ان کی ضرورت سے زائد خوان، پیالے، خدمت گار، کھانا پینا سب کچھ ہو اور اس میزبان کو صرف اتنی تکلیف ہو جتنی ایک آدمی کے آنے سے ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جنت کے بعض درختوں کے تنے سونے کے بعض کے چاندی کے بعض کے یاقوت کے اور بعض کے زمرد کے ہوں گے۔ اور شاخیں بھی تنوں کی طرح ہوں گی۔ اور پتے حسین ترین کپڑوں کی طرح ہوں گے۔ اور پھل مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے میٹھے ہوں گے۔ ہر درخت کی لمبائی پانچ سو برس کے راستہ کے برابر اور جڑ کی موٹائی ستر سال کے راستہ کے برابر ہوگی۔ جب آدمی نگاہ اٹھا کر درخت کی چوٹی کی طرف دیکھے گا تو اس کی چوٹی کی شاخیں اور اس کے پھل نظر آئیں گے۔ اور ہر درخت کے پھل ستر ہزار قسم کے ہوں گے۔ اور کسی کا رنگ بھی دوسرے پھل کے مزہ کا نہ ہوگا۔ جس قسم کے پھل کی خواہش ہوگی وہی شاخ جس میں وہی پھل ہوگا پانچ سو یا پچاس برس کی یا اس سے کم مسافت کی راہ سے نیچے کو جھک آئے گی۔ یہاں تک کہ اگر خواہش کرنے والا چاہے گا تو اس کو ہاتھ سے لے لے گا۔ اور اگر نہ لے سکے گا اور اپنا منہ کھول دے گا تو وہ منہ میں آ جائے گا۔ جس پھل کو درخت سے توڑ لے گا فوراً اس کی جگہ اس سے خوبصورت اور عمدہ دوسرا پھل اللہ تعالیٰ پیدا کر دے گا۔ جب آدمی اپنی غرض پوری کر چکے گا اور بس کر لے گا تو شاخ وہیں کی وہیں لوٹ جائے گی۔ جہاں سے جھکی تھی۔ بعض درخت پھلدار نہ ہوں گے۔ بلکہ ان میں شگوفے ہوں گے۔ جن میں مشک اور کافور ہوگا۔ بعض درختوں کے شگوفوں میں ریشم، کپڑوں کے جوڑے، باریک ریشمی کپڑے، اور خوبصورت نفیس سرخ لباس ہوگا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اہل جنت ہر جمعہ کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے۔ فرماتے تھے کہ اگر بہشت کا ایک درخت آسمان سے نیچے لٹکا دیا جائے۔ تو سورج کی روشنی کو ماند کر دے۔ فرماتے تھے جنت میں محل ہیں ہر محل میں چار نہریں ہیں۔ ایک صاف پانی کی، دوسری صاف دودھ کی، تیسری صاف شراب کی اور چوتھی صاف شہد کی۔ اگر جنتی کسی نہر کا پانی پیے گا تو پینے کے آخر میں مشک کی خوشبو آئے گی۔ جنت کے چشموں کا پانی ملائے بغیر نہروں کا پانی نہیں پئیں گے۔ ایک چشمہ کا نام زنجبیل دوسرے کا نام تسنیم، تیسرے کا نام ہے کافور۔ چشمہ کافور سے اہل قربت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ آل فاتک میں برکت کر جیسے کہ انہوں نے اس مصیبت زدہ کو جگہ دی ہے (کنز)

ہی پئیں گے۔فرماتے تھے کہ اگر اللہ یہ فیصلہ نہ کر چکا ہوتا کہ اہل جنت (شراب طہور کے) کا سے لینے میں چھینا جھپٹی کریں گے تو اہل جنت کبھی ان کو منہ سے الگ نہ کرتے ۔فرماتے تھے کہ اہل جنت ایک لاکھ سال یا اس سے بھی دور کی مسافت سے باہم ملاقات کے لئے جائیں گے اور اپنے بھائیوں کے پاس سے لوٹ کر اپنے گھروں کو جائیں گے۔ جسقدر تم لوگوں کو اپنے گھر کے راستہ کی شناخت ہوتی ہے اس سے زیادہ انکو اپنے گھروں کے راستوں کی شناخت ہوگی۔فرماتے تھے کہ اہل جنت جب دیدار الٰہی حاصل ہونے کے بعد واپسی کا ارادہ کریں گے تو ہر شخص کو ایک ایک سبز انار دیا جائے گا۔جس میں ستر دانے ہوں گے اور ہر دانہ میں سو رنگ ہوں گے کوئی دانہ دوسرے کے رنگ پر نہیں ہوگا۔بارگاہ الٰہی سے واپسی میں جنت کے بازاروں میں گزریں گے جہاں خرید و فروخت نہ ہوگی۔لیکن وہاں زیور کپڑوں کے جوڑے، ریشم کا باریک اور موٹا کپڑا، ریشم آراستہ اور منقش خوبصورت موتی اور یاقوت کے معلق سربند تخت ہوں گے۔جس قدر ان اصناف میں سے اٹھا سکیں گے بازاروں سے لے لیں گے۔مگر بازاروں میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ وہاں حسین ترین تصویریں ہوں گی جیسے آدمیوں کی تصویریں ہوتی ہیں۔ ہر تصویر کے سینہ پر لکھا ہوگا کہ جو شخص آرزومند ہو اس کا حسن میری طرح ہو جائے۔اللہ اس کے حسن کو میری طرح کر دے۔ چنانچہ جو شخص تمنا کرے گا اس کے چہرے کا حسن اس تصویر کی طرح ہو جائے اللہ اس کا حسن ویسا ہی کر دے گا۔جب یہ لوگ اپنے گھر لوٹ آئیں گے تو غلمان صف بستہ کھڑے ہوئے مرحبا کہتے ہوئے اور سلام کرتے ہوئے سامنے آئیں گے اور ہر ایک اپنے برابر والے کو بشارت دے گا یہاں تک کہ یہ خوشخبری اس کی بیوی (حور) کو پہنچ جائے گی۔ بیوی سے خوشی ضبط نہ ہوگی۔فوراً کھڑی ہو جائے گی۔اور دروازہ پر آ کر مرحبا کہہ کر اور سلام کر کے استقبال کرے گی۔دونوں باہم گلے ملیں گے۔اور معانقہ کرتے ہوئے اندر آ جائیں گے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر اہل جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت باہر نکل آئے تو مقرب فرشتہ ہو یا نبی مرسل جو کوئی بھی اس کو دیکھے گا اس کے حسن پر فریفتہ ہو جائے گا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے آخری شربت جو اہل جنت کھانے کے بعد پئیں گے اس کو طہور اذھاقا کہا جائے گا۔(پاک لبریز) اس کی ایک گھونٹ پینے کے بعد کھایا پیا سب ہضم ہو جائے گا۔اور مشک کی طرح اس کی خوشبو ہوگی۔اہل جنت کے پیٹ میں (کبھی) دکھ نہیں ہوگا۔ طہور پینے کے بعد کھانے کی خواہش ہوگی ہمیشہ ان کا یہی طریقہ رہے گا۔ فرماتے تھے کہ اہل جنت کی سواریاں اللہ نے سفید یاقوت سے بنائی ہیں۔

فرماتے تھے تین جنتیں ہیں۔(ایک کا نام) الجنۃ (دوسری) عدن اور (تیسری) دارالسلام۔عدن سے ستر کروڑ حصے چھوٹی ہے۔یعنی ستر کروڑ حصوں میں سے ایک حصہ کے برابر ہے۔الجنۃ کے محل باہر سے سونے کے اور اندر سے زمرد کے ہوں گے۔ان کے برج یاقوت سرخ کے اور جھرو کے موتیوں کی لڑیوں کے۔

فرماتے تھے جنتی اپنی ایک بیوی کے پاس ایک دفعہ سات سو سال کی بقدر لطف اندوز رہے گا۔اور منتقل نہ ہوگا۔پھر محل سے دوسری بیوی جو پہلی سے زیادہ حسین ہوگی۔ پکارے گی بھائی اب ہماری باری کا وقت ہو گیا۔ جنتی کہے گا تم کون ہو۔وہ کہے گی میں ان میں سے ہوں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے لیے کیا کیا آنکھوں کی ٹھنڈک پوشیدہ رکھی گئی ہے۔

جنت کی پہلی نعمت

جنت آٹھ ہیں جن میں سے سات تو سکونت کے لیے مخصوص ہیں۔ اور آٹھویں دیدار الٰہی کے لیے۔جس کو بارگاہ الٰہی بھی کہہ سکتے ہیں۔ جنتوں کے نام حسب ذیل ہیں:

جنت الماویٰ ، دارالمقام، دارالسلام ، دارالخلد، جنت النعیم، جنت الفردوس، جنت العدن۔

جنت الفردوس تمام جنتوں سے برتر و اعلیٰ ہے اور اس میں سب سے بہترین طبقہ جنت العدن ہے۔ جہاں تجلیات الٰہی نمودار ہوتی ہیں۔اور گوناگوں بے اندازہ نعمتیں عطاء فرمائی جاتی ہیں۔مگر آٹھویں جنت کے نام میں علماء کا اختلاف ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ علیین ہے۔لیکن قرآن مجید میں یہ آیا ہے کہ علیین اہل جنت کا دفتر اور مقرب فرشتوں اور بنی آدم کی حاضری کا مقام ہے۔نہ کہ طبقہ جنت۔بعض علماء نے اس کو جنت الکثیف کہا ہے اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ: ’’مسلمان مشک کے ٹیلوں پر جمع ہوں گے یکا یک ہوا چلے گی جس سے مشک اڑ کر ان کے کپڑوں اور چہروں پر پڑے گا۔اور ان کی معطری پہلے سے دوگنی ہو جائے گی اسی اثناء میں خدائے قدوس کی تجلیات کا ظہور ہوگا۔جس سے ہر شخص کو بقدر استعداد انوار و برکات مرحمت ہوں گے اور کلام بھی ہوگا‘‘۔اس فقیر کے خیال میں اس کا نام مقعد صدق معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس آیت کریمہ: اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ۔ سے یہی مفہوم ہوتا ہے۔ایک روایت میں آیا ہے کہ جنت کے درجے عدد میں اتنے ہیں جتنی کلام مجید کی آیتیں اور تمام درجوں سے برتر و بالا وہ درجہ ہے کہ جس کا نام وسیلہ ہے۔اور یہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہے۔اس کا خاصہ یہ ہے کہ اس کا

رہنے والا وزیر کا حکم رکھتا ہے۔ کیونکہ اہل جنت میں سے کسی کو کوئی نعمت بغیر اس کے طفیل کے نہ پہنچے گی۔ اور یہ طبقے اس طرح ایک دوسرے پر حائل نہیں ہیں جیسے مکانوں کی چھتیں۔ بلکہ ان تمام کی چھت عرش الٰہی ہے۔ اور یہ اس طریقہ پر ہیں جیسے باغ کے نیچے کا حصہ اور اوپر کا حصہ اور ان درجات کی وسعت پر سوائے رب العزت کے کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ اور نیچے کے درجے والوں کو اوپر کے درجے والے اس طرح نظر آئیں گے گویا آسمان کے کناروں پر ستارے ہیں۔ اس قدر معلوم رہے کہ جنت الماویٰ سب سے نیچے، جنت العدن وسط میں اور جنت الفردوس سب سے اوپر ہے۔ اہل جنت میں سے ادنیٰ شخص کو دنیاوی آرزوؤں سے دس گنا زیادہ مرحمت ہوگا اور بعض روایتوں میں ہے کہ ادنیٰ اہل جنت کی ملک حشم و خدم اسباب لذت وغیرہ وغیرہ اسی سال کی مسافت کے برابر پھیلاؤ میں ہوں گے۔ اور جنت کے بعض بڑے بڑے میوے ایسے ہوں گے جس وقت اس کو جنتی توڑے گا تو اس میں سے نہایت خوبصورت پاکیزہ عورت مع لباس فاخرہ و زیور کے برآمد ہوگی۔ اور اپنے مالک کی ہمنشین و خدمت گزار ہوگی۔ اہل جنت کے قد و قامت مانند حضرت آدم علیہ السلام ساٹھ ساٹھ ہاتھ ہوں گے۔ اور دیگر اعضاء انہی قد و قامت کی مناسبت سے ہوں گے۔ بلحاظ صورت نہایت حسین و جمیل ہوں گے اور ہر ایک عین شباب کی حالت میں ہوگا ذکر الٰہی اس طرح بے تکلف دل اور زبانوں پر جاری ہوگا جیسے دنیا میں سانس اور جیسا کہ جنت کی نعمتوں سے بدن کو لذت حاصل ہوگی اسی طرح سے باطنی لذات یعنی انوار و تجلیات الٰہی بھی حاصل ہوتی رہیں گی۔ مثلاً جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام سبحان اللہ ہے جیسا کہ ذائقہ میں لذت دیتا ہے اسی طرح خدا کی تنزیہ و تسبیح کی لذات سے آگاہ کرتا ہے۔ جنت کی سب سے بہتر و افضل نعمت دیدار الٰہی ہے۔ دیدار الٰہی سے مشرف ہونے کی حیثیت سے لوگوں کی چار قسمیں ہوں گی۔ ایک تو وہ جو سال بھر میں ایک مرتبہ دوسرے وہ جو ہر جمعے کو تیسرے وہ جو دن میں دو مرتبہ مشرف ہوں گے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ صبح و عصر کی نماز نہایت ہی خشوع و خضوع سے پڑھنے سے اس دیدار میں بڑی مدد ملتی ہے۔ چوتھی جماعت اخص الخاص بمنزلہ غلمان و خدام ہر وقت بارگاہ الٰہی میں حاضر رہیں گے۔ طریقہ دیدار یہ ہوگا کہ سات طبقوں کے اوپر آٹھویں طبقے میں ایک کشادہ اور وسیع میدان زیر عرش موجود ہے وہاں نور، زمرد، یاقوت، موتی، چاندی، اور سونے وغیرہ کی کرسیاں حسب مراتب رکھی جائیں گی اور جن لوگوں کی کرسیاں نہیں ہیں ان کو مشک و عنبر کے ٹیلوں پر بٹھائیں گے اور ہر شخص اپنی جگہ نہایت خوش و خرم ہوگا دوسروں کے مراتب کی افزونی کی وجہ سے اس کو کسی طرح کا خیال نہ ہوگا اور اسی اثناء میں ایک نہایت فرحت افزاء ہوا چل کر ان پر ایسی ایسی پاکیزہ خوشبوئیں چھڑک دے گی جو انہوں نے نہ کبھی دنیا میں اور نہ بہشت میں دیکھی ہوں گی۔ اس وقت خداوند کریم ان پر اس طور سے جلوہ افروز ہوگا کہ کوئی شخص ایک دوسرے کے درمیان حائل نہ ہوگا۔ اور ہر شخص کو اس قدر قرب حاصل ہوگا کہ وہ اپنے دل کے رازوں کو اس طرح عرض کرے گا کہ دوسرے کو خبر نہ ہوگی۔ خدائے قدوس کے خطاب سراً و جہراً سنے گا اسی اثناء میں حکم ہوگا کہ شراب طہور اور نہایت لذیذ نعمتوں سے ان کو سرفراز کرو۔ دیدار الٰہی دیکھنے والوں کو اس قدر استغراق ہوگا کہ لذت دیدار کے سوا تمام چیزوں کو بھول جائیں گے جب یہاں سے رخصت ہوں گے تو راستہ میں ایک بازار دیکھیں گے جن میں ایسے ایسے تحفے و تحائف مہیا ہوں گے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے ہوں گے نہ کان نے سنے ہوں گے۔ جو شخص جس کا طالب ہوگا مرحمت کی جائے گی جنت میں تین قسم کے راگ ہوں گے۔ ایک تو یہ کہ جس وقت ہوا چلے گی تو درخت طوبیٰ کے ہر پتے و شاخ سے خوش الحان آوازیں سنائی دیں گی۔ جس سے سامعین محو ہو جایا کریں گے۔ اور جنت میں کوئی گھر ایسا نہ ہوگا۔ جس میں درخت طوبیٰ کی شاخ نہ ہو۔ دوم یہ کہ جس طرح شادی بیاہ وغیرہ میں ترتیب و اجتماع و سماع کرتے ہیں اسی طرح جنت میں حوریں اپنی خوش الحانیوں سے ہر روز اپنے شوہروں کو محظوظ کریں گی۔ تیسرے یہ کہ دیدار الٰہی کے وقت بعض مطرب خوش الحان بندوں کو کہ جیسے حضرت اسرافیل علیہ السلام و حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ خدا کی پاکی بیان کرو۔ اس وقت ایک ایسا عجیب لطف حاصل ہوگا کہ تمام سامعین پر وجد طاری ہو جائے گا۔ خدام اہل بہشت تین قسم کے ہوں گے ایک ملائکہ جو خدائے قدوس اور ان کے مابین بطور قاصد ہوں گے۔ دوم غلمان جو حوروں کی طرح ایک جدا مخلوق ہیں۔ وہ ہمیشہ ایک عمر کے رہیں گے اور مثل بکھرے ہوئے موتیوں کے چاروں طرف خدمت کرتے پھریں گے۔ تیسرے اولاد مشرکین جو قبل از بلوغ انتقال کر چکی ہوگی بطور خدام رہیں گے۔ بعض لوگ بوجہ اس کے کہ ان کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی نہ تو جنت کے مستحق ہوں گے نہ دوزخ کے۔ بلکہ پل صراط سے اترتے ہی جہنم کے کنارے پر روک دیئے جائیں گے۔ نیز وہ لوگ جن تک دعوت پیغمبران نہ پہنچی ہوگی اور انہوں نے نہ تو نیک اعمال کیے ہوں گے اور نہ کوئی بدی و شرک کیا ہوگا۔ بلکہ چوپایوں کی طرح کھانے پینے اور جماع وغیرہ میں عمر بسر کرتے رہے ہوں گے۔ اور وہ لوگ بھی جو فساد عقل و جنوں کی وجہ سے حق و باطل میں امتیاز کرنے سے قاصر رہے ہوں اس مقام میں جس کا نام اعراف ہے۔ تا اختتام روز حشر کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ رہیں گے اور دخول جنت کی توقع رکھتے ہوں گے۔ پھر ایک عرصہ کے بعد محض فضل الٰہی سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اور بمنزلہ خدام رہیں گے۔ اور جنوں میں جو کافر ہوں گے وہ دوزخ میں رہیں گے اور جو صالحین ہوں گے وہ دائمی راحت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو مجھے بلائے دنیا اور عذاب آخرت سے بچانا۔ (المغنی)

میں رہیں گے۔ کیونکہ جن وانس دونوں مکلف بالشرع ہیں جیسا کہ سورۂ رحمٰن میں بار بار ذکر آیا ہے۔ اور پرندوں اور چوپایوں کا بھی حشر ہوگا۔ اسی طرح پر کہ مظلوم ظالم سے بدلہ لے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ

جب ایک دوسرے سے بدلہ لے چکیں گے تو ان کو خاک کر دیا جائے گا۔ مگر حسب ذیل چند اشیاء کو فنا نہ ہوگی۔ مثلاً جانوروں میں سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا دنبہ، حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی اصحاب کہف کا کتا۔ نباتات میں سے اسطوانہ حنانہ (یعنی وہ ستون جو منبر بننے سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کے سہارے سے وعظ فرمایا کرتے تھے۔ مکانات میں خانہ کعبہ، کوہ طور، صخرہ بیت المقدس اور وہ جگہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس اور مابین منبر واقع ہے۔ ان کو مناسب صورتوں کے ساتھ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ حاصل کلام اہل دوزخ ہمیشہ دوزخ میں اور اہل جنت ابدالاباد تک جنت میں رہیں گے اور بے شمار نعمتوں سے کہ: لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ مالا مال رہیں گے۔ خداوند کریم ہم تمام مسلمانوں کا خاتمہ بالایمان کرے۔ اور ہول قبر وحشر سے نجات دے کر جنت میں پہنچائے اور اپنی خوشنودی اور رضامندی میں رکھے۔ بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلٰی آلہ واصحابہ الطاہرین۔

جنت کس چیز سے بنی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کس چیز سے بنی ہے؟ اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے۔ اور اس کا مصالحہ جس سے اینٹیں جوڑی گئی ہیں تیز خوشبودار مشک ہے۔ اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے۔ جو شخص جنت میں داخل ہوگا ہمیشہ نعمت میں رہے گا اور کبھی کسی چیز کا محتاج نہ ہوگا۔ ہمیشہ زندہ رہے گا اور موت نہ آئے گی۔ نہ جنتیوں کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ ہی ان کی جوانی فنا ہوگی۔

جنت کی وسعت:

سورۂ حدید میں ارشاد ہے۔ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ۔

''اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف ایسی جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمان وزمین کی وسعت کے برابر ہے ان لوگوں کے واسطے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں''

جنت بہت بڑی جگہ ہے اس کی وسعت کا اندازہ ادنیٰ درجہ کے جنتی کو جو کچھ ملے گا اس کی وسعت کو سامنے رکھ کر لگایا جاسکتا ہے بعض روایات میں ہے کہ کوئی ادنیٰ جنتی ایک ہزار سال کی مسافت میں اپنی نعمتوں کو دیکھے گا (الترغیب والترہیب)

اور ایک روایت میں ہے ادنیٰ جنتی کو جو جگہ ملے گی پوری دنیا اور دنیا جیسی دس گنی جگہ کے برابر ہوگی (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۹۲ از مسلم)

سورۂ حدید میں ہے کہ عام مسلمانوں کے ذہن میں اور سمجھ کے قریب لانے کے لیے جنت کی وسعت کو آسمان وزمین کی وسعت کے برابر بتایا گیا ہے اور سورۂ آل عمران میں: عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ فرمایا ہے جس میں سماء (آسمان) کو بصیغہ جمع لایا گیا ہے یعنی جنت کی وسعت تمام آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ اس کی مزید تشریح اور اس کے متعلق سوال و جواب ادنیٰ جنتی کے تذکرے میں ملاحظہ فرمائیں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں سو درجے ہیں سارے عالم اگر اس میں سے ایک میں جمع ہو جائیں تو سب سما جائیں (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۹۷)

جنت کے دروازے:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو بھی کوئی مسلمان وضو کرے اور اچھی طرح پانی پہنچادے اور پھر وضو کے بعد یوں کہے کہ

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ اس حدیث سے جنت کے آٹھ دروازے معلوم ہوئے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۹)

داخلے کے بعد اہل جنت کا پہلا ناشتہ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن زمین ایک روٹی بن جائے گی۔ جس کو جبار وقہار اپنے دست قدرت میں لے گا الٹے پلٹے گا جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص سفر میں روٹی کو الٹتا پلٹتا ہے (الٹ پلٹ کر مستوی بنا کر) اللہ تعالیٰ زمین کو اہل جنت کی اولین مہمانی قرار دیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہی تھا کہ ایک یہودی آ پہنچا اور کہنے لگا اے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم! رحمٰن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر برکت نازل فرمائے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتاؤں کہ قیامت کے دن اہل جنت کی پہلی مہمانی کس چیز سے ہوگی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ ہاں بتادے۔ اس نے اس طرح بیان کیا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ زمین کی ایک روٹی بن جائے گی جسے اہل جنت سب سے پہلے ناشتے میں کھائیں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس یہودی کی بات سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف دیکھ کر اس طرح ہنسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ یہ ہنسنا اس خوشی میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو علوم انبیاء سابقین کو دیئے تھے مجھ کو بھی دیئے ہیں۔ جن میں سے بعض چیزیں نقل در نقل ہو کر یہودیوں میں بھی مشہور و معروف ہیں۔

اس کے بعد اس یہودی نے کہا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی بتاؤں کہ اہل جنت کا سالن کیا ہوگا۔ (جس سے اولین مہمانی کی وہ روٹی کھائیں گے جو زمین سے بنی ہوگی)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بھی بتادے۔ اس یہودی نے کہا بیل ہوگا اور مچھلی ہوگی۔ ان کی کلیجی کے زائد حصے سے ستر ہزار افراد کھائیں گے۔

جنت میں کھانے پینے کے لیے بے انتہا نعمتیں ہوں گی۔ جب جنت میں قیام ہو جائے گا تو برابر کھاتے پیتے رہیں گے۔ مگر سب سے پہلے بطور ابتدائی مہمانی کے جو ناشتہ پیش کیا جائے گا وہ زمین کی روٹی کا ہوگا۔ اور اس ناشتے کے کھلانے میں یہ مصلحت ہے کہ زمین میں طرح طرح کے مزے ودیعت رکھے ہیں جو مختلف علاقوں اور ملکوں میں پھلوں اور غلوں اور سبزیوں اور دیگر اشیاء میں پائے جاتے ہیں اور چونکہ کسی بھی شخص نے زمین سے پیدا ہونے والی ہر نعمت نہیں کھائی ہے بلکہ کوئی اس پھل سے محروم ہے اور کسی کو وہ پھل نصیب نہیں ہوا اس لیے زمین کی روٹی بنا کر اہل جنت کو پہلے اس کے تمام مزے بحیثیت مجموعی چکھا دیئے جائیں گے۔ تاکہ جنت کی نعمتوں کو جب کھائیں پئیں تو ہر شخص کا یقین اس طرح سے عین الیقین ہو جائے کہ دنیا میں جو کچھ بھی میں نے یا کسی دوسرے نے کھایا پیا ہے وہ سب جنت کی ہر نعمت کے سامنے ہیچ ہے۔

فائدہ: یہودی نے جو روٹی کے ساتھ مچھلی اور بیل کا ناشتہ بتایا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تردید نہیں فرمائی۔ جس سے معلوم ہوا کہ اس نے صحیح بات کہی ہے۔ یہ جو کہا کہ کلیجی کے زائد حصے سے ستر ہزار افراد کھائیں گے اس کے متعلق شارح مسلم علامہ نوویؒ لکھتے ہیں کہ جگر میں ایک ٹکڑا لٹکا ہوا ہوتا ہے جو کھانے میں جگر کا بہترین حصہ ہے۔ کلیجی کا زائد حصہ اس کو فرمایا ہے۔

سوال: زمین کی روٹی کس طرح کھائی جاسکے گی؟ ہم تو دیکھتے ہیں کہ زمین کے ذرات غذا میں مل جاتے ہیں تو کھائی نہیں جاتی اور کرکرا پن ظاہر ہو جاتا ہے۔

جواب: دنیا میں جس قدر بھی غلے اور پھل میوے، سبزیاں، ترکاریاں، اور غذائیں ہیں سب زمین ہی سے نکلتی ہیں۔ جس قادر قیوم نے زمین سے ایسی چیزیں نکال دیں ان کو قدرت ہے کہ عین زمین ہی کو کھانے کی چیز بنا دیوے۔ اور اس میں ایسی کیفیت پیدا فرمادے جس سے زبان بھی مزہ لے سکے اور حلق سے بھی با آسانی اتر جائے۔

اِنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اہل جنت کا قد وقامت، پاکیزگی اور حسن وجمال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی طرح (چمکتی دمکتی) ہوں گی۔ اور جو لوگ ان کے بعد دوسرے نمبر پر داخل ہوں گے ان کی صورتیں بہت زیادہ روشن ستارہ کی طرح سے منور ہوں گی۔ سب جنتیوں کے دل ایک ہی دل پر ہوں گے۔ (یعنی ان کی آپس میں ایسی محبت ہوگی جیسے قالب بہت ہوں اور قلب ایک ہو) ان میں آپس میں اختلاف نہ ہوگا نہ بغض ہوگا۔ ہر ایک کے لیے حور عین میں سے کم از کم دو بیویاں ہوں گی۔ ان میں سے ہر بیوی کی پنڈلی کا گودا حسن کی وجہ سے (ہڈی اور) گوشت کے باہر سے نظر آئے گا۔ یہ لوگ صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کریں گے نہ بیمار ہوں گے نہ پیشاب پاخانہ کریں گے نہ ناک سے رینٹ آئے گا نہ تھوکیں گے۔ ان کے برتن سونے چاندی کے ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی ان کی انگیٹھیوں میں خوشبو پھیلنے کے لیے جو چیز جلے گی وہ عود ہوگی۔ اور ان کا پسینہ مشک (کی طرح خوشبودار ہوگا) سب اپنے باپ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوں گے۔ ان کا قد بلندی میں ساٹھ ہاتھ ہوگا۔ (مشکوۃ المصابیح ۴۹۶)

اس حدیث سے اہل جنت کے حسن و جمال اور ان کی بیویوں کی خوبصورتی کا حال معلوم ہوا۔ نیز ان کی صفائی و ستھرائی کا بھی پتہ چلا کہ ان کو نہ ناک صاف کرنے کی ضرورت ہوگی اور نہ تھوکنے کی حاجت ہوگی۔ اور نہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ کی ضرورت ہوگی۔ پسینہ جو آئے گا وہ گرمی کی وجہ سے نہ ہوگا۔ بلکہ کھانا ہضم ہو جانے کا ذریعہ ہوگا۔ (جس کا بیان آگے آئے گا) اور وہ پسینہ خوشبودار اور خوشگوار ہوگا۔

حدیث بالا میں اہل جنت کی انگیٹھیوں میں جلنے والی چیز عود ہوگی۔ ذہن میں لانے کے لیے ''عود'' کو اگر لکڑی سمجھ لیجئے جس کے برادے سے اگر بتیاں بنتی ہیں۔ چونکہ اگر قیمتی چیز ہے اس لیے دوسری لکڑی کی باریک باریک سلائیوں پر اس کا برادہ لپیٹ کر اگر بتی بنائی جاتی ہے۔ جنت میں کسی چیز کی کمی نہ ہوگی۔ لہٰذا خوشبو کے لیے عود ہی سلگ رہا ہوگا۔ (اس کے برادہ کی بتیاں بنانے کی حاجت نہ ہوگی) اور یہ وہاں کا عود ہوگا یہاں کے عود پر قیاس نہ کریں یہ انگیٹھیاں آگ سے جل رہی ہوں گی یا کسی دوسری چیز سے؟ اس کے متعلق کوئی تصریح نہیں دیکھی۔

فائدہ: بخاری شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا اور جنت میں جو بھی داخل ہوگا آدم علیہ السلام کی صورت پر ساٹھ ہاتھ کا ہوگا۔ (بخاری شریف)

سوال: اتنے لمبے آدمی بھلا کیا اچھے معلوم ہوں گے؟

جواب: جب سب ہی ایک قد کے ہوں گے تو کسی کا قد بھی اعتدال سے باہر معلوم نہ ہوگا۔ اور سب ہی کو پسند آئے گا۔

فائدہ ثانیہ: حدیث میں جو لفظ: بُكْرَةً وَ عَشِيًّا (صبح وشام) فرمایا اس کے متعلق شراح حدیث لکھتے ہیں کہ اس سے حقیقی صبح وشام مراد نہیں ہے کیونکہ وہاں طلوع وغروب نہ ہوگا۔ بلکہ ایک ہی طرح کا سماں ہوگا لیل ونہار کی آمد ورفت نہ ہوگی فتح الباری میں ایک ضعیف روایت نقل کی ہے کہ عرش الٰہی کے نیچے ایک پردہ لٹکا ہوا ہے اس کا لپیٹ دیا جانا شام کی علامت ہوگی۔ اوراس کا پھیل جانا صبح کی نشانی ہوگی۔ یعنی مقررہ وقفہ گذر جانے پر اس پردہ سے صبح وشام کی علامت ظاہر ہوا کرے گی۔ اور یہ تسبیح الٰہی میں مشغول ہو نے کے اوقات ہوں گے۔ اور گو جنت میں ہمہ وقت بلا اختیار سانس کی طرح تسبیح جاری ہوگی مگر اپنے اختیار سے بھی صبح وشام تسبیح میں مشغول ہونے کو پسند کریں گے۔ اس کی مزید توضیح ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

اہل جنت کے داڑھی نہ ہوگی اور ان کی آنکھیں سرمگیں ہوں گی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اہل جنت اجرد اور امرد ہوں گے۔ ان کی آنکھیں (ایسی حسین ہوں گی کہ بغیر سرمہ لگائے ہی) سرمگیں ہوں گی نہ ان کی جوانی فنا ہو گی نہ کپڑے بوسیدہ ہوں گے۔

اہل جنت اجرد وامرد ہوں گے یعنی ان کے جسم پر بال نہ ہوں گے اور (مرد وعورت) بے داڑھی کے ہوں گے۔ جسم پر بال نہ ہونے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ سر کے بالوں کے علاوہ کسی بھی جگہ بال نہ ہوں گے۔ اور دوسرا یہ مطلب کہ بعض جگہوں کے بالوں کو دور کرنا پڑتا (مثلاً زیر ناف اور بغلیں) وہاں تو بالکل ہی بال نہ ہوں گے۔ اور سینہ اور پنڈلیوں وغیرہ پر جو بال ہوں گے بہت ہلکے ہوں گے خوب بھرے ہوئے نہ ہوں گے۔ جن سے کھال کی خوبصورتی دب جائے۔ سر کے بالوں کا علیحدہ مستقل ذکر کسی روایت میں نہیں پایا گیا۔ لیکن بخاری شریف کی روایت میں جو یہ فرمایا کہ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے سر پر بال ہوں گے۔

چہرے پر داڑھی نہ ہونے کی تمنا جنت میں پوری ہو جائے گی۔

ہمارے ایک بزرگ سے کسی نے سوال کیا کہ داڑھی نہ ہونے سے کیا فائدہ ہوگا؟ فرمایا کہ اس کا جواب ان سے طلب کرو جو داڑھی منڈاتے ہیں۔ بہر حال جنت میں تو ہر چیز حسین ہوگی۔ داڑھی نہ ہونے پر مردوں کا حسن دوبالا رہے گا اور اندر سے بال نکل کر نہ آئیں گے۔ جن کو مونڈنا پڑے اور اس کی وجہ سے کھال خراب ہو۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک (خدائی) منادی (جنتیوں میں) پکار کر اعلان کردے گا کہ اے جنت والو! تمہارے لیے یہ بات طے شدہ ہے کہ ہمیشہ تندرست رہو گے۔ کبھی بیمار نہ ہوگے اور یہ (بھی) طے شدہ ہے ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی موت نہ آئے گی۔ اور (یہ کہ) ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہوگے۔ اور (یہ کہ) ہمیشہ نعمتوں میں رہو گے کبھی محتاج نہ ہوگے۔

اہل جنت کی عمریں:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں جانے والا جو شخص بھی اس دنیا سے رخصت ہو گا چھوٹا ہو یا بڑا (داخلہ جنت کے وقت) سب تیس سال کے کر دیئے جائیں گے۔ اس سے کبھی آگے نہ بڑھیں گے۔

تیس سال کی عمر درمیانی عمر ہے۔ اس میں نہ بچگانہ نادانی ہوتی ہے نہ جوانی دیوانی ہوتی ہے۔ نہ بڑھاپا آتا ہے نہ بڑھاپے کے آثار ہوتے ہیں اس عمر میں شباب کامل اور فہم کامل دونوں حاصل ہوتے ہیں۔ ہوش وحواس بجا اور اعضاء صحیح سالم ہوتے ہیں اسی لیے یہ عمر اہل جنت کے لیے رکھی گئی ہے۔ چھوٹا ہو یا بڑا ہر شخص تیس سال کا کر دیا جائے گا۔ یعنی تیس سال کی عمر کے جو اوصاف واحوال ہوتے ہیں (جن کا اوپر ذکر ہوا) تمام اہل جنت ان سے متصف ہوں گے۔ ہمیشہ ہمیش جنت میں رہیں گے۔ مگر نہ بڑھاپا آئے گا نہ جوانی میں کمزوری آئے گی نہ ہوش حواس میں خلل پیدا ہوگا نہ دانت اکھڑیں گے نہ بینائی میں فرق آئے گا۔ بعض روایات میں اہل جنت کی عمر ۳۳ سال بھی وارد ہوئی ہے۔

جنت کے باغات:

سورۂ نباء میں فرمایا: "بلاشبہ پرہیزگاروں کے لیے بڑی کامیابی ہے۔ باغ ہیں اور انگور ہیں اور نوخیز ہم عمر عورتیں ہیں اور لبالب بھرے ہوئے شراب کے جام ہیں"۔

اور سورۂ ذاریات میں ارشاد ہے: "بے شک پرہیزگار لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے ان کے رب نے ان کو جو عطاء فرمایا ہوگا وہ اسے لے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ مجھے اپنے عذاب سے اس روز بچا کہ جب اپنے بندوں کو اٹھائے گا (رموز الحقائق)

رہے ہوں گے بلاشبہ وہ اس سے پہلے دنیا میں اچھے کام کرنے والے تھے"۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں بہترین تیز رفتار ہلکے پھلکے گھوڑے پر سوار ہو کر گزرنے والا سو برس تک چلتا رہے تو اس کے سایہ کو طے نہ کر سکے گا۔ اس کے بعد فرمایا۔ وَذٰلِکَ الظِّلُّ الْمَمْدُوْدُ یعنی سورۂ واقعہ میں وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ پھیلا ہوا سایہ فرمایا ہے۔ وہ یہی (درخت والا) سایہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں جس کا تنا سونے کا نہ ہو۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ انہوں نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے ایک بہت چھوٹا سا لکڑی کا ٹکڑا لیا۔ جو ان کی انگلیوں کے بیچ میں ٹھیک طرح دکھائی بھی نہ دیتا تھا۔ اس کو لیکر فرمایا۔ اے جریر رضی اللہ عنہ اگر تم جنت میں اتنی سی لکڑی ہی تلاش کرو گے تو نہ پاؤ گے۔ میں نے عرض کیا کہ نخل و شجر کہاں جائیں گے؟ (جن کا قرآن وحدیث میں ذکر ہے) فرمایا کہ نخل و شجر تو وہاں ہوں گے لیکن لکڑی کے نہ ہوں گے۔ ان کے تنے موتیوں کے اور سونے کے ہوں گے اور اوپر کھجوریں لگی ہوں گی۔

سورۂ رحمٰن کے تیسرے رکوع کے نصف اول میں دو باغوں کا ذکر ہے۔ جو خاص مقربین کیلئے ہیں۔ یعنی ہر مقرب کے لیے دو دو باغ ہوں گے۔ پھر نصف دوم میں دوسرے باغوں کا ذکر ہے۔ جو عامہ مؤمنین کے لیے ہوں گے۔ اور ہر شخص کو دو دو ملیں گے مگر مقربین کے باغوں سے درجے میں کم ہوں گے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

"اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے خوف رکھا اس کے لئے (یعنی ہر متقی کے لیے) دو باغ ہوں گے سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ وہ دونوں باغ کثیر شاخ والے ہوں گے سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ ان دونوں باغوں میں دو چشمے ہوں گے جو بہتے چلے جاویں گے سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ ان دونوں باغوں میں ہر میوے کی دو دو قسمیں ہوں گی۔ سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ وہ لوگ تکیہ لگائے ایسے بچھونوں پر بیٹھے ہوں گے جن کے استر کخواب موٹے ریشم کے ہوں گے اور ان دونوں باغوں کا پھل نزدیک ہوگا۔ سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ ان میں نیچی نگاہ والیاں ہوں گی: جن پر ان لوگوں سے پہلے نہ کسی انسان نے تصرف کیا ہوگا نہ کسی جن نے۔ سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ بھلا حسن کارکردگی کا بدلہ حسن عطاء کے سوا کیا ہے؟ سو اے انس و جن تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے"۔

یہ جو فرمایا کہ ان باغوں میں ہر میوے کی دو قسمیں ہوں گی ان کے متعلق معالم التنزیل میں بعض علماء کا قول نقل کیا ہے کہ ایک قسم تر میوؤں کی (یعنی پھلوں کی) اور ایک قسم خشک میوؤں کی ہوگی۔

اس کے بعد عام مؤمنین کے باغوں کا ذکر ہے چنانچہ ارشاد ہے:

"اور ان باغوں سے کم درجے کے دو باغ اور ہوں گے سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ وہ دونوں باغ گہرے سبز ہوں گے سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ ان دونوں باغوں میں جوش مارنے والے دو چشمے ہوں گے سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ ان دونوں باغوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہوں گے سو اے انس و جن تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ ان میں خوب سیرت اور خوبصورت عورتیں ہوں گی سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے"۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مؤمن بندے (پل صراط سے پار ہو کر) دوزخ سے نجات پا جائیں گے تو جنت و دوزخ کے درمیان ایک پل پر ان کو روک دیا جائے گا۔ اور آپس میں جو ایک دوسرے پر دنیا میں ظلم کیے تھے ان کا قصاص (بدلہ) دلا دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب ظلم و زیادتی سے (بالکل) پاک و صاف ہو جائیں گے تو ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دی جائے گی۔ سو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے ان میں سے ہر شخص اپنی جنت والے مقام کی طرف اس سے زیادہ راہ یاب ہوگا جس قدر کہ اپنے دنیاوی گھر کے راستہ سے واقف تھا۔

جبکہ جنت میں داخل ہونے سے قبل ہی آپس کے حقوق اور مظالم کا فیصلہ ہو جائے گا اور دلوں میں جو کینہ اور کپٹ تھا وہ باہر نکال دیا جائے گا تو دشمنی کا کوئی سبب باقی نہ رہے گا۔ اور جب کہ ادنیٰ جنتی بھی اس خیال میں ہو گا کہ مجھے وہ کچھ ملا ہے جو کسی کو بھی نہیں ملا تو حسد و جلن کی کوئی وجہ نہ ہوگی۔

اہل جنت کی دل لگی:

سورۂ طور میں فرمایا: "وہاں آپس میں جام شراب کی چھینا چھپٹی کریں گے اس شراب میں (نشہ نہ ہوگا لہٰذا اس کے پینے سے) بک بک نہ ہوگی اور نہ کوئی بیہودہ بات (عقل و متانت کے خلاف نکلے گی)"

یہ چھینا چھپٹی بطور خوش طبعی اور دل لگی کے ہوگی کیونکہ وہاں کسی کے لیے کچھ بھی کسی چیز کی کمی نہ ہوگی دوستوں میں چھین چھپٹ کر کھانے سے لطف دوبالا ہو جاتا ہے جسے اجتماعیات کے خوگر جانتے ہیں۔

جنتیوں کا لباس اور زیور:

سورۂ کہف میں ارشاد فرمایا: ''بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ انجام دیئے تو ایسے لوگوں کا ہم اجر ضائع نہ کریں گے۔ جو اچھے طریقے پر کام کرے۔ ایسے لوگوں کے لیے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ ان کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور یہ لوگ سبز رنگ کے کپڑے زیب تن کریں گے۔ جو سندس اور استبرق کے ہوں گے۔ اور وہاں مسہریوں پر تکیئے لگائے بیٹھیں گے کیا ہی اچھا صلہ ہے اور (جنت) کیا ہی اچھی آرام کی جگہ ہے۔

اس آیت شریفہ میں اول تو جنتی بندوں کے کنگنوں کا ذکر فرمایا کہ ان کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے سورۂ دہر میں فرمایا: وَحُلُّوا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ''یعنی ان کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے'' دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ جنتیوں کے کنگن سونے کے بھی ہوں گے۔ اور چاندی کے بھی۔ ثانیاً جنتیوں کے لباس کا ذکر فرمایا کہ سندس اور استبرق کے سبز کپڑے پہنیں گے۔ کہ ''سندس'' باریک اور استبرق موٹے ریشم کو کہا جاتا ہے۔ یعنی دونوں طرح کے ریشم کے کپڑے ہوں گے۔ حسب خواہش باریک وموٹے پیش کر دیئے جائیں گے۔ جس کپڑے کو جی چاہے گا پہنے گا۔

مفسر سدی نے اترابا کی تفسیر بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ آپس میں اخلاق اور محبت والفت کے اعتبار سے برابر ہوں گے۔ بہنوں کی طرح میل سے رہیں گی آپس میں حسد، جلن، اور بغض نام کو نہ ہوگا۔ سوکنوں والی کشیدگی اور لڑائی ودشمنی نہ ہوگی۔

سورۂ ص میں فرمایا: وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ

''اور ان کے پاس نگاہ کو روکنے والی ہم عمر بیویاں ہوں گی''

یعنی ان کی نظر بس شوہروں ہی پر پڑے گی اور دل بس شوہروں ہی سے لگا ہوا ہوگا۔ شوہروں کے علاوہ کسی غیر کی طرف ذرا نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک صبح یا ایک شام کو اللہ کے راستے میں نکل جانا ساری دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب سے بہتر ہے۔ اور اگر جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانک لے تو آسمان وزمین کے درمیان جو کچھ ہے اس کو روشن کر دے۔ اور خوشبو سے بھر دے۔ پھر فرمایا البتہ اس کا دوپٹہ ساری دنیا سے اور دنیا میں جو کچھ ہے اس سب سے بہتر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلاشبہ جنت کی عورت کی پنڈلی کی سفیدی ستر جوڑوں کے اندر سے نظر آئے گی۔ حتی کے پنڈلی کے اندر کا گودا (تک) نظر آئے گا (اور یہ بات اس لیے ہے کہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں: كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ (اور وہ عورتیں اس قدر شفاف اور رنگت کی صاف ہوں گی کہ گویا وہ یاقوت ہیں یا مرجان ہیں) پھر فرمایا یاقوت تو ایسا پتھر ہے کہ اگر تو اس میں ایک لڑی داخل کر دے اور پھر اس کو صاف طریقہ پر دیکھنا چاہے تو پتھر کے باہر سے دیکھ سکتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنتی مرد کے پاس ایک عورت آئے گی اور اس کے مونڈھے پر ہاتھ مارے گی۔ مرد اس کے چہرے پر نظر ڈالے گا تو اس کا رخسار آئینہ سے زیادہ صاف نظر آئے گا۔ اور جنتی عورت پر جو موتی ہوں گے ان میں سے ادنیٰ موتی پورب پچھم کے درمیان کو روشن کر سکتا ہے اور اس پر ستر جوڑے ہوں گے جو اس قدر شفاف ہوں گے کہ ان کے اندر کو نظر پار ہو جائے گی۔ اور جنتی مرد اس کے کپڑوں کے باہر سے اس کی پنڈلی کا گودا دیکھ لے گا۔

حور عین:

حور جمع ہے حوراء کی یعنی وہ عورت جس کی آنکھ کی سفیدی اور سیاہی خوب گہری اور تیز ہو۔ عین جمع ہے عیناء کی یعنی وہ عورت جس کی آنکھیں بڑی بڑی ہوں۔ قرآن وحدیث کی اصطلاح میں ان عورتوں کے لیے لفظ حور بولا جاتا ہے جن کو اللہ پاک نے اپنی قدرت کاملہ سے جنتی مردوں کی زوجیت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ یہ عورتیں دنیا والی مؤمن عورتوں کے علاوہ ہوں گی۔ سورۂ دخان میں فرمایا ہے: وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ (اور حور عین کے ساتھ ہم ان کا بیاہ کریں گے)

سورۂ رحمٰن میں فرمایا: ''ان (بہشتوں کے محلوں میں) خوب سیرت، خوب صورت عورتیں ہوں گی سوائے انس وجن تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ وہ حوریں خیموں میں محفوظ ہوں گی سوائے انس وجن تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ (وہ جن کے لیے منتخب ہوں گی) ان سے پہلے کسی انسان یا جن نے ان کو نہ چھوا ہوگا سوائے انس وجن تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

سورۂ واقعہ میں فرمایا:

''اور ان کے لیے حور عین ہوں گی پوشیدہ رکھے ہوئے موتی کی مانند''

سورۂ صافات میں فرمایا: ''اور انکے پاس نیچی نگاہ رکھنے والی بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہوں گی۔ (جن کی رنگت ایسی صاف ہوگی کہ) گویا بیضے چھپے ہوئے''۔

پہلی آیت میں پوشیدہ موتی کی طرح فرمایا یعنی وہ عورتیں صفائی اور سفیدی میں تازہ موتیوں کی طرح چمکتی ہوں گی۔ اور دوسری آیت میں چھپے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ مجھے قیامت کے روز رسوا نہ کیجیو۔ (مجمع)

ہوئے انڈے سے تشبیہ دی۔ جو کہ گردوغبار اور داغ سے بالکل محفوظ ہوتا ہے۔

مفسر بیضاوی لکھتے ہیں کہ انڈے سے تشبیہ جو دی گئی ہے یہ تشبیہ صفائی میں ہے اور زردی ملی ہوئی سفیدی میں بھی ہے۔ جس سفیدی میں کسی قدر زردی ملائی گئی ہو وہ بدن کا بہترین رنگ مانا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم باحوال خلقہ واسرار کتابہ۔

حورعین کی ایک خاص دعاء اور شوہروں سے ہمدردی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ رمضان کے لیے شروع سال سے ختم سال تک جنت سجائی جاتی ہے۔ پس جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے حورعین پر جنت کے پتوں کی ہوا چلتی ہے جس سے متاثر ہو کر وہ یوں دعاء کرتی ہیں کہ اے ہمارے پروردگار اپنے بندوں سے ہمارے لیے ایسے شوہر مقرر فرما جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں جو کوئی عورت اپنے شوہر کو تکلیف دیتی ہے تو حورعین میں سے اس کی بیوی دنیا کی بیوی سے کہتی ہے کہ تیرا برا ہو اس کو تکلیف نہ دے۔ کیونکہ وہ تیرے پاس چند دن کا مہمان ہے۔ عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس پہنچ جائے گا۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس طرح جنت اور اس کی دوسری نعمتیں اس وقت موجود مخلوق ہیں حورعین بھی موجود مخلوق ہیں۔

حافظ منذریؒ نے الترغیب و الترہیب میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک طویل روایت نقل کی ہے۔ جس میں یہ بھی ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جنت میں) دنیا والی (مؤمنہ) عورتیں افضل ہوں گی یا حورعین؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا والی (مؤمن) عورتیں حورعین سے اس قدر افضل ہوں گی جیسے (لحاف کا) اوپر کا کپڑا اس کے اندر والے استر سے بہتر ہوتا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کس وجہ سے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس لئے کہ دنیا والی عورتیں نمازیں پڑھتی ہیں اور روزے رکھتی ہیں اور اللہ عزوجل کی عبادت کرتی ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض مرتبہ ایک عورت دنیا میں (یکے بعد دیگرے) دو یا تین یا چار مردوں سے نکاح کر لیتی ہے پھر اسے موت آجاتی ہے۔ وہ جنت میں داخل ہوگی اور اس کے شوہر بھی اس کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے (تو اس صورت میں) ان میں سے اس کا شوہر کون ہوگا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس کو اختیار دے دیا جائے گا جس کے ساتھ چاہے رہے۔ لہٰذا وہ اس کو اختیار کر لے گی جو ان میں اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا تھا۔ اور کہے گی اے رب دنیا کے اندر یہ ان سب سے زیادہ میرے ساتھ با اخلاق تھا اسی کو میرا جوڑا بنا دیجئے یہ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا خوش خلقی دنیا اور آخرت کی بھلائی لے اڑی۔

یہ روایت سند کے اعتبار سے قوی نہیں ہے۔ بعض روایت میں یہ بھی ملتا ہے کہ دنیا میں جس عورت نے پہلے شوہر کے بعد نکاح کر لیا وہ جنت میں آخری شوہر کو ملے گی۔ جو بھی صورت ہو بہر حال یہ حق ہے کہ جنتی مردوں اور عورتوں میں کوئی ایسا نہ ہوگا جو بغیر جوڑے کے رہ جائے۔ بعض لوگ اکثر پوچھتے پھرتے ہیں کہ دو شوہروں والی کا کیا ہوگا؟ اس مسئلہ پر کوئی حکم فقہی تو موقوف نہیں جو معرکۃ الاراء بنا لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ جو تجویز فرمائیں سب کے لیے بہتر ہی ہوگا۔

جنت میں حورعین کا ترانہ:

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں حورعین کے جمع ہونے کی ایک جگہ ہے جس میں آوازیں بلند کرتی ہیں اور یہ کہتی ہیں کہ ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی ہلاک نہ ہوں گی ہم ہمیشہ چین و آسائش میں رہیں گی۔ کبھی محتاج نہ ہوں گی۔ ہم (اپنے شوہروں سے ہمیشہ) خوش رہیں گی کبھی ناراض نہ ہوں گی۔ اس کے کیا کہنے جو ہمارے لیے ہے اور ہم اس کے لیے ہیں۔ (یہ ترانہ ایسی دلکش آواز میں گاتی ہیں کہ) ایسی آوازیں مخلوق میں کسی نے نہیں سنی ہیں۔

مردوں کے لئے کثرت ازواج:

جنت میں ایک مرد کو کتنی بیویاں ملیں گی۔ اس کے متعلق بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں۔ بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے۔

لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ

(یعنی حورعین میں سے ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی)

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس پر مفصل بحث کی ہے اور بہت سی روایت جمع کی ہیں۔ مسند احمد کی ایک روایت نقل کی ہے کہ ادنیٰ جنتی کے لیے دنیاوی بیویوں کے علاوہ بہتر بیویاں ہوں گی۔

ابویعلیٰ کی ایک روایت میں ہے کہ دو بیویاں بنی آدم میں سے ہوں گی اور بہتر بیویاں وہ ہوں گی جن کی تخلیق اللہ تعالیٰ اس عالم میں فرمائیں گے۔

ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ بہتر بیویاں حورعین سے اور بہتر دنیا کی عورتوں سے ملیں گی۔

ان کے علاوہ اور بھی چند روایات صاحب فتح الباری نے نقل کی ہیں اس

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ کوئی امر آسان نہیں مگر جسے تو آسان کرے۔ (کشف الخفاء)

سلسلہ کی روایات سنداً قوی ہیں۔ اور ضعیف بھی ہیں۔ مجموعی طور پر یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جنتیوں کو دوسری نعمتوں کے ساتھ کثرت ازواج کی نعمت سے بھی نوازا جائے گا اور ایسا تو کوئی بھی نہ ہوگا جس کو کم از کم دو بیویاں نہ ملیں۔

محدث طبرانی کی المعجم الکبیر سے نقل کیا ہے کہ اہل جنت مباشرت کریں گے۔ (لیکن نہ تو عضو مخصوص میں ضعف آئے گا نہ شہوت منقطع ہوگی اور نہ مرد کی منی نکلے گی نہ عورت کی)

اس دنیا کی لذتوں میں کدورتیں ملی ہوئی ہیں۔ جنت کی لذتوں میں چونکہ کدورت نہ ہوگی اس لیے بستر اور جسم کو تھیڑ دینے والا مادہ خارج نہ ہو گا۔ اور انزال کے وقت جو لذت یہاں محسوس ہوگی اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر بغیر انزال کے جنت میں لذت محسوس ہوگی۔ اور چونکہ جنت میں ہر چیز خواہش کے مطابق ہوگی اس لیے جب تک جی چاہے مباشرت کریں اور جب جی چاہے گا چھوڑ دیں گے۔

فائدہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن جب جنت میں بچہ کی خواہش کرے گا تو اس کا حمل اور وضع حمل اور اسکی (پوری) عمر (جو اہل جنت کے لیے مقرر ہے یعنی ۳۰ یا ۳۳ سال) یہ سب کچھ خواہش کے مطابق ایک گھڑی میں ہو جائے گا۔ بعض اہل علم نے فرمایا کہ جنت میں جماع ہوگا مگر اولاد نہ ہوگا۔ طاؤس مجاہد اور ابرہیم نخعیؒ سے یہی مروی ہے۔ اسحٰق بن ابراہیم نے مندرجہ بالا حدیث نقل کر کے فرمایا جنتی اولاد کی خواہش نہ کرے گا۔

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ جنت میں اہل جنت کی اولاد نہ ہوگی۔

مطلب یہ کہ جنت ہر خواہش کے پورا ہونے کی جگہ ہے۔ اگر اہل جنت میں سے کسی کی خواہش اولاد ہونے کے لیے ہوگی تو خواہش قانوناً پوری ہو جانا ضروری ہوگا۔ لیکن چونکہ جنت میں توالد اور تناسل موزوں نہ ہوگا۔ اس لیے اہل جنت کے قلوب میں اللہ تعالیٰ اولاد کی خواہش پیدا نہ فرمائیں گے۔ رہی یہ بات کہ جنت میں توالد کیوں زیبا نہیں تو اس کا سبب وہیں معلوم ہو سکے گا۔

جنت کا بازار جس میں دیدار الٰہی اور حسن و جمال میں اضافہ ہوگا

حضرت سعید بن المسیبؒ (تابعی) کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی انہوں نے کہا کہ میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اور تجھے جنت کے بازار میں اکٹھا کر دے۔ حضرت سعیدؒ نے پوچھا کیا جنت میں بازار (بھی) ہوگا؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں! رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا ہے کہ بلاشبہ اہل جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو اپنے اپنے اعمال کے مطابق درجات اور منازل میں اتریں گے۔ اس کے بعد دنیا کے دنوں میں سے یوم جمعہ کی مقدار میں ان کو اجازت دی جائے گی کہ اپنے رب کی زیارت کریں۔ پس وہ اپنے پروردگار کی زیارت کریں گے۔ اسی وقت خدا تعالیٰ اپنے عرش کو ظاہر فرمادے گا۔ اور اپنا دیدار کرانے کے لئے جنت کے ایک بڑے باغ میں ظاہر ہوگا (جو لوگ دیدار الٰہی کے لئے جمع ہوں گے) ان کے لئے نور کے اور موتیوں کے اور یاقوت کے زبرجد اور سونے کے اور چاندی کے منبر بچھائے جائیں گے (اور حسب مراتب) جنتی ان پر بیٹھیں گے نعمتوں اور نوازشوں کی وجہ سے کوئی ان میں گھٹیا اور کمتر تو نہ ہوگا (لیکن) مرتبہ کے اعتبار سے جو سب سے کمتر ہوں گے مشک اور زعفران کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے اور یہ ٹیلوں پر بیٹھنے والے کرسیوں پر بیٹھنے والوں کو اپنے سے بہتر خیال نہ کریں گے (کیونکہ ایسا خیال آ گیا کہ ہم گھٹیا ہیں تو رنج ہوگا اور جنت میں رنج کا نام نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھیں گے؟ فرمایا ہاں کیا سورج کو اور چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی شبہ رکھتے ہو؟ ہم نے عرض کیا نہیں فرمایا اسی طرح تم اپنے پروردگار کو دیکھنے میں کوئی شبہ نہ کرو گے سورۂ کہف کے آخر میں فرمایا:

”بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کی مہمانی کے لئے فردوس (یعنی بہشت) کے باغ ہوں گے جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے وہاں سے کہیں جانا نہ چاہیں گے“

چونکہ کوئی تکلیف نہ ہوگی اور ہر خواہش پوری کی جائیگی اس لئے وہاں سے کہیں جانے کو جی نہ چاہے گا اور نہ منتقل ہونے کی ضرورت ہوگی۔ سب کچھ وہیں موجود ہوگا کروڑوں اور اربوں میل جنت کا پھیلاؤ ہوگا آپس میں ملنا جلنا ہوگا محبت اور بے تکلفی ہوگی۔ عزیز و قریب، دوست احباب سب وہیں موجود ہوں گے۔ خالق کائنات راضی ہوگا پھر اس صورت میں وہاں سے باہر جانے کا ارادہ کرنا کتنا بے معنی ہے۔

خداوند تعالیٰ کی طرف سے اعلان رضامندی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ (عزوجل) جنت والوں سے فرمائیں گے کہ اے جنت والو! وہ عرض کریں گے کہ:

لَبَّیْکَ رَبَّنَا وَ سَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ

(اے رب ہم حاضر ہیں اور تعمیل ارشاد کے لیے موجود ہیں اور سب بھلائی آپ ہی کے قبضہ میں ہے۔

اس کے بعد اللہ جل شانہ ان سے دریافت فرمائیں گے کیا تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے کہ اے پروردگار! جب کہ آپ نے ہم کو وہ وہ نعمتیں دی ہیں جو اپنی مخلوق میں سے اور کسی کو نہیں دیں تو اس کے باوجود ہم راضی

کیوں نہ ہوتے؟ اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے کیا تم کو اس سے (بھی) افضل نعمت دے دوں؟ وہ عرض کریں گے یا اللہ اس سے افضل اور کیا ہوگا؟ اس کے جواب میں اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے کہ خوب سمجھ لو میں ہمیشہ کے لیے تم پر رضامندی نازل کرتا ہوں پس کبھی بھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔

جنت میں جو کچھ ہوگا اس سے بڑھ کر یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوں گے اور ہمیشہ کے لیے اپنی رضامندی کا اعلان فرمادیں گے۔ ایک شریف غلام کے لیے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ آقا اس کا راضی ہو اگر سب کچھ موجود ہو اور آقا ناراض ہو یا اس کی ناراضگی کا احتمال ہو تو نعمتوں کے استعمال سے تکدر ہوتا ہے۔ اور طبیعت میں پریشانی رہتی ہے۔ اللہ جل شانہ اپنی رضامندی کا اعلان فرما کر اہل جنت کو ہمیشہ کے لیے مطمئن فرما دیں گے کہ ہم تم سے ہمیشہ کے لیے راضی ہیں۔ اس اعلان پر جو خوشی ہوگی اس عالم میں اس کی مثال نہیں دی جاسکتی۔

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ قرآن شریف میں جگہ جگہ رضی اللہ عنہم ورضواعنہ کا اعلان فرمایا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جنتیوں سے راضی ہوں گے اور جنتی اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں گے یعنی وہاں کسی بھی چیز کی کوئی کمی نہ ہوگی دلوں پر کسی بات کا ذرا میل نہ آئے گا جو کچھ بھی ملا ہوگا اس سے نفس راضی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی داد و دہش اور انعام و اکرام پر دل و جان سے خوش ہوں گے۔

وَجَعَلْنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ. فرماتے تھے جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں اگر سات سو برس گھوڑے کا سوار چلے تو طے نہ کر سکے۔ اس کے نیچے دریا بہتے ہوں گے۔ اس کی ہر شاخ پر شہر تعمیر ہیں۔ ہر شہر کی لمبائی دس ہزار میل ہے۔ ایک شہر سے دوسرے شہر کا فاصلہ اتنا ہے جیسے مشرق و مغرب کے درمیان۔ سلسبیل کے چشمے ان محلات سے نکل کر ان شہروں تک جاتے ہیں۔ اس درخت کے ایک پتے کے سایہ میں ایک بڑا اعظیم الشان گروہ آسکے گا۔ فرماتے تھے جنتی جب اپنی بیوی کے پاس جائے گا تو وہ کہے گی قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھ کو آپ سے ملنے کی عزت بخشی جنت کی کوئی چیز مجھے آپ سے زیادہ محبوب نہیں۔ جنتی بھی ایسا ہی جواب دے گا فرماتے تھے جنت میں ایسی چیزیں ہیں جن کی صفت بیان کرنے والے بیان نہیں کر سکتے۔ نہ سارے عالم کو ان کا تصور ہو سکتا نہ سننے والوں کے کانوں نے ان کو سنا ہے۔ نہ مخلوق کی آنکھوں نے ان کو دیکھا ہے۔

فرماتے تھے کہ لوجہ اللہ محبت کرنے والوں کو اللہ جنت عدن کے اندر سرخ یاقوت کے ستون پر فروکش کرے گا۔ جس کی موٹائی ستر ہزار برس کی راہ پر برابر ہوگی۔ اس ستون پر ستر ہزار کمرے ہوں گے۔ اور ہر کمرہ کا ایک قصر ہوگا۔ لوجہ اللہ محبت کرنے والے اوپر سے تمام جنت کو دیکھیں گے۔ ان کی پیشانی پر نور سے لکھا ہوگا۔ لوجہ اللہ باہم محبت کرنے والے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی اپنے اہل جنت کو جھانکے گا تو اس کے چہرے کے نور سے بہشت والوں کے قصر بھر جائیں گے۔ جیسے آفتاب کی روشنی سے زمین والوں کے گھر بھر جاتے ہیں۔ ایک جنتی دوسرے سے کہے گا یہ روشنی لوجہ اللہ باہم دوستی کرنے والوں (کے چہرہ) کی ہے۔ یہ کہتے ہی اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح ہو جائے گا۔

فرماتے تھے جنتی کے حسن کی فضیلت جنت کے خادموں کے حسن پر ایسی ہوگی جیسے ستاروں پر چودھویں کے چاند کی فضیلت۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت کی عورتیں لذت آگیں تان کے ساتھ ختم طعام کے وقت گائیں گی اور کہیں گی ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی نہیں مریں گی بے خوف ہیں ہم کو کبھی خوف نہ ہوگا۔ ہم راضی ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی۔ ہم جوان ہیں کبھی بوڑھی نہ ہوں گی۔ ہم لباس پوش ہیں کبھی برہنہ نہ ہوں گی۔ ہم بہترین خوبصورت ہیں اور بزرگ لوگوں کی بیبیاں ہیں۔

فرماتے تھے جنت کے پرندوں کے ستر ہزار پر ہوں گے۔ ہر پر کا رنگ دوسرے پر کے رنگ کے مشابہ نہ ہوگا۔ ہر پرندہ کی جسامت طول میں ایک میل اور عرض میں ایک میل ہوگی۔ اگر مومن ان پرندوں میں سے کسی کے گوشت کا خواہشمند ہوگا تو اس پرندہ کو لا کر پیالہ کے اندر رکھ دیا جائے گا۔ وہ پھڑ پھڑائے گا جس سے ستر رنگ کے کھانے گریں گے۔ کچھ پکا ہوا (گوشت) کچھ بھونا ہوا اور مختلف رنگوں کے ان کا مزہ من (بنی اسرائیل کو وادی تیہ میں غیب سے ملنے والا ایک قسم کا گوندیا ترنجبین سے زیادہ پاکیزہ اور مکھن سے زیادہ لطیف ہوگا اور چھاچھ سے زیادہ سفید ہوں گے۔ جب مومن کھا چکے گا تو پرندہ پر پھڑ پھڑا کر اڑ جائے گا۔ اور اس کا ایک پر بھی کم نہ ہوگا۔ اہل جنت کے پرندے اور گھوڑے جنت کے باغوں اور جنتیوں کے محلات کے آس پاس چریں گے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اہل جنت کو خدا تعالیٰ سونے کی انگوٹھیاں عطاء فرمائے گا۔ جن کو وہ پہنیں گے۔ یہ خواتیم خلد ہوں گے۔ اور پھر وہ مروارید یاقوت اور لولوء کی انگوٹھیاں عطاء فرمائے گا۔ یہ دارالسلام میں اللہ کی ملاقات کے وقت ملیں گے۔ فرماتے تھے اہل جنت جب اپنے رب کی زیارت کریں گے تو (اللہ کی طرف سے پیش کردہ طعام مہمانی کو) کھائیں گے اور لطف اندوز ہوں گے۔

رب العزت فرمائے گا داؤد خوش آوازی سے میری بزرگی کے ترانے گا۔ داؤد حسب مشیت خدا اللہ کی مجد بیان کریں گے۔ آپ کی خوش آوازی اور لذت آگینی کے سبب جنت کی ہر چیز سکوت کی حالت میں ہو جائے گی۔ اور کان لگائے گی۔ پھر رب العزت اہل جنت کو لباس اور زیور عطاء فرمائے گا۔ اس کے بعد جنتی اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ آئیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو اس کو پل صراط پر سے گذار دے۔ (کنز)

فرماتے تھے ہر جنتی کا ایک درخت ہوگا جس کا نام طوبیٰ ہوگا۔ جب کوئی اعلیٰ لباس پہننا چاہے گا تو وہ طوبیٰ کے پاس جائے گا۔ طوبیٰ کے شگوفے کھل جائیں گے اور وہ چھ رنگ کے ہوں گے۔ ہر شگوفہ میں ستر رنگ کے کپڑے ہوں گے۔ کوئی کپڑا نہ دوسرے کے رنگ کا ہوگا نہ اس کے نقوش دوسرے کے نقوش کی طرح ہوں گے۔ جنتی جس میں سے چاہے گا لالہ کی پتی سے زیادہ لطیف کپڑا لے لے گا۔ فرماتے تھے اہل جنت کی ہر بیوی کے سینہ پر لکھا ہوگا تو میرا محبوب ہے۔ اور میں تیری حبیب۔ میرے لیے نہ تیری طرف سے روگردانی ہے نہ کوئی رکاوٹ نہ میرے دل میں تیری طرف سے کوئی کبیدگی ہے نہ کدورت۔ جنتی اپنی بیوی کے سینہ کو دیکھے گا تو گوشت اور ہڈیوں کے اندر سے اس کے جگر کی سیاہی اس کو دکھائی دے گی۔ (اس سیاہی میں اس کو کب اپنا چہرہ نظر آئے گا) پس اس کا جگر اس کے لیے آئینہ ہوگا۔ اور اس کا جگر اس کے لیے عکس نما۔ اور اس جگر کی سیاہی سے بیوی کے حسن میں کوئی عیب پیدا نہیں ہوگا۔ جیسے پرونے والے دھاگہ سے یاقوت میں کوئی عیب نہیں ہو جاتا۔ اس کی سفیدی موتی کی طرح اور آب یاقوت کی طرح ہوگی۔ اللہ نے فرمایا ہے: كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ فرماتے تھے اہل جنت موتی اور یاقوت کی اونٹنیوں اور خچروں پر سوار ہوں گے۔ اونٹنی اور خچر کا قدم وہاں پڑے گا جہاں تک اس کی آخری نظر پہنچے گی۔ ہر گھوڑے کی جسامت ستر میل کی بقدر ہوگی۔ مہاریں اور لگام میں موتی اور زمرد کی لڑیاں ہوں گی۔

آیت: فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا (سورۂ دہر آیت نمبر ۱۱)

یعنی اللہ قیامت کے دن ان کو شدت حساب اور جہنم کے ہول سے محفوظ رکھے گا۔ اس روز میدان قیامت میں جہنم کو انیس مؤکل فرشتے کھینچ کر لائیں گے۔ ہر مؤکل کے ساتھ ستر ہزار زبردست کام کرنے والے ہوں گے۔ سب درشت مزاج اور تند خو ہوں گے۔ دانت باہر کو نکلے ہوئے۔ آنکھیں انگاروں کی طرح رنگ شعلہ کی مثل ناک کے نتھنوں سے شعلے نکلتے ہوئے اور دھواں اٹھتا ہوا۔ امر خداوندی کی تعمیل کے لیے تیار۔ مضبوط بندشوں اور بڑی زنجیروں سے جکڑے ہوئے دائیں بائیں اور کبھی آگے چلتے ہوئے کھینچ کر لائیں گے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کا گرز ہوگا۔ اس وقت دوزخ کی پھنکاریں اور دھاڑیں اور دھنساؤ اور تاریکی اور کڑک اور شدت غضب کی وجہ سے اٹھتے ہوئے شعلے ہوں گے۔ اس طرح چل کر وہ آئے گی۔ فرشتے اس کو لا کر جنت اور قیام گاہ خلائق کے درمیان کھڑا کر دیں گے۔ جہنم منہ اٹھائے گی تو مخلوق دکھائی دے گی۔ منہ زوری کر کے ان کو کھانے کے لیے بڑھنا چاہے گی مگر مؤکل زنجیروں سے اس کو روک دیں گے۔ اگر اس کو چھوڑ دیا جائے تو ہر مؤمن اور کافر کو چٹ کر جائے۔ جب اس کو روک دیا جائے گا تو اس میں ایک قوی جوش پیدا ہوگا کہ شدت غضب سے پھٹی پڑے گی۔ پھر زور کی ایک اندرونی سانس کھینچے گی کہ اس کے دانت بجنے کی آواز ساری مخلوق سنے گی۔ اس وقت دل لرز جائیں گے اڑنے لگیں گے باہر نکلنے لگیں گے۔ آنکھیں پتھرا جائیں گی۔ اچھل کر دل حلق میں آ جائیں گے۔ میدان حشر میں کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل ایسا نہ بچے گا جو دو زانو ہو کر بیٹھ نہ جائے۔ پھر دوزخ باہر کو سانس لے گی تو کسی شخص کی آنکھ کا کوئی قطرہ بغیر باہر نکل پڑنے کے نہیں رہے گا۔ پھر تیسرا سانس کھینچے گی تو اگر کسی آدمی یا جن کے اعمال بہتر انبیاء کے برابر ہو جائیں تب بھی وہ خیال کرے گا کہ میں اس میں ضرور گروں گا۔ بچاؤ نہ ہوگا۔ پھر چوتھی بار دم کھینچے گی تو ہر چیز خاموش ہو جائے گی۔ جبرئیل، میکائیل، اور خلیل الرحمٰن (حضرت ابراہیم) رسی کو پکڑے ہوئے کہتے ہوں گے نفسی نفسی میں اور کچھ نہیں صرف اپنا بچاؤ چاہتا ہوں۔ دوزخ آسمان کے ستاروں کے شمار کے مطابق چنگاریاں پھینکے گی یہ چنگاریاں مخلوق کے سروں پر گریں گی۔ یہی وہ شر ہے جس سے اللہ ان مؤمنوں کو بچائے گا جو اپنی نذروں کو پورا کرتے اور اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں اللہ اہل توحید و ایمان اور اہل سنت کو اس روز کے شر سے محفوظ رکھنے کے لیے کافی ہے۔ وہی اپنی رحمت کے ساتھ ان سے ملاقات کرے گا۔ ان کے حساب کو آسان کرے گا۔ ان کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ اور وہاں ہمیشہ اپنے کرم سے رکھے گا۔ کافروں، مشرکوں اور بت پرستوں کو خرابی در خرابی خوف بالا خوف اور عذاب در عذاب میں مبتلا کرے گا۔ جہنم میں داخل کرے گا۔ اور ہمیشہ ہمیش وہاں رکھے گا۔

اس کے بعد اللہ نے فرمایا ہے وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا چہروں پر تروتازگی ہوگی اور دلوں میں سرور ہوگا۔ صورت یہ ہوگی کہ قیامت کے دن جب مؤمن قبر سے باہر آئے گا تو اس کے سامنے ایک شخص خنداں و فرحاں جس کا چہرہ آفتاب کی طرح ہوگا آئے گا۔ اس کے کپڑے سفید ہوں گے اور سر پر تاج ہوگا۔ مؤمن کے قریب آ کر کہے گا اے اللہ کے ولی آپ کے لیے سلامتی ہو۔ مؤمن کہے گا آپ پر بھی سلام ہو۔ بندہ خدا آپ کون ہیں؟ کیا کوئی فرشتہ ہیں؟ وہ کہے گا نہیں۔ مؤمن کہے گا کیا آپ کوئی پیغمبر ہیں وہ کہے گا نہیں۔ تو کیا آپ اہل قرب میں سے ہیں؟ وہ کہے گا نہیں۔ خدا کی قسم مؤمن کہے گا تو پھر آپ کون ہیں۔ وہ کہے گا میں آپ کا عمل صالح ہوں۔ میں دوزخ سے نجات اور جنت ملنے کی آپ کو خوشخبری دینے کے لیے آیا ہوں۔ مؤمن کہے گا بندہ خدا کیا آپ ان باتوں سے واقف ہیں کہ مجھے بشارت دے رہے ہیں۔ وہ کہے گا جی ہاں۔ مؤمن کہے گا آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ وہ کہے گا آپ میرے اوپر سوار ہو جائیں مؤمن کہے گا سبحان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ مجھ کو بدن کی سلامتی دے یا اللہ میرے کانوں کو سلامت رکھ۔ (کنز)

اللہ! آپ جیسے پر سوار ہونا مناسب نہیں وہ کہے گا کیوں نہیں۔ میں دار دنیا میں مدت تک آپ کے اوپر سوار رہا۔ اب میں لوجہ اللہ آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ میرے اوپر سوار ہو جائیے۔ مؤمن اس پر سوار ہو جائے گا۔ وہ کہے گا آپ اندیشہ نہ کریں میں جنت کی طرف آپ کی رہبری کروں گا۔ مؤمن اس بات سے اتنا خوش ہوگا کہ خوشی کا اثر چہرہ سے نمودار ہوگا۔ چہرہ جگمگا جائے گا۔ اس پرنور چمکے گا۔ اور دل میں سرور ہوگا۔

آیت وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا کا یہی مطلب ہے۔ رہا کافر تو وہ قبر سے باہر آنے کے بعد اپنے سامنے ایک بدہیئت آدمی کو دیکھے گا۔ جس کی آنکھیں نیلی، رنگ اس سے بھی زیادہ کالا جیسے تاریک رات میں رال کا ہوتا ہے۔ کپڑے بھی سیاہ زمین پر گھسیٹا ہوا اور رعد کی طرح گڑگڑاتا ہوا آئے گا۔ اس کی سرانڈ مردار کی سرانڈ سے بھی بری ہوگی۔ کافر اس کی طرف سے منہ پھیر لینا چاہے گا۔ اور پوچھے گا بندہ خدا تو کون ہے وہ کہے گا نہیں خدا کی قسم میں تیرا عمل بد ہوں۔ کافر کہے گا تو مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ وہ کہے گا میں تیرے اوپر سوار ہونا چاہتا ہوں۔ کافر کہے گا میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے چھوڑ دے۔ تو مجھے تمام مخلوق کے سامنے رسوا کرے گا۔ وہ کہے گا کہ خدا کی قسم اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ مدت تک تو مجھ پر سوار رہا۔ آج میں تجھ پر سوار ہوں۔ غرض وہ کافر پر سوار ہو جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو تلاوت فرمایا وَ هُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ اَلَا سَاءَ مَا يَزِرُوْنَ کا یہی مطلب ہے۔

اس سے آگے اللہ نے اپنے دوستوں کا ذکر کیا ہے اور چونکہ انہوں نے مصائب پر اوامر کی تعمیل پر ممنوعات سے اپنے نفس کو روکنے پر اور تقدیر الٰہی پر صبر کر رکھا تھا اس لیے اس کے بدلے میں خوش خبری کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو جنت اور ریشمی خلعت عطاء فرمائے گا۔ جنت میں رہ کر لطف اندوز ہوں گے اور خلعت پہنیں گے۔

مُتَّكِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ.

کا مطلب یہی ہے کہ جنت کے اندر پردہ دار مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا

یعنی نہ ان کو دھوپ کی گرمی لگے گی نہ سخت سردی۔ کیونکہ جنت میں نہ سردی کا موسم ہوگا نہ گرمی کا۔

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا

جنت کے سائے سے مراد ہے۔ جنت کے درختوں کا سایہ یعنی اہل جنت، جنت کے پھل اگر چاہیں گے تو کھڑے ہو کر کھائیں گے چاہیں گے تو بیٹھ کر کھائیں گے۔ چاہیں گے کہ لیٹ کر پھل لینا چاہیں گے تو خود پھل ان کے پاس آ جائیں گے۔ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا کا یہی مطلب ہے۔

وَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ

ان چاندی کے ظروف اور کوزوں کا دور ہوگا۔ اکواب وہ کوزے جن کے سر گول ہوں گے اور قبضے نہ ہوں گے۔ قواریر یعنی مینا مگر چاندی کے دنیا کے مینا مٹی سے بنے ہوئے ہوتے ہیں اور جنت کے مینا چاندی کے ہوں گے۔ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا یعنی برتنوں کے اندازے پر کوزے بنائے گئے ہیں۔ اور برتن خادم کی ہتھیلی کے مطابق اتنے کہ جب لوگ پی لیں تو سیراب ہو جائیں اور برتن میں کچھ باقی نہ رہے۔ تو گویا اندازہ سے مراد ہوا برتن کا خادم کے ہاتھ اور سیرابی کے مطابق ہونا۔

وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا۔ کاس سے مراد ہے شراب جو شراب برتن میں ہو وہ خمر نہیں کاس ہے اور جو برتن میں نہ ہو وہ کاس نہیں ہے خمر ہے۔

كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا۔ یعنی اس سب میں زنجبیل (سونٹھ یا چشمہ زنجبیل کا پانی) آمیختہ ہوگا۔

عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا۔ یعنی وہ چشمہ جو عدن سے نکل کر ہر جنت سے گزر کر پھر جنت عدن کی طرف لوٹ آئے گا۔ اس طرح تمام جنتوں میں عموماً اس کا بہاؤ ہوگا۔

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ. ولدان سے مراد ہیں غلمان جو کبھی بوڑھے نہ ہوں گے۔ مخلدون سے مراد یہ ہے کہ کبھی بڑے نہ ہوں گے نابالغ ہی رہیں گے۔

اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا . یعنی حسن اور سفیدی میں تم ان کو موتی خیال کرو گے۔ منثورا بکھرے ہوئے موتی۔ یعنی کثرت میں پراگندہ جن کی تعداد معلوم نہ ہو۔

وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ . جب وہاں یعنی جنت میں تم دیکھو گے۔

رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا . تو عالی شان نعمت اور بڑا ملک تم کو دکھائی دے گا۔ کیونکہ ایک جنتی کو ایک قصر ملے گا۔ جس میں ستر قصر ہوں گے۔ پھر ہر قصر میں ستر گھر ہوں گے۔ اور ہر گھر ایک کھوکھلے موتی کا ہوگا۔ ہر موتی کی بلندی ایک فرسخ لمبائی ایک فرسخ چوڑائی ایک فرسخ ہوگی۔ ہر موتی میں چار ہزار سونے کی کرسیاں ہوں گی۔ کرسیوں کے پائے یاقوت سرخ کے ہوں گے۔ تخت پر بستر ہوں گے۔ ہر بستر اپنے رنگ پر ہوگا۔ جنتی ستر خلعت دریائی کے پہنے بائیں ہاتھ پر سہارا دیئے تکیہ لگائے تخت پر بیٹھا ہوگا۔ سب سے اندر بدن سے متصل تاج ہوگا۔ جس کے ستر کونے ہوں گے اور ہر کونہ پر ایک موتی ہوگا۔ جس کی قیمت مشرق و مغرب کے تمام مال کے برابر ہوگی۔ ہاتھ میں کنگن ہوں گے ایک سونے کا ایک چاندی کا اور ایک موتیوں کا۔ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں میں انگوٹھیاں ہوں گی۔ سونے اور چاندی کی جن میں رنگا رنگ کے نگینے ہوں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ میں عثمان سے راضی ہو گیا تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ (البدایہ)

سامنے دس ہزار خادم لڑکے ہوں گے۔ جو نہ کبھی بڑے ہوں گے نہ بوڑھے۔ سامنے یاقوت سرخ کا ایک خوان رکھا جائے گا۔ جو ایک میل لمبا اور ایک میل چوڑا ہوگا۔ خوان میں سونے چاندی کے ستر ہزار برتن رکھے ہوں گے۔ اور ہر برتن میں ستر رنگ کا کھانا ہوگا جنتی اگر کوئی لقمہ کسی کھانے کا ہاتھ سے اٹھائے گا اور اس اثناء میں کسی دوسرے رنگ کے کھانے کی خواہش دل میں پیدا ہوگی۔ تو فوراً وہ لقمہ پلٹ کر خواہش کے مطابق حالت پر ہو جائے گا۔ سامنے غلمان کھڑے ہوں گے۔ جن کے ہاتھوں میں چاندی کے کوزے اور برتن ہوں گے۔ ان کے پاس شراب اور پانی بھی ہو گا۔ جنتی چالیس آدمیوں کے کھانوں کے بقدر تمام اقسام میں سے کھائے گا۔ جب کھانا کھا چکے گا تو غلمان اس کی پسند کا شربت پلائیں گے۔ جب ڈکار آئے گی تو اللہ اس کے لیے خواہش طعام کے ہزار دروازے کھول دے گا۔ اور پانی پی کر جب اس کو پسینہ آئے گا تو اللہ کھانے پینے کی اشتہاء کے ہزار دروازے کھول دے گا۔ (یعنی ڈکار اور پسینہ آنے کی وجہ سے کھانا تحلیل ہو جائے گا۔ اور کھانے پینے کی ہزار گنا اشتہاء پیدا ہو جائے گی۔ اونٹنیوں کے برابر پرندے دروازوں سے داخل ہوں گے۔ اور جنتی کے سامنے آ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ ہر پرندہ دنیا کے ہر گانے سے زیادہ لذت آگیں خوش آوازی کے ساتھ اپنی صفت بیان کرے گا۔ اور کہے گا اے اللہ کے دوست مجھے کھالے میں اتنی مدت جنت کے باغوں میں چرتا رہا ہوں۔ اور فلاں چشموں میں سے میں نے پانی پیا ہے۔ تمام پرندے جنتی کے سامنے خوبی کے ساتھ اپنی آوازیں نکالیں گے۔ جنتی ان کی طرف نگاہ اٹھائے گا۔ تو سب سے زیادہ بلند آواز خوش بیان پرندہ کو پسند کرے گا۔ اللہ ہی واقف ہے کہ کتنی دیر اس کے دل میں یہ خواہش رہے گی۔ یکا یک وہ پرندہ خوان پر گر جائے گا۔ کچھ نمکین خشک کیا ہوا کچھ بھونا ہوا برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں۔ جنتی اس میں سے کھائے گا۔ جب سیر ہو جائے گا اور بس کرے گا تو وہ ویسا ہی پرندہ بن کر اسی دروازے سے نکل کر چلا جائے گا۔ جس سے داخل ہوا تھا۔ جنتی مسہری پر ہوگا اور اس کی بیوی سامنے ہوگی۔ جنتی کو انتہائی صفائی اور سفیدی کی وجہ سے اپنے چہرے کا عکس بیوی کے چہرے میں نظر آئے گا۔ جب اس سے قربت کرنا چاہے گا تو اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھے گا۔ لیکن اس کو (اپنی غرض کے لیے) بلانے سے شرما جائے گا۔ بیوی اس کا مقصد سمجھ جائے گی۔ وہ خود قریب آ جائے گی۔ اور کہے گی میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ ذرا میری طرف نگاہ تو اٹھائیے۔ آج آپ میرے لیے ہیں اور میں آپ کے لیے۔ جنتی اس سے قربت کرے گا اس وقت اس میں گزشتہ سو مردوں کی طاقت اور چالیس مردوں کی رغبت جمع ہوگی۔ وقت قربت وہ اس کو دوشیزہ پائے گا۔ چالیس روز برابر مشغول رہے گا۔ ضرورت سے فارغ ہوگا تو مشک کی خوشبو بیوی کی طرف سے محسوس کرے گا۔ اس کی وجہ سے اس کی محبت اور بڑھ جائے گی۔ جنت کے اندر ایسی چار ہزار آٹھ سو بیویاں اس کی ہوں گی۔ ہر بیوی کے ستر خدمت گار اور لونڈیاں ہوں گی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک خدمت گار یا لونڈی کو دنیا میں بھیج دیا جائے تو ساری دنیا والے اس پر کٹ مریں۔ اور فنا ہو جائیں۔ اور اگر ایک حور اپنے گیسوز مین پر نمودار کر دے تو اس کے نور سے سورج کی روشنی بجھ جائے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خادم اور مخدوم کے درمیان کتنا فرق ہوگا۔ فرمایا قسم ہے اس خدا کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ جتنا فرق مدھم ستارے اور چودھویں کے چاند میں ہوا ہے۔ فرمایا جب جنتی اپنے تخت پر بیٹھا ہوا ہوگا تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیجے گا جس کے پاس ستر جوڑے کپڑے کے ہوں گے۔ ہر جوڑے کا رنگ الگ ہو گا۔ سب جوڑے فرشتہ کی دو انگلیوں میں چھپے ہوئے ہوں گے۔ فرشتہ آ کر دروازہ پر کھڑا ہوگا اور دربان سے کہے گا میں رب العالمین کا قاصد ہوں۔ اللہ کے دوست سے میرے لیے اجازت طلب کرو۔ دربان کہے گا میں خود اس سے خطاب کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ہاں اپنے برابر والے دربان سے کہتا ہوں اس طرح ستر دروازوں تک ایک دربان دوسرے سے کہتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ جنتی کو اطلاع پہنچ جائے گی۔ کہ اللہ کا قاصد آنا چاہتا ہے۔ جنتی اجازت دے دے گا۔ فرشتہ اندر آ جائے گا اور کہے السلام علیک یا ولی اللہ۔ رب العزت آپ سے راضی ہے اور آپ کو سلام کہتا ہے۔ (اس پیام کو سنتے ہی جنتی اتنا خوش ہوگا کہ) اگر اللہ اس کے لیے کبھی نہ مرنے کا فیصلہ نہ کر چکا ہوتا تو خوشی کی وجہ سے مر جاتا۔

آیت وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ. کا مطلب یہی ہے۔ اور یہی مطلب ہے آیت اِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْماً وَّمُلْكاً كَبِيْرًا کا یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ وہاں دیکھیں گے تو عظیم الشان نعمتیں جو جنتی کو حاصل ہوں گی اور بڑی حکومت دیکھیں گے کہ رب العالمین کا قاصد بھی بغیر اجازت لیے اندر داخل نہ ہوگا۔

اس کے بعد اللہ نے فرمایا:

عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ

ان کا بالائی لباس سبز ریشم کا باریک اور دبیز ہوگا۔

استبرق دبیز دریائی بالائی لباس کہنے کی وجہ یہ ہے کہ بدن سے متصل اندرونی لباس تو سفید ریشمین ہوگا۔

وَحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ

ان کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ دوسری آیت میں ہے

يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَ لُؤْلُؤاً
ان کو سونے اور موتیوں کے کنگن پہنائے جائیں گے۔یعنی تین طرح کے کنگن ہوں گے۔چاندی کے سونے کے اور موتیوں کے۔
وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا
ان کا رب ان کو شراب طہور پلائے گا اس کی صورت یہ ہوگی کہ جنت کے دروازہ پر ایک درخت کی جڑ سے دو چشمے پھوٹ کر نکلیں گے۔آدمی جب پل صراط سے نکل کر ان چشموں میں جائے گا تو ایک چشمہ میں جا کر نہائے گا۔جس کی خوشبو مشک سے بھی پاکیزہ ہوگی۔اس کا گہراؤ ستر گز قد آدم کے برابر ہوگا۔اہل جنت میں مرد ہوں یا عورتیں سب کے سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر کے یعنی ۳۳ سال کے ہوں گے۔بچہ بڑا ہو کر ۳۳ سال کا ہو جائے گا اور بوڑھا گھٹ کر ۳۳ سال کا ہو جائے گا۔اہل جنت مرد ہوں یا عورتیں سب کے سب یوسف بن یعقوب علیہ السلام کے برابر حسین ہوں گے۔جنتی (ایک چشمہ میں نہا کر) دوسرے چشمہ کا پانی پیئے گا۔پیتے ہی دل کے اندر جو کچھ کھوٹ، فکر، حسد، غم ہوگا دور ہو جائے گا اور اس پانی سے اللہ اس کے دل کو (تمام امراض نفسانیہ سے) پاک کر دے گا۔اس کا دل حضرت ایوب علیہ السلام کے دل کی طرح اور زبان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کی طرح عربی ہوگی۔اس کے بعد سب جنتی چل کر جنت کے دروازے پر پہنچیں گے۔دربان کہیں گے آپ کا مزاج ٹھیک ہے۔جنتی کہیں گے جی ہاں۔دربان کہیں گے تو ہمیشہ کے لیے اندر آ جایئے۔دربان داخلہ سے پہلے ان کو بشارت دیدیں گے کہ داخل ہونے کے بعد کبھی وہ جنت سے نہیں نکلیں گے۔سب سے اول جب آدمی اندر داخل ہوگا اور دنیا میں اعمال لکھنے والے دونوں فرشتے یعنی کراماً کاتبین اس کے ہمراہ ہوں گے۔تو سامنے ایک فرشتہ آئے گا جس کے ساتھ سبز یاقوت کی ایک عمدہ اونٹنی ہوگی۔اس کی مہار سرخ یاقوت کی ہوگی۔پالان کا اگلا اور پچھلا حصہ موتی یاقوت کا ہوگا اور پالان کے دونوں پہلو سونے اور چاندی کے ہوں گے۔فرشتے کے ساتھ لباس کے ستر جوڑے بھی ہوں گے۔جنتی جوڑے پہن لے گا۔فرشتہ اس کے سر پر تاج رکھ دے گا۔جنتی کے جلو میں در مکنوں (سیپ کے اندر چھپا ہوا صاف شفاف موتی) جیسے دس ہزار غلمان ہوں گے۔اے اللہ کے دوست سوار ہو جایئے یہ آپ کا ہے اور اس کی طرح آپ کے لیے اور بھی ہیں۔جنتی سوار ہو جائے گا۔اس اونٹنی کے (پرندہ کی طرح) دو بازو ہوں گے اور بقدر رسائی نگاہ اس کا قدم ہوگا۔جنتی اس پر سوار ہو کر جلو میں دس ہزار غلمان کو لیے ہوئے اور دنیا والے دونوں فرشتوں کو ہمراہ لے کر چل دے گا یہاں تک کہ اپنے محلات کے پاس پہنچ کر اترے گا۔اسی سورت میں اس کے آگے اللہ نے فرمایا ہے یہ اچھا ثواب تمہارے اعمال کے بدلہ میں تم کو ملے گا۔
وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُوْرًا اور تمہارے اعمال کی قدر کی جائے گی یعنی اللہ تعالیٰ اعمال کی قدردانی فرمائے گا۔اور ثواب میں جنت عطاء فرمائے گا۔

طالبات کے لئے تربیتی واقعات

خواتین کی دینی تعلیم و تربیت.....اسلامی تاریخ سے نامور خواتین کے علمی کارنامے....تعلیم نسواں کیلئے اسلامی اصول و ضوابط....
علم دوست برگزیدہ خواتین کے قابل رشک حالات
عصر حاضر کے مطابق خواتین اور طالبات کو اہم نصائح اور گزارشات....حصول علم کیلئے سفر میں پردہ کے ضروری احکام
رابطہ کیلئے 0322-6180738

باب ۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دوا سے علاج

بیماری اور شفاء

دوا اور توکل:

خدائے تعالیٰ نے ہر بیماری کی دوا پیدا کی ہے اور انہی کی دی ہوئی تاثیر ہے جب تک انہیں منظور ہے دواؤں میں تاثیر رکھتے ہیں۔ جب منظور نہیں ہوتا تاثیر نہیں ہوتی۔ اور لاکھ علاج کرو بیماری نہیں جاتی اس واسطے کسی دوا کو یہ نہ سمجھو کہ اچھا کرتی ہے۔ اچھا تو خدائے تعالیٰ کرتے ہیں۔ اگر اس وقت اچھا کرنا منظور ہوگا اس میں اثر دیں گے ورنہ نہیں۔

ہمیں علاج کا حکم ہے ہم کرتے ہیں۔ مگر انہی پر بھروسہ ہے اسی لئے انہی سے دعا کرتے رہو وہ چاہیں گے تو خاک میں اثر دے دیں گے نہیں چاہیں گے تو کشتوں کو خاک کر دیں گے۔ مگر علاج ضرور کرتے رہو کہ حکم ہے۔ ہاں جن کو اطمینان ہو کہ اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھیں اور علاج نہ کریں تو ان کے دل میں کوئی برا خیال نہ آئے گا۔ ہر وقت شکر ہی ادا کریں گے ان کو دوا نہ کرنا بھی جائز ہے

مگر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوا کی ہے۔ دوا بتائی ہے اس لئے افضل یہی ہے کہ ہر وقت صبر شکر رکھیں اور یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کو ہم سے بے انتہا محبت ہے اس قدر کہ ماں کو اپنے بچے سے اس کے پاسنگ بھی نہیں ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتے ہیں اس میں ہماری بھلائی ہی ہوتی ہے۔ جب بیماری آتی ہے تو ہمارے گناہ کم ہوتے ہیں اور ہم صبر کرتے ہیں تو بڑے درجے بڑھتے ہیں۔ ہم سے اور آفتیں ٹل جاتی ہیں۔ ہمارے دماغ میں جو بڑائی کے خیالات ہوتے ہیں وہ کم ہو جاتے ہیں۔ عاجزی اور لاچاری دیکھ لیتے ہیں اپنے کو جو بے نیاز سمجھتے ہیں اب ہر ہر بات میں محتاج ہو جاتے ہیں۔ صحت و تندرستی کی جو بے شمار نعمت ہے قدر نہ تھی۔ اب قدر معلوم ہوتی ہے آگے کو اس پر شکر کرتے ہیں۔ غرض ہم مسلمانوں کے واسطے تو بیماری بھی ایک بڑی رحمت ہے۔ بلکہ نعمت ہے۔ مگر اس میں سخت امتحان بھی ہے کہ ہم صبر اور شکر کریں اور خدائے تعالیٰ نے جو کچھ مقدر کر دیا ہے اس کو اچھا سمجھیں۔ ایسا نہ ہو کہ گھبرا اٹھیں اور برے برے الفاظ زبان سے بکنے لگیں کہ نعوذ باللہ اللہ میاں کو بھی ہم ہی ملے تھے بیمار کرنے کو۔ ہماری تقدیر پھوٹ گئی قدرت بھی اندھی ہی ہو کے کام کرتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ بہت سی بیبیاں گھبرا گھبرا کر ایسے لفظ کہہ جاتی ہیں اور بعض باتوں سے تو ایمان بھی جاتا رہتا ہے۔

اب ذرا سوچو تو تکلیف کی تکلیف اٹھائی اور سارا ثواب گیا۔ روپیہ خرچ ہوا اور کفر کی باتوں سے ایمان بھی گیا۔ دنیا بھی گئی دین بھی گیا۔ اور اگر خدانخواستہ پھر توبہ بھی نہ کی اور ایسے ہی موت آ گئی تو کافر کے کافر ہو کر مرے۔ ساری عمر کی کمائی، ایمان کی دولت، ذرا گھبراہٹ میں کھو دی۔ اللہ ہم سب کو بچائے۔

اور اب یہ بھی دیکھو کہ اگر ہم نے ذرا ہمت باندھ لی دل مضبوط کر لیا اور یہ ٹھان لی کہ جب ہمارے اللہ میاں کو یہی پسند ہے تو جان بھی قربان ہے ہم ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالیں گے۔ تو ایسے میں اگر موت آ گئی تو دیکھو ہم نے جن کی مرضی پر جان دی ہے تو وہ جو ہمیں ویسے ہی سب کچھ دیتے ہیں اب کیا کیا کچھ نہ دیں گے اور اچھے ہو گئے تو تندرستی بھی ملی اور ثواب اور بڑے درجے ملے ان میں سے ذرا سی کمی نہ ہوئی۔ دین بھی رہا اور دنیا بھی۔ جب جی گھبرائے اپنے اللہ میاں سے ہی دعا کیوں نہ کریں وہی حکیم کے دل میں ڈال دیں گے کہ توجہ کرے۔ وہی دوا میں اثر دیں گے اور چاہے ویسے ہی اچھا کر دیں۔

غرض بیماری تو ایک نعمت ہے مگر چونکہ اس میں سخت امتحان ہے اور ڈگمگانے کا بھی اندیشہ ہے۔ اس کی تمنا و دعا کرنا جائز نہیں۔

علاج کرانے میں جن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے

۱۔ چھوٹی موٹی بیماری میں دوا نہ کرنا چاہئے۔ کھانے پینے چلنے پھرنے ہوا کے بدلنے سے اس کی تدبیر کر لینا چاہئے۔ جیسے گرم ہوا سے سر میں درد ہو گیا ہو تو سرد ہوا میں بیٹھ جائے۔ یا کھانا کھانے سے پیٹ میں بوجھ ہو گیا ہو تو ایک دو وقت فاقہ کر لیں یا نیند کی کمی سے سر میں درد ہو گیا تو سو رہیں۔ یا زیادہ سونے سے سستی ہو گئی تو کم سوئیں۔ یا دماغ سے زیادہ کام لیا تھا اس سے خشکی ہو گئی ذرا محنت کم کریں اس کو آرام و فرحت دیں۔ جب ان تدبیروں سے کام نہ چلے تو اب دوا کو اختیار کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تو مجھ کو شریروں کے ساتھ مت رکھنا۔ (المتاہیۃ)

۲۔مرض خواہ کیسا ہی سخت ہو گھبراؤ مت۔اس سے علاج کا انتظام خراب ہو جاتا ہے۔خوب استقلال اور اطمینان سے علاج کرو۔

۳۔مسہل اور قے اور فصد کی عادت نہ ڈالو۔یعنی بلا سخت ضرورت کے ہر سال مسہل یا قے یا فصد نہ لیا کرو۔اگر مسہل کی عادت پڑ جائے تو اس کے چھوڑنے کی ترکیب یہ ہے کہ جب موسم مسہل کا قریب آوے غذا کم کر دو۔ریاضت زیادہ کرو۔کوئی ایسی دوا کھاتے رہو جس سے پاخانہ کھل کر آتا رہے۔جیسے ہڑ کا مربہ،گلقند یا جوارش مصطگی وغیرہ۔پھر اگر مسہل کے دنوں میں طبیعت کچھ میلی بھی رہے تو کچھ پروا نہ کرو اور مسہل کو ٹال دو اس طرح سے عادت چھوٹ جائے گی۔

۴۔بدون سخت ضرورت کے بہت تیز دوائیں نہ کھاؤ۔ایسی دواؤں میں یہ خرابی ہے کہ اگر موافق نہ آئیں تو نقصان بھی پورا کریں گی۔خاص کر کشتوں سے بہت بچو کیونکہ یہ جب نقصان کرتے ہیں تو تمام عمر روگ نہیں جاتا۔البتہ رانگ اور مونگے کا کشتہ بہت ہلکا ہوتا ہے اس میں چنداں خوف نہیں۔اور ہڑتال اور سنکھیا اور زہریلی دواؤں کے کشتوں کے پاس نہ جاؤ اور حرام اور نجس دوا نہ کھاؤ نہ لگاؤ۔

۵۔جب کوئی دوا ایک مدت دراز تک کھانا ہو تو کبھی کبھی ایک دو دن کو چھوڑ دیا کرو یا اس کی جگہ اور دوا بدل دیا کرو۔کیونکہ جس دوا کی عادت ہو جاتی ہے اس کا اثر نہیں ہوتا۔

۶۔جب تک غذا سے کام چلے دوا کو اختیار نہ کرو مثلاً مسہل کے بعد طاقت آنے کیلئے جوان آدمی کو یخنی کافی ہے اس کو مشک وعنبر وغیرہ کی ضرورت نہیں۔البتہ بوڑھے آدمی کو یخنی قبض کرتی ہے اور اس کے ہضم کرنے کے لئے بھی طاقت چاہیے۔ایسے شخص کو کوئی معجون وغیرہ بنا لینا بہت مناسب ہے۔

۷۔دوا کو بہت احتیاط سے ٹھیک تول کر نسخہ کے موافق بناؤ۔اپنی طرف سے مت گھٹاؤ بڑھاؤ۔

۸۔دوا کو پہلے حکیم کو دکھلاؤ اگر بری ہو اس کو بدلواؤ۔

۹۔دل،جگر،دماغ،پھیپھڑا اور آنکھ وغیرہ جو نازک چیزیں ہیں ان کے لئے ایسی دوائیں استعمال مت کرو جو بہت تیز ہیں یا بہت ٹھنڈی یا بہت تحلیل کرنے والی ہیں۔یا زہریلی ہیں۔ہاں جہاں سخت ضرورت ہو لاچاری ہے۔مثلاً جگر پر آکاس بیل نہ رکھیں۔کھانسی میں سنکھیا کا کشتہ نہ کھائیں۔آنکھ میں نرا کافور نہ لگائیں بلکہ جب تک آنکھ میں باہر کی دوا سے کام چل سکے اندر دوا نہ لگائیں۔

۱۰۔علاج ہمیشہ ایسے طبیب سے کرائیں۔جو حکمت کا علم رکھتا ہو اور تجربہ کار بھی ہو علاج غور اور تحقیق سے کرتا ہو۔بے سوچے سمجھے نسخہ نہ لکھ دیتا ہو۔مسہل دینے میں جلدی نہ کرتا ہو۔کسی کا نام مشہور سن کر دھوکے میں نہ آؤ۔

۱۱۔بیماری میں پرہیز کو دوا سے زیادہ ضروری سمجھو اور تندرستی میں پرہیز ہرگز نہ کرے۔فصل کی چیزوں میں سے جس کو دل چاہے شوق سے کھاؤ مگر یہ خیال رکھو کہ پیٹ سے زیادہ نہ کھاؤ اور پیٹ میں گرانی پاؤ تو فاقہ کر لو۔

۱۲۔یوں تو ہر بیماری کا علاج ضروری ہے خاص کر ان بیماریوں کے علاج میں ہرگز غفلت مت کرو اور بچوں کے لئے تو اور زیادہ خیال کرو۔زکام،کھانسی،آنکھ دکھنا،پسلی کا درد،بدہضمی،بار بار پاخانہ جانا،پیچش،آنت اترنا،حیض کی کمی یا زیادتی،بخار جو ہر وقت رہتا ہو،یا کھانا کھا کر ہو جاتا ہو،کسی جانور یا آدمی کا کاٹ کھانا،زہریلی دوا کھا لینا،دل دھڑکنا،چکر آنا،جگہ جگہ سے بدن پھڑکنا،تمام بدن کا سن ہو جانا اور جب بھوک بہت بڑھ جائے یا بہت گھٹ جائے یا نیند بہت بڑھ جائے یا بہت گھٹ جائے یا پسینہ بہت آنے لگے یا بالکل نہ آئے یا کوئی اور بات اپنی ہمیشہ کی عادت کے خلاف پیدا ہو جائے۔تو سمجھو کہ بیماری آتی ہے۔جلدی حکیم سے خبر کر کے تدبیر کرو اور غذا وغیرہ میں بے ترکیبی نہ ہونے دو۔

۱۳۔نبض دکھلانے میں ان باتوں کا خیال رکھو کہ نبض دکھلانے کے وقت پیٹ نہ بھرا ہو نہ بہت خالی ہو۔کہ بھوک سے بے تاب ہو۔طبیعت پر نہ زیادہ غم ہو نہ زیادہ خوشی ہو نہ سو کر اٹھنے کے بعد فوراً دکھلائے نہ بہت جاگنے کے بعد نہ کسی محنت کا کام کرنے کے بعد نہ دور سے چل کر آنے کے بعد۔نبض دکھلانے کے وقت چار زانوں ہو کر بیٹھو یا چارپائی پر یا پیڑھی پر پاؤں لٹکا کر بیٹھو۔کسی کروٹ کو زیادہ زور دے کر مت بیٹھو۔نہ کوئی سا ہاتھ ٹیکو۔تکیہ بھی نہ لگاؤ۔جس ہاتھ کی نبض دکھاؤ اس میں کوئی چیز مت پکڑو۔نہ ہاتھ کو بہت سیدھا کرو نہ بہت موڑو بلکہ بازو کو پسلیوں سے ملا کر ڈھیلا چھوڑ دو۔سانس بند نہ کرو۔طبیب سے نہ ڈرو۔اس سے نبض میں بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔اگر لیٹ کر نبض دکھلانا ہو تو کروٹ پر مت لیٹو۔چت لیٹ جاؤ۔

۱۴۔قارورہ رکھنے میں ان باتوں کا خیال رکھو۔قارورہ ایسے وقت کیا جائے کہ آدمی عادت موافق نیند سے اٹھا ہو۔ابھی تک کچھ کھایا پیا نہ ہو۔سبز ترکاری کے کھانے سے قارورے میں سبزی آجاتی ہے۔زعفران اور املتاس سے زردی آجاتی ہے اور مہندی لگانے سے سرخی آجاتی ہے۔روزہ رکھنے اور نیند نہ آنے سے اور زیادہ تکان سے اور بہت بھوک اور دیر تک پیشاب روکنے سے زردی یا سرخی آجاتی ہے۔کبھی بہت جاگنے سے قارورہ کا رنگ سفید ہو جاتا ہے۔بہت پانی پینے سے رنگ ہلکا ہو جاتا ہے۔دستوں کے بعد قارورہ قابلِ اعتبار نہیں رہتا۔غذا کھانے سے بارہ گھنٹہ بعد کا قارورہ پورے اعتبار کے قابل ہے۔جب صبح کو قارورہ دکھلانا ہو تو رات کو بہت پیٹ بھر کر نہ کھائے۔زچہ کا قارورہ قابل اعتبار نہیں۔رات کو اگر کئی بار پیشاب کیا تو صبح کا قارورہ قابل اعتبار نہیں۔اگر قارورہ چھ گھنٹے رکھا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جب کسی کو پیار کرتا ہے تو اس کو مبتلا کرتا ہے تاکہ اس کی (مناجات اور فریاد کی) آواز سنے۔(الاتحاف)

رہا تو دکھلانے کے قابل نہیں رہا۔ اور بعضے قارورے اس سے بھی کم میں خراب ہو جاتے ہیں۔ غرض جب دیکھیں کہ اس کے رنگ اور بو میں فرق آ گیا تو دکھلانے کے قابل نہیں رہا۔

۱۵۔ جلدی جلدی بے ضرورت حکیموں کو نہ بدلو۔ حکیم کو خوش رکھو اس کے خلاف مت کرو۔ اگر فائدہ نہ ہو تو اس کو الزام مت دو۔ اس کو دے کر احسان مت جتلاؤ۔

۱۶۔ مریض پر سختی مت کرو اس کی سخت مزاجی کو جھیلو۔ اس کے سامنے ایسی بات نہ کرو جس سے اس کو نا امیدی ہو جائے۔ چاہے کیسی ہی اس کی حالت خراب ہو۔ اس کی تسلی کرتے رہو۔

بعض بیماریوں کے ہلکے ہلکے علاج

ان علاجوں کے لکھنے سے یہ مطلب نہیں کہ ہر آدمی حکیم بن جاوے۔ بلکہ اتنی غرض ہے کہ ہلکی ہلکی معمولی شکایتیں اگر اپنے آپ کو یا بچوں کا ہو جائیں اور حکیم دور ہو تو ایسے وقت میں جیسے عورتوں کی عادت ہے کہ سستی کی وجہ سے نہ حکیم کو خبر کرتی ہیں اور ناواقف ہونے کی وجہ سے خود بھی کوئی تدبیر نہیں کر سکتیں۔ آخر کو وہ مرض یونہی بڑھ جاتا ہے۔ پھر مشکل پڑ جاتی ہے۔ تو ایسے موقعوں کے واسطے اگر عورتوں کو کچھ واقفیت ہو جاوے تو ان کے کام آوے۔ اور دوسرے بعض بیماریوں کے پرہیز اور بعض بیماریوں سے بچنے کے طریقے معلوم ہو جاویں گے۔ تو اپنی اور اپنے بچوں کی حفاظت کر سکیں گی۔ تیسرے بعض دواؤں کا بنانا اور حکیم کے بتلائے ہوئے علاج کے برتاؤ کا طریقہ اور مریض کی خدمت کرنا اور اس کو آرام دینے کا سلیقہ آ جاوے گا اس واسطے تھوڑا تھوڑا لکھ دیا ہے۔

سر کی بیماریاں

سر کا درد: یہ کئی طرح کا ہوتا ہے اور ہر ایک کا علاج جدا ہے۔ مگر یہاں ایسی دوائیں لکھی جاتی ہیں کہ کئی طرح کے دردِ سر میں فائدہ دیتی ہیں۔ اور نقصان کسی طرح کا نہیں کرتیں۔

دوا: تین ماشہ بنفشہ، تین ماشہ گل بچکن، تین ماشہ گل نیلوفر پانی میں پیس کر پیشانی پر لیپ کریں۔

دوسری دوا: تین ماشہ آڑو کی گٹھلی کی گری پانی میں پیس لیں اور تین ماشہ تخم کاہو الگ خشک پیس لیں۔ پھر دونوں کو ملا کر پیشانی اور کنپٹی پر لیپ کریں۔

دماغ کا ضعیف ہونا: اگر مزاج گرم ہے تو خمیرہ گاؤزبان کھائیں۔ اور اگر مزاج سرد ہے تو خمیرہ بادام کھائیں۔ ان دونوں خمیروں کی ترکیب سب بیماریوں کے بیان ختم ہونے کے بعد لکھی ہوئی ہے۔ وہاں دیکھ لو اور بھی لمبے لمبے نسخے سب اسی جگہ ساتھ ہی لکھ دیئے ہیں۔ بیچ میں جہاں ایسے نسخوں کا نام آوے گا اس جگہ اتنا لکھ دیا جاوے گا کہ اس کو خاتمہ میں دیکھو۔ تم خاتمہ کا یہی مطلب سمجھ جانا۔

آنکھ کی بیماریاں

آئینہ یا کوئی چمکدار چیز آفتاب کے سامنے کر کے آنکھ پر اس کا عکس ہرگز مت ڈالو اس سے کبھی دفعۃً بینائی جاتی رہتی ہے۔

دوا: جس سے آنکھ کی بہت سی بیماریوں سے حفاظت رہے اور نگاہ کو قوت ہو۔ انار شیریں اور انار ترش کے دانے اور دانوں کے بیچ کے پردے اور گودا لے کر کچلیں اور کسی تہہ کپڑے میں چھان لیں۔ جو عرق نکلے وہ آب انار کہلاتا ہے۔ یہ عرق ڈیڑھ چھٹانک اور اس میں شہد چھٹانک بھر ملا کر مٹی یا پتھر کے برتن میں ہلکی آنچ پا پکائیں اور جھاگ اتارتے رہیں۔ یہاں تک کہ گاڑھا ہو کر جمنے کے قریب ہو جاوے۔ پھر شیشی میں احتیاط سے رکھ لیں اور ایک ایک سلائی اپنے اور اپنے بچوں کی آنکھ میں لگایا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آنکھ کی بیماریوں سے حفاظت رہے گی اور بینائی میں ضعف نہ آئے گا۔

دوسری دوا: کہ وہ بھی آنکھ کو اکثر بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ تازہ آملے یعنی آملے لے کر کچل کر پانی نچوڑ لیں اور چھان کر لوہے کے برتن میں پکائیں۔ یہاں تک کہ گاڑھا ہو جائے۔ پھر شیشی میں احتیاط سے رکھ لیں۔ اور ایک ایک سلائی لگایا کریں۔

کان کی بیماریاں

فائدہ: پیٹ بھر کر کھانا کھا کر فوراً سو رہنے سے کان جلدی بہرے ہو جاتے ہیں۔ جب تک کھانا کھانے کے بعد دو گھنٹے نہ گزر جائیں۔ ہرگز مت سویا کرو۔

فائدہ: اگر کان میں کوئی دوا ڈالو خواہ تاثیر میں گرم ہو یا سرد ہمیشہ نیم گرم ڈالو۔

فائدہ: اگر بچپن سے عادت رکھیں کہ کبھی کبھی کان میں روغن بادام تلخ پانچ بوند نیم گرم ٹپکا لیا کریں تو امید ہے کہ اخیر عمر تک کبھی سننے میں فرق نہ آوے۔

دوا: جس سے کان کا میل نکل جاتا ہے۔ سہاگہ کھیل کیا ہوا خوب باریک پیس کر تھوڑا سا کان میں ڈالیں اور اوپر سے کاغذی لیموں کا عرق نیم گرم پانچ چھ بوند ٹپکا دیں۔ جس کان میں دوا ڈالیں اسی طرف کی کروٹ پر سو رہیں۔ دو تین دن میں میل بالکل صاف ہو جائے گا اور سلائی وغیرہ سے میل نکلوانے کی ضرورت نہ پڑے گی۔

ناک کی بیماریاں

فائدہ: اگر سرسام میں نکسیر جاری ہو جاوے تو اس کو مت بند کرو۔ البتہ اگر بہت زیادہ ہو جاوے تو بند کر دینا چاہیے۔

نکسیر: اگر خفیف جاری ہووے تو امرود کے پتوں کا پانی نچوڑ کر ناک میں چڑھانے سے بند ہوجاتی ہے۔

دوا: جو ہر طرح کی نکسیر کو مفید ہے اور ہر عمر میں استعمال کر سکتے ہیں۔ تین ماشہ سفید صندل، تین ماشہ رسوت، اور تین ماشہ گلنار اور چار رتی کافور ان سب کو چھ تولہ گلاب میں پیس کر اس میں کپڑا بھگو کر پیشانی پر رکھیں۔

نزلہ اور زکام: آجکل یہ بہت ہونے لگا ہے اس کو ہلکا مرض نہ سمجھو۔ بلکہ شروع ہوتے ہی فکر کر کے علاج اور پرہیز کرو۔ یہ جو مشہور ہے کہ تین دن تک دوا نہ ہو۔ یہ بات پہلے زمانہ میں تھی۔ جس وقت طبیعتیں قوی ہوتی تھیں اور بیماری کو خود رفع کر دیتی تھیں۔ اب طبیعتیں کمزور ہوگئیں۔ اب اس بات کے بھروسے میں نہ رہیں زکام اگر ہمیشہ رہے دماغ کمزور ہوجاتا ہے۔ اور اگر شروع ہو کر بند ہوجاوے تو طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ یہاں تک کہ کبھی جنون ہوجاتا ہے۔ جس طرح کا زکام ہو فوراً حکیم سے کہہ کر اس کا علاج کرنا چاہیے۔ اور غذا زکام میں مونگ کی دال رکھو۔ چکنائی اور مٹھائی اور دودھ دہی اور ترشی سے پرہیز لازم سمجھو۔ اور شروع زکام میں سر پر تیل نہ ملو۔ آخیر میں مضائقہ نہیں۔ اور شروع زکام میں چھینک لینے کے لئے کوئی ہلاس نہ سونگھو اس سے بعض دفعہ آنکھ میں پانی اتر آتا ہے اور بینائی جاتی رہتی ہے۔ اور جب زکام بالکل اچھا ہوجاوے تو کوئی دوا دماغ کی طاقت کی ضرور کھالیا کرو۔ ۹ ماشہ خمیرہ گاؤزبان میں دو چاول مونگے کا کشتہ ملا کر کھاویں اور خمیرہ اور کشتہ کی ترکیب خاتمہ میں آوے گی۔

زبان کی بیماریاں

فائدہ: جو منہ آنے کی اکثر قسموں کو نافع ہے۔ ایک ایک ماشہ گاؤزبان سوختہ یعنی گاؤزبان کی جلی ہوئی چھالی اور کتھا سفید اور طباشیر اور گل ارمنی اور گلنار بڑی الائچی کے دانے اور کباب چینی باریک پیس کر منہ میں چھڑکیں اور منہ لٹکا دیں۔

دانت کی بیماریاں

فائدہ: گرم چیز جیسے زیادہ گرم روٹی یا جلتا سالن وغیرہ کھا کر اوپر سے ٹھنڈا پانی مت پیو اس سے دانتوں کو نقصان پہنچتا ہے اور دانت سے کوئی سخت چیز مت توڑو اس سے دانت اور آنکھ دونوں کو صدمہ پہنچتا ہے۔ برف کثرت سے چبانا بھی مضر ہے۔

منجن: جو کہ عورتوں کے لئے بہت مفید ہے۔ دو تولہ بادام کے چھلکے جلے ہوئے اور چھ ماشہ زرد کوڑی کی راکھ اور چھ ماشہ رومی مصطگی سب کو باریک پیس کر رکھ لیں اور ہر روز ملا کریں۔

دوسرا منجن: جو دانتوں کے درد اور داڑھ گلنے اور نکلنے کے لئے مفید ہے۔ مصطگی رومی، عاقر قرحا، نمک لاہوری، تمبا کو سب تین تین ماشہ لے کر باریک پیس کر ملیں اور منہ لٹکا دیں۔

حلق کی بیماریاں:

گلا دکھنا: شہتوت کا شربت دو چار دفعہ چاٹ لیں بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اور بیماریوں میں حکیم سے پوچھیں۔

سینہ کی بیماریاں

آواز بیٹھ جانا: اگر زکام کھانسی کی وجہ سے ہے تو زکام کھانسی کا علاج کرنا چاہیے۔ اگر یونہی بیٹھ گئی ہو تو یہ دوا کریں۔

ساڑھے تین ماشہ ابریشم خام مقرض اور پانچ ماشہ بیخ سوسن اور چار ماشہ اصل السوس مقشر یعنی ملٹھی چھلی ہوئی اور نو دانہ سپستان یعنی لہسوڑہ اور دو تولہ مصری۔ ان سب کو جوش دے کر چھان کر چائے کی طرح گرما گرم پیئیں۔

گولی کہ: سرد اور گرم کھانسی کے لئے مفید ہے اور بلغم کو آسانی سے نکالتی ہے۔ تین ماشہ رب السوس اور تین ماشہ مویز منقہ اور نشاستہ اور صمغ عربی اور کتیرہ اور مغز کدوئے شیریں چاروں چیزیں ایک ایک ماشہ اور پانچ ماشہ قند سفید پیس کر بہدانہ کے لعاب میں گوندھ کر سیاہ مرچ کے برابر گولیاں بنالیں اور ایک ایک گولی منہ میں رکھیں۔

لعوق: یہ کھانسی کے لئے بہت مفید ہے اور اس سے دمہ کے دورے بھی کم پڑتے ہیں اور قبض بھی رفع ہوتا ہے۔ چار ماشہ دو تولہ مغز املتاس پانی میں بھگو کر مل کر چھان لیں۔ پھر اسی پانی میں دس ماشہ مغز بادام شیریں پیس لیں۔ پھر بیس تولہ قند سفید ملا کر شربت سے ذرا گاڑھا قوام کر لیں۔ اور پھر کتیرہ صمغ عربی آرد باقلہ تینوں چیزیں سات سات ماشہ پیس کر ملا لیں اور دو تولہ روغن بادام اس میں ملا کر رکھ لیں۔ اور تین تولہ روز چاٹیں۔

دل کی بیماریاں

ہول دلی اور غشی یعنی بیہوشی: جب دل میں کسی وجہ سے ضعف بڑھ جاتا ہے ہول دلی پیدا ہوجاتی ہے۔ اور جب زیادہ ضعف ہوجاتا ہے تو غشی ہو جاتی ہے اور جب غشی جلدی جلدی ہونے لگتی ہے تو آدمی کسی وقت مر جاتا ہے۔ اس کا پورا علاج حکیم سے کرانا چاہیے۔ لیکن یہ دوا کسی حال میں نقصان نہیں کرتی اور اکثر حالتوں میں مفید ہوتی ہے۔ ایک عدد مربہ آملہ پانی سے دھو کر ایک ورق چاندی کا لپیٹ کر اول کھا کر پانچ ماشہ گل سیوتی اور پانچ ماشہ تخم کاسنی اور چار ماشہ گل گاؤزبان اور تین ماشہ برگ بادرنجبویہ گرم پانی میں بھگو کر چھان کر دو تولہ شربت سیب ملا کر پی لیں اور اگر عرصہ تک صرف آملہ کا مربہ ہی کھاتے رہیں تو خفقان یعنی دھڑکن کو کھو دیتا ہے۔ اور جب کسی کو غشی آوے تو ٹھنڈے پانی کے چھینٹے منہ پر مارو۔ دل بائیں چھاتی کے نیچے ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ مغموم کی فریاد رسی کو پسند کرتا ہے۔ (مجمع)

معدہ یعنی پیٹ کی بیماریاں

فائدہ: معدہ کی صحت کا بڑا خیال رکھو۔ بے بھوک ہرگز نہ کھاؤ اور جب بھوک لگنے کے بعد کھاؤ تو تھوڑی سی بھوک چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہو اور یوں نہ سمجھو کہ تھوڑا کھانے سے جان کو کیا لگے گا بلکہ زیادہ کھانے سے ہضم میں فتور ہوتا ہے اور جان کو نہیں لگتا اور تھوڑا کھایا ہوا خوب ہضم ہوتا ہے اس سے زیادہ خون پیدا ہوتا اور کھانے میں زیادہ تکلف نہ کرو اور ہمیشہ عمدہ اور نرم غذا کھانے کی عادت نہ ڈالو بلکہ ہر قسم کی غذا کی عادت رکھو۔ اگر خاص چیز کی عادت ہو جاتی ہے پھر اور غذا نقصان کرنے لگتی ہے اور کبھی کبھی نفلی روزہ بھی رکھ لیا کرو اس میں ثواب بھی ملتا ہے اور پیٹ کی کثافت بھی تحلیل ہو جاتی ہے۔ اور بہت سے بیماریوں سے حفاظت رہتی ہے۔

فائدہ: تربوز کھیرا ککڑی وغیرہ ہلکی چیزیں پیٹ بھرے پر نہ کھاؤ اور نہ نہار منہ کھاؤ بلکہ ایسے وقت کھاؤ نہ بہت بھوک ہو اور نہ بالکل پیٹ بھرا ہو۔ بہت بھوک میں ان چیزوں کے کھانے سے بعض دفعہ یہ چیزیں بالکل صفرا یعنی پت بن جاتی ہیں اور ہیضہ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور بھرے پیٹ پر کھانے سے دوسری غذا کو اچھی طرح ہضم نہیں ہونے دیتیں۔

فائدہ: چکنائی زیادہ کھانے سے معدہ ضعیف ہو جاتا ہے۔

فائدہ: حتی الامکان مسہل کی عادت نہ ڈالو اس سے معدہ کی قوت بالکل جاتی رہتی ہے۔

فائدہ: معدہ بالکل بیچ پیٹ میں ہے اگر معدہ پر کوئی دوا لگانا ہو تو بیچ پیٹ میں یعنی ناف تک لگاؤ۔

قے روکنے کا بیان: بعض دفعہ مسہل پینے سے متلی ہونے لگتی ہے اس کا دفعیہ یہ ہے کہ بازو خوب کس کر باندھو اور ٹہلاؤ اور الائچی اور پودینے کے پتے چباؤ۔

ہیضہ کا بیان: یہ سخت بیماری ہے اس کا علاج کسی ہوشیار حکیم سے جلدی کرانا چاہئے۔ یہاں نسخے ایسے لکھے جاتے ہیں جو کسی حالت میں نقصان نہ کریں۔ خواہ دست بند کرنے ہوں یا جاری رکھنے ہوں۔ ایک نسخہ تو یہ ہے۔

چھ ماشہ گل سرخ تین چھٹانک گلاب میں جوش دیں جب آدھا رہ جائے تو دو تولہ شربت انار شیریں ملا دیا جائے اور چھ رتی نارجیل دریائی اور ایک ماشہ زہر مہرہ خطائی عرق بید مشک میں گھس کر بغیر چھانے ملا دیا جائے۔ اور دو تین دفعہ میں پئیں۔ اس کے پینے سے اگر پیٹ میں کچھ مادہ ہوتا ہے تو ایک دو دست ہو جاتے ہیں اور اگر کچھ مادہ نہیں تو اسی سے دست بند ہو جاتے ہیں۔

رال بہنا: اگر بہت ہو تو جوارش مصطگی تین ماشہ سے چھ ماشہ تک کھلا دیا کریں۔

منہ آ جانا: اگر پیدائش کے وقت سے خیال رکھیں کہ شہد میں ذرا سا نمک ملا کر کبھی کبھی زبان پر مل دیا کریں تو منہ نہیں آتا اور دوائیں اس کی زبان کی بیماریوں کے بیان میں لکھیں گئیں ہیں۔

گانٹھی یعنی گلے آ جانا: جب دائی اس کو اٹھائے تو بہت ہے کہ اپنی انگلی شہد میں ڈبو کر اس پر ذرا سے پسا ہوا لاہوری نمک چھڑک کر اٹھاوے۔

سوتے میں گھبرا کر اٹھنا: ایسے بچوں کو مکھن اور مصری یا بادام اور مصری چٹاتے رہیں۔

دوسری دوا: معدے کو قوی کرنے والی جوارش مصطگی تین ماشہ سے چھ ماشہ تک ہر روز کھلا دیا کریں۔ اس کا نسخہ خاتمہ میں ہے۔

ہیضہ: پورا علاج حکیم سے پوچھو۔ صرف اتنا سمجھ لو کہ جس طرح ممکن ہو بیمار کو آرام دو اس کو سلانے کی کوشش کرو اس میں نبض چھوٹ جانا اور ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو جانا زیادہ بری علامت نہیں گھبراؤ مت۔

قبض: غذا بہت کم اور نرم دیں۔ تین ماشہ ایلوا چھ ماشہ املتاس ہری مکوہ کے پانی میں یا گلاب میں پیس کر نیم گرم پیٹ پر لیپ کریں اگر اس سے نہ جائے تو گھٹی دیں۔ اگر اس سے بھی نہ جائے تو حکیم سے پوچھیں۔

پیچش: کچی پکی سونف میں برابر کی شکر ملا کر دودھ پلائی کو کھلانا اور بچے کو بھی کھلانا نہایت مفید ہے۔

خروج مقعد: یعنی کانچ نکلنا۔ پرانی چھلنی کا چمڑا جلا کر اس پر چھڑکیں اور ہاتھ سے اندر کو دبائیں۔

چیچک: چیچک والے کے پاس چراغ رکھ کر گل نہ کریں دور ہٹا کر گل کریں اس کی بو نقصان کرتی ہے۔ اسی طرح گوشت وغیرہ اتنی دور پکائیں کہ اس کے بھگار کی خوشبو اس کی ناک تک نہ پہنچے۔ چیچک اکثر نکلتے جاڑوں میں ہوا کرتی ہے۔ ان دنوں میں احتیاطاً یہ دوا کھلا دیا کریں۔ رتی دو رتی سچے موتی، عرق بید مشک اور عرق کیوڑہ میں کھرل کر کے رکھ لیں اور ایک چاول خمیرہ گاؤزبان یا شربت عناب میں ملا کر ہر روز بچہ کو کھلا دیا کریں۔

جگر کی بیماریاں

جگر کلیجہ کو کہتے ہیں۔ یہ پیٹ میں داہنی پسلیوں کے نیچے ہے۔ جب جگر پر کوئی دوا لگانا ہو تو داہنی پسلیوں کے نیچے لگاؤ۔ جب بیمار کے منہ پر یا ہاتھ پیروں پر ورم سا معلوم ہو تو سمجھ لو کہ اس کے جگر یا اس کے آس پاس کسی چیز میں ضعف آ گیا ہے۔ علاج میں دیر نہ کرو۔ اور جب تک اچھا حکیم نہ ملے معجون وبید الورد پانچ ماشہ کھا کر اوپر سے آدھ پاؤ عرق مکو اور دو تولہ شربت بزوری ملا کر پلاتے رہو۔ اور لعاب دار چیزوں سے پرہیز رکھو۔

استسقا یعنی جلندر کی بیماری: اس کا علاج حکیم سے کراؤ اور مکوہ کی بھوجی اس میں بہت فائدہ دیتی ہے۔ اگر سب غذاؤں کی جگہ اس کو کھایا جائے تو بہت بہتر ہے۔

تلی کی بیماریاں

تلی پیٹ میں بائیں پسلیوں کے نیچے ہے اگر اس میں کوئی دوا لگانا ہو تو بائیں پسلیوں کے نیچے لگاؤ۔

لیپ: بڑھی ہوئی تلی کے لئے نہایت مفید ہے۔ ببول کا گوند اور کتیرا اور زراوند مدحرج سب چیزوں ڈھائی ڈھائی ماشہ اور اشق ڈیڑھ تولہ۔ ان سب کو آدھ پاؤ سرکہ میں خوب پیس کر مرہم سا بنا کر ایک کپڑا تلی کے برابر کاٹ کر اس پر یہ مرہم لگا کر تلی پر چپکا دیں۔ جتنی تلی کم ہوتی جاوے گی کپڑا چھوٹا جاوے گا۔ اتنا کپڑا کترتے جاویں۔ اگر تلی بڑھی ہوئی ہو اور تیز بخار بھی ہو تو حکیم سے علاج کراؤ۔

انتڑیوں کی بیماریاں

دست آنا: اگر زیادہ کھانے سے یا اتفاقیہ دست آنے لگیں تو پیٹ کی بیماری میں اس کا علاج دیکھ لو۔ اور اگر زیادہ دست آئیں۔ یا عرصہ تک آتے رہیں۔ یا دورہ کے طور پر آئیں تو علاج میں غفلت نہ کرو۔ کسی ہوشیار حکیم سے رجوع کرو۔

قولنج: ایک انتڑی کا نام قولون ہے اس کے درد کو قولنج کہتے ہیں۔ اور عام لوگ اس کو پیٹ کا درد کہتے ہیں۔ اور یہ درد ناف کے برابر داہنی طرف نیچے کو ہوتا ہے۔ اس میں ارنڈی کا تیل چار تولہ پی لینا بہت مفید ہے۔ ایک دو دست آ کر درد جاتا رہتا ہے۔

فائدہ: قولنج والے کو جب تک خوب بھوک نہ لگے کھانا مت دو اور دودھ سے پرہیز کراؤ۔ البتہ اگر اس کو دودھ کی عادت ہو اور کچھ نقصان نہ کرے۔ تو گرم گرم دے دو۔ لیکن حکیم سے پوچھ لینا چاہیے

پیچش (فائدہ): پیچش میں تیز نہ چلو اور اونچے نیچے میں پاؤں نہ ڈالو۔ بلکہ زیادہ چلو پھرو بھی نہیں۔ پیچش میں چلنے پھرنے میں احتیاط نہ کرنے سے بعض اوقات کمر ٹوٹ جاتی ہے۔

بواسیر: خون میں جب سودا بڑھ جاتا ہے تو پاخانہ کے مقام پر خارش ہوا کرتی ہے۔ اور سوزش رہتی ہے۔ اگر خون بھی آئے تو خونی بواسیر ہے اور جو خون نہ آئے تو بادی ہے۔ اس میں ایسی تیز دوا نہ لگانی چاہیے جس سے خون بالکل بند ہو جائے نہیں تو اور بہت سی بیماریوں کا ڈر ہے۔ جیسے سل، جنون وغیرہ اور بواسیر میں اکثر قبض بھی رہتا ہے۔ اس قبض کے لئے ہمیشہ مسہل لینا برا ہے۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ جب قبض ہو تو سوتے وقت ایک ہرڑ مربکی کھالیا کریں۔

دوا: جس سے بواسیر کا خون بند ہو جاتا ہے چھ ماشہ گیندے کے پتے اور چھ ماشہ ہارسنگھار کے پھول پانی میں پیس کر چھانکر دو تولہ شربت انجبار ملا کر ایک ماشہ ملتانی مٹی باریک پیس کر چھڑک کر پئیں۔

غذا: مسور کی دال کھائیں۔

گردہ کی بیماری

گردے ہر شخص کے دو ہوتے ہیں۔ اور کوکھ کے مقابل کمر میں ان کی جگہ ہے۔ جب کوئی دوا گردے میں لگانا ہو تو کوکھ سے کمر تک لگاؤ اور کبھی کبھی قولنج اور درد گردہ میں شبہ ہو جاتا ہے۔ ان دونوں کی پہچان یہ ہے کہ قولنج کا درد اول پیٹ سے شروع ہوتا ہے۔ اور درد گردہ کمر میں ایک جگہ معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ درد گردہ میں سانس لینے کے ساتھ ایک چبک سی گردہ تک ہوجاتی ہے۔ پورا سانس نہیں آتا۔

اگر معمولی دواؤں سے آرام نہ ہو تو چار تولہ کسٹرائیل یعنی ارنڈی کا تیل تین چھٹانک سونف کے عرق میں ملا کر پئیں اس کے پینے سے دست بھی آجاتے ہیں اور پیشاب بھی کھل کر آجاتا ہے اور گردہ میں سے فاسد مادہ نکل جاتا ہے نہایت مفید ہے۔

مثانہ یعنی پھکنے کی بیماریاں

جس جگہ پیشاب جمع رہتا ہے اس کو مثانہ کہتے ہیں۔ اس کی جگہ پیڑو میں ہے۔ اگر پیشاب بند ہو یا کسی وجہ سے دوا مثانہ پر لگانا ہو تو پیڑو پر لگاؤ۔

پیشاب میں جلن ہونا: بہروزہ کا تیل دو بوند بتاشہ پر یا روٹی کے ٹکڑے پر ڈال کر کھائیں آزمایا ہوا ہے۔

دوسری دوا: شیرہ تخم خرفہ سیاہ پانچ ماشہ، شیرہ تخم خیارین چھ ماشہ، پانی میں نکال کر چھان کر دو تولہ شربت بنفشہ ملا کر ایک ایک ماشہ طباشیر کتیرا باریک پیس کر چھڑک کر پئیں۔

پیشاب کا رک جانا: ٹیسو کے پھول دو تولہ سیر بھر پانی میں پکا کر گرم گرم پانی سے ناف کے نیچے دھارو اور دھارنے کے بعد ان پھولوں کو ناف کے نیچے گرم گرم باندھ دو۔

مثانہ کا کمزور ہو جانا: اور بار بار پیشاب آنا اور بلا ارادہ پیشاب خطا ہونا اور بچوں کا سوتے میں پیشاب نکل جانا اس کے لئے یہ معجون نفع دیتی ہے۔ ترکیب یہ ہے فلفل سیاہ، پیپل، سونٹھ، خرفہ، دارچینی، خولنجان یہ سب دوائیں دو دو ماشہ تودری سرخ، تودری سفید، بہمن سرخ، بہمن سفید، بوزیدان، اندر جو شیریں، ناگرموتھا، بالچھڑ یہ سب چیزیں چھ چھ ماشہ سب کو کوٹ چھان کر پندرہ تولہ شہد میں ملا کر رکھ دیں۔ بڑے آدمی ایک تولہ روز کھایا کریں اور بچوں کو چھ ماشہ کھلائیں۔

رحم کی بیماریاں

عورتوں کے جسم میں ناف کے نیچے تین چیزیں ہیں سب سے اوپر مثانہ اس کے نیچے دبا ہوا رحم جس میں بچہ رہتا ہے۔ اور اس کے نیچے دبی ہوئی انتڑیاں۔ جب رحم پر کوئی دوا لگانا ہو تو ناف کے نیچے لگائیں۔ اگر رحم

26 کے امراض سے حفاظت منظور ہے تو ہمیشہ ان باتوں کا خیال رکھیں۔

(۱) حیض میں اگر ذرا کمی یا زیادتی پائیں تو فوراً علاج کریں۔

(۲) دائیاں آجکل بالکل اناڑی ہیں۔ اس لئے فقط ان کی رائے سے علاج نہ کریں۔ طبیب سے پوچھ لیں۔

(۳) معمولی امراض میں اندر رکھنے کی دوا سے بچیں۔ پینے کی دوا اور لیپ سے کام نکالیں۔

(۴) زچہ خانہ میں چاہے عورت تندرست ہو اس کی بھی دوا اور غذا حکیم سے پوچھ کر کریں۔ ورنہ ہمیشہ کے لئے تندرستی خراب ہو جاتی ہے۔

(۵) اگر ورم ہو تو پیٹ بلا اجازت طبیب کے ہرگز نہ ملوائیں۔ اس سے بعض وقت سخت نقصان پہنچتا ہے۔

(۶) بچہ گرانے کی تدبیر ہرگز نہ کرائیں۔

دھونی حیض کھولنے والی: گاجر کے بیج آگ پر ڈال کر او پر ایک طباق سوراخ دار ڈھانک کر سوراخ پر بیٹھیں۔ اور اس طرح دھونی لیں کہ دھواں اندر پہنچے۔

فائدہ: مسور کی دال اور مسور اور آلو اور ستھی چاول اور خشک غذائیں حیض کو روکتی ہیں۔

استحاضہ: یعنی عادت سے پہلے یا بہت زیادہ خون آنے لگنا۔ اگر گرم چیز کھانے سے نقصان ہوتا ہو یا گرمی کے دنوں میں یہ بیماری زیادہ ہوتی ہو۔ اور منہ کا رنگ زرد رہتا ہو۔ تو سمجھو کہ مزاج میں گرمی بڑھ کر خون پتلا ہو گیا اور رگوں میں نہیں رک سکا۔ اس کی دوائیں یہ ہیں۔

ایک دوا: ٹھنڈا پانی ٹب میں بھر کر اس میں بیٹھیں اور کمر اور ناف کے نیچے ٹھنڈے پانی سے دھاریں۔ اور استحاضہ کی ایک قسم یہ ہے کہ اندر کسی رگ کا منہ کھل جانے سے خون جاری ہو جاوے۔ پہچان اس کی یہ ہے کہ یکلخت بہت سا خون آتا ہے۔ اور ایسے استحاضہ کا غریبی علاج یہ ہے کہ جس وقت خون شدت سے جاری ہو تو دو تولہ پیڈول مٹی لے کر ستھی کے چاولوں کی پتلی پیچ میں گھول کر تھوڑی پلائیں اور ملتانی مٹی کے ٹکڑے پانی میں ڈال رکھیں۔ اور پینے کو یہی پانی دیں۔ اور گلاب میں کپڑے کی بتی بھگو کر اور اس بتی پر سرمہ خوب لپیٹ کر اندر رکھیں اور اگر کوئی اور وجہ ہو تو حکیم سے علاج کراؤ۔

کمر اور ہاتھ پاؤں اور جوڑوں کا درد

کمر کا درد: کبھی سردی پہنچ جانے سے ہونے لگتا ہے ایسی حالت میں دو تولہ شہد آدھ پاؤ سونف کے عرق میں ملا کر پئیں۔ اور چھ ماشہ کلونجی دو تولہ شہد میں ملا کر چاٹا کریں۔ اور کوکھ کے درد کے لئے بھی یہی علاج فائدہ مند ہے۔ اور کبھی کمر میں درد اس لئے ہونے لگتا ہے۔ کہ سردی کے دنوں میں بچہ پیدا ہوا تھا۔ اور غذا اچھی طرح نہیں ملی۔ اس صورت میں گوشت کی یخنی گرم مصالحہ ڈال کر پینا اور انڈا کھانا بہت مفید ہے۔ اور اگر انڈا نمک سلیمانی کے ساتھ کھاویں تو زیادہ مفید ہے۔

اختناق الرحم: اس میں یکلخت دل گھبرانے لگتا ہے اور دماغ پریشان ہو جاتا ہے۔ اور ہاتھ پیر گرنے لگتے ہیں۔ اور رنگ زرد ہو جاتا ہے۔ جن لڑکیوں کو یا بیواؤں کو شادی نہ ہونے کی وجہ سے یہ مرض ہے تو سب سے بہتر تدبیر شادی کر دینا ہے۔

فائدہ: گٹھیا میں خربوزہ اور پھوٹ بقدر ہضم فائدہ مند ہے۔

بخار کا بیان

اس کی سینکڑوں قسمیں ہیں اور اس کے علاج کے لئے بڑے علم اور ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ اس جگہ صرف بعضی باتیں چھوٹی چھوٹی کام کی بخار کے متعلق لکھی جاتی ہیں۔

ا۔ بخار کا علاج ہمیشہ یونانی حکیم سے کرانا چاہئے۔ اور دیر اور غفلت نہ کرنا چاہئے۔

۲۔ بخار جاڑہ میں باری کے وقت بیمار کو گرم جگہ میں نہ رکھنا چاہئے۔ لیکن ہوا سے بچاویں اور لرزہ کے وقت کپڑا اوڑھاویں۔ اور بدن کو دبائیں اور لرزہ اترنے کے اگر پسینہ نہ ہو تو ہوا کا کچھ ڈر نہیں۔

کمزوری کے وقت کی تدبیر کا بیان

بعض وقت عرصہ تک بخار آنے سے یا اور کسی بیماری میں مبتلا رہنے سے آدمی کمزور ہو جاتا ہے۔ اس وقت بعض لوگ اس کو جلد طاقت آنے کے لئے بہت سی غذا یا میوے وغیرہ کھلا دیتے ہیں یہ ٹھیک نہیں۔ یہاں ایسے وقت کی مناسب تدبیریں لکھی جاتی ہیں۔

ا۔ یاد رکھو کہ کمزوری میں ایکدم زیادہ کھانے سے یا بہت طاقت کی دوا کھا لینے سے فائدہ نہیں پہنچتا۔ بلکہ بعض وقت نقصان پہنچ جاتا ہے۔ فائدہ اسی غذا سے اور اتنی ہی مقدار سے پہنچتا ہے جو با آسانی ہضم ہو جائے۔ اور اگر غذا مقدار میں زیادہ کھالی یا زیادہ قوی ہوئی تو مریض کو اس کی برداشت نہ ہو گی۔ اور ہضم میں قصور ہو گا۔ تو ممکن ہے کہ مرض پھر لوٹ آوے۔ اور پیٹ میں سدے پڑ جاویں۔ یا ورم ہو جاوے۔ لہٰذا کمزوری کی حالت میں آہستہ آہستہ غذا کو بڑھاؤ۔ اگر ایک دو چمچہ شوربہ ہی یا ایک انڈا ہی ہضم ہو سکتا ہو تو یہی دو۔ زیادہ نہ دو۔ اگرچہ مریض بھوک بھوک پکارے۔ بھوکا رہنے سے نقصان نہیں ہوتا اور زیادہ کھا لینے سے نقصان ہو جاتا ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ دو دو چمچہ کر کے دن میں شوربہ تین چار دفعہ دو۔ لیکن یہ خیال رکھو کہ دو مرتبہ میں تین چار گھنٹہ سے کم فاصلہ نہ ہو۔ تا کہ پہلی غذا ہضم ہو چکے تب دوسری غذا پہنچے۔ ورنہ تداخل اور بدہضمی کا اندیشہ ہے۔ غرض ہر کام میں آہستہ آہستہ زیادتی کریں۔ غذا دینے میں کھی دینے میں، چلنے پھرنے میں، بولنے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے دعا اپنی اُمت کی قیامت میں شفاعت کیلئے محفوظ کر رکھی ہے۔ (الکنز)

چالنے، لکھنے پڑھنے، اور مریض کو خوش رکھیں کوئی بات رنج دینے والی اس کے سامنے نہ کہیں۔ نہ اسکو بالکل اکیلا چھوڑیں نہ اس کے پاس خلاف مزاج مجمع کریں۔ نہ بہت روشنی میں رکھیں نہ بہت اندھیرے میں۔ بہتر یہ ہے کہ دوا اور غذا اور جملہ تدبیریں طبیب معالج کی رائے سے کریں۔ اور یہ نہ سمجھیں کہ اب مرض نکل گیا۔ اب حکیم سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔

۲۔ کمزور آدمی کو اگر بھوک خوب لگتی ہے اور خوراک خوب کھالیتا ہے لیکن طبیعت اٹھتی نہیں۔ اور پاخانہ پیشاب صاف نہیں ہوتا اور طاقت نہیں آتی تو سمجھ لو کہ مرض ابھی باقی ہے اور یہ بھوک جھوٹی ہے

۳۔ کمزور آدمی کو دوپہر کا سونا اکثر مضر ہوتا ہے۔

۴۔ کمزور آدمی کو اگر بھوک نہ لگے تو سمجھو کہ مرض کا مادہ اسکے بدن میں ابھی باقی ہے۔

ورم اور دنبل وغیرہ کا بیان

تین جگہ کے ورم کو ہرگز نہ روکنا چاہیے۔ ایک کان کے پیچھے دوسرا بغل کا تیسرا جنگاسہ یعنی چڈے کا۔ ان جگہوں کے ورم پر کوئی ٹھنڈی دوا جیسے اسپغول وغیرہ ہرگز نہ لگاؤ۔ بلکہ جب بغل میں کھکرالی یعنی کچرالی نکلے تو پیاز بھون کر یعنی بھلبھلا کر نمک ملا کر باندھو۔ تاکہ پک جائے پھر بہنے کی تدبیر کرو۔ روکنا ہرگز نہ چاہیے۔ خاص کر جب طاعون کا چرچا ہو۔ کیونکہ طاعون میں اکثر ان تینوں جگہ گلٹی نکلتی ہے۔ بٹھلانے کی دوا دینا بالکل موت ہے۔

دوا جو دنبل کو پکاوے: السی اور میتھی کے بیج اور املی کے بیج اور کبوتر کی بیٹ سب دوائیں دس دس ماشہ کوٹ چھان کر اڑھائی تولہ پانی اور اڑھائی تولہ دودھ میں پکائیں۔ کہ گاڑھا ہو جاوے۔ پھر نیم گرم باندھیں۔ اور پیپل کے تازہ پتے اور پان گرم کر کے باندھنا بھی پھوڑے کو پکا دیتا ہے۔

بال کے نسخوں کا بیان

دوا بال اگانے والی: ایک جونک لائیں اور چار تولہ تل کا تیل آگ پر چڑھا دیں جب خوب جوش آ جاوے اس وقت جونک کو مار کر فوراً تیل میں ڈال کر اتنا پکائیں کہ جونک جل جاوے۔ پھر اس کو اسی تیل میں رگڑ لیں۔ اور جس جگہ کے بال زخم وغیرہ سے گر گئے ہوں وہاں یہ تیل لگائیں۔ بہت جلد بال جم آئیں گے۔ ماش کی دال اور آنولہ سے سر کا دھونا بھی بالوں کے واسطے نہایت مفید ہے۔ اس سے بال سیاہ رہتے ہیں اور مقوی دماغ بھی ہے۔

دوا بال اڑانے والی: چھ ماشہ بے بجھا ہوا چونہ اور چھ ماشہ ہڑتال پیس کر انڈے کی سفیدی میں ملا کر جہاں کے بال اڑانا منظور ہوں اس جگہ لگائیں۔ بال صاف ہو جائیں گے۔

چوٹ لگنے کا بیان

سر کی چوٹ: ایک پارچہ گوشت کالے کر اس پر ہلدی باریک پیس کر چھڑک کر نیم گرم کر کے باندھو نہایت مفید ہے اور اگر سر کی چوٹ میں بے ہوشی ہو جاوے تو فوراً ایک مرغ ذبح کر کے اس کے پیٹ کی آلائش نکال کر کھال سمیت گرم گرم سر پر باندھو۔ بہت جلد ہوش آ جاوے گا۔

آنکھ کی چوٹ: ایک ایک تولہ میدہ اور پٹھانی لودھ پیس کر ایک تولہ گھی میں ملا کر گرم کر کے اس سے آنکھ کو سینکیں۔ پھر اسی کو گرم کر کے باندھیں اگر اس سے چوٹ نہ نکلے تو گوشت کے پارچہ پر تھوڑی ہلدی اور پٹھانی لودھ چھڑک کر باندھیں۔

زہر کھا لینے کا بیان

سنکھیا یا کوئی اور زہر کھا لینا: اس دوا سے قے کرا دیں۔ دو تولہ سویا کے بیج آدھ سیر پانی میں اوٹا لیں اور چھان کر پاؤ سیر تل کا تیل یا گھی اور ایک تولہ نمک ملا کر نیم گرم پلائیں جب خوب قے ہو جائے۔ دودھ خوب پیٹ بھر کر پلائیں۔ اگر دودھ سے بھی قے آئے تو نہایت ہی اچھا ہے۔ برابر دودھ پلاتے رہیں۔ اور اگر دودھ سے قے نہ آئے تب بھی زہر کو مار دیتا ہے اور مریض کو سونے ہرگز نہ دیں۔ خواہ کوئی سا زہر کھایا ہو یا کسی زہریلے جانور نے کاٹا ہو

افیون کھا لینا: ایک تولہ سویا کے بیج اور ایک تولہ مولی کے بیج اور چار تولہ شہد سیر بھر پانی میں اوٹا کر اس میں نمک ملا کر نیم گرم پلائیں اور قے کرا دیں اور قے ہونے کے بعد بڑے آدمی کے لئے دو ماشہ ہینگ دو تولہ شہد میں ملا کر اور بچہ کے لئے چار رتی ہینگ یا اس سے بھی کم چھ ماشہ شہد میں ملا کر پانی میں حل کر کے پلائیں اور نالی کے ساگ کا چھٹانک بھر پانی افیون خوردہ کو پلانا اکسیر ہے۔ نالی کا ساگ مشہور ہے۔ پانی کے اوپر بیل پھیلتی ہے۔

دھتورہ کھا لینا: اس کا اتارو ہی ہے جو افیون کا تھا۔

اسبغول کوٹ کر چبا کر کھا لینا: افیون کے بیان میں جو دوا قے کی لکھی ہے اس سے قے کر کے پھر پانچ ماشہ تخم خرفہ پانی میں پیس کر پانچ ماشہ چار تخم چھڑک کر مصری ملا کر پئیں۔

زہریلے جانور کے کاٹنے کا بیان

چاہے کوئی زہریلا جانور کاٹے یا کاٹنے کا شبہ ہو گیا ہو سب کے لئے یہ یاد رکھو کہ کاٹنے کی جگہ سے ذرا اوپر فوراً بند لگا دو یعنی خوب کس کر باندھ دو اور کاٹنے کی جگہ افیون کا لیپ کر دو۔ تاکہ وہ جگہ سن ہو جاوے اور زہر پھیلے نہیں۔ پھر اس جگہ ایسی دوائیں لگاؤ جو زہر کو چوس لے اور ایسی دوائیں پلاؤ جو زہر کو اتار دے اور مریض کو سونے نہ دے۔

دوا زہر کو چوسنے والی: پیاز چولہے میں بھون کر نمک ملا کر باندھیں

تیسری دوا: اس جگہ بھری سینگیاں یا جونکیں لگوا دیں۔

چوتھی دوا: کاسٹک یا گندھک کا تیزاب لگا دیں اس سے زخم ہو جاتا ہے۔ اور زخم ہو جانا زہر کے لئے اچھا ہے۔

فائدہ: اگر کاٹنے کی جگہ دوا سے آپ سے زخم ہو جاوے تو جب تک زہر اترنے کا یقین نہ ہو جاوے اس کو بھرنے نہ دیں۔

اگر کنکھجورا کسی کے چمٹ جائے یا کان میں گھس جائے تو تھوڑی سفید شکر اس کے اوپر ڈالیں۔ فوراً ناخن کھال میں سے نکل جائیں گے اور اگر پیاز کا عرق کنکھجورے پر ڈال دیں تو جگہ بھی چھوڑ دے اور فوراً مر جائے اور ناخنوں کے زخموں پر پیاز بھلبھلا کر باندھنا اکسیر ہے۔

بلی: اسمیں بھی زہر ہوتا ہے بچوں کی حفاظت رکھیں۔ پودینہ کھلائیں۔ اور پیاز چولہے میں بھون کر پودینہ ملا کر نیم گرم باندھیں۔

کیڑے مکوڑوں کے بھگانے کا بیان

سانپ: پاؤ سیر نوشادر کو پانچ سیر پانی میں گھول کر سوراخوں اور تمام مکان میں چھڑک دیں۔ سانپ بھاگ جائے گا۔ اور کبھی کبھی چھڑکتے رہیں تو اس مکان میں سانپ نہ آئے گا۔

دوسری تدبیر: بارہ سنگھے کا سینگ اور بکری کا کھر اور بیخ سوسن اور عاقر قرحا اور گندھک برابر لے کر آگ پر ڈال کر مکان کو بند کر دیں۔ تھوڑی دیر بعد کھول دیں اگر وہاں سانپ ہوگا تو بھاگ جائے گا

بچھو: مولی کچل کر اس کا عرق بچھو پر ڈال دیں تو بچھو مر جائے گا اگر اس کے سوراخ پر مولی کے ٹکڑے رکھ دیں تو نکل نہ سکے گا اور وہیں مر جائے گا۔

پسو: اندرائن کی جڑ یا پھل پانی میں بھگو کر تمام گھر میں چھڑک دیں تمام پسو بھاگ جائیں گے۔

چوہے: سنکھیا سے مر جاتے ہیں لیکن بچوں والے گھر میں رکھنے میں خطرہ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ مردار سنکھ اور سیاہ کنگنی پیس کر رکھ دیں یا کالی کنگنی اور بزرالبنج ملا کر رکھیں۔

چیونٹیاں: ہینگ سے بھاگتی ہیں۔

کپڑوں کا کیڑا: افسنتین یا پودینہ یا لیموں کے چھلکے یا نیم کے پتے یا کافور کپڑوں اور کتابوں میں رکھ دیں۔

سفر کی ضروری تدبیروں کا بیان

۱۔ سفر کرنے سے پہلے پیشاب پاخانہ سے فراغت کر لو۔ اور کھانا تھوڑا کھاؤ تاکہ طبیعت بھاری نہ ہو۔

۲۔ سفر میں کھانا ایسا کھاؤ جس سے غذا زیادہ بنتی ہو جیسے قیمہ، کباب، کوفتہ، جس میں گھی اچھا ہو اور سبز ترکاریوں سے غذا کم بنتی ہے لہٰذا مت کھاؤ۔

۳۔ بعضے سفر میں پانی کم ملتا ہے ایسے سفر میں خرفا کے بیج آدھ سیر اور تھوڑا سرکہ ساتھ رکھو۔ نو ماشہ بیج پھانک کر چند قطرے سرکہ کے پانی میں ملا کر پی لیا کرو اس سے پیاس کم لگتی ہے۔ اگر بیج نہ ہو تو تھوڑا سرکہ پانی میں ملا کر پینا بھی کافی ہے۔ اگر حج کے سفر میں اس کو ساتھ رکھے تو بہت مناسب ہے۔

۴۔ اگر سفر میں عرق کافور بھی ساتھ رکھے تو مناسب ہے اس سے پیاس بھی نہیں لگتی اور ہیضہ کے لئے بھی مفید ہے اس کی ترکیب ہیضہ کے بیان میں گزر چکی ہے۔

۵۔ اگر لو میں چلنا ہو تو بالکل خالی پیٹ چلنا برا ہے۔ اس سے لو کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ پیاز خوب باریک تراش کر دہی یا کسی ترش چیز میں ملا کر چلنے سے پہلے کھالیں۔

دوسری دوا: لو لگے ہوئے کے لئے مفید ہے۔ چھ ماشہ چنے کا ساگ خشک لے کر پاؤ بھر پانی میں بھگو دیں اور اوپر کا صاف پانی لیکر پلا دیں اور اس ساگ کو ہاتھوں اور پیروں کے تلوؤں پر لیپ کریں۔

حمل کی تدبیروں اور احتیاطوں کا بیان

۱۔ حمل میں قبض نہ ہونے پاوے جب پیٹ میں ذرا بھی گرانی معلوم ہو تو ایک دو وقت صرف شوربہ زیادہ چکنائی دار پی لے اگر اس سے قبض نہ جاوے تو دو تین تولہ منقیٰ یا مربہ کی ہریڑ کھالے اگر یہ بھی کافی نہ ہو تو یہ نسخہ استعمال کرے۔ اس سے حمل کو کسی طرح کا نقصان نہیں۔ اور معدہ کو قوی کرتا ہے اور بچہ کو گرنے سے محفوظ رکھتا ہے۔

۲۔ حمل میں دوائیں نہ استعمال کرے۔ سونف، تخم کسوس، حب القرطم، بالچھڑ، تخم خربزہ، گوکھرو، ہنس راج، سداب، زیرہ خطمی تخم خیارین، تخم کاسنی، املتاس کے چھلکے اور جس کو حمل گرنے کا عارضہ ہو وہ ان دواؤں سے بھی پرہیز رکھے۔ گل بنفشہ خمیرہ بنفشہ آلو بخارہ۔ سپستان، ریشہ خطمی، اور حمل میں اگر دستوں کی ضرورت ہو تو یہ دوا استعمال نہ کرے۔ ارنڈی کا تیل، جلاپا، ریوند چینی، ترنجبین، سنا، غاریقون، شربت دینار اور حاملہ کو یہ غذائیں نقصان کرتی ہیں۔ لوبیا، چنا، تل، گاجر، مولی، چقندر، ہرن کا گوشت، زیادہ مرچ، زیادہ کھٹائی، تربوز، خربوزہ، زیادہ ماش کی دال لیکن کبھی کبھی ڈر نہیں۔ یہ چیزیں نقصان نہیں کرتیں۔ انگور، امرود، ناشپاتی، سیب، انار، جامن، پپیتا، آم، بٹیر، تیتر اور چھوٹے چھوٹے پرندوں کا گوشت۔

اسقاط یعنی حمل گر جانے کی تدبیروں کا بیان

اسقاط کے بعد غذا بالکل بند کر دیں جب بھوک زیادہ ہو تو خربزہ کے چھلے ہوئے بیج دو تین تولہ ذرا بھون کر اور ذائقہ کے موافق لاہوری نمک اور کالی مرچ ملا کر کھائیں یا منقیٰ سینک کر کھلائیں۔ تین دن تک اور کچھ غذا نہ دیں۔

زچہ کی تدبیروں کا بیان

۱۔ جب نواں مہینہ شروع ہو جاوے۔ ہر روز ایک ماشہ مصطگی باریک پیس کر اس میں نو ماشہ روغن بادام اور ذرا سی مصری ملا کر روز چاٹ لیا کرے اور روغن بادام اچھا نہ ملے تو گیارہ بادام چھیل کر خوب باریک پیس

کر مصری ملا کر چاٹ لیا کرے اور جس کا معدہ قوی ہو اس کو مصطگی ملانے کی ضرورت نہیں اور گائے کا دودھ جسقدر ہضم ہو سکے پیا کرے۔

بچوں کی تدبیریں اور احتیاطوں کا بیان

۱۔ سب سے بہتر ماں کا دودھ ہے بشرطیکہ مسان کا مرض نہ ہو اور اگر مسان کا مرض ہو تو سب سے مضر ماں کا دودھ ہے۔

۲۔ جب بچہ سات دن کا ہو جائے تو گھوارہ میں جھلانا اور لوری (گیت) اس کو سنانا بہت مفید ہے۔ گود میں لیں یا گھوارے میں لٹا دیں بچہ کا سرا ونچا رکھیں۔

۳۔ بچہ جس وقت سے پیدا ہوتا اس کا دماغ فوٹو کی سی خاصیت رکھتا ہے۔ جو کچھ اس میں آنکھ کی راہ سے یا کان کی راہ سے پہنچتا ہے منقش ہو جاتا اور تمام عمر محفوظ رہتا ہے اگر اچھی تعلیم دینی ہو تو بچہ کے سامنے تمیز اور سلیقہ کی باتیں کریں۔ کوئی حرکت خلاف تہذیب نہ کریں اور کوئی بات بری منہ سے نہ نکالیں۔ کلمہ کلام پڑھتے رہیں۔

۴۔ جب دودھ چھڑانے کے دن نزدیک آویں اور بچہ کچھ کھانے لگے تو اس کا خیال رکھے کہ کوئی سخت چیز ہرگز نہ چبانے دیں اس سے ڈر ہے کہ دانت مشکل سے نکلیں اور ہمیشہ کے لئے دانت کمزور رہیں۔

بچوں کی بیماریوں اور علاج کا بیان

فائدہ: بچوں کو بہت تیز دوا مت دو۔ خواہ گرم ہو جیسے اکثر کشتے یا سرد ہو جیسے کافور۔ اس کی احتیاط دودھ پینے تک تو بہت ہی ہے۔ پھر بھی چودہ پندرہ برس کی عمر تک خیال رکھو۔ اور دودھ پیتے بچہ کے علاج میں دودھ پلائی کو پرہیز رکھنے کی بہت ضرورت ہے اور جب تک بچہ بارہ برس کا نہ ہو جائے۔ فصد ہرگز نہ لیں ہاں اگر بہت ہی لاچاری ہو تو بھری سینگیاں لگالیں۔

سوکھا: اس میں بچے کو پیاس بہت لگتی ہے اور تالو کی حرکت موقوف ہو جاتی ہے اور دم بدم سوکھتا چلا جاتا ہے۔ اخیر میں کھانسی بھی ہو جاتی ہے اور دست آنے لگتے ہیں۔ علاج یہ ہے کہ کدو یعنی لوکی یا خرفہ دو تولہ کچل کر روغن گل ملا کر ٹکیا بنا کر سر پر رکھیں۔ جب گرم ہو جاوے بدل دیں۔ اور دو ماشہ تخم خرفہ اور تخم کاسنی گاؤزبان کے عرق میں پیس کر چھان کر ایک تولہ شربت انار شیریں ملا کر چار چار رتی طباشیر اور زہر مہرہ دو تولہ عرق بید مشک میں گھس کر ملا کر پلائیں اور اگر دست آتے ہیں تو تخم خرفہ اور تخم کاسنی کو ذرا بھون کر پیسیں اور اگر کھانسی ہو تو دو ماشہ ملٹھی کے ساتھ پیس دیں۔ اور ہاتھ پاؤں پر ہر روز مہندی لگانا اور ٹھنڈے پانی سے دھونا بھی مفید ہے اگر بچہ دودھ پیتا ہے تو دودھ پلائی کو ٹھنڈی غذا دیں۔ جیسے کدو، ترئی، پالک، کھیرا، آشجو وغیرہ اور اس کو بھی ٹھنڈی دوائیں پلائیں اور اگر بچہ دودھ نہ پیتا ہو تو اس کے لئے سب سے بہتر غذا آش جو ہے۔ اور جب دست ہوں تو کھچڑی یا ساگودانہ دیں۔

بچہ کا بہت رونا اور نہ سونا

اگر کہیں درد یا تکلیف ہے تو اس کا علاج کریں نہیں تو یہ دوا دیں۔ چرونجی، خشخاش سفید، خشخاش سیاہ، السی، تخم خرفہ، تخم کاہو، انیسون، سونف، زیرہ سیاہ، سب کو چھ چھ ماشہ لے کر کوٹ چھان کر قند سفید پانچ تولہ کا قوام کر کے یہ دوائیں ملا لیں۔ دو ماشہ سے سات ماشہ تک خوراک ہے۔ اس سے بڑوں کو بھی خوب نیند آتی ہے۔ البتہ جس بچے کو ام الصبیان کا دورہ پڑتا ہے اس کو نہ دیں۔ کسی بچے کو افیون نہ دیں۔ اخیر میں بہت نقصان لاتی ہے۔ افیون کی جگہ یہی دوا دیں۔

کان کا درد: اس کی پہچان یہ ہے کہ بچہ بہت روئے اور کوئی ظاہری سبب معلوم نہ ہو اور بار بار اپنا ہاتھ کان کی طرف لے جائے اور جب اس کے کان پر نرمی سے ہاتھ پھیریں تو آرام پائے اس کے لئے یہ دوائیں مفید ہیں۔

فائدہ: کان میں دوا ہمیشہ نیم گرم ڈالو اور بچوں کے کان میں بہت تیز دوا نہ ڈالو۔ بہرہ ہونے کا ڈر ہے۔

کان بہنا: باہر کی کسی دوا سے اس کا روک دینا اچھا نہیں البتہ کھانے کی اس دوا سے دماغ کو طاقت دینا اور رطوبت کو خشک کرنا چاہئے۔ ایک چاول مونگہ کا کشتہ چھ ماشہ اطریفل کشنیزی یا اطریفل زمانی میں ملا کر سوتے وقت ایک سال تک کھلائیں وار ہفتہ میں ایک دو دن ناغے کر دیا کریں اور باہر سے اس دوا سے کان صاف کریں نیم کے پانی سے کان دھوئیں۔

آنکھ دکھنا: زیرہ اور اخروٹ کی گری برابر لے کر باریک پیس لیں ذرا سامنہ کا لعاب ملا کر پھر پیسیں کہ مرہم سا ہو جائے۔ پھر ذرا سا دودھ بکری یا گائے کا ملا کر آنکھ کے اوپر لیپ کریں اور گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد بدل دیں اور جو علاج بڑوں کی آنکھ دکھنے کے بیان میں لکھے گئے ہیں وہ بھی بچوں کو فائدہ دیتے ہیں اور اگر آنکھ دکھ جانے کے بعد چالیس روز تک یہ دوا کھلائیں تو امید ہے کہ آئندہ بالکل آنکھ دکھنے سے امن ہو جائے گا۔ کالی مرچ پانچ عدد، مصری ایک تولہ، بادام پانچ دانہ پیس کے دو تولہ گائے کے مکھن میں ملا کر ہر روز چٹائیں۔

دواء اور پرہیز
آنکھوں کی بیماریاں

آنکھیں انسانی بدن کے اعضائے شریفہ میں شامل ہیں۔ یہ نور بصارت کی اس عظیم نعمت سے فیض یاب ہیں جس کا کوئی جواب دنیا میں نہیں ملتا۔ ایوان جسم کے ان نورانی دریچوں کی حفاظت کے لئے مطب سلمانی کی ادویات ملاحظہ کرنے سے پیشتر امراض کو آنکھوں سے دور رکھنے کے لئے ذیل کی مفید تدابیر ملاحظہ فرمائیں۔

مفید تدابیر

☆ چلتے وقت نگاہ کو جہاں تک ممکن ہو سکے فضا میں دور تک پھینکیں۔
☆ ناکافی روشنی میں اور مسلسل مطالعہ سے پرہیز کریں۔
☆ آنکھوں پر رات کی نیند کبھی حرام نہ کریں خصوصاً سینما ہالوں کے مہلک اندھیرے اجالوں سے بچیں۔
☆ صبح بیدار ہوں تو سب سے پہلے آنکھوں کو اچھی طرح دھوئیں
☆ بلاضرورت بھی چشمہ نہ لگائیں جنسی بداعتدالیوں سے بچیں۔
☆ مسواک کرتے وقت تالو کو بھی خوب صاف کریں۔
☆ علی الصبح باغ یا سبزہ زار کو آنکھوں کے سامنے لایا کریں۔شیریں اور صاف پانی کے تالاب میں غوطہ لگا کر آنکھیں کھول دینا بفضلہ نگروں سے محفوظ رکھتا ہے۔
☆ نہاتے وقت آنکھوں پر سرد پانی کے چھینٹے مارنا اور سرد پانی سے آنکھوں کو ٹکور کرنا مفید اثرات کا حامل ہے۔

سینے کی بیماریاں

سینہ کے صندوق میں انسانی جسم کی ایک نہایت ہی قیمتی شے مقفل رہتی ہے اور یہ ہیں پھیپھڑے۔پھیپھڑوں کا صحیح و سالم رہنا وجود انسان کی بقاء کی لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا مچھلی کے لئے پانی ماؤف پھیپھڑوں کی صحت کے لئے مطب سلمانی کی کوششیں آگے ملاحظہ ہوں۔اس سے قبل وہ تدابیر درج ہیں جنہیں انسان حفظ ماتقدم کے طور پر اختیار کرے تو وہ پھیپھڑوں کے مہلک امراض سے بفضلہ محفوظ رہ سکتا ہے۔یہ تدابیر مریض اصحاب کے لئے بھی مفید ہیں۔
☆ روزانہ صبح کی سیر اور ہلکی سی ورزش کو اپنا معمول بنائیں اور دوران سیر کھلی فضاؤں میں جا کر خوب گہرے گہرے سانس لیں۔
☆ بیس سال کی عمر سے پہلے شادی نہ کرائیں ورنہ ایسی شادی عموماً خانہ بربادی کا موجب ہوتی ہے۔
☆ دودھ، دہی، مکھن اور تازہ پھلوں کو حتی المقدور خوب کھائیں اور اس کے برعکس چٹخارہ دار اشیاء سے کامل پرہیز رکھیں۔
☆ لکھنے پڑھنے یا چلنے پھرنے کے دوران میں اپنی کمر کو ہمیشہ سیدھا رکھیں یہ پھیپھڑوں کی تقویت کا موجب ہوگا۔
☆ لکھنے، پڑھنے یا چلنے پھرنے یا مشقت کرنے کے کام میں لگاتار منہمک رہنا بڑا نقصان دہ ہے۔لازم ہے کہ کام کے دوران میں چند منٹ رک کر گہرے گہرے سانس لیتے رہیں۔اس سے انتشار طبع دور ہو کر پھیپھڑے تازہ دم ہو جائیں گے۔

دل کی بیماریاں

☆ قصہ دار و رسن بازی طفلاں نہ دل......اور جب دل کا پانسہ پلٹ جائے تو پھر زندگی کی بازی ہر جاتی ہے۔
☆ جسم انسانی کے اعضائے رئیسہ کے اس شہنشاہ یعنی "دل" کی صحت و تقویت برقرار رکھنے کے لئے مطب سلمانی کے ذرائع ملاحظہ ہوں۔
☆ ابتداءً اس ضمن میں ذیل کے نقاط دیکھ لیجیے
☆ امراض قلب عموماً ورزش، رنج، مسرت، خوف وغیرہ کی زیادتی کے سبب پیدا ہوتے ہیں ان سے بچئے۔
☆ تمباکو، چائے یا کافی کی زیادتی، استعمال اور شراب نوشی سے کلیتہ بچتے رہنا چاہیئے یہ سب دشمن قلب اشیاء ہیں۔
☆ کثرت مطالعہ سخت ذہنی مشقت اور کثرت مباشرت سے بھی آخر کار امراض قلب کا موجب بنا کرتے ہیں۔
☆ خفقان یا اختلاج قلب کے حملہ کے وقت مریض کو مکمل ذہنی و جسمانی سکون دیں اور بہترین مفرح و خوشبودار اشیاء کھلائیں اور پلائیں۔
☆ دورہ کے وقت اگر زور سے سانس روک لیا جائے یا سر گھٹنوں کے درمیان جھکا دیا جائے یا آنکھ کے ڈیلوں کو دابا جائے تو عموماً دورہ ختم ہو جایا کرتا ہے۔

معدہ کی بیماریاں

معدہ جسم انسانی میں مشکیزہ کی شکل کا وہ عضو ہے جس سے انسان کی صحت کی کھیتی سیراب ہوتی ہے۔معدہ کی صحت سے غفلت برتے تو خود قدرت انسانی جسم کی نشو نما سے غفلت برتنے رکھتی ہے اور نتیجۃً تمام اعضائے بدن معطل اور بے کار ہو کر رہ جاتے ہیں۔معدہ کو تندرست رکھنے کے لئے چند حکیمانہ نکات ملاحظہ ہوں۔
☆ کھانا ہمیشہ بھوک لگنے پر کھائیں اور تھوڑی سی بھوک باقی ہونے پر کھانے سے ہاتھ کھینچ لیں۔
☆ طبیعت کی کسلمندی کے وقت غذا بہت تھوڑی مقدار میں اور لطیف کھائیں۔
☆ لیمن، سوڈا اور برف کی عادت کبھی نہ ڈالیں۔
☆ ایک وقت میں ایک ہی سالن کھائیں۔
☆ عین وقت مقررہ پر کھانا کھائیں۔
☆ چٹنی اور چٹپٹے کھانے بہت کم کھائیں۔
☆ کھانا ہمیشہ چبا چبا کر کھائیں۔
☆ پانی پیتے وقت پانی کو ایک ایک گھونٹ کر کے آہستہ آہستہ پئیں
☆ روٹی ہمیشہ بلا چھانے کے آٹے کی کھائیں۔
☆ سرکہ کا ہفتہ میں ایک دوبار استعمال امراض معدہ سے بچاؤ ہے

جگر اور تلی کی بیماریاں

جگر کیا ہے؟ گویا انسانی بدن کی ایک قدرتی خون ساز مشین ہے۔ جب یہ مشین بگڑ جائے تو جسم انسانی کی کھیتی سوکھ کر ویران ہونے لگتی ہے۔ قدیم اور جدید حکماء برسوں کی تحقیقات کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اگر جگر میں بگاڑ پیدا ہو جائے اور اس بگاڑ کے اصلاح کی کوشش نہ کی جائے تو انسان کی صحت وتندرستی کا گلشن خزاں زدہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ ذیل میں ہم چند ہدایات پیش کرتے ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہونے سے انسان امراض جگر میں مبتلا ہونے سے بچا رہتا ہے۔

چند ہدایات

☆ دواؤں اور غذاؤں کا بہت زیادہ استعمال جگر میں خرابی پیدا کر کے استسقے میں مبتلا کر دیتا ہے۔

☆ چکنی چیزوں کے استعمال سے جگر میں سدہ پیدا ہو جاتا ہے۔

☆ کڑوی ادویات اور خوشبودار اشیاء جگر کو مفید ہیں۔

☆ ورم جگر کے دوران میں اسہال شروع نہیں ہونے چاہیئے۔

☆ تلی معدہ کا خادم ہے اور یہ عضو جس قدر چھوٹا ہو گا اتنا ہی بدن فربہ اور مضبوط ہو گا۔ اس کا بڑھ جانا صحت گھٹ جانے کے مترادف ہے

اضافہ تلی کا بلا دوا علاج

☆ کھانا کھاتے اور پانی پیتے وقت طحال کو ہاتھ دبا لیا جائے۔

☆ قضائے حاجت کے وقت بائیں پاؤں کے نیچے ڈھیلا رکھ کر اوپر زور دیا کریں۔

☆ ان دونوں ترکیبوں کے ذریعے چند ہی روز میں بڑھتی ہوئی تلی درست ہو جائے گی

آنتوں کی بیماریاں

انتڑیاں ہماری ہضم شدہ غذا کے فضلے کا ذریعہ اخراج ہے۔ اس فضلہ کا انتڑیوں میں پڑا رہنا انسانی صحت کو تباہ کرنے کے لئے کافی ہو گا لہٰذا معدہ اور انتڑیوں کی صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ اس مقصد کے لئے تقریباً انہی ہدایات کی پابندی کریں جن کا ذکر پیشتر ازیں معدہ کی بیماریوں کے تحت کیا جا چکا ہے یعنی:

ہدایات:

☆ کھانا کامل بھوک لگنے پر کھائیں۔ اور کچھ بھوک رکھ کر کھانے سے ہاتھ اٹھا لیں۔

☆ طبیعت کی کسلمندی کے وقت ثقیل غذا ہرگز نہ کھائیں۔

☆ برف نوشی کی مسلسل عادت نہ ڈالیں۔

☆ ایک وقت میں ایک ہی سالن کھائیں

☆ کھانا ہمیشہ وقت مقررہ پر کھائیں۔

☆ پاخانہ کبھی نہ روکیں۔ یہ امر صحت کے لئے تباہ کن ہو گا۔

☆ جلاب متواتر اور زیادہ نہ لیں اس کی وجہ سے انتڑیاں کمزور ہو جاتی ہیں۔

مردوں کی خاص بیماریاں

زوجین کی باہمی محبت ایک قدرتی تقاضا ہے۔ لیکن ہوس اور حیوانیت کی کثافتوں سے پر مسرت زندگی میں تباہی نمودار ہو جاتی ہے۔ جریان احتلام اور ضعف باہ جیسے خوفناک امراض اس تباہی کی مختلف شکلیں ہیں۔ ان امراض کا علاج بہت مشکل کام ہے۔ کیونکہ ایسے مریض اپنی مخصوص افتاد کی وجہ سے نفسیاتی لحاظ سے معالج کی تدریج کا ساتھ نہیں دیتے اور ہر وقت ہتھیلی پر سرسوں جمانے کے مشتاق رہتے ہیں۔ لہٰذا دوائیں پیش کرنے سے پہلے ہم مریض حضرات کے لئے چند ہدایات عرض کرنا چاہتے ہیں۔

☆ معالج کو اپنی تمام شکایات بلا کم وکاست اور بلا تکلف وشرم بیان کر دینی چاہئیں۔

☆ سالہا سال کی بے اعتدالیوں سے پیدا شدہ مرض دو چار ہفتوں میں ہرگز زائل نہیں ہو سکتا اس کے لئے مستقل مزاجی کے ساتھ مہینوں کے علاج کی ضرورت ہے۔

☆ تمام خلاف وضع فطری افعال (جلق، اغلام، اور کثرت مباشرت) سے عمر بھر کے لئے توبہ کر لینا ضروری ہے ورنہ کبھی شفاء نہ ہو گی۔ خواہ دنیا کی قیمتی سے قیمتی اور مؤثر سے مؤثر دوائیں کیوں نہ استعمال کی جائیں۔

☆ ازدواجی مسرت وگلشن پر نفس پرستی کی باد سموم چلا کر اپنے اور اپنے بچوں کے لئے ویرانیاں پیدا نہ کیجئے۔

☆ آوارگی نفس کی گھناؤنی بے حیائی کی بجائے شادیکی روح نوازیوں کو مطمع نظر بنایئے۔

عورتوں کی بیماریاں

''وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ''! ''عورت کے بغیر انسان کامل ایماندار بھی نہیں بن سکتا''۔ ''عورت گھر کی زینت وزیبائش ہے۔'' یہ حقائق کس قدر اعلیٰ وارفع حیثیت رکھتے ہیں۔ طبی نقطہ نگاہ سے بھی عورت بڑے بلند مقام کی مالک ہے۔ کیونکہ فطرت نے اسے تولید نسل انسانی کا عظیم الشان کام سپرد کر رکھا ہے۔ اندریں حالات عورتوں کی صحت سے اغماض برتنا ایک نہایت ہی ناقابل معافی جرم ہو گا۔ ذمہ دار مردوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی اور اپنی مستورات کی صحت کا خاص خیال رکھیں۔ اس مقصد کے لئے ذیل کی ہدایات کی پابندی کیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں کی دعا مقبول ہوتی ہے' والد' مسافر اور مظلوم۔ (ابوداؤد)

چند مفید ہدایات

مخصوص امراض نسوانی (خواہ کوئی مرض کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو) علاج فوری طور پر ہونا چاہیے۔

☆ دوران حمل میں لباس ڈھیلا ڈھالا، غذا سادہ اور ہلکی اور ناشتہ پھلوں کے رس سے ہونا چاہیے۔

☆ ہر نوجوان عورت کے لئے مناسب ورزش ضروری ہے۔ اس مقصد کے لئے روزانہ چکی پیسنا نہایت مفید نتائج پیدا کرے گا۔

☆ عورتوں کے لئے دلی مسرت، کھلی اور صاف ہوا، جسمانی صفائی، محنت اور مشقت اور خانگی انتظامات اصل ذریعہ صحت ہیں۔

☆ عورتوں کو پیشاب یا پاخانہ کی حاجت کو کبھی نہیں روکنا چاہیے

بچوں کی بیماریاں

ننھے بچے گویا ماں باپ کے لئے فردوسی کھلونے اور روحانی مسرتوں کا ذریعہ ہیں۔ یہ بے زبان معصوم جب بیمار ہو جائیں تو محبت کے مارے والدین پریشان ہو جاتے ہیں۔ آیئے آپ کو علاج بچگان کے متعلق کچھ ضروری باتیں بتلائیں۔

☆ بچوں کے اکثر ناگہانی امراض محض غذا اور لباس کے پرہیز سے دور ہو جاتے ہیں۔

☆ بچوں کو کبھی تیز ادویات نہ دینی چاہئیں۔

☆ بچے کو بطور حفظ ماتقدم ہفتہ میں ایک بار کیسٹرائیل کا ایک چمچہ پلا دینا چاہیے۔

☆ بچے کے جسم کو صاف رکھنا اسے ڈھیلے لباس پہنانا اور اس کی غذا کا لحاظ رکھنا اس کی صحت کا ضامن ہوگا۔

امراض بچگان کی علامات

☆ اگر بچہ بار بار روئے اور پاؤں کو ملے تو اسے چمونوں کی شکایت ہوگی۔

☆ اگر بچہ روتے روتے کانوں کی طرف ہاتھ لے جائے تو اسے کان درد ہوگا۔

☆ زبان پر میل جمی ہو تو قبض اور بدہضمی کی علامت ہوگی۔

☆ بخار تنفس کی تیزی نتھنوں کا پھولنا پسلی میں گڑھا پڑنا نمونیہ کی علامت ہوگی۔

☆ بچہ چلا کر روئے اس کی پیشانی پر بل پڑیں۔ تو پیٹ درد ہوگا۔

☆ بچوں کو سلانے کے لئے افیون یا کسی نشی چیز کی عادت کبھی نہ ڈالیں

غذا اور پرہیز

ذیل میں چند ایسی غذاؤں کی فہرست درج کی جاتی ہے جو متعلقہ امراض میں مفید یا مضر پڑتی ہیں۔ اس فہرست میں صرف انہی اشیاء کا ذکر کیا گیا ہے جو ہمارے ہاں عام طور پر مستعمل ہیں۔ ان کے علاوہ اور کسی شے کی ماہیت کے بارے میں مشورہ مطلوب ہو تو کسی قابل طبیب سے مشورہ فرمالیں۔

ضعف دماغ کے لئے

مفید غذائیں: مکھن، بالائی، بکری کا دودھ (خصوصاً بکری کو مغزیات کھلا کر حاصل کردہ دودھ)، بکری کا بھیجا، بادام شیریں (چھلے ہوئے) خشخاش، ناریل (کھوپہ) اور دوسرے تمام مغزیات دھنیہ، سونف، سیب، انڈہ، مرغی، جو اور چاول۔

مضر غذائیں: بینگن، اور تمام ترش اشیاء علاوہ ازیں رات کی کم خوابی کھانے کے فوراً بعد دماغی کام اور کثرت مباشرت۔

امراض چشم

مفید غذائیں پیاز، سونف، شلجم

مضر غذائیں تمام ترش قابض اشیاء

دل کی بیماریوں کے لئے

مفید غذائیں: جو، الائچی خورد، بادام شیریں چھلے ہوئے، پستہ، منقہ، کشمش آم شیریں، انگور، سنگترہ شیریں، مالٹا، سیب، شہتوت شیریں، بہی، شلجم، کدو لانبا، پالک، خرفہ کا ساگ، تندرست گائے اور بکری کا دودھ، بالائی۔

مضر غذائیں: ادرک، بھنڈی، بینگن، چائے، کریلا، گوبھی، مسور، اس کے علاوہ ہر قسم کی گرم و ثقیل اشیاء۔

سینہ اور پھیپھڑوں کے امراض کے لئے

مفید غذائیں: پالک، پیٹھا، پیلو تندرست بکری اور گائے کا دودھ ابلے ہوئے انڈے کی زردی شہد میں ملا کر دوران نمونیا دیں

مضر غذائیں: آلو بخارہ، برف، چھاچھ، ترش، لیموں اور دوسری تمام ترش اشیاء۔

تلی و جگر کی بیماریاں

مفید غذائیں: انجیر، جامن، ناشپاتی، پیٹھا، شلجم، مولی اور اونٹنی کا دودھ

مضر غذائیں: تیز مرچ مصالحہ، گھی اور تمام مرغن اشیاء

معدہ کے امراض کے لئے

مفید غذائیں: باجرہ، ماش، مسور، پالک پیٹھا، پیلو، خرفہ کا ساگ، شلجم، کدو لانبا، گنا، انار، امرود، (نرم و گداز) سونف، الائچی کلاں، کالی مرچ، انڈا نیم برشت اور تھوڑی مقدار میں چائے

مضر غذائیں: جوار، چنا، آلو بھنڈی، بینگن، پیاز، توری، کدو، گول

سیب، کیلا، سخت ناشپاتی اور برف۔

آنتوں کی بیماریاں

مفید غذائیں: انار شیریں (خصوصاً اسہال اور پیچش کے لئے) بہی، بھیڑ کا دودھ، دہی میٹھا۔

مضر غذائیں: باجرہ، کچنار، اور تمام ثقیل اور مضر معدہ غذائیں

امراض ریح

مفید غذائیں: مونگ، بکری کا دودھ، بکری، مرغی، بٹیر، تیتر، اور تیتر کا شوربہ، خربوزہ (تھوڑی مقدار میں) پالک، کدو لانبا، گندل کا ساگ، خرفہ کا ساگ، شلجم۔

مضر غذائیں: باجرہ، ماش، چنا، موٹھ، گوبھی ہر قسم، مولی، مٹر، کچنار، بینگن، گول کدو، کریلا، کھیرا، کیلا، گاجر، سیب، ناشپاتی، بیر، بڑا گوشت، خالی گوشت اور بھینس کا دودھ۔

امراض جلد وخون

مفید غذائیں: انگور، بیر (تھوڑی مقدار میں) شہتوت، شلجم، مولی، گھی، بیسنی روٹی، چاول۔

مضر غذائیں: سرخ مرچ، بڑا گوشت، بینگن اور تمام گرم وترش اشیاء۔

صفراوی بخار

مفید غذائیں: مونگ، جو، چھاچھ، کدو، پالک، کھیرا، گاجر، سکنجبین لیموں، آلو بخارا، آم (تھوڑی مقدار) ساگو دانہ، جامن، فالسہ، تربوز، (اس کے ہمراہ چاول بھی نہ کھائیں)

مضر غذائیں: ادرک، چنا، گیہوں، اور دوسری تمام ثقیل اور دیر ہضم اشیاء۔

ضعف باہ وضعف اعصاب

مفید غذائیں: اخروٹ، پستہ، چلغوزہ، چھوہارا، کھجور، تل، بادام شیریں (مقشر) سیب، آم، انگور، کیلا، لہسوڑے، (جریان واحتلام کے لئے) چنا، پیاز، پیٹھا، بھنڈی، شلجم، لانبا کدو، اور بھیڑ کا دودھ۔

مضر غذائیں: افیون، برف، آلو، بھنڈی، بینگن، توری، گوبھی، لیموں، اور تمام ترش اشیاء، زیادہ ٹھنڈی اشیاء۔

علاوہ ازیں: تمام نفسانی محرکات مثلاً فحش خیالات وکثرت مباشرت

غذائیں جو ایک ساتھ نہ کھانی چاہئیں

دہی کو تیز گرم روٹی یا پلاؤ کے ساتھ کھانا مضر ہے۔ دودھ کے ساتھ کانجی، سرکہ، امرود، گوشت، مچھلی، املی، ککڑی، تربوز، لیموں، جامن کھانا مضر ہے۔ مچھلی اور شہد ایک وقت میں کھانا مضر ہے۔ چاول اور سرکہ کا ایک ساتھ کھانا، خربوزہ اور دہی کا ایک ساتھ کھانا مضر ہے۔

چند مفید باتیں

☆ پر معدہ ہو کر نہ کھائیں۔ (حدیث شریف)

☆ کم کھانا حکیم کے نہ جانا

☆ جینے کے لئے کھاؤ، کھانے کے لئے نہ جیو۔

☆ کھانا خوب چبا چبا کر کھائیں۔ دانتوں کا کام معدے سے نہ لیں۔ پیٹ کی بہت سی بیماریوں سے بچت رہے گی۔

چند مفید طبی چٹکلے

☆ہچکی روکنے کے لئے پسی ہوئی عمدہ تنک چھکنی کی نسوار دیں بیحد مفید ہے۔

☆ ہیضے میں پوست الائچی خورد چار تولہ سیر بھر پانی میں جوش دے کر دو دو تولہ پلائیں فائدہ ہوگا۔

☆ رکا ہوا پیشاب جاری کرنے کے لئے مریض کو گرم پانی سے بھرے ٹب میں بٹھا دیں۔

☆ پیچش میں مسنون تخم بارتنگ چھ ماشہ گائے کی چھاچھ کے ساتھ دیں انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔

☆ ہر روز نہار منہ باسی پانی پینا قبض کے لئے مفید ہے۔

☆ یرقان میں گنے کی گنڈیری کثرت سے چوسیں نہایت مفید ہے

☆ درد گردہ میں مولی کا تازہ پانی مصری ملا کر پینا مفید ہے۔

☆لرزہ روکنے کے لئے پانچ رتی نوشادر بیری کے پتے میں لپیٹ کر کھلا دیں۔

☆ افیون کے زہر کے لئے بنولہ کی گریاں گھوٹ کر پلانا مفید ہے

☆ دورہ مرگی روکنے کے لئے پسی ہوئی رائی سونگھائیں۔ جلد ہوش آ جائے گا۔ (انشاء اللہ)

☆ دارچینی کی تھوڑی تھوڑی مقدار دن میں تین چار بار چبانا قوت حافظہ بڑھاتا ہے۔

☆ دردسر میں قبض کشائی عموماً مفید رہتی ہے۔

☆ضعف دماغ کے لئے زردی بیضاء مرغ دودھ میں پھینٹ کر پینا مفید ہے۔

☆خناق میں مغز املتاس کو گرم پانی میں حل کر کے غرارے کرنا مفید ہے۔

☆ تخم بہ دانہ منہ میں ڈال کر چوسنا کھانسی کے لئے مفید ہے۔

نسخہ نمک سلیمانی

نام دوا: وزن ہندسوں میں

نمک لاہوری: ۵۷ تولہ ۶ ماشہ

نمک سانبھر: ۸ تولہ ۳ ماشہ

نوشادر: ۸ تولہ ۳ ماشہ

تخم کرفس: ۲تولہ ۱۱ماشہ
ہینگ: ۱۰تولہ ۴رتی
زیرہ سیاہ (سرکے میں بھگویا ہوا): ۱۰ماشہ ۴رتی
دارچینی قلمی: ۷ماشہ
حب القرطم: ۷ماشہ
مرچ سیاہ: ۲۱ماشہ
مرچ سفید (دکھنی مرچ): ۲۱ماشہ
اذخر (یعنی مرچیا گند): ۱۹ماشہ ۲رتی
افتیمون ولائیتی: ۱۰ماشہ ۴رتی
سونٹھ: ۷ماشہ
انیسون رومی: ۷ماشہ
ملٹھی: ۷ماشہ
زیرہ سفید: ۱۰ماشہ ۴رتی
سوڈا بائی کارب: ۵تولہ ۶ماشہ
ایسڈ ٹاٹری: ۵تولہ ۶ماشہ

ترکیب: نمک لاہوری کے ٹکڑے کرکے ایک مٹی کے برتن میں رکھ کر گرم تنور میں رکھ دیں۔ جب تنور کی آگ سرد ہو جائے تو نکال لیں اور کوٹ لیں اور ہر دوا کو الگ الگ کوٹ کر وزن کے موافق تول کر ملا لیں اور سبز رنگ کی بوتل میں رکھ کر چند روز جو میں دفن کر دیں اور اگر بلا دفن کئے بھی کام میں لاویں تو کچھ حرج نہیں۔ خوراک ایک ماشہ، کھیرے ککڑی وغیرہ کو اس کے ساتھ کھاویں تو نقصان نہ ہو

گولی ہاضم: نمک سیاہ اور مرچ سیاہ اور آکھے کے سربند پھول جو کھلے نہ ہوں اور خشک پودینہ ان سب کو ایک ایک تولہ لے کر خوب کوٹ چھان کر عناب کی برابر گولیاں بنالیں۔ اور کھانے کے بعد ایک گولی کھا لیا کریں۔ اور ہیضہ کے دنوں میں ہر روز ایک گولی نہار منہ کھا لیا کریں تو بہت مفید ہے۔

مسہل کا بیان

فائدہ: بدون کسی حکیم کی رائے کے مسہل ہرگز مت لو

فائدہ: مسہل میں املتاس کو جوش نہ دو

فائدہ: املتاس کے ساتھ بادام یا کوئی چکنی چیز ملا لیں تاکہ انتڑیوں میں پیچ نہ کرے۔

فائدہ: اگر مسہل میں سنا ہو تو اسکو گھی سے چکنا کرکے بھگو ورنہ پیٹ میں پیچ ہوگا۔

فائدہ: مسہل لے کر سوؤ مت۔ ورنہ دست نہ آویں گے اور نقصان ہوگا۔

حکمت کے انمول نسخے

(حضرت حکیم الامت کی پاکٹ سے نسخہ داد مجرب)

گندھک، مٹی کا تیل، گندھک کو باریک کرکے مٹی کے تیل میں ملا کر داد پر ملتے ہی ملتے داد ہمیشہ کو جاتا رہتا ہے۔ لیکن لگتا بہت ہے۔ اس لئے اعضاء رئیسہ مثل دماغ وغیرہ پر اس کا استعمال نہ کریں۔ دوسرے اعضاء پر استعمال کریں۔ بعد استعمال فوراً مٹی کے تیل سے اس عضو کو دھو ڈالیں۔ پھر اس کی تیزی محسوس نہ ہوگی۔

نسخہ دردسر ہر قسم کو مفید ہے مجرب: بادیاں، گل اسطوخدوس ۱۶، کشنیز خشک ۲، فلفل سیاہ ۱، مغز بادام شیریں ۵ عدد، باریک سائیدہ نبات سفید، آمیختہ سفوف سازند ایک تولہ، مقدار خوراک تولہ۔

برائے جریان: یہ نسخہ قوت باہ کو مفید اور جریان کے لئے بے حد مفید ہے۔ اگرچہ جریان دس بارہ سال سے ہو۔

موسلی سفید ۶، تالمکھانہ ۶، سمندر سوکھ ۶، سروالی ۶، پوست چھال مولسری ۶، چھال سینبھل ۶، گوند سینبھل ۶، تخم اوٹنگن ۶، لہسوڑہ ۶، برم ڈنڈی ۶، بہوپھلی تج ۶، میدہ ۶، لکڑی ۶، پھلی ببول ۲ تولہ، گوکھرو ۲ تولہ، کوفتہ بختہ دو چند نبات سفید آمیختہ سفوف سازند مقدار خوراک تولہ۔ ہمراہ شیر گاؤ۔

دیگر نسخہ جریان مجرب: یہ نسخہ جریان کے لئے مجرب ہے۔ اور مادہ تولید از سرنو پیدا کرتا ہے۔ لیکن یہ دونوں نسخے جریان کے قبض کرتے ہیں اس واسطے حب ثلاثہ کو ضرور اس کے ہمراہ استعمال کریں۔ نسخہ حب ثلاثہ آگے مذکور ہوتا ہے۔ تخم املی خستہ کو لے کر چھاچھ میں بھگو دیں اور جس برتن میں بھگوئیں اس میں املی کے وزن سے دو چند وزن کا لوہا ڈال دیں۔ اس طریقہ خاص پر وہ تخم دس گیارہ روز میں پھٹ جاویں گے ان کو خوب صاف کریں اور سایہ میں ذرا خشک کرکے کوٹ لیں۔ جب کسی قدر کٹ جاوے پھر دھوپ میں بالکل خشک کرکے باریک کرلیں۔ اور تخم املی کے وزن سے دو چند کھانڈ سفید ملاویں۔ اور صبح کو ہمراہ شیر گاؤ بمقدار ۹ ماشہ استعمال کریں۔ ۲۱ روز کے استعمال سے عمر بھر کی شکایت رفع ہو جائے گی۔ ان دونوں نسخوں کے ہمراہ صبح وشام حبوب ثلاثہ دو عدد بعد طعام ضرور کھاویں۔ تاکہ قبض نہ ہو

حب ثلاثہ: علاوہ قبض کے یہ گولیاں رطوبت معدہ و درد قولنج و رطوبت اعصاب وغیرہ کو بھی مفید ثابت ہوئی ہیں۔

نسخہ حب ثلاثہ یہ ہے۔ صبر......، ساذج ہندی در لعاب گھیکوار باریک سائیدہ حبوب بقدر نخود سازند ۷ عدد، اگر لعاب گھیکوار زیادہ ہو جاوے تو دھوپ میں رکھ کر خشک کرلیویں لیکن سات عدد سے کم نہ کریں۔ بعد خشک ہونے کے حبوب بناویں۔

حبوب مقوی باہ وممسک: یہ نسخہ قوۃ باہ وامساک دائمی پیدا کرتا ہے۔ جریان والوں کو بوجہ جریان، کے امساک نہیں رہتا۔ اس لئے کم از کم اکیس روز اس کو کھاویں۔ اگر تندرست آدمی بھی اس کو استعمال کرے تو قوت دیتا ہے اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی قوم زکوٰۃ لاتی آپ فرماتے اے اللہ آل فلاں پر رحمت بھیج (مسلم)

خون پیدا کرتا ہے اس میں کسی قسم کا ضرر نہیں۔ نسخہ حبوب ممسک یہ ہے۔ کہ سلاجیت.....تولہ، اصلی کشتہ قلعی آمیختہ تولہ، حبوب بقدر دانہ مسور سازند اور ایک یا دو گولی صبح وشام ہمراہ دودھ یا آب تازہ استعمال کریں۔ مجرب ہے۔

طلا مقوی باہ: سم الفار ایک تولہ، زردی بیضہ مرغ ایک عدد، روغن چنبیلی......زعفران تولہ، بیر بوٹی دو تولہ، کیچوا تین تولہ، اول سم الفار اور زردی بیضہ مرغ کو روغن چنبیلی میں ڈال کر کھرل کریں۔ پھر زعفران بیر بوٹی کیچوا کو ڈال کر کھرل کریں پھر بطریق معروف طلاء بناویں۔

حب الشفاء عظیم النفع: درد کہنہ و درد گرم و سرد و جمیع علل حارہ و باردہ و تپ مزمنہ کو مفید ہے۔ تپ میں نوبت سے قبل کھلائیں۔ اور نسخہ درد مفاصل وقولنج کو مجرب ہے۔ اس کی مداومت عمر طبعی کو پہنچاوے اور افیون کی عادت کو چھڑوا دے۔ تخم جوز ماثل ۷۰ تولہ، زنجبیل ۱۴ تولہ صمغ عربی ۷ تولہ ہر ایک را علیحدہ علیحدہ باریک سائیدہ آب آمیختہ حبوب بقدر دانہ مسور سازند

سفوف موتی جھارا کو مفید ہے

مروارید ۲، ورق طلاء ۲، ورق نقرہ ۲، باریک سائیدہ سفوف سازند، خوراک ۲ چاول

طلا درازی ذکر: زفت ۲، عقر قرحا تولہ، چربی گردبز تولہ، مغز ساق گاؤ تولہ، باہم آمیختہ طلا سازند، ذکر کو اول کسی موٹے کپڑے سے ملیں۔ اور پھر اس کو لگاویں۔

سگ گزیدہ کا علاج: تین روز تک ببول یعنی کیکر کے پتوں کا عرق پلاویں۔ اور نمک و دہی چاول و کھویا وغیرہ سے پرہیز کریں۔ اس کے پلانے سے قے آتی ہے۔ اگر شدت سے قے آنے لگے تب ایک دو چمچہ دہی کا دیں اس سے زیادہ نہ دیں۔ مجرب ہے۔

آنکھ دکھنے کی گولی: سفیدہ کاشغری ۶، صمغ عربی ۲، کتیرا ایک، باریک سائیدہ در سفیدی بیضہ مرغ ۱ عدد، حبوب بقدر مسور بستہ نگہدارد بوقت ضرور در چشم باندازد۔

دیگر پٹھانی لود، شب یمانی بریاں ۲، رسوت ۲، در آب برگ مکوہ سبز سائیدہ بر چشم ضماد و سازند بقدر ضرورت۔

حبوب بخار ہر قسم: یہ گولی ہر روز کے بخار و دو روزہ و سہ روزہ و چہار روزہ سب کو مفید ہے۔ مجرب ہے اگر بخار سے کے قبل دو گولی کھالی جاوے تو ان شاء اللہ پھر بخار ہرگز نہ چڑھے گا۔ جدوار خطائی ۳، فلفل سیاہ ۳، شب یمانی بریاں ایک، گل مغزہ ۳، نمک لاہوری ۳، مغز کرنجوہ ۲، ساق ۳، نار مشک ایک، دار فلفل ایک، رزشک ۳، بیدانہ ۳، طباشیر ایک، آب برگ گرونجہ ۴، آب برگ سرس ۴، آب برگ تاتورہ (یعنی دھتورہ) ۴، باریک سائیدہ حبوب بقدر نخود سازند۔

عقلمند اور خوبصورت بچہ پیدا ہونیکی ترکیب (خاص نسخہ)

اس نسخہ کے استعمال سے جو بچہ پیدا ہوگا خواہ لڑکا ہو یا لڑکی بہت خوبصورت اور ذہین وذکی پیدا ہوگی۔ کئی مرتبہ کا آزمودہ ہے۔ جب عورت کے حمل کو چھ ماہ ہو چکیں تو پھر ہر ماہ کی چودہ تاریخ کو رات کے وقت عورت خود گلاس یا چینی کا بہت صاف برتن لے کر چاند کی روشنی میں بیٹھ کر اس گلاس یا برتن میں عرق بید مشک ڈالے اور پھر ورق نقرہ بیس عدد کو ایک ایک کر کے ڈالے اور حل کرتی رہے۔ جب سب حل ہو جاویں تو اگر موسم گرمی کا ہو تو شربت صندل ۲ تولہ ورنہ شربت انگور ۲ تولہ ڈال کر وہیں بیٹھ کر پیوے۔ اسی طرح جب دوسرا مہینہ آوے اس کی چودہ تاریخ کو پھر تیسرے مہینہ کی چودہ تاریخ کو پیوے۔ اس مہینہ میں اگر بچہ ہوگا تو نہایت خوبصورت ذہین وذکی ہوگا ورنہ جب تک بچہ نہ ہو برابر ہر مہینے کی چودہ تاریخ کو اسی طرح چاند کی روشنی میں بیٹھ کر حل کر کے پیا کرے۔ یہ نسخہ بہت ہی مجرب ہے۔

برائے حفاظت حمل: اگر عورت مدت حمل میں اکثر گلقند آفتابی خانہ ساز ۲ تولہ، مصطگی رومی باریک ایک تولہ سائیدہ آمیختہ استعمال میں رکھے حمل کو کسی قسم کا ضرر نہ ہو۔ اور بوقت پیدائش آسانی ہو۔ اور قبض کی شکایت بھی نہ ہو۔

نسخہ بواسیر ہر قسم کو مفید: مغز تخم نیب کولی ۹، مغز تخم بکائین ۳، ہلیلہ سیاہ ۶، رسوت زرد ۶، مقل ارزق ۶، مغز تخم کرنجوہ ۶، مصطگی رومی ایک، فلفل سیاہ ایک، صبر باریک ۶، سائیدہ در لعاب گھیکوار ۳ عدد، آمیختہ حبوب بقدر نخود سازند مقدار خوراک اول ایک گولی سے شروع کریں اور تین گولی تک استعمال کر سکتے ہیں۔ صبح کے وقت ہمراہ آب تازہ یا عرق بادیان ۳ تولہ کھاویں۔

مرہم مسہ بواسیر: مردار سنگ ایک، رسوت ۶، ڈنڈی ہار سنگھار ۳ تخم بکائن ۶، سورنجان تلخ ۳، تخم گندنا ۶، سفید کاشغری ۳، باریک سائیدہ در آب یا در روغن چنبیلی، آمیختہ ضماد سازند۔

دیگر برائے بواسیر ہر قسم: پورا درخت ستیاناسی لے کر اس کو کوٹ کر باندھ لیں۔ انشاء اللہ تین روز میں بالکل شکایت رفع ہو جاوے گی۔

دیگر فقیری نسخہ مجرب: ریوند چینی کو خوب باریک پیس کر عرق برگ شہدی میں گولی بیر صحرائی کے برابر بناوے۔ صبح کو تازہ پانی سے استعمال کرے۔ بواسیر ہر قسم کو مفید ہے۔ مجرب ہے۔

برائے دفع کردن ریم از گوش: برگ بانسہ، برگ سنبھالو، برگ مدار، در روغن کنجد سوختہ دو سہ قطرہ در گوش چکانند قرحہ گوشت را از ریم پاک کند۔

حبوب امساک مجرب: دانہ تخم تمر ہندی، سہ چہار روز در آب خیسانیدہ پوست آن دور نمودہ باد و چند قند کہ سفید باشد کوفتہ مقدار نخود حب بستہ نگہدارند دو حب بوقت ضرورت بخوانند۔ اگر امساک سخت گردد آب لیمو بنوشند۔

سرمہ مقوی بصر: سرمہ سیاہ، سرمہ سفید اس کو بکرے کے گردہ کی چربی میں مجرب کر کے پلاس میں جلادیں جب اس کا دھواں بند ہو جاوے تو اس کو گلاب خالص میں بجھادیں بہت مفید ہے۔

خاص سرمہ: ایک سیاہ سانپ مار کر اس کے منہ میں سرمہ سیاہ خالص باریک کردہ خالص گھی دونوں کو شل گولی بنا کر اس کے منہ میں رکھ کر بند کر کے دفن کر دیں بعد چالیس روز کے نکالیں اگر اس سرمہ کا رنگ بالکل سنہرا ہو گیا ہو تو اب یہ اصلی طریقہ پر کارآمد ہو گا ورنہ بیکار ہے۔ اور اس سرمہ کو جو سانپ کے منہ سے نکالا ہے خالص سرمہ دو چند میں ملا کر استعمال کریں ممیرہ کی خاصیت رکھتا ہے۔ اور اگر بینائی بالکل ختم کے قریب ہو اس کو بھی مفید ہے۔

کھانسی خشک کو مفید: بالائی شیر تولہ، صمغ عربی سائیدہ ماشہ، شکر آمیختہ بخورند تولہ۔

چورن ہاضم مجرب ہے: (مقوی معدہ وتبخیر کو مفید) نمک لاہوری تولہ، نمک سیاہ تولہ، نمک سانبھر تولہ، الائچی خورد ۶ عدد، الائچی کلاں ۶، زیرہ سیاہ ۵، زیرہ سفید ۵، مرچ سیاہ ۶، مرچ سفید ۶، سونف ۶، پودینہ خشک ۶، سوڈا کھانے کا ۳، ست لیمو، ست اجوائن، ست پودینہ، زہر مہرہ، ورق نقرہ، سب کو کوٹ کر سفوف بنالیں مقدار خوراک ایک ماشہ رات کو استعمال کریں۔

نسخہ دافع قبض ومخرج بلغم: یہ نسخہ زکام کہنہ کو بھی مفید ہے۔ صبر سقوطری ۴ تولہ، فلفل سیاہ ۲ تولہ، سہاگہ ۷ تولہ، اجوائن دیسی ۹، کوفتہ پختہ در شیرہ گھیکوار بقدر نخود بقدر ضرورت حبوب سازند مقدار خوراک ایک تا دو بوقت خواب بخورند۔

نسخہ مجرب کھانسی ودمہ: السی، کوفتہ وشکر سفید ہم وزن آمیختہ ۶ ماشہ صبح وشام بخورند۔

نسخہ مالش برائے ضعف اعصاب: روغن مالکنگنی ۶، روغن زیتون ۶، زردی بیضہ مرغ باہم آمیختہ مالش سازند۔

نسخہ حب مفرح ومقوی قلب: کہار تر پہلہ ۳، مروارید ناسفتہ ۲، ورق طلاء ۱، ورق نقرہ ۳، زمرد سبز ایک، زہر مہرہ خطائی ۲، درعرق بید مشک ۳ تولہ ومشک محلول ساختہ، حبوب بقدر فلفل، سازند۔

ماء الذہب: تیزاب شورہ تین حصے، تیزاب نمک ۴ حصے، ان دونوں کو ایک بڑی بوتل میں ڈال کر ملالیں مگر اس کے منہ کا کچھ حصہ کھلا رہنے دیں۔ پھر اس میں سے ایک تولہ لے کر اس میں چھ ماشہ سونا ڈال دیں۔ کچھ عرصہ میں سونا حل ہو جائے گا۔ اس کے بعد اس محلول میں تین تولہ پانی ملالیں۔

افعال منافع: ضعف باہ، ضعف عامہ، اور ضعف اعضائے رئیسہ میں نہایت مفید ہے۔ مقدار خوراک ۵ قطرے ماء اللحم عنبری یا عرق گاؤزبان دس تولہ میں ملا کر پلائیں۔

طلاء جدید (نسخہ): سم الفار ۲ تولہ، شیر آک ۵ تولہ، بیر بہوٹی جلوتری، قرنفل، عقرقرحا، جوز بوا، ہر ایک چھ تولہ، مشک، زعفران، ہر ایک ایک تولہ، روغن گاؤ ایک سیر۔

افعال وخواص: مجلوق اور ضعیف الباہ اشخاص کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ کمزوری کو دور کر کے اعصاب میں طاقت پیدا کرتا ہے۔ بڑی عمر کے لوگ اس کا استعمال کر کے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

نسخہ جل جانے کو بہت مفید ہے: روغن السی، آب چونا، اس کو باہم ملا کر لگاویں۔ جب صرف روغن باقی رہ جائے تو جس جگہ جل گیا ہو لگاویں۔ اور اگر لگانے سے کچھ سوزش معلوم ہو تو سفیدہ کاشغری اور کافور اور بڑھاویں۔

دیگر: کات ۲ سفید، کافور ایک، مردار سنگ ۳ پیس کر روغن گاؤ میں ضماد کریں۔

نسخہ بواسیر خونی وپیچش: انبہ ہلدی ۳ تولہ، موم خالص ۲ تولہ، انبہ ہلدی کو موم کی ہمراہ خوب کوٹ لے اور اس کل دوا کی گولیاں بقدر کنار دشتی کے بنالیں۔ شب کو بعد کھانا کھانے کے ایک یا دو گولی کھا کر سو جایا کریں چالیس روز۔

طلاء نادر: بے ضرر اور نایاب۔ اسرار ملتومہ میں سے ہے۔ پچاس پچاس سال کے بوڑھوں پر آزمایا گیا۔ مجرب ثابت ہوا۔ انار قندھاری شیریں کا گودا معہ چھلکا دانے دور کر کے آدھ پاؤ، تیل سرسوں خالص آدھ پاؤ۔ ترکیب: گودا معہ چھلکا تیل میں تین روز تک پڑا رہنے دیں اس کے بعد ایک ظرف آہنی میں ڈال کر چولہے پر رکھیں۔ جب گودا اور چھلکا جل جائے تو تیل تو اوپر سے مقطر کر لیں اور بحفاظت شیشی میں رکھیں۔ حشفہ چھوڑ کر حسب قاعدہ عضو پر تین چار منٹ تک مالش کریں۔ اور ایک ہفتہ تک ایسا ہی عمل کریں۔ پرہیز بجز سرد پانی کے اور کچھ نہیں۔

برائے جریان (گرم): لعاب بہہ دانہ ۳، شیرہ عناب ۵ دانہ، شیرہ مغز کدوئے شیریں ۲، شربت نیلوفر ۶ تولہ، بوقت صبح پئیں اور سہ پہر کو سفوف سنگ جراحت اور ستاور ہم وزن کوٹ پیس کر ہم وزن شکر سفید ملا کر خوراک چھ ماشہ تا ایک تولہ ہمراہ شیر گاؤ کھائیں۔ بوقت خواب مربع ہلیلہ کھائیں۔

برائے دافع سبل: شورہ قلمی ۶، پھٹکری ۶ باہم سائیدہ بریاں نمایند، بقدر یک سرخ در عرق گلاب ۶ حل کردہ یک دو میل در چشم کشند۔

برائے ترطیب وتنویم: شیرہ خشخاش ۳، شیرہ تخم کاہو مقشر ۴، در آب برآوردہ نبات سفید داخل کردہ بخورند۔

برائے سعال: لعوق شموعن، اکثیر ستو ہچناں دیا توزہ۔

حبوب برائے ہیضہ: گل مدار نا شگفتہ، یعنی آک کی کلیاں جو سایہ میں خشک کی جاویں ۴ تولہ، سیاہ مرچ ایک تولہ، نمک سیاہ ایک تولہ، فلفل دراز ایک تولہ، سہاگہ بریاں ایک تولہ، پودینہ خشک ایک تولہ، ان سب دواؤں کو عرق گلاب خالص میں خوب باریک پیس کر چنے کی برابر گولیاں بنالی جاویں۔ بوقت ضرورت دو گولی دو گھنٹہ کے بعد عرق گلاب یا عرق سونف یا عرق پودینہ یا عرق الائچی کیساتھ جو حل جاوے دیتے رہیں۔ غذا سے پرہیز رہے۔

برائے سعال عارضی خصوصی موسم سرما: بادام شیریں ۵ دانہ، سیاہ

مرچ ۵ دانہ، مصری ۵، درآب سائیدہ ۶، چٹنی بنا کر قدرے قدرے چبائیں۔ یا خشک پیس کر چٹکی چٹکی کھاویں۔

نسخہ حبوب ہاضم: نوشادر دو تولہ آکھ کے پھول ۲ تولہ، بنگلہ پان ۲ تولہ، بالچھڑ، ایک تولہ، زنجبیل ایک تولہ، بادیاں ایک تولہ، پودینہ خشک ایک تولہ، کپور کچری ایک تولہ، پوست ہلیلہ قابلی ایک تولہ، پوست ہلیلہ زرد ایک تولہ، سہاگہ چوکیا ۲ تولہ، فلفل دراز ایک تولہ، برگ سناء ۲ تولہ، نمک سیاہ ایک تولہ، نمک لاہوری ایک تولہ، نمک دیسی ۲ تولہ، الائچی کلاں ایک تولہ، جلوتری ایک تولہ، جائفل ایک تولہ، ان سب کو کوٹ کر عرق لیموئے کاغذی اور عرق برگ مولی اور سرکہ ہم وزن میں ملا کر تخم ریٹھ کی برابر گولیاں بنالیں۔

نسخہ بواسیر مجرب: ڈیڑھ سیر گائے کا خالص دودھ لے کر اولاً اس کی دہی جمائی جائے۔ پھر آدھ پاؤ رسوت کو دہی کے مقطر پانی میں بھگو دیا جائے۔ پھر اس کی گولیاں چنے کی برابر بنالی جائیں۔ بہت مفید گولیاں ہوتی ہیں

شربت ابریشم برائے تفریح وتقویت قلب وتصفیہ خون وتقویت دماغ مفید: ابریشم خام مقرض ۲۰ تولے، گل گاؤزبان ۱۰ تولہ، گاؤزبان گیلانی ۱۰ تولہ برادہ صندل سفید ۴ تولہ، بادرنجبویہ ۷ تولہ، گل سیوطی ۷ تولہ، کشنیز خشک ۵ تولہ، خس ۵ تولہ، عناب ۱۰ تولہ، دانہ ہیل ۱۵ تولہ، بطریق معروف عرق کشید، دریک سیر عرق ڈیڑھ سیر شکر سفید، اندوختہ دو بوتل، شربت سازند، ایک تولہ روح کیوڑہ اضافہ نمایند، خوراک تین تولہ واگر عرق بنوشند ۵ تولہ نوش فرمایند۔

نسخہ منجن: سپاری سوختہ ۵ تولہ، مازو سوختہ ۳ تولہ، شاخ گوزن سوختہ ایک تولہ، فلفل سیاہ سوختہ ۹، گل سرخ ۶، بنسلوچن ۶، الائچی سفید ۶، پوست ہلیلہ زرد ۶، مصطگی رومی ۶، سمندر جھاگ ۶، پھٹکری سفید ۶، نمک لاہوری ۲ تولہ، آرد جو ولایتی ۳، کوفتہ بیختہ سفوف ساختہ بطور منجن استعمال کردہ آید۔

برائے درد زانو: کالے بینگن کے پتے ہاون دستہ میں کوٹ کر ان میں تھوڑی سی ہلدی ملائیں اور اتنا میٹھا تیل ملائیں کہ ٹپکے نہیں۔ پھر اس کی دو بڑی بڑی پوٹلیاں بنا کر توے پر گرم کر کے گھنٹہ بھر تک سینکیں پھر وہی پتے کھول کر گھٹنے پر رکھ کر باندھیں۔

نسخہ برائے کھانسی: بادام ۶ عدد، سیاہ مرچ ۲۱ عدد، مصری ۳، رب السوس ۳ پیس کر سیاہ مرچ کے برابر گولیاں بنالی جائیں۔ اور جس وقت کھانسی ہو ایک ایک گولی منہ میں رکھ کر چوسی جاوے۔

برائے قوت اعضائے رئیسہ: یاقوت رمانی ۳ مثقال، عقیق یمانی ایک مثقال، یشب سفید ایک مثقال، زہر مہرہ اصلی ۲ مثقال، ورق طلاء ایک مثقال، درعرق گلاب سائیدہ، حب بقدر نخود بندند۔

روغن برائے درد زانو: روغن سرسوں چار تولہ میں کافور ۲، ہینگ ۲، پیس کر مالش کیجائے۔

نسخہ طلاء مقوی: سلاجیت ایک، عنبر اشہب ایک، مومیائی ایک، روغن سرخ چار تولہ، روغن موم ۲ تولہ، باہم آمیختہ بمالند مقدار ۲ رتی یا ۳ رتی سارے عضو پر لیپ کیا جاوے۔ کسی جگہ کو چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔ پاک اور بے ضرر چیز ہے۔ اس کی دوائیں یونانی دواخانے سے مل سکیں گی۔

سفوف مانع تبخیر: آملہ خشک ایک، دودھ گائے میں بھگو کر جب جذب ہو جاوے سایہ میں خشک کر لیں۔ سفوف ملا کر کچی کھانڈ ملا کر ۶ ماشہ یا ۹ ماشہ ہمراہ شیر گاؤ استعمال کنند۔

خارش کا مجرب نسخہ ہر قسم کو مفید ہے: یہ نسخہ خارش کو دو تین روز میں بالکل صاف کر دیتا ہے۔ برگ مدار ڈھائی پتہ، روغن تل۔ برگ مدار کو روغن تل میں ڈال کر جلالیں۔ جب تیل میں آگ لگ جاوے اور وہ سب پتہ جل کر کوئلے کی مانند ہو جاویں تو اس کو لکڑی سے کھرل کر لیں۔ مثل مرہم کے ہو جائے گا۔ اس کو استعمال کریں۔

حلوہ مقوی دماغ وباہ ومولد منی: ثعلب مصری ۱۰ تولہ، موصلی سفید ۱۰ تولہ، مغز بادام بیس تولہ، نشاستہ ۵ تولہ، کھویا شیر ۴۰ تولہ، گھی، زعفران ایک، عرق بید مشک ۵ تولہ، مصری۔ خوراک ایک تولہ ہمراہ ربع حب بالائش عرق شیر وقت صباح۔

حلوہ بنانے کی ترکیب: یہ ہے کہ مغز بادام اور نشاستہ اور کھویہ علیحدہ علیحدہ ہر ایک کو گھی میں خوب بھون لیا جاوے۔ مغز بادام کو کوٹ کر بعد میں بھونا جاوے۔ بعد میں مصری کا قوام بنا کر سب چیزیں کوٹ کر اور یہ بھونی ہوئی چیزیں سب ملائی جائیں۔ اور زعفران کو بید مشک میں حل کر کے وہ بھی ملالی جائے۔ اگر حلوہ نہ تیار کرائیں تو کسی دوسری میٹھی چیز پیڑہ وغیرہ میں ملا کر صبح کو کھالیا جائے۔

معجون مقوی باہ در مزاج بارد: مغز شیریں ۵ دانہ، چہار مغز ایک تولہ، مویز منقی ۷ دانے، دودھ میں پیس کر چھان کر سبوس تین تولہ اسپغول مسلم ۳ تولہ ڈال کر بطور کھیر پکا کر قند سے شیریں کر کے ناشتہ فرماویں۔

دوائے مقوی ومرطب: کشیرو خام مقشر ایک تولہ، مغز بادام مقشر ۵ عدد، مویز منقے ۷ عدد دودھ میں پیس کر کھیر پکا کر شیریں کر کے تناول فرماویں۔

دوائے مقوی ومر مغلظ: انجیر ولایتی ۴ عدد دودھ میں جوش دے کر حل کر چھان کر آرد سنگھاڑہ خشک ۶ کھیر پکا کر قند سے شیریں کر کے تناول فرماویں۔

غذائے مغلظ منی: دال ماش شب کو نمک کے پانی میں بھگو دیں۔ صبح کو دھو کر پوست علیحدہ کر دیں۔ دال نخود علیحدہ شب کو نمک کے پانی میں بھگو دیں۔ صبح پانی علیحدہ کر کے دال ماش مقشر کے ہمراہ معمولی طور پر پکا کر بگھار پیاز کا دے کر ادرک مقشر پودینہ ملا کر تناول فرماویں۔

گولی ممسک ومقوی باہ: جدوار خطائی ایک زعفران ۴، چھوارہ مصفٰے ایک عدد۔ مشک ۲ رتی، بیر بہوٹی پیس کر شیر برگد میں ملا کر چھوٹی کٹوری یا کاشک میں ایک چراغ روغن زرد سے روشن کیا جاوے۔ اس کی لو پر کٹوری یا کاشک جس میں دوا رکھی ہے پندرہ منٹ تک گرم کیا جاوے۔ بعدہ گولیاں بقدر نخود بناویں۔

حلوائے مقوی باہ دافع جریان در ہر عمر: نخود ایک نارجیل خام میں جس میں پانی ہو بھر کر رکھ دیں۔ چار روز بعد نخود نکال کر سایہ میں خشک کر کے پیس کر میدہ بنالیں۔ پھر میدہ گندم ملا کر روغن زرد گاؤ میں بریاں کریں۔ اور مصری شیر گاؤ میں ڈال کر بطور حلوہ پکائیں۔ جب گھی چھوڑ دے اتار کر ثعلب مصری پنجہ دار ۹، شقاقل مصری ۶، گوند ببول ۶، تودری ایک تولہ تال مکھانہ ایک تولہ پیس کر مغز بادام ۴ تولہ چلغوزہ چار تولہ، مغز اخروٹ ۴ تولہ، مغز کدوئی ۴ تولہ، مغز تخم پیٹ ۲ تولہ، تخم خشخاش ایک تولہ، کشمش ایک تولہ نیم کوب کر کے ملادیں۔ زعفران ۳، عرق کیوڑہ ۳ تولہ میں حل کر کے ورق نقرہ ۳۰ عدد اضافہ کریں۔ خوراک دو تولہ صبح ہمراہ شیر گاؤ۔

سانپ ڈسے ہوئے کا علاج: مرغی کا چوزہ لے کر اس کے مقعد کے اردگرد سے پر اکھاڑ کر جس جگہ سانپ نے ڈسا ہے اس پر چوزے کی مقعد کو لگائے رکھیں۔ جب وہ مر جاوے دوسرے چوزے کو اسی طرح کریں۔ وہ مر جاوے تو اور چوزے کو اسی طرح لگاوے۔ جب چوزے مرنے بند ہو جائیں۔ سمجھ لے کہ زہر خارج ہو گیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آرام ہو جائے گا۔

حب ہیضہ کہ مرض را بحالت ردی صحت بخشد: پوست بیخ مدار ۲ تولہ، فلفل سیاہ ایک تولہ، باریک پیس کر آب ادرک میں گولیاں بقدر فلفل بنا کر ۲، ۲ گولی ہمراہ عرق گلاب یا عرق بادیان یا آب برگ نیم۔

سفوف مخرج حصاۃ گردہ ومثانہ بلا تکلیف: کنجشک جس کو مولاک کہتے ہیں اس کو ذبح کر کے کل اجزاء لے کر ایک مٹی کے برتن میں منہ بند کر کے رکھیں اور اوپر سے گل حکمت کر کے اوپلوں کی آنچ میں پھونک دیں۔ اسی طرح حجر الیہود کو ایک مٹی کے برتن میں شورہ قلمی تہ دے کر رکھیں۔ اور اوپر سے گل حکمت کر کے پھونک لیں۔ اور شورہ قلمی کو ایک کڑاہی میں یا توے میں بچھا کر آگ پر رکھیں۔ اور اس پر گندھک آملہ سار کو خوب باریک پیس کر چٹکی چٹکی چھڑکیں۔ اپنے آپ کو اس کے دھوئیں کے رخ سے محفوظ رکھیں۔ جلدی جلدی شورہ کو چلاتے جائیں۔ ذرا سی دیر میں شورہ پگھل جائے گا اس میں آگ پیدا ہو جائے گی۔ اس کو اتار کر جلدی سے بجھالیں۔ پوست خربزہ کو جلا کر اس کی راکھ سے نمک بنالیں یہ چار جز ہوئے۔ سب کو برابر برابر لیکر ۳ ماشہ کی مقدار میں کھائیں۔ اوپر سے انڈہ ہولی ایک بوٹی معروف بقدر ۶ ماشہ اور فلفل سیاہ پانی میں پیس کر ۶، ۷ روز تک پی لیا کریں۔ سنگ مثانہ اور سنگ گردہ ریزہ ریزہ ہو کر بلا تکلیف نکل جائے گا۔

حب تقویت اعضاء رئیسہ: مروارید ناسفتہ ایک، یاقوت سرخ ۴، زمرد سبز ایک، ورق نقرہ ۲، ورق طلاء ۴، کشتہ مرجان ایک، کشتہ قلعی ایک، کہارخراطین ۲، کہاربتہ پہلہ ۲، مشک ایک، عنبر اشہب ۲، زعفران خالص ایک، تخم گاؤزبان ۲، کشتہ فولاد ایک، محلول کرنے والی ادویہ کو عرق بید مشک میں محلول کر کے سب کو ملا کر لعاب صمغ ۲ عربی میں بقدر نخود گولیاں بنالیں۔

ایک ایک گولی صبح وشام ہر طرح کے ضعیف المزاج کو مفید ہو گی بشرطیکہ بخار نہ ہو۔ موسم سرما شربت انگور کے ساتھ اور موسم گرما شربت انار اور دیگر مفرحات مناسبہ کے ساتھ استعمال فرماویں۔

حب ثلاثہ: صبر سقوطری ۷، تیزپات، برگ گھیکوارے عدد تینوں اجزاء اسی طریقے سے لیکر گولیاں بنالیں اگر دوا خشک نہ ہو تو آفتاب میں رکھ کر خشک کر لیں۔ تیزپات ایک پیسہ کی خواہ کتنی ہی ہو دافع قبض اور ملین شکم ہے۔ بلغمی مزاج کے لئے نیز ریح باسوری کے لئے بے حد سودمند ہے۔

حب جدری: گل نیب حلتیت، فلفل سیاہ، مویز منقیٰ چاروں چیزوں کو ہم وزن لیکر پیس کر گولیاں بنالیں۔ موتی جھار اور چیچک کے نکالنے کے لئے بے حد مفید ہے۔ موتی جھار اس کے کھانے سے بہت جلد نکل آتا ہے اور بخار جاتا رہتا ہے۔ اس کو قوی کرنے کے لئے مروارید ناسفتہ ایک یا دو گولی میں رکھ کر کھلائیں۔

حب اختناق الرحم: حب بلسان، عود بلسان، جند بیدستر، فلفل سیاہ، زعفران، دارچینی، گل اسطوخدوس سب کو ہم وزن لیکر گلقند اصلی میں پیس کر اس کا شیرہ میں حبوب بقدر نخود بنالیں۔ جن عورتوں کو دورہ کی شکایت ہو ایک ایک گولی صبح وشام شربت بزوری ۱۰ تولہ، آب کدوئی ۵ تولے کے ساتھ استعمال کریں۔ بے حد مفید ہے

سرمہ مقوی بصر: سانپ سیاہ کے پھن کو جس کو کچلا نہ گیا ہو کاٹ لیں اور اس میں سرمہ سیاہ جس کو گائے کے گھی میں خوب کھرل کیا گیا ہو گولہ بنا کر رکھیں اور اس کے منہ کو سی کر ایک مٹی کے برتن میں رکھ کر گل حکمت کر کے اوپلوں کی آگ میں پھونک لیں۔ جب ٹھنڈا ہو جائے اس سرمہ کی ڈلی کو نکال کر کھرل کریں۔ اور اس میں ایک تولہ کی مقدار پر زمرد سبز سنگ یشب ۲، مروارید ناسفتہ ایک ڈالیں اور آب افشردہ گل چنبیلی یک صد عدد کے ساتھ کھرل کریں۔ نہایت مقوی بصر ہوگا۔

مرہم آکلہ: بچہ سگ نوزائیدہ کو ذبح کر کے مع کل اجزاء کے ایک مٹی کے برتن میں رکھ کر گل حکمت کر کے اپلوں کی آگ میں پھونک لیں۔ پھر اس کو نکال کر باریک سفوف کر لیں۔ اور سفوف ایک تولہ لے کر روغن چنبیلی ایک تولہ، روغن گل ۲ تولہ، روغن صندل ایک تولہ ملا کر زخموں پر لگائیں۔ اور صرف راکھ مذکورہ بھی علاوہ مرہم کے لگائیں۔

سنون پیریا: شب یمانی بریاں ایک تولہ، برگ گل کیلہ سوختہ ۷ عدد، تخم املتاس بریاں ۷ عدد، دم الاخوین ایک تولہ، باریک سائیدہ سفوف کر لیں۔ اور کچلا ۳ عدد ایک بکری کی نلی میں رکھ کر منہ بند کر کے پھونک لیں۔ اور دال ارہر ۲ تولہ، مرچ سرخ ۲ تولہ، نمک طعام ۲ تولہ، بھلانواں ۲ تولے، کتھ سفید ۲ تولے، مرچ سرخ ۲ تولہ، تمباکوئے خوردنی ۲ تولہ کو خوب باریک کر کے ایک مٹی کے برتن میں رکھ کر گل حکمت کر کے پھونک لیں۔ پھر سب کو ملا کر خوب باریک کر کے صبح وشام استعمال کریں۔ اور تھوڑی دیر کلی نہ کریں۔

باب ۲۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دُعاء سے علاج

جھاڑ پھونک کا بیان

جس طرح بیماری کا علاج دوادارو سے ہوتا ہے اسی طرح بعضے موقع پر جھاڑ پھونک سے بھی فائدہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے دوادارو کا بیان لکھنے کے بعد تھوڑا سا بیان جھاڑ پھونک کا بھی لکھنا مناسب سمجھا دوسرے یہ کہ بعض جاہل عورتیں بچوں کی بیماری میں یا اولاد ہونے کی آرزو میں ایسی ڈانواڈول ہو جاتی ہیں کہ خلاف شرع کام کرنے لگتی ہیں۔ کہیں فال کھلواتی ہیں کہیں چڑھاوے چڑھاتی ہیں۔ کہیں واہی تباہی منتیں مانتی ہیں کہیں کسی کو ہاتھ دکھاتی ہیں۔ بددین اور ٹھگ لوگوں سے تعویذ گنڈے یا جھاڑ پھونک کراتی ہیں بلکہ بعض جاہل تو ایسے وقت میں سیتلا بھوانی تک کو پوجنے لگتے ہیں جس سے دین بھی خراب ہوتا ہے اور گناہ بھی ہوتا ہے۔ بلکہ بعض باتوں سے تو آدمی کافر و مشرک ہو جاتا ہے۔

ہر قسم کا درد: خواہ کہیں ہو یہ آیت بسم اللہ سمیت تین دفعہ پڑھ کر دم کریں اور کسی تیل وغیرہ پر پڑھ کر مالش کریں یا باوضو لکھ کر باندھیں:

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَا هُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ وَ مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَ نَذِيْرًا۔

دماغ کا کمزور ہونا: پانچوں نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر گیارہ بار یَا قَوِيُّ پڑھو

نگاہ کی کمزوری: بعد پانچوں نماز کے یَا نُوْرُ گیارہ بار پڑھ کر دونوں ہاتھوں کے پوروں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لیں۔

زبان میں ہکلا پن ہونا یا ذہن کا کم ہونا: فجر کی نماز پڑھ کر ایک پاک کنکری منہ میں رکھ کر یہ آیت اکیس بار پڑھیں۔

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ یَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ اور روزمرہ ایک بسکٹ پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ لکھ کر چالیس روز کھلانے سے بھی ذہن بڑھتا ہے۔

ہولدلی: یہ آیت بسم اللہ سمیت لکھ کر گلے میں باندھیں ڈورا اتنا لمبا رہے کہ تعویز دل پر پڑا رہے۔ اور دل بائیں طرف ہوتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

پیٹ کا درد: یہ آیت پانی وغیرہ پر تین بار پڑھ کر پلاویں یا لکھ کر پیٹ پر باندھیں۔ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّ لَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ

ہیضہ اور ہر قسم کی وبا طاعون وغیرہ: ایسے دنوں میں جو چیزیں کھاویں پیویں پہلے تین بار اس پر سورہ انا انزلناہ پڑھ کر دم کر لیا کریں انشاء اللہ حفاظت رہے گی اور جس کو ہو جائے اس کو بھی کسی چیز پر دم کر کے کھلاویں پلاویں انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہو گی۔

تلی بڑھ جانا: یہ آیت بسم اللہ سمیت لکھ کر تلی کی جگہ باندھیں۔

ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ

ناف ٹل جانا: یہ آیت بسم اللہ سمیت لکھ کر ناف کی جگہ باندھیں ناف اپنی جگہ آجاوے گی اور اگر بندھا رہنے دیں تو پھر نہ ٹلے گی۔

اَللّٰهُ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا۔

بخار: اگر بدون جاڑے کے ہو یہ آیت لکھ کر باندھیں اور اسی کو دم کریں۔ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ

اور اگر جاڑے سے ہو تو یہ آیت لکھ کر گلے میں یا بازو پر باندھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَ مُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

پھوڑا پھنسی یا ورم: پاک مٹی پنڈول وغیرہ چاہے ثابت ڈھیلا چاہے پسی ہوئی لے کر اس پر یہ دعا تین بار پڑھ کر تھوک دیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ بِتُرْبَةِ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔ اور اس پر تھوڑا پانی چھڑک کر وہ مٹی تکلیف کی جگہ یا اس کے آس پاس دن میں دو چار بار ملا کرے۔

سانپ بچھو یا بھڑ وغیرہ کا کاٹ لینا: ذرا سے پانی میں نمک گھول کر اس جگہ ملتے جاویں اور قل یا پوری سورۃ پڑھ کر دم کرتے جاویں بہت دیر تک ایسا ہی کریں۔

سانپ کا گھر میں نکلنا یا کہ آسیب ہونا: چار کیلیں لوہے کی لیکر ایک ایک پر یہ آیت پچیس پچیس بار دم کر کے گھر کے چاروں کونوں پر زمین میں گاڑ دیں انشاء اللہ تعالیٰ سانپ اس گھر میں نہ رہے گا۔ وہ آیۃ یہ ہے۔اِنَّهُمۡ یَکِیۡدُوۡنَ کَیۡدًا وَّاَکِیۡدُ کَیۡدًا. فَمَهِّلِ الۡکٰفِرِیۡنَ اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَیۡدًا اس گھر میں آسیب کا اثر بھی نہ ہوگا۔

باولے کتے کا کاٹ لینا: یہی آیت جو اوپر لکھی گئی ہے اِنَّهُمۡ یَکِیۡدُوۡنَ سے رُوَیۡدًا تک ایک روٹی یا بسکٹ کے چالیس ٹکڑوں پر لکھ کر ایک ٹکڑا روز اس شخص کو کھلاویں۔انشاء اللہ تعالیٰ ہڑک نہ ہوگی۔

بانجھ ہونا: چالیس لونگیں لے کر ہر ایک پر سات سات بار اس آیت کو پڑھے اور جس دن عورت پاکی کا غسل کرے اس دن سے ایک لونگ روزمرہ سوتے وقت کھانا شروع کرے اور اس پر پانی نہ پئے اور کبھی کبھی میاں کے پاس بیٹھے اٹھے آیۃ یہ ہے۔

اَوۡ کَظُلُمٰتٍ فِیۡ بَحۡرٍ لُّجِّیٍّ یَّغۡشٰهُ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِهٖ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ اِذَاۤ اَخۡرَجَ یَدَهٗ لَمۡ یَکَدۡ یَرٰهَا.وَمَنۡ لَّمۡ یَجۡعَلِ اللّٰهُ نُوۡرًا فَمَالَهٗ مِنۡ نُّوۡرٍ

انشاء اللہ تعالیٰ اولاد ہوگی۔

حمل گر جانا: ایک تاگہ کسم کا رنگا ہوا عورت کے قد کے برابر لے کر اس میں نو گرہ لگاوے اور ہر گرہ پر یہ آیت پڑھ کر پھونکے انشاء اللہ تعالیٰ حمل نہ گرے گا اور اگر کسی وقت تاگہ نہ ملے تو کسی پرچہ پر لکھ کر پیٹ پر باندھے آیت یہ ہے۔

وَاصۡبِرۡ وَمَا صَبۡرُکَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَیۡهِمۡ وَلَا تَکُ فِیۡ ضَیۡقٍ مِّمَّا یَمۡکُرُوۡنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِیۡنَ هُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ.

بچہ ہونے کا درد: یہ آیۃ ایک پرچہ پر لکھ کر پاک کپڑے میں لپیٹ کر عورت کی بائیں ران میں باندھے یا شیرینی پر پڑھ کر اس کو کھلاوے انشاء اللہ تعالیٰ بچہ آسانی سے پیدا ہو آیت یہ ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ وَاَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَحُقَّتۡ وَاِذَا الۡاَرۡضُ مُدَّتۡ. وَاَلۡقَتۡ مَا فِیۡهَا وَتَخَلَّتۡ وَاَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَحُقَّتۡ

بچہ زندہ نہ رہے: اجوائن اور کالی مرچ آدھ پاؤ لے کر پیر کے دن دوپہر کے وقت چالیس بار سورہ والشمس اس طرح پڑھے کہ ہر دفعہ کے ساتھ درود شریف بھی پڑھے۔اور جب چالیس بار ہو جاوے پھر ایک دفعہ درود شریف پڑھے اور اجوائن اور کالی مرچ پر دم کر دے اور شروع حمل سے یا جب سے خیال ہوا ہو دودھ چھڑانے تک روزمرہ تھوڑا تھوڑا دونوں چیزوں سے کھالیا کرے انشاء اللہ اولاد زندہ رہے گی۔

ہمیشہ لڑکی ہونا: اس عورت کا خاوند یا کوئی دوسری عورت اس کے پیٹ پر انگلی سے کنڈل یعنی دائرہ ستر بار بناوے اور ہر دفعہ یا متین کہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوگا۔

بچہ کو نظر لگ جانا یا رونا یا سوتے میں ڈرنا یا کیڑہ وغیرہ ہو جانا: قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ اور قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ تین تین بار پڑھ کر اس پر دم کرے اور یہ دعا لکھ کر گلے میں ڈال دے۔

اَعُوۡذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنۡ شَرِّ کُلِّ شَیۡطَانٍ وَّ هَامَّةٍ وَّ عَیۡنٍ لَامَّةٍ ان شاء اللہ سب آفتوں سے حفاظت رہے گی۔

چیچک: ایک نیلا گنڈا سات تار کا لے کر اس پر سورہ الرحمٰن جو ستائیسویں پارہ کے آدھے پر ہے پڑھے اور جب یہ آیت آیا کرے۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ الخ اس پر دم کر کے ایک گرہ لگا دے۔سورۃ ختم ہونے تک اکتیس گرہیں ہو جائیں گی۔ پھر وہ گنڈا بچہ کے گلے میں ڈال دیں۔اگر چیچک سے پہلے ڈال دیں تو انشاء اللہ چیچک سے حفاظت رہے گی اور اگر چیچک نکلنے کے بعد ڈالیں تو زیادہ تکلیف نہ ہوگی۔

ہر طرح کی بیماری: چینی کی طشتری پر سورہ الحمد اور یہ آیتیں لکھ کر روزمرہ بیمار کریں پلایا کرے بہت ہی تاثیر کی چیز ہے۔آیات شفایہ ہیں۔

وَیَشۡفِ صُدُوۡرَ قَوۡمٍ مُّؤۡمِنِیۡنَ وَاِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ یَشۡفِیۡنِ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوۡرِ وَ هُدًی وَّ رَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ لَا یَزِیۡدُ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا خَسَارًا. قُلۡ هُوَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا هُدًی وَّشِفَآءٌ یَخۡرُجُ مِنۡ بُطُوۡنِهَا شَرَابٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهٗ فِیۡهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ

محتاج اور غریب ہونا: بعد نماز عشاء کے آگے پیچھے گیارہ گیارہ بار درود شریف اور بیچ میں گیارہ تسبیح یا معز کی پڑھ کر دعا کیا کریں اور چاہے یہ دوسرا وظیفہ پڑھ لیا کریں کہ بعد نماز عشاء کے آگے پیچھے سات سات دفعہ درود شریف اور بیچ میں چودہ تسبیح اور چودہ دانے (یعنی چودہ سو چودہ مرتبہ یا وھاب پڑھ کر دعا کیا کریں۔انشاء اللہ تعالیٰ فراغت اور برکت ہوگی۔

آسیب لپٹ جانا: ان آیتوں کو پڑھ کر بیمار کے کان میں دم کرے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ میں آپکی پناہ مانگتا ہوں بھوک سے، وہ بھوک جو نیند کو ختم کرتی ہے الخ (ابوداؤد ونسائی وابن ماجہ)

اور پانی پڑھ کر اس کو پلاوے۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآاِلٰهَ اِلَّاهُوَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ وَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ۔

اور سورہ والسماء وطارق سات بار کان میں دم کرنا اور داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہنا بھی آسیب کو بھگا دیتا ہے۔

کسی طرح کا کام اٹکنا: بارہ روز تک روز اس دعا کو بارہ ہزار مرتبہ پڑھ کر ہر روز دعا کیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ کیسا ہی مشکل کام ہو پورا ہو جاوے گا۔ يَا بَدِيْعُ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِيَا بَدِيْعُ

دیو کا شبہ ہونا: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تین تین بار پانی پر دم کر کے مریض کو پلاویں اور زیادہ پانی پر دم کر کے اس پانی میں نہلاویں اور یہ دعا چالیس روز تک روز مرہ چینی کی تشتری پر لکھ کر پلایا کرے۔ يَاحَيُّ حِيْنَ لَا حَيَّ فِيْ دَيْمُوْمَةِ مُلْكِهٖ وَ بَقَآئِهٖ يَاحَيُّ انشاء اللہ تعالیٰ جادو کا اثر جاتا رہے گا اور یہ دعا ہر اس بیمار کے لئے بھی بہت مفید ہے جس کو حکیموں نے جواب دے دیا ہو۔

خاوند کا ناراض یا بے پرواہ رہنا: بعد نماز عشاء کے گیارہ دانے سیاہ مرچ کے لیکر آگے پیچھے گیارہ بار درود شریف اور درمیان میں گیارہ تسبیح یالطیف یاودود کی پڑھیں اور خاوند کے مہربان ہونے کا خیال رکھیں۔ جب سب پڑھ چکیں تو ان سیاہ مرچوں پر دم کر کے تیز آنچ میں ڈال دیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں انشاء اللہ تعالیٰ خاوند مہربان ہو جائے گا۔ کم سے کم چالیس روز کریں۔

دودھ کم ہونا: یہ دونوں آیتیں نمک پر سات بار پڑھ کر ماش کی دال میں کھلائیں۔ پہلی آیت وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ

دوسری آیت وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ

دوسری آیت اگر آٹے کے پیڑے پر پڑھ کر گائے بھینس کو کھلاویں تو خوب دودھ دیتی ہے۔ جن کو اور زیادہ جھاڑ پھونک کی چیزیں جاننے کا شوق ہو وہ ہماری کتاب اعمال قرآنی کے تینوں حصے اور شفاء العلیل اور ظفر جلیل دیکھ لیں۔ اور ان باتوں کو ہمیشہ یاد رکھو کہ قرآن کی آیت بے وضو مت لکھو اور نہانے کی ضرورت میں بھی مت پڑھو اور جس کاغذ پر قرآن کی آیت لکھ کر تعویذ بناؤ اس کاغذ پر ایک اور کاغذ سادہ لپیٹ دو۔ تاکہ تعویذ لینے والا اگر بے وضو ہو تو اس کے ہاتھ میں لینا درست ہو۔ اور چینی کی تشتری پر بھی آیت لکھ کر بے وضو کے ہاتھ میں مت دو بلکہ تم خود پانی سے گھول دو۔ اور جب تعویذ سے کام نہ رہے اس کو پانی میں گھول کر کسی ندی یا نہر یا کنویں میں چھوڑ دو۔

مریض کا حال دریافت کرنا

یہ نقش جو ذیل میں لکھا ہے اس کو لکھ کر مریض کے سر پر سات مرتبہ اتارے پھر آگ میں ڈالے۔ اگر حروف سفید ہوں سحر ہے۔ اگر حروف سرخ ہوں آسیب وغیرہ ہے۔ اور اگر حروف غائب ہوں آسیب پری کا ہے اور اگر حروف سیاہ رہیں تو مرض بدنی ہے۔ وہ نقش یہ ہے۔ ۱۱۸۳۱ع۹ح۴ع۲۱۱۱۲۳

حصار

عامل کو چاہیے کہ عمل کرنے سے قبل وضو کر کے تین مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے اور اپنے تمام جسم پر دم کرے اور پھر چاقو لیکر ایک خط اپنے سامنے داہنی جانب سے شروع کرے اور شروع کرتے وقت ایک سانس میں سورہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ الخ۔ پڑھے اور اپنے داہنی طرف ایک خط کھینچے اور سورۃ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ الخ ایک سانس میں پڑھے پھر بائیں جانب خط کھینچے اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ الخ ایک سانس میں پڑھے پھر اپنے پیچھے ایک خط کھینچے۔ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ الخ ایک سانس میں پڑھے۔

برائے سنگین مقدمہ مجرب

سخت سے سخت مقدمہ کے لئے ان اسماء کا پڑھنا مفید ہے کئی مرتبہ کا آزمودہ ہے۔ یہ اسماء ایک لاکھ اکاون ہزار مرتبہ بطور ختم پڑھے انشاء اللہ کامیاب ہو۔ یہ عمل برائے افادہ عام درج ہے۔ انشاء اللہ بعد تجربہ کے بہت مفید ثابت ہوگا۔ مکان اور کپڑے پاک ہونا چاہیے۔ خوشبو بھی لگاویں اور وہ اسماء یہ ہیں۔

يَاحَلِيْمُ ، يَاعَلِيْمُ ، يَاعَلِيُّ ، يَاعَظِيْمُ

تسخیر حکام مجرب ہے:

ان اسماء کو حاکم کے سامنے پڑھتا رہے نرم ہو جاوے گا۔

يَا سُبُّوْحُ ، يَا قُدُّوْسُ ، يَاغَفُوْرُ ، يَاوَدُوْدُ

ایضاً مجرب ہیں:

ان چار حروف کو اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیوں پر پڑھ کر حاکم کو سلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنی دعا میں تمام مومنین اور مومنات کو شامل کر لیا اسکی دعا قبول ہوگی (حلیۃ الاولیاء)

27 کرے اور فوراً مٹھی بند کرے حاکم مطیع ہو۔الف، باء، سین، میم

برائے اصلاح زوجین مجرب ہے:

میاں بیوی میں باہم سلوک کرانے کے لئے یہ لکھ کردے یا دم کرکے کھلائے یا پلادے انشاء اللہ فوراً محبت ہوگی مجرب ہے وہ یہ ہے۔

یَآ اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ. الف بين فلان بن فلان و فلان بنت فلانة كما الفت بين موسى و هارون مَثَلاً كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ.

بغض میں مجرب ہے: سورۃ تبت بغیر بسم اللہ کے نمک و سرسوں میں موی ہر دو کس لے کر اکیس مرتبہ پڑھے اور ہر چیز پر علیحدہ علیحدہ پڑھے اور ہر بار دونوں کا نام لیکر جن میں عداوت کرانی ہو عداوت جانی ہو جاوے۔غیر محل شرعی میں نہ کرے۔

ویرانی ظالم مجرب ہے: اگر ایک آب خورہ آب نارسید کے ۶۳ ٹکڑے کرکے ہر ٹکڑے پر سورۃ تبت بغیر بسم اللہ کے پڑھے اور ظالم کے گھر پر تمام ٹھیکریاں ڈال دیں تو ظالم تباہ و برباد ہو جاوے۔اس کو ہفتہ یا بدھ کو کرے اور اگر دوسرا اپنے اوپر کرے تو اس کے اتارنے کا یہی طریقہ ہے اس کے علاوہ بہت عمل مجرب ہے۔لیکن مختلف خطرات و نیز بمصالح عوام درج نہیں۔

دفع دشمن: جو شخص اس دعا کو ہمیشہ درمیان فرض وسنت فجر دس مرتبہ پڑھ لیا کرے اور کاغذ پر لکھ کر اپنی بازو پر باندھ لے تو کوئی دشمن اس پر غالب نہ آوے گا۔دعا یہ ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْقَادِرِ الْقَاهِرِ الْقَوِيِّ الْكَافِيْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ عَدُوِّيْ هُوَ اَقْوٰى مِنْهُ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ اَللّٰهُمَّ رَبِّ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَسَلَّمْ.

غم نہ کیجئے

عربی میں لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہونیوالی عالمی شہرت یافتہ کتاب کا اُردو ترجمہ
قرآن وحدیث اور اَسلاف کی تعلیمات سے سدا بہار مجموعہ جو زندگی کے تمام نشیب فراز میں خوشی اور سعادت کا راستہ بتاتا ہے۔
پریشانیوں میں گھرے لوگوں کیلئے اُمید کی کرن جو خوشی اور سعادت کا راستہ بتاتی ہے....زندگی سے مایوس اور ستم رسیدہ خواتین وحضرات کیلئے راحت بخش پیغام اور ایک سکون بخش دستور العمل
رابطہ کیلئے 0322-6180738

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اللہ تعالیٰ سے مانگو۔(ترمذی)

باب ۲۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمات کفر

والحمد لله على ما هدانى للاسلام و ما كنا لنهتدى لو لا ان هدانا الله لقد جاء ت رسل ربنا بالحق صلى الله تعالى عليه وسلم على اجمعهم خصوصا على سيدهم و خاتمهم و شفيع العالمين و خطيب الانبياء يوم الدين و على اله و اصحابه واتباعه اجمعين.

دستور القضاۃ میں خلاصہ سے نقل کیا ہے کہ ایک مسئلے میں اگر کئی وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ کفر کی نہ ہو تو فتویٰ کفر پر نہ دینا چاہیئے۔ فقیر کہتا ہے کہ لیکن چاہیئے کہ خود کفر کی ایک وجہ سے بھی پرہیز کرے۔

مسئلہ۔ سب شیخین یعنی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کو برا کہنے سے کافر ہوتا ہے۔ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان دونوں بزرگوں پر فضیلت دینے سے کافر نہ ہوگا۔ ہاں اس پر بدعتی ہوگا۔

مسئلہ۔ خدا کے دیدار کو ناممکن جاننا کفر ہے یعنی دیدار الٰہی کا منکر کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق جسمانیت کا عقیدہ رکھنا اور یوں کہنا کہ اس کے ہاتھ پاؤں ہیں یہ کفر ہے اگر کفر کا کلمہ اپنے اختیار سے کہے گا اور وہ یہ نہیں جانتا کہ یہ کلمہ کفر ہے تب بھی اکثر علماء کی رائے پر وہ کافر ہوگا معذور نہ ہوگا یعنی نہ جاننے کا عذر قبول نہ ہوگا۔ اور اگر کفر کا کلمہ بغیر ارادہ کے زبان سے نکل جائے تو کافر نہ ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کسی شخص نے مدت دراز کے بعد کفر کا ارادہ کیا تو ابھی سے کافر ہو جائیگا۔

مسئلہ۔ اگر حرام قطعی کو حلال یا حلال قطعی کو حرام کہے گا یا فرض کو فرض نہ جانے گا تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر مردار کا گوشت بیچتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ گوشت مردار کا نہیں حلال گوشت ہے تو کافر نہ ہوگا۔

مسئلہ۔ ایک آدمی نے دوسرے سے کہا کہ خدا سے نہیں ڈرتا اس نے کہا نہیں تو کافر ہوگا۔ لیکن محمد بن فضیلؒ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر قطعی میں اس طور پر گناہ کرے تو کافر ہوگا نہیں تو نہیں۔

مسئلہ۔ اگر کہے کہ وہ شخص اگر خدا ہوگا تو میں بھی اپنا حق اس سے لے لوں گا۔ کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر یوں کہے کہ خدا تیرے ساتھ کفایت نہیں کرتا میں تیرے ساتھ کیونکر کفایت کر سکوں گا تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر یوں کہے کہ آسمان پر میرا خدا ہے اور زمین پر تو ہے کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کسی کا لڑکا مر جائے اور وہ کہے کہ خدا اس کا محتاج تھا تو کافر ہوگا اور دوسرے نے جواب میں کہا کہ خدا نے تجھ پر ظلم کیا ہے تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کوئی کسی پر ظلم کرے اور مظلوم کہے کہ اے خدا تو اسے مت قبول کر اگر تو قبول کرے گا تو میں قبول نہ کروں گا (یہ بات کہنے کی وجہ سے) کافر ہو جائے گا۔

مسئلہ۔ اگر کوئی کہے کہ میں عذاب وثواب سے بیزار ہوں تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کوئی بغیر گواہوں کے نکاح کرے اور کہے کہ میں نے خدا اور رسول کو گواہ بنایا ہے یا کہے کہ فرشتوں کو میں نے گواہ بنایا ہے تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ مجمع النوازل میں لکھا ہے کہ اگر کہے کہ میں نے دائیں طرف کے اور بائیں طرف کے فرشتوں کو گواہ بنالیا ہے تو کافر نہ ہوگا اگر چہ نکاح صحیح نہ ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کسی جانور نے آواز کی اور اس پر کسی شخص نے کہا کہ بیمار مر جائے گا یا کہا کہ غلہ مہنگا ہوگا یا کسی جانور نے آواز کی پس سفر سے واپس ہو گیا یعنی جانور کی آواز کی وجہ سے سفر کا ارادہ موقوف کر دیا تو اس کے کفر میں اختلاف ہے۔

مسئلہ۔ اگر کہے کہ خدا جانتا ہے کہ میں ہمیشہ تجھ کو یاد کرتا ہوں اس کے متعلق بعض کہتے ہیں کہ کافر ہوگا۔ اگر کہے کہ خدا جانتا ہے کہ تیری غمی اور خوشی میں ایسا ہوں جس طرح اپنی غمی اور خوشی میں ہوں اس صورت میں بھی بعض نے کہا ہے کہ وہ کافر ہوگا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اگر اس آدمی کی نیکی اور بدی میں اسی طرح مال و جان سے سعی کرتا ہے جیسے اپنی نیکی اور بدی میں مستعدی کرتا ہے تو کافر نہ ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کہے کہ خدا کی قسم اور تیرے پاؤں کی قسم تو کافر ہو جائے گا۔

مسئلہ۔ اگر کہے کہ روزی خدا کی طرف سے ہے لیکن بندے سے ڈھونڈنا ضروری ہے تو کافر ہو جائے گا۔

مسئلہ۔ اگر کہے کہ فلاں اگر نبی ہوگا تو میں اس پر ایمان نہیں لاؤں

گا۔ یا کہے کہ اگر خدا مجھ کو نماز کا حکم کرے گا تو بھی میں نماز نہ پڑھوں گا یا کہے کہ قبلہ اگر اس طرف ہوگا تو نماز نہ پڑھوں گا۔ کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کسی نے کہا کہ آدم علیہ السلام کپڑا بنتے تھے دوسرے نے کہا پھر تو ہم سب جولاہے ہیں تو یہ دوسرا شخص کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کوئی کہے کہ آدم علیہ السلام اگر گندم کا دانہ نہ کھاتے تو ہم سب بدبخت نہ ہوتے (اس بات کہنے کی وجہ سے) کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کسی نے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تھے دوسرے نے کہا کہ یہ بے ادبی ہے۔ یہ دوسرا شخص کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کسی نے کہا کہ ناخن کاٹنا سنت ہے دوسرے نے کہا اگرچہ سنت ہے مگر میں نہیں کاٹتا تو کافر ہوگا اور اگر کہے کہ سنت کس کام آئے گی تو کافر ہو جائے گا۔

مسئلہ۔ اگر کوئی کسی نیک کام کرنے کو کہے اور دوسرا کہے کہ کیا شور وغل مچا رکھا ہے اگر اس نے یہ بات اس کے رد کرنے کی نیت سے کہی ہے تو کافر ہو جائے گا۔ فتاوی سراجی میں لکھا ہے کہ اگر قرض خواہ یوں کہے کہ اگر وہ جہاں کا خدا ہے تو بھی میں اس سے اپنا قرض لے لوں گا۔ تو کافر ہو جائے گا۔ اور اگر یوں کہے کہ اگر وہ پیغمبر ہے تو بھی لے لوں گا تو کافر نہ ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم اسی طرح ہے دوسرے نے کہا کہ میں خدا کے حکم کو کیا جانتا ہوں تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص فتوی دیکھ کر کہے کہ یہ کیا فتوی کا بوجھ لائے اگر یہ شریعت کی خفت کے طور پر کہا یعنی شریعت کو معمولی سمجھ کر کہا تو کافر ہو جائے گا۔

مسئلہ۔ اگر کسی نے کہا کہ شریعت کا حکم ایسا ہے دوسرے نے زور سے ڈکار لی اور کہا کہ شریعت کے لئے ہے تو (بوجہ توہین شریعت) کافر ہوگا اگر کسی نے کہا کہ فلاں آدمی سے صلح کر لے اس نے کہا کہ بت کو سجدہ کر لوں گا لیکن اس سے صلح نہ کروں گا تو کافر نہ ہوگا کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک بت کو سجدہ کرنے سے بھی اس کے ساتھ صلح کرنا زیادہ برا ہے۔ اگر کوئی فاسق آدمی نیک لوگوں سے کہے کہ آؤ مسلمانی کی سیر کرو اور اشارہ کرے فاسقوں کی مجلس کی طرف تو کافر ہو جائے گا۔

مسئلہ۔ اگر کسی شراب خور نے کہا کہ وہ آدمی خوش رہے جو ہماری خوشی پر خوش رہتا ہے ابوبکر طرخانؒ نے فرمایا کہ وہ کافر ہو گیا۔

مسئلہ۔ اگر کوئی عورت کہے کہ لعنت ہے۔ عالم شوہر پر تو کافر ہوگئی۔

مسئلہ۔ اگر کسی نے کہا کہ جب تک مجھے حرام ملتا ہے حلال کے قریب کیوں جاؤں تو کافر نہ ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کوئی بیماری کی حالت میں کہے کہ اگر تو چاہے تو مجھ کو مسلمان مار اور اگر تو چاہے تو کافر مار تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ فتاوی سراجی میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ مجھ پر روزی کشادہ فرما اور مجھ پر ظلم نہ کر (یعنی اگر میری روزی فراخ نہیں کرتا تو مجھ پر ظلم کرتا ہے) ابونصرؒ اس کے کفر میں توقف کرتے ہیں۔ اور ظاہر یہ ہے کہ کافر ہوگا کیونکہ خدا کی ذات کے متعلق ظلم کا اعتقاد رکھنا کفر ہے۔

مسئلہ۔ ایک شخص نے اذان کہی اور دوسرے نے کہا کہ تو نے جھوٹ کہا کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر عیب لگایا یا موئے مبارک کو حقارت سے مویک کہا تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کسی ظالم بادشاہ کو عادل کہے تو امام ابو منصور ماتریدیؒ نے فرمایا کہ کافر ہوگا اور امام ابو القاسمؒ نے فرمایا کہ کافر نہ ہوگا کیونکہ اس نے کبھی ضرور عدل کیا ہوگا۔

مسئلہ فتاوی حمادیہ اور فتاوی سراجی میں لکھا ہے کہ اگر کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ جو خراج وغیرہ بادشاہ کے خزانے میں ہے وہ سب بادشاہ کی ملک ہیں تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ فتاوی سراجی میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ علم غیب رکھتا ہے دوسرے شخص نے کہا کہ ہاں میں علم غیب رکھتا ہوں تو یہ دوسرا شخص کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کوئی کہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تیرے بغیر مجھ کو بہشت میں لے جائے تو مجھے بہشت منظور نہیں اس کے کفر میں اختلاف ہے اصح یہ ہے کہ کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کسی نے کہا کہ میں مسلمان ہوں دوسرا کہے کہ تجھ پر اور تیرے مسلمانی پر لعنت ہے۔ تو کافر ہوگا اور جامع الفتاوی میں لکھا ہے کہ زیادہ ظاہر یہ ہے کافر نہ ہوگا اور سراجی میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر فرشتے اور پیغمبر سب گواہی دیں کہ تیرے پاس چاندی نہیں ہے تب بھی میں یقین نہیں کروں گا تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ او کافر اور اس نے کہا کہ اگر میں ایسا نہ ہوتا تو تمہارے ساتھ میل جول نہ رکھتا۔ تو اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کافر ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ کافر نہ ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کسی نے کہا کہ تیرے ساتھ رہنے سے کافر ہونا بہتر ہے تو کافر نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کی مراد سے اس سے دور رہنا ہے۔

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ نماز پڑھ۔ وہ جواب میں کہے تو نے اتنا عرصہ نماز پڑھ کر کیا حاصل کیا۔ یا کہا کہ اتنی مدت نماز پڑھ کر میں

نے کیا حاصل کیا تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کسی نے کسی دوسرے شخص سے کہا کہ تو کافر ہو گیا اس دوسرے نے کہا تم اپنے نزدیک ہم کو کافر سمجھ لو تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کہا جائے کہ مجھے عورت خدا سے زیادہ محبوب ہے تو کافر ہو گا۔ اسے توبہ کرنا لازم ہے۔ اگر توبہ کر لی تو عورت سے دوبارہ نکاح کر لے یعنی توبہ کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے۔

مسئلہ۔ اگر کوئی کافر کسی مسلمان سے کہے کہ مجھے مسلمانی سکھلا تا کہ میں تیرے نزدیک مسلمان ہو جاؤں اگر مسلمان جواب میں کہے ابھی ٹھہر جا جب تک فلاں عالم یا فلاں قاضی کے پاس نہ جائے وہ تجھ کو سکھا دیں گے پس اس وقت تو ان کے نزدیک مسلمان ہونا اس شخص کے کفر میں اختلاف ہے۔ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا۔ اگر واعظ نے کہا کہ ٹھہر جا کہ تو فلاں دن میرے وعظ کی مجلس میں اسلام لانا اس صورت میں فتویٰ اس پر ہے کہ کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کہا کہ مجھے کھیل کود نے نماز روزہ سے پکڑ رکھا ہے یعنی نماز روزہ کی فرصت نہیں تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کہے کہ تو اتنے دن نماز چھوڑ دے تا کہ تو نماز چھوڑنے کا لطف اٹھائے تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کہے کہ کام عالموں کا بھی وہی ہے اور کام کافروں کا بھی وہی ہے تو کافر ہوگا۔ اگر یہ بات کسی معین عالم کو کہی تو کافر نہ ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر دعا میں کہا کہ اے خدا اپنی رحمت مجھ سے دور نہ رکھ تو یہ الفاظ کفر کے الفاظ میں سے ہیں۔

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ تو مرتد ہو جا تو اس صورت میں اپنے خاوند سے جدا ہو جائے گی تو یہ کفر کی رہنمائی کرنے والا شخص کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ کفر پر راضی ہونا خواہ اپنے لیے ہو خواہ غیر کے لیے کفر ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ اگر کفر کو برا جانتا ہے لیکن چاہتا ہے کہ دشمن کافر ہو جائے اس چاہنے پر یہ چاہنے والا کافر نہ ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص شراب پینے کی مجلس میں واعظوں کی طرح بلند جگہ پر بیٹھ کر ہنسی مذاق کی باتیں کرے اور تمام اہل مجلس ان باتوں سے ہنسیں تو تمام کافر ہوں گے۔

مسئلہ۔ اور کوئی شخص آرزو کرے اور کہے کہ زنا یا قتل ناحق حلال ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا۔ کافر ہوگا۔ اور اگر آرزو کرے اور کہے کہ کاش شراب حلال ہوتی یا ماہ رمضان کے روزے فرض نہ ہوتے تو کافر نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص کہے کہ خدا جانتا ہے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا۔ حالانکہ اس نے وہ کام کیا ہے تو اس کے کفر میں دو قول ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ کافر ہوگا۔ اور امام سرخسیؒ سے منقول ہے کہ اگر قسم کھانے والا اعتقاد رکھتا ہے کہ اس کلام میں جھوٹ بولنا کفر ہے اس صورت میں وہ کافر ہوگا اور اگر اعتقاد نہیں رکھتا ہے تو کافر نہ ہوگا۔ حسام الدین کا فتویٰ امام سرخسیؒ کے قول پر ہے۔

مسئلہ امام طحاویؒ نے کہا ہے کہ مومن ایمان سے خارج نہ ہوگا مگر جب ایسی چیز کا انکار کرے جس پر ایمان لانا واجب ہے۔

مسئلہ۔ امام ناصر الدینؒ نے فرمایا کہ جس چیز کے اختیار کرنے سے یقیناً مرتد ہو جاتا ہے اس چیز کے ظاہر ہونے سے مرتد ہونے کا حکم لگا دیا جائے گا۔ اور جس چیز کے اختیار کرنے سے مرتد ہونے میں شک ہو اس چیز کے ظاہر ہونے سے مرتد ہونے کا حکم نہ لگانا چاہیے۔ کیونکہ جو بات یقین کے درجے میں ثابت ہے وہ شک سے زائل نہ ہوگی۔ اور حال یہ ہے کہ اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا ہے اور مسلمان کو کافر کہنے کے فتویٰ میں جلدی نہ کرنی چاہیے کیونکہ جس نے کسی کے جبر سے کفر کا کلمہ کہا علماء نے اس پر بھی کفر کا حکم نہیں لگایا۔

مسئلہ۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ینابیع سے نقل کیا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ جب تک کفر پر اعتقاد نہ رکھے گا کافر نہ ہوگا۔

مسئلہ۔ محیط اور ذخیرہ میں لکھا ہے کہ مسلمان کافر نہیں ہوتا مگر جس وقت کفر کا قصد کرے گا کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ مضمرات میں نصاب الاحتساب اور جامع صغیر سے نقل کیا گیا ہے کہ اگر کسی نے کفر کا کلمہ قصداً کہا لیکن اس کا اعتقاد کفر پر نہیں ہے تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ کافر نہ ہوگا۔ کیونکہ کفر اعتقاد سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس کو کفر پر اعتقاد نہیں ہے۔ اور بعض علماء نے کہا کہ کافر ہوگا اس لئے بدرضا بالکفر ہے۔

مسئلہ۔ اگر کوئی جاہل کفر کا کلمہ کہے اور یہ نہیں جانتا کہ یہ کلمہ کفر ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ کافر نہ ہوگا کیونکہ وہ نہ جاننے کے سبب معذور ہے۔ اور بعض علماء نے کہا کہ کافر ہوگا کیونکہ جہالت عذر نہیں ہے۔

مسئلہ۔ اگر میاں بیوی میں کوئی مرتد ہو جائے تو اس کے مرتد ہونے سے نکاح فوراً ٹوٹ جاتا ہے۔ قاضی کے حکم پر موقوف نہیں رہتا۔ یہ منتقی کی روایت ہے۔

مسئلہ۔ اگر کسی نے آتش پرستوں کی مانند ٹوپی پہنی یا ہندوؤں کی مانند لباس پہنا۔ بعض علماء نے کہا کہ کافر ہوگا اور بعض نے کہا کہ کافر نہ ہو گا۔ اور بعض متاخرین نے کہا کہ ضرورت کی وجہ سے پہنے گا تو کافر نہ ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر کسی نے زنار باندھا اس صورت میں قاضی ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر کفار کے ہاتھ سے خلاصی پانے کے لیے باندھا ہوگا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم (جہنم کی) وادی حزن سے اللہ کی پناہ لیتے ہیں۔ (الاتحاف)

تو کافر نہ ہوگا۔اور اگر تجارت کے فائدے کے لیے باندھا ہو تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔جب مجوس نوروز کے دن یا ہندو دیوالی اور ہولی کے دن جمع ہوں یا خوشی کریں۔اور کوئی مسلمان کہے کہ ان لوگوں نے کیا اچھا طریقہ اپنایا ہے۔کافر ہوگا۔

مسئلہ۔مجمع النوازل سے نقل کیا گیا ہے کہ اگر کوئی مرد گناہ صغیرہ کرے پس دوسرا شخص اس سے کہے کہ توبہ کرو اور وہ کہے کہ میں نے کیا کیا ہے۔کہ توبہ کروں تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔اگر کسی نے مال حرام سے صدقہ کیا اور ثواب کی امید رکھی تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔صدقہ لینے والا اگر جانتا ہے کہ صدقہ مال حرام سے ہے باوجود یہ جاننے کے اگر دعاء کرے اور صدقہ دینے والا آمین کہے تو دونوں کافر ہوں گے۔

مسئلہ۔کسی فاسق نے شراب پی اس حالت میں اس کے رشتہ دار آئے اور اس پر روپے نچھاور کیے یا سب نے اس کو مبارک باد دی ان دونوں صورتوں میں وہ سب کافر ہو گئے۔

مسئلہ۔اپنی عورت سے لواطت حلال جاننے سے کافر نہ ہوگا اور اجنبی عورت سے لواطت جاننے سے کافر ہوگا۔

مسئلہ۔حیض کی حالت میں جماع حلال جاننا کفر ہے اور استبراء رحم کے زمانہ میں جماع حلال جاننا بدعت ہے کفر نہیں ہے۔

مسئلہ۔خسروانی میں لکھا ہے کہ اگر ایک آدمی بلند جگہ پر بیٹھ جائے اور لوگ اس سے ٹھٹھے کے طور پر مسائل پوچھیں اور وہ مذاق کے طور پر جواب دے تو کافر ہو جائے گا۔بلند مکان پر بیٹھنا شرط نہیں (یعنی جس حالت میں بھی دین کا مذاق اڑایا جائے کفر ہے) دینی علوم کے ساتھ مذاق اڑانا کفر ہے۔

مسئلہ۔اگر کہے کہ مجھ کو علم کی مجلس سے کیا غرض یا کہے کہ جن باتوں کو علماء کہتے ہیں ان کو کون کر سکتا ہے (یا کہے کہ علماء کے کہنے کا منکر ہوں) تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔اگر کہے کہ زر چاہیے علم کیا کام آئے گا کافر ہوگا۔مسئلہ۔اگر کہے کہ ان علوم کو کون سیکھے یہ تو کہانیاں ہیں یا یوں کہے کہ یہ تو مکر و فریب ہیں یا کہے مجھے دانشمندوں (علماء) کا حیلہ پسند نہیں کافر ہوگا۔

مسئلہ۔اگر ایک شخص کہے کہ میرے ساتھ شرع کی طرف چل دوسرے نے کہا کہ پیادہ لے آ تو کافر ہوگا۔اور اگر کہے کہ چل قاضی کے پاس اور وہ کہے کہ پیادہ لے آ تو کافر نہ ہوگا۔

مسئلہ۔اگر کوئی کسی سے کہے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھ وہ کہے ان الصلوۃ تنہا کافر ہوگا۔

مسئلہ۔اگر کوئی قرآن کریم کی آیت پیالے میں رکھے اور پیالے کو پر کر کے کہے کا سأدھاقا کافر ہوگا۔

مسئلہ۔دیگ میں جو کچھ باقی رہ جائے اس پر اگر کہے والباقیات الصالحات تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔اگر کوئی آدمی بسم اللہ کہہ کر شراب پیے یا بسم اللہ کہہ کر زنا کرے تو کافر ہوگا اور اسی طرح اگر بسم اللہ کہہ کر حرام کھائے تو بھی کافر ہوگا۔

مسئلہ۔اگر رمضان شریف کا مہینہ آیا اور کسی آدمی نے کہا کہ مصیبت سر پر آ گئی تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔اگر کوئی کسی سے کہے کہ چل فلاں آدمی کو امر بالمعروف کریں پس اگر وہ جواب میں کہے کہ اس نے میرا کیا کیا ہے کہ میں اس کو امر بالمعروف کروں تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔کوئی اگر قرض دار سے کہے میری رقم اسی دنیا میں دے دو کیونکہ آخرت میں کوئی (زر) رقم نہ ہوگی اور وہ جواب میں کہے کہ دس اشرفی اور دے دو اور آخرت میں مجھ سے لے لینا اور اس جگہ پر دے دوں گا تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔بادشاہ کو اگر کسی نے سجدہ عبادت کیا تو بلا اتفاق کافر ہو جائے گا اور اگر تعظیم کی نیت سے سجدہ کیا جیسا کہ تعظیم کے لیے سلام کیا جاتا ہے تو اس میں علماء کا اختلاف ہے۔فتاوٰی ظہیریہ میں لکھا ہے کہ کافر نہ ہوگا اور موید الدرایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ سجدہ با جماع جائز نہیں (خواہ عبادت کے لیے ہو خواہ تعظیم کے لیے) لیکن دوسرے طریقے سے خدمت کرنا مثلاً بادشاہ کے سامنے کھڑا ہونا یا ہاتھ چومنا پیٹھ جھکانا وغیرہ جائز ہے۔

مسئلہ۔جو کوئی بتوں کے نام پر یا کسی کنوئیں یا دریا یا نہر یا گھر اور چشمہ اور اس کے مانند کسی اور چیز پر ذبح کرے گا۔پس وہ ذبح کرنے والا مشرک ہوگا۔اور اس کی بیوی اس سے جدا ہو جائے گی (یعنی نکاح سے نکل جائے گی) اور اس کا ذبح کیا ہوا جانور مردار ہوگا۔

مسئلہ۔دستور القضاۃ میں امام زاہد ابو بکر سے نقل کیا ہے۔جو شخص کافروں کی عید کے دن مثلاً مجوس کے نوروز میں اور اسی طرح ہندوؤں کی ہولی اور دیوالی اور دسہرے میں جائے اور کافروں کے ساتھ کھیل کود میں شریک ہو تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔زندگی سے مایوس آدمی کا ایمان مقبول نہیں ہے۔اور یاس (زندگی سے مایوس آدمی) کی توبہ حالت مایوسی میں مقبول ہے یا نہ اس میں دو قول ہیں صحیح قول یہی ہے کہ قبول ہوتی ہے

مسئلہ شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ جو شخص عالم کے حادث ہونے کا انکار کرتا ہے۔یا حشر اجساد کا انکار کرتا ہے یا کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جزئیات کا علم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانو! مظلوم کی دعا سے بچتے رہو۔کیونکہ وہ آگ کی چنگاری کی طرح آسمان کو چڑھ جاتی ہے۔(رواہ الحاکم فی المستدرک)

نہیں ہے اور ایسے ہی کسی ایسی چیز کا انکار کرتا ہے جو دین کی ضروریات میں سے ہے تو وہ شخص بالاتفاق کافر ہوگا۔ اور جن کے عقیدے اہل سنت کے خلاف ہیں جیسے رافضی اور خارجی اور معتزلہ وغیرہ جو باطل فرقے ہیں۔ کہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کے کفر میں اختلاف ہے۔ منتقی میں امام ابوحنیفہؒ سے روایت کیا گیا ہے۔ کہ میں کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا ہوں اور ابواسحاقؒ اسفرائنی نے فرمایا کہ جو کوئی اہل سنت کو کافر جانتا ہے میں اس کو کافر جانتا ہوں اور جو اہل سنت کو کافر نہیں جانتا میں اس کو کافر نہیں جانتا۔

مسئلہ۔ علامہ علم الھدیٰ نے بحرالمحیط میں لکھا ہے کہ جو ملعون، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا اہانت کرے یا ان کے دین کے امور میں سے کسی امر میں یا ان کی صورت مبارک میں یا ان کے اوصاف میں سے کسی وصف شریفہ میں عیب لگائے اگر چہ دل لگی (مذاق) کے طور پر ہو خواہ وہ مسلمان ہو خواہ وہ ذمی ہو خواہ حربی کافر ہے۔ اس کو قتل کرنا واجب ہے۔ اس کی توبہ قبول نہیں اور اس بات پر اجماع امت ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی بھی نبی کی توہین اور بے ادبی کرنا اور ان کو خفیف جاننا کفر ہے۔ بے ادبی کرنے والا کافر ہوگا۔ خواہ حلال جان کے بے ادبی کی ہو یا حرام جان کر۔

مسئلہ۔ روافض خزلھم اللہ جو کہتے ہیں۔ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کے خوف سے خدا تعالیٰ کے بعض احکام نہیں پہنچائے (تبلیغ نہیں کی) تو یہ کفر ہے۔ اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں کہ اس نے مجھے اسلام کی ہدایت نصیب فرمائی اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت پانے والے نہ تھے۔ بلاشبہ ہمارے رب کے تمام رسول حق لائے ان سب پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ خصوصاً ان کے سردار اور ان کے خاتم تمام جہانوں کے شفاعت کرنے والے اور قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کے خطیب پر اور ان کی آل پر اور صحابہ اور ان کے تمام تابعداروں پر آمین ثم آمین۔

۳۰ محرم ۱۴۰۸ھ مطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۸۷ء بروز جمعرات

دین سے پھر جانے کا بیان

مسئلہ(۱): اگر خدانخواستہ کوئی عورت اپنے ایمان اور دین سے پھر گئی تو تین دن کی مہلت دی جاوے گی اور جو اس کو شبہ پڑا ہو اس شبہ کا جواب دیدیا جاوے گا۔ اگر اتنی مدت میں مسلمان ہو گئی۔ تو خیر نہیں تو ہمیشہ کے لئے قید کردیں گے جب توبہ کرلے گی تب چھوڑیں گے۔

مسئلہ(۲): جب کسی نے کفر کا کلمہ زبان سے نکالا تو ایمان جاتا رہا اور جتنی نیکیاں اور عبادت اس نے کی تھی سب اکارت گئی نکاح ٹوٹ گیا۔ اگر فرض حج کر چکی ہے تو وہ بھی ٹوٹ گیا اب اگر توبہ کر کے پھر مسلمان ہوئی تو اپنا نکاح پھر سے پڑھاوے اور پھر دوسرا حج کرے۔

مسئلہ(۳): اسی طرح اگر کسی کا میاں توبہ توبہ بے دین ہو جاوے تو بھی نکاح جاتا رہا۔ اب وہ جب تک توبہ کر کے پھر سے نکاح نہ کرے عورت سے کچھ واسطہ نہ رکھے۔ اگر کوئی معاملہ میاں بی بی کا سا ہوا تو عورت کو بھی گناہ ہوا اور اگر وہ زبردستی کرے تو اس کو سب سے ظاہر کردے شرماوے نہیں دین کی بات میں کیا شرم۔

مسئلہ(۴): جب کفر کا کلمہ زبان سے نکالا تو ایمان جاتا رہا۔ اگر ہنسی دل لگی میں کفر کی بات کہے اور دل میں نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے جیسے کسی نے کہا کیا خدا کو اتنی قدرت نہیں جو فلاں کام کردے۔ اس کا جواب دیا ہاں نہیں ہے تو اس کہنے سے کافر ہو گئی۔

مسئلہ(۵): کسی نے کہا اٹھو نماز پڑھو جواب دیا کون اٹھک بیٹھک کرے یا کسی نے روزہ رکھنے کو کہا تو جواب دیا کون بھوکا مرے یا کہا کہ روزہ وہ رکھے جس کے گھر میں کھانا نہ ہو۔ یہ سب کفر ہے۔

مسئلہ(۶): اس کو گناہ کرتے دیکھ کر کسی نے کہا خدا سے ڈرتی نہیں جواب دیا ہاں نہیں ڈرتی تو کافر ہو گئی۔

مسئلہ(۷): کسی کو برا کام کرتے دیکھ کر کہا کیا تو مسلمان نہیں ہے جو ایسی بات کرتی ہے جواب دیا ہاں نہیں ہوں تو کافر ہو گئی۔ اگر ہنسی میں کہا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ(۸): کسی نے نماز پڑھنا شروع کی اتفاق سے اس پر کوئی مصیبت پڑ گئی اس نے کہا یہ سب نماز ہی کی نحوست ہے وہ کافر ہو گئی۔

مسئلہ(۹): کسی کافر کی کوئی بات اچھی معلوم ہوئی اس لئے تمنا کر کے کہا کہ ہم بھی کافر ہوتے تو اچھا تھا کہ ہم بھی ایسا کرتے تو کافر ہو گئی۔

مسئلہ(۱۰): کسی کا لڑکا مر گیا اس نے یوں کہا یا اللہ یہ ظلم مجھ پر کیوں کیا مجھے کیوں ستایا تو اس کہنے سے وہ کافر ہو گئی۔

مسئلہ(۱۱): کسی نے یوں کہا اگر خدا بھی مجھ سے کہے تو یہ کام نہ کروں۔ یا یوں کہا کہ جبرئیل بھی اتر آویں تو ان کا کہنا نہ مانوں تو کافر ہو گئی۔

مسئلہ(۱۲): کسی نے کہا کہ میں ایسا کام کرتی ہوں کہ خدا بھی نہیں جانتا۔ تو کافر ہو گئی۔

مسئلہ(۱۳): جب اللہ تعالیٰ کی یا اس کے کسی رسول کی کچھ حقارت کی یا شریعت کی بات کو برا جانا عیب نکالا کفر کی بات پسند کی ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ اور کفر کی باتوں کو جن سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ ہم نے پہلے ہی حصہ میں سب عقیدوں کے بیان کرنے کے بعد بھی بیان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قضا کو دعا کے سوا کوئی چیز رد نہیں کرسکتی اور عمر کو نیکی ہی بڑھا سکتی ہے۔ (مسلم)

کیا ہے۔ وہاں دیکھ لینا چاہئے۔ اور اپنے ایمان کے سنبھالنے میں بہت احتیاط کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا ایمان ٹھیک رکھے۔ اور ایمان ہی پر خاتمہ کرے۔ آمین یارب العالمین۔

مسئلہ (۱۴): ہر ہفتہ نہا دھو کر ناف سے نیچے اور بغل وغیرہ کے بال دور کر کے صاف ستھرا کرنا مستحب ہے۔ ہر ہفتہ نہ ہو تو پندرھویں دن سہی۔ زیادہ سے زیادہ چالیس دن اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ اگر چالیس دن گذر گئے اور بال صاف نہیں کیے تو گناہ ہوا۔

مسئلہ (۱۵): اپنے ماں باپ اور شوہر وغیرہ کو نام لیکر پکارنا مکروہ اور منع ہے۔ کیونکہ اس میں بے ادبی ہے۔ لیکن ضرورت کے وقت جس طرح ماں باپ کا نام لینا درست ہے اسی طرح شوہر کا نام لینا بھی درست ہے۔ اسی طرح اٹھتے بیٹھتے بات چیت کرتے ہر بات میں ادب تعظیم کا لحاظ کرنا چاہیے۔

مسئلہ (۱۶): کسی جاندار چیز کو آگ میں جلانا درست نہیں جیسے بھڑوں کا پھونکنا۔ کھٹمل وغیرہ کا پکڑ کا آگ میں ڈال دینا۔ یہ سب ناجائز ہے۔ البتہ اگر مجبور ہو کر بغیر پھونکے کام نہ چلے تو بھڑوں کا پھونک دینا یا چارپائی میں کھولتا ہوا پانی ڈال دینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۷): کسی بات کی شرط بدھنا جائز نہیں۔ جیسے کوئی کہے کہ سیر بھر مٹھائی کھا جاؤ تو ہم ایک روپیہ دیں گے۔ اور اگر نہ کھا سکے تو ایک روپیہ ہم تم سے لیں گے۔ غرض جب دونوں طرف سے شرط ہو جائز نہیں البتہ اگر ایک ہی طرف سے ہو تو درست ہے۔

مسئلہ (۱۸): جب کوئی دو آدمی چپکے چپکے باتیں کرتے ہیں تو ان کے پاس نہ جانا چاہیے۔ چھپ کے ان کو سننا بڑا گناہ ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی دوسروں کی بات کی طرف کان لگاوے اور ان کو ناگوار ہو قیامت کے دن اس کے کان میں گرم گرم سیسہ ڈالا جاوے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیاہ شادی میں دولہا دلہن کی باتیں سننا دیکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ (۱۹): شوہر کے ساتھ جو باتیں ہوئی ہوں جو کچھ معاملہ پیش آیا ہو کسی اور سے کہنا بڑا گناہ ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ان بھیدوں کے بتانیوالے پر سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا غصہ اور غضب ہوتا ہے۔

مسئلہ (۲۰): اسی طرح کسی کے ساتھ ہنسی اور چہل کرنا کہ اس کو ناگوار ہو یا تکلیف ہو درست نہیں۔ آدمی وہیں تک گدگدائے جہاں تک ہنسی آئے۔

مسئلہ (۲۱): مصیبت کے وقت موت کی تمنا کرنا اپنے کو کوسنا درست نہیں۔

مسئلہ (۲۲): اپنے شوہر سے کسی جگہ کا پردہ نہیں ہے۔ تم کو اس کے سامنے سے اور اس کو تمہارے سامنے سارے بدن کا کھولنا درست ہے۔ مگر بے ضرورت ایسا کرنا اچھا نہیں۔

مسئلہ (۲۳): جس طرح خود مردوں کے سامنے آنا اور بدن کھولنا درست نہیں اسی طرح تانک جھانک کے مردوں کو دیکھنا بھی درست نہیں عورتیں یوں سمجھتی ہیں کہ مرد ہم کو نہ دیکھیں ہم مردوں کو دیکھ لیں تو کچھ حرج نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کواڑ کی راہ یا کوٹھے پر سے مردوں کو دیکھنا دولہا کے سامنے آ جانا یا اور کسی طرح دولہا کو دیکھنا یہ سب ناجائز ہے۔

مسئلہ (۲۴): نامحرم کے ساتھ تنہائی کی جگہ پر بیٹھنا لیٹنا درست نہیں اگرچہ دونوں الگ الگ اور کچھ فاصلے پر ہوں۔ تب بھی جائز نہیں۔

مسئلہ (۲۵): اپنے پیر کے سامنے آنا ایسا ہی ہے جیسے کسی غیر محرم کے سامنے آنا اس لئے یہ بھی جائز نہیں۔ اسی طرح لے پالک لڑکا بالکل غیر ہوتا ہے۔ لڑکا بنانے سے سچ مچ لڑکا نہیں بن جاتا سب کو اس سے وہی برتاؤ کرنا چاہیے جو بالکل غیروں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اسی طرح جو نامحرم رشتہ دار ہیں جیسے دیور، جیٹھ، بہنوئی، نندوئی چچا زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد بھائی وغیرہ یہ سب شرع میں غیر ہیں سب سے گہرا پردہ ہونا چاہیے۔

مسئلہ (۲۶): ہیجڑے، خوجے، اندھے کے سامنے آنا بھی جائز نہیں۔

دنیا کی سعادت مند عورت

دنیائے اسلام کے معروف مصنف پروفیسر عائض بن عبداللہ قرنی کی کتاب "اسعد امرأة فی العالم" کا پہلی مرتبہ اُردو ترجمہ.....جس میں مسلمان عورت کو زندگی کے مراحل میں سعادت مندی کے اُصول بتائے گئے ہیں جن سے وہ قابل رشک زندگی بسر کرسکتی ہے.....عورت کی نفسیات کے پیش نظر اس کتاب کو زیورات اور جواہرات کے ناموں سے مرتب کیا گیا ہے۔

رابطہ کیلئے 0322-6180738

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے سے فریاد نہ کی جائے بلکہ اللہ عزوجل کے لئے فریاد کی جائے۔ (الکنز)

باب ۳۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقوش مقدسہ ونقوش عجیبہ

تعمیر بیت اللہ الکریم

چند پتھروں کی چنی ہوئی اس سادہ سی عمارت کی چھت کو خدا کے جلال و قدسیت نے اپنا نشیمن بنایا۔ اور اسے ایسا لازوال دوام بخشا کہ ہزار ہا برس کے حوادثات وانقلابات اس کی قبولیت وصداقت پر دھبہ نہ لگا سکے۔ مزید برآں اس چاردیواری کے گرد دعائے ابراہیمی نے ایک ایسا آہنی حصار کھینچ دیا کہ چار ہزار برس کے دوران انقلاب ارضی وسماوی نے سمندروں کو جنگل اور جنگلوں کو سمندروں میں تو تبدیل کر دیا۔ لیکن آج تک اس مقدس گھر کی بنیاد کو کوئی حادثہ متاثر نہ کر سکا اور نہ ہی کوئی طاقت نقصان پہنچا سکی روئے زمین پر اس سے زیادہ قدیم اور کہنہ عمارت اور کوئی نہیں۔ اور رب ذوالجلال کی شان پر قربان جائیں کہ اس انتہائی سادہ سی عمارت کو چار ہزار سال کے طویل عرصہ میں صرف چند بار بنانے اور تعمیر کرنے کی نوبت آئی۔

جس کی تفصیلات محدثین اور مورخین نے پوری شرح وبسط سے رقم فرمائی ہیں۔

قابل اعتماد روایات کے مطابق بیت اللہ شریف کی تعمیر گیارہ مرتبہ ہوئی۔

(۱) ملائکہ عظام (۲) حضرت آدم علیہ السلام (۳) حضرت شیث علیہ السلام

(۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام (۵) جرہم (۶) اما لکہ۔

(۷) قصی بن کلاب (۸) قریش (۹) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

(۱۰) حجاج بن یوسف (۱۱) سلطان مراد خان

تعمیر ملائکہ عظام:

امام بغویؒ لکھتے ہیں کہ سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ۲ ہزار سال قبل فرشتوں نے بیت اللہ شریف تعمیر کیا۔ اور زمین میں رہنے والے ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے اس کا طواف کرنے اور حج کرنے کا حکم دیا۔

تعمیر حضرت آدم علیہ السلام:

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام، حضرت جبرئیل امین کی رہنمائی میں مکہ معظمہ پہنچے اور وہاں جبرئیل نے پر مار کر کعبہ شریف کی بنیادیں ظاہر کر دیں جو انتہائی گہری تھیں۔ پھر فرشتے پانچ مختلف پہاڑوں سے بڑی بڑی وزنی چٹانیں لائے جن میں سے ایک چٹان تیس آدمی ملکر بھی نہیں اٹھا سکتے تھے۔ وہ انہیں بنیادوں میں ڈالتے تھے۔ اس طرح بیت اللہ شریف کی زمین میں بنیاد پڑ گئی۔ پھر اسی بنیاد پر سطح زمین پر بیت اللہ شریف تعمیر کیا گیا۔

تعمیر حضرت شیث علیہ السلام:

بعض روایات کے مطابق یاقوت کا وہ خیمہ جو سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے لئے بیت اللہ کی جگہ اتارا گیا تھا۔ آپ کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر اٹھا لیا۔ تب انہی بنیادوں پر آپ کی اولاد نے مٹی اور پتھروں سے کعبہ شریف تعمیر کیا۔

تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام:

حضرت جبرئیل امین نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لئے بنیادوں کی نشاندہی کی۔ اس وقت یہ جگہ ایک ابھرے ہوئے سرخ ٹیلے کی شکل میں تھی۔ اس جگہ پر حضرت خلیل اللہ اور ذبیح اللہ نے کھدائی شروع کر دی۔ حتیٰ کہ وہ قدیم بنیادیں ظاہر ہو گئیں۔ جن پر انہوں نے تعمیر کرنی تھی۔ چنانچہ حضرت خلیل اللہ معمار کی حیثیت سے اپنے مقدس ہاتھوں سے دیواریں چن رہے تھے اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ مزدور کی حیثیت سے پتھر لانے کی خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ اس طرح یہ مقدس تعمیر حد تکمیل کو پہنچ گئی۔

تعمیر قبیلہ جرہم:

قبیلہ جرہم جو کہ مکہ کے بالائی علاقہ میں رہائش پذیر تھا اور نشیبی علاقہ میں قبیلہ عمالقہ رہائشی تھا۔ ان دونوں کی جنگ ہوئی اور جرہم عمالقہ پر غالب آ گئے۔ اور صدیوں ان کی حکومت قائم رہی۔ اس دوران ایک مرتبہ زبردست سیلاب آیا۔ جس سے کعبہ شریف زمین بوس ہو گیا۔ پھر قبیلہ جرہم نے اسے از سر نو تعمیر کیا۔

تعمیر عمالقہ:

کچھ عرصہ بعد عمالقہ جرہم پر غالب آئے اور انہوں نے اپنے دور میں کعبۃ اللہ کی تعمیر کی۔

تعمیر قصی بن کلاب:

جب قصی بن کلاب کی حکومت مستحکم ہو گئی تو اس نے قریش کو جمع کر کے کعبہ شریف کی تعمیر کی طرف توجہ دلائی اور کعبہ شریف کی از سر نو تعمیر کی

گئی۔ اس سے پہلے کعبہ شریف کی چھت نہیں تھی۔ انہوں نے کھجور کے تختوں اور ٹہنیوں کی چھت بنائی۔

تعمیر قریش:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے پانچ سال قبل قریش نے کعبہ شریف کی تعمیر کا پروگرام بنایا۔ تعمیر کی ضرورت چند وجوہ کی بناء پر تھی۔ جن میں بیت اللہ شریف کا ایک نشیبی جگہ پر ہونا بھی ہے۔ جس کی وجہ سے بیت اللہ شریف کی دیواروں کا اکثر سیلاب کی زد میں اثر انداز ہونا ہے۔ جو کہ قابل تعمیر ہو رہی تھیں۔ اسی بناء پر قریش مکہ نے بیت اللہ شریف کی تعمیر کا حتمی پروگرام بنالیا۔ اس تعمیر کو ان حصوں میں تقسیم کیا گیا۔

(۱) حجر اسود سے رکن عراقی تک دروازہ کا حصہ بنوعبد مناف اور بنو زہرہ بنائیں۔ (۲) حجر اسود اور رکن یمانی کا درمیانی حصہ بنومخزوم اور بنوتمیم تعمیر کریں اور قریش کے دیگر قبائل بھی ان کا ساتھ دیں۔

(۳) رکن یمانی اور رکن شامی کا درمیانی حصہ بنوجمح اور بنوسہم بنائیں۔

(۴) حطیم کی جانب والی دیوار کی بنوعبدالدار بن قصی، بنواسد بن عبدالعزیٰ اور بنوعدی بن کعب بنائے۔ اسطرح یہ تعمیر مکمل ہوئی۔

تعمیر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

قریش کی تعمیر بیت اللہ کو ابھی ایک صدی بھی نہیں گذرنے پائی تھی۔ کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے لئے تعمیر بیت اللہ کی خدمت سرانجام دینا ضروری ہوگیا۔ کیونکہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے کانوں میں تعمیر کعبہ کے متعلق سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی آواز گونج رہی تھی۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو مخاطب ہوکر کہا کہ اے عائشہ اگر تیری قوم کا زمانہ جاہلیت قریب نہ ہوتا۔ تو میں بیت اللہ کی دوبارہ تعمیر کرتا اور جن چیزوں کو قریش نے کعبہ سے نکال دیا ہے انہیں شامل کردیتا۔ یعنی میں ابرہیم علیہ السلام کی بنیادوں کے مطابق تعمیر کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کی تعمیر کا عزم مصمم کر کے تعمیر کا کام شروع کرادیا۔ اور بیت اللہ شریف کو حضرت ابرہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا مبارک تھا۔ تعمیر کردیا۔

چنانچہ کعبہ شریف کے دو دروازے مشرق اور مغرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا کے مطابق بنوائے۔ جب کہ پہلے ایک دروازہ تھا۔ اسی طرح حطیم کا جو حصہ تعمیر ابراہیمی علیہ السلام میں شامل تھا۔ جسے قریش نے خرچہ کی کمی کے باعث چھوڑ دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کو پورا کرتے ہوئے کعبہ شریف میں شامل کردیا۔ کعبہ شریف کے اندر اور باہر کی دیواروں اور چھت پر کستوری و عنبر سے خوشبودار پلستر کرادیا۔ اس طرح سفید ریشم سے تیار شدہ نفیس کپڑے کا غلاف بھی چڑھادیا۔ قریش نے کعبہ شریف میں پتھر کے چھ ستون بنائے تھے۔ جبکہ آپ نے تین ستون ختم کر کے تین ستون عود کی خوشبودار لکڑی سے بنوائے۔

تعمیر حجاج بن یوسف:

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر تقریباً دس سال تک رہی۔ آپ کی شہادت کے بعد جب عنان حکومت حجاج بن یوسف کے ہاتھ آئی تو اس نے عبدالملک بن مروان کو لکھا کہ بیت اللہ شریف کی تعمیر عبداللہ بن زبیر کی تعمیر کے برعکس کردی جائے۔ تو اس نے ایک بار ابراہیمی بنا کے برعکس قریش کی تعمیر کے مطابق بنادیا۔ حطیم کا حصہ بھی نکال دیا۔ مشرقی دروازہ اونچا کردیا۔ غربی دروازہ بند کردیا۔

تعمیر سلطان مرادخان:

بیت اللہ شریف زمینی و آسمانی حوادثات سے صدیوں محفوظ رہا۔ لیکن ایک ہزار سال کے بعد سیلاب کی ستم ظریفی سے زمین بوس ہوگیا۔ جس کی تعمیر جدید کا شرف رب العزت نے سلطان مرادخان کو عنایت فرمایا

چنانچہ یہی موجودہ تعمیر سلطان مرادخان عثمانی کی ہے۔

البتہ ضرورت کے مطابق مرمت وغیرہ کا کام بعد میں بھی ہوتا رہا اور اب بھی ہوتا رہتا ہے۔ واللہ ھو الموفق للصواب۔

کیا آپ نے میراث تقسیم کردی ہے؟

تقسیم میراث.... نماز کی طرح فرض ہے جس میں لاعلمی یا غفلت عام ہے۔ ورثا بالخصوص خواتین کو میراث سے محروم کرنے کی عبرتناک داستانیں۔ فکر آخرت اور خوف خداوندی پیدا کر کے میراث کو فوری تقسیم کرنے کی فکر پیدا کرنیوالی انمول کتاب

رابطہ کیلئے 0322-6180738

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانو محتاجی و مفلسی اور ذلت وخواری سے پناہ مانگا کرو۔ (رواہ النسائی)

باب ۳۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و نعت

سوزش دل

(آغا حشر کاشمیری)

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لئے
بادلو ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لئے
اے دعاء ہاں عرض کر عرش الٰہی تھام کے
اے خدا اب پھیر دے دن گردش ایام کے
صلح تھی کل جن سے اب وہ برسر پیکار ہیں
وقت اور تقدیر دونوں درپئے آزار ہیں
ڈھونڈتے ہیں اب مداوا سوزش غم کے لئے
کر رہے ہیں زخم دل فریاد مرہم کے لئے
رحم کر اپنے نہ آئین کرم کو بھول جا
ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا
خلق کے راندے ہوئے دنیا کے ٹھکرائے ہوئے
آئے ہیں اب تیرے در پر ہاتھ پھیلائے ہوئے
خوار ہیں بدکار ہیں ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
کچھ بھی ہیں لیکن تیرے محبوب کی امت میں ہیں
حق پرستوں کی اگر کی تو نے دلجوئی نہیں
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

حمد

ظاہر مطیع و باطن ذاکر مدام تیرا
زندہ رہوں الٰہی ہو کر تمام تیرا
دنیا سے اس طرح ہو رخصت غلام تیرا
ہو دل میں یاد تیری ہو لب پہ نام تیرا
زنہار ہو نہ شیطاں عاجز پہ تیرے غالب
بندہ نہ نفس کا ہو ہرگز غلام تیرا
زور کشش سے تیرے کر جائے قطع دم میں
راہ دراز تیری یہ ست گام تیرا
یہ بد لگام و بد رگ نفس شریر و سرکش
اے شہسوار خوباں ہو جائے رام تیرا
مورد رہے یہ ہر دم تیری تجلیوں کا
ہو جائے قلب میرا بیت الحرام تیرا
سینہ میں ہو منقش یا رب کتاب تیری
جاری رہے زباں پر ہر دم کلام تیرا
اپنے کرم سے کرنا مجھ کو بھی ان میں شامل
جن پر عذاب یا رب ہو گا حرام تیرا
ہے خوبی دو عالم اک حسن خاتمہ پر
کرنا سر اس مہم کو ادنیٰ ہے کام تیرا
رحمت سے بخش دینا میرے گناہ سارے
روز جزا نہ دیکھوں میں انتقام تیرا
محشر میں ہو پہنچ کر اس تشنہ لب کو حاصل
تیرے نبیؐ کے ہاتھوں کوثر کا جام تیرا
دونوں جہاں میں مجھ کو مطلوب تو ہی تو ہے
ہو پختہ کار وحدت مجذوب خام تیرا
دونوں جہاں کا دکھڑا مجذوب رو چکا ہے
اب آگے فضل کرنا یا رب ہے کام تیرا

مناجات

(حفیظ جالندھری)

اے دو جہاں کے والی ۔ کون و مکاں کے والی
اے بیش و کم کے مالک ۔ لوح و قلم کے مالک
شاہ و گدا کے خالق ۔ ارض و سماء کے خالق
ایمان دینے والے ۔ تلقین دینے والے
پروردگار میرے ۔ آمرزگار میرے
اے دین دینے والے ۔ قرآن دینے والے
اے بیکسوں کے حامی ۔ اے بے بسوں کے حامی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے نابالغ بچوں کی دعا مقبول ہوتی ہے جب تک کہ (بالغ ہو کر گناہوں کا ارتکاب نہ کریں) (کنز)

دنیا بسانے والے عقبیٰ بنانے والے
تقصیر وار ہوں میں غفلت شعار ہوں میں
عمر عزیز ساری عصیاں میں ہے گزاری
بے فائدہ گنوائی کچھ بھی نہ کی کمائی
میری گنہگاری میری سیاہ کاری
عیبوں کا حال سارا ہے تجھ پہ آشکارا
تو جانتا ہے سب کچھ پہچانتا ہے سب کچھ
دو دن کی زندگی پر اس عارضی خوشی پر
بھولا رہا ہمیشہ پھولا رہا ہمیشہ
ہے اعتراف مجھ کو کر دے معاف مجھ کو
ناشاد رہا ہوں برباد رہا ہوں
کر غیب سے وہ ساماں یہ مشکلیں ہوں آساں
اے دو جہاں کے سلطاں اے انس و جاں کے سلطان
بن کر غلام تیرا خدمت ہو کام میرا
جب تیرے پاس آؤں ایمان ساتھ لاؤں

مناجات

بادشاہا جرم مارا در گزار
ما گنہگاریم تو آمرز گار
تو نکو کاری و مابد کردہ ایم
جرم بے اندازہ بے حد کردہ ایم
سالہا در بند عصیاں گشتہ ایم
آخر از کردہ پشیماں گشتہ ایم
دائما در فسق و عصیاں ماندہ ایم
ہمقرینِ نفس و شیطان ماندہ ایم
روز و شب اندر معاصی بودہ ایم
غافل از امر و نواہی بودہ ایم
بے گناہ نگذشت برما ساعتے
باحضور دل نہ کر دم طاعتے
بر درآمد بندہ بگریختہ
آبروئے خود بعصیاں ریختہ
مغفرت دارد امید از لطف تو
زانکہ خود فرمودہ لا تقنطوا
اندراں دم کز بدن جانم بری
از جہاں با نور ایمانم بری

یا اللہ

(حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ)

چو من پُر جرم و عصیانم توی غفار یا اللہ
چو من با عیب چو نقاصنم توی ستار یا اللہ
بخواب مستی و غفلت ز سرتاپا گنہگارم
بہ ذکر و طاعت خود کن مرا بیدار یا اللہ
چنیں کز فعل زشت من خلائق جملہ بیزارند
تو باماباش خوشنود و مشو بیزار یا اللہ
چناں کن از کرم برمن بناء توبہ مستحکم
کہ رانم برزباں ہر لحظہ استغفار یا اللہ
چناں کن از کرم دردل بحق احمد مرسل
عذاب مرگ چوں گردد مرا دشوار یا اللہ
نیابد در وجود من زنیکی ہیچ کردارے
بہ بخشا برمن عاصی بد کردار یا اللہ
رود ہر لحظہ در طاعت دل من جانب دیگر
چنیں وسواس شیطانی زمن بردار یا اللہ
معین الدین عاصی را کہ می نالد بصد زاری
گناہم بخش ایماں را سلامت دار یا اللہ

مجموعہ نعت شریف جدیدہ

ترجمہ: میری آنکھوں نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی حسین نہیں دیکھا۔ عورتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی صاحب جمال نہیں جنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا۔ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی کے مطابق پیدا کئے گئے ہیں۔ (ترجمہ کلام حضرت حسان بن ثابت)

ترجمہ: ❁ اے عبد مناف (ابو طالب) میں اپنے بعد اس مؤحد کے بارے میں تمہیں وصیت کرتا ہوں جو اپنے باپ کی وفات کے بعد اکیلا ہے۔ ❁ اس کا باپ اس حال میں اسے داغ مفارقت دے گیا کہ وہ ابھی گہوارے میں سونے والا تھا اور میں نے اس حالت میں اس کی سرپرستی کی کہ میں اس کے لئے بمنزلہ ماں کے تھا ❁ جو اپنے جسم و جان سے زیادہ بچے کو عزیز رکھتی ہے۔ یہاں تک کہ میں اجل کے وعدہ کی سیاہی سے خائف اور بے بس ہو گیا۔ ❁ اور میں نے اس بارہ میں اپنے اہل بیت کو وصیت کی کہ اس بیٹے کی وجہ سے جو مجھ سے قبل ہی قبر میں چھپ گیا ہے۔ ❁ میں نے ایسا عمداً نہیں کیا بلکہ مجبوری کی بناء پر کیا ہے۔ عبد مناف نے اس وصیت کو قبول کیا اور قول و قرار پختہ ہی ہوا کرتا ہے۔ ❁ اس نے کہا کہ جب تک میں زندہ ہوں میرے بھائی کے بیٹے کو کوئی اچک کر نہیں لے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ساعت جس میں دعاء کی قبولیت کی امید کی جاتی ہے جمعہ کے روز عصر کے غروب آفتاب تک تلاش کرو۔ (مشکوٰۃ)

جا سکے گا بلکہ میں اس کے ساتھ بیٹے کی طرح محبت کروں گا۔ ❁ میں اسے اپنے پاس رشد و ہدایت کا دروازہ سمجھتا ہوں۔ ❁ بلکہ ہدایت و رہنمائی حاصل کرنے کے لئے احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے امیدیں وابستہ کی جائیں گی۔ ❁ عہد و پیمان کرنے والے جانتے ہیں کہ محبت تو سب امور میں سے بہترین ہے۔ ❁ بے شک میرا بیٹا اہل نجد کا سردار ہے۔ وہ بہادر نوجوانوں پر غلبہ حاصل کریگا۔

ترجمہ: ❁ بے شک آمنہ کے فرزند حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے بمنزلہ اولاد کے ہیں۔ ❁ جب فرزند آمنہ نے میری اونٹنی کی مہار پکڑ لی تو میرا دل اس کی محبت سے بھر آیا اور اس وقت سرخی مائل سفید اونٹوں کا قافلہ زاد سفر لیکر کوچ کے لئے تیار کھڑا تھا۔ ❁ میری آنکھوں سے موتیوں کی طرح آنسو بہنے لگے جو افراد کے درمیان جدائی کے مواقع پر بہتے ہیں۔ ❁ میں نے اس بارے میں صلہ رحمی کی رعایت اور اپنے بڑوں کی وصیت کی پاسداری کی۔ ❁ میں نے اسے اپنے چچاؤں کے ہمراہ سفر کا حکم دیا۔ جو سرخ چہروں والے اور چنے ہوئے بہادر ترین لوگ ہیں۔ ❁ وہ ایک دور دراز کے معلوم سفر پر روانہ ہوئے۔ راستہ اگرچہ جانا پہچانا ہے لیکن مسافت بہت طویل ہے۔ ❁ یہاں تک کہ وہ بصرہ کے لوگوں کے پاس پہنچے راستے میں ایک جگہ ان کی ملاقات ایک یہودی عالم سے ہوئی۔ ❁ جس نے انہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سچی باتیں بتائیں اور حاسدوں کے ایک گروہ سے محفوظ رکھا۔ وہ یہودی تھے۔ انہوں نے وہی علامتیں دیکھیں جو بحیرا نے دیکھی تھیں۔ یعنی بادلوں کا سایہ اور مضبوط لوگوں کی قدر شناسی۔ ❁ یہود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے درپے تھے۔ لیکن بحیرا نے زبیر کو انہیں اس سے باز رکھا۔ اور اس ضمن میں بہترین کوشش کی۔ بحیرا نے روکا وہ بحث و تکرار کرتا رہا اور بالاخر اپنی قوم سمیت اس نے یہ ناپاک ارادہ ترک کر دیا۔ ❁ بحیرا نے دریس کو بھی منع کیا اور وہ بھی اپنی بات سے باز آ گیا۔ بحیرا ایک ایسا عالم تھا جس کا حکم رشد و ہدایت پر مبنی تھا۔

ترجمہ: ❁ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر بیعت کی کہ جب تک زندہ رہیں گے کفر، شرک اور ظلم کے خلاف جہاد کرتے رہیں گے۔ ❁ غزوہ خندق میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خندق کھودتے جاتے اور یہ رجز پڑھتے جاتے تھے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفین و تدفین کے بعد کسی اور مرنے والے پر افسوس کروں گا؟ ❁ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ پس ہم جب تک جئیں گے اس مصیبت کے برابر مصیبت کو نہیں دیکھیں گے۔ ❁ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے اس قلعے کی مانند تھے جس میں پناہ لینے والے محفوظ ہوتے ہیں۔ ❁ ہم ایک آئینہ کے سامنے تھے۔ جب بھی آپ صبح و شام آتے جاتے ہم نور و ہدایت کو صبح و شام دیکھتے تھے۔ ❁ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے بعد ہم پر دن کے وقت تاریکی چھا گئی اور اس تاریکی پہ مزید تاریکی کا اضافہ ہوا۔ ❁ پس اے بہترین ذات جو پسلیوں کے درمیان رہی اور اے بہترین میت جو مٹی کے اندر بھی رہی۔ ❁ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد لوگوں کے معاملات ایک ایسی کشتی میں ہو گئے جو سمندر میں بلند موجوں میں گھر گئی ہو۔

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا

❁ تو نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی تو میں نے اس کا جواب دیا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بدلہ (ثواب) ملے گا۔ ❁ کیا تو ایسے شخص کی ہجو کرتا ہے جسکا تو ہمسر نہیں؟ پس تم دونوں میں جو شریر ہے وہ اس پر فدا ہو جائے جو تم دونوں سے بہتر ہے۔ ❁ تو نے ایک مبارک، مؤحد، نیک اور اللہ تعالیٰ کے امین کی ہجو کی جن کی عادت ہی وفا ہے۔ ❁ پس تم میں سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا ہے اور (یا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتا ہے برابر ہیں۔ ❁ پس میرا باپ اور میرے باپ کا باپ اور میری آبرو (آپ لوگوں کے مقابلے میں) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو کے واسطے ڈھال ہے۔

حضرت رافع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا

❁ میں بکریوں کو چراتا تھا، اور اپنے کتے کے ذریعہ ڈاکوؤں اور ہر بھیڑیئے سے ان کی حفاظت کرتا تھا۔ ❁ اور جب میں نے بھیڑیئے کو پکارتے ہوئے سنا جو میرے قریب ہی سے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دے رہا تھا۔ ❁ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑا اور تیاری کرتے ہوئے سواری کا قصد کیا۔

❁ پس میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سچی بات کہتے ہوئے پایا۔ جس میں کوئی جھوٹ نہیں تھا۔ ❁ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق بات کی خوشخبری سنائی یہاں تک کہ شریعت واضح ہو چکی۔ ❁ اور میں نے روشنی کو دیکھا جو میرے اردگرد کو منور کرتی ہے اور جب میں چلتا ہوں تو میرے آگے اور بائیں روشنی کرتی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

❁ کیا تم نرم پتھریلی زمین میں رہنے والی سلمٰی کے خیال سے بیقرار ہو؟ یا رشتہ داروں میں کوئی حادثہ پیش ہوا؟ ❁ تم "لوئی" میں ایک فرقہ دیکھو گے جس کو کفر سے نہ وعظ و تذکیر روکتی ہے اور نہ کوئی بھیجا جانے والا پیغمبر۔ ❁ انکے پاس ایک سچا رسول صلی اللہ علیہ وسلم آیا تو انہوں نے جھٹلایا اور کہا کہ تم ہم میں سے نہیں ٹھہر سکتے

خفاف بن الصلت کے اشعار

ابن حجر سے روایت ہے کہ مرزبانی نے معجم الشعراء میں کہا ہے کہ حضرت خفاف بن نصلۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اشعار سنائے۔

❁ کہ میرے پاس وجرہ کے بیابان کے جنات میں سے مجھے خواب میں خبر دینے والا آیا۔ ❁ مجھے کئی راتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلاتا رہا۔ پھر ڈر کے کہا کہ پھر نہیں آؤں گا۔ ❁ تو میں ناجیہ نامی اونٹنی پر سوار ہوا اور اس کو پیٹھ پر مارا تو

وہ ٹیلوں پر سے تیزی کے ساتھ گزرتی گئی۔ ❁ یہاں تک کہ میں کوشش کرتا ہوا مدینہ پہنچا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھوں اور مصیبتوں کا خاتمہ ہو جائے۔

روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشعار کی تحسین فرمائی اور فرمایا کہ بعض بیان سحر کی طرح ہوتے ہیں۔ اور بعض اشعار حکمت کی باتوں کی مانند ہوتے ہیں۔

حضرت عامر بن الطفیل بن الحارث رضی اللہ عنہ نے فرمایا

❁ زمین اور آسمان اس نور پر روتے ہیں جو بندوں کے لئے سراج تھا۔

❁ جن کے ذریعہ ہم نے حق کی راہ کی طرف رہنمائی پائی اور ہم راہ کو نہیں جانتے۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے فرمایا

❁ آپ کی مصیبت نے صبح کو سواد بن قارب کو ملول کیا اور میں دیکھتا ہوں کہ اس کے بعد مصیبت بڑھتی گئی۔ ❁ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرمائے دل میں ایک پوشیدہ غم کو باقی چھوڑا۔ اور کیا اس شخص کا دل ہوتا ہے جس کا نبی وفات پا جائے؟

❁ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سرسبز پہلو کے ساتھ خوش خوش آتے تھے۔ اب پہلو خشک ہو گیا ہے۔ جستجو کرنے والے ناکام رہ گئے۔

حضرت عبداللہ بن مالک ارحبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

❁ میری عمر کی قسم اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے وفات نہیں پائی۔

❁ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف بلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمایا۔ تو اے پست و بلند زمین میں سب سے بہترین۔

حضرت طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

❁ سنو! بنی لوئی کو غضب و دشمنی کی بات پہنچاؤ۔ کہ اللہ تعالیٰ اکیلے لوگوں کے رب ہیں۔ جن کی شان ہر شریک سے بلند تر ہے۔ ❁ اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور ہدایت کی دلیل اور ہر ہدایت کی جگہ ہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و خوبی میں بہت اضافہ کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو ہر شان میں بلند کیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

❁ اگر مصر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار کے اوصاف وہ لوگ سن لیتے تو حضرت یوسف کے سودے میں نقدی خرچ نہ کرتے۔

❁ اگر زلیخا کی سہیلیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبیں کو دیکھ لیتیں تو وہ ہاتھوں کی جگہ اپنے دلوں کو کاٹ لیتیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا

❁ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ میری عزت فرماتے تھے اور ہم غار کی تاریکی میں تھے۔ تم کسی چیز سے نہ ڈرو۔ بے شک اللہ ہمارے تیسرے ہیں۔ اور وہ ہمارے وکیل ہیں۔

❁ اور بے شک ان لوگوں کا مکر و فریب جن کے حملوں سے ڈرایا جاتا ہے وہ شیطان کے حیلے اور مکر ہیں جو کافروں کے لئے کئے جاتے ہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ ان تمام کو اپنے اعمال کے سبب ہلاک کرنے والے ہیں۔ اور ان کا انجام آگ بنانے والے ہیں۔ ❁ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چھوڑنے والے اور ان سے جانے والے ہیں۔ صبح کے وقت یا رات کے وقت چلنے والے ہیں۔

❁ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زمین سے ہجرت کرنے والے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے مقابلے ہمارے لئے ایک ایسی قوم ہو گی۔ جو عزت والی اور مدد کرنے والی ہو گی۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا

❁ تو میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ ہمارا خالق ہے اور حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں آج مشہور ہیں۔ ❁ مجھے یقین ہے کہ جس کو تم پکارتے ہو وہ اس کا خالق ہے۔ قریب ہے کہ میری آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی سبقت کرتے ہوئے جاری ہوں۔ ❁ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں۔ اور ایک ثقہ کی طرف سے حق لیکر آئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امانت کو پورا پورا ادا کرنے والے ہیں۔ اور اس کے واپس کرنے میں کوئی کمزوری نہیں ہوتی۔

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

❁ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ جو نہ گمراہ ہیں اور نہ ظلم کرتے ہیں۔ ❁ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ کے مثل ایک نبی پایا۔ جس جوان کو بھی پسند کرنے کا اختیار دیا جائے۔ تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب کرے گا۔ ❁ پہاڑی کے اس موڑ سے جہاں سے قافلے رخصت کئے جاتے ہیں آج چودھویں کا چاند نکل آیا۔ جب تک دنیا میں اللہ کا نام لیوا رہے گا۔ ہم پر شکر ادا کرنا واجب رہے گا۔ ❁ اے وہ ذات پاک صلی اللہ علیہ وسلم جس کو ہمارے درمیان بھیجا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واجب الاطاعت حکم لیکر آئے ہیں۔ ❁ ہم بنی نجار کی لڑکیاں ہیں اے خوش بخت کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج ہمارے پڑوسی ہیں۔

حضرت مجفیہ بن نعمان عتکی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

❁ اے عمرو! اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ امر آیا جس کو دفع نہیں کیا جا سکتا ❁ پس ہمارے دل زخمی ہیں اور ہمارے آنسو جاری ہیں اور لوگوں کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔ ❁ اے عمرو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور وفات ہمارے نزدیک برابر ہیں۔ اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں ہم اس کو دیکھتے اور سنتے ہیں۔

شاہ رکن عالم ملتانی

❁ ذی مسلم کے پڑوسیوں کی طرف میرا شوق بڑھ گیا ہے۔ بان اور علم کے ذکر

سے میرا دل حیرت میں پڑ گیا اور بے قرار ہو گیا۔

❁ طیبہ کی سرزمین سے تو مجھے عشق ہے اور صاحب لآ یات اور حکم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے شوق میں ایسا ہو گیا ہے۔ ❁ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہترین خلائق ہیں اور جہانوں میں ان کا نام نامی سب سے بہتر ہے۔

❁ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات انتہائی بلند ہیں۔ اور ان کی قدر و منزلت سب امتوں سے بھی اوپر ہے۔ ❁ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دین حق کے ساتھ تشریف لائے اور انہوں نے ہمیں تعلیم دی کہ ہم تمام مخلوقات کے خالق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ ❁ کل قیامت کی پیشی کے وقت جب وقوف طول کھینچے گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی شفاعت فرمانے والے ہوں گے۔

❁ ان جیسا کون ہے؟ اور نور کی روشنی انہیں جانتی پہچانتی ہے۔ اس طرح لوح و قلم بھی ان سے متعارف ہیں۔ ❁ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کی آب و تاب کے سامنے تو سورج و چاند بھی دیگر خدام میں شامل ہیں۔

❁ عرش گواہی دیتا ہے اور کرسی اعتراف کر رہی ہے۔ کہ ان دونوں کا نور دراصل سید الامم کا نور ہے۔ ❁ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے چشمے بہہ نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن سے مریضوں نے شفا پائی۔

عمرو بن الفحیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

❁ جدائی کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کی وجہ سے آنکھوں میں بھرتے ہوئے آنسوؤں سے مدد کرو۔

❁ کاش جس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس دن سے پہلے میری موت واقع ہو جاتی۔ اور جو مصیبت مجھے پہنچی وہ مجھے نہ پہنچتی۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

❁ اس سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سایوں اور رحم مادر میں آسودہ حال تھے۔ جب آپ کی تخلیق ہو رہی تھی۔ ❁ پھر آپ دنیا میں تشریف لائے اس حال میں کہ نہ آپ بشر تھے نہ گوشت اور نہ خون۔ ❁ بلکہ آپ ایک نطفہ تھے جو کشتی میں سوار ہوا تھا۔ جب لوگ طوفان نوح میں مر رہے تھے اور غرق ہو رہے تھے ❁ آپ پشت سے رحم کی طرف منتقل ہو رہے تھے۔ جب ایک عالم ختم ہو جاتا تو دوسرا شروع ہو جاتا۔ ❁ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عالم سے دوسرے عالم کو منتقل ہوتے ہوتے ایک ایسے بلند و بالا اور بزرگ خاندان میں منتقل ہوئے کہ اس کی عظمت کے مقابلے میں نطق کے پہاڑ بھی نیچے ہیں۔ نطق کا معنی ابن کثیر نے پہاڑ لیا ہے۔ (سیرۃ ابن کثیر ۳ ص ۵)

حضرت (ابوطفیل) عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

❁ بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نور ہیں جن کے سبب ہماری گمراہیاں ختم ہوئیں۔

❁ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گروہ ہمارا نگہبان ہے اور ان کو ہمارے اوپر فضیلت حاصل ہے۔ اور ان کا ہمارے اوپر حق واجب ہے۔

مولانا سید یوسف بنوریؒ نے فرمایا:

❁ آپ اپنے کمال سے بلندیوں پر پہنچے۔ اور اپنی سخاوت سے کائنات پر چھا گئے۔

❁ اپنے جمال سے اندھیروں کو دور کر دیا۔ آپ کے مبارک افعال و اعمال سے سورج نے روشنی پائی۔ ❁ آپ کے تمام خصال حسین ہیں آپ کی ہدایت اور گفتار سے ❁ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اولاد پر درود بھیجو آپ کے فضائل اور جلالت قدر کی وجہ سے۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

❁ آسمان کے ستارے گرد آلود ہوئے اور دن کا سورج میلا ہو گیا۔ اور دن رات تاریک ہوئے۔ ❁ اور زمین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت ہی غمگین ہے۔ ❁ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر (مشرق اور مغرب کے) تمام ملک رولیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مصر اور یمنی روئیں۔ آپ پر سردار روئیں۔ کعبہ پردے ارکان روئیں۔ ❁ اے رسولوں کے خاتم صلی اللہ علیہ وسلم جن کا چہرہ مبارک ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کا نازل کرنے والا رحمتیں نازل فرمائے۔

حضرت ابوذئاب مدحجی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

❁ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کے ساتھ تشریف لائے۔ اور میں نے دولت کو رسوائی کی جگہ پر چھوڑا۔

❁ کون بنو سعد کو بات پہنچائے گا۔ کہ میں نے فانی ہونے والے کے مقابلے میں باقی رہنے والی چیز کو خریدا۔

سید احمد کبیر رفاعی نے فرمایا:

❁ دوری مجبوری کی حالت میں اپنی روح کو روضہ اطہر پر بھیج دیتا تھا۔ کہ میری نائب بن کر آستانہ بوسی کا شرف حاصل کرے۔ اب براہ راست حاضری کا موقع ملا اپنا دست مبارک عنایت فرمائیے تاکہ اس کا بوسہ سے میرے ہونٹ لطف اندوز ہوں۔

مفتی محمد کفایت اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا

❁ اے وہ کہ تو نے روح و اجسام کو پیدا کیا۔ اے وہ کہ تو نے چمن میں پھولوں کو اگایا۔

❁ پھولوں کو مختلف رنگ عطاء کئے۔ آسمانوں کو ستاروں سے سجایا

❁ ہواؤں کو حامل رحمت بنا کر بھیجا موسلا دھار بارشیں نازل کیں۔ تر و تازہ گلستانوں کو رعنائی سے سیراب کیا۔ پھل اور کھجور کے گوشے پیدا کئے۔ بوسیدہ اجسام کو از سر نو اٹھانے والا تو ہے۔ جسمے میں روح پھونکنے والا تو ہے۔

❁ اے اللہ میرے پروردگار! تیری ستائش کی کوشش کرتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی کی دعا کو قبول کرنا چاہتا ہے تو اس کو دعا کی توفیق دیتا ہے۔ (الکنز)

نعت

(مظہر جانجاناں)

خدا در انتظار حمد ما نیست
محمد چشم بر راہ ثنا نیست
خدا مدح آفریں مصطفیٰ بس
محمد حامد حمد خدا بس
مناجاتے اگر باید بیاں کرد
بہ بیتے ہم قناعت میتواں کرد
محمد از تو میخواہم خدا را
الٰہی از تو عشق مصطفیٰ را

ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ عارفی

السلام اے ذکر تو روح رواں
السلام اے یاد تو جانانِ جان
السلام اے جلوہ نور احد
السلام اے مظہر ذات صمد
السلام اے مایہ راز حیات
السلام اے وجہ خلق کائنات
السلام اے رحمۃ للعالمین
السلام اے ہادی دنیا و دیں
السلام اے عالم امی لقب
السلام اے سید والا نسب
السلام اے پیکر خلق عظیم
السلام اے آیت رب کریم
السلام اے رہبر راہ صفا
السلام اے مجتبیٰ و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
السلام اے رونق بزم زمیں
السلام اے زینت عرش بریں
السلام اے راز حسن زندگی
السلام اے ناز عجز و بندگی
السلام اے مونس بے چارگاں
السلام اے دستگیر بے کساں
السلام اے مأمن و ماوائے ما
السلام اے والی و مولائی

سید عطاء اللہ شاہ بخاری ندیم

لولاک ذرہ زجہاں محمد است | سبحان من یراہ
چہ شان محمد است | سیپارہ کلام الٰہی خدا گواہ!
آن ہم عبارتے زبانِ محمد است | نازد بنام پاک محمد کلام پاک
نازم باں کلام کہ جاں محمد است | توحید را کہ نقطہ پرکار دین ماست
دانی! کہ نکتہ زبیاں محمد است | سر قضا وقدر زہمیں است اے ندیم
پیکان امر حق زکسانِ محمد است

آغا کاشمیری

الصلوٰۃ اے ماتہی دستانِ محشر را کفیل
السلام اے یوم پرسش حسبنا نعم الوکیل
الصلوٰۃ اے درد عصیاں را دوائے جاں نواز
السلام اے آتش جاں را نوید سلسبیل
الصلوٰۃ اے محو شوقت خستگاں شرق وغرب
السلام اے درفراقت گریہ ہائے گنگ ونیل
الصلوٰۃ اے چشم مہرت بندگی ام را صلہ
السلام اے کیف دروت عشق را اجر جمیل

مرزا مظہر جانجاناں

والشمس نگر عارض تابانِ محمد ﷺ
واللیل ببیں کاکل پیچان محمد ﷺ
برونذ مرا سوئے جناں حور و ملائک
گفتند کہ ایں است ثنا خوان محمد ﷺ
من جانب شاہان زماں روے نیارم
دریوزہ گرستم زگدایان محمد ﷺ
دروصف گل قدس کنم نغمہ سرائی
من بلبل خوش لہجہ بستان محمد ﷺ
ترساں نشود از الم نارجہنم
آنکس کہ زند دست بدامان محمد ﷺ
ایں حجت دعوائی مسلمانی مابیں
داریم بدل الفت یارانِ محمد ﷺ

مظہر چہ توان کرد بیاں وصف جمالش
شد خالق کونین ثناء خواں محمد ﷺ

خواجہ باقی باللہ ۱۶۰۳ء

گرم فیض ازل دل و دست
کہ درہم ریزم این بت خانہ ہست
ازیں اقبال یا بم احترامے
کنم خاصاں احمد ﷺ را سلامے
سرشک افشاں زمیں بوس ثناء گو
بسلطان رسالت آورم رو
چو در نظارہ روشن کنم رائے
درین نظارہ جاوید افتم از پائے
تماشا را جگر بخشم کہ می جوش
تمنا را دہن گیرم کہ خاموش
بدل گویم سعادت ہم نشیں است
مقام قاب قوسین تو این است
جمال خواجہ معراج وجود است
قبول درۃ التاج وجود است
نسیم راحتش پیک امین است
زمین خدمتش عرش برین است

مولانا محمد قاسم نانوتوی

بحق آنکہ او جانی جہان است
فدائے روضہ اش ہفت آسمان است
بحق آنکہ محبوبش گرفتی
برائے خویش مطلوبش گرفتی
پسندیدی ز جملہ عالم آں را
بما بگذاشتی باقی جہاں را
گزیدی از ہمہ گلہا تو اورا
نمودی صرف اوہر رنگ و بو را
ہمہ نعمت بنام او نمودی
دو عالم رابکام او نمودی
ہاں کہ رحمت للعالمین است
بدرگاہت شفیع المذنبین است

بحق سرور عالم محمد ﷺ
بحق برتر عالم محمد ﷺ
بذات پاک خود کاں اصل ہستی است
ازو قائم بلندی ہا و پستی است
ثنائے او نہ مقدور جہاں است
کہ کنہش برتر از کون و مکان است

مرزا مظہر جانجاناں

سوئت گردم اے قاصد خوش خرامے
بکوئے حیبم رساں یک پیامے
کہ اے شاہ خوباں و گردوں مقامے
گزر کن گہے جانب ایں غلامے
یکے سینہ بریاں یکے چاک داماں
سلامت بگوید صبے یکے ہمچو شامے
بیا جان من ساقی مے فروشے
کہ از تشنگی جاں دہد تشنہ کامے
مکن التفائے بہ فردوس مظہر
بگو مدحت کوئے او صبح و شامے

حاجی جان محمد قدسی ۱۶۴۶ء

مرحبا سید ﷺ مکی و مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
من بیدل بجمال تو ﷺ عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال ست بدیں بو العجبی
چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی ﷺ لقبی ہاشمی ﷺ و مطلبی ﷺ
نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو ﷺ چہ عالی نسبی
نسبت خو بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی
ذات پاک تو ﷺ کہ در ملک عرب کرظہور
زان سبب آمدہ قرآں بزبان عربی
شب معراج عروج توز افلاک گذشت
بمقامیکہ رسیدی ﷺ نہ رسد ہیچ نبی ﷺ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ دعا مانگتے ہوئے انگلی سے (التحیات میں) اشارہ کرے تو خدا کہتا ہے میرے بندہ نے خالص میری عبادت کی۔ (الکنز)

2

نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام
زاں شدہ شہرہ آفاق بشیریں رطبی

ماہمہ تشنہ لبا نیم و توئی آب حیات
رحم فرما کہ زحد میگزرد تشنہ لبی

بردر فیض تو استادہ بصد عجز و نیاز
رومی و طوسی و ہندی یمنی و حلبی

عاصیانیم زما نیکی اعمال مپرس
سوئے ما روئے شفاع بکن از بے سببی

سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پے درماں طلبی

شمس تبریزی

یا رسول ﷺ اللہ حبیب خالق یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک و بے ہمتا توئی

نازنین حضرت حق صدر بزم کائنات
نور چشم انبیاء چشم و چراغ ما توئی

در شب معراج بودت جبرئیل اندر رکاب
پانہادہ برسریر گنبد خضراء توئی

یارسول ﷺ اللہ تو دانی امتانت عاجزاند
عاجزا نرا پیشوا و رہنمائے ما توئی

شمس تبریزی چہ داند نعت گوئی ہائے تو
مصطفی ﷺ ومجتبی ﷺ و سید اعلیٰ توئی

شورش کاشمیری

خود رب دوجہاں ہے خریدار مصطفی ﷺ
دیکھے تو کوئی گرمی بازار مصطفی ﷺ

لاؤں کہاں سے شہپر جبریل کی اڑان
دل کھنچ رہا ہے جانب دربار مصطفی ﷺ

پیر مغاں! سنبھل کہ ادب کا مقام ہے
آتے ہیں میکدے میں قدح خوار مصطفی ﷺ

غار حرا سے کرب وبلا کے مقام تک
دیدہ وروں پر فاش ہیں اسرار مصطفی

قرآں کی آیتوں میں سراپا ڈھلا ہوا
تمثیل بے مثال ہے کردار مصطفی ﷺ

سجدوں کی چاندنی سے جبینیں نکھر گئیں
آنکھوں میں بس گئے درودیوار مصطفی ﷺ

شورش! بہ فیض خواجہ کونین دیکھ لوں
جی چاہتا ہے کوچہ وبازار مصطفی ﷺ

افق کاظمی امروہوی

نبی ﷺ عالم رسول اکرم شہ جلالت سریر تم ہو
نظیر جس کی نہیں جہاں وہ، وہ ہادی بے نظیر تم ہو

تمہی ہو اصل وجود عالم تمہی ہو وجہ شہود عالم
یہ محفل ہست و بود عالم ہے، جس سے رونق پذیر تم ہو

یہ ظلمت کفر و شرک و بدعت زمانہ تاریک ہو رہا تھا
ضیا سے جس کی ہوا یہ روشن وہ اک سراج منیر تم ہو

تمہیں مواخات کے مدرس تمہیں مساوات کے مبلغ
اٹھا دیا جس نے بزم ملت سے فرق شاہ و فقیر تم ہو

ہر اک فریق زماں کے ہادی ہر اک طریق جہاں کے رہبر
تمام اقوام و انبیاء کے امام تم ہو امیر تم ہو

حسرت موہانی ۱۹۵۱ء

مرکز عشق دل کسا مصدر حسن جاں فزا
صورت و سیرت خدا صلی علیٰ محمد ﷺ

مونس دل شکستگاں پشت پناہ خستگاں
شافع عرصہ جزا صلی علیٰ محمد ﷺ

حسرت اگر رکھے ہے تو بخشش حق کی آرزو
ورد زبان رہے صدا، صلی علیٰ محمد ﷺ

گوہر ہوشیار پوری

آپ کا علم بے مثال آپ کا حلم بے عدیل
مظہر صد تجلیات، صلی علیٰ محمد ﷺ

وجہ ہزار انبساط، گوشہ چشم التفات
راز شکست مشکلات، صلی علیٰ محمد ﷺ

پہنچی نوید مغفرت، یعنی کلید مغفرت
میرا وظیفہ نجات، صلی علیٰ محمد ﷺ

بہادر شاہ ظفر ۱۸۶۲ء

اے سرور دو کون شہنشاہ ذوالکرام
سرخیل مرسلین و شفاعت گر امم

موکب تیرا ملائک و مرکب ترا براق
مولد ہے تیرا مکہ و معبد ترا حرم
رنگ ظہور سے ترے گلشن رخ حدوث
نور وجود سے ترے روشن دل قدم
ہوتا کبھی نہ قالب آدم میں نفخ روح
بھرتا اگر خدا نہ محبت کا تیری دم
ٹوٹا جو کفر قوت اسلام سے ترے
صد جائے سے شکستہ ہے زنار موج یم
تو تھا سریر اوج رسالت پہ جلوہ گر
آدم علیہ السلام جہاں ہنوز پس پردہ عدم
کرتا تھا تیرے اسم مبارک کو دل پہ نقش
اس واسطے عزیز جہاں ہو گیا درم
اے معدن کرم تیری ہمت کے روبرو
کمتر ہے سنگریزہ سے قدر رنگین جم
محروم تیرے دست مبارک سے رہ گیا
کیونکر نہ چاک گریباں کرے قلم
عالم کو تیرا نور ہوا باعث ظہور
ادم تیرے ظہور سے ہے مظہر اتم
واللیل تیرے گیسوئے مشکیں کی ہے ثناء
والشمس ہے ترے رخ پر نور کی قسم
قرآن میں جبکہ خود ہو ثنا خواں تیرا خدا
کیا تاب پھر قلم کو جو کچھ کر سکے رقم
تیری جناب پاک میں ہے یہ ظفر کی عرض
صدقے میں اپنی آل کے اے شاہ محتشم
صیقل سے اپنے لطف وعنایت کے دور کر
آئینہ ضمیر سے میرے غبار غم
پہنچا نہ آستاں مقدس کو تیرے میں
اس غم سے مثل چشمہ ہوئی میری چشم نم
پر خاک آستاں کو تیری اپنی چشم نم میں
کرتا ہوں سرمہ سیل تصور سے دم بدم

مولانا محمد اسمٰعیل شہید دہلوی ۱۸۳۱ء

اسی سے ہے مقصود اصلی خطاب
وہی ہے گا مضمون ام الکتاب
خصوصاً کہ جو اکمل انسان ہے
وہ ساری صحیفوں کا عنوان ہے
وہ انسان اکمل ہے سنتے ہو کون
ہوئے مفتخر جس سے یہ دونوں کون
نبی البرایا رسول کریم
نبوت کے دریا کا در یتیم
حبیب خدا سید المرسلین
شفیع الوریٰ ہادی راہ دین
محمد ہے نام اس کا احمد لقب
بیان ہو سکے منقبت ان کی کب
دل ان کا جو ہے مخزن سر غیب
مبراء خطا سے ہے بے شک وہ ریب
زبان ان کی ہے ترجمان قدم
ہوا باغ دین جس سے رشک ارم
بہ ظاہر جو ہے مقطع انبیاء
حقیقت میں مطلع اصفیاء
ہے اول ہی پیدا ہوا ان کا نور
بظاہر کیا گو کہ آخر ظہور
کہ جب سب سے اکمل وہ انسان ہوا
تو بے شک وہ تصویر رحماں ہوا
ہے دستور یہ ناظموں کا تمام
کہ آخر کو ہوتا ہے ناظم کا نام
سو تھا انبیاء کا قصیدہ عجیب
ہوا ختم ان کا بہ نہج غریب
تخلص کا موقع تھا یا دوجہاں
سو تصویر ناظم ہوئی واں عیاں
الٰہی ہزاروں درود اور سلام
تو بھیج ان پر اور ان کی امت پر عام

امانت لکھنوی ۱۸۵۸ء

ہوئی کیا کیا چڑھائی فرقہ باطل کی مولا پر
ولیکن پاؤں حضرتؑ کا نہ راہ راست سے سرکا
حرم سے بت نکلوا کر کیا اسلام کو داخل
محمد نے کیا کیا احترام اللہ کے گھر کا

جو اس کا دوست ہے اللہ کا وہ دوست بے شک ہے
عدو ان کا جو ہے حق کہ وہ دشمن ہے داور کا
کسی کی شان میں بھی آیۂ لولاک آیا ہے
خدا کے سامنے کیا رتبہ ہے اپنے پیمبر ﷺ کا
پڑھو صلِ علیٰ یارو محمد ﷺ وہ محمد ﷺ
کہ حق میں جس محمدؐ کے یہ ہے ارشاد داور کا
اگر پیدا نہ کرتا اے محمد ﷺ تجھ کو دنیا میں
نشان ظاہر نہ پھر ہوتا زمین پر چرخ اخضر کا
سلام اس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ اسرار محبت جس نے سمجھائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے
سلام اس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

علامہ محمد اقبال

وہ زمین ہے مگر اے خوابگاہ مصطفیٰ
دید ہے کعبہ کو تیری حج اکبر سے سوا
خاتم ہستی میں تو تاباں ہے مانند نگیں
اپنی عظمت کی ولادت گاہ تھی تیری زمین
تجھ میں راحت اس شہنشاہ معظم کو ملی
جس کے دامن میں امان اقوام عالم کو ملی
نام لیوا جس کے شہنشاہ عالم کے ہوئے
جانشین قیصر کے وارث مسند جم کے ہوئے
ہے اگر قومیت اسلام پابند مقام
ہند ہی بنیاد ہے اس کی نہ فارس ہے نہ شام
آہ یثرب دیس ہے مسلم کا تو ماویٰ ہے تو
نقطہ جاذب تاثر کی شعاؤں کا ہے تو
جب تلک باقی ہے تو دنیا میں باقی ہم بھی ہیں
صبح ہے تو اس چمن میں گوہر و شبنم بھی ہیں

بہادر شاہ ظفر المتوفی ۱۸۶۲ء

کشتہ ہوں کس کے طرۂ عنبر شمیم کا
خوشبو ہے میری خاک سے دامن نسیم کا
گلشن ہو خلد کا کہ چمن ہو نعیم کا
کیا دل لگے ہے تیری گلی کے مقیم کا
دولت سے عشق کہ میرا ہر قطرۂ سرشک
تکمہ ہے میری جیب میں در یتیم کا
دکھلائیں سوزش دل بیتاب ہم اگر
کانپ اٹھے شعلہ خوف سے نار جحیم کا
آنکھوں میں اپنے نور اسی سے ہے اے ظفر
یہ مردمک ہے سایہ محمد ﷺ کے میم کا

مفتی محمد شفیع

اے کاش پھر مدینہ میں اپنا قیام ہو
دن رات پھر لبوں پہ درود و سلام ہو
پھر ذکر لاالہ میرا حرز جان رہے
اور وقت واپسیں یہی میرا کلام ہو
محراب مصطفیٰ میں معراج سر نصیب
پھر سامنے وہ روضۂ خیر الانام ہو
پھر بھی موجہہ میں درود و سلام کا
پرکیف وہ نظارہ ہر خاص و عام ہو
پھر کاش میں مکین حرم مصطفیٰ بنوں
فضل خدا سے روضہء جنت مقام بنوں
جس کو وہ خود یہ کہہ دیں کہ میرا غلام ہے
دوزخ کی آنچ اس پہ یقیناً حرام ہے

نعت

(اختر)

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا در یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا
سات پردوں میں چھپا تھا حسن کائنات
اب کسی نے اس کو عالم میں آشکارا کر دیا
شوکت غرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الٰہی قصر کسریٰ کر دیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ان کو پسند کرتا ہے جو دعا میں عاجزی کرتے ہیں۔ (الکامل)

آدمیت کا غرض سامان مہیا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا
کہہ دیا لاتقنطوا اختر کسی نے کان میں
اور دل کو سر بسر محو تمنا کر دیا

سلطان ما

(حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ)

در جان چو کرد منزل جانان ما محمدؐ
صد در کشاد در دل از جان ما محمدؐ
از درد زخم عصیاں مارا چہ غم چو سازد
پژمردہ چو گیاہیم باران ما محمدؐ
ما طالبان خدائیم بر دین مصطفائیم
بر در گہش گدائم سلطان ما محمدؐ
در باغ بوستانم دیگر مجو معینے
با غم بس است قرآن بستان ما محمدؐ

بارگاہ رسالتمآبؐ

ایک شخص سراپا رحمت ہے اک ذات ہے یکسر نور خدا
ہم ارض و سما کو دیکھ چکے لیکن کوئی اس جیسا نہ ملا
سجدے تھے جبیں تک آ پہنچے یثرب کی زمیں تک آ پہنچے
ہم عین یقین تک آ پہنچے اے صل علیٰ اے صل علیٰ
اس ذات پہ حجت ختم ہوئی نبیوں کی شہادت ختم ہوئی
یعنی کہ نبوت ختم ہوئی پھر کوئی نہ اس کے بعد آیا
سورج نے ضیاء اس چشم سے لی اس نطق سے غنچے پھول بنے
اٹھا تو ستارے فرش پہ تھے بیٹھا تو زمیں کو عرش کیا
اس نور مجسم سے پہلے اس ذات مکرم سے ہٹ کر
تاریخ کے ظلم زاروں میں دولت بھی رہی حشمت بھی رہی
اس در سے ہمیں جب نسبت ہے دارا و سکندر چیز ہیں کیا

طیبہ کے مسافر

حضور شہ بحر و بر جانے والے
لئے جا ہماری نظر جانے والے
قدم کو تیری آ نگاہوں میں رکھ لوں
تیرے اس در پاک پہ جانے والے
ہم غم نصیبوں کو بھی یاد رکھنا
حبیب دو عالم کے گھر جانے والے
تڑپتے ہیں کس طرح فرقت کے مارے
ارے دیکھ لے اک نظر جانے والے
نہ کر خوف منزل نہ کر فکر جادہ
وہ خود ہیں تیری رہبر جانے والے
انہی کے تصور کو ان کی طلب کو
بنا لے رفیق سفر جانے والے
مبارک ہو وہ پرسکون زندگانی
مکدر فضا سے گزر جانے والے
انہیں بھی ذرا اک نظر دیکھ لینا
ملیں پاپیادہ اگر جانے والے
خدا تجھ کو باکیف و باسوز رکھے
میرے دل کو بے چین کر جانے والے

حاجی امداداللہ مہاجر مکی ۱۸۹۲ء

ہو جائے میرا شوق ہی رہبر کسی صورت
جوں نقش قدم جا پڑوں در پر کسی صورت
ہے سر میں ہوائے کشش شوق مدینہ
جوں باد صباء پہنچوں گا اڑ کر کسی صورت
جوں نقش قدم سر نہ اٹھاؤں تیرے در سے
گر جا پڑوں مر مر کے وہاں پر کسی صورت
کھایا کروں بس ٹھوکریں زوار کی تیرے
اے کاش ہوں در کا تیرے پتھر کسی صورت
دیں ساقی کوثر جو مجھے بادہ الفت
چھوٹے نہ لبوں سے میرے ساغر کسی صورت
ہو جا کہیں سر سبز مرا نخل تمنا
آجائے نظر مجھے گنبد اخضر کسی صورت
ہو مغز پریشان وہیں مشک ختن کا
کھل جائے جو وہ زلف معنبر کسی صورت

نعت

(مولانا جامیؒ)

زمہجوری برآمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی ز محروماں چرا غافل نشینی
بدہ دستے زپا افتادگاں را کنی دلداری دلدار گاں را

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے دعا اپنی اُمت کی قیامت میں شفاعت کیلئے محفوظ کر رکھی ہے (الکنز)

تو ابر رحمتی آن بہ کہ گاہے کنیں بر حال لب خشکاں نگاہے
اگرچہ غرق دریائے گناہم فتادہ خشک لب بر خاک راہم
گہے رقیم زاں ساخت غبارے گہے چیدیم زخاشاک وخارے
بخود در ماندہ ام از نفس خود رائے خدا را از خدا در خواہ مارا
چو چوگاں سر فگندآوری روئے بمیدان شفاعت امتی گوئے
بحسن اہتمامت کار جامی طفیل دیگراں یا بد تمامی

....

نسیماں جانب بطحا گزر کن زاحوالم محمد را خبر کن
توئی سلطان عالم یا محمدؐ زراہ لطف سوئے من نظر کن
فدائے روضہ خیر البشر کن مشرف گرچہ شد جامی زلطفت
خدایا ایک کرم بارِ دگر کن

عالی نسبی

(حضرت خواجہ قدسیؒ)

مرحبا سید مکی و مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

من بے دل بہ جمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ بہ جمال است بدیں بوالعجبی

نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

بر در فیض تو ایستادہ بسد عجز و نیاز
رومی و طوسی و ہندی یمنی و حلبی

نسبتے خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی

شورش کاشمیری

سیرت کے درخشاں موتی ہیں اصحاب مدینہ رولتے ہیں
سینا پہ گئے تو کچھ نہ ملا جو کچھ بھی ملا یثرب سے ملا
جب دوش پہ گیسو کھلتے ہیں واللیل کی شرحیں ہوتی ہیں
لولاک لما کے سانچے میں اک نور مجسم ڈھل کے رہا
اونٹوں کے چرانے والوں نے اس شخص کی صحبت میں رہ کر
قیصر کے بختر کو روندا کسریٰ کا گریبان چاک کیا
اس نام کی عظمت عرش پر ہے اس شخص کا چرچا فرش پر ہے
وہ ذات نہیں تو کچھ بھی نہیں قرآن کی ہر آیت سے کھلا

بطحا کے مسافر دیکھ کے چل یہ اس کے نقوش پا ہی تو ہیں
تاریخ کے لالہ زاروں میں از غار حرا تا کرب وبلا
کیا بات کہی ہے مرشد نے اللہ کی اس پر رحمت ہو
سبحان اللہ ما اجملک ما احسنک ما اکملک

شمع رسالت

(مولانا ظفر علی خان)

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں
گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں
جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں
وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآن کے سیپاروں میں
ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی بو بکر و عمر عثمان و علی
ہم مرتبہ ہیں یاران نبیؐ کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

نعت

(حفیظ جالندھری)

سما سکتی ہے کیونکر حب دنیا کی ہوا دل میں
بسا ہو جب کہ نقش حب محبوب خدا دل میں

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہے اگر خامی تو ایماں نامکمل ہے

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

محمد کی محبت آن ملت شان ملت ہے
محمد کی محبت روح ملت جان ملت ہے

محمد کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے
یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر، مال و جان، اولاد سے پیارا

یہی جذبہ تھا ان مردان غیرت مند پر طاری
دکھائی جن کے ہاتھوں حق نے باطل کو نگونساری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا میں قافیہ بندی اور سجع بندی سے بچو۔ (الاسرار)

سلام عقیدت

سلام اس پر کہ جس کے دم سے دنیا میں بہار آئی
سلام اس پر کہ معطر کر رہی ہے جس کی دانائی
سلام اس پر اور اس کے آل واصحاب مطہر پر
ابو بکر و عمر عثمان اور حسین و حیدر پر
سلام اس پر کہ جس کے شیر دل قدسی سفیروں نے
جہان کی وسعتوں میں پرچم اسلام لہرایا
سلام اس اسوۂ حسنہ پہ جس کا خلق قرآن تھا
سلام اس پر جو خود گنجینہ اسرار یزداں تھا
سلام اس ناخدا پر آخری انسان کامل پر
سفینہ ڈوبتے انسان کا لایا جو کہ ساحل پر
سلام اس پر کہ جس نے بیکسوں کو عافیت بخشی
ضعیفوں اور مظلوموں پر لطف و رحم فرمایا

دعا حضرت شیخ الہندؒ

سب مراتب ہیں تیری ذات مقدس سے ورے
کس زبان سے کہوں ہے مرتبہ اعلیٰ تیرا
نور خورشید چمکتا ہے ہر ایک ذرہ میں
چشم بینا ہے تو ہر شے میں ہے جلوہ تیرا
بیم دوزخ ہے اسے اور نہ شوق جنت
جس کو مطلوب ہے اک درد کا ذرہ تیرا
تیرے دیوانوں کو کیا قید علائق سے گزند
دونوں عالم سے بھی آزاد ہے بردہ تیرا
ہم سیاہ بخت اگر ایسے ہی ناکام رہے
کیسے جانیں گے کہ کیا فضل ہے ربا تیرا

نعت

(بزمانہ قید بیجاپور-مولانا محمد علی جوہر)

تنہائی کے سب دن ہیں تنہائی کی سب راتیں
اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں ملاقاتیں
ہر آن تسلی ہے ہر لحظہ تشفی ہے
ہر وقت ہے دلجوئی ہر دم ہے مداراتیں
کوثر کے تقاضے ہیں تسنیم کے ہیں وعدے
ہر روز یہی چرچے ہر رات یہی باتیں
معراج کی سی حاصل سجدوں میں ہے کیفیت
اک فاسق و فاجر میں اور ایسی کراماتیں
بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں
بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

سلام علی رحمت للعالمین

سلام اس پر جو تھا صدر محفل پاکبازوں میں
سلام اس پر کہ جس کا نام لیتے ہیں نمازوں میں
سلام اس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ اسرار محبت جس نے سمجھائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے
سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اس پر جو سچائی کی خاطر دکھ اٹھاتا تھا
سلام اس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

(شورش کاشمیری)

ہوں میرے ماں باپ قربان اس مقدس نام پر
عائشہؓ کے سینکڑوں احسان ہیں اسلام پر
جن کی عصمت کی گواہی دی کلام اللہ نے
جن کی غیرت کے نشان ہیں دامن ایام پر
جن کو بخشا تھا پیمبر نے حمیرا کا لقب
مہر و مہ کی رونقیں قربان اس کے نام پر
جس کے فرزندوں نے سیل بیکراں کے روپ میں
اپنی سطوت کے علم لہرائے روم و شام پر
جس پہ باندھا تھا خدا کے دشمنوں نے اتہام
آج تک انسان شرمندہ ہے اس الزام پر
سید الکونین کی سیرت کا نورانی ورق
جیسے صیقل جگمگاتی ہو رخ صمصام پر
ہم گنہگاروں کا شورش کون ہے اس کے سوا
خواجہ کونین کی رحمت ہے خاص و عام پر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے رب، تیرے نام کے ساتھ میں نے پہلو رکھا میرے گناہ بخش دے (سوتے وقت کی دعا)۔ (ابوداؤد)

اکبر الٰہ آبادی ۱۹۴۱ء

وقائع ان کے عزم وفکر کے سانچے میں ڈھلتے تھے
ذرائع غیب سے تکمیل مقصد کو نکلتے تھے

وہ نظریں ساقی میخانہ یزداں پرستی تھیں
وہ آنکھیں مظہر انوار راز بزم ہستی تھیں

انہیں پر بدلیاں خالق کی رحمت کی برستی تھیں
اسی محفل کی بخشش خلد کے پھولوں میں بستی تھیں

اسی سرکار نے رتبہ بڑھایا طبع انسان کا
اسی دربار نے خلعت پہنایا نور ایمان کا

قاری محمد طیب ۱۹۸۳ء

نبی اکرمؐ شفیع اعظم دکھے دلوں کا پیام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو
شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنارا
نہیں کوئی ناخدا ہمارا خبر تو عالی مقام لے لو
قدم قدم پہ ہے خوف رہزن زمین بھی دشمن فلک بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن تمہیں محبت سے کام لے لو
کبھی تقاضا وفا کا ہم سے کبھی مذاق جفا ہے ہم سے
تمام دنیا خفا ہے ہم سے خبر تو خیر الانام لے لو
یہ کیسی منزل پہ آگئے ہیں نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
تم اپنے دامن میں آج آقاؐ تمام اپنے غلام لے لو
یہ دل میں ارماں ہے اپنے طیب مزار اقدس پہ جا کے اک دن
سناؤں ان کو میں حال دل کا کہوں میں ان سے سلام لے لو

مولانا ظفر علی خان ۱۹۵۶ء

اے خاور حجاز کے درخشندہ آفتاب
صبح ازل ہے تیری تجلی سے فیض یاب

زینت ازل کی ہے تو ہے رونق ابد کی تو
دونوں میں جلوہ ریز ہے تیرا ہی رنگ و آب

چوما ہے قدسیوں نے تیرے آستانہ کو
تھامی ہے آسماں نے جھک کر تری رکاب

شایاں ہے مجھ کو سرور کونین کا لقب
نازاں ہے تجھ پہ رحمت دارین کا خطاب

برسا ہے شرق و غرب پہ ابر کرم تیرا
آدم کی نسل پر ترے احساں ہے بے حساب

پیدا ہوئی نہ تیری مواخات کی نظیر
لایا نہ کوئی تیری مساوات کا جواب

صدہا ترے غلام نصاریٰ کی قید میں
دن زندگی کے کاٹ رہے ہیں بصد عذاب

دنیا کے گوشہ گوشہ میں اگرچہ آج کل
امت تری رہین ستم ہائے بے حساب

اے قبلہ دوعالم والے کعبہ دو کونؐ
تیری دعا ہے حضرت باری میں مستجاب

یثرب کے سبز پردے سے باہر نکال کر
دونوں دعا کے ہاتھ بصد کرب و اضطراب

حق سے یہ عرض کر کے ترے ناسزا غلام
عقبیٰ میں سرخرو ہوں تو دنیا میں کامیاب

علامہ اقبال

صف بستہ تھے عرب کے جوانانِ تیغ بند
تھی منتظر حنا کی عروس زمین شام

اک نوجوان صورت سیماب مضطرب
آکر ہوا امیر عساکر سے ہم کلام

اے ابو عبیدہؓ رخصت پیکار دے مجھے
لبریز ہوگیا میرے صبر و سکوں کا جام

بیتاب ہو رہا ہوں فراق رسولؐ میں
اک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام

جاتا ہوں میں حضور رسالتؐ پناہ میں
لے جاؤں گا خوشی سے اگر ہو کوئی پیام

یہ ذوق وشوق دیکھ کے پرنم ہوئی وہ آنکھ
جس کی نگاہ تھی صفت تیغ بے نیام

بولا امیر فوج کہ وہ نوجواں ہے تو
پیروں پہ تیرے عشق کا واجب ہے احترام

پوری کرے خدائے محمدؐ تری مراد
کتنا بلند تیری محبت کا ہے مقام

پہنچے جو بارگاہ رسول امینؐ میں تو
کرنا یہ عرض میری طرف سے پس از سلام

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوئے وعدے کئے تھے حضورؐ نے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تم دونوں کیلئے برکت کرے تمہارے اوپر برکت کرے اور تم کو خیر پر جمع کرے (دولہا دلہن کیلئے دعا)۔(الترمذی)

ساحر صدیقی المتوفی ۱۹۵۹ء

جس جا بھی تیرے قرب کے آثار ملے ہیں
معمور تجلی در و دیوار ملے ہیں
صبحوں کو ملے ہیں لب و رخسار کے پرتو
راتوں کو تیرے گیسوئے خمدار ملے ہیں
سرکار سر بزم تکلم کی اجازت
عنوان کئی تشنۂ اظہار ملے ہیں
گزرے ہیں جہاں شمع رسالت کے فدائی
راہوں کے نشانات ضیاء بار ملے ہیں
نبیوں کو رہی جن کی معیت کی تمنا
قسمت سے ہمیں قافلہ سالار ملے ہیں
وہ رحمت جاوید وہ انوار مجسم
صد شکر بہ این دیدہ بیدار ملے ہیں
اب جی میں ہے ساحر کہ اسی بزم میں رہیے
بن مانگے جہاں گنج گوہر بار ملے ہیں

تابش دہلوی

میرے وجود کو وہ نازشِ حیات کرے
نگاہ لطف جو وہ فخر کائنات کرے
خدا کرے مجھے عشق نبی سے مل جائے
وہ سوز عشق جو عیشِ جہاں کو مات کرے
گناہ گار بھی تیرے ہیں رحمت عالم!
ادھر بھی ایک نظر چشم التفات کرے
نبیؐ نے بخشا ہے قرآں بھی سیف بھی ہم کو
زمانہ ہم سے کرے تو سنبھل کے بات کرے
فضائے طیبہ ہے ایسی کہ جاوداں ہو جائے
اگر قیام یہاں عمر بے ثبات کرے
قبول ہو نہ ہو دل کا یہی تقاضا ہے
در نبیؐ پہ فدا ساری کائنات کرے
وہ جس کے حق میں بھی تلخی نہیں تھی اے تابش
عجب نہیں میری ہر بات کو نبات کرے

مولانا الطاف حسین حالیؒ

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ
خطا کار سے درگزر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کو زیروزبر کرنے والا
قبائل کو شیروشکر کرنے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا
مس خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

حاجی امداد اللہؒ مہاجر مکی

کر کے روشن رخ انور سے زمین کے سب دشت
پھر کیا عالم بالا کو مشرف از گشت
الغرض میں سے کرطے شش و ہفت و نہ وہشت
شب معراج عروج تو ز افلاک گزشت
بمقامیکہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی
خاکروبی تیرے کوچے کی ملائک اعظم
آ کے پلکوں سے سدا کرتے ہیں ہو کر باہم
انبیاء چومتے ہیں آ تری چوکھٹ ہر دم
نسبت خود لبسگت کر دم و بس مضعلم
زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی
کر کے تک بہر خدا حجرے کا دروازہ باز
اپنے مشتاقوں کو اک بار دکھا جلوۂ ناز
ایک میں ہی نہیں شائق تیرا اے بندہ نواز
بردر فیض تو استادہ بصد عجز و نیاز

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنگلوں میں دعا مانگا کرو۔ (حلیۃ الاولیاء)

رومی و طوسی و ہندی یمنی و عربی
دردفرقت سے تمہارے ہے میرا حال تباہ
جوگزرتی ہے میرے دل پہ خدا ہے آگاہ
لطف سے آپ کے ہوحشر میں امت کا نباہ
عاصیا نیم زما نیکی اعمال مخواہ
سوئے ماروئے شفاعت بکن از بے سببی
درد فرقت شبِ ہجراں غمِ دوری تیری
کیا کیا بیماریاں امداد کے دل میں ہیں بھری
آہ تجھ بن میں کہوں کس سے یہ اب حالِ دلی
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی
مرحبا سید مکی مدنی العربیؐ

سیدامین گیلانی

ختم نبوت زندہ باد! ختم نبوت زندہ باد!
جسم میں جب تک جان رہے
یہ تیرا ایمان رہے
سدا رہے یہ تجھ کو یاد
ختم نبوت زندہ باد! ختم نبوت زندہ باد!
ختم نبوت ہے ایمان
ختم نبوت دین کی جان
یہ اسلام کی ہے بنیاد
ختم نبوت زندہ باد! ختم نبوت زندہ باد!
اس سے کرے گا جو انکار
وہ اسلام کا ہے غدار
دین ہوا اس کا برباد
ختم نبوت زندہ باد! ختم نبوت زندہ باد!
بات یہ ہے بالکل ظاہر
کہیں گے ہم اس کو کافر
جو بھی کرے منسوخ جہاد
ختم نبوت زندہ باد! ختم نبوت زندہ باد!
یہی ہے مومن کی پہچان
کرتا ہے حق کا اعلان
سہہ لیتا ہے ہر افتاد
ختم نبوت زندہ باد! ختم نبوت زندہ باد!
حق منوا کر چھوڑیں گے
باطل کا منہ توڑیں گے
عزم ہمارا ہے فولاد!
ختم نبوت زندہ باد! ختم نبوت زندہ باد!

....

بلبل کے ترانوں میں ہے کیوں روح فزائی
یہ طرز اسے نعتِ پیمبر نے سکھائی
طوطی نے ادا نغمۂ دلکش کی اڑائی
تعریف محمدؐ سے اسے یہ روش آئی
ہر سرو پہ حق سرہ کیوں کہتی ہے قمری
عاشق قد احمد پہ سدا رہتی ہے قمری
ہمشکل ہے ہر برگ شجر دست دعا کا
مشتاق ہے دیدارِ رسول دو سرا کا
جھونکا سحروشام معطر وہ ہوا کا
کہتا ہے کہ ہوں محو میں اک نور خدا کا
انگشت شہادت ہے رسالت پہ ہراک شاخ
شاہد ہے محمدؐ کی رسالت پہ ہراک شاخ
گل اس کے سراپا کی صفت کیونکہ بیاں ہو
جو خازن اسراء خدائے دوجہاں ہو
اے حضرت جبرئیل ادھر آؤ کہاں ہو
مداح کی جانب نظر اس وقت تو ہاں ہو
مضمون کوئی چوٹی کا سرعرش سے لا دو
یا صورت گنجینہ اسراء دکھا دو
تو ہے ممدوح خدا اے شہ والا حسبی
بندہ جو حمد کا دعویٰ کرے ہے بے ادبی
دیکھ کر شان تیری کہتا ہے ہر شیخ وصبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان بعد فدایت چہ عجب خوش لقبی
دیکھ کر حسن و جمال آپ کا اے شاہ امم
جن و انس ملائک ہوئے ششدر پیہم
کہا یوسف نے یہ بھر کر کے محبت کا دم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

نخلِ بستانِ محبت سے تمہاری کل و بر
ایک عالم لئے جاتا ہے یہ دامن بھر کر
رہ گیا میں ہی پڑا ترے در دولت پر
چشم رحمت بکشا، سوئے من انداز نظر
ظلمت کفر ہوئی تیرے سبب خلق سے دور
نور رحمت سے ترے ہو گیا عالم معمور
یاں تلک ہے تری خاطر ترے رب کو منظور
ذات پاک تو چوں در ملک عرب کرد ظہور
زاں سبب آمدہ قرآن بہ زبان عربی
منحصر تیرا نہیں جن و بشر پر انعام
لطف واحسان ہے تیرا ساری خلائق پہ مدام
تجھ سے گلزار ہے کونین کا گلزار تمام
نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام
زاں شدہ شہرہ آفاق بشیریں رطبی
سر پر ہر عاصی کے ہے احسان ختم المرسلین ﷺ
دور تک ہے گوشہ داماں ختم المرسلین ﷺ
یہ بھی ہے دونوں کی قربت کے لئے محکم دلیل
بن گیا حکم خدا فرمان ختم المرسلین ﷺ
ہے گنہگاروں کو بھی مژدہ ریاض خلد کا
اللہ اللہ لطف بے پایاں ہے ختم المرسلین ﷺ
رحمت خاص ان پر نازل ہو رہی ہے عرش سے
اور ہمارے واسطے فیضان ختم المرسلین ﷺ
بخشش امت کا وعدہ کر لیا اللہ نے
ہو گیا ہر طرح اطمینان ختم المرسلین ﷺ
رنگ اور نکہت ملا کرتے ہیں باغ خلد کو
ہے مدینہ مرکز بستاں ختم المرسلین ﷺ
روشنی سے شمع کی موجودگی کا ہے یقین
عین عرفانِ خدا عرفان ختم المرسلین ﷺ

ہمشیرہ محترمہ مولانا محمد اشرف سلیمانی

اڑایا ہے ہواؤں کے اشاروں پر
مدینہ میں پہنچے گا میرے دل کی فغاں ہو کر
کہے گا ہادی برحق ﷺ سے دل کی داستاں میری
کہے گا میری مجبوری میرے منہ کی زباں ہو کر
سنے گا التجا میری خدا تیرے وسیلے سے
کیا ہے فخر خود اس نے تمہارا راز داں ہو کر
میں دل کے چند ٹکڑے پیش کرتی ہوں حضوری میں
کہ اخلاص ویقین آئے ہیں ان میں ارمغاں ہو کر
میں جاؤں گی عقیلہ ایک دن محبوب ﷺ کے در پر
تمنا دل کی بر آئے گی نظر آستاں ہو کر

خواجہ غلام فرید ۱۹۰۱ء

اتھاں میں مٹھڑی جند جان بلب
اوتاں خوش وسدا وچ ملک عرب
توڑے دھکڑے دھوڑے کھانڈری ہاں
تیڈے نام توں مفت وکانڈری ہاں
تیڈی باندیاں دی میں باندڑی ہاں
ہے درد دے کتیاں نال ادب
وہ سوہناں ڈھولن یار سجن
وہ سانول ہوت حجاز وطن
آ ڈیکھ فرید دا بیت حزن
ہم روز ازل دی تانگھ طلب

ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

(فلائٹ لیفٹیننٹ ظفر اقبال)

فرما گئے یہ ختم نبوت کے تاجدار ﷺ
تا حشر میرے بعد نبوت نہ آئے گی
قرآن وہ کتاب ہدایت ہے جس کے بعد
بے شک کوئی کتاب ہدایت نہ آئے گی
میں ہوں وہ جس پہ دین کی تکمیل ہو گئی
اب کوئی دین کوئی شریعت نہ آئے گی
اصحاب ہیں جو میرے ستاروں کی مثل ہیں
اب ان سے بڑھ کر کوئی جماعت نہ آئے گی
امت ہے میری آخری امت جہاں میں
کوئی نیا نبی امت نہ آئے گی
کذاب قادیاں نے مگر کر دیا کمال
شاید اسے یقین تھا قیامت نہ آئے گی
شاید اب بھی اس کے امتی توبہ کریں امین
کب تک انہیں حیاء انہیں غیرت نہ آئے گی

وصف محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

یا الٰہی !سر بہ سجدہ ہے قلم بہر سخن
راہ نعت مصطفیٰ ﷺ پر کردے اس کو گامزن

ہو بیان کچھ شان عالی احمد مختار کا
ہے یہی اہل محبت کے لئے خمر کہن

مکہ مولد طیبہ مورد حوض موعد حبذا
حشر کے دن رب سلم امتی کی ہے لگن

انبیاء سب مقتدی ہیں لیلۃ المعراج میں
اور امام الانبیاء مہمان رب ذوالمنن

پہنچے جب سدرہ پہ تو جبرئیل یہ کہہ کر رکے
ہست سوزاں این تجلی من نتابم پر زدن

قاب قوسین اور دنیٰ، اللہ اکبر یہ مقام
اختیار خمر پر راجح ہوا شرب لبن

عرش، کرسی، حوض، جنت سب کا نظارہ کیا
کیا مبارک ہے سفر، ہیں بے تکاں روح وبدن

تحفہ قرب و محبت پنجگانہ حاضری
یادگار خلعت اکرام ہے بے شبہ وظن

ذات مرسل ہے رحیم اور وصف مرسل بھی رحیم
ان کی امت خیر امۃ قرن ہے خیر الزمن

ہے لقب امی ولیکن جس طرف بھی دیکھیے
ان سے روشن عقل ودل دین وفراست علم وفن

آئینہ بن کر ملے تھے جب حرا میں جبرئیل
آشکارا ہو گیا تھا سر علم من لدن

ذات عالی پر جہاں سے جو بھی پڑھتا ہے سلام
لاکے پہنچاتے ہیں خدمت میں ملائک من وعن

سامنے آکر پڑھے جو اس کو وہ سنتے ہیں خود
ہے یہ ثابت اس پر شاہد بیہقی ہے سنن

خاک پاک قبر اطہر !عرش اعظم سے عزیز
متصل رہتا ہے جس سے شاہ والا کا کفن

نور انور بقعہ انوار میں محجوب ہے
جن کے ذروں سے ہیں روشن شمس ومہتاب وزمن

حق تعالیٰ جس پہ فرمادے کرم وہ خوش نصیب
گاہے گاہے چشم دل سے دیکھ لے کوئی کرن

جسم اطہر کے پسینے کی مہک اللہ رے
رشک خوشبو زین غنچہ زیب گل جان چمن!

زلف شبگوں فیض بخش مشک، عنبر، آبنوس
آب دندان مجلی سے خجل در عدن

تاب کس کو ہے کہ دیکھے قد رعنا ایک نظر
ان کے آگے سرنگوں جنت کے سب سرو وسمن

پرحیا وسرگیں آنکھوں میں ڈورے سرخ ہیں
نرم ریشم سے ہتھیلی بے نمونہ تن بدن

وہ نبی لا کذب، وہ ابن عبدالمطلب
ان کی اس آواز پر نصرت ہوئی جلوہ فگن

دو جہان کی بادشاہی ان کے قدموں پہ نثار
بار احسان سے کیا ہے دشمنوں کو منفعل

بخشا اعزاز ان کو جو تھے لائق گردن زدن
کعبہ میں داخل ہوئے اور شکر کا سجدہ کیا

داد مفاتحش بدست مانع داخل شدن
روشنی ہے ہر صحابی میں ہدایت کے لئے

جسقدر ابر نبوت جس پہ ہے سایہ فگن
ہر دعا مقبول ہے ابن ابی وقاصؓ کی

ہے معیت غار میں صدیقؓ کو دفع الحزن
ابن یاسرؓ فتنہ شیطان سے محفوظ ہیں

ہے عمرؓ کے سامنے ملعون کا آنا کٹھن
ہے ملائک کو حیا عثمانؓ ذی النورین سے

ہیں ختن ثانی علیؓ مرتضیٰ خیبر شکن
روضہ اقدس پہ حاضر اور لب پر السلام

یہ تصور قلب کو ہے مانع رنج ومحن !!
زگناہ زندگیم تباہ، کنوں خجل شدہ آمدم
بہ غلام عاصی سرنگوں نظر کرم نظر کرم

سید نفیس الحسینی

اللہ اللہ محمدؐ تیرا نام اے ساقی
ان گنت تجھ پہ درود اور سلام اے ساقی

بعد اللہ کے ہے تیرا مقام اے ساقی
کس کی جراءت ہے کہ اس میں کلام اے ساقی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذان اور بارش کی حالتوں میں دعا رد نہیں ہوتی۔ (مستدرک حاکم)

از ازل تا ابد تیری ہی سرداری ہے
سید الکل ہے تو ہے سب کا امام اے ساقی
واسطہ تجھ کو ابراہیم کی فرزندی کا
ایک کوثر کا چھلکتا ہوا جام اے ساقی
آلؑ اطہار کے صدقے ہو عطا اک ساغر
اک پیالہ پیئے اصحاب کرامؓ اے ساقی
خستہ جانوں سے کوئی پوچھے حلاوت اس کی
راحت جان و جگر ہے ترا نام اے ساقی
نازنین سے اک بڑھ کے جہاں میں آئے
ہے تری ذات مگر مسک ختام اے ساقی
تجھ پہ اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا سلام
ہم غلاموں کی بھی جانب سے سلام اے ساقی
سوچتا ہوں غم دل عرض کروں یا نہ کروں
ان دنوں فکر سے ہے جینا حرام اے ساقی
خوار ہے عالم اسلام نصاریٰ کے تلے
آج امت کا دگرگوں ہے نظام اے ساقی
نگہ لطف غریبوں پہ خدارا ہو جائے
پھر سنور جائے یہ بگڑا ہوا کام اے ساقی
دل میرا ڈوب رہا ہے کہ تہی دامن ہوں
ہونے والی ہے ادھر زیست کی شام اے ساقی
اک امید شفاعت ہے فقط زاد سفر
جس سے ہمت سی ہے کچھ گام بہ گام اے ساقی
لاج رکھنا کہ تیرے رحم و کرم پر ہے نفیس
ہے تیرے در کا غلام ابن غلام اے ساقی

....

ذکر رسول پاک ہے فخر زبان انس و جن
روح کو اس سے ہے سرور قلب ہے اس سے مطمئن
ولولہ دل جواں قوت خاطر من
سنیئے اگر بہ گوش ہوش ورد ملک ہے رات دن
صل علیٰ محمد ﷺ صل علیٰ محمد ﷺ
خضر رکوع ہے یہی شوق سجود اسی سے ہے
حالت ذوق وجد کا دل میں ورود اسی سے ہے
دین خدائے پاک کی شان و نمود اسی سے ہے
منبع خیر ہے یہی ہمت وجود اسی سے ہے
صل علیٰ محمد ﷺ صل علیٰ محمد ﷺ
ہے یہ وہ نام خاک کو پاک کرے نکھار کر
ہے یہ وہ نام ﷺ خار کو پھول کرے سنوار کر
ہے یہ وہ نام ارض کو کر دے سما ابھار کر
اکبر اسی کا ورد تو صدق سے بیشمار کر
صل علیٰ محمد ﷺ صل علیٰ محمد ﷺ

قصیدہ بردہ شریف

کیا ہوا آنکھوں کو تیری رو رہی ہیں زار زار
کیا ہوا دل کو تیرے کیوں اس قدر کھاتا ہے غم
ہے عبث تیرا گماں چھپتا نہیں ہے راز عشق
اس کو افشاء کر رہے ہیں سوز دل اور چشم نم
کیا تمہیں یاد آ گئے ہمسایگان ذی سلم
خون کے آنسو جو آنکھوں سے رواں ہیں دم بدم
یا صبا لائی ہے سمت کاظمہ سے ایک پیام
یا ہوا بجلی سے روشن رات میں کوہ اضم
یوں نہ ویرانوں پہ روتا گر نہ ہوتا سوز عشق
مضطرب کرتے نہ تجھ کو قصہ بان و علم
عشق سے انکار کرنا تیرا ممکن ہی نہیں
ہیں گواہ معتبر صورت تیری اور چشم نم
خط اشک اور لاغری نے عشق ثابت کر دیا
زرد رخساروں پہ گویا سرخی شاخ عنم
ہاں خیال یار نے مجھ کو جگایا رات بھر
لذتوں کو کر دیا ہے عشق نے رنج و الم
تھی نصیحت خوب لیکن اس کو سنتا کس طرح
ناصحا عاشق کے حق میں ہے سماعت کالعدم
تھی ضعیفی کی نصیحت پھر بھی دل بدظن ہوا
گو نصیحت میں ضعیفی ہے بہت دور از تہم
ناصحا تو عشق میں کر معذرت میری قبول
ہے اگر انصاف تجھ میں کر نہ مجھ پر یہ ستم
اب تو واقف ہو چکے اغیار بھی تیرے سوا
درد میرا ہو نہیں سکتا کسی صورت سے کم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دعا محجوب رہتی ہے جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے (والشفاء)

نفس امارہ نے نادانی سے کچھ پرواہ نہ کی
یوں تو پیری کی نصیحت تھی نہایت محترم

نیکیوں سے میں نے اس مہمان کی خاطر نہ کی
آن پہنچی جب ضعیفی سر پہ میرے ایکدم

کاش میں پہچانتا توقیر اس مہمان کی
پس چھپا لیتا سفیدی سر کی از رنگ کتم

کون ہے جو نفس سرکش کو میرے یوں پھیر دے
روکتے ہیں جیسے گھوڑوں کو لگاموں سے بہم

خواہشوں کو روک، ہرگز نفس کا تابع نہ ہو
تا نہ کر دے ختم یا پھر عیب والا کم سے کم

باز رکھ حسن عمل کو لذت تشہیر سے
اس چراگاہ ہوس سے دور رکھ اپنا قدم

نفس کی خواہش گناہوں سے نہیں ہوتی ہے دور
جس طرح جوع البقر میں پر نہیں ہوتا شکم

نفس کی ہیں عادتیں مانند طفل شیر خوار
دودھ پیتا جائیگا جب تک چھڑائیں گے نہ ہم

لذتیں چکنی غذا کی زہر قاتل تھیں مگر
کھانیوالے نے نہ جانا اس میں پوشیدہ ہے سم

مکر سے کر خوف ان کے شکم سیری ہو کہ بھوک
آفتیں خالی شکم کی کچھ نہیں سیری سے کم

ان گناہوں کو جو آنکھوں میں بسے ہیں دور کر
ہو پشیماں اور بہا اشک ندامت دم بدم

نفس وشیطاں کا مخالف بن نہ مان ان کا کہا
ان کی اچھی بھی نصیحت جھوٹ سے کیا کچھ ہے کم

کی نصیحت دوسروں کو اور خود ہیں بے عمل
ہو نصیحت کا اثر کیا بے عمل جب خود ہیں ہم

زاد راہ آخرت کی اک نفل کا بھی تو نہیں
جز نمازِ فرض و روزہ کچھ نہیں رکھتے ہیں ہم

تو نہ کر ان کی اطاعت ہوں یہ حاکم یا عدو
جانتا ہے خوب تو مکرِ عدو مکرِ حکم

مجھ کو قول بے عمل سے توبہ کرنی چاہیے
گویا بانجھ عورت سے امید نسل رکھتے ہیں ہم

سنت بیداری شب پر کیا میں نے ستم
طاعت شب کے سبب تھا جن کے قدموں پر ورم

بھوک کی شدت کے باعث اور فاقوں کے سبب
آپ نے پتھر باندھا ناز پروردہ شکم

زر کے بن کر جب پہاڑ آئے کہ مائل ہوں حضور
کچھ توجہ نہ کی تھی آپ وہ عالی ہمم

ایسی حاجت پر بھی تقویٰ کو کیا مضبوط تر
سچ ہے حاجت غالب آسکتی نہیں جب ہو عصم

امر و نہی کے پیمبر ہیں نہیں ان کا جواب
ہیں نہایت صاف گو وہ قول لا ہو یا نعم

وہ حبیب ایسے ہیں جن سے ہے شفاعت کی امید
ہوں گی نازل آفتیں پیش آئیں گے جب رنج و غم

کیا کرے مائل ضرورت ان کو دنیا کی طرف
گر نہ ہوتے آپ تو دنیا بھی ہوتی کالعدم

ہیں محمد سید کونین شاہ جن و انس
اور شہنشاہِ دو عالم مالکِ عرب و عجم

دعوت حق آپ نے دی اور کیا جس نے قبول
اس نے ایسی ڈور تھامی جو نہ ہوگی منفصم

سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے خَلق میں اور خُلق میں
انبیاء میں سب سے اکمل آپ کا علم و کرم

انبیاء سب ملتمس ہیں تا کہ مل جائے انہیں
ایک جرعہ بحر سے یا قطرہ از ابر کرم

اپنے حد مرتبہ پر سب کھڑے ہیں رو برو
جیسے نکتہ حرف میں اعراب لفظوں میں بہم

جو نصاریٰ نے کہا عیسیٰ کے حق میں تو نہ کہہ
جس قدر ممکن ہو کے مدح نبی محترم

جو شرف ہو ذات اقدس کی طرف منسوب کر
جتنی عظمت چاہیے کر شان والا میں رقم

صورت و سیرت میں ہیں سرکار عالی مرتبت
اس لیے ان کو کیا حق نے حبیب محترم

کوئی عالم میں نہیں ان کا محاسن میں شریک
حسن میں جوہر ہے یکتا جو نہ ہوگا منقسم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قرآن ختم کرتے تو اپنے اہل کو بلاتے اور دعا مانگتے تھے۔ (الحلیہ)

حد نہیں ہے کوئی حضرت کے کمال و فضل کی
ہوئے بیاں کس منہ سے توصیف شہ خیر الامم

ان کی عظمت کے برابر معجزے ہوتے اگر
ہوتے زندہ نام سے سب استخواں ہائے رمم

باز رکھا امتحاں سے جس سے عاجز ہو سمجھ
مہربانی کی نہ بچتے یوں گماں و شک سے ہم

سر باطن کی حقیقت نے کیا خلقت کو دنگ
دور سے نزدیک سے بس فہم بھی ہے منفحم

(یہ مصرعہ سرکار دو عالم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ہے)

انتہائے علم کہتی ہے وہ ہیں خیر البشر
جملہ مخلوقات میں رکھتے ہیں وہ شان اتم

جو رسولان جلیل القدر کے تھے معجزے
آپ ہی کے نور سے پایا تھا سب نے یہ کرم

وہ ہیں مثل شمس جو ظاہر ہو چھوٹا دور سے
اور آنکھیں قرب سے ہوتی ہیں خیرہ ایکدم

اہل دنیا کس طرح ان کی حقیقت پا سکے
خواب غفلت میں ہیں گویا قوم خوابیدہ ہیں ہم

آفتاب فضل ہیں وہ سب ستارے انبیاء
کرتے ہیں ظلمت میں ظاہر سب پہ انوار کرم

ہو گیا خورشید روشن اور منور سب جہاں
آپ کے نور ہدایت سے ہوئیں زندہ امم

کیا عظیم الخلق صورت ہے مزین خلق سے
حسن صورت مشتمل ہے خندہ روئی سے بہم

تازگی میں ہیں وہ غنچہ اور شرف میں مثل بدر
دہر میں ہمت ہیں اور بخشش میں دریائے کرم

ہے وہ خوش قسمت جو سونگھے اور بوسہ دے اسے
اے خوشا خوشبوئے خاک تربت شاہِ امم

ان کی پیدائش سے ساری خوبیاں ظاہر ہوئیں
پاک ان کی ابتداء اور پاک ان کا مختتم

ہیں جلال و رعب میں سرکار عالی بے نظیر
جیسے گرد و پیش رکھتا ہے کوئی فوج وحشم

ہیں وہ دندان مبارک مثل موتی سیپ میں
معدن نطق و تبسم ہے وہ دہن محترم

اہل فارس کو ولادت کی خبر مل گئی
ہو گئے دہشت زدہ اور چھا گیا رنج و الم

قصر کسریٰ گر پڑا اور پارہ پارہ ہو گیا
اور پراگندہ ہوئے کسریٰ کے ساتھی ایک دم

آتش فارس نے ٹھنڈی سانس لی افسوس سے
نہر بھی چشموں کو بھولی ازرہ اندوہ و غم

اہل ساوہ تھے پریشاں خشک چشمے دیکھ کر
لوٹتے تھے گھاٹ سے غصہ میں پیاسے پر الم

اندھے اور بہرے تھے سنتے کس طرح خوشخبریاں
بلکہ خوف برق بھی ان کو نہ تھا از رنج و غم

دی خبر اقوام کے سب کاہنوں نے بعد ازاں
دین ان کے ہو گئے باطل ہوئے سب کالعدم

پانی پانی ہو گئی تھی آگ مارے رنج کے
اور پانی ہو گیا تھا آتشیں از سوز و غم

کی فغاں جنات نے انوار بھی چمکے ادھر
نور حق روشن ہوا الفاظ و معنیٰ سے بہم

بعد ازاں یوں ٹوٹتے تاروں کو دیکھا چرخ نے
اور منہ کے بل گرے سب سرنگوں ہو کر صنم

بھاگتے تھے راستے سے وحی کے شیطان یوں
ایک پیچھے دوسرے کے سر پر رکھ اپنا قدم

تھا وہ لشکر ابرہہ کا یا پراگندہ سی فوج
سنگریزے جن پر پھینکے تھے ید شاہ امم

لے کے نام اللہ کا پھینکا جو کنکر آپ نے
حضرت یونس کو اگلا جیسے ماہی کا شکم

ابر کی مانند وہ سایہ فگن تھے آپ پر
تا بچائے گرم موسم کی حرارت سے بہم

قلب پاک مصطفیٰ سے چاند کو نسبت ہے خاص
ماہ منشق کی قسم کھاتا ہوں میں سچی قسم

سر جھکائے آپ کی دعوت پر اشجار آ گئے
پیڑ سے چلتے ہوئے رکھتے نہ تھے گو وہ قدم

ان درختوں نے لکیریں خوب کھینچی اور لکھا
ڈالیوں سے اپنی وسط راہ میں با پیچ و خم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگتے ہاتھ اٹھاتے پھر ان کو چہرہ پر پھیر لیتے (احمد)

کیا نظر آتا انہیں کفار تھے سب کور چشم
غار میں جو ہو گئے تھے جمع با خیر و کرم
صدق اور صدیق اکبر غار ہی میں تھے چھپے
غار میں کوئی نہیں کفار کہتے تھے بہم
دیکھ کر انڈے کبوتر کے ادھر مکڑی کا جال
تھا گماں کفار کو اس میں نہیں شاہ امم
کی حفاظت آپ کی ایسی خدائے پاک نے
زرہ اور قلعوں سے مستغنی ہوئے شاہ امم
اس وحی کا تو نہ منکر ہو جو آئے خواب میں
آنکھیں سوتی تھیں مگر رہتا تھا دل بیدار ہم
تھا وہ معراج نبوت کا زمانہ آپ کے
پس نہ کر انکار ہرگز مثل خواب محتلم
جب زمانے نے ستایا میں نے لی ان کی پناہ
جب ملی ان کی مدد بس دور تھا سب رنج و غم
دست اقدس سے طلب کی دین و دنیا جب کبھی
سرفرازی ہو گئی جب مل گیا دست کرم
بارک اللہ سعی سے حاصل نہیں ہوتی ہے وحی
اور نہ علم غیب پر کوئی نبی ہے متہم

اس شعر میں نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر مبارک مصنف کے جسم پر ڈال دی اور دست مبارک پھیرا۔

جب چھوا دست مبارک ہو گئی کامل شفا
اور رہا پائی جنوں سے اکثروں نے از کرم
خشک سالی کی سفیدی ہو گئی کافور سب
اک دعا نے آپ کی برسا دیا ابر کرم
ہو گئی کثرت سے بارش ندیاں بہنے لگیں
موج دریا کی نظر آتی تھی سیلاب عرم
اس لیے مداح ہیں توصیف میں عاجز تمام
فہم انسان سے بالا ان کے اخلاق و شیم
مصحف رحمٰن کی سب آیتیں ہیں لاجواب
ہے صفت اس کی قدیم اور ہے وہ موصوف قدم
چھوڑ دے مجھ کو بیاں کرنے نبی کے معجزات
جو ہے شب میں مثل مہمانی کی آگ اوپر علم

حسن ہوتا ہے دوبالا موتیوں کا ہار میں
یا لڑی سے بھی جدا کر دو نہ ہو گی قدر کم
ہر زمانہ سے بری ہیں اور سناتی ہیں ہمیں
عاقبت کا حال بھی اور قصۂ عاد و ارم
معجزہ قرآن کا برتر رہے گا تا ابد
اس کے آگے معجزات انبیاء ہیں کالعدم
ہیں وہ مستحکم مخالف کو نہیں اس میں جگہ
شبہ و شک کی اس لیے ہیں وہ بجائے خود حکم
جو لڑا قرآن سے آخر وہ عاجز آ گیا
کر دیا دشمن نے بھی اپنا سر تسلیم خم
جو عجائب ان میں پوشیدہ ہیں ان کا کیا شمار
خواہ کثرت سے پڑھو ہو گا نہ اس کا شوق کم
ہو گئی آنکھیں جو ٹھنڈی میں نے قاری سے کہا
تھام حبل اللہ کو ہے فتح تیری معتصم
اس نے سب اپنی بلاغت سے کیا دعووں کو ختم
جیسے ہوں محفوظ غیرتمند کے اہل حرم
ہے معانی آیتوں کے مثل دریا موجزن
گوہر دریا سے بہتر ان کا ہے حسن قیم
آتش دوزخ کے ڈر سے تو اگر ان کو پڑھے
شعلہ نار جہنم اس سے ہو جائے گا کم
ہیں وہ مثل حوض کوثر جس سے ہوتی ہیں سفید
عاصیوں کی صورتیں جو تھی سیاہ مثل حمم
ہیں ترازو عدل کی اور راستی کے ہیں صراط
ہے بغیر ان کے قیام انصاف کا بس کالعدم
مت تعجب کر تو حاسد پر جو ہے انکار اسے
ہے تجاہل اس کا گرچہ ہے وہ پکا ذی فہم
ہیں وہ برتر اور ذی شان معتبر کے واسطے
اور وہ ہیں نعمت عظمیٰ برائے مغتنم
بدر کامل جس طرح سے رات میں کرتا ہے سیر
مکہ سے اقصی گئے معراج میں شاہ امم
روشنی سورج کی کیونکر دیکھتی بیمار آنکھ کو
ذائقہ کیا آب شریں کا ملے جب ہو سقم

اے شہ والا ترے دربار میں آتے ہیں سب
پا پیادہ اور سوار اشتران تازہ دم
طے کیے سارے مدارج اور ملا ایسا مقام
ہے پرے ادراک کے اور قاب قوسین سے نہ کم
مسجد اقصیٰ میں بن کر انبیاء کے پیشوا
آپ تھے مخدوم باقی انبیاء سب تھے خدم
طے کیا سات آسمانوں کا سفر با انبیاء
ساتھ افواج ملائک کے تھے باشان وحشم
مرتبہ باقی نہ رکھا پڑھنے والوں کے لیے
ہر بلند و پست پر تھا آپ کا فیض قدم
ہر بزرگی غیر شرکت جمع کر لی آپ نے
طے کیے سب مرتبوں کو آپ غیر مزد ہم
ہیں عظیم الشان رتبے جو ملے سرکار کو
ہیں پرے ادراک کے جو کچھ ہوئے حاصل نعم
کردیئے پست آپ نے سب مدارج اور مقام
جب بلند ہوئے مدعو بلندی پر یگانہ باحشم
تا کہ ہوں اسرار پوشیدہ سے واقف بعد وصل
حق نے ظاہر کردیئے سب راز از فضل و کرم
اے مسلمانو یہ خوشخبری ہے اپنے واسطے
اک ستون ایسا ملا مضبوط از فضل و کرم
جبکہ ان کو حق نے خود خیر الرسل فرما دیا
طاعت حق کے سبب ہم ہو گئے خیر الامم
سن کے بعثت کی خبر تھرا گئے اعدا کے دل
شیر کی آواز سے جیسے ڈرے غافل غنم
جنگ کے میدان میں کفار کی حالت نہ پوچھ
جسم تھے نیزوں پہ ان کے جیسے کندوں پر لحم
لشکر اسلام تھا مہمان ان کے صحن میں
چاہتا تھا ہر نفس ملجائے دشمن کا لحم
تیز رو گھوڑوں پہ تھا وہ لشکر دریا مثال
جنگ سے میدان میں موجیں لگا تا دم بدم
جنگ کی دہشت سے ان کو بھاگنا منظور تھا
آرزو رکھتے تھے کھالیں چیل و گدھ ان کا لحم

ڈر کے مارے یوں گزر جاتی تھیں راتیں بے شمار
ہاں سوا راتوں کے جن کے ہیں مہینے محترم
اجر کی امید والے دعوت حق کے مرید
کفر کی بنیاد کو کرتے تھے بالکل کالعدم
دین حق یوں ان کے دم سے آخرش ظاہر ہوا
مل گئے بچھڑے ہوئے اور ہوگئی غربت بھی کم
جیسے مل جائے کسی کو نیک شوہر اور پدر
بیوگی کا اور یتیمی کا اسے پھر کیا ہو غم
تھے وہ مثل کوہ پوچھو دشمنوں سے ان کا حال
کچھ اگر دیکھا ہے ان کو شامل جنگ وصدم
دشمنوں کے جسم کو بے زخم چھوڑا نہیں
کارفرما اس طرح تھے ان کے نیزوں کے قلم
گو مسلح تھے مگر رکھتے تھے سجدے کے نشاں
تھے صحابہؓ مثل گل کفار مانند سلم
پوچھ لو بدر و حنین و احد سے بھی ان کا حال
موت کے اقسام ہرگز تھے وبا سے کچھ نہ کم
یوں سپیدی سرخ روئی سے بدل جاتی تھی سب
زخم کھا کر جب ہوا کرتے تھے ان کے سر قلم
بوئے نصرت جب صبا لائے تو یہ سمجھے گا تو
مثل غنچوں کے غلافوں میں تھے وہ عالی ہمم
تھے وہ گھوڑوں پر سوار ایسے کہ ٹیلوں پر درخت
زین کی پرواہ نہ تھی ان شہسواروں کو بہم
ہوش غائب تھے عدو کے سختیوں سے جنگ کی
فرق کر سکتے نہیں تھے سورما ہے یا غنم
ہو مدد جس کو رسول سید لولاک ﷺ کی
شیر بھی جنگل میں گر انکو ملے مارے نہ دم
بارہا قرآن نے دشمن کو نیچا کر دیا
اور ذلیلوں نے بھی سر کر دیا دشمن کے خم
ہو کے امی تھے وہ عالم ہے یہ کافی معجزہ
جاہلیت اور یتیمی میں ادیب ذی حکم
دوست ان کا ہو نہیں سکتا محروم مدد
اور ذلیل خوار ہو گا دشمن شاہ امم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگتے ہتھیلی کا رخ منہ کی طرف کرلیا کرتے۔ (طبرانی)

اپنی ملت سے کیا محفوظ امت کو تمام
جس طرح جنگل میں رکھے شیر بچوں کو بہم

نعت گوئی کی کہ اپنا خاتمہ بالخیر ہو
یوں تو ساری عمر دنیا کی خوشامد کی نہ کم

ہے یہ ڈر دونوں نے ڈالا طوق گردن میں مری
ہوں میں گویا اونٹ قربانی کا از قسم نعم

ہر دو حالت میں شکار گمرہ طفلی ہوا
کچھ نہ حاصل ہو سکا مجھ کو بجز جرم و ندم

حیف میرے نفس نے سودا کیا نقصان سے
یعنے دنیا کو خریدا کر کے عقبیٰ کالعدم

ہے شفاعت کی مجھے امید میرے نام سے
ہے محمدؐ اس میں اور ہیں آپ مشفق محترم

حشر میں گر دستگیری کی نہ میری آپ نے
پھر تو میری شومئی تقدیر سے پھسلے قدم

آخرت کو جس نے بیچا صرف دنیا کے لیے
ہے بڑا نقصان اس کے حق میں یہ بیع وسلم

ہوں تو عاصی پر نہیں ٹوٹا ہے پیاں آپ سے
دین کی رسی نہ ہو گی منقطع شاہ امم

ہے بعید از شان گر محروم مجھ کو کر دیا
اور لوٹوں آپ کی شفقت سے غیر محترم

وقف جب سے ہو گیا ہوں مدح میں سرکار کی
پا لیا اپنی رہائی کا مددگار نعم

آپ کی بخشش نہ چھوڑے گی کسی محتاج کو
جس طرح گلزار ٹیلوں کو کرے ابر کرم

مجھ کو دولت کی نہیں خواہش کبھی مثل رہبر
جس نے حاصل کی تھی دولت بن کے مداح ہرم

کیوں کہ دنیا اور عقبیٰ آپ کی بخشش سے ہیں
اور علوم باطنی سے آپ کے لوح و قلم

یوں تو عصیاں ہیں بہت اے نفس مت مایوس ہو
سامنے بخشش کے بے شک ہیں یہ ادنیٰ اور کم

اے مکرم تر جہاں سے جز ترے میرا ہے کون
حادثات عام میں جب گھیر لیں رنج و الم

کم نہ ہو گا آپ کا رتبہ شفاعت سے مری
جلوہ گر جب ہو بہ اسم منتقم وہ ذی کرم

رحمت حق ہو گی جب تقسیم مجھ کو ہے امید
میرے عصیاں سے سوا ہو گا مرے رب کا کرم

میرے رب امید کو میری نہ رد فرمایئے
تیری رحمت پر بھروسہ ہے نہ کر تو کالعدم

لطف فرما دو جہاں میں اپنے بندہ پر کریم
سختیوں میں ہے بہت بے صبر با رنج و الم

ابر رحمت کو ترے دے حکم تا بر سائے خوب
تا ابد اپنے نبی پر رحمت و فضل و کرم

جب تلک باد صبا چلتی رہے گلزار میں
اور اونٹوں کو طرف میں ساربان پُر نغم

مغفرت قاری کی ہو بخشش مصنف کی بھی ہو
بس یہی ہے التجا تجھ سے مرے رب کرم

آلؓ پر اصحابؓ پر اور تابعین پاک پر
صاحب تقویٰ پہ اور جو ہیں حلیم و ذی کرم

اے خدا راضی ہو ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ سے
اور علی مرتضیؓ سے تھے جو اصحاب کرم

☆☆☆☆☆

مستند نعتیہ کلام
مع آداب نعت: از مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر حضرت سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ کے اہل دل کا نعتیہ کلام.....سینکڑوں شعراء کرام کے دس ہزار سے زائد نعتیہ اشعار کا خوبصورت گلدستہ.....ہر ہر شعر محبت رسول کی دلی آگ کو متحرک کرتا ہے.....خلفاء راشدین صحابہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی مدح سرائی پر مشتمل رابطہ کیلئے 0322-6180738

باب ۳۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کلام منظوم

عرض حال

اے خاصہء خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین کہ ہمدرد بنی نوع بشر تھا
اب جنگ و جدل چار طرف اس میں بپا تھا
جس دین کا تھا فقر بھی اکسیر غنا بھی
اس دین میں اب فقر ہے باقی نہ غنا ہے
جو دین کہ گودوں میں پلا تھا حکما کی
وہ عرضہ تیغِ جہلا و سفہا ہے
جس دین کی حجت سے سب ادیان تھے مغلوب
اب معترض اس دین پہ ہر ہرزہ سرا ہے
چھوٹوں میں اطاعت ہے نہ شفقت ہے بڑوں میں
پیاروں میں محبت ہے نہ یاروں میں وفا ہے
شاہد ہے اگر دین تو علم اس کا ہے زیور
زیور ہے اگر علم تو مال اس کی جلا ہے
گو قوم میں تیری نہیں اب کوئی بڑائی
پر نام تری قوم کا یاں اب بھی بڑا ہے
ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اسے دور زماں سمیٹ رہا ہے
بیڑا تھا نہ جو بادِ مخالف سے خبردار
جو چلتی ہے اب چلتی خلاف اس کے ہوا ہے
روشن نظر آتا نہیں واں کوئی چراغ آج
بجھنے کو ہے اب گر کوئی بجھنے سے بچا ہے
وہ قوم کہ آفاق میں جو سر بفلک تھی
وہ یاد میں اسلاف کے اب رو بقضا ہے
بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم قضا ہے
جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت
شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلہ ہے
ملتی نہیں اک بوند بھی پانی کی جہاں مفت
واں قافلہ سب گھر سے تہی دست چلا ہے
فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہبان
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
اے چشمہ رحمت بابی انت وامی
دنیا پر ترا لطف سدا عام رہا ہے
کی تو نے خطا عفو ہے ان کینہ کشوں کی
کھانے میں جنہوں نے کہ تجھے زہر دیا ہے
جو بے ادبی کرتے تھے اشعار میں تیری
منقول انہیں سے تیری پھر مدح و ثنا ہے
برتاؤ ترے جب کہ یہ اعدا سے ہیں اپنے
اعدا سے غلاموں کو کچھ امید سوا ہے
کر حق سے دعا امت مرحوم کے حق میں
خطروں میں بہت جس کا جہاز آ کے گھرا ہے
امت میں تری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن
دلدادہ ترا ایک سے ایک ان میں سوا ہے
ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے
گر بد ہیں تو حق اپنا ہے کچھ تجھ پہ زیادہ
اخبار میں الطالح لی ہم نے سنا ہے
خود جاہ کے طالب ہیں نہ عزت کے ہیں خواہاں
پر فکر ترے دین کی عزت کی سدا ہے
ہاں حالی گستاخ نہ بڑھ حد ادب سے
باتوں سے ٹپکتا تری اب صاف گلہ ہے

ہے یہ بھی خبر تجھ کو کہ ہے کون مخاطب
یاں جنبشِ لب خارج از آہنگ خطا ہے

کسی نے یہ بقراط سے جا کے پوچھا
مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا
کہا دکھ جہاں میں نہیں کوئی ایسا
کہ جس کی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا
مگر وہ مرض جس کو آسان سمجھیں
کہے جو طبیب اس کو ہذیان سمجھیں
سبب یا علامت گر ان کو سمجھائیں
تو تشخیص میں سو نکالیں خطائیں
دوا اور پرہیز سے جی چرائیں
یونہی رفتہ رفتہ مرض کو بڑھائیں
طبیبوں سے ہرگز نہ مانوس ہوں وہ
یہاں تک کہ جینے سے مایوس ہوں وہ
یہی حال دنیا میں اس قوم کا ہے!
بھنور میں جہاز آ کے جس کا گھرا ہے!
کنارہ ہے دور اور طوفان بپا ہے!
گماں ہے یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے!
نہیں لیتے کروٹ مگر اہل کشتی
پڑے سوتے ہیں بے خبر اہل کشتی

نہ افسوس انہیں اپنی ذلت پہ ہے کچھ
نہ رشک اور قوموں کی عزت پہ ہے کچھ

عرب جس کا چرچا ہے یہ کچھ وہ کیا تھا
جہاں سے الگ اک جزیرہ نما تھا
زمانے سے پیوند جس کا جدا تھا
نہ کشور ستاں تھا نہ کشور کشا تھا
تمدن کا اس پر پڑا تھا نہ سایہ
ترقی کا تھا واں قدم تک نہ آیا
وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا
خلیل ایک معمار تھا جس بناء کا
ازل میں مشیت نے تھا جس کو تاکا
کہ اس گھر سے ابلے گا چشمہ ہدیٰ کا

وہ تیرتھ تھا اک بت پرستوں کا گویا
جہاں نام حق کا تھا نہ کوئی جویا
قبیلے قبیلے کا بت اک جدا تھا
کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا
یہ عزا پہ وہ نائلہ پر فدا تھا
اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا
نہاں ابر ظلمت میں تھا مہر انور
اندھیرا تھا فاران کی چوٹیوں پر
چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ
ہر اک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ
نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بے باک جیسے

کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا
کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہیں آنے پہ جھگڑا
کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
یونہی روز ہوتی تھی تکرار ان میں
یونہی چلتی رہتی تھی تلوار ان میں
جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر
تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور
کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اس کو جا کر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت
بڑھا جانب بو قبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحانے کی وہ ودیعت
چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت
ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی چیز معزز نہیں۔ (الاتحاف)

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ
خطا کار سے درگزر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا
قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی
اک آواز میں سوتی بستی جگا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے
سبق پھر شریعت کا ان کو پڑھایا
حقیقت کا گر ان کو ایک اک بتایا
زمانے کے بگڑے ہوؤں کو بنایا
بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر
وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اٹھا کر

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق
زبان اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرمان اطاعت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

خرد اور ادراک رنجور ہیں واں
مہ و مہر ادنیٰ سے مزدور ہیں وہاں
جہاں دار مغلوب و مقہور ہیں واں
نبی اور صدیق مجبور ہیں واں
نہ پرستش ہے رہبان و احبار کی واں
نہ پرواہ ہے ابرار و احرار کی واں
تم اوروں کی مانند دھوکا نہ کھانا
کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
میری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا
بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا
سب انسان ہیں واں جس طرح سرفگندہ
اسی طرح ہوں میں بھی اک اس کا بندہ
جتائی انہیں وقت کی قدر و قیمت
دلائی انہیں کام کی حرص و رغبت
کہا چھوڑ دیں گے سب آخر رفاقت
ہو فرزند و زن اس میں یا مال و دولت
نہ چھوڑے گا پر ساتھ ہرگز تمہارا
بھلائی میں جو وقت تم نے گزارا

سکھائی انہیں نوع انساں پہ شفقت
کہا ہے یہ اسلامیوں کی علامت
کہ ہمسایہ سے رکھتے ہیں وہ محبت
شب و روز پہنچاتے ہیں اس کو راحت
وہ جو حق سے اپنے لئے چاہتے ہیں
وہی ہر بشر کے لئے چاہتے ہیں
خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر
نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
کسی کے گر آفت گزر جائے سر پر
پڑے غم کا سایہ نہ اس بے اثر پر
کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

غریبوں کو محنت کی رغبت دلائی
کہ بازو سے اپنے کرو تم کمائی
خبر تاکہ لو اس سے اپنی پرائی
نہ کرنی پڑے تم کو در در گدائی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ملتزم کے پاس جو دعا انسان مانگے وہ قبول ہوتی ہے۔ (الکنز)

طلب سے ہے دنیا کی گریاں یہ نیت
تو چمکو گے واں ماہ کامل کی صورت

امیروں کو تنگی کی اسطرح پر
کہ ہیں تم میں جو اغنیاء اور تونگر
اگر اپنے طبقہ میں ہوں سب سے بہتر
بنی نوع کے ہوں مددگار و یاور
نہ کرتے ہوں بے مشورت کام ہرگز
اٹھاتے نہ ہوں بے دھڑک گام ہرگز
دیئے پھیر دل ان کے مکر و ریا سے
بھرا ان کے سینہ کو صدق و صفا سے
بچایا انہیں کذب سے افتراء سے
کیا سرخرو خلق سے اور خدا سے
رہا قول حق میں نہ کچھ باک ان کو
بس اک شوب میں کر دیا پاک ان کو

جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت
ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی حجت
نبی نے کیا خلق سے قصد رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا میں جس کی مثالیں ہیں تھوڑی

جہالت کی رسمیں مٹا دینے والے
کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
سر احکام دیں پر جھکا دینے والے
خدا کے لئے گھر لٹا دینے والے
ہر آفت میں سینہ سپر کرنے والے
فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے
اگر اختلاف ان میں باہمدگر تھا
تو بالکل مدار اس کا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا
خلاف آشتی سے خوش آئندہ تر تھا
یہ تھی موج پہلی اس آزادگی کی
ہرا جس سے ہونے کو تھا باغ گیتی

رہ حق میں تھی ڈور اور باگ ان کی
فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ ان کی
بھڑکتی تھی نہ خودبخود آگ ان کی
شریعت کے قبضے میں تھی باگ ان کی
جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ
جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ

کیا امیوں نے جہاں میں اجالا
ہوا جس سے اسلام کا بول بالا
بتوں کو عرب اور عجم سے نکالا
ہر اک ڈوبتی ناؤ کو جا سنبھالا
زمانے میں پھیلائی ایک توحید مطلق
لگی آنے گھر گھر سے آواز حق

لئے علم و فن ان سے نصرانیوں نے
کیا کسب اخلاق روحانیوں نے
ادب ان سے سیکھا صفاہانیوں نے
کہا بڑھ کہ لبیک یزدانیوں نے
ہر ایک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا
کوئی گھر نہ دنیا میں تاریک چھوڑا

ہر اک میکدہ سے بھرا جا کہ ساغر
ہر اک گھاٹ سے آئے سیراب ہو کر
گرے مثل پروانہ ہر روشنی پر
گرہ میں لیا باندھ حکم پیمبر
کہ حکمت کو اک گمشدہ لعل سمجھو
جہاں پاؤ اپنا اسے مال سمجھو

یہ ہموار سڑکیں یہ راہیں مصفا
دو طرفہ برابر درختوں کا سایہ
نشان جابجا میل و فرسنگ کے برپا
سر راہ کنویں اور سرائیں مہیا
انہی کے ہیں سب نے یہ چربے اتارے
اسی قافلہ کے نشاں ہیں یہ سارے

کوئی قرطبہ کے کھنڈر جا کے دیکھے
مساجد کے محراب و در جا کے دیکھے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے برتن میں کھا کر اسے پاک وصاف کر دیا فرشتے اس پر رحمت کی دعا کرتے ہیں (الدیلمی)

حجازی امیروں کے گھر جا کے دیکھے
خلافت کو زیر و زبر جا کے دیکھے
جلال ان کا کھنڈروں میں ہے یوں چمکتا
کہ ہو خاک میں جیسے کندن دمکتا
یہ تھا علم پرواں توجہ کا عالم
کہ ہو جیسے مجروح جویائے مرہم
کسی طرح پیاس ان کی ہوتی نہ تھی کم
بجھاتا تھا آگ ان کی باراں نہ شبنم
حریم خلافت میں اونٹوں پہ لد کر
چلے آتے تھے مصر و یونان کے دفتر

مؤرخ جو ہیں آج تحقیق والے
تفحص کے ہیں جن کے آئیں نرالے
جنہوں نے ہیں عالم کے دفتر کھنگالے
زمین کے طبق سر بسر چھان ڈالے
عرب ہی نے دل ان کے جا کر ابھارے
عرب ہی سے گو بھرنے سیکھے ترارے

گروہ ایک جو گویا تھا علم نبی کا
لگایا پتہ جس نے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا
کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کئے جرح و تعدیل کے وضع قانون
نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں

رجال اور اسانید کے جو ہیں دفتر
گواہ ان کی آزادگی کے ہیں یکسر
نہ تھا ان کا احسان یہ اک اہل دیں پر
وہ تھے اس میں ہر قوم و ملت کے رہبر
لبرٹی میں جو آج فائق ہیں سب سے
بتائیں کہ لبرل بنیں ہیں وہ کب سے

عرب کی جو دیکھی وہ آتش زبانی
سنی برمحل ان کی شیوا بیانی
وہ اشعار کی دل میں ریشہ دوانی
وہ خطبوں کی مانند دریا روانی

وہ جادو کے جملے وہ فقرے فسوں کے
تو سمجھے تھے کہ گویا ہم اب تک تھے گونگے

ابوبکر رازی علی ابن عیسیٰ
حکیم گرامی حسین ابن سینا
حنین ابن اسحاق قسیس دانہ
ضیاء ابن بیطار راس الاطباء
انہی کے ہیں مشرق میں سب نام لیوا
انہی سے ہوا پار مغرب کا کھیوا
ہوا گو کہ پامال بستاں عرب کا
مگر اک جہاں ہے غزل خواں عرب کا
ہرا کر گیا سب کو باراں عرب کا
سپید و سیہ پر ہے احسان عرب کا
وہ قومیں جو ہیں آج سرتاج سب کی
کنوڑی رہیں گی ہمیشہ عرب کی
پہ گدلا ہوا جب کہ چشمہ صفا کا
گیا چھوٹ سرشتہ دین ھدیٰ کا
رہا سر پہ باقی نہ سایا ہما کا
تو پورا ہوا عہد جو تھا خدا کا
کہ ہم نے بگاڑا نہیں کوئی اب تک
وہ بگڑا نہیں آپ دنیا میں جب تک

ہوئی مقتضی جبکہ حکمت خدا کی
کہ تعلیم جاری ہو خیر الوریٰ کی
پڑے دھوم عالم میں دین ھدیٰ کی
تو عالم کی تم کو حکومت عطا کی
کہ پھیلاؤ دنیا میں حکم شریعت
کرو ختم بندوں پہ مالک کی حجت

وہ ملت کے گردوں پہ جس کا قدم تھا
ہر اک کھونٹ میں جس کا برپا علم تھا
وہ فرقہ جو آفاق میں محترم تھا
وہ امت لقب جس کا خیر الامم تھا
نشاں اس کا باقی ہے صرف اس قدر یاں
کہ گنتے ہیں اپنے کو ہم بھی مسلماں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کو بددعا دی اس نے اپنا بدلہ لے لیا (الجامع)

تنزل نے کی ہے بری گت ہماری
بہت دور پہنچی ہے نکبت ہماری
گئی گزری دنیا سے عزت ہماری
نہیں کچھ ابھرنے کی صورت ہماری
پڑے ہیں ایک امید کے ہم سہارے
توقع پہ جنت کے جیتے ہیں سارے
گڈریے کا وہ حکم بردار کتا
کہ بھیڑوں کی ہر دم ہے رکھوال کرتا
جو ریوڑ میں ہوتا ہے پتے کا کھڑکا
تو وہ شیر کی طرح پھرتا ہے بھپرا
گر انصاف کیجئے تو ہم سے بہتر
کہ غافل نہیں فرض سے اپنے دم بھر
وہ قومیں جو سب راہیں طے کر چکی ہیں
ذخیرے ہر اک جنس کے بھر چکی ہیں
ہر اک بوجھ بار اپنے سر دھر چکی ہیں
ہوئیں تب ہیں زندہ کہ جب مر چکی ہیں
اسی طرح راہ طلب میں ہیں پویا
بہت دور ابھی ان کو جانا ہے گویا

یہاں اور ہیں جتنی قومیں گرامی
خود اقبال ہے آج ان کا سلامی
تجارت میں ممتاز دولت میں نامی
زمانے کے ساتھی ترقی کے حامی
نہ فارغ ہیں اولاد کی تربیت سے
نہ بے فکر ہیں قوم کی تقویت سے

جو گرتے ہیں گر کے سنبھل جاتے ہیں وہ
پڑے زد تو بچ کر نکل جاتے ہیں وہ
ہر اک سانچے میں جا کے ڈھل جاتے ہیں وہ
جہاں رنگ بدلا بدل جاتے ہیں وہ
ہر اک وقت کا مقتضیٰ جانتے ہیں
زمانے کے تیور وہ پہچانتے ہیں

بگاڑے ہیں گردش نے جو خاندانی
نہیں جانتے ہیں بس کہ روٹی کمانی
دلوں میں یہ یک قلم سب نے ٹھانی
کہ کیجئے بسر مانگ کر زندگانی
جہاں قدر دانوں کا ہیں کھوج پاتے
پہنچتے ہیں واں مانگتے اور کھاتے
کہیں باپ دادا کا ہیں نام لیتے
کہیں روشناسی سے ہیں کام لیتے
کہیں جھوٹے وعدوں پہ ہیں دام لیتے
یونہی ہیں وہ دے دے کے دم دام لیتے
بزرگوں کے نازاں ہیں جس نام پر وہ
اسے بیچتے پھرتے ہیں در بدر وہ

بہت آگ چلموں کی سلگانے والے
بہت گھانس کی گٹھڑیاں لانے والے
بہت دربدر مانگ کر کھانے والے
بہت فاقے کر کر کے مر جانے والے
جو پوچھو کہ کس کان کے ہیں وہ جوہر
تو نکلیں گے نسل ملوک ان میں اکثر

مشقت کو محنت کو جو عار سمجھیں
ہنر اور پیشے کو جو خوار سمجھیں
تجارت کو کھیتی کو دشوار سمجھیں
فرنگی کے پیسے کو مردار سمجھیں
تن آسانیاں چاہیں اور آبرو بھی
وہ قوم آج ڈوبے گی گر کل نہ ڈوبی

کریں نوکری بھی تو بے عزتی کی
جو روٹی کمائیں تو بے حرمتی کی
کہیں پائیں خدمت تو بے عزتی کی
قسم کھائیے ان کی خوش قسمتی کی
امیروں کے بنتے ہیں جب یہ مصاحب
تو جاتے ہیں ہو کر حمیت سے تائب
امیروں کا عالم نہ پوچھو کہ کیا ہے
خمیر ان کا اور ان کی طینت جدا ہے
سزا وار ہے ان کو جو ناسزا ہے
روا ہے انہیں سب کو جو ناروا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی طبیعت دعا کی طرف کھل گئی اس کیلئے رحمت کے دروازے کھل گئے (ترمذی)

شریعت ہوئی ہے نکونام ان سے
بہت فخر کرتا ہے اسلام ان سے

طبیعت اگر لہو و بازی پہ آئی
تو دولت بہت سی اسی میں لٹائی
جو کی حضرت عشق نے رہنمائی
تو کردی بھرے گھر کی دم میں صفائی
پھر آخر لگے مانگنے اور کھانے
یونہی مٹ گئے یاں ہزاروں گھرانے

نہ مظلوم کی آہ و زاری سے ڈرنا
نہ مفلوک کے حال پر رحم کرنا
ہوا ہوس میں خودی سے گزرنا
تعیش میں جینا نمائش پہ مرنا
سدا خواب غفلت میں بے ہوش رہنا
دم نزع تک خود فراموش رہنا

پہلا سبق تھا کتاب ھدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا
وہی دوست ہے خالق دوسرا کا
خلائق سے ہے جس کو رشتہ ولا کا
یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان
کہ کام آئے دنیا میں انسان کے انسان
پڑی ہیں سب اجڑی ہوئی خانقاہیں
وہ درویش سلطان کی امید گاہیں
کھلی تھیں جہاں علم باطن کی راہیں
فرشتوں کی پڑتی تھیں جن پر نگاہیں
کہاں ہیں وہ جذب الٰہی کے پھندے
کہاں ہیں وہ اللہ کے پاک بندے
وہ علم شریعت کے ماہر کدھر ہیں
وہ اخبار دیں کے مبصر کدھر ہیں
اصولی کدھر ہیں مناظر کدھر ہیں
محدث کہاں ہیں مفسر کدھر ہیں
وہ مجلس جو کل سر بسر تھی چراغاں
چراغ اب کہیں ٹمٹماتے نہیں واں

بہت لوگ بن کر ہوا خواہ امت
سفیہوں سے منوا کر اپنی فضیلت
سدا گاؤں در گاؤں نوبت بہ نوبت
پڑے پھرتے ہیں کرتے تحصیل دولت
یہ ٹھہرے ہیں اسلام کے رہنما اب
لقب ان کا ہے وارث انبیاء اب
بہت لوگ پیروں کی اولاد بن کر
نہیں ذات والا میں کچھ جن کے جوہر
بڑا فخر ہے جن کو لے دے کے اس پر
کہ تھے ان کے اسلاف مقبول داور
کرشمے ہیں جا جا کے جھوٹے دکھاتے
مریدوں کو ہیں لوٹتے اور کھاتے
بڑھے جس سے نفرت وہ تقریر کرنی
جگر جس سے شق ہوں وہ تحریر کرنی
گناہ گار بندوں کی تحقیر کرنی
مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی
یہ ہے عالموں کا ہمارے طریقہ
یہ ہادیوں کا ہمارے سلیقہ
شریعت کے احکام تھے وہ گوارا
کہ شیدا تھے ان پر یہود اور نصاریٰ
گواہ ان کی نرمی کا قرآن ہے سارا
خود الدین یسر نبی نے پکارا
مگر یاں کیا ایسا دشوار ان کو
کہ مومن سمجھنے لگے بار ان کو

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے بین کرنے والی کیلئے رحمت کی دعانہیں کرتے۔ (احمد)

مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جاجا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

ہمیں واعظوں نے یہ تعلیم دی ہے
کہ جو کام دینی ہے یا دنیوی ہے
مخالف کی ریس اس میں کرنی بری ہے
نشان غیرت دین حق کا یہی ہے
مخالف کی الٹی ہر اک بات سمجھو
وہ دن کو کہے دن تو تم رات سمجھو

مخالف کا اپنے گر نام لیجئے
تو ذکر اس کا ذلت و خواری سے کیجئے
کبھی بھول کر طرح اس میں نہ دیجئے
قیامت کو دیکھو گے اس کے نتیجے
گناہوں سے ہوتے ہو گویا مبرا
مخالف پہ کرتے ہو جب تم تبرا

وہ دیں جس نے الفت کی بنیاد ڈالی
کیا طبع دوراں کو نفرت سے خالی
بنایا اجانب کو جس نے موالی
ہر اک قوم کے دل سے نفرت نکالی
عرب اور حبش ترک و تاجیک و ویلم
ہوئے سارے شیر و شکر مل کے باہم

مجالس میں غیبت کا زور اس قدر ہے
کہ آلودہ اس خون میں ہر بشر ہے
نہ بھائی کو بھائی سے یاں در گزر ہے
نہ ملا کو صوفی کو اس سے حذر ہے
اگر نشہ مے ہو غیبت میں پنہاں
تو ہشیار پائے نہ کوئی مسلماں

اگر مرجع خلق ہے ایک بھائی
نہیں ظاہرا جس میں کوئی برائی
بھلا جس کو کہتی ہے ساری خدائی
ہر اک دل میں عظمت ہے جس کی سمائی
تو پڑتی ہیں اس پر نگاہیں غضب کی
کھٹکتا ہے کانٹا سا نظروں میں سب کی

اگر پاتے ہیں دو دلوں میں صفائی
تو ہیں ڈالتے اس طرح جدائی
ٹھنی دو گروہوں میں جس دم لڑائی
تو گویا تمنا ہماری بر آئی
بس اس سے نہیں مشغلہ خوب کوئی
تماشہ نہیں ایسا مرغوب کوئی

اسے جانتے ہیں بڑا اپنا دشمن
ہمارے کرے عیب جو ہم پہ روشن
نصیحت سے نفرت ہے ناصح سے ان بن
سمجھتے ہیں ہم رہنماؤں کو رہزن
یہی عیب ہے سب کو کھویا ہے جس نے
ہمیں ناؤ بھر کر ڈبویا ہے جس نے

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر
کوئی ہم پہ مبعوث ہوتا پیمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآن کے اندر
ضلالت یہود و نصاریٰ کی اکثر
یونہیں جو کتاب اس پیمبر پہ آتی
وہ گمراہیاں سب ہماری جتاتی

اب اس فلسفہ پر جو ہیں مرنے والے
شفااور مجسطی کے دم بھرنے والے
ارسطو کی چوکھٹ پہ سر دھرنے والے
افلاطون کی اقتدا کرنے والے
وہ تیلی کے کچھ بیل سے کم نہیں ہیں
پھرے عمر بھر اور جہاں تھے وہیں ہیں

نہ سرکار میں کام پانے کے قابل
نہ دربار میں لب ہلانے کے قابل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایسے شخص پر جس نے اس پر ظلم کیا ہو بددعا کرے اس نے اپنا بدلہ لے لیا (مسند ابی یعلی)

نہ جنگل میں ریوڑ چرانے کے قابل
نہ بازار میں بوجھ اٹھانے کے قابل
نہ پڑھتے تو سو طرح کھاتے کما کر
وہ کھوئے گئے اور تعلیم پا کر

وہ طب جس پہ غش ہیں ہمارے اطباء
سمجھتے ہیں جس کو بیاض مسیحا
بتانے میں ہیں بخل جس کے بہت سا
جسے عیب کی طرح کرتے ہیں اخفا
فقط چند نسخوں کا ہے وہ سفینہ
چلے آئے ہیں جو کہ سینہ بسینہ

برا شعر کہنے کو گر کچھ سزا ہے
عبث جھوٹ بکنا اگر ناروا ہے
تو وہ محکمہ جس کا قاضی خدا ہے
مقرر جہاں نیک و بد کی سزا ہے
گنہگار واں چھوٹ جائیں گے سارے
جہنم کو بھر دیں گے شاعر ہمارے

خلف ان کے یاں جو کہ جادو بیاں ہیں
فصاحت میں مقبول پیر و جواں ہیں
بلاغت میں مشہور ہندوستان ہیں
وہ کچھ ہیں تو لے دے کے اس گوں کے یاں ہیں
کہ جب شعر میں عمر ساری گنوائیں
تو بھانڈ ان کی غزلیں مجالس میں گائیں
طوائف کو ازبر ہیں دیوان ان کے
گویوں پہ بے حد ہیں احسان ان کے
نکلتے ہیں تکیوں میں ارمان ان کے
ثناء خواں ہیں ابلیس و شیطان ان کے
کہ عقلوں پہ پردے دیئے ڈال انہوں نے
ہمیں کر دیا فارغ البال انہوں نے
شریفوں کی اولاد بے تربیت ہے
تباہ ان کی حالت بری ان کی گت ہے
کسی کو کبوتر اڑانے کی لت ہے
کسی کو بٹیریں لڑانے کی دھت ہے

چرس اور گانجے پہ شیدا ہے کوئی
مدک اورچنڈو کا رسیا ہے کوئی

ہوئی ان کی بچپن میں یوں پاسبانی
کہ قیدی کی جیسے کٹے زندگانی
لگی ہونے جب کچھ سمجھ بوجھ سیانی
چڑھی بھوت کی طرح سر پہ جوانی
بس اب گھر میں دشوار تھمنا ہے ان کا
اکھاڑوں میں تکیوں میں رمنا ہے ان کا

اگر شش جہت میں کوئی دلربا ہے
تو دل ان کا نادیدہ اس پر فدا ہے
اگر خواب میں کچھ نظر آگیا ہے
تو یاد اس کی دن رات نام خدا ہے
بھری سب کی وحشت سے روداد ہے یاں
جسے دیکھئے قیس و فرہاد ہے یاں
اگر ماں ہے دکھیا تو ان کی بلا سے
اپاہج ہے باوا تو ان کی بلا سے
جو ہے گھر میں فاقہ تو ان کی بلا سے

جو مرتا ہے کنبہ تو ان کی بلا سے
جنہوں نے لگائی ہو لو دلربا سے
غرض پھر انہیں کیا رہی ماسوا سے
عزیزوں کی جس بات میں عیب پانا
نشانہ اسے پھبتیوں کا بنانا
شماتت سے دل بھائیوں کا دکھانا
یگانوں کو بیگانہ بن کے چڑانا
نہ کچھ درد کی چوٹ ان کے جگر میں
نہ قطرہ کوئی خون کا چشم تر میں

کسی نے یہ اک مرد دانا سے پوچھا
کہ نعمت ہے دنیا میں سب سے بڑی کیا؟
کہا عقل جس سے ملے دین و دنیا
کہا گر نہ ہو اس سے انساں کو بہرا
کہا پھر اہم سب سے علم و ہنر ہے
کہ جو باعث افتخار و بشر ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں ہوتی۔(ابوداؤد)

کہا گر نہ ہو یہ بھی اس کو میسر
کہا مال و دولت ہے پھر سب سے بڑھ کر
کہا در ہو یہ بھی اگر بند اس پر
کہا اس پہ بجلی کا گرنا ہے بہتر
وہ ننگ بشر تا کہ ذلت سے چھوٹے
خلائق سب اس کی نحوست سے چھوٹے

مہینوں کے کٹتے ہیں رستے پلوں میں
گھروں سے سوا چین ہے منزلوں میں
ہر اک گوشہ گلزار ہے جنگلوں میں
شب و روز ہے ایمنی قافلوں میں
سفر جو کبھی تھا نمونہ سقر کا
وسیلہ ہے اب سراسر ظفر کا

نہ بد خواہ سمجھو بس اب یاوروں کو
لٹیرے نہ ٹھہراؤ تم رہبروں کو
دو الزام پیچھے نصیحت گروں کو
ٹٹولو ذرا پہلے اپنے گھروں کو
کہ خالی ہیں یا پر ذخیرے تمہارے
برے ہیں کہ اچھے وطیرے تمہارے
یہ سچ ہے کہ حالت ہماری زبوں ہے۔
عزیزوں کی غفلت وہی جوں کی توں ہے
جہالت وہی قوم کی رہنموں ہے
تعصب کی گردن پہ ملت کا خون ہے
مگر اے امید اک سہارا ہے تیرا
کہ جلوہ یہ دنیا میں سارا ہے تیرا

یہ سچ ہے کہ ہے قوم میں قحط انساں
نہیں قوم کے ہیں سب افراد یکساں
سفال و خرف کے ہیں انبار گر یاں
جواہر کے ٹکڑے بھی ہیں ان میں پنہاں
چھپے سنگریزوں میں گوہر بھی ہیں کچھ
ملے ریت میں ریزہ زر بھی ہیں کچھ
جو بے غم ہیں ان میں غمخوار بھی ہیں
جو بے مہر ہیں کچھ تو کچھ یار بھی ہیں

انہیں غافلوں میں خبردار بھی ہیں
خرابات میں چند ہوشیار بھی ہیں
جماعت سے اپنی نرالے بھی ہیں یاں
نکموں میں کچھ کام والے بھی ہیں یاں
فرائض میں گو دین کے سب ہیں قاصر
نہ مشغول باطن نہ پابند ظاہر
مساجد سے غائب ملاہی میں حاضر
مگر ایسے فاسق ہیں ان میں نہ فاجر
کہ مذہب پہ حملے ہیں جو ہر طرف سے
وہ دیکھ ان کو ہٹ جائیں راہ سلف سے
اسیری میں جو گرم فریاد ہیں یاں
وہی آشیاں کرتے آباد ہیں یاں
قفس سے وہی ہوتے آزاد ہیں یاں
چمن کے جنہیں چہچے یاد ہیں یاں
وہ شاید قفس ہی میں عمریں گنوائیں
گئیں بھول صحرا کی جن کو فضائیں

جب آئے انہیں ہوش کچھ وقت کھو کر
رہیں بیٹھ قسمت کو اپنی نہ رو کر
کریں کوشش سب باہم ایک۔ ہو کر!
رہیں داغ ذلت کا دامن سے دھو کر
نہ ہو تاب پرواز اگر آسمان تک
تو واں تک اڑیں ہو رسائی جہاں تک

ہلاتے نہ اگلے اگر دست و بازو
جہاں عطر حکمت سے ہوتا نہ خوشبو
نہ اخلاق کی وضع ہوتی ترازو
نہ حق پھیلتا ربع مسکوں میں ہر سو
حقائق پہ سب غیر معلوم رہتے
خدائی کے اسرار مکتوم رہتے
ستارہ شریعت کا تاباں نہ ہوتا
اثر ان میں دین کا نمایاں نہ ہوتا
جدا کفر سے نور ایماں نہ ہوتا
مساجد میں یوں ورد قرآن نہ ہوتا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق کہ دعا سے نازل شدہ بلاؤں وغیر نازل شدہ بلاؤں میں نفع پہنچتا ہے۔ تو اے اللہ کے بندو اپنے اوپر دعا کو لازم پکڑو۔ (مشکوٰۃ)

خدا کی ثناء معبدوں میں نہ ہوتی
اذاں جا بجا مسجدوں میں نہ ہوتی

اگر ہیں تونگر تو بیکار ہیں سب
اپاہج ہیں روگی ہیں بیمار ہیں سب
تعیش کے ہاتھوں سے لاچار ہیں سب
تن آسانیوں میں گرفتار ہیں سب
برابر ہے یاں ان کا ہونا نہ ہونا
نہ کچھ جاگنا ان کا بہتر نہ سونا

جہاں ہے زمیں پر نحوست ہے ان کی
جدھر ہے زمانہ میں نکبت ہے ان کی
مصیبت کا پیغام کثرت ہے ان کی
تباہی کا لشکر جماعت ہے ان کی
وجود ان کا اصل البلیات ہے یاں
خدا کا غضب ان کی بہتات ہے یاں

مگر اک فریق اور ان کے سوا ہے
شرف جس سے نوع بشر کو ملا ہے
سب اس بزم میں جن کا نور و ضیاع ہے
سب اس باغ کی جن سے نشو ونما ہے
ہوئے جو کہ پیدا ہیں محنت کی خاطر
بنے ہیں زمانہ کی خدمت کی خاطر

مشقت میں عمر ان کی کٹتی ہے ساری
نہیں آتی آرام کی ان کی باری
سدا بھاگ دوڑ ان کی رہتی ہے جاری
نہ آندھی میں عاجز نہ مینہ میں ہے عاری
نہ لو جیٹھ کی دم تڑاتی ہے ان کا
نہ ٹھر ماگھ کی جی چھڑاتی ہے ان کا

بہت مخلص اور پاک بندے خدا کے
نشان جن سے قائم ہیں صدق و صفا کے
نہ شہرت کے خواہاں نہ طالب ثناء کے
نمائش سے بیزار دشمن ریاء کے
ریاضت سب ان کی خدا کے لئے ہے
مشقت سب ان کی رضا کے لئے ہے

خدا نے عطا کی ہے جو ان کو قوت
سمائی ہے دل میں بہت اس کی عظمت
نہیں پھیرتی ان کا منہ کوئی زحمت
نہ کرتی زبر ان کو کوئی صعوبت
بھروسے پہ اپنے دل و دست و پا کے
سمجھتے ہیں ساتھ اپنے لشکر خدا کے

انہیں کا اجالا ہے ہر رہگذر میں
انہی کی ہے روشنی دشت و در میں
انہی کا ظہور ہے سب خشک و تر میں
انہی کے کرشمے ہیں سب بحر و بر میں
انہی سے یہ رتبہ تھا آدم نے پایا
کہ سر اس سے روحانیوں نے جھکایا
یہی نوجواں پھرتے ہیں آزاد جو ہیں
کمینوں کی صحبت میں برباد جو ہیں
شریفوں کی کہلاتے اولاد جو ہیں
مگر ننگ آباؤاجداد جو ہیں
اگر نقد فرصت نہ یوں مفت کھوتے
یہی فخر آباؤاجداد ہوتے
ہمیشہ سے جو کہتے آئے ہیں سب یاں
کہ ہے علم سرمایہ فخر انساں
عرب اور عجم ہند اور مصر و یونان
رہا اتفاق اس پہ قوموں کا یکساں
یہ دعوی تھا اک جس پہ حجت نہ تھی کچھ
کھلی اس پہ ابتک شہادت نہ تھی کچھ
کیا علم نے ان کو ہر فن میں یکتا
نہ ہمسر رہا ان کا کوئی نہ ہمتا
ہر اک چیز ان کی ہر اک کام ان کا
سمجھ بوجھ سے ہے زمانے کی بالا
ثنائے کو سب ان کی تکتے ہیں ایسے
عجائب میں قدرت کے حیراں ہوں جیسے

نہیں سہل گر صید کا ہاتھ آنا
تو لازم ہے گھوڑوں کو سرپٹ بھگانا
نہ بیٹھو جو ہے بوجھ بھاری اٹھانا
ذرا تیز ہانکو جو ہے دور جانا
زمانہ اگر ہم سے زور آزما ہے
تو وقت اے عزیزو یہی زور کا ہے

کرو یاد اپنے بزرگوں کی حالت
شدائد میں جو ہارتے تھے نہ ہمت
اٹھاتے تھے برسوں سفر کی مشقت
غریبی میں کرتے تھے کسب فضیلت
جہاں کھوج پاتے تھے علم و ہنر کا
نکل گھر سے لیتے تھے رستہ ادھر کا

جنہوں نے کہ تعلیم کی قدرو قیمت
نہ جانی مسلط ہوئی ان پہ ذلت
ملوک اور سلاطین میں کھوئی حکومت
گھرانوں پہ چھائی امیروں کے نکبت
رہے خاندانی نہ عزت کے قابل
ہوئے سارے دعوے شرافت کے باطل

نہ پاس ان کے چادر نہ بستر ہے گھر کا
نہ برتن ہیں گھر کے نہ زیور ہے گھر کا
نہ چاقو نہ قینچی نہ نشتر ہے گھر کا
صراحی ہے گھر کی نہ ساغر ہے گھر کا
کنول مجلسوں میں قلم دفتروں میں
اثاثہ ہے سب عاریت کا گھروں میں
جو مغرب سے آئے نہ مال تجارت
تو مر جائیں بھوکے وہاں اہل حرفت
ہو تجار پر بند راہ معیشت
دکانوں میں ڈھونڈھے نہ پائے بضاعت
پرائے سہارے ہیں بیرو پار واں سب
طفیلی ہیں سیٹھ اور تجار واں سب

کرو قدر ان کی ہنر جن میں پاؤ
ترقی کی ان کو رغبت دلاؤ
دل اور حوصلے ان کے مل کر بڑھاؤ
ستوں اس کھنڈر گھر کے ایسے بناؤ
کوئی قوم کی جس سے خدمت بن آئے
بٹھائیں انہیں سر پہ اپنے پرائے
کرو گے اگر ایسے لوگوں کی عزت
تو پاؤ گے اپنے میں تم اک جماعت
بڑھائے گی جو قوم کی شان و شوکت
گھرانوں میں پھیلائے گی خیر و برکت
مدد جس قدر تم سے وہ آج لے گی
عوض تم کو کل اس کا دوچند دے گی

ذخیرہ ہے جب چیونٹا کوئی پاتا
تو بھاگا جماعت میں ہے اپنی آتا
انہیں ساتھ لے لے کہ ہے یاں سے جاتا
فتوح اپنی ایک ایک کو ہے دکھاتا
سدا ان کے ہیں اس طرح کام چلتے
کمائی سے ایک اک کی لاکھوں ہیں پلتے

غضب ہے کہ جو نوع ہو سب سے برتر
گنیں آپ کو کہ جو عالم کا سرور
فرشتوں سے جو سمجھیں اپنے کو بڑھ کر
خدا کا بنے جو کہ دنیا میں مظہر
نہ ہو مردمی کا نشان اس میں اتنا
مسلم ہے مٹی کے کیڑوں میں جتنا

حضورؐ کے والد بزرگوار حضرت عبداللہ بن مطلب کی پاکیزگیٔ اخلاق

جواں نے کعبہ سے جب گھر کی جانب قصد فرمایا
تو شیطاں اس سے پہلے جانب مکہ چلا آیا
یہاں پر بنت مرالخثعمیہ اک حسینہ تھی
حسینہ تھی مگر اطوار و عادات میں کمینہ تھی
ادھر سے آ رہا تھا یہ جوان پاک سیرت بھی
جسے آنکھیں جھکا کر شہر میں چلنے کی عادت تھی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مظلوم کی بددعا سے بچو یعنی ظلم اور ایسے کام نہ کرو جس سے کوئی مظلوم تمہارے لئے بددعا کرے۔

ہوئی آ کر اچانک اب وہ عورت راہ میں حائل
نکالیں منہ سے بے شرمی کی باتیں سخت لا طائل
کہا سو اونٹ لے لے اور میری جانب توجہ کر
شراب وصل کی خاطر گری ہوں تیرے قدموں پر
حیا و شرم کے باعث ادھر گردن خمیدہ تھی
ادھر عورت وفورِ جوش خوں سے آبدیدہ تھی
اب اس نے اس طرح دستِ جواں کو زور سے کھینچا
زبر دستی اٹھا کر لے ہی جائے گی اسے گویا

رحمۃ للعالمین جلد دوم صفحہ ۱۰۶ سردار عبداللہ کی عفت نفس کا ایک واقعہ ابو نعیم وخرائطی وابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فاطمہ بنت مرالخثعمیہ نے ان سے اظہار محبت کیا اور اپنی جانب متوجہ کرنے کے لئے سو اونٹوں کا عطیہ ان کو دینا چاہا۔ لیکن انہوں نے اس درخواست کے جواب میں یہ قطعہ پڑھ کر سنایا:

اما الحرام فالممات دونه
والحل لاحل فاستبينه
فكيف الى السوء الذى تبغينه
يحم الكريم عرضه ودينه

بدی کے جوش کو پایا جو یوں ایمان کا طالب
جوان ہاشمی کی شرم پہ غصہ ہوا غالب
کراہت اور نفرت سے جھٹک کر ہاتھ عورت کا
زباں سے اس طرح گویا ہوا پتلا شرافت کا
مجھے معلوم ہے کرتے نہیں اشراف کام ایسا
سمجھتا ہوں میں بدتر موت سے فعل حرام ایسا
اگر تو عقد کو کہتی تو شاید مان جاتا میں
مطابق رسم قومی کے تجھے بیوی بناتا میں
مگر تو نے بے شرمی دکھائی اور بہکایا!
فریب و مکر سے مجھ کو گناہ کرنے پر اکسایا!
تیری صورت سے بھی ہے اب مجھے احساس نفرت کا
شریف انساں پہ لازم ہے بچانا دین وعزت کا
متانت سے کہا جو کچھ کہا جھڑکا نہ دی گالی
فقط جاتے ہوئے مردانہ غصے کی نظر ڈالی
دکھائی مرد عالی ظرف نے جب شوکت ایماں
ہوئی شرمندہ عورت پست ہو کر رہ گیا شیطاں

غرض اس حادثے کے بعد عبداللہ گھر پہنچا
سلامت لے کے ایماں کو پسر پیش پدر پہنچا
جلال ہاشمی سے مشتعل تھا چہرہ انور
کہ تھا عورت کی گستاخی کا صدمہ زخم تھا دل پر
پدر نے برہمی کا حال اس سے پوچھنا چاہا
پسر چپ تھا کہ چپ رہنا ہی غیرت کا تقاضا تھا

ابو طالب کی ثابت قدمی

ابو طالب نے فرمایا عجب الٹا زمانہ ہے
یہ اچھی دوستی ہے واہ کیا عمدہ بہانہ ہے
وہ صبح نور جس کے چہرۂ انور کی برکت سے
کیا کرتے ہیں باراں کی تمنا ابر رحمت سے
وہ دامن جو یتیموں کو پناہیں دینے والا ہے
جو اندھوں کو بصیرت کی نگاہیں دینے والا ہے
وہ جس کا نام لینے سے پلٹ جاتی ہیں تقدیریں
اسی کو قتل کر دینے کی اب ہوتی ہیں تدبیریں
کریں بیداد ہم پر اور ہمیں سے داد بھی چاہیں
ہمارا قتل ہو اور ہم سے امداد بھی چاہیں
ہمیں منظور ہے قطع تعلق اہل مکہ سے
نہیں ہم چاہتے رسم تملق اہل مکہ سے
یہ کہہ کر آل عبدالمطلب کو گھر میں بلوایا
کیا کنبہ اکٹھا اور سارا حال بتلایا
بنی ہاشم اگرچہ آج تک ایماں نہ لائے تھے
مگر اہل حمیت ہاشمی ماؤں کے جائے تھے

شعب ابی طالب میں محصوری کا زمانہ

بڑی سختی سے کرتے تھے قریش اس گھر کی نگرانی
نہ آنے دیتے تھے غلہ ادھر تا حد امکانی
کوئی غلے کا سودا اگر باہر سے آ جاتا
تو رستے ہی میں جا کر بو لہب کمبخت بہکاتا
پہاڑوں کا درہ اک قلعہ محصور تھا گویا
خدا والوں کو فاقوں مارنا منظور تھا گویا
رسول اللہ لیکن مطمئن تھے اور صابر تھے
خدا جس حال میں رکھے اسی حالت پہ شاکر تھے

وہ بھوکی بچیوں کا روٹھ کر فی الفور من جانا
خدا کا نام سن کر صبر کی تصویر بن جانا
تڑپنا بھوک سے کچھ روز آخر جان کھو دینا
وہ ماؤں کا فلک کو دیکھ کر چپ چاپ رو دینا
گزارے تین سال اس رنگ سے ایمان والوں نے
دکھا دی شان استقلال اپنی آن والوں نے
رضا وصبر سے دن کٹ گئے ان نیک بختوں کے
کہ کھانے کے لئے ملتے رہے پتے درختوں کے
دکھائی شکل اس آغاز کہ انجام نے اک دن
چچا کو دی خبر اس مصدر الہام نے اک دن
کہ دیمک کھا چکی ہے ظالموں کے عہد نامے کو
شکستہ کر دیا اللہ نے باطل کے خامے کو
ہے عبرت کا سبق اس انتباہِ آسمانی میں
فقط نامِ خدا باقی ہے اس تحریر فانی میں

شکستِ معاہدۂ باطل

ابی طالب اٹھے گھر سے نکل کر شہر میں آئے
تھے جن کے دستخط اس عہد نامے پر وہ بلوائے
کہا میرے بھتیجے سے ملی ہے یہ خبر مجھ کو
دیکھاؤ چل کے وہ تحریر اپنی اک نظر مجھ کو
میں اس کو چھوڑ دوں گا قول ہے اس کا اگر باطل
وہ حق پر ہے تو پھر اس عہد نامے کا اثر باطل

ابوطالب اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی وفات

روایت ہے کہ دسواں سال تھا عہد نبوت کا
کہ ٹوٹا آخری رشتہ بھی انسانی حمایت کا
ابو طالب سدھارے جانب ملک عدم آخر
اٹھا سر سے چچا کا سایہ لطف و کرم آخر
وہ ام المسلمین جو مادر گیتی کی عزت ہے
وہ ام المسلمین قدموں کے نیچے جس کے جنت ہے
خدیجہؓ طاہرہ یعنی نبی کی باوفا بی بی
شریک راحت و اندوہ پابندِ رضا بی بی
دیار جاودانی کی طرف راہی ہوئیں وہ بھی
گئیں دنیا سے آخر سوئے فردوس بریں وہ بھی
یہ بی بی تھیں وہ ہمدرد یتیمی تھے محمد کے
یہ دونوں غمگساران قدیمی تھے محمد کے
مشیت کو مگر مد نظر تھی شان یکتائی
محمد کی یہ تنہائی ہی تھی سامان یکتائی
قریش اس وقت تک نام ابوطالب سے ڈرتے تھے
عرب کے لوگ ان کے مرتبے کا پاس کرتے تھے
ابو طالب کے اٹھ جانے سے ڈر جاتا رہا دل سے
یہ ہستی اک سپر تھی ہٹ گئی مد مقابل سے

ہادیٔ اسلام کا سفر طائف

وہ ہادی جو نہ ہو سکتا تھا غیر اللہ سے خائف
چلا اک روز مکے سے نکل کر جانب طائف
دیا پیغام حق طائف میں طائف کے رئیسوں کو
دکھائی جنسِ روحانی کمینوں کو خسیسوں کو
نبی کے ساتھ یہ بد بخت پیش آئے رعونت سے
جو سرکردہ تھا ان میں بول اٹھا فرط حقارت سے
اگر اللہ تجھ ایسوں کو نبی پاک کرتا ہے
تو گویا پردۂ کعبہ کو خود ہی چاک کرتا ہے
کہا اک دوسرے نے واہ وہ بھی ہے خدا کوئی
پیمبر ہی نہیں ملتا جسے تیرے سوا کوئی
ظرافت کی ادائے طنز سے اک تیسرا بولا
نہایت بانک پن سے سانپ نے گویا دہن کھولا
اگر میں مان لوں تم کر رہے ہو راست گفتاری
تو ہے تم سے تخاطب میں بھی گستاخی بڑی بھاری
اگر تم جھوٹ کہتے ہو تو ڈرنا چاہیے تم سے
مجھے پھر بات بھی کوئی نہ کرنا چاہیے تم سے
یہ طعن سوقیانہ سن کے بھی ہادی نہ گھبرایا
اٹھا اور اٹھ کر اطمینان و آزادی سے فرمایا
کہ حق پہ دل نہیں جمتا تو اچھا خیر جانے دو!
یہ پیغام ہدایت شہر والوں کو سنانے دو!
یہ کہہ کر شہر کی جانب چلا اسلام کا ہادی
سنایا قیدیان لات کو پیغام آزادی
مگر بھڑکا دیا لوگوں کو ان تینوں شریروں نے
دکھائی شیطنت شیطان کے سچے مشیروں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ مبارک ہے واسطے مخلصین کے وہ لوگ اندھیروں میں چراغ ہیں ہر تاریک فتنہ ان سے واضح ہوتا ہے۔'' (بیہقی)

پتھروں کی بارش

بڑھے انبوہ در انبوہ پتھر لے کے دیوانے
لگے مینہ پتھروں کا رحمت عالم پہ برسانے
وہ ابر لطف جس کے سائے کو گلشن ترستے تھے
یہاں طائف میں اس کے جسم پر پتھر برستے تھے
وہ بازو جو غریبوں کو سہارا دیتے رہتے تھے
پیاپے آنے والے پتھروں کی چوٹ سہتے تھے
فرشتے جن پہ آ آ کر جبین شوق رکھتے تھے
وہ پائے نازنیں زخموں کی لذت آج چکھتے تھے
جگہ دیتے تھے جن کو حاملان عرش آنکھوں پر
وہ نعلین مبارک خاک و خوں سے بھر گئیں یکسر
حضورؐ اس جور سے جب چور ہو کر بیٹھ جاتے تھے
شقی آتے تھے بازو تھام کر اوپر اٹھاتے تھے
اسی مہمان نوازی کا نمونہ پھر دکھاتے تھے
خدائے قاہر و قہار کا صبر آزماتے تھے
یہ جسمانی عقوبت اس پہ یہ طرہ رنج روحانی
خدا پر مضحکہ کرتے تھے یہ بیداد کے بانی
کوئی کہتا تھا آپ اعجاز اپنا کوئی دکھلائیں
کم از کم یہ تو ہو ہم پر یہ پتھر ہی پلٹ آئیں
کوئی کہتا تھا تم پر سے بلا کیوں ہٹ نہیں جاتی
ہمارے غرق ہونے کو زمیں کیوں پھٹ نہیں جاتی
کوئی کہتا تھا میں ایسے خدا سے ڈر نہیں سکتا
کہ جو اپنے پیغمبر کی حفاظت کر نہیں سکتا
غرض یہ بانیانِ شر یہ فرزندان تاریکی
نبی پر مشق کرتے جا رہے تھے سنگ باری کی
مگر اس رنگ میں جب تک زباں دیتی رہی یارا
دعائے خیر ہی کرتا رہا اللہ کا پیارا

ایک لڑکی سے اوباشانہ چھیڑ

سر بازار اک دن ہو گئی ہنگامہ آرائی
کوئی دیہات کی لڑکی تھی سبزی بیچنے آئی
یہودی بدمعاشوں نے اسے چھیڑا شرارت سے
زبان فحش سے ہاتھوں کی رندانہ اشارت سے
بے چاری سٹپٹا کر دوسری جانب لگی چلنے
تو اس کو کر دیا بے ستر ایک نامرد اجہل نے
لگے ٹھٹھا اڑانے بے حیا اس پاک دامن کا
کہ اس بازار میں کوئی نہ تھا اس پاک دامن کا
نہ حفظ آبرو کی جب کوئی صورت دکھائی دی
تو اس مظلوم لڑکی نے محمد کی دہائی دی
پکاری کیا نہیں غیرت کسی انساں کے سینے میں
کہ یوں بے آبرو ہوں میں محمد کے مدینے میں

ایک مسلمان کا پاس غیرت

یہ فقرہ کہہ اٹھی یونہی زبان بے اختیار اس کی
سنی اک راہ چلتے مرد مسلم نے پکار اس کی
وہ دوڑا بدمعاشوں میں کھڑا دیکھا نحیفہ کو
عبا اپنی اتاری اور اوڑھا دی اس عفیفہ کو
نظر آیا جو اسلامی حمیت کا یہ نظارہ
تو ان بازاریوں نے اور بھی اک قہقہہ مارا
کوئی بولا یہ سبزی بیچنے والی کا شوہر ہے
کوئی بولا نہیں یہ بات ہے وہ اس کی دختر ہے
مسلماں نے کہا اچھی نہیں اتنی بھی بے دردی
ستانا عورتوں کو یہ بھی ہے کوئی جواں مردی
پرائی بیٹیاں لاریب ساری مائیں بہنیں ہیں
ہماری بیٹیاں ہیں سب ہماری مائیں بہنیں ہیں
ہمارا دین ان کی عزت و حرمت سکھاتا ہے
بڑا نامرد ہے جو ایک عورت کو ستاتا ہے
مسلمان نے متانت سے کہا اے قوم بداختر
ہے اس عورت کی عزت اب تو مجھ کو جان سے بڑھ کر
یہ کہہ کر کھینچ لی تلوار عورت کے بچانے کو
یہودی آ پڑے تنہا پہ جرات آزمانے کو

حمایت کرنے والے مسلمان کی شہادت

ادھر سے بیسیوں تیغوں کے چرکے تھے کچوکے تھے
ادھر اک مرد نے رستے سر بازار روکے تھے
کہا لڑکی سے اب رستہ کھلا ہے بھاگ جا جلدی
بچا کر آبرو لڑکی دعا دیتی ہوئی چلدی
پکڑنا اس کو چاہا پھر لپک کر اک رذالے نے
مگر اس کا صفایا کر دیا اللہ والے نے
گری بازار میں بے جان ہو کر لاش خود سر کی
وہ لڑکی لے چکی تھی راہ اتنی دیر میں گھر کی

30

یہودی جمع ہو کر آ پڑے تنہا دلاور پر
گریں چوبیس تیغیں بحر جرات کے شناور پر
گھرا تھا مرد مومن مجمع اشرار کے اندر
شہادت پائی غیرت مند نے بازار کے اندر

حضرت فاطمہ الزہراؓ کی رخصت

نہ کوئی باجا گاجا تھا نہ کوئی شور و ہنگامہ
نہ شہنائی نہ نقارہ نہ دف تھی اور دمامہ
نہ رنگا رنگ پوشاکیں نہ کنگن تھا نہ سہرا تھا
وہی تھے شاہ مرداں اور وہی مردانہ چہرہ تھا
رسول اللہ خود موجود تھے محراب مسجد میں
کمی کرتا کوئی پھر کس طرح آداب مسجد میں
ارادہ آپ نے اب رخصت زہرا کا فرمایا
محبت سے جناب مرتضیٰ کو پاس بلوایا
بہت احساس تھا حیدر کی ناداری کا ہادی کو
کہا ہے کچھ تمہارے پاس اخراجات شادی کو
متاع دنیوی جو حصہ زہرہ میں آئی تھی
کھجوری کھردرے سے بان کی اک چارپائی تھی
مشقت عمر بھر کرنا جو لکھا تھا مقدر میں
ملی تھیں چکیاں دو تاکہ آٹا پیس لیں گھر میں
گھڑے مٹی کے دو تھے اور اک چمڑے کا گدا تھا
نہ ایسا خوشنما تھا نہ بد زیب اور نہ بھدا تھا
بھرے تھے اس میں روئی کی جگہ پتے کھجوروں کے
یہ وہ سامان تھا جس پر جان و دل قربان حوروں کے
وہ زہرہ جن کے گھر تسلیم و کوثر کی تھی ارزانی
ملی تھیں مشک ان کو تاکہ خود لایا کریں پانی
ملا تھا فقر و فاقہ ہی مگر اصلی جہیز ان کو
کہ بخشی تھی خدا نے ایک جبین سجدہ ریز ان کو
چلی تھی باپ کے گھر سے نبی کی لاڈلی پہنے
حیا کی چادریں عفت کا جامہ صبر کے گہنے
علی المرتضیٰ نے آج تاج ھل اتی پایا
دلہن کی شکل میں اک پیکر صدق و صفا پایا
ادھر کے گھر سے رخصت ہو کے زہرہ اپنے گھر آئی
توکل کے خزانے دولت مہر و وفا لائی

رحمت للعالمین بیٹی کے گھر میں

عشاء پڑھ کر چلا بیٹی کے گھر ھادی زمانے کا
در بیت علی پر اذن مانگا اندر آنے کا
بشفقت سادہ پانی کا پیالہ گھر سے منگوایا
دعا دم کر کے خود تھوڑا سے پانی نوش فرمایا
دیئے پانے کے چھینٹے سینے و بازوے حیدر پر
یہی پانی رسول اللہ نے چھڑکا پاک دختر پر
محبت اور شفقت سے بٹھا کر پاس دونوں کو
دعا کی اے خدا یہ عقد آئے راس دونوں کو
ہو ان کی نسل یارب دوجہاں میں خیر کا باعث
یہ عقد خیر ہو کون و مکاں میں خیر کا باعث
خداوندا انہیں پاکیزہ سے پاکیزہ تر کر دے
عمل میں دے اثر ان کے ارادے خیر سے بھر دے
دعا کے بعد دختر سے پھر اتنی بات فرما دی
کہ میں نے مرد افضل تر سے کر دی ہے تیری شادی
ادب سے سر جھکائے سامنے ایستادہ تھے دونوں
حیا داری کی اک زندہ شبیہ سادہ تھے دونوں
ستاروں کو ہے اب تک یاد یہ پر کیف نظارہ
مرخص اپنے پیاروں سے ہوا اللہ کا پیارا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تیروں کی بارش

ہٹیں ہٹ کر جمیں پھر ٹولیاں بزدل شریروں کی
رسول پاک پر ہونے لگی بوچھاڑ تیروں کی
ادھر جسموں کی دیواریں اٹھا دیں باوقاروں نے
بساط عشق پر جانیں بچھا دیں جانثاروں نے
صحابہ نے دیا تیروں کا تیروں سے جواب ان کو
بناتے تھے نشانہ آپ خود عالی جناب ان کو
کمانیں تاب لاتی تھیں نہ زور دست ہادی کی
مگر تھی معجزانہ شان اس حسن ارادی کی
علی اک سمت سعد اک سمت انہیں چورنگ کرتے تھے
ابو بکر و عمر اک سُو جہاد و جنگ کرتے تھے
زبیر و طلحہ تھے سینہ سپر سرکار عالی پر
یہ پروانے مٹے جاتے تھے حسن بے مثالی پر
قریش اللہ کے مرسل پہ یہ نرغہ کر کے آتے تھے
صحابہ بڑھ کر تیغوں سے لپٹ کر زخم کھاتے تھے

ادھر سے پے در پے تیروں کی اک بوچھاڑ آتی تھی
ادھر سے ڈھال طلحہ بن عبیداللہ کی چھاتی تھی
یہی وہ تھے جو حامی تھے غلاموں اور ضعیفوں کے
مخالف تھے شریروں کے مؤید تھے شریفوں کے
ادھر سینے تھے ان کے اس طرف خون ریز بھالے تھے
یہ سب تھے پا پیادہ اس طرف جنگی رسالے تھے

بے گناہوں کے قتل کی منادی

مسلمانوں کی اخلاقی بلندی کا یہ آئینہ
جلائے ڈالتا تھا سینۂ کفار میں کینہ
یہ صورت دیکھ کر کفار کے اشرار گھبرائے
خیال آیا کہیں مکہ مسلماں ہی نہ ہو جائے
چڑھا ان خوں کے پیاسوں کو ایسا جوش خونخواری
ہوئی اب قیدیوں کو قتل کر دینے کی تیاری
تعین ہو گیا تاریخ کا بھی قتل گاہ کا بھی
ہوئے تیار اب جلاد بھی دستہ سپہ کا بھی
منادی ہو گئی جو بھی تماشہ دیکھنے آئے
جواں و پیر کوئی بھی ہو نیزہ ساتھ میں لائے
کرے ان قیدیوں پہ آ کے اک اک وار ہر کوئی
بنے اس حصہ داری میں حصہ دار ہر کوئی

قیدی اپنے قتل کی خبر سنتے ہیں

خبر یہ کو بہ کو قریہ بہ قریہ در بہ در پہنچی
یہ سب طے ہو گیا تو قیدیوں کو بھی خبر پہنچی
جناب زید کے پاس ایک عورت یہ خبر لائی
کہ تم کل قتل ہو جاؤ گے کیوں کیسی سزا پائی
یہ سن کر نور چھایا چہرۂ زید ابن ثابت پر
نہ پایا تھا کبھی یہ رنگ سیار و ثوابت پر
کہا تو قتل جس کو کہہ رہی ہے یہ شہادت ہے
بہت مشکل سے ملتی ہے یہ اک ایسی سعادت ہے
یہ سن کر محو حیرت ہو گئی وہ نیک دل عورت
قریشی قوم کی جلادیوں پر تھی خجل عورت
ہزاروں برچھیاں گاڑی گئیں اس جسم لاغر میں
ہوئی تسلیم جاں اک نعرۂ اللہ اکبر میں
لب مقتول پہ اس شان سے اللہ اکبر تھا
زمیں بے تاب و مضطر تھی فلک حیران و ششدر تھا
صدا تکبیر کی کچھ اس طرح چھائی فضاؤں پر
پڑی اک تھرتھری انبوہ باطل کی صداؤں پر
دلوں میں ہول پھر پیدا ہوا کچھ تھڑ دلے بھاگے
چھری لے کے بڑھا نسطاس صفوان کا غلام آگے
جناب زید کے لاشے کا سر ملعون نے کاٹا
تن مقتول سے گردے نکالے اور لہو چاٹا
کیا لاشوں کا مثلہ اب گروہ اہل مکہ نے

گناہ بے گناہی

خطا یہ تھی کہ یہ اللہ کو واحد سمجھتے تھے
زمین و آسمان کے شاہ کو واحد سمجھتے تھے
خطا یہ تھی کہ قرآن پر ایماں لائے تھے
قوانین صداقت ان کی جان و دل پہ چھائے تھے
خطا یہ تھی خدا کو قادر مطلق سمجھتے تھے
محمدؐ کو نبی قرآن کو برحق سمجھتے تھے
خطا یہ تھی کہ پروانے تھے یہ شمع رسالت کے
اصول ان کو پسند آئے تھے انصاف و عدالت کے

محبوب خدا مزدوروں کے لباس میں

حدیں قائم ہوئیں خندق کی دست پاک ہادی سے
ہوئے مصروف کار اہل وفا ذوق ارادی سے
ہوئی تفویض دس دس گز زمیں ہر اک جماعت کو
بذوق و شوق ہر اک فرد تھا حاضر اطاعت کو
زمیں پر دیدنی تھی آسمانی نور کی صورت
نبی شامل تھا مزدوروں میں اک مزدور کی صورت
یہ محنت فی سبیل اللہ تھی حق سرمایہ تھا ان کا
یہ تھے اللہ کے مزدور عالی پایہ تھا ان کا
نگاہ عرش سوئے فرش تھی حیرت سے آئینہ
جمی تھی بازوؤں پر گرد اٹا تھا خاک سے سینہ
وجود ان کے تھے محو کار آنکھیں محو یار ان کی
وہ رشک مہر و ماہ تھا راحت لیل و نہار ان کی
وہ ہم آہنگی سے آتے تھے رجز ان کی زبانوں پر
زمیں پر کام کرتے تھے صدا تھی آسمانوں پر

پیٹ پر پتھر

گزارے بیس دن اور بیس راتیں اس مشقت میں
رخ شامی پہ خندق کھود لی ارباب ہمت نے
مگر اک مرحلہ پر ہو گئی حائل چٹان ایسی
اسے کوئی بشر توڑے کسی میں نہ تھی جان ایسی
لگائی ضرب ہر اک نے ہر اک نے پھاوڑا مارا
مگر یہ سنگدل پتھر نہ ہارا ہر کوئی ہارا
لگا کر ضرب پتھر پر جواں و پیر سب ہارے
پیغمبر کی طرف تکنے لگے اللہ کے پیارے
گذارش کی یہ پتھر ہو گیا ہے کام میں حائل
غلامان نبی کی قوتیں ہیں بھوک سے زائل
کیا نظارہ حسن صابری کا چشم شاہد نے
کہ پتھر باندھ رکھا تھا شکم پر ہر مجاہد نے
تبسم لب پہ آیا اور شکم سے پیرہن سرکا
ہوا آئینہ سب پر حوصلہ صبر پیغمبر کا
عجب عالم نظر آئے یہاں فاقہ گزاری کے
کہ دو پتھر بندھے تھے پیٹ پر محبوب باری کے
کئی دن سے میسر تھا نہ کچھ جز آب حضرت کو
کسی نے بھی نہ پایا تھا مگر بے تاب حضرت کو

ضرب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اُڑھا دی چادر حیرت فلک پر اس نظارے نے
لیا دست مبارک میں کدال اللہ کے پیارے نے
زبان پاک سے اللہ اکبر کی صدا نکلی
لگائی اک ضرب ایسی کہ پتھر سے ضیاء نکلی
ضیاء ایسی کہ چمکے جس سے دامن کہساروں کے
کھلے اہل نظر پر باب کچھ رنگین نظاروں کے
مرقع قصر ہائے احمریں شام کا پایا
اشارہ اہل دیں نے غلبۂ اسلام کا پایا
لگائی دوسری اک ضرب جب اللہ والے نے
دکھایا اک نیا منظر مقدر کے اجالے نے
اجالے میں جھلک تھی فارس کے قصر مدائن کی
یہ ضرب دستِ حق کنجی تھی کسرائی خزائن کی
پڑی ضرب سوم سنگین چٹان اب پارہ پارہ تھی
نبی کے ہاتھ کی قوت جہاں میں آشکارا تھی
نظر خیرہ ہوئی اس مرتبہ بھی وہ چمک دیکھی
یمن کا ملک دیکھا شہر صنعا کی جھلک دیکھی
یہ نظارے فتوحات ممالک کے اشارے ہیں
نبیؐ کے ہاتھ نے سب کام امت کے سنوارے ہیں

حضرت صفیہؓ کی دلاوری

صفیہؓ بنت عبدالمطلب ہمشیرہ حمزہؓ کی
کہ تھا جن کا ظہور ہوبہو تصویر حمزہ کی
نظر رکھتی تھی وہ میدان پر ہر دم جھروکے سے
مبادا دشمنان دیں ادھر آ جائیں دھوکے سے
یہودی قوم کی بستی میں تھیں تیاریاں ہر دم
بغاوت کے نظر آتے تھے آثار و نشاں ہر دم
بسا اوقات کچھ دستے مسلح ہو کر آتے تھے
کھڑے رہتے تھے آدمی راہ پر پھر لوٹ جاتے تھے
اچانک اک نرالا فتنہ سالوس بھی دیکھا
بزیر سایہ دیوار اک جاسوس بھی دیکھا
یہ صورت تھی بلاشک قصر امن آثار میں رخنہ
یہودی ڈھونڈتا تھا قلعہ کی دیوار میں رخنہ
صفیہ خود مسلح ہو کر نکلیں قلعہ سے باہر
لگائی چوب سے اک ضرب اس مرد مسلح پر

مسلمان عورتیں اپنی حفاظت آپ کرتی ہیں

یہ ضرب دست حق تھی کھل گیا خاطی کا بھنڈارا
دماغ و استخواں کا رہ گیا اک بدنما گارا
یہ نقشہ دیکھ کر دشمن کے دستے پھر نہیں ٹھہرے
وہ سمجھے قلعہ میں ہیں اچھے خاصے فوج کے پہرے
دوبارہ رخ نہ اس جانب کیا پر ان لعینوں نے
سبق ایسا سکھایا مسلمہ پردہ نشینوں نے
کیا ہمشیر حمزہؓ نے وہ کارِ دلیرانہ
قیامت تک زبانوں پر رہے گا جس کا افسانہ
وہ بزدل ہیں بوقت خطرہ جو ورلاپ کرتی ہیں
مسلماں عورتیں اپنی حفاظت آپ کرتی ہیں

باب ۳۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِمام حَرمِ نبوی کا تاریخی خطبہ کا اُردو ترجمہ

یہ امامِ حرم کے خطبے کا عربی متن ہے' جو علمائے کرام اور خطباء حضرات کے استفادے کیلئے اعراب لگا کر پیش کیا جارہا ہے تا کہ وہ کبھی کبھار اپنے جمعہ کے خطبات میں اس کے اقتباسات پڑھا کریں تو شیخ حذیفی کی اتباع کرتے ہوئے اس فریضے کو سرانجام دے سکیں گے جو حرمین کے تحفظ کے سلسلے میں ان پر عائد ہوتا ہے۔ ویسے بھی اس خطبے کے الفاظ ایسے بابرکت ہیں کہ کبھی کبھی ان کو پڑھ کر ایمان تازہ کیا جاسکتا ہے۔

گر خوا ہی تازہ داشتن داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

حمد وثناء اور درود وسلام:

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام کائنات کا پالنے والا اور اس کائنات کا حقیقی بادشاہ ہے۔ اس نے اپنے اولیاء کے دلوں کو ہدایت اور یقین کی قوت سے روشن فرمایا اور ان کی فہم وفراست کو وحی کے نور سے تقویت بخشی۔ جس کو چاہا اپنی رحمت سے ہدایت عطا فرمائی اور جسے چاہا اپنی حکمت سے گمراہ کیا۔ چنانچہ کافروں اور منافقوں کے قلوب نورِ حق کو قبول کرنے سے اندھے ہوگئے۔ پس اللہ تعالیٰ کی پوری حجت اس کی تمام مخلوق پر قائم ہوگئی۔

میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں اور اس کا ایسا شکر کرتا ہوں جو اس کی ذات اور اس کی عظیم بادشاہت کے لائق ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہی قیامت کے دن کا مالک ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی اور سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اوّلین وآخرین کے سردار ہیں۔ جن کو قرآن کے ساتھ تمام مسلمانوں کیلئے رحمت اور خوشخبری بنا کر بھیجا گیا۔ اے اللہ! درود وسلام اور برکتیں بھیج اپنے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر' اور آپ کی آل واصحاب وتابعین پر۔

تمہید: (۱)

امابعد! مسلمانو! اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اللہ سے ڈرنے کا حق ہے۔ اور اسلام کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ اے اللہ کے بندو! بلاشبہ انسان پر اللہ کی سب سے بڑی نعمت سچا دین ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے اور اس کے ذریعہ گمراہی کے اندھوں کو ایمان کی بصیرت عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''ایسا شخص جو کہ پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ بنادیا اور ہم نے اس کو ایسا نور دیدیا جسے لئے ہوئے وہ لوگوں میں چلتا ہے' کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جس کی حالت یہ ہو کہ وہ تاریکیوں میں ہے۔ ان سے نکلنے ہی نہیں پاتا''۔ (۱۲۲:۶)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جو شخص یہ یقین رکھتا ہو کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل ہوا ہے وہ سب حق ہے' کیا ایسا شخص اس کی طرح ہوسکتا ہے جو کہ اندھا ہے؟ پس نصیحت تو سمجھ دار لوگ ہی قبول کرتے ہیں''۔ (۱۹:۱۳)

اللہ کے نزدیک قابل قبول مذہب صرف اسلام ہے:

اللہ کا دین آسمان وزمین میں اور اوّلین وآخرین کیلئے صرف دین اسلام ہے۔ شریعت کے احکام ہر نبی کیلئے مختلف رہے' ہر نبی کو وہی احکام دیئے گئے جو اس کی اُمت کیلئے ہونا چاہیے تھے' اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور علم سے جس حکم کو مناسب سمجھا منسوخ کردیا اور جسے چاہا برقرار رکھا' لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو تمام شریعتوں کو منسوخ فرما دیا اور ہر انس وجن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا مکلف بنادیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''آپ فرما دیجئے' لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں' جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمینوں میں ہے' اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔ پس اللہ پر ایمان لے آؤ اور اس کے رسول پر جو نبی اُمی ہیں' جو کہ اللہ اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور تم ان کا اتباع کرو تا کہ تم راہ پر آجاؤ''۔ (۱۸۵:۷)

یہود ونصاریٰ اسلام لائے بغیر نجات نہیں پاسکتے

ارشاد نبوی ہے: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے' جو بھی یہودی یا عیسائی میری (نبوت ورسالت کی) خبر سن لے اور مجھ

پر ایمان نہ لائے وہ جہنم میں داخل ہوگا''۔

پس جو شخص بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے گا وہ جہنم میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا کوئی اور دین قبول نہیں فرماتے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں اعلان فرما چکے ہیں:

''بیشک دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہے''۔(۱۹:۳)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین طلب کرے گا تو اس سے وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا''۔(۸۵:۳)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی شریعت کے ساتھ بھیجا جو سب سے افضل ہے اور ایسا دین دے کر مبعوث فرمایا جو سب سے مکمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دین میں وہ تمام (بنیادی) اصول جمع فرما دیئے جو انبیاء سابقین علیہم السلام کو دیئے گئے تھے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے: ''اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے واسطے وہی دین مقرر کیا جس کا اس نے نوح (علیہ السلام) کو حکم دیا تھا اور جس کو ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعہ بھیجا ہے اور جس کا ہم نے ابراہیم (علیہ السلام)' اور موسیٰ (علیہ السلام) اور عیسیٰ (علیہ السلام) کو حکم دیا تھا کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔ مشرکین کو وہ بات بڑی گراں گزرتی ہے جس کی طرف آپ ان کو بلاتے ہیں۔ اللہ اپنی طرف جس کو چاہے کھینچ لیتا ہے اور جو شخص رجوع کرے اس کو اپنے تک رسائی دیدیتا ہے''۔(۱۳:۴۲)

یہود و نصاریٰ کی گمراہی کی وجہ:

یہود و نصاریٰ کے پیشواؤں کو یقین ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہی سچا دین ہے لیکن مسلمانوں سے حسد' کبر' حب دنیا اور نفسانی اغراض اسلام اور ان کے درمیان حائل ہیں۔ علاوہ ازیں یہود و نصاریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ہی اپنی آسمانی کتاب میں تحریف کر چکے تھے اور انہوں نے اپنے دین کو بدل کر رکھ دیا (۱) پس وہ کفر و گمراہی پر قائم ہیں۔

مسلمانوں کے خلاف ایک خطرناک تحریک:

حق و باطل کے بارے میں مختصر تمہید کے بعد (میں اصل موضوع کی طرف آتا ہوں):

آج کل جاری ایک نئی تحریک ہم مسلمانوں کیلئے بڑی تکلیف دہ ہے' جو مختلف مذاہب کو اور مسلمانوں اور شیعہ کو ایک دوسرے کے قریب لانے کیلئے چلائی جارہی ہے۔

اور ہمیں ان نام نہاد دانش واروں کی طرف سے چلائی جانے والی (اتحاد مذاہب کی) دعوت بھی بہت خطرناک اور بری لگ رہی ہے' جو اسلام کے بنیادی اور اساسی عقائد سے بھی واقفیت نہیں رکھتے۔ (اور تمام مذاہب کو ایک ثابت کر کے مسلمانوں کو یہودیوں و عیسائیوں کے ساتھ اتحاد و یگانگت اور شرعی احکام میں تساہل اور چشم پوشی کا مشورہ دے رہے ہیں) (۱)

خصوصاً جبکہ آج کی جنگیں عقیدہ و مذہب کی بنیاد پر لڑی جارہی ہیں اور تمام تر مفادات بھی اسی پر مرکوز ہو چکے ہیں' تو ایسی دعوت و تحریک اسلام اور مسلمانوں کیلئے اور بھی زیادہ خطرناک ہوگی۔

اس تحریک کا علمی تجزیہ:

بے شک اسلام یہود و نصاریٰ کو تو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ وہ خود کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل ہو جائیں' اسلام کو مان کر باطل سے چھٹکارا حاصل کریں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''آپ فرما دیجئے' اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مسلمہ ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو رب قرار نہ دے۔ پھر اگر وہ لوگ نہ مانیں تو تم لوگ کہہ دو کہ تم اس کے گواہ رہو کہ ہم تو (یہ بات) ماننے والے ہیں''۔(۶۴:۳)

اسی طرح اسلام یہود و نصاریٰ کو اس بات کی بھی اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنے دین پر قائم رہیں بشرطیکہ اسلام کے ماتحت رہیں مسلمانوں کا جزیہ دیتے رہیں اور امن و امان برقرار رکھیں۔ (۲) اسلام یہود و نصاریٰ کو اسلام لانے پر مجبور نہیں کرتا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''دین میں جبر نہیں' یقیناً ہدایت گمراہی سے واضح طور پر جدا ہو چکی ہے''۔(۲۵۶:۲)

لیکن اسلام چونکہ سراپا رواداری اور انسانیت کیلئے خیرخواہی ہے اس لئے وہ یہ ضرور بتاتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کا دین باطل ہے۔ (ان سے اتحاد نہیں ہو سکتا' اور انسانیت کو یہ بتانا اس لئے ضروری ہے تاکہ سب پر حجت الٰہیہ قائم ہو جائے' اس کے بعد) جو ایمان لانا چاہتا ہے وہ ایمان لے آئے' جو کفر پر اڑا رہنا چاہتا ہے وہ بے شک اڑا رہے۔ (یہود و نصاریٰ کا دین چونکہ باطل ہے' اس لئے وہ اپنے دین پر رہتے ہوئے کبھی مسلمانوں کے بھائی نہیں بن سکتے ہاں اگر) یہود و نصاریٰ اور مشرکین اسلام میں داخل ہونا چاہیں تو اسلام ان کو اپنی آغوش میں لے لے گا اور یوں وہ مسلمانوں کے دینی بھائی بن سکتے ہیں' کیونکہ اسلام میں کسی رنگ و نسل کی وجہ سے کوئی تعصب روا نہیں رکھا گیا۔ اس پر انسانی تاریخ شاہد ہے اور اس

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب فتنہ واقع ہوگا تب ایمان ملک شام میں ہوگا۔ (ابن عساکر)

بارے میں اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے:

''اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تا کہ تم ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو''۔ (۱۳:۴۹)

☆ باقی رہا اسلام کے ساتھ یہودیت یا عیسائیت کا جوڑ (جس کی آج کل مکار کافروں کی طرف سے تحریک چلائی جا رہی ہے) تو یہ بالکل ہی ناممکن اور محال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور نہیں برابر ہو سکتا اندھا اور آنکھوں والا اور نہ تاریکی اور روشنی اور نہ چھاؤں اور دھوپ' اور زندے اور مردے برابر نہیں ہو سکتے۔ بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے سنوار دیتا ہے' اور آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں''۔ (۱۹:۳۵ تا ۲۲)

ایک اور خطرناک نظریہ:

اسی طرح یہ نظریہ بھی باطل ہے (ا) کہ مسلمان بعض شرعی احکام سے دستبردار ہو جائیں اور یہود و نصاریٰ کو مائل کرنے کیلئے بعض دینی احکام میں تساہل اور چشم پوشی سے کام لیں' یا کفار سے دوستی رکھیں' تو یہود و نصاریٰ قریب ہو سکتے ہیں۔ سچا مسلمان ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔ (نہ ہی یہود و نصاریٰ دوستی سے مسلمانوں کے قریب ہو سکتے ہیں)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں' آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے لوگوں سے دوستی رکھیں جو اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں' گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا کنبہ ہی کیوں نہ ہو''۔ (۲۲:۵۸)

حق کی حمایت اور باطل سے نفرت فرض ہے:

الغرض مسلمان اور کافر میں کوئی رشتہ نہیں' مگر اس کے باوجود اسلام کسی مسلمان کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ کفار پر ظلم کرے' کیونکہ اسلام نے مسلمانوں کو کفار کے ساتھ بھی انصاف کرنے کا پابند کیا ہے۔

ہاں مسلمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ حق کا دفاع کرے اور دین کی نصرت کرے اور باطل سے نہ صرف دشمنی رکھے بلکہ اس کی قوت توڑنے کی کوشش کرے۔ اسلام اور کفر کے درمیان یہ امتیاز جب ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ اسلام کے عقائد اور بنیاد کو پوری قوت سے پکڑا جائے۔ ایمان پر ثابت قدمی اور اسلام کے احکام کی سختی کے ساتھ پابندی ہی سے مسلمان دنیا میں سعادت مند ہو کر اپنی عزت اور اپنے حقوق کا تحفظ کر سکتا ہے۔ دین پر استقامت ہی سے حق کو مستحکم اور باطل کو باطل قرار دیا جا سکتا ہے۔

اس تحریک کے نتائج:

اس کے برعکس مذاہب کو باہم قریب دکھانے کی جو تحریک چلائی جا رہی ہے تو یہ (نہ صرف) اسلام کے بالکل منافی ہے بلکہ مسلمانوں کو بہت بڑے فساد اور فتنہ میں ڈال دے گی۔ اس کے نتائج عقیدۂ اسلام میں پیوندکاری' ایمان کی کمزوری اور اللہ کے دشمنوں سے دوستی جیسے بھیانک ہوں گے حالانکہ اللہ نے اہل ایمان کو تو آپس میں دوستی کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں بعض بعض کے دوست ہیں''۔ (۷۱:۹)

جبکہ اللہ نے کفار کو چاہے کسی بھی گروہ سے تعلق رکھتے ہوں ایک دوسرے کا دوست بتایا ہے۔ (اس لئے وہ ایک دوسرے کے دوست تو ہو سکتے ہیں' مسلمانوں کے دوست ہرگز نہیں ہو سکتے) چنانچہ فرمایا:

''اور کافر کافروں کے دوست ہیں۔ اگر تم نے اس طرح نہ کیا تو زمین میں بہت بڑا فتنہ اور بہت بڑا فساد ہو جائے گا''۔ (۷۳:۸)

مشہور مفسر امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر یوں کی ہے:

''یعنی اگر تم نے مشرکین سے علیحدگی اختیار نہ کی اور اہل ایمان سے دوستی نہ کی' تو بہت بڑا فتنہ لوگوں میں برپا ہو جائے گا۔ فتنہ سے مراد مسلمانوں کا کفار سے گھل مل جانا اور دین کی حقیقت کا مشتبہ ہو جانا ہے۔ پس مسلمانوں اور کافروں کے درمیان اختلاط سے بہت خطرناک فساد واقع ہو جائے گا''۔

اور اللہ کا ارشاد ہے: ''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ۔ وہ تو ایک دوسرے کے دوست ہیں''۔ (۵۱:۵)

اسلام اور یہودیت میں کوئی تعلق نہیں:

اسلام اور یہودیت میں کیا جوڑ ہو سکتا ہے جبکہ اسلام اپنی پاکیزگی' روشنی' نورانیت' شرافت و عدالت' رواداری' وسعت ظرفی' بلند اخلاقی اور جن و انس کیلئے عام ہونے میں بے مثال ہے۔ اور یہودیت مادہ پرستی' تنگ نظری' انسانیت کے ساتھ کینہ پروری' اخلاقی انحطاط' اندھیر نگری اور لالچ و طمع کا مجموعہ ہے۔ تو اسلام اور یہودیت میں کیا جوڑ ہو سکتا ہے؟

کیا کوئی مسلمان اس بہتان کو قبول کر سکتا ہے جو یہودی حضرت مریم صدیقہ عابدہ علیہا السلام پر لگاتے ہیں؟

کیا مسلمان یہودیوں کی اس بات کو برداشت کر سکتے ہیں جس میں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ ولد الزنا کہتے ہیں؟

بناء بریں (اللہ کے) قرآن اور شیطان کی ''تلمود'' (یہودیوں کی مذہبی کتاب) کے درمیان کیونکر قرب و تعلق ہو سکتا ہے؟

اسلام اور عیسائیت میں کوئی جوڑ نہیں:

اسی طرح مسیحیت اور نصرانیت کا بھی اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام صاف ستھرا دین توحید ہے۔ سراپا رحمت و انصاف ہے اور مکمل شریعت ہے' جبکہ عیسائیت گمراہی کا مجموعہ ہے۔ گمراہ عیسائیت کہتی ہے کہ حضرت عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں یا وہ خود اللہ ہیں یا تیسرے معبود ہیں۔ کیا عقل اس بات کو تسلیم کرسکتی ہے کہ معبود رحم مادر میں پرورش پائے؟ کیا عقل مانتی ہے کہ معبود کھائے پیئے' گدھے کی سواری کرے' سوئے اور بول و براز کرے؟ تو ایسے بے ہودہ مذہب کو اسلام سے کیا نسبت؟ اسلام تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت کا قائل ہے اور اس میں یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے ہیں' بنی اسرائیل کے رسول ہیں اور اللہ کے افضل ترین رسولوں میں سے ہیں۔

شیعیت اور اسلام میں کوئی مناسبت نہیں:

اور اہلسنت اور شیعہ کا آپس میں کیا جوڑ؟ اہلسنت تو حاملین قرآن و حاملین حدیث ہیں۔ انہی کے ذریعہ تو اللہ تعالیٰ نے دین کی حفاظت فرمائی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کی سربلندی کیلئے جہاد کیا اور سنہری تاریخ رقم کی۔ جبکہ دوسری طرف روافض (یعنی شیعہ) کا یہ حال ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر لعنت بھیجتے ہیں اور یوں دین اسلام کی بنیادیں کھوکھلی کرتے ہیں' اس لئے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو وہ حضرات ہیں جنہوں نے ہم تک دین پہنچایا ہے' سو جو شخص ان پر لعن وطعن کرے وہ اسلام کو ڈھائے گا۔

شیعہ کی اسلام سے دوری کی پہلی وجہ:

☆ اور اہلسنت و روافض میں قرب کیونکر ہوسکتا ہے' حالانکہ یہ روافض خلفاء ثلاثہ (یعنی حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم) کو گالیاں دیتے ہیں اگر ان میں عقل ہوتی تو سمجھ جاتے کہ ان کی گالیاں در حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑتی ہیں۔ اس لئے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر تھے اور ان کی زندگی میں ان کے وزیر رہے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے پہلو میں مدفون ہیں۔ بھلا یہ مرتبہ اور کس کو مل سکا جو ان دونوں حضرات نے پایا؟

شیعہ کے گمراہ ہونے کی واضح دلیل:

☆ یہ دونوں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں بنفس نفیس شریک رہے ہیں۔ مذہب شیعہ کے باطل ہونے کیلئے یہی دلیل کافی ہے۔ اور رہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں کے شوہر تھے اور (یہ بات بالکل واضح ہے کہ) اللہ اپنے رسول کیلئے سب سے بہترین ساتھیوں اور سب سے بہترین داماد کے سوا کسی اور کو پسند نہیں کرتا۔ اگر یہ روافض اپنے خیال میں سچے ہیں تو بھلا یہ بتائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء ثلاثہ کی اسلام دشمنی کو واضح کیوں نہ کیا؟ اور امت کو اس سے کیوں نہ ڈرایا؟

☆ (خلفاء ثلاثہ پر طعن وتشنیع کا دائرہ کار صرف انہیں تک محدود نہیں) بلکہ یہ طعن وتشنیع حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کیچڑ اچھالنے کے مترادف ہے' اس لئے کہ خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور اپنی صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا تھا اور اپنی خوشی سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بھی بیعت کی تھی اور (صرف یہی نہیں بلکہ) آپ تو خلفاء ثلاثہ کے وزیر' عقیدت کیش اور خیر خواہ تھے۔ سو کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کافر کو اپنا داماد بنا سکتے ہیں اور کیا آپ کسی کافر کے ہاتھ پر بیعت کرسکتے ہیں؟ سبحان اللہ! یہ تو بہتان عظیم ہے۔

☆ اور ان روافض کا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعنت کرنا در حقیقت حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعنت کرنا ہے' اس لئے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ محض اللہ کی رضا کیلئے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر (پیشگی) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کی تھی۔ سو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ کسی کافر کے حق میں خلافت سے دستبردار ہوسکتا ہے کہ وہ لوگوں پر حکومت کرتا پھرے؟ سبحان اللہ! یہ تو حضرت حسن پر بہت بڑا بہتان ہے۔ اس پر اگر یہ لوگ یہ کہیں کہ حضرت علی اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں اس بارے میں مجبور تھے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان روافض میں عقل نام کی کوئی چیز ہی نہیں' اس لئے کہ یہ بات تو ان دونوں حضرات کی شان میں ایسا نقص ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی نقص ہو ہی نہیں سکتا۔

شیعہ کی اسلام سے دوری کی دوسری وجہ:

اور یہ لوگ مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کیسے لعنت بھیجتے ہیں؟ حالانکہ ان کے ام المؤمنین ہونے کی تصریح خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کی ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''نبی مؤمنین کے ساتھ خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں''۔ (۶:۳۳)

اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ام المؤمنین پر وہی شخص لعنت کرسکتا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی پناہ لو عذاب قبر سے اور دجال سے۔ (احمد)

ہے جس کے نزدیک ام المؤمنین اس کی ماں نہ ہوں' اس لئے کہ جس کی ماں موجود ہوتی ہے وہ اس پر لعنت نہیں کرتا بلکہ اس سے محبت کرتا ہے۔

شیعہ کی اسلام سے دوری کی تیسری وجہ:

اور اہلسنّت وروافض ایک دوسرے کے قریب کیوں کر ہو سکتے ہیں؟ حالانکہ یہ روافض گمراہی کے امام اور سرغنے ''خمینی'' کو معصوم کہتے ہیں اور خود یہ اس بات کا اقرار بھی کرتے ہیں کہ خمینی ان کے مہدی کا نائب ہے۔ وہ مہدی جس کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ وہ ''سامرہ'' مقام کے ایک غار میں گھس گیا ہے۔ چونکہ خمینی مہدی کا نائب ہے اور نائب کا حکم وہی ہوتا ہے جو اصل کا' چنانچہ جب مہدی معصوم ہے تو خمینی بھی معصوم ٹھہرا' کیونکہ وہ اس کا نائب ہے۔ اور (ان روافض نے صرف اسی پر بس نہیں کیا بلکہ) یہ اپنے ہر فقیہ کی ولایت اور معصومیت کے بھی قائل ہیں' یہ (ان کے عقیدے کا) کس قدر کھلا تضاد ہے گویا اُنہوں نے اپنے مذہب کی بنیادیں خود ہی کھوکھلی کر دی ہیں اور (یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں' اس لئے کہ) جھوٹ کا یہی حال ہوتا ہے کہ اس کی باتیں ایک دوسرے سے متصادم ہوتی ہیں اور یوں خود ہی اس کا خاتمہ ہوتا ہے۔

شیعہ یہود و نصاریٰ سے زیادہ خطرناک ہیں:

تمام اہل بیت ان روافض اور ان کے اس باطل عقیدہ سے بری ہیں۔ اور ان کے مذہب کے بطلان پر شرعاً وعقلاً اتنے دلائل ہیں کہ انتہائی کدو کاوش کے بغیر ان کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے۔ سو ان کو چاہئے کہ (اپنے عقائد باطلہ سے تائب ہو کر) دین اسلام میں داخل ہو جائیں۔ ہم اہلسنّت تو بال برابر بھی ان کے قریب نہیں ہو سکتے۔ یہ لوگ اسلام کے حق میں یہود و نصاریٰ سے زیادہ خطرناک ہیں' ان پر کبھی بھی کسی بھی طرح بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ (ان کے مکر وفریب سے دفاع کرنے کیلئے) ہر وقت ان سے چوکنا رہیں اور ان کی گھات میں بیٹھے رہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یہی لوگ دشمن ہیں آپ ان سے ہوشیار رہیں۔ اللہ ان کو غارت کرے کہاں پھرے چلے جاتے ہیں''۔ (۶۳:۴)

واضح رہے کہ رفض وشیعیت کا نسب خاص عبداللہ بن سبا یہودی اور ابو لؤلؤ مجوسی سے ملتا ہے۔

مسلمانو! کفر کے مقابلے میں متحد ہو جاؤ:

پس اے مسلمانو! اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ مسلمان اپنے عقیدہ میں حق و باطل کا امتیاز کرے۔ جسے اللہ نے اچھا قرار دیا اسے اچھا سمجھے اور جسے اللہ نے ناپسندیدہ بتایا اسے مکروہ و مبغوض سمجھے۔ سب مسلمان باہمی مدد و نصرت کے ذریعہ ایک ہو جائیں کیونکہ مسلمانوں کے تمام دشمنوں کو ان کے باطل دین اور کافرانہ عقائد نے اسلام دشمنی پر متحد کر دیا ہے۔ اور یہ آج سے نہیں بلکہ ہمیشہ سے دشمنان اسلام مسلمانوں کے خلاف متحد رہے ہیں اور اس کا کوئی امکان نہیں کہ کفار مسلمانوں سے خوش ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور ہرگز یہود و نصاریٰ آپ سے راضی نہیں ہو سکتے الا یہ کہ آپ ان کے مذہب کے پیروکار بن جائیں''۔ (۱۲۰:۲)

اللہ تعالیٰ کا ایک اور ارشاد ہے:

''اور کفار تم سے ہمیشہ جنگ کرتے رہیں گے' یہاں تک کہ تم کو تمہارے دین سے ہٹا دیں اگر ان کے بس میں ہو''۔ (۲۱۷:۲)

صہیونی حکومت کے قیام کے مقاصد:

چنانچہ ''فلسطین'' میں ایک صیہونی و یہودی حکومت کی داغ بیل صرف اس لئے ڈالی گئی تاکہ اسلام سے مسلح جنگ کا آغاز کر کے علاقہ کو ہولناک حالات سے دوچار کر دیا جائے۔ اور صیہونی حکومت کے قیام کے بعد یہودی استعمار نے عالم اسلام کے خلاف متعدد ایسی بنیادی اور اجتماعی سازشوں کا آغاز کیا' جن کا غم مسلمانوں کو آج بھی کھائے جا رہا ہے۔

یہودیوں کی ایک بڑی سازش:

ان سازشوں میں سب سے بڑی سازش یہ تھی کہ عالم اسلام سے شرعی عدالتوں کا خاتمہ کر کے اس کی جگہ خود ساختہ قوانین اور غیر اسلامی عدالتوں کا اجراء کیا جائے۔ چنانچہ کفار اس میں بڑی حد تک کامیاب ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ سعودیہ کی اسلامی حکومت اس سازش کا شکار نہ ہو سکی اور یہاں آج بھی شرعی عدالتیں قائم ہیں' اور اسلامی (عرب) حکومتوں میں صرف سعودیہ حکومت ہے جو توحید کی علمبردار ہے؟

تازہ ترین خوفناک یہودی سازش:

بیشتر ممالک اسلامیہ میں شرعی و اسلامی عدالتیں ختم کرنے میں کامیابی کے بعد آخر میں یہود و نصاریٰ نے علاقہ میں نئی سازشوں کا جال پھیلایا' تاکہ ان کو عسکری اور فوجی مداخلت کا بہانہ ملے۔ چنانچہ یہاں بعث' اشتراکیت اور قومیت جیسے مذاہب کفریہ اور غیر مسلم احزاب کے نام سے عسکری انقلابات کا سلسلہ شروع ہوا۔ حالانکہ ان جماعتوں اور مذاہب کا اسلام سے دور کا واسطہ بھی نہ تھا۔

صدام کس سازش کی پیداوار:

چنانچہ ان مذاہب کفریہ نے صدام جیسے لوگوں کو جنم دیا' جس کے نتیجے

میں شریعت مطہرہ اور علم نبوت سے مسلح جنگ چھیڑ دی گئی۔ پھر تمام وسائل بروئے کار لائے گئے اور حق کی آوازوں کو دبا دیا گیا۔ کفار کی سازشوں نے رنگ دکھایا اور خاندان کے خاندان مغربی ممالک کی طرف کوچ کر گئے۔ چنانچہ وہ حکومتیں جو فوجی انقلابات کا شکار ہوئی تھیں' مغربی اثرات کی وجہ سے دین میں کمزور ہوتی چلی گئیں۔ پھر ہر نئی حکومت پہلی حکومت کو تباہی و بربادی کا ذمہ دار ٹھہرا کر اس پر لعنت بھیجتی رہی۔ والعیاذ باللہ! بعض اسلامی ممالک کی حالت تو اس قدر ناگفتہ بہ ہو چکی ہے کہ اب وہاں نماز باجماعت ادا کرنا بہت بڑا جرم ہے جس پر سزا دی جاتی ہے۔ **ولا حول ولا قوة الا باللہ !!!**

جب یہ حالات ہوں تو نصرت الٰہیہ' دینی عزت اور شرافت کا کیا تصور کیا جا سکتا ہے؟

جزیرۂ عرب پر یہود و نصاریٰ کی یلغار:

صہیونی حکومت کا قیام' اسلامی ممالک سے شرعی عدالتوں کا خاتمہ اور ان کی جگہ خود ساختہ نظام اور غیر اسلامی قانون کے اجراء' مسلمانوں میں اسلام کے بالمقابل مذاہب اور جماعتوں کی ترویج و تشکیل اور اس کے نتیجے میں صدام حسین جیسے شخص کے منظر عام پر آ جانے کے بعد بڑی طاقتوں کیلئے گویا وہ تمام اسباب مہیا ہو گئے جن پر وہ اصل سازش کو پروان چڑھا سکتے تھے۔ چنانچہ عالمی طاقتوں نے باقاعدہ فوجی و عسکری مداخلت کا راستہ ہموار کرنے کیلئے قصداً جعلی بحران پیدا کرنا شروع کر دیئے' جبکہ وہ اقتصادیات پر پہلے ہی قابض ہو چکے تھے۔

مملکت حرمین کے خلاف بڑی طاقتوں کے عزائم:

اور اب تو بڑی طاقتوں کے یہ عزائم کھل کر سامنے آ چکے ہیں کہ مملکت حرمین شریفین کو ایسی کئی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کر دیا جائے جو باہم لڑتی جھگڑتی رہیں۔ یوں اسلام دشمنی کے عقیدہ کو تحفظ فراہم کیا جائے۔

یاد رکھیں! عالمی طاقتیں مملکت حرمین کی سخت ترین دشمن ہیں کیونکہ یہ مملکت اسلام کا بہت بڑا مرکز اور قلعہ ہے۔ اس بارے میں امریکہ' برطانیہ اور ان کے ہمنوا حکومتوں کے مکروہ عزائم طشت از بام ہو چکے ہیں۔ کفار کی تمام حکومتیں حرمین کی اس مملکت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں بلکہ تمام کفریہ طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف متحد ہو چکی ہیں۔ اس لئے ان حکومتوں میں سے کسی پر کبھی بھی بھروسہ نہیں کیا جا سکتا (خصوصاً جبکہ امریکہ و برطانیہ کی طرف سے مملکت حرمین کو اس کی بقاء اور سلامتی سے متعلق دھمکیاں دی جا رہی ہیں تو ان کی کھلی دشمنی' بدنیتی' نقصان پہنچانے کے عزائم اور مملکت حرمین کی تباہی کے منصوبے بالکل عیاں ہو چکے ہیں۔

امریکہ کو امام مدینہ کا انتباہ:

امریکہ کان کھول کر سن لے کہ وہ مملکت حرمین کو تنہا نہ سمجھے۔ مشرق سے لے کر مغرب تک کے تمام مسلمان حرمین شریفین کی مملکت کے دفاع کیلئے متحد ہیں۔ کیونکہ ارض حرمین اہل ایمان کا آخری مرکز ہے۔

عالمی طاقتوں کے اہداف:

عالمی طاقتوں کے ناپاک عزائم اور ان کے اہداف یہ چھ اُمور ہیں:

☆ صہیونی و یہودی حکومت اسرائیل کو مستحکم کرنا۔

☆ مسجد اقصیٰ کو گرا کر اس کی جگہ ہیکل سلیمانی تعمیر کر کے یہودیوں کی دیرینہ آرزو پوری کرنا۔

☆ عرب مسلم ممالک پر یہودیوں کی فوجی و عسکری برتری کو برقرار رکھنا۔

☆ خلیج کی دولت پر قبضہ جمانا تاکہ اہل خلیج کو بچا کھچا ہی مل سکے۔

☆ اسلام کی دعوت پر فیصلہ کن وار کرنا۔

☆ ہر اس چیز کی تحریک چلانا جو اسلام کے خلاف ہو' جس سے اسلام کے عطا کردہ بہترین اخلاق کو تباہ کیا جا سکے اور عرب اسلامی ممالک کو باہمی لڑائیوں میں مصروف رکھا جا سکے۔

عالم اسلام کو ترکی سے عبرت لینی چاہیے:

مسلمانو! تمہیں "ترکی" سے عبرت حاصل کرنا چاہیے۔ جب کمال اتاترک ملعون نے سیکولر حکومت قائم کی اور ترکوں پر زبردستی کفریہ نظام مسلط کیا۔ ترک حکام نے نہ صرف اسلام کو پس پشت ڈالا بلکہ اُنہوں نے اسلام سے ہر جگہ دوبدو جنگ کی اور اب تک وہ اسلام کے خلاف صف آرا ہیں۔ وہ یہودیوں کے ساتھ عسکری عہد و پیمان کر چکے ہیں۔ اس کے باوجود کفار ترک حکومت سے صرف اس شرط پر خوش ہیں کہ وہ یہودیوں کی خدمت گزار اور فرمانبردار بنی رہے۔ ترکی نے یہود و نصاریٰ کیلئے اپنا دین و ایمان سب کچھ قربان کر دیا لیکن ترکی کو کوئی یورپی ملک اپنے ساتھ ملانے کو تیار نہیں۔ ترکی کا جرم کیا ہے؟ یہی کہ وہ کسی زمانہ میں اسلام کا مرکز رہا تھا۔

ترکی کے حالات سے عبرت پکڑو اور یاد رکھو تم احکام اسلام سے کتنے ہی دستبردار ہو جاؤ' کفار تم سے کبھی بھی راضی نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ان کو راضی رکھنے کے بجائے اپنے دین اور اپنے حق کا دفاع کرو۔ مسلمانو! کفار کی یہ دشمنی دین پر مبنی ہے۔

عراق کے مظلوم عوام کا محاصرہ کیوں؟

اگر دشمنی کی بنیاد دین اسلام نہیں تو بتاؤ چھ سال سے عراقی عوام کا محاصرہ کیوں جاری ہے؟ بتاؤ آخر عراق کے کمزور عوام کا قصور کیا ہے؟

سوائے اس کے وہ مسلمان ہیں۔ رہا صدام اور اس کا حکمران ٹولہ' تو محاصرہ اور اقتصادی ناکہ بندی سے انہیں قطعاً کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا۔

عالمی طاقتیں اس ظلم کا جواز یہ بتاتی ہیں کہ عراق نے اقوام متحدہ کی قرار داد کی مخالفت کی ہے۔ جبکہ یہ صرف ایک قرار داد ہے' مگر دوسری طرف یہودی دُشمن کو دیکھیں' اس نے اب تک اقوام متحدہ کی ایک نہیں ساٹھ قراردادوں کو مسترد کر رکھا ہے۔ بلکہ اس نے آج تک ایٹمی ہتھیاروں کے خلاف قرارداد پر دستخط نہیں کئے' حالانکہ یہ خطہ ایسا آتش فشاں اور فتنہ وفساد سے پر ہے کہ تباہ کن اسلحہ کو برداشت کرنے کی قطعاً صلاحیت نہیں رکھتا۔

صدام کس کا آلہ کار؟

عراقی عوام پر جاری ظلم میں خود صدام کو بری الذمہ قرار نہیں دیا جاسکتا' کیونکہ صدر صدام وہی کچھ کرتا ہے جو دُشمنان اسلام چاہتے ہیں۔

امریکہ کو خیر خواہانہ نصیحت:

میں امریکہ کو نصیحت کرتا ہوں کہ ہمارے خطہ میں مداخلت بند کردے۔ جہاں تک خلیج میں امن وامان اور اس کے تحفظ کا معاملہ ہے' تو اس کی ذمہ داری خود خلیجی ممالک پر (جن میں سرفہرست سعودیہ ہے) عائد ہوتی ہے نہ کہ امریکہ پر۔ (لہٰذا امریکہ تحفظ کے نام سے لائی ہوئی فوجیں واپس لے جائے)

امریکہ اپنی طاقت پر غرور نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت چلی آ رہی ہے کہ جب بھی کمزور مغلوب (ومظلوم) ہوئے ہیں قوت والوں کو تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ تباہی رب العالمین کی طرف سے ہوتی ہے۔ اس لئے کمزوروں کی بے سروسامانی سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے۔

امریکہ افغانستان سے عبرت حاصل کرے:

امریکیوں کو افغانستان کے مسلمانوں سے سبق لینا چاہئے' جنہوں نے لاٹھیوں سے جہاد شروع کیا اور اس وقت کی بڑی طاقت کو نیست ونابود کر دیا۔ یادرکھیں ٹیکنالوجی ہی سب کچھ نہیں' اصل قوت تو ایمان کی ہے۔

بھیڑیا کیسے بھیڑوں کا نگہبان ہوسکتا ہے؟

جزیرۂ عرب میں امن و امان کے قیام کی ذمہ داری خود یہاں کی حکومتوں پر ہے' بلکہ یہ ان کا فرض ہے۔ بیرونی ملکوں کی مداخلت کی کیا ضرورت؟ بلکہ آج یہ خطہ یعنی جزیرۂ عرب جن خطرناک مشکلات اور ہولناک اضطراب سے دوچار ہے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کا اصل سبب خود یہی بڑی طاقتیں ہیں۔ ان کفریہ طاقتوں کا طریق واردات یہ ہے کہ جہاں کہیں کوئی معمولی حادثہ پیش آجائے' جو درپردہ انہیں کا اپنا پیدا کردہ ہوتا ہے' تو یہ اس کو حل کرنے کے بہانے وہاں کود پڑتی ہیں۔ عنوان تو اس ملک کو پیش خطرات ومصائب سے نجات دلانے کا ہوتا ہے' مگر درحقیقت یہ طاقتیں اس آڑ میں اس ملک کیلئے سب سے بڑا خطرہ ومصیبت بن جاتی ہیں۔

بھیڑیا کیسے بھیڑوں بکریوں کا نگہبان ہو سکتا ہے؟

یہودیوں کو جزیرۂ عرب سے نکالنا مسلمانوں پر فرض ہو چکا ہے:

اے اللہ کے بندو! مسلمانوں اور کافروں کے درمیان عداوت مذہبی بنیادوں پر ہے۔ (تو پھر وہ مسلمانوں کے خیر خواہ کیسے ہو سکتے ہیں؟) اور امریکہ اگرچہ بذات خود ایک عیسائی حکومت ہے لیکن اس کی باگ ڈور یہودیوں کے ہاتھ میں ہے۔ امریکہ کا کسی معاملے میں کوئی حکم واختیار نہیں چلتا' یہودی جیسے چاہتے ہیں اسے استعمال کرتے ہیں۔ مگر مسلمان بلاد حرمین میں امریکہ کے عسکری وجود کو کسی حال میں بھی قبول نہیں کر سکتے۔ مسلمان امریکہ یا کسی بھی کفریہ طاقت کے مسلح وجود کو جزیرۂ عرب میں برداشت نہیں کر سکتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''جزیرۂ عرب میں دو دین باقی نہ رہ سکتے''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت یہ تھی: ''یہود ونصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکال دو''

سو (اس وقت جب یہود ونصاریٰ نے ارض حرمین میں اور اس کے چاروں طرف اپنے فوجی اڈے بنائے ہوئے ہیں تو مسلمانوں پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے ان کو جزیرۂ عرب سے نکالنا فرض ہو چکا ہے۔

مسلمانوں کی پستی کا علاج:

اے مسلمانو! تم پر عذاب کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ تباہی و بربادی سے نجات کیلئے توبہ کرو اور اللہ کی طرف رجوع کرو۔ کیونکہ یہ طے شدہ امر ہے کہ نافرمانی اور گناہوں ہی کی وجہ سے مصیبت و بلا نازل ہوتی ہے اور توبہ ہی سے ان سے نجات ملتی ہے۔

اے وہ شخص جس نے شراب پی کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی! اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر تو اس توبہ کے ذریعہ پورے معاشرہ کی اصلاح کی معاون ثابت ہوگا۔ اے وہ شخص جس نے زنا یا بدفعلی کا ارتکاب کرکے اللہ کی نافرمانی کی! اللہ کے سامنے توبہ کر۔ اے وہ شخص جس نے منشیات کے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں سوائے مصیبت اور فتنہ کے کچھ باقی نہیں رہا۔ (ابن ماجہ)

ذریعہ اللہ کی نافرمانی کی! اپنے رب کے سامنے توبہ کر' اس لئے کہ تو عنقریب اسی کی طرف لوٹ کر جائے گا۔ اے وہ شخص جس نے نماز چھوڑنے کے ذریعہ اللہ کی نافرمانی کی! اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کر۔ اے وہ شخص جس نے کسی مسلمان کے مال یا عزت کو نقصان پہنچا کر اس پر ظلم کیا ہے! اپنے رب کی طرف رجوع کر۔

اپنے اموال کو سود سے پاک کرو' اس لئے کہ سود ان اسباب میں سے ہے جس سے ہلاکت اور جنگیں مسلط ہوتی ہیں۔ لین دین اور خرید و فروخت کے معاملات کو ان اُمور سے پاک کرو جو دین اسلام و نصوص شریعت کے موافق نہ ہوں' تاکہ بنکوں میں ہونے والے ہر قسم کے معاملات احکام اسلام کے ماتحت' ان کے موافق اور ان سے مزین ہو جائیں۔

دعوت و تبلیغ ہر مسلمان کا فریضہ ہے:

اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دو۔ دعوت الی اللہ اور دعوت الی الاسلام کو مستحکم کرو۔ مسلمانوں کو دین سکھاؤ۔ عالم اسلام میں دینی تعلیم کیلئے مدارس اسلامیہ قائم کرنے کا خاص اہتمام کرو۔ اللہ کی طرف دعوت دینا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور ان علماء پر دعوت الی اللہ کا اہتمام کرنا بطور خاص فرض ہے جن کے عقیدہ' علم اور استقامت و تصلب پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اور جو صاحب فتویٰ ہیں' لوگ اپنے ان مسائل کے حل کیلئے ان کی طرف رجوع کرتے ہیں' جن میں وہ ایسے فتویٰ کے محتاج ہوتے ہیں جو کتاب و سنت کے مطابق ہو۔

مسلمانوں کو چند نصیحتیں:

اے مسلمانو! ان گروہوں سے بچو جو تفرقہ پیدا کرنے والے ہیں۔ ان خواہشات اور گمراہیوں سے بچو جو افتراق و انتشار پیدا کرنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب و عقاب سے بچو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اے ایمان والو! اپنے سوا کسی کو خصوصی دوست مت بناؤ وہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھتے' تمہارے نقصان کی تمنا رکھتے ہیں' بغض ان کے منہ سے ظاہر ہو پڑتا ہے اور جس قدر ان کے دلوں میں ہے وہ تو بہت کچھ ہے' ہم ان کی علامات تمہارے سامنے ظاہر کر چکے' اگر تم عقل رکھتے ہو۔ ہاں تم تو ایسے ہو کہ ان لوگوں سے محبت رکھتے ہو اور یہ لوگ تم سے بالکل محبت نہیں رکھتے' حالانکہ تم تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو۔ اور یہ لوگ جب تم سے ملتے ہیں کہ تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اور جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصے کے مارے اپنی انگلیاں چبا ڈالتے ہیں' آپ کہہ دیجئے کہ تم مر رہو اپنے غصہ میں' بے شک اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں دلوں کی باتوں کو۔ اگر تم کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو ان کیلئے موجب رنج ہوتی ہے اور اگر تم کو کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے تو اس سے خوش ہوتے ہیں' اور اگر تم استقلال اور تقویٰ کے ساتھ رہو تو ان لوگوں کی تدبیر تم کو ذرا بھی ضرر نہ پہنچا سکے گی' بلاشبہ جو کچھ یہ کرتے ہیں سب اللہ تعالیٰ کے قابو میں ہے"۔ (۳-۱۱۸ تا ۱۲۰)

اللہ تعالیٰ میرے لئے اور آپ کے لئے قرآن عظیم میں برکت عطا فرمائیں۔ مجھے اور آپ کو قرآن کی آیات و ذکر حکیم سے نفع پہنچائیں اور ہمیں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و ہدایات سے نفع پہنچائیں۔ میں اپنے لئے آپ کیلئے اور تمام مسلمانوں کیلئے تمام گناہوں سے اللہ تعالیٰ کی مغفرت طلب کرتا ہوں' بے شک وہی غفور رحیم ہے۔

ترجمہ خطبہ ثانیہ

حمد و صلوٰۃ:

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جو صالحین کے دوست ہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' جس نے مسلمانوں کو عزت بخشی اور کفار کو ذلیل کیا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی اور سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جو وعدہ کے سچے اور امین ہیں۔ اے اللہ اپنے بندے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل اور تمام اصحاب پر رحمتیں' برکتیں اور سلامتی نازل فرما۔ امابعد:

مسلمانوں کو دعوت عمل:

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو' اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجالایا کرو جبکہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آڑ بن جایا کرتا ہے آدمی کے اور اس کے قلب کے درمیان' بلاشبہ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے۔ اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو صرف انہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں سے گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں (بلکہ اس کی لپیٹ میں وہ نیک لوگ بھی آسکتے ہیں جو گناہ کرنے والوں کو گناہوں سے روکنے کی کوشش نہیں کرتے) اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں"۔ (۸-۲۴۔۲۵)

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر اکٹھے ہو جاؤ۔ کتاب اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرو۔ ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ تمام اسلامی ممالک کو چاہئے کہ وہ آپس میں محبت کرنے والے اور ایک دوسرے کیلئے معاون ہوں۔ خصوصاً اس عظیم خطرہ کے سامنے جس نے اسلامی ممالک پر دھاوا بول دیا ہے۔ اور کفار کا یہ منصوبہ ہے کہ وہ ان کے معاملات میں اس طرح بے جا دخل اندازی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ دجال سے پہاڑوں کی طرف بھاگیں گے۔ (مسلم)

اور سازشیں کر کے ان کو منتشر اور ایک دوسرے سے دور کر کے تباہ کر دیں۔

اسلامی ممالک کی ذمہ داری:

ان حالات میں تمام ممالک اسلامیہ خصوصاً خلیجی ممالک پر لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے سے محبت و تعاون کا راستہ اختیار کریں۔ خلیجی ممالک پر لازم ہے کہ وہ اجتماعی اُمور میں کسی انفرادی رائے اور اختلافی فیصلہ کا ارتکاب نہ کریں۔ خلیج کے ممالک میں سے کوئی ملک بھی سعودی حکومت کے ساتھ مشورہ کئے بغیر کوئی قرارداد منظور نہ کرے۔ اس لئے کہ یہ مملکت ان سب ممالک کی بقا کا ذریعہ ہے۔ یہ ممالک اللہ سے قوت حاصل کرنے کے بعد اس مملکت سے قوت حاصل کرتے ہیں۔ یہ مملکت ان سب خلیجی ممالک کیلئے ایک مضبوط ستون ہے۔

ان ممالک پر یہ بھی لازم ہے کہ عراق پر حملہ کرنے کیلئے اللہ کے دشمنوں کو فوجی اڈوں میں سے قطعاً کوئی اڈہ نہ دیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مؤمنین کو ایک جسم کی طرح بنایا ہے اور اعداء اسلام کو اڈہ دینے سے عراقی مسلمانوں کو ہی نقصان پہنچے گا۔ اگرچہ یہ کٹھن مسئلہ بظاہر حل ہونے کو ہے مگر اس سے اطمینان نہیں کیا جا سکتا کہ بڑی طاقتیں اپنے مفادات و اغراض کی خاطر کوئی اور مشکل پیدا نہیں کریں گی۔ سو یہ ضروری ہے کہ یہ کافر لوگ ان ممالک میں اپنا ایسا کوئی وفادار تلاش نہ کر سکیں جو ان کے (خفیہ مقاصد) کیلئے راہ ہموار کرے۔ ان پر یہ بھی لازم ہے کہ امریکہ یا کسی بھی کافر حکومت کو کسی اسلامی مملکت پر حملہ کیلئے بحری جنگی بیڑہ اتارنے کیلئے اپنی بندرگاہ پر جگہ دینے کی بدترین سخاوت نہ کریں۔ نہ اپنے علاقوں میں ان کو فوجی اڈہ بنانے کی اجازت دیں۔

اے مسلمانو! اللہ ہی سے ڈرو۔ ممالک اسلامیہ وعربیہ پر لازم ہے کہ وہ ان جنگی بیڑوں اور یہود و نصاریٰ کی فوجوں کو یہاں سے نکال باہر کرنے میں سعودیہ کا بھرپور ساتھ دیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جزیرۂ عرب میں دو دین قائم نہیں رہ سکتے“۔

اس خطہ کی حکومتیں اپنی ذمہ داری اور امن قائم کرنے کی مسئولیت کا پورا احساس رکھتی ہیں اگر یہ خطہ بڑی طاقتوں کی مداخلت سے آزاد اور مامون ہو جائے تو اس کی سلامتی کو کوئی خطرہ نہیں۔

کفار کا مسلمانوں سے بغض وحسد

اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو ایک دوسرے کے معاون و مددگار بن جاؤ۔ اور یہ بات سمجھ لو کہ یہ کافر لوگ تم سے حسد کرتے ہیں حتیٰ کہ یہاں کی خوشگوار فضا سے بھی۔ اس لئے کہ ان کے شہر کارخانوں کے دھوئیں سے اور ان کے عبادت خانے ان کے معاصی اور اللہ کی ناپسندیدہ اخلاق سوز حرکتوں کی آلودگی اور نحوست سے ملوث ہیں۔ اس لئے وہ تمہاری ہر چیز سے حسد کرتے ہیں۔ اور سب سے عظیم الشان چیز جس میں وہ تم سے حسد کرتے ہیں وہ دین اسلام اور اخلاق ہیں۔ اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی سنو:

”عنقریب دوسری قومیں تم پر حملہ کرنے اور تمہیں مٹا ڈالنے کیلئے ایسے ٹوٹ پڑیں گی اور اس کیلئے ایک دوسرے کو ایسے دعوت دیں گی جیسے کھانے والے کھانے کے پیالے پر ایک دوسرے کو دعوت دیتے ہوئے ٹوٹ پڑتے ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا ایسا اس زمانہ میں ہماری تعداد کم ہونے کی وجہ سے ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں تمہاری تعداد اس زمانہ میں بہت زیادہ ہوگی لیکن تم سیلاب کی جھاگ اور خس و خاشاک کی طرح ہوگے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے قلوب سے تمہاری ہیبت نکال دیں گے اور تمہارے قلوب میں ”وھن“ ڈال دیں گے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ! وھن کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دُنیا کی محبت اور موت سے نفرت وھن ہے۔

دُعاء

اللہ کے بندو! بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتے ہیں“۔ سو تم سید الاوّلین والآخرین پر درود وسلام بھیجو۔

اللھم صل علی مُحمد ۔۔۔۔ اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرمایئے جیسے آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر رحمت نازل فرمائی بے شک آپ تعریفوں کے لائق بزرگی والے ہیں۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر برکت نازل فرمایئے جیسے آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر برکت نازل فرمائی بے شک آپ لائق حمد اور بزرگی کے مالک ہیں۔

اے اللہ! خلفاء راشدین ابوبکر عمر عثمان وعلی اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے راضی ہو جایئے۔

اے رب العالمین ان سے بھی راضی ہو جایئے جو قیامت تک ان کا بہتر طریقے سے اتباع کرنے والے ہیں۔

اے اللہ! اے ارحم الراحمین! ہم سے بھی اپنی رحمت سے راضی ہو جایئے۔

اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت اور غلبہ عطا فرمایئے اور کفر اور کافروں کو ذلیل وخوار فرمایئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال کی آنکھوں کے درمیان ”کافر“ لکھا ہوگا۔ (مسند احمد)

اے اللہ! کفر کے سرداروں کو اپنے عذاب میں گرفتار فرما دیجئے۔

اے اللہ! ان کی گفتگو اوران کے تعلقات میں اختلاف ڈال دیجئے۔

اے اللہ! جو بھی اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ دشمنی رکھتا ہو اسے تباہ کردیجئے۔

اے اللہ! یا رب العالمین! کفریہ طاقتوں کو آپس میں لڑا دیجئے۔ اور انہیں مسلمانوں سے ہٹا کر آپس کی لڑائی میں مشغول کردیجئے۔

یا اللہ! دشمنان اسلام کی مکاریوں اور تدبیروں کو بیکار کردیجئے۔

یا اللہ! جو بھی ہمارے ساتھ اور ہمارے شہروں کے ساتھ شر اور برائی کا ارادہ رکھتا ہو اس کا شر اور اس کی برائی اسی کے خلاف استعمال فرمائیے۔ اس کے اور جس شر و تدبیر کا وہ ارادہ رکھتا ہے اس کے درمیان آپ حائل ہوجائیے۔

یا رب العالمین! بے شک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔ اے اللہ! ہم ہر کافر کے مقابلے میں آپ ہی کو سامنے کرتے ہیں (یعنی آپ سے مدد طلب کرتے ہیں)

یا اللہ! ہم مشرکین کے مقابلے میں آپ ہی کے ذریعہ دفاع کرتے ہیں۔

یا اللہ! یہود و نصاریٰ کو اپنے عذاب کی گرفت میں لے لیجئے۔ یا اللہ! ہندو و مشرکین کو (اپنے عذاب و وبال میں) پکڑ لیجئے۔ یا اللہ! ان پر اپنا ایسا عذاب نازل فرما دیجئے جو مجرم قوم سے واپس نہیں کیا جاتا۔ یا اللہ! انہوں نے پوری زمین کو فساد ظلم اور گناہوں سے بھر دیا ہے' یا اللہ! ہم ان کے مقابلے میں آپ ہی سے مدد کے طالب ہیں اور ان کے شر سے آپ ہی سے پناہ مانگتے ہیں۔

یا اللہ! ہم روافض کے شر سے آپ ہی کی پناہ مانگتے ہیں' بے شک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

یا اللہ! مسلمانوں کے قلوب میں باہم اُلفت پیدا فرما دیجئے۔ ان کی اصلاح فرمائیے۔ اور سلامتی کے راستوں کی طرف ان کی رہنمائی فرمائیے۔ ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال دیجئے اور ان کی اپنے اور ان کے دشمنوں کے خلاف مدد فرمائیے اے ہمارے رب! ہمیں دُنیا میں بھی بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرمائیے اور جہنم کے عذاب سے ہماری حفاظت فرمائیے۔

یا اللہ! ہمارے حکمران کی حفاظت فرما اور اسے ان اُمور کی توفیق عطا فرما جو آپ کو پسند ہوں اور جن سے آپ راضی ہوں۔ یا اللہ! ان کو ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے والے اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے بنا دیجئے۔

یا اللہ! دینی و دُنیوی اُمور میں ان کی مدد فرمائیے۔

یا اللہ! جب اُمور مشتبہ ہوں (حق پہچاننا اور حق پر چلنا انتہائی دشوار ہو) تو ان کی حق کی طرف رہنمائی فرمانا۔

یا اللہ! ان کے باطن کی اصلاح فرما دیجئے۔ یا اللہ' یا رب العالمین! مسلمانوں کو اپنی مرضیات اور پسندیدہ اُمور کی توفیق عنایت فرما دیجئے۔

اللہ کے بندو! ''بے شک اللہ تعالیٰ انصاف' احسان اور رشتہ داروں کے ساتھ تعاون کرنے کا حکم فرماتے ہیں اور کھلی برائی اور مطلق برائی اور ظلم کرنے سے منع فرماتے ہیں' اللہ تعالیٰ تم کو اس لئے نصیحت فرماتے ہیں کہ تم نصیحت قبول کرو۔ اور تم اللہ کے عہد کو پورا کرو جبکہ تم اس کو اپنے ذمہ لو اور قسموں کو ان کے مستحکم کرنے کے بعد مت توڑو جبکہ تم اللہ تعالیٰ کو ان پر گواہ بھی بنا چکے ہو بے شک اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو کچھ تم کرتے ہو''۔ (۹۰،۹۱)

تم اس اللہ کو یاد کرو جو عظیم و جلیل ہیں' اللہ تمہیں یاد کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر ادا کرو اللہ اور زیادہ دیں گے۔ اور اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اسے اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔

مستند نعتیہ کلام

مع آداب نعت: از مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ کے اہل دل کا نعتیہ کلام..... سینکڑوں شعراء کرام کے دس ہزار سے زائد نعتیہ اشعار کا خوبصورت گلدستہ..... ہر ہر شعر محبت رسول کی دبی آگ کو متحرک کرتا ہے..... خلفاء راشدین صحابہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی مدح سرائی پر مشتمل

رابطہ کیلئے 0322-6180738

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ پاک جگہ ہے اس میں دجال کبھی داخل نہ ہوگا۔ (طبرانی)

باب ۳۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عالم اسلام کے تاریخی واقعات

۵۳ق ھ/۵۷۱ء/۵۵۵ء

ولادت مبارک خاتم النبیین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم (۲۲ اپریل ۹ ربیع الاول) ولادت ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ۔ ۵۶۰ء ولادت حضرت حسان بن ثابتؓ مدینہ وحضرت حکیم بن حزامؓ بیت اللہ وحضرت ابو سفیان بن حربؓ مکہ معظمہ۔ ۵۶۸ء ولادت حضرت امیر حمزہؓ وحضرت عباس بن عبدالمطلبؓ۔ مکہ معظمہ۔ ۵۶۹ء ولادت حضرت صفیہ بنت عبدالمطلبؓ وعمار بن یاسرؓ وحضرت عدی بن حاتمؓ وعمرو بن ہشام۔

۵۳ق ھ/۵۷۰ء

ولادت ام المومنین حضرت سودہؓ۔ شادی سردار عبداللہ بن عبدالمطلبؓ۔

۵۳ق ھ/۵۷۱ء

وفات سردار عبداللہؓ مدینہ طیبہ۔ (ولادت ۵۴۶ء مکہ معظمہ)

۵۰ق ھ/۵۷۳ء

ولادت حضرت عبداللہ ابو بکر صدیقؓ مکہ معظمہ۔ واقعہ شق صدر۔ ولادت حضرت عبادہ بن صامتؓ۔

۴۷ق ھ/۵۷۶ء

وفات حضرت سیدہ آمنہؓ مقام ابواء مدینہ طیبہ۔ ولادت حضرت عمرو بن عاص القریشیؓ۔

۴۶ق ھ/۵۷۷ء

ولادت حضرت عثمان غنیؓ وحضرت ابوحذیفہؓ۔ وفات سردار عبدالمطلب مکہ معظمہ ۵۸۰ء ولادت حضرت بلالؓ وحضرت زید بن حارثہؓ ۵۸۴ء ولادت حضرت عمر فاروقؓ وحضرت عبداللہ بن مسعودؓ وحضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ وحضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ (عشرہ مبشرہ)

۳۱ق ھ/۵۹۲ء

ولادت ام المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ مکہ معظمہ وحضرت ابوقتادہ انصاریؓ

۲۹ق ھ/۵۹۴ء

ولادت ام المومنین حضرت میمونہؓ مقام سرف مکہ معظمہ وحضرت اویس قرنی عاشق رسولؐ (یمن)

۲۸ق ھ/۵۹۴ء

نکاح حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ (ام المومنین) ولادت حضرت زبیر بن عوام وحضرت سعید بن زیدؓ وحضرت طلحہ بن عبیداللہ القرشیؓ (عشرہ مبشرہ) و حضرت کعب بن مالک انصاریؓ وحضرت ابوایوب انصاریؓ۔

۲۶ق ھ/۵۹۷

ولادت ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہؓ وحضرت جعفر طیار بن سردار ابی طالبؓ۔ ۵۹۸ء ولادت حضرت قاسم بن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ۔

۲۳ق ھ/۶۰۰ء

ولادت سیدہ زینب بنت رسولؐ۔ وفات حضرت قاسم ابن رسولؐ مکہ معظمہ ولادت حضرت سعد بن ابی وقاصؓ عشرہ مبشرہ وعبدالرحمٰن بن صخر ابوہریرہؓ۔

۲۱ق ھ/۶۰۲ء

ولادت ام المومنین حضرت ام سلمہؓ۔ مکہ معظمہ وحضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ۔

۲۰ق ھ/۶۰۳ء

ولادت ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ وسیدہ رقیہ بنت رسول مکہ معظمہ وحضرت علی المرتضیٰؓ۔ بیت اللہ۔

۱۹ق ھ/۶۰۴ء

تعمیر بیت اللہ نو اور حجر اسود کو بمطابق فیصلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکھا گیا۔

۱۸ق ھ/۶۰۵ء

ولادت ام المومنین حضرت حفصہؓ وحضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ وسیدہ ام کلثوم بنت رسولؐ مکہ معظمہ۔ ۶۰۶ء ولادت امیر معاویہؓ بن ابوسفیانؓ مکہ معظمہ۔

۱۵ق ھ/۶۰۸ء

ولادت ام المومنین حضرت جویریہؓ۔ ۶۰۹ء ولادت حضرت عبداللہ بن عمر فاروقؓ مکہ معظمہ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بادشاہوں کے دروازوں پر آتا رہا وہ فتنہ میں مبتلا ہوگا۔ (طبرانی)

۱۳ق ھ/ ۶۱۰ء

بعثت نبوت ابتدائے نزول وحی۔ آغاز نزول قرآن مجید۔ ولادت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہریٰؓ مکہ معظمہ وام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ مصر۔ اولین اسلام لانیوالے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ۔ سیدہ زینب بنت رسولؐ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت علی المرتضیٰؓ۔ حضرت بلال عاشق رسولؐ وحضرت زید بن حارثہؓ۔ نماز فجر وعصر کا مسلمانوں پر فرض ہونا۔ وفات مومن نبوت حضرت ورقہ بن نوفلؓ۔ مکہ معظمہ۔

۱۰ق ھ/ ۶۱۳ء

ولادت ام المومنین حضرت صفیہؓ مکہ معظمہ وحضرت اسامہ بن زیدؓ و حضرت زید بن ثابت انصاری وحضرت انس بن مالکؓ وحضرت عبداللہ بن رسولؐ وحضرت صہیب رومیؓ۔

۹ق ھ/ ۶۱۴ء

ولادت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ (مکہ معظمہ) ہجرت حبشہ وفات حضرت عبداللہ۔

۸ق ہجری/ ۶۱۵ء

حضرت امیر حمزہؓ وحضرت عمر فاروقؓ کا قبول اسلام ولادت حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ۔ ۶۱۶ پیدائش حضرت موسیٰ اشعریؓ یمن۔

۴ق ہجری/ ۶۱۹ء

سفر طائف۔ واقعہ شق قمر۔ واقعہ معراج۔ فرضیت نماز خمسہ۔

۳ق ہجری/ ۶۲۰ء

وفات سردار ابی طالبؓ وام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ (مکہ معظمہ) ۱۰ رمضان ولادت حضرت عبداللہ بن عباسؓ (مکہ معظمہ) نکاح حضرت سودہؓ (امام المومنین) و نکاح حضرت عائشہ صدیقہؓ (مکہ معظمہ) وفات حضرت سکران بن عمرو بن عبدودؓ (حبشہ)

۲ق ہجری/ ۶۲۱ء

بیعت عقبہ اولیٰ۔ ۶۲۲ء بیعت عقبہ ثانی۔

یکم ہجری/ ۶۲۳ء

ہجرت مدینہ طیبہ۔ مسجد قباء کی بنیاد۔ داخلہ مدینہ طیبہ۔ بنیاد مسجد نبوی۔ اذان اول۔ ولادت حضرت عبداللہ بن زبیرؓ (مدینہ طیبہ قباء) رخصتی حضرت عائشہ صدیقہؓ ۵ شوال (مدینہ طیبہ)

۲ہجری/ ۶۲۴ء

غزوۂ بدر۔ نماز کی رکعتوں میں اضافہ۔ وفات حضرت عثمان بن مظعونؓ۔ سب سے پہلے جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ وفات سیدہ رقیہ بنت رسولؐ۔ نکاح سیدہ فاطمۃ الزہریٰؓ۔ فرضیت زکوٰۃ۔ تحویل قبلہ فرضیت رمضان کے بعد پہلا روزہ۔ پیدائش مروان بن الحکم (مکہ معظمہ) وفات ابولہب (مکہ معظمہ) عمرو بن ہشام "ابوجہل" جنگ بدر میں مارا گیا۔ (شہداء بدر کی تعداد چودہ ہے)

۳ھ/ ۶۲۵ء

غزوۂ اُحد۔ شہادت حضرت امیر حمزہؓ وحضرت عبداللہ بن جحشؓ و حضرت ابوسلمہ عبداللہؓ غزوات ذات الرقاع۔ بیئر معونہ۔ بنی نضیر۔ ذات الرجیع۔ واقعہ افک احکام تیمم۔ حرمت شراب۔ ولادت حضرت امام حسنؓ مدینہ طیبہ۔ حضرت خبیب بن عدی انصاریؓ کو مکہ معظمہ میں اوّل سولی (شہادت) اور سولی چڑھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرنا۔ شہادت حضرت مصعب بن عمیرؓ (احد) وحضرت حنظلہ بن ابی عامرؓ۔ (شہدائے اُحد کی تعداد ستر ہے) وحضرت عمرو بن معاذؓ)

۴ھ/ ۶۲۶ء

غزوات دومۃ الجندل۔ بنی مصطلق۔ خندق۔ نکاح حضرت زینب بنت خزیمہؓ (ام المومنین) ووفات (مدینہ طیبہ) ولادت حضرت امام حسنؓ (مدینہ طیبہ) نکاح حضرت ام سلمہؓ (ام المومنین) نکاح حضرت حفصہؓ (ام المومنین) مدینہ طیبہ وفات حضرت ابومرثد کنانہ بن حصین الغنویؓ وحضرت سعد بن معاذؓ مدینہ ذیقعدہ ۵ھ نکاح حضرت زینب بنت جحشؓ (ام المومنین) احکام پردہ۔ غزوہ بنوقریظہ۔

۵-۶ھ/ ۶۲۷ء

غزوات خیبر۔ بنی لحیان۔ ذی قردہ۔ صلح وعمرہ حدیبیہ۔ احزاب۔ ولادت سیدہ زینب بنت علیؓ (مدینہ طیبہ) نکاح حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ و حضرت جویریہؓ بنت الحارث (ام المومنین) وفات حضرت ام رومانؓ والدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ (مدینہ طیبہ) وفات حضرت فاطمہ بنت اسدؓ (مدینہ طیبہ)

۶-۷ ہجری/ ۶۲۸ء

مکاتیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنام مقوقس و دیگر امراء۔ غزوۂ خیبر (شہدائے خیبر کی تعداد انیس ہے) غزوہ وادی القریٰ وذات نکاح حضرت ماریہ قبطیہؓ وحضرت صفیہؓ وحضرت میمونہؓ (ام المومنین) وفات بادشاہ حبشہ نجاشیؓ۔

۸ہجری/ ۳۰-۶۲۹ء

ولادت حضرت ابراہیمؓ ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فتح مکہ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا زمانہ فتنہ میں ہتھیار بیچنے سے۔ (طبرانی)

غزوۂ حنین۔ غزوۂ طائف۔ جنگ موتہ۔ شہادت حضرت زید بن حارثہؓ وحضرت جعفر طیارؓ وحضرت عبداللہ بن رواحہؓ وفات سیدہ زینب بنتِ رسولؐ (مدینہ طیبہ) حرمت متع۔ شہادت حضرت ایمنؓ (حنین) ولادت حضرت محمد بن ابی بکر صدیقؓ (ذوالحلیفہ) شہداء جنگ موتہ تیرہ ہیں۔

۹ ہجری/۳۱-۶۳۰ء

وفات حضرت سیدہ ام کلثومؓ بنت رسول (مدینہ طیبہ) فرضیت حج حضرت ابوبکر صدیقؓ امیر الحج۔ آیت ربا۔ غزوۂ تبوک۔

۱۰ ہجری/۶۳۱ء

وفات ربیع الاوّل حضرت ابراہیمؓ بن رسول اللہ (مدینہ طیبہ) حجۃ الوداع۔

۱۱ ہجری/۶۳۲ء

وصال نبی صلی اللہ علیہ وسلم آغازِ خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ وفات سیدہ فاطمۃ الزہرائؓ (مدینہ طیبہ) ۱۲ھ وفات۔ حضرت ابوالعاصؓ (دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم) وحضرت ابوحذیفہؓ۔

۱۳ ہجری/۶۳۴ء

وفات حضرت ابو بکر صدیقؓ۔ خلافت حضرت عمرِ فاروقؓ شہادت حضرت فضل بن عباسؓ۔ واقعہ یرموک۔ شہادت حضرت عکرمہؓ بن ابو جہل (یرموک) معزولی حضرت خالد بن ولیدؓ۔

۱۴ ہجری/۶۳۵ء

فتح دمشق۔ بعلبک۔ حمص وانطاکیہ۔ حضرت تمیم داریؓ نے مسجد نبوی میں چراغ روشن کیا۔

۱۵ ہجری/۶۳۶ء

جنگ قادسیہ۔ شہادت حضرت عبداللہ بن عمرؓ (اُمِ مکتومؓ)

۱۶ ہجری/۶۳۷ء

وفات اُمّ المومنین حضرت ماریہ قبطیہؓ (مدینہ طیبہ) تعمیر بصرہ وکوفہ۔ فتح بیت المقدس۔

۱۸ ہجری/۶۳۹ء

وفات ام المومنین حضرت سودہؓ (مدینہ) حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ ومعاذ بن جبلؓ (عمواس) وحضرت ابو بن کعب انصاریؓ (مدینہ) ولادت حضرت محمد ابن الحنفیہؓ۔ ملک شام میں مرض طاعون سے پچیس ہزار آدمی لقمۂ اجل ہوئے۔

۲۰ ہجری/۶۴۱ء

وفات اُمّ المومنین حضرت زینب بنتِ جحشؓ وحضرت صفیہ بنت سردار عبدالمطلبؓ وحضرت بلالؓ (دمشق)

۲۱ ہجری/۶۴۲ء

وفات حضرت خالد بن ولیدؓ (حمص) دورِ خلافت حضرت عمر فاروقؓ مصر فتح ہوا۔ فتح نہاوند۔ ولادت خواجہ حسن بصریؒ (مدینہ طیبہ) فتح جرجان۔ طبرستان بیغاء ایران اور روسی علاقوں پر قبضہ۔

۲۲ ہجری/۶۴۳ء

فتح اندلس۔ کرمان۔ ہرات۔ مرو۔ بلخ۔ خراسان۔ سندھ بلوچستان کے علاقوں پر قبضہ۔ ولادت حضرت عامر بن شرجیل الشعبیؒ۔

۲۳ ہجری/۶۴۴ء

شہادتِ عمر فاروقؓ۔ خلافت حضرت عثمانِ غنیؓ وفات حضرت ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلبؓ۔

۲۵ ہجری/۶۴۶ء

وفات حضرت نوفل بن حارث بن عبدالمطلبؓ وحضرت ابوسفیان بن حارثؓ۔ پیدائش یزید اوّل وعبدالملک بن مروان۔

۲۸ ہجری/۶۴۸ء

فتوحاتِ افریقہ۔ قبرص۔ آذربائیجان وغیرہ۔ وفات حضرت اُمِ ایمنؓ دورِ خلافت حضرت عثمانِ غنیؓ۔

۳۲ ہجری/۶۳۵ء

وفات حضرت عباسؓ وحضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ وحضرت عبداللہ بن مسعودؓ وحضرت ابوذر غفاریؓ وحضرت ابودرداءؓ۔ ایران میں اسلامی سلطنت کا قیام۔

۳۴ ہجری/۶۵۵ء

وفات حضرت ابوسفیان بن حربؓ (مدینہ طیبہ) وحضرت عبادہ بن الصامتؓ (بیت المقدس)

۳۵ ہجری/۶۵۶ء

شہادت حضرت عثمانِ غنیؓ (مدینہ طیبہ) خلافت حضرت علی المرتضیٰؓ۔ شہادت حضرت عبدالرحمٰنؓ وحضرت معبدؓ بن حضرت عباسؓ (افریقہ) وفات حضرت ابوطلحہ بن عبیداللہ القرشیؓ (بصرہ) وحضرت عامرؓ وحضرت مسطع بن اثاثہؓ۔

۳۶ ہجری/۶۵۶ء

وفات حضرت سلیمان فارسیؓ (مدائن بصرہ) پیدائش ۴۰۵ء ایران اصفہان واقعہ جنگ جمل (بصرہ) ولادت حضرت امام قاسم بن محمد بن ابو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت میں چار بڑے فتنے ہوں گے آخری فتنہ گانوں کا ہوگا۔ (ابوداؤد)

بکر صدیقؓ وفات حضرت زبیر بن عوام عشرہ مبشرہ (سفوان)

۳۷ہجری/ ۶۵۷ء

واقعہ صفین (فرات) عہد نامہ کی تکمیل۔ وفات حضرت اویس قرنیؒ (یمن) وحضرت عمار بن یاسرؓ (صفین)

۳۸ہجری/ ۶۵۸ء

ولادت حضرت امام زین العابدین (مدینہ طیبہ) قتل حضرت محمد بن ابی بکر صدیقؓ (مصر)

۴۰ہجری/ ۶۶۰ء

شہادت حضرت علی مرتضیٰؓ (کوفہ مسجد) خلافت حضرت حسنؓ۔ اعلانِ خلافت حضرت امیر معاویہؓ (کوفہ) وفات حضرت اسماء بنت عمیسؓ و حضرت تمیم داریؓ (فلسطین) وحضرت ابوقتادہ انصاریؓ۔ (کوفہ)

۴۲ہجری/ ۶۶۲ء

وفات ام المومنین حضرت حفصہؓ (مدینہ طیبہ) پیدائش حجاج بن یوسف (طائف)

۴۲ہجری/ ۶۶۲ء

وفات حضرت عقیل بن ابی طالبؓ وحضرت عمرو بن العاص القرشیؓ (مصر) ۴۳ھ میں پیدائش معاویہ بن یزید۔

۴۴ہجری/ ۶۶۴ء

وفات ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ (مدینہ طیبہ) فتح کابل

۴۵ہجری/ ۶۶۵ء

پیدائش حضرت سعید بن الجبیرؒ۔ وفات حضرت زید بن ثابت انصاریؓ (مدینہ طیبہ) شہادت حضرت قثم بن عباسؓ وحضرت سعید بن عثمانِ غنیؓ (سمرقند) وفات حضرت عدی بن حاتمؓ۔

۴۸ہجری/ ۶۶۸ء

پیدائش ولید بن عبدالملک

۴۹ہجری/ ۶۶۹ء

شہادت حضرت حسنؓ (از زہر مدینہ طیبہ)

۵۰ہجری/ ۶۷۰ء

وفات اُم المومنین حضرت صفیہؓ۔ (مدینہ طیبہ) پیدائش حضرت ابوبکر محمد بن مسلم (امام زہریؒ) وفات حضرت کعب بن مالک الانصاریؓ و حضرت مغیرہ بن شعبہؓ (کوفہ)

۵۱ہجری/ ۶۷۱ء

وفات حضرت میمونہؓ ام المومنین مقام سرف (مکہ معظمہ) وحضرت سعید بن زیدؓ عشرہ مبشرہ وحضرت ابوموسیٰ اشعریؓ۔ ۵۳ھ وفات حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ (مکہ معظمہ) دورِ خلافت امیر معاویہؓ مسجد میں محراب اور مینار کا اضافہ کیا گیا۔ اور جمعہ کا خطبہ منبر پر بیٹھ کر پڑھا جانے لگا۔

۵۴ہجری/ ۶۷۴ء

وفات حضرت اسامہ بن زیدؓ (مدینہ طیبہ) وحضرت ابوایوب انصاریؓ (قسطنطنیہ) فتوحات سمرقند و بخارا وفات حضرت جریر بن عبداللہ البجلیؓ (قرقیسیا) وفات حضرت ثوبانؓ (حمص شام) وحضرت عمرو بن حزمؓ (مدینہ طیبہ) وحضرت عمران بن حصینؓ وحضرت فضالۃ بن عبید اللہ الانصاریؓ و حضرت کعب بن عمرو الانصاریؓ وحضرت ہشام بن حکیم بن حزام القرشیؓ۔

۵۵ھ/ ۶۷۵ء

وفات حضرت سعد بن ابی وقاصؓ عشرہ مبشرہ (مقامِ عتیق مرقد مدینہ منورہ)

۵۶ھ/ ۶۷۶ء

وفات ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ وحضرت جویریہؓ (مدینہ طیبہ)

۵۸ھ/ ۶۷۸ء

وفات حضرت عبیداللہ بن عباسؓ ولادت حضرت امام محمد باقرؒ (مدینہ) وفات حضرت حسان بن ثابتؓ وحضرت حکیم بن حزامؓ۔

۵۹ھ/ ۶۷۹ء

وفات ام المومنین حضرت ام سلمہؓ (مدینہ) وحضرت ابومحذورہؓ موذن مکہ معظمہ وحضرت ابوہریرہؓ (مدینہ طیبہ)

۶۰ھ/ ۶۸۰ء

وفات حضرت امیر معاویہؓ (دمشق) شہادت حضرت مسلم بن عقیلؓ (کوفہ) خلافت یزید بن معاویہ پیدائش سلیمان بن عبدالملک۔

۶۱ھ/ ۶۸۰ء

واقعہ کربلا ۱۰ محرم مطابق ۱۰ اکتوبر شہادت حضرت حسینؓ واصحاب۔

۶۲ھ/ ۶۸۱ء

وفات سیدہ زینب بنت علیؓ (دمشق) فتح خوارزم وسمرقند واقعہ حرہ میں (۳۰۶) مہاجرو انصار جلیل القدر اصحابی شہید کیے گئے۔ ولادت حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (حلوان مصر)

۶۴ھ/ ۶۸۳ء

وفات یزید بن معاویہ خلافت معاویہ بن یزید و وفات ترمیم کعبہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ (احمد)

خلافت مروان بن الحکم۔

۶۵ھ/ ۶۸۵ء

خلافت عبدالمالک بن مروان، وفات مروان بن الحکم (دمشق) و حضرت زید بن ارقمؓ وحضرت جابر بن سمرہ عامریؓ کوفہ ۶۷ھ عبیداللہ بن زیاد میدان جنگ میں قتل ہوا۔

۶۸ھ/ ۶۸۸ء

وفات حضرت عبداللہ بن عباسؓ (طائف) وحضرت عدی بن حاتمؓ (کوفہ) خلافت مختار ثقفی اس نے شمر عمرو بن سعد اوراس کے دو بیٹوں اور حرمل کو قتل کروادیا۔

۷۰ھ/۶۹۰ء

پیدائش یزید بن عبدالملک وہشام بن عبدالملک ۷۲ھ پیدائش مروان الحمار (جزیرہ)

۷۳ھ/۶۹۲ء

شہادت حضرت عبداللہ بن زبیرؓ (مکہ معظمہ) وفات حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ (مکہ معظمہ) کعبہ کی تعمیر نو حجاج بن یوسف وفات حضرت عبداللہ بن عمرؓ (مکہ معظمہ)

۷۴ھ/۶۹۳ء

وفات حضرت جابر بن عبداللہؓ (مدینہ) وحضرت سلمہ بن اکوعؓ (مدینہ طیبہ)

۸۱ھ و۸۲ھ/۷۰۰ء

پیدائش حضرت امام ابوحنیفہؒ۔ وفات حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ و حضرت ابوسعید خدریؓ وحضرت محمد ابن الحنفیہؒ وحضرت قاضی شریحؒ وحضرت صہیب رومیؓ (مدینہ)

۸۳ھ/۷۰۲ء

ولادت حضرت امام جعفر صادقؒ وفات حضرت عمرو بن ابوسلمہ عبداللہؓ ۸۵ھ پیدائش یزید ناقص وفات حضرت واثلہ بن اسقعؓ۔

۸۶ھ/۷۰۵ء

وفات خلیفہ عبدالملک بن مروان و۸۷ھ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ خلافت ولید بن عبدالملک ۹۰ھ پیدائش ولید ثانی بن یزید، ۹۱ھ وفات حضرت سہیل بن سعد السعدیؓ (مدینہ) تسخیر ماوراء النہر، روم، صاغان وغیرہ۔۹۲ھ وفات حضرت انس بن مالکؓ۔

۹۳ھ/۷۱۲ء

۳۰ اپریل حضرت طارق بن زیادؒ ہسپانیہ کے ساحل پر اترے اور کشتیوں کو آگ لگادی۔ فتح اندلس، حضرت عمادالدین محمد بن قاسم کا سندھ پر حملہ اور فتح سندھ۔

۹۵ھ/۷۱۴ء

شہادت حضرت زین العابدین وحضرت سعید بن جبیرؒ پیدائش حضرت امام مالکؒ وخلیفہ منصور ابوجعفر عبداللہ ورابعہؒ بصری، فتح موقان و مدینۃ الباب، وفات حجاج بن یوسف (واسط)

۹۶ھ/۷۱۵ء

وفات خلیفہ ولید، خلافت سلیمان، چین اور کاشغر پر حملہ۔

۹۷ھ/۷۱۶ء

خلیفہ سلیمان نے گانے بجانے پر پابندی لگادی اور نماز بروقت پڑھنے کا حکم دیا۔

۹۹ھ/۷۱۸ء

شہادت محمد بن قاسمؒ وفات سلیمان بن عبدالملک۔ پیدائش حضرت امام سفیان ثوریؒ خلافت حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

۱۰۱ھ/۷۲۰ء

شہادت عمر بن عبدالعزیزؒ (حمص) خلافت یزید ثانی بن عبدالملک، ۱۰۲ھ وفات حضرت ابوطفیل، عامر بن واثلہؓ (مکہ معظمہ)

۱۰۵ھ/۷۲۴ء

وفات یزید ثانی، خلافت ہشام بن عبدالملک، فتح قونیہ (مروان الحمار) وفات حضرت عامر بن شرحبیل الشعبیؒ

۱۰۷ھ/۷۲۶ء

فتح قیساریہ۔

۱۰۸ھ/۷۲۷ء

وفات امام قاسم بن محمد ابی بکر صدیقؒ (مدینہ) پیدائش سفاح عبداللہ (مقام حمیمہ)

۱۱۰ھ/۷۲۸ء

وفات حضرت خواجہ حسن بصریؒ۔ جنگ ارض روم

۱۱۱ھ/۷۲۹ء

ولادت حضرت امام ابو یوسف (کوفہ) ۱۱۲ھ میں خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے قیصریہ اور حجرہ فتح کیا۔

۱۱۴ھ/۷۳۲ء

وفات حضرت امام باقرؒ ۱۱۸ھ پیدائش حضرت عبداللہ بن مبارکؒ (مرو) ۱۲۱ھ حضرت زید الشہید تیر سے شہید ہوئے اوران کا بیٹا یحییٰ بعمر ۱۸ سال شہید ہوا۔

۱۲۴ھ/۷۴۳ء

وفات حضرت ابوبکر محمد امام زہریؒ۔

۱۲۵ھ/۷۴۳ء

وفات خلیفہ ہشام' خلافت ولید ثانی ۱۲۶ھ قتل ولید ثانی۔

۱۲۶ھ/۷۴۴ء

خلافت یزید ناقص' خلافت ابراہیم' خلافت مروان ثانی' وفات یزید ناقص' قتل ابراہیم ومروان ثانی۔

۱۲۷ھ پیدائش مہدی ابوعبداللہ محمد (اہواز) خلیفہ یزید ناقص نے گانے بجانے اور شراب پر پابندی لگادی۔

۱۲۹ھ/۷۴۷ء

ولادت حضرت امام موسیٰ کاظمؒ وطبیب جالینوس' ابومسلم خراسانی کا اعلان بغاوت' فتنہ اباضیہ

۱۳۲ھ/۷۴۹ء

خلافت عباسیہ (ابوعباس السفاح) کا آغاز' ۱۳۵ھ میں وفات حضرت حسین ذی الدمعۃؒ۔ خلیفہ مروان الحمار قتل ہوا (بوسیر)

۱۳۶ھ/۷۵۲ء

وفات عبداللہ سفاح بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ (کوفہ)

۱۳۷ھ/۷۵۴ء

خلافت المنصور عباسی' جنگ نصیبین' عبدالرحمٰن الداخل سپین پہنچا اور اموی حکومت کی بنیاد رکھی۔

۱۴۰ھ/۷۵۷ء

خلیفہ المنصور عباسی نے شہر بغداد کی بنیاد رکھی۔ ۱۴۹ھ میں تعمیر مکمل ہوئی۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کو قید کیا گیا۔

۱۴۸ھ/۷۶۵ء

وفات حضرت امام جعفر صادقؒ (مدینہ) وابن ابی لیلیٰؒ پیدائش خلیفہ ہارون الرشید وخلیفہ الہادی عباسی۔

۱۵۰ھ/۷۶۷ء

وفات حضرت امام ابوحنیفہؒ وابن اسحاقؒ (بغداد) پیدائش حضرت امام شافعیؒ استادسیس کا دعویٰ

۱۵۲ھ/۷۶۹ء

پیدائش حضرت امام علی رضاؒ (مدینہ طیبہ)

۱۵۳ھ/۷۷۰ء

افریقہ میں اباضیوں کے خلاف زبردست مہم

۱۵۶ھ/۷۷۳ء

وفات حضرت امام اوزاعیؒ وحضرت خواجہ حبیب عجمیؒ (بصرہ)

۱۵۸ھ/۷۷۵ء

وفات خلیفہ المنصور عباسی (مقام بطن) خلیفہ کے حکم سے عباد بن کثیر اور امام ثوری کا قتل

۱۵۹ھ/۷۷۶ء

خلافت مہدی' حکیم مقنع نے دعویٰ خدائی کیا۔ مصنوعی چاند نکالا اور خودکشی کرلی۔

۱۶۱ھ/۷۷۸ء

مسجد نبوی میں توسیع' وفات حضرت امام سفیان ثوریؒ (بصرہ) وخواجہ داؤد طائیؒ بغداد۔

۱۶۲ھ/۷۷۹ء

وفات ابراہیمؒ وقاضی ابوبکر بن ابی سیرہؒ مہدی نے مکہ معظمہ میں سڑکیں وعالیشان عمارتیں اور حوض بنوائے۔

۱۶۴ھ/۷۸۱ء

پیدائش حضرت امام احمد بن حنبلؒ (بغداد) ومحاسبی ابوعبداللہ شافعی فقیہ بصرہ۔

۱۶۶ھ/۷۸۲ء

تعمیر مسجد الحرام' ۷۸۵ء خلافت الہادی وفات خلیفہ مہدی عباسی' پیدائش ابن سعدؒ (بصرہ)

۱۷۰ھ/۷۸۶ء

خلافت ہارون الرشید وفات خلیفہ الہادی عباسی' پیدائش خلیفہ مامون الرشید (موجد پولو) ۱۷۱ھ پیدائش امین الرشید۔

۱۷۲ھ/۷۸۸ء

وفات خلیفہ عبدالرحمٰن سپین' خلافت ہشام اول۔

۱۷۶ھ/۷۹۲ء

وفات خواجہ ابوالفضل عبدالواحدؒ۔ فتح ارض روم

۱۷۸ھ/۷۹۴ء

عباسی خلافت میں یحییٰ برمکی کی وزارت اور کلی اختیارات۔ ۱۷۹ھ پیدائش حضرت ابراہیم بن ادہم (مکہ معظمہ) والمعتصم باللہ (کوفہ)

۱۸۰ھ/۷۹۶ء

وفات خلیفہ ہشام اول وحضرت امام مالکؒ وحماد بصریؒ وحضرت عبداللہ بن مبارکؒ (مدینہ) ۱۸۱ھ پیدائش امام داری' سمرقند دارم۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال زمین میں چالیس سال تک رہے گا۔ (رموز الحقائق)

۱۸۳ھ/ ۷۹۹ء

وفات حضرت امام موسیٰ کاظمؒ وامام ابو یوسفؒ ۱۸۵ھ وفات حضرت رابعہ بصریؒ

۱۸۷ھ/ ۸۰۳ء

ولادت حضرت بایزید بسطامیؒ وفات خواجہ فضیل بن عیاضؒ جعفر برمکی کے قتل سے برامکہ کا زوال خلیفہ ہارون الرشید نے شہنشاہ روما (نقفور) کو خط لکھا۔

۱۹۰ھ/ ۸۰۵ء

وفات یحییٰ برمکی وحضرت امام شیبانیؒ خلیفہ ہارون الرشید کی فتوحات روم۔

۱۹۳ھ/ ۸۰۸ء

وفات خلیفہ ہارون الرشید خلافت امین الرشید ۱۹۴ھ ولادت حضرت امام بخاریؒ (بخارا) وحضرت امام محمد الجوادؒ ۱۹٦ھ پیدائش واثق باللہ خلیفہ عباسی۔

۱۹۸ھ/ ۸۱۳ء

قتل خلیفہ امین الرشید خلافت مامون الرشید (خراسان) (قرآن مجید مخلوق ہے)

۲۰۰ھ/ ۸۱۵ء

پیدائش امام ابوداؤد سجستانی ۲۰۲ھ پیدائش حضرت امام مسلمؒ (نیشاپور) وفات خواجہ معروف کرخیؒ (بغداد)

۲۰۳ھ/ ۸۱۸ء

شہادت امام علی رضاؒ وفات مشہور طبیب جالینوس

۲۰۴ھ/ ۸۱۹ء

ابتدائے دولت عثمانیہ وفات حضرت امام شافعیؒ (مصر)

۲۰۵ھ/ ۸۲۰ء

بنیاد دولت طاہریہ ۲۰۷ھ پیدائش المتوکل علی اللہ جعفر عباسی۔

۲۰۹ھ/ ۸۲۴ء

پیدائش حضرت امام ترمذی (ترمذ) وحضرت امام ابن ماجہ (ایران) ۲۱۰ھ پیدائش المہتدی باللہ عباسی۔

۲۱۲ھ/ ۸۲۷ء

ولادت امام علی نقیؒ۔ فتنہ خلق القرآن۔ ۲۱۵ھ ولادت ابوعبدالرحمٰن احمد (امام نسائی) خراسان۔

۲۱۸ھ/ ۸۳۳ء

وفات عبدالملک بن ہشامؒ وخلیفہ مامون الرشید (رقہ) خلافت المعتصم باللہ۔

۲۲۱ھ/ ۸۳٦ء

شہادت امام محمد الجوادؒ المعتصم نے سرمن رائے شہر آباد کیا اور دارالخلافہ بنایا۔ پیدائش مستعین باللہ خلیفہ

۲۲۳ھ/ ۸۳۷ء

بابک خرمی کا قتل ۲۲۷ھ وفات خلیفہ معتصم باللہ ۲۲۹ھ پیدائش المعتمد علی اللہ۔

۲۳۰ھ/ ۸۴۴ء

خلیفہ واثق باللہ کی تخت نشینی پیدائش حضرت جنید بغدادی وفات ابن سعدؒ (بغداد)

۲۳۲ھ/ ۸۴۷ء

وفات خلیفہ واثق باللہ خلافت المتوکل ولادت حضرت امام حسن عسکریؒ (مدینہ) پیدائش ابن جریر طبری طبرستان وفات ابن معینؒ پیدائش المعتز باللہ

۲۳۸ھ/ ۸۵۲ء

وفات عبدالرحمٰن ثانی سپین حکومت محمد اول ۸۵۴ء سندھ میں حکومت ہباری ۲۳۹ھ پیدائش حضرت امام طحاویؒ (مصر)

۲۴۱ھ/ ۸۵۵ء

وفات حضرت امام احمد بن حنبلؒ۔ مصر کے موضع سویدا میں دس دس پونڈ پتھروں کی بارش ۲۴۲ھ پیدائش معتضد باللہ عباسی وفات محاسبی ابو عبداللہ شافعی فقیہ بغداد۔

۲۴۴ھ/ ۸۵۸ء

ولادت حضرت حسین بن منصور حلاج (فارس بیضاء)

۲۴۵ھ/ ۸۵۹ء

وفات حضرت خواجہ ذوالنون مصریؒ

۲۴۷ھ/ ۸٦۱ء

قتل خلیفہ متوکل عباسی خلافت المنتصر عباسی پیدائش حضرت ابوبکر شبلی

۲۴۸ھ/ ۸٦۲ء

وفات خلیفہ المنتصر عباسی خلافت المستعین عباسی ۲۵۰ھ پیدائش علامہ ابوجعفر محمد کلینی ایران۔

۲۵۲ھ/ ۸٦٦ء

قتل خلیفہ المستعین عباسی خلافت المعتز عباسی اس نے گھوڑوں کو سونے کے زیور پہنائے اور سونے کا تاج بنوایا۔

۲۵۴ھ/ ۸٦۸ء

دولت طولونیہ دولت صفاریہ ایران کی ابتداء وفات خواجہ ابوالحسن سری سقطیؒ بغداد۔

۲۵۵ھ/ ۸٦۹ء

قتل خلیفہ المعتز عباسی خلافت المہتدی عباسی وفات حضرت امام علی

نقیؒ وعلامہ دارمی وامام عتبیؒ ولادت محمد الہدی بن امام حسن عسکریؒ (سرمن رای) وفات حضرت ابواسحٰق حربیؒ۔

۲۵۶ھ/۸۷۰ء

قتل المہتدی عباسی، خلافت المعتمد عباسی، وفات حضرت امام بخاریؒ وابن عبدالحکمؒ (فسطاط)

۲۵۹ھ/۸۷۳ء

پہلے مسلمان سائنس دان الکندی کی وفات، شہادت از زہر حضرت امام حسن عسکریؒ (سرمن رای)

۲۶۱ھ/۸۷۵ء

وفات حضرت امام مسلمؒ وحضرت بایزید بسطامیؒ (بسطام)

۲۶۲ھ/۸۷۶ء

وفات خواجہ سلطان ابراہیم بن ادھم (شام) ۲۶۴ھ پیدائش المکتفی باللہ

۲۶۸ھ/۸۸۲ء

فوات احمد بن طولون، ۲۷۰ھ وفات خواجہ حذیفہ مرعشیؒ (مرعش)

۲۷۳ھ/۸۸۶ء

وفات محمد اندلسیؒ حکومت منذر اموی، وفات حضرت امام ابن ماجہؒ (قزوین رمضان)

۲۷۵ھ/۸۸۸ء

وفات المنذر، حکومت عبداللہ اموی، وفات حضرت امام ابوداؤدؒ (بصرہ) وابن قتیبہؒ۔ ۲۷۹ھ وفات خلیفہ المعتمد علی اللہ۔

۲۷۸ھ/۸۹۱ء

قرامطہ کی بغاوت، وفات الموفق عباسی، دریائے نیل خشک ہوگیا۔

۲۷۹ھ/۸۹۲ء

وفات خلیفہ المعتمد، خلافت المعتضد، وفات امام ترمذی ۲۸۲ھ پیدائش المقتدر باللہ، ۲۸۷ھ وفات خواجہ امین الدین ابی ہبیرہ بصریؒ و پیدائش قاہر باللہ عباسی۔

۲۸۹ھ/۹۰۲ء

وفات خلیفہ المعتضد، خلافت المکتفی، ۲۹۲ھ پیدائش خلیفہ المستکفی باللہ، دریائے دجلہ میں سیلاب آیا جس کی وجہ سے بغداد ویران ہوگیا۔ سیلاب کا پانی ۲۱ گز اونچا تھا۔

۲۹۵ھ/۹۰۸ء

وفات خلیفہ المکتفی، خلافت المقتدر، ۲۹۶ھ ابتدائے دولت فاطمیہ ۲۹۷ پیدائش راضی باللہ ومتقی باللہ۔

۲۹۸ھ/۹۱۱ء

وفات حضرت ابوالقاسم جنید بغدادیؒ ۲۹۹ھ خلافت عبدالرحمٰن ناصر اندلسی وفات خواجہ محمد ممشاد علی دینوریؒ

۳۰۱ھ/۹۱۴ء

حضرت منصور حلاج کا دعویٰ "اناالحق" اور گرفتاری۔ پیدائش مطیع اللہ عباسی۔

۳۰۳ھ/۹۱۵ء

وفات حضرت امام نسائیؒ (مکہ معظمہ) ۱۳ صفر ۳۰۵ھ پیدائش امام دارقطنی (بغداد)۔

۳۰۹ھ/۲۲-۹۲۱ء

مصر پر عباسیوں کا قبضہ، حضرت منصور حلاج کا قتل ۱۸ ذیقعد (بغداد)

۳۱۱ھ/۹۲۳ء

وفات مشہور مورخ طبری (بغداد) محمد بن زکریا الرازیؒ۔ قرامطہ نے حاجیوں کا قتل عام کیا۔

۳۱۷ھ/۹۲۹ء

وفات ابوالقاسم البغویؒ قرامطیوں نے مکہ معظمہ میں قتل عام کیا اور حجراسود کو نکال کر لے گئے۔ بیس سال تک اس کے پاس رہا۔

۳۲۰ھ/۹۳۲ء

قتل خلیفہ المقتدر، خلافت القاہر بغدادی ۳۲۱ھ وفات امام الطحاویؒ (قرافہ)

۳۲۲ھ/۹۳۴ء

معزول خلیفہ القاہر، خلافت الراضی، وفات حضرت ابوالحسن اشعریؒ

۳۲۹ھ/۹۴۰ء

وفات خلیفہ الراضی خلافت ابراہیم المتقی، ۳۳۰ھ بغداد میں سخت قحط پڑا۔ وفات حضرت ابواسحٰق شامی چشتیؒ (شام) وفات علامہ ابوجعفر محمد کلینی مصنف الکافی، متی بن یوسف مشہور فلسفی اور طبیب حاذق (بغداد)

۳۳۳ھ/۹۴۴ء

معزول خلیفہ المتقی، خلافت المستکفی

۳۳۴ھ/۹۴۵ء

قتل المستکفی، خلافت المطیع ۹۴۹ بغداد میں شیعہ سنی فسادات وفات حضرت ابوبکر شبلیؒ بغداد

۳۳۹ھ/۹۵۰ء

حجراسود واپس مکہ معظمہ لایا گیا، وفات ابونصر فارابی وخلیفہ قاہر باللہ ومستکفی باللہ۔

۳۴۷ھ/ ۹۵۸ء

عراق اور شام پر روسیوں کا حملہ، وفات مشہور مورخ مسعودیؒ۔

۳۴۹ھ/ ۹۶۰ء

کثیر تعداد میں ترکوں کا قبول اسلام، معز الدولہ نے بغداد کی بہت سی مساجد بند کرادیں۔

۳۵۰ھ/ ۹۶۱ء

وفات خلیفہ عبدالرحمٰن ناصر، خلافت مستنصر الاموی، وفات ابن حوقلؒ ولادت خواجہ ابوالحسن علی خرقانیؒ

۳۵۲ھ/ ۹۶۳ء

نوحہ، ماتم اور مراسم محرم کی ابتداء، عید غدیر کی ابتدا، غزنہ پر الپتگین کا قبضہ ۳۵۵ھ وفات ابوالحاتم بن حبانؒ (سیسان)

۳۵۶ھ/ ۹۶۶ء

سرکاری طور پر ماتم کروایا گیا، قتل ابوالفرج اصفہانی وفات خواجہ ابو احمد ابدالی چشتیؒ

۳۵۷ھ/ ۹۶۷ء

وفات خلیفہ المتقی قید، عراق اور شام میں بدامنی، ۹۷۱ء پیدائش سلطان محمود غزنوی ۱۲ اکتوبر۔

۳۶۱ھ/ ۹۷۲ء

مصر میں جامعہ ازہر کی عمارت مکمل، ۳۶۴ھ وفات خلیفہ مطیع اللہ (مقام واسط) ۳۶۲ھ پیدائش البیرونی (خوارزم) ۳۶۸ھ پیدائش ابن عبدالبر (قرطبہ) و ابن سینا۔

۳۶۶ھ/ ۹۷۶ء

وفات خلیفہ المستنصر، خلافت ہشام ثانی الاموی، ۳۷۶ھ پیدائش حضرت ابوالقاسم عبدالکریم امام قشیری، ۳۷۴ھ (خراسان) پیدائش ابن حزم (قرطبہ) و خواجہ ابو یوسف چشتی (چشت)

۳۷۸ھ/ ۹۸۸ء

بغداد میں دنیا کی سب سے بڑی رسدگاہ تعمیر ہوئی، وفات حضرت ابو نصر سراج صوفیؒ۔

۳۸۰ھ/ ۹۹۰ء

ہندوستان میں راجہ جے پال اور سبکتگین کی پہلی جنگ، ۳۸۴ھ پیدائش ابوبکر احمد بن حسین امام بیہقی (شعبان، نیشاپور، بیہق)

۳۸۵ھ/ ۹۹۵ء

وفات امام دارقطنیؒ۔ ۹۹۷ء وفات سلطان سبکتگین الپتگین کا غلام اور داماد

۳۸۹ھ/ ۹۹۹ء

سلطان محمود غزنوی کی تخت نشینی، ۳۹۰ھ پیدائش حضرت ابوبکر احمد خطیب بغدادی، ۳۹۱ھ وفات ماہر فلکیات ابومحمود حامد بن خضر خجندی۔

۳۹۵ھ/ ۱۰۰۵ء

سلطان محمود غزنوی کا ملتان پر حملہ

۳۹۷ھ/ ۱۰۰۷ء

بغداد میں فسادات، وفات ابونصر کلاباذی، سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان پر حملے۔

۳۹۹ھ/ ۱۰۰۸ء

سلطان محمود غزنوی کا انند پال پر حملہ، معزول خلیفہ ہشام ثانی خلافت محمد مہدی الاموی۔

۴۰۰ھ/ ۱۰۰۹ء

سلطان محمود کا نگر کوٹ پر حملہ، خلافت دوبارہ مستعین، خلافت دوبارہ محمد مہدی، خلافت ہشام دوبارہ، ولادت مخدوم علی ہجویری (افغانستان)

۴۰۱ھ/ ۱۰۱۱ء

سندھ میں سومرہ حکومت، سلطان محمود غزنوی کا ملتان پر قبضہ۔

۴۰۴ھ/ ۱۰۱۴ء

خلیفہ الحاکم فاطمی نے بے پردہ عورتوں کو قتل کروا کر دریا میں پھینکوا دیا۔ پیدائش خواجہ ابوالحسن علی ہنکاری۔

۴۰۸ھ/ ۱۰۱۸ء

خلافت عبدالرحمٰن الرابع اندلس، ۱۰۲۱ء حکومت الظاہر فاطمی، وفات خواجہ ابومحمد ابدال چشتیؒ ۴۰۸ھ وفات خواجہ ابوالفضل عبدالواحد تمیمیؒ بغداد و خواجہ ابوالفرح محمد طرطوسیؒ۔

۴۱۳ھ/ ۱۰۲۲ء

ایک مصری باطنی نے حجر اسود کو ہتھوڑا مار کر توڑ دیا۔

۴۱۴ھ/ ۱۰۲۳ء

خلافت عبدالرحمٰن الخامس، خلافت محمد المستکفی (اندلس)

۴۱۶ھ/ ۱۰۲۵ء

سلطان محمود غزنوی نے سومنات کو توڑا، ۴۱۸ھ خلافت ہشام ثالث (اندلس)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلامتی آدمی کی فتنہ (کے زمانہ) میں یہ ہے کہ اپنے گھر کو لپٹا رہے (یعنی بلاضرورت اختلاط چھوڑ دے) (کنز)

۴۲۱ھ/۱۰۳۰ء

وفات سلطان محمود غزنویؒ تخت نشینی مسعود غزنوی اندلس میں طوائف الملوکی کا آغاز' وفات مشہور مورخ ابن مسکویہ۔ ۴۲۵ھ وفات حضرت ابوالحسن علی خرقانیؒ (خرقان)

۴۲۸ھ/۱۰۳۷ء

وفات حضرت ابوبکر اصفہانیؒ وابن سیناؒ' ۴۲۹ھ ال سلجوق کی ابتداء (رکن الدین) ۴۳۰ھ پیدائش خواجہ مودود چشت (چشت) وفات حضرت ابونعیم اصفہانی۔

۴۳۳ھ/۱۰۴۱ء

تخت نشینی مودود غزنوی' ۴۴۰ھ مراکش اور الجیریا میں دوبارہ خطبہ عباسی' ۴۴۰ھ وفات مشہور مورخ وسائنس دان البیرونیؒ ومودود غزنوی ۲۲ دسمبر' پیدائش ابویعقوب یوسف ہمدانی۔

۴۴۱ھ/۱۰۴۹ء

ولادت شیخ ابونصر جام (نامق) ۴۴۵ھ پیدائش امام غزالیؒ ۴۵۱ھ فتنہ و قتل بساسیری' ۴۵۲ھ پیدائش ابوالحسن زرین' ۱۰۵۴ء پیدائش مشہور شاعر ابومحمد قاسم بن علی حریری بصرہ۔

۴۵۸ھ/۱۰۶۶ء

مدرسہ نظامیہ بغداد کی ابتداء' الپ ارسلان کی حکومت وفات حضرت ابن حزمؒ وخواجہ ابویوسف چشتیؒ (چشت) وامام بیہقی (نیشاپور)

۴۶۱ھ/۱۰۶۹ء

جامعہ دمشق میں آتشزدگی' وفات خطیب البغدادیؒ۔ پیدائش حضرت سید یوسف گردیزی' ۴۶۲ھ وفات ابن عبدالبرؒ (مقام شاطبہ)

۴۶۵ھ/۱۰۷۲ء

الپ ارسلان کا انتقال اور حکومت ملک شاہ سلجوق' وفات حضرت خواجہ علی ہجویریؒ (لاہور) وابوالقاسم عبدالکریم حضرت امام قشیریؒ (نیشاپور)

۴۷۱ھ/۱۰۷۸ء

ولادت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (ایران نیف)

۴۷۸ھ/۱۰۸۵ء

طلیطلہ پر عیسائیوں کا قبضہ' وفات امام الحرمین الجوینیؒ

۴۷۹ھ/۱۰۸۶ء

حرمین میں عباسیوں کا خطبہ' عیسائیوں پر یوسف بن تاشفین کی فتح' وفات شیخ ابوالحسن ہنکاری۔

۴۸۵ھ/۱۰۹۲ء

شہادت نظام الملک وزیر' وفات ملک شاہ سلجوقی ۴۸۷ھ وفات خلیفہ مقتدی بامراللہ' ۴۹۰ھ پیدائش شیخ ابونجیب وجیہہ الدین سہروردی زنجان وفات شاہ عبداللہ حسنی سندھ۔

۴۹۱ھ/۱۰۹۸ء

انطاکیہ اور حمص پر صلیبی قبضہ' صلیبی جنگیں' وفات خواجہ ابوالحسن کرخیؒ

۴۹۲ھ/۱۰۹۹ء

عیسائیوں نے شام اور حمص میں مسلمانوں کا قتل عام کیا اور بیت المقدس پر قبضہ' وفات حضرت شیخ ابوصالح موسیٰ جنگی دوستؒ۔

۴۹۴ھ/۱۱۰۱ء

حسن بن صباح کی قیادت میں فدائیوں کا عروج' ۱۱۰۳ء فرنگیوں کا عکہ پر قبضہ' ۴۹۹ھ پیدائش ابن عساکر (دمشق)۔

۵۰۰ھ/۱۱۰۶ء

وفات یوسف بن تاشفین' ۵۰۳ھ طرابلس پر فرنگیوں کا قبضہ۔

۵۰۵ھ/۱۱۱۱ء

وفات حضرت محمد امام غزالیؒ ۵۱۲ھ وفات خلیفہ مستظہر باللہ وشیخ ابو سعید محمد مبارک المخزومی حنبلیؒ ۵۱۰ھ پیدائش ابن جوزی (بغداد) وفات حضرت ابوعلی فارمدی (طوس) وحریری

۵۲۰ھ/۱۱۲۶ء

وفات ابن رشد' ۵۲۴ھ وفات محمد بن تومرت المہدی وخلیفہ آمر باحکام اللہ فاطمی ۵۲۰ھ' پیدائش سید تاج الدین عبدالرزاق (بغداد) وفات ابوالحسن زرین عبدری القریشیؒ۔

۵۲۷ھ/۱۱۳۳ء

وفات خواجہ قطب الدین مودود چشتؒ ۵۲۹ھ وفات خلیفہ مسترشد باللہ' پیدائش سلطان صلاح الدین ایوبی (تکریت) ۵۳۳ھ۔

۵۳۶ھ/۱۱۴۱ء

سلطان سنجر اور تاتاریوں کے درمیان جنگ' پیدائش حضرت شیخ ابو موسیٰ نصر بغدادی' وفات حضرت ابویعقوب یوسف ہمدانیؒ (مرو) وحضرت دابوالقاسم اسمٰعیل اصفہانیؒ۔

۵۳۷ھ/۱۱۴۲ء

ولادت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری (خراسان) وفات شیخ احمد جامؒ (نامق)

۵۴۲ھ/ ۱۱۴۷ء

نورالدین محمود زنگی نے فرنگیوں سے تین قلعے واپس لئے ۵۴۴ھ پیدائش امام فخرالدین رازی' مقام رے دامریکہ سب سے بڑا موجد ایڈیسن۔

۵۴۷ھ/ ۱۱۵۲ء

وفات شاہ یوسف گردیزیؒ (ملتان)

۵۴۹ھ/ ۱۱۵۴ء

پیدائش حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ (سہرورد) دمشق پر نورالدین زنگی کا قبضہ ۵۵۵ھ پیدائش ابن اثیر (جزیرہ ابن عمر) وفات خسرو شاہ۔

۵۵۷ھ/ ۱۱۶۲ء

نورالدین زنگی نے روزہ مبارک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر کی اور دو یہودیوں کو قتل کیا۔ یہ دونوں یہودی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو سرنگ کے ذریعے نکالنے کی کوشش کر رہے تھے۔ سلطان نورالدین زنگی کا کارنامہ ہے۔

۵۵۸ھ/ ۱۱۶۳ء

سلطان نورالدین زنگی کی فرنگیوں پر فتح' وفات عبدالمومن والی عرب' پیدائش شیخ نجیب الدین متوکل۔

۵۶۰ھ/ ۱۱۶۵ء

پیدائش شمس الدین محمد سبزواری (عراق) بغداد میں رافضیوں کی بے اعتدالیاں' ۵۶۲ھ وفات شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادیؒ ۵۶۳ھ وفات شیخ ابو نجیب ضیاء الدین (بغداد) و پیدائش چنگیز خاں (تموجین) مشرقی سائبیریا۔

۵۶۴ھ/ ۱۱۶۸ء

پیدائش شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی' ۵۶۵ھ حکومت سلطان صلاح الدین ایوبی۔

۵۶۷ھ/ ۱۱۷۱ء

آخری فاطمی امام العاضد کی معزولی اور عباسی خطبہ کا اجراء وفات خلیفہ مستنجد باللہ۔

۵۷۰ھ/ ۱۱۷۴ء

شام پر سلطان صلاح الدین کا قبضہ' وفات سلطان نورالدین زنگی۔

۵۷۲ھ/ ۱۱۷۶ء

سلطان شہاب الدین غوری کا ملتان پر قبضہ' پیدائش محمد عثمان (لعل شہباز قلندرؒ) افغانستان' وفات مشہور مورخ حضرت ابن عساکرؒ وخطیب بغدادیؒ۔

۵۷۵ھ/ ۱۱۷۹ء

وفات خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ (بخارا)

۵۷۷ھ/ ۱۱۸۱ء

پرنس آزمات کی مدینہ کی طرف فوج کشی اور عزیز الدین فرخ شاہ کی کامیاب مدافعت۔

۵۸۰ھ/ ۱۱۸۴ء

وفات ایلغازی ۵۸۲ھ سلطان شہاب الدین غوری کا لاہور پر قبضہ' پیدائش شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر (چاولی مشائخاں ملتان)

۵۸۳ھ/ ۱۱۸۷ء

سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے بیت المقدس کو فتح کیا' پیدائش خواجہ قطب الدین بختیار کا کیؒ (اوش)

۵۸۵ھ/ ۱۱۸۹ء

پیدائش خواجہ علی عزیزان رامیتی بخارا

۵۸۷ھ/ ۱۱۹۱ء

سلطان شہاب الدین غوری اور پرتھوی راج میں جنگ' اگلے برس سلطان شہاب الدین غوری کو فتح ہوئی' شیخ شہاب الدین سہروردیؒ (قتل) مقام حلب۔

۵۸۹ھ/ ۱۱۹۳ء

وفات سلطان صلاح الدین ایوبی (دمشق) پیدائش مخدوم جلال الدین سرخ (اوچ بخاریاں) وفات میر تقی میر۔

۵۹۲ھ/ ۱۱۹۶ء

مکہ معظمہ میں ایسی سخت آندھی آئی جس سے پوری دنیا میں اندھیرا چھا گیا' پیدائش مخدوم علی احمد صابر (ملتان)' وفات شیخ عبدالوہاب بغدادی (حلب) وحضرت شیخ ابراہیم بغدادیؒ (واسط)

۵۹۴ھ/ ۱۱۹۷ء

علاؤالدین خوارزم شاہ کا بخارا پر قبضہ' بختیار خلجی نے بنگال فتح کیا۔ پیدائش شیخ سعدی شیراز

۵۹۵ھ/ ۱۱۹۸ء

دہلی پر سلطان شہاب الدین کا قبضہ' وفات ملک' عزیز بادشاہ مصر ۵۹۷ھ وفات ابن الجوزیؒ بغداد' پیدائش نصیر الدین طوسی۔

۶۰۱ھ/ ۱۲۰۴ء

ملک العادل ایوبی اور فرنگیوں میں صلح' ۱۲۰۵ء قطب الدین ایبک کی حکومت رسم تاجپوشی لاہور' وفات حضرت شیخ ابوبکر عبدالعزیز جیلانی بغدادی (جبال) وحضرت شیخ حافظ عبدالرزاق بغدادی (بغداد)

۶۰۶ھ/۱۲۰۹ء

وفات امام فخر الدین رازیؒ پیدائش شاہ شرف الدینؒ (بوعلی قلندر) قطب مینار دہلی اونچائی ۲۴۲ فٹ محیط نیچے ۵۰ فٹ اوپر ۳۰ فٹ سیڑھیاں ۳۷۸۔

۶۰۷ھ/۱۲۱۰ء

قتل غیاث الدین محمود وفات قطب الدین ایبک تخت نشینی آرام شاہ ۶۰۷ھ یا ۶۱۷ھ وفات خواجہ عثمان ہارون ۶۰۸ھ پیدائش ابن خلکان (موصل) شکست آرام شاہ تخت نشینی شمس الدین التمش۔

۶۱۲ھ/۱۲۱۵ء

وفات خواجہ حاجی شریف زندنیؒ (۵۸۶ھ ۶۱۲ھ) وسید عزیز اللہ پیر مکی لاہور یکم جنوری پیدائش شیخ صدر الدین عارف ملتان ۶۱۶ھ وفات خواجہ عارف ریوگری بخارا۔

۶۲۰ھ/۱۲۲۳ء

شہادت شیخ فرید الدین عطارؒ۔ ۶۲۲ھ وفات خلیفہ الناصر لدین اللہ و خلیفہ ظاہر بامر اللہ (۶۲۳ھ) ۶۲۵ھ پیدائش ابن فرح الاشبلی وفات ۲۵ اگست چنگیز خاں کانسو ضلع جنگ شوئی۔

۶۳۰ھ/۱۲۳۳ء

وفات حضرت ابن اثیرؒ (موصل ۶۳۲ھ وفات شیخ شہاب الدین سہروردی قتل (۵۸۷ھ)۔

۶۳۳ھ/۱۲۳۶ء

وفات خواجہ معین الدین اجمیریؒ (اجمیر) تخت نشینی رکن الدین فیروز شاہ (دہلی) اور وفات حکومت رضیہ سلطانہ (دہلی) وفات خواجہ بختیار کاکیؒ (دہلی) وسلطان شمس الدین التمش (دہلی) ۲۶ اپریل۔

۶۳۴ھ/۱۲۳۸ء

پیدائش خواجہ نظام الدین اولیاءؒ (بدایوان) ومشہور طبیب قطب الدین شیرازی وفات ۷۱۰ھ۔

۶۳۷ھ/۱۲۴۰ء

حکومت معز الدین بہرام شاہ وفات ابن عربی وحضرت بدیع الدین شاہ مدار ورضیہ سلطانہ (کیتھل)

۶۳۹ھ/۱۲۴۲ء

حکومت علاؤ الدین مسعود شاہ (دہلی) ۶۴۰ھ وفات المستعصر باللہ پیدائش ابن فوطی بغداد ۱۲۴۶ء وفات علاؤ الدین مسعود شاہ حکومت ناصر الدین محمود پسر سلطان التمشؒ۔

۶۴۷ھ/۱۲۵۰ء

پیدائش شاہ رکن الدین عالم (ملتان) ۶۵۶ھ ہلاکو خاں نے بغداد کو تاخت وتاراج کیا اور خلیفہ المستعصم کو شہید کیا۔ ۶۵۱ھ پیدائش حضرت امیر خسرو (قصبہ پٹیالی)

۶۵۹ھ/۱۲۶۱ء

وفات ابن طقطقی شہادت خلیفہ المستنصر باللہ وفات حضرت شیخ جمال الدین ہانسویؒ ۶۶۱ھ پیدائش حضرت امام ابن تیمیہ (حران)

۶۶۴ھ/۱۲۶۵ء

وفات حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ (پاکپتن) ۶۶۱ ۶۶۷ھ وفات شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ (ملتان) ۱۲۶۶ء میں وفات ناصر الدین محمود حکومت غیاث الدین بلبن۔

۶۷۱ھ/۱۲۷۲ء

وفات شیخ نجیب الدین متوکلؒ (دہلی) ومولانا جلال الدین رومیؒ (قونیہ) وحضرت خواجہ نصیر الدین طوسیؒ۔

۶۷۳ھ/۱۲۷۴ء

وفات مخدوم شہباز قلندرؒ (سندھ) ۶۷۶ھ وفات حمید الدین ناگوری وحضرت شمس الدین سبزواری ملتان۔

۶۸۱ھ/۱۲۸۲ء

وفات ابن خلکانؒ (قاہرہ) ۶۸۴ھ وفات شیخ صدر الدین عارف (ملتان) وامام بیضاوی شیراز

۶۸۶ھ/۱۲۸۷ء

وفات غیاث الدین بلبن حکومت کیقباد (دہلی) وفات شیخ حسام الدینؒ ملتان۔

۶۸۹ھ/۱۲۹۰ء

حکومت جلال الدین خلجی ۱۲ جون وفات کیقباد (بلبن کا پوتا)

۶۹۰ھ/۱۲۹۱ء

وفات حضرت جلال الدین سرخ (اوچ بخاریاں) وخواجہ علی احمد صابر کلیر وشیخ سعدیؒ شیراز وحضرت مولانا بدر الدین اسحٰقؒ (پاکپتن) ۶۹۳ھ پیدائش حضرت امام ابن قیم (دمشق)

۶۹۵ھ/۱۲۹۶ء

حکومت علاؤ الدین خلجی۔ ۶۹۹ھ وفات حضرت ابن فرح الاشبلیؒ

۶۹۵ھ پیدائش حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء۔

۶۹۹ھ/۱۳۰۰ء

تخت نشینی عثمان بانی دولت عثمانیہ ترکی' پیدائش ابن کثیر ۷۰۳ھ پیدائش ابن بطوطہ مراکش' طنجہ۔

۷۰۱ھ/۱۳۰۲ء

وفات خلیفہ الحاکم بامراللہ ۷۰۷ھ پیدائش مخدوم جہانیاں (جہان گشت) اوچ بخاریاں ۷۱۴ھ پیدائش ابن خطیب وفات سلطان علاؤالدین خلجی حکومت شہاب الدین (عمر خاں)۔

۷۱۶ھ/۱۳۱۶ء

حکومت قطب الدین مبارک خلجی' قتل کافور ملک' وفات خواجہ علی عزیزان رامیتنیؒ و خواجہ محمودؒ انجیر فغنوی (انجیر) ۷۱۸ھ پیدائش محمد بہاء الدین نقشبند (بخارا)

۷۲۰ھ/۱۳۲۰ء

حکومت غیاث الدین تغلق ۷۲۳ھ/۷۳۳ھ وفات شیخ احمد بن محمد قندھاریؒ (ملتان) ۷۲۳ھ۔

۷۲۵ھ/۱۳۲۵ء

وفات بوعلی قلندرؒ پانی پت' حکومت سلطان محمد تغلق دہلی' وفات حضرت نظام الدین اولیاءؒ و حضرت امیر خسروؒ دہلی و غیاث الدین تغلق' حکومت محمد شاہ تغلق (جونا خاں)۔

۷۲۸ھ/۱۳۳۸ء

وفات امام ابن تیمیہؒ قید دمشق' ۷۳۴ھ وفات برہان الدین غریبؒ ۷۳۲ھ پیدائش ابن خلدون تیونس۔

۷۳۵ھ/۱۳۳۵ء

وفات شیخ رکن الدین شاہ رکن عالم ملتان' ۷۳۶ھ وفات شاہ شمس الدین ترک پانی پتؒ۔ پیدائش ۲۶ شعبان امیر تیمور۔

۷۴۰ھ/۱۳۴۰ء

وفات مولانا علاؤالدین خجندی' ۷۴۷ھ میں حسن گنگو بہمنی بانی دولت بہمنیہ ہوا۔

۷۵۱ھ/۱۳۵۱ء

وفات امام ابن قیم دمشق' حکومت فیروز شاہ تغلق ۷۶۱ھ تخت نشینی مراد اول عثمانی' بنیاد قلعہ سرہند حضرت امام رفیع الدینؒ ۷۵۵ھ وفات خواجہ محمد بابا سماسیؒ سماس۔

۷۶۵ھ/۱۳۶۵ء

وفات حضرت جلال الدین کبیر الاولیاءؒ و خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ

۷۷۲ھ پیدائش حافظ ابن حجر عسقلانی (قاہرہ)

۷۷۲ھ/۱۳۷۱ء

وفات خواجہ شمس الدینؒ و ۷۷۴ھ ابن کثیر و ۷۸۵ھ سید جلال الدینؒ جہاں گشت اوچ بخاریاں' ۷۷۶ھ وفات ابن خطیب (غرناطہ قید میں) ۷۷۹ھ وفات ابن بطوطہ (مراکش)

۷۹۰ھ/۱۳۸۹ء

وفات فیروز شاہ تغلق' حکومت محمد تغلق و حضرت ابوبکر شاہ دہلوی وفات خواجہ محمد بہاء الدین نقشبندی' حکومت متوکل (سہ بارہ) وفات ابوبکر۔

۷۹۲ھ/۱۳۹۱ء

تخت نشینی بایزید یلدرم عثمانی' وفات شمس الدین محمد (حافظ شیرازیؒ)

۷۹۳ھ/۱۳۹۲ء

حکومت مظفر شاہ گجراتی ۱۳۹۴ء وفات ناصر الدین محمد تغلق ثانی (ابوبکر کا چچا) و ہمایوں خاں سکندر شاہ ۸ مارچ ۱۳۹۴ء حکومت ناصر الدین محمود و نصرت شاہ دہلی۔

۷۹۸ھ/۱۳۹۷ء

نکوپولس کی جنگ میں بایزید یلدرم نے متحدہ یورپی فوجیوں کو شکست دی' حکومت ناصر الدین محمود۔

۸۰۱ھ/۱۴۰۰ء

تیمور لنگ کا حملہ دہلی' وفات ظاہر برقوق و خواجہ محمد علاؤالدین عطارؒ (جغانیاں)

۸۰۵ھ/۱۴۰۴ء

تخت نشینی محمد اول عثمانی' وفات شیخ راجو قتالؒ پیدائش خواجہ عبیداللہ احرار (تاشقند) ۸۰۷ھ ۱۷ شعبان امیر تیمور سمرقند گور میر۔

۸۰۸ھ/۱۴۰۷ء

وفات ابن خلدون ۸۱۸ھ بھی لکھا ہے (قاہرہ) و خلیفہ المتوکل علی اللہ عباسی و مولانا نور الحق والدین۔

۸۱۳ھ/۱۴۱۲ء

وفات غیاث الدین سلطان بغداد و مظفر شاہ گجراتی ۸۱۵ھ وفات خلیفہ المستعین باللہ و محمود شاہ۔

۸۱۷ھ/۱۴۱۶ء

پیدائش مولانا عبدالرحمٰن جامی و شیخ احمد عارف ردولی' ۸۱۹ھ وفات سید شمس الدین صحرائی سمرقند' ۱۴۲۱ء ۲۰ مئی وفات خضر خاں دہلی ۱۴۲۲ء

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گناہ کا کفارہ پشیمانی ہے۔ (طبرانی)

وفات تاج الدین فیروز شاہ۔

۸۲۴ھ/۱۴۲۳ء

تخت نشینی مراد ثانی عثمانی' حکومت مبارک شاہ عثمانی دہلی' وفات خواجہ گیسودرازؒ (سید محمد حسینی)

۸۲۷ھ/۱۴۲۶ء

وفات حضرت نعمت اللہ ولیؒ ۸۳۷ھ وفات شیخ عبدالحقؒ (ردولی) وقتل مبارک شاہ ۳۴-۲-۱۹ دہلی ۱۴۳۶ء وفات احمد شاہ ولی' حکومت علاؤالدین احمد شاہ' (۱۴۴۴ء)

۸۴۲ھ/۱۴۴۱ء

وفات سلطان ابراہیم شرقی' ۸۴۴ھ وفات احمد بن ارسلان وسلطان محمد شاہ ۱۴۵۱ء حکومت بہلول خاں لودھی ۱۴۴۵ء ۱۳ اکتوبر پیدائش علامہ جلال الدین سیوطی مصر۔

۸۵۲ھ/۱۴۵۱ء

وفات حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ پیدائش احمد بن محمد قسطلانی (قاہرہ) وفات حضرت امام حجر عسقلانیؒ وعلاؤالدین احمد شاہ حکومت ہمایوں (احمد ولی کا پوتا)

۸۵۴ھ/۱۴۵۳ء

دہلی پر بہلول لودھی کا قبضہ' ۸۶۲ھ وفات حضرت شیخ احمد عارفؒ (ردولی)

۲۵۷ھ/۱۴۵۶ء

وفات خواجہ بہاءالدین نقشبندؒ۔ سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ (استنبول) فتح کیا۔

۸۵۸ھ/۱۴۵۷ء

وفات شیخ محمد بن احمد عارف۔ ۸۶۰ھ پیدائش مولانا عبدالقدوس گنگوہی (ردولی) وفات علاؤالدین احمد شاہ عادل' ۱۴۶۱ء حکومت نظام شاہ' ۴ ستمبر وفات ہمایوں ظالم۔

۸۶۳ھ/۱۴۶۲ء

وفات قطب شاہ گجراتی' ۸۷۰ھ پیدائش بابا گورونانک ۸۸۰ وفات سید گدارحمٰن باخدا (کشمیر) ۱۴۸۲ء وفات محمد شاہ سوم حکومت محمود شاہ۔

۸۸۵ھ/۱۴۸۳ء

تخت نشینی بایزید ثانی عثمانی' پیدائش ظہیرالدین محمد بابر (فرغانہ) ۸۹۵ھ وفات خواجہ عبیداللہ احرارؒ پیدائش سید کمال کیتھلی بغداد' ۱۴۸۹ء وفات بہلول لودھی' حکومت سکندر لودھی۔

۸۹۷ھ/۱۴۹۴ء

غرناطہ پر عیسائیوں کا قبضہ' وفات مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ تخت نشینی بابر (فرغانہ) (۹۰۴ھ) وفات حضرت شمس الدین عارفؒ (طبرستان)

۹۰۷ھ/۱۵۰۳ء

ایران میں صفوی حکومت کی ابتداء واسماعیل صفوی' ۹۰۸ھ میں بابر کا کابل پر قبضہ۔

۹۱۱ھ/۱۵۰۶ء

وفات حافظ جلال الدین سیوطیؒ ۹۱۳ھ پیدائش نصیرالدین ہمایوں۔

۹۱۶ھ/۱۵۱۱ء

حکومت ابراہیم لودھی' وفات یوسف علی عادل شاہ بانی دولت بیجاپور' و احمد شاہ گجراتی وحضرت شاہ گدارحمٰن ثانیؒ۔

۹۱۸ھ/۱۵۱۲ء

تخت نشینی سلیم اول عثمانی آغاز خلافت عثمانیہ' پیدائش خواجہ محمد املنگی (بخارا)

۹۲۰ھ/۱۵۱۴ء

سماٹرا میں مسلم حکومت (علی شاہ) کی ابتداء ۹۲۳ھ وفات احمد بن محمد قسطلانی (قاہرہ) وسید محمد فضیل بن عثمانؒ (ٹھٹھہ سندھ) و ۲۱ نومبر سکندر شاہ لودھی' ۱۵۱۸ء وفات محمود شاہ۔

۹۲۶ھ/۱۵۲۰ء

خلافت سلیمان قانونی عثمانی' ۹۲۷ھ پیدائش عبدالاحد (سرہند)

۹۳۲ھ/۱۵۲۶ء

جنگ پانی پت اور ہندوستان میں شہنشاہ بابر کی حکومت کا آغاز' ۹۳۳ھ بہمنی حکومت کا خاتمہ' ابراہیم لودھی دوران جنگ قتل ہوا۔

۹۴۴ھ/۱۵۳۷ء

وفات شیخ مولانا عبدالقدوس گنگوہیؒ۔ ۹۴۵ھ پیدائش شیخ حسین دلال حسین لاہوری)

۹۴۶ھ/۱۵۴۰ء

ہمایوں کا فرار اور ہندوستان پر شیر شاہ سوری کی حکومت۔ وفات بابا گورونانک کرتارپور (شکرگڑھ)

۹۴۹ھ/۱۵۴۳ء

پیدائش شہنشاہ جلال الدین اکبر (موضع عمرکوٹ سندھ) ۱۵ اکتوبر۔

۹۵۲ھ/۱۵۴۶ء

وفات شیر شاہ سوری' حکومت اسلام شاہ' ۹۵۸ھ پیدائش مولانا شیخ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے گناہ کیلئے یہ کافی ہے کہ تو اپنے مملوکوں سے ان کی خوراک کو بند رکھے۔ (مسلم)

عبدالحق محدث دہلوی۔

۹۶۰ھ/۱۵۵۳ء

تعمیر مسجد حرام' حکومت محمد عادل شاہ سوری' ۹۶۱ھ حکومت ابراہیم شاہ سوری' ۹۶۲ھ شہنشاہ اکبر کی تاجپوشی عمر ۱۳ سال (بمقام کلانور گورداس پور)

۹۶۴ھ/۱۵۵۶ء

قتل ہموں بقال' ۹۶۹ھ قتل بیرم خان' وفات امام بری عبداللطیفؒ (راولپنڈی)

۹۷۰ھ/۱۵۶۲ء

وفات محمد غوث گوالیاریؒ۔ ۹۷۴ھ خلافت سلیم ثانی عثمانی' وفات میاں سید علی ثانی شیرازی سندھ۔

۹۷۱ھ/۱۵۶۳ء

پیدائش شیخ احمد فاروقی سرہندی سرہند' و خواجہ محمد باقی باللہ (افغانستان) وفات مولانا درویش محمد (اسفرہ) ۹۷۷ھ پیدائش نورالدین جہانگیر (موضع فتح پور آگرہ)

۹۸۲ھ/۱۵۷۴ء

خلافت مراد ثالث عثمانی' وفات شیخ رکن الدین گنگوہی و سید کمال الدین حسن کیتھلیؒ (کرنال)' شہنشاہ جلال الدین اکبر نے سورت کا قلعہ فتح کرلیا' پیدائش بابا پاک رحمان گوجرانوالہ۔

۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء

پیدائش میاں وڈے حافظ محمد اسماعیل (موضع چینہ) وفات حضرت شیخ جلال الدین تھانیسرؒ۔ ۱۵۷۷ء تعمیر دربار صاحب امرتسر' بنیاد حضرت میاں میر لاہوریؒ نے رکھی۔

۹۹۵ھ/۱۵۸۷ء

شہنشاہ اکبر نے کشمیر فتح کیا' ۹۹۸ھ احمد نگر کی حکومت کا خاتمہ شہادت سید موسیٰ پاک شہید (ملتان) وفات ۲۷ ذیقعد حضرت مخدوم نوح ہالائی سندھ۔

۱۰۰۰ھ/۱۵۹۲ء

پیدائش شہاب الدین شاہ جہاں' ۱۰۰۱ھ وفات شیخ مبارک ناگوریؒ پیدائش خواجہ محمد صادق سرہندی۔

۱۰۰۳ھ/۱۵۹۵ء

خلافت محمد ثالث' وفات مراد ثالث' ۱۰۰۴ھ وفات عبدالقادر بدایونی و ابوالفیض فیضی علامہ' ۱۰۰۵ھ پیدائش خواجہ محمد سعید سرہندی۔

۱۰۰۷ھ/۱۵۹۹ء

وفات شیخ عبدالاحد سرہندیؒ ۱۰۰۸ھ وفات خواجہ محمد املنگی بخارا' ۱۰۱۱ھ قتل ابوالفضل علامہ۔

۱۰۰۹ھ/۱۶۰۱ء

پیدائش خواجہ محمد معصوم سرہندی' ۱۰۱۲ھ وفات خواجہ محمد باقی باللہ (دہلی)

۱۰۱۲ھ/۱۶۰۴ء

خلافت احمد اول عثمانی۔

۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء

وفات شہنشاہ جلال الدین اکبر ۱۷ اکتوبر (آگرہ) تخت نشینی نورالدین جہانگیر' وفات حضرت ملا علی قاری (مکہ معظمہ) ولال حسین لاہوریؒ (۱۰۷۱ھ ۱۰۷۸ھ) ۱۶۱۱ء جہانگیر نے نور جہاں سے نکاح کیا۔

۱۰۲۱ھ/۱۶۱۳ء

وفات محمد قاسم (فرشتہ مورخ) ۱۰۲۳ھ وفات شاہ سکندر کیتھلیؒ ۱۰۲۵ھ وفات خواجہ محمد صادق سرہندیؒ و خواجہ محمد فرخ سرہند و خواجہ محمد عیسیٰ سرہندیؒ (سرہند میں مرض طاعون) فرزندان حضرت مجدد الف ثانیؒ۔

۱۰۲۶ھ/۱۶۱۷ء

خلافت مصطفیٰ اول عثمانی ۱۰۲۷ھ خلافت عثمان ثانی' پیدائش حضرت شاہ محمد یحییٰ سرہندی۔

۱۰۲۷ھ/۱۶۱۸ء

نومبر پیدائش محی الدین اورنگزیب عالمگیر (گجرات انڈیا)

۱۰۳۱ھ/۱۶۲۲ء

دوبارہ خلافت مصطفیٰ اول عثمانی' ۱۰۳۲ھ خلافت مراد الرابع

۱۰۳۴ھ/۱۶۲۵ء

وفات شیخ احمد فاروقی' حضرت مجدد الف ثانی سرہندیؒ (سرہند) و شیخ نظام الدین تھانیسر۔

۱۰۳۶ھ/۱۶۲۷ء

وفات عبدالرحیم خان خاناں' ۱۰۳۷ھ وفات نورالدین جہانگیر کشمیر مرقد شاہدرہ لاہور' حکومت شاہجہاں۔

۱۰۳۹ھ/۱۶۳۰ء

پیدائش حضرت محمد سلطان باہو (جھنگ) ومجلسی محمد باقر اصفہان

۱۰۴۵ھ/۱۶۳۵ء

وفات حضرت میاں میر لاہوریؒ ۱۰۵۰ھ خلافت ابراہیم عثمانی وفات شیخ ابوسعید گنگوہی و پیدائش شیخ عبدالاحد (گل شاہ) سرہند۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم گناہ نہ کرتے تو مجھے اس سے ایک بڑی چیز (یعنی خود پسندی) کا تم پر خوف ہوتا (بیہقی)

۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء

وفات مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ۔ ۱۰۵۳ھ پیدائش بہادر شاہ اول (برہان پور حیدرآباد)

۱۰۵۵ھ/۱۶۴۵ء

وفات ملکہ نور جہاں، ۷ دسمبر و منیر احمد لاہور، ۱۰۵۸ھ خلافت محمد رابع عثمانی، ۱۰۵۶ھ وفات شیخ مادھوؒ لاہور، وفات شیخ محب اللہ الہ آبادیؒ ۱۰۵۶ھ پیدائش صوفی شاہ عنایت اللہ۔

۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء

وفات حاجی خلیفہ مصنف کشف الظنون

۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء

معزولِ شاہجہاں حکومت اورنگ زیب عالمگیر، شاہی مسجد دہلی کی تعمیر مکمل ہوئی۔

۱۰۷۰ھ/۱۶۶۰ء

وفات خواجہ محمد سعید سرہندیؒ قتل سرمدؒ دہلی، پرتگال تاجروں کی ہندوستان میں آمد۔

۱۰۷۶ھ/۱۶۶۶ء

وفات شاہ ولی اللہؒ ۱۰۷۹ھ وفات خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ۔ پیدائش میاں شاہ عنایت قادری، ۱۰۸۳ھ تعمیر بادشاہی مسجد (لاہور) ۱۰۸۵ھ وفات حضرت میاں وڈے صاحب لاہور

۱۰۸۶ھ/۱۶۷۶ء

وفات شہاب الدین شاہجہان (قید آگرہ) ۱۶۸۴ء وفات خواجہ محمد یحییٰ سرہندیؒ (سرہند) ۱۰۹۳ھ پیدائش خواجہ محمد زبیر سرہندی وچلبی زادہ (اسماعیل عاصم افندی) استنبول۔

۱۱۰۰ھ/۱۶۹۰ء

خلافت احمد ثانی، وفات حضرت محمد سلطان باہوؒ جھنگ، ۱۱۰۲ھ پیدائش چمکنی میاں عمر صاحب پشاور، وفات حاجی بہادر کوہاٹ، پیدائش خوشحال خاں خٹک۔

۱۱۰۳ھ/۱۶۹۳ء

پیدائش حضرت بابا بلھے شاہ (اوچ بخاریاں) وشاہ عبداللطیف بھٹائی (سندھ) مقام ہالہ

۱۱۰۶ھ/۱۶۹۶ء

خلافت مصطفیٰ ثانی، وفات شائستہ خاں امیر الامراء ۱۱۱۵ھ خلافت احمد ثالث، پیدائش شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ۱۱۱۰ھ وفات مجلسی محمد باقر، شیخ الاسلام اصفہان۔

۱۱۱۸ھ/۱۷۰۸ء

وفات اورنگزیب عالمگیر (دکن) حکومت بہادر شاہ اول ہندوستان میں ولندیزیوں کی آمد۔

۱۱۴۳ھ/۱۷۳۰ء

خلافت محمود اول عثمانی، انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی کا عروج، وفات میاں شاہ عنایت قادریؒ لاہور، وفات شیخ محمد زکی مطہریؒ حجاز پیدائش خواجہ نور محمد مہاروی چشتیاں اور قاضی ثناءاللہ پانی پتی ۱۱۴۵ھ شہادت قاضی عبدالرحمن مخدوم کھوڑا سندھ۔

۱۱۵۲ھ/۱۷۳۹ء

ہندوستان پر نادر شاہ کا حملہ اور دہلی میں قتل عام، وفات خواجہ محمد زبیر سرہندیؒ (سرہند) ۱۲ فروری نادر شاہ نے لاہور کو فتح کیا اور محمد شاہ رنگیلے کی گرفتاری۔

۱۱۵۹ھ/۱۷۴۶ء

پیدائش مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، ۱۱۶۰ھ ایران میں نادر شاہ افشار کا قتل احمد شاہ ابدالی کا عروج، حیدرآباد دکن کی بنیاد آصف جاہ صوبے دار نے رکھی۔

۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء

ایران میں احمد شاہ ابدالی درانی کے لقب سے تخت پر بیٹھا، وفات آصف جاہ اول دکن۔

۱۱۶۳ھ/۱۷۵۰ء

پیدائش مولانا شاہ محمد رفیع الدین محدث دہلوی وسلطان ٹیپو (فتح علی) ۲۰ نومبر۔

۱۱۶۶ھ/۱۷۵۳ء

کریم خان زند نے ایران میں صفوی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ وفات شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ (سندھ)

۱۱۶۷ھ/۱۷۵۴ء

ہندوستان میں حکومت عزالدین عالمگیر دوم، پیدائش شاہ عبدالقادر محدث دہلوی۔

۱۱۷۰ھ/۱۷۵۷ء

ترکی میں خلافت عثمان ثالث، بنگال میں جنگ پلاسی اور شہادت نواب سراج الدولہ۔

۱۱۷۱ھ/۱۷۵۸ء

خلافت مصطفیٰ ثالث ۱۱۷۳ھ دہلی میں حکومت شاہجہان سوم وشاہ عالم

دوم' پنجاب میں مرہٹوں کا عروج' وفات اسماعیل عاصم افغدی شیخ الاسلام' مورخ' شاعر جمادی الثانی (استنبول)

۱۱۷۴ھ/ ۱۷۶۱ء

پانی پت کی تیسری لڑائی' احمد شاہ ابدالی کے ہاتھوں مرہٹوں کی تباہی۔

۱۱۷۶ھ/ ۱۷۶۳ء

وفات شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (عظیم الدین شاہ) ۱۱۷۷ھ خلافت عبدالحمید اول عثمانی' ۱۱۷۹ھ پیدائش قبلہ عالم بابا نور محمد (آزاد علاقہ) وفات محمد بن سعود (درعیہ حجاز) میسور کی پہلی لڑائی۔

۱۱۸۰ھ/ ۱۷۶۷ء

وفات خواجہ سید قطب الدینؒ و مخدوم محمد زمان لواری (سندھ) ۱۱۸۳ھ پیدائش خواجہ محمد سلیمان تونسوی ۱۷۶۹ء پیدائش نپولین فرانس ۱۷۷۳ء وفات احمد شاہ درانی۔

۱۱۸۹ھ/ ۱۷۷۵ء

پیدائش ابوالمظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ غازی (دہلی ۱۱۹۳ھ پیدائش مولانا محمد اسماعیل شہید دہلی' وفات مولانا محمد صدیق۔

۱۱۹۶ھ/ ۱۷۸۲ء

وفات نواب حیدر علی ۶ ستمبر' تخت نشینی سلطان ٹیپو۔ (ریاست میسور)

۱۱۹۹ھ/ ۱۷۸۵ء

وفات مولانا فخر الدین دکنی (دہلی) ۱۲۰۱ھ پیدائش سید احمد بریلوی (بریلی) وفات ۱۶ شعبان چمکنی میاں عمر صاحب چمکنی پشاور۔

۱۲۰۳ھ/ ۱۷۸۹ء

خلافت سلیم ثالث' ۱۲۰۶ھ وفات خواجہ نور محمد مہارویؒ (چشتیاں) پیدائش بابا امیر الدین (گورداسپور) وفات محمد بن عبدالوہاب حجاز' پیدائش مولانا غلام محی الدین قصوری۔

۱۲۰۸ھ/ ۱۷۹۳ء

وفات فیض اللہ خاں بانی (ریاست رام پور) وفات حافظ محمد جمال اللہ (رام پور)

۱۲۱۰ھ/ ۱۷۹۵ء

ایران میں قاچاری حکومت کی ابتداء (آقا محمد) ۱۲۱۱ھ وفات سید بابا بلھے شاہؒ (قصور)

۱۲۱۳ھ/ ۱۷۹۸ء

مصر میں نپولین نے مملوکوں کو شکست دی' قاہرہ پر قبضہ کر کے جامع مسجد میں نماز ادا کی۔

۱۲۱۴ھ/ ۱۷۹۹ء

شہادت سلطان ٹیپو ۴ مئی ہندوستان میں انگریزی راج' پیدائش مولانا حبیب اللہ محدث قندھاری افغانستان ۱۸۰۰ء پیدائش آغا خاں اول حسن علی شاہ' ۱۸۰۳ء وفات عبدالعزیز بن محمد (حجاز)

۱۲۲۰ھ/ ۱۸۰۵ء

مصر میں محمد علی پاشا گورنر بنا۔ ۱۲۲۱ھ میں حکومت اکبر دوم وفات شاہ عیسیٰ ولی (ملتان) پیدائش مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی و آرنلڈ سر تھامس (انگلستان)

۱۲۲۲ھ/ ۱۸۰۷ء

خلافت مصطفیٰ رابع عثمانی' ۱۲۲۳ھ خلافت محمود عثمانی' پیدائش حاجی امداد اللہ مہاجر مکی' وفات خواجہ حاجی احمد (سندھ) ۱۲۳۰ھ پیدائش مولانا سید عبداللہ غزنوی (کابل غزنی) ۱۲۳۴ھ شہادت مظفر خاں ملتان' پیدائش سر سید احمد خاں دہلی۔

۱۲۳۵ھ/ ۱۸۲۰ء

وفات عبدالعلی بحر العلوم ۱۲۳۸ھ مصر نے سوڈان پر قبضہ کر لیا۔ وفات مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ و مولانا شاہ محمد رفیع الدین محدث دہلویؒ و مساری بن سعود (حجاز)

۱۲۳۹ھ/ ۱۸۲۴ء

وفات حضرت مولانا عبدالعزیز محدث دہلوی۔ ۱۲۴۳ھ روس نے ترکی پر حملہ کر دیا۔ وفات حضرت شاہ حسین بھورے والے (رتر چھتر) پیدائش حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ۱۲۴۵ھ وفات محمد فیض اللہ خاں تراہی تر۔

۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء

بالاکوٹ کے مقام پر سید احمد بریلوی و مولانا شاہ محمد اسماعیل سکھوں کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

۱۲۴۸ھ/ ۱۸۳۲ء

پیدائش حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی دیوبندی' ۱۲۵۰ھ۔

۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء

دہلی میں بہادر شاہ ظفر کی حکومت' انگریزوں نے بادشاہ دہلی کے اختیارات میں کمی کر دی۔ پیدائش ۹ دسمبر سید مہدی علی خاں (محسن الملک) اوٹاوہ و سید جمال الدین افغانی کابل پیدائش حضرت مولانا الطاف حسین حالی (پانی پت) پیدائش مرزا غلام احمد قادیانی' ۱۲۵۵ھ سلطان محمد نے گنبد خضرا کو سبز رنگ کروایا اور از سر نو گنبد کی ۱۲۳۳ھ میں تعمیر کی۔

۱۲۵۵ھ/ ۱۸۳۹ء

خلافت سلطان عبدالمجید اول' ۱۲۵۸ھ افغانستان کے امیر شجاع الملک

کا قتل' ۱۲۵۹ھ وفات عبداللہ بن ثنیان (حجاز) و مولانا محمد علی رامپوری)

۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء

انگریزوں نے دوست محمد خاں کو بادشاہ افغانستان تسلیم کر لیا۔ ۱۲۶۱ھ پیدائش خواجہ غلام فرید (چاچڑاں) مولانا عبداللہ محدث غازی پوری (اعظم گڑھ مئو) و مولانا عبداللہ پیر بارو۔

۱۲۶۳ھ/۱۸۴۷ء

الجزائر پر فرانس کا قبضہ' ۱۲۶۵ھ وفات محمد علی پاشا۔ (خدیو مصر) پیدائش قبلہ عالم حافظ عبدالکریم راولپنڈی' وفات مولانا حبیب اللہ قندھاریؒ محدث (قندھار پیدائش ایڈیسن امریکہ)

۱۲۶۷ھ/۱۸۵۱ء

وفات خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ پیدائش سید حاکم علی شاہ (لاہور) و مولانا غلام اللہ قصوری

۱۲۶۸ھ/۱۸۵۲ء

وفات قبلہ بابا نور محمد تیراہیؒ۔ پیدائش مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی (کرول جہلم) و حضرت مولانا محمود الحسن دیو بندی و عبدالرحمٰن بن فیصل (حجاز) ۱۸۵۴ء پیدائش لین پول ۱۸ دسمبر۔

۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء

پیدائش حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ ۱۰ شوال' معزول واجد شاہ (اودھ) کشمیر میں ڈوگرہ راج کا آغاز' پیدائش محمد داؤد سلیمان پھلواری (پٹنہ پھلور) پیکنگ میں فوجی انقلاب۔

۱۲۷۳ھ/۱۸۵۷ء

میرٹھ میں ہندوستان کی جنگ آزادی کا آغاز' ۱۲۷۵ھ پیدائش حضرت پیر مہر علی شاہؒ گولڑہ۔

۱۲۷۴ھ/۱۸۵۸ء

دہلی میں انگریزی قبضہ' بہادر شاہ ظفر کی گرفتاری' ہندوستان پر برطانیہ کا براہ راست قبضہ۔

۱۲۷۶ھ/۱۸۶۰ء

پیدائش حضرت خواجہ الٰہی بخش فیروز پوری و پیر جماعت علی شاہ و مولانا شبلی نعمانی' ۷ اکتوبر کو بہادر شاہ ظفر کو رنگون میں قید کیا۔ ۱۲۷۹ھ وفات بہادر شاہ ظفر رنگون قید میں۔

۱۲۸۴ھ/۱۸۶۸ء

وفات مفتی صدر الدین دہلی ۱۵ محرم مدرسہ دار العلوم دیو بند قائم ہوا۔

۱۸۶۳ء پیدائش ہنری فورڈ ریاست مشی گنی امریکہ ایڈیسن نے ۱۸۷۲ء میں بولنے والی مشین فوٹو گراف ایجاد کی۔

۱۲۸۵ھ/۱۸۶۹ء

نہر سویز مکمل ہوئی (کھدائی ۱۸۵۹ء) کل لاگت تیس کروڑ روپے (عرصہ دس سال)

۱۲۹۱ھ/۱۸۷۴ء

پیدائش مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹ و ۱۸۷۵ء مولانا عبدالحمید بدھوانہ جھنگ' ۱۸۷۰ء افتتاح میؤ ہسپتال لاہور' لاگت ڈیڑھ لاکھ روپے' پیدائش مارکونی ۲۵ اپریل ۱۸۷۴ء

۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء

خلافت مراد خامس عثمانی' خلافت عبدالحمید ثانی' پیدائش خاں لیاقت علی خاں (کرنال) و علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری محدث دیو بند و قائداعظم محمد علی جناح کراچی۔

۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء

روس اور ترکی کے درمیان جنگ' سرسید احمد خاں کی تحریک علی گڑھ کالج کا قیام ۹ نومبر پیدائش علامہ محمد اقبال (سیالکوٹ) و آغا خاں سوم ۲ نومبر کراچی۔

۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء

پیدائش حضرت مولانا حسرت موہانی (اودھ) و رضا شاہ پہلوی (ایران) ۱۸۷۹ء پیدائش حضرت مولانا حسین احمد مدنی و منشی محمد دین فوق سیالکوٹ۔

۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء

وفات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ دیو بندی' ۱۲۹۸ھ وفات حضرت مولانا سید عبداللہ غزنویؒ (امرتسر) پیدائش ابن سعود شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن (ریاض) و حضرت مولانا محمد علی جوہر (رامپور) وفات آغا خان اول' حکومت عبدالرحمٰن (افغانستان) تیونس پر فرانس کا قبضہ' پیدائش ۲۲ نومبر ۱۸۸۱ء انور پاشا استنبول۔

۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء

شہادت مدحت پاشا' روسی بیڑہ قسطنطنیہ پہنچا' مہدی سوڈانی کی انگریزوں سے جنگ' پیدائش حضرت فقیر نور محمد سرودی قادری کلاچی و حضرت سید سلیمان ندوی (پٹنہ) فونٹین پن ایجاد ہوا۔

۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء

وفات مہدی سوڈانی' ۱۳۰۳ھ وفات عبدالحئی فرنگی محل' (نواب کلب علی خان) وفات آغا خاں دوم۔ پیدائش مولانا شبیر احمد عثمانی بجنور و مولانا حافظ محمد عبداللہ روپڑی (ایمن آباد' گوجرانوالہ) ۱۳۰۳ھ پیدائش مولانا

محمد الیاس دہلویؒ وہ۱۳۰۴ھ مولانا محمد علی لاہوری گوجرانوالہ۔

۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء

وفات واجد علی شاہ کلکتہ' پیدائش ذوالحجہ حضرت مولانا محی الدین احمد ابوالکلام آزاد (مکہ معظمہ) ومرزا محمود بشیر الدین قادیانی' وحضرت مولانا نعیم الدین (مراد آبادی) وحضرت صاحبزادہ محمد عمر بیر بل سرگودھا) ۱۸۸۸ء پیدائش عصمت انونو (سمرنا ترکی) ومولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی (لودھیانہ)

۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۰ء

وفات فیض الحسن سہارن پوریؒ ۱۳۰۹ھ پیدائش حضرت پیر غلام محی الدین گولڑہ راولپنڈی' وفات نواب صدیق حسن خان بھوپال ۳ فروری پیدائش پیر محمد شاہ بھیرہ شریف سرگودھا۔

۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء

بانس بریلی میں جامعہ منظر الاسلام قائم ہوا۔ ام دو مان میں انگریزوں اور درویشوں میں جنگ' پیدائش حضرت مولانا سید عطاء اللہ بخاریؒ (پٹنہ) ۱۳۱۳ھ میں مولانا غلام رسول مہرؒ ضلع جالندھر ۱۸۹۲ء امریکہ میں ہنری فورڈ نے پٹرول سے چلنے والی موٹر بنائی۔ ۱۸۹۶ء پیدائش حاجی محمد اسحاق لدھیانہ

۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۶ء

مڈغاسکر پر فرانس کا قبضہ' قتل ناصر الدین قاچار' وفات سید جمال الدین افغانی' ونوبل الفریڈ ۱۸۹۶ء ایڈیسن نے بلب بجلی ایجاد کیا۔ امریکہ

۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۸ء

وفات سر سید احمد خان (علی گڑھ) حکومت حبیب اللہ خاں" کابل' ایران کے بحری محاصل پر روس کا قبضہ' پیدائش ۱۱ رمضان مولانا محمد زکریا (کاندھلہ) و مولانا داؤد غزنوی امرتسر وسردار عبدالرب نشتر پشاور' وفات خواجہ فقیر محمد چوراہیؒ و احمد بن خالد مورخ' پیدائش حضرت شاہ محمد اسماعیل کرمانوالے' پیدائش خان بہادر چودھری فقیر حسین (بھروال امرتسر) وسید محمد اظہار الحق سہیل' (امروہہ)۔

۱۳۱۶ھ/ ۱۹۰۱ء

وفات امیر عبدالرحمٰن خاں وخواجہ میر صادق علی شاہ (رتڑ چھتڑ) وخواجہ غلام فرید چاچڑاں' پیدائش حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ ۱۹۰۲ء وفات حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (مکہ معظمہ) پیدائش مولانا محمد عمر اچھروی (قصور) ۱۹۰۴ء پیدائش الحاج خواجہ نواب الدین موہروی (کشمیر) وچودھری فضل الٰہی گجرات (سابق صدر پاکستان) ۱۹۰۰ء پیدائش ابوالاثر حفیظ جالندھری' جالندھر۔

۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۴ء

وفات خواجہ اللہ بخش تونسویؒ ۱۹۰۵ء وفات حضرت سید نذیر حسین محدث دہلویؒ۔

پیدائش حضرت مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اورنگ آباد و بہادر یار جنگ حیدرآباد دکن۔

۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء

وفات مولانا رشید احمد گنگوہیؒ تقسیم بنگال' ہندوستان میں مسلم لیگ کا قیام' پیدائش مولانا سردار محمد لائل پوری' (دیال گڑھ گورداسپور) وشاہ سعود بن عبدالعزیز حجاز۔

۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء

افغانستان اور انگریزوں میں دوستی۔

۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء

ایران کی آزادی روس اور برطانیہ کے ہاتھوں ختم' پیدائش مولانا محمد یوسف ۲۵ جمادی الاول ومحمد ایوب خاں ۱۴ مئی (ریحانہ ہزارہ) ومرزا ناصر احمد قادیانی وفات خواجہ معظم الدین مرولوی

۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء

ترکی میں دستوری حکومت کا قیام' پیدائش مولانا محمد یوسف بنوری (۸ مئی پشاور) پیدائش حاجی محمد طفیل ملتانی امرتسر ونواب مظفر علی قزلباش وعزیز احمد لاہور و میجر جنرل ریٹائرڈ جمالدار خاں پشاور۔

۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء

معزول عبدالحمید ثانی' خلافت محمد خامس عثمانی' ایران میں اینگلو پرشین آئل کمپنی کا قیام' پیدائش حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف' بھوجیانی (امرتسر) مراد آباد میں جامعہ نعیمیہ کا قیام۔

۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء

اٹلی نے لیبیا پر قبضہ کیا جنگ طرابلس بلقان کا آغاز' فرانس اور بلجیئم میں کانگو کا بٹوارہ' وفات شمس العلماء مولانا محمد حسین آزاد۔

۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۲ء

وفات حاجی سید عابد حسین بانی دار العلوم دیوبند وڈپٹی نذیر احمد دہلوی و حضرت بابا امیر الدین شیخوپورہ' پیدائش سعادت حسن منٹو امرتسر وقاضی محمد عیسیٰ کوئٹہ وسید مطلوب الحسن بجنور' پیدائش حضرت مولانا صاحبزادہ فیض الحسن شاہ (سیالکوٹ) ۱۹۱۳ء پیدائش' شاہ خالد بن عبدالعزیز ریاض' سعودی عرب' وپیر احمد علی شاہ جالندھر انڈیا۔

۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء

جنگ عظیم اول کا آغاز' وفات مولانا شبلی نعمانی ومولانا الطاف حسین حالی انڈیا' پیدائش گجرانوالہ' مفتی جعفر حسین ولد حکیم چراغ دین۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے گرگٹ کو مارا اس سے خدا سات گناہ دور کرے گا۔ (مجمع)

۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء

وفات مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی' پیدائش اندرا گاندھی انڈیا ولاہور' بیگم نسیم جہاں باغبانپورہ میاں برادری ۲۵ ستمبر' وفات وقار الملک' شریف مکہ نے برطانیہ کی شہ پر ترکوں سے بغاوت' مسلم لیگ اور کانگریس کے درمیان میثاق لکھنو' ۱۹۱۷ء ۱۶ اگست پیدائش محمد ابراہیم علی چشتی لاہور۔

۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء

برطانیہ کا یروشلم پر قبضہ' خلافت محمد سادس عثمانی' امیر حبیب اللہ کا قتل افغانستان' پیدائش جمال عبدالناصر ۱۵ جنوری (بنی مور مصر) وانور سادات (مصر ۲۵ دسمبر) وصوفی محمد علی سرگودھا' نومبر۔

۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء

حکومت امان اللہ خاں (کابل) ہندوستان میں رولٹ ایکٹ جلیانوالہ باغ امرتسر میں جنرل ڈائر نے گولی چلوائی۔ پیدائش حضرت مولانا مفتی محمود

۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء

شام کی آزادی' شہادت انور پاشا' وفات شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ قیام جامعہ ملیہ اسلامیہ' لاہور میں انجمن خدام الدین قائم ہوئی وفات مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکی۔

۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء

وفات حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ ۲۵ صفر و مولانا محمد علی جوہر وفد کے ساتھ لندن گئے۔ جلالۃ الملک شاہ سعود نے ملک حجاز اور نجد کے سلطان ہونے کا دعویٰ کیا۔ جنگ سقاریہ میں ترکوں نے یونانیوں کو شکست دے دی۔کوگنی ۲۲ جنوری' پیدائش احمد سیکوطورے۔

۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء

سعودی عرب میں شاہ فیصل ابن سعود کا اقتدار' خلافت عبدالمجید عثمانی شہادت انور پاشا۔

۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء

نومبر پیدائش محمد ادریس بھوجیانی امرتسر (مولف کتاب ہذا) وفات عبدالحنان والد سردار عبدالرب نشتر ورونجن موجد ایکسرے' مولانا غلام اللہ قصوری۔

۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء

ترکوں اور اتحادیوں کے مابین معاہدہ لوزان' معزول خلافت عبدالمجید ثانی ایران میں قاچاری حکومت کا خاتمہ' سعودی سلطان کا حجاز پر مکمل قبضہ' مصطفیٰ کمال اتاترک ترکی کے صدر منتخب ہوئے' سعد زاغلول مصر کے وزیراعظم مقرر ہوئے۔ وفات نواب وقار الملک' برطانیہ نے روس کی سوویت حکومت کو تسلیم کیا' امریکہ وفات صدر ووڈرولسن۔

۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء

ایران میں محمد رضا پہلوی برسراقتدار آئے۔عرب لیگ کا قیام

۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء

برطانیہ نے نجد وحجاز کی آزادی تسلیم کر لی۔ وفات ممتاز حکیم حافظ محمد اجمل خان دہلی۔

۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء

وفات حضرت میاں شیر محمدؒ شرقپور' پیدائش ذوالفقار علی بھٹو' وفات عبدالرحمٰن بن فیصل' عالمی عدالت کا قیام ۱۲ اگست' وفات ۸ دسمبر راولپنڈی مولانا قاضی عبدالاحد خانپوری۔

۱۳۴۸ھ/۱۹۲۹ء

قائداعظم نے چودہ نکات پیش کئے' بچہ سقہ کا افغانستان میں عروج' امان اللہ خاں کا فرار اور نادر شاہ کی حکومت' وفات خواجہ محمود چراغ تونسویؒ۔

۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء

علامہ اقبال نے مسلم لیگ کے جلسہ الہ آباد میں تصور پاکستان پیش کیا۔ وفات مولانا محمد علی جوہر لندن' مدفن بیت المقدس' وفات ۵ جون سر تھامس وامریکہ کے عظیم موجد ایڈیسن' پیدائش مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کھیم کرن' وفات قاضی علامہ محمد سلیمان منصور پوری' حج سے واپسی پر بحری جہاز' نماز جنازہ مولانا محمد اسماعیل غزنویؒ نے پڑھائی (میت سپرد سمندر) ۱۹۳۱ء انجمن احرار اسلام قائم ہوئی۔ وفات ۲۹ دسمبر لین پول مورخ۔

۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء

آزادی عراق' ۱۳۵۲ھ نادر شاہ کا قتل اور محمد ظاہر شاہ کا اقتدار (افغانستان) وفات مولانا انور شاہ کشمیری (دیوبند) ۲ صفر حجاز کا نام سعودی عرب رکھا گیا۔

۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء

قائداعظم نے مسلم لیگ کی تنظیم نو کی' کوئٹہ زلزلے سے تباہ۔ وفات خواجہ الٰہی بخش فیروز پوری چک نمبر ۲۸۴ گ ب (رجانہ) ٹوبہ ٹیک سنگھ پیدائش حضرت خواجہ محمد معصوم موہروی (گجرات) وفات سلیمان پھلواروی۔

۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء

آزادی مصر' فارس کا سرکاری نام ایران رکھا گیا۔ وفات ڈاکٹر مختار انصاری وقبلہ عالم حافظ عبدالکریمؒ (راولپنڈی) پیدائش آغا خاں چہارم شہزادہ کریم آغا خاں' ۱۳ دسمبر جنیوا' وفات علامہ راشد الخیری۔

۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء

تقسیم فلسطین کی تجویز برطانیہ کے سیل کمیشن نے شائع کی' وفات

حضرت سید مہر علی شاہ گولڑویؒ لاہور ریڈیو اسٹیشن قائم ہوا۔

۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء

دوسری جنگ عظیم کا آغاز' وفات ۲۱ اپریل حضرت علامہ اقبال لاہور و اتاترک وحضرت مولانا شوکت علی' ۱۳۵۸ھ وفات حضرت پیر جماعت علی شاہؒ ۱۶ شعبان علی پور سیداں۔

۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء

۲۳ مارچ مسلم لیگ نے لاہور میں قرارداد پاکستان منظور کی۔ وفات حاجی عبدالرحمٰن قصوریؒ وسید حاکم علی شاہ لاہوری۔

۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء

تاسیس جماعت اسلامی' پیدائش محمد معمر قذافی صدر لیبیا) آزادی لبنان ۲۶ نومبر۔

۱۳۶۱ھ/ ۱۹۴۲ء

فلسطین وشرق اردن پر برطانیہ اور فرانس کا قبضہ' وفات حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ومولانا عبدالقادر قصوریؒ۔

۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء

وفات مولانا محمد الیاس بانی تبلیغی جماعت انڈیا' وحضرت میاں مظہر قیوم (رتر چھتر انڈیا) سنگاپور پر جاپانی فوج کا قبضہ' سندھ برطانیہ کی حکومت نے حضرت سید صبغت اللہ پیر پگارا کو پھانسی کی سزا دی۔

۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۴ء

عرب لیگ کا قیام' وفات نواب بہادر یار جنگ وحضرت مولانا عبیداللہ سندھی' لاہور' مرقد بہاول پور وسیالکوٹ کریم بخش کونگا پہلوان۔

۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء

دوسری جنگ عظیم ختم' فلسطین میں یہودیوں کا داخلہ' ایران سے روسی اور امریکی فوجوں کا انخلاء' قتل احمد ماہر پاشا مصر' وفات گاموں پہلوان' ۱۷ اگست انڈونیشیا آزاد ہوا۔ ہندوستان میں کیرلس مشن کی آمد' قیام اقوام متحدہ جنرل اسمبلی' ہیروشیما پر ایٹم بم گرایا گیا۔ جاپان۔

۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء

آزادی لبنانیہ وشام اور اردن وہنگری' ہندوستان میں عبوری حکومت کا قیام' وفات منشی محمد دین فوق ۱۴ ستمبر لاہور۔

۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء

۱۴ اگست قیام پاکستان' کشمیر پر بھارت کا حملہ' دکن اور جونا گڑھ کا پاکستان کے ساتھ الحاق' حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ ومولانا محمد عبداللہ ومولانا عبدالرحیمؒ حاجی امام الدین خلیفہؒ حاجی امان اللہ انصاریؒ اور بہت سی نامور شخصیتیں ۲۷ رمضان کو موضع بھوجیاں ضلع امرتسر میں شہید کردی گئیں۔ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل قائداعظم محمد علی جناح بنے۔ امریکہ وفات ہنری فورڈ۔

۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء

کراچی وفات قائداعظم وحضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادیؒ۔ حیدرآباد دکن پر بھارت کا حملہ اور قبضہ' کشمیر میں جنگ بندی' فلسطین میں اسرائیل کا قیام' عرب اسرائیل جنگ' اگست کراچی ریڈیو سٹیشن قائم ہوا' نیشنل بنک آف پاکستان کا قیام۔

۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۹ء

شام میں پہلا فوجی انقلاب' اخوان المسلمین کے بانی حسن البنا کی شہادت مصر' وفات حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسریؒ (سرگودھا) ومولانا شبیر احمد عثمانیؒ۔ کراچی ووالدہ مؤلف زینب بی بیؒ۔ ۷ جولائی ۱۹۵۰ء ٹوبہ ٹیک سنگھ' راولپنڈی ستمبر ریڈیو سٹیشن قائم ہوا۔ پیدائش شریفاں بی بی (بیٹی مؤلف)

۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۱ء

الجزائر میں جنگ آزادی کا آغاز' سوڈان' لیبیا آزاد ہوا۔ ڈاکٹر مصدق نے ایران تیل کمپنی کو قومیالیا' راولپنڈی ۱۶ اکتوبر شہادت نوابزادہ لیاقت علی خان' شاہ عبداللہ کا اردن میں قتل اور شاہ حسین کا اقتدار' وفات مولانا حسرت موہانی ۱۳ مئی ومولوی محمد علی لاہوری (احمدی) وحضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ (۳۱ اگست)

۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۲ء

شاہ فاروق مصر کی جلاوطنی اور جنرل نجیب برسر اقتدار آئے۔ عراق میں فیصل دوم کی تخت نشینی وفات جلالۃ الملک شاہ عبدالعزیز ابن سعود ۸ نومبر مکہ معظمہ' واپسی فریضہ حج یکم نومبر مؤلف ۱۹۵۲ء وفات برادرم محمد شفیع ولد نبی بخش ۲۶۴ ر۔ ب فیصل آباد۔

۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۳ء

تخت نشینی جلالۃ الملک شاہ سعود بن عبدالعزیز' حضرت مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کو پھانسی کی سزا دی لیکن اس پر عمل نہ ہوسکا۔ وفات مفتی کفایت اللہ دہلویؒ وحافظ محمد سلیمان بھوجیانی بھوبیا اصل پیدائش شمیم اختر بیٹی۔

۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۴ء

جنرل نجیب کی علیحدگی' جمال عبدالناصر مصر کے صدر بنے۔ وفات مولانا سلیمان ندویؒ مشرقی پاکستان میں یوم کشمیر منایا گیا۔

۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۵ء

سکندر مرزا پاکستان کے گورنر جنرل بنے' میثاق بغداد اور سینٹ میں پاکستان'

ترکی ایران عراق شامل ہوئے ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ پیدائش شوکت حیات نسیم (فرزند) لاہور وفات سعادت حسن منٹو۔ پاکستان اور افغانستان کے تعلقات بگڑ گئے۔

۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء

پاکستان کے پہلے صدر سکندر مرزا بنے' مراکش اور تیونس کی آزادی اسرائیل کا مصر پر حملہ' مصر نے نہر سویز کو قومی ملکیت میں لے لیا۔

۱۳۷۶ھ/۱۹۵۷ء

عراق پر عبدالکریم قاسم کا قبضہ اور فیصل شاہ عراق کا قتل۔ ملایا' ملائیشیا' اردن آزاد ہوئے۔ متحدہ عرب جمہوریہ (مصر و شام) کا قیام' سوڈان پر فوجی حکومت کا قبضہ' وفات آغا خاں سوم ۱۱ جولائی و حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ (دیوبند) و پیر محمد شاہؒ بھیرہ ۲۶ مارچ و مولانا محمد علی قصوری۔

۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء

دوبئی' گنی' موریطانیہ' کیمرون آزاد ہوئے' پاکستان میں مارشل لاء جنرل محمد ایوب خاں برسراقتدار آئے۔ نئی دہلی وفات مولانا ابوالکلام آزاد (دہلی ۲۲ فروری) و حضرت میاں غلام اللہ شرقپور (شیخوپورہ) ۷ ربیع الاول و حضرت فقیر نور محمد سروری قادری' فیصل آباد (مدفن کلاچی) و کراچی ۱۴ فروری سردار عبدالرب نشتر سابق گورنر پنجاب انتقال کر گئے۔

۱۳۷۸ھ/۱۹۵۹ء

سنگاپور آزاد ہوا' وفات خان محمد خاں والد جناب ندیم کوموی صاحب (اکتوبر) ٹوبہ ٹیک سنگھ' عرب امارتوں کا قیام عمل میں آیا۔

۱۳۷۹ھ/۱۹۶۰ء

وفات مولانا مولوی محمد ابراہیم پٹیالہ دوست محمد ضلع شیخوپورہ (۱۱ ستمبر) مصر میں اسوان ہائی ڈیم کی تعمیر' آزادی ایٹوری کوسٹ ۷ اگست دھونی' کمرون' گیلبن' مالی' ماریٹیا آزاد ہوئے۔

۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء

صومالیہ' کویت' بحرین' نائیجیریا' سینگال' وسط افریقہ آزادی ہوئے۔ شام اور مصر کا اتحاد ختم' ترکی میں عدنان مندریس کو پھانسی دی گئی۔ وفات ملک غلام محمد ۲۷ فروری ٹوبہ ٹیک سنگھ ۲۱ اگست حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ (خطیب اعظم) ملتان و بابائے اردو مولوی عبدالحق لاہور' پیدائش الحاج مشتاق احمد فرزند) ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء

پاکستان میں نئے آئین کا نفاذ' یمن میں امامت ختم' عبداللہ سلاسل کا فوجی انقلاب' لاہور ۱۷ رمضان وفات حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ مفسر قرآن و خواجہ ناظم الدین (گورنر جنرل پاکستان)

۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء

یمن میں جمہوریت' زنجبار آزاد ہوا' عراق میں فوجی انقلاب اور صدر قاسم کا قتل' آزادی ملائیشیا ۱۶ دسمبر وفات مولوی تمیز الدین (سپیکر) و سابق وزیراعظم حسین شہید سہروردی کراچی و جنرل قاسم۔

۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء

وزیراعظم انڈیا قتل حضرت مولانا عبدالقادر بریلوی فیصل آباد' تخت نشینی جلالۃ الملک شاہ فیصل بن عبدالعزیز حجاز' امریکہ نے نیا جٹ طیارہ اے گیارہ بنالیا۔

۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء

بومدین نے بن باللہ کی حکومت الجزائر الٹ دی' وفات حضرت شاہ محمد اسماعیل کرمانوالےؒ (اوکاڑہ) و قبلہ الحاج خواجہ نواب الدین موہرویؒ و زوجہ مؤلف (محمد بی بی) ۱۰ اپریل ٹوبہ ٹیک سنگھ وفات حضرت مولانا محمد یوسف بانی جماعت تبلیغی (۲ اپریل لاہور مرقد دہلی) وفات مرزا محمود بشیر الدین (ربوہ) وزیراعلیٰ سردار پرتاپ سنگھ کیروں (انڈیا) پاک بھارت جنگ' وفات وزیراعظم مسٹر چرچل (لندن) کیمبیا جزائر مالدیپ آزاد ہوئے۔

۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء

اعلان تاشقند' شام میں بعث پارٹی کا اقتدار (نور الدین عطاشی صدر بنے) وفات سیٹھ غلام رسول ٹپویون سندھ و تحریک پاکستان کے مخلص لیڈر مولوی فضل الحق و سید قطب شہید مصر۔

۱۳۸۷ھ/۱۹۶۷ء

اسرائیل کا مصر پر حملہ صحرائے سینا پر قبضہ' وفات محترمہ فاطمہ جناح کراچی و صاحبزادہ محمد عمر بیربلؒ و حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۸ء وفات حاجن جھنڈو بی ۲۶۴ ر ب و محمد ابراہیم علی چشتی ۱۱ جولائی لاہور و ٹوبہ ٹیک سنگھ میاں جی غلام قادر امام مسجد محمدی۔

۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء

فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صدر پاکستان مستعفی' جنرل آغا محمد یحییٰ خاں نے صدارت سنبھالی' ہمشیرہ رسولاں بی بی لاہور و حاجی شہاب الدین چک ۲۶۴ ر ب فیصل آباد' مراکش میں پہلی سربراہی کانفرنس' سوڈان میں جعفر نمیری کا فوجی انقلاب' لیبیا میں فوجی انقلاب' مسجد اقصیٰ میں یہودیوں نے آگ لگادی۔

۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء

وفات جمال عبدالناصر صدر مصر و وزیراعلیٰ ملک فیروز خان نون۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو محبوب رکھتا ہے اس کو گناہ ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ (کنوز)

۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء

پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت' دسمبر مشرقی پاکستان پر روس اور امریکہ کی ملی بھگت سے بھارت کا حملہ اور قبضہ۔

نشانِ حیدر پانے والے آٹھ جانباز بہادر

۱۔کیپٹن محمد سرور ۲۷ جولائی ۱۹۴۸ء (۲) میجر طفیل محمد اگست ۱۹۵۸ء (۳) میجر راجہ عزیز بھٹی ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء (۴) لانس نائیک محمد محفوظ دسمبر ۱۹۷۱ء (۵) میجر شبیر شریف (۶) پائلٹ آفیسر راشد منہاس (۷) سوار محمد حسین (۸) میجر محمد اکرم دسمبر ۱۹۷۱ء۔

وفات خان خورشید خاں ریٹائرڈ نائب تحصیلدار ٹوبہ ٹیک سنگھ' نومبر ملتان ریڈیو سٹیشن قائم ہوا' وفات مولانا محمد اسحاق لودھی ایبٹ آباد (پنج پیر)

۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء

شیخ مجیب الرحمٰن کی رہائی' پاکستان دولت مشترکہ سے الگ ہوا' شملہ میں پاک بھارت مذاکرات۔

۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء

پاکستان میں نئے آئین کا نفاذ اور جنگی قیدیوں کی واپسی اور مصر اور دیگر عرب ممالک پر اسرائیل کا حملہ' عربوں کا تیل کو پہلی بار معاشی ہتھیار بنانا' افغانستان میں سردار داؤد نے بادشاہت کا خاتمہ کر دیا۔ وفات مولانا احمد الدین گکھڑوی و مولانا زین العابدین فیصل آباد و پیر الحاج عبدالرزاق بجواڑی و ڈاکٹر نجم الدین بٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ و مولانا محمد علی لکھوی (مدینہ منورہ) و سابق صدر ترکی عصمت انونو و سابق صدر امریکہ جانسن انتقال کر گئے۔ عبدالصمد خاں اچکزئی کوئٹہ' عراق کے وزیر دفاع اور دو اعلیٰ حکام قتل کر دیئے گئے۔

۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء

لاہور میں دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس' بنگلہ دیش کو تسلیم کر لیا' قادیانیوں کو پاکستان حکومت نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا' شمالی یمن میں کرنل ابراہیم حمیدی کا انقلاب' وفات نور الامین سابق نائب صدر پاکستان و فیلڈ مارشل سابق صدر محمد ایوب خاں ہزارہ' مصر وزیر خارجہ عمر سقاف سعودی عرب و مفتی اعظم امین الحسینی فلسطین و چودھری منظور قادر ماہر قانون و حکیم احمد حسن قریشی و استاد امانت علی خاں' و پیرزادہ عبدالستار کراچی و ماموں حاجی امام دین چک نمبر ۲۶۴ ر ب و میاں عبدالغفور مہجور وکیل و چودھری عالم الدین واہلہ نمبردار ٹوبہ ٹیک سنگھ' پیدائش مشتاق احمد پٹیالہ' دوست محمد شیخوپورہ وفات انڈیا کے مشہور موسیقار رتن' کوریا کے صدر پر دوران تقریر حملہ ہوا۔ ان کی بیوی جاں بحق ہو گئی۔ مگر انہوں نے اپنی تقریر جاری رکھی۔ امریکہ کے سفیر کو قبرص میں گولی مار کر ہلاک کر دیا' پرتگال میں انقلاب (صدر اور وزیر اعظم مفرور ہو گئے' بھارت نے ایٹمی دھماکہ کیا۔ ریاست سوات مقام پتن قیامت خیز زلزلہ' وفات مولانا انیس الرحمٰن فیصل آباد۔

۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء

جلالۃ الملک شاہ فیصل کو ریاض میں شہید کر دیا گیا' قاتل کو قتل کر دیا گیا۔ تخت نشینی جلالۃ الملک شاہ خالد' پیرس اور وہانہ میں ترکی سفیروں کا قتل' انڈیا میں موہن لال منہاس جج ہائی کورٹ و بنگلہ دیش میں شیخ مجیب الرحمٰن بمعہ کنبہ قتل' انڈیا سابق صدر رادھا کشن و دیوان سنگھ مفتون و صوت العرب بلبل نیل (ام کلثوم) مصر و زیڈ اے بخاری کراچی و سابق صدر پرتگال ہیلی سلاسل و شاعر اردو ضمیر کاظمی لاہور و جنرل فرانکو سپین و نائب صدر چین انتقال کر گئے' بنگلہ دیش میں دوسری مرتبہ فوجی انقلاب' سائیگون میں تیس سال بعد جنگ ختم' مصر نے نہر سویز آٹھ سال بعد کھولی' نائیجیریا میں فوجی انقلاب ایران کے جنرل فاطمی و رہوڈیشیا کے چیف آف سٹاف ہوائی حادثہ میں جاں بحق' اگست بہاولپور ریڈیو سٹیشن قائم ہوا۔

۱۳۹۵ھ/۱۹۷۶ء

پاکستان جنرل اسمبلی کا رکن بنا' شیخ عبدالعزیز بن صالح امام مسجد نبوی و شیخ احمد عبداللہ السبیل امام کعبہ پاکستان میں تشریف آوری۔ مصر کے صدر انور سادات و متحدہ عرب امارات کے زید بن سلطان دوبارہ صدر منتخب ہو گئے۔ چین کے وزیر اعظم چواین لائی و مارشل چوتھ و چیئرمین ماؤزے تنگ و ملائیشیا کے وزیر اعظم تنکو عبدالرحمان انتقال کر گئے۔ کمبوڈیا کے صدر سہانوک مستعفی' نائیجیریا میں فوجی انقلاب جنرل مرتضیٰ محمد کا قتل' لبنان میں امریکی سفیر واتاشی اور ڈرائیور' گجرات کے چودھری محمد انور سماں ان کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا' چیف آف سٹاف خادم البشر بنگلہ دیش ہوائی حادثہ میں جاں بحق۔

۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء

وفات حضرت مولانا عبدالماجد دریا آبادی لکھنؤ و مولانا محمد رفیق خاں پسرور و مولانا عبیداللہ احرار و مولانا میاں محمد باقر تاندلیاں والا۔ افغانستان میں نئے آئین کے تحت سردار محمد داؤد ملک کے صدر بنے' کانگو کے کرنل اپانچو نئے سربراہ مملکت' پاکستان کا نظم و نسق فوج نے سنبھال لیا۔ ۵ جولائی شام جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے قوم کو خطاب فرمایا۔ ترکی میں مخلوط حکومت سلیمان ڈیمرل نئے وزیر اعظم بنے' وفات حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ ایران کے جنرل فاصل واردن کی ملکہ عالیہ و یوگوسلاویہ کے وزیر اعظم اور ان کی اہلیہ ہوائی حادثہ میں جاں بحق ہو گئے۔ لبنان کے وزیر کمال جملات و میرین گوابی صدر جمہوریہ کانگو و ترکی کے سفیر طہٰ کریم (غیر ملک) و شمالی یمن کے صدر کرنل ابراہیم الحمدی صنعا میں اور ان کے بھائی کو

متحدہ وفاق کے نائب وزیر سیف بن عباش (ابوظہبی) (وعبداللہ الحاجری سابق وزیراعظم یمن ان سب کو گولیاں مار کر جاں بحق کر دیا' وزیر خارجہ انتھونی لندن ومیکاریوس صدر نکوسیا قبرص وعبدالمطلب اے ایم مالک سابق گورنر بنگلہ دیش انتقال کر گئے۔ وفات یکم نومبر' امیر کویت صباح السالم الصباح انتقال کر گئے۔ آزادی اسلامی جموئی ۲۷ جون۔

۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء

۲۱ جنوری مدینہ منورہ میں کھدائی کے وقت حضرت عبداللہ بن سردار عبدالمطلبؓ اور پانچ اصحابہ کرامؓ کے جسم اطہر نکلے جو کہ تروتازہ تھے ان سب کو پورے احترام کے ساتھ جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ وفات صوفی غلام مصطفیٰ تبسم لاہور وابن انشاء کراچی وپیرزکوڑی شریف وصوفی فیض محمد وملک محمد حسین ٹوبہ ٹیک سنگھ وحاجی بشیر احمد گوجرانوالہ وحاجی عبدالغفور جہانیاں ومولانا محمد شفیع ملتان وسابق وزیر احمد نواز گردیزی ملتان وریاست علی چھٹہ وکیل لاہور' ولیفٹیننٹ جنرل اکبر خاں سفیر برائے لندن ومولوی علی احمد صمصام وحضرت سید عثمان علی شاہ کرمانوالے انتقال کر گئے۔ وفات ۱۲ مئی منظور حسین ماہر القادری مشہور شاعر مکہ معظمہ مرقد جنت المعلیٰ' ورائے نجیب اللہ خاں کمالیہ (حادثہ کار) اٹلی کے وزیراعظم مورو وسردار محمد داؤد خاں بمعہ کنبہ ہلاک افغانستان شمالی یمن کے صدر احمد الحسین الغاشمی بم سے جاں بحق' جنوبی یمن کے صدر سالم روبایا علی وعراق کے سابق وزیراعظم وحاجی میرداد خاں جمالی کوئٹہ ان سب کو گولیاں مار کر جاں بحق کیا گیا' بنگلہ دیش میں ضیاء الرحمٰن صدر منتخب ہو گئے۔ پاکستان کے صدر چودھری فضل الٰہی مستعفی ہو گئے۔ جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے صدر مملکت کا حلف اٹھایا' وفات پاپائے روم ششم اٹلی' پوپ پال اول ومسز گولڈا میئر سابق وزیراعظم اسرائیل وڈاکٹر عبدالرشید چودھری ۲۳ ستمبر و چودھری جمال الدین وکیل ٹوبہ ٹیک سنگھ' کینیا کے صدر جوموکنیاٹا و ۲۸ دسمبر الجزائر کے صدر محی الدین (بومدین) انتقال کر گئے' اگست اسلام آباد براڈ کاسٹنگ ہاؤس کی عمارت کا افتتاح۔

۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء

ایران سے شہنشاہ محمد رضا شاہ پہلوی اور یوگنڈہ سے صدر عدی امین ملک چھوڑ کر چلے گئے۔ ایران میں ہنگاموں کے دوران ۶۵ ہزار افراد ہلاک' آیت اللہ خمینی کا ایران پر قبضہ ۱۹ جنوری وفات حاجی محمد طفیل ملتان و ۱۰ فروری عمر حیات پہلوان ۱۹ مارچ ہمشیرہ کلثوم ٹوبہ ٹیک سنگھ والیس اے رحمان سابق جسٹس لاہور وغلام نبی میمن راولپنڈی ومسیح الرحمٰن بنگلہ دیش' بادشاہ سلطان یحییٰ پطرس ملائیشیا انتقال کر گئے۔ افغانستان میں امریکی سفیر کا قتل' ایران سے سابق وزیراعظم شاہ پور بختیار ملک سے فرار وسابق کئی جرنیلوں کو بحکم آیت اللہ خمینی گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ ایران کے سابق وزیراعظم امیر عباس ہویدا کو اور آیت اللہ مطہری کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔ ۴ اپریل سابق وزیراعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دی گئی۔ موریطانیہ کے وزیراعظم کرنل احمد ویوسف اور وزیر خزانہ وزیر تجارت اور اعلیٰ حکام اور شاہد صدیق سرگودھا ہوائی حادثہ میں جاں بحق' وفات لیہ ۲۶ جون مولانا محمد عبداللہ المعروف پیر بارو بعمر ۱۳۶ سال' و گوجرانوالہ سابق سیشن جج عبدالرحمان ووزیر خزانہ شیخ عبدالقادر وعباس علی بیرسٹر وسابق جسٹس ایس اے محمود لاہور وچیکوسلاویہ کے سابق صدر جنرل لڈوگ وانگولا کے صدر نیٹو انتقال کر گئے۔ مصر میں عام انتخابات' صدر سادات کامیاب ہو گئے اور ریفرنڈم میں تاحیات صدر بنے۔ (۱۹۸۰) ۶ اکتوبر ۱۹۸۱ کو مصر میں پریڈ کے موقعہ پر گولیاں لگنے سے جاں بحق' سکائی لیپ وزنی ۷۷ ٹن آسٹریلیا کے سمندر میں گری۔ مولانا غلام مرشد ومولانا ابوالخیر مودودی لاہور ومولانا ابوالاعلیٰ مودودی (امریکہ) مرقد' لاہور ومرغوب صدیقی وجہاں آرا بیگم شاہنواز لاہور ومولانا عبدالسلام قدوائی کراچی ومولانا رزاق الخیری کراچی انتقال کر گئے' نومبر میں بیت اللہ پر ملحدین کا قبضہ جنوری ۱۹۸۰ء میں ۶۲ ملحدین کے سر قلم کر دیئے گئے۔ ۲۷ دسمبر افغانستان پر روس کا قبضہ۔

۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء

وفات مولانا حامد علی خاں ملتان ومولانا احتشام الحق تھانوی کراچی و مولانا محمد طاہر ماچھیکے ومولانا حکیم عبدالرحمٰن قلعہ میہاں سنگھ ومولانا محمد یوسف گکھڑوی ومولانا غلام اللہ خاں راولپنڈی' وممتاز روحانی پیشوا مخدوم محمد اشرف بہاول نگر وروحانی پیشوا شہسوار گوجرہ والحاج حافظ سید اختر حسین شاہ سجادہ نشین علی پور سیداں سیالکوٹ وممتاز صوفی عبدالحمید خان پور ومولانا قاری حبیب اللہ ٹوبہ ٹیک سنگھ انتقال کر گئے' وفات عمر حیات پہلوان کی والدہ ٹوبہ ٹیک سنگھ ووالدہ ملک محمد یونس ۲۱ مارچ جمعہ صد سالہ تقریب دارالعلوم دیوبند انڈیا' وفات پاکستان میں ریاض الخطیب سفیر سعودی عرب' وسیکرٹری تعلیم بریگیڈیئر اکرام امین وبریگیڈیئر ظفر علی خاں صدر مملکت کے ملٹری سیکرٹری وبریگیڈیئر ٹرائف آر خاں سفیر لندن ویوگوسلاویہ کے صدر ٹیٹو انتقال کر گئے۔ ایران میں مشہور لیڈر امیر عباس کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ لائبیریا میں فوجی انقلاب صدر ٹوبرٹ ہلاک' انڈیا میں عام انتخابات مسز اندرا گاندھی جیت گئی' سابق صدر وی وی گرے انڈیا انتقال کر گئے' سنجے گاندھی ہوائی حادثہ میں جاں بحق' بوتسوانا کے صدر سرسیرتے خاما وعمان کے وزیراعظم عبدالمجید شرف وسابق شہنشاہ ایران محمد رضا پہلوی مصر وسابق

صدر پاکستان آغا محمد یحییٰ انتقال کر گئے' صوفی شاعر حیات میرٹھی بہاول پور وقاہرہ فضائیہ کے کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل محمود شاکر عبدالمنعم و مصطفیٰ علی ہمدانی انتقال کر گئے' پاکستان میں جون میں عشر زکوٰۃ نظام رائج ہوا' وفات اسلام آباد جاپانی سفیر ہیروشی فیوٹو و جاپان کے وزیراعظم اوہیرا و سابق اٹارنی جنرل چودھری نذیر احمد لاہور انتقال کر گئے' چودھری اصغر علی وڑائچ گوجرہ کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ وفات فیروز سنز کے سابق چیئرمین عبدالحمید خاں لاہور' ترکی میں فوجی انقلاب ۲۰ اگست سعودی عرب میں ہوائی جہاز کو آگ لگ گئی ۲۶۵ مسافر جاں بحق' دوسرا حادثہ ۱۶ ستمبر تیسرا ۲۲ ستمبر ۱۹۸۰ء عراق وایران میں جنگ' یکم اکتوبر اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں جناب صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کا ۹۰ کروڑ مسلمانوں کی طرف سے خطاب' اس عمارت میں پہلی مرتبہ قرآن مجید کی تلاوت ہوئی' ۱۰ اکتوبر جناب صدر مملکت پاکستان کا وطن واپسی پر راولپنڈی میں شاندار استقبال کیا گیا۔ ۱۱ اکتوبر الجزائر میں قیامت خیز زلزلہ ہزاروں افراد ہلاک اور لاکھوں لاپتہ' ۱۴ اکتوبر وفات مولانا مفتی محمود کراچی (آبائی گاؤں دفن ہوئے) سابق وزیراعلیٰ سندھ محمد ایوب کھوڑو و سابق وزیراعظم چودھری محمد علی کراچی و فرانس کے وزیر دفاع و روس کے سابق وزیراعظم کوسچن انتقال کر گئے۔ پرتگال کے وزیراعظم و وزیر دفاع ہوائی حادثہ میں جاں بحق۔ ہمشیرہ قائداعظم شیریں بائی کراچی' فیصل آباد کے عبدالحمید قاسمی انتقال کر گئے۔ امریکہ میں عام انتخابات صدر ریگن کامیاب ہوئے۔

۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء

وفات سابق صوبائی وزیر خان بہادر جلال الدین پشاور' ممتاز حکیم الحاج محمد یوسف جہانیاں و ممتاز ادیب اردو حکیم یوسف حسن راولپنڈی انتقال کر گئے۔ تیسری اسلامی سربراہی کانفرنس مکہ معظمہ (طائف) تحریک پاکستان کے رکن رانا نصر اللہ خاں' و مولانا غلام غوث ہزاروی و مولانا حافظ عبدالشکور قاسمی کامونکے و مولانا احمد علی بانی جامعہ عربیہ گجرات و نامور صحافی اور مصنف محمد عثمان حیدر آباد' سندھ سابق بھارتی وزیر خارجہ عبدالکریم چھاگلہ بمبئی انتقال کر گئے۔ وفات حضرت مولانا محمد رفیق مدنپوری فیصل آباد و ممتاز عالم دین مولانا عبدالحق سرگودھا انتقال کر گئے۔ امریکہ کے صدر ریگن پر قاتلانہ حملہ مگر صحت یاب ہو گئے۔ وفات معروف شاعر ابراہیم خلیل' وفات نامور قانون دان حاجی خورشید عالم ایڈووکیٹ حافظ آباد' حسینہ شیخ بحیثیت صدر عوامی لیگ بنگلہ دیش پہنچی' وفات سید سردار علی شاہ روزنامہ مہران حیدر آباد کے چیف ایڈیٹر' امریکہ میں شہر ڈیٹرایٹ کی عدالت میں پہلے مسلمان الحاج آدم عبدالشکور صاحب جج مقرر ہوئے۔ صدر ضیاء الرحمان اور دو فوجی اعلیٰ آفیسر چھ باڈی گارڈ چٹاگانگ میں ہلاک

وفات نواب میر عطا محمد خاں جمالی کوئٹہ و غلام حیدر پٹویون سندھ' ایران ابوالحسن بنی صدر کو پارلیمنٹ نے نااہل قرار دے دیا۔ بنی صدر کا ایران سے فرار۔ فیصل آباد وفات سینئر وکیل چودھری منور علی گل ۲۶۴ ر ب حادثہ ٹریفک' وفات سماجی شخصیت حاجی محمد رفیق سہگل چنیوٹ و ممتاز شاعر و مصنف الطاف مشہدی سرگودھا' و ریٹائرڈ جسٹس محمد منیر لاہور و سابق گورنر پنجاب نواب مشتاق احمد گورمانی لاہور انتقال کر گئے۔ ایران میں بم کے دھماکہ سے ۷۴ افراد پارلیمنٹ کے ممبر اور وزیر ہلاک' تہران کی بڑی جیل کے گورنر محمد کچوئی اور گورنر جنرل انصاری کو جیلان میں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔ وفات ممتاز روحانی شخصیت بابا ظہور الحسنین شاہ حیدر آباد۔ میانوالی کے نامور ادبی و دینی شخصیت محمد ایوب خاں چغتائی والحاج حافظ خواجہ قمر الدین سیالوی سرگودھا انتقال کر گئے۔ ایران میں صدارتی انتخاب جناب محمد علی رجائی صدر بنے اور محمد الجواد وزیراعظم بنے۔ ایران کرمان شاہ میں شدید زلزلہ پانچ ہزار افراد ہلاک۔ روزنامہ مشرق کے سینئر رکن و خوشنویس مسٹر شاہد فاروق کراچی و خان بہادر چودھری فقیر حسین آف بھروال لاہور و جسٹس وحید الدین احمد کراچی و مارکیٹ کے چیئرمین سردار خاں میانوالی و بزرگ صحافی اور نیوز ایجنٹ عبدالحمید خاں نیازی میانوالی و ممتاز صنعت کار محمد حسین انصاری گوجرانوالہ' ممتاز ماہر تعلیم مسٹر ایس ایم شریف لاہور انتقال کر گئے۔ تائیوان کا طیارہ اندرون ملک پرواز کے دوران پھٹ گیا' عملہ اور ۱۱۰ مسافر ہلاک ہو گئے۔ وفات مشہور جاسوس ڈسکو پوپوف' رہائشی یوگوسلاویہ) اصلی جمیز فانڈ وفات پا گئے۔ ایران میں محمد علی رجائی صدر مملکت و وزیراعظم ڈاکٹر محمد الجواد باہنر بم کے دھماکہ سے جاں بحق۔ افتتاح القاسم سٹیل ملز کراچی' جناب صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے ۳۱ اگست کو کیا۔ وفات حاجی عبدالواحد سونڈھ ٹوبہ ٹیک سنگھ و سجادہ نشین پیر حاجی احمد شاہ گجرات و ہٹلر کا وزیر جنگ البرٹ سپیئر لندن انتقال کر گئے۔ ایران میں آیت اللہ مہدی کانی وزیراعظم بنے' لبنان میں فرانسیسی سفیر لیوس ویمیرے کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ ابوظہبی عجمان کے حکمران شیخ رشید بن حمید النعیمی' سیالکوٹ فاتح راجوری کرنل رحمت اللہ و ملتان خیر المدارس کے سربراہ مولانا محمد شریف جالندھری (مدینہ طیبہ) انڈیا ہندی سماچار کے ایڈیٹر لالہ جگت نرائن کو قتل کیا گیا۔ وفات راولپنڈی سابق وفاقی ہیلتھ سیکرٹری سی کے حسن انتقال کر گئے۔ لاہور ۲۹ ستمبر ہندوستان کا بوئنگ طیارہ اغوا (رہائی) ایران عالم دین حجۃ الاسلام عبدالکریم مشہد میں بم سے اور چیف آف سٹاف اور وزیر دفاع کرنل موسیٰ نامجو اور دیگر اعلیٰ آفیسر ہوائی حادثہ میں جاں بحق' ۱۴ اکتوبر ایران حجۃ الاسلام علی محمد خمینائی ملک کے صدر بنے۔ ۶ اکتوبر مصر میں پریڈ کے موقع پر فوجیوں نے گولیاں چلا کر انور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے کو گناہ سے بچانا کیونکہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو جاتا ہے (احمد)

سادات صدر مصر اور پرائیویٹ سیکرٹری مسٹر حفیظ و وزیر دفاع جنرل ابو غزالہ اور دیگر اعلیٰ حکام کو ہلاک کر دیا۔ ۱۰ اکتوبر کو انور سادات کو اسی مقام پر سپرد خاک کر دیا گیا۔ ۱۳ اکتوبر مصر میں ریفرنڈم صدارتی جناب حسنی مبارک صدر بنے' ۱۷ اکتوبر وفات موشے دایاں سابق وزیر اعظم اسرائیل' سمبڑیال کے ماہر تعلیم اور فارسی کے محقق پروفیسر اکبر منیر' فیصل آباد ۲۹ اکتوبر ممتاز عالم دین مفتی نواب الدین رضوی لاہور' ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس سید نور حسین شاہ' سوہدرہ فضل الدین اور سماجی کارکن بابا محمد ادریس کے صاحبزادے فضل الدین ٹوبہ ٹیک سنگھ ریٹائرڈ میجر خوشی محمد انتقال کر گئے۔ انقرہ ترکی کے سابق وزیر اعظم بلند ایجویت کو چار ماہ قید۔ لاہور رشید حبیبی المعروف قائم الدین ریڈیو پاک لاہور' بنگلہ دیش جسٹس عبدالستار صدر بنے۔ وفات راولپنڈی کوٹلہ کے سجادہ نشین میاں خورشید عالم و کراچی ایم اے ایچ اصفہانی و لاہور رویت ہلال کمیٹی کے رکن مولانا عبدالمالک مہدی حسن واٹلی کے وزیر اعظم و لاہور ممتاز طبیب حکیم آفتاب احمد قرشی و لاہور ۱۹ دسمبر ممتاز عالم دین مولانا فضل قدیر ندوی و لاہور سابق چیف جسٹس حمود الرحمٰن انتقال کر گئے۔ البانیہ کے وزیر اعظم مہمت شیمو نے خودکشی کر لی۔ اسلام آباد ۲۸ دسمبر مجلس شوریٰ قائم ہوئی۔

۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء

بمبئی علی گڑھ یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر نواب احمد سعید چھتاری' لاہور قومی اسمبلی کے سابق رکن میجر ریٹائرڈ غلام حیدر چیمہ' وفات نارووال دینی راہنما اور ممتاز شاعر مولانا سید جواد حسین کلیم' نئی دہلی ریاست سکم کے سابق حکمران پی ٹی نندیائے جوگیال' وزیر خارجہ پاکستان آغا شاہی مستعفی' صاحبزادہ یعقوب علی خاں وزیر خارجہ بنے۔ وفات ڈھاکہ نامور ماہر تعلیم اور ادیب مسٹر انعام الحق اسلام آباد' نامور شاعر جوش ملیح آبادی (شبیر حسین خاں) و لفٹیننٹ جنرل الطاف قادر ٹوبہ ٹیک سنگھ' فیصل آباد و ممتاز تاجر اور تحریک پاکستان کے سرگرم رکن شیخ محمد الدین' وہاڑی معروف شخصیت چودھری بشیر احمد میواتی انتقال کر گئے۔ پشاور ارباب سکندر خلیل سابق گورنر کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ وفات مصر ۹ مارچ شیخ ازہر' بھارت احمد آباد ممتاز سیاست دان اچاریہ کرپلانی' لاہور ممتاز شاعر احسان دانش ۲۲ مارچ انتقال کر گئے۔ بنگلہ دیش ۲۵ مارچ مارشل لاء نافذ' جنرل ایس ایم ارشاد برسر اقتدار آئے۔ وفات ۲ مئی کراچی سینئر وزیر میر رسول بخش تالپوری اردن کے سابق وزیر اعظم شریف حسین ناصر انتقال کر گئے۔ ۵ مئی الجزائر کے وزیر خارجہ محمد یحییٰ اور اعلیٰ آفیسر ہوائی حادثہ میں جاں بحق۔ لاہور ۲۶ مئی طبی بورڈ کے صدر' مجلس شوریٰ کے رکن' ممتاز حکیم نیر واسطی انتقال کر گئے۔ پشاور مجلس شوریٰ کے رکن گل محمد نے دریا کابل میں چھلانگ لگا کر خودکشی کی۔ وفات پشاور بلند پایہ محقق اور ماہر تعلیم ڈاکٹر عمر حیات ملک' گجرات سابق صدر پاکستان فضل الٰہی چودھری ۲ جون۔ گوجرانوالہ مجلس احرار کے سرگرم رکن حاجی یوسف علی انتقال کر گئے۔ جدہ ریاض ۱۳ جون جلالۃ الملک شاہ خالد بن عبدالعزیز طائف میں انتقال کر گئے۔ تخت نشینی جلالۃ الملک شاہ فہد بن عبدالعزیز' ۱۵ جون برطانیہ اور ارجنٹائن کی جنگ بند' اسلام آباد مجلس شوریٰ کے رکن شہزاد خاں کو نامعلوم افراد نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ لاہور وفات ۲۰ جولائی مؤتمر عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری نوابزادہ محمود علی خاں' کٹھمنڈو نیپال ۲۶ جولائی ملکہ ایشوریا کے والد لفٹیننٹ جنرل کیندرا شمشیر جنگ بہادر' لاہور ۲۷ جولائی زرعی یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر محمد اسلم' گوجرانوالہ ۲۸ جولائی مشہور مصنف حافظ سید عنایت علی شاہ' گوجرانوالہ یکم اگست مولانا معین الدین خٹک کراچی انتقال کر گئے۔ بیروت ۲۲ اگست انخلاء فدائین فلسطین۔ لاہور ۵ ستمبر نامور شاعر تائب رضوی' ۹ ستمبر وزیر اعظم جموں کشمیر شیخ محمد عبداللہ (مرقد سرینگر درباربل شریف) فیصل آباد ۱۳ ستمبر روزنامہ ملت کے مالک سردار عبدالعلیم' کراچی ۱۴ ستمبر معروف شخصیت اور مجلس شوریٰ کے رکن مسٹر ظہور الحسن بھوپالی' سکھر ۱۵ ستمبر مجلس شوریٰ کے رکن جبرائیل صدیقی انتقال کر گئے۔ لبنان ۱۵ ستمبر بشیر جمائل صدر لبنان اور ۲۶ اعلیٰ آفیسر اور وزراء بم سے ہلاک' فیصل آباد ۱۵ ستمبر افتتاح ریڈیو سٹیشن' ایران ۱۷ ستمبر سابق وزیر خارجہ صادق قطب زادہ کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ بیروت ۱۹ ستمبر اسرائیل نے فلسطین کے مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ لندن ۲۳ ستمبر نواب مظفر علی قزلباش' سابق وزیر اعلیٰ پنجاب (مرقد لاہور) انتقال کر گئے۔ سکردو ۱۰ اکتوبر افتتاح ریڈیو سٹیشن' کراچی ۲۴ اکتوبر سابق وزیر خارجہ عزیز احمد' نئی دہلی لالہ پیارے لال مہاتما گاندھی کے سیکرٹری' کراچی اردو افسانہ نگار غلام عباس' لاہور ۶ نومبر نامور ادیب و شاعر حافظ نذیر احمد (شباب کیرانوی) و گجرات شیخ الحدیث مولانا حافظ فیض علی' ۱۱ نومبر سابق وزیر قانون سردار صغیر احمد دروس کے صدر برزنیف انتقال کر گئے۔ ۲۴ نومبر مشہور شاعر راز مراد آبادی' ۲۲ دسمبر ممتاز شاعر اور پاکستانی قومی ترانے کے خالق ابوالاثر حفیظ جالندھری' اسلام آباد ۲۵ دسمبر (دوران تقریر) ریٹائرڈ میجر جمال دار خاں (مرقد پشاور) انتقال کر گئے۔

۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء

ٹوکیو شمالی کوریا کے نائب صدر کنگ ایانگ' نئی دہلی پارلیمانی امور کے ماہر پیلو مودی کہوٹہ ممتاز عالم دین مولانا حافظ حبیب اللہ' کراچی اے کے سومار' انتقال کر گئے ۶ مارچ نئی دہلی میں ساتویں غیر جانبدار سربراہی کانفرنس' ۹ مارچ کو جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب صدر پاکستان نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو تمہاری بیماری اور دوا نہ بتلا دوں، سن لو کہ تمہاری بیماری گناہ ہیں اور تمہاری دوا استغفار ہے۔ (بیہقی)

آخری اجلاس سے خطاب فرمایا۔ فیصل آباد کے مزاحیہ شاعر آذر عسکری انتقال کر گئے۔ وفات ۱۱ اپریل رائے ونڈ کے بانی تبلیغی جماعت الحاج محمد عبداللہ' افغان آباد ملتان مولانا ابوالحسن قاسمی' پکینگ لیو چنگوئی انتقال کر گئے۔ روس جناب آندروپوف ملک کے صدر بنے۔ لندن انتخابات میں کنزرویٹو پارٹی ۳۹۸ نشستیں حاصل کر کے کامیاب ہوئی۔ واشنگٹن رابرٹ کاور جنیا' پائلٹ ہوائی جہاز ۱۹۴۵ء میں جاپان پر ہیروشیما پر ایٹمی بم گرایا تھا) عمان معمر ترین اردنی باشندہ حاجی خلیل احمد یمنی بعمر ۱۵۳ سال' فیصل آباد ترقیاتی بنک پاکستان کے چیف منیجر احمد سعید خاں' کراچی قومی اسمبلی کے رکن میجر ریٹائرڈ عبدالنبی (اجمیر شریف مرقد رحیم یار خاں)' کراچی سابق گورنر مغربی پاکستان اختر حسین' نئی دہلی ممتاز عالم دین اور دارالعلوم دیوبند کے چانسلر مولانا قاری محمد طیب' لاہور سیاسی وسماجی کارکن میاں عبدالرشید سیالکوٹ' پروفیسر محمد سعید قریشی فیصل آباد والحاج محمد عالم و رانا اللہ بخش جھنگ' سماجی کارکن عبدالحمید شاہ سالار فیصل آباد' جماعت اہلحدیث کے ممتاز عالم دین شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ (سعودی عرب)' لاہور ریٹائرڈ جنرل عبدالحمید خاں وشیخ آفتاب حسین چیف جسٹس وفاقی شرعی کی والدہ ماجدہ' کویت ۴ اگست اسلامی نظریہ کونسل کے رکن' قاضی سعداللہ خاں' فیصل آباد سمندری ۱۱ اگست ممتاز عالم دین مولانا محمد علی جانباز' پشاور تحریک پاکستان کے ممتاز رکن بیگم شیریں وہاب' پشاور ۱۷ اگست ممتاز عالم دین اور اسلامی نظریہ کونسل کے رکن مولانا شمس الحق و گوجرانوالہ مقامی شاعر اثر لدھیانوی کی اہلیہ و لاہور جماعت خاکسار کے ممتاز رہنما منیر عبدالرحیم و گجرات میجر اکرم شہید کے والد ماجد ملک حاجی علی محمد' گوجرانوالہ ۱۹ اگست لاہور نیشنل بنک آف پاکستان کے سابق مینجنگ ڈائریکٹر پیر حمید الدین (لندن)' لاہور ممتاز ماہر تعلیم اور مصنف پرنسپل افضل نور انتقال کر گئے۔ ۳۱ اگست اسرائیل کے وزیر اعظم بیگن مستعفی' کیم ستمبر چلی کے گورنر جنرل میجر اوسیودا' دو باڈی گارڈ گولیاں لگنے سے جاں بحق' و منیلا فلپائن مسٹر بلنیو ایکنیو کا قتل و بھیرہ وفات چودھری عبدالکریم گوندل ڈائریکٹر محکمہ تعلیم و گوجرانوالہ بحالت سجدہ نماز صبح میں حاجی اللہ لوک' بہاول پور ۲۴ ستمبر وفاقی مجلس شوریٰ کے رکن علامہ رحمت اللہ ارشد انتقال کر گئے۔ ابوظہبی گیف ائر کا ہوائی جہاز گر کر تباہ بمعہ عملہ ۱۲۰ افراد جاں بحق۔ پشاور ۲۴ اکتوبر وفات صوبہ سرحد کے گورنر جناب فضل حق کے والد ماجد پیر فضل رزاق۔ اٹک ۲۲ نومبر ممتاز ماہر تعلیم و مصنف پروفیسر شیخ محمد اقبال انتقال کر گئے۔ میڈورڈ ۲۸ نومبر کولمبیا کا جمبو جیٹ طیارہ گر کر تباہ ۱۷۹ افراد جاں بحق مگر تیرہ افراد بچ گئے۔ نائیجیریا ۲۸ نومبر طیارہ دوران ملک پرواز گر کر تباہ ۶۰ افراد جاں بحق' سابق گورنر بلوچستان میر گل خاں نصیر مرقد بلوچستان' ۱۱ دسمبر معروف شاعر سید انور کرمانی و کراچی جید عالم دین عبدالحق ربانی بعمر ۸۰ سال مرقد حیدر آباد انتقال کر گئے۔ ٹوکیو جاپان میں انتخاب حکمران پارٹی کو شکست سابقہ وزیر اعظم کامیاب۔ فلسطین سے جناب یاسر عرفات اور ان کے حامی فوج کا مکمل انخلا (پی ایل او)' ۲۲ دسمبر بھوپال کے سابق قانون ساز اسمبلی کے سپیکر اور مجاہدین آزادی سلطان محمد خاں بعمر ۸۰ سال و رباط ۲۳ دسمبر مراکش شاہ حسن کے بھائی شہزادہ عبداللہ بعمر ۸۰ سال انتقال کر گئے۔ ۲۷ دسمبر ٹوکیو جاپان میں ناکاسونی یا موہیرہ دوبارہ وزیر اعظم منتخب ہو گئے' اوکاڑہ ۲۸ دسمبر تحریک پاکستان کے بزرگ رکن حاجی نیاز دین' ڈھاکہ بنگلہ دیش و دمشق شام کے وزیر اطلاعات اور حافظ الاسد کے دست راست احمد سکندر احمد' ۲۹ دسمبر نئی دہلی اردو کے ممتاز نقاد محقق و ادیب سکالر دانشور پروفیسر ڈاکٹر کلیم الدین بہار پٹنہ میں انتقال کر گئے۔ ۳۱ دسمبر پنجاب سرحد آزاد کشمیر میں زلزلہ کے جھٹکے کئی مکان گر گئے اور جانی نقصان بھی ہوا۔ نائیجیریا میں فوجی انقلاب۔

۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء

گوجرانوالہ وفات ۲ جنوری ممتاز ماہر تعلیم گورنمنٹ اسلامیہ کالج گوجرانوالہ کے شعبہ معاشیات کے سربراہ پروفیسر افتخار احمد ملک بہاول پور' کراچی داؤ مجلس شوریٰ کے رکن پیر اللہ بخش گیلانی و شیخوپورہ تحریک پاکستان کے رکن خان حمید اللہ خان ایڈووکیٹ و ملتان عالم دین و مذہبی سکالر مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری' کھاریاں تحریک پاکستان کے نامور کارکن ولایت خاں آبائی گاؤں موضع ڈوگہ' میانوالی ۱۳ جنوری میانوالی کے مشہور سجادہ نشین صاحبزادہ عبدالمالک صاحب کے والد ماجد مولانا غلام جیلانی' پشاور ۱۴ جنوری مولانا خلیل الرحمٰن فاضل دیوبند ہری پور و گجرات ممتاز عالم دین مولانا نذیر اللہ خاں' تل ابیب ۱۵ جنوری باغی لبنانی کرسچین ملیشیا کا لیڈر میجر سعد حداد مرض سرطان بعمر ۴۸ سال انتقال کر گئے۔ و مراکش کاسابلانکا میں چوتھی اسلامی سربراہی کانفرنس' ۱۸ جنوری جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب صدر پاکستان نے کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ و گکھڑ منڈی معمر ترین شخصیت حاجی خدا بخش بعمر ۱۶۰ سال' تحریک ختم نبوت و مجلس احرار کے ممتاز رہنما اور ممتاز عالم دین مولانا تاج محمود و لاٹھیانوالہ کے بچوں کے علاج کے معروف ڈاکٹر غلام محمد' ۲۵ جنوری آزاد کشمیر کے ممتاز مذہبی رہنما مولانا عبدالعزیز راجوڑی' و فرانس پیرس متحدہ عرب امارات سفیر خلیفہ احمر عبدالعزیز المبارک گولی لگنے سے انتقال' لیبیا کے ۴۵ سالہ سفارتی نمائندہ عامر التغازی حملے سے و اسلام آباد سابق فارن سیکرٹری ممتاز علوی بعمر ۶۷ سال انتقال کر گئے۔ و نئی دہلی کشمیری حریت پسند رہنما مقبول بٹ کو دہلی میں تہاڑ جیل میں پھانسی دی گئی۔ ۱۶

فروری رات دس بج کر بیس منٹ پر زلزلہ آیا۔ مراکش ۱۹ فروری آغا دیر میں زلزلہ سے ہزاروں افراد جاں بحق (۲۹ فروری ۱۹۶۰ء کو بھی شدید زلزلہ آیا تھا) لاہور ۲۱ فروری وفات پاکستان کے ممتاز ماہر اقتصادیات و مصنف ڈاکٹر ایس ایم اختر' اسلام آباد ممتاز عالم دین اور روحانی پیشوا مولانا اللہ یار خاں انتقال کر گئے۔ ۲۳ فروری جشن آزادی برونائی' دارالاسلام یکم جنوری کو آزاد ہوا۔ وپشاور تحریک پاکستان کے رکن میاں محمد شفیع انتقال کر گئے۔ ۲۶ مارچ برما کے شہر مانڈلے میں خوفناک آتشزدگی' ہزاروں افراد بے گھر اور ہلاک کئی عمارتیں خاکستر' جدہ امریکہ میں سعودی عرب کے سابق سفیر علی عبداللہ علی رضا' پیرس ۲۷ مارچ امہ امن کمیٹی کے چیئر مین گنی کے صدر احمد سیکوطورے امریکہ میں مرقد گئی ۳۱ مارچ تحریک پاکستان کے ممتاز لیڈر سردار علی صابری وماڑن ہال لارڈ بروک انتقال کر گئے۔

انا لله وانا اليه راجعون ہ اللهم اغفرلهم ووسع قبورهم وادخلهم فی جنت الفردوس.

سید ولد ادم' محسن اعظم' خاتم الانبياء والمرسلين رحمة للعلمين' شفيع المذنبين ابوالقاسم محمد بن عبدالله نورمن نورالله' محسن انسانیت' رحمت دوعالم صلى الله عليه واله و اصحابه وازواجه وبارک وسلم دائماً ابدًا فداه ابی و امی و روحی و جسدی و قلبی و کل شیی ماعندی.

اور ناموس رسالت کے پروانے صحابہؓ وصحابیات کرامؓ تابعینؒ وآئمہ عظامؒ اولیائے امت وبزرگان دینؒ سیاسی رہنما اور اہم واقعات۔

سن ولادت وسن انتقال ہجری وعیسوی از ۲۲ اپریل ۵۷۱ء تا ۲۹ اپریل ۱۹۸۴ء تقریباً تین ہزار نام میں نے پوری کوشش اور محنت سے جو کہ مختلف مقامات پر تحریر تھے۔ ایک جگہ جمع کر دیئے ہیں اور حتی المقدور پندرہویں صدی ہجری کو مکمل کرنے کی سعی کی ہے' خداوند قدوس مقبول فرمائے۔

اور اتفاق سے ۲۹ اپریل ۱۹۸۴ء بروز اتوار شب معراج ہے اور ماہ اپریل ختم ہو رہا ہے اور اسی کے ساتھ اس اہم مضمون کو بھی ختم کیا جاتا ہے۔

وما توفيقى الا بالله العلى العظيم سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم برحمتک يا ارحم الراحمين يا رب العلمين. امين ثم امين.

اتباعِ سنت....فوائد وبرکات

اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے اور اتباع سنت کا ذوق وشوق پیدا کرنیوالی پہلی مفید عام کتاب...قرآن وحدیث کی تعلیمات، اسلاف واکبر کے ایمان افروز واقعات....سنت کے انوار وبرکات کس طرح دنیا سنوارتے ہیں...مسنون اعمال کے بارہ میں جدید سائنس کے انکشافات...جسمانی وروحانی صحت کے وہ فارمولے جو چودہ صدیاں قبل بتادیئے گئے اور آج کی سائنس بھی انہیں مانتی ہے...طب نبوی کے حوالہ سے جدید سائنس کے حیرانگیز تجزیے

رابطہ کیلئے 0322-6180738

باب ۳۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عالمی تاریخ

التاریخ

وقت کا بیان کرنا۔ تاریخ الشیٔ کسی چیز کے واقع ہونے کا وقت' جمع تواریخ۔

علم التاریخ......جس میں حوادث وواقعات مع تاریخ بیان کئے جائیں۔

دوسری تعریف ایسا متعین دن' جس کی طرف دوسرے ایام کی نسبت کی جائے۔

غرض و غایت

تاریخ ایسا مفید علم ہے' جس سے امم ماضیہ وانبیاء سابقین کے حالات اور دینی و دنیاوی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ (تذکرہ الفنون ص ۷)

نسب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آدمؑ تک

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب' شیبہ بن ہاشم عمرو بن عبد مناف مغیرہ بن قصی زید بن کلاب بن مُرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ عامر بن الیاس بن مضر بن مزار بن معد بن عدنان بن اد (ادد) بن مقوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن نابت بن اسمٰعیلؑ بن ابراہیم خلیلؑ اللہ بن تارح آذر بن ناحور بن ساروغ بن راعو بن فالخ بن عیبر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ ادریس النبی بن یرد بن مہلیل بن قینن بن یانش بن شیث بن آدمؑ۔ (سیرت ابن ہشام ص ۱ تا ۳/ ج ۱)

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

تمام عرب کے جد اعلیٰ حضرت اسمٰعیلؑ ہیں (ابن ہشام ص ۷/ ج ۱)

حضرت اسمٰعیلؑ کے بارہ لڑکے تھے (۱) نابت (۲) قیدار (۳) اذبل (۴) بلشاد (۵) مسمعا (۶) ماشی (۷) دما (۸) اذر (۹) طیما (۱۰) یطور (۱۱) نبش (۱۲) قیذما۔ ان سب کی والدہ کا نام رعلہ بنت مضاض بن عمرو جرہمی ہے۔

حضرت اسمٰعیل کی عمر ۱۳۰ برس تھی اپنی والدہ کے ساتھ حطیم کعبہ میں دفن کئے گئے۔ ان کی والدہ حضرت ہاجرہ مصر کی تھیں۔ (ابن ہشام ص ۵ تا ۶/ ج ۱)

زمانہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آدمؑ تک

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کے درمیان ۵۷۱ سال' حضرت عیسیٰؑ اور وفات موسیٰؑ کے درمیان ۱۷۱۶ سال' حضرت موسیٰؑ و حضرت ابراہیمؑ کے درمیان ۵۴۵ برس' حضرت ابراہیمؑ اور طوفان نوحؑ کے درمیان ۱۰۸۱ برس اور طوفان نوحؑ اور حضرت آدمؑ کے درمیان ۲۲۴۲ سال' مؤرخین کے مشہور قول کے مطابق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور حضرت آدمؑ کے درمیان ۶۱۵۵ برس کا فاصلہ ہے۔

(دروس التاریخ الاسلامی محی الدین خیاط' ص ۲۱/ ج او شرف المکالمہ ص ۱۸)

آدمؑ تا نوحؑ (۲۲۰۰) نوحؑ تا ابراہیمؑ (۱۱۴۳) ابراہیمؑ تا موسیٰؑ (۵۷۵) موسیٰؑ تا داؤدؑ (۵۷۹) داؤدؑ تا عیسیٰؑ (۱۰۵۳) عیسیٰؑ تا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم (۶۰۰) آدمؑ تا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم (۶۱۵۰)۔ (تلقیح ابن جوازی ص ۴)

ولادت آدمؑ سے دو ہزار سال پہلے سے دنیا میں جنات آباد تھے۔

(البدایہ والنہایہ ص ۱۷/ ج ۱)

انبیاء علیہم السلام کی عمریں

حضرت آدمؑ	۱۰۰۰	حضرت شیثؑ	۹۱۲
حضرت ادریسؑ	۳۶۵	حضرت نوحؑ	۱۰۰۰
حضرت ہودؑ	۴۶۵	حضرت صالحؑ	۲۸۰
حضرت ابراہیمؑ	۱۲۰	حضرت اسمٰعیلؑ	۱۳۰
حضرت اسحٰقؑ	۱۸۰	حضرت یعقوبؑ	۱۶۰
حضرت یوسفؑ	۱۱۰	حضرت شعیبؑ	۲۲۵
حضرت موسیٰؑ	۱۲۰	حضرت ہارونؑ	۱۳۰
حضرت ایوبؑ	۸۸	حضرت داؤدؑ	۱۰۰
حضرت سلیمانؑ	۵۲	حضرت زکریاؑ	۲۰۷
حضرت یحییٰؑ	۱۹۵	حضرت عیسیٰؑ	۳۰

(البدایہ والاتقان ریاض معروفی)

لمبی عمروں والے

حضرت آدمؑ	۱۰۰۰	حضرت شیثؑ	۹۱۲

حضرت ہودؑ	۴۶۵	شداد	۹۰۰
لقمان بن عاد یا الاکبر	۵۰۲	قس بن ساعدہ	۳۸۰
سلمان فارسیؓ	۲۵۰	عبدالمسیح بن عمرو غسانی	۱۵۰
عدی بن حاتم طائی	۱۸۰	زہیر بن ابی سلمٰی	۱۲۰
حکیم بن حزام	۱۲۰	زر بن جیش اسدی	۱۲۰
حضرت نوحؑ	۱۰۵۰	نمرود	۸۰۰
ذوجدن شاہ حمیر	۳۰۰	درید بن صمہ	۲۰۰
حسان بن ثابت	۱۲۰	مولانا عبدالغنی بارہ بنکوی	۱۰۴

تلقیح ابن جوزی ص ۲۳۱' صادی ص ۳۱۷ ج ۴' تقریب التہذیب و تذکرۃ الحافظ۔

انبیاء واکابر اسلام کے پیشے

کاشتکاری......حضرت آدمؑ' حضرت ابراہیمؑ' حضرت لوطؑ' حضرت الیسعؑ' سعد بن وقاصؓ' عروۃ بن زبیرؓ' آل ابی بکرؓ' عبدالرحمٰن بن اسود' ابن سیرین' عبدالرحمٰن بن زید۔

پارچہ بافی......حضرت آدمؑ' حضرت حواؑ' حضرت ادریسؑ' حضرت شیثؑ' حضرت صالحؑ' حضرت ابوایوب انصاریؓ' شیخ عبداللہ بن ابی ایوب انصاریؒ' امام ابوحنیفہؒ' اسمٰعیل الحائک مفتی شام' محدث جرثومہ تابعیؒ' فرقد سنجی تابعیؒ' شیخ خیر نساجؒ' مشہور زاہد حضرت مجمعؒ' شیخ محمد بخاری نقشبندؒ' خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ' شیخ ابوبکر نساجؒ' شیخ احمد نہروانیؒ' شیخ علی رامیتنی' مومن عارف منیری' حضرت عطا سلمی' شیخ عبدالقدوس گنگوہی' سکندر ذوالقرنین' جمشید بادشاہ' حضرت جنید بغدادیؒ' شیخ ابن ذکنونؒ!

صباغی......حضرت آدمؑ' حضرت ابراہیمؑ' حضرت ابوایوب انصاریؓ۔

بزازی......حضرت ابراہیمؑ' صدیق اکبرؓ' عثمان غنیؓ' عبدالرحمٰن بن عوفؓ' طلحہؓ' زبیرؓ' امام ابوحنیفہؒ' ابن سیرینؒ' جنید بغدادیؒ۔

نجاری......حضرت نوحؑ' حضرت زکریاؑ' خاقانیؒ۔

تجارت......حضرت ہودؑ' حضرت صالحؑ' حضرت ہارونؑ' ہاشم' خواجہ ابو طالب' رسول اکرمؐ۔

بکریاں چرانا......حضرت اسحٰقؑ' حضرت یعقوبؑ' حضرت موسیٰؑ' حضرت لقمانؑ' سرکار دو عالمؐ

قبل مسیح تاریخیں

۲۱۰۰ ق م

حمورابی شاہ بابل نے منصفانہ قوانین بنائے۔

۱۹۲۵ ق م:

ہیتیوں نے شہر بابل پر قبضہ کیا۔

۱۵۰۰ ق م:

آریہ قوم کی ہندوستان میں آمد۔ مہابھارت کی جنگ۔

۱۴۵۵ ق م

راجہ یدھشٹر خود برف کے پہاڑ میں ہلاک ہوا۔

۱۳۶۲ ق م

مصر میں توتنخ آمن تخت نشین ہوا۔

۱۲۰۰-۸۰۰ ق م

رگ وید کی تصنیف

۱۰۰۰ ق م

زرتشت پارسیوں کے پیغمبر نے زرتشتیت کی تعلیم دی۔

۱۰۰۰-۹۷۴ ق م

حکومت حضرت داؤدؑ۔ ۱۰۰۸-۹۷۸ ق م' حضرت سلیمانؑ۔

۹۷۸ ق م

ہیکل بیت المقدس تعمیر حضرت سلیمانؑ۔

۸۰۰ تا ۳۱۵ ق م

ہند میں شاستروں کے فلسفہ کا دور۔

۸۰۰ ق م

تعمیر سد مآرب ۱۵۰ فٹ لمبا' مثل دیوار ۵۰ فٹ چوڑا' دائیں بائیں تین سو مربع میل زمین بہشت زار (حاشیہ ترجمہ شیخ الہند۔ ص ۵۷۳) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ۴۰۰ برس پہلے ملک سبا کو تباہ کر کے ریگستان بنا دیا (اصح السیر ص ۵۵)۔

۶۰۴-۵۶۱ ق م

بخت نصر جس نے ۵۸۷ ق م ہیکل سلیمان منہدم کیا۔

۵۰۰ق م

بابل ومصر اور وادی سندھ کے تمدن وتہذیب کا آغاز۔

۵۹۹ق م

ولادت مہاویر بانی جین مت‘ وفات ۵۷۲ق م۔

۵۶۳ق م

ولادت گوتم بدھ‘ وفات بعمر ۸۰ سال ۴۸۳ق م۔

۴۱۵ق م

اندر پرست قدیم‘ حال شہر دہلی بسایا گیا۔

۳۲۶ق م

سکندر اعظم کا حملہ ہندوستان‘ وفات ۳۲۳‘ عمر ۳۳ برس۔

۳۲۲-۲۹۸ق م

حکومت چندر گپت موریہ‘ پایہ تخت پاٹلی پتر (پٹنہ)

۳۰۲-۲۹۸ق م

یونانی سفیر میگستھینز کی ہند میں آمد۔

۲۹۸-۲۷۳ق م

عہد بندوسار پسر چندر گپت موریہ۔

۲۷۳-۲۳۲ق م

عہد اشوک پسر بندوسار‘ امن واخلاق کا دور۔

بعد مسیح تاریخیں

۱۲۰ء تا ۱۶۲ء

حکومت راجہ کنشک۔

۲۲۷ء

اردشیر ایران کا پہلا بادشاہ۔

۲۴۹ء

اصحاب کہف کا واقعہ‘ ۵۴۹ء میں تین سو برس پر بیدار ہوئے (حاشیہ تفسیر حقانی ۱۵/۷۱)

۳۲۰ء تا ۳۳۰ء

حکومت چندر گپت اول پایہ تخت پاٹلی پتر۔

۳۲۰ء تا ۴۶۷ء

حکومت خاندان گپت۔

۳۳۰ء تا ۳۷۵ء

سمدر گپت پسر چندر گپت‘ ۳۷۵ء تا ۴۱۳ء وکرمادتیہ پسر سمدر گپت۔

۴۰۵ء تا ۴۱۱ء

چینی سیاح فاہیان کی ہند میں آمد۔

۴۵۰ء تا ۵۴۰ء

منگولیا قوم ہون نے گپت حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

۵۴۰ء

قوم ہون کے آخری حکمران مہر گل کا خاتمہ۔ ۶۲۲ء سن ہجری کا آغاز۔

۶۰۶ء تا ۶۴۷ء

حکومت ہرش وردھن۔ راجدھانی تھانیسر سے قنوج بنائی۔

۶۵۰ء تا ۱۲۰۰ء

عہد راجپوت شمالی وجنوبی ہند میں ان کے کئی راجاؤں کو مسلمانوں نے شکست دی۔

۷۵ھ/۶۹۴ء

اسلامی سکہ جاری ہوا۔ دوسری صدی ہجری میں سمرقند میں کاغذ سازی کی بنیاد پڑی۔

۹۲ھ/۷۱۱ء

طارق بن زیاد نے بارہ ہزار لشکر سے ایک لاکھ عیسائیوں کو ہرا کر اندلس فتح کیا۔

۸۹۷ھ/۱۴۹۲ء

عیسائیوں نے غرناطہ پر قبضہ کر کے ایک ایک مسلمان قتل کئے اور مسلم کتب خانے جلائے۔

۹۳ھ/۷۱۲ء

سترہ سالہ محمد بن قاسم نے راجہ داہر کو شکست دے کر سندھ وملتان فتح کیا۔

۳۹۱ھ/۱۰۰۱ء

محمود غزنوی نے راجہ پنجاب جے پال کو پشاور کے قریب شکست دی۔

۳۹۸ھ/۱۰۰۸ء

محمود غزنوی نے پشاور کے قریب راجہ آنند پال کو شکست دی۔

۳۹۹ھ/۱۰۰۹ء
نگر کوٹ (کانگڑہ) پر محمود غزنوی کا کامیاب حملہ۔
۴۰۹ھ/۱۰۱۸ء
محمود غزنوی کا قنوج پر حملہ اور راجہ پال کی اطاعت۔
۴۱۲ھ/۱۰۲۱ء
محمود غزنوی نے ترلوچن پال پسر آنند پال پر حملہ کر کے لاہور فتح کیا۔
۴۱۶ھ/۱۰۲۵ء
کاٹھیاواڑ میں سومنات پر محمود غزنوی کا کامیاب حملہ۔
۵۸۸ھ/۱۱۹۲ء
محمد غوری نے پرتھوی راج رائے پتھورا کو قتل کر کے دہلی اور اجمیر فتح کیا۔
۵۹۰ھ/۱۱۹۴ء
محمد غوری نے جے چند کو شکست دے کر قنوج اور بنارس فتح کیا۔
۸۵۲ھ/۱۴۴۸ء
بنیاد جامع مسجد جونپور تعمیر سلطان ابراہیم شرقی۔
۸۹۷ھ/۱۴۹۲ء
کولمبس نے امریکہ دریافت کیا۔
۹۰۳ھ/۱۴۹۸ء
اسپین سے تین کشتیوں پر ۱۲۰ ملاح کے ساتھ واسکوڈی گاما کالی کٹ پہنچا۔
۹۳۲ھ/۱۵۲۶ء
پانی پت کی پہلی جنگ بابر اور ابراہیم لودھی کے درمیان۔
۹۶۳ھ/۱۵۵۶ء
پانی پت کی دوسری جنگ اکبر اور ہیمون کے درمیان۔
۹۷۶ھ/۱۵۶۸ء
بنیاد مسجد فتح پور سیکری، تکمیل ۹۷۹ھ/۱۵۷۱ء۔
۹۸۱ھ/۱۵۷۳ء
جونپور دریائے گومتی کے پل کی بنیاد "صراط المستقیم" تاریخی نام۔
۹۸۳ھ/۱۵۷۵ء
تعمیر مسجد عبدالنبی دہلی، موجودہ دفتر جمعیۃ علماء ہند

۹۸۴ھ/۱۵۷۶ء
ہلدی گھاٹی کی جنگ اکبر اور رانا پرتاب کے درمیان۔
۱۰۱۱ھ/۱۶۰۲ء
اہل ہالینڈ ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی کا قیام۔
۱۰۱۷ھ/۱۶۰۸ء
مغل دور میں ولیم ہاکنس کی آمد۔
۱۰۴۷ھ/۱۶۳۷ء
تکمیل مسجد اجمیر تعمیر شاہجہاں (خرچہ چالیس ہزار روپے)
۱۰۴۸ھ/۱۶۳۹ء
لال قلعہ دہلی تعمیر شاہجہاں، تکمیل ۱۰۵۸ھ۔
۱۰۶۰ھ/۱۶۵۰ء تا ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء
جامع مسجد دہلی تعمیر شاہجہاں (خرچہ دس لاکھ روپے)
۱۰۷۴ھ/۱۶۶۴ء
فرنچ ایسٹ انڈیا کمپنی کا قیام ۱۱۰۱ھ/۱۶۹۰ء شہر کلکتہ کی بنیاد۔
۱۱۵۱ھ/۱۷۳۹ء
نادر شاہ ایران کا دہلی پر حملہ، بیشمار دولت، تخت طاؤس اور کوہ نور ہیرا لے گیا۔
۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء تا ۱۱۷۷ھ/۱۷۶۴ء
شاہ افغانستان احمد شاہ ابدالی کے ہند پر کئی حملے نے حکومت مغلیہ کمزور کر دی۔
۱۱۷۴ھ/۱۷۶۱ء
پانی پت کی تیسری جنگ احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کے درمیان۔
۱۱۵۹ھ/۱۷۴۶ء تا ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء
پہلی جنگ کرناٹک انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان۔
۱۱۶۲ھ/۱۷۴۹ء تا ۱۱۶۸ھ/۱۷۵۵ء
دوسری جنگ کرناٹک۔
۱۱۷۱ھ/۱۷۵۸ء تا ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۳ء
تیسری جنگ کرناٹک انگریز کامیاب ہوئے۔
۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء
ہندوپاک پہلی جنگ، کشمیر کے لئے

۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء

چین نے ہندوستان پر زبردست حملہ کر کے ہزاروں مربع کلو میٹر زمین پر قبضہ کرلیا۔

۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء

ہندو پاک دوسری جنگ، کشمیرہی کے لئے۔

۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء

جنگ مغربی و مشرقی پاکستان اس میں مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا۔
(گولڈن تاریخ ہندوستان ودیگر کتب)

اہم تاریخی واقعات

۵۵ھ/۶۷۵ء

عقبہ بن نافع نے افریقہ فتح کر کے شہر قیروان اور مسجد قیروان تعمیر کئے۔

۷۵ھ/۶۹۴ء

اسلامی سکہ جاری ہوا۔ ۷۰۸ھ/۱۳۰۸ء خواجہ اشرف جہانگیر نے اردو نثر کی پہلی کتاب لکھی۔

۹۲ھ/۷۱۱ء

طارق بن زیاد نے بارہ ہزار لشکر سے ایک لاکھ عیسائی فوج کو شکست دے کر اندلس فتح کیا۔

۸۹۷ھ/۱۴۹۱ء

عیسائیوں نے غرناطہ پر قبضہ کر کے ایک ایک مسلمان قتل کیے اور کتب خانے جلائے۔ دوسری صدی ہجری میں سمرقند میں صنعت کاغذ کی بنیاد پڑی۔

۸۵۲ھ/۱۴۴۸ء

بنیاد جامع مسجد جونپور، تعمیر سلطان ابراہیم شرقی۔

۸۹۷ھ/۱۴۹۲ء

کولمبس نے امریکہ دریافت کیا۔

۹۰۳ھ/۱۴۹۸ء

اسپین سے تین کشتیوں پر ۱۲۰ ملاح کے ساتھ واسکوڈی گاما کالی کٹ آیا۔

۹۷۶ھ/۱۵۶۸ء

بنیاد مسجد فتح پور سیکری، تکمیل (۹۷۹ھ/۱۵۷۱ء)

۹۸۱ھ/۱۵۷۳ء

جونپور دریائے گومتی کیج پل کی بنیاد، تاریخی نام "صراط المستقیم"۔

۹۸۳ھ/۱۵۷۵ء

تعمیر مسجد عبدالنبی دہلی، موجودہ دفتر جمعیت علماء ہند۔

۱۰۱۱ھ/۱۶۰۲ء

ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی کا قیام (۱۰۱۷ھ/۱۶۰۸ء) ولیم ہاکنس مغل دور میں ہندوستان آیا۔

۱۰۴۱ھ/۱۶۳۱ء

بنیاد تاج محل آگرہ تعمیر شاہجہاں ۲۲ برس میں تین کروڑ روپے سے بنا۔

۱۰۴۷ھ/۱۶۳۷ء

تکمیل مسجد اجمیر تعمیر شاہجہاں (خرچہ چالیس ہزار روپے)

۱۰۴۸ھ/۱۶۳۹ء

لال قلعہ دہلی تعمیر شاہجہاں (تکمیل ۱۰۵۸ھ)

۱۰۶۰ھ/۱۶۵۰ء تا ۱۰۶۷ھ/ ۱۶۵۷ء

جامع مسجد دہلی تعمیر شاہجہاں (خرچہ دس لاکھ روپے)۔

۱۰۷۴ھ/۱۶۶۴ء

فرنچ ایسٹ انڈیا کمپنی کا قیام (۱۱۰۱ھ/۱۶۹۰ء) شہر کلکتہ کی بنیاد۔

۱۱۵۱ھ/ ۱۷۳۸ء

بعہد محمد شاہ اسی کروڑ سے زائد مالیت اور تخت طاؤس وغیرہ لوٹ کر نادر شاہ ایران کی طرف لے گیا (دلی خراب شد/۱۱۵۱ھ)

۱۱۵۹ھ/ ۴۸-۱۷۴۶ء

پہلی جنگ کرناٹک (۱۱۶۲ھ/۵۴-۱۷۴۹ء) دوسری جنگ کرناٹک۔

۱۱۶۹ھ/۶۳-۱۷۵۶ء

تیسری جنگ کرناٹک۔

۱۱۵۴ھ/۱۷۷۰ء

قحط بنگال و بہار جس میں ایک تہائی آبادی بھوک سے مرگئی۔

۱۱۹۳ھ/۱۷۷۹ء

انگریزوں نے نزد کلکتہ سیرام پور میں پہلا پریس قائم کیا۔

۱۲۰۵ھ/۱۷۹۱ء

بنیاد امام باڑہ آصف الدولہ لکھنؤ بہ ہنگام قحط سالی

۱۲۱۶ھ/۱۸۰۱ء

مولوی اکرم علی نے نزد کلکتہ سیرام پور میں اردو کا پہلا پریس قائم کیا۔

۱۲۲۲ھ/۱۸۰۷ء

ایسٹ انڈیا ریلوے جاری ہوئی (۱۲۳۷ھ/۱۸۲۲ء) پہلا اسٹیمر ہندوستان آیا۔

۱۲۳۷ھ/۱۸۲۲ء

اردو ٹائپ کا پہلا اخبار ''جام جہاں نما'' کلکتہ سے نکلا۔

۱۲۵۲ھ/۱۸۳۶ء

اردو کا پہلا اخبار دہلی سے جاری ہوا (۱۲۵۵ھ/۱۸۴۰ء) ڈاک کا ٹکٹ پہلی بار استعمال کیا گیا۔

۱۲۶۹ھ/۱۸۵۳ء

بمبئی میں جی آئی پی ریلوے جاری ہوئی (ایشیا کی پہلی ریل گاڑی)

۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء

گنگا سے نہر نکالی گئی (۱۲۷۴ھ/۱۸۵۸ء) بمبئی میں پانی کے نل جاری ہوئے۔

۱۲۷۸ھ/۱۸۶۲ء

مدراس میں ہائیکورٹ قائم ہوا۔

۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء

کارلائل مارکس نے سرمایہ داری کے خلاف کتاب ''سرمایہ'' شائع کی۔

۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء

نہر سویز بنی جو بحیرہ روم و بحیرہ قلزم کو ملاتی ہے جس کی لمبائی ۱۶۸ کلو میٹر، چوڑائی ۹۰ میٹر، گہرائی ۱۱ میٹر ہے جس سے انگلینڈ سے ہندوستان آنے میں ۷۰۰۰ کلومیٹر کی بچت ہوتی ہے۔

۱۲۸۷ھ/۱۸۷۰ء

کلکتہ اور اس کے مضافات میں ریل جاری ہوئی۔

۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء

روس اور ترکی میں خوفناک جنگ شروع ہوئی۔

۱۲۹۶ھ/۱۸۷۹ء

دو پیسے والا پوسٹ کارڈ جاری ہوا۔

۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء

بمبئی میں مدرسہ انجمن اسلام قائم ہوا۔ (۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء) میسور میں ریلوے اسٹیشن بنا۔

۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء

کلکتہ، مدراس اور بمبئی میں ٹیلی فون جاری ہوا۔

۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء

کوچین میں ٹراموے جاری ہوئی۔ پرنس جارج پنجم نے عجائب خانہ بمبئی کا سنگ بنیاد رکھا۔

۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء

انقلاب روس، نکولس زار روس کی تخت سے معزولی، حکومت اشتراکیت کا قیام۔

۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء

ترکوں نے یونانیوں کو شکست دے کر ایشیائے کوچک سے نکال دیا۔

۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء

لندن میں یونیورسٹی قائم ہوئی۔ بدھوں کے ظلم سے چینی مسلمانوں نے بغاوت کی۔

۱۳۴۸ھ/۱۹۲۹ء

ہندوستان میں ستی کی رسم موقوف ہوئی۔

۱۳۵۶-۵۷ھ/۱۹۳۷-۳۸ء

ہندوستان کا مشہور قحط جس میں آٹھ لاکھ آدمی مر گئے۔

۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء

مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی ۲۵ برس بعد ہندوستان میں واپسی۔

۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء

لندن پر جرمنوں کی بمباری، جرمنی کا رومانیہ کے خلاف اعلان جنگ۔

۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء

روس اور جرمنی میں دوستانہ معاہدہ۔

۱۳۶۴ھ/۱۵ اگست ۱۹۴۵ء

پہلا ایٹم بم ہیروشیما جاپان پر گرایا گیا (۲۴۰۰۰۰ آدمی مر گئے)

۱۹۳۱ء، ۱۹۳۸ء، ۱۹۵۵ء، ۱۹۷۱ء، ۱۹۷۳ء، ۱۹۷۶ء، ۱۹۷۷ء اور ۱۹۸۰ء

دریائے ٹونس اعظم گڑھ کے زبردست سیلاب

۱۳۷۶ھ/ یکم اپریل ۱۹۵۷ء

ہندوستان میں نئے اعشاریہ سکے جاری ہوئے۔

۱۳۷۸ھ/ یکم اکتوبر ۱۹۵۸ء

نئے میٹرک باٹ چالو ہوئے۔

اہم معلومات

☆......وفات آدمؑ کے وقت ان کے بیٹے، پوتے پڑپوتے چالیس ہزار تھے۔(ابن کثیر ص ۹۶)

☆......سہ منزلہ کشتی نوحؑ تین سو ہاتھ لمبی، پچاس ہاتھ چوڑی اور تیس ہاتھ اونچی تھی۔(جمل)

☆......حضرت ابراہیمؑ کو نمرود نے بیس ہاتھ چوڑے تیس ہاتھ اونچے آگ کے مکان میں ڈالا۔(حاشیہ جلالین ص ۲۷۷)

☆......حضرت یوسفؑ کے زلیخا سے دولڑکے افراثیم اور منشاء تھے۔ (البدایہ والنہایہ ۱/۲۱۰)

☆......حضرت داؤد ستر آوازوں میں زبور تلاوت کرتے تھے۔ (البدایہ ۲/۱۶)

☆......قارون کے خزانے کی کنجیاں ستر خچروں پر لادی جاتی تھیں۔ (البدایہ ۱/۳۰۹)

☆......نمرود نے چار سو برس حکومت کی اور چار سو برس اس کی ناک میں مچھر گھسا رہا۔(البدایہ ۱/۱۴۸)

☆......حضرت سلیمانؑ، ذوالقرنین، بخت نصر اور نمرود نے پوری دنیا پر حکومت کی۔(حاشیہ جلالین ۴۰)

☆......ذوالقرنین نے ترک میں سو میل لمبی اور پچاس میل چوڑی دیوار بنائی (حاشیہ جلالین ۲۵۲ و صاوی ۳/۲۷)

☆......شہداد نے تین برس میں جنت بنوائی نو سو برس اس کی عمر تھی۔ (صاوی ۴/۳۱۷)

☆......دیوار چین کی لمبائی تین ہزار کیلومیٹر، اونچائی پندرہ میٹر اور چوڑائی نو میٹر (المنجد فی الادب والعلوم ۱۵۰)

☆......تعداد انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار، تعداد رسل تین سو تیرہ (شرح عقائد ۱۰۱ و مشکوۃ ۲/۵۱۱)

☆......جنت میں ہمیشہ مرد ۳۳ برس کے اور عورتیں ۱۷ برس کی رہیں گی (تفسیر عزیزی پ ۳۰)

☆......مشرکین کی نابالغ اولاد اہل جنت کی خادم ہوں گی (تفسیر مظہری ۱۲/۲۶۲)

☆......غار حرا کا طول چار گز اور عرض دو گز (ذخیرہ معلومات ۳۴)

☆......دنیا میں کل ۳۰۶۴ زبانیں بولی جاتی ہیں۔(ذخیرہ معلومات ۱/۴۷)

☆......ابراہہ کے لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار تھی (ترجمہ سیرت ابن ہشام ۸۷)

☆......لندن و پیرس کی زنان اعلیٰ خاندان ہندوستانی کرگھوں کے نازک ترین کپڑے پہنا کرتی تھیں۔(نقش حیات ۱/۱۶۵)

☆......چاہ زمزم چوڑا چار گز اور گہرا اٹھتر گز۔

☆......ابومسلم خولانیؒ نے مسیلمہ کذاب کو نبی نہیں مانا تو اس نے آگ میں جھونک دیا، ابومسلم آگ سے نکل کر یمن سے مدینہ منورہ آ گئے۔ حضرت عمرؓ نے معانقہ کیا اور فرمایا کہ میں نے ایسے شخص کو دیکھا جس کے ساتھ خلیل اللہ کا معاملہ ہوا (کشکول باطن ۱۰۲)

☆......ہجرت کے پانچ ماہ بعد حضرت انسؓ کے مکان میں ۴۵ مہاجرین اور ۴۵ انصارؓ کے درمیان مواخات ہوئی (فتح الباری ۷/۲۱۰)

☆......علامہ اصمعی م ۲۱۳ھ نے قرآن تین دن میں حفظ کر لیا۔ ان کو صرف رجز کے بارہ ہزار اشعار یاد تھے۔(تاریخ حدیث)

☆......حماد راویہ م ۱۵۵ھ نے ایک مجلس میں ۲۹ سو قصیدے سنائے ان کو بانت سعاد کے ۷۰۰ قصیدے یاد تھے۔

☆......ابوتمام م ۲۳۱ھ اور متنبی م ۳۵۴ھ کو ایک لاکھ سے زیادہ اشعار یاد تھے۔(تاریخ حدیث)

☆......آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ملنے والوں میں سے تیرہ ہزار اشخاص کے حالات قلم بند کئے گئے۔(سیرۃ النبی)

☆......فن اسماء الرجال میں پانچ لاکھ اشخاص کے تذکرے موجود ہیں۔(تاریخ الحدیث از عبدالصمد)

☆...... مامون رشید م ۲۱۸ھ نے بغداد میں پہلا کتب خانہ بیت الحکمت قائم کیا جس میں دس لاکھ کتابیں تھیں اس کے علاوہ بغداد میں ۳۶ کتب خانے تھے، ہلاکو م ۶۶۳ھ نے جب ان کتابوں کو دجلہ میں ڈالا تو دریا پر پل بندھ گیا اور سات دن تک پانی رنگین رہا۔

☆......زبیدہ زوجہ ہارون نے ایک کروڑ سات لاکھ مثقال سونا سے پہاڑوں کو کٹوا کر حنین سے مکہ تک نہر زبیدہ بنوائی۔

☆......مدرسہ نظامیہ بغداد کی بنیاد ۴۵۷ھ میں الپ ارسلان کے وزیر نظام الملک طوسی م ۴۸۵ھ نے ڈالی' ذوالقعدہ ۴۵۹ھ/۱۰۶۷ء میں مدرسہ کا افتتاح ہوا' اس کا سالانہ خرچہ چھ یا سات لاکھ دینار تھا۔ سعدی شیرازیؒ یہیں کے پڑھے تھے۔

☆......مدارس عربیہ کا نصاب درس نظامیہ ملاں نظام الدین بن قطب الدین سہالوی فرنگی محلی م ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء نے مرتب کیا۔

☆......جنگ عظیم ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء کے مقتولین:...... روس ۱۷ لاکھ' جرمنی ۱۶ لاکھ' فرانس ۱۳ لاکھ ۷۰ ہزار' اٹلی ۴ لاکھ ۶۰ ہزار' آسٹریا ۸ لاکھ' برطانیہ ۷ لاکھ ۶ ہزار' ترکی ۲ لاکھ ۵۰ ہزار' بلجیم ایک لاکھ دو ہزار' بلغاریہ ایک لاکھ' رومانیہ ایک لاکھ' سرویا و مانٹی نیگرو ایک لاکھ' امریکہ ۵۰ ہزار' میزان ۷۳ لاکھ ۳۸ ہزار' زخمیوں' اسیروں اور گمشدگان کی تعداد ان کے علاوہ ہے۔ (رحمۃ اللعالمین ۲/۲۲۸)

☆......۲ھ تا ۹ھ تمام غزوات و سرایا کے کل مقتولین ۱۰۱۸' مہا بھارت کے مقتولین کروڑوں سے کم نہیں۔ (رحمۃ للعالمین ۲/۲۲۸)

☆......روشنی کی رفتار فی سیکنڈ ۳۰۰۰۰۰ کلومیٹر ○ زمین کی سورج سے دوری ۱۵۴۲۱۴۰۰۰ کلومیٹر

☆......انسان کے جسم میں ۲۰۶ ہڈیاں' ۵۰۰ رگیں ہیں۔

(مخزن المعلومات ۳۲۲)

عالم اسلام

اس وقت دنیا میں کل ۲۲۸ ممالک ہیں جن میں ۱۷۱ آزاد ہیں۔ اسلامی ممالک ۵۹ ہیں جن میں آزاد ۴۳ ہیں۔ اسلامی ممالک افریقہ میں ۳۵' ایشیا میں ۲۱' آسٹریلیا میں ۲' یورپ میں ایک۔ دنیا کے تمام ممالک کا رقبہ ۱۴ کروڑ مربع کلومیٹر ان میں اسلامی ممالک کا مجموعی رقبہ ۳ کروڑ مربع کلو میٹر سے زائد ہے۔ دنیا کی آبادی ۱۹۹۱ء میں پانچ ارب آٹھ کروڑ ہے جن میں ایک ارب ستره کروڑ مسلمان ہیں۔ ایشیا میں مسلمان اسی کروڑ' افریقہ میں تیس کروڑ' آسٹریلیا' امریکہ اور یورپ میں سات کروڑ۔ رقبہ میں سب سے بڑا اسلامی ملک سوڈان رقبہ ۲۵ لاکھ مربع کلومیٹر۔ آبادی میں سب سے بڑا اسلامی ملک انڈونیشیا آبادی سولہ کروڑ سے زائد۔ آبادی میں سب سے بڑا اسلامی شہر کراچی آبادی ۷۵ لاکھ اور رقبہ میں سب سے بڑا قاہرہ (مصر) ہے۔ یورپ کے واحد مسلم ملک کی مسلم آبادی ۷۵ فیصد ہے۔ ترکی وہ مسلم ملک ہے جو دو براعظم یورپ اور ایشیا میں بٹا ہوا ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی مسجد دو لاکھ مربع کلومیٹر مسجد الحرام ہے جس میں چار لاکھ نمازیوں کی جگہ ہے۔ آسٹریلیا کے ایک مسلم ملک نیوگنی میں مسلم آبادی ۹۵ فیصد اور اس کے دوسرے مسلم ملک پاپوا میں ۹۰ فیصد ہے۔ عالم اسلام کے پاس اس وقت ۸۵ لاکھ سے زائد فوج ہے۔ (مفتاحی جنتری سو ۱۹۹۶ء)

تقاویم

مذہبی اور معاشرتی ضرورتوں کو سامنے رکھ کر دنوں' ہفتوں' مہینوں اور برسوں کو مجتمع کرنے کے طریقوں کو تقویم کہتے ہیں۔ نجومی نصف النہار سے نصف النہار تک' مسلمان غروب سے غروب تک' ہندو طلوع سے طلوع تک اور مدنی ضروریات میں نصف لیل سے نصف لیل تک کے وقفہ کو دن مانتے ہیں۔ شمس وقمر کی ضیاباری کے زمانے یوم شمس اور ماہ قمری سے موسوم ہیں۔ تقویم کی اصل پیچیدگی کا سبب ہیئتی ادوار کا تبائن بنیاد ہے۔

مصری تقویم

قدیم ترین زمانے سے مصریوں کا سال بارہ مہینوں پر مشتمل تھا' ہر ماہ تیس دن کے تھے' اختتام سال پر پانچ دنوں کا اضافہ کر کے سال کے دنوں کی مجموعی تعداد ۳۶۵ کر لیتے تھے۔ تیس دن کے مہینے مقرر کرنے کا فائدہ یہ تھا کہ گاہے گاہے قمری مہینوں سے مطابقت ہو جاتی اور ۳۶۵ دن کا سال مقرر کرنے سے شمسی سال سے تعلق بھی رہتا' گویا اس میں قمری اور شمسی دونوں نظام کا لحاظ رکھا گیا۔ ہر ایک مصری مہینے کسی نہ کسی تیوہار سے منسوب تھے' اس تقویم میں مستقل کسی ایک سن کا رواج نہ تھا' یہ کمی عصر بطلیموس میں دور کی گئی۔ مصری تقویم ۴۶ ق م تک سرکاری طور سے مستعمل رہی' جب تک جولیس قیصر نے رومی تقویم میں اصلاح نہ کر لی۔

بابلی تقویم

بابلی تقویم کے اصول تین ہزار سال قبل مسیح مدون ہو چکے تھے' بارہ ماہ کا سال اور ہر ماہ رویت ہلال سے شروع ہوتا' پہلا مہینہ نیسانو اور آخری ادارو تھا' دوسری قمری تقویموں کی طرح اس میں بھی عموماً آخری مہینہ دہرایا جاتا تھا کہ ہر مہینے اپنے معینہ موسم میں واقع ہوں۔ بخت نصر اول کے عہد حکومت ۷۴۷ ق م سے ہر مہینے کے مشاہد اور مہینوں کے مفوضہ ایام کا باضابطہ اندراج ہونے لگا۔

یونانی تقاویم

رومی عہد سے قبل تمام یونانی تقویمیں قمری تھیں اور ہر فرقہ کی الگ الگ تقویم رائج تھی چنانچہ بخوف نے ایک سو یونانی تقاویم کی فہرست پیش کر کے تحقیق کی راہ کھولی۔ اختلاف تقاویم کے وقت حسب ضرورت بطور لوند تیرہواں مہینہ بڑھا کر موسم سے مطابقت کر لیا کرتے تھے۔ مہینوں کی

لمبائی کی تعین اور اس میں ردوبدل کرنا عمال حکومت کے ہاتھ میں تھا۔ یونانی تقویم سکندر کی فتوحات کی بدولت مغربی ایشیا میں حتیٰ کہ مصر تک پھیل گئی لیکن ایشیا کی یونانی تقویمیں خالص شمسی ہو گئیں۔

رومی تقویم

رومی تقویم جو آج دنیا میں مستعمل ہے اس کا ماخذ شہر روم کی مقامی تاریخ ہے۔ ابتدا میں اس کے مہینے دس اور سال کے ایام ۳۰۴ ہوا کرتے تھے' سال کا آغاز مارچ سے ہوتا تھا' نوما نے جنوری وفروری کا اضافہ کیا' اولاً رومی مہینے قمری تھے' تمام جمہوری عہد میں سال کا معمولی طول ۳۵۵ دن رہا' مارچ' مئی' جولائی اور اکتوبر ۳۱ دن کے اپریل' جون' اگست' ستمبر' نومبر' دسمبر اور جنوری ۲۹ دن کے۔ فروری ۲۸ دن کا ہوتا تھا لیکن رومی تقویم کی چاند سے کامل مطابقت نہ ہونے کی وجہ سے اس تقویم کو قمری نظام سے منحرف ہونا پڑا اور یہ انحراف ۴۰۰ قبل مسیح ہو چکا تھا۔

عیسوی جولیائی تقویم

۶۳ ق م میں جولیس قیصر پیشوائے اعظم ہوا' شہر روم کی بنیاد کے سات آٹھ برس پر یکم جنوری ۴۶ ق م میں قیصر روم جولیس سے موسوم شمسی تقویم کے سال کا آغاز ہوا' اس کا مجوز اسکندریہ کا باشندہ سوسی جی نس فلکی تھا' اس تقویم میں تین سال متواتر ۳۶۵ دن کے اور چوتھا سال ۳۶۶ دن کا مقرر ہوا تاکہ سال کے ہر چھوٹے بڑے دن اپنی جگہ پر واقع ہوتے رہیں' جولیس کی اصلاح سے پہلے مصری تقویم سرکاری طور پر رائج تھی' عیسوی ماہ کی تفصیل یہ ہے۔

جون واپریل وستمبر اور نومبر تمیں دن عیسوی کے جو مہینے باقی ہیں اکتیس دن

گر برابر چار حصے ہوں سنہ مطلوب کے فروری انتیس دن ہے ورنہ اٹھائیس دن

جولیائی تقویم میں سال کی لمبائی تقریباً گیارہ منٹ چودہ سیکنڈ بڑھ جاتی ہے جس سے گیارہ ہزار سال میں ماہ جنوری موسم سرما سے ہٹ جاتا کیونکہ ہر چار سو برس پر تین دن کا فرق پڑ جاتا ہے جس کی اصلاح گریگوروی تقویم میں کی گئی۔

عیسوی گریگوروی تقویم

عیسائیوں کے تیرہویں پوپ گریگوروی نے سولہویں صدی عیسوی میں دس دن گھٹا کر فرمان جاری کر دیا کہ ۴/ اکتوبر ۱۵۸۲ء کے بعد والے دن کو ۱۵/ اکتوبر ۱۵۸۲ء شمار کیا جائے اور یوم کبیسہ جو ہر چوتھے سال جولیائی تقویم میں بڑھ جاتا ہے آئندہ ان صدیوں میں نظر انداز کر دیا جائے جو چار پر تقسیم نہ ہو سکیں۔

انگلستان میں ۲/ ستمبر ۱۷۵۲ء/۴/ ذوالقعدہ ۱۱۶۵ھ تک جولیائی تقویم رائج تھی' اس کے بعد والے دن پر گیارہ دن بڑھا کر ۳/ ستمبر کے بجائے ۱۴/ ستمبر ۱۷۵۲ء/۱۶/ ذوالقعدہ ۱۱۶۵ھ اختیار کی گئی۔

کبیسہ سال کے اکائی و دہائی کے اعداد چار پر تقسیم ہو جائیں اور کچھ نہ بچے تو سال کبیسہ ہے ورنہ معمولی' لیکن صدیاں اس وقت کبیسہ ہوتی ہیں جب ان کے صفروں کو نظر انداز کر کے چار پر پوری پوری منقسم ہو جائیں۔

یہودی تقویم

قدیم یہودی تقویم معمولی قسم کی قمری تقویم تھی' سال کے بارہ مہینے تھے اور ہر مہینہ رویت ہلال سے شروع ہوتا تھا اور حسب ضرورت بارہواں مہینہ دہرایا جاتا تھا جوادار کے نام سے موسوم تھا' ابتداء لوند کی ذمہ داری حکام پر تھی' پھر عیسوی ابتدائی صدیوں میں بیت المقدس کی دینی مجلس عظمیٰ کے سپرد ہوئی' یہودیوں میں آج کل جو تقویم رائج ہے اس کی ابتداء تخلیق کائنات سے جس کی ابتداء ۷/ اکتوبر ۳۷۶۱ ق م سے شمار کرتے ہیں۔

ہندی یا شک تقویم

۲۲/ مارچ ۱۹۵۷ء یکم چیت ۱۸۷۹ شک سے حکومت ہند نے پوری مملکت میں شک تقویم کو رائج کیا' اس تقویم کے اصول گریگوری ہیں' اس کا سال ناقص ۳۶۵ دن اور کامل ۳۶۶ دن کا ہوتا ہے متواتر تین سال ناقص (معمولی) اور چوتھا سال کامل (کبیسہ) ہوتا ہے' اس تقویم کا آغاز چہار شنبہ ۲۲/ مارچ ۷۸ء سے ہوا' جب بھی شک سنہ کو عیسوی کے مطابق کرنا ہو تو شک کے سال پر ۷۸ کا عدد بڑھا دیں تو عیسوی سنہ حاصل ہو جائیگا اور عیسوی سنہ سے ۷۸ گھٹا دیں تو شک کا سنہ ہو جائیگا۔

ہجری یا اسلامی تقویم

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کی ایذا رسانی سے ۶۲۲ء میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی' اسی کی یادگار یہ تقویم ہے اس کی ابتداء یوں ہوئی کہ حاکم یمن حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے امیر المومنین حضرت عمرؓ کے پاس لکھا کہ آپ کے خطوط پر تاریخ درج نہیں ہوتی' آئندہ خطوط تاریخ کے ساتھ لکھا کریں' حضرت عمرؓ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا' کسی نے آنحضورؐ کی وفات کے وقت سے' کسی نے بعثت کے وقت سے تاریخ کے اجراء کا مشورہ دیا۔ حضرت عمرؓ نے اسے ناپسند فرمادیا کہ وفات سے آپ کا صدمہ تازہ ہوگا اور بعثت کے وقت ہم ضلالت کفر میں تھے۔ حضرت علیؓ نے ہجرت کا مشورہ دیا کہ اس وقت سے فتوحات اسلام کا دروازہ کھلا' حضرت عمرؓ نے اس کو پسند فرمایا اور ہجرت کے سترہ سال کے بعد ۲۰/ جمادی الآخری ۱۷ھ/۹/ جولائی ۶۳۸ء کو ہجری تقویم کی بنیاد ڈالی۔ حضرت عثمانؓ کی رائے پر سال کا پہلا مہینہ محرم مقرر ہوا' اور ہجری سنہ کا آغاز جمعہ یکم محرم ۱ھ/۱۶/ جولائی ۶۲۲ء/۲۸/ اساڑھ ۵۴۴ شک سے ہوا۔ اہل عرب چاند کی پہلی تاریخ کو غرہ اور آخری کو سلخ کہتے ہیں' مہینہ رویت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی مزدوری اسے دے دو جبکہ وہ ابھی اپنے پسینہ میں ہو۔ (مجمع)

ہلال سے رویت ہلال تک ۲۹/ دن یا ۳۰ دن کا ہوتا ہے کبھی تین مہینے متواتر ۲۹ دن کے اور مسلسل چار مہینے ۳۰ دن کے ہو سکتے ہیں ۲۹/ دن کا ماہ ناقص اور ۳۰ دن کا کامل کہلاتا ہے۔ ۳۵۴ دن کا سال ناقص (معمولی) اور ۳۵۵ دن کا کامل (کبیسہ) ہوتا ہے۔ ہجری مہینے تقریباً ۳۳ سال شمسی میں دورہ پورا کر لیتے ہیں۔ (ملخص از مفتاح التقویم ترقی اردو بورڈ دہلی ص ۲۱ تا ۳۷)

واقعہ اصحاب فیل

۵۲۹ء میں بلاد یمن پر حبشیوں کا حملہ ہوا لشکر نجاشی کا سپہ سالار ارياط یمن کا پہلا بادشاہ ہوا بلاد یمن پر ۵۲۹ء سے ۶۰۱ء تک شاہان حبش کا تسلط رہا ارياط کا چچازاد لڑکا ابرہۃ الاشرم یمن کا دوسرا حاکم ہوا اس کی حکومت ۵۴۹ء سے ۵۷۱ء تک قائم رہی ابرہہ انتہائی متعصب عیسائی تھا اس نے یمن کے دارالسلطنت صنعاء میں ایک نہایت خوبصورت گرجا تعمیر کرایا تا کہ سادہ خانہ کعبہ کو چھوڑ کر لوگ اس مرصع گرجا کا طواف کیا کریں عرب میں یہ خبر پہنچی تو قبیلہ کنانہ کے ایک شخص نے جا کر وہاں پاخانہ کر دیا بعض کہتے ہیں کہ عرب کے کچھ آدمیوں نے وہاں آگ جلائی تھی ہوا سے اڑ کر گرجا میں جا لگی وہ بالکل جل گیا ابرہہ نے غصہ میں قسم کھالی کہ اب خانۂ کعبہ منہدم کر کے رہوں گا ہاتھیوں کے ساتھ مکہ پر فوج کشی کی راہ میں جو قبیلہ مزاحم ہوا اس کو تہ تیغ کر ڈالا اطراف مکہ میں جو مویشی ملے پکڑ لئے جن میں عبدالمطلب کے دو سو اونٹ تھے وہ چند روسا قریش کو لیکر ابرہہ کے پاس گئے عبدالمطلب نہایت وجیہہ بارعب سردار قریش تھے ابرہہ دیکھ کر مرعوب ہو گیا شاندار استقبال کیا تخت سے اتر کر فرش پر اپنے ساتھ بٹھایا عبدالمطلب نے اپنے اونٹوں کا مطالبہ کیا ابرہہ نے کہا سخت تعجب ہے آپ نے اونٹ کی بات کی خانہ کعبہ کا کوئی ذکر نہیں؟ عبدالمطلب نے کہا انا رب الابل وللبیت رب یمنعہ، میں اونٹ کا مالک ہوں اور بیت اللہ کا مالک اللہ ہے وہ اس کو بچائے گا ابرہہ نے اونٹ واپس کر دیئے عبدالمطلب نے ان سب اونٹوں کو بیت اللہ کی نذر کر دیا قریش سے کہا کہ مکہ خالی کر دو خود چند آدمیوں کو لیکر کعبہ کے دروازہ پر گئے خوب گڑگڑا کر دعائیں کیں اور کہا اے اللہ بندہ اپنا گھر بچاتا ہے تو اپنا گھر بچا پھر ساتھیوں سمیت پہاڑ پر چڑھ گئے ابرہہ ۶۰ ہزار کا لشکر لیکر کعبہ گرانے کیلئے بڑھا مکہ کے قریب مُغَمَّس نامی میدان میں ابرہہ کا پڑاؤ تھا ہاتھیوں کا لشکر آگے بڑھانا چاہا سب ہاتھی وہیں بیٹھ گئے ذرا بھی آگے نہ بڑھے کہ اچانک سمندر کی طرف سے چھوٹے چھوٹے پرندے چونچ اور پنجوں میں کنکریاں لئے آئے اور لشکر پر برسانے لگے کنکریاں سر پر گرتیں اور نیچے نکل کر کام تمام کر دیتیں اس طرح سارا لشکر تباہ ہو گیا ابرہہ کو چیچک نکل آئی بدن سڑ گیا پیپ اور خون بہنے لگا ایک ایک عضو کٹ کر گرا سینہ پھٹا اور دل باہر آ گیا جب سب مر گئے تو خدا نے ایک سیلاب بھیجا جو سب کو بہا کر دریا میں لے گیا اس سال کو عام الفیل کہا جاتا ہے یہ واقعہ شنبہ ۱۷/محرم ۲/ مارچ ۵۷۱ء کو پیش آیا اس کے ۵۰ یا ۵۵ روز بعد آنحضور کی ولادت باسعادت ہوئی۔

(زرقانی ص ۱/ ۳۸۳ وابن ہشام ص ۸۷ وتفسیر طبری ص ۳۰/ ۱۴۹ وتفسیر ابن کثیر ص ۴/ ۸۷۵)

ظہور قدسی ولادت باسعادت

ولادت خواجہ عبداللہ والد ماجد رسول اللہ ۵۴۷ء وفات بعمر ۲۴ سال ۵۷۱ء آنحضور کی ولادت سے دو ماہ قبل۔

واقعہ اصحاب فیل شنبہ ۱۷/محرم ۲/ مارچ ۵۷۱ء

ولادت آنحضور دوشنبہ ۹/ ربیع الاوّل ۱ عام فیل ۲۲/ اپریل ۵۷۱ء یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی شمسی واقعہ فیل کے پچاس روز بعد والدہ ماجدہ حضرت آمنہ نے سات روز دودھ پلایا پھر ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثویبہ نے سات روز دودھ پلایا۔ جنہوں نے آنحضور کے چچا حضرت حمزہؓ کو بھی دودھ پلایا تھا اس کے بعد حلیمہ سعدیہؓ نے دودھ پلایا اور قبیلہ ہوازن میں پانچ برس ۵۷۶ء تک پرورش کی پھر ایک سال دو ماہ دس دن والدہ ماجدہ نے تربیت کی ۵۷۷ء میں والدہ کے انتقال کے بعد جب آپ چھ برس کے تھے تو دادا عبدالمطلب نے کفالت کی دو برس دادا کی کفالت میں رہے جب آپ آٹھ برس دو ماہ دس دن کے ہوئے تو بقول راجح بعمر بیاسی سال مارچ ۵۷۹ء میں عبدالمطلب بھی رحلت کر گئے تو چچا ابوطالب نے کفالت کی نو دس برس کی عمر میں ۵۸۰ء و ۵۸۱ء میں خدمت گلہ بانی انجام دی۔ ۵۸۳ء میں بعمر بارہ سال چچا ابوطالب کے ساتھ شام کا تجارتی سفر کیا اور مقام تیماء میں بحیرا راہب نے آپ میں علامات نبوت کی شہادت دی آپ بیس برس کے تھے کہ بازار عکاظ میں حرب فجار واقع ہوئی شوال میں حرب فجار ختم ہوئی ذوالقعدہ ۵۹۰ء میں معاہدہ حلف الفضول ہوا جس میں آنحضور بھی شریک تھے۔ ۵۹۱ء تا ۵۹۶ء شغل تجارت اور صادق و امین کا خطاب۔ بعمر پچیس برس حضرت خدیجہؓ کے مال تجارت کے ساتھ شام کا دوسرا سفر جس میں مقام بصریٰ میں نسطورا راہب نے علامات نبوی کی شہادت دی۔ ۵۹۶ء میں بعمر ۲۵ سال دو ماہ دس دن حضرت خدیجہؓ سے نکاح ہوا وہ چالیس برس کی تھیں ۵۹۸ء میں ولادت حضرت قاسمؓ ۶۰۰ء میں ولادت حضرت زینبؓ و وفات حضرت قاسمؓ ۶۰۳ء میں ولادت حضرت رقیہؓ بعمر ۳۵ برس ۶۰۵ء میں تعمیر کعبہ اور حجر اسود نصب کر کے زبردست جھگڑا ختم کرنا۔ ۶۰۶ء تا ۶۰۹ء عزلت رسوم جاہلیت سے نفرت اور غار حرا میں یاد خدا میں انہماک ۶۰۹ء میں بکثرت رویائے صادقہ کا ظہور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہرگز نہ رو کے کوئی تمہیں حق کی بات کہنے سے جب کہ وہ اس جان کا خطرہ محسوس کر چکا ہو۔'' (ابن ماجہ)

طلوع آفتاب رسالت

بعمر چالیس سال ۹/ فروری ۶۱۰ء ۴۱ میلادی اورا نبوی ۹/ ربیع الاوّل بروز دوشنبہ بعثت ونبوت‘ وضو اور نماز فجر وظہر کا حکم ہوا‘ بقول دیگر بعمر چالیس برس چھ ماہ ۱۷/ رمضان ۱۳/ اگست ۶۱۰ء کو غار حراء میں نبوت ملی۔

۱ نبوی ۶۱۰ء

آغاز نزول قرآن‘ اسلام حضرت خدیجہؓ وابوبکرؓ وعلیؓ وزید بن حارثہؓ ولادت حضرت فاطمہؓ۔

۳ نبوی ۶۱۲ء

علانیہ دعوت اسلام‘ کوہ صفا کا مشہور خطبہ‘ سفارت قریش وجواب ابو طالب‘ مسلمانوں پر کفار کے مظالم۔

رجب ۵ نبوی اپریل ۶۱۴ء

حبشہ ہجرت اولیٰ ۶ نبوی‘ قبول اسلام حضرت حمزہؓ وحضرت عمرؓ۔

محرم ۷ نبوی اکتوبر ۶۱۵ء

حبشہ ہجرت ثانیہ.....محرم ۷ نبوی تا ۹ نبوی ۶۱۸ء تین برس شعب ابی طالب میں بنو ہاشم کی محصوری۔

شوال ۱۰ نبوی اپریل ۶۱۹ء

وفات ابو طالب وحضرت خدیجہؓ‘ سفر طائف، ایام حج میں تبلیغ اسلام، حضرت سودہؓ وحضرت عائشہؓ سے نکاح۔

۲۷/ رجب ۱۱ نبوی ۹/ مارچ ۶۲۰ء

واقعہ معراج اور نماز پنجگانہ کی فرضیت۔

ذوالحجہ ۱۱ نبوی جولائی ۶۲۰ء

عقبہ منیٰ میں مدینہ کے چھ آدمیوں کا قبول اسلام اور مدینہ میں اسلام کا آغاز

ذوالحجہ ۱۲ نبوی جون ۶۲۱ء

بیعت عقبہ اولیٰ، مدینہ کے بارہ اشخاص کی بیعت اسلام، مصعب بن عمیرؓ اور عبداللہ بن ام مکتومؓ کی تبلیغ وتعلیم اسلام کیلئے مدینہ روانگی۔

۱۳ ذوالحجہ ۱۳ نبوی ۲۸/ جون ۶۲۲ء

بیعت عقبہ ثانیہ، مدینہ کے تہتر مرد دو عورتوں کی بیعت اسلام ومعاہدہ حمایت۔

مدینہ ہجرت نبویؐ

شب جمعہ ۲۷/ صفر ۱۴ نبوی کو آنحضورؐ اور ابوبکرؓ مکہ سے نکلے، جمعہ، شنبہ، یکشنبہ، ۲۷/ ۲۸/ ۲۹ صفر ۱ھ ۱۰/ ۱۱/ ۱۲/ ستمبر ۶۲۲ء تین روز غار ثور میں روپوش رہے جو مکہ سے پانچ میل دور ہے۔

یکم ربیع الاوّل بروز دوشنبہ غار ثور سے روانگی، دوشنبہ ۸/ ربیع الاول ۱ھ ۲۰/ ستمبر ۶۲۲ء کو قبا میں داخلہ، مسجد قبا کی تعمیر، ۱۲/ ربیع الاول ۱ھ ۲۴ ستمبر جمعہ کو مدینہ میں داخلہ، ابوایوب انصاریؓ کے مکان پر قیام۔

۱ھ تعمیر مسجد نبوی، ظہر، عصر، وعشاء میں چار رکعت کی فرضیت، یہود مدینہ سے معاہد، مہاجرین وانصار میں مواخات، ولادت عبداللہ بن زبیر، اذان کی ابتداء، شوال میں حضرت عائشہؓ کی رخصتی، سریہ حمزہؓ وعبیدہؓ وسعدؓ۔

۲ھ ۱۵/ شعبان تحویل قبلہ، رمضان کے روزہ کی فرضیت، صدقہ فطر ونماز عید الفطر کی مشروعیت، قریش کے مدینہ پر حملہ کے منصوبے، جہاد کی اجازت، صفر، غزوہ ابواء، ربیع الاول، غزوہ بواط، جمادی الاولیٰ، غزوہ عشیرہ، غزوہ بدر اولیٰ، رجب، سریہ عبداللہ بن جحشؓ، ۱۷ رمضان، غزوہ بدر کبریٰ، مسلمان ۳۱۳، ۱۴ شہید، کفار ۱۰۰۰، ۷۰ مقتول، ۷۰ گرفتار۔ غزوہ بنی قینقاع، غزوہ سویق، وفات حضرت رقیہؓ، نکاح حضرت فاطمہؓ۔

۳ھ محرم، غزوہ غطفان، ربیع الثانی، غزوہ بحران، جمادی الاخریٰ، سریہ زید بن حارثہؓ، ۱۵/ شوال، غزوہ احد، شہادت حضرت حمزہؓ، مسلمان ۶۵۰، ۷۰ شہید، ۴۰ زخمی، کفار ۳۰۰۰، ۴۰ مقتول، غزوہ حمراء الاسد، احکام وراثت، ممانعت نکاح مشرکہ، شوال، حرمت شراب کا حکم، رمضان، ولادت حضرت حسنؓ، حضرت حفصہؓ وحضرت زینب بنت خزیمہؓ سے آنحضورؐ کا نکاح، حضرت ام کلثومؓ سے حضرت عثمانؓ کا نکاح۔

۴ھ محرم، سریہ ابوسلمہؓ وسریہ عبداللہ بن انیسؓ، صفر، واقعہ رجیع وحادثہ بیر معونہ جس میں ۷۰ صحابہ کی شہادت، ربیع الاول، غزوہ بنی نضیر، جمادی الاولیٰ غزوہ ذات الرقاع، شعبان، غزوہ بدر ثانیہ وولادت حضرت حسینؓ، شوال، حضرت ام سلمہؓ سے آنحضورؐ کا نکاح، ربیع الثانی، وفات حضرت زینب بنت خزیمہؓ۔

۵ھ ربیع الاول، غزوہ دومۃ الجندل، شعبان، غزوہ بنی المصطلق (مریسیع) قصہ افک، حد زنا، پردہ وتیمم کا حکم، شوال، غزوہ خندق، ذوالقعدہ، غزوہ بنو قریظہ اور یہود بنو قریظہ کا خاتمہ، آنحضورؐ کا حضرت جویریہؓ اور حضرت زینب بنت جحشؓ سے نکاح۔

۶ھ محرم، سریہ محمد بن مسلمہؓ، ربیع الاول، غزوہ بنی لحیان وغزوہ ذی قرد وسریہ عکاشہؓ، ربیع الآخر، سریہ ذی القصہ وسریہ جموم، جمادی الاولیٰ، سریہ طرف وسریہ عیص، رجب، سریہ وادی القریٰ، شعبان، سریہ دومۃ الجندل وسریہ فدک، شوال، سریہ عبداللہ بن رواحہؓ وسریہ کرز بن جابرؓ، ذوالقعدہ، بیعت رضوان وصلح حدیبیہ، ذوالحجہ، سلاطین عالم، قیصر روم، کسریٰ پرویز، نجاشی، مقوقس وغیرہ کے نام دعوت اسلام کے خطوط۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہرگز نہ منع کرے کوئی بھی تمہیں حق بات کہنے سے جب وہ حق کو دیکھ لے اور اس کو جان لے۔“ (بیہقی)

اسلامی ریاست کی ابتداء

۷ھ محرم، فتح خیبر، مسلمان ۱۴۰۰، ۱۵ شہید، یہودی ۱۰۰۰۰، ۹۳ مقتول، یہیں آنحضورؐ کو زہر دیا گیا۔ فتح فدک، فتح وادی القریٰ، صفر، سریہ غالب لیثیؓ، جمادی الاخریٰ، سریہ زید بن حارثہؓ، سریہ صدیق اکبرؓ، سریہ فاروق اعظمؓ، رمضان سریہ اسامہؓ، شوال، سریہ مرہ و سریہ بشیر بن سعدؓ، سریہ عبداللہ بن ابی حدردؓ، سریہ عبداللہ بن حذافہ، درندے، پنجہ دار پرندے، گدھے اور خچر کی حرمت، حضرت صفیہؓ سے آنحضورؐ کا نکاح، ذوالقعدہ، عمرۃ القضاء، حکم رمل، حضرت میمونہؓ سے آنحضورؐ کا نکاح، حضرت خالد بن ولیدؓ اور عمرو بن عاصؓ کا قبول اسلام۔

۸ھ ربیع الاول، سریہ ذات اطلاح و سریہ ذات عرق، جمادی الاولیٰ، جنگ موتہ، مسلمان ۳۰۰۰، ۱۲ شہید، دشمن ایک لاکھ اور بقول دیگر دو لاکھ، جمادی الاخریٰ، سریہ ذات السلاسل، رجب، سریہ سیف البحر، پنجشنبہ ۲۰/ رمضان، فتح مکہ اور کعبہ پر اذان بلالؓ، صنم کدہ عزیٰ، سواع اور منات کا انہدام، شوال، غزوہ حنین، غزوہ نخلہ و اوطاس، محاصرہ طائف اور پہلی بار منجنیق کا استعمال، آنحضورؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کی وفات، ذوالحجہ، آنحضورؐ کے صاحبزادہ حضرت ابراہیمؓ کی ولادت۔ ذوالقعدہ، عمرہ جعرانہ۔

۹ھ محرم، سریہ عیینہ بن حصن، صفر، سریہ قطبہ بن عامر، ربیع الاول، سریہ ضحاک بن سفیانؓ و سریہ علقمہ بن محززؓ، ربیع الآخر، سریہ حضرت علیؓ، رجب، غزوہ تبوک، سریہ خالد بن ولیدؓ، مسجد ضرار کا انہدام، فرضیت حج، حج صدیق اکبرؓ، ۶/ شعبان، آنحضورؐ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کی وفات، ایلاء و تخییر، حکم لعان، حکم زکوٰۃ و جزیہ، حرمت سود۔

۹ھ ۱۰ھ عام الوفود، فتح مکہ کے بعد قبائل عرب کے وفود آکر داخل اسلام ہوئے، وفود کی تعداد ۳۵ ہے اور بقول دیگر ساٹھ سے زیادہ ہے۔

۱۰ھ ربیع الاول، وفات حضرت ابراہیم، رمضان، سریہ حضرت علیؓ سوئے یمن، جمعہ ۹/ ذوالحجہ ۹/ مارچ ۶۳۲ء حجۃ الوداع۔

۱۱ھ ۲۹/ صفر ۲۷ مئی ۶۳۲ء آنحضورؐ کے مرض کی ابتداء، جیش اسامہ کی تیاری، دوشنبہ ۱۲/ ربیع الاول ۲۸/ جون ۶۳۲ء وقت چاشت آنحضورؐ کی وفات حسرت آیات، تدفین شب چہارشنبہ ۳۴ گھنٹے بعد، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت و تبلیغ کے کل ایام ۸۱۵۶۔ اور دنیوی زندگی کے کل ایام ۲۲۳۳۰، ۸ گھنٹے خلافت صدیق اکبرؓ، رومیوں کے خلاف حضرت اسامہؓ کی لشکر کشی، قبائل میں شورش، سجاح کا فرار، ۳/ رمضان وفات حضرت فاطمہؓ۔ (سیرت الرسول و مرقع عہد رسالت الجمعیۃ بکڈپو دہلی)

آنحضورؐ کے چچا

(۱) غیداق (۲) قثم (۳) ابوطالب (۴) مقوم (۵) حجل (مغیرہ) (۶) حارث (۷) عبداللہ والد ماجد آنحضورؐ (۸) زبیر (۹) حمزہؓ (۱۰) عباسؓ (۱۱) ضرار (۱۲) ابولہب۔ ان میں حمزہؓ و عباسؓ ایمان لائے۔

آنحضورؐ کی پھوپھیاں

(۱) صفیہؓ (۲) اروئی (۳) عاتکہ (۴) ام حکیم البیضاء (۵) برہ (۶) امیمہ۔ حضرت صفیہؓ ایمان لائیں اور کہا گیا ہے کہ اروئی اور عاتکہ بھی ایمان لائیں اور مدینہ ہجرت کی۔

کنیزیں

(۱) ماریہ قبطیہؓ، صفر ۷ھ میں مقوقس نے ہدیۃً بھیجا، وفات ۱۶ھ، مدفن جنت البقیع، (۲) ریحانہ بنت شمعون، بنو قریظہ سے تھیں، بنو نضیر میں شادی ہوئی تھی، اسیر ہو کر آئیں۔

خلافت ابو بکرؓ (دارالسلطنت مدینہ منورہ)

ولادت ابو بکرؓ ۵۷۴ء وفات ۲۲/ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ ۲۳/ اگست ۶۳۴ء (عمر ۶۳ برس) ابتداء خلافت ۱۳/ ربیع الاول ۱۱ھ ۹/ جون ۶۳۲ء (مدت خلافت دو سال ۳ ماہ)

۱۱ھ قبائل میں شورش، اسامہ بن زیدؓ کی رومیوں کے خلاف لشکر کشی۔

۱۲ھ فتنہ ارتداد کا استیصال، مسیلمہ کذاب کا قتل، عراق پر فوج کشی، فتوحات کاظمہ، ندار، ولجہ، انبار، کرخ۔

۱۲ھ ۱۳ھ قرآن کریم کی تدوین، منکرین زکوٰۃ کی تادیب

۱۳ھ شام پر فوج کشی، محاصرہ دمشق

خلافت فاروق اعظمؓ

ولادت عمر فاروقؓ ۵۸۲ء شہادت بدست ابولولو مجوسی، یکم محرم ۲۴ھ ۷/ نومبر ۶۴۴ء، (عمر ۶۳ برس) آغاز خلافت ۲۳/ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ ۲۴/ اگست ۶۳۴ء (مدت خلافت دس سال چھ ماہ)

۱۴ھ فتح قادسیہ و دمشق و حمص ۱۵ھ جنگ یرموک اور رومیوں پر فتح

۱۶ھ مدائن میں داخلہ، فتح عراق، فتح بیت المقدس، فتح خوزستان۔

۱۷ھ ۶۳۸ء فتح جزیرہ، عراق عجم پر حملہ، فتح نہاوند، حضرت خالدؓ کی معزولی، توسیع حرم، بصرہ میں نہر ابوموسیٰ، نہر معقل

۱۸ھ ۶۳۹ء توسیع مسجد نبوی، قحط سالی، طاعون عمواس جسمیں ۵۵۰۰۰ مسلمان فوت ہوئے۔

۱۹ھ جنگ قیساریہ، شام کی مکمل فتح۔ ۲۰ھ فتح ہمدان۔

۲۱ھ اطاعت اصفہان، عمرو بن عاصؓ کی مصر پر فوج کشی اور فتح فسطاط۔

۲۲ھ فتوحات رے، فارس و اسکندریہ، اطاعت طبرستان، آذربائیجان و آرمینیہ، فتح خراسان۔

۲۳ھ فتوحات طرابلس الغرب، کرمان و مکران (سندھ) رقبہ فتوحات فاروقی ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل۔

خلافت عثمان غنیؓ

ولادت عثمان غنیؓ ۵۷۵ء شہادت ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ/ ۱۷ جون ۶۵۶ء یوم جمعہ (عمر ۸۲ سال) ابتدا خلافت ۴ محرم ۲۴ھ/ ۱۰ نومبر ۶۴۴ء (مدت خلافت بارہ سال)

۲۵ھ سکندریہ کی بغاوت اور رومیوں کی شکست، آرمینیہ و آذربائیجان کی بغاوت اور اس کا استیصال۔ ایشیائے کوچک پر امیر معاویہؓ کی فوج کشی اس میں مسلم نوآبادیات کا آغاز، عمرو بن العاصؓ کی ولایت مصر سے معزولی۔

۲۷ھ طرابلس، تیونس، مراکش والجزائر کی فتح، اسپین پر پہلا حملہ، امیر معاویہؓ کا جزیرہ قبرص پر حملہ اور اس کی اطاعت، اسلامی بحری بیڑہ کا آغاز۔

۲۸ھ مصحف صدیقی کی اشاعت، لغات ستہ کی تنسیخ، لغت قریش میں نقول عثمانی۔

۲۹ھ بغاوت ایران، خراسان وغیرہ، فارس پر دوبارہ قبضہ، تعمیر مسجد نبوی، معزولی ابوموسیٰ اشعریؓ۔

۳۰ھ فتح طبرستان، خراسان پر دوبارہ قبضہ، فتح طخارستان، کرمان، سجستان، غزنہ تا کابل، معزولی ولید بن عقبہؓ۔

۳۱ھ سواحل شام پر رومی بیڑہ کا حملہ اور شکست، عبداللہ بن سبا کا فتنہ و اسلام دشمنی۔

۳۲ھ امیر معاویہؓ کا قسطنطنیہ پر حملہ، قبرص کی بغاوت اور مکمل فتح۔

۳۳ھ امیر معاویہؓ کا اناطولیہ پر حملہ، ابن سبا کا بصرہ سے اخراج، کوفہ و مصر اس کا جانا۔

۳۴ھ بغاوت افریقہ اور اس کا استیصال، حضرت عثمانؓ کے خلاف کوفہ سے بغاوت کا آغاز۔

۳۵ھ بغاوت کے خلاف صحابہؓ کا تحقیقاتی کمیشن، مدینہ پر باغیوں کی شورش مکان کا محاصرہ شہادت عثمان غنیؓ۔

خلافت علیؓ مرتضیٰ

ولادت علیؓ مرتضیٰ ۶۰۰ء، شہادت بدست ابن ملجم ۱۷ رمضان ۴۰ھ/ ۲۴ جنوری ۶۶۱ء (عمر ۶۳ برس)

ابتداء خلافت ذوالحجہ ۳۵ھ/ جون ۶۵۶ء (مدت خلافت چار سال نو ماہ) (دارالسلطنت کوفہ)

۳۶ھ والی شام امیر معاویہؓ و دیگر اموی عمال کی معزولی، امیر معاویہؓ سے مقابلہ کی تیاری و مقتدر صحابہؓ کی غیر جانبداری، حضرت عائشہؓ کی مکہ سے بصرہ روانگی، جنگ جمل جس میں تیرہ ہزار مسلمان شہید ہوئے۔

۳۷ھ کوفہ دارالخلافت، امیر معاویہؓ کی شام میں حضرت علیؓ کے خلاف تحریک۔

صفر ۳۷ھ/ جولائی ۶۵۷ء جنگ صفین و تحکیم، اس جنگ میں ستر ہزار مسلمان مقتول ہوئے، حکم کا فیصلہ۔

۳۸ھ شام میں امیر معاویہؓ کی حکومت، خوارج کا آغاز، مصر پر امیر معاویہؓ کا قبضہ، بحری راستہ سے کوکن پر حملہ۔

۳۹ھ امیر معاویہؓ کا مختلف حصوں پر قبضہ۔

۴۰ھ حضرت علیؓ و امیر معاویہؓ میں صلح، شہادت حضرت علیؓ ۱۷ رمضان ۴۰ھ

خلافت حسن بن علیؓ

ولادت حضرت حسنؓ شعبان ۳ھ/ فروری ۶۲۵ء۔ وفات ربیع الاول ۵۰ھ/ اپریل ۶۷۰ء (عمر ۴۷ سال)

ابتداء خلافت شوال ۴۰ھ تا ربیع الاول ۴۱ھ جولائی ۶۶۱ء (مدت خلافت چھ ماہ)

۴۱ھ امیر معاویہؓ کے حق میں حضرت حسنؓ کی خلافت سے دستبرداری و صلح۔

امیر معاویہؓ کا عراق پر حملہ (خلافت راشدہ کا تیس سالہ دور، الجمعیۃ بکڈپو دہلی ۱۳۸۲ھ)

خلافت بنی امیہ ۹۱ برس (دارالخلافت دمشق)

۱- بیعت بدست امیر معاویہؓ و خلافت ۴۱ھ/ ۶۶۱ء تا ۶۰ھ/ ۶۸۰ء ۱۹ سال ۳ ماہ (عمر ۸۰ برس)

۲- خلافت یزید بن معاویہؓ ۶۰ھ/ ۶۸۰ء تا ۶۴ھ/ ۶۸۳ء ۳ سال چھ ماہ (عمر ۳۸ سال)

دعویٰ خلافت حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ۲۸ رجب ۶۳ھ/ ۱۲ اپریل ۶۸۳ء

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی روانگی مکہ معظمہ ۷ شعبان ۶۰ھ/ ۱۳ مئی ۶۸۰ء۔

شہادت حضرت حسینؓ بمیدان کربلا ۱۰ محرم ۶۱ھ/ ۱۰ اکتوبر ۶۸۰ء۔

واقعہ حرہ ۶۳ھ/ ۶۸۳ء جس میں فوج یزید نے مدینہ پر لشکر کشی کی، سترہ سو مہاجرین وانصار اور دس ہزار عام مسلمین علاوہ عورتوں اور بچوں کے شہید ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو پڑوسی اور غلام کی رعایت کی وصیت کرتا ہوں۔ (الجامع)

شمارہ	اسماء خلفاء	سن خلافت	مدت خلافت	عمر
۳	معاویہ بن یزید	۶۴ھ	صرف تین ماہ	۲۳ برس
۴	مروان بن حکم	۶۴ھ/۶۸۴ء تا ۶۵ھ/۶۸۵ء	صرف نو ماہ	۶۳ برس
۵	عبدالمالک بن مروان	۶۵ھ/۶۸۵ء تا ۸۶ھ/۷۰۵ء	۲۱ برس	۶۰ برس
۶	ولید بن عبدالملک	۸۶ھ/۷۰۵ء تا ۹۶ھ/۷۱۵ء	۹ برس ۷ ماہ	۴۲ برس
۷	سلیمان بن عبدالملک	۹۶ھ/۷۱۵ء تا ۹۹ھ/۷۱۸ء	۳ برس	۴۵ برس
۸	عمر بن عبدالعزیز	۹۹ھ/۷۱۸ء تا ۱۰۱ھ/۷۲۰ء	۲ برس ۵ ماہ	۳۹ برس
۹	یزید بن عبدالملک	۱۰۱ھ/۷۲۰ء تا ۱۰۵ھ/۷۲۳ء	۴ برس ایک ماہ	۴۰ برس
۱۰	ہشام بن عبدالملک	۱۰۵ھ/۷۲۳ء تا ۱۲۵ھ/۷۴۳ء	۱۹ برس ۹ ماہ	۵۵ برس
۱۱	ولید بن یزید	۱۲۵ھ/۷۴۳ء تا ۱۲۶ھ/۷۴۴ء	ایک برس ۲ ماہ	۴۰ برس
۱۲	یزید بن ولید	۱۲۶ھ/۷۴۴ء تا	۶ ماہ	۴۶ برس
۱۳	ابراہیم بن ولید	// تا //	۴ ماہ	۴۷ برس
۱۴	مروان بن محمد	۱۲۷ھ/۷۴۴ء تا ۱۳۲ھ/۷۵۰ء	۵ برس ۱۰ ماہ	۶۲ برس

خلافت بنی عباس (۶۵۶ سال دارالخلافت بغداد)

شمارہ	اسماء خلفاء	سن خلافت	مدت خلافت	عمر
۱	ابوالعباس سفاح	۱۳۲ھ/۷۵۰ء تا ۱۳۶ھ/۷۵۴ء	۴ برس	۳۳ برس
۲	ابوجعفر منصور	۱۳۶ھ/۷۵۴ء تا ۱۵۸ھ/۷۷۵ء	۲۲ برس	۶۳ برس
۳	مہدی بن منصور	۱۵۸ھ/۷۷۵ء تا ۱۶۹ھ/۷۸۵ء	۱۰ برس	۴۳ برس
۴	ہادی بن مہدی	۱۶۹ھ/۷۸۵ء تا ۱۷۰ھ/۷۸۶ء	ایک برس ۳ ماہ	۶۲ برس
۵	ہارون رشید	۱۷۰ھ/۷۸۶ء تا ۱۹۳ھ/۸۰۹ء	۲۳ برس ۲ ماہ	۴۷ برس
۶	امین بن ہارون رشید	۱۹۳ھ/۸۰۹ء تا ۱۹۸ھ/۸۱۳ء	۴ برس ۸ ماہ	۲۸ برس
۷	مامون بن ہارون رشید	۱۹۸ھ/۸۱۳ء تا ۲۱۸ھ/۸۳۳ء	۲۰ برس	۴۸ برس
۸	معتصم بن رشید	۲۱۸ھ/۸۳۳ء تا ۲۲۷ھ/۸۴۲ء	۸ برس	۳۸ برس
۹	واثق بن معتصم	۲۲۷ھ/۸۴۲ء تا ۲۳۲ھ/۸۴۷ء	۵ برس ۹ ماہ	۳۲ برس
۱۰	متوکل بن معتصم	۲۳۲ھ/۸۴۷ء تا ۲۴۷ھ/۸۶۱ء	۱۴ برس ۹ ماہ	۴۰ برس
۱۱	منصر بن متوکل	۲۴۷ھ/۸۶۱ء تا ۲۴۸ھ/۸۶۲ء	۶ ماہ	۲۶ برس
۱۲	مستعین بن معتصم	۲۴۸ھ/۸۶۲ء تا ۲۵۲ھ/۸۶۶ء	۳ برس ۹ ماہ	۳۱ برس
۱۳	معتز بن متوکل	۲۵۲ھ/۸۶۶ء تا ۲۵۵ھ/۸۶۸ء	۲ برس ۷ ماہ	۲۴ برس
۱۴	مہدی بن واثق	۲۵۵ھ/۸۶۸ء تا ۲۵۶ھ/۸۶۹ء	۱۱ ماہ	۳۸ برس
۱۵	معتمد بن متوکل	۲۵۶ھ/۸۶۹ء تا ۲۷۹ھ/۸۹۲ء	۲۱ برس ۶ ماہ	۵۰ برس
۱۶	معتضد بن موفق	۲۷۹ھ/۸۹۲ء تا ۲۸۹ھ/۹۰۲ء	۹ برس ۹ ماہ	۴۷ برس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”غلام کے لیے اس کا کھانا اور لباس دستور کے مطابق ہونا چاہیے اور اس کو کسی ایسے کام کی زحمت نہ دو جو وہ نہ کر سکے۔“ (مسلم)

۱۷	مکتفی بن معتضد	۲۸۹ھ/۹۰۲ء تا ۲۹۵ھ/۹۰۸ء	۶ برس ۶ ماہ	۳۳ برس
۱۸	مقتدر بن معتضد	۲۹۵ھ/۹۰۸ء تا ۳۲۰ھ/۹۳۲ء	۲۵ برس	۳۸ برس
۱۹	قاہر بن معتضد	۳۲۰ھ/۹۳۲ء تا ۳۲۲ھ/۹۳۴ء	ایک برس ۵ ماہ	۳۵ برس
۲۰	راضی بن مقتدر	۳۲۲ھ/۹۳۴ء تا ۳۲۹ھ/۹۴۰ء	۶ برس	۳۲ برس
۲۱	متقی بن مقتدر	۳۲۹ھ/۹۴۰ء تا ۳۳۳ھ/۹۴۴ء	۴ برس	۶۰ برس
۲۲	مستکفی بن مکتفی	۳۳۳ھ/۹۴۴ء تا ۳۳۴ھ/۹۴۵ء	ایک برس ۴ ماہ	۴۲ برس
۲۳	مطیع بن مقتدر	۳۳۴ھ/۹۴۵ء تا ۳۶۳ھ/۹۷۳ء	۲۹ برس ۵ ماہ	۶۳ برس
۲۴	طائع بن مطیع	۳۶۳ھ/۹۷۳ء تا ۳۸۱ھ/۹۹۱ء	۱۷ برس ۸ ماہ	۷۶ برس
۲۵	قادر بن اسحٰق	۳۸۱ھ/۹۹۱ء تا ۴۲۲ھ/۱۰۳۱ء	۴۱ برس ایک ماہ	۸۶ برس
۲۶	قائم بن قادر	۴۲۲ھ/۱۰۳۱ء تا ۴۶۷ھ/۱۰۷۴ء	۴۴ برس ۹ ماہ	۷۶ برس
۲۷	مقتدی بن محمد	۴۶۷ھ/۱۰۷۴ء تا ۴۸۷ھ/۱۰۹۴ء	۱۹ برس ۸ ماہ	۳۸ برس
۲۸	مستظہر بن مقتدی	۴۸۷ھ/۱۰۹۴ء تا ۵۱۲ھ/۱۱۱۸ء	۲۵ برس	۴۱ برس
۲۹	مسترشد بن مستظہر	۵۱۲ھ/۱۱۱۸ء تا ۵۲۹ھ/۱۱۳۴ء	۱۷ برس ۷ ماہ	۴۳ برس
۳۰	راشد بن مسترشد	۵۲۹ھ/۱۱۳۴ء تا ۵۳۰ھ/۱۱۳۵ء	۱۱ ماہ	۴۰ برس
۳۱	مقتفی بن مستظہر	۵۳۰ھ/۱۱۳۵ء تا ۵۵۵ھ/۱۱۶۰ء	۲۴ برس	۶۱ برس
۳۲	مستنجد بن مقتفی	۵۵۵ھ/۱۱۶۰ء تا ۵۶۶ھ/۱۱۷۰ء	۱۱ برس	۶۸ برس
۳۳	مستضی بن مستنجد	۵۶۶ھ/۱۱۷۰ء تا ۵۷۵ھ/۱۱۷۹ء	۹ برس	۳۹ برس
۳۴	ناصر بن مستضی	۵۷۵ھ/۱۱۷۹ء تا ۶۲۲ھ/۱۲۲۵ء	۴۶ برس ۱۱ ماہ	۷۰ برس
۳۵	ظاہر بن ناصر	۶۲۲ھ/۱۲۲۵ء تا ۶۲۳ھ/۱۲۲۶ء	۹ ماہ	۵۲ برس
۳۶	مستنصر بن ظاہر	۶۲۳ھ/۱۲۲۶ء تا ۶۴۱/۱۲۴۳ء	۱۸ برس	۵۲ برس
۳۷	مستعصم بن مستنصر	۶۴۱ھ/۱۲۴۳ء تا ۶۵۶ھ/۱۲۵۸ء	۱۶ برس	۵۰ برس

پھر خلافت عباسیہ مصر کو منتقل ہوگئی

شمارہ	اسمائے سلاطین	سن سلطنت	کیفیت
۱	سلطنت عثمان خاں غازی	۶۹۹ھ/۱۳۰۰ء تا ۷۲۷ھ/۱۳۲۷ء	(بانی سلطنت عثمانیہ)
۲	اُرخاں بن عثمان خاں	۷۲۷ھ/۱۳۲۷ء تا ۷۶۱ھ/۱۳۶۰ء	
۳	مراد خاں اول بن اُرخاں	۷۶۱ھ/۱۳۶۰ء تا ۷۹۱ھ/۱۳۸۹ء	(دارالسلطنت ایڈریانوپل)
۴	بایزید یلدرم بن مراد خاں اول	۷۹۱ھ/۱۳۸۹ء تا ۸۰۵ھ/۱۴۰۲ء	(اسکے نام سے یورپ لرزتا تھا)
۵	محمد خاں اول بن بایزید یلدرم	۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء تا ۸۲۵ھ/۱۴۲۲ء	(۱۱ سال خانہ جنگی کے بعد)
۶	مراد خاں ثانی بن محمد خاں اول	۸۲۵ھ/۱۴۲۲ء تا ۸۵۵ھ/۱۴۵۱ء	
۷	محمد خاں ثانی بن مراد خاں دوم	۸۵۵ھ/۱۴۵۱ء تا ۸۸۶ھ/۱۴۸۱ء	(۸۵۷ھ میں قسطنطنیہ فتح کیا)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو پڑوسی کی نگہداشت کی وصیت کرتا ہوں۔ (مسند احمد)

۸	بایزید ثانی بن محمد خاں دوم	۸۸۶ھ/۱۴۸۱ء تا ۹۱۸ھ/۱۵۱۲ء	(سب سے بڑا جنگی بحری بیڑہ تیار کیا)
۹	سلیم خاں اول بن بایزید دوم	۹۱۸ھ/۱۵۱۲ء تا ۹۲۶ھ/۱۵۲۰ء	(مشرقی ممالک فتح کیا)
۱۰	سلیمان خاں اعظم بن سلیم خاں اول	۹۲۶ھ/۱۵۲۰ء تا ۹۷۴ھ/۱۵۶۶ء	(ترکوں کا عروجی دور تھا)
۱۱	سلیم خاں ثانی بن سلیمان خاں اول	۹۷۴ھ/۱۵۶۶ء تا ۹۸۲ھ/۱۵۷۴ء	
۱۲	مراد خاں ثالث بن سلیم خاں دوم	۹۸۲ھ/۱۵۷۴ء تا ۱۰۰۳ھ/۱۵۹۴ء	
۱۳	محمد خاں ثالث بن مراد خاں سوم	۱۰۰۳ھ/۱۵۹۴ء تا ۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء	
۱۴	احمد خاں اول بن محمد خاں سوم	۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء تا ۱۰۲۶ھ/۱۶۱۷ء	
۱۵	مصطفیٰ خاں اول بن محمد خاں سوم	۱۰۲۶ھ/۱۶۱۷ء تا ۱۰۲۷ھ/۱۶۱۸ء	(ڈیڑھ سال)
۱۶	عثمان خاں ثانی بن احمد خاں اول	۱۰۲۷ھ/۱۶۱۸ء تا ۱۰۳۱ھ/۱۶۲۲ء	
۱۷	مراد خاں رابع بن احمد خاں اول	۱۰۳۱ھ/۱۶۲۲ء تا ۱۰۴۹ تا ۱۶۳۹ء	
۱۸	محمد ابراہیم خاں بن احمد خاں اول	۱۰۴۹ھ/۱۶۳۹ء تا ۱۰۵۸ھ/۱۶۴۸ء	
۱۹	محمد خاں رابع بن ابراہیم خاں اول	۱۰۵۸ھ/۱۶۴۸ء تا ۱۰۹۹ھ/۱۶۸۸ء	
۲۰	سلیمان خاں ثانی بن ابراہیم خاں	۱۰۹۹ھ/۱۶۸۸ء تا ۱۱۰۴ھ/۱۶۹۲ء	
۲۱	احمد خاں ثانی بن ابراہیم خاں	۱۱۰۴ھ/۱۶۹۲ء تا ۱۱۰۶ھ/۱۶۹۴ء	
۲۲	مصطفیٰ خاں ثانی بن محمد خاں رابع	۱۱۰۶ھ/۱۶۹۴ء تا ۱۱۱۴ھ/۱۷۰۲ء	
۲۳	احمد خاں ثالث بن محمد خاں رابع	۱۱۱۴ھ/۱۷۰۲ء تا ۱۱۴۳ھ/۱۷۳۰ء	
۲۴	محمود خاں اول بن مصطفیٰ خاں ثانی	۱۱۴۳ھ/۱۷۳۰ء تا ۱۱۶۷ھ/۱۷۵۴ء	
۲۵	عثمان خاں ثالث بن مصطفیٰ خاں ثانی	۱۱۶۷ھ/۱۷۵۴ء تا ۱۱۷۱ھ/۱۷۵۸ء	
۲۶	مصطفیٰ خاں ثالث بن احمد خاں ثالث	۱۱۷۱ھ/۱۷۵۸ء تا ۱۱۸۷ھ/۱۷۷۳ء	
۲۷	عبدالحمید خاں اول بن احمد خاں ثالث	۱۱۸۷ھ/۱۷۷۳ء تا ۱۲۰۳ھ/۱۷۸۹ء	
۲۸	سلیم خاں ثالث بن مصطفیٰ خاں ثالث	۱۲۰۳ھ/۱۷۸۹ء تا ۱۲۲۲ھ/۱۸۰۷ء	
۲۹	مصطفیٰ خاں رابع بن عبدالحمید خاں اول	۱۲۲۲ھ/۱۸۰۷ء تا ۱۲۲۳ھ/۱۸۰۸ء	
۳۰	محمد خاں ثانی بن عبدالحمید خاں اول	۱۲۲۳ھ/۱۸۰۸ء تا ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء	
۳۱	عبدالحمید خاں اول بن محمود خان ثانی	۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء تا ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء	
۳۲	عبدالعزیز خاں بن محمود خاں ثانی	۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء تا ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء	
۳۳	مراد خاں خامس بن عبدالمجید خاں اول	۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء	(اسی سال معزول ہوگئے)
۳۴	عبدالحمید خاں ثانی بن عبدالمجید خاں اول	۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء تا ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء	
۳۵	محمد خاں خامس بن عبدالمجید خاں اول	۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء تا ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء	
۳۶	عزیز الدین یوسف خاں بن عبدالعزیز خاں	۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء	(کچھ دنوں کے لئے)
۳۷	وحید الدین خاں بن عبدالمجید خاں اول	۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء تا ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء	
۳۸	عبدالمجید خاں ثانی بن عبدالعزیز خاں	۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء	۶ ماہ پر معزول کئے گئے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مزدور کی مزدوری اس کے پسینے خشک ہونے سے پہلے دے دو۔ (ابن عساکر)

اور جمہوری حکومت قائم ہوئی جس کے پہلے صدر مصطفیٰ کمال' دوسرے عصمت انونو اور تیسرے رفیق سادام تھے

سلطنت اندلس

۱۔ طارق بن زیاد نے رجب ۹۲ھ/۷۱۱ء بعہد ولید بن عبدالملک سات ہزار فوج سے اندلس فتح کیا' وہاں امیر کا تقرر خلفائے بنوامیہ کرتے رہے۔ ۱۳۲ھ/۷۵۰ء میں بنوعباس سلطنت پر قابض ہو گئے۔

۲	عبدالرحمٰن بن معاویہ	۱۳۸ھ/۷۵۵ء تا ۱۷۲ھ/۷۸۸ء	(قرطبہ دارالخلافت' تعمیر جامع قرطبہ' اسپین کا دور ترقی)
۳	ہشام بن عبدالرحمٰن	۱۷۲ھ/۷۸۸ء تا ۱۸۰ھ/۷۹۶ء	
۴	حکم بن ہشام	۱۸۰ھ/۷۹۶ء تا ۲۰۶ھ/۸۲۱ء	
۵	عبدالرحمٰن بن حکم	۲۰۶ھ/۸۲۱ء تا ۲۳۸ھ/۸۵۲ء	
۶	محمد بن عبدالرحمٰن	۲۳۸ھ/۸۵۲ء تا ۲۷۳ھ/۸۸۶ء	(ترقی علوم و توسیع حکومت و تعمیرات)
۷	منذر بن محمد	۲۷۳ھ/۸۸۶ء تا ۲۷۵ھ/۸۸۸ء	
۸	عبداللہ بن محمد	۲۷۵ھ/۸۸۸ء تا ۳۰۰ھ/۹۱۲ء	

(۹) عبدالرحمٰن بن محمد ۳۰۰ھ/۹۱۲ء تا ۳۵۰ھ/۹۶۱ء یہ امیر المومنین اور خلیفہ اعظم کے نام سے پکارے گئے' بڑے مدبر تھے' اندلس کو رشک جنت بنا دیا' یورپ کی موجودہ ترقی انہیں کی رہین منت ہے۔ ان کے بعد پانچ خلیفہ ہوئے پھر طوائف الملوکی اور ہر صوبہ و ضلع میں خودمختار حکومتیں بن گئیں۔

(۱۰) افریقہ کے امیر مرابطین یوسف بن تاشفین نے ۴۸۴ھ/۱۰۹۱ء میں نام نہاد سلاطین کو معزول کر کے اندلس پر شاندار حکومت قائم کی اور اسی خاندان میں ۵۴۱ھ/۱۱۴۷ء تک حکومت رہی۔

(۱۱) ۵۴۱ھ/۱۱۴۷ء میں موحدین نے حکومت پر قبضہ کر کے شاندار حکومتیں کیں پھر خانہ جنگی سے تباہ ہو گئے اور ۶۲۶ھ/۱۲۲۹ء میں قرطبہ پر عیسائیوں نے قبضہ کر لیا۔ ۸۹۷ھ/۱۴۹۲ء میں اندلس (غرناطہ) سے مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت خانہ جنگیوں کے سبب ختم ہو گئی۔

حکومت غزنویہ افغانستان و ہند

تاریخ اسلام کی دو سو تیرہ سالہ شاندار حکومت جس میں چودہ بادشاہ گزرے۔

۱	ابواسحٰق سبکتگین بن الپتگین	۳۶۶ھ/۹۷۷ء تا ۳۸۷ھ/۹۹۷ء	۲۱ برس (بانی حکومت)
۲	اسمٰعیل بن سبکتگین	۳۸۷ھ تا	۷ ماہ
۳	محمود بن سبکتگین	۳۸۷ھ/۹۹۷ء تا ۴۲۱ھ/۱۰۳۰ء	۳۵ برس (شاندار کارنامے والے)
۴	محمد بن محمود	۴۲۱ھ/۱۰۳۰ء تا ۴۲۲ھ/۱۰۳۱ء	و ۴۳۲ھ تا ۴۳۳ھ
۵	مسعود بن محمود	۴۲۲ھ/۱۰۳۱ء تا ۴۳۳ھ/۱۰۴۱ء	۱۱ برس
۶	مودود بن مسعود	۴۳۳ھ/۱۰۴۱ء تا ۴۴۱ھ/۱۰۴۹ء	۹ برس
۷	عبدالرشید بن محمود	۴۴۱ھ/۱۰۴۹ء تا ۴۴۴ھ/۱۰۵۲ء	۴ برس
۸	فرخ زاد بن مسعود	۴۴۴ھ/۱۰۵۲ء تا ۴۵۱ھ/۱۰۵۸ء	۶ برس
۹	ابراہیم بن مسعود	۴۵۱ھ/۱۰۵۸ء تا ۴۹۲ھ/۱۰۹۹ء	۴۲ برس
۱۰	مسعود بن ابراہیم	۴۹۲ھ/۱۰۹۹ء تا ۵۰۸ھ/۱۱۱۴ء	۱۶ برس
۱۱	ارسلان بن مسعود	۵۰۸ھ/۱۱۱۴ء تا ۵۱۲ھ/۱۱۱۸ء	۵ برس
۱۲	بہرام بن مسعود	۵۱۲ھ/۱۱۱۸ء تا ۵۴۷ھ/۱۱۵۲ء	۳۵ برس
۱۳	خسرو بن بہرام	۵۴۷ھ/۱۱۵۲ء تا ۵۵۵ھ/۱۱۶۰ء	۸ برس
۱۴	ملک شاہ بن خسرو	۵۵۵ھ/۱۱۶۰ء تا ۵۷۹ھ/۱۱۸۳ء	۲۴ برس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے خادم کو مارے پیٹے پھر اللہ کو یاد کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ مارنے سے باز آ جائے۔" (بیہقی)

ہند میں مسلمانوں کی آمد

۱ ۱۵ھ/۶۳۶ء بعہد فاروق اعظمؓ، حکم بن العاصؓ صحابی نے گجرات کا ایک علاقہ اور بھروچ فتح کیا۔

۲ ۹۳ھ/۷۱۱ء میں محمد بن قاسم نے راجہ داہر کو شکست دے کر سندھ و ملتان فتح کیا۔

۳ ۱۰۷ھ/۷۲۵ء بعہد ہشام بن عبدالملک اموی، جنید بن عبدالرحمٰن مری نے مالوہ اور بھروچ کا وسیع رقبہ فتح کیا

۴ ۱۶۰ھ/۷۷۶ء میں بحکم خلیفہ مہدی عباسی، عبدالملک بن الشہاب نے گجرات کا شہر باربد فتح کیا، جس میں ربیع بن صبیح تبع تابعی بھی تھے وہیں مدفون ہیں

۵ محمود غزنوی ۳۸۷ھ/۹۹۷ء تا ۴۲۱ھ/۱۰۳۰ء نے ۳۹۱ھ/۱۰۰۱ء سے ۴۱۸ھ/۱۰۲۷ء تک لاہور، ملتان، پشاور، راولپنڈی، نگرکوٹ، کانگڑہ، قنوج، متھرا اور سومنات پر متعدد حملے کئے، پنجاب مسلمانوں کے زیرنگیں آ گیا۔

۶ غزنیں کے حکمران محمد غوری ۵۶۷ھ/۱۱۷۱ء تا ۶۰۲ھ/۱۲۰۶ء نے ۵۸۹ھ/۱۱۹۳ء میں جے چند کو شکست دے کر دہلی، اجمیر اور قنوج میں اسلامی پرچم لہرادیا۔

حکومت خاندان غلامان (۸۵ سال)

خاندان ترکی کا قطب الدین ایبک محمد غوری کا غلام بانی حکومت غلامان ہے۔

۱	قطب الدین ایبک	۶۰۲ھ/۱۲۰۶ء تا ۶۰۶ھ/۱۲۱۰ء	(دلی میں ایک جامع مسجد اور قطب مینار بنوایا)
۲	آرام شاہ بن قطب الدین	۶۰۶ھ/۱۲۱۰ء تا ۶۰۷ھ/۱۲۱۱ء	
۳	شمس الدین التمش	۶۰۷ھ/۱۲۱۱ء تا ۶۳۳ھ/۱۲۳۶ء	(اجین اور گوالیار فتح کیا)
۴	رکن الدین فیروز بن شمس الدین	۶۳۳ھ/۱۲۳۶ء تا ۶۳۴ھ	
۵	رضیہ سلطانہ	۶۳۴ھ/۱۲۳۶ء تا ۶۳۷ھ/۱۲۳۹ء	(بہت بہادر اور فیاض تھی)
۶	معز الدین بہرام شاہ بن شمس الدین	۶۳۷ھ/۱۲۳۹ء تا ۶۳۹ھ/۱۲۴۱ء	
۷	علاء الدین مسعود بن رکن الدین	۶۳۹ھ/۱۲۴۱ء تا ۶۴۴ھ/۱۲۴۶ء	
۸	ناصر الدین محمود	۶۴۴ھ/۱۲۴۶ء تا ۶۶۴ھ/۱۲۶۶ء	(درویش تھا کتابت قرآن سے گزر کرتا)
۹	غیاث الدین بلبن	۶۶۴ھ/۱۲۶۶ء تا ۶۸۵ھ/۱۲۸۶ء	(جلیل القدر سلطان تھا)
۱۰	کیقباد غیاث الدین کا پوتا	۶۸۵ھ/۱۲۸۶ء تا ۶۸۹ھ/۱۲۹۰ء	(عیاش تھا جلال الدین خلجی نے تخت سے اتار دیا)

حکومت شاہان خلجی (۳۳ برس)

۱	جلال الدین فیروز خلجی	۶۸۹ھ/۱۲۹۰ء تا ۶۹۵ھ/۱۲۹۶ء	(بانی حکومت خلجی)
۲	علاؤالدین خلجی	۶۹۵ھ/۱۲۹۶ء تا ۷۱۶ھ/۱۳۱۶ء	(گجرات، رنتھمبور، چتوڑ

جیسلمیر و دکن فتح کیا، رعایا کی خوشحالی، نشہ آور اشیاء پر پابندی اور اشیاء کی قیمت گھٹائی)

۳	قطب الدین مبارک بن علاء الدین خلجی	۷۱۶ھ/۱۳۱۶ء تا ۷۲۰ھ/۱۳۲۰ء	خلجی دور ہی میں عربی فارسی، ترکی، افغانی،

تاتاری، چینی اور ہندی کے میل سے ایک نئی لشکری زبان اردو پیدا ہوئی۔

حکومت شاہان تغلق (۹۳ سال)

خلجی زوال کے بعد روسائے ترکستان جو سندھ میں آباد تھے شاہان تغلق کے نام سے صاحب تخت ہوئے۔

۱	غیاث الدین تغلق	۷۲۰ھ/۱۳۲۰ء تا ۷۲۵ھ/۱۳۲۵ء	(بانی حکومت تغلق)

۲	محمد تغلق	۷۲۵ھ/۱۳۲۵ء تا ۷۵۲ھ/۱۳۵۱ء	(بڑے درجہ کا عالم تھا)
۳	فیروز تغلق	۷۵۲ھ/۱۳۵۱ء تا ۷۹۰ھ/۱۳۸۸ء	(اس نے رفاہ عام کے بہت کام کیے)
۴	غیاث الدین تغلق ثانی	۷۹۰ھ/۱۳۸۸ء تا ۷۹۱ھ/۱۳۸۹ء	
۵	ابوبکر تغلق بن ظفر خاں	۷۹۱ھ/۱۳۸۹ء تا ۷۹۲ھ/۱۳۹۰ء	
۶	ناصر الدین محمد تغلق	۷۹۲ھ/۱۳۹۰ء تا ۷۹۶ھ/۱۳۹۴ء	
۷	سکندر تغلق بن ناصر الدین محمد	۷۹۶ھ/۱۳۹۴ء تا ۷۹۶ھ	
۸	ناصر الدین محمود تغلق بن ناصر الدین محمد	۷۹۶ھ/۱۳۹۴ء تا ۸۱۵ھ/۱۴۱۳ء	

تیمور لنگ کا حملہ

۸۰۱ھ/۱۳۹۸ء میں تیمور لنگ سمرقند سے ایک لاکھ لشکر کے ساتھ قتل و غارت کرتا ہوا دہلی پہنچا اور بہت تباہی مچا کر واپس ہو گیا' اس کے نائب سید خضر خاں نے تغلق حکمراں کو بھگا کر اپنی حکومت قائم کر لی۔

سیدوں کی حکومت (۳۷ برس)

۱	سید خضر خاں	۸۱۵ھ/۱۴۱۳ء تا ۸۲۴ھ/۱۴۲۱ء	(بانی حکومت سادات)
۲	سید مبارک	۸۲۴ھ/۱۴۲۱ء تا ۸۳۷ھ/۱۴۳۳ء	
۳	سید محمد	۸۳۷ھ/۱۴۳۳ء تا ۸۴۹ھ/۱۴۴۵ء	
۴	سید علاء الدین شاہ	۸۴۹ھ/۱۴۴۵ء تا ۸۵۵ھ/۱۴۵۱ء	حکومت سادات لودھیوں نے ختم کر دی

حکومت شاہان لودھی (۷۶ سال)

۱	بہلول لودھی	۸۵۵ھ/۱۴۵۱ء تا ۸۹۴ھ/۱۴۸۸ء	(بانی لودھی حکومت)
۲	سکندر لودھی	۸۹۴ھ/۱۴۸۸ء تا ۹۲۳ھ/۱۵۱۷ء	نہایت جری اور بیدار مغز تھا
۳	ابراہیم لودھی	۹۲۳ھ/۱۵۱۷ء تا ۹۳۳ھ/۱۵۲۶ء	

رعونت شاہ کے سبب اس کے صوبیدار دولت خاں لودھی نے کابل کے مغل شاہ بابر کو بلایا۔ جس نے جنگ پانی پت میں ابراہیم لودھی کو شکست دی اور دہلی فتح کر کے سلطنت مغلیہ قائم کی۔

سلطنت مغلیہ کا قیام

۱	ظہیر الدین محمد بابر	۹۳۳ھ/۱۵۲۶ء تا ۹۳۷ھ/۱۵۳۰ء	(بانی سلطنت مغلیہ) عمر۴۹ مدفن کابل
۲	نصیر الدین محمد ہمایوں	۹۳۷ھ/۱۵۳۰ء تا ۹۴۷ھ/۱۵۴۰ء	(شیر شاہ نے قنوج میں ہمایوں کو شکست دیدی)

حکومت خاندان سوری (۱۵ برس)

۱	شیر شاہ سوری	۹۴۷ھ/۱۵۴۰ء تا ۹۵۲ھ/۱۵۴۵ء	بانی حکومت سوری بڑا مدبر تھا

بہبود عوام کے بہت سے کام سڑکیں' سرائیں' کنویں' عبادتگاہیں' مدارس اور شفاخانے بنوائے۔

	سلیم شاہ سوری	۹۵۲ھ/۱۵۴۵ء تا ۹۶۰ھ/۱۵۵۳ء	
	عادل شاہ سوری	۹۶۰ھ/۱۵۵۳ء تا ۹۶۲ھ/۱۵۵۵ء	(ہمایوں نے دوبارہ حکومت حاصل کر لی)

خودمختار حکومت بنگال (۲۶۰ برس)

خاندان تغلق کے زوال کے بعد خودمختار چھ حکومتیں قائم ہوئیں' ان میں بنگال کی بھی حکومت ہے جس کا بانی شمس الدین بھنگرہ تھا' یہ حکومت ۷۴۲ھ/۱۳۴۲ء تا ۹۸۲ھ/۱۵۷۴ء قائم رہی۔

خودمختار حکومت جونپور (۸۵ سال)

بانی حکومت خواجہ جہاں ملک الشرق ۷۹۶ھ/۱۳۹۴ء تا ۸۸۱ھ/۱۴۷۶ء شمالی ہند میں اس کی وسعت تھی' علمی ترقی کے اعتبار سے بڑی اہمیت اور مشرق کا بغداد مانی جاتی تھی۔

خودمختار حکومت کشمیر (۲۶۹ برس)

پراسرار درویش شاہ میر نے ۷۲۷ھ میں حکومت کی بنیاد رکھی جو ۹۹۶ھ تک قائم رہی' مغلوں کے ہاتھوں ختم ہوئی' اس میں چند بیدار مغز بادشاہ ہوئے۔

خودمختار حکومت مالوہ (۱۳۹ سال)

خاندان سلطان شہاب الدین غوری کا دلاور خاں بانی حکومت ۸۰۲ھ/۱۳۹۹ تا ۹۴۲ھ/۱۵۳۵ء پھر حکومت گجرات میں ضم ہوگئی' شاہان مالوہ نے علم وفن کو بہت ترقی دی۔

خودمختار حکومت گجرات (۱۶۸ برس)

گورنر گجرات مظفر شاہ نے ۸۱۱ھ/۱۴۰۸ء میں خودمختاری کا اعلان کیا' اسے اکبر بادشاہ نے ۹۷۹ھ میں فتح کیا۔ اس میں بھی چند لائق اور جری بادشاہ گزرے۔

خودمختار حکومت خاندیش (۲۱۲ سال)

بانی ملک راجی فاروقی ۷۹۶ھ/۱۳۹۴ء تا ۱۰۰۸ھ/۱۵۹۹ء اکبر بادشاہ نے اسے بھی فتح کرلیا' یہ حکومت بھی علم وہنر میں شاندار تھی۔

ہند میں یورپین اقوام کی آمد

پندرہویں صدی عیسوی میں یورپین اقوام نے ہندوستان کے راستے تلاش کئے۔ ۹۰۳ھ/۱۴۹۸ء میں پرتگیزی ملاح واسکوڈی گاما افریقہ کے جنوب سے ہوتا ہوا جنوبی ہند پہنچا' بیس برس میں پرتگیزیوں نے مغربی ساحل کے کچھ علاقے گوا وغیرہ حاصل کرلئے پھر اسپین' ہالینڈ' انگلینڈ اور فرانس بھی آگے بڑھے اور تجارت کے نام پر ساحل ہند پر فیکٹریاں کھولیں۔ آہستہ آہستہ فوجی طاقت بڑھا کر حاکمانہ دراز دستیاں شروع کردیں' گوا' ڈمن' دیو اور انجدیو پر چار سو برس سے زائد پرتگیزیوں کا حاکمانہ تصرف رہا جو بعد جواہر لال نہرو ۱۹ دسمبر ۱۹۶۱ء/۱۳۸۱ھ کو ختم ہوا۔

انگریزوں نے زوال پذیر حکومت مغلیہ کی جگہ اپنی حکومت ہی قائم کرلی۔

حکومت برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی

ایسٹ انڈیا کمپنی کی بنیاد ۱۶۰۰ء/ ۱۰۰۹ھ اور بعہد جہانگیر ۱۱ جنوری ۱۶۱۳ء/ ۱۰۲۲ھ کو ہندوستان میں قائم ہوئی۔ سورت' احمد آباد' کھمبے میں تجارتی مراکز بنانے کی اجازت لیکر بتدریج اپنی دراز دستیوں سے حکومت قائم کرلی ۱۷۸۴ء/۱۱۹۸ھ تک کمپنی حکمراں تھی پھر سرکار انگلیشیہ نے ایک بورڈ آف کنٹرول بنا کر انتظام حکومت میں شامل ہوگئی۔ ۱۸۵۷ء/۱۲۷۳ھ میں انگریزوں سے مشہور جہاد حریت ہوا جو ۱۰ مئی کو میرٹھ سے شروع ہوا' برٹش سرکار نے ۱۸۵۷ء میں کمپنی کو توڑ کر عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی جو ۱۹۴۷ء/۱۳۶۶ھ تک رہی۔

انگریزوں کی طرح فرانسیسیوں نے بھی ایک ایسٹ انڈیا کمپنی بنا کر ہندوستان میں حکومت قائم کرنی چاہی تو کرناٹک کے میدان میں فرانسیسیوں اور انگریزوں میں ۱۷۴۶ء سے ۱۷۶۳ء تک تین لڑائیاں ہوئیں' فرانسیسی ہار گئے۔

۱۷۵۷ء بنگال کی جنگ پلاسی میں میر جعفر کی غداری سے لارڈ کلائیو نے نواب سراج الدولہ کو شکست دی اور ۱۷۵۷ء سے ۱۷۶۰ء تک بنگال کا گورنر رہا۔ جنگ بکسر ۱۷۶۴ء سے پورے بنگال پر انگریزوں کی عملداری ہوگئی۔

۱۷۶۱ء حیدر علی نے راجہ میسور کو ہٹا کر خود حکومت سنبھالی پھر سلطان ٹیپو بن حیدر علی ۱۷۸۲ء میں حکمراں ہوا' حیدر علی اور سلطان ٹیپو نے انگریزوں سے چار جنگیں کیں' ٹیپو کے وزیر میر صادق کی غداری سے ۴ مئی ۱۷۹۹ء/۱۲۱۳ھ کو سلطان ٹیپو شہید کردیئے گئے۔ ۱۷/ اگست ۱۸۰۳ء انگریزوں نے احمد نگر اور آگرہ پر قبضہ کیا۔

۱۸۰۳ء شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیا۔

۱۸۵۷ء علماء حق کا میدان شاملی انگریزوں سے جہاد اور حافظ ضامن کی شہادت۔

۱۸۵۸ء ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کا خاتمہ اور ملکہ وکٹوریہ کا اعلان اقتدار۔

۱۸۸۵ء انڈین نیشنل کانگریس کا قیام۔ ۱۹۲۹ء میں کانگریس نے آزادی کا نصب العین اختیار کیا۔

۱۹۰۶ء مسلم لیگ کا قیام

۱۹۱۲ء شیخ الہند کی تحریک انقلاب کی ابتداء (عرف ریشمی رومال کی تحریک)

۱۴/ اگست ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء...... پہلی جنگ عظیم' یہ جنگ انگلینڈ اور جرمنی کے درمیان ہوئی' انگلینڈ کے ساتھ امریکہ ہوگیا' جرمنی کو شکست ہوئی' اس کے بعد ہی مغلوب اقوام میں احساس آزادی اور عورتوں میں جذبہ خوداختیار پیدا ہوا۔

۱۹۱۷ء انگریز نے ہندوستان کو بتدریج حکومت خوداختیاری دینے کا اعلان کیا۔ ۱۹۱۶ء تا ۱۹۲۰ء تحریک خلافت

۱۹۱۹ء قیام جمعیۃ علماء ہند...... ۱۳/ اپریل ۱۹۱۹ء حادثہ جلیانوالہ باغ (۱۵۰۰) آدمی ہلاک ہوئے۔ ۱۹۲۱ء تحریک عدم تعاون

۱۹۳۰ء کانگریس سے جمعیۃ العلماء کا الحاق...... گاندھی جی کی پرامن ستیہ گرہ کی تحریک' ہند میں ایثار وحب الوطنی کا جذبہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بیٹے کا حق باپ پر یہ ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کو اچھے طریقے پر دودھ پلائے اور اس کے ادب کو اچھا کرے۔" (بیہقی)

۱۹۳۱ء ہندو مسلم اختلاف وشورش، مسجد مچھلی بازار کانپور کا بلوہ

۱۹۳۲ء آریہ سماج کی شدھی سنگھٹن کی تحریک

۱۹۳۹ء تا ۹/مئی ۱۹۴۵ء دوسری جنگ عظیم جس میں برطانیہ، امریکہ، فرانس، اور چین نے اٹلی کے ڈکٹیٹر مسولینی اور جرمنی کے نازی ڈکٹیٹر ہٹلر اور مشرق بعید میں وسعت پذیر جاپانی شہنشاہیت کو شکست دی جنگ کے بعد غلام ممالک کی آزادی کا آغاز ہوا۔

انجمن اقوام متحدہ

دوسری عالم گیر جنگ کے اختتام ۱۹۴۵ء میں امن وسلامتی اور نوع انسانی کی ترقی کے لئے یہ ادارہ قائم ہوا جس کا صدر دفتر نیویارک امریکہ ہے دنیا کہ ۱۸۰ ممالک اس کے ممبر ہیں۔

تقسیم ہندو پاک

۱۵/اگست ۱۹۴۷ء/۱۳۶۶ھ ہندوستان و پاکستان کی آزاد خود مختار حکومت کا قیام

۲۶/جنوری ۱۹۵۰ء

ہند میں قیام جمہوریت، پہلے صدر ڈاکٹر راجندر پرساد

بنگلہ دیش

دسمبر ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان خانہ جنگیوں کے سبب مغربی پاکستان سے الگ ہو کر خود مختار ملک بنگلہ دیش بن گیا اسے خود مختار بنانے میں ہندوستان نے پوری مدد دی۔

فتوحات اسلام

ابتداء اسلام میں کفار کے مظالم پر مسلمانوں کو صبر کا حکم تھا جب ظلم کی انتہاء ہوگئی تو ۱۱/صفر ۲ھ/۶۲۳ء کو جہاد کی اجازت دی گئی۔ جس جہاد میں آنحضورؐ شریک ہوئے وہ غزوہ اور جس میں شریک نہ ہوئے وہ سریہ یا بعث کہا جاتا ہے غزوات کی تعداد بقول راجح ستائیس ہے، نو کے اندر قتال کی نوبت آئی۔ سرایا کی تعداد ۳۵ سے ۵۶ تک منقول ہے۔

محرم ۷ھ مئی ۶۲۸ء فتح خیبر وفدک

۲۰/رمضان ۸ھ ۱۱/جنوری ۶۳۰ء فتح مکہ۔ شوال ۸ھ فتح حنین

خلافت ابوبکرؓ ۱۱ھ/۶۳۲ء تا ۱۳ھ/۶۳۴ء فتح عراق، ملک شام پر حملے

خلافت عمر فاروقؓ ۱۳ھ/۶۳۴ء تا ۲۴ھ/۶۴۴ء عظیم الشان فتوحات، شام، ایران، مصر، ایشیائے کوچک، آذربائیجان کے کچھ علاقے، بعلبک، شہزاد اور حمص کے معرکوں کی فتوحات، ۸۶ ہزار قلعے اور شہر فتح ہوئے فتوحات کا رقبہ ساڑھے ۲۲ لاکھ مربع میل۔

۱۵ھ/۶۳۶ء حکم بن العاصؓ نے گجرات کا ایک علاقہ اور بھروچ فتح کیا۔

خلافت عثمانؓ ۲۴ھ/۶۴۴ء تا ۳۵ھ/۶۵۶ء فتح افریقہ، جزائر بحر روم اوڈھوس اور قبرص پر قبضہ، ایران کے غیر مفتوحہ اور دور افتادہ علاقوں کی فتح، اسپین پر پہلا حملہ۔

خلافت علیؓ ۳۵ھ/۶۵۶ء تا ۴۰ھ/۶۶۱ء خانہ جنگیوں، بغاوتوں اور فتنوں کا دبانا، خانہ جنگیوں کے سبب افریقہ پر رومیوں او ربازنطینیوں نے دوبارہ قبضہ کرلیا۔

۴۸ھ/۶۶۸ء امیر معاویہؓ نے روم کے اکثر شہر فتح کئے بجانب دریا قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا۔

۵۰ھ/۶۷۰ء مقامات شمالی افریقہ وصحرائے اعظم فتح کئے حاکم طنجہ کو باجگذار بنایا۔

۶۱ھ/۶۸۰ء بعہد یزید، مسلم بن زیاد نے خوارزم اور بخارا فتح کئے۔

۶۲ھ/۶۸۲ء عقبہ بن نافع نے مغرب اقصیٰ فتح کیا۔

۸۴ھ/۷۰۳ء بعہد عبدالملک پھر بازنطینیوں اور رومیوں کے علاقے فتح ہوئے

۹۳ھ/۷۱۲ء محمد بن قاسم ثقفی نے ہند میں راجہ داہر کو ہرا کر سندھ و ملتان کے علاقے فتح کئے۔

۹۲ھ/۷۱۱ء طارق بن زیاد نے اندلس فتح کیا، اسی سال جزیرہ سارڈینیا فتح ہوا۔

۹۸ھ/۷۱۷ء یزید بن مہلب نے جرجان وطبرستان فتح کئے

۱۰۴ھ/۷۲۳ء بعہد یزید بن عبدالملک، جراح بن عبداللہ نے آرمینیہ فتح کیا۔

۱۰۷ھ/۷۲۵ء بعہد ہشام بن عبدالملک جنید بن عبدالرحمٰن مروی نے مالوہ اور بھروچ کا وسیع رقبہ فتح کیا

۱۱۴ھ/۷۳۲ء عبدالرحمٰن بن عبداللہ غافقی نے فرانس پر حملہ کرکے اس کے دو صوبے اکٹیانا اور بورگونیا روند کر چارلس مارٹل کو شکست دی اور بورڈیو تک پہنچ کر اسے فتح کیا۔

۱۱۷ھ/۷۳۵ء حبیب ابوعبیدہ نے سوڈان فتح کیا۔

۱۱۹ھ/۷۳۷ء فرغانہ وخوقند فتح ہوئے اور ترکوں کو شکست ہوئی

۱۳۱ھ/۷۴۸ء مروان بن محمد گورنر آرمینیہ نے کاکیشیا فتح کیا، بادشاہ نے جزیہ دینا منظور کیا اسی سال مسلمہ بن عبدالملک نے رومی ممالک کے بیسیوں قلعے فتح کئے۔

۱۲۲ھ/۷۴۰ء حبیب بن ابوعبیدہ نے بحکم عبداللہ گورنر مغرب جزیرہ صقلیہ (سسلی) فتح کیا۔

۲۲۴ھ/۸۳۹ء مسلمان مشرقی افریقہ کا رخ کرکے زنجبار وجنوبی افریقہ تک پہنچے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جسکا پڑوسی اسکی ہلاکت خیزیوں سے محفوظ نہ ہو" (مسلم)

۲۲۶ھ/۸۴۱ء بحراوقیانوس کے پچاس سے زائد جزیروں پر قبضہ ہوا۔

۲۳۰ھ/۸۴۴ء تا ۲۳۵ھ/۸۴۹ء یعقوب بن لیث و دیگر جرنیلوں نے ترکستان وافغانستان کو زیر کیا' بیشتر آبادیاں مسلمان ہوئیں۔

۳۷۲ھ/۹۸۲ء راجہ جے پال نے حملہ کر کے غزنی کو تباہ کرنا چاہا' سلطان سبکتگین نے اسے شکست دیکر پشاور کے چند علاقے قبضہ کر لئے اسی سال ایک عبیدی سردار نے جنیوا فتح کیا۔

۳۷۶ھ/۹۸۶ء راجہ جے پال نے پھر حملہ کیا تو پشاور اور دریائے سندھ کے مغربی کنارے تک مسلمان قابض ہو گئے۔

۳۹۱ھ/۱۰۰۱ء بعہد محمود غزنوی راجہ جے پال نے حملہ کیا اور شکست کھائی۔ جہلم تک تعاقب کر کے اس کو گرفتار کر لیا۔

۳۹۸ھ/۱۰۰۸ء محمود غزنوی نے راجہ انند پال کی ریشہ دوانی و قرامطہ سازش سے تنگ آ کر ریاست بھاٹیہ فتح کر لیا۔

۴۰۶ھ/۱۰۱۵ء محمود غزنوی نے نارائن اور تھانیسر فتح کئے۔

۴۰۹ھ/۱۰۱۸ء حملہ کر کے راجہ جے پال کو مطیع بنایا۔

۴۱۳ھ/۱۰۲۲ء تک محمود غزنوی نے شمالی ہند کے علاقے فتح کئے۔

۴۱۶ھ/۱۰۲۵ء سومنات پر کامیاب حملہ

۵۸۳ھ/۱۱۸۷ء سلطان صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس فتح کیا۔

۵۸۸ھ/۱۱۹۲ء سلطان شہاب الدین غوری نے دہلی واجمیر فتح کئے۔

۵۸۹ھ/۱۱۹۳ء میرٹھ' علی گڑھ' قنوج' گوالیار' آگرہ' بنارس و گجرات فتح ہوئے۔

۵۹۰ھ/۱۱۹۴ء بہار و بنگال فتح ہوئے۔

۶۲۶ھ/۱۲۲۹ء سلطان شمس الدین التمش نے اڑیسہ فتح کیا۔

۶۹۵ھ/۱۲۹۶ء علاء الدین خلجی نے دکن فتح کیا۔

۷۰۹ھ/۱۳۱۰ء بعہد علاء الدین خلجی ملک کافور و خواجہ حاجی نے تلنگانہ' کرناٹک و مالابار فتح کئے۔

۷۲۷ھ/۱۳۲۶ء سلطان اُرخاں نے ساحل باسفورس تک ایشیائے کوچک فتح کیا۔

۷۶۱ھ/۱۳۶۰ء سلطان مراد خاں اول نے تھریس اور رومانیہ فتح کئے۔

۷۷۸ھ/۱۳۷۶ء بلغاریہ' سرویہ یونان' پولینڈ' روس' ہنگری اور آسٹریا نے متحد ہو کر ترکوں پر حملہ کیا لیکن شکست کھا گئے۔ سربیا اور بلغاریہ نے خراج دینا منظور کیا۔

۷۹۱ھ/۱۳۸۹ء سلطان بایزید یلدرم نے مشرقی یورپ میں ڈینوب تک کا علاقہ فتح کیا۔

۷۹۹ھ/۱۳۹۷ء فرانس' پولینڈ' انگلستان' جرمنی' اٹلی' آسٹریا' ہنگری اور بوسنیا نے مل کر چھ لاکھ تعداد سے بیالیس ہزار ترکوں پر حملہ کیا' نکوپولس کے میدان میں جنگ ہوئی' مسلمانوں نے عیسائیوں کو مار بھگایا' انگلستان' فرانس' پولینڈ' اٹلی' جرمنی اور بوسنیا کے شہزادے قید ہوئے' بایزید یلدرم نے کہہ دیا کہ جاؤ ترکوں سے مقابلہ کی تیاریاں کرو۔

۸۰۴ھ/۱۴۰۲ء بایزید یلدرم نے یونان فتح کیا' آسٹریا و ہنگری کے کچھ حصے قبضہ کئے۔

۸۲۸ھ/۱۴۲۵ء ترکوں نے سربیہ فتح کیا۔

۸۵۷ھ/۱۴۵۳ء محمد خاں ثانی نے قسطنطنیہ فتح کیا۔

۸۶۰ھ/۱۴۵۶ء رومانیہ' بلغاریہ' یوگوسلاویہ اور ہنگری فتح کئے۔

۸۶۵ھ/۱۴۶۱ء محمد خاں ثانی نے بحر یونان کے جزائر روڈوس اور ٹورنٹو شہر اٹلی فتح کئے۔

۹۰۶ھ/۱۵۰۰ء ترکوں نے بحر روم میں وینس' اٹلی' سپین و فرانس کے متحدہ بحری بیڑوں کو شکست دی۔

۹۲۰ھ/۱۵۱۴ء سلیم خاں اول نے آرمینیہ' جارجیا و علاقہ کوہ قاف فتح کر کے اپنی حکومت میں لے لیا۔

۱۰۱۴ھ/۱۶۰۵ء شہنشاہ اکبر نے جنوبی ہندوستان فتح کیا۔

۱۰۸۰ھ/۱۶۶۹ء اورنگ زیبؒ نے چٹا گانگ آسام اور ارکان کے علاقے فتح کئے۔

حقانیت اسلام کا ایک ثبوت

بغداد سے چالیس میل پر حضرت سلمان فارسیؓ کا مزار ہے اس نسبت سے یہ بستی سلمان پاک سے موسوم ہے' اس کا قدیم نام مدائن تھا جو مدتوں عراق عجم کا دارالسلطنت رہا۔ یہاں سے دو فرلانگ پر دو صحابی رسولؐ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ اور حضرت جابرؓ بن عبداللہ کی قبریں تھیں اور قریب ہی دریائے دجلہ' حضرت حذیفہؓ کی قبر میں پانی اور حضرت جابرؓ کی قبر میں نمی آنے لگی۔ شاہ فیصل اول اور مفتی اعظم عراق نے خواب میں ان دونوں بزرگوں کو دیکھا جو فرما رہے ہیں کہ ہماری قبروں کو منتقل کر دو۔ مفتی صاحب نے قبر کھولنے کا فتویٰ دیا۔ شاہ نے تاریخ کا اعلان کیا' اخبارات نے شائع کیا' ترکی اور مصر سے سرکاری وفود آئے' بیرونی ممالک سے ہر مذہب و عقیدہ کے تقریباً پانچ لاکھ اشخاص جمع ہو گئے' یہ چھوٹی سی بستی بغداد ثانی بن گئی' عشرہ اخیرہ ذوالحجہ ۱۳۵۰ھ/اپریل ۱۹۳۲ء دوشنبہ ۱۲ بجے دن میں تمام حکومتوں کے سفراء' عراقی پارلیمنٹ کے ممبران' شاہ فیصل اور لاکھوں نفوس کے درمیان پہلے حضرت حذیفہؓ کی پھر حضرت جابرؓ کی نعش مبارک کرین کے ذریعہ نکالی گئی۔ شاہ فیصل' مفتی اعظم عراق' وزیر مختار جمہوریہ ترکی اور ولی عہد شاہ فاروق نے بڑے احترام سے کاندھا دیا اور شیشہ کے تابوت میں رکھا' نعش ہائے مبارک کا کفن حتیٰ کہ داڑھی کے بال بالکل صحیح حالت میں تیرہ سو سال پہلے کے نہیں بلکہ چند ساعت پہلے کے معلوم ہوتے تھے' حیرت انگیز بات یہ کہ دونوں بزرگوں کی آنکھیں چمک

رہی تھیں۔ بہت سے لوگوں نے نگاہیں ڈالیں مگر آنکھ نہ ٹھہر سکی، بڑے بڑے ڈاکٹر دنگ رہ گئے، ایک ماہر چشم جرمن ڈاکٹر یہ دیکھ کر فوراً مفتی اعظم کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا اور کہا کہ حقانیت اسلام کا اس سے بڑا کوئی ثبوت نہیں ہوسکتا۔

تابوت پر رکھ کر رونمائی کے لئے چہروں سے کفن ہٹایا گیا، عراقی فوج نے سلامی دی، توپیں سر ہوئیں پھر مجمع نے نماز جنازہ ادا کی۔ بادشاہوں اور علماء نے کاندھوں پر تابوت اٹھائے پھر حکومتوں کے سفراء پھر اعلیٰ حکام نے کاندھا دیا پھر بقیہ حضرات اس سعادت سے مشرف ہوئے، ہوائی جہازوں نے غوطے لگا لگا کر سلامیاں دیں اور پھول برسائے، جگہ جگہ عورتوں نے تابوت رکوا کر زیارت و گلپاشی کی، اس طرح چار گھنٹوں کے بعد دونوں تابوت مقبرہ سلمان پاک پہنچے۔ اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں اور توپوں کی گرج کے ساتھ اسلام کے یہ دونوں زندہ شہید حضرت سلمان فارسیؓ کی قبر کے قریب سپرد خاک کئے گئے۔ دوسرے روز بغداد کے سینماؤں میں اس کے فلم دکھائے گئے پھر بغداد کے بہت سے غیر مسلم خاندان مشرف با اسلام ہوگئے۔ (ماہنامہ معارف اعظم گڑھ جنوری ۱۹۷۹ء و تاج جنتری مکتبہ اشاعت الاسلام دہلی)

مختلف دور میں اشیاء کے بھاؤ بعہد علاء الدین خلجی

گیہوں ۱۱۹ سیر، چاول ۱۷۹ سیر، چنا ۱۷۹ سیر، ارد ۱۷۹ سیر، جو ۲۲۴ سیر، گھی ۳۳ سیر، سرسوں کا تیل ۶۷ سیر، لال کھانڈ ۲۴ سیر۔

بعہد محمد تغلق

گیہوں فی من پختہ ۹، شالی دھان فی من پختہ ۶، چاول فی من پختہ ۹، چنا فی من پختہ ۳، شکر سفید فی من پختہ ۳، مصری فی من پختہ ۳۔

بکری کا گوشت

اسی عہد میں ابن بطوطہ آیا اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے کہ بنگال کے اندر گرانی میں چاول فی روپیہ من اور ارزانی میں فی روپیہ سولہ من، سوتی کپڑا فی روپیہ تیس گز۔

بعہد فیروز تغلق

گیہوں فی من پختہ ۵، جو فی من پختہ ۴، چنا فی من پختہ ۴، گھی فی سیر پختہ اڑھائی پیسہ، شکر فی سیر ساڑھے تین پیسہ۔

بعہد ابراہیم لودھی

غلہ فی روپیہ ۱۰ من، گھی فی روپیہ ۵ سیر، کپڑا فی روپیہ ۱۰ گز، ایک خاندان ۵ روپیہ ماہوار میں باعزت گزارہ کرسکتا تھا۔

بعہد اکبر بادشاہ

گیہوں فی من ۸، جو فی من ۵، شالی دھان فی من ۱۲، چنا فی من ۵، مونگ فی من ۱۱، ماش فی من ۱۰، موٹھ فی من ۶، شکر سفید فی من ۱۲۔

بعہد دیگر شہنشاہ اکبر

گیہوں فی روپیہ ۴ من، مونگ فی روپیہ پونے آٹھ من، تیل فی روپیہ ایک من ۲۴ سیر، نمک فی روپیہ ۲ من ۳۰ سیر، کھانڈ فی روپیہ ۱۸ سیر، باجرہ فی روپیہ ۳ من، گھی فی روپیہ ۱۵ سیر۔

بعہد جہانگیر

ایک آنہ روز میں ایک آدمی نہایت آرام سے بسر کرسکتا تھا۔

بعہد عالمگیر

ڈھاکہ میں چاول فی روپیہ ۷ من ۱۰ سیر، ساحل کارمنڈل پر مچھلی ۲۰ پونڈ ۴، کٹک میں مکھن فی سیر ۲، نمک ۲۸ من، بڑی بڑی سو مچھلیاں ۲، گائے کا گوشت نصف سیر چند کوڑی میں۔

انگریزوں کا منحوس دور

انگریز یہاں سے بیشمار دولت اور غلہ لے گئے، ہندوستان کی ارزانی گرانی سے بدل گئی، کلکتہ کا سنہ وار بھاؤ دیکھئے

۱۷۳۸ء	چاول فی روپیہ	۲من ۳۰سیر	گیہوں	۲من ۲۰سیر	سرسوں کا تیل	۱۲سیر
۱۷۵۰ء	//	۲من ۱۰سیر	//	۲من ۱۰سیر	//	۱۰سیر
۱۷۵۸ء	//	۱من ۳۰سیر	//	۱من ۳۵سیر	//	ساڑھے ۸سیر
۱۷۸۲ء	//	۱من ۵سیر	//	۱من ۵سیر	//	۷سیر
۱۸۲۵ء	//	۳۰سیر	//	۳۲سیر	//	۶سیر
۱۸۵۸ء	//	۱۵سیر	//	۱۸سیر	//	۵سیر
۱۸۸۰ء	//	۱۲سیر	//	۱۱سیر	//	ساڑھے ۴سیر

عہد وکٹوریہ ۱۸۹۰ء

گیہوں فی روپیہ ۲۵ سیر' چاول فی روپیہ ۱۲ سیر' گھی فی روپیہ ۲ سیر' دودھ فی روپیہ ۹ سیر' چنا فی روپیہ ۲۸ سیر۔

عہد جارج پنجم

گیہوں فی روپیہ ۸ سیر' چاول فی روپیہ ۴ سیر' چنا فی روپیہ ۹ سیر' دال فی روپیہ ۴ سیر' گھی فی روپیہ ۸ چھٹانک' دودھ فی روپیہ ۴ سیر' جارج پنجم کے بعد کا زمانہ اور منحوس ہے۔ (نقش حیات ۱۹۷ تا ۲۰۲)

انگلستان وہندوستان کے قحط ارزانی گرانی سے بدل گئی کلکتہ کا سن وار بھاؤ دیکھئے۔

انگلستان وہندوستان کے قحط

صدی	انگلستان	ہندستان	وسعت قحط
۱۰۰۰ء تا ۱۱۰۰ء	۲۰ قحط	۲ قحط	ہر دو مقامی
۱۱۰۰ء تا ۱۲۰۰ء	۱۵ قحط	۱ قحط	نواح دہلی
۱۲۰۰ء تا ۱۳۰۰ء	۱۹ قحط	۳ قحط	مقامی
۱۳۰۰ء تا ۱۴۰۰ء	۱۶ قحط	۳ قحط	مقامی
۱۴۰۰ء تا ۱۵۰۰ء	۹ قحط	۲ قحط	مقامی
۱۵۰۰ء تا ۱۶۰۰ء	۱۵ قحط	۳ قحط	مقامی
۱۶۰۰ء تا ۱۷۰۰ء	۶ قحط	۳ قحط	غیر معین

سترہویں صدی تک انگلستان میں ۱۰۰ قحط اور ہندستان میں ۱۷ قحط' انگریزوں کے آنے کے بعد حالات الٹ گئے۔

۱۷۰۰ء تا ۱۸۰۰ء	۷ قحط	۱۱ قحط	کئی صوبے
۱۸۰۰ء تا ۱۹۰۰ء	۱ قحط	۳۱ قحط	ملک گیر

انیسوی صدی میں ہندستان کے اندر قحط سے ہلاکت وبربادی کی تفصیل۔

۱۸۰۰ء تا ۱۸۲۵ء	۵ قحط	اس ۲۵ برس میں قحط سے پچاس لاکھ آدمی مرے
۱۸۲۶ء تا ۱۸۵۰ء	۲ قحط	اس ۲۵ سال میں قحط سے دس لاکھ آدمی مرے۔
۱۸۵۱ء تا ۱۸۷۵ء	۶ قحط	اس ۲۵ برس میں ۵۰ لاکھ اور بقول دیگر ایک کروڑ آدمی مرے
۱۸۷۶ء تا ۱۹۰۰ء	۱۸ قحط	اس مدت میں قحط سے دو کروڑ ۶۰ لاکھ آدمی مرے۔
۱۸۶۰ء تا ۱۹۱۰ء		پچاس برس میں بھوک اور فاقے سے تین کروڑ نفوس مرے۔
۱۷۹۳ء تا ۱۹۰۰ء		۱۰۷ برسوں میں ساری دنیا میں جنگوں سے قریب ۵۰ لاکھ جانیں گئیں
۱۸۹۱ء تا ۱۹۰۰ء		دس برس میں صرف قحط سے ہندستان میں ایک کروڑ نوے لاکھ سے زائد آدمی مرے۔ (نقش حیات ص ۲۰۵ تا ۲۰۷)

ہندستان کی بھوک مری' افلاس وبدحالی اور انگلستان کی خوشحالی وفارغ البالی کی کھلی وجہ یہ تھی کہ انگریز نے اپنے اقتدار میں ہندستان کا سونا' چاندی' غلہ وغیرہ نہایت کثیر مقدار میں انگلستان پہنچایا۔

ہندوستانی رقم انگلستان میں

جنگ پلاسی اور جنگ واٹرلو کے درمیان پندرہ ارب روپیہ انگلستان گیا۔ بحساب مسٹر ہنڈومن سالانہ ساٹھ کروڑ روپیہ انگلستان جاتا رہا۔

بقول سر ولیم ڈگبی ۱۹۰۰ء تک اکیانوے ارب بیس کروڑ روپیہ آئینی طور پر ہندستان سے نکلا بحساب مسٹر ہنڈومن ۱۸۳۲ء تا ۱۹۴۵ء ایک کھرب اٹھارہ ارب اسی کروڑ روپے نکلے بحساب وٹھل بھائی پٹیل ۱۹۳۳ء تک بنک آف انگلینڈ میں چار کھرب پچاس ارب روپے پہنچے۔ (نقش حیات ص ۱۸۸/ ج ۱)

غیر آئینی طور پر جو رقمیں لوٹ کھسوٹ کر پہنچیں ان کا اندازہ نہیں۔

ہندوستانی غلہ انگلستان میں

جہازوں میں غلہ بھر بھر کر بہت کثرت سے انگلستان بھیجا گیا' صرف ۱۸۸۳ء میں ۱۱۸۶۸۳۷۱۰ من گیہوں ہندوستان سے باہر گیا یعنی فی منٹ ۲۲۹ من۔ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق چاول فی منٹ ۱۱۸ من' گیہوں فی منٹ ۶۵ من' دال ارہر فی منٹ ۵۰ من' دل مسور فی منٹ ۵۵ من' مونگ پھلی فی منٹ ۶۵ من' ہندستان سے نکلے۔ ۱۹۱۳ء کی مقدار برآمد' چاول ۶ کروڑ ۷۵ لاکھ من' گیہوں تین کروڑ ۵۰ لاکھ من' کپاس ڈیڑھ کروڑ من' جوٹ سوا دو کروڑ من' چائے ۳۶ لاکھ من' ۱۹۱۶ء کی برآمدت گیہوں ۲۳۸۰۰۰۰ ٹن' ۱۹۱۷ء گیہوں ۲۹۱۰۰۰۰ ٹن' ۱۹۱۸ء گیہوں ۴۵۱۰۰۰۰ ٹن' ۱۹۱۹ء چاول ۵۶۵۰۰۰۰۰۰ من' یہ اعداد وشمار سرکاری محکموں نے شائع کئے' جو راز داری میں گیا اس کا اندازہ نہیں (نقش حیات مولانا مدنی ص ۲۰۳/ ج ۱)

ہندستان کی خوشحالی

ہندوستان قدیم زمانہ سے ایسا مالدار تھا کہ روئے زمین پر ایسا دولت مند کوئی ملک نہ تھا۔ منڈیوں میں اناج کے ڈھیر کی طرح صرافوں کی دکانوں پر روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگے ہوتے تھے۔ بنگال کے جگت سیٹھوں کا کاروبار بنک آف انگلینڈ کے برابر پھیلا ہوا تھا۔ سوت کے تاجر عبدالغفور کا سرمایہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے سرمایہ کے برابر تھا۔ محمد تغلق سالانہ دو لاکھ جوڑے کپڑے اور دس ہزار گھوڑے تقسیم کرتا۔ روزانہ بیس ہزار آدمی شاہی مہمان خانہ میں کھانا کھاتے۔ باورچی خانہ میں روزانہ اڑھائی ہزار گائیں اور دو ہزار بکریاں ذبح کی جاتیں۔ روزانہ دو سو علماء بادشاہ کے ساتھ کھانا کھاتے۔ دہلی میں ستر شفا خانے' مسافروں کے دو ہزار مسافر خانے اور رباطیں اور

ایک ہزار مدرسے تھے۔ جہانگیر سال میں دو مرتبہ سونے چاندی اور قیمتی دھاتوں سے بارہ بارہ بار تولا جاتا تھا اور یہ سب سونا چاندی فقیروں محتاجوں پر تقسیم کر دیا جاتا تھا' جہانگیر کا وزن تین من دس سیر تھا۔ اسی طرح شہنشاہ اکبر اور دوسرے شاہان مغلیہ تولے جاتے' روزانہ تین ہزار روپیہ خیرات کرنے کا معمول تھا۔ افراط زر کی وجہ سے شاہجہاں نے ایک کروڑ روپے کی لاگت سے ساڑھے تین گز لمبا پانچ گز اونچا سونے کا تخت طاؤس بنوایا۔ عالمگیرؒ جب بادشاہ ہوئے تو آگرہ اور دہلی کے خزانوں کی پڑتال کا حکم دیا۔ چھ ماہ تک کئی ہزار نفوس چاندی کے سکے تولتے رہے۔ ابھی صرف ایک کونہ تولا جا سکتا تھا اشرفی اور جواہرات کی نوبت نہ آئی تھی کہ یہ کام روک کر عالمگیرؒ دکن کی مہم پر چلے گئے۔ (نقش حیات مولانا مدنی ص ۱۶۵ تا ۱۶۹)

تیرہ بار تعمیر کعبہ

ان اول بیت وضع للناس
بنی البیت خلق و بیت الاله
مدی الدهر من سابق یکرم
ملائکته' آدم' ولده خلیل' عمالقه' جرهم
قصی' قریشی و نجل الزبیر
وحجاج بعدهم یعلم
وسلطاننا الملک المرتجیٰ
مراد هوالماجد الاعظم

(۱) تعمیر ملائکہ حضرت آدمؑ سے دو ہزار برس قبل فرشتے طواف و حج کرتے تھے۔

(۲) تعمیر آدمؑ لبنان' طور سینا' طور زیتا' جودی' حراء پانچ پہاڑوں کے پتھر سے۔

(۳)......تعمیر شیث بن آدمؑ' پتھر اور مٹی سے۔

(۴)......تعمیر ابراہیمؑ طول ۳۲ ہاتھ دوسری جانب ۳۱ ہاتھ' عرض ۲۲ ہاتھ' دوسری جانب ۲۰ ہاتھ' حضرت اسمٰعیلؑ پتھر اٹھاتے تھے عمر ۳۰ برس تھی' زمین کے برابر دو دروازے بغیر کواڑ کے تھے' دیواروں کی بلندی ۹ ہاتھ' چھت نہ تھی' اندر ایک کنواں بنوایا' بیت اللہ کے خزانے اور نذر و نیاز رکھنے کے لئے۔

(۵)......تعمیر عمالقہ (تعمیر حضرت ابراہیمؑ کے انہدام کے بعد)

(۶)...... تعمیر جرہم (سیلاب سے منہدم ہونے پر) اولاد نوح میں عمالقہ و جرہم دو قبیلے مکہ میں رہتے تھے۔

(۷)...... تعمیر قصی بن کلاب' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں پشت میں' جدت کے ساتھ از سر نو تعمیر مع چھت۔

(۸) تعمیر عبدالمطلب درمیان تعمیر قصی و قریش' اس تعمیر کو شہرت نہ ملی۔

(۹) تعمیر قریش' ایک عورت کعبہ کو دھونی دے رہی تھی کہ غلاف کعبہ جل گیا' دیواریں کمزور ہو گئیں پھر سیلاب نے آ کر دیواروں میں شگاف کر دیا۔ قریش نے منہدم کر کے حلال کمائی سے از سر نو تعمیر کی حلال رقم کم ہونے کی وجہ سے جانب حطیم کعبہ کی تھوڑی زمین چھوڑ دی' دیواریں ۱۸ ہاتھ بلند کر دیں' اندر دو قطار میں چھ ستون بنا کر چھت لگائی' ایک پرنالہ بنایا' رکن شامی کی طرف اندر زینہ بنایا' بہت اونچی کرسی پر ایک دروازہ لگایا' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی کندھوں پر پتھر اٹھا لاتے عمر مبارک ۳۵ برس تھی' حجر اسود نصب کر کے قریش کا زبردست جھگڑا ختم کیا' اس تعمیر اور تعمیر ابراہیمؑ میں ۲۶۴۵ برس کا فاصلہ ہے۔

(۱۰) تعمیر عبداللہ بن زبیرؓ ربیع الاول ۶۴ھ/۶۸۳ء میں شامی فوج یزید نے مکہ میں عبداللہ بن زبیرؓ کا محاصرہ کیا اور منجنیق سے کعبہ پر پتھر برسائے' شنبہ ۶ ربیع الاول کو ایک شامی نے غلاف کعبہ میں آگ لگا دی' عمارت کعبہ کو کافی نقصان پہنچا۔ نصف جمادی الاخریٰ کو ابن زبیرؓ نے کعبہ کا انہدام شروع کیا۔ ۱۷ رجب ۶۴ھ یا ۶۵ھ کو تعمیر مکمل ہوئی۔ دو ہاتھ چوڑی دیوار ۲۷ ہاتھ بلند' اندر ایک قطار میں تین ستون' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق بناء ابراہیم پر حطیم کو کعبہ میں داخل کر لیا۔ زمین کے برابر دو دروازے رکھے' اس وقت یہ حادثہ ہوا کہ فدیہ اسمٰعیل ذبیح اللہ کے جنتی مینڈھے کے سینگ جل گئے جو اندرون کعبہ محفوظ تھے' اس تعمیر اور تعمیر قریش کے درمیان ۸۲ برس کا فصل ہے۔

(۱۱) تعمیر حجاج' قتل عبداللہ بن زبیرؓ کے بعد حجاج نے خلیفہ عبدالملک سے اجازت لی کہ ابن زبیرؓ نے خانہ کعبہ میں ایسی زیادتی کی ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھی' اس نے پھر حطیم کی زمین کعبہ سے باہر کر دی' مغربی دروازہ بند کیا' اندر پاٹ کر ساڑھے چار ہاتھ بلندی پر مشرقی دروازہ لگایا' بقیہ عمارت اور تین طرف کی دیواریں تعمیر ابن زبیرؓ ہیں جو اب تک قائم ہیں' یہ تغیر ۷۳ھ/۶۹۲ء میں ہوا۔ محدثین کی روایت ہے کہ بعض سلاطین ہارون الرشید وغیرہ نے ابن زبیرؓ کے مطابق تعمیر کعبہ بنوانا چاہا تو امام مالکؒ نے شدت سے روک دیا تاکہ تعمیر کعبہ بادشاہوں کا کھیل نہ بن جائے۔

(۱۲) ۱۰۲۱ھ/۱۶۱۲ء میں سلطان احمد ترکی نے چھت بدلوائی' دیواروں اور میزاب رحمت کی مرمت کرائی۔

(۱۳) تعمیر سلطان مراد' چہار شنبہ ۱۹ شعبان ۱۰۳۹ھ/۱۶۳۰ء صبح سے شب پنجشنبہ ۲۰ شعبان تک مکہ میں بارش ہوتی رہی' زبردست سیلاب آ گیا نصف دیوار کعبہ تک پانی بھر گیا۔ اہل مکہ کے گھروں میں پانی داخل ہوا' تقریباً ایک ہزار آدمی مر گئے۔ ۲۰ شعبان کی شام کو شرقی' مغربی اور شامی دیوار کعبہ کے بعض حصے منہدم ہو گئے' سلطان مراد نے ساڑھے چھ مہینے میں ۲۰ ذوالحجہ ۱۰۴۰ھ تک تعمیر و مرمت کرائی جو تاحال قائم ہے۔ بقول شاہ عبدالعزیزؒ حجر اسود کی طرف تعمیر ابن زبیرؓ ہے اور تین طرف سلطان مراد کی تعمیر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑوسی پر پڑوسی کی عزت کا احترام اس کے خون کے احترام کی طرح ہے۔ (الکنز)

(۱۴) بعہد سلطان ابن سعود معلوم ہوا کہ چھت اور مغربی وشمالی دیواروں میں ضعف وشگاف ہوگیا ہے تو جمعہ ۱۸ رجب ۱۳۷۷ھ تا ۱۱ شعبان ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء اصلاح ومرمت ہوئی۔ ابن سعود نے کواڑوں اور چوکھٹ کی تجدید کی۔

تین عظیم مسجدیں

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر نہ کیا جائے مگر صرف تین مسجدوں کے لئے ۱۔ مسجد الحرام ۲۔ مسجد اقصیٰ ۳۔ اور میری یہ مسجد (مسجد نبوی) (مشکوٰۃ ص ۶۲/۱)۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مرد کی نماز اس کے گھر میں ایک نماز ہے اور محلہ کی مسجد میں ایک نماز پچیس نماز کے برابر اور جامع مسجد میں پانچ سو نماز کے برابر اور مسجد اقصیٰ میں پچاس ہزار نماز کے برابر اور میری مسجد (مسجد نبوی) میں بھی پچاس ہزار نماز کے برابر اور مسجد الحرام میں ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ ص ۱۰۳)

بیت المقدس

مسلمانوں، یہودیوں اور عیسائیوں کا مقدس مقام، مسلمان کا قبلہ اول، معراج کی پہلی منزل، بیت المقدس کے جنوب سطح سمندر سے تین ہزار چھ سو فٹ بلند کوہ صیہون ہے جس کا پہلا نام جے لیس تھا پھر یروشلم ہوا، عبرانی زبان میں یروشلم کا معنی دارالامان مگر عہد اسلامی کے سوا بیت المقدس میں اکثر خون خرابہ ہوتا رہا۔ یہود کی نافرمانیوں اور فساد برپا کرتے رہنے سے کبھی ان پر ظالم بادشاہ جالوت اور کبھی بابلی فرماں روا بخت نصر مسلط ہوئے جنہوں نے شہر میں گھس کر مسجد میں آگ لگائی، ہزاروں یہودیوں کو قتل کیا اور بہتوں کو گرفتار کیا۔ بخت نصر کے غلبہ کے بعد پھر یہود کو عروج نہ مل سکا۔

بیت المقدس کی قدیم تاریخ پردہ خفا میں ہے صرف انیس سو سال کی تاریخ محفوظ ہے۔

تاریخ بیت المقدس

حضرت داؤد علیہ السلام	۱۰۰۰ ق م	قبۃ الصخرہ تعمیر عبد الملک	۶۹۱ء
تعمیر ہیکل حضرت سلیمانؑ	۹۷۰ ق م	شہر پر فاطمیوں کا قبضہ	۹۶۹ء
بخت نصر نے شہر تباہ کیا	۵۸۷ ق م	مرمت قبۃ الصخرہ مامون رشید	۸۳۱ء
جلاوطنی کے بعد یہود کی واپسی	۵۳۸ ق م	تاتاریوں کا حملہ	۱۰۷۷ء
فلسطین زیر اقتدار فارس	۵۳۸ تا ۳۳۲ ق م	پہلی صلیبی جنگ، گاڈفری	۱۰۹۹ء
تعمیر ہیکل زربابل بن سالتی	۵۲۰ ق م	صلیبی اقتدار	۱۰۹۹ء تا ۱۱۸۷ء
تعمیر فصیل نحمیاہ	۴۴۲ ق م	صلاح الدین ایوبی نے فتح کیا	۱۱۸۷ء
سکندر اعظم	۳۳۲ ق م	تیسری صلیبی جنگ	۱۱۸۸ء تا ۱۱۹۲ء
انطوخیوس نے ہیکل تباہ کیا	۱۶۸ ق م	چوتھی صلیبی جنگ	۱۱۹۶ء
ہیکل کی بحالی	۱۶۵ ق م	پانچویں صلیبی جنگ	۱۲۰۲ء
فلسطین پر رومی اقتدار	۶۳ ق م تا ۶۳۷ ق م	بچوں کی صلیبی جنگ	۱۲۱۲ء
پومپیائی نے آکر ہیکل تباہ کیا	۶۳ ق م	چھٹی صلیبی جنگ	۱۲۱۷ء
ہیرود اعظم کی تعمیر ہیکل وفصیل	۲۰ء	ساتویں صلیبی جنگ	۱۲۲۷ء
ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۴ء	عیسائیوں کا تصرف	۱۲۲۹ء تا ۱۲۴۴ء
روم سے یہود کا اخراج	۴۹ء	خوارزمیوں کا قبضہ	۱۲۴۴ء تا ۱۲۴۷ء
جنگ یہود	۶۶ء	مملوک کا اقتدار	۱۲۴۷ء تا ۱۵۰۷ء
طیطس رومی نے یروشلم تباہ کیا	۷۰ء	آٹھویں صلیبی جنگ	۱۲۴۸ء تا ۱۲۵۴ء
یروشلم میں رومی فوج کا قیام	۷۰ء تا ۱۳۲ء	الملک الظاہر بیبرس	۱۲۶۰ء تا ۱۲۷۷ء

یہودیوں کی بغاوت	۱۳۲ء
رومیوں نے معبد گرا کر ہل چلا دیا	۱۳۵ء
پھر تعمیر ہیڈرین ڈشہر کا نام ایلیا	۱۳۶ء
قیصر روم قسطنطین نے مشہد اور کلیسائے نشور تعمیر کیا	۳۳۵ء
حضرت مریمؑ کے گرجا کی تعمیر	۵۳۲ء
خسرو نے بیت المقدس پر قبضہ کیا	۶۱۴ء
آنحضورؐ کا معراج میں مسجد اقصیٰ جانا	۶۲۰ء
ہرقل نے خسرو کو شکست دی	۶۲۸ء
حضرت عمرؓ نے بیت المقدس فتح کیا	۶۳۷ء
بنیاد مسجد عمرؓ	۶۳۷ء
بیت المقدس اسلامی شہر	۶۳۷ء تا ۱۰۹۹ء
منصور قلاوون	۱۲۷۹ء تا ۱۲۹۰ء
نویں صلیبی جنگ	۱۲۷۰ء تا ۱۲۷۲ء
مسلمان نے عکہ فتح کیا	۱۲۹۱ء
محمد ثانی نے قسطنطیہ فتح کیا	۱۴۵۳ء
فلسطین پر ترکان عثمان کا اقتدار	۱۵۱۷ء تا ۱۹۱۷ء
بیت المقدس میں تعمیرات سلیمان اعظم	۱۵۳۷ء تا ۱۵۴۲ء
قبضہ محمد علی والی مصر	۱۸۳۲ء
یروشلم پر فرنگی قبضہ	۱۹۱۷ء
بیت المقدس اسلامی شہر	۱۹۴۸ء
بیت المقدس پر یہودی تصرف	۱۹۶۷ء

(تاریخ بیت المقدس)

بیت المقدس ان گنت زیارت گاہوں والا دنیا کا قدیم ترین شہر' اس پر ۳۳ سے زائد صدیاں گزر چکیں' بار بار اجڑا اور بسا' ہادرین اور بخت نصر کے وقت مکمل برباد ہوا۔ کبھی کبھی زمین کے برابر کر کے اس پر ہل چلائے گئے' اہل شہر قتل یا جلاوطن ہوئے' کئی بار زلزلے سے کھنڈر بنا' بیس بار محصور اور اٹھارہ مرتبہ ازسرنو تعمیر ہوا' اہل شہر شاید ہی کبھی بیس سال تک پرسکون رہے ہوں۔ بیت المقدس کے کئی نام ہیں' یروشلم' جیبوس' یوری سلیم' ایلیا' البلاط اور گولڈن سٹی۔ (تاریخ بیت المقدس)

مسجد نبوی

اھ/۶۲۲ء میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد کی بنیاد رکھی' ابتدا میں طول ۶۰ ہاتھ (۹۰ فٹ) عرض ۱۰۵ فٹ' بلندی تقریباً ۱۰ فٹ' دیواروں کی موٹائی ڈیڑھ فٹ' تین دروازے چھت کھجور کے پتوں کی اور فرش کچا' فتح خیبر کے بعد ۷ھ/۶۲۸ء میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توسیع کر کے ۱۵۰ فٹ اور عرض ۱۵۰ فٹ یعنی سو ہاتھ. مربع کر دیا۔ مسجد سے متصل ازواج مطہرات کے نو حجرے تعمیر ہوئے۔

۱۸ھ میں حضرت عمرؓ نے طول ۱۴۰ گز (۲۱۰ فٹ)' عرض ۱۲۰ گز (۱۸۰ فٹ) اور چھ دروازے بنوائے

۲۹ھ میں حضرت عثمانؓ نے لمبائی ۱۶۰ گز' چوڑائی ۱۵۰ گز کر دی اور نقش و نگار سے آراستہ کیا۔ جانب قبلہ اضافہ کیا جس کی محراب ''محراب عثمانی'' سے موسوم ہوئی۔ ۸۸ھ سے ۹۱ھ تک توسیع ولید بن عبدالملک سے طول ۲۰۰ گز (۳۰۰ فٹ) اور عرض ۱۶۲ گز (۲۵۰ فٹ) ہو گیا۔

۱۶۱ھ سے ۱۶۵ھ تک خلیفہ مہدی نے لمبائی ۳۰۰ گز اور چوڑائی ۱۸۰ گز کر دی پھر معتصم باللہ نے تعمیر کرائی۔ ملک ناصر نے صحن کے دالان بنوائے' ملک اشرف نے یہ دالان توڑ کر نیا بنوایا۔ ۸۵۳ھ میں شاہ ظاہر حقیق نے روضہ پاک اور مسجد کی چھت دوبارہ بنوائی۔ ۹۲۴ھ میں ملک ناصر غازی نے دوبارہ دیواریں بنوائیں۔ ۹۸۰ھ/۱۵۷۲ء میں سلیم خان ثانی نے عظیم الشان تعمیر کی۔ ۹۹۹ھ میں سلطان مراد نے لمبائی میں اضافہ کیا۔ ۱۲۵۴ھ/۱۸۳۸ء تا ۱۲۶۶ھ میں سلطان عبدالمجید نے ازسرنو تعمیر کی۔ گنبد خضریٰ بنوایا' عمارت منقش گنبد نما اور آیات قرآنی سے مزین کیا۔ انہی کے نام پر باب مجیدی ہے۔ ان کے بعد سلطان عبدالعزیز نے کام کی تکمیل کی۔ ۱۳۳۶ھ میں فخری پاشا نے محراب نبوی و محراب عثمانی کی مرمت کرائی۔ ۱۳۴۸ھ/۱۹۲۹ء میں عبدالعزیز بن سعود نے چاروں طرف صحن کی زمین پر پتھر کا فرش بنوایا۔ نئی توسیع سے پہلے طول ۳۸؛ فٹ اور عرض ۲۱۶ فٹ تھا۔ ۱۳۶۸ھ میں سلطان عبدالعزیز نے توسیع کا اعلان کیا۔ ۱۳۷۲ھ میں سعود بن عبدالعزیز نے عمارت جدید کی بنیاد رکھی۔ چاروں طرف مکانات خرید کر گرائے جو ۲۲۹۵۵ مربع میٹر ہوتے ہیں۔ پہلے باب جبرائیل' باب رحمت' باب مجیدی' باب الد' باب السلام پانچ دروازے تھے پھر دس ہوئے۔ اسی اسی گز بلند پانچ مینار' دیواروں سے لگے ۴۸۴ مربع ستون' نئے گول ستونوں کی تعداد ۲۳۲' مسجد کی کمانیں ۶۸۹' کھڑکیاں ۱۴۴' دیواروں کی بنیاد چھ گز گہری اور میناروں کی ۲۲ گز گہری' عہد نبوی میں رقبہ ۲۴۷۵ مربع میٹر' اضافہ فاروقی ۱۱۰۰ مربع میٹر' اضافہ عثمانی ۴۹۴ مربع میٹر' اضافہ ولید ۲۳۹۶ مربع میٹر' اضافہ مہدی ۲۴۵۰ مربع میٹر' اضافہ ملک اشرف ۱۲۰ مربع میٹر' اضافہ سلطان عبدالمجید ۱۲۹۲ مربع میٹر۔ اس طرح سعودی دور تک کل رقبہ ۱۰۳۲۹ مربع میٹر تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا ہمسایہ اس کی تکالیف سے محفوظ نہ ہو وہ کامل مومن نہیں۔ (الجامع)

سعودی توسیع کے بعد ۱۶۳۲۷۰۰۰۰۰ مربع میٹر ہوگیا پھر مزید اضافہ ہوا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھانے کی جگہ محراب النبیؐ ہے' اس کے دائیں استن حنانہ کا نشان ہے جہاں کھجور کا ایک تنا تھا اسی پر ٹیک لگا کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیتے تھے' اس کے قریب ایک خوبصورت منبر بنا ہے' منبر اور روضہ پاک کے درمیان کی جگہ جنت کی کیاری ہے' اس میں چند ستون ہیں۔ ایک ستون عائشہؓ ہے' یہاں حضرت عائشہؓ نماز پڑھتی تھیں' یہی ستون سریرؓ و ستون ابی لبابہؓ ہے۔ ان ستونوں سے حضرت سریرؓ و حضرت ابولبابہؓ نے غلطی کی معافی کے لئے اپنے کو باندھ دیا تھا' معافی پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے دست مبارک سے کھولا' ایک ستون وفد ہے جہاں وفود سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات فرماتے تھے۔ مسجد کے چاروں طرف دالان ہیں' قبلہ کی طرف دالان کے دائیں روضہ مبارکہ ہے جس کے کنارے کنارے خوشنما مضبوط جالیاں ہیں' اندر غلاف پوش کمرہ ہے جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ کی قبریں ہیں۔ جالی سے ہٹ کر مواجہ میں مؤدب کھڑے ہو کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھا جاتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے زندگی میں مجھے دیکھا اور فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی (فیض القدیر شرح جامع صغیر ص ۱۴۰ جلد ۶)

قرآن کریم کا ۲۳ سالہ نزول

۱؁ نبوی العلق' القلم' المزمل' المدثر

۲؁ نبوی الاعلیٰ' التکویر' القیمہ' الاخلاص' الفیل' قریش' الفجر' التین' اللهب' الفلق' الناس'

۳؁ نبوی الشمس' اللیل' الضحیٰ' الانشراح' البلد' الطارق' البروج' عبس' الفاتحہ' الشعراء' الطور' الذریٰت' ق' الغاشیہ' العدیت' التکاثر

۴؁ نبوی الفرقان' النمل' سبا' فاطر' النجم' القمر' الرحمٰن' الواقعہ' الملک' الحاقہ' المعارج'

۵؁ نبوی المرسلت' الدہر' نوح' ص' طٰہٰ' مریم' الماعون' الکوثر

۵'۶؁ نبوی الصٰفٰت' جز حم سجدہ' یٰسین

۶؁ نبوی النبا' العصر' المطففین' الانفطار' الکفرون

۶'۷؁ نبوی النزعٰت' الانشقاق' الروم'

۷؁ نبوی القارعہ' الانبیاء

۸؁ نبوی القدر' البینہ' الھمزہ

۹؁ نبوی العنکبوت' السجدہ' لقمان' الزلزال

۱۰؁ نبوی النمل' المومنون' الشوریٰ' الزخرف' الدخان' الجاثیہ' الجن۔

۱۰'۱۱؁ نبوی الاحقاف

۱۱؁ نبوی المومن' الانعام' یونس' ہود' یوسف' الرعد' ابراہیم' الحجر۔

۱۱'۱۲؁ نبوی الزمر' الاعراف'

۱۲؁ نبوی بنی اسرائیل' الکہف' القصص' جز حم السجدہ۔

۱۳؁ نبوی و ۱؁ھ الحج' التغابن

۱؁ھ محمد ۱'۲؁ھ البقرہ

۲؁ھ الانفال

۲'۳؁ھ آل عمران

۳؁ھ النساء' المائدہ' الصف

۳'۴؁ھ الجمعہ

۴؁ھ الحشر

۵؁ھ المنافقون' جز الاحزاب' النور

۶؁ھ الطلاق' الفتح' المجادلہ۔

۷؁ھ التحریم' جز الاحزاب

۸؁ھ الممتحنہ' الحدید۔

۹؁ھ التوبہ' الحجرات

۱۰؁ھ النصر' **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناط**

(مرتع عہد رسالت' الجمعیۃ بکڈپو دہلی ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء)

قرآن مجید سے متعلق کچھ تاریخیں

رمضان ۱۰؁ھ عرضہ اخیرہ ہوا جس میں آیات و سور کی ترتیب' لغت قریش کی تجدید وغیرہ ہوئی۔

۱۱؁ھ نزول قرآن ختم ہوا۔

۱۲؁ھ بعہد صدیقی نسخہ اجماعی تیار ہوا۔

۱۵؁ھ بعہد فاروقی نماز تراویح میں پورا قرآن پڑھنے کی سنت جاری ہوئی۔

۲۸؁ھ بعہد عثمانی لغات ستہ کی تنسیخ اور اجماع عام کے ساتھ لغت قریش میں نقول عثمانی تیار ہوئیں۔

بعہد مرتضوی ......ابوالاسود دئلی تابعی نے ضبط اعراب کے لئے فتحہ کے واسطے حرف کے اوپر اس طرح - کسرہ کیلئے اس طرح - اور ضمہ کے واسطے حرف کے برابر اس- نقطے لگائے۔

۷۵؁ھ قرآن کے تیس پارے اور ہر پارے چار حصوں میں تقسیم کئے گئے۔

۷۵؁ھ گورنر عراق حجاج بن یوسف کے حکم سے نصر بن عاصم یحییٰ' خلیل بن احمد وغیرہ نے حروف پر مروجہ اعراب و نقطے لگائے جو تاحال رائج ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ (کامل) مومن نہیں جو پیٹ بھر کر کھائے اور اسکا ہمسایہ بھوکا ہو۔ (الجامع)

قرآن حکیم سے متعلق اعداد وشمار

سورتیں ۱۱۴...... رکوعات ۵۵۸...... آیات ۶۶۶۶......
کلمات ۷۷۹۳۴...... حروف ۳۲۳۶۷۱...... (تفسیر اتقان ص ۹۳ تا ۱۰۰)
زبر ۵۳۲۴۲......زیر ۳۹۵۸۲......پیش ۸۸۰۴...... مدات ۱۷۷۱...... تشدیدات ۱۲۵۲......نقطے ۱۰۵۶۸۴......
الف ۴۸۸۷۲...... ب ۱۲۲۲۸...... ت ۱۱۹۹...... ث ۱۲۷۶......
ج ۳۲۷۳...... ح ۱۹۷۳...... خ ۲۴۱۶...... د ۵۶۴۲......
ذ ۴۶۹۷...... ر ۱۱۷۹۳...... ز ۱۵۹۰...... س ۵۸۹۱......
ش ۲۲۵۳...... ص ۲۰۱۳...... ض ۱۶۰۷...... ط ۱۲۷۴......
ظ ۸۴۲...... ع ۹۲۲۰۰...... غ ۲۲۰۸...... ف ۸۴۹۹......
ق ۶۸۱۳...... ک ۹۵۲۲...... ل ۳۴۳۲......
م ۲۶۵۳۵...... ن ۲۶۵۶۰...... و ۲۵۵۳۶...... ھ ۱۹۰۷۰......
لا ۳۷۲۰...... ء ۴۱۱۵...... ی ۲۵۹۱۹......(کاشف العسر وبستان المحدثین)
اتفاقی سجدے ۱۴...... اختلافی سجدے ۱۵......مع عند المتقدمین ۱۵، عند المتاخرین ۱۸

اقسام آیات

آیات وعدہ ۱۰۰۰......آیات وعید ۱۰۰۰......آیات امر ۱۰۰۰......آیات نہی ۱۰۰۰۔
آیات تحلیل ۲۵۰...... آیات تحریم ۲۵۰...... آیات امثال ۱۰۰۰
آیات قصص ۱۰۰۰......آیات تسبیح ۱۰۰......آیات متفرقہ ۶۶......جملہ آیات ۶۶۶۶۔

اعجاز قرآن باعداد حروف

قرآن حکیم کی پہلی آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے کل حروف ۱۹ ہیں، ۱۹ کے عدد کو قرآن میں خاص اہمیت حاصل ہے، بسم اللہ کا ہر لفظ جتنی بار قرآن میں آیا ہے وہ تعداد ۱۹ سے تقسیم ہوتی ہے جیسے لفظ اسم پورے قرآن میں ۱۹ بار آیا ہے۔ اللہ ۲۶۹۸ مرتبہ (۱۹×۱۴۲)۔ الرحمٰن ۵۷ دفعہ (۱۹×۳)۔ الرحیم ۱۱۴ بار (۱۹×۶)۔ سب سے پہلے سورہ علق کی چند آیات نازل ہوئیں جو آخر قرآن سے ۱۹ ویں سورہ اور اس کی آیات بھی ۱۹ ہیں۔

قرآن کے حروف مقطعات کل ۱۴ ہیں جو حروف تہجی کا نصف ہیں، ان حروف مقطعات کا مجموعہ بھی ۱۴ ہے۔ یہ حروف ۲۹ سورتوں کے شروع میں آئے ہیں یعنی ۲۹+۱۴+۱۴=۵۷ (۱۹×۳) یہ سب بسم اللہ سے مرتبط ہیں، مثال کے طور پر سورہ شوریٰ اور سورہ ق کے شروع میں حرف ق ہے جو دونوں سورہ میں ۵۷، ۵۷ بار آیا ہے جن کی تعداد ۱۱۴ ہوتی ہے اتنی ہی قرآن کی کل سورتیں ہیں جو ۱۹ سے منقسم ۱۱۴ (۱۹×۶)۔ اگر ق سے قرآن مراد ہو تو واضح ہے کہ پورا قرآن ۱۱۴ سورتوں میں منقسم اور منحصر ہے۔ غور کیجئے سورہ ق میں کل حرف ق ۵۷ (۱۹×۳) ہے، اس سورہ کی تیرہویں آیت میں اخوان لوط وارد ہے، قرآن میں کل بارہ جگہ لوط کا ذکر ہے اور ہر جگہ قوم لوط مذکور ہے مگر یہاں اخوان لوط کہا گیا، اگر یہاں بھی قوم لوط کہا جاتا تو ایک ق کا اضافہ ہو جاتا جس سے تعداد حروف کا اعجاز کا نقشہ بگڑ جاتا یہ کس قدر حکیمانہ انداز ہے۔ اسی طرح سورہ اعراف، سورہ مریم اور سورہ ص میں حرف ص ۱۵۲ بار ہے (۱۹×۸) غور کرنے کا مقام ہے کہ سورہ اعراف کی ۶۹ ویں آیت میں ایک لفظ بصطۃ آیا ہے جو کہیں عربی زبان میں ص سے مستعمل نہیں، مگر اس آیت میں س کے بجائے ص سے مستعمل ہے اگر یہاں س ہوتی تو ایک ص کم ہو جاتا اور ص کی تعداد ۱۹ سے منقسم نہ ہوتی۔ سورہ القلم ن سے شروع ہوتی ہے، اس سورہ میں حرف نون ۱۳۳ مرتبہ ہے (۱۹×۷)۔ سورہ طٰہٰ کے ط اور ہ کی تعداد ۳۴۲ (۱۹×۱۸) ہے۔ سورہ یٰسین میں ی اور س کی تعداد ۲۸۵ (۱۹×۱۵) ہے۔ الغرض ہر ایک سورہ کے حروف مقطعات کی تعداد اس سورہ میں اتنی ہی مقدار میں مذکور ہے جو ۱۹ سے تقسیم ہو سکے۔
(تفصیل دیکھئے کمپیوٹر سے ایک تحقیق ص ۸ تا ۳۲ ڈاکٹر رشاد مصری مکتبہ نعمانیہ دیوبند)

دور نبوت کے مفتیان

(۱) ابوبکر صدیقؓ، (۲) عمر فاروقؓ، (۳) عثمان غنیؓ،
(۴) علی مرتضیٰؓ، (۵) عبدالرحمٰن بن عوفؓ (۶) سلمانؓ،
(۷) ابی بن کعبؓ، (۸) عبداللہ بن مسعودؓ (۹) معاذ بن جبلؓ
(۱۰) عمار بن یاسرؓ، (۱۱) زید بن ثابتؓ، (۱۲) حذیفہؓ،
(۱۳) ابوالدرداءؓ، (۱۴) ابوموسیٰ اشعریؓ۔

مدینہ کے مفتیان تابعین

(۱) سعید بن المسیبؒ (۲) ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحرثؒ (۳) عبیداللہؒ
(۴) قاسمؒ (۵) عروہؒ (۶) سلیمانؒ (۷) خارجہؒ (حیاۃ الحیوان اردو ص ۱/۲۰۰)

سات قدیم عجائب

(۱) ڈائنا کا مندر: ڈائنا اشوریوں کی دیوی جس کے مجسمہ میں سینہ پر بہت سے پستان بناتے تھے۔ یونانیوں نے ڈائنا کا بت تنومند جوان عورت کی صورت میں بنایا، اس کا مندر قدیم یونانی شہر افس میں تھا یہ شہر ویران ہو کر وہاں دوسرا اتر کی شہر بسا جو ایشیائے کوچک میں ہے پانچویں صدی قبل مسیح یونانی مورخ ہیروڈوٹس معائنہ کے بعد لکھتا ہے کہ سنگ مرمر کا مندر چاروں طرف سنگ مرمر کے ستون کی قطاریں، ہر زاویہ میں یونانی تصاویر سے آراستہ بیٹھک پر مزید آٹھ آٹھ ستون ۳۵۶ قبل مسیح ہیروسٹراٹس ظالم بادشاہ نے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مکانات مکہ کرایہ کھایا گویا اس نے آگ کھائی۔ (الکنز)

اسے گرادیا' یونانیوں نے چندہ کر کے دوبارہ مندر بنایا ۴۲۵ فٹ لمبا' ساٹھ ساٹھ فٹ بلند سنگ مرمر کے ۱۲۸ ستون' دیواریں مصور' ۲۶۰ء میں عیسائیوں نے مندر گرا کر وہاں گرجا بنایا اب اس کا بھی نشان نہیں۔

(۲) مقبرہ موسولس: چوتھی صدی قبل مسیح ایشیائے کوچک میں ساحل شہر پدرم پر موسولس بادشاہ تھا جو ۳۵۳ قبل مسیح مر گیا۔ اس کی بیوی نے اس کا یادگاری مقبرہ تعمیر کرایا۔ مقبرہ کی چھت پر سنگ مرمر کے ۳۶ مخروطی ستون جن پر بارہ منزلہ مخروطی منارہ اور منارہ کے اوپر بادشاہ کے رتھ کی تصویر جسے چار عمدہ گھوڑے کھینچ رہے تھے۔ عمارت ۱۴۰ فٹ بلند' ستون اتنے پتلے کہ دور سے نظر نہ آئیں' منارہ فضا میں معلق معلوم ہوتا تھا' بارہویں صدی عیسوی تک عمارت موجود تھی' اس کا پتھر اکھاڑ کر عیسائیوں نے اپنا قلعہ بنایا۔ ۱۵۱۴ء میں اس شہر پر سلطان سلیم کے حملہ کے وقت باقی پتھر بھی عیسائی اکھاڑ لے گئے۔

(۳) اسکندریہ کا منارہ: شہر اسکندریہ اسکندر اعظم کی فتح مصر کی یادگار ہے۔ ۲۸۵ قبل مسیح حاکم اسکندریہ بطلیموس اول نے اسکندریہ کے پاس جزیرہ فردس میں ایک منارہ بنوایا۔ رومن مورخ پلائنی لکھتا ہے کہ سنگ مرمر کا یہ منارہ چھ سو فٹ (سو قد آدم) بلند' نیچے دو منزلیں مربع' اوپر کی دو گول' بالائی منزلیں چھوٹی ہوتی گئیں' بنیادیں سنگلاخ سیسہ پگھلا کر بنیں تا کہ سمندر کی موجوں سے نقصان نہ ہو' جہاز رانوں کے مشعل راہ کے لئے منارہ پر رات دن آگ روشن رہتی' منارہ کے اندر تین سو کمرے فوجی پہرہ کے لئے تھے۔ فتح مصر کے بعد عربوں نے عرصہ دراز تک اس منارہ سے کام لیا۔ ولید بن عبدالملک نے اس کے نیچے خزانہ سن کر کھدائی کرائی پھر تعمیر کرادی مگر چوٹی کا آئینہ گر کر چور ہو گیا۔ نصف عمارت مسجد بنا دی۔ ۱۳۷۵ء میں ساری عمارت زلزلہ سے گر گئی۔

(۴) مشتری کا مجسمہ: ایتھنز میں فیڈیاس نے غالباً ۴۵۰ قبل مسیح مشتری دیوتا کا لکڑی کا ایک بت بنایا جس کے اوپر ہاتھی دانت اور سونا جڑا۔ اس کا لباس اور جوتا سونے کا سر پر تاج زیتون کی شاخ و پتوں کا' دائیں ہاتھ میں نشان فتح جو ہاتھی دانت اور سونے بنا عورت کا مجسمہ' بائیں ہاتھ میں پچہ کاری کا عصا جس پر جھکا ہوا ایک گدھ' یہ بت مندر کے بیچ سونے' آبنوس' ہاتھی دانت اور جواہرات کے تخت پر نصب بت خانہ لمبا دونوں کنارے پر چھ چھ اور پہلوؤں پر تیرہ تیرہ ستون تین حصوں میں ستونوں کی دو قطاریں' اندر ۹۵ فٹ لمبا ۴۳ فٹ چوڑا۔

(۵) روڈس کا بت (کلوس): بحر متوسط میں جزیرہ روڈس والوں نے شاہ مصر بطلیموس کی مدد سے ۲۹۰ قبل مسیح ایک دشمن کو شکست دی' اس یادگار میں کانسی کا ایک بڑا بت برہنہ آدمی کی صورت ۱۵۰ فٹ لمبا بنایا۔ پلائنی نے زمین پر گرا ہوا اس کو دیکھا وہ لکھتا ہے کہ بت کے ہاتھ کا انگوٹھا کوئی آدمی ہاتھ پھیلا کر قبضہ میں نہیں لا سکتا۔ لمبے مجسمہ سے بھی لمبی اس کی انگلیاں جسم کا بوجھ سنبھالنے کے لئے پنڈلیوں کے اندر سنگین ستون' پورا بت مرکب دھات کانسی کا پتھر کی ٹانگیں جن پر دھات کی چادریں' پاؤں سے سر تک زینہ جس سے چڑھ کر اس کی آنکھوں میں آگ جلاتے جو جہازوں کی رہنمائی کرتی' اس کے کھنڈر عربوں کی فتح تک موجود تھے۔

(۶) بابل کے معلق باغ: بخت نصر ۶۰۴ تا ۵۶۱ ق م بنی اسرائیل پر ظلم کرنے میں مشہور' اس نے ۳۰ میل رقبہ میں شہر بابل نیا تعمیر کرایا اور اپنی بیوی کی تفریح کے لئے ایک عجیب باغ پتھر کی چند منزلہ چھتوں پر لگوایا' ہر اوپر کی چھت چھوٹی ہوتی گئی' کل بلندی ۳۵۰ فٹ' ہر چھت پر اتنی مٹی ڈالی گئی جو درختوں کی نشوونما کے لئے کافی ہو' بالائی منزل پر ایک تالاب بنایا جس سے پورے باغ کو پانی پہنچتا' چھتیں بانس پاٹ کر سیسہ پگھلائی گئیں تا کہ تری سے نقصان نہ ہو ہر چھت کے نیچے بڑے بڑے ایوان سامان تعیش سے آراستہ' موسم بہار میں ہرے بھرے درختوں کے پتے پوری عمارت کو ڈھانک لیتے باغ بالکل معلق نظر آتا جس کی خوشبو سے پورا شہر معطر ہو جاتا۔

(۷) اہرام مصر: قاہرہ سے چند میل پر چھ ہزار سال پہلے کے اہرام اب تک موجود ہیں جن کو بادشاہوں نے اپنے مقبرہ کے لئے بنوایا' ان میں بادشاہ خوفو کا ہرم کبیر ۴۸۱ فٹ بلند' جانب شمال ۶۱۲ فٹ لمبا اور تین طرف ۷۵۵ فٹ ۷ انچ ہے۔ پہلے اس پر چکنا پلستر تھا وہ اکھڑ گیا۔ لوگ بآسانی اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ اندر چند کمرے مقبرہ کے لئے بنے ہیں' مامون رشید نے کھدوایا کہ شاید نیچے خزانہ ہو مگر کچھ نہ ملا۔ یہ اہرام پہاڑ معلوم ہوتے ہیں دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ان اہرام جیزہ کے قریب پتھر کا ایک مجسمہ ابوالہول ہے جس کا جسم شیر کا اور سر انسان کا' اس کا طول ۹۷ فٹ اور ۵۷ فٹ بلند ہے۔ (عید نمبر سالگرہ روزنامہ انقلاب ۱۹۲۸ء)

حیات شہداء

امیر معاویہؓ کے وقت میدان احد میں نہر کھودی گئی تو عبداللہ بن عمرو اور عمرو بن جموحؓ کی نعش اس طرح نکلی کہ زخم پر ہاتھ پڑا ہوا تھا۔ ہاتھ ہٹایا گیا تو خون بہنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد ہاتھ پھر وہیں جا کے چپک گیا

(حیات الحیوان ص ۳۵۱/ ج ۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے حق کی حفاظت کرتے ہوئے انسان کا قتل ہو جانا اچھی موت ہے (مسند احمد)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تعداد روایت

ابو ہریرہؓ	۵۳۷۴	ابو رافع مولیٰ النبی	۶۸	عثمان بن ابی العاص	۲۹
عبداللہ بن عمرؓ	۲۶۳۰	عوف بن مالکؓ	۶۷	یعلی بن امیہؓ	۲۸
انس بن مالکؓ	۲۲۸۶	عدی بن حاتمؓ	۶۶	عتبہ بن عبدؓ	۲۸
عائشہ صدیقہؓ	۲۲۱۰	ام حبیبہ ام المومنینؓ	۶۵	ابو اسیدؓ ساعدی	۲۸
عبداللہ بن عباسؓ	۱۶۶۰	عبدالرحمٰن بن عوفؓ	۶۵	عبداللہ بن مالکؓ	۲۷
جابر بن عبداللہؓ	۱۶۶۰	عمار بن یاسرؓ	۶۲	ابو مالک اشعریؓ	۲۷
ابو سعید خدریؓ	۱۱۷۰	سلمان فارسیؓ	۶۰	ابوحمید ساعدیؓ	۲۶
عبداللہ بن مسعودؓ	۸۴۸	حفصہ ام المومنینؓ	۶۰	یعلی بن مرہؓ	۲۶
عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ	۷۰۰	اسماء بنت عمیسؓ	۶۰	عبداللہ بن جعفرؓ	۲۵
عمر بن الخطابؓ	۵۳۷	جبیر بن مطعمؓ	۶۰	ابوطلحہ انصاریؓ	۲۵
علی ابن ابی طالبؓ	۵۳۶	اسماء بنت ابی بکرؓ	۵۸	عبداللہ بن سلامؓ	۲۵
ام سلمہ ام المومنینؓ	۳۷۸	واثلہ بن الاسقعؓ	۵۶	سہل بن ابی حثمہؓ	۲۵
ابوموسیٰ اشعریؓ	۳۶۰	عقبہ بن عامر جہنیؓ	۵۵	ابوالملیح ہذلیؓ	۲۵
براء بن عازبؓ	۳۰۵	شداد بن اوسؓ	۵۰	فضل بن عباسؓ	۲۴
ابوذر غفاریؓ	۲۸۱	فضالہ بن عبیدؓ	۵۰	ابوواقد لیثیؓ	۲۴
سعد بن ابی وقاصؓ	۲۷۱	عبداللہ بن بشیرؓ	۵۰	رفاعہ بن رافعؓ	۲۴
ابوامامہ باہلیؓ	۲۷۰	سعید بن زید بن عمروؓ	۴۸	عبداللہ بن انیسؓ	۲۴
حذیفہ بن الیمانؓ	۲۲۵	عبداللہ بن زیدؓ	۴۸	اوس بن اوسؓ	۲۴
سہل بن سعدؓ	۱۸۸	مقدام بن معدکربؓ	۴۷	الشریدؓ	۲۴
عبادہ بن صامتؓ	۱۸۱	کعب بن عجرہؓ	۴۷	لقیط بن عامرؓ	۲۴
عمران بن حصینؓ	۱۸۰	ام ہانی بنت ابی طالبؓ	۴۶	ام قیس بن محصنؓ	۲۴
ابوالدرداءؓ	۱۷۹	ابو برزہؓ	۴۶	عامر بن ربیعہؓ	۲۲
ابوقتادہؓ	۱۷۰	ابوجحیفہؓ	۴۵	قرہ	۲۲
بریدہ اسلمیؓ	۱۶۷	بلال المؤذنؓ	۴۴	السائبؓ	۲۲

ابی بن کعبؓ	۱۶۴	جندبؓ بن عبداللہ	۴۳	سعد بن عبادہؓ	۲۱
معاویہ بنؓ ابی سفیان	۱۶۳	عبداللہ بن مغفلؓ	۴۳	الربیع بنت معوذؓ	۲۱
معاذ بن جبلؓ	۱۵۷	المقدادؓ	۴۲	ابوبرزہؓ	۲۰
ابوایوب انصاریؓ	۱۵۵	معاویہ بن حیدہؓ	۴۲	ابوشریحؓ	۲۰
عثمان بن عفانؓ	۱۴۶	سہل بن حنیفؓ	۴۰	عبداللہ بن جرادؓ	۲۰
جابر بن سمرہؓ	۱۴۶	حکیم بن حزامؓ	۴۰	مسور بن مخرمہؓ	۲۰
ابوبکر صدیقؓ	۱۴۲	ابوثعلبہ خشنیؓ	۴۰	عمرو بن امیہؓ	۲۰
مغیرہ بن شعبہؓ	۱۳۶	ام عطیہؓ	۴۰	صفوان بن عسالؓ	۲۰
ابوبکرہؓ	۱۳۲	عمرو بن العاصؓ	۳۹	سراقہ بن مالکؓ	۱۹
اسامہ بن زیدؓ	۱۲۸	خزیمہ بن ثابتؓ	۳۸	سبرہ بن معبد جہنیؓ	۱۹
ثوبان مولی النبیؐ	۱۲۸	زبیر بن العوامؓ	۳۸	تمیم داریؓ	۱۸
نعمان بن بشیرؓ	۱۱۴	طلحہ بن عبیداللہؓ	۳۸	خالد بن ولیدؓ	۱۸
ابومسعود انصاریؓ	۱۰۲	عمرو بن عنبسہؓ	۳۸	عمرو بن حریثؓ	۱۸
جریر بن عبداللہ بجلیؓ	۱۰۰	عباسؓ بن عبدالمطلب	۳۵	ابوحوالہ ازدیؓ	۱۸
عبداللہ بن ابیؓ اوفی	۹۵	معقلؓ	۳۴	اسید بن حضیرؓ	۱۸
زید بن خالدؓ	۸۱	فاطمہ بنت قیسؓ	۳۴	فاطمہؓ بنت النبیؐ	۱۸
اسماء بنت یزیدؓ	۸۱	عبداللہ بن زبیرؓ	۳۳	النواس بن سمعانؓ	۱۷
کعب بن مالکؓ	۸۰	خباب بن ارتؓ	۳۲	عبداللہ بن سرجسؓ	۱۷
رافع بن خدیجؓ	۷۸	عرباض بن ساریہؓ	۳۱	صعب بن جثامہؓ	۱۶
سلمہ بن اکوعؓ	۷۷	معاذ بن انسؓ	۳۰	قیس بن سعدؓ	۱۶
میمونہ ام المومنینؓ	۷۶	عیاض بن حمارؓ	۳۰	محمد بن مسلمہؓ	۱۶
وائل بن حجرؓ	۷۱	صہیبؓ	۳۰	مالک بن حویرثؓ	۱۵
زید بنؓ ارقم انصاری	۷۰	ام فضل بنت حارث	۳۰	ابولبابہ بن عبدالمنذر	۱۵
		خولہ بنت حکیمؓ	۱۵	سلیمان بن صردؓ	۱۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ویسا ہی ہے جیسا کہ باپ کا حق لڑکے پر (مشکوٰۃ)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی خلقت کو بڑا حسین بنایا اس کو شرافت و بزرگی بخشی اس کو زمین اور آسمان دنیا پر بادشاہت عطا فرمائی اور اس کے ساتھ ساتھ جن کی حفاظت و دربانی کے اعزاز سے بھی نوازا لیکن اس نے اپنے رب کے سامنے تکبر کیا اور ربوبیت کا دعویٰ کر بیٹھا اور اپنے ماتحتوں کو اپنی عبادت کی طرف بلایا پس اللہ تعالیٰ نے اس کو دھتکارے ہوئے شیطان میں بدل دیا اس کی خلقت کو بگاڑ دیا تمام اعزازات اس سے سلب کر لئے اس پر اپنی لعنت فرمائی اور اس کو اپنے آسمانوں سے نکال دیا اور آخرت میں اس کا اور اس کے گروہ و متبعین کا ٹھکانہ دوزخ قرار دیا۔

ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اس کے غضب سے اور اس عمل سے جو اس کے غضب کا سبب بنے اور عطائے نعمت کے بعد اس کے چھن جانے سے بھی پناہ مانگتے ہیں۔

''شیطان'' کا معنی و مطلب

شیاطین نافرمان جنات کو کہتے ہیں اور یہ ابلیس کی اولاد میں سے ہیں (مردہ) وہ جنات کہلاتے ہیں جو زیادہ سرکش ہیں اور زیادہ گمراہ ہیں اور یہ جنات ابلیس کے معاون ہیں۔

جوہریؒ نے فرمایا ہے کہ ہر سرکش نافرمان چاہے انسان ہو یا جن ہو یا چوپایہ ہو اس کو شیاطین کہتے ہیں۔ جریر نے کہا ہے۔

ایام یدعوننی الشیطان من غزل
وھن یھو یننی اذکنت شیطان

جس زمانہ میں وہ عورتیں مجھے غزل خوانی کی وجہ سے شیطان کہا کرتی تھیں۔ اسی زمانہ میں میرے شیطان ہونے کے باوجود مجھے محبت کرتی تھیں۔

اور اہل عرب سانپ کو بھی شیطان کہتے ہیں کسی شاعر نے اپنی اونٹنی کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے۔

تلاعب مثنی حضرمی کانه
تسمعج شیطٰن بذی فروع فقر

یعنی میری حضرمی اونٹنی بار بار اس طرح اچھلتی ہے جیسا کہ سانپ چٹیل میدان میں پیچ وتاب کھاتا ہوا جا رہا ہو۔

''ابلیس'' کا معنی و مطلب

ابن درید فرماتے ہیں کہ کچھ اہل لغت کی رائے یہ ہے کہ ابلیس مشتق ہے ابلاس سے ابلاس کے معنی مایوس ہونے کے آتے ہیں کیونکہ شیطان بھی خدا کی رحمت سے مایوس ہے عرب والے کہتے ہیں ابلس الرجل ابلاسا فھو مبلس جب کوئی مایوس ہو۔

کیا آپ نے میراث تقسیم کر دی ہے؟

تقسیم میراث.... نماز کی طرح فرض ہے جس میں لاعلمی یا غفلت عام ہے۔ ورثا بالخصوص خواتین کو میراث سے محروم کرنے کی عبرتناک داستانیں۔ فکر آخرت اور خوف خداوندی پیدا کر کے میراث کو فوری تقسیم کرنے کی فکر پیدا کرنیوالی انمول کتاب

رابطہ کیلئے 0322-6180738

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کی ترازوئے اعمال میں سب سے بھاری چیز اس کا حسن اخلاق ہوگی (مسند احمد)

باب ۳۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حکایات گلستان سعدی (تلخیص شدہ)

بادشاہی کے لئے ہمدردی اور رحم ضروری ہے

ایک بادشاہ نے رعایا کے مال پر دست ظلم دراز کیا تھا۔ اس حد تک کہ مخلوق ظلم سے دوسرے مقامات پر چلی گئی تھی۔ جب رعایا کم ہوگئی تو ملک کے زر تحصیل میں کمی ہوگئی اور خزانہ خالی رہ گیا۔ دشمنوں نے حرص وطمع کی اور حملہ آور ہوئے۔ ایک مرتبہ اس کی مجلس میں کتاب شاہنامہ پڑھ رہے تھے۔ وزیر نے بادشاہ سے پوچھا کیا یہ معلوم ہے کہ فریدوں جو خزانہ اور فوج نہیں رکھتا تھا۔ پھر سلطنت اس پر کیسے مقرر ہوئی کہا کہ جیسا تو نے سنا۔ مخلوق اس کے پاس حمایت کے لئے جمع ہوگئی اور مدد کی اس نے بادشاہی پائی۔ وزیر نے کہا: اے بادشاہ! جب مخلوق کا جمع ہونا بادشاہی کا باعث ہے تو آپ مخلوق کو پریشان فرماتے ہیں۔ شاید آپ بادشاہت کرنے کا خیال نہیں رکھتے۔ بادشاہ کو بخشش چاہئے تاکہ اس کے پاس جمع ہوجائیں اور رحم چاہیے تاکہ اس کی سلطنت کی پناہ میں بے خوف بیٹھے رہیں۔ وزیر کی نصیحت بادشاہ مخالف طبیعت کے موافق نہ ہوئی اور وزیر کو قید خانہ بھیج دیا۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ بادشاہ کے چچا کے لڑکے جنگ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ باپ کا ملک طلب کیا۔ وہ قوم جو اس کے ظلم کے ہاتھوں تنگ آ گئی تھی ان کے پاس جمع ہوگئی یہاں تک کہ ملک ان کے قبضہ میں آ گیا۔

جو بادشاہ عاجزوں پر ظلم کرنا جائز رکھتا ہے
اس کا دوست سختی کے دن طاقتور دشمن بن جاتا ہے
رعایا سے صلح کر اور دشمن کی جنگ سے بیخوف بیٹھ جا
اس لئے کہ عادل بادشاہ کیلئے رعیت ہی لشکر ہے

میں نے ایک معمولی افسر کے لڑکے کو اغلمس (ایک بادشاہ کا نام ہے) کے محل کے دروازے پر دیکھا کہ عقل اور دانائی اور سمجھ وزیر کی حد تعریف سے زیادہ رکھتا تھا۔ بچپن کے زمانے سے ہی بزرگی کے آثار اس کی پیشانی میں ظاہر تھے۔ حاصل کلام بادشاہ کی نظر میں مقبول ہوگیا کیونکہ وہ ظاہر اور باطنی خوبی رکھتا تھا۔ اور بزرگی عقل سے ہے عمر سے نہیں۔ اس کے ہم جنس نے اس کے عہدے پر حسد کیا اور بد دیانتی کی اس پر تہمت لگائی اور اس کے مار ڈالنے میں بے فائدہ کوشش کی۔

"دشمن کیا مار سکتا ہے جب دوست مہربان ہو۔"

بادشاہ نے پوچھا ان حسد کرنے والے کی دشمنی کا سبب کیا ہے؟ لڑکے نے جواب دیا کہ: بادشاہ سلامت کی دولت کے سایہ میں میں نے سب کو راضی کیا مگر حسد کرنے والے کہ وہ راضی نہیں ہوتے' سوائے میری نعمت کے زوال کے بادشاہ سلامت کی دولت اور اقبال ہمیشہ بلند رہے"

بدنصیب لوگ آرزو کے ساتھ
صاحب اقبال کی نعمت ومرتبے کا زوال چاہتے ہیں۔
اگر چمگادڑ کی آنکھ دن کو دیکھے
تو چشم آفتاب کا کیا گناہ
اگر تو سچ بات چاہتا ہے تو ایسی ہزاروں آنکھوں کا
اندھا ہونا بہتر ہے۔ آفتاب سیاہ ہوجانے سے

بچپن کی تربیت طبیعت بن جاتی ہے:

عرب کے چوروں کی ایک جماعت ایک پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس نے قافلے کا راستہ بند کر دیا تھا۔ اس طرف کے ملکوں کے منتظمین نے ان کی ایذا رسانی کو دور کرنے کے لئے مشورہ کیا کہ اگر یہ جماعت اسی طریقہ پر ایک عرصہ تک قائم رہی تو مقابلہ ناممکن ہوجائے گا۔ کئی بہادروں کو جو جنگ دیکھے ہوئے اور جنگ کئے ہوئے تھے روانہ کیا وہ پہاڑ کی گھاٹی میں چھپ گئے۔ رات کے وقت جب چور واپس آئے اور مست ہو کر سو گئے بہادر جو گھاٹی میں چھپے ہوئے تھے وہ باہر آ گئے اور انہوں نے ایک ایک کا ہاتھ مونڈھوں پر باندھ دیا اور صبح بادشاہ کے دربار میں حاضر کیا۔ بادشاہ کی طرف سے حکم ہوا کہ ان سب کو مار ڈالو اتفاقاً ان سب میں ایک نوجوان تھا ایک وزیر نے کہا اس لڑکے نے ابھی زندگی کے باغ سے پھل نہیں کھایا ہے۔ اس کا خون بخش کر بندے کو ممنون فرمائیں۔ اور یہ بات بادشاہ کی بلند رائے کے موافق نہ آئی جواب دیا: ان کی نسل اور بنیاد کو قطع کر دینا بہت بہتر ہے کیونکہ آگ بجھانا اور چنگاری چھوڑ دینا سانپ کو

مارنا اور اس کے بچے کی پرورش کرنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔ وزیر نے کہا: جو کچھ آپ نے فرمایا بالکل صحیح ہے۔ اگر ان بروں کی صحبت میں پرورش پاتا تو ان کی خصلت اختیار کر لیتا اور انہی میں سے ایک ہو جاتا لیکن ناچیز کو امید ہے کہ وہ نیکوں کی صحبت میں پرورش پائے گا اور عقلمندوں کی خصلت اختیار کرے گا۔ کیونکہ ابھی یہ بچہ ہے اس قوم کی دشمنی اور نافرمانی کی عادت ابھی اس کی طبیعت میں قرار نہیں پائی۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

ہر بچہ پیدا ہوتا ہے فطرت (اسلام) پر اور اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں یا مجوسی۔

اور یہ مثال بھی خوب ہے: نوح علیہ السلام کا بیٹا بروں کے ساتھ بیٹھا' اس کی نبوت کا خاندان گم ہو گیا

اصحاب کہف کا کتا چند دن نیکوں کے ساتھ رہا وہ آدمی بن گیا

وزیر کے کہنے پر بادشاہ نے کہا میں نے بخش دیا اگرچہ میں نے مصلحت نہیں دیکھی۔ وزیر لڑکے کو ناز و نعمت سے لے آیا اور ایک ادب سکھانے والے استاد کو اس کی تربیت کے لئے مقرر کیا۔ ایک روز وزیر اس کی اچھی عادتوں میں سے تھوڑی بادشاہ کے دربار میں بیان کر رہا تھا کہ قدیم جہالت اس کی سرشت سے نکل گئی ہے۔ بادشاہ کو اس بات سے ہنسی آئی اور کہا:

آخر کار بھیڑیئے کا بچہ بھیڑیا ہو گا
اگرچہ وہ انسان کے ساتھ ساتھ بڑا ہو

دو برس اس واقعہ کے بعد گزر گئے محلہ کے بدمعاشوں کا ایک گروہ اس کے ساتھ مل گیا یہاں تک کہ وہ فرصت کے وقت وزیر اور اس کے دونوں لڑکوں کو مار ڈالا اور بے انتہا مال و دولت اٹھا لے گیا اور چوروں کے غار میں باپ کی جگہ بیٹھ گیا۔ بادشاہ نے افسوس کرتے ہوئے کہا

اچھی تلوار برے لوہے سے کوئی شخص کیسے بنا سکتا ہے۔
اے عقلمند نالائق تربیت سے لائق نہیں ہو سکتا۔
بروں کے ساتھ نیکی کرنا ایسا ہی ہے کہ نیکوں کے ساتھ بدی کرنا

ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی

ایک بادشاہ زادہ پست قد اور دبلا تھا اور اس کے دوسرے بھائی بلند قد آور اور خوبصورت تھے۔ ایک دفعہ باپ نے ذلت سے اس کو دیکھا تو لڑکا سمجھ گیا اور کہا اے باپ: پست قد عقلمند بہتر ہے بلند بے وقوف سے۔

باپ اپنے بیٹے کی بات سن کر ہنسا۔ چند دنوں کے بعد ایک قوی دشمن بادشاہ پر حملہ آور ہوا جب لشکر دونوں جانب سے مقابل ہوا۔ پہلا شخص جو میدان میں اترا وہ بادشاہ کا پست قد اور دبلا بیٹا تھا۔ اس نے بڑی بہادری سے دشمن کی فوج پر حملہ کیا اور چند جنگ جو سپاہیوں کو مار ڈالا۔ دشمن کی فوج زیادہ تھی اور یہ لوگ تھوڑے تھے۔ ایک جماعت نے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ اسی لڑکے نے للکار کر کہا: اے مردو کوشش کرو ہرگز عورتوں کے کپڑے نہ پہنو۔ سواروں کی اس کے کہنے سے دلیری بڑھ گئی اور انہوں نے ایک دم حملہ کر دیا اور ان لوگوں کو فتح نصیب ہوئی۔ باپ نے اس کے سر اور آنکھوں کو چوما اور بغل گیر ہوا اور ہر روز زیادہ توجہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اپنا ولی عہد بنا دیا۔ اس کے بھائیوں نے حسد کیا اور اس کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ اس کی بہن نے کھڑکی سے دیکھ لیا اور کھاتے وقت کھڑکی کو کھٹکھٹایا' لڑکا عقلمند تھا تاڑ گیا اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا ناممکن ہے کہ ہنرمند مر جائیں اور بے ہنر ان کی جگہ لیں۔ باپ کو اس حال سے آگاہ کر دیا گیا۔ اس کے بھائیوں کو بلایا اور واجبی سزا دی۔ پس ہر ایک کے لئے اطراف کے ملکوں سے ان کی مرضی کے مطابق حصہ مقرر کر دیا۔ یہاں تک کہ فتنہ دب گیا اور جھگڑا ختم ہو گیا۔

جب تک مصیبت نہ آئے عافیت کی قدر معلوم نہیں ہوتی:

ایک بادشاہ ایک عجمی غلام کے ساتھ کشتی میں بیٹھا ہوا تھا غلام نے اس سے پہلے دریا کو نہیں دیکھا تھا۔ رونا گڑگڑانا شروع کیا اور اس کے جسم پر لرزہ پڑ گیا۔ بادشاہ کا عیش اس سے تلخ ہو گیا کیونکہ نازک طبیعت سے ایسی باتوں کی برداشت نہیں ہو سکتی۔ ایک عقل مند اس کشتی میں تھا بادشاہ سے کہا اگر آپ حکم دیں تو میں اس کو ایک طریقہ سے خاموش کر دیتا ہوں۔ کیا بے انتہا مہربانی اور بخشش ہوگی۔ حکم دیا کہ غلام کو دریا میں ڈال دیں کئی دفعہ اس نے غوطے کھائے۔ اس کے بعد اس کے بال پکڑ لئے اور کشتی کے پاس لے آئے۔ جب اوپر چڑھا ایک کونے میں بیٹھ گیا اور قرار پایا' بادشاہ کو تعجب ہوا پوچھا کہ کیا حکمت تھی جواب دیا کہ اس نے پہلے اس نے ڈوبنے کی تکلیف نہیں دیکھی تھی اور کشتی پر سلامت رہنے کی قدر نہیں جانتا تھا۔

انسان کی بے بسی:

عجم کا ایک بادشاہ بڑھاپے کے زمانے میں بیمار تھا۔ زندگی سے ناامید ہو گیا تھا۔ اتنے میں ایک سوار پھاٹک سے داخل ہوا اور خوشخبری دی کہ فلاں قلعہ کو ہم نے مالک کی بدولت فتح کیا اور دشمن قید ہو گئے۔ اس طرف کی جملہ رعایا اور فوج (ہمارے) تابع ہو گئی۔ بادشاہ نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا: یہ خوشخبری میرے لئے نہیں ہے بلکہ میرے دشمنوں کے لئے ہے یعنی سلطنت کے وارثوں کے لئے۔

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بے باکی:

ایک مستجاب الدعوات فقیر بغداد میں آیا۔ لوگوں نے حجاج بن یوسف کو اطلاع دی اس کو طلب کیا اور کہا میرے لئے دعائے خیر کرو۔ کہاں اے خدا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو خصلتیں جو پشت پر ہلکی اور میزان پر بھاری۔ طویل خاموشی اور حسن خلق ہیں۔ (بیہقی)

اس کی جان لے لے (حجاج نے کہا) خدا کے واسطے یہ کیا دعا ہے (فقیر نے) کہا: یہ دعائے خیر ہے تیرے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے۔

ایک بے انصاف بادشاہ نے ایک پرہیزگار سے پوچھا کہ کونسی عبادت زیادہ فضیلت رکھتی ہے جواب دیا: تیرے لئے دوپہر کا سونا تاکہ اس تھوڑی دیر میں تو مخلوق کو نہ ستائے۔

ایک ظالم کو میں نے دوپہر کو سویا ہوا دیکھا
میں نے یہ فتنہ ہے اس کا سوجانا ہی بہتر ہے
اور وہ شخص کہ جس کی نیند اس کی بیداری سے بہتر ہے
ایسی بری زندگی سے اس کا مرجانا ہی بہتر ہے

ماتحتوں کے حقوق کی ادائیگی ضروری ہے:

پشین کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ سلطنت کی نگہبانی میں سستی کرتا تھا اور فوج کو تنگی میں رکھتا۔ آخر کار ایک سخت دشمن حملہ آور ہوا تمام بھاگ گئے۔ وہ لوگ جنہوں نے بے وفائی کی تھی۔ ان میں سے ایک کی مجھ سے دوستی تھی میں نے اس کو ملامت کی اور کہا: کمینہ ہے اور ناشکرا سفلہ ہے اور حق شناس نہیں ہے کہ تھوڑا سا حال بدلتے ہی قدیم مالک سے پھر جائے اور برسوں کی نعمتوں کے حق کو ختم کردے کہا اگر براہ کرم مجھ کو معذور جانیں تو بہتر ہے کہ میرا گھوڑا بھوکا تھا اور خوگیر گروی تھی۔ بادشاہ اگر رقم دینے میں سپاہی کے ساتھ بخیلی کرے تو سپاہی اس کے ساتھ سر کٹانے میں جوانمردی نہیں کرسکتا۔

شاہی پر فقیر کی برتری

ایک برطرف شدہ وزیر فقیروں کے حلقے میں آیا۔ ان کی صحبت کی برکت نے اس پر اثر کیا اور اس کو دلی اطمینان حاصل ہوا۔ بادشاہ دوبارہ اس سے خوش ہوگیا اور عہدہ (وزارت) پر بحال کیا۔ اس نے قبول نہیں کیا اور کہا برطرفی بہتر ہے۔

جو لوگ گوشہ عافیت میں بیٹھ گئے انہوں نے
کتوں کے دانت اور لوگوں کے منہ بند کر دئے
کاغذ پھاڑ ڈالا اور قلم توڑ دیا
اور عیب گیروں کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رہے

بادشاہ نے کہا: بالضرور ہمارے لئے ایک کارگزار عقلمند چاہیے جو سلطنت کی تدبیر کے لائق ہو۔ کہا کامل عقل مند کی نشانی تو یہ ہے کہ ایسے کاموں کے لئے راضی نہ ہو۔

ہما تمام پرندوں پر اس لئے بزرگی رکھتا ہے
کہ وہ ہڈیاں کھاتا ہے اور جانور کو تکلیف نہیں دیتا

بادشاہوں کی رفاقت کا ادب:

لوگوں نے سیاہ گوش سے پوچھا تجھ کو شیر کی ملازمت کس لئے پسند آئی۔ اس نے کہا اس کے شکار کا جوٹھ کھاتا ہوں اور دشمنوں کے شر سے اس کے دبدبہ کی پناہ میں زندگی بسر کرتا ہوں۔ اس سے کہا: اب تو اس کی حفاظت کے سایہ میں آ گیا ہے اور اس کی نعمت کے شکر کا اقرار کیا ہے۔ تو تو کیوں نزدیک نہیں آتا تاکہ تجھ کو اپنے خاصوں کی جماعت میں داخل کرے اور تیرا اپنے مخلص غلاموں میں شمار کرے۔ اس نے کہا: اسی طرح میں اس کے حملہ سے بھی بے خوف نہیں ہوں۔

عقلمندوں نے کہا ہے بادشاہوں کی طبیعت کی رنگارنگی سے زیادہ پرہیز کرنا چاہئے کہ کبھی تو سلام کرنے سے رنجیدہ ہوتے ہیں اور کبھی گالی دینے پر خلعت دیتے ہیں۔

قناعت میں نجات ہے

دوستوں میں سے ایک دوست نے ناموافق زمانے کی شکایت میرے پاس لے آیا کہ آمدنی تھوڑی رکھتا ہوں اور متعلقین بہت فاقہ کا بوجھ اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا اور کئی مرتبہ میرے دل میں آیا کہ کسی دوسرے ملک میں چلا جاؤں تاکہ جس حالت میں بھی میں زندگی بسر کروں کسی شخص کو میرے بھلے برے کی خبر نہ ہو۔

پھر مجھے دشمنوں کی خوشی کا خیال آتا ہے کہ میرے پیچھے بھلا برا کہتے ہوئے ہنسیں گے اور میری کوشش کو متعلقین کے حق میں بے مروتی پر گمان کریں گے۔

اور اس علم حساب میں جیسا کہ آپ کو معلوم ہے میں کچھ جانتا ہوں اگر آپ کی عزت و مرتبے کے سبب سے کوئی خدمت مقرر ہوجائے جو دل کے اطمینان کا باعث ہو تو تمام عمر میں اس کا شکریہ ادا نہ کرسکوں میں نے کہا اے بھائی بادشاہ کی نوکری میں دو پہلو ہیں۔ امید بھی ہے اور خوف بھی یعنی روٹی کی امید اور جان کا خوف اور عقلمندوں کی رائے کے خلاف ہے کہ اس امید پر اس خوف میں پڑنا۔

کہا یہ تو آپ نے میرے حسب حال نہیں کہا اور میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ آپ نے نہیں سنا جو شخص خیانت نہیں کرتا اس کا ہاتھ حساب کے وقت نہیں کانپتا۔ میں نے کہا لومڑی کی حکایت تمہارے حسب حال ہے لوگوں نے اس کو بھاگتے دیکھا۔ کسی نے اس سے کہا: کیا آفت ہے؟ جو اس قدر خوفزدہ ہے اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ اونٹوں کو بیگار میں پکڑ رہے ہیں۔ اگر حسد کرنے والے غرض سے کہہ دیں کہ یہ بھی اونٹ کا بچہ ہے تو میں گرفتار ہوجاؤں تو پھر کس کو میرے چھڑانے کی فکر ہوگی۔ تم میں بھی اسی طرح فضیلت ہے دیانت ہے تقویٰ ہے اور امانت ہے لیکن عیب جو گھات میں لگے ہوئے ہیں اور دشمن کونوں میں چھپے ہوئے ہیں۔ اگر آپ کے عمدہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اعلیٰ اخلاق کو پسند کرتا ہے اور رذیل اخلاق کو مکروہ جانتا ہے۔ (المغنی)

اطوار کے خلاف وہ کچھ بیان کر دیں تو تم بادشاہ کے محل عتاب میں آ جاؤ گے۔ پس میں اسی میں مصلحت دیکھتا ہوں کہ قناعت کے ملک کی حفاظت کرو اور ریاست چھوڑ دینے کا ارادہ کرو۔

دریا میں فائدے بہت ہیں اگر تم سلامتی چاہو تو کنارے پر ہے

دوست نے یہ بات سنی اور خفا ہو گیا اور میری گفتگو سے منہ پھیر لیا۔ اور رنج بھری باتیں کرنے لگا۔ میں نے دیکھا وہ آزردہ ہو رہا ہے۔ تو میں دفتر کے افسر کے پاس گیا۔ اور اس کا ایک معمولی خدمت پر تقرر ہوا۔ ایک عرصہ اس واقعہ پر گزر گیا اور اس سے بلند تر مرتبہ پر مقرر ہوا۔ اس طرح اس کی سعادت کا ستارہ ترقی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وزارت کے بلند مرتبہ پر پہنچ گیا۔

اسی قریب میں مجھے دوستوں کی ایک جماعت کے ساتھ سفر کا اتفاق ہوا جب میں مکہ کی زیارت سے واپس ہوا ایک دو منزل اس نے میرا استقبال کیا اور اس نے کہا جیسا کہ آپ نے فرمایا۔ ایک جماعت نے حسد کیا اور مجھ پر خیانت کا اتہام لگایا۔ بادشاہ نے (دام ملکہ) حقیقت کے معلوم کرنے میں زیادہ کوشش نہیں کی۔

حاصل کلام: قسم قسم کے عذاب میں گرفتار ہوا۔ یہاں تک کہ اسی ہفتہ میں جبکہ حاجیوں کی سلامتی کی خوشخبری پہنچی مجھے سخت قید سے آزاد کیا اور میری موروثی جائیداد میرے لئے خاص کر دی۔ میں نے کہا اس مرتبہ میرے مشورے کو تم نے قبول نہیں کیا۔ بادشاہوں کی ملازمت دریا کے سفر کی طرح ہے۔ خطرناک اور فائدہ مند یا خزانہ پائے یا طلسم میں مر جائے۔

نوشیرواں عادل:

نوشیروان عادل کے لئے شکارگاہ میں ایک شکار کیے ہوئے جانور کے کباب لگا رہے تھے اور نمک نہیں تھا۔ غلام کو ایک گاؤں کی طرف دوڑایا تا کہ نمک لے آئے۔ نوشیروان نے کہا قیمت سے لو تا کہ طریقہ نہ پڑ جائے اور گاؤں ویران نہ ہو جائے۔ لوگوں نے کہا اتنی (کم) مقدار سے کیا خلل پیدا ہوگا۔ کہا: ظلم کی بنیاد دنیا میں پہلے تھوڑی تھی جو کوئی آیا اس پر اضافہ کرتا گیا' اب اس حد تک پہنچ گئی ہے۔

اگر بادشاہ رعیت کے باغ سے ایک سیب کھاتا ہے
تو اس کے غلام جڑ سے درخت اکھیڑ دیتے ہیں
اگر بادشاہ آدھے انڈے کیلئے ظلم جائز رکھتا ہے
تو اس کے سپاہی ہزاروں مرغ کے سیخ پر کباب لگاتے ہیں

مخلوق خدا پر ظلم کا انجام:

میں نے ایک وزیر کے متعلق سنا ہے کہ رعایا کے گھر تباہ کر رہا تھا تا کہ بادشاہ کا خزانہ آباد کرے عقل مندوں کے قول سے بے خبر تھا۔ انہوں نے کہا ہے جو شخص خدائے بزرگ و برتر کو ناراض کرتا ہے تا کہ کسی مخلوق کو راضی رکھے تو اللہ تعالیٰ اسی مخلوق کو اس پر مقرر کر دیتا ہے تا کہ اسی حالت میں اس کو ہلاک کرے۔

جلانے والی آگ بھی سپند کے ساتھ ایسا نہیں کرتی
جیسا کہ درد مند دل کی آہ کرتی ہے

کہتے ہیں کہ تمام حیوانات کا سردار شیر ہے اور جانوروں میں سب سے زیادہ ذلیل گدھا ہے اور باتفاق بوجھ لے جانے والا گدھا انسان کو پھاڑنے والے شیر سے بہتر ہے۔

بادشاہ کو اس کی بری عادتوں میں سے چند اس کی طرز و روش سے معلوم ہو گئیں۔ اس کو شکنجہ میں جکڑ دیا اور اقسام کی سزاؤں سے اس کو نیم مردہ کر دیا۔

بادشاہ کی خوشنودی حاصل نہیں ہوتی
جب تک کہ تو مخلوق کی دل جوئی نہ کرے
اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تجھ پر رحم کرے تو
تو خدا کی مخلوق کے ساتھ نیکی کر

بیان کرتے ہیں کہ مظلوموں میں سے ایک مظلوم اس کے پاس سے گزرا اس کی تباہ حالت کو غور سے دیکھ کر کہا۔

قطعہ

ایسا نہ چاہیے کہ جو شخص عہدے سے قوت بازو رکھتا ہے
تو وہ لوگوں کا مال زبردستی مفت کھا لے
سخت ہڈی کو نگل سکتے ہیں
لیکن جب وہ وسط شکم جاتی ہے تو پھاڑ دیتی ہے

عہدہ و منصب پر غرور کا انجام:

ایک ظالم نے ایک نیک آدمی کے سر پر پتھر مارا۔ فقیر میں بدلہ لینے کی طاقت نہیں تھی پتھر کو حفاظت سے رکھا تھا اس وقت تک کہ بادشاہ کو اس سپاہی پر غصہ آ گیا اور کنواں میں قید کر دیا۔ فقیر وہاں آیا اور اس کے سر پر پتھر مارا اس نے کہا تو کون ہے اور یہ پتھر تو نے کس لئے مارا۔ کہا: میں فلاں شخص ہوں اور یہ وہی پتھر ہے جو فلاں تاریخ تو نے میرے سر پر مارا تھا۔ کہا اتنے عرصے تک تو کہاں تھا۔ کہا میں تیرے مرتبے سے خوف کرتا رہا اب میں نے تجھ کو کنواں میں دیکھا اور موقع کو غنیمت سمجھا۔

مظلوم پر رحم کا انعام:

ایک بادشاہ کو ایک خوفناک بیماری تھی جس کے ذکر کا ارادہ نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ یونان کے حکیموں کی ایک جماعت نے اتفاق کیا کہ اس درد کی کوئی دوا

نہیں ہے۔ مگر اس آدمی کا پتہ جو اتنی صفتوں سے موصوف ہو۔ (بادشاہ نے) طلب کرنے کا حکم دیا۔ ایک زمیندار کے لڑکے کو اس شکل وصورت کا پائے جیسا کہ حکیموں نے کہا تھا اس کے باپ اور ماں کو بلایا اور بے انتہا نعمت دے کر خوش کر دیا اور قاضی نے فتویٰ دیا کہ رعیت میں سے ایک کا خون بہانا بادشاہ کی جان کی سلامتی کے لئے جائز ہے۔ جلاد نے ارادہ کیا۔ لڑکے نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور مسکرایا۔ بادشاہ نے پوچھا ایسی حالت میں ہنسنے کا کیا موقع ہے۔ کہا لڑکے کا ناز باپ اور ماں پر ہوتا ہے اور دعویٰ قاضی کے پاس کے جاتے ہیں اور انصاف بادشاہ سے چاہتے ہیں۔ اب باپ اور ماں نے دنیاوی مال و دولت کے واسطے مجھ کو قتل کرنے کے لئے سونپ دیا اور قاضی نے میرے مار ڈالنے کا فتویٰ دیدیا اور بادشاہ اپنی بہتری میری ہلاکت میں دیکھتا ہے اور سوائے خدائے بزرگ و برتر کے میں کوئی جائے پناہ نہیں دیکھتا۔

بادشاہ کا دل اس بات سے بھر آیا اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور کہا میری ہلاکت زیادہ بہتر ہے۔ ایسے لڑکے کا بے گناہ خون بہانے سے اس کے سر اور آنکھوں کو چوما اور گود میں اٹھالیا اور آزاد کر دیا اور بے اندازہ مال و دولت عطا کیا۔ کہتے ہیں کہ اسی ہفتے میں اس نے صحت پائی۔

دوسروں کے لئے گڑھا کھودنے والا خود اس میں گرتا ہے

عمرو لیث کا ایک غلام بھاگ گیا تھا۔ لوگ اس کے پیچھے دوڑے اور اس کو پکڑ لائے۔ وزیر کو اس سے ملال تھا۔ اس کو قتل کرنے کا مشورہ دیا تا کہ دوسرے غلام ایسی حرکت نہ کریں۔ غلام نے عمرو لیث کے سامنے زمین پر سر رکھ دیا اور کہا

جو کچھ میرے سر پر گزرے جب آپ پسند فرماتے ہیں تو جائز ہے۔

جب حکم مالک کا (اختیاری ہے) تو غلام (خلاف مرضی) مالک سے دعویٰ کر سکتا ہے۔ لیکن محض اس وجہ سے کہ اس خاندان کی نعمت میں پلا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ قیامت میں میرے خون کے مواخذہ میں آپ گرفتار ہوں۔ اجازت دیجئے کہ میں وزیر کو مار ڈالوں پھر اس وقت اس کے قصاص میں خون بہانے کا حکم فرمائیے تا کہ آپ مجھ کو حق پر ماریں۔ بادشاہ کو ہنسی آئی۔ وزیر سے کہا کیا مصلحت دیکھتا۔ وزیر نے کہا اے دنیا کے مالک مصلحت تو یہی دیکھتا ہوں کہ خدا کے لئے اور اپنے باپ کی قبر کے صدقے اس کو آزاد کر دیجئے تا کہ مجھ کو بھی یہ کسی بلا میں مبتلا نہ کرے۔ قصور تو میرا ہی ہے۔

حق شناسی:

زوزن کے بادشاہ کا ایک وزیر تھا جو نیک باطن اور نیک ظاہر تھا تمام لوگوں کی ان کے سامنے عزت کرتا اور غیاب میں بھی اچھا کہتا۔ اتفاقاً اس کی ایک حرکت بادشاہ کی نگاہ میں ناپسند ہوئی جرمانہ کیا اور سزا دی۔ بادشاہ کے سپاہی جو اس کی سابقہ نعمتوں کا اقرار کرتے تھے اور اس کے شکریہ میں گرد تھے۔ اس کی حوالات کے زمانے میں نرمی اور مہربانی سے پیش آتے اور سختی اور ایذا رسانی کو جائز نہیں رکھتے تھے۔ بادشاہ کی ناراضی کا جو سبب تھا ان میں سے بعض کی جواب دہی سے وہ فارغ ہوا اور بعض کی وجہ سے وہ قید خانہ میں رہا۔ بیان کرتے ہیں کہ اطراف کے بادشاہوں میں سے ایک نے پوشیدہ طور پر اس کے پاس پیغام بھیجا کہ اس طرف کے بادشاہوں نے ایسے بلند مرتبہ بزرگ کا رتبہ نہیں پہچانا اور انہوں نے بے عزتی کی۔ اگر آپ کی عزیز رائے (اللہ آپ کو نیکی سے رہا کرے ہماری جانب توجہ کرے تو تمہارے دل کی رعایت کرنے میں جس قسم کی بھی ہو کامل طور پر کوشش کی جائے گی اور اس سلطنت کے اراکین آپ کے دیدار کے آرزومند ہیں اور اس تحریر کے جواب کے منتظر ہیں۔ وزیر جب اس سے واقف ہوا تو خطرے کا خوف کیا۔ فوراً ایک مختصر سا جواب اگر ظاہر ہو تو فتنہ نہ پیدا ہو خط کے پیچھے ہی لکھ دیا اور روانہ کر دیا۔ ایک جاسوس نے جو اس سے واقف تھا بادشاہ کو اطلاع دی کہ فلاں وزیر جس کو آپ نے قید فرمایا ہے۔ اطراف کے بادشاہوں کے ساتھ خط و کتابت رکھتا ہے۔ بادشاہ غضبناک ہو گیا اور اس خبر کی تحقیقات کا حکم دیا۔ قاصد کو گرفتار کیا گیا اور خط پڑھا گیا۔ لکھا تھا (میرے متعلق) امیروں کا اچھا خیال میری فضیلت سے زیادہ ہے اور قبولیت کی جو خلعت (بزرگی) عطا فرمائی گئی ہے بندے میں اس کو قبول کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ میں نے اس خاندان کی نعمتوں میں پرورش پائی ہے کس قدر خیالات کے بدل جانے پر قدیم صاحب نعمت کے ساتھ بے وفائی نہیں کر سکتا۔

بادشاہ کو اس کی حق شناسی کی خصلت پسند آئی۔ خلعت اور نعمت عطا کیا اور معافی مانگی کہ میں نے غلطی کی جو تم کو بے گناہ و بے قصور قید کیا۔ کہا: اے مالک! غلام اس معاملہ میں مالک کی کوئی غلطی نہیں دیکھتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہی ایسی تھی کہ اس غلام کو کوئی تکلیف پہنچے۔ پس آپ کے ہاتھ سے پہنچنا بہتر ہے کیونکہ آپ کی سابقہ نعمتوں کے حقوق اس غلام پر ہیں اور نعمتوں کا احسان ہے۔

فقیروں کی آہ کا اثر:

ایک ظالم جو فقیروں کی لکڑی ظلم سے خریدتا اور آسودہ حالوں کو قیمت بڑھا کر جبراً دیتا۔ ایک صاحب دل نے اس کے پاس سے گزرا اور کہا۔

کیا تو سانپ ہے کہ جس کو دیکھتا ہے ڈس لیتا ہے
یا الو ہے کہ جہاں بیٹھتا ہے ویران کر دیتا ہے۔
اگر تیرا زور ہم پر چل سکتا ہے
تو غیب داں خدا پر نہیں چل سکتا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ (بیہقی)

اہل زمین پر تو ظلم مت کر
تاکہ کوئی دعا آسمان کے اوپر نہ جائے

حاکم اس کے کہنے سے رنجیدہ ہوا۔ اور اس کی نصیحت سے منہ پھیر لیا اور اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ دولت و مرتبے نے اس کو گناہ میں پھانسا (پس اس کا مقام دوزخ ہے) یہاں تک کہ ایک رات باورچی خانہ کی آگ لکڑیوں کے ڈھیر میں لگ گئی اور اس کا تمام سامان جلا گئی اور اس کو نرم بستر سے گرم خاک پر بٹھا دیا۔ اتفاقاً اسی شخص کا اس پر گزر ہوا۔ اس کو دیکھا۔ دوستوں سے کہہ رہا تھا میں نہیں جانتا کہ یہ آگ کیسے لگی۔ اس نے جواب دیا فقیروں کے دل کی آہ سے۔

زخمی دلوں کی آہ سے ڈر
کیونکہ دل کا زخم آخر کار ظاہر ہو جاتا ہے
جہاں تک ہو سکے کسی کا دل نہ دکھا
کہ ایک آہ ایک دنیا کو تباہ کر دیتی ہے

ظلوم وجہول انسان:

ایک شخص کشتی لڑنے میں ہنر میں کامل ہو گیا تھا۔ تین سو ساٹھ عمدہ پیچ جانتا تھا اور ہر روز ان میں سے ایک پیچ سے لڑتا۔ مگر اس کا دل شاگردوں میں سے ایک کو کامل بنانے کی طرف زیادہ راغب تھا۔ تین سو انسٹھ پیچ اس کو سکھا دیئے۔ سوائے ایک پیچ کے کہ اس کے سکھانے میں ٹال مٹول کر رہا تھا۔ اور دیر کر رہا تھا مختصر یہ کہ وہ نوجوان قوت اور ہنر میں کامل ہو گیا۔ اس کے زمانے میں کسی شخص کو اس سے مقابلہ کرنے کی قدرت نہیں تھی۔ یہاں تک کہ اس زمانے کے بادشاہ کے سامنے اس نے کہا تھا۔ استاد کو جو فضیلت کہ مجھ پر ہے وہ صرف بزرگی اور حق استادی کی وجہ سے ہے ورنہ قوت میں میں اس سے کم نہیں ہوں۔ بادشاہ کو یہ بات بری معلوم ہوئی۔ حکم دیا کہ کشتی لڑیں۔ ایک کشادہ میدان ہموار کر دیا گیا۔ سلطنت کے اراکین امرا اور روئے زمین کے پہلوان حاضر ہوئے۔ نوجوان مست ہاتھی کی طرح آلپٹا۔ ایسے حملے سے کہ اگر کانسے کا پہاڑ ہوتا تو اپنی جگہ سے اکھاڑ دیتا۔ استاد سمجھ گیا کہ جوان قوت سے اس سے بڑھا ہوا ہے۔ اس نادر داؤ سے جو چھپا رکھا تھا اس سے مقابلہ ہوا۔ نوجوان اس کا توڑ نہ سمجھ سکا۔ استاد نے دونوں ہاتھ سے اس کو زمین سے سر پر اٹھا لیا اور زمین پر پٹک دیا۔ مخلوق سے شور وغل بلند ہوا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ استاد کو خلعت اور مال و دولت عطا کرے۔ لڑکے کو جھڑکی دی اور ملامت کی کہ اپنے پرورش کرنے والے سے تو نے برابری کا دعویٰ کیا اور انجام کو نہ پہنچا۔

(نوجوان نے کہا: اے روئے زمین کے بادشاہ! طاقت سے مجھ پر غلبہ نہ پا سکا بلکہ علم کشتی سے ایک باریک پیچ مجھ سے رہ گئی تھی اور ہمیشہ وہ مجھ سے ٹال مٹول کر رہا تھا۔ اسی باریک پیچ سے وہ مجھ پر غالب آیا۔ کہا ایسے ہی دن کے لئے میں نے چھپا رکھا تھا کہ عقلمندوں نے کہا ہے دوست کو اتنی قوت مت دے کہ اگر وہ دشمنی کرنا چاہئے تو طاقتور بن سکے۔ کیا تو نے نہیں سنا اس شخص نے کیا کہا جو اپنے شاگرد کی بے وفائی دیکھی۔

یا تو وفا دنیا میں تھی ہی نہیں
یا شاید کسی نے اس زمانے میں نہیں کی
جس کسی نے مجھ سے علم تیراندازی سیکھا
آخر کار اسی نے مجھے نشانہ بنایا

ایک اللہ والے کی بادشاہ کو تبلیغ:

ایک فقیر تنہا ایک صحرا کے گوشہ میں بیٹھا ایک بادشاہ کا اس کے پاس سے گزر ہوا۔ فقیر نے اس وجہ سے کہ بے فکری قناعت کی سلطنت ہے۔ اس کی طرف توجہ نہیں کی اور بادشاہ اس وجہ سے کہ حکومت میں قہر وغضب ہوتا ہے۔ رنجیدہ ہو گیا۔ کہا یہ کفنی پہنے والوں کی جماعت چوپایوں جیسی ہے۔ صلاحیت اور آدمیت نہیں رکھتے اس (فقیر) کے پاس آ کر وزیر نے کہا۔ اے جوانمرد: روئے زمین کا بادشاہ آپ کے پاس آیا۔ آپ نے تعظیم نہیں کی اور ادب کے شرائط پورے نہیں کئے۔ فقیر نے کہا: بادشاہ سے کہہ دو کہ تعظیم کی امید اس شخص سے رکھے جو بادشاہ سے نعمت کی امید رکھتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ بادشاہ رعیت کی نگہبانی کے لئے ہے نہ کہ رعیت بادشاہوں کی خدمت کے لئے۔

بادشاہ کو فقیر کی باتیں درست دکھائی دیں۔ کہا: کچھ مجھ سے طلب کرو۔ کہا: میں بھی چاہتا ہوں کہ دوبارہ (تشریف لا کر) مجھ کو زحمت نہ دیں۔ بادشاہ نے کہا مجھے نصیحت کرو کہا:

(دین و دنیا کی نیکی) حاصل کر لے اب دولت تیرے ہاتھ میں ہے
کیونکہ یہ دولت و سلطنت ہاتھوں ہاتھ چلی جائے گی

اللہ والوں کی فکر:

ایک وزیر حضرت ذوالنون مصریؒ کے پاس گیا اور دعا کی خواہش کی کہ رات دن بادشاہ کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں اس کی بھلائیوں کا امیدوار اور اس کے غضب سے ڈرتا رہتا ہوں۔ ذوالنون مصری نے رو دیا اور فرمایا اگر میں خدائے بزرگ و برتر سے ایسا ڈرتا جیسا کہ تو بادشاہ سے (ڈرتا ہے) تو میں (میرا شمار) بھی صدیقوں میں ہوتا۔

اگر (فقیر کو) آرام کی امید اور تکلیف کا خوف نہ ہوتا
تو فقیر کا پاؤں آسمان کے اوپر ہوتا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ حسن خلق کی برکت سے انسان کو روزہ دار اور شب بیدار کے درجے پر پہنچا دیتے ہیں۔'' (ابوداؤد)

35

اگر وزیر خدا سے ایسا ڈرتا
جیسا کہ بادشاہ سے تو فرشتہ ہو جاتا

قیدی کی نصیحت:

ایک بادشاہ نے ایک بے گناہ کوقتل کرنے کا حکم دیا۔اس نے کہا:اے بادشاہ اس غصہ کی وجہ سے جو آپ کو مجھ پر ہے (قیامت کے دن) اپنی تکلیف (کے اسباب) نہ پیدا کر یہ عذاب مجھ پر تھوڑی دیر میں ختم ہو جائے گا اوراس کا گناہ تجھ پر ہمیشہ کے لئے رہ جائے گا۔

بادشاہ کے لئے اس کی نصیحت فائدہ مند ہوئی اوراسکے قتل کا خیال چھوڑ دیا۔

جہاندیدہ آدمی کا جھوٹ:

ایک مکار نے اپنے گیسو بٹے یعنی وہ علوی ہے اور حجاز کے قافلے کے ساتھ شہر میں آیا۔اوراس طرح ظاہر کیا کہ حج سے آرہا ہے اور ایک اچھا قصیدہ بادشاہ کے پاس لے گیا اور دعویٰ کیا کہ اس نے کہا ہے بادشاہ نے اس کو مال دیا اور عزت کی اور بے حد مہربانی سے پیش آیا۔اتنے میں بادشاہ کے مصاحبین میں سے ایک نے جو اسی سال سفر دریا سے آیا تھا کہا: کہ میں نے اس کو عیدالاضحیٰ کے دن شہر بصرہ میں دیکھا ہے۔معلوم ہوا کہ حاجی نہیں ہے۔دوسرے نے کہا میں اس کو پہچانتا ہوں اس کا باپ نصرانی تھا۔شہر ملاطیہ میں۔معلوم ہوا کہ شریف نہیں ہے اوراس کے اشعار دیوان انوری میں پائے گئے۔بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو مارو اور شہر سے نکال دو کہ اس قدر جھوٹ پے در پے کیوں کہا۔اس نے کہا:اے روئے زمین کے بادشاہ ایک بات باقی رہ گئی ہے۔آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔اگر درست نہ ہو تو آپ جو سزا بھی دیں میں اس کا مستحق ہوں۔بادشاہ نے کہا وہ کیا ہے۔کہا:

اگر کوئی مفلس تیرے پاس دہی لائے
تو اس میں دو پیمانہ پانی ہے اور ایک چمچہ دہی
اگر آپ سچی بات سننا چاہتے ہیں تو مجھ سے سنو
کہ جہاندیدہ بہت جھوٹ کہتا ہے

بادشاہ کو ہنسی آئی اور کہا اس سے زیادہ سچی بات اس نے اپنی تمام عمر میں نہ کہی ہوگی۔حکم دیا جس چیز کو اس کی توقع دلائی گئی تھی حاضر کریں اوراس کا دل خوش کر کے اس کو رخصت کریں۔

ہارون الرشیدؒ کا انصاف:

ہارون الرشید کا ایک لڑکا باپ کے پاس آیا۔غصہ میں بھرا ہوا تھا کہ مجھ کو فلاں سپاہی کے لڑکے نے ماں کی گالی دی۔ہارون الرشید نے ارا کین سلطنت سے پوچھا ایسے شخص کی کیا سزا ہو سکتی ہے۔ایک نے قتل کرنے کا مشورہ دیا اور ایک نے زبان کاٹنے اور دوسرے نے جرمانہ کرنے اور شہر بدر کرنے۔ہارون رشید نے کہا اے لڑکے بزرگی تو یہ ہے کہ تو معاف کر دے اور اگر معاف نہیں کر سکتا تو تو بھی اس کو ماں کی گالی دے۔اتنی کہ حد سے نہ بڑھے۔پس اس وقت ظلم تیری جانب سے ہوگا اور دعویٰ دشمن کی جانب سے۔

مکافات عمل:

بزرگوں کی ایک جماعت کے ساتھ میں کشتی میں بیٹھا ہوا تھا۔ایک چھوٹی کشتی ہمارے پیچھے ڈوب گئی۔دو بھائی ایک بھنور میں پڑ گئے۔بزرگوں میں سے ایک نے ملاح سے کہا ان ہر دو بھائیوں کو پکڑلو (ڈوبنے سے بچالو) ہر ایک کے لئے میں تجھ کو پچاس دینار دوں گا۔ملاح پانی میں گیا ایک کو بچالیا اور دوسرا ہلاک ہوگیا۔میں نے کہا اس کی زندگی باقی نہیں رہی تھی۔اسی لئے تو نے اس کے پکڑنے میں دیر لگائی اور اس دوسرے کے لئے تو نے جلدی کی۔ملاح مسکرایا اور کہا جو کچھ تو نے کہا درست ہے۔لیکن ایک دوسرا سبب بھی ہے میں نے کہا وہ کیا ہے کہا میرا دلی میلان۔اس ایک کو بچانے کے لئے اس طرف زیادہ تھا کیونکہ ایک وقت میں بیابان میں عاجز آ گیا تھا مجھ کو اونٹ پر بٹھالیا اور اس دوسرے کے ہاتھ سے میں نے لڑکپن میں کوڑے کھائے تھے۔میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے جس نے نیک عمل کیا اس کا فائدہ اس کی ذات کے لئے ہے اور جس نے برائی کی اس کا نقصان بھی اسی پر ہے۔

جہاں تک ہو سکے تو کسی کا دل نہ دکھا
کیونکہ اس راستے میں کانٹے ہی کانٹے ہیں
حاجت مند فقیر کی حاجت برلا
کیونکہ تیرے بھی بہت سی حاجتیں ہونگی

قناعت اختیار کر اور ذلت سے محفوظ رہ:

دو بھائی تھے ایک بادشاہ کی نوکری کرتا تھا اور دوسرا قوت بازو سے کھاتا۔ایک مرتبہ اس تونگر نے فقیر سے کہا کیوں نوکری نہیں کرتا۔تا کہ کام کرنے کی تکلیف سے نجات پالیتا۔جواب دیا: تو کیوں کام نہیں کرتا' تا کہ نوکری کی ذلت سے رہائی پالیتا۔عقلمندوں نے کہا ہے جو کی روٹی کھانا اور (عزت سے) بیٹھنا بہتر ہے زریں پٹی کمر پر باندھے اور خدمت میں کھڑے رہنے سے۔

ہاتھ سے گرم چونا ملانا
بہتر ہے امیر کے سامنے سینہ پر ہاتھ باندھنے سے
قیمتی عمر اسی میں صرف ہو گئی
کہ گرما میں کیا کھاؤں اور سرما میں کیا پہنوں

اے بے شرم پیٹ ایک روٹی پر قناعت کر
تاکہ خدمت کے لئے جھکنا نہ پڑے

بے جا گفتگو کرنا بے وقوفی ہے:

عقلمندوں کی ایک جماعت نوشیروان کے دربار میں کسی مصلحت ملکی میں گفتگو کر رہی تھی اور بزرجمہر جوان کا سردار تھا خاموش تھا۔ عقلمندوں نے اس سے پوچھا اس بحث میں ہمارے ساتھ کیوں شریک نہیں ہوتے۔ اس نے کہا۔ وزیر طبیبوں کے مانند ہوتے ہیں اور طبیب دوا نہیں دیتا مگر بیمار کو پس جب میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری رائے درست ہے تو میرا اس میں گفتگو کرنا عقلمندی نہیں ہے۔

جب کام میری زیادتی کے بغیر نکل جاتا ہے
تو مجھ کو اس میں گفتگو نہیں کرنا چاہئے
اور اگر میں دیکھوں کہ نابینا ہے اور سامنے کنواں ہے
(ایسی صورت میں) اگر میں خاموش بیٹھوں تو گناہ ہے

وزیر باتدبیر:

ایک بادشاہ کے لئے ایک چینی نوعمر لونڈی لے آئے۔ نشہ کی حالت میں اس سے ہم بستر ہونا چاہا۔ لونڈی نے منع کیا۔ بادشاہ کو غصہ آ گیا۔ اس کو ایک حبشی کو دیدیا۔ جس کا اوپر کا ہونٹ ناک کے نتھنے سے بھی اوپر ہو گیا تھا اور اس کا نچلا ہونٹ گریبان تک لٹک رہا تھا۔ ایسا بدصورت کہ صخرہ جن بھی اس کی صورت سے بھاگتا تھا اور اس کے بغل سے گندھک کے چشمے کی بدبو مہکتی۔

تو کہے گا کہ قیامت تک بدصورتی
اس پر ختم ہے اور یوسفؑ پر خوبصورتی

بیان کرتے ہیں کہ زمانے میں حبشی کا نفس خواہشمند تھا۔ اور شہوت غالب تھی۔ اس کے شوق میں جوش ہوا۔ اس کی بکارت کو زائل کر دیا۔ صبح بادشاہ نے لونڈی کو تلاش کیا۔ نہ پایا۔ اس سے واقعہ (شب) بیان کیا گیا۔ غصہ ہو گیا اور حکم دیا کہ حبشی کو اس لونڈی کے ساتھ مضبوط باندھیں اور محل کی چھت سے خندق کے گڑھے میں گرا دیں۔ ایک نیک ذات وزیر نے سفارش کے لئے چہرہ زمین پر رکھ دیا اور کہا بے چارے حبشی کا اس میں کوئی قصور نہیں کیونکہ تمام غلام بادشاہ کی نوازش کے عادی ہو گئے ہیں۔ بادشاہ نے کہا اگر اس سے ہم بستر ہونے میں ایک رات تاخیر کرتا تو کیا اچھا ہوتا۔ میں اس کو لونڈی کی قیمت سے زیادہ دے دیتا۔ کہا: اے مالک! آپ نے جو کچھ فرمایا درست ہے لیکن آپ نے نہیں سنا کہ حکماء نے اسی بارے میں کہا ہے

کوئی پیاسا دھوپ کا جلا جب چشمہ آب حیات پر چلا جائے
تو یہ خیال نہ کرو کہ وہ مست ہاتھی سے اندیشہ کریگا
بھوکا، فاسق، خالی گھر میں، دستر خوان پر
عقل یقین نہیں کر سکتی کہ وہ رمضان کا اندیشہ کریگا

بادشاہ کو یہ لطیفہ پسند آیا اور کہا: اب حبشی کو میں نے تجھے بخش دیا۔ لونڈی کو کیا کروں۔ وزیر نے کہا لونڈی کو بھی حبشی ہی کو بخش دیجئے کہ کتے کا جوٹھا کتے ہی کے لائق ہے۔

فتوحات کا راز

سکندر رومی سے لوگوں نے پوچھا کہ تو نے مشرق و مغرب کے ملکوں کو کیونکر فتح کیا۔ حالانکہ سابقہ بادشاہوں کے پاس خزانے، عمر، ملک اور لشکر اس سے زیادہ تھے اور ایسی فتح حاصل نہیں ہوئی کہا: اللہ بزرگ و برتر کی مدد سے۔ جس ملک کو میں نے فتح کیا۔ اس کی رعیت کو نہیں ستایا اور گذشتہ لوگوں کے عمدہ رسم و رواج کو میں نے باطل نہیں کیا اور بادشاہوں کا نام میں نے نیکی کے سوا نہیں لیا۔

عقلمند اس شخص کو بزرگ نہیں کہتے
جو بزرگوں کا نام برائی سے لے
یہ سب چیزیں بیکار ہیں کیونکہ چلے جانے والی ہیں
خوش نصیبی، تخت، حکومت اور شاہی کروفر
مردوں کی نیک نامی کو ضائع مت کر
تاکہ تیری نیک نامی برقرار رہے

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی:

میں نے ایک فقیر کو دیکھا، کعبہ کی دہلیز پر سر رگڑ رہا تھا اور رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا: اے غفور! اے رحیم! تو جانتا ہے کہ ظالم اور جاہل (انسان) سے کیا ہو سکتا ہے۔

عابد اپنی عبادت کا بدلہ چاہتے ہیں اور سوداگر اپنے سامان کی قیمت میں ناچیز بندہ امید لے کر آیا ہوں نہ کہ عبادت، بھیک مانگنے کے لئے آیا ہوں۔ نہ کہ تجارت کے لئے۔ ہمارے ساتھ وہ کام (عفو) کر جس کا تو اہل ہے اور ہمارے ساتھ ایسا کام (عذاب) مت کر جس کے ہم اہل ہیں۔

غیرت ایمانی:

عبدالقادر جیلانیؒ کو لوگوں نے دیکھا۔ اللہ آپ پر رحم کرے کہ حرم کعبہ میں کنکریوں پر سر رکھ دیئے تھے اور کہہ رہے تھے: اے خدا! بخش دے اور اگر میں سزا کا مستحق ہوں تو قیامت کے دن مجھ کو (قبر سے) نابینا اٹھا، تاکہ میں نیکوں کے سامنے شرمندہ نہ ہو جاؤں۔

اللہ والوں کی رحمدلی:

ایک چور ایک پرہیز گار کے گھر میں آیا۔ بہت کچھ ڈھونڈا کچھ نہ پایا رنجیدہ ہو گیا پرہیز گار کو خبر ہوئی۔ وہ کمبل جس پر وہ سوتا تھا چور کے راستے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک سب سے زیادہ ثقیل ترین چیز میزان کے اندر قیامت کے دن حسن خلق ہوگا۔'' (بیہقی)

میں ڈال دیا تاکہ محروم نہ جائے۔

میں نے سنا ہے کہ خدا کے راستے کے جوانمردوں نے دشمنوں کا دل بھی نہیں دکھایا تجھے یہ مقام کب حاصل ہوگا تجھ کو دوستوں سے مخالفت ہے اور جھگڑا ہے

کچھ پہچان پیدا کر:

چند سفر کرنے والے سفر میں متفق تھے اور رنج و راحت میں شریک تھے۔ میں نے خواہش کی کہ میں بھی ان کا ساتھی بن جاؤں وہ راضی نہیں ہوئے میں نے کہا یہ بزرگوں کی مہربانی اور اخلاق سے دور ہے کہ فقیروں کی صحبت سے منہ پھیر لیں اور فائدہ پہنچانے میں تامل کریں۔ ان میں سے ایک نے کہا: اس بات سے جو تونے سنا ہے رنجیدہ مت ہو کہ ان دنوں ایک چور فقیروں کی صورت میں آیا تھا خود کو ہمارے حلقے میں داخل کر دیا۔ چونکہ فقیروں کی حالت (تمام عیوب سے) پاک ہوتی ہے اس لئے ہم نے اس کے متعلق فاسد خیالات نہیں کئے اور اس کو دوستی کے لئے قبول کیا۔ ایک روز ہم رات تک چلتے رہے اور رات کے وقت ایک قلعے کے نیچے سو گئے تھے۔ ایک گمراہ چور نے دوست کا لوٹا اٹھالیا کہ طہارت کے لئے جا رہا ہوں حالانکہ لوٹنے کے لئے جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ فقیروں کی نظر سے غائب ہو گیا۔ ایک برج پر چڑھ گیا اور زیورات کا صندوقچہ چرالیا۔ جب دن روشن ہوا۔ وہ اندھیرے میں چلنے والا۔ بہت سارا راستہ طے کر لیا تھا اور بے گناہ ساتھی سوئے ہوئے تھے۔ صبح سب کو قلعے میں لا کر خوب مارا اور قید کر دیا۔ اس تاریخ سے ہم نے صحبت ترک کر دی ہے اور گوشہ نشینی کا طریقہ اختیار کر لیا ہے۔ سلامتی تنہائی میں ہے۔

میں نے کہا شکر و احسان خدائے بزرگ و برتر کے لئے ہے کہ میں فقیروں کے فائدوں سے محروم نہیں رہا۔ اگرچہ بظاہر میں صحبت سے جدا رہا لیکن اس حکایت سے جو آپ نے کہا میں مستفید ہو گیا اور مجھ جیسے کے لئے تمام عمر یہ نصیحت کارآمد ہوئی۔

بناوٹی پرہیزگار:

ایک زاہد ایک بادشاہ کا مہمان تھا۔ جب کھانے کے لئے بیٹھے اس سے کم کھایا۔ جتنی کہ اس کو خواہش تھی اور جب نماز کے لئے اٹھے۔ اس سے زیادہ پڑھی کہ اس کی عادت تھی تاکہ نیکی کا گمان اس کے حق میں زیادہ ہو۔

جب وہ اپنے گھر آیا دسترخوان طلب کیا تاکہ کھانا کھائے اس کا ایک عقلمند لڑکا تھا کہا: اے باپ! بادشاہ کی مجلس میں کیوں کھانا نہیں کھایا؟ کہاں میں نے ان کے سامنے کچھ نہیں کھایا تاکہ کام آئے (لڑکے نے) کہا: نماز بھی پڑھ لے کیونکہ تو نے ایسا کام نہیں کیا جو کام آئے۔

نزدیکان بے بصر:

شہر بعلبک کی جامع مسجد میں ایک وقت میں چند باتیں بطور وعظ کہہ رہا تھا ایک ایسے مجمع سے جو افسردہ تھا۔ جن کا دل مردہ تھا۔ عالم ظاہر (دنیا) سے عالم باطن (دین) کے راستہ پر نہیں پہنچا تھا۔ میں نے دیکھا کہ میرے کلمات اثر نہیں کر رہے ہیں اور میری آگ گیلی لکڑی میں نہیں لگ رہی ہے مجھے افسوس ہوا کہ (میرا نصیحت کرنا گویا) چوپایوں کو تعلیم دینا اور اندھوں کے محلے کو آراستہ کرنا ہے لیکن معنی کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور تقریر کا سلسلہ دراز تھا۔ اس آیت کے معنی میں کہ ہم گردن کی رگ سے زیادہ اس سے قریب ہیں۔ سلسلہ کلام یہاں تک پہنچا تھا کہ میں کہہ رہا تھا

دوست میری جان سے بھی زیادہ میرے نزدیک ہے

اور یہ زیادہ تعجب کی بات ہے کہ میں اس سے دور ہوں

میں کیا کروں اور کس سے کہوں کہ وہ

میری آغوش میں ہے اور میں اس سے دور ہوں

میں اس بات کی شراب سے مست تھا اور بچی ہوئی شراب کا پیالہ ہاتھ میں تھا کہ ایک راہ رو نے مجلس کے کنارے پر گزر کیا اور آخری دور نے اس میں اثر کیا ایک نعرہ مارا۔ دوسرے بھی اس کی موافقت میں شور مچانے لگے اور حاضرین مجلس شور میں آ گئے۔ میں نے کہا: سبحان اللہ جو دور کے لوگ ہیں اور باخبر ہیں وہ تو نزدیک ہیں اور جو نزدیک کے لوگ ہے اور اندھے ہیں وہ دور ہیں۔

معصیت اور مصیبت:

میں نے دریا کے کنارے ایک پرہیزگار کو دیکھا وہ تیندوے کا زخم رکھتا تھا اور کسی دوا سے وہ اچھا نہیں ہوتا تھا۔ مدتوں تک اس سے بیمار رہا۔ اور خدائے بزرگ و برتر کا شکر ہمیشہ ادا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا تو کس نعمت کا شکر ادا کرتا ہے کہا: اس بات کا شکر کہ میں مصیبت میں گرفتار ہوں گناہوں میں نہیں۔

ہاں خدا کے نیک بندے گناہ کے مقابلے میں مصیبت کو اختیار کر لیتے ہیں۔ تو نے نہیں دیکھا کہ یوسف صدیق نے اس حالت میں کیا کہا‘ کہا: اے میرے پروردگار! مجھے قید زیادہ پسند ہے‘ اس کام سے۔ جس کی طرف یہ عورتیں بلا رہی ہیں۔

اللہ والوں کی وفاداری:

ایک فقیر کو ایک ضرورت پیش آئی۔ دوست کے گھر سے ایک کمبل چرالی اور خرچ کر لیا۔ حاکم نے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈال۔ کمبل کے مالک نے سفارش کی کہ میں نے اس کو معاف کر دیا (حاکم نے) کہا: تیری سفارش سے میں شرعی حد نہیں چھوڑ سکتا۔ کہا: جو کچھ کہ آپ نے فرمایا درست ہے لیکن جو شخص کہ وقف کے مال سے چرالیتا ہے اس کا ہاتھ کاٹنا ضروری نہیں ہے کیونکہ فقیر مالک نہیں ہوتا۔ جو کچھ کہ فقیروں کا ہے وہ محتاجوں کے لئے وقف

ہے۔ حاکم نے اس سے ہاتھ اٹھالیا اور ملامت کرنے لگا کہ کیا دنیا تیرے لئے تنگ ہوگئی تھی کہ تو نے چوری نہیں کی۔ مگر ایسے دوست کے گھر میں کہا: اے مالک! کیا آپ نے نہیں سنا کہ عقلمندوں نے کہا ہے کہ دوستوں کے گھر میں جھاڑو پھیر دے اور دشمنوں کا دروازہ نہ کھٹکھٹا۔

جنتی بادشاہ اور دوزخی فقیر:

ایک نیک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ بادشاہ جنت میں ہے اور پرہیزگار دوزخ میں۔ پوچھا: اس کے اعلیٰ مراتب کی کیا وجہ ہے۔ اور اس کے نچلے درجنوں کی کیا وجہ ہے۔ کیونکہ لوگ اس کے خلاف خیال کرتے تھے۔ آواز آئی کہ یہ بادشاہ فقیروں پر اعتقاد رکھنے کی وجہ سے جنت میں ہے اور یہ پرہیزگار بادشاہوں کی ہم نشینی کی وجہ سے دوزخ میں ہے۔

آزاد درویش:

ایک پیدل چلنے والا ننگے سر، ننگے پاؤں حجاز کے قافلے کے ساتھ کوفہ سے نکلا اور ہمارے ساتھ ہوگیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ نقد ہی نہیں رکھتا تھا خوشی خوشی سے چل رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

نہ میں اونٹ پر سوار ہوں اور نہ اونٹ کی طرح بوجھ اٹھایا ہوا ہوں
نہ رعیت کا بادشاہ ہوں اور نہ بادشاہ کا غلام ہوں
مجھے نہ موجود (کے چوری جانے) کا غم ہے اور نہ معدوم کی پریشانی
میں آرام سے سانس لیتا ہوں اور عمر گزارتا ہوں

ایک شتر سوار نے اس سے کہا: اے فقیر! تو کہاں جا رہا ہے واپس ہو جا کیونکہ تو سختی سے مر جائے گا۔ اس نے نہیں سنا اور بیابان میں قدم رکھا اور چلا گیا جب ہم مقام نخلہ محمود میں پہنچے تو مالدار کو موت آ گئی فقیر اس کے سرہانے آیا اور کہا: ہم سختی کی وجہ سے نہیں مرے اور تو اونٹ پر مر گیا۔

ریاکاری کا مقتول:

ایک عابد کو ایک بادشاہ نے بلایا۔ اس نے سوچا کہ ایسی دوا کھاؤں کہ کمزور ہو جاؤں۔ شاید اس اعتقاد میں جو مجھ سے رکھتا ہے زیادتی کرے۔ بیان کیا ہے کہ وہ دوا قاتل تھی۔ اس نے کھائی اور مر گیا۔

وہ شخص جس کو میں پستے کی طرح مغز ہی مغز خیال کیا تھا
وہ پیاز کی طرح چھلکے پر چھلکا نکلا
وہ پرہیزگار جن کا رخ مخلوق کی طرف ہے
وہ گویا قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے نماز پڑھتے ہیں
جب بندہ اپنے خدا کو پکارتا ہے
تو چاہیے کہ خدا کے سوا کسی اور کوئی نہ جانے

بے جا نصیحت سے پرہیز

(ڈاکوؤں نے) ایک قافلہ کو یونان کی سرزمین میں لوٹ لیا اور بے انتہا دولت لے گئے۔ سوداگروں نے بہت آہ و زاری کی اور خدا اور پیغمبر کے واسطے دیئے۔ کوئی فائدہ نہ ہوا۔

جب سیاہ دل چور فتح مند ہوگیا تو وہ قافلے کے رونے کا کیا غم کریگا

حکیم لقمان بھی اس قافلہ میں تھے۔ قافلہ والوں میں سے ایک شخص نے ان سے کہا۔ ان کو آپ نصیحت کیجئے اور وعظ فرمایئے۔ شاید تھوڑا سا ہمارا مال چھوڑ دیں کیونکہ افسوس ہوگا کہ اتنی دولت ضائع ہو جائے کہا زیادہ افسوسناک تو یہ ہے کہ حکمت کی باتیں ان سے کہیں۔

جس لوہے کو زنگ کھا جائے
صیقل سے اس کا زنگ دور نہیں کر سکتے
سیاہ دل کو نصیحت کرنے سے کیا فائدہ
لوہے کی کیل پتھر میں نہیں گھستی
سلامتی کے زمانے میں شکستہ دلوں کی خبر لو
کیونکہ غریبوں کے شکستہ دلوں کا جوڑنا بلاؤں کو رد کر دیتا ہے
اگر مانگنے والا تجھ سے کوئی چیز عاجزی سے طلب کرے
تو دیدے ورنہ ظالم زبردستی سے چھین لے گا

شیخ کی نصیحت:

اللہ تعالیٰ کی بخششوں نے ایک گنہگار کے راستے میں توفیق کا چراغ رکھ دیا۔ وہ اہل تحقیق (اولیاء) کے حلقے میں آ گیا۔ فقیروں کی برکت اور ان کے سچے اقوال کی وجہ سے اس کی بری عادتیں اچھے خصائل سے بدل گئیں۔ حرص اور خواہشات کو چھوڑ دیا لیکن برا بھلا کہنے والوں کی زبان اس کے حق میں ویسی ہی دراز تھی کہ وہ پہلے ہی طریقے پر ہے اور اس کے زہد اور نیکی کرتے تھے۔

عذر اور توبہ کر کے خدا کے عذاب سے نجات پا سکتے ہیں
لیکن لوگوں کی زبان سے نہیں چھوٹ سکتے

لوگوں کی زبانوں کے ظلم سہنے کی طاقت نہ رہی۔ پیر طریقت کے پاس اس نے شکایت کی اور کہا: میں لوگوں کی زبانوں سے رنجیدہ ہوں۔ پیر نے اس کو جواب دیا کہ تو اس نعمت کا شکر کیسے ادا کر سکتا ہے کہ تو اس حالت سے بہتر ہے جیسا کہ لوگ تجھے خیال کرتے ہیں۔ لیکن مجھے کہ ”لوگوں کا اچھا خیال میرے حق میں یہ ہے کہ میں کامل ہوں اور حالانکہ میں بالکل ناقص ہوں“ رنج کرنا اور غم کھانا ضروری ہے۔

تصوّف کی حقیقت:

ایک مشائخ سے پوچھا کہ تصوف کی حقیقت کیا ہے؟ فرمایا: اس سے

پہلے دنیا میں ایک جماعت تھی۔ بظاہر پراگندہ اور دل مطمئن اور اب ایک مخلوق ہے جن کا ظاہر مطمئن ہے اور دل پراگندہ۔

انسانیت کا تقاضا:

مجھے یاد ہے کہ ایک رات ایک قافلے کے ساتھ میں تمام رات چلتا رہا تھا اور صبح جنگل کے کنارے سو گیا تھا۔ ایک دیوانہ جو اس سفر میں ہمارے ساتھ تھا۔ صبح کے وقت ایک نعرہ لگایا اور جنگل کا راستہ لیا اور دم بھر کے لئے آرام نہیں کیا۔ جب دن نکلا میں نے اس سے پوچھا وہ کیا حالت تھی؟ کہا: میں نے بلبلوں کو دیکھا وہ درختوں پر شور مچا رہی تھیں اور چکور پہاڑوں پر اور مینڈک پانی میں اور چوپائے جنگل میں، میں نے سوچا کہ یہ مروت نہیں ہے کہ تمام تسبیح پڑھتے رہیں اور میں غفلت میں سوتا رہوں۔ یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

بادشاہی جہان کے غم کا نام ہے:

ایک بادشاہ کی زندگی کی مدت ختم ہو گئی۔ وہ کوئی وارث نہیں رکھتا تھا۔ اس نے وصیت کی کہ صبح پہلا شخص جو شہر کے دروازے سے داخل ہو شاہی تاج اس کے سر پر رکھ دو اور سلطنت اس کے حوالہ کر دو۔ اتفاقاً سب سے پہلا شخص جو داخل ہوا ایک فقیر تھا جو تمام عمر ایک ایک لقمہ جمع کرتا تھا اور پیوند پر پیوند لگاتا تھا۔ سلطنت کے اراکین اور دربار کے امراء نے بادشاہ کی وصیت پوری کی اور قلعوں اور خزانوں کی کنجیاں اس کے سپرد کیں۔ اس نے چند دنوں بادشاہت کی۔ یہاں تک کہ سلطنت کے بعض امیروں نے اس کی فرمانبرداری سے منہ پھیر لیا اور سلاطین ہر جانب سے لڑنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور مقابلے کے لئے لشکر آراستہ کئے۔ مختصر یہ کہ فوج اور رعایا بھی باغی ہو گئی اور اس کے شہروں کا کچھ حصہ اس کے قبضہ تصرف سے نکل گیا۔ فقیر اس حالت سے رنجیدہ دل تھا۔ اتنے میں اس کا ایک پرانا دوست جو فقیری کے زمانے میں اس کا ساتھی تھا سفر سے واپس آیا اور اس کو ایسے مرتبہ پر دیکھا۔ کہا خدائے بزرگ و برتر کا احسان ہے کہ تیرے بلند نصیب نے تیری مدد کی۔ اور اقبال اور زمانے نے رہبری کی۔ کہ تیرا پھول کانٹے سے اور کانٹا پاؤں سے نکل گیا۔ بے شک سختی کے ساتھ آسانی ہے۔

کہا: اے عزیز! تو مجھے تعزیت (کے الفاظ) کہہ یہ مبارک بادی کا مقام نہیں ہے جب تم نے دیکھا تھا مجھے ایک روٹی کا غم تھا اور اب ایک جہان کا غم ہے۔

رئیس کی ہمدردی:

دمشق کے دوستوں کی دوستی سے مجھے رنج پہنچا۔ میں بیت المقدس کے بیابان میں چلا گیا اور حیوانوں کے ساتھ میل جول اختیار کر لیا۔ اس وقت تک کہ انگریزوں کی قید میں گرفتار ہو گیا۔ طرابلس کی خندق میں مجھے بھی یہودیوں کے ساتھ مٹی اٹھانے کے کام میں لگا دیا۔ حلب کا ایک رئیس کہ ہماری ان کی پہلے کی شناسائی تھی اس طرف آ نکلا۔ مجھے پہچان لیا۔ کہا: یہ کیا حالت ہے یہ تو رنج کا باعث ہے۔ میں نے کہا: کیا کہوں۔

اس کو میری حالت پر رحم آیا اور دس دینار دے کر مجھ کو انگریزوں کی قید سے چھڑا لیا۔ اور اپنے ساتھ حلب لے گیا۔ اس کی ایک لڑکی تھی سو دینار مہر پر مجھ سے شادی کر دی۔ جب ایک مدت گزر گئی بداخلاقی اور لڑائی جھگڑا شروع کر دیا اور زبان درازی کرنے لگی اور میری زندگی کو تلخ کر دیا۔

ایک مرتبہ عیب گوئی کے لئے اس نے زبان درازی کی کہنے لگی۔ کیا تو وہی نہیں ہے کہ میرے باپ نے تجھ کو انگریزوں کی قید سے دس دینار دے کر خریدا تھا۔ میں وہی ہوں کہ دس دینار میں مجھے انگریزوں کی قید سے خرید لیا اور سو دینار میں تیرے ہاتھ فروخت کر دیا۔

روزگار کا غم:

ایک بادشاہ نے ایک عابد سے پوچھا جس کے اہل وعیال زیادہ تھے کہ آپ کا عزیز وقت کس طرح گزرتا ہے۔ اس نے کہا: تمام رات مناجات میں، اور صبح خدا سے حاجتیں طلب کرنے میں اور تمام دن اخراجات کی فکر میں۔ بادشاہ کو عابد کے اشارے کا مطلب معلوم ہو گیا حکم دیا کہ اس کی تنخواہ مقرر کر دیں تاکہ متعلقین کا بوجھ اس کے سر سے اٹھ جائے۔

عیش پرستی فساد کا سبب ہے:

عابدوں میں سے ایک عابد تھے جو جنگل میں زندگی بسر کرتے اور درختوں کے پتے کھاتے۔ ایک بادشاہ ملنے کے لئے ان کے پاس گیا اور کہا اگر آپ مناسب سمجھیں تو شہر میں آپ کے لئے ایک مقام تجویز کروں تاکہ اطمینان عبادت کے لئے اس سے بہتر حاصل ہو اور دوسرے بھی آپ کی ذات بابرکت سے مستفید ہوں اور آپ کے نیک اعمال کی پیروی کریں۔ زاہد کو یہ بات پسند نہیں آئی۔ منہ پھیر لیا ایک وزیر نے اس سے کہا: بادشاہ کی دل جوئی کے لئے ضروری ہے کہ آپ دو تین دن کے لئے شہر آ جائیں اور مکان کی کیفیت معلوم کر لیں۔ اگر آپ کے عزیز وقت کی صفائی میں غیروں کی صحبت سے کوئی حرج واقع ہوا تو (واپسی کا) اختیار حاصل ہے۔ کہتے ہیں کہ عابد شہر میں آ گئے۔ بادشاہ کا خاص خانہ باغ ان کے لئے خالی کر دیا گیا۔ وہ بہشت کے جیسا دلکش اور روح کو فرحت بخشنے والا مقام تھا۔ بادشاہ نے فوراً ایک لونڈی خوبصورت اس کے پاس روانہ کی اس کی صفت یہ ہے کہ۔

اسی طرح اس کے بعد ہی ایک لڑکا نہایت خوبصورت اور سڈول جسم روانہ کیا۔ عابد مزیدار کھانے کھانا اور عمدہ کپڑے پہننا، میوے، عطریات اور مٹھائیوں سے لطف اندوز ہونے لگا اور لونڈے اور لونڈی کے خوبصورت چہرے پر نگاہ ڈالنے لگا (عقل مندوں نے) کہا ہے، حسینوں کے زلف عقل

کے پاؤں کی زنجیر ہے اور سیانے پرندوں کے لئے جال ہے۔

حاصل کلام اس کے اطمینان قلب کے وقت کی دولت زائل ہوگئی۔ دوبارہ بادشاہ نے اس کے دیکھنے کی خواہش کی۔ عابد کو دیکھا۔ پہلی حالت سے بدل گیا ہے سرخ اور سفید (رنگ) نکھرا ہے اور موٹا ہو گیا ہے۔ ریشمی تکیہ پر ٹیکا لگایا ہوا اور غلام پری پیکر مور کے پردوں کا پنکھا لئے سر کے پیچھے کھڑا ہے۔ بادشاہ نے اس کی حالت کی سلامتی پر خوشی کی اور ادھر ادھر کی باتیں کیں۔ بادشاہ نے گفتگو کے اختتام پر کہا جیسا میں ان دونوں جماعتوں کو درست رکھتا ہوں کوئی نہیں رکھتا۔ ایک عالموں کی دوسری زاہدوں کی (جماعت)۔ عقل مند تجربہ کار ماہر وزیر نے جو اس کے ساتھ تھا کہا: اے روئے زمین کے بادشاہ! دوستی کی شرط یہ ہے کہ دونوں جماعتوں کے ساتھ نیکی کیجئے۔ عالموں کو زر دو کہ وہ اور زیادہ پڑھیں اور زاہدوں کو کچھ نہ دیں تا کہ وہ زاہد رہیں۔

حقیقی زاہد:

(اسی قصے کی مانند) اسی طرح ایک بادشاہ کو ایک مہم پیش آئی۔ کہا (منت مانی) اگر کام کا انجام میرے مقصد کے موافق ہو تو زاہدوں کو اتنے درہم دوں گا جب اس کی حاجت پوری ہوگئی اور اس کے دل کی پریشانی جاتی رہی تو شرط پوری ہونے پر نذر کا ادا کرنا ضروری ہوا۔ ایک خاص غلام کو درہموں کی تھیلی دی کہ زاہدوں کو دے آئے۔ کہتے ہیں کہ وہ غلام عقلمند اور ہوشیار تھا تمام دن پھرتا رہا اور رات کے وقت واپس آیا اور درہموں کو چوم کر بادشاہ کے سامنے رکھ دیا اور عرض کیا: زاہدوں کو جہاں تک میں نے تلاش کیا نہیں پایا۔ بادشاہ نے کہا: یہ کیا کہہ رہا ہے میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اس ملک میں چار سو زاہد ہیں کہا: اے دنیا کے مالک جو زاہد ہے وہ لیتا نہیں اور جو لیتا ہے وہ زاہد نہیں۔ بادشاہ ہنسا اور مصاحبوں سے کہا جتنا کہ مجھے فقیروں اور خدا پرستوں سے عقیدہ اور اقرار ہے اس شوخ چشم کو دشمنی اور انکار ہے اور حق اسی کی جانب ہے۔

خیرات لینے کا حکم:

لوگوں نے ایک مستند عالم سے پوچھا خیرات کی روٹی کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں کہا اگر روٹی اطمینان قلب کے لئے لیتا ہے تو حلال ہے اور اگر اطمینان سے (اس لئے) بیٹھے کہ روٹی حاصل ہو تو حرام ہے۔

صاحب دل نے روٹی گوشہ عبادت کے لئے قبول کی نہ کہ گوشہ عبادت روٹی کے لئے۔

اول طعام بعد میں کلام:

ایک فقیر ایک ایسے مکان میں آیا کہ اس مکان کا مالک نہایت سخی تھا۔ اہل فضل کی ایک جماعت اس کی صحبت میں تھی۔ اور ہر ایک خوش طبعی کی باتیں اور لطیفے کہہ رہا تھا۔ فقیر نے جنگل کا راستہ طے کیا تھا۔ تھکا ہوا تھا اور کچھ کھایا نہیں تھا۔ ان میں سے ایک نے بطور خوش طبعی کہا: آپ کو بھی کچھ کہنا چاہئے۔ کہا مجھے آپ حضرات کی سی لیاقت و قابلیت نہیں ہے۔ اور میں نے کچھ پڑھا نہیں ہے۔ مجھ سے ایک بیت (سن کر) قناعت کرو۔ سب نے اشتیاق سے کہا کہئے۔ کہا:

میں بھوکا روٹی کے دستر خوان پر
ایسا ہی ہوں جیسے کہ عورتوں کے حمام کے دروازے پر مجرد آدمی

دوستوں نے اس کی انتہائی عاجزی کو جان لیا اور اس کے سامنے دستر خوان بچھا دیا۔ صاحب دعوت نے کہا: اے یار تھوڑی دیر ٹھہر جا کہ میری ماما ئیں کوفتے تل رہی ہیں۔ فقیر نے سر اٹھایا اور ہنس کر بولا:

میرے دستر خوان پر کوفتے نہ ہوں تو نہ ہوں
محنت کشیدہ کیلئے روکھی روٹی ہی کوفتہ ہے

عوام سے دور رہنے کا نسخہ:

ایک مرید نے پیر سے کہا میں کیا کروں میں مخلوق سے تکلیف میں ہوں۔ کثرت سے میری ملاقات کے لئے آتے ہیں۔ میری اوقات کو ان کی آمد و رفت سے پریشانی لاحق ہوتی ہے کہا: جو فقیر ہیں ان کو کچھ قرض دو اور جو تونگر ہیں ان سے کچھ طلب کرو۔ ایک بھی تیرے پاس نہ آئے گا۔

نصیحت سے نفع اٹھانے کی شرط:

ایک عالم نے اپنے باپ سے کہا ان واعظوں کی رنگین اور دلآویز باتیں مجھ پر اثر نہیں کرتیں۔ اس لئے کہ میں ان کا فعل ان کے قول کے مطابق نہیں پاتا۔ باپ نے کہا: اے لڑکے! محض اس باطل خیال کی وجہ سے ہرگز نہ چاہیے کہ نصیحت کرنے والوں کی تربیت سے منہ پھیر لیں اور عالموں کو گمراہی سے منسوب کریں اور معصوم عالم کے طلب کرنے میں عام فائدوں سے محروم رہیں۔ تو اس اندھے کے جیسا ہے کہ ایک رات کیچڑ میں پھنسا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا اے مسلمانو میرے راستے میں چراغ لے آؤ۔ ایک خوش طبع عورت نے سنا اور کہا: تو چراغ کو نہیں دیکھ سکتا، چراغ سے کیا دیکھے گا۔ اسی طرح مجلس وعظ پارچہ فروش کی دکان کی طرح ہے۔ وہاں جب تک نقد ہی نہیں دے گا سامان نہیں لے سکتا۔ اور یہاں جب تک عقیدت نہ لائے گا سعادت حاصل نہ کرے گا۔

رضائے خداوندی کے لئے تکلیف اٹھانا لازمی ہے

رندوں کی ایک جماعت ایک فقیر کی مخالفت پر آمادہ ہوگئی اور گالیاں دیں مارا، اور رنج پہنچایا۔ اس نے تاب نہ لا کر اپنے پیر طریقت کے پاس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بداخلاقی، نحوست و بدشگونی ہے اور حسن ملکہ بڑھوتری ہے اور صدقہ بری موت کو مٹاتا ہے۔'' (بیہقی)

شکایت کی کہ ایسا واقعہ ہوا۔ کہا: اے لڑکے! فقیروں کی کفنی خدا کی رضامندی کا لباس ہے۔ جو شخص اس لباس میں سختی کو برداشت نہیں کرتا وہ جھوٹا دعویدار ہے۔ اور کفنی اس پر حرام ہے۔

بڑا دریا ایک پتھر پھینکنے سے گدلا نہیں ہوتا
جو عارف رنجیدہ ہو جائے وہ ابھی پانی کا ایک قطرہ ہے
اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے تو برداشت کر
کیونکہ معاف کرنے کی وجہ سے تو گناہوں سے پاک ہو جائیگا
اے بھائی جب آخرکار خاک ہوجانا ہے
تو تو مرکرخاک ہونے سے پہلے خاک بن جا

پہلوان کی کمزوری:

ایک خدارسیدہ نے ایک پہلوان کو دیکھا۔ غصہ میں بھرا ہوا تھا اور منہ سے کف نکلتا ہوا۔ کہا اس کی یہ کیا حالت ہے۔ لوگوں نے کہا فلاں نے اس کو گالی دی ہے (خدا رسیدہ نے) کہا: یہ کمینہ ہزار سیر کا وزن اٹھالیتا ہے اور ایک بات کی تاب نہیں لاتا۔

صوفی کی علامت:

ایک بزرگ سے میں نے دریافت کیا کہ صاف دل دوستوں کی کیا خصلت ہے۔ کہا: ان میں ادنیٰ وہ شخص ہے جو دوستوں کی مصلحت کو اپنی مصلحت پر مقدم رکھے۔ عقل مندوں نے کہا ہے جو بھائی اپنی فکر میں ہو وہ نہ بھائی ہے اور نہ دوست۔

سخاوت:

لوگوں نے ایک حکیم سے پوچھا۔ سخاوت اور شجاعت میں کون چیز بہتر ہے انہوں نے کہا: جس شخص میں سخاوت ہو وہ شجاعت کا محتاج نہیں ہے۔

بہرام گور کی قبر پر لکھا ہوا ہے
کہ بخشش کا ہاتھ طاقتور بازو سے بہتر ہے
مال کی زکوٰۃ نکال کیونکہ انگور کی ٹہنیوں کو
جب باغبان قلم کرتا ہے تو وہ انگور زیادہ دیتا ہے

علم اور مال کا فرق:

مصر میں ایک امیر کے دولڑکے تھے۔ ایک علم سیکھتا اور دوسرا مال جمع کرتا۔ آخرکار وہ بہت بڑا عالم ہوگیا اور دوسرا مصر کا وزیر بن گیا۔ وہ تونگر حقارت کی نظروں سے عالم کو دیکھتا اور کہتا کہ میں سلطنت کے درجہ تک پہنچ گیا۔ اور یہ ویسا ہی فقیری میں رہا۔ کہا: اے بھائی! خدائے بزرگ و برتر کی نعمتوں کا شکر مجھ پر زیادہ واجب ہے کہ میں نے پیغمبروں کی میراث پائی یعنی علم اور تجھ کو فرعون اور ہامان کی میراث ملی یعنی ملک مصر۔

سوال کی ذلت سے فاقہ کی تکلیف بہتر ہے:

میں نے ایک فقیر کا حال سنا کہ فاقہ کی آگ میں جل رہا تھا۔ اور پیوند پر پیوند لگا تھا۔ کسی نے اس سے کہا تو کیا بیٹھا ہے کہ فلاں شخص اس شہر میں غنی دل اور عام احسان رکھتا ہے۔ شریفوں کی خدمت کے لئے مستعد ہے اور دلوں کے دروازے پر بیٹھا ہے۔ اگر تیری صورتحال پر جیسی بھی ہے واقف ہوجائے تو عزیزوں کی دل جوئی کرنا ممنونیت سمجھے گا اور غنیمت جانے گا۔ کہا: خاموش رہ کہ سختی اور فقیری میں مرجانا کسی کے پاس حاجت لے جانے سے بہتر ہے۔

تندرستی کا راز:

عجم کے ایک بادشاہ نے ایک تجربہ کار طبیب کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا۔ کئی سال تک وہ عرب کے ممالک میں رہا۔ کوئی شخص علاج کے لئے اس کے پاس نہ آیا اور اس نے علاج نہیں کروایا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اس نے شکایت کی کہ اس غلام کو صحابہ کے علاج کے لئے آپ کی خدمت کے لئے روانہ کیا گیا ہے۔ اتنی مدت میں کسی نے توجہ نہیں کی تاکہ وہ خدمت جو بندے کے لئے مقرر کی گئی ہے بجالائے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس جماعت کا ایک طریقہ ہے۔ جب تک بھوک غالب نہیں ہوتی نہیں کھاتے اور ابھی بھوک باقی رہتی ہے تو کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں حکیم نے کہا: تندرستی کا سبب یہی ہے۔ سلام کیا اور چلا گیا۔

کم کھانے کا فائدہ:

دو خراسانی فقیر ایک دوسرے کے ساتھ سفر کر رہے تھے ایک کمزور تھا جو دوورات کے بعد کھانا کھاتا اور دوسرا قوی تھا جو ایک دن میں تین بار کھانا کھاتا۔ اتفاقاً ایک شہر کے دروازے پر جاسوسی کی تہمت میں گرفتار ہوئے۔ دونوں کو ایک گھر میں قید کر دیا اور دروازہ مٹی سے بند کر دیا۔ دو ہفتہ کے بعد معلوم ہوا کہ بے قصور ہیں۔ دروازہ کھول دیا۔ لوگوں نے قوی کو دیکھا مردہ تھا اور ضعیف زندہ سلامت تھا۔ لوگ اس سے تعجب میں رہ گئے۔ ایک حکیم نے کہا اس کے خلاف ہوتا تو تعجب تھا کیونکہ یہ زیادہ کھانے والا تھا۔ بھوک کی تاب نہ لاسکا۔ مرگیا۔ اور دوسرا صابر تھا۔ اس نے مجبوراً اپنی عادت کے موافق صبر کیا اور سلامتی کے ساتھ چھٹکارا پایا۔

ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے:

ایک جوانمرد کو تاتار کی لڑائی میں ایک گہرا زخم لگا۔ کسی نے کہا کہ فلاں سوداگر نوش دارو رکھتا ہے اگر تو طلب کرے تو دینے میں کوتاہی نہ کرے گا۔ کہتے ہیں کہ سوداگر بخالت میں مشہور تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابوذر! تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں اور رک جانے جیسی کوئی پرہیزگاری نہیں اور حسن خلق جیسا کوئی حسب نہیں۔" (بیہقی)

جوانمرد نے کہا: اگر میں دوا مانگوں خدا معلوم وہ دے یا نہ دے اور اگر دے بھی تو فائدہ کرے یا نہ کرے۔ الحاصل اس سے مانگنا زہر قاتل ہے۔ عقلمندوں نے کہا ہے مثلاً اگر آب حیات عزت کے عوض فروخت کریں تو عقل مند ہرگز نہ خریدے گا کیونکہ عزت سے مرنا بہتر ہے ذلت کی زندگی سے۔

اگر تو خوش خصلت کے ہاتھ سے اندرائن کھائے
تو وہ اس شیرنی سے بہتر ہے جو ترشرو کے ہاتھ سے ملے

موقع ومحل کی رعایت:

ایک فقیر کو کچھ ضرورت پیش آئی۔ کسی نے کہا: فلاں شخص زیادہ دولت رکھتا ہے اور سخاوت اس کی سرشت میں داخل ہے۔ اگر وہ تیری ضرورت سے واقف ہو جائے یقیناً اس کے پورا کرنے میں دیری جائز نہ رکھے گا۔ کہا: میں اس کو نہیں جانتا۔ کہا میں تیری رہبری کرتا ہوں۔ اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس شخص کے گھر آیا۔ اس شخص کو دیکھا ہونٹ لٹکائے ترشرو بیٹھا ہے۔ پلٹ گیا اور کچھ نہ کہا۔ کسی نے اس سے پوچھا تو نے یہ کیا حرکت کی کہا: میں نے اس کی بخشش کو اس کی صورت پر قربان کر دیا۔

حاتم طائی سے زیادہ بلند ہمت لکڑ ہارا:

لوگوں نے حاتم طائی سے پوچھا تو نے اپنے سے زیادہ بلند ہمت دنیا میں کسی کو دیکھا ہے یا سنا ہے۔ کہا: ہاں! ایک روز چالیس اونٹ میں نے قربان کئے تھے۔ عرب کے امیروں کی دعوت کے لئے۔ ایک صحرا کے گوشہ میں ضرورت کے لئے چلا گیا تھا۔ میں نے ایک لکڑ ہارے کو دیکھا لکڑیوں کا گٹھا جمع کیا تھا۔ میں نے اس سے کہا حاتم کی مہمانی میں کیوں نہیں گیا کہ ایک مخلوق اس کے دستر خوان پر جمع ہوئی ہے۔ کہا:

جو شخص اپنی محنت سے روٹی کھاتا ہے
وہ حاتم طائی کا احسان نہیں اٹھاتا

میں انصاف سے کہتا ہوں کہ اس کی ہمت اور جوانمردی میں نے اپنے سے زیادہ دیکھی۔

حکمت الٰہی:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک فقیر کو دیکھا۔ برہنہ ہونے کی وجہ سے وہ ریت میں چھپا ہوا تھا۔ کہا: اے موسیٰ! دعا کرو کہ خدائے بزرگ و برتر مجھے روزی عطا کرے۔ میں بے تابی کی وجہ سے تنگ آ گیا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی اور چلے گئے۔ چند دن کے بعد جب واپس ہوئے اس کو دیکھا کہ گرفتار ہے اور لوگوں کی بھیڑ اس کے اطراف ہے۔ فرمایا: یہ کیا حالت ہے۔ لوگوں نے کہا شراب پی ہے اور جھگڑا کیا ہے اور ایک آدمی کو مار ڈالا ہے۔ اب قصاص کا حکم دیا گیا ہے۔

اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے رزق کو کشادہ فرما دیتا تو وہ یقیناً زمین پر اس کی نافرمانی کرتے۔

ضرورت کی اہمیت:

میں نے ایک صحرائی عرب کو شہر بصرہ کے جوہریوں کے بازار میں دیکھا وہ بیان کر رہا تھا کہ میں ایک وقت جنگل میں راستہ بھول گیا تھا اور توشہ جو اندازے کے موافق تھا (اب) میرے پاس کچھ نہ رہا۔ مرنے کا یقین کر لیا۔ یکا یک میں نے موتیوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی پائی۔ میں کبھی اس خوشی اور مسرت کو نہ بھولوں گا کیونکہ میں سمجھا کہ اس میں بھنے ہوئے گیہوں ہیں اور پھر اس رنج اور مایوسی کو (نہ بھولوں گا) جب میں نے کھول کر دیکھا کہ موتی ہیں۔

ہر حال میں شکر کرنا چاہیے:

میں نے کبھی زمانے کی گردش کی شکایت نہیں کی اور زمانے کے حوادثات سے کبھی ترش رو نہیں ہوا مگر ہاں ایک وقت جب کہ میرے پاؤں ننگے تھے۔ اور جوتے (خریدنے) کی طاقت نہ تھی۔ کوفے کی جامع مسجد میں آیا۔ رنجیدہ دل تھا۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا اس کے پاؤں نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کیا اور جوتا نہ ہونے پر میں نے صبر کیا۔

لالچی فقیر:

ایک بھیک مانگنے والے فقیر کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے زیادہ مال و دولت جمع کی تھی۔ ایک بادشاہ نے اس سے کہا۔ لوگ کہتے ہیں کہ تو بہت مال رکھتا ہے۔ ہم کو ایک مہم درپیش ہے اگر اس سے تھوڑے سے مال سے تو مدد کرے جب زر مال گزاری وصول ہو گا ادا کر دیا جائے گا۔ اور شکریہ ادا کیا جائے گا۔ فقیر نے کہا: اے روئے زمین کے بادشاہ بلند مرتبہ بادشاہوں کے لائق نہیں ہے کہ مجھ جیسے فقیر کے مال سے ہاتھ آلودہ کرے کیونکہ میں نے ایک ایک دانہ مانگ کر جمع کیا ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کچھ پروا نہیں میں ایک کافر کو دے رہا ہوں۔ بری چیزیں بروں کے لئے ہیں۔

ہم نے سنا اس نے بادشاہ کی نافرمانی کی اور دلیلیں پیش کرنے لگا اور شوخ چشمی کرنے لگا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ مضمون گفتگو (مال) کو جبراً اور دھمکا کر اس سے چھین لو۔

دنیادار کی آنکھ:

میں نے ایک سوداگر کو دیکھا ڈیڑھ سو بار بردار اونٹ رکھتا تھا اور چالیس غلام اور خدمت گار۔ ایک رات وہ جزیرہ کش میں مجھے اپنے کمرے میں

لے گیا تمام رات نہیں سویا اور بہکی بہکی باتیں کرتا رہا۔ کہ میراں فلاں سامان ترکستان میں ہے اور فلاں مال ہندوستان میں اور یہ فلاں زمین کی دستاویز ہے اور فلاں چیز کا فلاں شخص ضامن ہے اور کبھی کہتا کہ اسکندریہ کا ارادہ رکھتا ہوں۔ کیونکہ وہاں کی آب و ہوا اچھی ہے۔ پھر کہتا نہیں کیونکہ مغربی سمندر پریشان کن ہے۔ اے سعدی! ایک دوسرا سفر درپیش ہے اگر وہ طے کر لیا جائے تو اپنی تمام عمر میں گوشہ نشین ہو جاؤں گا اور قناعت کر لوں گا۔ میں نے کہا وہ کونسا سفر ہے۔ کہا: فارس سے گندھک چین لے جاؤں گا۔ اس لئے کہ میں نے سنا ہے کہ اس کی بڑی قیمت ہے اور وہاں سے چینی برتن روم لے جاؤں گا اور روم کا ریشم ہندوستان کا لوہا حلب میں اور حلبی آئینہ یمن اور یمنی چادریں پارس میں۔ بس اس کے بعد سفر ترک کر دوں گا اور ایک دوکان پر بیٹھ جاؤں گا۔ ایسی دیوانی باتیں اتنی بیان کیں کہ اس سے زیادہ کہنے کی طاقت نہ رہی۔ کہا سعدی! تم بھی کچھ بیان کرو۔ جو تم نے دیکھا یا سنا ہو۔ میں نے کہا:

تو نے یہ سنا ہے کہ غور کے جنگل میں
سال گذشتہ ایک سردار گھوڑے سے گر پڑا
اس نے کہا دنیا دار کی تنگ آنکھ کو
یا قناعت بھر سکتی ہے یا قبر کی مٹی

ایک پہلوان کا سفر:

ایک پہلوان کا قصہ بیان کرتے ہیں وہ مخالف زمانے سے نالاں تھا۔ اور معدہ کی فراخی (زیادہ بھوک) اور تنگدستی سے عاجز ہو گیا تھا۔ باپ کے پاس اس نے شکایت کی اور اجازت مانگی کہ سفر کا ارادہ ہے شاید کہ بازوؤں کی قوت سے مقصد کا دامن حاصل کر لوں۔

باپ نے کہا: اے لڑکے! یہ مشکل خیال دل سے نکال دے اور قناعت کے لئے سلامت بیٹھا رہ۔ عقلمندوں نے کہا دولت کوشش سے نہیں ملتی اور اس کا علاج سکون ہے۔

لڑکے نے کہا: اے باپ! سفر کے فائدے بہت ہیں دل کو فرحت، حصول منفعت، عجیب چیزوں کا دیکھنا نادر باتوں کا سننا، شہروں کی سیر اور دوستوں کی ہم نشینی اور مرتبہ اور ادب کا حاصل کرنا، مال اور دولت کی زیادتی، دوستوں سے شناسائی اور زمانے کا تجربہ جیسا کہ راستے کے چلنے والوں (عارفوں) نے کہا ہے۔

باپ نے کہا: اے لڑکے! سفر کے فائدے جس طریق پر تو نے بیان کئے بہت ہیں مگر ان پانچ جماعتوں کے لئے سزاوار ہے۔ اول سوداگر کے لئے جو نعمت اور قدرت کے باوجود غلام اور لونڈیاں رکھتا ہو۔ اور چست و چالاک خدمت گار ہر روز ایک نئے شہر میں اور ہر رات ایک نئے مقام میں اور ہر وقت ایک سیر گاہ میں اور ہر گھڑی دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

دوسرا عالم جو شیریں بیانی اور فصاحت کی قوت اور بلاغت کے سرمایہ سے جہاں جاتا ہے لوگ اس کی خدمت کے لئے آگے بڑھتے ہیں اور تعظیم کرتے ہیں۔

تیسرا خوبصورت کہ صاحب دلوں کا دل اس کی ملاقات کی طرف مائل ہوتا ہے۔ کہ بزرگوں نے کہا ہے کہ تھوڑی خوبصورتی زیادہ مال سے بہتر ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اچھی صورت زخمی دلوں کے لئے مرہم ہے۔ اور بند دروازوں کی کنجی ہے۔ یقیناً اس کی ملاقات کو ہر جگہ غنیمت جانتے ہیں اور اس کی خدمت کو اپنے پر احسان سمجھتے ہیں۔

چوتھا خوش آواز جو داؤدی گلے سے پانی کو بہنے سے اور پرندے کو پرواز سے باز رکھے اور اس فضیلت کے وسیلہ سے مشتاقوں کے دلوں کو شکار کر لیتا ہے۔ اور اہل باطن اس کی ہم نشینی کی رغبت کرتے ہیں اور طرح طرح کی خدمت کرتے ہیں۔

پانچواں وہ صاحب پیشہ جو اپنے بازوؤں کی کوشش سے روزی حاصل کرے تاکہ ایک لقمے کے لئے اس کی عزت ریزی نہ ہو۔

اے لڑکے یہ باتیں جو میں نے بیان کیں سفر میں دلجمعی کا سبب بنتی ہیں اور اچھی زندگی کا باعث اور جو شخص ان باتوں سے محروم ہے وہ باطل خیال سے دنیا میں سفر کرتا ہے اور پھر کوئی شخص اس کا نام و نشان تک نہیں سنتا۔

لڑکے نے کہا: اے باپ! عقلمندوں کے قول میں کیسے مخالفت کروں انہوں نے کہا ہے رزق اگرچہ قسمت میں ہے لیکن اس کے حاصل کرنے کے اسباب سے تعلق ضروری ہے اور بلا اگرچہ مقدر میں ہے اس کے داخل ہونے کے دروازوں سے پرہیز کرنا واجب ہے۔

اس حالت میں جو میں ہوں مست ہاتھی کے ساتھ مقابلہ کر سکتا ہوں اور اس شیر سے جو غصے میں ہو پنجہ لڑا سکتا ہوں۔ بابا جان بس اسی میں مصلحت ہے کہ میں سفر کروں کیونکہ مفلسی کی زیادہ میں طاقت نہیں رکھتا۔ یہ کہا اور باپ کو رخصت کیا اور دعا کی التجا کی اور چل دیا۔ اس طرح وہ ایک ایسے دریا کے کنارے پہنچا جس کی تیز روانی سے پتھر پتھر سے ٹکرا رہا تھا اور اس کا شور کوسوں تک جا رہا تھا۔

لوگوں کے مجمع کو دیکھا کہ ہر ایک کچھ رقم دے کر کشتی میں بیٹھ رہا ہے اور سامان سفر باندھ رہا ہے۔ نوجوان کی بخشش کا ہاتھ بند تھا۔ تعریف میں زبان کھول دی۔ کتنی ہی عاجزی کی۔ لوگوں نے مدد نہ کی۔ بے مروت ناخدا ہنستا ہوا واپس ہو گیا اور کہا:

بغیر رقم کے تو کسی پر زور (حکومت) نہیں کر سکتا
اور اگر تو رقم رکھتا ہے تو زور کا محتاج نہیں ہے
اگر رقم نہیں رکھتا ہے تو زور سے دریا سے پار نہیں ہو سکتا
دس مردوں کے زور سے کیا فائدہ ایک آدمی کی رقم دے

نوجوان کا دل ملاح کے طعنہ سے غصہ میں آ گیا چاہا کہ اس سے بدلہ لے کشتی جا چکی تھی۔ آواز دی کہا: اگر ان کپڑوں پر جن کو میں نے پہنا ہے تو قناعت کرے تو (دینے میں) دریغ نہیں، ملاح نے حرص کی اور کشتی لوٹا لائی۔

جب جوان کا ہاتھ اس کی داڑھی اور گریبان تک پہنچا اس کو اپنی طرف کھینچ لیا اور بے دھڑک مارنے لگا۔ اس کے دوست کشتی سے اتر آئے تاکہ ملاح کی مدد کریں جب انہوں نے بھی ایسی بدخلقی (مار) دیکھی۔ بھاگ گئے۔ اسی میں مصلحت دیکھی کہ اس سے صلح کر لیں اور کشتی کا کرایہ معاف کر دیں۔

گذشتہ قصور کی معافی میں اس کے قدموں پر گر پڑے اور منافقت سے اس کے سر اور آنکھوں کا بوسہ لئے اس کو کشتی میں بٹھالیا اور روانہ ہو گئے جب وہ اس ستون کے پاس پہنچے جو اہل یونان کا تعمیر کیا ہوا پانی میں کھڑا تھا۔ ملاح نے کہا کشتی میں خلل پیدا ہو گیا ہے۔ تم میں سے ایک جو زیادہ طاقت والا ہے اس ستون پر چڑھ جائے اور کشتی کی رسی پکڑے تاکہ ہر مرمت کر لیں۔ جوان جو دلاوری کا غرور سر میں رکھتا تھا۔ رنجیدہ دل دشمن کا خوف نہیں کیا اور حکیموں کے قول پر عمل نہیں کیا جو کہتے ہیں جس کسی کے دل کو تو نے تھوڑا رنج پہنچایا ہو اگر اس کے بعد سو دفعہ آرام پہنچایا ہو تو اس کے ایک رنج کے بدلے سے مطمئن نہ رہ کیونکہ زخم سے تیر کی نوک نکل آتی ہے مگر دل میں ٹیس رہ جاتی ہے۔

یہاں تک کہ اس نے کشتی کی رسی پہونچے پر لپیٹ لی اور ستونوں پر چڑھ گیا۔ ملاح نے رسی اس کے ہاتھ سے چھڑالی اور کشتی چلادی۔ بیچارہ حیران رہ گیا۔ دو دن تک مصیبت اور تکلیف اٹھاتا رہا اور سختیاں برداشت کیں۔ تیسرے دن نیند نے اس کا گریبان پکڑا اور پانی میں گرا دیا۔ ایک رات دن بعد وہ کنارے سے جالگا اس کی زندگی تھوڑی سی رہ گئی تھی۔ درختوں کے پتے کھانے لگا اور گھاس کی جڑیں نکالنے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے تھوڑی قوت پائی۔ جنگل کا راستہ لیا اور چلا گیا۔ یہاں تک کہ وہ پیاسا اور بے تاب ہو گیا۔ ایک کنویں پر پہنچا لوگوں کو دیکھا پینے کا پانی ایک پیسہ لے کر پلا رہے ہیں۔ جوان کے پاس پیسہ نہیں تھا پانی طلب کیا انہوں نے رحم نہیں کیا اس نے ظلم کا ہاتھ دراز کیا اور چند آدمیوں کو مارا۔ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور بے خوف مارا پیٹا زخمی ہو گیا۔

مجبوراً وہ ایک قافلہ کے پیچھے ہو گیا اور چل دیا رات کے وقت ایک ایسے مقام پر پہنچا جہاں چوروں کا خطرہ تھا۔ قافلہ والوں کو دیکھا ان کا جسم کانپ رہا ہے اور ہلاکت کا یقین کر لئے ہیں کہا: خوف نہ کرو ان سب میں ایک میں ہوں جو تنہا پچاس آدمیوں کا مقابلہ کر سکتا ہوں اور دوسرے جوان بھی میری مدد کریں۔ اس نے یہ کہہ دیا اور قافلے کے لوگ اس کی شیخی پر قوی دل ہو گئے۔ اور اس کی ملاقات پر خوشی کرنے لگے اور توشہ و پانی سے انہوں نے اس کی مدد کی جوان کی معدے کی آگ بھڑک رہی تھی اور طاقت کی باگ چھوٹ گئی تھی۔ چند لقمے بھوک کی وجہ سے کھالئے اور اس کے بعد چند گھونٹ پانی پی لیا۔ اس کے پیٹ کا دیو سکون پایا اور سو گیا۔ ایک بوڑھا تجربہ کار اس قافلہ میں تھا۔ اس نے کہا: اے لوگو! میں تمہارے اس نگہبان سے اس سے زیادہ خوف کرتا ہوں جتنا کہ چوروں سے۔ جیسا کہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی کے پاس چند درہم جمع ہو گئے تھے اور رات کو اس کی فکر سے گھر میں نہیں سوتا تھا ایک دوست کو اپنے پاس بلایا تاکہ تنہائی کی وحشت اس کے دیدار سے دور ہو۔ کئی رات اس کی صحبت میں رہا یہاں تک کہ اس کے درہم سے واقف ہو گیا۔ لے گیا' کھا لیا اور سفر کیا۔ لوگوں نے صبح کو دیکھا وہ غریب رو رہا تھا اور ننگا ہے۔ کسی نے پوچھا کیا حالت ہے؟ شاید تیرے وہ درہم چور لے گیا کہا: نہیں خدا کی قسم نگہبان لے گیا۔

تم کیا جانو! کہ ممکن ہو یہ بھی چوروں کی جماعت میں سے ہو اور چالاکی سے ہم میں آملا ہو تاکہ موقع پا کر دوستوں کو خبر کرے۔ مصلحت یہی دیکھتا ہوں کہ اس سوئے ہوئے کو چھوڑ دیں اور سفر کریں۔ جوانوں کو بوڑھے کی نصیحت درست معلوم ہوئی اور بہت زیادہ خوف پہلوان کا ان کے دل میں بیٹھ گیا۔ سفر کر گئے اور جوان کو سوتا چھوڑ گئے۔ اس وقت بیدار ہوا جب کہ دھوپ اس کے شانوں پر چمکی سر اٹھایا دیکھا قافلہ چلا گیا ہے۔ بیچارہ بہت گھوما کہیں پتہ نہ چلا بھوکا پیاسا عاجز ہو کر اور موت کا یقین کر کے کہا

وہ کون ہے جو مجھ سے بات چیت کرے اور قافلہ تو جا چکا
مسافر کا سوائے مسافر کے کوئی غمخوار نہیں ہوتا
مسافروں پر وہ شخص سختی کرتا ہے
جو میں زیادہ نہ رہا ہو

وہ بیچارہ اسی گفتگو میں تھا کہ ایک بادشاہ کا لڑکا شکار میں اپنے لشکریوں سے جدا ہو گیا تھا اس کے سرہانے کھڑا ہوا سن رہا تھا اور اس کی حالت دیکھ رہا تھا۔ اس کی صورت پاکیزہ دیکھی اور اس کی حالت پریشان۔ دریافت کیا کہاں سے آیا ہے اور یہاں کیسے آیا؟ بعض حالات جو اس پر گزر رہے تھے بیان کئے شہزادے کو اس کی تباہ حالت پر رحم آیا۔ خلعت اور نعمت عطا کیا اور ایک معتبر شخص کو اس کے ساتھ روانہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھر آ گیا۔ باپ اس کو دیکھ کر بہت خوش ہو گیا اور اس کی سلامتی پر شکر ادا کیا۔ رات کو جو کچھ اس پر گزرا تھا کشتی کی حالت ملاح کا ظلم اور گاؤں والوں کی زیادتی کنویں پر اور قافلے والوں کی بے وفائی راستہ میں باپ سے بیان کیا۔ باپ نے کہا: اے لڑکے! کیا جاتے وقت میں نے نہیں کہا تھا کہ مفلسوں کے لئے دلیری کا ہاتھ بند ہے اور شیر کے جیسا پنجہ ٹوٹا ہوا۔

لڑکے نے کہا: جب تک کہ تکلیف نہ اٹھائے خزانہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور جب تک جان کو خطرے میں نہ ڈالے دشمن پر فتح نہیں پائے گا۔ اور جب تک دانہ نہ بوئے خرمن حاصل نہ کرے گا۔ آپ نہیں دیکھتے کہ میں نے جو تھوڑی سی تکلیف اٹھائی کس قدر راحت پائی۔ میں نے ایک ڈنک کھائی کس قدر شہد لایا۔

اگرچہ (مقررہ) رزق سے زیادہ نہیں کھا سکتے
لیکن طلب کرنے میں سستی نہیں کرنا چاہئے
غوطہ لگانے والا اگر مگرمچھ کے حلق کا خوف کریگا

تو ہرگز قیمتی موتی حاصل نہیں کر سکتا

حکمت: چکی کے نیچے کا پاٹ حرکت نہیں کرتا۔ اسی لئے وزنی بوجھ اٹھاتا ہے۔

غضبناک شیر غار کے اندر کیا کھائے گا
گرے ہوئے باز کو کیا غذا ملے گی
اگر تو گھر ہی میں شکار کرے گا
تو تیرے ہاتھ اور پاؤں مکڑی کے جیسے ہو جائیں گے

باپ نے بیٹے سے کہا: اس دفعہ آسمان نے تیری مدد کی اور خوش نصیبی نے رہبری کی کہ ایک صاحب دولت تیرے پاس آ گیا تجھ پر رحم کیا اور تیری شکستہ حالی کو مہربانی سے درست کر دی۔ ایسا اتفاق شاذ و نادر ہوتا ہے اور نادر پر حکم نہیں لگا سکتے۔

شکاری ہر دفعہ گیدڑ کو پکڑ کر نہیں لاتا
ممکن ہے کہ ایک دن تیندوا اسکو پھاڑ ڈالے

یہ ایسا ہی واقعہ ہے پارس کے ایک بادشاہ کی انگوٹھی میں ایک قیمتی نگینہ تھا ایک دفعہ تفریح کے لئے چند مصاحبین کے ہمراہ شیراز کی عیدگاہ میں گیا۔ فرمایا کہ یہ انگوٹھی عضدالدین کی گنبد پر نصب کریں جو شخص اس انگوٹھی کے حلقے سے تیر پار کرے گا انگوٹھی اسی کی ہو گی۔ اتفاقاً چار سو تیر انداز جو اس کی خدمت میں تھے تیر مارے سب کا نشانہ خطا ہوا مگر ایک لڑکا جو مسافر خانے کی چھت پر ادھر ادھر تیر پھینک رہا تھا۔ بادصبا نے اس کا تیر انگوٹھی کے حلقے سے پار کر دیا۔ خلعت اور انعام پایا اور انگوٹھی اس کو عطا کی گئی۔ بیان کرتے ہیں کہ لڑکے نے تیر و کمان کو جلا دیا لوگوں نے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا جواب دیا تا کہ پہلی خوبی باقی رہے۔

منہ کھائے آنکھ شرمائے:

میں نے ایک فقیر کا قصہ سنا وہ ایک غار میں بیٹھا ہوا تھا اور دروازہ اہل دنیا کے لئے بند کر دیا۔ اور بادشاہوں اور مالداروں کی اس کی نظروں میں بلند میں کوئی شان اور ہشت تھی۔

جو شخص اپنے پر سوال کا دروازہ کھول دیتا ہے
زندگی بھر وہ محتاج رہتا ہے
حرص کو چھوڑ دے اور بادشاہی کر
بے طمع گردن بلند رہتی ہے

اس نواح کے ایک بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ آپ کے کرم اور مردانہ اخلاق سے یہ امید ہے کہ ایک بار روٹی اور نمک آپ ہمارے ساتھ کھائیں۔ شیخ نے رضامندی ظاہر کی اس لئے کہ دعوت کا قبول کرنا سنت ہے۔ دوسرے دن بادشاہ اس کی تشریف آوری کی معذرت کے لئے گیا۔ عابد اپنی جگہ سے اٹھا اور بادشاہ سے بغل گیر ہوا۔ مہربانی کی اور تعریف کی جب وہ چلا گیا ایک مرید نے پوچھا: شیخ نے اتنی نرمی جو آج بادشاہ کے ساتھ کی خلاف عادت تھی۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ کہا: کیا تو نے یہ نہیں سنا کہ ایک صاحب دل نے کہا ہے

تو جس کے دستر خوان پر بیٹھے
اس کی تعظیم کے لئے اٹھنا ضروری ہے
کانوں سے ہو سکتا ہے کہ تمام عمر میں
دف، چنگ اور بانسری کی آواز نہ سنے
آنکھیں باغ کی سیر سے صبر کر سکتی ہیں
اور دماغ بغیر گلاب اور سیوتی کے بسر کر سکتا ہے
اگر پروں سے بھرا ہوا تکیہ نہ ہو
تو سر کے نیچے پتھر لے کر انسان سو سکتا ہے
اگر ایک ساتھ سونے والا دلبر پاس نہ ہو
تو ہاتھ کو اپنی گود میں لے سکتا ہے
لیکن یہ ہنر اور پر پیچ پیٹ
صبر نہیں کرتا کہ کسی ادنیٰ چیز سے موافقت کرے

ہمسایہ:

میں ایک مکان خریدنے کی فکر میں تھا ایک یہودی نے کہا خرید لو کہ میں بھی اس محلے کا ایک مالک ہوں۔ اس گھر کی حقیقی تعریف مجھ سے پوچھو اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔ میں نے کہا: بجز اس کے کہ تو میرا ہمسایہ ہے۔

چوروں کے سردار کا انعام:

ایک شاعر چوروں کے ایک امیر کے پاس گیا اور تعریف کی۔ حکم دیا اس کے کپڑے اتار لو اور اس کو گاؤں سے نکال دو۔ غریب ننگا سرما میں جا رہا تھا۔ کتوں نے اس کا پیچھا کیا۔ چاہا کہ کوئی پتھر اٹھائے اور کتوں کو بھگائے۔ زمین پر برف جمی ہوئی تھی۔ عاجز ہو گیا اور کہا: یہ کیسے حرام زادے آدمی ہیں کتوں کو کھول دیتے ہیں اور کو باندھے ہوئے ہیں۔ چوروں کے امیر نے بالاخانہ سے دیکھا، سنا، ہنسا اور کہا: اے حکیم! مجھ سے کچھ طلب کر، کہا: میں اپنے کپڑے مانگتا ہوں اگر بطور انعام عطا کرے۔

چوروں کے سردار کو اس پر رحم آیا اس کے کپڑے واپس دے دیئے اور ایک چمڑے کی قبا اور چند درہم اس پر اضافہ کر دیا۔

نجات کا طریقہ:

ایک شخص مسجد میں بڑے شوق سے اذان دیتا ایسے لہجے میں کہ سننے والوں کو اس سے نفرت ہوتی۔ صاحب مسجد ایک امیر تھا۔ عادل، نیک خصلت، وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کو رنجیدہ دل کرے۔ کہا: اے جوانمرد! اس مسجد کے قدیم موذن بھی ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے لئے میں نے پانچ دینار مقرر کئے ہیں۔ تجھ کو دس دینار دیتا ہوں، تم کسی دوسرے مقام پر چلے جاؤ، وہ اس بات پر راضی ہو گیا اور چلا گیا۔ چند دن کے بعد کسی راستے

میں امیر کے پاس آ کر کہا: اے مالک! آپ نے مجھ پر ظلم کیا کہ دس دینار دے کر آپ نے مجھے مسجد سے نکال دیا جس مقام پر میں گیا ہوں بیس دینار دے رہے ہیں کہ دوسری جگہ چلا جاؤں۔ میں قبول نہیں کر رہا ہوں امیر ہنسا اور کہا ہرگز نہ لو وہ پچاس دینار دینے پر راضی ہو جائیں گے۔

تاجر اور درویش کا فرق:

ایک فقیر گدڑی پہنا ہوا حجاز کے قافلے میں ہمارے ساتھ تھا۔ عرب کے ایک امیر نے اس کو ایک سو دینار قربانی کے لئے دیئے۔ خفاجہ کے چوروں نے یکایک قافلے پر حملہ کر دیا اور سارا مال لوٹ کر لے گئے۔ سوداگر آہ و زاری کرنے لگے اور بے فائدہ فریاد کرنے لگے۔ مگر وہ نیک فقیر اپنے حال پر تھا اور اس میں کوئی تغیر نہیں ہوا تھا۔ میں نے کہا: شاید تمہاری اشرفیاں چور نہیں لے گیا۔ اس نے کہا ہاں لے گیا۔ لیکن مجھ کو ان سے ایسی محبت نہیں تھی کہ جدائی کے وقت میں دل شکستہ ہو جاؤں۔

ہنر کی اہمیت:

ایک عقلمند لڑکوں کو نصیحت کر رہا تھا اے باپ کے پیارے بچو! ہنر سیکھو کیونکہ دنیا کا ملک اور دولت اعتماد کے قابل نہیں ہے۔ اور سونا اور چاندی معرض خوف میں ہے یا چور ایک ہی بار لے جائے گا یا صاحب مال تھوڑا تھوڑا کھا جائے گا لیکن ہنر ایک بہتا چشمہ ہے اور ہمیشہ رہنے والی دولت ہے اگر ہنرمند سے دولت چلی جائے تو کوئی غم نہیں کیونکہ بذات خود دولت ہے وہ جہاں جائے گا قدر دیکھے گا اور بلند مقام پر بیٹھے گا اور بے ہنر ایک ایک لقمہ مانگتا رہے اور سختی اٹھائے گا۔

عہدے کے بعد حکومت کرنا بہت مشکل ہے
جو ناز کا عادی ہو گیا ہو اس کو لوگوں کا ظلم سہنا مشکل ہے
ایک وقت ملک شام میں فتنہ برپا ہوا
ہر ایک اپنے مقام سے چلا گیا
دہقانوں کے عقلمند لڑکے ! ! ! !
بادشاہ کی وزارت کے عہدے پر پہنچے
وزیر کے کم عقل لڑکے ! ! !
بھیک مانگنے کیلئے دہقانوں کے پاس گئے

دانا استاد:

ایک فاضل استاد ایک شہزادے کو تعلیم دے رہا تھا اور بے دھڑک مارتا تھا۔ اور بے حد جھڑکتا تھا۔ ایک دن لڑکے نے تاب نہ لا کر باپ کے سامنے شکایت کی اور اپنے دردمند جسم سے کپڑے اتارے۔ باپ کا دل بھر آیا۔ استاد کو بلایا اور کہا رعایا کے لڑکوں پر اتنی سختی نہیں کرتے جتنی کہ میرے بچوں پر' اس کا سبب کیا ہے کہا اس کا سبب یہ ہے کہ سنجیدہ گفتگو کرنی اور پسندیدہ حرکات عام طور پر لوگوں کے لئے ضروری ہیں اور بادشاہوں کے لئے خاص طور پر اس وجہ سے کہ جو کچھ ان کے ہاتھ سے ہو گا اور زبان سے نکلے گا وہ یقیناً لوگوں میں مشہور ہو جائے گا اور عام لوگوں کے قول و فعل کا اتنا اعتبار نہیں ہے۔

پس بادشاہزادے کے استاد پر فرض ہے کہ شہزادوں کے اخلاق کی آراستگی میں (اللہ ان کو اچھی ترقی عطا فرمائے) اس سے زیادہ کوشش کریں جتنی کہ عام لوگوں کے حق میں کی جاتی ہے۔

بادشاہ کو عالم کی اچھی تدبیر اور اس کا خوبی سے جواب دینا پسند آیا۔ خلعت اور نعمت عطا کیا اور اس کے عہدے درجہ کو بلند کر دیا۔

طبیعتوں کا فرق:

ایک بادشاہ نے لڑکے کو ایک ادیب کے سپرد کیا کہا: اس کو ایسی تعلیم دو جیسی کہ اپنے بچوں کو۔ ایک سال اس کے لئے کوشش کرتا رہا کارگر نہ ہوئی۔ ادیب کے لڑکے فضیلت اور بلاغت میں کامل ہو گئے۔ بادشاہ نے عقلمند سے جواب طلب کیا اور عتاب فرمایا کہ تو نے وعدہ خلافی کی اور عہد کو پورا نہیں کیا۔ کہا روئے زمین کے مالک پر پوشیدہ نہ رہے کہ تربیت ہمیشہ یکساں ہوتی ہے لیکن طبیعت مختلف۔

اگر چاندی اور سونا پتھر سے نکلتا ہے
لیکن تمام پتھروں میں سونا اور چاندی نہیں ہوتا
ستارہ سہیل تمام عالم پر چمکتا ہے (اسکے اثر سے)
کہیں خوشبودار چمڑا ہوتا ہے اور کہیں بدبودار

منہ مانگی مصیبت:

ایک فقیر کی بیوی حاملہ تھی۔ حمل کا زمانہ پورا ہو گیا اور فقیر کو تمام عمر لڑکا نہیں ہوا تھا۔ کہا: اگر اللہ تعالیٰ مجھے لڑکا عطا فرمائے تو سوائے اس گدڑی کے جو پہنا ہوا ہوں جو کچھ میری ملک میں ہے فقیروں کو دے دوں گا۔ اتفاقاً لڑکا پیدا ہوا۔ شرط کے موافق فقیروں کے لئے دستر خوان بچھایا۔ چند سال کے بعد جب میں سفر شام سے واپس آیا اور اس دوست کے محلہ سے گزرا اور اس کی حال دریافت کی لوگوں نے کہا کوتوال کی حوالات میں ہے۔ میں نے پوچھا: کیا سبب جواب دیا اس کے لڑکے نے شراب پی اور لڑائی کی اور ایک کا خون بہا دیا اور شہر سے بھاگ گیا اسی سبب سے باپ کے گلے میں طوق ہے اور بیڑی پاؤں میں۔ میں نے کہا: اس مصیبت کو اس نے خدائے بزرگ و برتر سے دعا مانگ کر طلب کیا ہے۔

اے عقلمند مرد اور حاملہ عورتیں — اگر ولادت کے وقت سانپ جنیں
تو عقلمند کے پاس اس سے بہتر ہے — کہ نالائق بچے جنیں

باب ۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حکایات بوستان سعدی (تلخیص شدہ)

شہنشاہی کے سنہری اصول:

شیخ سعدیؒ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے مرتے وقت نوشیروان (کسریٰ ایران کے بادشاہوں کا لقب ہوتا تھا یہاں مراد نوشیروان ہے۔ ہرمز نوشیروان کا لڑکا ہے) نے ہرمز سے یہ کہا کہ فقیر کے دل کا نگہبان رہنا اور اپنے آرام کی فکر میں نہ پڑنا۔ اگر تو صرف اپنا آرام چاہے گا تو تیرے ملک میں کسی کو بھی آرام نہ ملے گا۔ کسی عقل مند کو یہ بات پسند نہ آئے گی کہ چرواہا (یعنی بادشاہ غفلت کرے اور ظالم ظلم کرتا پھرے) سویا ہوا اور بھیڑیا بکریوں میں ہو۔ محتاجوں اور فقراء کا خیال رکھنا اس لئے کہ بادشاہ رعیت کی وجہ سے ہی تاجدار ہوتا ہے کیونکہ بادشاہ کی مثال ایک درخت کی سی ہے اور عوام اس کی جڑ اور درخت جڑ سے ہی مضبوط بنتا ہے۔ جب تک ہو سکے مخلوق کی دل جوئی کرنا ان پر ظلم نہ کرنا اگر تو ایسا کرے گا تو سمجھو اپنا نقصان کرے گا۔ اگر تو سیدھا راستہ چاہتا ہے تو نیکوں کا راستہ امید (حدیث میں ہے کہ الایمان بین الخوف و الرجاء یعنی ایک مومن کی نشانی یہ ہے کہ وہ خدا کے عذاب سے ڈرتا رہے اور رحمت کا امیدوار رہو) اور خوف ہے اگر تو اپنے ملک میں نقصان سے ڈرتا ہے تو تجھے لوگوں پر ظلم وستم نہ کرنا چاہئے۔ اگر لوگوں کو تنگ کرے گا تو اس ملک میں آرام کی بو بھی نہیں پائے گا۔ اگر تو (ذمہ دار انسان کے لئے متعلقین کی رضا جوئی ضروری ہے) دوسروں کا پابند ہے تو لوگوں کی رضامندی کا خیال رکھ۔ ورنہ تو تنہا رہ جائے گا۔ کیونکہ ایسے بادشاہوں کی اپنی سرزمین میں کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ جہاں کی عوام اپنے بادشاہ سے تنگ اور پریشان نہ ہو۔ دلیر اور متکبر لوگ جو اللہ سے نہ ڈرتے ہیں ان سے ڈرنا۔ اگر ملک والوں کے دل کو خراب رکھے گا تو پھر ملک کو خواب میں ہی آباد دیکھے گا۔ عقلمند اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ظلم سے خرابی اور بدنامی ہوتی ہے۔ رعایا کو ظلم سے قتل نہ کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ وہ سلطنت کی پناہ اور کمر ہیں۔ تیری بھلائی اسی میں ہے کہ کاشتکار ظلم وستم کا شکار نہ ہوں۔ اس لئے کہ خوش دل مزدور زیادہ کام کرتا ہے جو تیرے ساتھ اکثر بھلائی کرتا ہو اس کے ساتھ برائی سے پیش آنا انسانیت کے خلاف ہے۔

خسرو کا شیرویہ کو نصیحت کرنا کہ ظلم سے دور رہ:

خسرو نے شیرویہ (شیرویہ خسرو پرویز کا لڑکا ہرمز کا پوتا نوشیروان کا پڑپوتا ہے۔ ویہ بمعنی مانند ہوتا ہے۔ نوشیرویہ کے معنی شیر کی مانند ہیں) سے کہا کہ جب اس کی غفلت اور لاپرواہی کی شکایت ملی کہ تو جس کام کی بھی نیت کرے بہترین سمجھ اور تدبیر سے رعایا کی بہتری کو مدنظر رکھنا تا کہ رعایا تجھ سے خوش رہ۔ رعایا ظلم سے دور بھاگتی ہے اور حاکم کا برا نام دنیا میں مشہور کر دیتی ہے اور جس عمارت کی بنیاد کمزور ہو وہ کبھی بھی مضبوط نہیں ہوتی۔ شیر (یعنی بیواؤں اور یتیموں کی آہیں سب کے لئے تباہ کن ہیں) اور تلوار چلانے والا خرابی کرتا ہے۔ وہ چراغ جو (یعنی ایک بیوہ کی آہ سے پورا شہر برباد ہو جاتا ہے) ایک بیوہ جلاتی ہے۔ تو نے اکثر دیکھا ہوگا کہ پورے شہر کو جلا دیتا ہے جو حکمران حق و انصاف سے حکومت کرے۔ دنیا میں اس سے زیادہ خوش نصیب کوئی نہیں اگر وہ مر بھی جائے تو لوگ اسے یاد رکھتے ہیں۔ اور اس کی قبر پر رحمتیں بھیجتے ہیں۔ ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے لیکن ان میں بہتر وہ ہے جس کا ذکر بھلائی سے کیا جائے۔ رعایا پر اللہ سے ڈرنے والے کو مقرر کر اس لئے کہ پرہیز گار شخص ملک کا معمار ہوتا ہے اور ایسے شخص کو مقرر کرنا جو مخلوق کو ستائے ان پر ظلم کرے، جس کی وجہ سے وہ اس کے لئے بدعا کریں وہ شخص تیرا بدخواہ اور مخلوق کے لئے خونخوار ہے۔ اگر بدوں کو پائے گا تو خود اپنی جان کا دشمن ہوگا۔ اپنے دشمن کو ایسی سزا نہ دے جس سے صرف اس کا مالی نقصان ہو بلکہ اس برائی کو جڑ سے ختم کردے۔ اگر کوئی حاکم ظلم کرتا ہے تو جتنی جلدی ہو سکے اسے اس ظلم سے روک بلکہ اسے ایسی سخت سزا دے کہ وہ آگے کے لئے مثال بن جائے۔ بھیڑیے کا سر پہلے ہی کاٹ دینا چاہئے اس سے پہلے کہ وہ لوگوں کی بھیڑ بکریاں پھاڑ ڈالے۔

تاجروں اور سیاحوں کی حفاظت

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ ایک تاجر شاہی لشکر کے ساتھ کہیں جا رہا تھا کہ راستے میں انہیں چوروں نے مسلح تھے گھیر لیا اور تاجر کو قیدی بنا لیا۔ اس وقت اس تاجر قیدی نے دوھائی دی جب ڈاکو (یعنی شاہی لشکر کے ہوتے ہوئے ڈاکوؤں کو جرات ہو تو پھر وہ لشکر اور عورتوں کی جماعت یکساں ہیں۔ بادشاہ کے ہوتے ہوئے تاجروں کو ستائیں تو سمجھو کہ اس شہر پر بھلائی کا دروازہ بند ہو گیا کیونکہ عقلمند لوگ اس جگہ نہیں جاتے جہاں برے رواج کی شہرت سن لیں۔ اے بادشاہ اگر تجھے نیک نامی اور پسندیدہ نیکی چاہیے تو

تجھے قاصدوں اور تاجروں سے بہتر معاملہ رکھنا چاہیے۔ وہ سلطنت تباہ ہو جاتی ہے جہاں سے مسافر رنجیدہ لوٹیں کیونکہ مسافر اور سیاح ہی نیک نامی دنیا میں پھیلاتے ہیں۔ مہمانوں اور مسافروں کی سلامتی تیری ذمہ داری ہے اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچی تو وہ تیری نیک نامی کا باعث ہرگز نہ ہوں گے۔

بادشاہ کیلئے تدبر اور حکمت سے کام لینا ضروری ہے:

ایک شخص دریائے عمان (عمان مشہور دریا ہے جس میں موتی بکثرت پیدا ہوتے ہیں یا دریائے شور کے کنارے ایک قصبہ ہے) سے آیا۔ جو جنگل اور دریا کا بہت سفر کئے ہوئے تھا۔ جس نے عرب، ترک، تاجیک اور روم کو دیکھا تھا۔ اس کے پاک نفس میں ہر جنس کے علوم تھے۔ جو دنیا گھومے ہوئے اور سمجھ کو جمع کئے ہوئے تھا۔

صورت میں تن آور اور درخت کی طرح قوی تھا لیکن بے سروسامانی کی وجہ سے سخت عاجز تھا۔ اس کے کپڑوں میں دوسو پیوند لگے ہوئے تھے۔ ان چیتھڑوں کے اور وہ درمیان میں جھلسا ہوا وہ دریا کے کنارے سے شہر میں آیا۔ یہاں کا بادشاہ بڑا نیک نام اور تدبر والا تھا۔ اس شخص نے بادشاہ سے ملنا چاہا تو بادشاہ کے خدمتگاروں نے اس کی تواضع کی اور نہلا دھلا کر اچھی پوشاک پہنا کر اسے بادشاہ کے دربار میں پیش کیا۔ جب اس نے بادشاہ کی چوکھٹ پر سر رکھا تعریف کرتے ہوئے سینے (بڑے لوگوں کے سامنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر بات کی جاتی تھی) پر ہاتھ رکھا میں نے اس سلطنت میں کوئی ایسی جگہ نہیں دیکھی جہاں لوگوں کو تکلیف یا رنجیدہ دیکھا ہو نہ کسی کو شراب سے مست دیکھا بلکہ مجھے سارے شراب خانے ویران دکھائی دیئے۔ بادشاہ کے لئے ملک کی یہی آراستگی کافی ہے کہ کسی کی تکلیف سے خوش نہ ہو۔ بادشاہ کو اس شخص کی گفتگو کا یہ حسن بہت پسند آیا۔ اس نے اسے پاس بلایا اور عزت بخشی اور انعام واکرام سے نوازا۔ پھر بادشاہ نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے بادشاہ کو اپنی سرگزشت سنائی۔ اپنے وطن کے بارے میں بادشاہ کو بتایا تو وہ بادشاہ سے قرب میں دوسروں سے بڑھ گیا۔ بادشاہ نے اپنے دل میں سوچا کہ ملک کی وزارت ایسے ہی شخص کے لائق ہے لیکن رفتہ رفتہ تاکہ مجلس والے میری رائے کی کمزوری پر نہ ہنسیں۔ پہلے اس کو عقل سے آزمانا چاہیے۔ پھر اس کے ہنر کو دیکھ کر اس کے مطابق اس کا مرتبہ بڑھانا چاہیے۔ جب قاضی غور سے دستاویزات لکھتا ہے تو اسے علماء سے شرمندگی نہیں اٹھانا پڑتی (غلطی کا امکان نہیں ہوتا) اس وقت تک سوچ لے جب تک تیر تیری چٹکی میں ہے۔ نہ اس وقت جب کہ تیر ہاتھ سے چھوڑ دے۔ اگر کوئی نیکی اور تمیز میں حضرت یوسفؑ کی طرح ہے تو اسے عزیز مصر بننے میں کافی سال لگیں گے جب تک بہت سا زمانہ نہ گزر جائے کسی کی گہرائی کو نہیں پہنچا جاسکتا۔ بادشاہ نے اس کے ہر قسم کے اخلاق کی تحقیق کی ۔وہ عقل مند پاکیزہ دین انسان تھا۔ اس کو نیک عادت روشن سمجھ بات کو تولنے والا اور انسانوں کے مرتبے کو پہچاننے والا اور اس کو رائے میں بڑوں سے بھی

بہتر اور زیادہ دیکھا تو اس کو داہنا وزیر بنا کر بٹھایا۔ وہ اپنی دانا اور جان کاری کام میں لایا کہ احکام میں کسی کا دل نہ توڑا وہ ملک کو اس طرح قابو میں لے آیا کہ اس سے کسی کو رنج نہ پہنچا۔ سب نکتہ چینوں کی زبان بند کر دی۔ اس لئے کہ اس کے قلم سے کسی کے لئے ایک حرف برا نہ نکلا۔ وہ حاسد جس نے اس کی ایک جو خیانت نہ دیکھی اس کے لئے گیہوں کی طرح تڑپنا مفید نہ ہوا۔ اس کے روشن دل سے بادشاہ نے نیا سایہ حاصل کیا۔ جس کی وجہ سے پرانا وزیر حسد میں مبتلا ہو گیا اس نے اس عقل مند میں کوئی خرابی نہ دیکھی جس میں وہ طعنہ زنی کر سکتا۔ امانت دار اور مخالف کی مثال طشت اور چیونٹی کی سی ہے جو اس میں طاقت سے سوراخ نہیں کر سکتی۔ بادشاہ کے دونو کر تھے جن کا چہرہ سورج کی طرح تھا۔ وہ ہمیشہ خدمت کے لئے سرہانے کمربستہ رہتے تھے۔ دونوں حور پری کی طرح پاکیزہ صورت تھے۔ جیسے چاند سورج تیسرے سے پاک (یعنی جیسے چاند سورج جیسا اور تیسرا کوئی نہیں ہے اس طرح ان دونوں جیسا تیسرا کوئی اور نہ تھا۔ دونوں اس قدر حسین تھے کہ ایک دوسرے پر فوقیت نہیں دی جاسکتی تھی اور ہر ایک کی نظیر صرف اس کے آئینے کی تصویر تھی کوئی دوسرا نہیں تھا۔ وزیر کی دانائی اور بات کی شیرینی نے ان دونوں کے اندر اثر کیا اور جب انہوں نے دیکھا کہ وزیر کے اوصاف اور اخلاق اچھے ہیں تو طبعاً اس کے خیر خواہ اور دوست ہو گئے۔

انسانی خواہش نے اس میں بھی اثر کیا لیکن ایسی خواہش نہیں جو نا عاقبت اندیشوں کو شر کے ساتھ ہوتی ہے۔ وزیر کو اس معاملے میں کچھ موقع ملا خباثت کی وجہ سے یہ معاملہ بادشاہ کے پاس لے گیا اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ نئے وزیر کا خادموں کی طرف رجحان ہے اور وہ خیانت کو پسند کرنے والا اور شہوت پرست ہے۔ پردیسی بے پرواہ زندگی بسر کرتے ہیں کیونکہ وہ اس ملک اور حکومت کے پلے ہوئے نہیں ہیں۔ ایسا بے حیا بے غیرت مناسب نہیں ہے۔ جو شاہی محل میں بدنامی لائے۔ یہ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا کہ شاہی نعمت کو فراموش کروں جو تباہی دیکھوں اس پر خاموش رہوں۔ محض خیال سے یہ بات جلد نہ کہہ سکا۔ بلکہ میں نے اس بات کا ذکر اس وقت تک نہ کیا جب تک خود یقین نہ آ گیا۔ میرے نوکروں میں سے ایک نے اپنی آنکھ سے یہ دیکھا ہے کہ نیا وزیر ان دونوں میں سے ایک کو بغل میں دبائے ہوئے تھا میں نے سب کچھ آپ کے آگے بیان کر دیا اب آپ کی جو رائے۔ میں نے تو ایسا ہی آزمایا اب آپ بھی آزمالیں برائی (یعنی وزیر نے ایسی برائی کی کہ وہ اس بدعا کا مستحق ہے) کے ساتھ واقع کی تفصیل بیان کی خدا کرے برے شخص کو نیک دن نصیب نہ ہو۔ دشمن نے جب برائی پر قابو پا لیا بڑوں کے دل کو آگ سے جلایا چنگاری (یعنی ابتداً فتنہ معمولی ہوتا ہے پھر بڑھتا ہے) سے آگ روشن کر سکتے ہیں۔ پھر پرانے درخت کو جلا سکتے ہیں۔

اس خبر نے بادشاہ کو ایسا گرم کیا کہ اس کو ایسا جوش (ہم نے اس مصرع میں منجل کا ترجمہ کیا ہے بعض نسخوں میں مرحل ہے جس کے معنی ہانڈی کے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”دو خصلتیں ہیں وہ مومن کے اندر جمع نہیں ہو سکتیں بخیلی اور بداخلاقی۔“ (بیہقی)

ہیں یعنی اس کے دماغ میں ہانڈی کا سا جوش) آیا۔ جیسا کہ سر پر درانتی چلی ہے۔ غصہ میں فقیر کے خون میں ہاتھ رنگنا چاہا لیکن بردباری نے آگے ہاتھ کر دیا کہ پالے ہوئے کو مارنا بہادری نہیں ہے۔ داد دہش کے بعد ظلم کرنا غلطی ہے۔ اپنے پروردہ کو مت ستا جب (یعنی جب تو نے اس کو قوی بنایا ہے تو اپنی قوت سے اسے ختم نہ کر) وہ تیر اتر کش سنبھالے ہوئے ہے تو اس کو تیر نہ مار۔ نعمت سے اس کو نہ پالنا چاہیے۔ جب تو ظلم سے اس کا خون پینا چاہتا ہے اس کے ہنروں (یعنی اس اجنبی کے ہنروں کا یقین کر کے اس کو وزیر بنایا ہے) کا جب تک تجھے یقین نہ ہو گیا وہ شاہی محل میں تیرا مصاحب نہ بنا۔ اب جب تک تجھے اس کی خطا کا یقین نہ ہو جائے دشمن کے کہنے سے اس کو نقصان نہ پہنچا۔ یہ سوچ کر بادشاہ نے اس راز کو پوشیدہ رکھا کیونکہ وہ داناؤں کی بات سنے ہوئے تھا کہ اے عقل مند دل راز کا قید خانہ ہے (یہ حکیموں کا قول ہے) جب تو کہہ چکا تو وہ زنجیر سے واپس نہیں آ سکتا۔ بادشاہ نے اپنے نئے وزیر کی پوشیدہ وہ برنگرانی کی اس نے دیکھا کہ وزیر اور پری چہرہ لڑکا تنہائی میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ اچانک ان دونوں میں سے ایک کی طرف دیکھا وہ پری چہرہ والا مسکرا دیا۔ ایسے دو شخص (جن دو شخصوں میں محبت ہوتی ہے ان کی نگاہیں گفتگو کر لیتی ہیں زبان خاموش رہتی ہے) کہ ان کی جان اور ہوش ایک ہوں آپس میں بات کر لیتے ہیں اور چپ رہتے ہیں حالانکہ چپکے دیکھنے والا سیراب نہیں ہوتا جیسا کہ استقاء کی بیماری والا دجلہ سے۔ یہ دیکھ کر بادشاہ کے لئے وزیر کے بارے میں بدی کا گمان یقینی ہو گیا۔ جنون اس پر غضب ناک ہو گیا۔ پھر بھی حسن تدبیر سے چپکے سے اس کو کہا کہ اے نیک نام میں نے تجھے عقل مند سمجھا۔ سلطنت کے رازوں پر امین بنایا میں نے تجھے عقلمند اور باہوش گمان کیا۔ تجھے بے حیا اور ناپسند نہ جانا ایسا بلند مرتبہ تیری جگہ نہیں ہے۔ یہ میری غلطی ہے اس میں تیری کوئی خطا نہیں ہے۔ جب میں ہی کسی بداصل کی پرورش کروں تو لامحالہ وہ میرے حرم میں خیانت روا رکھے گا۔ ساری بات سننے کے بعد اس وزیر نے سر اٹھایا اور قوم کے بادشاہ سے کہا کہ جب میرا دامن جرم سے پاک ہے مجھے دشمن کی خباثت کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میری طبیعت (یعنی ان دونوں غلاموں سے مجھے کوئی عشق ہے نہ ان میں سے کسی کو بغل میں لئے ہوئے تھا) میں ہرگز یہ خیال نہ گزرا تھا۔ نہ معلوم کس نے ایسی بات کہی جو مجھ پر نہیں گزری۔ بادشاہ نے بگڑ کر کہا کہ اے وزیر اب بہانے نہ تراش اور حجت بازی نہ کر یہ سن کر نئے وزیر نے مسکراتے ہوئے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ وہ تو جو کچھ کہے اس پر تعجب نہیں وہ حاسد جو اپنی جگہ مجھے دیکھ رہا ہو اس کی زبان پر بدی کے علاوہ میرے متعلق اور کیا آ سکتا ہے۔ میں نے اسے اس وقت ہی دشمن سمجھ لیا تھا جب بادشاہ نے اس کو میرے ماتحت بٹھا دیا تھا۔ جب بادشاہ نے مجھے اس پر فضیلت دے دی تھی لیکن بادشاہ نہ سمجھ تھا کہ وہ میرے درپے دشمن ہے۔ مجھے قیامت تک وہ آدمی دوست نہیں سمجھ سکتا جو یہ دیکھ رہا ہو کہ میری عزت میں اس کی ذلت ہے۔ اس پر میں تجھے ایک صحیح قصہ سناتا ہوں اگر ابتدا آپ خادم کی بات سنیں۔

ایک شخص نے خاص شیطان کو خواب میں دیکھا جو قد میں صنوبر کی طرح تھا اور جس کا چہرہ آفتاب کی طرح تھا۔ اس نے اس کو دیکھا اور کہا کہ اے چاند جیسے لوگوں کو تیرے حسن کی خبر نہیں ہے وہ تجھے خوفناک چہرہ والا سمجھتے ہیں۔ حمام میں (حماموں کی دیواروں پر بھیانک اور بدہیئت تصویریں منقش کرنے کا دستور تھا) بری تصویر بناتے ہیں۔ یہ سن کر ابلیس ہنسا اور اس نے کہا کہ وہ میری شکل نہیں ہے۔ لیکن قلم دشمن کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے ان کی جڑ (حضرت آدمؑ کو بہکا کر گیہوں کھلا دیا تھا اور جنت سے نکلوا دیا) بہشت سے اکھاڑ پھینکی ہے تو اب مجھے کینہ کی وجہ سے اچھا نہیں سمجھتے۔ میرا تو ویسا ہی بھلا نام ہے لیکن دشمن حسد کی وجہ سے اچھا نہیں کہتے۔ یہ قصہ سنانے کے بعد نئے وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ وہ وزیر جس کی آبرو میرے مرتبہ نے بہا دی ہے۔ اس کے مکر سے ایک فرسخ بھاگنا چاہیے۔ لیکن مجھے بادشاہ کے غصہ کی فکر نہیں ہے۔ بے قصور انسان بات کرنے میں بری ہوتا ہے۔ جب میرے قلم سے صحیح بات نکلی ہے تو مجھے سب نکتہ چینوں کا کیا غم ہے۔ جس کارکن نے معاملہ میں کھوٹ نہ کیا ہو تو وہ دفتر والوں کے دعوے سے نہیں ڈرتا۔ اگر محتسب چکر لگائے تو صرف اس کو فکر ہو گی۔ جس کے ترازو کے باٹ کم ہوں۔ بادشاہ اس کے بات کرنے سے حیران ہو گیا۔ حکمرانی کے ہاتھ پیٹنے لگا کہ مجرم مکاری اور زبان درازی سے جرم سے نہیں بچ سکتا جو اس نے کیا ہے میں نے صرف تیرے مخالف (یعنی میں نے صرف معزول وزیر کے کہنے سے یقین نہیں کیا بلکہ تیری حرکتوں کو خود دیکھا ہے) سے نہیں سنا ہے۔ کیا؟ میں نے اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا ہے کہ دربار میں اتنے لوگوں کے مجمع میں تیری نگاہ ان کے علاوہ کسی پر نہیں پڑتی۔ وزیر یہ سن کر ہنسا اور کہا کہ یہ بات سچی ہے۔ سچائی چھپانی نہیں چاہیے۔ اگر آپ سنیں تو اس میں ایک نقطہ ہے۔ خدا کرے آپ کی دانائی جاری اور حکومت قوی رہے کہ بادشاہ کو نظر نہیں آتا کہ بے طاقت فقیر مالدار کو حسرت سے دیکھتا ہے۔ میری جوانی کی طاقت جاتی رہی۔ جوانی کھیل کود میں ختم ہو گئی۔ ان کے دیکھنے سے میں نہیں رک سکتا اس لئے کہ وہ زینت اور حسن کے سرمایہ دار ہیں۔ میرا بھی کبھی پھول جیسا چہرہ تھا۔ حسن میں میرا جسم بھی بلور کی طرح تھا۔ اب (بڑھاپے میں بالوں کا گالا بن جانا اور بدن کا تکلے کی طرح ہو جانا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اب کفن کی تیاری کرو) اس انتہا پر مجھے یقین ہو گیا ہے اس لئے کہ میرے بال گالا اور بدن تکلا ہو گیا ہے۔ میرے بال بھی رات کی طرح کالے اور گھنگھریالے تھے۔ نزاکت کی وجہ سے قبا بدن پر تنگ تھی۔ دو طرف موتی منہ میں تھے۔ جیسے کہ چاندی کی اینٹوں کی دیوار کھڑی ہے۔ ان کو حسرت سے کیوں نہ دیکھوں اس لئے کہ مجھے اپنی تلف کردہ عمر یاد آ رہی ہے۔ وہ پیارے دن مجھ سے رخصت ہو گئے اچانک یہ دن بھی ختم ہو جائے گا۔ عقلمند (یعنی اس نئے نے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر خوش خلقی آدمی ہوتا تو خوبصورت آدمی ہوتا۔ (الکنز)

اس خوبصورتی سے انداموں کا جواب دیا کہ بادشاہ مطمئن ہو گیا) نے جب معنی کے ان موتیوں کو گوندھا اس نے کہا کہ اس سے بہتر کہنا ناممکن ہے۔ بادشاہ نے حکومت کے ذمہ داروں کو دیکھا کہ اس سے بہتر لفظ و معنی نہ چاہو (مخواہ کا خطاب ارکان دولت کی طرف ہے اور یہ صورت فارسی میں جائز ہے) ایسے شخص کو معشوق کا دیکھنا جائز ہے) جو اس خوبی سے عذر خواہی کرنا جانتا ہو۔ بادشاہ نے سوچا کہ اگر میں سمجھ کی وجہ سے آہستگی نہ برتتا تو اس کے دشمن کے کہنے پر اس کو مٹا دیتا۔ تیزی (بغیر سوچے تلوار چلانا افسوس کا باعث ہوتا ہے) میں جلدی سے تلوار کی طرف ہاتھ بڑھا دیتا۔ افسوس کے ہاتھ کی پشت کو دانتوں کی طرف لے جاتا ہے۔ صاحب غرض کی بات ہر گز نہ سننا چاہیے۔ اس لئے کہ اس پر کار بند رہ کر پشیمان ہونا پڑتا ہے۔ بادشاہ کے عقلمند وزیر کی تدبیر سے نیکی سے ملک میں اس کا نام پھیل گیا۔ انصاف اور شرافت سے سالوں حکومت کی۔ جب مر گیا تو اس کے بعد بھی اس کی نیک نامی باقی رہی) جو بادشاہت میں دینداری کی وجہ سے بازی لے گئے ہیں) بادشاہ دین پرور ہیں وہ دین کی طاقت سے حکومت کی بازی جیت لیتے ہیں۔

عادل بادشاہ کی سوچ:

ایک منصف بادشاہ کے پاس ایسی قبا تھی جس کے دونوں طرف استر تھا۔ کسی نے اس سے کہا کہ اے نیک دل بادشاہ چینی دیبا کی ایک قبا (ایسی قبا سلوا لے جس کا ابرا دیبا کا ہو) سلوا دے تو بادشاہ نے جواب دیا کہ یہاں تک تو پردہ پوشی اور آرام ہے اور اس کے آگے زیب و زینت ہے۔ میں خراج اس لئے وصول نہیں کرتا کہ اپنے لئے تخت و تاج کی زینت کروں اگر عورتوں کی طرح جسم پر جوڑا سجاؤں تو پھر بہادری سے دشمن کی مدافعت کب کر سکوں گا۔ مجھ میں بھی (میرا جی بھی عیش و عشرت کرنا چاہتا ہے مگر سرکاری خزانہ عوام کی ملکیت ہوتا ہے) سینکڑوں آرزوئیں اور خواہشیں ہیں لیکن خزانہ تنہا میرا نہیں ہے۔ خزانے لشکر کے لئے بھرے جاتے ہیں آراستگی اور زیور کے لئے نہیں وہ سپاہی جو بادشاہ سے خوش نہ ہو وہ مملکت کی سرحدوں کی حفاظت نہیں کرتا۔ جب دشمن (بادشاہ تو ٹیکس اسی لئے وصول کرتا ہے کہ اس کو لشکر پر خرچ کرے تاکہ سرحدیں دشمن سے محفوظ رہیں) اس سے گدھا اور بادشاہ خراج لے گیا۔ تو اس تخت و تاج میں تو کیا اقبال دیکھے گا۔ کمزور پر زور کرنا شرافت نہیں ہے۔ کمینہ پرور چیونٹی سے دانہ چھینتا ہے۔ رعایا ایک درخت ہے اگر تو اس کی پرورش کرے گا دوستوں کی خواہش کے مطابق پھل کھائے گا بے رحمی سے اس کی جڑ اور پھل نہ توڑ اس لئے کہ نادان کو خود اپنے اوپر افسوس کرنا پڑتا ہے۔ جوانی اور نصیبہ سے وہی لوگ پھل کھاتے ہیں جو ماتحتوں پر سختی نہیں کرتے۔ اگر کوئی کمزور گر پڑے تو خدا کے سامنے اس کی فریاد سے ڈر اگر ملک نرمی سے حاصل کر سکتا ہے تو لڑ کر ایک بال کی جڑ سے بھی خون نہ بہا۔ جوانی کی قسم کہ پورے روئے زمین کی بادشاہت مناسب نہیں جب خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر ٹپکے۔

جمشید بادشاہ کی وصیت:

مبارک طبیعت جمشید (جمشید مشہور بادشاہ ہے جس نے سینکڑوں سال بادشاہت کی پھر ضحاک کے ہاتھوں مارا گیا) نے ایک چشمہ کے پتھر پر کندہ کر دیا کہ اس چشمہ پر مجھ جیسے بہت سوں نے دم لیا جو پلک جھپکنے میں چلے گئے۔ میں نے دنیا بہادری اور زور سے حاصل کی لیکن اسے میں نے ساتھ قبر میں نہ لے جا سکا۔ جب کسی دشمن پر تجھے قابو حاصل ہو جائے تو اس کا خون اپنی گردن پر نہ لینا چاہئے بلکہ اس کے لئے غصہ ہی کافی ہے۔ زندہ پریشان دشمن تیرے چاروں طرف تیری گردن پر اس کے خون سے بہتر ہے۔

بادشاہ کے لئے پہچان ضروری ہے:

شیخ سعدی نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ دارا مبارک خاندان کا (دارا ایران کا مشہور بادشاہ تھا جو سکندر کی جنگ میں خود اپنے لشکر کے ہاتھوں مارا گیا) شکار کے روز اپنے لشکر سے جدا ہو گیا کہ اچانک بادشاہ کے آگے ایک چرواہا دوڑتا ہوا سامنے آیا۔ بادشاہ نے ترکش سے تیر نکال لیا جنگل میں دشمن کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس لئے کہ گھر میں تو پھول کانٹے سے پاک ہوتا ہے۔ خوف زدہ چرواہا چلایا کہ میں دشمن نہیں ہوں۔ مجھے مارنے کی کوشش نہ کر میں تو وہی ہوں جو بادشاہ کے گھوڑے پالتا ہوں۔ خدمت گزاری کے لئے اس گزرگاہ میں لایا ہوں۔ بادشاہ کا دھڑکتا دل اپنی جگہ پر آیا۔ وہ ہنسا اور کہا کہ اے بیوقوف تیری غیبی فرشتے نے مدد کر دی (سروش حضرات جبرائیل یا ہر پیغام لانے والے فرشتے کو کہا جاتا ہے) ورنہ میں تو چلہ کان کے برابر (جب کمان زہ کر لی جاتی ہے تو بس تیر چل ہی پڑتا ہے) کھینچ چکا تھا۔ چراگاہ کا نگہبان ہنسا اور اس نے کہا کہ یاروں سے نصیحت کو نہ چھپانا چاہیئے۔ یہ قابل تعریف تدبیر اور بہتر رائے نہیں ہے کہ بادشاہ دوست دشمن میں تمیز نہ کر سکے۔ سرداری میں جینے کی یہ شرط ہے کہ تو ہر ماتحت پہچانے کہ وہ کون ہے۔ تو نے مجھے بارہا دربار میں دیکھا ہے۔ گھوڑوں اور چراگاہ کے حالات معلوم کئے ہیں۔ اب اگر میں مہربانی سے تیرے سامنے آیا تو پھر تو مجھے دشمن سے ممتاز نہ کر سکا۔ اے نامور بادشاہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہزاروں گھوڑوں میں سے ایک گھوڑے کو نکال لاؤں۔ میں عقل اور سمجھ سے چرواہا پن کرتا ہوں۔ تو بھی اپنے ریوڑ کو قائم رکھ۔ اس سلطنت میں نقصان کا غم ہے جہاں بادشاہ کی تدبیر چرواہے سے بھی کم ہو۔

رعایا پر جو بھی ظلم ہے وہ بادشاہ کی طرف سے ہے:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ تو انصاف چاہنے والے کی فریاد کب سن سکتا ہے جب تیری خواب گاہ کا پردہ ساتویں آسمان (کیوان زحل ستارے کو کہتے ہیں اور وہ ساتویں آسمان پر ہے) پر ہو۔ ایسے آرام کہ یا نیندے کہ فریاد کان میں آ

سکے اگر کوئی انصاف چاہنے والا فریاد کرے۔ تیرے زمانے میں ظالم (بادشاہ کی غفلت سے اگر کسی ظالم کو ظلم کرنے کا موقع ملے تو یہ ظلم دراصل بادشاہ کی جانب سے ہے) سے کون نالاں ہے بلکہ ظالم جو ظلم کر رہا ہے وہ تیرا ظلم ہے۔ کتے نے قافلے کا دامن چاک نہیں کیا بلکہ اس بے وقوف کاشتکار نے جس نے کتا پالا ہے۔ اے سعدی بات کہنے میں تو دلیر ہے جب تلوار (یعنی جو نصیحتیں بھی کر سکتا ہے کر ڈال) تیرے ہاتھ میں ہے تو فتح کر جو کچھ تو جانتا ہے کر ڈال اس لئے کہ سچی بات کا کہنا بہتر ہے تو نہ رشوت خور ہے نہ فریب دہ زبان کو بند کر (اگر نصیحت نہیں کرنا چاہتا ہے تو پھر اپنی کتابوں سے حکمت کی باتیں دھو ڈال اور خاموش ہو ورنہ لالچ کو چھوڑ کر بے دریغ نصیحت کر) اور کتاب سے دانائی کو دھو ڈال۔ لالچ کو ختم کر دے اور پھر جو چاہے کہہ۔

مسکین کی فریاد:

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ عراق میں ایک بادشاہ کو معلوم ہوا کہ ایک مسکین محل کے نیچے کہہ رہا ہے کہ تو بھی کسی دروازے کا امیدوار ہے۔ لہٰذا دروازے پر پڑے ہوؤں کی امید پوری کر۔ دردمندوں کے دل کو فکر سے چھڑا تا کہ تیرا دل بھی دردمند نہ ہو۔ انصاف چاہنے والے کے دل کی پریشانی بادشاہ کو گدی سے اتار پھینکتی ہے تو دوپہر میں آرام سے سویا ہے۔ تو پردیسی سے کہہ دے کہ باہر گرمی سے جل۔ اس شخص کو خدا انصاف دیتا ہے جو بادشاہ سے انصاف نہ چاہ سکے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کی عوام پیروی:

شیخ سعدی فرماتے ہیں ایک بزرگ عمر ابن عبدالعزیز کا قصہ بیان کرتا ہے کہ اس کی انگوٹھی پر ایک نگ تھا جس کی قیمت لگانے سے جوہری بھی عاجز تھے۔ اس جہان کے روشن کرنے والے جسم کو تو رات میں کہے گا کہ وہ موتی چمک میں دن کی طرح ہے۔ اتفاقاً ایک خشک سال آیا کہ لوگوں کے لئے چودھویں رات کے چاند (لوگوں کے چودھویں کے چاند جیسے چہرے کمزور اور زرد ہو کر پہلی تاریخ کے چاند کی طرح ہو گئے) جیسا ہلال بن گیا۔ جب عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کی یہ حالت دیکھی کہ ان کو نہ آرام تھا نہ قوت۔ تو خود آرام کرنا حق نہ سمجھا۔ جب کوئی انسانوں کے منہ میں زہر دیکھ رہا ہو تو بہترین پانی اس کے حلق سے کیسے اتر سکتا ہے۔ اس نے حکم دیدیا کہ اس انگوٹھی کو اس نے چاندی کے عوض فروخت کر دیں اس کی نقدی ایک ہفتہ تک لٹائی۔ درویش اور مسکین اور محتاج کو دی۔ ملامت کرنے والوں نے (نگینہ فروخت کر کے خیرات کر دینے پر ملامت کرنے والوں نے کہا کہ اب ایسا نگینہ ہاتھ نہ آئے گا) اس کو طعنہ دیا کہ دوسرا اب اس جیسا ہاتھ نہ لگے گا تو اس نے جواب دیا۔ آنسوؤں کی بارش اس کے رخساروں پر شمع کے موم کی طرح بہہ رہی تھی کہ بادشاہ کے لئے زینت بڑی ہے۔ جب کسی بھی شہری کا دل کمزوری سے زخمی ہو میرے لئے بے نگ انگوٹھی مناسب ہے لیکن رعایا کا غمگین دل مناسب نہیں ہے۔ اس آدمی کا دل (اگر بادشاہ رعایا کی خاطر رات کو جاگے گا تو رعایا آرام سے سوئے گی) ٹھنڈا ہے جو مردوں اور عورتوں کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دے۔ ہنرمندوں نے اپنی خوشی میں دوسرے کے غم کی وجہ سے رغبت کی۔ مجھے یقین نہیں کہ فقیر آرام سے سو سکے۔ اگر بادشاہ تخت پر آرام سے سوئے اگر وزارات میں وہ جاگے تو لوگ آرام و راحت سے سو سکتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ عادت اور سید ھا راستہ اتابک ابوبکر بن سعد کو حاصل ہے کہ فارس میں کوئی بھی کسی فتنہ کا نشان نہیں دیکھتا۔ مجد دچاند جیسے چہرے والوں کے ایک پانچ شعر مجھے سننے میں بھلے معلوم ہوئے جو گذشتہ شب لوگ ایک مجلس میں پڑھ رہے تھے۔

طریقت خدمت خلق کے علاوہ کچھ نہیں:

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ پہلے بادشاہوں کی حکایتوں میں مذکور ہے کہ جب زنگی (اتابک خاندان کا شیراز کا دوسرا بادشاہ زنگی ہے جو ۵۱۰ میں مرا اس کے بعد اس کا بیٹا تھا کہ تخت نشین ہوا) نے تخت پر تکلہ جانشین ہوا اس کے زمانے میں (یعنی اس کی پہلی ایک خوبی اس کو دوسرے بادشاہوں پر فوقیت دے دیتی ہے) کوئی کسی سے ناخوش نہیں تھا۔ وہ بازی لے جاتا اگر اس میں صرف یہی ایک خصلت ہوتی۔

ایک بار اس نے ایک صاحب دل سے کہا میری بے نتیجہ عمر ضائع ہوئی جب حکومت اور ملک اور تخت ختم ہو جانے والی چیز ہے تو پھر دنیا سے فقیر کے علاوہ کوئی دولت نہیں لے گیا۔ میں چاہتا ہوں کہ عبادت کے گوشے میں بیٹھوں شاید (عمر کے باقی) کچھ دنوں میں کچھ حاصل کر لوں جب روشن دل عقلمند نے سنا تو غصہ سے بگڑ گیا کہ اے تکلہ بس مخلوق (اصل خلق اللہ کی خدمت ہے) کی خدمت کے علاوہ طریقت اور کچھ نہیں ہے۔ تا کہ تسبیح اور مصلے اور گدڑی میں تو اپنی بادشاہ کے تخت پر رہ اور پاکیزہ اخلاق کے ذریعہ درویش بنا رہ۔ سچائی اور ارادت پر کمربستہ رہ۔

بیہودہ باتوں اور ڈینگوں سے زبان روکے رکھ۔ طریقت میں عمل درکار ہے۔ دعوے نہیں کیونکہ بے عمل دعوے کی کوئی اصل نہیں۔ وہ بزرگ جو صفائی کی دولت رکھتے ہیں۔ قبا (یعنی شاہی لباس میں فقیری کرتے ہیں) کے نیچے ایسی ہی گدڑی چھپائے رکھتے ہیں۔

مخلوق خدا کا دشمن ہمارا دشمن ہے:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ملک شام کے اطراف میں ایک غار تھا جیسے خدادوست نام والے ایک شخص نے اپنا مسکن بنایا۔ اس کے صبر کی وجہ سے اس کے تاریک گوشے میں قناعت کے خزانے میں اس کا قدم جم گیا۔ اس زمانے کے بڑے لوگوں نے اس کے دروازے پر سر رکھا لیکن وہ لوگوں کے دروازے پر سر نہ جھکاتا تھا۔

خداشناس پاکباز تمنا کرتا ہے اپنے دل سے بھیک کی خواہش ترک کرنے

کی جب ہر لمحہ اس کو نفس کہے کہ دے تو ذلت کے ساتھ اس کو گانوں در گانوں پھراتا ہے۔ جس جگہ یہ خدا دوست مرد تھا وہاں ایک ظالم حاکم کی حکومت تھی۔ وہ حاکم جس کو کمزور پاتا طاقت سے اس کا پنجہ موڑ دیتا۔ وہ عالم کو تباہ کرنے والا' بے رحم' بے باک اور فنا کر دینے والا تھا۔ اس کی بدمزاجی سے سب کا منہ ترش تھا۔ بہت سے لوگ اس کے ظلم اور ذلت سے بچنے کے لئے بھاگ نکلے اور انہوں نے اس کا برا نام ملکوں میں مشہور کر دیا۔ کچھ لوگ مسکین اور زخمی دل رہ گئے۔ انہوں نے بھی خوف کی وجہ سے غائبانہ ملامت کرنا اختیار کر لیا۔ ظلم کا ہاتھ جس جگہ دراز ہوتا ہے اس جگہ کے لوگ خوشی اور راحت سے محروم ہی ہوتے ہیں۔ وہ حاکم بھی کبھی شیخ کے دیدار کو آتا تھا مگر وہ خدا دوست اس کی طرف دھیان نہ کرتا۔ ایک مرتبہ حاکم نے اس سے کہا کہ اے نیک بخت نفرت سے ہماری طرف منہ نہ پھیر تجھے معلوم ہے کہ مجھے تیرے ساتھ دوستی کا خیال ہے تو تجھے مجھ سے دشمنی کیوں ہے۔ میں یہ مانتا ہوں کہ میں تمام ملک کا سردار نہیں ہوں لیکن عزت میں کسی فقیر سے تو کم نہیں ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میرے ساتھ کسی سے بہتر معاملہ کر مگر میرے ساتھ ایسا برتاؤ تو کر جیسا ہر شخص سے کرتا ہے۔ عابد ہوشیار نے یہ بات سنی تو بگڑ گیا اور کہا کہ اے بادشاہ ہوش کر۔ تیرے وجود سے مخلوق کو پریشانی ہے اور میں مخلوق کی پریشانی پسند نہیں کرتا ہوں۔ جب تو میرے دوستوں کا دشمن ہے تو میں تجھے اپنا دوست نہیں سمجھتا۔ اگر یہ ہو بھی جائے کہ تیری میری دوستی ہو جائے لیکن خدا تو تجھے دشمن سمجھتا ہے۔ خدا سے دوستی رکھنے والے کی اگر لوگ کھال کے بھی ٹکڑے کر دیں تو وہ دوست کے دشمن کا دوست نہیں ہو سکتا۔ مجھے اس سنگدل کے سونے پر تعجب آتا ہے جس سے پورا شہر تنگ دل ہو کر سوئے۔ آگاہ! اگر شہر عقل اور ہوش رکھتا ہے تو احسان اور رحم پر کمر باندھ اور کوشش کر۔

صرف اپنا نہیں بلکہ سب کا غم رکھو:

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ ایک رات لوگوں کی آہ نے ایسی آگ لگائی کہ آدھا بغداد جل گیا۔ اس دھول اور دھوئیں میں ایک شخص ایسا بھی تھا جس نے شکر ادا کیا کہ میری دکان کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ ایک جہاں دیدہ نے جب اسے دیکھا تو کہا کہ اے ابوالہوس تجھے صرف اپنا ہی غم تھا۔ تجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ پورا شہر آگ سے جل جائے اگرچہ تیری سرائے کنارے پر ہو۔ جب لوگوں کو پیٹ پر پتھر باندھے دیکھے تو سنگ دل کے علاوہ کون معدہ بھر سکتا ہے۔ مالدار خود لقمہ لے کے کھا سکتا ہے جب وہ دیکھ رہا ہے کہ فقیر خون (خون کھانے سے مراد غم کھانا ہے) کھا رہا ہے۔ یہ نہ کہہ کہ تیری تیمارداری کرنے والا تندرست ہے۔ اس لئے کہ وہ بھی بیمار کی طرح پیچ و تاب میں ہے۔ نرم دل دوست جب منزل پر پہنچ جاتے ہیں تو وہ بھی نہیں سوتے کیونکہ بچھڑے ہوئے ابھی راستے میں ہیں۔ بادشاہوں کے دل پر بوجھ رہتا ہے جب وہ دیکھتے ہیں کہ لکڑہارے کا گدھا گارے میں پھنسا ہے۔ اگر کسی کے گھر میں کوئی نیک بخت ہے تو اس کے لئے سعدی کا ایک حرف کافی ہے۔ تیرے سمجھنے کے لئے یہ ہی کافی ہے کہ اگر کانٹے بوئے گا تو پھول ہرگز نہ کاٹے گا۔

حکومت چلانے کی کامیاب تدبیر:

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ مغرب کے ایک شہر (باختہ مغرب اور مشرق دونوں کے معنی میں آتا ہے) میں ایک شخص رہتا تھا جس کے دو بیٹے تھے۔ دونوں نہایت بہادر' متکبر اور ہاتھی جیسے۔ وہ بہترین تلوار باز خوبصورت اور عقل مند تھے۔ ان کے باپ نے ہمیشہ دونوں کو بارعب گھوڑ دوڑ کا شوقین اور جنگ جو پایا۔ اس شخص نے مرتے وقت اپنی زمین کے دو حصے کئے۔ ہر ایک لڑکے کو اس میں سے ایک حصہ دے دیا تا کہ زمین کی وجہ سے ان میں آپس میں سرکشی نہ کریں اور ان کی تلواریں آپس میں نہ اٹھیں۔ چند دن بعد اس شخص کا انتقال ہو گیا۔ موت نے امید کے راستے ڈھیلے کر دیئے۔ موت نے اس کے کام کے ہاتھ کو باندھ دیا۔ وہ مملکت دو بادشاہوں کے لئے ہو گئی۔ اس لئے کہ خزانہ اور سپاہی بے حد اور ان گنت تھے۔ اپنی رائے کے مطابق اپنی بھلائی کے لئے ہر ایک نے ایک راستہ اختیار کیا۔ ایک نے انصاف کیا تا کہ مال جمع کرے۔ ایک نے مہربانی کرنا اپنی عادت بنائی۔ روپیہ خرچ کیا اور غریبوں کی دیکھ بھال کی۔ رات کے لئے فقیروں کے لئے مسافر خانہ بنایا۔ روٹیاں بانٹیں اور لشکر کو نوازا۔ خزانے خالی کر ڈالے اور لشکر جمع کیا۔ جیسا کہ عیش کے وقت لوگ کرتے ہیں۔ گرد کی طرح خوشی کی آوازیں آسمانوں تک جاتی تھیں جیسا کہ ابوبکر سعد کے زمانے میں شیراز ہے (یعنی ابوبکر کے دور میں جس طرح خوشیاں مناتے ہیں اور جشنوں میں آوازیں آسمان تک پہنچتی ہیں) وہ نیک طبیعت' عقلمند بادشاہ ہے خدا کرے اس کی امید کی شاخ پھلے۔ اس نامور لڑکے کا قصہ سنو جو نیک قدم مبارک عادت تھا۔ ہر خاص و عام کی دلداری کا پابند۔ صبح و شام خدا کی تعریف کرنے والا۔ اس ملک میں روپے پیسے والا اطمینان سے سفر کرتا ہے۔ جہاں بادشاہ منصف اور فقیر پیٹ بھرا ہو۔ اس کے زمانے میں کسی کو کانٹا تو کیا پھول کی پتی بھی نہیں لگی۔ ملک کی تائید سے بڑوں پر برا بن گیا۔ بڑوں نے (یعنی بڑے بڑے سردار اس کی ہر تحریر پر سر تسلیم خم کرتے تھے) اس کی تحریر پر سر جھکایا۔

دوسرے (لڑکے) نے چاہا کہ تخت و تاج کو بڑھائے۔ اس نے کاشتکاروں پر ٹیکس کا اضافہ کر دیا۔ تاجروں کے مال میں لالچ کرنے لگا۔ اس بے چاروں کی جان پر ہلاکت ڈھائی۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ فقیروں کا دشمن تھا بلکہ حقیقتاً وہ خود اپنا دشمن تھا۔ اضافہ کی لالچ میں نہ خود کھایا نہ اپنے ہاتھ سے کسی کو دیا۔ مگر عقل مند جانتے ہیں کہ اس نے برا کیا۔ مکاری سے اس نے جب تک لشکر جمع کیا۔ تنگ آ کر لشکر ادھر ادھر ہو گیا۔ جب تاجروں کو معلوم ہوا کہ اس بے ہنر کے ملک میں ظلم ہے تو انہوں نے اس جگہ سے خرید و فروخت بند کر دی کھیتی نہ اگی تو رعایا جل بھن گئے۔ جب اس کے اقبال نے اس سے منہ پھیر لیا۔ لامحالہ دشمن اس پر قابو پا گیا۔ آسمان کی دشمنی نے

اس کی جڑ اور بنیاد اکھاڑ دی۔ دشمن کے گھوڑوں کے سموں نے اس کی سرزمین روند دی۔ وفاداری کس سے چاہے (یعنی جب خود غدار تھا تو دوسرے وفادار کیسے ہوتے) جب عہد پیمان توڑ ڈالے۔ ٹیکس کس سے وصول کرنے۔ جب کوئی کاشتکار بھاگ گئے وہ بدباطن بھلائی کی کیا امید رکھے جس کے پیچھے لگی ہوئی ہو۔ لفظ کن کے کاف میں (کن بمعنی ہوجا قرآن پاک میں ہے کہ حق تعالیٰ جب کسی چیز کو پیدا فرمانا چاہتا ہے تو لفظ کن فرمادیتا ہے اور وہ ہوجاتی ہے تو کن سے مراد ازل ہے اور کاف سے مراد ازل کا پہلا دن) جب اس کا نصیب اوندھا تھا۔ اس نے وہ نہ کیا جو نیکوں نے کرنے کو کہا۔ اس بھلے مانس کے لئے نیکوں نے کیا کہا۔ تو فائدہ اٹھا جب اس ظالم نے نہ اٹھایا۔ اس کا خیال غلط تھا اور اس کی تدبیر بھی کمزور تھی اس لئے کہ انصاف میں وہ تھا جو اس نے ظلم سے چاہا۔

فقیری اور بادشاہی:

شیخ سعدی فرماتے ہیں یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ سلطنت سے بڑھ کر کوئی رتبہ ہی نہیں ہے کیونکہ درویش کے ملک سے (ظاہری سلطنت تو زوال پذیر ہے اور درویش کو جو تسلیم و رضا کی دولت حاصل ہوتی ہے وہ ناقابل زوال ہے) بڑھ کر کوئی چیز قابل اطمینان نہیں ہے۔ ہلکے بوجھ والے (حدیث شریف میں ہے کہ ہلکے پھلکے نجات پاگئے اور بوجھ والے ہلاک ہوئے) تیز جاتے ہیں یہی سچ ہے اور صاحب دل یہی بات سنتے ہیں۔ خالی ہاتھ والا ایک روٹی کی طلب کرتا ہے جبکہ بادشاہ ملک کی بقدر غم کھاتا ہے۔ فقیر کو جب شام کی روٹی مل جاتی ہے تو وہ ایسے آرام سے سوتا ہے جیسے کہ شام کا بادشاہ۔ غم اور خوشی دونوں گزر جاتے ہیں۔ مرنے پر یہ دونوں چیزیں سر سے نکل جاتی ہیں۔ خواہ (یعنی مرنے کے بعد امیر و غریب یکساں ہیں) وہ ہو جس کے سر پر لوگوں نے تاج رکھا ہے۔ خواہ وہ ہو جس کی گردن پر ٹیکس واجب ہے۔ اگر کوئی بڑا زحل پر ہے اگر کوئی مفلس قید خانہ میں ہے اس وقت جب کہ موت دونوں کے سر پر لٹک پڑے ان میں سے ایک کو دوسرے سے پہچانا نہیں جاسکتا۔

انسانی کھوپڑی کی گفتگو:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے دجلہ کے کنارے ایک کھوپڑی پڑی تھی ایک عابد کا وہاں سے گزر ہوا اس نے کھوپڑی کو دیکھا تو وہ یوں لگا کہ کبھی میں حکمرانی کا دبدبہ رکھتی تھی۔ سر پر بڑائی کی ٹوپی رکھتی تھی۔ آسمان نے میری مدد اور فتح کی موافقت کی۔ حکومت کی طاقت سے میں نے عراق پر قبضہ کرلیا۔ مجھے لالچ (مجھے کرمان کے فتح کرنے کا خیال تھا کہ موت آگئی اور کیڑوں نے میرا سر کھالیا) تھا کہ کرمان کو بھی ہڑپ کرلوں اچانک کیڑوں نے میرا سر کھالیا ہوش کے کان سے غفلت کی روئی نکال تاکہ تیرے کان میں مردوں کی نصیحت آئے۔

برائی کا انجام برا ہے:

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک پہلوان کنویں میں گر پڑا جس کے ڈر سے نڈر بھی مادہ تھا۔ پہلوان نے لوگوں کا برا سوچنے کے علاوہ کچھ نہ دیکھا تھا۔ جب وہ کنویں میں گرا تو اس نے اپنے سے زیادہ عاجز کسی کو نہ دیکھا۔ وہ تمام رات کنویں میں پڑا روتا رہا اور چلاتا رہا لیکن کسی نے اس کی چیخ و پکار پر کان نہ دھرے۔ ایک شخص کا گزر جب کنویں پر سے ہوا اور اس نے پہلوان کو کنویں میں گرا دیکھا تو اس نے اس کے سر پر پتھر مارا اور کہا تو بھی کبھی کسی کی فریاد کو پہنچا تھا کہ آج فریاد کو پہنچنے والے کا خواہشمند ہے تو نے تو (یہ اس سے مذاق میں کہا ورنہ وہ تو ظالم تھا) تمام نیک آدمی کے بیچ کی شکایت کی تھی دیکھ لامحالہ تو نے کیا پھل پایا۔ تیری زخمی جان پر کون مرہم رکھے جبکہ تیرے لگائے ہوئے زخموں سے دل نالاں ہیں۔ تو ہمارے لئے راستے میں کنواں کھودتا تھا لامحالہ تو اوندھا کنویں میں گرا۔ دو آدمی خاص و عام کے لئے کنواں کھودتے ہیں ایک نیک طبیعت دوسرا بدنام۔ ایک اس لئے کہ پیاسے کا حلق تر کرے اور دوسرا اس لئے کہ لوگ سر کے بل اس میں گریں۔ اگر تو برا کرتا ہے تو نیکی کی توقع نہ رکھ۔ اس لئے کہ جھاؤ کبھی انگور کے پھل نہیں دیتا۔ جس شخص نے خزاں کے موسم میں جو بویا ہے تو کٹنے کے وقت وہ گیہوں حاصل نہیں کرے گا۔ تھور کے درخت کو تو اگر جان لگا کے پرورش کرے تو یہ نہ سمجھو کہ اس سے یہی کھائے گا۔ کنیر کی شاخ کھجور کا پھل نہ لائے گی۔ تو نے جو بویا ہے اسی کی توقع رکھ۔

ایک بزرگ کی حجاج کو نصیحت:

شیخ سعدی ایک نیک انسان کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے حجاج بن یوسف کی عزت نہ کی (حجاج بن یوسف ثقفی مشہور ظالم گورنر تھا) جس پر حجاج غضبناک ہوا۔ کچہری کے سپاہی کو گھور کر دیکھا کہ اس کے لئے چمڑا بچھائے اور اس پر ریتا (سر دربار اگر کسی کو قتل کیا جاتا تھا تو چمڑا بچھا کر اس پر ریتا پھیلا دیتے تھے۔ اس پر قتل کرتے تھے تاکہ خون ادھر نہ بہے) پھیلائے سعدی فرماتے ہیں کہ ظلم کے متلاشی کے پاس جب دلیل نہیں رہتی تو لڑائی کے لئے چہرہ میں غصہ بھرتا ہے۔

باخدا آدمی یہ سب دیکھ کر پہلے ہنسا اور پھر رویا۔ حجاج سنگدلی کے باوجود تعجب میں پڑ گیا۔ تو اس نے اس نیک مرد سے پوچھا کہ یہ ہنسنا اور پھر رونا کیسا؟ تو اس شخص نے کہا کہ زمانے کے ظلم سے روتا ہوں اس لئے کہ چار بے سہارا بچے رکھتا ہوں۔ خدائے پاک کی مہربانی سے ہنستا ہوں کہ مٹی میں مظلوم بن کر جا رہا ہوں۔ ظالم بن کر نہیں۔ کسی شخص نے حجاج سے کہا کہ اے مشہور بادشاہ نہ کہ اس بڈھے گنوار کے قتل سے ہاتھ اٹھا لے اس لئے کہ کچھ لوگ اسی کا سہارا رکھتے ہیں۔ سب کو یکبارگی مار ڈالنا (یعنی بچوں کا اس پر گزارہ ہے یہ مر جائے گا تو وہ سب مر جائیں گے) درست نہیں بڑائی اور درگزر اور بخشش کی عادت ڈال اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کا خیال کر۔ شاید تو اپنے ہی خاندان کا دشمن ہے (جو دوسرے خاندانوں پر ظلم کرتا ہے وہ دراصل اپنے خاندان کا دشمن ہے) کہ خاندانوں کے لئے بدی پسند کرتا ہے جبکہ دل تیرے داغوں سے زخمی ہیں۔ تو یہ نہ سمجھ کہ مرنے کے دن تیرے سامنے بھلائی آئے

گی۔ جو مظلوم نہیں سویا اس کی آہ سے ڈر اس کی صبح کے وقت دھوئیں سے ڈر تو نہیں ڈرتا کہ کوئی پاک باطن کسی رات میں سوز جگہ سے یارب کہے۔ غصہ میں اس نے حجاج پر ایسے ہاتھ پھینکے کہ حجاج کے دلیل کے ہاتھ باندھ دیئے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوا کہ شیطان نے برائی کی اور نیکی نہ دیکھی ناپاک بیج سے پاک پھل پیدا نہیں ہوسکتا۔ لڑتے وقت کسی کا پردہ چاک نہ کر اس لئے کہ تیرے بھی کچھ عیب پردے میں ہوں گے۔ شیر مردوں کو تخت نہ للکار جبکہ تو مکہ بازی میں بچوں سے بھی نہیں جیت سکتا۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ اس نے ایک نہ سنی اور اس کا خون بہادیا۔ اللہ کے حکم (یعنی اللہ کو یہی منظور تھا سو ہوا) سے بھاگنا کون جانتا ہے۔ وہ بزرگ اس رات اسی فکر میں سویا خواب میں اسی درویش کو دیکھا اور یہ کہتے سنا کہ حجاج مجھے تھوڑی دیر سے زیادہ سزا نہ دے سکا مگر اس پر قیامت تک کے لئے عذاب مسلط ہوگیا۔

باپ کی بیٹے کو نصیحت:

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ ایک شخص لڑکے کو نصیحت کررہا تھا کہ اے لڑکے! چھوٹوں پر ظلم نہ کر اس لئے کہ ایک روز کوئی بڑا تجھ سے بھی بھڑے گا۔ دیکھ اے کم عقل لڑکے تو نہیں ڈرتا کہ کسی روز چیتا تجھے پھاڑ ڈالے بچپن میں مجھے بھی پنجہ کا زور تھا۔ مجھ سے کمزوروں کا دل رنجیدہ تھا میں نے طاقتوروں کا ایک گھونسہ کھایا پھر بھی کمزوروں پر زور نہیں کیا۔

بادشاہ کو ظلم سے توبہ کرانے والا بزرگ:

شیخ سعدی بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کا قصہ بتاتے ہیں کہ اس بادشاہ کو نہرو (نہرو ایک قسم کا پھوڑا ہے جس کی جڑیں دھاگہ کی طرح بدن میں پھیل جاتی ہیں) کی بیماری نے تنکے کی طرح کردیا۔ بدن کی کمزوری نے اس کو اس حد تک عاجز کردیا کہ وہ کمتر لوگوں پر بھی حسد کرنے لگا۔ جیسا کہ شاہ (شطرنج) اگرچہ بساط پر نام آور ہے مگر جب کمزور پڑ جائے تو پیادہ سے بھی کم ہے۔ ایک ہم نشین نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ حضور کی عمر دراز ہو اس شہر میں ایک ایسا مبارک قدم انسان ہے کہ پرہیزگاروں میں بھی اس جیسے کم ہیں۔ لوگ اس کے سامنے (اس کی دعا سے فوراً مدعا حاصل ہوتا ہے) اپنی مشکلات نہیں لے گئے کہ دم بھر میں مدعا حاصل نہ ہوگیا ہو۔ اس بزرگ کو دعا کے واسطے یہاں بلالیجئے تاکہ آسمان سے زمین پر رحمت پہنچ جائے۔ بادشاہ نے اس تجویز سے اتفاق کیا۔ اور اس مبارک قدم بزرگ کو بلالیا اور اس سے کہا کہ اے ہوشمند میرے بارے میں دعا فرمادیجئے کہ میں سوئی کی طرح دھاگوں والی بیماری سے بندھا ہوا ہوں۔ جھکی کمر بڈھے نے یہ بات سنی اور سخت غصہ میں اس طرح بادشاہ سے مخاطب ہوا کہ خدا انصاف کرنے والے پر مہربان ہے بخشش کر اور خدا کی بخشش دیکھ میری دعا تیرے لئے کب مفید ہوگی جبکہ مظلوم قیدی تو کنویں (سخت قسم کے مجرموں کی کنویں میں بند کردیا جاتا تھا) اور قید میں ہیں۔ جب تو نے مخلوق پر بخشش نہیں کی تو دولت سے راحت کہاں دیکھ سکے گا۔ تجھے خطا (انسان کو پہلے تمام گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے پھر ہی کسی بزرگ کی دعا مفید ہوسکتی ہے) کا عذر کرنا چاہیے۔ پھر کسی نیک بزرگ سے دعا کرانی چاہئے۔ اس کی دعا تیری دستگیری کب کرسکتی ہے جبکہ مظلوموں کی بددعا تیرے درپے ہے۔ عجم کے بادشاہ نے یہ بات سنی تو پہلے تو غصہ اور شرمندگی سے بگڑ گیا پھر اپنے دل میں سوچا کہ میں رنجیدہ کیوں ہوتا ہوں درویش نے جو کچھ کہا ہے صحیح ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ جو بھی قید میں ہے اسے چھوڑ دیا جائے۔ اس کے بعد بزرگ نے دو رکعت نماز ادا کی عاجزی کا ہاتھ خدا کی طرف اٹھایا۔ اے آسمان کے بلند کرنے والے (یعنی ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی کہ وہ گناہوں کی وجہ سے مرض کی قید میں تھا اب اس کو اچھا کردے) اس کو تو نے جنگ میں گرفتار فرمایا صلح پر اس کو چھوڑ دے۔ ولی کے ہاتھ ابھی دعا کے لئے اٹھے تھے کہ پڑا ہوا بیمار اپنے پیروں پر کھڑا ہوگیا۔ تو یہ کہے گا (یعنی اس کو مرض سے نجات پاکر ایسی خوشی ہوئی کہ رقص طاؤسی کرنے لگا) کہ مور کی طرح خوشی سے اڑ جائے گا۔ اس نے حکم دے دیا کہ اس کے موتیوں کے خزانے کو لوگوں نے بزرگ کے پیروں اور سر پر نچھاور کردیا۔ باطل کی خاطر حق کو چھپانا نہ چاہیے۔ اس تمام خزانے سے اس نے دامن جھٹک دیا اور کہا نہرو کی جڑ کی طرف دوبارہ نہ جانا (دوبارہ ظلم وستم نہ کرنا ورنہ پھر مرض میں مبتلا ہوجائے گا۔) ایسا نہ ہو کہ دوبارہ نہرو سر ابھار لے۔ جب ایک بار تو گرچکا ہے تو اب اپنے پیروں کو سنبھال کہ دوبارہ جگہ سے نہ پھسلے۔

سعدی سے سن لے اور یہ سچی بات ہے کہ کوئی گر کر (یعنی ضروری نہیں کہ توبہ کرنے سے ہر بار معافی ہوجائے) ہر مرتبہ نہیں اٹھا کرتا۔

بادشاہ کی حسرت:

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ مصر میں ایک بڑا سردار جب انتقال کرگیا تو اس کے دل کو روشن کردینے والے چہرے سے اس کا حسن جاتا رہا۔ عقل مندوں نے اس کے مرنے پر ہاتھ کو کاٹا اس لئے کہ طلب میں موت سے بچاؤ کی کوئی دوا نہیں۔ تمام تخت اور ملک زوال کو قبول کرتے ہیں صرف اللہ ہی ہے جس کی حاکمیت اور ملک ہمیشہ رہنے والا ہے۔ جب اس کی زندگی کا دن رات کے قریب ہوا (یعنی اس کی موت کا وقت آ گیا) تو لوگوں نے سنا کہ وہ آہستہ سے کہتا تھا کہ میری طرح کا عزیز (مصر کے بادشاہ کو عزیز کہا جاتا تھا) مصر میں کوئی نہ تھا مگر میں نے دنیا جمع کی اس کا پھل نہ کھایا اور عاجزوں کی طرح اس دنیا سے جارہا ہوں۔ بہتر رائے والا وہی ہے جس نے دیا اور کھایا۔ دنیا اپنے لئے جمع کی (یعنی نیکیاں کرکے دنیا سے اپنا ذخیرہ آخرت میں جمع کیا)

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ اس میں کوشش کر جب تک وہ تیرے پاس ہے جو تجھ سے رہ جائے گا وہ (یعنی اس پر مرتے وقت افسوس ہوگا اور خدائی مواخذہ کا خوف ہوگا) افسوس ہے اور خوف جان گھلانے والے بستر پر آقا ایک ہاتھ سمیٹتا ہے۔ ایک (نزع کے وقت انسان عموماً ایک ہاتھ سکوڑتا ہے اور

دراز کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ سکوڑ کر ظلم و حرص سے ہاتھ کھینچے اور دراز کر کے بخشش کی طرف ہاتھ بڑھانے کا اشارہ کرتا ہے) پھیلاتا ہے اس وقت تجھے ہاتھ کے ذریعے دکھا رہا ہے۔ اس لئے کہ خوف نے اس کی زبان باندھ دی ہے۔ اس کا ایک ہاتھ تو دینے اور بخشش میں پھیلا اور دوسرا ہاتھ ظلم اور حرص سے کوتاہ ہوا۔ اب کہ تیرا ہاتھ ہے کوئی کانٹا (کسی کی مدد کر کے اس کی تکلیف دور کر) نکال۔ پھر کفن سے کب ہاتھ نکال سکے گا۔ کافی وقت ایسا ہوگا کہ چاند ستارے سورج چمکیں گے مگر تو قبر کے سرہانے سے سر نہ اٹھائے گا۔

زمانہ کی تیزی:

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ جب اپرسلان (ایپ ارسلان پیٹ بھرا شیر یہ قزل ارسلان کے باپ کا بھی نام ہے) کا انتقال ہوا تو اس کے لڑکے کے سر پر بادشاہت کا تاج رکھا گیا اور پچھلے بادشاہ کو تخت و تاج سے ہٹا کر قبر کے سپرد کر دیا گیا۔ نہ بیٹھنے کی جگہ (یعنی ایسی تنگ قبر جس میں نہ بیٹھنے کی گنجائش تھی نہ چلنے پھرنے کی) نہ ٹہلنے کی۔ بادشاہ کے انتقال کے دوسرے روز نیا بادشاہ گھڑ سواری کر رہا تھا کہ ایک شخص کی نظر اس پر پڑی تو اس نے کہا کہ کیا اوندھا ملک اور زمانہ ہے۔ کل بادشاہ مرا اور آج بیٹے کا پیر رکاب میں ہے۔ زمانہ کی گردش ایسی ہے۔ تیز رفتار بدعہد اور ناپائیدار جب بوڑھا اپنا زمانہ ختم کرتا ہے جوان دولت والا گہوارے سے سر اٹھاتا ہے۔ دنیا سے دل نہ لگا یہ بیگانہ ہے۔ گوجے کی طرح کہ ہر روز ایک گھر میں ہے ایسے دلبر کے ساتھ زندگی گزارنا مناسب نہیں جس کا شوہر ہر صبح نیا ہو۔ اس سال نیکی کر جب گانوں کا قبضہ میں ہے کیونکہ دوسرے سال گانوں کا مالک دوسرا ہوگا۔

ظالم بادشاہ کو ایک دیہاتی کی نصیحت:

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ غور (ایک علاقہ کا نام ہے یا ایک شہر کا غوری خاندان جو ہندوستان کا حکمران رہا ہے اسی طرف منسوب ہے) کے علاقہ میں ایک ظالم بادشاہ کی حکومت تھی۔ بادشاہ کا ظلم اتنا بڑھا ہوا تھا کہ وہ گانوں والوں کے گدھے زبردستی پکڑ لیتا تھا اور ان پر بھاری بوجھ لادتا اور ان کو چارہ بھی نہ دیتا تھا۔ دو ایک روز میں بے کھائے پیئے یہ گدھے مر جاتے تھے۔ جب زمانہ کسی کمینے کو بڑا بنا دیتا ہے تو وہ فقیر کے دل پر بار ڈالتا ہے۔ جب کسی خود پرست کی حویلی اونچی ہوتی ہے تو وہ پیشاب اور کوڑا نچلی چھت پر ڈالتا ہے۔

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ ایک بار یہ بادشاہ شکار کے ارادے سے باہر نکلا ایک شکار کے پیچھے دوڑتے ہوئے اپنے لشکر سے دور ہو گیا۔ اندھیرا پھیلنے اور اکیلا ہونے کی وجہ سے راستہ بھٹک گیا۔ ناکام ہو کر رات میں ایک گاؤں میں ڈیرا ڈال دیا۔ بادشاہ نے دیکھا کہ ایک کردی ہڈی ہاتھ میں لئے ایک طاقتور بوجھ لے جانے والے گدھے کو ہڈی سے اس برے طریقے سے مار رہا تھا گویا اس کی ہڈیاں توڑ دے۔ بادشاہ یہ دیکھ کر بگڑ گیا اور بولا اے جوان! اس بے زبان پر تیرا ظلم حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ کمزور پر زور آزمائی نہ کر اگر تجھ میں طاقت ہے تو خودنمائی نہ کر اس شخص نے بادشاہ کی یہ بات سن کر غصہ سے جواب دیا کہ میں نے یہ کام خواہ مخواہ نہیں کیا۔ جب تو اس بارے میں نہیں جانتا ہے تو اپنے کام سے کام رکھ۔ بہت سے آدمی (تجھے بظاہر ان کا کام غلط معلوم ہوگا لیکن غور سے دیکھے گا تو اس کام میں مصلحت نظر آئے گی) جو تیرے نزدیک معذور نہیں ہیں۔ اگر غور سے دیکھے گا تو مصلحت سے خالی نہیں ہیں۔ اس کی گفتگو بادشاہ پر گراں گزری بادشاہ نے پوچھا کہ تو اس ظلم میں کیا خوبی دیکھتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تو عقل سے بیگانہ ہے۔ وہ ہنسا کہ اے بے عقل ترک چپ رہ شاید خضر کا حال تیرے کان میں نہیں پڑا۔ خضر کو تو کوئی نہ دیوانہ کہتا ہے نہ مست۔ اس نے غریبوں کی کشتی کیوں توڑی تھی۔ اس مصلحت سے میں گدھے کو لنگڑا بنا رہا ہوں بادشاہ نے کہا کہ اے ظالم انسان! تجھے کیا معلوم کہ خضر نے ایسا کیوں کیا تھا۔ اس سمندر میں ایک ظالم انسان تھا جس کی وجہ سے جزیروں کے باشندے اس سے نالاں تھے۔ ایک دنیا اس کے ہاتھ دریا کی طرح متلاطم تھی تو خضر نے اس کشتی کو اس مصلحت سے توڑا کہ کہیں وہ کشتی ظالم سردار نہ پکڑ لے۔ سالم سامان دشمن کے ہاتھ جانے سے بہتر ہے کہ وہ شکستہ ہو۔ روشن باطن گاؤں والا یہ سن کر ہنسا اور بولا کہ پھر تو حق میرے ہاتھ میں ہے۔ میں اپنے گدھے کا پیر کسی نادانی کی وجہ سے نہیں توڑ رہا ہوں بلکہ مجھے اپنے ظالم بادشاہ کا خوف ہے اس جگہ لنگڑا رنجیدہ گدھا اس سے بہتر ہے کہ بادشاہ کے پاس بوجھ اٹھانے والا ہو۔ تو اسے کچھ نہیں کہتا جس نے کشتی پکڑی کہ اس نے قیامت تک کے لئے کیسی بدنامی حاصل کر لی۔ ایسے ملک اور حکومت پر تھو ہے جو اس نے چلائی کہ اس پر برائی قیامت تک کے لئے رہی۔ ظالم نے (ظالم سے کیونکہ ظلم کا بدلہ لیا جائے گا لہٰذا اس کا ظلم خود اپنے اوپر ہے) اپنے اوپر ظلم کیا نہ کہ غریب ماتحتوں پر۔ اس لئے کہ کل لذت اور ذلت کی اس محفل (یعنی میدان حشر) میں وہ چنگل سے اس کا گریبان پکڑے گا۔ گناہوں کا بوجھ اس کی گردن پر (مظلوم کے گناہ ظالم پر لادے جائیں گے) دھرے گا۔ کہ وہ اپنے کئے کی ذلت سے سر نہ اٹھائے گا۔ میں مانتا ہوں کہ آج گدھا اس کا بوجھ اٹھاتا ہے اس دن (قیامت کے روز) گدھے کا بوجھ وہ کیسے اٹھائے گا۔ اگر تو انصاف سے پوچھے تو بدنصیب وہ شخص ہے جس کے آرام سے دوسرے کو تکلیف ہے۔ یہی کچھ دن اس کی راحت کے ہوتے ہیں جس کی خوشی لوگوں کے رنج میں ہے۔ اگر وہ مردہ دل سو کر نہ اٹھے (سونے کے بعد زندہ نہ اٹھے) تو بہتر ہے جس وجہ سے لوگ آزردہ دل ہو کر سوئیں۔ بادشاہ نے یہ سب کچھ سنا مگر کچھ نہیں بولا اپنے گھوڑے کو باندھا اور زین کے نمدے پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ ساری رات پریشانی اور سوچ میں بادشاہ کو نیند نہ آئی جب مرغ سحر کی آواز اس کے کان میں آئی رات کی ساری پریشانی کو بھول گیا۔ سوار تمام رات بادشاہ کو ڈھونڈتے رہے تھے۔ صبح کو انہوں نے گھوڑے کی پیڑ پہچانی جب اس میدان میں انہوں نے گھوڑے اور بادشاہ کو دیکھا تو اس طرف دوڑ پڑے انہوں نے تعظیم میں سر زمین پر رکھ دیئے لشکر کی پٹار سے زمین سمندر بن گئی۔ بڑے لوگ بیٹھے اور انہوں نے دستر خوان طلب کیا۔ کھایا پیا اور محفل آراستہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن لوگوں کے اخلاق بُرے ہوں وہ جنت میں کبھی داخل نہ ہوں گے۔ (الترمذی وابن ماجہ)

کی جب بادشاہ کی طبیعت میں مستی کا جوش آیا تو اسے گذشتہ رات کا گانوں والا یاد آیا۔ اس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اسے پکڑ کر لے آئیں۔ سپاہی اسے پکڑ کر اور ہاتھ پاؤں باندھ کر بادشاہ کے تخت تک لے آئے۔ جب جلاد نے تیز تلوار سونتی تو وہ سمجھ گیا کہ اب اس کا آخری وقت آ پہنچا ہے۔ یہ سوچ کر اس کے جو دل میں آیا اس نے کہہ دیا۔ جیسے جب چاقو سر پر رکھا جاتا ہے قلم کی نوک تیز ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب انسان کے سر پر تلوار دھری جاتی ہے اور وہ زندگی سے مایوس ہو جاتا ہے تو اس کے جو دل میں آتی ہے کہہ جاتا ہے۔ وہ بھی غصہ سے گویا ہوا جس رات قبر میں سونا مقدر ہے گانوں میں وہ رات بسر نہیں ہو سکتی۔ تیری بے رحمی سے تمام عالم میں تیرے ظلم کا شہرہ ہے صرف میں ہی تیرے ظلم کے ہاتھ سے نالاں نہیں ہوں بلکہ تمام مخلوق تجھ سے پریشان ہے۔ ان تمام مخلوق میں سے ایک مجھے بھی مرا ہوا سمجھ۔ مجھے حیرت ہے کہ صرف میرا کہنا ہی تجھے گراں گزرا ہے اگر مار سکتا ہے تو سب کو مار ڈال۔ اگر میری بدگوئی تجھے گراں گزری ہے تو انصاف سے کام لے کر بدگوئی کی جڑ کو ختم کر دے۔ تیری تدبیر کا مقصد ظلم کو ختم کرنا ہونا چاہیے نہ کہ ایک بیچارے بے گناہ کو قتل کرنا۔ جب تو نے ظلم کیا ہے تو توقع نہ رکھ کہ تیرا نام جہاں میں نیکی سے پھیلے۔ میں نہیں سمجھتا تیری آنکھیں کیسے سوتی ہیں۔ جب تیرے ہاتھ کے ستائے ہوئے نہیں سوتے۔ سمجھ لے اس طرح بادشاہ قابل تعریف کب ہو سکتا ہے کہ لوگ صرف دربار میں ہی اس کی تعریف کریں اور پیٹھ پیچھے ملامت کریں۔ یہ سن کر بادشاہ غفلت کی سرمستی سے ہوش میں آیا۔ جس گاؤں میں اس کے نصیبہ نے (یعنی اس کو نصیحت حاصل ہوئی) بہتر دکھائی تو اس نے اس گاؤں کی سرداری اس گاؤں والے کو دے دی۔

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ تو عقل و اخلاق عالموں (انسان عالموں سے تو سیکھتا ہے لیکن اس قدر نہیں جس قدر عیب جو جاہل ہے اپنے حالات دشمن سے سنو اس لئے کہ دوست تو جو کچھ تم سے ہوتا ہے اس کی آنکھ کو بھاتا ہے تعریف کرنے والے دوست نہیں ہوا کرتے بلکہ وہ جو تمہاری برائی کی طرف تمہاری نشاندہی کریں خوش مزاج، میٹھی طبیعت والے دوست سے بہتر بدمزاج شخص بہتر سرزنش کرتا ہے تجھے اس سے بہتر کوئی نصیحت نہ کرے گا اور اگر تو سمجھدار ہے تو تجھے ایک اشارہ کافی ہے۔

خیر خواہ وہ ہے جو عیب بتادے:

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ جب مامون (مشہور عباسی خلیفہ ہارون الرشید کا بیٹا) کا دور آیا۔ مامون نے ایک چاند جیسے جسم والی لونڈی خریدی۔ جو حسن اور انداز میں یکتا تھی۔ چہرہ کے اعتبار سے آفتاب جسم کے لحاظ سے پھولوں کی شاخ کی طرح۔ عقل میں ایسی کہ عقل مندوں کو مات کر دے۔

عاشقوں کے خون میں انگلیاں (اس کے پوروں پر مہندی نہ تھی بلکہ عاشقوں کا خون تھا) ڈبوئے ہوئے۔ انگلیوں کے سروں فاصلہ ختم کو عنابی بنائے ہوئے اس کی عابد فریب ابرو پر نیل (سنگھار میں ابروؤں پر نیل کا خط کھینچا جاتا تھا) ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ آسمان پر دھنک کمان، خلوت کی رات میں اس حور کی نسل کی گڑیا نے شاید اپنے آپ کو مامون کے سپرد نہ کیا۔ تو وہ غصہ میں بھڑک اٹھا۔ چاہتا تھا کہ اس کے سر کو جوزا (جوزا آسمان کے بارہ برجوں میں سے ایک برج ہے جس کی شکل دو جڑواں انسانوں کی طرح بنائی جاتی ہے) کی طرح دو ٹکڑے کر دے۔ وہ بولی یہ سر موجود ہے تو چاہے تو اسے تیز تلوار سے اتار پھینک مگر میرے ساتھ سونا اور نشست برخاست کی کوشش نہ کر۔ مامون نے یہ سن کر اس سے پوچھا کہ میری کون سی عادت تجھے ناپسند آئی ہے۔ یا کسی نے تجھے کوئی تکلیف پہنچائی ہے جو تو انکار کرتی ہے۔ تو وہ بولی اگر میری بات سن کر تو مجھے مار بھی ڈالے اور میرا سر پھاڑ ڈالے مگر بات یہ ہے کہ مجھے تیرے منہ کی بدبو سے سخت تکلیف ہے۔ جنگ کا تیر اور ستم کی تلوار یکبارگی مارتی ہے مگر منہ کی بدبو پے در پے ختم کرتی ہے۔ نیک بخت بادشاہ نے یہ بات سنی تو پریشان ہو گیا اور اپنے اوپر سخت پیچ و تاب کھانے لگا وقتی طور پر اس کا دل رنجیدہ ہوا دوا اور خوشبو (گندہ ذہنی کا خوشبو سے علاج کیا اور غنچہ کی طرح معطر ہو گیا) لگائی تو غنچہ ہو گیا۔ اس نے پری چہرہ کو ہم نشین اور دوست بنا لیا کہ اس نے میرا عیب بتا دیا۔

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک تیرا خیر خواہ وہ ہے جو بتا دے کہ تیرے راستے میں فلاں کانٹا ہے۔ غلط راستے پر چلنا اور یہ کہنا کہ تو ٹھیک جا رہا ہے۔ پورا ستم اور بہت بڑا ظلم ہے۔ جب تک تیرے عیب تیرے سامنے نہ بتائے جائیں تو نادانی سے اپنے عیب کو بھی ہنر سمجھے گا۔ یہ مت کہہ شہد (شیریں ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اس شخص سے جو سقمونیا (یعنی جو شخص صفراوی امراض میں مبتلا ہے اس کو دوا سقمونیا استعمال کرنی چاہئے اس کے سامنے میٹھے کے فضائل بیان کرنے سے کوئی فائدہ نہیں) کے لائق ہے۔

ایک روز ایک دارو فروش نے کیا اچھی بات کہی کہ اگر تجھے شفا چاہئے تو کڑوی دوا پی جو معرفت کی چھلنی میں چھنی ہوئی ہو اور عبادت کے شہد میں ملی ہوئی ہو۔

ایک درویش کی حق گوئی:

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ ایک شخص بادشاہ کسی نیک مرد فقیر سے کسی بات پر برہم ہو گیا۔ اور اسے قید خانہ میں ڈلوا دیا۔ نیک مرد کے دوستوں نے اس سے چپکے سے کہا کہ تجھے یہ بات نہ کہنی چاہئے تھی تو نیک مرد نے جواب دیا کہ سچی بات کرنا عبادت ہے۔ میں قید خانہ سے نہیں ڈرتا کیونکہ یہ قید تھوڑی دیر کے لئے ہے۔ اسی وقت جبکہ یہ بات چپکے سے ہوئی مگر بادشاہ کو اس بات کا علم ہو گیا یہ سن کر ہنسا کہ یہ اس کا بیہودہ خیال (یعنی وہ سمجھ رہا ہے کہ میں اس کو چند دن کے لئے قید کر رہا ہوں میں تو اس کو حبس دوام کی سزا دی ہے) ہے وہ یہ نہیں جانتا کہ وہ جیل خانہ میں مرے گا۔ ایک غلام یہ پیغام درویش تک لے گیا۔ وہ بولا اے غلام بادشاہ سے کہہ دے کہ دنیا تھوڑی سی دیر سے زیادہ (یعنی میں یہ نہیں سمجھتا بلکہ میرے نزدیک تو دنیا ہی چند روزہ ہے اور درویشوں کے یہاں دنیا کا رنج و خوشی کوئی حقیقت نہیں رکھتا) نہیں ہے اگر تو دستگیری کرے تو میں خوش نہیں ہوں اگر تو سر قلم کرے تو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کی بدبختی اس میں ہے کہ وہ بداخلاق ہو۔ (ذکرہ الخرائطی وابن عساکر)

میرے دل میں غم نہ آئے گا۔ تیرے پاس اگر لشکر، حکم اور خزانہ ہے میرے پاس اگر بال بچے محرومی اور غم ہے جب ہم موت کے دروازے میں داخل ہوں گے ایک ہفتہ میں برابر (چند دن میں دونوں کا جسم یکساں طور پر گل سڑ کر برابر ہو جائے گا) ہو جائیں گے۔ اس چندروزہ دولت سے دل نہیں لگا۔ اپنا جسم آگ سے نہ جلا۔ تجھ سے پہلے لوگوں نے تجھ سے زیادہ جمع نہیں کیا بلکہ انہوں نے ظلم کر کے جہاں کو جلایا۔ اس طرح سے زندگی گزار کہ لوگ تیرا ذکر بھلائی سے کریں۔ جب تو مرے تو قبر پر لعنت نہ کریں۔ بری رسموں کا قانون نہیں بنانا چاہیے کہ لوگ ایسا قانون بنانے والے پر خدا کی پھٹکار بھیجیں۔ زبردست طاقت والے کا انجام بھی قبر ہے کہ قبر کی مٹی اسے زیر کرے گی۔

ظالم نے از روی جفا (روی از جفا کو از روئی جفا پڑھ کر ترجمہ کیا ہے اگر دل تنگ روی پڑھا جائے تو اس کے معنی ہوں گے وہ شخص جس کے چہرہ پر دل تنگی رونما ہو) حکم دیا کہ اس کی زبان گدی سے کھینچ لیں۔ درویش نے کہا تو نے جو حکم میرے بارے میں دیا اس سے مجھے کوئی خوف نہیں مجھے اپنے بے زبان ہو جانے کا بھی غم نہیں ہے۔ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ وہ بدون کیسے بھی جان (کیونکہ اللہ دلوں کی بات بھی جانتا ہے) جاتا ہے۔ مجھے بے نوائی برداشت کرنی پڑے خواہ ظلم اگر انجام بخیر ہو جائے تو کیا غم ہے۔ تیرا ماتم کا وقت (یعنی مرنے کا وقت جو در اصل ماتم کا وقت ہے وہ در اصل شادی کا وقت ہے) بھی شادی ہے۔ اگر تجھے بہتر خاتمہ میسر آ جائے۔

بوسیدہ ہڈیوں کی نصیحت:

ایک پہلوان کے مقدر میں روزی نہ تھی۔ اس کے شب و روز بڑی مشکل میں بسر ہوتے تھے۔ اپنا پیٹ پالنے کے لئے مٹی ڈھونے کا کام کرتا تھا۔ اس لئے کہ پہلوانی کے ذریعے روزی کمانا ناممکن ہے۔ زمانہ کی پریشانی سے ہمیشہ اس کا دل مشقت میں تھا اور جسم رنجیدہ رہتا تھا۔ کبھی اس کی جنگ بے باکی سے قتل کرنے والے زمانہ سے ہوتی اور کبھی نصیب کی وجہ سے اس کا منہ بنا ہوا ہوتا۔ کبھی لوگوں کے شیریں عیش کو دیکھنے سے اس کے گلے سے پانی کڑوا (لوگوں کے عیش و عشرت کو دیکھ کر اسے پانی بھی کڑوا لگتا تھا) اترتا۔ کبھی اپنے بگڑے کاموں سے روتا کہ کسی نے اس سے زیادہ سخت زندگی بسر کرنے والا دیکھا ہے؟ لوگ شہر مرغ اور حلوان کھاتے ہیں پر میری روٹی ساگ کا منہ بھی نہیں دیکھتی اگر تو انصاف سے پوچھے تو یہ بات اچھی نہیں ہے کہ میں تو ننگا ہوں اور بلی کے لئے پوستین (وہ ننگا تھا اور بلی کے بدن پر بال ہوتے ہیں) ہے۔ ہائے اگر آسمان کوئی ایسا راستہ بنا دیتا کہ کوئی خزانہ میرے ہاتھ میں ڈال دیتا۔ شاید کچھ دن میں دل کی حسرت نکال دیتا۔ اپنے پر سے محنت کی گرد جھاڑ دیتا۔

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ ایک روز وہ زمین کھود رہا تھا کہ اس میں سے ٹھوڑی کی بوسیدہ ہڈیاں ملیں۔ اس کا ہار (اس ٹھوڑی پر دانت جھڑ گئے تھے) مٹی میں ٹوٹا ہوا تھا اور دانتوں کے موتی گرے ہوئے تھے۔ اس کی بے زبان منہ ٹھوڑی نصیحت اور راز کی بات کہہ رہی تھی کہ اے خواجہ محرومی سے موافقت کر مٹی کے نیچے منہ کا یہی حال ہوتا ہے چاہے وہ شکر کھائے ہوا ہو یا خون دل پلتے ہوئے۔ زمانہ کی گردش کا غم نہ کر اس لئے کہ بسا اوقات زمانہ بے جا بھی گردش کرتا ہے۔ اسی وقت جب اس کے دل میں یہ خیال آیا غم نے اس کی طبیعت سے اپنا سامان ایک طرف رکھ دیا کہ اے بے راہ اور بے تدبیر اور بے ہوش نفس غم کا بوجھ برداشت کر اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال خواہ انسان سر پر بوجھ اٹھائے یا آسمان (مرتے وقت متکبر اور مزدور یکساں ہے) کی بلندی پر لیا جائے جس وقت موت کی وجہ سے اس کا حال دگرگوں ہوگا۔ دونوں چیزیں اس کی سر سے نکل جائیں گی غم اور خوشی ہمیشہ باقی نہیں رہتی مگر عمل کا بدلہ اور نیک نام باقی رہتا ہے۔ بخشش باقی رہتی ہے نہ تاج و تخت حکومت اور مرتبے اور لشکر پر بھروسہ نہ کر اس لئے کہ یہ چیزیں تو تجھ سے پہلے بھی تھیں اور تیرے بعد بھی رہیں گی۔ سونا نچھاور کر دے جب تجھے دنیا چھوڑ کر جانا ہے اس لئے کہ سعدی موتی نچھاور کرتا (یعنی اپنا کلام جو موتیوں کی طرح ہے) اگر وہ سونا نہیں رکھتا۔

اصول حکمرانی:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ جب تک تدبیر سے کام نکلے دشمن سے نرمی برتنا لڑائی سے بہتر ہے جب دشمن کو طاقت سے شکست نہ دی جاسکے تو انعام کے ذریعے فتنہ کا دروازہ بند کرنا چاہئے۔ اگر تجھے دشمن سے نقصان کا اندیشہ ہو تو احسان کے تعویذ سے اس کی زبان بندی کر دے دشمن کے لئے گھوکھر کے بجائے سونا بچھا دے۔ اس لئے کہ احسان تیز دانتوں کو کند کر دیتا ہے۔ تدبیر اور خوشامد کے ذریعہ دنیا سے فائدہ اٹھا۔ جب کوئی ہاتھ نہ کاٹا جاسکے تو اسے بوسہ دے۔ تدبیر سے وہ رستم بھی قید میں آجاتا ہے کہ جس کی کمند سے اسفندیار (اسفندیار ابن گشتاسپ کو مشہور پہلوان رستم نے ہلاک کر دیا تھا) نہ بچ سکا۔ موقع سے دشمن کی کھال کھینچ لینی چاہئے۔ پھر اس سے دوست کی طرح رعایت (یعنی دشمن پر فتح پانے کے بعد اس پر کرم کرنا چاہئے) پر بہت کم درجہ کے آدمی سے لڑنے سے بچ اس لئے کہ بسا اوقات میں نے قطرہ سے سیلاب بنتا دیکھا ہے۔ جب تک ہو سکے پیشانی پر گرہ نہ ڈال اس لئے کہ دشمن اگرچہ کمزور ہو اس کا دوست ہونا بہتر ہے۔ اس کا دشمن تازہ دم اور دوست زخمی ہوگا جس کے دشمن دوستوں سے زیادہ ہوں۔ اپنے سے زیادہ تعداد کے لشکر پر حملہ نہ کر اس لئے کہ انگلی نشانہ پر نہیں ماری جاسکتی۔ اگر تو لڑائی میں اس سے زیادہ قوی ہے تو کمزور پر زور کرنا بہادری نہیں ہے۔ اگر تو ہاتھی کے زور والا اور شیر کے پنجہ والا ہے تب بھی میرے نزدیک جنگ سے صلح بہتر ہے۔ اگر تمام تدبیروں سے ہاتھ عاجز آجائے تو تلوار پر ہاتھ لے جانا درست ہے۔ اگر دشمن صلح چاہتا ہے تو سر نہ موڑ اور اگر وہ لڑائی چاہے تو باگ نہ موڑ۔ اس لئے کہ اگر وہ لڑائی کا دروازہ نہ بند کرے گا تو تیرا مرتبہ اور ہیبت ایک ہزار گنا ہو جائے گا۔ اگر وہ لڑائی کا پیر رکاب میں لائے تو اللہ میدان حشر میں تجھ سے حساب نہ لیں گے۔ جب فتنہ سر اٹھائے تو جنگ کے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں کوئی شخص داخل نہ ہو سکے گا مگر حسن خلق کی وجہ سے۔ (مسلم)

لئے تیار رہ اس لئے کہ کینہ پرور پر مہربانی کرنا غلطی ہے جب تو مہربانی اور خوشی سے کسی سے گفتگو کرے گا تو اس کا غرور اور تکبر اور زیادہ ہو جائے گا۔ جب دشمن عاجزی کے ساتھ تیرے دروازے پر آئے تو دل سے کینہ اور سر سے غصہ نکال دے جب وہ امان چاہے کرم اختیار کر مگر اس کے مکر سے ڈرتا رہ۔ بوڑھوں کی تدبیر سے انحراف نہ کر اس لئے کہ پرانا آدمی تجربہ کار ہوتا ہے۔ جوان تلوار سے اور بوڑھے عقل سے کانسی کی دیوار اٹھا کر ڈال دیتے ہیں۔ لڑائی کے دوران میں بچاؤ کی جگہ (یعنی گھسنے سے پہلے نکلنے کی فکر کر) سوچ رکھ تجھے کیا معلوم کہ فتح کس کے حصہ میں آئے۔ جب تو دیکھے کہ لشکر ایک دوسرے سے جدا ہو گیا تو اپنی پیاری جان کو تنہا برباد نہ کر اگر تو کنارے پر ہے تو چل دینے کی کوشش کر اگر درمیان میں ہے تو دشمن کا لباس (تاکہ دشمن تجھے اپنا آدمی سمجھے) پہن لے۔ اگر تو ایک ہزار اور دشمن دو سو ہے جب رات ہو جائے تو دشمن کے ملک میں نہ ٹھہر اندھیری رات میں پچاس سوار کمین گاہ سے نکل کر پانچ سو سواروں کی طرح دبدبہ سے زمین ہلا دیتے ہیں اگر تو رات میں راستے طے کرنا چاہتا ہے تو پہلے کمین گاہوں سے بچاؤ کر لے۔ دونوں لشکروں کے درمیان جب لشکر ایک روزہ مسافت طے کرے تو اس کا طاقتور پنجہ ختم ہو جاتا ہے۔ تب آرام اٹھائے ہوئے تھکے ہوئے لشکر پر حملہ کر دے اس لئے کہ اس نادان نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ جب تو دشمن کو شکست دے دے پھر بھی جھنڈا نہ گرا تاکہ اس کے زخم دوبارہ نہ بھر جائیں۔ بھاگے ہوئے کے پیچھے زیادہ دور تک نہ دوڑ ایسا نہ ہو کہ تو اپنے لشکر سے دور ہو جائے۔ لڑائی کی گرد کی وجہ سے تو ہوا کو ابر کی طرح دیکھے گا تو وہ تجھے نیزے اور تلوار سے گھیر لیں گے۔ لشکر مال غنیمت کے پیچھے نہ پڑے کہ بادشاہ کی پشت (بادشاہ بے یار و مددگار رہ جائے) خالی رہ جائے۔ لشکر کے لئے بادشاہ کی حفاظت لڑائی کے میدان میں جنگ کرنے سے بہتر ہے۔ کوئی بہادر جب ایک مرتبہ بہادری دکھائے تو اس کی بہادری کی بقدر اس کا مرتبہ بڑھا دینا چاہئے۔ صلہ ملنے پر اس کی بہادری میں اضافہ ہو جائے گا۔ اور اگلی مرتبہ وہ جان دینے پر بھی آمادہ ہو جائے گا۔ اور یاجوج سے جنگ پر بھی نہ ڈرے گا۔ راحت کے وقت لشکر کو خوش رکھ تاکہ سختی کے وقت کام آئے۔ جنگی بہادروں کی اب دست بوسی کر لے نہ کہ اس وقت جب (صلح کے وقت سپاہیوں کی خاطر مدارت اخلاص پر مبنی ہو گی اور جنگ کے وقت خوشامد پر محمول ہو گی) دشمن نقارہ بجائے جس سپاہی کے پاس ساز و سامان ہی نہ ہو وہ جنگ میں مرنے پر کس طرح آمادہ ہو گا۔ اپنے ملک کی حفاظت لشکر کے ذریعے اور لشکر کی حفاظت مال کے ذریعے کر۔ بادشاہ کا دشمن پر غلبہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ جب اس کا لشکر آرام سے اور پیٹ بھرا ہوتا ہے یہ انصاف نہ ہو گا کہ لشکر سختی جھیلے کیونکہ وہ اپنے سر کی قیمت کھاتا ہے جب خزانے کو لشکر سے بچا کر رکھتا ہے تو اس کو تلوار کی طرف ہاتھ بڑھانا برا معلوم ہوتا ہے وہ لشکر جنگ کی صف میں کیا بہادری کرے گا جبکہ اس کا ہاتھ خالی ہو اور کام خراب ہو۔

انتظامی قواعد:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ دشمن سے جنگ کے لئے بہادروں کو بھیج۔ شیروں سے لڑنے کے لئے خونخوار شیروں کو بھیج۔ زمانہ دیکھے ہوؤں کی رائے کے مطابق کام کر۔ اس لئے کہ پرانا بھیڑیا شکار کا تجربہ رکھتا ہے۔ تلوار باز جوانوں سے (ناتجربہ کار بہانہ اس قدر خوفناک نہیں جس قدر کہ باتدبیر بوڑھا) نہ ڈر فنون کے جاننے والے بوڑھوں سے بچ۔ ہاتھی کو پچھاڑنے والے شیروں کو پکڑ لینے والے نوجوان بھی لومڑی کے حیلے نہیں جانتے۔ جہاندیدہ انسان عقل مند ہوتا ہے اس لئے کہ اس نے گرم و سرد بہت آزمایا ہے۔ ذہین اور عقلمند نوجوان بزرگوں کی بات سے سر نہیں موڑتے۔ اگر تجھے بچی ہوئی مملکت چاہیے تو بڑے کام نوجوانوں کے ہاتھ (کسی مملکت کا بہتر نظم جب ہی قائم ہو گا جب کہ نظم و ضبط بوڑھوں کے ہاتھ میں ہو) نہ دے۔ لشکر کا پیشوا اس شخص کے سوا کسی کو نہ بنا جو بہت سی لڑائیوں میں رہا ہو شکاری کتا چیتے سے منہ نہیں موڑتا لڑائی نہ دیکھا ہوا شیر لومڑی سے بھاگ جاتا ہے جب لڑکا شکار میں پلا ہوا گر اس کو جنگ پیش آ جائے تو وہ نہ ڈرے گا۔ کشتی شکار نشانہ بازی اور گیند سے جنگ جو انسان بہادر (کشتی گیری شکار بازی نشانہ بازی اور چوگاں بچوں میں بہادری پیدا کرتے ہیں) بن جاتا ہے۔ عیش اور زنا اور حمام میں پلا ہوا پریشان ہوتا ہے۔ جب لڑائی کا دروازہ کھلا دیکھتا ہے دو مرد اس کو زین پر بٹھائیں تو یہ ہو گا کہ اس کو بچہ بھی زمین پر پٹخ (اس قدر ناتجربہ کار ہے کہ دو آدمیوں کے سہارے گھوڑی کی زین پر بیٹھتا ہے تو بچہ بھی اس کو مارے گا) دے گا۔ لڑائی میں تو جس کی پشت دیکھے اس کو مار دے اگر دشمن نے اس کو نہیں (بھاگنے والا سپاہی لشکر کی تباہی کا باعث ہوتا ہے) مارا ایسے تلوار باز مرد سے ہیجڑا بہتر ہے جو کہ جنگ کے دن سر موڑ کر عورت کی طرح بھاگے۔

پہلوان کی اپنے بیٹے کو نصیحت:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار گرگیں (ایران کے ایک پہلوان کا نام ہے) نے اپنے لڑکے کو بلا کر یہ نصیحت کی کہ جب لڑائی کی کمان میان اور ترکش باندھا اگر تو عورتوں کی طرح بھاگنا چاہے تو مت جا۔ بہادروں کی آبروریزی نہ کر۔ وہ سوار جو لڑائی میں پشت دکھائے اس نے اپنے آپ کو ہی نہیں بلکہ بہادروں کو تباہ (بھاگنے والا سپاہی پورے لشکر کی تباہی کا باعث بنتا ہے) کرتا ہے۔ بہادری ان ہی دو دوستوں سے ہوتی ہے جو جنگ کے حلقوں میں پھنس جائیں۔ دو ہم جنس، ہم نوالہ ہم زبان جنگ کے درمیان میں جان سے کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے کہ تیر کے سامنے سے نکلنے سے شرم آتی ہے جب کہ بھائی دشمن کے پنجہ میں قیدی ہو جب تو دیکھے کہ دوست دوست نہ ہوں تو مال غنیمت کے بجائے پسپائی سمجھ۔ یعنی لشکریوں کی باہمی ناموافقت شکست کا سبب ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کی عمر زیادہ ہو اور اس کے ساتھ اس کے اخلاق بھی بہت اچھے ہوں۔ (مشکوٰۃ)

حکومت کی دو طاقتیں:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ اے کمزوروں کی پرورش کرنے والے بادشاہ دو آدمیوں کی پرورش کر۔ ایک طاقتور کی دوسرے راز دار (بادشاہ کو لشکر اور عقل مندوں کی پرورش کرنی چاہیے) کی کیونکہ ایسے لوگ ناموروں سے بازی لے جاتے ہیں جو عقل مند اور سپاہی کی پرورش کرتے ہیں جس نے قلم اور تلوار کی مشق نہ کی اگر وہ مرجائے تو اس پر ہائے کا نعرہ نہ لگا۔

انشاپرداز اور تلوار باز کی نگہداشت کر نہ کہ کونیٹے کی۔ اس لئے کہ عورت سے بہادری نہیں ہوسکتی انسانیت یہ نہیں ہے کہ تیرا دشمن سامان جنگ جمع کرنے میں لگا ہو اور تو ساقی اور ستار میں مدہوش ہو۔ بہت سے دولت مند بازی میں لگے رہے اور بازی کی وجہ سے اچانک دولت ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔

دشمن سے کبھی بے خوف نہ ہو:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ میں یہ نہیں کہتا کہ دشمن کی جنگ سے ڈر بلکہ صلح کے پیام سے اس سے زیادہ ڈر۔ بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے دن میں صلح کی آیت پڑھی مگر جب رات ہوئی تو سوتے ہوئے کے سر پر لشکر چڑھا دیا۔ بہادروں کو پچھاڑنے والے زرہ پہن کر سوتے ہیں۔ اس لئے کہ بستر عورتوں کی خوابگاہ ہے۔ بہادر انسان خیمہ میں گھر کی عورت کی طرح ننگے نہیں سوتے۔ (یعنی بہادر انسان جنگ کے خیمہ میں ہتھیار پہن کر سوتے ہیں عورتیں گھر میں ہتھیار سے ننگی سوتی ہیں) جنگ کی تیاری خفیہ طور پر کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ دشمن خفیہ طور پر حملہ کرتا ہے۔ واقف کار بہادروں کا کام احتیاط ہے۔ فوج کا اگلا حصہ لشکر گاہ کے لئے کانسی کی دیوار ہے۔

دشمن سے حفاظت کی تدبیر:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ دو کمزور دشمنوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا عقلمندی نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر دونوں آپس میں مشورہ کریں گے تو ان کا کوتاہ ہاتھ دراز ہو جائے گا۔ اس لئے ایک کو حیلہ میں مشغول رکھ دوسرے کے وجود سے ہلاکت پیدا کر۔ اگر کوئی دشمن لڑائی پر آمادہ ہو تو تدبیر کی تلوار سے اس کی خونریزی کر دے۔ جا اور اس کے دشمن سے دوستی (اگر تو دشمن سے دوستی کرلے تو تیرا دشمن خود بخود تنگ آجائے گا) کرلے تاکہ اس کے بدن پر کپڑا قید خانہ بن جائے جب دشمن کے لشکر میں اختلاف ہو تو اپنی تلوار کو میان میں رکھ لے کیونکہ جب بھیڑیئے ایک دوسرے کو ستانا پسند کریں تو ان میں بکری آرام سے رہتی ہے۔ جب دشمن دشمن کے ساتھ مشغول ہو تو دل کے آرام کے ساتھ (جب تیرا دشمن اپنے کسی دشمن سے برسرپیکار ہے تو تجھے اطمینان حاصل ہے) دوست کے ساتھ بیٹھ۔

نرمی کا ہتھیار بھی ضرور آزماؤ:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ جب تو لڑائی کی تلوار سونتے تو خفیہ طور پر صلح کے راستہ کی نگاہ رکھ۔ اس لئے کہ لشکر چیرنے والے خود کو پھاڑنے والے پوشیدہ طور پر صلح جوئی اور علی الاعلان جنگ (دانائی یہی ہے کہ حالات جنگ میں بھی صلح پر آمادہ رہنا چاہئے) کرتے ہیں۔ مرد میدان کی خفیہ طور پر دل جوئی کر ہوسکتا ہے کہ وہ گیند کی طرح آپ کے قدموں میں آپڑے۔ اگر دشمن کا کوئی سردار تیرے چنگل میں آجائے تو اس کو قتل کرنے میں تاخیر کرنی چاہئے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس لشکر کا بھی کوئی سردار کسی گھیرے میں گرفتار رہ جائے۔ اگر تو نے اس زخمی قیدی کو مار ڈالا تو پھر اپنے قیدی کو بھی (یعنی وہ بدلے میں تمہارا قیدی قتل کردے گا) نہ دیکھے گا۔ قیدیوں کی وہی دستگیری کرتا ہے جو خود قید میں گرفتار رہا ہو۔ اگر کوئی سردار تیرے حکم پر سر دھرے اگر تو اس سے اچھا معاملہ کرے گا تو دوسرا بھی سر دھرے گا اگر تو خفیہ طور پر دس دلوں کو ہاتھ میں لے لے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ سو بار شب خون مارے۔

یتیموں پر رحم کرو:

شیخ سعدیؒ یتیموں سے بھلائی کرنے کے باب میں بیان کرتے ہیں کہ جس کا باپ مرگیا ہو اس کے سر پر سایہ کر۔ اس کا غبار جھاڑ اور اس کا کانٹا نکال۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس کو کیا ہوا ہے کہ وہ سخت عاجز ہے۔ بے جڑ کا درخت کبھی تازہ (یتیم بچے کی مثال بے جڑ درخت کی سی ہے جو کبھی سرسبز و شاداب نہیں رہتا) نہیں ہوتا۔ جب تو کسی یتیم کو سامنے سر ڈالے دیکھے اپنے بچے کے رخسار پر بوسہ نہ دے۔ یتیم اگر روتا ہے اس کا ناز کون اٹھاتا ہے اگر وہ غصہ کرتا ہے اس کا بوجھ کون اٹھاتا ہے۔ خبردار وہ رونہ پڑے اس لئے کہ عرش عظیم لرزتا ہے۔ جب یتیم روتا ہے محبت سے اس کی آنکھ کے آنسو پونچھ دے۔ مہربانی سے اس کے چہرہ سے خاک جھاڑ دے۔ اگر اس کے سر سے اس کا سایہ (اس کا باپ مرگیا ہے) چلا گیا ہے تو اپنے سایہ میں اس کی پرورش کر۔ میرا سر اس وقت ایک بادشاہ کا سر تھا جب میں باپ کی گود میں سر رکھتا تھا اگر میرے جسم پر مکھی بیٹھتی تھی تو بہت سے آدمیوں کی طبیعت پریشان ہو جاتی تھی اب اگر مجھے قیدی بنا کر لے جائیں میرے دوستوں میں سے کوئی مددگار نہ ہوگا۔ بچوں کے درد کی مجھے خبر ہوگی اس لئے کہ بچپن میں میرے سر سے باپ کا سایہ چلا گیا تھا۔

خجند کے سردار کے سردار کو کسی خواب میں دیکھا جس نے ایک یتیم کے پیر سے کانٹا نکالا تھا۔ وہ باغیچوں میں ٹہلتا ہوا کہہ رہا تھا کہ اس کانٹے کی بدولت میرے اوپر کس قدر پھول کھلے ہیں جب تک ہوسکے تو رحم سے خالی نہ رہ۔ جب تو رحم کرے گا تجھ پر (حدیث شریف میں ہے کہ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والے تم پر رحم کریں گے) رحم کریں گے۔ جب تو احسان کر تو متکبر (اگر قدرت تجھے یہ موقع دے کہ تو دوسروں پر احسان کرسکے تو گھمنڈ نہ کر اس لئے کہ وہ تلوار جس سے دوسرے گھائل ہوئے ہیں اب بھی کھنچی ہوئی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین اخلاق انبیاء کے اخلاق ہیں۔ (درمنثور)

ہے) نہ بن کہ میں سردار ہوں اور دوسرا کمزور ہے۔ اگر اس کو زمانہ کی تلوار نے گرایا ہے اب کیا زمانہ کی تلوار کھینچی ہوئی نہیں ہے۔ جب تو ہزاروں دولت (مرتبہ) کو دغا دینے والے دیکھے تو اللہ کے انعام کا شکر ادا کر کہ بہت سے انسان تجھ سے امید رکھتے ہیں تو کسی کے ہاتھ سے امید نہیں رکھتا۔ میں نے پڑھا ہے کہ کرم سرداروں کی سیرت ہے۔ میں نے غلط کہا ہے یہ تو پیغمبروں کا (کرم سرداروں کی نہیں بلکہ پیغمبروں کی سیرت ہے) اخلاق ہے۔

انسانی ہمدردی:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ ایک ہفتہ تک کوئی مسافر حضرت خلیل اللہ کے مہمان خانہ میں نہ آیا۔ اپنی اس مبارک عادت کی وجہ سے وہ صبح کا کھانا نہیں کھاتے کہ شاید کوئی بیچارہ (روزمرہ صبح سے شام تک مہمان کے منتظر رہتے) راستہ سے آجائے۔ ایک روز باہر نکلے اور ہر طرف دیکھا کہ ایک شخص بید جیسا اکیلا جنگل میں چلا آرہا ہے اس کا سر اور بال بڑھاپے کی وجہ سے برف کی طرح سفید تھے۔

اسے دیکھا اس کی دلداری کے لئے خوش آمدید کہا اپنی سخیوں والی عادت کے مطابق کھانے کی دعوت دی کہ اے میری آنکھوں کی پتلی روٹی اور نمک کھا کر مہربانی کیجئے۔ اس نے دعوت قبول کی اور ساتھ چل دیا کیونکہ وہ ان کے اخلاق جانتا تھا (ان پر خدا کا سلام) خلیل اللہ کے مہمان خانے کے محافظوں نے بوڑھے کمزور کو عزت سے بٹھایا۔ اس کے آگے دستر خوان لگا دیا اور اس کے ساتھ خود بھی بیٹھ گئے۔ جب سب نے بسم اللہ شروع کی لیکن اس بوڑھے نے بسم اللہ نہ پڑھی۔ خلیل نے جب یہ دیکھا تو اس سے کہا کہ اے بڑی عمر کے بوڑھے میں تجھ میں بوڑھوں کا صدق اور سوز نہیں دیکھتا ہوں۔ کیا یہ ضروری نہیں کہ جس وقت تو کھانا کھلائے تو روزی دینے والے کا نام لے۔ بوڑھے نے کہا کہ میں تمہاری بات نہیں مانتا تمہارا راستہ برا ہے کیونکہ میں نے ایک آتش پرست پیر سے سنا ہے نیک شگون پیغمبر نے جان لیا کہ تباہ حال بوڑھا آتش پرست ہے۔ اس کو ذلت کے ساتھ نکال دیا۔ جب اس کو بیگانہ دیکھا اس لئے کہ پاک لوگوں کے پاس ناپاک برا ہوتا ہے۔ خدائے بزرگ کی جانب سے جلال کے ساتھ وحی آئی کہ اے خلیل میں نے سو سال تک اس کو روزی اور جان دی تجھے اس سے تھوڑی دیر کے لئے بھی نفرت ہوئی۔ اگر وہ آگ کے سامنے سجدہ کرتا ہے تو سخاوت کا ہاتھ کیوں پیچھے ہٹاتا ہے۔

عابد کی حکایت مکار بیباک کے ساتھ:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مفلوک الحال شخص ایک صاحب دل کے پاس آیا کہ میں دلدل میں بری طرح پھنس گیا ہوں کیونکہ ایک کمینہ کے دس درہم مجھ پر واجب ہیں جس میں ایک دانگ کا میرے دل پر دس من وزن ہے۔ اس کی وجہ سے میرا حال ساری رات پریشان رہتا ہے۔ اس نے باتوں سے میرا دل ایسا ہی زخمی کر دیا ہے جس طرح تقاضوں کی آمد و رفت میں دروازہ گھس گیا ہو۔ شاید خدا نے جب سے اس کو ماں نے جنا ہے ان دس درہموں کے علاوہ کچھ دیا ہی نہیں ہے وہ شخص دین کی کتاب کا الف بھی نہیں جانتا۔ لاینصرف کے باب کے علاوہ اس نے کچھ نہیں پڑھا ہے۔ سورج نے کسی دن بھی پہاڑ سے سر نہ ابھارا کہ اس دیوث نے دروازہ پر زنجیر نہ بجائی ہو۔ میں اسی فکر میں ہوں کہ کوئی سخی مجھے چاندی دے کر اس سنگ دل سے دستگیر کر دے بوڑھے مبارک طبیعت نے جب اس کی بات سنی تو اسے دو اشرفیاں دے دیں۔ وہ شخص خوشی خوشی تازہ رو ہو کر باہر آیا ایک شخص بولا اے شیخ آپ کو معلوم ہے کہ یہ کون ہے؟ اگر وہ مر جائے تو اس پر رونا (ایسا برا شخص ہے کہ اس کا مر جانا بہتر ہے) نہ چاہئے۔ یہ ایسا گداگر ہے کہ زشیر پرزین کسنا (زشیر پرزین کسنا بہت ہی چالاک شخص کا کام ہے) ہے۔ ابوزید کے سامنے (ابوزید مشہور شطرنج باز اور مکار شخص ہے) گھوڑا اور فرزین رکھ دیتا ہے۔ عبادت گزار یہ بات سن کر غصہ سے بولا کہ چپ رہ اگر وہی درست ہے جو میں نے خیال (یعنی وہ مقروض تھا) کیا ہے تو میں نے مخلوق سے اس کی آبرو بچا دی ہے۔ اگر اس نے بے حیائی اور مکاری کی ہے تو ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ میں افسوس کروں گا۔ اس لئے کہ ایسے مکار بیہودہ گو کے ہاتھ سے میں نے اپنی آبرو بچا لی ہے۔

ضرورت کے وقت کیلئے بچا کر رکھنا ضروری ہے:

گاؤں کی بی بی نے ایک لڑکی سے کیا بھلی بات کہی کہ مالداری کے زمانے میں تنگی کے وقت کے لئے کچھ رکھ دے۔ مشک اور ٹھلیا ہر وقت بھری رکھ۔ اس لئے کہ گاؤں میں ہر وقت نہر نہیں بہتی ہے۔ دنیا کے ذریعہ آخرت کو حاصل کیا جا سکتا ہے سونے سے دیو کا پنجہ (دیو سفید ایک دیو تھا جو جنگ میں رستم کے ہاتھوں مارا گیا) موڑا جا سکتا ہے خالی ہاتھ سے کوئی امید پوری نہیں ہوتی ہے سونے کے ذریعے تو سفید دیو کی آنکھ نکال سکتا ہے۔ اگر تو تنگ دست ہے تو یار کے سامنے نہ جا۔ اگر چاندی رکھتا ہے آ گ (یعنی اس کے گھر پر آ اور سونا چاندی لا کر خرچ کر) اور لا خالی ہاتھ حسینوں پر نہ ڈال کیونکہ بدون مال کے انسان کسی قابل نہیں اور اگر جو کچھ بھی تیرے پاس ہے ہتھیلی پر رکھ لے گا تو ضرورت کے وقت تیری ہتھیلی خالی ہوگی فقرا تیری کوشش سے کبھی قوی (گر اپنا سب کچھ فقیروں میں تقسیم کر دے گا تو فقیر مالدار نہ بنیں گے مگر تو فقیر بن جائے گا۔) نہ ہوں گے اور مجھے ڈر ہے کہ تو کمزور ہو جائے گا۔

ہمسائے کی ہمدردی:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بیوی نے اپنے شوہر سے شکایت کی کہ کوچے کے بنئے سے آٹا نہ خریدنا اس لئے کہ یہ تو گندم نما جو فروش ہے۔ گندم فروشوں کے بازار سے جا کر گندم لے کر آ اس کی دوکان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اس لیے بھیجا گیا ہوں تا کہ میں صالح اخلاق کو مکمل کروں۔'' (بخاری)

میں خریداروں کی وجہ سے نہیں بلکہ مکھیوں کے ہجوم کی وجہ سے ایک ایک ہفتہ کسی نے اس کا چہرہ (یعنی اس کی دوکان پر گاہک تو نظر نہیں آتا مکھیاں بھنکتی ہیں) نہیں دیکھا۔ اس نیازمند نے دلداری کے ساتھ بیوی سے کہا کہ اے گھر کی رونق اس دکاندار نے ہماری توقع پر یہاں دوکان لی ہے۔ اس کا نفع روکنا انسانیت نہیں ہے۔ نیک اور سچی لوگوں کی روش اختیار کر۔ جب تو کھڑا ہے کسی گرے ہوئے کا ہاتھ پکڑ نیک انسان بے رونق دوکان کے خریدار (کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس کے یہاں گاہک کم آتے ہیں لہٰذا انہی کے ذریعے اس کا بھلا ہو جائے) سنتے ہیں اگر تو سچی بات سننا چاہتی ہے تو سخی دل ہے۔ سخاوت شاہ مرداں حضرت علیؓ کا شیوہ ہے۔

نفلی عبادت سے مخلوق کو راحت پہنچانا افضل ہے:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حجاز کے راستے میں ہر قدم پر دو رکعت نماز پڑھتا خدا کے راستے میں اس قدر تیز چلنے والا کہ بیوی کے کانٹے (کیونکہ کانٹا نکالنے سے بھی سفر میں خلل پڑتا ہے) پیر سے نہ نکالتا تھا بالآخر طبیعت کو پریشان کرنے والے خیالات سے کسی وجہ سے اس کو اپنا کام اچھا معلوم ہوا۔ شیطان کی مکاری کی وجہ سے وہ غرور میں پھنس گیا کہ اس سے بہتر راستہ کوئی اور (شیطان نے اس کو یہ سمجھا دیا کہ وہ سب سے بہتر عبادت گزار ہے) نہیں چل سکتا۔ اگر رحمت حق اس کو نہ آلیتی تو غرور اس کا سر سیدھے راستے سے موڑ دیتا۔ ایک ہاتف نے غیب سے پکارا کہ اے نیک بخت مبارک طبیعت اگر تو نے عبادت کی ہے تو گھمنڈ نہ کر کہ تو کوئی تحفہ اس دربار میں لایا ہے۔ ایک دل کو احسان کے ذریعہ آرام پہنچانا ہر پڑاؤ پر ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے۔

عبادت وہی عبادت ہے جس میں دوسروں کا نقصان نہ ہو:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ کے سپاہی کی بیوی نے اپنے شوہر سے کہا کہ اے بابرکت اٹھ اور رزق کا دروازہ کھٹکھٹا۔ جا! تا کہ تجھے بھی دستر خوان سے حصہ دیں کیونکہ تیری اولاد مصیبت میں ہے۔ اس نے کہا کہ آج بادشاہ نے روزہ رکھا ہے لہٰذا آج اس کا باورچی خانہ ٹھنڈا ہوگا۔ فاقہ سے زخمی بیوی یہ سن کر بہت ناامید ہوئی۔ دل میں سوچا کہ بتا بادشاہ تجھے اس روزے سے کیا (جو روزہ فاقہ زدوں کے لئے مزید مصیبت کا سامان بنے وہ بے کار ہے) حاصل بلکہ اس کا روزہ نہ رکھنا ہمارے بچوں کی عید ہے۔ وہ روزہ خود جس کے ہاتھ سے بھلائی ہو دنیا پرست تمام عمر کے روزے رکھنے والے سے بہتر ہے۔ روزہ رکھنا اس کے لئے ٹھیک ہے جو کسی عاجز کو (روزہ کا ماحصل تو یہ ہونا چاہئے کہ اپنا دوپہر کا کھانا کسی دوسرے کو کھلا دے) دوپہر کی روٹی کھلائے ورنہ کیا ضرورت ہے کہ تو تکلیف اٹھائے۔ اپنے آپ سے ہی لے (روزے کی وجہ سے جو دوپہر کا کھانا بچے وہ خود ہی شام کو کھالے) اور خود ہی کھالے گوشہ نشین نادان کے خیالات کفر اور دین کا انجام یکساں کر دیتے ہیں ہیں۔ صفائی پانی میں بھی ہے اور آئینہ میں بھی لیکن صفائی (پانی کی صفائی آئینہ کی صفائی سے بدر جہا بہتر ہے۔ پانی کی صفائی دوسروں کے لئے مفید ہے تو عبادت وہی بھلی ہے جس سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچے) میں تمیز کرنی چاہئے۔

بے مثال سخاوت:

ایک شخص بہت زیادہ سخی تھا' اس کا روزینہ سخاوت کی بقدر نہ تھا۔ خدا کرے کوئی کمینہ مالدار نہ ہو۔ سخی کو کبھی تنگدستی نہ ہو۔ جس کی ہمت بلند ہوتی ہے اس کا مقصد بہت کم رسی میں پھنستا ہے۔ (کیونکہ اس کے مقاصد بھی بلند ہوتے ہیں تو وہ بہت کم حاصل ہوتے ہیں) جیسا کہ بہنے والا سیلاب کہ پہاڑ پر اونچائی پر (بلند ہمت انسان کی مثال پہاڑ کی سی ہے اور مقاصد بہنے والے سیلاب کی طرح ہیں) نہیں ٹھہرتا۔ وہ شخص دل کا اتنا غنی تھا کہ اپنے وسائل سے زیادہ سخاوت کرتا تھا اور اسی وجہ سے لامحالہ تنگ دست رہتا تھا ایک بار قید خانہ میں پڑے قیدی نے اسے مختصراً لکھا کہ اے نیک انجام مبارک طبیعت مجھے کچھ درہم دے کر میری مدد کرو کیونکہ میں چند دن سے قید میں پڑا ہوں اور بڑی تکلیف میں ہوں۔ جب یہ خط اسے ملا وہ شخص بڑا پریشان ہوا کیونکہ اس وقت اس کے پاس قیدی کو دینے کے لئے کچھ پاس نہ تھا۔ وہ اس کے لئے اپنی قیمتی سے قیمتی چیز خرچ کر ڈالتا مگر اس وقت اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ قید خانہ کے نگران کے پاس اس مرد خدا نے نگران بھیجا کہ اے ایک آزاد مرد کے بارے میں نیک نام لوگو کچھ دنوں کے لئے اس قیدی کے دامن سے ہاتھ (یعنی کچھ دن کے لئے اس کو قید سے آزاد کر دو) ہٹالو اور اگر وہ بھاگ جائے گا تو میں ذمہ دار ہوں وہ قید خانہ میں پہنچا اور قیدی سے کہا کہ اٹھ جتنا بھی بھاگ سکے اس شہر سے بھاگ جا۔ چڑیا جب پنجرہ کا دروازہ کھلا دیکھے تو اس کو ایک سانس کے لئے بھی قرار نہیں آتا۔ قیدی کو موقع ملا تو وہ فوراً وہاں سے فرار ہو گیا۔ قید خانہ کے نگران نے جب اسے وہاں موجود نہ پایا تو اس سخی کو گرفتار کر لیا کہ تو جرمانہ دے یا اس شخص کو لے کر آ۔ نیک مرد نے عاجزوں کی طرح قید خانہ کا راستہ لیا کیونکہ پنجرے سے بھاگا ہوا پرندہ پکڑا (یعنی قیدی کو تو اب وہ نہ لاسکتا تھا) نہیں جاسکتا۔

وہ کچھ دن قید خانہ میں رہا اپنے بارے میں نہ کسی کو سفارش کے لئے خط لکھا اور نہ فریاد کی۔ قید خانہ میں وہ بہت تکلیف میں تھا کئی راتوں سے وہ سویا نہیں تھا۔ وہاں سے ایک نیک آدمی کا گزر ہوا جب اس نے اس کی یہ حالت دیکھی تو اس سے کہا کہ میرا یہ خیال تو نہیں ہو سکتا کہ تو نے کسی کا مال مارا ہے پھر کیا معاملہ پیش آیا کہ تو قید خانہ میں ہے۔ اس نے کہا ہاں بابرکت سانس والے میں نے حیلہ گری سے کسی کا مال نہیں کھایا ہے میں نے ایک کمزور کو قید سے زخمی دیکھا میں نے اپنے عوض اسے قید سے رہائی

دلوادی۔ عقل کی رو سے مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ میں آرام سے رہوں اور دوسرا قیدی ہو۔ انجام کار وہ شخص قید کے دوران ہی مر گیا۔ مگر نیک نامی لے گیا۔ کیا خوب زندگی ہے کہ اس کا نام نہ مرا زندہ دل جسم مٹی کے نیچے سویا ہوا اس جہان سے بہتر ہے (ایک زندہ دل انسان مر کر بھی دنیا بھر کے زندہ مردہ دلوں سے بہتر ہے) جو زندہ مردہ دل ہو۔ زندہ دل ہرگز ہلاک نہیں ہوتا۔ زندہ دل جسم اگر مر جائے تو کیا مضائقہ ہے۔

اللہ کی مخلوق کیساتھ احسان کے معنی میں ایک واقعہ:

ایک شخص جنگل میں سے گزر رہا تھا کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو دیکھا جو زندگی کی آخری سانس لے رہا تھا۔ اسے کتے پر ترس آیا۔ اپنی ٹوپی کا ڈول بنا کر اپنی پگڑی کو اس میں رسی کی طرح باندھا اور کنویں میں سے پانی لا کر کمزور کتے کو تھوڑا سا پانی پلایا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس نیکی کے بدلہ اس کے سارے پچھلے گناہ معاف کر دیئے۔ خبردار اگر تو ظالم ہے تو ڈر۔ سخاوت کی عادت ڈال اور وفا کو پیشہ بنا کسی شخص نے کتے کے ساتھ نیکی کو بھی ضائع نہیں کیا۔ تو نیک انسان کے ساتھ بھلائی کب ضائع ہوگی۔ کرم کر جس پر بھی تیرے ہاتھ سے ہو سکے۔ خدا نے نیکی کا دروازہ کسی پر بند نہیں فرمایا ہے۔ اگر جنگل میں تیرا کنواں نہ ہو تو کسی زیارت گاہ میں (یعنی) اگر مسافروں کے لئے کنواں نہیں کھدوا سکتا تو کسی راہ گزر پر چراغ ہی جلا دے) چراغ ہی رکھ دے۔ خزانے میں سے بہت کچھ دے دینا اتنا نہیں ہے جتنا کہ مزدور کی جانب سے (تنگدست کو تھوڑا دینے پر جو ثواب مل جاتا ہے مال دار کو بہت کچھ خرچ کرنے پر بھی وہ نہیں ملتا) ایک دینار دینے پر طاقت کے مطابق ہر شخص بوجھ لے جاتا ہے چیونٹی کے آگے ٹڈی کی ٹانگ یا پیر بھاری ہے۔

اے نیک بخت تو مخلوق کے ساتھ بھلائی کرتا کہ کل کو خدا تجھ پر سخت گیری نہ کرے۔ اگر گر بھی پڑے تو قیدی (تجھ سے اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اللہ اس کو معاف کر دے گا) نہ رہے گا۔ نوکر کو تکلیف دہ حکم نہ دے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ حاکم بن جائے۔ جب تیری قدرت اور مرتبہ ہمیشگی کے ساتھ ہو۔ تب بھی عام فقیر انسان پر زور نہ کر۔ اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ مرتبہ اور قدرت والا ہو جائے۔ جیسا کہ پیادہ اچانک فرزیں) پیادہ اور فرزیں شطرنج کی دو مہروں کے نام ہیں بعض اوقات چالوں میں پیادہ فرزین بن جاتا ہے اور اس کو وزیر کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے) ہو جاتا ہے نصیحت سننے والے نیک ہیں۔ انسان میں کسی طرف سے کینہ نہیں ہوتا۔ کھلیان کا مالک تباہی کرتا ہے کہ بالیاں (سٹے) چننے والے پر ناراض ہوتا ہے اس سے نہیں ڈرتا کہ خدا مسکین کو دولت دے دے اس کے غم کا بوجھ اس کے دل پر رکھ دے۔ بہت سے طاقت ور ہیں کہ وہ سخت ہیں بہت سے گرے ہوؤں کے نصیب نے مدد کی۔ کمزوروں کا دل نہ توڑنا چاہئے یہ نہ ہو کہ کسی دن وہ خود کمزور ہو جائے۔

حالات کی گردش:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک درویش بھکاری نے ایک تاجر کے سامنے دست سوال دراز کیا جو مزاج اور سیاہ دل نے اس کو نہ دینار دیا نہ پیسہ بلکہ بے عقلی سے اس پر غصہ سے چیخ پڑا۔ اور اس سے سخت بدسلوکی کا معاملہ کیا کہ اس بھکاری کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس کا دل اس کے ظلم سے خون ہو گیا۔ غم سے سر ابھارا اور بولا ہائے تعجب ہے کہ مالدار اس وقت ترش رو کیوں۔ شاید وہ بھیک کی کڑواہٹ سے نہیں ڈرتا۔ کوتاہ نظر نے اپنے نوکر سے ذلت اور پوری بھڑکی کے ساتھ اس کو نکال دیا۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ خدا کا شکر نہ کرنے کی وجہ سے اس سے زمانہ برگشتہ ہو گیا۔ اس کی بزرگی نے تباہی میں سر دھڑ عطارد نے سیاہی میں قلم (عطارد ایک سیارہ کا نام ہے جو آسمان کا منشی کہلاتا ہے) رکھا۔ بدبختی نے اس کو لہسن کی طرح ننگا کر بٹھایا۔ نہ اس کا ساز و سامان رہا نہ بوجھ لادنے والا۔ تقدیر نے اس کے سر پر فاقہ کی خاک اڑائی۔ بازی گر کی طرح اس کی تھیلی اور ہاتھ (بازی گر اپنے کرتب سے روپے اور تھیلیاں دکھاتا ہے لیکن انجام کار اس کے پاس کچھ نہیں رہتا) صاف ہو گیا۔ اس کی حالت دگرگوں ہو گئی اس کے بعد جب اس کی تباہی پر ایک زمانہ گزر گیا اس کا غلام ایک سخی سے ملا جو دل اور ہاتھ کا مالدار اور روشن طبیعت تھا۔ پریشان حال مسکین کو دیکھ کر اس طرح خوش ہوتا تھا کہ جیسے مسکین مال کو دیکھ کر۔ ایک رات ایک شخص نے اس کے دروازے پر صدا لگائی۔ سختی جھیلنے کی وجہ سے اس کے قدم سست تھے۔ رحم دل نے اپنے نوکر کو حکم دیا کہ تھکے ہوئے کو خوش کر دے۔ جب وہ دسترخوان (جب وہ فقیر کو روٹی دینے گیا تو چیخ مار کر رونے لگا) سے حصہ اس کے پاس لے گیا اس نے بے خود ہو کر نعرہ مارا۔ جب مالک کے پاس لوٹ کر آیا تو مالک نے اس کے چہرے کے آنسو دیکھ کر وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ میرا دل سخت بے چین ہو گیا۔ اس پریشان حال بوڑھے کا احوال سن کر۔ اس لئے کہ آپ سے پہلے میں اسی شخص کا غلام تھا جو کہ جائیدادوں زمین اور چاندی کا مالک تھا۔ اب عزت اور ناز کا ہاتھ اس سے کوتاہ ہو گیا۔ تو سوال کا ہاتھ دروازوں پر پھیلاتا ہے وہ ہنسا اور بولا اے لڑکے یہ ظلم نہیں ہے زمانہ کی گردش کا کسی پر ظلم نہیں ہے کیا یہ وہی بدنصیب تاجر نہیں ہے جو تکبر کی وجہ سے آسمان پر سر رکھتا تھا اور میں وہی ہوں کہ جسے اس روز اس نے مجھے دروازے سے نکلوا دیا تھا۔ اب زمانہ نے اس کو میرے زمانہ میں پہنچا دیا ہے۔ آسمان نے دوبارہ میری طرف دیکھا اور میرے چہرے سے غم کی گرد دھوئی۔ خدا اگر کسی مصلحت سے کوئی دروازہ بند کرتا ہے تو اپنے فضل و کرم سے دوسرا دروازہ کھول دیتا ہے۔ بہت سے بے سروسامان مفلس ہیں جو پیٹ بھرے ہو گئے اور بہت سے مالداروں کا کام درہم برہم ہو گیا۔

کمزوروں پر رحم کھاؤ:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار نیک مردوں کی سیرت میں اگر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہ میں تمہیں خبر دوں اہل جہنم کے بارے میں؟ ابو ہریرہ نے کہا جی ہاں فرمایا کہ ہر تند خو بداخلاق متکبر ہے" (بیہقی)

تو نیک مرد اور نیک چلن ہے۔ ایک بار شبلی (ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں جو حضرت جنید بغدادی کے خلیفہ تھے) گندم فروش کی دوکان سے گیہوں کا بورا کندھے پر رکھ کر گاؤں میں لے گئے۔ اچانک ان کی نظر غلہ میں ایک چیونٹی پر پڑی جو پریشان ہر طرف سے دوڑ رہی تھی۔ اس پر شفقت کی وجہ سے رات بھر (اس چیونٹی کی پریشانی اور بے چینی دیکھ کر بے چین ہو گئے) نہ سو سکے۔ صبح اس کو اس کے ٹھکانے پر واپس لائے اور بولے! انسانیت نہ ہو گی کہ اس پریشان چیونٹی کو اس کی جگہ سے (یعنی) چیونٹی کو جگہ سے بے جگہ کرنا انسانیت نہیں ہے) پریشان کروں۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ پریشان لوگوں کے دل کو مطمئن کرنا تا کہ تجھے اطمینان ہو۔ پاک نسل فردوسی (شاہنامہ کو مصنف مشہور شاعر ہے) نے کیا اچھا کہا ہے خدا اس کی قبر پر رحمت نازل کرے۔ اس چیونٹی کو نہ ستا جو ایک دانہ کھینچنے والی ہے اس لئے کہ وہ بھی جان رکھتی ہے اور پیاری جان اچھی ہے۔ وہ سیاہ باطن اور سنگ دل ہے جو یہ چاہے کہ کوئی چیونٹی بھی تنگ دل ہو۔ طاقت کا ہاتھ کمزوروں کے سر پر نہ مار کہ کسی دن چیونٹی کی طرح اس کے پاؤں میں آئے۔ شمع نے پروانے کے حال پر ترس نہ کھایا دیکھ مجمع میں (یہ شمع کا پگھلنا اس کی بے رحمی کی وجہ سے ہے) کیسی جلی میں مانتا ہوں کہ بہت سے تجھ سے کمزور ہیں آخر کوئی تو تجھ سے زیادہ طاقت ور ہے۔

احسان کے ذریعے دلوں کا شکار:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ راستے میں ایک نوجوان میرے سامنے آیا جس کے پیچھے اس کی بکری بھاگی چلی آرہی تھی۔ میں نے اسے کہا کہ یہ بکری جو تیرے پیچھے چلی آرہی ہے وہ اس رسی اور بندش کی وجہ سے آئی ہے یہ سن کر اس نے بکری کا پٹا اور زنجیر کھول دی تو اس نے دائیں اور بائیں طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ راستہ پر اسی طرح اس کے پیچھے دوڑ رہی تھی اس لئے کہ اس شخص کے ہاتھ سے جو اور خوید (خوید بوزن دوید ہے جو کہ سبز چارے کو کہا جاتا ہے) کھائے ہوئے تھی۔ جب وہ کھیل کود سے اپنی جگہ واپس لوٹا مجھے دیکھا اور بولا اے صاحب رائے رسی اس کو میرے ساتھ نہیں لے کر چلتی بلکہ احسان اس کے گلے کی رسی ہے مہربانی جو مست ہاتھی نے دیکھی ہے فیل بان پر (فیل بان چونکہ ہاتھی پر احسان کرتا اس لئے وہ مستی کی حالت میں بھی اس پر حملہ نہیں کرتا ہے) حملہ نہیں کرتا ہے۔ اے نیک مرد بدوں پر مہربانی کر کتا جب تیری روٹی کھاتا ہے تو تیری حفاظت کرتا ہے۔ اس شخص پر چیتے کے دانت کوذ ہو جاتے ہیں جس کے پنیر پر (چیتے کو پنیر کھلا کر ہلاک کیا جاتا ہے) وہ دو دن زبان مل دیتا ہے۔

دوسروں کو کھلانے والے بنو:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے جنگل میں ایک لومڑی کو بے ہاتھ پاؤں کے دیکھا وہ خدا کی کاریگری اور مہربانی پر حیران رہ گیا کہ وہ زندگی کیسے بسر کرتی ہے۔ ایسے ہاتھ پاؤں ہوتے ہوئے کہاں سے کھاتی ہے۔ فقیر دیوانہ وار اسی سوچ میں تھا کہ اس نے دیکھا کہ ایک شیر ایک گیدڑ کو پنجہ میں دبائے آیا اور اسے کھانا شروع کیا۔ جب سیر ہو کر کھا چکا تو بچا ہوا گوشت اس لومڑی نے پیٹ بھر کر کھا لیا۔ دوسرے دن بھی یہی اتفاق ہوا کہ روزی پہنچانے والے نے اس دن کی خوراک اس کو پہنچا دی یہ واقعہ دیکھ کر وہ شخص بہت متاثر ہوا۔ خدا پر یقین اس کا ایسا پکا ہوا سوچنے لگا کہ اگر میں بھی چیونٹی کی طرح ایک گوشہ میں بیٹھ جاؤں گا تو دینے والا مجھے غیب سے روزی بھیج دے گا اس لئے کہ ہاتھی بھی اپنی طاقت کے بل پر روزی نہیں کھاتے۔ تھوڑے دنوں تک ٹھوڑی گریبان میں ڈالے رکھی اور ہاتھ پہ ہاتھ دھر کر بیٹھ گیا مگر اس کا غم نہ غیر نے کیا نہ کسی دوست نے۔ اس کی رگیں اور ہڈیاں اور کھال ستار (یعنی وہ سوکھ کر ستار کی طرح بن گیا) کی طرح ہو گئیں جب ضعف کی وجہ سے اس کا صبر اور ہوش نہیں رہا دیوار کی محراب سے اس کے کان میں آیا کہ اے کمینہ جا اور پھاڑنے والا شیر بن جا۔ اپنے آپ کو لومڑی کی طرح نہ ڈال۔ ایسی کوشش کر کہ شیر کی طرح تجھ سے بچ رہے۔ لومڑی کی طرح بچے ہوئے سے کیوں پیٹ بھرتا ہے۔ جس کی گردن شیروں کی طرح موٹی ہے۔ اگر وہ لومڑی کی طرح پڑا رہے۔ تو کتا اس سے بہتر ہے پنجہ میں لا اور دوسروں کو کھلا دوسروں کے بچے ہوؤں پر کان نہ دھر۔ جب تک ہو سکے اپنے بازوؤں کے ذریعے کھا۔ جب تک تیری کوشش تیری ترازو (ترازو سے مراد بازو ہے یعنی جب تک تیرے بازو میں قوت ہے) میں ہے مردوں کی طرح تکلیف اٹھا اور آرام پہنچا لوگوں کی محنت کی کمائی ہیجڑا کھاتا ہے۔ اے نصیحت قبول کرنے والے جا اور دستگیری کر نہ کہ اپنے آپ کو گرا دے کہ میری دستگیری اس بندہ خدا کی مہربانی ہے جس کے وجود سے مخلوق کو راحت ہے۔ جس سر میں بھیجا ہے وہ کرم اختیار کرتا ہے کم ہمت لوگ بے گیری کا چھلکا ہیں دونوں جہان میں وہ نیکی دیکھتا ہے جو خلق خدا کو نیکی پہنچاتا ہے۔

بخیل عابد کا قصہ:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ ایک روم کے اطراف میں ایک پاک طبیعت حق شناس شخص رہتا ہے تو میں اور چند سیاح اس سالک کی زیارت کا قصد کر کے چل پڑے۔ جب اس کے پاس پہنچے تو اس نے ہر ایک کے سر آنکھ اور ہاتھ کو بوسہ دیا۔ روکار اور عزت سے بٹھایا اور خود بھی بیٹھ گیا۔ میں نے اس کا سونا، کھیتی، نوکر اور سامان دیکھا لیکن ایسا (مالدار تھا لیکن بے پھل کے درخت کی طرح) بے مروت، جیسے بے پھل کا درخت وہ اخلاق اور مہربانی میں تو بہت تیز انسان تھا لیکن اس کا چولہا (یعنی مہمانوں کے لئے اس چولہے پر بھی کھانا نہ پکتا تھا) بہت ٹھنڈا تھا۔ اس کو تمام رات سکون اور نیند نہ آئی تسبیح و تحلیل کی وجہ سے اور ہمیں نیند کی وجہ سے صبح کو اس نے کمر کسی اور دروازہ کھولا اور گذشتہ رات کی سی مہربانی

شروع کی ایک شہر میں لطیفہ گو خوش طبع مسافر اس سرزمین میں ہمارے ساتھ تھا۔ اس نے میزبان سے کہا کہ ہمیں بوسہ نصیحت کے ساتھ (نصیحت بوسہ کی باکا اگر نقطہ بول کر اوپر دو نقطے کر دیئے جائیں تو توشتہ بن جائے گا) دیجیئے اس لئے کہ فقیر کے لئے بوسہ سے توشتہ بہتر ہے خدمت گاری میں میرے جوتے نہ اٹھا۔ مجھے روٹی (بھوکے کو کھانا نہ دیا جائے تو اس سے اس کو کیا فائدہ) دے اور سر پر جوتے مارے۔ ایثار کی وجہ سے لوگ بازی لے گئے ہیں۔ شب زندہ دار لوگ مرے ہوئے دل کے نہیں ہوتے ہیں۔ تتار کے پاسبان (تتار ترکستان کا ایک علاقہ ہے) کو بھی میں نے ایسا ہی دیکھا۔ مردہ دل مگر آنکھ رات کو زندہ رکھنے والا۔ شرافت' سخاوت اور روٹی دیتا ہے۔ بیہودہ باتیں خالی ڈھول کی طرح ہوتی ہیں۔ قیامت کے دن بہشت میں وہ شخص ہوگا جس نے حقیقت طلب کی اور دعویٰ چھوڑ دیا۔ حقیقت سے دعوے کو ٹھیک کیا جاسکتا ہے۔ مگر بے اصل باتیں کمزور تکین ہے۔

حاتم طائی کی سخاوت:

حاتم طائی کے پاس اس کے گھوڑوں میں دھوئیں کی طرح ایک تیز رور گھوڑا تھا صبا کی سی تیزی والا گرج کی آواز والا مشکی جو کہ رفتار میں بجلی سے بھی آگے بڑھ جاتا تھا۔ اپنی رفتار سے پہاڑ اور جنگل میں اولے برساتا (تیز رفتاری میں اس کی آواز ایسا سماں باندھ دیتی تھی گویا تڑ تڑا تڑ اولے برس رہے ہیں) تھا۔ ایک سیلاب کی سی چال جنگل طے کرنے والا کہ ہوا بھی گرد کی طرح اس سے پیچھے رہ جاتی تھی۔ لوگوں نے سلطان روم سے حاتم کی باتیں کیں کہ سخاوت میں اس جیسا کوئی نہیں ہے اور اس کے گھوڑے جیسا بھاگنے والا کوئی اور نہیں ہے۔ جنگل اس طرح طے کرتا ہے جیسا کہ پانی پر کشتی اور اس کی رفتار سے زیادہ کوا بھی نہیں اڑ سکتا۔ یہ تعریف سن کر بادشاہ نے عقل مند وزیر سے یہ کہا کہ ڈینگیں مارنا بے خطا کی شرمندگی ہے۔ میں حاتم سے تازی نسل کا گھوڑا مانگوں گا اگر اس نے مہربانی کی اور گھوڑا دے دیا تو میں سمجھوں گا کہ اس میں بڑائی کی شان ہے اور اگر اس نے انکار کیا تو خالی ڈھول کی طرح آواز ہے۔ سلطان روم نے اپنا قاصد دس آدمیوں کے ہمراہ حاتم کے پاس روانہ کر دیا کہ وہ حاتم سے سلطان روم کے لئے گھوڑا مانگ کر لائے۔ قاصد جب حاتم کی قیام گاہ پر اترا تو اس وقت بہت تیز بارش ہو رہی تھی۔ حاتم نے ان کی بڑی عزت کی۔ حاتم کی قیام گاہ پر انہوں نے ایسا آرام پایا جیسا کہ کوئی پیاسا رواں نہر پر حاتم نے دستر خوان بچھایا گھوڑا ذبح کیا۔ ان کے دامن میں شکر دی اور مٹھی میں سونا۔ رات وہ اس جگہ ٹھہرے دوسرے دن قاصد نے سلطان روم کا پیغام حاتم تک پہنچایا وہ کہہ رہا تھا اور حاتم دیوانہ کی طرح پریشان تھا۔ حسرت سے دانتوں سے ہاتھ کاٹتا تھا۔ اے نصیبہ ور نیک دانا تو نے اس سے پہلے مجھ سے پیغام کیوں نہ کہا کیونکہ میں اسی ہوا کی رفتار والے دلدل کی طرح دوڑنے والے گھوڑے کے کباب گذشتہ رات تمہیں کھلا چکا ہوں۔ اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ بارش اور بہاؤ کی وجہ سے گھوڑوں کی چراگاہ نہ جایا جاسکے گا اور کسی قسم کی طرف میری توجہ اور راستہ نہ تھا۔ اور اس گھوڑے کے سوا میرے خیمہ میں کوئی دوسرا سامان نہ تھا۔ جس سے میں تمہاری تواضع کرتا۔ اپنے رسم ورواج کے مطابق میں نے انسانیت نہ سمجھی کہ مہمان فاقہ سے دل زخمی ہو کر سوئیں۔ مجھے ملک میں آشکارہ نام چاہیے گو پھر مشہور سواری نہ ہو۔ قاصد کی روانگی پر انہیں حاتم نے درہم اور خلعت اور گھوڑے دیئے۔ نیک اخلاق طبعی ہوتے ہیں نہ کہ (بناوٹ سے نیک خلقی نہیں آتی) کسبی۔ جب قاصد نے حاتم کی سخاوت سلطان روم تک پہنچائی تو اس نے اس کی طبیعت پر ہزار آفرین کہی۔

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ حاتم کے اس مختصر سے قصہ پر خوش نہ ہو اس سے بھی عجیب قصہ سن۔

بے مثال سخاوت:

یمن میں ایک بادشاہ تھا ناموروں سے وہ دیت کی بازی (مشہور سخیوں سے بھی زیادہ سخی تھا) جیت لے گیا تھا۔ اس لئے کہ خزانے بخش دینے میں اس کا نظیر نہ تھا۔ اس کو بخشش کا بادل کہا جاسکتا تھا۔ اس لئے کہ اس کے ہاتھ بارش کی طرح درہم برساتے تھے۔ کوئی شخص حاتم کا نام اس کے سامنے نہ (حاتم کا نام سن کر اس کو غصہ آتا تھا) لیتا تھا کہ اس کے سر میں غصہ بھر جاتا کہ اس ہوا تولنے والے (ہوا تولنے والا یعنی مفلس) کی باتیں کب تک جس کے پاس نہ ملک ہے نہ حلم ہے' نہ خزانہ میں نے سنا ہے کہ اس نے ایک شاہی جشن منایا۔ چنگ کی طرح (چنگ کی آواز سے جملہ اہل مجلس خوش ہوتے ہیں اسی طرح سب کو خوش کر دیا) اس محفل میں مخلوق کو نوازا۔ کسی نے اس کے سامنے حاتم کے ذکر کا باب کھولا۔ دوسرے نے اس کی تعریف شروع کر دی۔ جسے سن کر وہ شخص حسد اور کینہ پر آمادہ ہو گیا اور ایک شخص کو حاتم کے قتل پر مقرر کر دیا کہ جب تک میرے زمانے میں حاتم ہے میرا نام نیک نہ ہو سکے گا۔ بلا ڈھونڈنے والے نے بنی طے کا راستہ لیا اور اس سخی (حاتم) کے قتل کے در پے ہو گیا۔ ایک جوان نے راستہ میں اس کا استقبال کیا۔ جس سے اس کو محبت کی بو آئی۔ خوبصورت' عقلمند اور شیریں زبان (یہ جوان کی صفات ہیں) وہ اس رات میں اس کو اپنا مہمان بنا کر لے گیا۔ اس نے شرافت برتی اور غم خواری کی اور معافی چاہی۔ نیکی سے بدخواہ کا دل اچک لیا۔ صبح کو اس کے ہاتھ پیر پر چند بوسے دیئے کہ ہمارے پاس چند دن ٹھہر۔ اس نے کہا کہ اب میں تمہارے پاس مقیم نہیں رہ سکتا اس لئے کہ مجھے ایک بڑا معاملہ در پیش ہے۔ حاتم نے کہا کہ اگر تو وہ ہمارے درمیان رکھے گا تو ایک دوستوں کی طرح میں پوری کوشش کروں گا۔ اس نے کہا: اے بہادر دھیان لگا۔ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ بہادر پردہ پوش ہوتے ہیں۔ شاید اس وطن میں تو حاتم کو جانتا ہو گا جو کہ مبارک نام اور نیک سیرت ہے۔ اس کا سر شاہ یمن نے مانگا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ دونوں میں کیا دشمنی ہے۔ اگر تو میری اس جگہ تک رہنمائی کر دے جہاں وہ ہے دوست تیری مہربانی سے مجھے یہ توقع ہے۔ یہ سن کر نوجوان ہنسا کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جہاں کہیں ہو خدا سے ڈرتے رہو اور نیکیوں سے بدیوں کو مٹاتے رہو اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے رہو۔ (سنن الترمذی)

حاتم تو میں ہی ہوں۔ میرا سر موجود ہے۔ تلوار سے میرا تن سر سے جدا کر لے۔ یہ مناسب نہیں کہ جب صبح روشن ہو جائے تو تجھے کوئی نقصان پہنچے۔ یا تو ناامید ہو۔ جب حاتم نے سر رکھ دیا۔ جوان کی ذات سے چیخ نکلی۔ زمین پر گر پڑا اور اٹھا۔ کبھی اس کی زمین چومی اور کبھی ہاتھ پیر۔ اپنی تلوار پھینک دی اور ترکش رکھ دیا۔ فرمانبرداروں کی طرح سینہ پر ہاتھ رکھا اور حاتم سے کہا کہ اگر میں تیرے جسم پر ایک پھول بھی ماروں تو میں مرد نہیں ہوں بلکہ مردوں کی شریعت میں (یعنی تجھ جیسے شریف پر ہاتھ اٹھانا مردوں کا کام نہیں ہے) عورت ہوں۔ اس شخص نے حاتم کی دونوں آنکھیں چومی بغل گیرا ہوا اور وہاں سے واپس یمن کا راستہ لیا۔ جب وہ بادشاہ کے پاس پہنچا تو بادشاہ نے اس مرد کی دونوں ابروؤں کے درمیان سے (یعنی پیشانی سے) فوراً اندازہ لگایا کہ اس نے کام نہیں کیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کیا خبر رکھتا ہے۔ شکار دان سے سیر (فتراک چمڑے کا ایک تھیلا زین سے آویزاں ہوتا ہے جس میں شکار کر کے ڈال لیتے تھے) کیوں نہیں باندھا۔ شاید تجھ پر نام آور نے حملہ کر دیا تو کمزوری سے لڑائی کی تاب نہ لایا۔ چالاک بہادر نے زمین کو بوسہ دیا۔ بادشاہ کی تعریف کی اور آداب بجالایا اس نے کہا کہ اے بخشش اور ہوش والے بادشاہ اس طور پر حاتم کی باتیں سن۔ میں نے حاتم کو نام آور پایا۔ میں نے اس کو بہادر اور عقل مند دیکھا۔ اس کو بہادری میں اپنے سے زیادہ دیکھا۔ اس کی مہربانی نے میری کمر دوہری کر دی۔ اپنے احسان اور بڑائی کی تلوار سے اس نے مجھے مار ڈالا۔ پھر اس نے بادشاہ کو حاتم کے جو کرم دیکھے تھے بتائے۔ بادشاہ نے طے والوں کی تعریف کی۔ قاصد کو اشرفیاں اور درہم دیئے کہ حاتم کے نام پر کرم کی مہر ہے۔ اس کو حق ہے اگر لوگ یہ گواہی (لوگ اس کی تعریف صحیح کرتے ہیں جیسی اس کی شہرت ہے حقیقتاً وہ ویسا ہی ہے) دیں کہ اس کی حقیقت اور شہرت ساتھ ساتھ ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حاتم کی لڑکی کا قصہ

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قبیلہ طے والوں نے ایمان کا حکم نامہ منظور نہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قبیلہ طے کی طرف ایک خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ایک لشکر روانہ کیا۔ جس نے ان میں سے ایک جماعت کو قیدی بنا کر پکڑ لیا ان میں حاتم کی لڑکی بھی تھی۔ مسلمانوں کا لشکر چاہتا تھا کہ انہیں کی تلوار سے انہیں مار ڈالیں کہ حاتم کی لڑکی نے ان سے درخواست کی کہ میں حاتم کی لڑکی ہوں۔ اس نامور حاکم (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم) سے میری درخواست کریں۔ اے محترم! مجھ پر کرم کیجئے۔ اس لئے کہ میرا باپ اہل کرم میں سے تھا۔ پاک رائے پیغمبر کے حکم سے اس کے ہاتھ پیر سے زنجیر کھول دی گئی۔ مگر اس بقیہ قوم میں انہوں نے تلوار سونت لی۔ اس لئے کہ انہوں نے مسلمانوں کو بے دریغ قتل کیا تھا۔ حاتم کی بیٹی نے جلاد سے عاجزی سے کہا کہ سب کے ساتھ میری گردن بھی مار دے۔ کیونکہ میں قید سے رہائی شرافت نہیں سمجھتی ہوں کہ میں اکیلی رہوں اور میرے ساتھی رسی میں ہوں۔ طے کے بھائیوں پر روتے ہوئے وہ یہ کہہ رہی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں جب اس کی آواز آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاتم کی بیٹی کے طفیل وہ قوم اس کو بخشش دی اور پھر انعام دیا کہ اصل اور جوہر (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس لڑکی نے اپنی قوم کے ساتھ شرافت کا ثبوت دیا ہے کہ وہ صبح اور صبح جوہر کی ہے) خطا نہیں کرتا۔

بادشاہ کا تحمل:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کا گدھا کیچڑ میں پھنس گیا۔ اس وقت وہ جنگل سے گزر رہا تھا۔ شدید بارش کی وجہ سے سارا جنگل ہی کیچڑ بنا ہوا تھا۔ اس پر تاریکی اطراف پر دامن لٹکائے ہوئے تمام رات صبح تک وہ غصہ میں بیہودہ بکتا رہا اور لعنت اور گالیاں دیتا رہا۔ اس کی زبان سے نہ دشمن بچا نہ دوست نہ بادشاہ اس لئے کہ وہ جنگل اور زمین بادشاہ کا تھا۔ اللہ کا کرنا کہ ملک کا بادشاہ اس وقت شکارگاہ میں تھا۔ مع بلے اور گیند کے۔ بادشاہ نے وہ ساری غلط باتیں سنیں جن کے سننے کا نہ اس کو صبر تھا اور نہ جواب کا موقع اچانک اس شخص کی نظر بادشاہ پر پڑی فکر مند ہوا کہ بادشاہ نے ٹیلہ پر سے سب ماجرا سنا ہے۔ بادشاہ نے شرما کر نوکروں کو دیکھا کہ اس شخص کا غصہ مجھ پر کیوں ہے۔ ایک بولا اے بادشاہ اس کو تلوار سے مار دے۔ اس لئے کہ اس نے کسی کو نہ چھوڑا۔ نہ لڑکی نہ بیوی نہ بادشاہ۔ اس نے سبھی کو گالیاں دی ہیں۔ بلند مرتبہ بادشاہ نے نگاہ ڈالی۔ اس شخص کو مصیبت میں دیکھا اور اس کے گدھے کو کیچڑ میں۔ تو اسے اس شخص کے حال پر رحم آیا۔ مسکین انسان کے حال پر بخشش کی اس کی نامناسب باتوں کے غصہ کو پی گیا۔ بادشاہ نے اس شخص کو سونا دیا اور گھوڑا اور پوستین کی قبا۔ غصہ کے وقت پیار کیا ہی بھلا (انسان کا کمال یہی ہے کہ غصہ کے مقام پر بھی پیار سے کام لے)۔ ہے کسی شخص نے اس سے کہا کہ اے بے عقل و بے ہوش بوڑھے تو قتل سے بچ گیا۔ وہ بولا چپ رہ اگر میں اپنے درد کی وجہ سے نالاں ہوا (میں مصیبت زدہ تھا میرا واویلا بھی درست تھا۔ اس نے جو کچھ دیا وہ اس کی شرافت کا تقاضا تھا) اس نے اپنا مناسب انعام دیا۔ برائی کا بدلہ برائی سے دینا آسان ہے اگر تو انسان ہے تو اس کے ساتھ احسان کر جس نے تیرے ساتھ برا کیا ہے۔

تکبر کی نحوست:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ ایک مغرور نے جو تکبر میں مست تھا۔ بھکاری پر دروازہ بند کر دیا۔ وہ بھکاری تھک کر ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ اس حال میں کہ جگر گرم اور سینہ کی جلن (یعنی رنج کی وجہ سے اس کا سینہ جل رہا تھا اور ٹھنڈی آہیں بھر رہا تھا) سے اس کی آہ ٹھنڈی تھی۔ اس کی آہیں ایک اندھے نے سن لیں اور اس سے پوچھا کہ تجھے گرمی اور غصہ میں کس چیز نے مبتلا کر دیا ہے۔ اس بھکاری نے اس ظلم کو جو اس پر ہوا تھا بیان کرتے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوان آدمی جو فیاض اور شیریں اخلاق ہو خدا کو اس بوڑھے آدمی سے زیادہ عزیز ہے جو بخیل اور بداخلاق ہو۔ (رواہ الحاکم فی التاریخ)

ہوئے رو دیا۔ نابینا نے اس کی بپتا سنی اور بولا اے فلاں رنج ختم کر اور آج رات میرے پاس افطار کر۔ اخلاق اور تدبیر سے اس کا گریبان کھینچا۔ بھکاری کو اپنے گھر لایا اور دسترخوان بچھایا۔ روشن طبیعت درویش نے پیٹ بھرا۔ کہا اللہ تجھے بینائی دے۔ رات میں اس کی نرگس (یعنی آنکھوں سے) سے چند قطرے ٹپکے صبح جب وہ بیدار ہوا تو اپنی آنکھوں سے دنیا دیکھ سکتا تھا۔ سارے شہر میں یہ قصہ اور جوش پھیلا کہ گذشتہ رات ایک اندھا بینا ہو گیا۔ یہ خبر اس سنگدل صاحب نے بھی سنی جس سے تنگدل ہو کر درویش واپس ہوا تھا۔ وہ تنگدل اس شخص کے پاس پہنچا جو بینا ہو چکا تھا اور اس سے پوچھا کہ یہ سخت کام تجھ پر آسان کیسے ہو گیا۔ جہاں کو روشن کرنے والی تیری شمع کس نے روشن کر دی۔ اس نے جواب دیا کہ اے ظالم پریشان زمانہ تو کم نظر اور بدعقل تھا کہ ہما کے بدلے الو میں پھنس (یعنی دنیا کے لالچ کی وجہ سے ایک بزرگ کو گھر سے نکال دیا) گیا۔ میرے منہ پر یہ دروازہ اسی نے کھولا جس پر تو نے اپنا دروازہ بند کیا تھا۔ اگر بزرگوں کی خاک پر بوسہ دے گا۔ بزرگی کی قسم تیرے سامنے روشنی (بزرگوں کی خاک کو بوسہ دینے سے دل روشن ہو جاتے ہیں) آئے گی۔ جو لوگ دل کے اندھے ہیں وہی اس دنیا سے غافل ہیں جب نصیب پھرے نے ملامت سنی حسرت کی انگلی دانتوں سے کاٹی کہ میرا شہباز تیرے جال کا شکار بن گیا۔ دولت میری تھی تیرے نام ہو گئی۔ وہ شخص کس طرح سے شہباز کو پکڑ سکتا ہے جو چوہے کی طرح حرص میں دانت گاڑھے ہو۔

صدقہ بلا کو ٹالتا ہے:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک نوجوان نے کسی ضرورت مند بوڑھے کو ایک دانگ (درہم کا چھٹا حصہ ہوتا تھا اور درہم ۳ تولہ ۲ ماشہ ۴ دمڑی کا ہوتا تھا) دیا تاکہ وہ اپنی ضرورت پوری کرے۔ کچھ دنوں بعد وہ نوجوان کسی جرم میں گرفتار کر لیا گیا۔ بادشاہ نے اس کو قتل گاہ میں بھیج دیا جب سپاہی اس کو گرفتار کر کے لے جا رہے تھے تو سپاہیوں کی بھاگ دوڑ اور نوجوان کی بے بسی بوڑھے فقیر نے بھی دیکھی۔ جوانمرد مسکین پر بوڑھے کا دل زخمی ہو گیا کیونکہ اسی نوجوان نے ایک بار اس کا دل اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ بوڑھا یہ دیکھ کر رونے لگا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ بادشاہ مر گیا۔ دنیا رہ گئی اور وہ اچھی عادتیں اپنے ساتھ لے گیا۔ اس بوڑھے کی چیخ و پکار تلوار سونتے ہوئے سپاہیوں نے سنی تو بوڑھے کو بھی گرفتار کر لیا اور اسے گردن سے باندھ کر بادشاہ کے روبرو پیش کی۔ بادشاہ نے اس کو دھمکا کر دریافت کیا اور رعب دکھایا کہ تجھے میرا مرنا چاہنا (تو میرے مرنے کا خواہاں ہے) کس بنا پر تھا؟ جبکہ میری عادت نیک اور ٹھیک ہے۔ آخر انسانوں کی بدخواہی (اچھے بادشاہ کی موت کی تمنا مخلوق کی بدخواہی ہے) تو نے کیوں کی۔ بہادر بوڑھے نے زبان کھولی کہ اے بادشاہ میرے سامنے ایک بے خطا نوجوان کو سزا دی جا رہی ہے۔ یہ دیکھ کر میں یہی سمجھا کہ عادل بادشاہ مر گیا۔ جب ہی یہ ظلم ہو رہا ہے۔ فقیر کی یہ بات سن کر بادشاہ خوش ہوا بوڑھے کو کچھ نہ کہا اور انعام بھی دیا۔ اور اس نوجوان کی سزا بھی معاف کر دی۔ اب جانب سے جوان گرتا پڑتا جا رہا تھا اور ہر جانب بھاگ رہا تھا۔ قصاص کے چوراہے سے (عموماً چوراہے پر قتل کرتے تھے تاکہ عبرت حاصل ہو) ایک شخص نے اس سے پوچھا تو نے کیا کیا کہ تیری جان کو چھٹکارا ملا تو نوجوان نے اس کے کان میں کہا کہ اے ہوشمند ایک جان کی وجہ سے ایک دانگ کے بدلے (یعنی ایک شخص نے ایک دانگ کی وجہ سے مجھے بچا لیا) میں قید سے چھوٹ گیا۔ سعدی فرماتے ہیں کہ ایک شخص مٹی میں بیج اس لئے ڈالتا ہے کہ ضرورت کے دن پھل دے گا۔ سخت مصیبت کو ایک جو ٹال (معمولی صدقہ بڑی مصیبت کو ٹال دیتا ہے) دیتا ہے۔ تو نے نہیں دیکھا کہ لاٹھی نے عوج کو مار (حضرت موسیٰ کی معمولی لکڑی کی عوج بن عنق کو قسا کہ ڈالا تھا) ڈالا۔ آخر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث صحیح ہے کہ عطا اور بھلائی بلا کو دفع کرنے والی ہے۔

سایہ دار درخت کا اجر:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے خواب میں حشر کا میدان دیکھا۔ روئے زمین آفتاب کی وجہ سے گرم تانبا تھی۔ آدمیوں کا آسمان پر غل تھا۔ گرمی کی وجہ سے دماغ کھول رہا تھا مگر ان میں ایک ایسا شخص بھی تھا جو سایہ میں تھا۔ اس کے گلے میں جنت کا لباس تھا۔ خواب دیکھنے والے نے اس سے پوچھا کہ اے مجلس کی زینت کے انسان بتا۔ اس مجلس میں تیرا مددگار کون تھا۔ تو نے دنیا میں کون سی نیکی کی تھی جو تجھے آج یہ شان نصیب ہوئی ہے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ میرے گھر کے دروازے پر انگور کی بیل تھی ایک بار ایک نیک مرد اس کے سایہ میں سویا اس بھلے انسان نے اس ناامیدی کے وقت منصف حاکم (اللہ) سے میرے گناہ کے بارے میں درخواست کی کہ اے خدا اس بندہ کی بخشش فرما اس لئے کہ میں نے اس سے ایک وقت آرام پایا ہے۔

بروں پر احسان نقصان ہے:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ ایک شخص کی چھت پر بھڑوں نے اپنا چھتا بنا لیا۔ وہ چاہتا تھا کہ اسے اس جگہ سے اکھاڑ پھینکے مگر اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ تجھے ان سے کیا مطلب ہے۔ چھتا کو نہ اکھاڑ۔ بیچارے اپنے رہنے کی جگہ سے پریشان ہوں گے۔ بیوقوف شوہر اپنے ارادہ سے باز رہا۔ ایک دن بھڑوں نے اس کی بیوی کو ڈنک مارا جب اس کا شوہر دوکان سے گھر واپس آیا تو اس پر بے عقل بیوی نے بہت غصہ کیا۔ بے عقل بیوی دروازے اور کوٹھے اور کوچہ میں شور کر رہی تھی اور شوہر کہہ رہا تھا اے عورت لوگوں پر منہ نہ بنا کسی پر الزام نہ دے تو نے ہی تو کہا تھا کہ مسکین بھڑوں کو نہ مار۔

سعدی فرماتے ہیں کہ بروں کے ہاتھ کوئی بھلائی کس طرح کرے۔ بروں کی برداشت کرنا برائی کو بڑھاتا (اگر انسان بروں سے تحمل برتتا ہے تو وہ اور سرکش ہو جاتے ہیں) ہے۔

شہزادہ کی محبت میں فقیر زادہ کی فنائیت:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ ایک زمانہ میں کسی فقیر کا لڑکا ایک شہزادہ پر عاشق تھا۔ شہزادہ روز ایک میدان میں چوگان کھیلنے جاتا تھا یہ لڑکا وہاں پہلے سے موجود ہوتا تھا۔ مگر یہ عشق یکطرفہ ہی تھا۔ کیونکہ شہزادہ کو اس کے دل کا حال معلوم نہیں تھا مگر رقیبوں کو اس کے درد کی خبر ہو گئی۔ انہوں نے لڑکے سے کہا کہ آئندہ یہاں پھر نہ آنا لڑکا تھوڑی دیر کے لئے وہاں سے چلا گیا مگر اس کو جب دوست کا چہرہ یاد آیا تو اس نے پھر دوست کے کوچہ پر پڑاؤ ڈال دیا۔ شہزادہ کے غلام نے جب اسے دوبارہ وہاں دیکھا تو اس کو مارا۔ اس کا سر اور ہاتھ توڑ دیئے کہ ایک بار جب ہم تجھے بتا چکے کہ یہاں نہ آ تو تو کیوں آیا۔ لڑکا پھر وہاں سے چلا گیا مگر اس کو صبر اور قرار نہ تھا دوست کے چہرے سے صبر نہ کر سکتا تھا۔ شہزادہ کے پہرے دار مکھی کی طرح جبراً اس کو شکر سے ہٹا دیتے تھے۔ وہ فوراً پھر واپس آ جاتا تھا کسی نے اس لڑکے سے کہا کہ اے بے حیا دیوانے تعجب ہے تو لکڑی اور پتھر کا سہارا لیتا ہے۔ اس نے کہا کہ میرے اوپر یہ ظلم اس کے ہاتھوں ہوا ہے۔ دوست کے ہاتھ سے نالاں ہونا مناسب نہیں ہے۔ میں تو اب بھی اس کی دوستی کا دم بھرتا ہوں۔ خواہ وہ مجھے اپنا دوست سمجھے یا دشمن سمجھے۔ اس کے بدون صبر کی توقع نہیں) یعنی جب اس کا دیدار بھی موجب بے قراری ہے تو اس کے بدون کیسے قرار آئے گا) ہے اس لئے کہ اس کے ہوتے ہوئے بھی مجھے قرار نہیں نہ مجھ میں صبر کی طاقت ہے۔ نہ لڑائی کی۔ نہ ٹھہرنے کا امکان ہے نہ بھاگنے کے قدم۔ لہٰذا مجھ سے یہ نہ کہہ اس دربار سے سر موڑ لے۔ چاہے وہ میخ کی طرح میرے سر کو رسی سے کس دے۔ پھر بھی میں یہاں آنا نہ چھوڑوں گا کیونکہ دوست کے قدموں پر جان دیا ہوا پروانہ اس پروانہ سے بہتر ہے جو تاریک گوشہ میں زندہ ہو۔ اس شخص نے کہا کہ اگر تو اس کے بلے کا زخم کھائے لڑکے نے کہا کہ میں گیند کی طرح اس کے قدموں میں گر پڑوں گا۔ اس نے کہا کہ اگر وہ تیرا سر تلوار سے کاٹ دے۔ اس نے کہا کہ مجھے اس کا غم نہ ہوگا جب کسی سے محبت ہو جائے تو وہ اپنے معشوق کی تھوڑی سی بات پر ناخوش نہیں ہوتا مجھے اپنے سر کی اتنی بھی خبر نہیں ہے کہ میری مانگ پر تاج ہے یا کلہاڑا۔

مجھ بے صبرے پر غصہ نہ کر۔ اس لئے کہ عشق میں صبر کی کوئی صورت نہیں بنتی ہے۔ حضرت یعقوب کی طرح اگر آنکھیں سفید (قرآن میں ہے کہ یوسف علیہ السلام کے فراق میں روتے روتے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں سفید ہو گئیں تھیں) بھی ہو جائیں تو بھی یوسف کے دیدار کی امید منقطع نہ کروں گا۔ ایک دن لڑکے نے شہزادے کے رکاب کا بوسہ لے لیا۔ شہزادہ بگڑ گیا اور اس نے باگ موڑ دی۔ لڑکا ہنسا اور بولا باگ نہ موڑ۔ اس لئے کہ بادشاہ کسی سے باگ نہیں (تو شہزادہ ہے بادشاہ ہر شخص کے حاجت روا ہوتے ہیں) موڑتا ہے۔ اے شہزادے تیرے وجود کے سامنے میری ہستی نہ رہی۔ تیری یاد میں میری خودی نہ رہی۔ اگر تو میری کوئی خطا بھی دیکھے تو عیب نہ لگا۔ اس لئے کہ تو نے ہی میری گریبان سے سر (یعنی اب میں ہمہ اوست کے مقام پر ہوں میں نہیں ہوں تو ہی تو ہے) نکالا ہے۔ اسی ہمت سے میں نے تیری رکاب پر ہاتھ ڈالا ہے کیونکہ میں اپنے آپ کو گنتی میں نہیں (تیرے وجود کے سامنے میرا وجود فنا ہو چکا ہے) لاتا۔ میں نے اپنے نام پر قلم کھینچ دیا ہے۔ اپنے مقصد کو میں نے پامال کر دیا ہے۔ مجھے تو تیری مست آنکھ کا تیر ہی مار ڈالے گا۔ پھر تجھے اپنے ہاتھ میں تلوار سونتنے کی کیا ضرورت ہے۔ تو نہ کل میں آگ لگا دے اور جلد جا تا کہ جنگل میں نہ خشک رہے نہ تر۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا طالب:

ایک بوڑھا صبح کو مانگنے نکلا اس نے ایک مسجد کا دروازہ دیکھا اور صدا دی۔ ایک شخص نے اس سے کہا کہ یہ مخلوق کا گھر نہیں ہے کہ تجھے کوئی چیز دیں۔ اپنی راہ لے اور یہاں شرارت نہ کر۔ اس نے پوچھا کہ یہ کس کا گھر ہے کہ اس کی کسی کے حال پر عنایت نہیں ہے۔ اس شخص نے غصے سے جواب دیا کہ کیا غلط بات کرتا ہے۔ اس گھر کا مالک ہمارا خدا ہے۔ اس نے نگاہ کی مسجد کی قندیل اور محراب کو دیکھا۔ جگر سوزی سے ایک نعرہ مارا کہ اس جگہ سے آگے بڑھنا ظلم (اللہ کے دربار سے محروم رہنا کسی طرح مناسب نہیں لہٰذا یہیں پڑاؤ ڈالوں گا) ہے۔ اس در سے محروم رہنا افسوسناک ہے۔ میں کسی کوچہ سے ناامید ہو کر واپس نہیں ہوا تو اللہ کے دروازے سے شرمندہ ہو کر کیسے واپس جاؤں۔ میں اسی جگہ بھیک کا ہاتھ پھیلاؤں گا اس لئے کہ میں اتنا تو جانتا ہوں کہ یہاں سے خالی ہاتھ واپس نہ ہوں گا۔

سعدی فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ وہ ایک سال مجاور بنا بیٹھا رہا۔ فریادیوں کی طرح ہاتھ اٹھائے رہا۔ ایک رات اس کی عمر کا پیر مٹی میں دھنس گیا۔ کمزوری کی وجہ سے اس کے دل نے تڑپنا شروع کر دیا۔ صبح کو ایک شخص اس کی طرف پہنچا۔ اس شخص کے ہاتھ میں چراغ تھا۔ اس نے سنا کہ بوڑھا شخص گنگناتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا جس نے بھی سخی کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے وہ ضرور کھلا ہے۔ صابر اور بردبار طلب گار (جب دنیا کا طالب بھی مایوس نہیں ہوتا تو اللہ کے طالب کے لئے مایوسی حرام ہے) چاہیے۔ اس لئے کہ میں نے کسی کیمیا گر کو ملول ہوتے ہوئے نہیں سنا۔ وہ کس طرح روپیہ خاک میں ملاتے ہیں تا کہ ہو سکتا ہے کہ کسی دن تانبے کو سونا کر دیں۔ سونا کوئی چیز خریدنے کے لئے بہتر ہے۔ دوست کے ناز سے بہتر کوئی چیز (سونے چاندی کا مقصد اشیاء حاصل کرنا ہے تو اللہ کی ذات سے بہتر اور کیا شے ہو سکتی ہے) نہ خرید سکے گا۔ اگر کسی معشوق سے تیرا دل تنگ ہو جائے تو کوئی

دوسرا غمگسار تیرے ہاتھ آجائے گا۔ بدمزاجی کی وجہ سے کڑوی زندگی نہ گزار اس کی آگ کو دوسرے پانی سے بجھادے۔ اگر تیرا معشوق حسن میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تو اس وجہ سے اس کو نہ چھوڑ۔ اس شخص سے دل ہٹایا جاسکتا ہے جس کے بارے میں تجھے معلوم ہو کہ اس کے بغیر گزارا ہوسکتا ہے۔

سچا سائل:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے تمام رات عبادت کی صبح کو دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو بوڑھے کے کان میں ہاتف نے کہا کہ تو نامراد ہے۔ اپنا راستہ پکڑ ذلت سے نکل جا یا کھڑا روتا رہ۔ دوسری رات بزرگ نے پھر عبادت میں گزاری ایک مرید کو بزرگ کے حال کا علم تھا اس نے کہا کہ اے حضرت جب تجھے معلوم ہے کہ اس جانب سے تیری قبولیت کا دروازہ بند ہے تو بے کار اتنی کوشش نہ کر۔ لڑکے کی یہ بات سن کر بزرگ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ حسرت سے لڑکے کی طرف دیکھا اور کہا: اے لڑکے! تجھے یہ خیال کیوں ہوا کہ اگر اس نے باگ موڑ لی ہے تو میں شکار سے ہاتھ اٹھا لوں گا۔ ہاں نا امیدی سے میں اس وقت واپس ہوتا جب میں اس راستہ کے سوا کوئی دوسرا راستہ دیکھتا۔ جب بھکاری کسی دروازے سے محروم لوٹے اور وہ دوسرے راستہ سے واقف ہے تو اسے کیا غم ہے۔ اگرچہ میں سن چکا ہوں کہ اس کوچہ میں میرے لئے کوئی راستہ نہیں ہے ایک رات وہ بزرگ سجدہ کی حالت میں مصروف عبادت تھا کہ اچانک اس کے دل کے کان میں یہ آواز آئی۔ اگرچہ اس کے نصیب میں قبولیت نہیں تھی مگر ہم نے بخش دی کیونکہ اس کا یہ عمل کہ اس کے لئے ہمارے لئے کوئی پناہ نہیں ہماری بارگاہ میں قبول ہوگیا۔

نماز نہ پڑھنے پر باپ کی بیٹے کو نصیحت:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ نیشاپور (خراسان کا ایک مشہور شہر) میں کسی شخص کا بیٹا عشاء کی نماز پڑھے بغیر سوگیا تو اس نے اپنے لڑکے کو نیند سے جگا کر کہا اے لڑکے اگر تو انسان ہے تو یہ توقع نہ رکھ کہ بغیر کوشش کئے کسی قیام پر پہنچ جائے گا۔ جو کاسمیلان (سمیلان ایک قسم کی گھاس ہے جو کھیتی کے کٹنے کے بعد خود بخود اگ آتی ہے لیکن وہ بالکل بے کار چیز ہے) قائم نہیں رہتا۔ عوام کی طرح بے منفعت وجود ہے۔ اس لئے اپنی کوشش اور لیاقت سے فائدے کی امید رکھ اور نقصان سے ڈر۔ اس لئے کہ فارغ البال زندگی والے بے نصیب (بے فکر انسان کبھی کوئی ترقی نہیں کرسکتا) رہتے ہیں۔

مجھے میرا اللہ پہنچائے گا:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں اور فاریاب کا ایک بوڑھا مغرب کی سرزمین کی طرف جارہے تھے راستہ میں ایک دریا پڑا جسے ہم دونوں عبور کرنا چاہتے تھے مگر اس وقت میرے پاس صرف ایک درہم تھا کشتی والا ایک درہم کے عوض صرف ایک آدمی بیٹھانا چاہتا تھا۔ کافی کوشش کے باوجود اس پر تیار نہ ہوا کہ ایک درہم کے عوض دونوں کو بیٹھائے۔ لہٰذا اس کشتی پر سوار ہوگیا اور وہ درویش کنارے پر ہی رہا۔ ملاحوں نے کشتی کو دھویں کی طرح اڑا دیا اس لئے کہ وہ کشتی والا بے خوف تھا۔ اپنے ساتھی کے غم میں مجھے رونا آگیا۔ میرے رونے پر وہ قہقہہ مار کر ہنسا اور بولا اے عقلمند مجھ پر غم کر مجھے وہی ذات لائے گی جو کشتی لے کر جارہی ہے۔ یہ کہہ کر اس نے پانی کی سطح پر مصلی بچھایا۔ میں سمجھا کہ میرا وہم یا خواب (پانی پر مصلی بچھانے کو میں حقیقت نہ سمجھا بلکہ محض وہم وخیال سمجھا) ہے۔ ساری رات حیرت و تعجب کی وجہ سے میری آنکھ نہ لگی۔ صبح کو اس نے مجھے دیکھا اور کہا ہے اے مبارک خیال دوست تو تعجب میں پڑ گیا تجھے یہاں تک کشتی لائی اور مجھے میرا اللہ۔ میری اس بات کا اہل ظاہر یقین نہ کریں (سعدی فرماتے ہیں کہ میں نے جو اس بزرگ کی کرامات بتائی ہے اس پر اہل ظاہر کو یقین نہ آئے گا) گے کہ ابدال (ابدال اولیاء اللہ کا ایک گروہ ہوتا ہے) پانی اور آگ میں چلتے ہیں۔ کیا ایسا تو نہیں ہے کہ وہ بچہ جو آگ کو نہیں پہچانتا ہے۔ مہربان ماں اس کی نگہداشت کرتی ہے۔ تو وہ لوگ کہ جو حال میں مستغرق (چونکہ اولیاء اللہ حال میں ڈوبے رہتے ہیں اور خودی سے بالکل غافل ہوتے ہیں لہٰذا خدا ان کے وجود کی خود حفاظت فرماتا ہے) ہیں۔ یہ سمجھ اللہ کے منظور نظر ہیں۔ آگ کی گرمی سے ابراہیم خلیل اللہ کی نگہداشت کرتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صندوق کو دریائے نیل میں ڈوبنے سے بچاتا ہے۔

جب بچہ تیراک کے ہاتھ میں ہے وہ نہیں ڈرتا اگرچہ دجلہ پھاٹ دار ہے تو دریا کی سطح پر کیسے قدم دھر سکتا ہے۔ ابدال کی طرح کہ تو زمین پر (وہ انسان جو خشکی پر اللہ کی نافرمانی کرتا ہے سمندر میں خدا اس کی کیا حفاظت کرے گا) فاسق ہے۔

رضا بالقضاء:

شیخ سعدیؒ بیان کرتے ہیں کہ شام کے علاقے میں لوگوں کو اس خبر سے بڑا اضطراب ہوا کہ ایک مبارک طبیعت انسان کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔

سعدی فرماتے ہیں کہ اس درویش کی یہ بات میرے کانوں میں گونج رہی ہے جو اس نے اس وقت کہی جب اس کے ہاتھ اور پیر میں بیڑیاں پہنائی جارہی تھیں۔ اس نے کہا اگر بادشاہ (اللہ) اشارہ نہ کرے کس میں دم ہے کہ لوٹے (حوادث سب خدا کی مشیت سے ہیں) ایسے دشمن کو دوست سمجھنا چاہیے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ دوست نے مسلط (یہ رضا بالقضا کا مقام ہے) کیا ہے۔ درویش نے کہا کہ خواہ عزت ہو یا مرتبہ ذلت ہو یا قید ہو میں اللہ ہی کی جانب سے سمجھتا ہوں نہ کہ عمر اور زید کی جانب سے۔

سعدی فرماتے ہیں کہ اے عقل مند بیماری سے نہ ڈر اگر طبیعت تجھے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فتویٰ دینے پر وہ دلاور ہوں گے جو جہنم میں جانے کی پروانہ کرتے ہوں (کنز العمال)

کڑوی دوا (حق تعالیٰ آرام میں مبتلا کر کے نیک بندوں کی اصلاح فرماتے ہیں اور مصیبتوں اور گناہوں کا کفارہ بناتے ہیں) بھیجے جو دوست کے ہاتھ سے آئے وہ کھالے اس لئے کہ بیمار طبیب سے زیادہ عقل نہیں رکھتا۔

شمع اور پروانے کی گفتگو:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں مجھے یاد ہے کہ ایک رات میری آنکھ نہ لگی میں نے سنا ایک پروانہ شمع سے کہہ رہا تھا کہ میں عاشق ہوں اگر میں جلوں تو مناسب ہے مگر تیرا یہ رونا اور جلنا اب کیوں ہے۔ شمع نے پروانے کو جواب دیا کہ اے میرے مسکین عاشق مجھ سے میرا میٹھا دوست شہد بچھڑ گیا ہے (چھتے سے شہد نچوڑ کر موم علیحدہ کیا جاتا ہے اس سے شمع بنتی ہے) ہے جب سے شیریں مجھ سے جدا ہوئی ہے تو فرہاد کی طرح میرے سر میں آگ لگ گئی ہے۔ وہ یہ کہہ رہی تھی اور ہر منٹ درد کا سیلاب اس زرد رخسار پر نیچے کو بہہ رہا تھا۔ کہ اے ابوالہوس تیرا کام عشق نہیں ہے کہ نہ تو تو صبر رکھتا ہے اور نہ ٹھہرنے کی طاقت اے پرانے تو ایک شعلہ کے سامنے سے بھاگتا ہے مگر میں کھڑی ہوں تا کہ سب جل جاؤں عشق کی آگ نے اگر تیرا پر جلایا ہے مجھے دیکھ کر عشق نے مجھے پیر سے سر تک جلا دیا ہے۔ اس حالت میں رات کا کچھ حصہ نہ گزارا تھا کہ اچانک شمع کو ایک پری چہرہ نے بجھا دیا۔ (کسی نازنین نے شمع گل کر دی) جب شمع کے سر سے دھواں نکل رہا تھا تو وہ کہہ رہی تھی کہ اے صاحب ذر (ے عشق کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے اگر تو عاشقی سیکھنا چاہتا ہے تو جلنے سے مر کر ہی راحت پائے گا۔ مقتول دوست کی قبر پر نہ رو بلکہ اس پر خوشی کر کہ وہ مقبول ہو گیا ہے۔

سعدی فرماتے ہیں کہ اگر تو عاشق ہے تو اپنے مرض سے غسل صحت نہ کر بلکہ سعدی کی طرح غرض سے ہاتھ دھو لے۔ فدائی معشوق سے ہاتھ نہیں کھینچتا ہے خواہ اس کے سر پر تیر اور پتھر برسیں۔ میں تجھ سے کہتا ہوں کہ دریا میں قدم نہ رکھ اگر جاتا ہے تو جسم کو طوفان کے سپرد کر دے۔

عاجزی کا انعام:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ بارش کا ایک قطرہ بادل سے ٹپکا اور سمندر میں گرا۔ جب قطرہ نے سمندر کی وسعت دیکھی تو بہت شرمندہ ہوا کہ جس جگہ سمندر ہے میں کیا ہوں اگر وہ ہے تو یقیناً میں نہیں (سمندر کے وجود کے سامنے میری حیثیت کچھ نہیں) ہوں۔ جب اس نے اپنے آپ کو حقارت سے دیکھا تو ایک سیپی نے اپنی آغوش میں لے لیا اور اپنی گود میں دل سے اس کی پرورش کی۔ آسمان نے اس کا کام اس جگہ پہنچایا کہ بادشاہ کے لائق نامور موتی بنا۔ سعدی فرماتے ہیں کہ بلندی اس کو حاصل ہوئی ہے جو پست ہوا۔

حضرت بایزیدؒ کی تواضع:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ عید کی صبح کو حضرت بایزید بسطامی غسل کر کے غسل خانہ سے باہر نکلے کسی شخص نے بے خبری میں اس کے سر پر خاک کا طشت گرا دیا جس کی وجہ سے ان کی دستار اور داڑھی خاک آلود ہو گئی۔ مگر اس حالت میں بھی ان کے منہ سے یہ الفاظ ادا ہو رہے تھے کہ اے نفس: میں دوزخ کے قابل ہوں ذرا سی راکھ سے منہ کیوں بناؤں۔

عقل مند درویش اور متکبر قاضی کا قصہ:

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ پرانے کپڑے پہنے ایک مفلس فقیر (فقہ کا جاننے والا) قاضی کے دربار میں صف اول میں جا کر بیٹھ گیا۔ قاضی کو اس کی یہ بات ناگوار گزری۔ قاضی کے معرف (معرف کے معنی بتانے والا یہ ایک طرح کا عہدہ ہوا کرتا تھا جس کا کام لوگوں کا قاضی سے تعارف کرانا اور ان کو حسب مراتب بٹھانا ہوا کرتا تھا) نے اس کی آستین پکڑ کر اسے وہاں سے ہٹا دیا کہ تجھے معلوم نہیں کہ تیرا مقام اونچا نہیں ہے اس لئے پیچھے بیٹھ یا پھر یہاں سے چلا جا۔

درویش نے معرف کی یہ باتیں سنیں اور ایک آہ کھینچ کر اس مقام سے اٹھ کر اس سے کم درجہ پر جا بیٹھا اسی محفل میں کسی بات پر فقیہوں میں کسی مسئلہ پر اختلاف ہو گیا۔ فقیہوں نے اس بارے میں جدل کا راستہ (گفتگو میں جب حق کا اظہار مدنظر نہ ہو بلکہ اپنی بڑائی ہو تو یہ جدل ہے) بنایا۔ ان کی باتوں میں انا پرستی اور "میں" آ گئی۔ انہوں نے آپس میں فتنہ کا دروازہ کھولا نہیں اور ہاں میں گردنیں ابھاریں۔ جیسے چالاک مرغے لڑائی میں چونچ اور پنجے کے ذریعہ ایک دوسرے میں گتھ جاتے ہیں۔ ان میں کوئی دیوانہ کی طرح غصہ کی وجہ سے بے خود تھا۔ کوئی زمین پر دو ہتھڑ مارتا تھا۔ ایسی مشکل گرہ (مسئلہ) میں پھنس گئے تھے جس کے کھولنے کا کسی کو راستہ نہ ملا۔ پرانے کپڑوں والا بھی آخری صف میں بیٹھا یہ سب سن رہا تھا۔ آخر وہ جھاڑی کے شیر کی طرح غرایا اور اہل مجلس سے گویا ہوا کہ کسی مسئلے کو سنبھالنے کے لئے غصے سے پھولی رگیں کام نہیں آتیں بلکہ قوی اور معنوی بریان اور دلائل ہی کی گتھی کو سلجھاتے ہیں۔ میرے پاس بھی بات (دلائل) کا گیند بلا ہے۔ یہ سن کر اہل مجلس نے اس مفلس فقیہ سے کہا کہ اگر اس مسئلہ کے بارے میں تو خوب اتنا ہے تو بیان کر۔

اس مفلس فقیہ نے فصاحت کے قلم سے اس مسئلہ کو دلوں پر ایسا منقش کیا جیسا کہ نگ کا نقش بات کو ظاہر سے حقیقت کی طرف لے گیا اور دعوے کے سر پر قلم پھیر دیا۔ اہل مجلس نے اس کی فصاحت پر ہزار آفرین کہی۔ اس نے اپنی بات کے گھوڑے کو یہاں تک دوڑایا کہ قاضی گدھے کی طرح کیچڑ میں پھنس کر رہ گیا۔ اور اس سے اس حد تک عاجز ہوا کہ اپنی محراب سے نکلا اور اپنی پگڑی اعزاز اور مہربانی میں اس کے سامنے پیش کر دی کہ افسوس میں نے تیرا مرتبہ نہ پہچانا جس کی وجہ سے تیری تشریف آوری

میں نہ لگا مجھے افسوس ہے کہ تیرے پاس اس پونجی (علم اور معارفت) کے ہوتے ہوئے تجھے اس جگہ (بے مرتبہ) پر دیکھ رہا ہوں۔ قاضی کا مصرف دلداری کے لئے اس کے سامنے آیا تا کہ قاضی کی پگڑی اس کے سر پر رکھ دے تو اس نے ہاتھ اور زبان سے مصرف کو روکا کہ دور ہو۔ میرے سر پر غرور کا پائے بند (دستار علماء کو مغرور اور متکبر بناتی ہے) نہ رکھ۔ ورنہ کل کو میں بھی پرانے لباس والوں پر پانچ گز کی پگڑی کی وجہ سے غصے ہوں گا۔ جب لوگ مجھے اس دستار کے ہوتے ہوئے آقا اور بڑا صدر کہہ کر پکاریں گے تو یہ سارے لوگ مجھے اپنی نگاہ میں حقیر نظر آئیں گے۔ شیریں پانی کو ہر شخص ممتاز (یعنی اچھی چیز اچھے ظرف کی محتاج نہیں ہے) کر لیتا ہے خواہ وہ زریں پیالے میں ہو یا مٹی کے برتن میں۔ انسان کے سر میں عقل اور گودا چاہیے۔ تیری طرح مجھے اچھی پگڑی نہیں چاہیے۔ انسان سر کی بڑائی سے کوئی چیز نہیں (پگڑی باندھ کر سر بڑا کر لینے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بن جاتا۔ کدو کا سر بھی بڑا ہوتا ہے لیکن وہ بے مغز ہوتا ہے۔ تو اپنی داڑھی اور پگڑی کی وجہ سے اپنی گردن نہ ابھار۔ اس لئے کہ پگڑی کی حقیقت روئی اور تیری مونچھوں کی حقیقت گھاس کے سوا کچھ نہیں۔ جو لوگ محض دیکھنے میں آدمی ہیں تصویر کی طرح تو یہی بہتر ہے کہ وہ چپ رہیں۔ ہنر کے اندازے سے مقام تلاش کرنا چاہیے۔ زحل کی طرح بلندی اور نحوست (زحل ستارہ بلند ہے لیکن منحوس سمجھا جاتا ہے) نہ ظاہر کر۔ نہ کل چاہے کتنا بلند ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی بلندی کسی کام کی نہیں کیونکہ خود اس میں گنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ اس عقل و ہمت کے ہوتے ہوئے میں تجھے انسان نہیں کہہ سکتا خواہ تیرے پیچھے سو غلام چلتے ہوں۔ ایک کوڑی نے جو مٹی میں تھی تو کیا اچھی بات کہی جب اس کو ایک لالچی جاہل نے اٹھایا کہ مجھے کوئی بھی کسی چیز کے بدلے نہ خریدنا چاہے گا۔ اپنی دیوانگی سے مجھے ریشمی کپڑے میں لپیٹ۔ کوئی مالدار محض اپنے مال کی وجہ سے دوسرے سے بہتر نہیں ہے۔ جیسے اگر گدھا اطلس کی جھول بھی پہن لے تب بھی وہ گدھا ہی رہے گا۔ چست بات کہنے والے انسان نے یہ باتیں کر کے بات کے پانی سے دل کا کینہ (دل کا غبار) دھولیا۔ اسی محنت مگر حق بات بن کر قاضی حواس باختہ ہوا۔ اپنے ظلم میں خود ایسا گرفتار ہوا کہ بول پڑا۔ بیشک یہ سخت دن ہے۔ قاضی کو تعجب میں مبتلا چھوڑ کر وہ جوان اس مجلس سے باہر نکل گیا اور پھر کسی نے اس کا نشان نہ پایا۔ کچھ دیر بعد جب اہل مجلس کے حواس بحال ہوئے تو انہوں نے شور کیا کہ تو بتا کہ ایسا گستاخ کہاں کا رہنے والا ہے۔ چوبدار کو اس شخص کے پیچھے روانہ کیا کہ اسے ڈھونڈ کر لائے اس نے جب لوگوں سے اس جوان کے متعلق پوچھا کہ کسی نے اس صفت اور صورت کا دیکھا ہے ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس قسم کا شیریں گفتار اس شہر میں ہم فقط سعدی کو سمجھتے ہیں۔

گنجہ کے شہزادے کے توبہ کا قصہ

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں گنجہ (گنجہ ایک شہر کا نام ہے تبریز کے قریب ہے) کا ایک شہزادہ تھا جو نا اہل' ناپاک اور زور آور تھا۔ ایک بار وہ نشہ کی حالت میں مسجد میں آ گیا۔ اس وقت بھی اس کے ہاتھ میں جام تھا اور نشہ میں مست ہو کر گا رہا تھا۔ مسجد کے حجرہ میں ایک پارسا بزرگ ٹھہرا ہوا تھا۔ جس کی زبان میٹھی اور دل صحیح تھا کچھ لوگ اس بزرگ کا وعظ سن رہے تھے۔ اس بزرگ کی مجلس سے ایک شخص اٹھا اور بزرگ سے اس بدمست شہزادے کے بارے میں دعا کے لئے کہا کہ رند مست کے لئے آخر ایک مرتبہ دعا کر دیجئے۔ اس لئے کہ ہم تو بے زبان اور بے ہاتھ ہیں۔ باخبر دل کی جلا دینے والی ایک آہ سر تیغ و تیر سے قوی ہوتی ہے۔ جہاندیدہ انسان نے ہاتھ اٹھایا کہ اے نشیب و فراز کے مالک یہ لڑکا زمانہ سے خوش وقت ہے۔ اے اللہ اس کے تمام اوقات کو خوش بنا دے۔ بزرگ کی یہ دعا سن کر مجلس سے ایک اور شخص اٹھا اور اس نے بزرگ سے کہا کہ اے سچائی کے پیشوا آپ اس بد کے لئے کیوں نیکی چاہتے ہو کیونکہ بدعہد کے نصیبہ کی نیک خواہی شہر کی مخلوق کے سر کی بدخواہی کے برابر ہے۔ تیز ہوش دیکھنے والے نے کہا جب بات کی حقیقت تجھے معلوم نہ ہو تو جوش نہ دکھا۔ میں نے بڑی باتوں سے مجلس کو سجایا ہے۔ انصاف کے پیدا کرنے والے سے میں نے اس کی توبہ کی درخواست کی ہے۔ اس لئے کہ جب وہ بری عادت سے باز آ جائے گا تو بہشت میں باقی رہنے والے عیش کو پہنچ جائے گا۔ شراب کا عیش تو یہی پانچ روز کا ہے۔ مگر اس کے چھوڑ دینے میں ہمیشہ کا عیش ہے۔ بزرگ کے دعا دینے والی بات کسی شخص نے شہزادے کے سامنے بیان کر دی۔ جسے سن کر شہزادے کی آنکھوں میں بے خودی کی وجہ سے آنسو آ گئے۔ شہزادے نے بزرگ کے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ قدم رنجہ فرمائیں تا کہ میں سر دھروں نادانی اور بد چلنی کا خیال دل سے نکال دوں۔ بزرگ نے شہزادے کی دعوت قبول کی جب یہ بزرگ شاہ کے دربار میں پہنچے تو ان کے استقبال کے لئے دروازہ پر سپاہی دو رویہ کھڑے ہو گئے۔ دربار میں شاہ اور اہل مجلس نشہ میں مست تھے۔ کوئی بے خود کوئی نیم مست کوئی ہاتھ میں صراحی لئے شعر پڑھنے والا۔ ایک جانب گویے کی آوازیں دوسری طرف ساقی کی صدا کہ پی۔ لعل جیسے رنگ کی شراب میں مست تھے۔ ستار چی ستار کی طرح نیند سے بغل میں سر دیئے ہوئے تھا۔ مغرور دوستوں میں سے کسی کی نرگس کے سوا (نرگس کے علاوہ سب نیند سے آنکھیں بند کئے ہوئے تھے اس جگہ آنکھ نہ کھلتی تھی طبلہ اور ستار ایک دوسرے سے سازگار تھے نالہ زار سے دھیمی سر پیدا ہو رہی تھی۔ بزرگ نے جب شاہ کا یہ رنگ دیکھا تو انہوں نے حکم دیا کہ پیاز و آواز کے آلات توڑ دیئے جائیں آنا فانا ساری چیزیں چورا چورا کر دی گئیں۔ انہوں نے بزرگ کے حکم پر ستار کو توڑ ڈالا۔ لا رود کو پھاڑ ڈالا۔ گویے نے سر سے گانے کا خیال نکال دیا۔ میخانہ پر میں نے مٹکے پر پتھر مارے شراب بہہ گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ خوشامد اور چاپلوسی کرنا اور حسد کرنا طلب علم کے سوا نہیں ہے۔'' (بیہقی)

ستار اوندھا ہو گیا۔ جیسے کشتہ بطخ سے خون جاری (شراب کی بطخ سے لعل گوں شراب بہنے کا یہ منظر تھا کہ گویا بطخ ذبح کر دی ہے) ہو گیا۔ مٹکی نو ماہ شراب سے حاملہ (بھری ہوئی) تھی اس فتنہ میں اس نے جلد لڑکی جن دی۔ انہوں نے مشک کو پیٹ تک پھاڑ ڈالا۔ اس پر پیالہ کی آنکھیں پر اشک تھیں۔ بزرگ کے حکم پر مکان کے صحن کے پتھر اکھاڑ کر اس کی جگہ نئے پتھر لگا دیئے اس لئے کہ یاقوت رنگ کی شراب کا ابٹن سنگ مرمر کے چہرے سے دھونے سے نہیں جاتا اگر چہ بچہ مست ہوا ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس نے ان دنوں بہت شراب پی لیکن اس دن کے بعد سے شہزادہ ایسا بدلہ کہ پھر جو بھی ہاتھ میں سارنگی پکڑتا تو ڈھیرے کی طرح لوگوں کے ہاتھ سے طمانچے کھاتا اور اگر کوئی فاسق کندھے پر ستار رکھتا تو وہ طنبورہ کی طرح اس کے کان اینٹھتا۔ وہ جوان (شہزادہ) جس کا سر تکبر اور خودی سے مست تھا بوڑھوں کی طرح عبادت کے گوشے میں بیٹھ گیا۔ اس کے باپ نے کئی بار ڈانٹ کر اس سے کہا کہ نیک چلن اور مہذب بات والا بن لیکن وہ نہ سمجھا باپ نے اس پر سختی کی قید خانہ اور بیڑیوں کی سزا بھی دی مگر اس کو ایسی مفید نہ ہوئی جیسی کہ نصیحت۔

نیک آقا اور سرکش غلام کا قصہ:

شیخ سعدیؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک بزرگ جو تمام زمانے کا ہنر مند تھا اس کا ایک غلام تھا جو نہایت بدمزاج اور برے اخلاق کا تھا۔ بدصورت بھی ایسا کہ شہر کے بدصورتوں سے بازی لے گیا تھا اور غلیظ ایسا کہ اس کے دانت اژدھے کی طرح زہر آلود رہتے۔ روحوں والی آنکھ کا پانی ہمیشہ چہرہ پر نمودار (چندھا تھا) رہتا تھا۔ اس کے بدن سے ہر وقت شدید بو نکلتی رہتی تھی۔ کھانے پکتے وقت ابرو پر گرہ ڈالتا (بدمزاجی کرتا) مگر جب کھانا پک جاتا تو اپنے آقا کے ساتھ ران ملا کر بیٹھتا اور دمادم روٹی کھانے میں ساتھ رہتا۔ اس قدر نمک حرام اور کام چور تھا کہ مرتے کے منہ میں بھی پانی نہ ڈالے۔ اس پر کوئی نصیحت کام کرتی تھی نہ مار پیٹ سے قابو آتا تھا۔ دن رات اس کی وجہ سے گھر درہم برہم تھا۔ اپنی خبیث طبیعت کی وجہ سے لوگوں کو پریشان کرتا۔ کبھی کانٹے اور تنکے راستے میں ڈال دیتا کبھی مرغیوں کو کنوئیں میں پھینک آتا۔ اس کے چہرے پر وحشت برستی تھی۔ غرض یہ غلام کسی کام کا نہ تھا۔ بلکہ بدحرام تھا کسی نے غلام کے آقا سے کہا کہ تیرے غلام میں نہ ادب ہے نہ ہنر اور نہ ہی یہ خوبصورت پھر تو اس سے کیا چاہتا ہے۔ جتنی برائیاں اس غلام میں ہیں ان کے ہوتے ہوئے اس کا وجود اس لائق نہیں کہ تو اس کا ظلم برداشت کرے اور بلاوجہ اس کا بوجھ اپنے کندھے پر اٹھائے۔ اگر تو کہے تو میں تیرے لئے ایک خوبصورت نیک عادت غلام لے آؤں۔ اس بدمزاج غلام کو بردہ فروش کے یہاں لے جا کر بیچ آ۔ اور اگر وہ اس غلام کا سودا ایک پیسہ میں بھی کرلے تو انکار نہ کرنا اور اگر سچ پوچھے تو یہ مفت میں بھی گراں (مہنگا) ہے۔ نیک طبیعت انسان نے یہ بات سنی ہنسا کہ اے مبارک ذات یار بے شک اس غلام کی طبیعت اور عادت بری ہے۔ لیکن اس کی وجہ سے میری طبیعت نیک ہو جاتی ہے جب اس کی بہت برداشت کرلوں گا تو ہر شخص کا ظلم برداشت کر سکوں گا۔ میں نے شرافت نہ سمجھا کہ اس کو بیچوں اور کسی دوسرے سے اس کا عیب کہوں۔ اس کی مصیبت کو برداشت کرنا اس سے کہیں بہتر ہے کہ اس کو کسی کے حوالے کروں۔ حدیث شریف میں ہے کہ مومن وہی ہے جو اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اس لئے مجھے یہ پسند نہیں کہ جو چیز مجھے ناپسند ہے وہ اپنے کسی بھائی کے سر ڈال دوں۔

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ اگر تو تکلیف میں ہے تو دوسرے کو اس میں مبتلا نہ کر۔ برداشت کرنا ابتداء تجھے زہر معلوم ہوگا لیکن شہد بن جائے گا جب طبیعت میں رچ بس جائے گا۔

موت کی طاقت:

حضرت شیخ سعدی بیان فرماتے ہیں کہ آذر بائیجان کے شہر اردبیل میں ایک شخص رہتا تھا جو نہایت بہادر اور طاقت ور تھا طاقتور اتنا کہ اپنا تیر بیلچہ کے آر پار کر دیتا تھا۔ ایک بار لڑائی کے دوران ایک کمبل پوش اس کے سامنے آیا۔ جو دنیا کو آگ لگا دینے والا جنگ باز تھا۔ جنگجوئی میں بہرام گور کی طرح تھا۔ اس کے کاندھے پر گورخر کے چمڑے کی کمند تھی۔ اردبیل کے جنگجو نے کمبل پوش پر خدنگ کے بنے ہوئے سو تیر چلائے لیکن ایک تیر بھی کمبل پوش کے کمبل سے آگے نہ بڑھا۔ وہ بہادر (کمبل پوش) دستان پہلوان (رستم کے باپ کا نام ہے) کی طرح آگے بڑھا اس کو کمند کے پیچ میں پھنسایا اور لے گیا۔ اور اسے لشکر گاہ میں خیمہ کے دروازے پر خونی چوروں کی طرح گردن سے باندھ دیا۔ وہ تمام رات غیرت اور شرم کی وجہ سے نہ سویا۔ صبح کو ایک خادم نے اسے اس طرح بندھا دیکھ کر قیچہ میں سے کہا کہ تو جو لوہے کو ناوک اور تیر سے بیندھ دیتا تھا کمبل پوش کی قید میں کیسے آ گیا۔ سعدی فرماتے ہیں کہ وہ کہتا تھا اور خون کے آنسو روتا تھا تجھے معلوم نہیں کہ موت کے دن کوئی نہیں جیا میں وہی تھا کہ نیزہ بازی اور تلوار بازی کے طور طریقے رستم کو سکھائے۔ جب میرے نصیبہ کا بازو قوی تھا بیلچے کی موٹائی مجھے کمبل معلوم ہوتی (بیلچے میں اس آسانی سے تیر آر پار کر دیتا تھا جیسا کہ کمبل میں) تھی۔ اب جب کہ اقبال (نصیب) قابو میں نہیں ہے میرے تیر کے سامنے کمبل بھی بیلچے سے کم نہیں ہے۔

سعدی فرماتے ہیں کہ موت کے دن نیزہ زرہ کو پھاڑ دیتا ہے بے موت کے کرتے سے بھی نہیں گزرتا ہے۔ موت کے قہر کی تلوار جس کی گدی میں ہے وہ ننگا ہے چاہے اس کی زرہ چند (کٹی) نہ کی ہے اور اگر نصیب مددگار ہو اور زمانہ پشت پناہی کرے تو ننگا بھی خنجر سے نہیں مارا جا سکتا۔ نہ ہی کسی عقلمند نے اپنی کوشش سے موت سے جان بچائی ہے نہ

بیوقوف مضر چیز کھانے سے مرا ہے۔

ایک کردی اور طبیب کا قصہ:

حضرت شیخ سعدی بیان فرماتے ہیں کہ ایک رات کردی (کرد ایک قوم تھی جو جنگل میں بکریاں چراتی تھی) کے پیٹ میں درد اٹھا۔ درد کی شدت کی وجہ سے وہ رات سو نہ سکا۔ صبح وہ حکیم کے پاس پہنچا۔ حکیم نے اسے دیکھ کر کہا چونکہ اس نے زرکی پتی (زرایک قسم کی گھاس ہے جس میں مشک کی سی خوشبو ہوتی ہے) کھائی ہے۔ پر مجھے حیرت ہے کہ اس نے رات کیسے پوری کرلی۔ اس لئے کہ تتاری کے تیر کی نوک مضر کھانا کھانے سے بہتر (مضر صحت خوراک تتاری کے تیر سے زیادہ مہلک ہے) ہے۔ حکیم کہہ رہا تھا کہ اگر ایک لقمہ سے انتڑی میں گرہ پڑ جائے تو نادان (کھانے والے کی) کی تمام عمر رائیگاں جاتی ہے۔

سعدی فرماتے ہیں کہ تقدیر سے طبیب اسی رات مرگیا۔ اور اس قصہ کو چالیس سال گزر گئے وہ کردی اب تک زندہ ہے۔

موت سے چھٹکارا نہیں:

حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ ایک گدھ چیل کے سامنے بولا کہ مجھ سے زیادہ دوربین کوئی نہیں ہوگا۔ چیل بولی کہ اتنی زیادہ شیخی اچھی نہیں ہوتی۔ آج جنگل کے اطراف میں تجھے کیا دکھتا ہے۔ حضرت سعدی فرماتے ہیں کہ ایک دن کے فاصلہ سے گدھ نے اوپر سے نیچے نظر دوڑائی اور چیل سے بولا کہ اگر تجھے یقین آ جائے تو میں نے دیکھا ہے کہ گیہوں کا ایک دانہ زمین پر پڑا ہے چیل کو تعجب کی وجہ سے یقین نہ آیا۔ انہوں نے سر او نچائی سے نشیب کی طرف کر دیا۔ جب گدھ دانہ کے قریب پہنچا اس پر لمبی قید چمٹ گئی۔ وہ شکاری کے بچھائے ہوئے پھندا میں بری طرح پھنس گیا۔ وہ یہ نہ سمجھا کہ اس دانے کے کھانے سے زمانہ اس کی گردن میں جال ڈال دے گا۔ ہر سیپی موتی سے حاملہ نہیں بنتی ہے۔ نہ ہر بار چالاک نشانہ پر مار سکتا ہے۔ چیل نے جب گدھ کو جال میں پھنسے دیکھا تو گدھ سے بولی اس دانہ کے دیکھنے سے کیا فائدہ جب تجھے دشمن کے جال کی بینائی نہ تھی۔ سعدی فرماتے ہیں کہ وہ کہہ رہا تھا اور اس کی گردن پھنسی تھی۔ تقدیر سے بچاؤ مفید نہیں ہے (باوجود بچاؤ کے مقدر کا لکھا پیش کر رہا ہے) موت نے جب اس کا خون بہانے کے لئے ہاتھ نکال لیا تو تقدیر نے اس کی باریک بینی بند کر دی جس پانی کا کنارہ موجود نہ ہو۔ اس میں تیراک کا غرور کام نہیں آتا ہے۔

پردہ پوشی کی فضیلت:

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ شیخ ابوسلیمان داؤد قبیلہ طے کے رہنے والے تھے۔ امام ابوحنیفہ کے شاگرد اور حضرت موسیٰ رضا اور حبیب رائی کے مرید تھے۔ ایک شخص ان بزرگ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے ایک صوفی کو راستے میں بے ہوش پڑا دیکھا ہے۔ وہ اس حالت میں ہے کہ اس کا لباس اور پگڑی قے آلود ہے اور کتوں کا مجمع اس کے گرد حلقہ بنائے ہوئے ہے۔ (عموماً شرابیوں کو قے آ جاتی ہے) نیک عادت والے نے جب یہ قصہ سنا تو کہنے والے سے ابروئیں چڑھائیں تھوڑی دیر تک وہ اس شخص پر بگڑتے رہے پھر اس سے کہا کہ اے دوست مہربان دوست آج ہی کے دن کام آتا ہے) یعنی یہی وقت ہے کہ تو اس کی مدد کرلے۔ جا اور اس بری جگہ سے اس کو اٹھا کر لے آیا کیونکہ اس شخص کی یہ حرکت شرع میں ممنوع ہے اور گدڑی پر عار ہے جا اور بہادروں کی طرح اسے کمر پر لاد کر لے آ۔ اس لئے کہ مست طریقت کی بارے پر قابو نہیں رکھتا ہے۔ سننے والا اس بات سے تنگ دل ہوا۔ فکر میں پھنس گیا جیسا کہ گدھا دلدل میں اس شخص کی حالت یہ تھی کہ نہ تو اس میں اس بات کی طاقت تھی کہ ان کا حکم نہ مانے۔ نہ اس بات کی رغبت تھی کہ مست کو کندھے پر لے آئے۔ تھوڑی دیر تک پیچ و تاب کھاتا رہا۔ مگر کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی۔ جب حکم سے سرکشی کا راستہ نہ ملا۔ تو کمر باندھی اور مجبوراً اس صوفی کو اپنے کندھے پر اٹھا کر شہر کی طرف آیا۔ لوگوں نے جب صوفی کو اس حالت میں اس کے کندھے پر دیکھا تو پورا شہر اس کے گرد جمع ہوگیا۔ کوئی طعنہ دیتا کہ اس فقیر کو دیکھو کیا پارسائی' تقویٰ اور دین ہے کوئی یہ کہتا کہ صوفیوں کو دیکھو شراب پیتے ہیں اپنا چوغہ شراب کے بدلے گروی کئے ہوئے ہیں۔ کوئی ان دونوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ مدہوش ہے۔ اور وہ نیم بے ہوش ہے۔ غرض پورا دن اس نے اسی مصیبت اور غم میں گزارا۔ مجبوراً اس مست کو صوفی کے گھر لے گیا۔ رات بھر وہ شرم اور فکر میں نہ سویا کہ گردن پر دشمن کے ظلم کی تلوار شہر کی بدنامی اور عوام کے جوش سے بہتر ہے دوسرے دن جب وہ ان بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ اسے دیکھ کر ہنسے اور بولے کہ گلی کوچوں میں بھائی کی آبروریزی نہ کر۔ ورنہ زمانہ شہر میں تیری آبروریزی کرے گا (چونکہ تو نے اس مست کی آبروریزی تنہائی میں کی تھی لہٰذا تیری آبروریزی برملا (سربازار) ہوئی۔

سرداروں کو عوام کا کیا علم:

شیخ سعدی بیان فرماتے ہیں کہ ایران کا حاکم طغرل خزاں کی رات میں ایک غلام چوکیدار کے پاس سے گزرا۔ تو اس نے چوکیدار کو برف اور بارش اور بہاؤ کے برسنے سے سہیل ستارہ کی طرح لرزتے دیکھا۔ رحم سے اس کا دل اس پر جوش میں آ گیا۔ چوکیدار کے پاس گیا اور بولا کہ ابھی میری پوستین کی قبا پہن لو اور بالا خانے کے کنارے تھوڑی دیر انتظار کر میں غلام کے ہاتھ تیرے لئے سردی سے بچاؤ کے لئے باہر بھیجتا ہوں۔

ابھی سلطان یہی کہہ رہا تھا کہ موسم بہار کی ہوا چل پڑی۔ بادشاہ شاہی محل میں گھس گیا۔ پری جیسے چہرے والا لڑکا اس کے محل میں موجود تھا۔ جس کی طرف سلطان کی طبیعت کا جھکاؤ تھا۔ اس ترک (محبوب لڑکے) کا نظارہ اس کو ایسا بھلا معلوم ہوا کہ مسکین چوکیدار سے کیا ہوا۔ وعدہ اس کے ذہن سے نکل گیا۔ ادھر چوکیدار پوستین کی قبا کے انتظار میں ساری رات کھڑا رہا۔ کیونکہ اس نے پوستین کا صرف نام ہی سنا تھا اور اب اس کی بدبختی کی وجہ سے کاندھے پر آنے سے رہ گئی۔ شاید کہ جاڑے کی تکلیف اس کے لئے کافی نہ تھی کہ آسمان کے ظلم نے اس کے لئے انتظار کا اور اضافہ کر دیا۔ سعدی فرماتے ہیں کہ غور کر جب بادشاہ غفلت میں سو گیا جب صبح ہوئی تو نقاری نے اس سے کیا کہا اے نیک بخت سلطان شاید تو بھول گیا جب تیرا ہاتھ معشوق کی بغل میں پہنچا کہ تو نے کسی غریب سے کیا وعدہ کیا تھا۔ تیری رات عیش و مستی میں کٹتی ہے تجھے کیا معلوم کہ رات میں ہم پر کیا گزرتی ہے۔

سعدی فرماتے ہیں کہ قافلے کے سردار دیگ میں سر دیئے ہوتے ہیں اس کو ریتے میں دھنسے ہوؤں کی کیا فکر ہے۔ اے کشتی والے پانی پر کھڑا رہے اس لئے کہ بے سہارا لوگوں کے سر سے پانی گزر گیا ہے اے مست جوانو ٹھہرو اس لئے کہ قافلہ میں ست بوڑھے بھی ہیں۔ قیام گاہ پر دل کے آرام سے سونے والے بھوکے پیٹ والوں کا حال نہیں جانتے ہیں۔

گدھے کی نصیحت:

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ ایک شخص کسی جنگل میں سے گزر رہا تھا بہت زیادہ تھک گیا تھا کہ اپنی بے بسی پر رونے لگا کہ اس جنگل میں مجھ سے زیادہ کون مسکین ہوگا۔ اس کی بات ایک لدھو گدھے نے سنی تو بولا اے بے تمیز میری طرح تو بھی آسمان کے ظلم سے نالاں ہے۔ جا شکر ادا کر اگر چہ تیرے پاس سواری کے لئے گدھا تک نہیں لیکن تو انسان کے بوجھ تلے چلنے والا گدھا بھی نہیں ہے۔

شرابی کی نصیحت:

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ ایک فقیہہ ایک جگہ سے گزر رہا تھا کہ اس نے ایک شرابی کو نشے میں مست و بے ہوش پڑے دیکھا اسے اس طرح پڑے ہوئے دیکھ اپنی پارسائی پر مغرور ہو گیا تکبر سے اس کی طرف دھیان نہ کیا۔ اس ست جوان نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ اے بوڑھے جا خدا کا شکر ادا کر۔ اس لئے کہ تو نعمت میں ہے تکبر نہ کر کیونکہ تکبر کرنے سے محرومی آتی ہے۔ اگر تو کسی کو قید میں دیکھے تو اس پر نہ ہنس ایسا نہ ہو کہ تو بھی قید میں پڑ جائے کیا آخر تقدیر کے امکان میں یہ نہیں ہے کہ کل کو میری طرح تو بھی کہیں مست پڑا ہو۔ اگر آسمان نے تیرا حصہ مسجد میں لکھ دیا ہے تو دوسرے پہ جو کنشت میں ہے اس پر طعنہ زنی نہ کر۔ اے مسلمان! شکرانہ میں ہاتھ جوڑ کہ آتش پرست کا جینو تیری کمر پر نہیں بندھا ہے۔

سومنات کا مندر اور حضرت شیخ سعدیؒ:

شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ میں نے سومنات (سومنات) کے (جونا گڑھ کے علاقہ میں ایک بت خانہ تھا جو محمود غزنوی کے حملوں میں تباہ ہو گیا تھا اب ہندسرکار نے اس کی دوبارہ تعمیر کرائی ہے منات عرب کا مشہور بت تھا) میں ہاتھی دانت کا بنا ہوا بت دیکھا۔ جڑاؤ جیسے جاہلیت میں منات مصور نے اس بت کو اتنا خوبصورت بنایا تھا جس سے زیادہ خوبصورت نہ بن سکے۔ اس بے جان صورت کو دیکھنے کے لئے ہر گوشہ سے قافلے رواں تھے۔ چین اور جنگل کے رائے صاحبان سعدی کی طرح اس سنگ دل بت کی وفا کے لالچ میں تھے۔ بڑے زبان آور ہر جگہ سے چل کر اس بے زبان کے آگے گڑگڑاتے تھے۔ اس ماجرے کو کھولنے سے میں عاجز آ گیا کہ جان دار بے جان کو کیوں پوجتا ہے۔ اس مندر میں میری شناسائی ایک پجاری سے ہو گئی۔ وہ پجاری بھلی بات کہنے والا اور حجرہ کا شریک اور یار تھا۔ ایک بار نرمی سے میں نے اس سے پوچھا کہ اے برہمن اس سرزمین کے کارناموں سے مجھے تعجب ہے کہ اس بے طاقت و بے جان جسم (بت) پر فریفتہ ہیں۔ اور گمراہی کے کنویں میں قیدی ہیں۔ نہ تو اس بت کے ہاتھ میں طاقت ہے اور نہ پاؤں میں رفتار۔ کہ اگر تو اسے گرا دے تو وہ اپنی جگہ سے بھی نہیں اٹھ سکتا۔ تو نے نہیں دیکھا کہ اس بت کی آنکھیں کہربائی ہیں۔ ان تنگ چشموں سے وفا ڈھونڈھنا غلطی ہے۔ (تنگ چشم یعنی جو نہ دیکھ سکے معشوق کو تنگ چشم اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ تکبر کی وجہ سے نگاہ بھر کر کسی کو نہیں دیکھتا ہے) میری گفتگو سن کر اس دوست (پجاری) نے مجھے اپنا دشمن سمجھا۔ غصہ سے آگ کی طرح ہو گیا اور مجھ سے الجھ گیا۔ شور شرابہ کر کے پجاریوں اور بت خانہ کے پیر کو اکٹھا کر دیا۔ میں نے اس انجمن میں بھلائی کا منہ نہ دیکھا چونکہ ٹیڑھا راستہ ان کے نزدیک سیدھا تھا لہٰذا ان کی آنکھوں میں سیدھا راستہ ٹیڑھا نظر آیا۔ میں نے خاطر تواضع (خوشامد) کے علاوہ کوئی راستہ نہ دیکھا۔ میں نے بڑے برہمن کی تعریف شروع کر دی کہ اے استاد اور ژند کی تفسیر کے پیر (ژند مشہور کتاب ہے جو زردست کی طرف منسوب ہے۔ استاد اس کی ایک شرح ہے) مجھے بھی اس بت کے نقش کے ساتھ خوش اعتقادی ہے اس لئے کہ عمدہ شکل اور دل کش صورت ہے۔ میری نگاہ میں اس کی صورت نادر معلوم ہوتی ہے لیکن مجھے حقیقت کا پتہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ میں ابھی ابھی اس رات کا مالک (معتقد) بنا ہوں۔ اس لئے بد اور نیک میں کم تمیز کرتا ہوں لیکن تو تو سمجھتا ہے کیونکہ اس بساط کا زرین ہے اس زمین کے بادشاہ کا مخلص ہے کہ دیکھا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب عالم مرتا ہے تو خدا اس کے علم کی صورت بنا دیتا ہے جو قبر میں قیامت تک اس کا ساتھ دیتا ہے۔ (الجامع)

دیکھی کی گمراہی ہے ٹھنڈک اسی مسافر کو ہے جو باخبر ہے۔اس بت کی صورت میں کیا حقیقت ہے مجھے بھی بتا تا کہ میں سب سے پہلے عبادت گزاروں میں ہوں۔میری ان خوشامدانہ باتوں سے برہمن کا منہ خوشی سے چمک اٹھا۔اس سے میری باتوں کو پسند کیا اور کہا کہ اے اچھا بولنے والے تیرا سوال بالکل ٹھیک ہے اور تیرا کام عمدہ ہے۔جو شخص دلیل کا متلاشی ہوتا ہے وہ مقصد تک پہنچ جاتا ہے۔برہمن کہنے لگا کہ تیری طرح میں بھی سفر میں بہت گھوما ہوں۔بتوں کو اپنے آپ سے بے خبر ہی دیکھا ہے۔اس بت کے علاوہ اس لئے کہ یہ بت ہر صبح جہاں وہ ہے وہاں سے منصف خدا کے سامنے ہاتھ اٹھاتا ہے۔اگر تو بھی اس بت کی یہ کرامات دیکھنا چاہتا ہے تو آج رات تو بھی اس جگہ ٹھہر جا کیونکہ آنے والے کل کو تیرے اوپر یہ راز کھل جائے گا۔پیر (برہمن) کے حکم پر میں رات کو وہاں رہا۔جیسا بیون مصیبت کے کنویں قیدی (بیون رستم کا بھانجا ہے جس کو منیزہ کے عشق کی پاداش میں افراسیاب نے کنویں میں قید کر دیا تھا) شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ وہ رات میرے لئے قیامت کے دن کی طرح لمبی تھی۔پجاری میرے چاروں طرف بلاوضو نماز میں تھے۔وہ برہمن جنہوں نے پانی کو کبھی (غسل کے لئے) تکلیف نہ دی تھی۔ان کی بغلوں سے اتنی شدید بدبو آرہی تھی جیسے سورج میں مردہ سڑ رہا ہو۔شاید میں نے کوئی بڑا گناہ کیا تھا اس لئے میں نے اس رات بڑا عذاب اٹھایا۔تمام رات اسی غم کی قید میں پھنسا رہا میرا ایک ہاتھ دل پر تھا اور ایک دعا میں کہ اچانک نقارچی نے نقارہ پیٹ دیا۔مرغ نے برہمن کی موت کا اعلان کر دیا۔(مرغ کی اذان کو برہمن کی موت کا پیغام قرار دیا ہے) رات کے سیاہ پوش خطیب نے بلا کسی اختلاف کے دن کی تلوار میان سے سونت لی (قاعدہ تھا کہ فاتح سیاہ کپڑے پہن کر اور ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر خطبہ دیتا تھا) سوختے میں صبح کی آگ لگ گئی۔ایک دم سے پوری دنیا روشن ہو گئی۔بے عقل پجاری بغیر منہ دھوئے دروازے اور جنگل اور کوچہ سے پاخانہ میں آ گئے انسانوں میں سے کوئی شخص شہر اور کوچہ میں نہ رہا۔بت خانہ میں اس قدر لوگ تھے کہ سوئی دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ابھی میں غنودگی اور غصہ کی کیفیت میں تھا کہ اچانک اس بت نے اپنے ہاتھ اٹھا دیئے ایک بارگی ان سے شور پیدا ہوا تو یہ کہے گا کہ دریا میں جوش آ گیا۔

جب مجمع سے بت خانہ خالی ہو گیا تو برہمن نے ہنستے ہوئے مجھے دیکھا۔ مجھ سے کہنے لگا اب تو بت کو بے جان نہ سمجھے گا کیونکہ اب تیرے سامنے مشکل نہیں رہی۔حقیقت کھل گئی ہے اور باطل ختم ہو گیا ہے۔ برہمن کی بات سن کر تھوڑی دیر کے لئے میں مکاری سے رو پڑا کہ میں اس بات سے شرمندہ ہوں۔ جو میں نے کہی تھی۔میرے رونے سے ان کافروں کا دل میری طرف جھکا۔

جب میں نے دیکھا کہ بت خانہ کے پجاریوں میں اعتبار والا بن گیا ہوں میں خوشی سے زمین میں نہ سمایا۔ایک رات جب سارے پجاری سو گئے تو میں نے مضبوطی سے بت خانہ کا دروازہ بند کیا بچھو کی طرح دائیں اور بائیں دوڑا کیونکہ میں اس بت کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس بے جان بت نے حرکت کیوں کی۔میں نے تخت کے نیچے اور اوپر نظر ڈالی وہاں میں نے زرزوزی کا پردہ دیکھا اس پردہ کے پیچھے ایک آتش پرست پنڈار رسی کا سرا ہاتھ میں لئے بیٹھا تھا اس آتش پرست کو بت کے اندر چھپے دیکھ اور رسی کا سرا اس کے ہاتھ میں دیکھ کر مجھے اس بت کا حال معلوم ہو گیا تھا جیسا کہ حضرت داؤد کے ہاتھ میں لوہا موم ہو گیا کہ لامحالہ جب یہ پجاری رسی کھینچتا ہے تو وہ بت دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیتا ہے۔وہ پجاری مجھے وہاں دیکھ کر شرمندہ ہو گیا۔کیونکہ عیب کھل جانا اس کے لئے اور اس مندر کے لئے بہت بڑی بدنامی تھی مجھے دیکھ وہ بھاگا میں بھی اس کے پیچھے دوڑا اور اس کو پکڑ کر ایک کنویں میں اوندھا گرا دیا۔اس لئے کہ میں سمجھتا تھا کہ اگر وہ پجاری زندہ بچ گیا تو یقیناً میرے قتل کی کوشش کرے گا۔وہ چاہے گا کہ مجھے جلد سے جلد ہلاک کر دے تا کہ میں اس کا راز ظاہر نہ کروں۔ جب میں نے دیکھا کہ میں نے اس برہمن کو مار کر شور برپا کر دیا ہے تو میں فوراً اس جگہ کو چھوڑ دیا اور وہاں سے بھاگ گیا۔اس قیامت کے بعد میں ہندوستان آ گیا اور وہاں سے یمن کے راستہ سے حجاز میں اس تمام کڑواہٹ سے جو مجھ پر گزری تھی آج کے علاوہ میرا منہ میٹھا نہ ہوا۔

قبر کے کیڑے:

شیخ سعدی فرماتے ہیں جمشید کا ایک نازوں کا پالا مر گیا تو جمشید نے اس کا کفن ریشم سے تیار کئے ہوئے کپڑے کا کفن اس کے لئے بنوایا۔چند روز کے بعد جمشید اس کی قبر کے گنبد کے پاس آیا تا کہ اس پر زاری اور سوز سے روئے۔ جب اس کی نظر اس کی بوسیدہ قبر کے اندر پڑی تو اس نے وہ ریشمیں کفن بوسیدہ دیکھا۔ جسے دیکھ کر اس پر ہیبت طاری ہو گئی۔فکر سے اپنے آپ سے کہا کہ میں نے یہ کفن کا کپڑا جبراً ریشم کے کیڑے سے چھینا تھا مگر قبر کے کیڑوں نے اس سے دوبارہ چھین لیا۔سعدی فرماتے ہیں کہ ایک دن دو شعروں نے میرا جگر کباب بنا دیا جو پڑھنے والا رباب پڑھ رہا تھا ہائے افسوس ہمارے بغیر عرصے تک پھول اگیں گے اور لالہ زار کھلے گا۔ بہت سے تیرے اور دے اور اروی بہشت گزریں گے مگر ہم مٹی اور اینٹ ہوں گے۔(تیر دے ماہ اروی بہشت فارسی مہینوں کے نام ہیں)۔

☆☆☆☆☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بروز قیامت لوگوں میں زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا جس کو اپنے علم سے فائدہ نہ پہنچا ہو۔(رموز الحقائق)